تاریخ ابنِ کثیر

اردو ترجمہ

البدایۃ والنہایۃ

جلد ششم

حصہ یازدہم و دوازدہم

۲۴۸ ہجری سے ۴۰۰ ہجری تک کے واقعات کا تفصیلی بیان ابو العباس احمد بن محمد المعتصم کی خلافت، مختلف عباسی خلفاء کے عزل و نصب کے پریشان کن حالات، فاطمیین، بنو بویہ، و آل سلجوقیین کی اسلامی سلطنتوں کے احوال۔

آغاز سن ۴۰۱ ہجری، سلطان اسلام محمود غزنوی کے حالات، طغرل بیگ اور سلجوقی سلطنت کے احوال، سلطان صلاح الدین ایوبی کی جنگی مہمات اور عظیم فاتح اسلام بیت المقدس کی فتح کے احوال، دیگر ۵۸۸ ہجری تک کے اہم واقعات کا تفصیلی بیان۔

حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

ترجمہ و تحقیق

مولانا ابو طلحہ محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دار العلوم کراچی

مولانا محمد اسلم بن قاری رحمۃ اللہ صاحب شہداد پوری

دار الاشاعت [illegible]

www.ahlehaq.org

ترجمہ و تحقیق کے جملہ حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : [illegible]
ضخامت : 707 صفحات

ضروری گذارش

[illegible]

ملنے کے پتے

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible] 20 [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
[illegible]
[illegible] London [illegible]
[illegible]

Islamic Books Centre
[illegible]
[illegible]

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
[illegible]
[illegible]

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
[illegible] STREET
[illegible] 14212 U.S.A.

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

البدایہ والنہایہ معروف بہ

تاریخ ابن کثیر

حصہ یازدہم و دوازدہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم	۳	ابن طاہر کا مستعین کو خلافت سے دستبردار ہونے پر آمادہ کرنا	۴۳
فہرست مضامین	۳	متفرق واقعات	۴۳
تاریخ ابن کثیر حصہ یازدہم	۳۷	حرمین شریفین میں اسماعیل بن یوسف کی لوٹ مار	۴۴
۲۴۸ھ کے بقیہ واقعات	۳۷	خاص خاص افراد کا انتقال	۴۴
مستعین کی خلافت	۳۷	واقعات ۲۵۲ھ	۴۴
ابو العباس احمد بن محمد المعتصم	۳۷	مستعین کے خلافت سے کنارہ کش ہونے کے بعد معتز باللہ	۴۴
بغا کبیر کی وفات اور موسیٰ ابن بغا کا اس کی جگہ مقرر ہونا	۳۷	کی خلافت کا بیان	
ابن حسین کی بغاوت	۳۷	ابن قوقع کے شعر جو معتز کی شان میں مدحیہ قصیدہ سے ہیں	۴۵
خاص خاص لوگوں کی وفات	۳۷	بھائی کا بھائی کو قتل	۴۵
ابو حاتم السجستانی	۳۸	مستعفی مستعین کے قتل کا بیان	۴۵
۲۴۹ھ کے واقعات	۳۸	خاص افراد کا قتل	۴۶
فتنہ بغداد	۳۸	واقعات ۲۵۳ھ	۴۶
مخصوصین کی وفات	۳۹	عبدالعزیز بن ابی دلف کی شکست	۴۶
علی بن جہم	۳۹	بندار کا قتل	۴۶
واقعات ۲۵۰ھ	۴۰	ابن طاہر کی وفات	۴۶
یحییٰ بن عمر کا قتل	۴۰	وصیف ترکی کا قتل	۴۶
واقعات ۲۵۱ھ	۴۱	موسیٰ بن بغا اور الکوکبی کے درمیان جنگ کے بعد قزوین پر	۴۷
بغداد اور سامراوالوں میں خلافت کے بارے میں اختلاف	۴۱	موسیٰ کا قبضہ	
مستعین اور معتز دونوں کی طرف سے موسیٰ بن بغا کے نام	۴۱	خاص افراد کی وفات	۴۷
دعوتی خط		حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۴۷
ابن طاہر کا منافقانہ پالیسی اختیار کرنا	۴۲	دنیا سے نفرت پیدا ہونے کا واقعہ	۴۷

www.ahlehaq.org

قتل کا حکم ۴۷
کاروباری معاملہ ۴۸
دعا کی قبولیت ۴۸
اقوال سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ ۴۸
واقعات ۲۵۳ھ ۴۹
مشہور افراد کی وفات ۴۹
ابوالحسن علی الہادی (نام و نسب) ۴۹
واقعات ۲۵۵ھ ۵۰
یعقوب بن لیث اور علی بن حسین کے درمیان زوردار مقابلہ اور یعقوب کا غلبہ ۵۰
خلیفہ معتز بن متوکل کا انجام ۵۰
حلیہ ۵۱
مہتدی باللہ کی خلافت ۵۱
خلیفہ مہتدی باللہ کا عوام الناس سے اصلاحی خطاب ۵۲
ایک خارجی کا دعویٰ اہل بیت ۵۲
خواص حضرات کی وفات ۵۳
جاحظ متکلم معتزلی ۵۳
محمد بن کرام ۵۳
واقعات ۲۵۶ھ ۵۵
موسیٰ بن بغا کا اپنی آمد کے موقع پر خلیفہ کے درمیان ہنگامہ کھڑا کرنا ۵۵
مہتدی باللہ کی خلافت سے دستبرداری اور احمد بن متوکل کی حکومت ۵۶
معتمد علی اللہ کی خلافت ۵۷
زبیر بن بکار ۵۷
امام محمد بن اسماعیل بخاری ۵۷
واقعات ۲۵۷ھ ۶۲
خناق کی گرفتاری اور اذیت ناک طریقہ سے اس کا قتل کیا جانا ۶۲
عجیب صورت کا بچہ ۶۲
افراد کی وفات ۶۳
واقعات ۲۵۸ھ ۶۳
مفلح کا قتل ۶۳
ابواحمد کا دوسری جگہ نقل مکانی کرنا ۶۳
خاص افراد کی وفات ۶۳
واقعات ۲۵۹ھ ۶۳
واقعات ۲۶۰ھ ۶۵
خواص کی وفات ۶۵
واقعات ۲۶۱ھ ۶۶
موسیٰ بن بغا کو عہدے سے معزول کرنا ۶۶
وفات اعیان ۶۶
صحیح مسلم کے مصنف امام مسلم کے مختصر حالات ۶۷
امام مسلم کی موت کے وقوع کا سبب ۶۸
حضرت ابویزید بسطامی کے حالات ۶۸
واقعات ۲۶۲ھ ۶۹
خاص خاص لوگوں کی وفات ۶۸
واقعات ۲۶۳ھ ۶۹
مشہور حضرات کی وفات ۷۰
واقعات ۷۰
موسیٰ بن بغا کی وفات ۷۰
مشہور لوگوں کی وفات ۷۰
ابوزرعہ کے حالات ۷۰
واقعات ۲۶۵ھ ۷۱
قاسم بن مہاۃ کا دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو قتل کرنا ۷۱
پھر قاسم بن مہاۃ کا قتل کیا جانا ۷۱
خواص کا انتقال ۷۲
یعقوب بن اللیث الصفار ۷۲
واقعات ۲۶۶ھ ۷۲
خواص کی وفات ۷۳
واقعات ۲۶۷ھ ۷۳
ابوالعباس بن الموفق باللہ کی جانب سے رحمتوں کی بارش ۷۳
شہر منیعہ پر الموفق باللہ کا قبضہ ۷۳
منصورہ شہر پر موفق باللہ کا قبضہ ۷۳

www.ahlehaq.org

ابو احمد الموفق کا حبشی سردار کے شہر مختارہ کا محاصرہ کرنا اور اس کے بالمقابل شہر موفقیہ تعمیر کروانا	۷۵	واقعات ۲۷۵ھ	۸۷
		خواص کا انتقال	۸۸
مشہور افراد کا سفر آخرت کو کوچ کرنا	۷۵	ابو داؤد سجستانی کے حالات	۸۹
واقعات ۲۶۸ھ	۷۵	واقعات ۲۷۶ھ	۹۰
خواص کا انتقال	۷۶	بقی بن مخلد کے حالات	۹۰
واقعات ۲۶۹ھ	۷۶	واقعات ۲۷۷ھ	۹۱
خلیفہ کا ابن طولون سے ناراض ہونا	۷۷	خاص خاص لوگوں کی وفات	۹۲
مخصوصین کی وفات	۷۷	احمد بن عیسیٰ کے حالات	۹۲
واقعات ۲۷۰ھ	۷۷	ابو حاتم الرازی کے حالات	۹۳
خواص کی وفات	۷۹	یعقوب بن سفیان بن حران کے حالات	۹۳
احمد ابن طولون کے حالات	۷۹	عریب المامونیہ کے حالات	۹۴
احمد بن طولون کی خوش قسمتی کا ایک واقعہ	۷۹	واقعات ۲۷۸ھ	۹۵
احمد بن طولون کی موت کا سبب بھینس کا دودھ پینا تھا	۸۰	فرقہ قرامطہ کی تحقیق	۹۵
الحسن بن زید علوی کے حالات	۸۰	ابو احمد الموفق کے حالات	۹۷
داؤد بن علی کے حالات	۸۱	اس کی موت کا سفر	۹۷
ابن قتیبہ الدینوری کے حالات	۸۲	واقعات ۲۷۹ھ	۹۸
واقعات ۲۷۱ھ	۸۲	خلیفہ معتمد علی اللہ کے حالات	۹۸
ابو العباس المعتضد بن موفق ابو احمد اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان لڑائی	۸۲	البلاذری المؤرخ کے حالات	۹۹
		معتضد کی خلافت	۹۹
مشہور لوگوں کی وفات	۸۳	خواص کی وفات	۱۰۰
مامون کی بیوی بوران کے حالات	۸۳	امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات	۱۰۰
واقعات ۲۷۲ھ	۸۳	واقعات ۲۸۰ھ	۱۰۱
خواص کی وفات	۸۳	اس وقت بغداد میں دار الخلافہ کی تعمیر	۱۰۱
ابو معشر المنجم کے حالات	۳۸۴	خاص خاص افراد کی اموات	۱۰۲
واقعات ۲۷۳ھ	۸۵	احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر کے حالات	۱۰۲
مخصوصین کی وفات	۸۵	علامہ سیبویہ کے حالات	۱۰۳
محمد بن عبد الرحمٰن بن الحکم الاموی کے حالات	۸۵	واقعات ۲۸۱ھ	۱۰۳
خلف بن احمد بن خالد کے حالات	۸۵	خواص کا انتقال	۱۰۳
ابن ماجہ القزوینی کے حالات	۸۶	ابو بکر عبد اللہ بن ابی الدنیا کے حالات	۱۰۳
واقعات ۲۷۴ھ	۸۶	واقعات ۲۸۲ھ	۱۰۵
خاص خاص لوگوں کی وفات	۸۶	مشہور افراد کا انتقال	۱۰۶

www.ahlehaq.org

اسماعیل بن اسحاق کے حالات ۱۰۶
خمارویہ بن احمد بن طولون کے حالات ۱۰۶
واقعات ۲۸۳ھ ۱۰۷
خاص خاص لوگوں کی وفات ۱۰۷
البحتری الشاعر کے حالات ۱۰۹
واقعات ۲۸۴ھ ۱۱۰
احمد بن المبارک ابوعمرو المستملی کے حالات ۱۱۱
اسحاق بن الحسن کے حالات ۱۱۱
واقعات ۲۸۵ھ ۱۱۱
ابراہیم بن اسحاق کے حالات ۱۱۲
مبرد نحوی کے حالات ۱۱۲
واقعات ۲۸۶ھ ۱۱۳
رافع بن ہرثمہ کا قتل ۱۱۳
اسماعیل بن احمد اور عمرو بن لیث میں مقابلہ اور اسماعیل کی فتح ۱۱۳
حبشی سے بڑے فسادی قرامطہ کے سردار ابوسعید جنابی کا ظہور ۱۱۳
الحسن بن بشار ۱۱۵
محمد بن یونس کے حالات ۱۱۵
واقعات ۲۸۷ھ ۱۱۶
ابوبکر بن ابی عاصم کے حالات ۱۱۷
واقعات ۲۸۸ھ ۱۱۷
خواص کی وفات ۱۱۷
بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی کے حالات ۱۱۷
واقعات ۲۸۹ھ ۱۱۸
خلیفہ معتضد باللہ کے حالات ۱۱۹
مکتفی باللہ ابواحمد کی خلافت ۱۲۶
سپہ سالار بدر کا قتل ۱۲۶
واقعات ۲۹۰ھ ۱۲۷
خواص کی وفات ۱۲۸
امام احمد بن حنبل کے حالات ۱۲۸
واقعات ۲۹۱ھ ۱۲۹
احمد بن یحییٰ کے حالات ۱۲۹
واقعات ۲۹۲ھ ۱۳۰
خواص کی وفات ۱۳۰
واقعات ۲۹۳ھ ۱۳۱
الداعیہ کا ظہور ۱۳۱
خواص کی وفات ۱۳۲
ابوالعباس الناشی الشاعر کے حالات ۱۳۲
واقعات ۲۹۴ھ ۱۳۳
ذکرویہ کا قتل ۱۳۳
خواص کی وفات ۱۳۳
محمد بن نصر کے حالات ۱۳۴
واقعات ۲۹۵ھ ۱۳۵
المقتدر باللہ ابوالفضل کی خلافت ۱۳۶
متوفیین ۱۳۶
ابوالحسن النوری کے حالات ۱۳۷
اسماعیل بن احمد السامانی کے حالات ۱۳۷
واقعات ۲۹۶ھ ۱۳۸
خواص کی وفات ۱۳۹
خلف بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے حالات ۱۳۹
شاعر اور خلیفہ کے لڑکے ابن المعتز کے حالات ۱۳۹
محمد بن حسین بن حبیب کے حالات ۱۴۰
واقعات ۲۹۷ھ ۱۴۱
محمد بن داؤد بن علی کے حالات ۱۴۱
محمد بن عثمان بن ابی شریح کے حالات ۱۴۲
موسیٰ بن اسحاق کے حالات ۱۴۲
یوسف بن یعقوب کے حالات ۱۴۲
واقعات ۲۹۸ھ ۱۴۳
خاص خاص افراد کی وفات ۱۴۳
ابن الراوندی کے حالات ۱۴۳
جنید بن محمد کے حالات ۱۴۳
صافی الحرمی ۱۴۶

www.ahlehaq.org

اسحاق بن حسین بن اسحاق ۱۴۶
حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کے حالات زندگی ۱۴۶
واقعات ۲۹۹ھ ۱۴۷
احمد بن ابراہیم ابو عمرو الخفاف کے حالات ۱۴۷
بہلول بن اسحاق بن بہلول کے حالات ۱۴۷
محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ المغربی ۱۴۸
محمد بن یحییٰ ۱۴۸
واقعات ۳۰۰ھ ۱۴۹
خواص کی وفات ۱۴۹
الاحوص بن الفضل ۱۴۹
عبداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے حالات ۱۴۹
[illegible] کی وفات و حالات ۱۵۰
ابراہیم بن احمد بن محمد کے حالات و وفات ۱۵۰
واقعات ۳۰۱ھ ۱۵۱
خواص کی وفات ۱۵۱
جعفر بن محمد کے حالات ۱۵۲
واقعات ۳۰۲ھ ۱۵۲
خواص کی وفات ۱۵۳
قاضی ابو زرعہ محمد بن عثمان الشافعی کے حالات ۱۵۳
واقعات ۳۰۳ھ ۱۵۳
مشہورین کی وفات ۱۵۳
النسائی احمد بن علی کے حالات ۱۵۳
حسن بن سفیان کے حالات ۱۵۴
رویم بن احمد کے حالات ۱۵۵
ابو علی جبائی کے حالات ۱۵۵
ابو الحسین بن بسام الشاعر کے حالات ۱۵۵
واقعات ۳۰۴ھ ۱۵۵
خاص خاص لوگوں کی وفات ۱۵۷
یوسف بن حسین بن علی کے حالات ۱۵۷
لیموت بن المزرع بن لیموت کے حالات ۱۵۸
واقعات ۳۰۵ھ ۱۵۸
خواص کی وفات ۱۵۹
واقعات ۳۰۶ھ ۱۵۹
خواص کی وفات ۱۵۹
احمد بن عمر بن سریج کے حالات ۱۶۰
احمد بن یحییٰ کے حالات ۱۶۰
محمد بن خلف بن حیان کے حالات ۱۶۰
منصور بن اسماعیل بن عمر کے حالات ۱۶۱
ابو نصر المحب ۱۶۱
واقعات ۳۰۷ھ ۱۶۱
خواص کی وفات ۱۶۱
۳۰۸ کے واقعات ۱۶۲
خواص کی وفات ۱۶۲
واقعات ۳۰۹ھ ۱۶۳
منصور حلاج کے حالات ۱۶۳
انہیں حلاج کہنے کی مختلف وجوہ ہیں ۱۶۳
حلاج کی مکاریوں کا بیان ۱۶۶
حلاج کے قتل گاہ کی صفتیں ۱۶۹
خواص کی وفات ۱۷۳
واقعات ۳۱۰ھ ۱۷۳
خواص کی وفات ۱۷۳
ابو بشر الدولابی کے حالات ۱۷۳
ابو جعفر بن جریر الطبری کے حالات ۱۷۳
واقعات ۳۱۱ھ ۱۷۶
خواص کی وفات ۱۷۷
الخلال احمد بن محمد بن ہارون کے حالات ۱۷۷
ابو محمد الجریری کے حالات ۱۷۷
الزجاج صاحب معانی القرآن ۱۷۷
حامد بن عباس ۱۷۷
ابن خزیمہ ۱۷۸
واقعات ۳۱۲ھ ۱۷۸
علی بن محمد الفرات کے حالات ۱۷۹

www.ahlehaq.org

محمد بن محمد بن سلیمان کے حالات ۱۸۰
واقعات ۳۱۳ھ ۱۸۰
مشہور لوگوں کی وفات ۱۸۱
علی بن عبدالحمید کے حالات ۱۸۱
ابو عباس السراج الثقفی کے حالات ۱۸۱
واقعات ۳۱۴ھ ۱۸۱
خواص کی وفات ۱۸۲
واقعات ۳۱۵ھ ۱۸۲
خواص کی وفات ۱۸۳
ابن الجصاص الجوہری کے حالات ۱۸۳
علی بن سلیمان بن مفضل کے حالات ۱۸۵
واقعات ۳۱۶ھ ۱۸۵
خواص کی وفات ۱۸۶
بنان بن محمد بن حمدان بن سعید کے حالات ۱۸۶
واقعات ۳۱۷ھ ۱۸۷
قرامطہ کا حجر اسود چوری کر کے اپنے علاقے میں لے جانا ۱۸۸
خواص کی وفات ۱۹۰
احمد بن مہدی بن رستم ۱۹۰
بدر بن الہیثم کے حالات ۱۹۰
عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کے حالات ۱۹۱
الکعبی المتکلم کے حالات ۱۹۱
واقعات ۳۱۸ھ ۱۹۲
خواص کی وفات ۱۹۳
احمد بن اسحاق کے حالات ۱۹۳
یحییٰ بن محمد بن صاعد کے حالات ۱۹۳
الحسن بن علی بن احمد کے حالات ۱۹۳
واقعات ۳۱۹ھ ۱۹۴
خواص کی وفات ۱۹۴
علی بن حسین بن حرب بن عیسیٰ ۱۹۴
واقعات ۳۲۰ھ ۱۹۵
مقتدر باللہ کے حالات ۱۹۶
قاہر باللہ کی خلافت کا بیان ۱۹۷
خواص کی وفات ۱۹۸
احمد بن عمیر بن جوصا کے حالات ۱۹۸
ابو علی بن خیران کے حالات ۱۹۸
القاضی ابو عمر المالکی محمد بن یوسف کے حالات ۱۹۸
واقعات ۳۲۱ھ ۱۹۹
بنی بویہ کی امر کی ابتداء اور ان کی حکومت ۲۰۰
بنی بویہ کا نسب نامہ ۲۰۰
خواص کی وفات ۲۰۱
احمد بن محمد بن سلامہ کے حالات ۲۰۱
احمد بن محمد بن موسیٰ بن النضر کے حالات ۲۰۱
مقتدر کی والدہ کے حالات ۲۰۲
عبدالسلام بن محمد کے حالات ۲۰۲
احمد بن حسن بن درید بن جتاہیہ کے حالات ۲۰۲
واقعات ۳۲۲ھ ۲۰۳
قاہر کو خلافت سے معزول کرنے اور اس کی آنکھیں نکلوانے اور اسے طرح طرح کی تکالیف دینے کا بیان ۲۰۳
راضی باللہ ابی العباس محمد بن مقتدر باللہ کی خلافت کا بیان ۲۰۳
افریقہ کے مہدی کی وفات کا بیان ۲۰۵
خواص کی وفات ۲۰۶
محمد بن احمد بن اسم ابو علی الروذباری ۲۰۶
محمد بن اسماعیل کے حالات ۲۰۷
واقعات ۳۲۳ھ ۲۰۷
خواص کی وفات ۲۰۹
نفطویہ نحوی کے حالات ۲۰۹
عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ ۲۰۹
عبدالملک بن محمد بن عدی ۲۰۹
علی بن فضل بن طاہر ۲۰۹
محمد بن احمد بن اسد ۲۰۹
واقعات ۳۲۴ھ ۲۱۰
خواص کی وفات ۲۱۱

www.ahlehaq.org

محمد بن عبداللہ کے حالات ۴۴۶
ابونصر الفارابی کے حالات ۴۴۶
واقعات ۳۴۰ھ ۴۴۶
مشہور لوگوں کی وفات ۴۴۷
ابوالحسن کرخی کے حالات ۴۴۷
محمد بن صالح بن یزید کے حالات ۴۴۷
واقعات ۳۴۱ھ ۴۴۷
خواص کی وفات ۴۴۸
منصور قاضی کے حالات ۴۴۸
خواص کی وفات ۴۴۸
اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح کی وفات ۴۴۸
احمد بن محمد بن زیاد کے حالات ۴۴۸
واقعات ۳۴۲ھ ۴۴۹
خواص کی وفات ۴۴۹
علی بن محمد بن ابی الفہم کے حالات ۴۴۹
محمد بن ابراہیم ۴۵۰
محمد بن موسیٰ بن یعقوب ۴۵۰
واقعات ۳۴۳ھ ۴۵۰
خواص کی وفات ۴۵۰
علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام کے حالات ۴۵۰
محمد بن علی بن احمد بن عباس ۴۵۱
ابوالخیر تیناتی ۴۵۱
واقعات ۳۴۴ھ ۴۵۱
خواص کی وفات ۴۵۱
ابوبکر بن حداد کے حالات ۴۵۱
ابویعقوب الاذرعی کے حالات ۴۵۲
واقعات ۳۴۵ھ ۴۵۲
خواص کی وفات ۴۵۳
تمام قعنب کے حالات ۴۵۳
محمد بن علی کے حالات ۴۵۳
واقعات ۳۴۶ھ ۴۵۳
خواص کی وفات ۴۵۴
ابوالعباس الاصم کے حالات ۴۵۵
واقعات ۳۴۷ھ ۴۵۵
مشہورین کی وفات ۴۵۵
ابوسعید بن یونس کے حالات ۴۵۶
ابن درستویہ النحوی کے حالات ۴۵۶
محمد بن حسن ۴۵۶
محمد بن علی ۴۵۶
واقعات ۳۴۸ھ ۴۵۶
خاص خاص افراد کی وفات ۴۵۷
ابوبکر النجاد کے حالات ۴۵۷
جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم کے حالات ۴۵۷
محمد بن ابراہیم بن یوسف بن محمد کے حالات ۴۵۷
محمد بن جعفر بن محمد بن فضالہ کے حالات ۴۵۷
ابومحمد عبداللہ بن احمد بن علی کے حالات ۴۵۸
واقعات ۳۴۹ھ ۴۵۸
ابوعلی الحافظ کے حالات ۴۵۹
حسان بن محمد بن احمد بن مروان کے حالات ۴۵۹
محمد بن ابراہیم بن خطاب کے حالات ۴۵۹
عبدالواحد بن عمر بن محمد کے حالات ۴۵۹
ابواحمد العسال کے حالات ۴۵۹
واقعات ۳۵۰ھ ۴۶۰
خواص کی وفات ۴۶۰
الناصر لدین اللہ کے حالات ۴۶۰
خواص کی وفات ۴۶۱
ابوسہل بن زیاد القطان کے حالات ۴۶۱
اسمٰعیل بن علی بن اسمٰعیل بن علی کا بیان ۴۶۱
احمد بن محمد بن سعید ۴۶۱
تمام بن محمد ۴۶۱
حسین بن قاسم ۴۶۱
عبداللہ بن اسمٰعیل بن ابراہیم ۴۶۱

www.ahlehaq.org

عتبہ بن عبداللہ	۲۶۱
محمد بن احمد بن حیان	۲۶۲
ابو علی خازن	۲۶۲
واقعات ۳۵۱ھ	۲۶۳
الحسن بن محمد بن ہارون	۲۶۴
عبدالباقی بن قانع کے حالات	۲۶۵
ابوبکر النقاش المفسر کے حالات	۲۶۵
واقعات ۳۵۲ھ	۲۶۵
رومیوں کے بادشاہ النقفور کے حالات جس کا نام مستحق تھا	۲۶۶
النقفور ۱۱۲ اسلامیہ المصور و المیمونۃ	۲۶۹
خواص کی وفات	۲۷۵
واقعات ۳۵۳ھ	۲۷۵
خواص کی وفات	۲۷۵
واقعات ۳۵۴ھ	۲۷۷
مشہور شاعر متنبی کے احوال	۲۷۸
مشہور لوگوں میں وفات پانے والے	۲۸۱
محمد بن حبان کے حالات	۲۸۱
محمد بن حسن بن یعقوب کے حالات	۲۸۱
واقعات ۳۵۵ھ	۲۸۲
ابوبکر بن جعابی کے حالات	۲۸۳
واقعات ۳۵۶ھ	۲۸۴
معزالدولہ بویہ کی وفات	۲۸۵
خواص میں سے وفات پانے والے	۲۸۵
کافور الاخشید	۲۸۶
ابو علی القالی کے حالات	۲۸۶
واقعات ۳۵۷ھ	۲۸۷
خواص کی وفات	۲۸۷
محمد بن احمد بن مخلد کے حالات	۲۸۷
کافور بن عبداللہ الاخشیدی	۲۸۸
واقعات ۳۵۸ھ	۲۸۸
واقعات ۳۵۹ھ	۲۸۹

خواص کی وفات	۲۹۰
سلیمان بن احمد بن ایوب کے حالات	۲۹۱
الرفا شاعر احمد بن السری	۲۹۱
ابوالحسن کندی	۲۹۱
محمد بن جعفر کے حالات	۲۹۱
محمد بن حسن کے حالات	۲۹۱
محمد بن جعفر بن محمد کے حالات	۲۹۱
واقعات ۳۶۰ھ	۲۹۲
واقعات ۳۶۱ھ	۲۹۳
مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے	۲۹۳
واقعات ۳۶۲ھ	۲۹۳
مشہورین کی وفات	۲۹۵
محمد بن حسن کے حالات	۲۹۶
واقعات ۳۶۳ھ	۲۹۶
خلیفہ مطیع اللہ کا خلافت سے دستبردار ہونا اور الطائع کا	۲۹۶
خلیفہ بننا	
معز فاطمی اور قرمطین کے درمیان مقابلہ	۲۹۷
معز فاطمی کا قرامطہ سے دمشق چھیننا	۲۹۷
فصل	۲۹۸
عباس بن حسین کے حالات	۲۹۸
ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر کے حالات	۲۹۹
علی بن محمد کے حالات	۲۹۹
ابوالفراس (حارث بن سعید)	۲۹۹
بن محمد ابن الشاعر	۲۹۹
واقعات ۳۶۴ھ	۳۰۰
دمشق کے فاطمیوں کے قبضے سے چھن جانے کا ذکر	۳۰۱
خواص کی وفات	۳۰۲
سبکتگین کے حالات	۳۰۲
واقعات ۳۶۵ھ	۳۰۳
مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے	۳۰۳
الحسین بن محمد بن احمد کے حالات	۳۰۳

www.ahlehaq.org

ابو احمد بن عدی الحافظ ۳۰۳
المعز الفاطمی کے حالات ۳۰۴
واقعات سن ۳۶۶ھ ۳۰۵
سبکتگین کی حکومت کی ابتداء ۳۰۶
مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے ۳۰۷
حسین بن احمد کے حالات ۳۰۷
اسماعیل بن نجید کے حالات ۳۰۸
حسن بن بویہ ۳۰۸
محمد بن اسحاق ۳۰۸
محمد بن حسن ۳۰۸
ابو الحسین علی بن احمد ۳۰۸
واقعات ۳۶۷ ہجری ۳۰۹
عز الدولہ بن بختیار کا قتل ۳۱۰
خواص کی وفات ۳۱۱
بختیار بن بویہ الدیلمی ۳۱۱
محمد بن عبدالرحمن کے حالات ۳۱۱
واقعات ۳۶۸ھ ۳۱۲
قسام الترابی کا دمشق کا بادشاہ بننا ۳۱۲
خواص کی وفیات ۳۱۳
العقیقی ۳۱۳
احمد بن جعفر ۳۱۳
تمیم بن معز فاطمی ۳۱۳
ابو سعید السیرافی کے حالات ۳۱۳
عبداللہ بن ابراہیم کے حالات ۳۱۴
عبداللہ بن محمد بن ورقاء ۳۱۴
محمد بن عیسیٰ کے حالات ۳۱۴
واقعات ۳۶۹ھ ۳۱۴
مشہورین میں سے اس سال وفات پانے والے احمد بن زکریا ابو الحسن اللغوی ۳۱۶
احمد بن عطاء بن احمد ۳۱۶
عبداللہ بن ابراہیم کے حالات ۳۱۶
محمد بن صالح ۳۱۶
واقعات ۳۷۱ھ ۳۱۶
ابو بکر الرازی الحنفی کے حالات ۳۱۷
محمد بن جعفر ۳۱۷
ابن خالویہ ۳۱۷
واقعات ۳۷۰ھ ۳۱۷
خواص کی وفات ۳۱۷
الاسماعیلی ۳۱۷
الحسن بن علی بن حسن ۳۱۷
عبدالعزیز بن حارث ۳۱۸
علی بن ابراہیم ۳۱۸
علی بن محمد الاحدب المزور ۳۱۸
الشیخ ابوزید المروزی الشافعی ۳۱۸
محمد بن خفیف کے حالات ۳۱۹
واقعات ۳۷۲ھ ۳۱۹
عضد الدولہ کی زندگی کے کچھ حالات ۳۱۹
محمد بن جعفر ۳۲۱
واقعات ۳۷۳ھ ۳۲۱
مشہورین کی وفات ۳۲۱
بلکین بن زیری بن منادی ۳۲۱
سعد بن سلام ۳۲۱
عبداللہ بن محمد کے حالات ۳۲۲
واقعات ۳۷۴ھ ۳۲۲
الازدی ابی الفتح محمد بن حسن کے حالات ۳۲۲
خواص کی وفات ۳۲۲
واقعات ۳۷۵ھ ۳۲۳
خواص کی وفات ۳۲۳
ابو علی بن ابی ہریرۃ ۳۲۳
الحسین بن علی ۳۲۳
ابو القاسم الدارکی ۳۲۳
محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح ۳۲۳

www.ahlehaq.org

واقعات ۳۷۶ھ	۳۲۳	واقعات ۳۸۳ھ	۳۳۰
واقعات ۳۷۷ھ	۳۲۳	خواص کی وفات	۳۳۱
خواص کی وفات	۳۲۳	احمد بن ابراہیم	۳۳۱
احمد بن حسین بن علی	۳۲۳	واقعات ۳۸۴ھ	۳۳۱
اسحاق بن المقتدر باللہ	۳۲۵	خواص کی وفات	۳۳۱
جعفر بن المکتفی باللہ	۳۲۵	ابراہیم بن ہلال	۳۳۱
ابو علی فارسی النحوی	۳۲۵	عبداللہ بن محمد	۳۳۱
ستیتہ	۳۲۵	علی بن عیسیٰ بن عبداللہ	۳۳۲
واقعات ۳۷۸	۳۲۵	محمد بن عباس بن احمد بن قزاز	۳۳۲
خواص کی وفات	۳۲۵	محمد بن عمران بن موسیٰ بن عبداللہ	۳۳۲
الحسن بن علی بن ثابت	۳۲۵	واقعات ۳۸۵ھ	۳۳۲
الخلیل بن احمد القاضی	۳۲۵	الصاحب بن عباد	۳۳۲
زیاد بن محمد بن زید بن ہیثم	۳۲۵	الحسن بن حامد	۳۳۳
واقعات ۳۷۹ھ	۳۲۶	ابن شاہین ابو الحفص کے حالات	۳۳۳
خواص کی وفات	۳۲۶	الی ابو الله ارقطنی	۳۳۳
شرف الدولہ	۳۲۶	عباد بن عباس بن عباد	۳۳۵
محمد بن جعفر بن عباس	۳۲۶	عقیل	۳۳۵
عبدالکریم بن عبدالکریم	۳۲۶	بن محمد بن عبدالواحد ابو الحسن الاخنف العکبری	۳۳۵
محمد بن مطرف	۳۲۷	محمد بن عبداللہ بن سکرہ کے حالات	۳۳۶
واقعات ۳۸۰ھ	۳۲۷	یوسف بن عمر مسرور کے حالات	۳۳۶
خواص کی وفات	۳۲۷	یوسف بن ابی سعید	۳۳۶
یعقوب بن یوسف	۳۲۷	واقعات ۳۸۶ھ	۳۳۶
واقعات ۳۸۱	۳۲۷	احمد بن ابراہیم کے حالات	۳۳۷
مشہور لوگوں کی وفات	۳۲۸	ابو طالب مکی کے حالات	۳۳۷
احمد بن الحسن بن مہران	۳۲۸	العزیز صاحب مصر کے حالات	۳۳۷
عبداللہ بن احمد بن معروف	۳۲۹	واقعات ۳۸۷ھ	۳۳۸
جوہر بن عبداللہ	۳۲۹	الحسن بن عبداللہ	۳۳۸
واقعات ۳۸۲ھ	۳۲۹	عبداللہ بن محمد بن عبداللہ کے حالات	۳۳۸
خواص کی وفات	۳۳۰	ابن زولاق	۳۳۹
محمد بن العباس کے حالات	۳۳۰	ابن بطہ عبیداللہ بن محمد	۳۳۹
ابو احمد العسکری	۳۳۰	علی بن عبدالعزیز بن مدرک	۳۳۹

www.ahlehaq.org

فخر الدولہ بن بویہ ۳۳۹
ابن سمعون الواعظ کے حالات ۳۴۰
سبکتگین ترکی بادشاہ اور نوح بن منصور کے حالات ۳۴۰
ابو الطیب سہل بن محمد ۳۴۰
واقعات ۳۸۸ھ ۳۴۱
خطابی ۳۴۱
حسین بن احمد بن عبداللہ ۳۴۱
صمصام الدولہ ۳۴۱
عبدالعزیز بن یوسف بن حطان ۳۴۱
محمد بن احمد ۳۴۲
واقعات ۳۸۹ھ ۳۴۲
زاہر بن عبداللہ ۳۴۲
عبداللہ بن محمد بن اسحاق ۳۴۲
واقعات ۳۹۰ھ ۳۴۲
خواص کی وفات ۳۴۳
احمد بن محمد ۳۴۳
عبیداللہ بن [illegible] بن یحییٰ ۳۴۳
الحسین بن محمد بن خلف ۳۴۳
[illegible] بن احمد ۳۴۳
[illegible] ۳۴۴
[illegible] بن حسن ۳۴۴
[illegible] بن یحییٰ ۳۴۴
[illegible] ۳۴۴
[illegible] ۳۴۴
[illegible] ۳۴۴
[illegible] ۳۴۴
واقعات ۳۹۱ھ ۳۴۴
خواص کی وفات ۳۴۵
[illegible] ۳۴۵
[illegible] ۳۴۵
[illegible] ۳۴۵
عیسیٰ بن وزیر علی بن عیسیٰ ۳۴۵
واقعات ۳۹۲ھ ۳۴۶
خواص کی وفات ۳۴۶
ابن جنی کے حالات ۳۴۶
علی بن عبدالعزیز ۳۴۷
واقعات ۳۹۳ھ ۳۴۷
خواص کی وفات ۳۴۸
ابوبکر بن احمد بن محمد ۳۴۸
الطائع للہ عبدالکریم بن مطیع ۳۴۸
محمد بن عبدالرحمن بن عباس بن زکریا ۳۴۸
محمد بن عبداللہ ۳۴۸
میمونہ بنت شاقولہ واعظہ ۳۴۸
واقعات ۳۹۴ھ ۳۴۹
خواص کی وفات ۳۵۰
ابو علی الاسکافی ۳۵۰
واقعات ۳۹۵ھ ۳۵۰
خواص کی وفات ۳۵۰
محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر کے حالات ۳۵۰
محمد بن اسمٰعیل ۳۵۰
ابو الحسین احمد بن فارس ۳۵۰
واقعات ۳۹۶ھ ۳۵۱
خواص کی وفات ۳۵۱
ابو سعید اسمٰعیلی ۳۵۱
محمد بن احمد ۳۵۲
ابو عبداللہ بن مندہ ۳۵۲
واقعات ۳۹۷ھ ۳۵۲
عبدالصمد بن عمر بن اسحاق ۳۵۲
ابوالعباس بن واصل ۳۵۳
واقعات ۳۹۸ھ ۳۵۳
مصحف ابن مسعود اور ان کے حالات کا قصہ [illegible] شیخ ابی حامد ۳۵۳
اسفرائنی کے ایک خراسانی کے حلقہ میں [illegible] ۳۵۳

الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا ہے
سال رواں میں قرامطہ کا ویران کیا جانا ۳۵۴
ابو محمد الباقی ۳۵۴
عبداللہ بن احمد ۳۵۴
الببغاء الشاعر ۳۵۵
محمد بن یحییٰ ۳۵۵
بدیع الزمان ۳۵۵
واقعات ۳۹۹ھ ۳۵۵
خواص کی وفات ۳۵۶
عبداللہ بن بکر بن محمد بن حسین ۳۵۶
محمد بن علی بن الحسین ۳۵۶
ابوالحسن علی بن ابی سعید کے حالات ۳۵۶
قادر باللہ کی والدہ ۳۵۶
واقعات ۴۰۰ھ ۳۵۶
خواص کی وفات ۳۵۷
ابو احمد الموسوی النقیب ۳۵۷
الحجاج بن ہرمز ابو جعفر ۳۵۷
ابو عبداللہ القمی المصری التاجر ۳۵۸
واقعات ۴۰۱ھ ۳۵۸
خواص کی وفات ۳۵۸
ابراہیم بن محمد بن عبید ۳۵۸
عمید الجیوش الوزیر کے حالات ۳۵۸
خلف الواسطی کے حالات ۳۵۹
ابو عبید الہروی ۳۵۹
علی بن محمد بن الحسین بن یوسف الکاتب ۳۵۹
واقعات ۴۰۲ھ ۳۵۹
فاطمیین کے نسب پر ائمہ بغداد اور علماء کا طعن کرنا ۳۶۰
خواص کی وفات ۳۶۱
الحسن بن الحسن بن علی بن عباس ۳۶۱
عثمان بن عیسیٰ ابو عمرو الباقلانی ۳۶۱
محمد بن عمر بن محمد ۳۶۱
ابوالطیب سہل بن محمد ۳۹۱
واقعات ۴۰۳ھ ۳۹۱
خواص کی وفات ۳۹۲
احمد بن علی ابوالحسن البتی ۳۹۲
الحسن بن حامد بن علی بن مروان کے حالات ۳۹۲
الحسین بن الحسن ۳۹۳
فیروز ابو نصر ۳۹۳
قابوس بن وشمگیر ۳۹۳
القاضی ابوبکر الباقلانی ۳۹۳
محمد بن موسیٰ بن محمد کے حالات ۳۹۴
الحافظ ابوالحسن علی بن محمد بن خلف ۳۹۴
الحافظ ابن الفرضی ۳۹۴
واقعات سن ۴۰۴ھ ۳۹۵
الحسن بن احمد ۳۹۵
علی بن سعید الاصطخری ۳۹۵
واقعات ۴۰۵ھ ۳۹۵
خواص کی وفات ۳۹۶
بکر بن شاذان بن بکر ۳۹۶
بدر بن حسنویہ بن حسین ابو النجم الکردی ۳۹۶
حسن بن حسین بن رامکان ۳۹۷
عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم ۳۹۷
عبدالرحمٰن بن محمد ۳۹۷
ابو نصر عبدالعزیز عمر کے حالات ۳۹۷
عبدالعزیز بن عمر بن محمد نباتہ ۳۹۷
عبدالغفار بن عبدالرحمٰن ابوبکر الدینوری الفقیہ السقیانی ۳۹۷
الحاکم النیساپوری ۳۹۸
ابن کج کے حالات ۳۹۸
تاریخ ابن کثیر حصہ دوازدہم ۴۰۰
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۴۰۰
۴۰۶ھ کے واقعات ۴۰۰
شیخ ابو حامد اسفرائینی کے حالات و واقعات ۴۰۰

www.ahlehaq.org

ابو حامد اسفرائینی کی وفات	۳۷۱	محمد بن احمد بن محمد بن احمد کی وفات	۳۸۰
ابو احمد الفرضی	۳۷۱	ابو عبدالرحمٰن السلمی	۳۸۰
شریف رضی	۳۷۱	ابو عبدالرحمٰن السلمی کی وفات	۳۸۰
شریف رضی کی وفات	۳۷۱	ابو علی حسن بن علی وقاق نیشاپوری کے حالات وواقعات	۳۸۰
بادیس بن منصور الحمیری کے حالات وواقعات	۳۷۲	صریع الدلال شاعر	۳۸۱
بادیس بن منصور کی وفات	۳۷۲	صریع الدلال شاعر کی وفات	۳۸۱
۴۰۷ھ کے واقعات	۳۷۲	۴۱۳ھ کے واقعات	۳۸۱
وزیر فخر الملک کی وفات	۳۷۲	ابن البواب کاتب کے حالات وواقعات	۳۸۲
۴۰۸ھ کے واقعات	۳۷۲	علی بن عیسیٰ کے حالات وواقعات	۳۸۳
حاجب بیر شباشی ابو نصر کے حالات وواقعات	۳۷۳	محمد بن احمد بن محمد بن منصور کے حالات وواقعات	۳۸۳
۴۰۹ھ کے واقعات	۳۷۳	ابن النعمان کے حالات وواقعات	۳۸۳
رجاء بن عیسیٰ کے حالات وواقعات	۳۷۳	۴۱۴ھ کے واقعات	۳۸۳
عبداللہ بن محمد بن ابی علان کے حالات وواقعات	۳۷۴	حسن بن فضل بن سہلان کے حالات	۳۸۴
علی بن نصر بن ابو الحسن کے حالات وواقعات	۳۷۴	حسن بن محمد بن عبداللہ کے حالات وواقعات	۳۸۴
مہذب الدولہ علی بن نصر کی وفات	۳۷۴	علی بن عبداللہ بن جہضم کے حالات	۳۸۴
عبدالغنی بن سعید کے حالات وواقعات	۳۷۵	قاسم بن جعفر بن عبدالواحد کے حالات	۳۸۴
محمد بن امیر المومنین کے حالات وواقعات	۳۷۵	محمد بن احمد بن حسن بن یحییٰ بن عبدالجبار کے حالات	۳۸۴
محمد بن امیر المومنین کی وفات	۳۷۵	محمد بن احمد کے حالات	۳۸۴
ابو الفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن یزید کے حالات وواقعات	۳۷۵	حلال بن محمد کے حالات	۳۸۵
۴۱۰ھ کے واقعات	۳۷۵	۴۱۵ھ کے واقعات	۳۸۵
احمد بن موسیٰ بن مردویہ بن فورک	۳۷۶	احمد بن محمد بن عمر بن حسن کے حالات وواقعات	۳۸۵
ہبۃ اللہ بن سلامہ	۳۷۶	احمد بن محمد بن احمد کے حالات وواقعات	۳۸۵
۴۱۱ھ کے واقعات	۳۷۶	عبیداللہ بن عبداللہ کے حالات وواقعات	۳۸۶
حاکم بن عزیز کے قتل کا واقعہ	۳۷۷	عبیداللہ بن عبداللہ کی وفات	۳۸۶
۴۱۲ھ کے واقعات	۳۷۸	عمر بن عبداللہ بن عمر کے حالات وواقعات	۳۸۶
ابو سعد المالینی کے حالات	۳۷۹	محمد بن حسن کے حالات	۳۸۶
حسن بن حسین کے حالات	۳۷۹	۴۱۶ھ کے واقعات	۳۸۶
حسین بن منصور بن غالب کے حالات	۳۷۹	سابور بن اردشیر کے حالات	۳۸۷
حسین بن عمرو کے حالات	۳۷۹	عثمان نیشاپوری کے حالات وواقعات	۳۸۷
محمد بن عمر کے حالات	۳۷۹	محمد بن حسن بن صالحان کے حالات	۳۸۷
احمد بن احمد بن محمد بن احمد کے حالات وواقعات	۳۷۹	ملک شرف الدولہ کا ذکر	۳۸۷

www.ahlehaq.org

شاعر التہامی کے حالات	۳۸۷
۴۱۷ھ کے واقعات	۳۸۸
أحمد بن محمد بن عبداللہ کے حالات وواقعات	۳۸۸
قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کی وفات	۳۸۹
جعفر بن ابان کے حالات	۳۸۹
عمر بن احمد بن عبدویہ کا ذکر	۳۸۹
علی بن احمد بن عمر بن حفص کا ذکر	۳۸۹
صاعد بن حسن کا ذکر	۳۸۹
قفال مروزی کے حالات	۳۸۹
۴۱۸ھ کے واقعات	۳۹۰
احمد بن محمد بن عبداللہ کا ذکر	۳۹۱
حسین بن علی بن حسین کے حالات	۳۹۱
حسین بن علی بن حسین کی وفات	۳۹۱
محمد بن حسین بن ابراہیم کے حالات	۳۹۱
ابوالقاسم لالکائی کا ذکر	۳۹۱
ابوالقاسم لالکائی کی وفات	۳۹۲
ابوالقاسم بن امیرالمومنین قادر کا ذکر	۳۹۲
ابن طباطبا شریف کا ذکر	۳۹۲
ابواسحاق کے حالات وواقعات	۳۹۲
ابواسحاق کی وفات	۳۹۲
امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات واقعات	۳۹۲
امام قدوری کی وفات	۳۹۲
۴۱۹ھ کے واقعات	۳۹۲
حمزہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات	۳۹۳
محمد بن محمد بن ابراہیم بن مخلد کا ذکر	۳۹۳
مبارک انماطی کا ذکر	۳۹۳
ابوالفوارس ابن بہاءالدولہ کا ذکر	۳۹۳
ابومحمد بن سماک کا ذکر	۳۹۳
ابوعبداللہ متکلم کا ذکر	۳۹۳
ابن غلبون شاعر کا ذکر	۳۹۳
۴۲۰ھ کے واقعات	۳۹۳
حسین بن ابی القین کا ذکر	۳۹۴
علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کے حالات	۳۹۴
علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کی وفات	۳۹۵
اسدالدولہ کے حالات	۳۹۵
۴۲۱ھ کے واقعات	۳۹۵
سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال	۳۹۵
احمد بن عبداللہ بن احمد کے حالات	۳۹۶
حسین بن محمد خلیع کا ذکر	۳۹۷
سلطان محمود غزنوی کے حالات واقعات	۳۹۷
سلطان محمود غزنوی کی وفات	۳۹۸
۴۲۲ھ کے واقعات	۳۹۸
قائم باللہ کی خلافت کے احوال	۳۹۹
حسین بن جعفر کا ذکر	۴۰۰
عبدالوہاب بن علی کے حالات	۴۰۰
۴۲۳ھ کے واقعات	۴۰۱
روح بن محمد بن احمد کا ذکر	۴۰۲
علی بن محمد بن حسن کا ذکر	۴۰۲
محمد بن طیب کا ذکر	۴۰۲
علی بن ہلال کا ذکر	۴۰۲
۴۲۴ھ کے واقعات	۴۰۲
احمد بن حسین بن احمد کے حالات	۴۰۳
۴۲۵ھ کے واقعات	۴۰۳
أحمد بن محمد بن احمد بن غالب کے احوال	۴۰۳
أحمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید کے حالات	۴۰۳
ابوعلی بندنیجی کا ذکر	۴۰۳
عبدالوہاب بن عبدالعزیز کا ذکر	۴۰۴
غریب بن محمد کے احوال	۴۰۴
۴۲۶ھ کے واقعات	۴۰۵
احمد بن کلیب شاعر کے حالات واقعات	۴۰۵
حسن بن احمد کے حالات	۴۰۶
حسن بن عثمان کا ذکر	۴۰۶

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

۴۲۷ھ کے واقعات ۳۰۷
احمد بن محمد بن ابراہیم ثعلبی کا ذکر ۳۰۷
۴۲۸ھ کے واقعات ۳۰۸
احمد بن محمد قدوری کا ذکر ۳۰۸
حسن بن شہاب کے احوال ۳۰۸
لطف اللہ احمد بن عیسیٰ کا ذکر ۳۰۸
محمد بن احمد کا ذکر ۳۰۸
محمد بن حسن کا ذکر ۳۰۹
مہیار دیلمی شاعر کے احوال ۳۰۹
ہبۃ اللہ بن حسن کا ذکر ۳۰۹
ابو علی سینا کے حالات و واقعات ۳۱۰
۴۲۹ھ کے واقعات ۳۱۱
ثعالبی صاحب یتیمۃ الدہر کے احوال ۳۱۲
استاذ ابو منصور کا ذکر ۳۱۲
۴۳۰ھ کے واقعات ۳۱۲
ابو نعیم کی وفات ۳۱۳
حسن بن حفص کا ذکر ۳۱۳
حسین بن محمد بن حسن ۳۱۳
عبدالملک بن محمد ۳۱۴
محمد بن حسین بن خلف ۳۱۴
محمد بن عبداللہ ۳۱۴
فضل بن منصور ۳۱۴
ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر ۳۱۴
ابوزید دبوسی ۳۱۴
حوفی اعراب القرآن کے مصنف ۳۱۵
آغاز ۴۳۱ھ ۳۱۵
قرواش کی وفات ۳۱۵
اسماعیل بن احمد ۳۱۵
بشریٰ فاتنی ۳۱۵
محمد بن علی ۳۱۵
آغاز ۴۳۲ھ ۳۱۶
محمد بن حسین ۳۱۶
آغاز ۴۳۳ ہجری ۳۱۶
بہرام بن مافیہ ۳۱۷
محمد بن جعفر بن حسین ۳۱۷
مسعود الملک بن مالک محمود ۳۱۸
آغاز ۴۳۴ ہجری ۳۱۸
ابوذر ہروی ۳۱۸
محمد بن الحسین ۳۱۸
آغاز ۴۳۵ھ تکین ۳۱۹
ابوکالیجار اپنے بھائی جلال الدولہ کے بعد ۳۱۹
بغداد کا بادشاہ ۳۱۹
حسین بن عثمان ۳۱۹
عبداللہ بن ابوالفتح ۳۱۹
سلطان جلال الدولہ ۳۲۰
آغاز ۴۳۶ھ ۳۲۰
حسین بن علی ۳۲۰
عبدالوہاب بن منصور ۳۲۰
شریف مرتضیٰ ۳۲۱
محمد بن احمد ۳۲۱
ابوالحسن بصری معتزلی ۳۲۲
آغاز ۴۳۷ھ ۳۲۲
اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ۳۲۲
خدیجہ بنت موسیٰ ۳۲۲
احمد بن یوسف سلیکی منازی ۳۲۲
آغاز ۴۳۸ھ ۳۲۳
الشیخ ابومحمد جوینی ۳۲۳
آغاز سن ۴۳۹ھ ۳۲۴
احمد بن محمد بن عبداللہ بن احمد ۳۲۴
عبدالواحد بن محمد ۳۲۴
محمد بن حسن بن علی ۳۲۴
محمد بن احمد بن موسیٰ ۳۲۴

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

محمد بن حسین ۴۲۵
محمد بن علی بن ابراہیم ۴۲۵
شیخ ابو علی مکی ۴۲۵
آغاز سن ۴۳۰ھ ۴۲۵
حسن بن عیسیٰ بن مقتدر ۴۲۶
عبداللہ بن عمر بن احمد بن عثمان ۴۲۶
علی بن حسن ۴۲۶
محمد بن جعفر بن ابوفرج ۴۲۶
محمد بن محمد بن ابراہیم ۴۲۶
سلطان ابو کالیجار ۴۲۶
آغاز سن ۴۳۱ھ ۴۲۷
احمد بن محمد بن منصور ۴۲۷
علی ابن حسن ۴۲۷
عبدالوہاب بن قاضی ماوردی ۴۲۸
حافظ ابو عبداللہ صوری ۴۲۸
آغاز سن ۴۳۲ھ ۴۲۹
علی بن عمر بن حسن ۴۲۹
عمر بن ثابت ۴۲۹
قرواش بن مقلد ۴۲۹
مودود بن مسعود ۴۲۹
آغاز سن ۴۳۳ھ ۴۳۰
محمد بن محمد بن احمد ۴۳۰
آغاز سن ۴۳۴ھ ۴۳۰
اس سال انتقال کرنے والی شخصیات حسن بن علی ۴۳۱
علی بن حسین ۴۳۱
قاضی ابو جعفر ۴۳۱
آغاز سن ۴۳۵ھ ۴۳۱
احمد بن عمر بن روح ۴۳۲
حسن بن علی ۴۳۲
عمر بن شیخ ابی طالب مکی ۴۳۲
محمد بن احمد ۴۳۲
محمد بن ابو تمام ۴۳۲
آغاز سن ۴۳۶ھ ۴۳۲
حسین بن جعفر بن محمد ۴۳۳
عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن ۴۳۳
آغاز سن ۴۳۷ھ ۴۳۳
حسن بن علی ۴۳۳
علی بن محسن بن علی ۴۳۳
آغاز سن ۴۳۸ھ ۴۳۵
علی بن احمد بن علی بن سالک ۴۳۶
محمد بن عبدالواحد بن محمد الصباغ ۴۳۶
ہلال بن محسن ۴۳۷
سن ۴۳۹ھ کے واقعات وحادثات ۴۳۷
اس سن میں وفات پانے والے لوگ ۴۳۹
احمد بن عبداللہ بن سلیمان ۴۳۹
استاد ابو عثمان صابونی ۴۴۳
سن ۴۵۰ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات ۴۴۳
اس سال فوت ہونے والے افراد ۴۴۶
الحسن بن محمد ابو عبداللہ الونی الفرضی ۴۴۶
داؤد اخو طغرل بیگ ۴۴۶
ابو الطیب الطبری ۴۴۶
القاضی الماوردی ۴۴۶
رئیس الرؤساء ابو القاسم بن المسلمۃ ۴۴۷
منصور بن الحسین ۴۴۷
سن ۴۵۱ھ میں پیش آنے والے واقعات ۴۴۷
فصل ۴۴۸
سلطان طغرل بیگ کے ہاتھوں بساسیری کا قتل ۴۴۹
ارسلان ابو الحارث البساسیری ترکی کے حالات ۴۵۰
الحسن بن الفضل ۴۵۰
علی بن محمود بن ابراہیم بن ماجرہ ۴۵۱
محمد بن علی ۴۵۱
ابو عبداللہ الونی الفرضی ۴۵۱

سن ۴۵۲ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات ۳۵۱
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۵۲
ابو منصور الجیلی ۳۵۲
الحسن بن محمد ۳۵۲
محمد بن عبید اللہ ۳۵۲
قطر الندی ۳۵۲
سن ۴۵۳ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات ۳۵۲
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۵۳
سن ۴۵۴ھ میں پیش آنے والے حادثات ۳۵۳
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۵۴
ثمال ابن صالح ۳۵۴
الحسن بن علی بن محمد ۳۵۴
الحسین بن ابی زید ۳۵۵
سعد بن محمد بن منصور ۳۵۵
سن ۴۵۵ھ میں پیش آنے والے حادثات ۳۵۵
بادشاہ طغرلبیگ کی خلیفہ کی بیٹی کے پاس آمد ۳۵۵
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۵۶
زہیر بن علی بن الحسن بن حزام ابو نصر الجزامی ۳۵۶
سعید بن مروان ۳۵۶
الملک ابو طالب ۳۵۶
سن ۴۵۶ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات ۳۵۷
عبد الواحد بن علی بن برہان ۳۵۸
سن ۴۵۷ھ کے واقعات وحادثات ۳۵۹
سن ۴۵۸ھ کے حادثات واقعات ۳۵۹
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۰
حافظ کبیر ابو بکر البیہقی ۳۶۰
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۰
ابن حزم سطاری ۳۶۰
حسن بن غالب ۳۶۰
قاضی ابو یعلیٰ بن فراء حنبلی ۳۶۱
ابن سیدہ ۳۶۱
سن ۴۵۹ھ کے واقعات وحادثات ۳۶۱
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۲
محمد بن اسماعیل بن محمد ۳۶۲
سن ۴۶۰ھ کے واقعات وحادثات ۳۶۲
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۲
عبد الملک بن محمد بن یوسف بن منصور ۳۶۳
ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی ۳۶۳
سن ۴۶۱ھ کے واقعات وحادثات ۳۶۳
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۴
الفورانی صاحب الابانہ ۳۶۴
سن ۴۶۲ھ کے واقعات وحادثات ۳۶۵
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۶
الحسن بن علی ۳۶۶
محمد بن احمد بن سہل ۳۶۶
سن ۴۶۳ھ کے واقعات وحادثات ۳۶۶
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۶۷
احمد بن علی ۳۶۷
حسان بن سعید ۳۶۹
الحسین بن محمد بن حسن بن حمزہ ۳۶۹
محمد بن وشاح بن عبد اللہ ۳۶۹
الشیخ الاجل ابو عمر عبد البر النمری ۳۷۰
ابن زیدون ۳۷۰
کریمہ بنت محمد ۳۷۰
سن ۴۶۴ھ کے واقعات وحادثات ۳۷۰
اس سال وفات پانے والے افراد ۳۷۱
ابو منصور نیشاپوری ۳۷۱
محمد بن احمد ۳۷۱
محمد بن احمد بن شادہ ۳۷۱
سن ۴۶۵ھ کے واقعات وحادثات ۳۷۱
بادشاہ الپ ارسلان کی وفات اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی حکومت ۳۷۱

www.ahlehaq.org

اس سال وفات پانے والے افراد	۴۷۲	۴۶۹ھ کے واقعات	۴۸۰
سلطان الپ ارسلان	۴۷۲	عبداللہ بن محمد بن عبداللہ	۴۸۲
ابو القاسم قشیری	۴۷۳	حیان بن خلف	۴۸۲
ابن صربعر	۴۷۳	ابونصر السجزی الوائلی	۴۸۳
محمد بن علی	۴۷۳	محمد بن علی بن الحسین	۴۸۳
۴۶۶ھ کے واقعات وحادثات	۴۷۳	سن ۴۷۰ھ کے واقعات وحادثات	۴۸۳
بغداد کا غرق ہونا	۴۷۳	اس سال وفات پانے والے افراد	۴۸۳
اس سال وفات پانے والے افراد	۴۷۳	احمد بن محمد بن احمد بن یعقوب	۴۸۳
احمد بن محمد بن الحسن السمنانی	۴۷۵	احمد بن محمد	۴۸۳
عبدالعزیز بن احمد بن علی	۴۷۵	احمد بن عبدالملک	۴۸۳
الماوردیہ	۴۷۵	عبداللہ حسن بن علی	۴۸۳
۴۶۷ھ کے واقعات	۴۷۵	عبدالرحمن بن مندہ	۴۸۳
خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات	۴۷۵	عبدالملک بن محمد	۴۸۳
مقتدی بامر اللہ کی خلافت	۴۷۶	شریف ابو جعفر حنبلی	۴۸۳
اس سال وفات پانے والے افراد	۴۷۷	محمد بن محمد بن عبداللہ	۴۸۵
خلیفہ قائم بامر اللہ	۴۷۷	سن ۴۷۱ھ کے واقعات	۴۸۵
الداؤدی	۴۷۷	اس سال وفات پانے والے افراد	۴۸۵
ابو الحسن علی بن الحسن	۴۷۸	سعد بن علی	۴۸۵
۴۶۸ھ کے واقعات وحادثات	۴۷۸	سلیم بن الجوزی	۴۸۶
اس سال وفات پانے والے افراد	۴۷۹	عبداللہ بن شمعون	۴۸۶
محمد بن علی	۴۷۹	۴۷۲ھ کے واقعات وحادثات	۴۸۶
محمد بن القاسم	۴۷۹	اس سال فوت ہونے والے افراد	۴۸۶
محمد بن محمد بن عبداللہ	۴۷۹	عبدالملک بن الحسن بن احمد بن خیرون	۴۸۶
محمد بن نصر بن صالح	۴۷۹	محمد بن محمد بن احمد	۴۸۶
مسعود بن الحسن	۴۷۹	صاعد بن عبداللہ	۴۸۶
الواحدی المفسر	۴۷۹	سن ۴۷۳ھ کے واقعات وحادثات	۴۸۷
اس سال وفات پانے والے افراد	۴۸۰	اس سال وفات پانے والے افراد	۴۸۷
اسفید وست بن محمد بن الحسن ابو منصور الدیلمی	۴۸۰	احمد بن محمد بن عمر	۴۸۷
طاہر بن احمد بن بابشاذ	۴۸۰	الصلیحی	۴۸۷
ناصر بن محمد	۴۸۰	محمد بن الحسین	۴۸۷
یوسف بن محمد بن الحسن	۴۸۰	یوسف بن الحسن	۴۸۸

www.ahlehaq.org

سن ۴۷۳ھ کے واقعات وحادثات ۴۸۸
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۸۸
داؤد بن سلطان بن ملکشاہ ۴۸۸
القاضی ابوالولید الباجی ۴۸۸
ابوالاغر دبیس بن علی بن مزید ۴۸۹
عبداللہ بن احمد بن رضوان ۴۸۹
۴۷۵ھ کے واقعات وحادثات ۴۸۹
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۸۹
عبدالوھاب بن محمد ۴۸۹
ابن ماکولا ۴۸۹
۴۷۶ھ کے واقعات وحادثات ۴۹۰
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۹۱
شیخ ابواسحاق الشیرازی ۴۹۱
طاہر بن حسین ۴۹۱
محمد بن احمد بن اسمٰعیل ۴۹۱
محمد بن احمد بن حسین بن جرادہ ۴۹۲
۴۷۷ھ کے واقعات وحادثات ۴۹۲
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۹۲
احمد بن محمد بن دوست ۴۹۲
ابن الصباغ ۴۹۳
مسعود بن ناصر ۴۹۳
۴۷۸ھ کے واقعات وحادثات ۴۹۳
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۹۳
احمد بن محمد بن الحسن ۴۹۳
الحسن بن علی ۴۹۴
ابوسعد المتولی ۴۹۴
امام الحرمین ۴۹۴
محمد بن احمد بن عبداللہ بن احمد ۴۹۵
ابوعبداللہ الدامغانی القاضی ۴۹۶
محمد بن علی المطلب ۴۹۶
محمد بن طاہر العباسی ۴۹۶
منصور بن دبیس ۴۹۶
عبداللہ بن احمد السیمکی ۴۹۶
سن ۴۷۹ھ کے واقعات وحادثات ۴۹۷
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۹۸
امیر جعفر بن سابق القشیری ۴۹۸
امیر جنقل قتلغ ۴۹۸
علی بن فضال المشاجعی ۴۹۸
علی بن احمد التستری ۴۹۸
یحییٰ بن اسماعیل الحسینی ۴۹۸
سن ۴۸۰ھ کے واقعات وحادثات ۴۹۹
اس سال وفات پانے والے افراد ۴۹۹
اسماعیل بن ابراہیم ۴۹۹
طاہر بن حسین البندنیجی ۴۹۹
محمد بن امیر المؤمنین المقتدی ۴۹۹
محمد بن محمد بن زید ۵۰۰
محمد بن ہلال بن الحسن ۵۰۰
عبداللہ بن علی ۵۰۰
ابوبکر بن عمر امیر الملثمین ۵۰۰
فاطمہ بنت علی ۵۰۰
سن ۴۸۱ھ کے واقعات وحادثات ۵۰۱
اس سال وفات پانے والے افراد ۵۰۱
احمد ابن السلطان ملکشاہ ۵۰۱
عبداللہ بن محمد ۵۰۱
۴۸۲ھ کے واقعات وحادثات ۵۰۱
عبدالصمد بن احمد بن علی ۵۰۲
علی بن ابی یعلیٰ ۵۰۲
عاصم بن الحسن ۵۰۲
محمد بن احمد بن حامد ۵۰۲
محمد بن احمد بن عبداللہ ۵۰۲
۴۸۳ھ کے واقعات وحادثات ۵۰۲
اس سال وفات پانے والے افراد ۵۰۳

www.ahlehaq.org

وزیر ابو نصر بن جہیر ۵۰۳
۴۸۴ھ کے واقعات و حادثات ۵۰۳
اس سال وفات پانے والے افراد ۵۰۳
عبدالرحمن بن احمد ۵۰۳
محمد بن احمد بن علی ۵۰۳
محمد بن عبداللہ بن الحسن ۵۰۵
ارتق بن اکسب الترکمانی ۵۰۵
۴۸۵ھ واقعات و حادثات ۵۰۵
اس سال وفات پانے والے افراد ۵۰۶
جعفر بن یحییٰ بن عبداللہ ۵۰۶
نظام الملک الوزیر ۵۰۶
عبدالباقی بن محمد بن الحسن ۵۰۸
مالک بن احمد بن علی ۵۰۸
السلطان ملکشاہ ۵۰۸
بغداد میں تاجیہ کا بانی ۵۱۰
مرزبان بن خسرو و تاج الملک ۵۱۰
ہبۃ اللہ بن عبدالوارث ۵۱۰
آغاز ۴۸۶ھ ۵۱۰
جعفر بن المقتدی باللہ ۵۱۱
سلیمان بن ابراہیم ۵۱۱
ابن محمد بن سلیمان ، ابو مسعود اصفہانی ۵۱۱
عبدالواحد بن احمد بن الحسن ۵۱۲
علی بن احمد بن یوسف ۵۱۲
علی بن محمد بن محمد ۵۱۲
ابو نصر علی بن ہبۃ اللہ ، ابن ماکولا ۵۱۲
آقسنقر اتابک ۵۱۲
خواص کی وفات ۵۱۳
الحسن بن احمد بن خیرون کے حالات ۵۱۳
تتش ابو المظفر ۵۱۳
رزق اللہ بن عبدالوہاب کے حالات ۵۱۳
ابو یوسف القزوینی کے حالات ۵۱۳
ابو شجاع الوزیر کے حالات ۵۱۳
القاضی ابوبکر الشاشی ۵۱۵
ابو عبداللہ الحمیدی کے حالات ۵۱۵
ہبۃ اللہ ابن الشیخ ابی الوفاء بن عقیل ۵۱۶
واقعات ۴۸۹ھ ۵۱۶
عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات ۵۱۶
عبدالمحسن بن احمد الشیحی کے حالات ۵۱۷
عبدالملک بن ابراہیم کے حالات ۵۱۷
محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور کے حالات ۵۱۷
ابو المظفر السمعانی کے حالات ۵۱۷
واقعات ۴۹۰ھ ۵۱۷
احمد بن محمد بن حسن کے حالات ۵۱۸
المعمر بن محمد ۵۱۸
یحییٰ بن احمد بن محمد البستی کے حالات ۵۱۸
واقعات ۴۹۱ھ ۵۱۸
خواص کی وفات ۵۱۹
طراد بن محمد بن علی کے حالات ۵۱۹
المظفر ابو الفتح ابن رئیس الرؤساء ابو القاسم ۵۱۹
واقعات ۴۹۲ھ ۵۱۹
اسی سال فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا ۵۱۹
خواص کی وفات ۵۲۰
السلطان ابراہیم بن السلطان محمود ۵۲۰
عبدالباقی بن یوسف کے حالات ۵۲۱
ابو القاسم امام الحرمین ۵۲۱
واقعات ۴۹۳ھ ۵۲۱
خواص کی وفات ۵۲۲
عبدالرزاق الغزنوی الصوفی ۵۲۲
ابو وزیر عمید الدولہ ابن جہیر ۵۲۲
ابن جزلۃ الطبیب کے حالات ۵۲۲
واقعات ۴۹۴ھ ۵۲۲
مشہور لوگوں کی وفات ۵۲۳

www.ahlehaq.org

احمد بن محمد	۵۲۳	ابوالفتح الحاکم	۵۲۸
عبداللہ بن حسن	۵۲۳	محمد بن احمد کے حالات	۵۲۸
عبدالرحمن بن احمد کے حالات	۵۲۳	محمد بن عبداللہ بن حسن	۵۲۹
عزیز بن عبدالملک	۵۲۴	صارش بن یحیٰ	۵۲۹
محمد بن احمد	۵۲۴	واقعات ۵۰۰ھ	۵۲۹
محمد بن حسن	۵۲۴	فخر الملک ابوالمظفر کا قتل	۵۳۰
محمد بن علی بن عبداللہ کے حالات	۵۲۴	خواص کی وفات	۵۳۰
محمد بن منصور کے حالات	۵۲۴	احمد بن محمد بن مظفر	۵۳۰
محمد بن منصور القشری	۵۲۴	جعفر بن محمد کے حالات	۵۳۰
نصر بن احمد کے حالات	۵۲۴	عبدالوھاب بن محمد	۵۳۱
واقعات ۳۹۵ھ	۵۲۵	محمد بن ابراہیم	۵۳۱
ابوالقاسم صاحب مصر کے حالات	۵۲۵	یوسف بن علی	۵۳۱
محمد بن عبداللہ کے حالات	۵۲۵	واقعات ۵۰۱ھ	۵۳۱
واقعات ۳۹۶ھ	۵۲۵	خواص کی وفات	۵۳۲
خواص کی وفات	۵۲۶	تمیم بن معز بن بادیس	۵۳۲
احمد بن علی کے حالات	۵۲۶	صدق بن منصور کے حالات	۵۳۲
ابوالمعالی	۵۲۶	واقعات ۵۰۲ھ	۵۳۲
السیدۃ بنت قائم بامر اللہ	۵۲۶	خواص کی وفات	۵۳۲
واقعات ۳۹۷ھ	۵۲۶	الحسن العلوی	۵۳۲
اوشیر بن منصور	۵۲۷	الحسن بن علی	۵۳۳
اسماعیل بن محمد	۵۲۷	الرویانی صاحب البحر	۵۳۳
العلاء بن حسن بن وھب	۵۲۷	یحیٰ بن علی کے حالات	۵۳۳
محمد بن احمد بن عمر	۵۲۷	واقعات ۵۰۳	۵۳۳
واقعات ۳۹۸ھ	۵۲۷	خواص کی وفات	۵۳۳
خواص کی وفات	۵۲۷	احمد بن علی	۵۳۳
السلطان برکیارق بن ملک شاہ کے حالات	۵۲۷	عمر بن عبدالکریم	۵۳۴
عیسیٰ بن عبداللہ	۵۲۷	محمد معروف بانی حماد	۵۳۴
محمد بن احمد بن ابراہیم	۵۲۷	واقعات ۵۰۴ھ	۵۳۴
ابوعلی الخیالی الحسین بن محمد	۵۲۸	خواص کی وفات	۵۳۴
محمد بن علی بن حسن بن ابی الصقر کے حالات	۵۲۸	ادریس بن حمزہ	۵۳۴
واقعات ۳۹۹ھ	۵۲۸	علی بن محمد	۵۳۵

www.ahlehaq.org

واقعات ۵۰۵ھ	۵۳۵
خواص کی وفات	۵۳۶
محمد بن محمد بن محمد کے حالات	۵۳۶
واقعات ۵۰۶ھ	۵۳۶
مشہورین کی وفات	۵۳۷
صاعد بن منصور	۵۳۷
محمد بن موسیٰ بن عبداللہ	۵۳۷
المعمر بن معمر	۵۳۷
ابو علی المصری	۵۳۷
زہرہ	۵۳۷
ابو سعد السمعانی	۵۳۷
واقعات ۵۰۷ھ	۵۳۸
خواص کی وفات	۵۳۸
اسماعیل بن الی القوابی بکر بن الحسین الجیلی	۵۳۸
شجاع بن ابی شجاع کے حالات	۵۳۸
محمد بن احمد کے حالات	۵۳۸
محمد بن طاہر کے حالات	۵۳۸
ابو بکر الشاشی کے حالات	۵۳۹
المؤتمن بن احمد	۵۳۹
واقعات ۵۰۸ھ	۵۴۰
واقعات ۵۰۹ھ	۵۴۰
خواص کی وفات	۵۴۰
اسماعیل بن محمد	۵۴۰
حبیب بن عبداللہ المسکلمری	۵۴۱
عبداللہ بن المبارک کے حالات	۵۴۱
یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس	۵۴۱
واقعات ۵۱۰ھ	۵۴۱
خواص کی وفات	۵۴۱
عقیل بن الامام ابی الوفا	۵۴۱
علی بن احمد بن محمد	۵۴۱
محمد بن منصور	۵۴۱
محمد بن احمد بن طاہر	۵۴۲
محمد بن علی بن محمد	۵۴۲
محفوظ بن احمد کے حالات	۵۴۲
واقعات ۵۱۱ھ	۵۴۲
مشہورین کی وفات	۵۴۲
القاضی المرتضی	۵۴۲
محمد بن سعد	۵۴۳
امیر الحاج	۵۴۳
واقعات ۵۱۲ھ	۵۴۳
خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات	۵۴۳
امیر المومنین کی خلیفہ مسترشد کی خلافت	۵۴۳
خواص کی وفات	۵۴۳
خلیفہ المستظہر	۵۴۳
ارجوان الارمنیہ	۵۴۴
بکر بن محمد بن علی	۵۴۴
الحسین بن محمد بن عبدالوہاب	۵۴۴
یوسف بن احمد ابو طاہر	۵۴۴
ابو الفضل بن خازن کے حالات	۵۴۵
واقعات ۵۱۳ھ	۵۴۵
مشہور لوگوں کی وفات	۵۴۵
ابن عقیل	۵۴۵
ابو الحسن علی بن محمد الدامغانی	۵۴۶
المبارک بن علی کے حالات	۵۴۶
واقعات ۵۱۴ھ	۵۴۶
مشہورین کی وفات	۵۴۸
احمد بن عبدالوہاب بن السلی	۵۴۸
عبدالرحیم بن عبدالکریم	۵۴۸
عبدالعزیز بن علی	۵۴۸
واقعات ۵۱۵ھ	۵۴۸
ابن القطاع السعدی ابو القاسم علی بن جعفر بن محمد	۵۴۹
ابو القاسم شہنشاہ	۵۴۹

www.ahlehaq.org

عبدالرزاق بن عبداللہ	۵۴۹	حسن بن علی بن صدقہ کے حالات	۵۵۸
خاتون السفریہ	۵۵۰	حسین بن علی	۵۵۸
الطغرائی	۵۵۰	طغتکین الاتابک کے حالات	۵۵۸
واقعات ۵۱۶ھ	۵۵۰	واقعات ۵۲۳ھ	۵۵۹
خواص کی وفات	۵۵۱	اسعد بن ابی نصر	۵۵۹
عبداللہ بن احمد کے حالات	۵۵۱	واقعات ۵۲۴ھ	۵۵۹
علی بن احمد السمیرمی	۵۵۱	مصر کے حاکم کا قتل	۵۶۰
صاحب مقامات کے حالات	۵۵۱	خواص کی وفات	۵۶۰
البغوی المفسر	۵۵۲	حسین بن محمد	۵۶۰
واقعات ۵۱۷ھ	۵۵۳	محمد بن سعدون بن مرجیا کے حالات	۵۶۱
خواص کی وفات	۵۵۳	واقعات ۵۲۵ھ	۵۶۱
احمد بن محمد کے حالات	۵۵۳	مشہورین کی وفات	۵۶۱
واقعات ۵۱۸ھ	۵۵۳	احمد بن محمد بن عبدالقاہر الصوفی	۵۶۱
احمد بن علی بن ہارون	۵۵۳	الحسن بن سلیمان	۵۶۱
عبداللہ بن محمد بن جعفر	۵۵۳	حماد بن مسلم کے حالات	۵۶۱
واقعات ۵۱۹ھ	۵۵۳	علی بن المستظہر باللہ	۵۶۲
آقسنقر البرسقی	۵۵۵	محمد بن احمد	۵۶۲
بلال بن عبدالرحمان	۵۵۵	محمود السلطان ابن السلطان ملک شاہ کے حالات	۵۶۲
القاضی ابوسعید ھروی	۵۵۵	ہبۃ اللہ بن محمد	۵۶۲
واقعات ۵۲۰ھ	۵۵۵	واقعات ۵۲۶ھ	۵۶۲
احمد بن محمد بن محمد	۵۵۵	خواص کی وفات	۵۶۳
احمد بن علی	۵۵۶	احمد بن عبیداللہ کے حالات	۵۶۳
بہرام بن بہرام	۵۵۶	محمد بن محمد بن حسین	۵۶۳
ساعد بن سیار	۵۵۶	واقعات ۵۲۷ھ	۵۶۳
واقعات ۵۲۱ھ	۵۵۶	خاص خاص لوگوں کی وفات	۵۶۳
خواص کی وفات	۵۵۷	احمد بن سلامہ کے حالات	۵۶۳
محمد بن عبدالملک	۵۵۷	اسعد بن ابی نصر بن ابی فضل	۵۶۳
فاطمہ بنت الحسین ابن الحسن ابن فضلویہ	۵۵۷	ابن الزاغوانی الحنبلی	۵۶۳
ابومحمد عبداللہ بن محمد	۵۵۷	حسن بن محمد	۵۶۳
واقعات ۵۲۲ھ	۵۵۸	علی بن یعلی	۵۶۳
خواص کی وفات	۵۵۸	محمد بن احمد	۵۶۳

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

محمد بن محمد	۵۶۵
ابو محمد عبد الجبار	۵۶۵
واقعات ۵۲۸ھ	۵۶۵
خواص کی وفات	۵۶۵
احمد بن علی بن ابراہیم	۵۶۵
ابو علی الفاروقی	۵۶۵
عبد اللہ بن محمد	۵۶۵
محمد بن احمد	۵۶۶
محمد بن عبد الواحد الشافعی	۵۶۶
ام خلیفہ	۵۶۶
واقعات ۵۲۹ھ	۵۶۶
راشد باللہ کی خلافت	۵۶۷
احمد بن محمد بن حسین	۵۶۷
اسماعیل بن عبد اللہ	۵۶۷
یحییٰ بن صدقہ	۵۶۷
طغرل السلطان ابن السلطان محمد بن ملک شاہ	۵۶۸
علی بن محمد الدوجانی	۵۶۸
الفضل ابو منصور	۵۶۸
واقعات ۵۳۰ھ	۵۶۸
مقتفی لامر اللہ کی خلافت	۵۶۸
ایک اچھے قاعدہ کے متعلق اجتہاد	۵۶۸
خواص کی وفات	۵۶۹
محمد بن حمویہ	۵۶۹
محمد بن عبد اللہ	۵۶۹
محمد بن فضل	۵۶۹
واقعات ۵۳۱ھ	۵۶۹
خواص کی وفات	۵۶۹
احمد بن محمد بن ثابت	۵۷۰
عبد اللہ بن احمد	۵۷۰
واقعات ۵۳۲ھ	۵۷۰
اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ	۵۷۱
احمد بن محمد	۵۷۱
عبد المنعم عبد الکریم کے حالات	۵۷۱
محمد بن عبد الملک	۵۷۱
خلیفہ راشد کے حالات	۵۷۱
انوشروان بن خالد کے حالات	۵۷۲
واقعات ۵۳۳ھ	۵۷۳
خواص کی وفات	۵۷۳
زاہد بن طاہر کے حالات	۵۷۳
یحییٰ بن یحییٰ بن علی	۵۷۳
واقعات ۵۳۴ھ	۵۷۴
خواص کی وفات	۵۷۵
احمد بن جعفر	۵۷۵
عبد السلام بن فضل	۵۷۵
واقعات ۵۳۵ھ	۵۷۵
خواص کی وفات	۵۷۵
محمد بن عبد الباقی	۵۷۵
یوسف بن ایوب کے حالات	۵۷۶
واقعات ۵۳۶ھ	۵۷۶
خواص کی وفات	۵۷۶
اسماعیل بن احمد بن عمر کے حالات	۵۷۶
یحییٰ بن علی کے حالات	۵۷۶
واقعات ۵۳۷ھ	۵۷۷
واقعات ۵۳۸ھ	۵۷۷
خواص کی وفات	۵۷۷
عبد الوہاب بن مبارک کے حالات	۵۷۷
علی بن طراد کے حالات	۵۷۷
الزمخشری محمود کے حالات	۵۷۷
واقعات ۵۳۹ھ	۵۷۸
ابراہیم بن محمد بن منصور کے حالات	۵۷۸
سعد بن محمد کے حالات	۵۷۸
عمر بن ابراہیم	۵۷۸

www.ahlehaq.org

واقعات ۵۴۰ھ	۵۷۸
خواص کی وفات	۵۷۹
احمد بن محمد کے حالات	۵۷۹
علی بن احمد	۵۷۹
موہوب بن احمد کے حالات	۵۷۹
واقعات ۵۴۱ھ	۵۷۹
خواص کی وفات	۵۸۰
زنگی بن آقسنقر	۵۸۰
سعد الخیر کے حالات	۵۸۰
شافع بن عبدالرشید کے حالات	۵۸۰
عبداللہ بن علی	۵۸۱
عباس شحنۃ الری	۵۸۱
محمد بن طراد	۵۸۱
وجیہ بن طاہر کے حالات	۵۸۱
واقعات ۵۴۲ھ	۵۸۱
خواص کی وفات	۵۸۱
اسعد بن عبداللہ	۵۸۱
ابو محمد عبداللہ بن محمد کے حالات	۵۸۲
نصر اللہ بن محمد کے حالات	۵۸۲
ہبۃ اللہ بن علی کے حالات	۵۸۲
واقعات ۵۴۳ھ	۵۸۲
اس سال وفات پانے والے مشہور افراد	۵۸۳
ابراہیم بن محمد کے حالات	۵۸۳
شاہان شاہ بن ایوب	۵۸۳
علی بن حسین کے حالات	۵۸۳
ابوالحجاج یوسف بن درباس کے حالات	۵۸۳
واقعات ۵۴۴ھ	۵۸۴
خواص کی وفات	۵۸۵
احمد بن نظام الملک کے حالات	۵۸۶
احمد بن محمد کے حالات	۵۸۶
عیسیٰ بن عبداللہ	۵۸۶
غازی بن آقسنقر	۵۸۶
قطز اقادم	۵۸۶
۵۴۵ھ کے واقعات	۵۸۶
۵۴۵ھ میں وفات پانے والے بڑے لوگ	۵۸۷
حسن بن ذوالنون	۵۸۷
عبدالملک بن عبدالوہاب	۵۸۷
عبدالملک بن ابی نصر بن عمر	۵۸۷
فقیہ ابوبکر ابن العربی	۵۸۷
۵۴۶ھ کے واقعات	۵۸۷
۵۴۶ھ میں وفات پانے والے	۵۸۸
۵۴۷ھ کے واقعات	۵۸۸
اس سال وفات پانے والے بڑے لوگ	۵۸۹
المظفر بن اردشیر	۵۸۹
سلطان مسعود	۵۸۹
یعقوب خطاط کاتب	۵۸۹
۵۴۸ھ کے واقعات	۵۸۹
اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات	۵۹۰
شعراء	۵۹۰
علی بن سلار	۵۹۰
۵۴۹ھ کے واقعات	۵۹۰
سلطان نورالدین دمشق میں	۵۹۰
آگ بھڑکی ہوا	۵۹۰
اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات	۵۹۱
رئیس مؤید الدولہ	۵۹۱
عطاء خادم	۵۹۱
۵۵۰ھ کے واقعات	۵۹۱
نورالدین کا حلب پر قبضہ	۵۹۱
اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات	۵۹۲
محمد بن ناصر	۵۹۲
۵۵۱ھ کے واقعات	۵۹۲
سلطان سلیمان شاہ کی گرفتاری	۵۹۳

www.ahlehaq.org

www.ahlehaq.org

السعدیہ پر قبضہ	۵۹۳	۵۵۳ھ کے واقعات	۶۰۰
سنجر کا فرار	۵۹۳	بغداد کی تباہی	۶۰۰
بغداد کا محاصرہ	۵۹۳	بغداد میں سیلاب سے تباہی	۶۰۰
بغداد کی بدحالی	۵۹۳	اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے سرکردہ لوگ	۶۰۰
مشہور و معروف لوگ جن کی اس سال وفات ہوئی	۵۹۳	احمد بن معالی	۶۰۰
علی بن الحسین	۵۹۳	سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملکشاہ	۶۰۰
محمود بن اسماعیل بن قادوس	۵۹۳	۵۵۵ھ کے واقعات	۶۰۱
شیخ ابو البیان	۵۹۳	قدر مشترک	۶۰۱
عبد الغافر بن اسماعیل	۵۹۵	ابو المظفر یوسف بن المقتفی المستنجد باللہ کی خلافت	۶۰۱
۵۵۲ھ کے واقعات	۵۹۵	مصر کا فاطمی خلیفہ الفائز	۶۰۲
شام کی تباہی	۵۹۵	خسرو شاہ بن ملکشاہ	۶۰۲
بعلبک اور شیزر پر قبضہ	۵۹۵	ملکشاہ بن سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ	۶۰۲
خراسان میں قحط	۵۹۶	قیماز بن عبد اللہ الارجوانی	۶۰۲
بانیاس کی فتح	۵۹۶	اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے لوگ	۶۰۳
اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ	۵۹۶	الامیر مجاہد الدین	۶۰۳
احمد بن محمد	۵۹۶	الشیخ عدی بن المسافر	۶۰۳
احمد بن بختیار	۵۹۶	عبد الواحد بن احمد	۶۰۳
سلطان سنجر	۵۹۶	محمد بن یحییٰ	۶۰۳
محمد بن عبد اللطیف	۵۹۷	۵۵۶ھ کے واقعات	۶۰۳
محمد بن المبارک	۵۹۷	ملک الصالح کا قتل	۶۰۳
یحییٰ بن عیسیٰ	۳۹۷	عادل کی وزارت	۶۰۳
۵۵۳ھ کے واقعات	۳۹۷	خفاجہ اور اہل کوفہ میں جنگ	۶۰۵
محمود اور غز کی جنگ	۵۹۷	ابو حکیم کی ولادت	۶۰۵
سوید اور ابو القاسم کی جنگ	۵۹۷	اس سال وفات پانے والے مشہور معروف لوگ	۶۰۵
مستضئی کی پیدائش	۵۹۸	حمزہ بن علی بن طلحہ	۶۰۵
فرنگیوں کی شکست	۵۹۸	۵۵۷ھ کے واقعات	۶۰۵
سلطان کی دمشق واپسی	۵۹۸	نظام الملک کی معزولی	۶۰۵
اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ	۵۹۸	اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ	۶۰۶
عبد الاول بن عیسیٰ	۵۹۸	شجاع شیخ الحنفیہ	۶۰۶
احمد بن منصور	۵۹۸	صدقہ بن وزیر الواعظ	۶۰۶
یحییٰ بن سلامہ	۵۹۸	زمرد خاتون	۶۰۶

www.ahlehaq.org

۵۵۸ھ کے واقعات	۶۰۶	ابن ھبیرۃ کی وفات	۶۱۲
عبدالمؤمن کی وفات	۶۰۶	۵۶۱ھ کے واقعات	۶۱۲
سیف الدین کا قتل	۶۰۷	عزالدین کا فرار	۶۱۲
ابوسعد کی جلاوطنی	۶۰۷	اس سال وفات پانے والے بعض مشاہیر	۶۱۲
وہ مشاہیر جن کی اس سال وفات ہوئی	۶۰۷	الحسن بن عباس	۶۱۲
ابومحمد عبدالمؤمن بن علی	۶۰۷	عبدالعزیز بن الحسن	۶۱۳
طلحہ بن علی	۶۰۷	شیخ عبدالقادر الجیلی (الجیلانی)	۶۱۳
محمد بن عبدالکریم	۶۰۷	۵۶۲ھ کے واقعات	۶۱۳
۵۵۹ھ کے واقعات	۶۰۸	مصر پر حملہ	۶۱۴
شاور کے بیٹوں کا قتل	۶۰۸	اسدالدین کی مصر آمد	۶۱۴
ضرغام کا قتل	۶۰۸	اسدالدین کے ہاتھوں اسکندریہ کی فتح	۶۱۴
فرنگیوں کو حملہ	۶۰۸	عماد الکاتب کی دمشق آمد	۶۱۴
سلطان نورالدین کا حملہ	۶۰۹	اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۱۵
حارم کی فتح	۶۰۹	برغش امیر الحاج	۶۱۵
بانیاس کی فتح	۶۰۹	ابوالمعالی الکاتب	۶۱۵
حیران کی جاسی	۶۰۹	الرشید الصوفی	۶۱۵
اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۰۹	۵۶۳ھ کے واقعات	۶۱۵
جمال الدین	۶۰۹	بغداد میں لوٹ مار	۶۱۵
کرامت	۶۰۹	ملک کا حج	۶۱۵
شیرکوہ کے ساتھ تعلق	۶۱۰	اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۱۵
سعادت	۶۱۰	جعفر بن عبدالواحد	۶۱۵
اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۱۰	ابوسعد السمعانی	۶۱۶
ابن الخازن الکاتب	۶۱۰	عبدالقاہر بن محمد	۶۱۶
۵۶۰ھ کے واقعات	۶۱۰	محمد بن عبدالحمید	۶۱۶
اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۱۰	یوسف بن عبداللہ	۶۱۶
عمر بن بہلیقا	۶۱۰	۵۶۴ھ کے واقعات	۶۱۶
محمد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالحمید	۶۱۱	مصر کی فتح	۱۶
مرجان الخادم	۶۱۱	نورالدین کی مصر روانگی	۶۱۷
ابن تمید	۶۱۱	شاور کا انجام	۶۱۷
وزیر ابن ھبیرۃ	۶۱۱	اسدالدین کی کرامت	۶۱۷
بغداد میں خلافت کا استحکام	۶۱۱	شیرکوہ کا انتقال	۶۱۷

www.ahlehaq.org

شاور کا قتل ۹۱۷
مسلمانوں کی خوشی ۹۱۸
اسد الدین کی وفات ۹۱۸
صلاح الدین کو پہنائی جانے والی خلعت کی خصوصیات ۹۱۸
طواشی کا قتل ۹۱۹
سوڈان کا واقعہ ۹۱۹
نور شاہ کی تدبیر ۹۱۹
مصر کی فتح ۹۲۰
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۹۲۰
سعد اللہ بن نصر بن سعید الدجاجی ۹۲۰
شاور بن مجیر الدین ۹۲۰
شاور کا نسب ۹۲۱
شیرکوہ بن شادی ۹۲۱
اسد الدین کی ترقی ۹۲۱
محمد بن عبد اللہ بن عبد الواحد ۹۲۱
محمد الفارقی ۹۲۱
المطہر بن عبد الواحد ۹۲۱
۵۶۵ھ کے واقعات ۹۲۲
زنگی لشکروں کی مصر روانگی ۹۲۲
لشکر کا استقبال ۹۲۲
کرخ روانگی ۹۲۲
امام مسجد کا خواب ۹۲۲
کرک کا لشکر محاصرہ ۹۲۳
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۹۲۳
الملک قطب الدین مودود بن زنگی ۹۲۳
۵۶۶ھ کے واقعات ۹۲۳
مستنجد باللہ ۹۲۳
حلیہ ۹۲۳
تدفین ۹۲۳
مستضیٔ کی خلافت ۹۲۳
رقہ پر قبضہ ۹۲۳
مساجد کی تعمیر ۹۲۴
نور الدین کا استقبال ۹۲۵
خواب میں زیارت ۹۲۵
شیعہ قاضیوں کی معزولی ۹۲۵
مصر میں اہم امور ۹۲۵
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۹۲۵
طاہر بن محمد بن طاہر ۹۲۵
یوسف القاضی صاحب دیوان الانشاء ۹۲۶
یوسف بن الخلیفہ ۹۲۶
۵۶۷ھ کے واقعات ۹۲۶
مصری خلیفہ عاضد کی وفات ۹۲۶
عبیدیوں کے آخری خلیفہ "عاضد" کی موت ۹۲۶
ولادت ۹۲۶
عاضد کی وفات ۹۲۷
محلات سے حاصل شدہ سامان کی تفصیل ۹۲۸
نور الدین کی خدمت میں حصہ ۹۲۸
خلیفہ مہدی الفاطمی ۹۲۹
فاطمی خلفاء ۹۲۹
فتنوں کا عمومی پھیلاؤ ۹۲۹
صلاح الدین اور نور الدین کی ناراضگی ۹۳۰
نور الدین کی مصر روانگی ۹۳۰
صلاح الدین کی پریشانی ۹۳۱
صلاح الدین کو باپ کی نصیحت ۹۳۱
نور الدین کی رضامندی ۹۳۱
ڈاک کا نیا نظام ۹۳۱
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۹۳۱
عبد اللہ بن احمد ۹۳۱
محمد بن محمد بن محمد ۹۳۲
ناصر بن الجوزی الصوفی ۹۳۲
نصر اللہ بن عبد اللہ ابو الفتوح ۹۳۲
شیخ ابو بکر ۹۳۲

www.ahlehaq.org

۵۶۸ھ کے واقعات ۹۳۲
کرک کا محاصرہ ۹۳۲
فرنگیوں کا فرار اور قتل ۹۳۲
نوبہ کی فتح ۹۳۳
نجم الدین کی وفات ۹۳۳
قطب الدین نیشاپوری سے ملاقات ۹۳۳
شہاب الدین کی بغداد سے واپسی ۹۳۳
متفرق واقعات ۹۳۳
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۹۳۳
ایلدکز الملقب الاتابکی ۹۳۳
امیر نجم الدین ابو الشکر ایوب بن شاذی ۹۳۳
مجاہد الدین کے پاس ۹۳۴
اسد الدین کی گرفتاری ۹۳۴
صلاح الدین کی ولادت ۹۳۴
نجم الدین کی وفات ۹۳۵
کردار و حالات ۹۳۵
تدفین ۹۳۵
الحسن بن صافی بن بزدن الترکی ۹۳۵
۵۶۹ھ کے واقعات ۹۳۶
بغداد میں ژالہ باری ۹۳۶
موصل میں سیلاب سے تباہی ۹۳۶
نور الدین اور شہرزوری کی ملاقات ۹۳۶
ابن الشامی کی معزولی ۹۳۶
غلام کی وفاداری ۹۳۶
یمن کی فتح ۹۳۷
عبدالنبی کے ساتھ جنگ ۹۳۷
عدن روانگی ۹۳۷
مصر میں بغاوت ۹۳۷
عمارۃ بن ابی الحسن ۹۳۸
عمارۃ کی حماقت ۹۳۸
عمارۃ کے اشعار ۹۳۹
ابن قرقول ابراہیم بن یوسف ۹۴۰
فصل ۹۴۰
سلطان نور الدین زنگی کی وفات اور سیرت ۹۴۰
ولادت اور تعلیم ۹۴۱
دمشق کی تعمیر نو ۹۴۱
کردار و حالات ۹۴۱
قاضی کمال الدین کی تقرری ۹۴۱
عادات ۹۴۱
ذرائع گزر بسر ۹۴۲
پسندیدہ کھیل ۹۴۲
عطیہ نور الدین زنگی ۹۴۲
عدالت میں حاضری ۹۴۲
دار العدل کی تعمیر ۹۴۳
سلطان کی بہادری ۹۴۳
جنگوں میں شرکت ۹۴۳
قاضی قطب الدین کا جواب ۹۴۳
سلطان کی گرفتاری ۹۴۳
ترقیاتی کام ۹۴۳
دار الحدیث کی تعمیر ۹۴۳
سنت سے لگاؤ ۹۴۳
خواب کی تعبیر ۹۴۳
گناہوں سے نفرت ۹۴۳
نیکیوں کا خاتمہ ۹۴۳
شیخ عمر کے ساتھ خط و کتابت ۹۴۵
شیخ ابو الفتح کا بیان ۹۴۶
دشمن کی شہادت ۹۴۶
مساجد کی تعمیر ۹۴۶
وفات ۹۴۶
مہمانوں کی ضیافت ۹۴۷
تدفین ۹۴۷
سلطان کا حلیہ ۹۴۷

www.ahlehaq.org

صالح کی حکومت ۶۴۷
دمشق پر حملہ ۶۴۸
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۶۴۸
الحسن بن الحسن ۶۴۸
الاہوازی ۶۴۸
محمود بن زنگی بن آقسنقر ۶۴۹
مدت حکومت ۶۴۹
المظفر بن المظفر ۶۴۹
واقعات ۵۷۰ھ ۶۴۹
مصر پر حملہ ۶۴۹
سازش ۶۵۰
جب شہر ہموار ہو گیا ۶۵۰
بلبیس روانگی ۶۵۰
گھر واپسی ۶۵۰
حلب روانگی ۶۵۰
شیعوں کی شرائط ۶۵۱
صلاح الدین پر قاتلانہ حملہ ۶۵۱
طرابلس روانگی ۶۵۱
رجز بیانی ۶۵۲
حماۃ روانگی ۶۵۲
صلح کی دعوت ۶۵۲
صلاح الدین کے ساتھ جنگ ۶۵۲
حلب کی طرف روانگی ۶۵۲
نئے امراء کی تقرری ۶۵۲
جھوٹا نبی ۶۵۳
کچھ متفرق واقعات ۶۵۳
اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر ۶۵۳
روح بن احمد ۶۵۳
قیماز بن عبداللہ ۶۵۳
واقعات ۵۷۱ھ ۶۵۴
صلاح الدین اور فرنگیوں کی صلح ۶۵۴
سیف الدین کا خط ۶۵۴
سیف الدین کا صلاح الدین کا ٹکراؤ ۶۵۴
سیف الدین کی شکست ۶۵۴
سامان کی تقسیم ۶۵۴
اس سال میں وفات پانے والے مشہور لوگ ۶۵۶
۵۷۲ھ کے واقعات ۶۵۷
اس سال فوت ہونے والے مشہور و معروف لوگ ۶۵۸
علی بن عساکر ۶۵۸
محمد بن عبداللہ ۶۵۸
شمس الدین خطیب ۶۵۹
۵۷۳ھ کے واقعات ۶۵۹
اس سال میں وفات پانے والے مشہور معروف لوگ ۶۶۰
صدقہ بن الحسین ۶۶۰
محمد بن اسعد بن محمد ۶۶۱
محمود بن تکش شہاب الدین الحارمی ۶۶۱
۵۷۴ھ کے واقعات ۶۶۱
ابن اثیر کا بیان ۶۶۱
فروخ شاہ ۶۶۲
قلعہ وادیہ ۶۶۲
قتل رافضی ۶۶۲
اس سال میں وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ ۶۶۲
حیص بیص ۶۶۳
محمد بن نسیم ۶۶۳
۵۷۵ھ کے واقعات ۶۶۳
قلعہ احزان کی تباہی کا بیان ۶۶۴
قاضی فاضل کا خط ۶۶۴
المستضئی (بامر اللہ) کی وفات اور اس کے کچھ حالات ۶۶۵
اس سال میں وفات پانے والے بزرگ اور معروف لوگ ۶۶۶
ابراہیم بن علی ۶۶۶
اسماعیل بن موہوب ۶۶۶
المبارک بن علی بن الحسن ۶۶۶

www.ahlehaq.org

ناصر الدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضئی	۶۶۶	بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری	۶۷۳
۵۷۶ھ کے واقعات	۶۶۶	حلب سے روانگی	۶۷۵
سلطان توران شاہ کی وفات	۶۶۷	الکرک کا محاصرہ	۶۷۵
حج بیت اللہ	۶۶۸	۵۸۰ھ کے واقعات	۶۷۵
اس سال میں وفات پانے والے معروف اور بزرگ لوگ	۶۶۸	لشکروں کی آمد	۶۷۵
۵۷۷ھ کے واقعات	۶۶۹	فرنگیوں کا تعاقب	۶۷۶
سلطان صالح بن نور الدین الشہید کی وفات	۶۷۰	اربل کا محاصرہ	۶۷۶
سلطان کا تقویٰ	۶۷۰	۵۸۱ھ کے واقعات	۶۷۶
وصیت	۶۷۰	اہل موصل کی سلطان کے ساتھ صلح	۶۷۶
عزالدین کی حلب آمد	۶۷۰	صلاح الدین کی بیماری	۶۷۷
حلب پر قبضہ	۶۷۰	اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۷۷
یمن میں طغتکین کی حکومت	۶۷۰	مہذب الدین عبداللہ بن اسعد موصلی	۶۷۸
فرنگیوں کی عہد شکنی	۶۷۱	امیر ناصر الدین محمد بن شیرکوہ	۶۷۸
قراقوش کی افریقہ روانگی	۶۷۱	الحمودی محمد بن علی بن اسماعیل	۶۷۸
اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۷۱	الامیر سعد الدین مسعود	۶۷۸
الشیخ کمال الدین ابوالبرکات	۶۷۱	الست خاتون عصمت الدین	۶۷۸
۵۷۸ھ میں ہونے والے واقعات	۶۷۱	الحافظ الکبیر ابوموسیٰ المدینی	۶۷۸
دوبارہ حلب روانگی	۶۷۱	ابوالقاسم السہیلی	۶۷۹
فصل	۶۷۲	تعارف	۶۷۹
عزالدین المسعود کی وفات	۶۷۲	ولادت	۶۷۹
خوبیاں	۶۷۲	۵۸۲ھ کے واقعات	۶۷۹
ملاقات	۶۷۲	اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۸۰
اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۷۳	ابومحمد عبداللہ بن ابی الوحش	۶۸۰
الشیخ ابوالعباس	۶۷۳	۵۸۳ھ کے واقعات	۶۸۰
خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال	۶۷۳	اس سال بیت المقدس کی فتح	۶۸۳
علامہ قطب الدین ابوالمعالی	۶۷۳	''اور'' ''۹۲'' سال بعد عیسائیوں کے ہاتھوں سے اس کی	۶۸۴
۵۷۹ھ کے واقعات	۶۷۳	واگزاری''	
آمد کی فتح	۶۷۳	بیت المقدس میں پہلا جمعہ	۶۸۴
بوری بن ایوب کا انتقال	۶۷۳	عجیب و نادر نکتہ	۶۸۵
آقسنقر کے ساتھ معاہدہ	۶۷۳	فصل	۶۸۶
صلاح الدین کی دعوت	۶۷۳	اس سال وفات پانے والے مشاہیر	۶۸۸

www.ahlehaq.org

الشیخ عبدالمغیث بن زهیر الحربی ۶۸۸
علی بن خطاب بن خلف ۶۸۸
الامیر شمس الدین محمد بن عبدالملک بن مقدم ۶۸۸
محمد بن عبیداللہ ۶۸۸
نصر بن فتیان بن مطر ۶۸۸
ابوالحسن الاصفہانی ۶۸۸
۵۸۴ھ کے واقعات ۶۸۸
الکرک کی طرف لشکر کی روانگی ۶۸۹
صلاح ومشورہ ۶۸۹
سواحل کی فتح ۶۸۹
شاہ انطاکیہ کے ساتھ خط وکتابت ۶۸۹
صفد اور قلعہ کوکب کی فتح ۶۸۹
فاطمیوں کی ریشہ دوانیاں ۶۹۰
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۶۹۰
الامیر والکبیر سلالۃ الملوک والسلاطین ۶۹۰
ابومحمد عبداللہ بن علی ۶۹۱
الغازی ابی منصور ۶۹۱
۵۸۵ھ کے واقعات ۶۹۱
واقعہ عکا ۶۹۱
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۶۹۲
القاضی شرف الدین ابوسعد ۶۹۲
کردار وخوبیاں ۶۹۲
تالیفات ۶۹۲
احمد بن عبدالرحمن بن وهبان ۶۹۲
الفقیہ الامیر ضیاء الدین عیسیٰ ۶۹۲
المبارک بن المبارک الکرخی ۶۹۲
واقعات ۵۸۶ھ ۶۹۳
پادریوں کی مہم ۶۹۳
قلعہ پر قبضہ ۶۹۳
برجوں کی تباہی ۶۹۳
مصری بیڑے کی آمد ۶۹۳
جرمن فوج کی تباہی ۶۹۳
جرمنوں کی آمد کے اثرات ۶۹۳
سلطان کے خیمے پر حملہ ۶۹۳
فرنگی کمک کی آمد ۶۹۳
فصل ۶۹۵
قراقوش کا خط ۶۹۵
خوراک کی آمد ۶۹۵
بیروت سے کمک ۶۹۵
برجوں پر حملہ ۶۹۵
کامیاب کاروائی ۶۹۶
شاہ اربل کی وفات ۶۹۶
قاضی فاضل کا خط ۶۹۶
ایک اور خط ۶۹۶
تیسرا خط ۶۹۷
شاہ مغرب کو اطلاع ۶۹۷
فرنگیوں کا حملہ ۶۹۷
اہل شہر کی درخواست ۶۹۷
فصیل پر جنگ ۶۹۷
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۶۹۸
جرمن بادشاہ ۶۹۸
محمد بن محمد بن عبداللہ ۶۹۸
۵۸۷ھ کے واقعات ۶۹۸
فرنگیوں پر حملہ ۶۹۸
فرانسیسی بادشاہ کی آمد ۶۹۹
رسد کی آمد ۶۹۹
عکا کے محاصرے میں تنگی ۶۹۹
برج کی تباہی ۶۹۹
صلاح الدین سے فرنگی بادشاہ کی درخواست ۷۰۰
فصیل کی تباہی ۷۰۰
فصیلوں پر فرنگیوں کا قبضہ ۷۰۰
فرنگیوں کے ساتھ خط وکتابت ۷۰۱

www.ahlehaq.org

عکا پر فرنگی قبضہ ۷۰۱
مسلمانوں کی فتح ۷۰۱
عسقلان کی تباہی ۷۰۱
فرنگی بادشاہ سے گفتگو ۷۰۱
خانہ کعبہ پر حملہ ۷۰۲
اس سال وفات پانے والے مشاہیر ۷۰۲
ملک مظفر ۷۰۲
امیر حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین ۷۰۲
امیر علم الدین سلیمان بن حیدری حلبی ۷۰۲
الصلی بن القائض ۷۰۲
ماہر طبیب اسعد بن المطران ۷۰۲
نجم الدین الخبوشانی ۷۰۳
واقعات ۵۸۸ھ ۷۰۳
المرکیس کا قتل ۷۰۳
الداروم پر قبضہ ۷۰۳
مسلمانوں کی پریشانی ۷۰۳
صلح ومشورہ ۷۰۳
سلطان کا خطاب ۷۰۴
حاضرین کی دعوت ۷۰۴
سلطان سے درخواست ۷۰۴
فرنگیوں کا مشورہ ۷۰۴
فرنگیوں کا تعاقب ۷۰۵
صلح کی گفتگو ۷۰۵
دوبارہ گفتگو ۷۰۵
فرنگیوں کی للکار ۷۰۵
شاہ فرنگ کی بیماری ۷۰۵
اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ ۷۰۷
قاضی شمس الدین محمد بن موسیٰ ۷۰۷
سیف الدین علی بن احمد مشطوب ۷۰۷
عز الدین قلج ارسلان بن مسعود ۷۰۷
شاعر ابوالمرہف نصر بن منصور النمیری ۷۰۷
ختم شد..... تاریخ ابن کثیر حصہ ۱۲،۱۱ ۷۰۷

www.ahlehaq.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تاریخ ابن کثیر ..... حصہ یازدہم

۲۴۸ ہجری کے بقیہ واقعات

مستعین کی خلافت

آغاز سال ۲۴۹ ہجری

ابوالعباس احمد بن محمد المعتصم ...... جس دن المنتصر باللہ کا انتقال ہوا تھا عوام الناس نے ان کے ہاتھ پر اسی دن بیعت کی لیکن ترکوں کی ایک تھوڑی سی جماعت نے اپنے معتز اور اپنے منصور کے نعرے لگا کر ان کی خلافت سے بغاوت کی کچھ اور افراد بھی ان کی حمایت میں کھڑے ہو گئے دوسری جانب مدد کے طور پر مستعین باللہ کی فوج مقابلہ پر آ گئی فریقین کے درمیان کچھ مدت تک سخت جنگ جاری رہی ہر گروہ کے کافی افراد جنگ میں قتل کئے گئے بغداد کے بہت سے گھرانے لوٹ مار کا نشانہ بنے بہت سے مختلف قسم کے فتنے ظاہر ہوئے بالآخر مستعین کو فتح حاصل ہوئی اور وہ خلیفہ بن گیا انہوں نے زمام حکومت سنبھال لی اپنے مخالفین کو عہدوں سے معزول کر کے موافقین کو ان کی جگہ فائز کیا کچھ لوگوں سے روابط ختم کئے کچھ لوگوں سے تعلقات استوار کئے کچھ منصوبے شروع کئے کچھ روک دیئے کچھ عرصہ تک اسی پالیسی کے تحت کام ہوتا رہا۔

بغا کبیر کی وفات اور موسیٰ ابن بغا کا اس کی جگہ تقرر ہونا ...... اسی سال ماہ جمادی الآخری میں بغا الکبیر نے اس دار فانی سے کوچ کی جس کی وجہ سے خلیفہ وقت نے ان کے باصلاحیت، لائق ترین لڑکے موسیٰ بن بغا کو ان کے عہدہ پر مقرر کر دیا چنانچہ اس نے مشرق اور مغرب کے اطراف میں مسلسل حملے کئے جس کے نتیجے میں اس نے دس لاکھ دینار مالیت کا متفرق ساز و سامان جمع کر لیا اور بہت ہی قیمتی دس اصلی موتی بھی جمع کر لئے اور مزید تین بیچے اور سونے چاندی کا ایک بکس بھی اس کے ہاتھ لگ گیا۔

اہل حمص کی بغاوت ...... نیز اسی سال حمص کے باشندوں نے اپنے حاکم کے خلاف علم بغاوت بلند کر کے اسے برطرف کر دیا حاکم وقت نے اس جرم کی پاداش میں ان کے سرغنوں کو گرفتار کر کے ان کے مکانات ختم کرنے کے احکامات جاری کئے اسی سال محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج بیت اللہ کرایا۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ...... احمد بن صالح، حسین بن علی الکرابیسی، عبدالجبار بن علاء، عبدالملک بن شعیب، عیسیٰ بن حماد، محمد بن

www.ahlehaq.org

حمید الرازی محمد بن زنبور محمد بن علاء ابو کریب محمد بن یزید ابو ہاشم الرفاعی اس سال وفات پانے والوں میں مشہور و معروف شخصیات میں سے تھے۔

ابو حاتم السجستانی۔۔۔۔۔ آپ کا اسم گرامی سہل بن محمد بن عثمان بن یزید الجشمی ابو حاتم النحوی اللغوی ہے۔ آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں اور علم لغت میں مہارت تامہ حاصل کی۔ علم لغت میں آپ کے استاد ابو عبیدہ اور اصمعی جیسے حضرات تھے۔ آپ نے ابو زید انصاری سے بہت زیادہ روایتیں بیان کی ہیں۔ مبرد اور ابن درید وغیرہ جیسے حضرات آپ کے شاگردوں میں سے تھے۔ آپ با اخلاق اور بہت زیادہ راہ خدا میں خرچ کرنے اور قرآن کریم کی تلاوت کے عادی تھے۔ یومیہ ایک دینار صدقہ کرنے اور ہفتہ میں ایک قرآن شریف کی تلاوت کا معمول تھا۔ آپ نے شعر و شاعری بھی کی ہے آپ ہی کے چند اشعار ہیں:

> عوام الناس نے اس کے حسین چہرہ کو ظاہر کر دیا پھر اس کی وجہ سے گناہ میں مبتلا ہونے والوں کو ملامت کرنا شروع کر دی اگر لوگوں کو میری پاکدامنی کا فکر ہوتا تو اس کے خوبصورت چہرہ کو ظاہر نہ کرتے۔

وفات۔۔۔۔۔ محرم میں آپ نے وفات پائی بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ اسی سال ماہ رجب المرجب میں آپ کی وفات کا واقعہ پیش آیا۔

۲۳۹ھ کے واقعات

مسلمانوں کی ایک جماعت اور رومیوں کے درمیان وسط ماہ رجب جمعۃ المبارک کے روز مقام ملطیہ کے قریب مقابلہ ہوا اور سخت جنگ ہوئی جانبین سے کافی افراد مارے گئے اور امیر المسلمین عمر بن عبداللہ بن الاقطع اور ان کے ساتھ دو ہزار مسلمان بھی مارے گئے اور اسی جنگ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے امیر حضرت علی بن یحییٰ ارمنی بھی قتل کر دیے گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ان دونوں امیروں کا تعلق اکابر انصار سے تھا۔

فتنۂ بغداد۔۔۔۔۔ ماہ صفر کے شروع میں بغداد میں ایک بہت بڑا فتنہ پیش آیا جس کا سبب یہ بنا کہ امراء کی ایک جماعت نے زبردستی خلافت چھیننے کی کوشش اور خلیفہ متوکل کو قتل کر ڈالا اور اس کے ساتھ ساتھ خلیفہ منتصر اور خلیفہ مستعین کی طاقت کو بھی کمزور کر دیا تو عوام الناس پر ان کی یہ حرکت ناگوار گزری چنانچہ عوام الناس نے جمع ہو کر جیل پر حملہ کر کے اس میں سے قیدیوں کو نکال لیا پھر سب جمع ہو کر شہر کے کنارہ کے دونوں پلوں کی طرف آ گئے ایک پل کو توڑ پھوڑ کر اور دوسرے کو آگ لگا کر ختم کر دیا پھر انہوں نے عوام الناس سے مدد کی درخواست کی تو ایک بہت بڑی جماعت نے ان کی درخواست پر اپنی مدد پیش کر دی۔ اس کے بعد سب نے مل کر بہت سے مقامات پر لوٹ مار کی اور یہ سب واقعات بغداد کی مغربی جانب میں رونما ہوئے۔

پھر مالداروں نے سرحدوں پر دشمنان اسلام سے جنگ کرنے والے مسلمانوں اور مقتول مسلمانوں کا بدلہ لینے کے لئے بغداد کی عوام سے مالی مدد کا مطالبہ کیا جس کے جواب میں رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے چاروں طرف سے مسلمان مع ساز و سامان کے ٹوٹ پڑے۔ اس فتنہ کا سبب یہ تھا کہ دشمنان اسلام سے جہاد کرنے کے لئے خلیفہ اور ملک کی افواج روم کے علاقوں میں بھیجی گئیں اور وہ خلافت کے اصل مقصد کو چھوڑ کر اور اپنی ذمہ داریوں کو پس پشت ڈال کر خلاف شرع امور میں مشغول ہو گئے جس کی وجہ سے عوام الناس ان سے ناراض ہو گئی اور مذکورہ ہنگامے انہوں نے برپا کئے پھر اکیس ربیع الاول کو سامراء کے لوگوں نے بغداد کی طرح قید خانہ جا کر وہاں کے قیدیوں کو بھی جیل خانوں سے نکال لیا وہاں کے سپاہی جن کا نام زرافہ تھا ان لوگوں کے مقابلہ میں آ گئے لیکن عوام الناس نے ان کو شکست دے دی اس ہنگامے کی روک تھام کے لئے وصیف اور بغا صغیر اور ترکی کے عوام نے مقابلہ میں آ کر قتال کیا جس کے نتیجے میں انہوں نے بہت سے افراد کو قتل کیا لیکن یہ فتنہ برابر جاری رہا تاہم ایک زمانہ کے بعد از خود ختم ہو گیا۔

اسی سال وسط ربیع الثانی میں ترک عوام کے درمیان ایک فتنہ کھڑا ہو گیا جس کی وجہ یہ تھی کہ خلیفہ مستعین نے اپنے دور خلافت میں تین شخصوں کو

بہت آزادی سے دی گئی تھی۔

(۱)..... اتامش ترکی نامی شخص جس کا شمار خلیفہ کے اخص الخواص اور وزیروں میں ہوتا تھا اور وہ خلیفہ کے صاحبزادے عباس کی دیکھ بھال کرتا اور اسے شاہسواری سکھانا بھی اسی کے سپرد تھا۔

(۲)..... خلیفہ کے مقربین میں سے دوسرا شخص شاہک الخادم تھا۔

(۳)..... خلیفہ کی والدہ بھی جو اپنی من مانی کرتی تھی اور اس کا ایک کاتب تھا جس کا نام سلمہ بن سعید النصرانی تھا۔ چنانچہ ان میں سے اتامش نامی شخص نے بیت المال کے اموال میں سے فضول خرچی کر کے اسے بالکل خالی کر دیا۔ اس کی یہ حرکت عوام کو بالکل برداشت نہیں ہوئی اس لئے وہ سب اس پر اکٹھے ہو کر حملہ آور ہو گئے اور خلیفہ کے پاس اس کے موجودگی کے وقت لوگوں نے خلیفہ کے محل کا گھیراؤ کر لیا اس وقت خلیفہ بالکل بیکار ہو گیا اور وہ کچھ نہ کر سکا پھر لوگوں نے ذلت آمیز طریقے سے اسے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اس کا گھر بار جائداد مع سامان کے لوٹ لیا اس کے بعد خلیفہ نے ابو صالح عبداللہ بن احمد بن یزداد کو اپنا وزیر چن لیا اور بغا صغیر کو فلسطین کا اور وصیف کو اہواز کا حاکم بنا دیا جس کی وجہ سے پہلے سے بھی بڑے فتنے اور ہنگامے وجود میں آئے اور خلیفہ کی طاقت و قوت کمزور پڑ گئی۔

۳ جمادی الآخری جمعرات کے دن سامرا کے علاقہ میں مغاربہ کے درمیان بے چینی کی کیفیت پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے وہ جمع ہو کر اتحاد و اتفاق کا مظاہرہ کرتے لیکن یہ اتحاد ان کے درمیان دیرپا قائم نہیں رہتا۔ ۲۵ جمادی الآخری بروز جمعہ مطابق ۹ ماہ تموز سامرا کے علاقہ میں بڑی زوردار بارش ہوئی اور مسلسل بجلی کی چمک کے ساتھ اندھیری چھائی رہی اور پورا دن موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔

ماہ ذی الحجہ میں رے کے علاقہ میں زبردست زلزلہ آیا اور زوردار آندھی چلی جس نے وہاں کی عمارتوں کو اکھاڑ کر رکھ دیا اور بہت سے افراد کو ہلاک کر دیا اور باقی ماندہ افراد جنگل کی طرف نقل مکانی کرتے ہوئے۔ اسی ماہ میں مکہ معظمہ کے گورنر عبدالصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم امام نے لوگوں کو حج کرایا۔

مخصوصین کی وفات..... اس سال خاص خاص لوگوں میں وفات پانے والوں میں یہ حضرات تھے ایوب بن محمد الوزان، کتاب السنن کے مصنف حسن بن الصباح البزار اور رجاء بن مرجا الحافظ، التفسیر الکامل کے مصنف عبد بن حمید، عمرو بن علی الفلاس۔

علی بن جہم..... علی بن جہم بن بدر بن مسعود بن اسد القرشی السامی جو سامہ بن لوئی الخراسانی ثم البغدادی کی اولاد میں سے تھے۔ ان کا شمار مشہور شعراء اور مسلم شدہ دیانتداروں میں ہوتا تھا۔ ان کے اشعار کا ایک دیوان ہے جس میں اچھے اشعار بھی ہیں اور ایسے اشعار بھی ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کہی گئی تھیں اور یہ خلیفہ متوکل کے مقربین میں سے تھے ایک مرتبہ خلیفہ نے ناراض ہو کر خراسان کی طرف ان کو نکل جانے کا حکم دیا اور اپنے نائب کو حکم دیا کہ وہ ان کو ننگا کر کے مارے چنانچہ نائب نے خلیفہ کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ان کے ساتھ ایسا ہی کیا۔

ان کے کہے ہوئے عمدہ اشعار میں سے کچھ یہ بھی ہیں:

> بے دین اور غیر رشتہ دار کی دشمنی سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں۔ اس لئے کہ وہ تیری عزت کے برباد کرنے میں کسی چیز کا خیال نہیں رکھے گا اور وہ تیری محفوظ عزت و آبرو پر حملہ آور ہوگا۔

انہوں نے یہ اشعار مروان بن حفصہ کی ہجو میں کہے تھے جس کے جواب میں مروان نے مندرجہ ذیل شعر کہے:

> کیا اس کے بعد علی بن جہم شعر گوئی کا دعویٰ کرتا ہے حالانکہ میں یقین سے کہتا ہوں کہ وہ شاعر نہیں تھا اور اصل بات یہ ہے کہ میرا والد اس کی والدہ کا پڑوسی تھا جب اس نے اشعار کہنے کا دعویٰ کیا تو اس نے میرے سامنے اس کا راز فاش کر دیا۔

علی بن جہم شام آنے کے بعد عراق جانے کے ارادہ سے لوٹا جب حلب پر اس کا گزر ہوا تو وہاں کے لوگوں نے اس پر حملہ کر دیا علی بن جہم نے جواباً ان سے مقابلہ کیا جس میں وہ سخت زخمی ہو گیا پھر یہی اس کی موت کا سبب بن گیا اس وقت اس کے کپڑوں سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے:

www.ahlehaq.org

اسے رہے ہیں کہ اگر رسول اللہ اس وقت ہم میں موجود ہوتے تو بھی اس مقتول کی تعریف فرماتے۔ لیکن عبداللہ بن طاہر نے ان کی اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد ابو ہاشم جعفری یہ اشعار کہتے ہوئے جدا ہوئے:

> اے بنی طاہر تمہیں اس کے کھانے میں مزہ نہیں آئے گا اس لئے کہ نبی کا گوشت خوش گوار نہیں ہوتا، یہ ایسا تنہا شخص ہے جس کا چاہنے والا خود رب العالمین ہے اور اس کی کامیابی یقینی ہے۔

اس موقعہ پر خلیفہ نے کوفہ کے نائب امیر حسین بن اسماعیل کے پاس ایک شخص کو امیر بنا کر بھیجا تھا چنانچہ وہ یحییٰ بن عمر کے قتل کے بعد کوفہ میں داخل ہوئے اور انہوں نے کوفہ والوں کے قتل عام کا ارادہ کیا لیکن نائب امیر نے انہیں منع کر دیا اور شہر والوں کے لئے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طریقہ پر رب العزت نے اس فتنے کا خاتمہ فرمایا۔

واقعات ۲۵۱ھ

اسی سال مستعین اور بغا صغیر اور وصیف تینوں نے مل کر باغر ترکی کے قتل کا منصوبہ بنایا اور یہ متوکل کے قتل میں ملوث لیڈروں اور سرداروں میں سے تھا چنانچہ طے شدہ منصوبے کے تحت اسے قتل کر دیا گیا اور اس کی جائیداد اور آمدنیوں کو ضبط کر لیا گیا۔ اس کے بعد خلیفہ بڑی تیز رفتار گھوڑی پر سوار ہو کر سامراء سے بغداد چلے گئے جس کی وجہ سے انتظام حکومت درہم برہم ہو گیا، یہ واقعہ ماہ محرم میں رونما ہوا، بغداد پہنچنے کے بعد خلیفہ نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کے پاس رہائش اختیار کی۔

بغداد اور سامرا والوں میں خلافت کے بارے میں اختلاف...... اسی زمانے میں بغداد اور سامرا کے عوام میں ایک بہت بڑے فتنے نے جنم لیا جس کا ظہور اس صورت میں ہوا کہ سامرا والوں نے معتز کے ہاتھ پر لوگوں کو بیعت کرنے کی دعوت دی اور بغداد کے باشندوں نے مستعین کی بیعت کو بدستور باقی رکھا۔

اس کے بعد سامرا والے معتز اور اس کے بھائی مؤید کو جیل سے چھڑا کر لے گئے اور معتز کو اپنا سربراہ بنا لیا اور وہاں کے بیت المال پر قبضہ کر لیا جس میں اس وقت کل پانچ لاکھ دینار تھے اور مستعین کی والدہ کی کل رقم دس لاکھ دینار اور مستعین کے لڑکے کی املاک چھ لاکھ دینار تھی۔

اس وقت سامرا میں معتز کی پوزیشن خوب مستحکم ہو گئی، دوسری طرف مستعین نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو بغداد کی حفاظت کے بارے میں ہدایت جاری کرتے ہوئے کہا کہ شہر کی دونوں دیواریں اور خندق کی مرمت کی جائے اور اس منصوبے کے لئے اس نے تین لاکھ اور تیس ہزار روپے کا اعلان کیا اور ہر دروازے پر حفاظت کے لئے ایک چوکیدار مقرر کیا اور مزید شہر کی چار دیواری پر پانچ منجنیق اور چھ توپیں نصب کیں ان میں سے ایک منجنیق بہت بڑی تھی جس کا نام غضبان تھا اور دیگر آلات جنگ اور دشمن سے بچاؤ کی تدابیر اور لوگوں کی نفری کا بھی انتظام کیا اور دشمن کا سدباب کرنے کے لئے چاروں طرف کے پل تڑوا دیئے۔

اس موقع پر معتز نے محمد بن عبداللہ بن طاہر کو خط کے ذریعے اپنی حکومت میں شمولیت کی دعوت دی اور اس میں ان باتوں کا بھی ذکر کیا جو اس کے والد متوکل نے محمد بن عبداللہ بن طاہر سے عہد و پیمان کے طور پر کہی تھیں کہ میرے بعد ولی عہد میرا لڑکا معتز ہوگا لیکن محمد بن عبداللہ نے اس خط کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ اس کے خلاف ناقابل ذکر دلائل دیتے ہوئے اس کی حکومت میں شامل ہونے کے بارے میں صاف جواب دے دیا۔

مستعین اور معتز دونوں کی طرف سے موسیٰ بن بغا کے نام دعوتی خط...... اس کے بعد مستعین اور معتز دونوں نے موسیٰ بن بغا کو خط کے ذریعے اپنی طرف آنے کی دعوت دی تاکہ حمص والوں سے قتال کیا جائے اور مزید اس کے پاس کچھ جھنڈے بھیجے تاکہ وہ اپنے ساتھیوں میں سے جسے چاہے ہدیہ دے اور مستعین نے اسے اپنی حکومت میں شمولیت اور اس کا نائب حاکم بننے کی بھی دعوت دی۔

لیکن موسیٰ بن بغا کبیر فوراً سوار ہو کر سامرا چلا گیا اور معتز کے قافلے میں شامل ہو گیا اسی طرح عبداللہ بن بغا صغیر بغداد میں اپنے والد کے پاس فرار ہو کر معتز کے قافلے سے جاملا اس کے علاوہ بہت سے امراء اور ترکی لوگوں نے بھی معتز کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

معتز نے اپنے بھائی احمد بن متوکل کو مستعین سے قتال کرنے پر آمادہ کیا اور اس کے ساتھ ایک لشکر بھیجنے کا بھی وعدہ کیا جس کی وجہ سے وہ اس کام کے لئے تیار ہو گیا چنانچہ وہ ترکی وغیرہ پانچ ہزار کا لشکر لے کر بغداد کی طرف چلا گیا اور اپنے عسکری مقام پر جمعہ کی نماز پڑھائی۔

اور اپنے بھائی معتز کے لئے دعا کی اور پھر سات صفر اتوار کی شب بغداد شہر پہنچ گیا تو اس وقت بھی اس کے ساتھ ایک بڑی جماعت آئی ابو احمد کے لشکر میں ایک شخص تھا جس کا نام باذنجانہ تھا اس موقعہ پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

> اے بنی طاہر اللہ کے اس لشکر سے دور رہو جس کو موت بہت زیادہ محبوب ہے اور اس لشکر کے مقابلہ میں مت آؤ جس کا امیر ابو احمد ہے جو کہ بہترین مولیٰ اور بہترین مددگار ہے۔

اس کے بعد دونوں لشکروں میں گھمسان کی جنگ شروع ہو گئی اور بہت زیادہ خوفناک واقعات رونما ہوئے جنہیں ابن جریر نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔

پھر معتز نے اپنے بھائی کی مدد کے لئے موسیٰ بن اشناس کے ہمراہ تین ہزار آدمیوں کی کمک بھیجی پس وہ ربیع الاول کی بالکل آخری تاریخ کو پہنچی پس انہوں نے شہر کے مغربی کنارے باب قطربل کے نزدیک پڑاؤ ڈالا اور ابو احمد کا لشکر باب شماسیہ کے قریب ٹھہرا اس وقت بڑی زوردار لڑائی چل رہی تھی اور لوگوں کا قتل عام ہو رہا تھا۔

ابن جریر نے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جنگ کے دوران معتز نے اپنے بھائی احمد کو بذریعہ خط بغداد والوں سے لڑائی میں سست رفتاری دکھانے پر ملامت کی جس کے جواب میں ابو احمد نے مندرجہ ذیل اشعار لکھ کر روانہ کئے:

> ہمارے پاس موت آنے کا ایک ہی راستہ ہے اور زمانہ کبھی ہمارے موافق ہوتا ہے اور کبھی ناموافق۔ ہمارے ایام لوگوں کے لئے عبرت کے واقعات ہیں۔ بعض ان میں سے بوقت صبح پیش آنے والے ہیں اور بعض بوقت شب۔ ان میں سے بعض مصیبتیں ایسی ہیں جو کہ بچے کو بوڑھا کر دینے والی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ ان میں سچا دوست سچے دوست کو رسوا کر دے اور ایک اتنی چوڑی شہر پناہ ہے کہ جس کی بلندی کو ہماری نظریں چھونے سے قاصر ہیں اور ایک گہرا دریا بھی ہے ہلاک کر دینے والی جنگ ہے اور بالکل تیار شدہ تلوار ہے۔ اور ایک بہت بڑا خطرہ ہے اور ایک مضبوط قلعہ ہے۔ اور صبح کے وقت پکارنے والے کی اصلی صدا کہتے ہوئے ایک زوردار چیخ ہے لیکن وہ قطع تعلق نہیں ہے۔ پس کوئی پڑا ہوا ہے اور زخمی حالت ہے اور کوئی جلا ہوا ہے اور کوئی غرق شدہ ہے۔ یہ قتل کیا ہوا ہے اور یہ پچھاڑا ہوا ہے اور کوئی منجنیق کے ذریعے چور چور ہے۔ وہاں سینہ زوروں کا بازار گرم ہے اور لوٹ مار ہے اور تباہ شدہ گھر ہیں جو لوگوں کو خوش کرنے والے ہیں۔ جب ہم کسی راستے پر چلتے ہیں تو کچھ دیر کے بعد اسے بند پاتے ہیں۔ اللہ ہی کی مدد سے ہم اپنے مقصود تک پہنچیں گے اور اسی کی مدد سے ہم کمزور ہونے کے باوجود دشمن پر فتح اور کامیابی حاصل کریں گے ابن جریر کہتے ہیں کہ مذکورہ اشعار علی بن امیہ کے ہیں جو کہ مخلوع اور مامون کے فتنے کے موقع پر کہے گئے تھے۔

فریقین کے درمیان فتنہ فساد اور لڑائی جاری رہی اور شہر پر ابو احمد کا محاصرہ رہا اور بغداد کے باشندے اس سال آخر تک تنگ حالی کا شکار رہے اور بہت سے واقعات میں دونوں فریقوں کے کافی تعداد میں لوگ مارے گئے کبھی ابو احمد غالب آ جاتا اور شہر کے بعض دروازوں پر قبضہ کر لیتا لیکن طاہر کے لوگ ان پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیتے اور ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیتے پھر اپنے ٹھکانوں پر واپس پہنچ جاتے اور کچھ وقت تک جنگ رک جاتی۔

ابن طاہر کا منافقانہ پالیسی اختیار کرنا ...... لیکن جب بھی بغداد میں غلہ اور سامان رسد میں کمی آتی تو بغداد والے پست ہمتی کا شکار ہو

www.ahlehaq.org

جاتے پھر عوام میں ابن طاہر کے بارے میں مشہور ہو گیا کہ یہ حقیقت میں معتز کے ساتھ ہے نہ کہ مستعین کے ساتھ اور یہ واقعہ اس سال کے آخر کا ہے لوگوں کے ان شکوک و شبہات کا ابن طاہر کو علم ہو گیا تو وہ خلیفہ اور عوام کے سامنے معذرت کرنے لگا اور بڑی بڑی قسمیں کھانے لگا لیکن عوام کے دلوں میں اس کے متعلق شکوک و شبہات بدستور قائم رہے اور انہیں اطمینان نہیں ہوا ایک موقع پر عوام کے ایک ہجوم نے ابن طاہر کے مکان کا گھراؤ کر لیا اس وقت خلیفہ بھی اس میں موجود تھا لوگوں نے مطالبہ کیا کہ خلیفہ ان کے روبرو آ کر ابن طاہر کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کرے چنانچہ چاروں طرف سے شور برپا ہو گیا بالآخر خلیفہ ان کے سامنے آیا اس وقت اس نے کالے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی چادر مبارک ڈالی ہوئی تھی اور ہاتھ میں چھڑی تھی۔

اس موقع پر اس نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے آپ ﷺ کا واسطہ دے کر کہا کہ تم اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اور ابن طاہر کے بارے میں مطمئن ہو جاؤ اس لئے کہ وہ صحیح آدمی ہے تب جا کر شور ختم ہوا اور لوگ اپنے گھروں کو لوٹے۔

پھر ذی الحجہ کی ابتداء میں خلیفہ ابن طاہر کے گھر سے رزق الخادم کے گھر منتقل ہو گئے اور ابن طاہر کے گھر کے بالمقابل لوگوں کو عید الاضحیٰ کی نماز پڑھائی اور خلیفہ اس روز اس حالت میں لوگوں کے سامنے آئے کہ ان کے جسم پر بردہ نبوی اور ہاتھ میں چھڑی تھی اور وہ دن بغداد کے لوگوں کے لئے محاصرہ اور مہنگائی کی وجہ سے ایک تاریک دن تھا اور لوگوں پر خوف تھا اور بھوک چھائی ہوئی تھی جو کہ ان کے لباس سے عیاں تھی۔

اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سب کے ساتھ عافیت کا معاملہ فرمائے۔

ابن طاہر کا مستعین کو خلافت سے دستبردار ہونے پر آمادہ کرنا...... جب معاملہ حد سے گزر گیا اور تنگ حالی عام ہو گئی اور بچے بھوک سے نڈھال ہو گئے اور عوام پریشان ہو گئی تو ابن طاہر نے اولاً اشاروں کنایوں کے ذریعے اور پھر کھل کر اپنی منافقانہ پالیسی کا اظہار کر دیا حتیٰ کہ خلیفہ سے اس بارے میں مناظرہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ آپ کے لئے بہتر یہی ہے کہ خلافت سے دستبردار ہو کر کچھ نقد اور ادھار مال پر صلح کر لیں اور ہر سال اپنی ضروریات اور اخراجات کے لئے کچھ وظیفہ مقرر کر لیں اور وہ اسی کوشش میں لگا رہا بالآخر خلیفہ اس کی بات ماننے پر تیار ہو گیا۔

اس موقع پر جو شرائط ان کے درمیان طے ہوئیں ابن طاہر نے ان کو ایک کاغذ پر لکھ لیا پھر بدھ ذی الحجہ کو ابن طاہر رصافہ کی سواری پر سوار ہو کر گیا اور قاضیوں اور فقہاء کو جمع کر کے خلیفہ کے پاس لا کر انہیں اس بات پر گواہ بنایا کہ خلیفہ نے اپنے تمام اختیارات میرے سپرد کر دیئے ہیں اور اسی طرح دربان اور خدام کی ایک جماعت کو بھی گواہ بنایا پھر مہر خلافت پر بھی قبضہ کر لیا اور مستعین کے پاس رات کو کافی دیر بیٹھا رہا صبح ہوتے ہی عوام میں ابن طاہر کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔

اس کے بعد ابن طاہر نے امراء کی ایک جماعت کو خط دے کر معتز کے پاس بھیجا جب وہ جماعت معتز کے پاس پہنچی تو اس نے ان کا بڑا اکرام کیا اور خلعتیں دیں اور بڑے قیمتی انعامات اور تحائف ان کے سامنے پیش کئے گئے اس کے علاوہ ۲۵۱ ہجری میں کچھ اور بھی واقعات پیش آئے جن کا تذکرہ عنقریب آ رہا ہے۔

متفرق واقعات...... اسی سال ربیع الاول میں قزوین اور زنجان کے علاقے میں اہل بیت میں سے ایک شخص کا ظہور ہوا جس کا نام حسین احمد بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل الارقط بن محمد علی بن حسین بن علی بن ابی طالب تھا اور وہ کوکبی کے لقب سے مشہور تھا آئندہ اوراق میں ان کے باقی احوال کا بیان ہو گا۔

اسی زمانہ میں موسیٰ بن عبد اللہ الحسنی کے بھانجے اسماعیل بن یوسف علوی بھی منظر عام پر آئے جن کا تذکرہ آگے ہو گا۔ اور سال رواں ہی میں بنی طالب سے حسین بن حمزہ بن عبد اللہ بن حسین بن علی بن حسن بن علی بن ابی طالب کا بھی ظہور ہوا اس موقع پر مستعین نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے مزاحم بن خاقان کو روانہ کیا چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا۔ بالآخر علوی شکست کھا گیا اور اس کے بہت سے ساتھی بھی قتل کر دیئے گئے اس کے بعد مزاحم نے کوفہ میں داخل ہو کر ایک ہزار مکانات کو جلا ڈالا اور جو افراد علوی کے ساتھ جنگ میں شامل تھے ان کے اموال کو لوٹ لیا اور علوی کی آزاد کردہ بعض لونڈیوں کو بھی بیچ ڈالا۔

www.ahlehaq.org

حرمین شریفین میں اسماعیل بن یوسف کی لوٹ مار ...... اسی سال میں اسماعیل بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ حسن بن حسین بن ابی طالب نے مکۃ المکرمہ پر حملہ بول دیا جس سے وہاں کا نائب حاکم جعفر بن فضل خوف زدہ ہو کر فرار ہو گیا اس نے اس کا گھر اور اس کے ساتھیوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور بہت سے افراد کو قتل کر ڈالا، اور خانہ کعبہ میں موجود سونا چاندی خوشبو غلاف کعبہ سب پر قبضہ کر لیا اور لوگوں سے دو لاکھ دینار چھین لئے پھر مدینہ منورہ چلا گیا وہاں کا نائب حاکم علی بن حسین بھی اس سے ڈر کر بھاگ گیا۔ پھر اسماعیل بن یوسف ماہ رجب میں دوبارہ مکہ میں داخل ہوا اور مکہ والوں کا گھیراؤ کر لیا جس کی وجہ سے وہاں کے بہت سے باشندے بھوک اور پیاس سے ہلاک ہو گئے۔ اس موقع پر مکہ میں مہنگائی اس قدر ہوئی کہ تین اوقیہ روٹی ایک درہم، ایک رطل گوشت چار درہم اور پانی کی بوتل تین درہم تک پہنچ گئی اور اس فتنے کی وجہ سے اہل مکہ مختلف مصائب میں مبتلا ہو گئے۔

مکہ میں ستر دن قیام کرنے کے بعد وہ ظالم جدہ چلا گیا وہاں کے تاجروں کے اموال لوٹ لئے اور سواریاں چھین لیں اور مکہ سامان لانے والے قافلوں کو لوٹ لیا، اللہ تعالیٰ اس کا ستیاناس کرے۔ پھر وہ ظالم دوبارہ مکہ آ گیا اور حج کے موقع پر کسی کو وقوف عرفہ نہیں کرنے دیا اور بہت سے حاجیوں کو قتل کر کے ان کے اموال چھین لئے اللہ تعالیٰ ان کی کوئی عبادت بھی قبول نہ کرے۔ اس سال ان بڑے بڑے فتنوں کے ظہور پذیر ہونے کی وجہ سے خلافت کا معاملہ بہت کمزور ہو گیا۔

خاص خاص افراد کا انتقال ...... اس سال خواص میں سے یہ افراد دنیا سے رخصت ہوئے اسحاق بن منصور الکوسج، حمید بن زنجویہ، عمر بن دینار الحمصی، ابوالتقی ہشام بن عبدالملک الیزنی۔

واقعات ۲۵۲ھ

مستعین کے خلافت سے کنارہ کش ہونے کے بعد معتز باللہ کی خلافت کا بیان ...... اس سال کا آغاز اس حال میں ہوا کہ ابو عبداللہ محمد المعتز بن جعفر المتوکل بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید کی خلافت بڑی مستحکم ہو چکی تھی۔

ان کے بارے میں دو قول اور بھی ہیں (۱) احمد (۲) زبیر ابن عساکر نے اسی آخری قول کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی تاریخ میں زبیر ہی کے نام سے ان کے احوال کا تذکرہ کیا ہے۔

جب مستعین نے خلافت سے دستبردار ہو کر معتز کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو بغداد کے خطباء نے ۴ محرم کو جامع مسجدوں میں خطبہ جمعہ دیتے ہوئے خلیفہ معتز باللہ ہی کا نام لیا اس کے بعد مستعین اپنے اہل و عیال اور باندیوں سمیت رصافہ سے حسن بن سہل کے گھر منتقل ہو گیا اور اس کام پر خلیفہ نے سعید بن رجاء کے ہمراہ ایک جماعت کو مامور کیا چنانچہ انہوں نے مستعین سے چادر چھڑی اور مہر خلافت لے کر معتز باللہ کے پاس بھیج دی پھر معتز نے مستعین کو پیغام بھیجا کہ موتیوں کی دو قیمتی انگوٹھی جن میں ایک کا نام برج اور دوسری کا نام جبل ہے وہ بھی دے دیں اس نے وہ بھی بھجوا دیں۔

پھر مستعین نے مکہ مکرمہ جانے کی اجازت مانگی لیکن اجازت نہیں ملی پھر انہوں نے بصرہ جانے کی اجازت مانگی تو جواب ملا کہ بصرہ آفت زدہ علاقہ ہے انہوں نے عرض کیا کہ خلافت سے دستبردار ہونا اس سے بھی زیادہ آفت زدہ ہے پھر انہوں نے واسط جانے کی اجازت مانگی اجازت مل گئی چنانچہ وہ چار سو افراد کی نگرانی میں واسط چلے گئے۔

اس کے بعد خلیفہ معتز نے احمد بن اسرائیل کو ہدایا عطا کئے اور اس کی تاج پوشی کر کے اسے اپنا وزیر بنا لیا جب بغداد میں حالات معمول پر آ گئے اور معتز کی پوزیشن مستحکم ہو گئی اور عوام اس کی تابع ہو گئی اور سرحدوں سے سامان کی آمد و رفت شروع ہو گئی اور بغداد کے عوام خوشحال ہو گئے، ابو احمد ۱۲ محرم الحرام ہفتہ کے روز سامرا چلا گیا اور ابن طاہر نے امراء کی ایک جماعت کے ساتھ اسے رخصت کیا تو اس موقع پر ابو احمد نے ابن طاہر کو پانچ جوڑے اور ایک گھوڑا ہدیۃً پیش کئے اور اسے راستے سے ہی بغداد واپس بھیج دیا۔

www.ahlehaq.org

اس موقع پر شعراء کا معتز کی شان میں مدحیہ قصیدے کہنا...... چنانچہ ابن جریر نے اس موقع پر پڑھے گئے اشعار اور قصیدے نقل کئے ہیں جو معتز کی تعریف اور مستعین کے خلافت سے دستبردار ہونے پر لوگوں کی جانب سے اظہارِ اطمینان پر مشتمل ہیں۔ اور اس موقع پر شعراء نے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اشعار کہے ہیں اس بارے میں محمد بن مروان بن ابی الجنوب بن مروان کے اشعار سب سے زیادہ معتز کی مدح اور مستعین کی مذمت پر مشتمل ہیں:

> تمام اختیارات کا مالک معتز بن گیا اور مستعین اپنی پہلی حالت پر لوٹ آئے۔ حالانکہ اسے علم بھی تھا کہ ملک حقیقت میں تیرا ہے پھر بھی اس کے نفس نے اس کو دھوکہ دے دیا۔ اور حکومت کا مالک درحقیقت رب العالمین کے قبضہ قدرت میں ہے چنانچہ اسی ذات نے مستعین کی حکومت ختم کر کے آپ کو عطا کی۔ حقیقت میں حکومت کرنا اس کو زیب نہیں دیتا جیسا کہ شادی شدہ عورت کو نکاح متعہ کرنا زیب نہیں دیتا۔ لوگوں کے نزدیک اس کی خلافت سے زیادہ بری کوئی چیز نہیں تھی اور اس کے خلافت سے دستبردار ہونے پر لوگوں کو بڑی خوشی ہوئی ہے۔ اے کاش کشتیاں اسے اٹھا کر کسی ٹیلے پر پھینک آتیں اسے پھینک کر آنے والے ملاح پر میری جان قربان ہو۔ آپ سے پہلے کتنے بادشاہوں نے لوگوں پر حکمرانی کی ہے حکومت کی بھاری ذمہ داری جو آپ کے سپرد کی گئی ہے اگر ان کے سپرد کی جاتی تو وہ صحیح چل بھی نہ پاتے۔ آپ کی وجہ سے عوام کی تنگ حالی خوشحالی میں تبدیل ہو گئی اور اللہ ہی تنگی کے بعد خوشحالی لانے والا ہے۔ ہم اللہ کے حضور دعا کرتے ہیں کہ وہ اس خلافت کے صدقے آپ سے تمام برائیاں ختم کر دے اس لئے کہ اس نے ہم سے برائیاں ختم کرنے کے لئے آپ کو ذریعہ بنایا۔

پھر معتز نے سامراء سے بغداد کے نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر کو وصیف، بغا اور جن لوگوں کے نام ان کے رجسٹروں میں درج تھے ان سب کے ناموں کو ختم کرنے کے بارے میں ہدایات جاری کیں اور بغا اور وصیف کے قتل کا ارادہ کر لیا پھر اسے ان دونوں کے بارے میں راضی کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ راضی ہو گیا۔

بھائی کا بھائی کو قتل...... اسی سال ماہ رجب میں معتز نے اپنے بھائی مؤید کو چالیس کوڑے لگوا کر عہدے سے برطرف کر کے اس کے ساتھ دوسرے بھائی احمد کو بھی جیل خانہ میں ڈال دیا اور جمعہ کے روز اس کی برطرفی کا اعلان کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ از خود ہی استعفیٰ پیش کرے۔ اس کے بعد وہ صرف پندرہ روز زندہ رہا اس کے قتل کی کیفیت کے بارے میں دو قول ہیں:

(۱)..... سمور کے لحاف میں اسے لپیٹ کر اس کی دونوں طرفوں کو بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے دم گھٹ کر وہ مر گیا۔

(۲)..... برف کی سلوں پر اسے لٹا دیا گیا جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اسے قید خانہ سے نکالا گیا اس وقت اس پر کوئی نشان نہیں تھا۔

پھر معتز نے امراء اور قاضیوں کی ایک جماعت کو مدعو کیا چنانچہ انہوں نے آ کر بغیر سبب اور اثر کے اس کی موت کی گواہی دی پھر اسے کفنا کر گدھے پر سوار کر کے اس کی والدہ کے حوالے کر دیا گیا جس نے اس کو قبر میں دفن کر دیا۔

مستعفی مستعین کے قتل کا بیان...... سال رواں ہی میں معتز نے اپنے نائب محمد بن عبداللہ کو مستعین کے مقابلہ میں لشکر تیار کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابن طولون نے اس کے لئے خوب تیاری کی اور اس کام کے لئے وہ ۲۳ رمضان کو روانہ ہو گیا اور تین شوال کو قاطول لے اسے گرفتار کر کے احمد بن طولون کے سامنے حاضر کر دیا پھر اسے قتل کر دیا گیا۔

بعضوں نے کہا کہ اس کی اتنی شدید پٹائی کی گئی کہ وہ مر گیا اور بعض کہتے ہیں کہ اسے دریائے دجلہ میں ڈال دیا گیا جس میں وہ ڈوب کر مر گیا۔

ابن جریر نے ذکر کیا ہے کہ سعید بن صالح جو اس کے قتل پر مامور تھا مستعین نے اس سے دو رکعت نفل پڑھنے کی مہلت طلب کی چنانچہ مہلت ملنے پر اس نے نماز شروع کی اور آخری سجدہ کی حالت میں اسے قتل کر دیا گیا اور اس کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا لیکن اس کے نشانات مٹا دیئے گئے۔

اس کے بعد مستعین کا سر معتز کی خدمت میں پیش کیا گیا اس وقت وہ شطرنج میں مشغول تھا اس نے کہا کہ میرے فارغ ہونے تک اسے رکھ

www.ahlehaq.org

وہ چنانچہ کھیل سے فارغ ہو کر اس نے اسے دیکھا پھر اس کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

پھر اس کو قتل کرنے والے سعید بن صالح کے لئے پچاس ہزار درہم انعام کا اعلان کیا علاوہ ازیں اسے بصرے کا حاکم بھی بنا دیا۔

خاص افراد کا قتل ...... اس سال وفات پانے والے مخصوص ہستیوں میں سے یہ حضرات تھے اسماعیل بن یوسف علوی، جس ظالم نے حرمین میں ظالمانہ حرکتیں کیں اللہ نے بلا مہلت کے فی الفور اس ظالم کو ہلاک کر دیا۔ مستعین جس کا تذکرہ پہلے ہو چکا اسحاق بن بہلول، زیاد بن ایوب، محمد بن بشار، بندار، موسیٰ بن مثنیٰ ابوالحسن یعقوب بن ابراہیم الدورقی بھی قتل ہوئے۔

واقعات ۲۵۳ھ

اسی سال ماہ رجب میں معتز نے بغا کبیر کی سربراہی میں چار ہزار کا لشکر ہمدان کے مضافات کی طرف عبدالعزیز بن ابی دلف سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا اس لئے اس نے معتز کی حکومت سے بغاوت اختیار کر لی تھی اور وہ ہمدان کے اطراف میں بیس ہزار کی فوج کے ساتھ مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔

عبدالعزیز بن ابی دلف کی شکست ...... چنانچہ فریقین میں جنگ ہوئی اور اواخر سال میں عبدالعزیز کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا، پھر رمضان میں دونوں کے درمیان مقام کرج میں دوبارہ مقابلہ ہوا اس مرتبہ بھی عبدالعزیز کو شکست فاش ہوئی اور اس کے بہت سے ساتھی قتل کر دیئے گئے اور اس کے بچوں سمیت اس کی والدہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا اور مقتولین کے سر اور بہت سے سرداروں کو ستر اونٹوں پر رکھ کر معتز کے پاس بھیج دیا اور جو علاقے اس کے زیر تسلط تھے ان پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔

سال رواں ہی میں بغا شرابی کو خلعت اور جوڑے عطا کئے گئے اور اس کی تاج پوشی کی گئی۔

اسی زمانے میں مقام بوازیج کے قریب عیدالفطر کے دن ایک خوفناک واقعہ پیش آیا جس کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مساور نامی کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کر دیا گیا تو سات سو خارجی اس کے مقابلے پر آ گئے۔

بندار کا قتل ...... ادھر ایک بندار نامی شخص تین سو افراد کے ہمراہ اس کی مدد کے لئے آیا چنانچہ سخت جنگ ہوئی اور خارجیوں کے پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے اور بندار کے ڈھائی سو آدمی قتل کر دیئے گئے حتیٰ کہ خود بندار بھی قتل ہو گیا۔

ابن طاہر کی وفات ...... اس کے بعد مساور حلوان چلا گیا اور وہاں کے باشندوں سے مقابلہ کیا اور خراسان کے حاجیوں نے بھی حلوان والوں کی مدد کی لیکن پھر بھی مساور نے ان کے چار سو کے قریب افراد قتل کر دیئے اور خود اس کی جماعت کے بھی اس مقابلہ میں کافی افراد قتل کئے گئے۔

وصیف ترکی کا قتل ...... اس سال ماہ شوال کو وصیف ترکی کے قتل کا بھی واقعہ پیش آیا اور اس موقع پر سامرا میں لوگوں نے اس کے اور اس کی اولاد کے گھروں کو لوٹ لینے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں ناکام رہے اس کے بعد خلیفہ نے اس کے اختیارات بغا شرابی کے حوالے کر دیئے سال رواں ہی میں چودہ ذیقعدہ کو چاند گرہن ہو گیا اور اس کا اکثر حصہ غائب ہو گیا اور اندھیرا چھا گیا۔ چاند گرہن ہونے کے موقع پر عراق کے نائب حاکم محمد بن عبداللہ بن طاہر کا بغداد میں انتقال ہو گیا کیوں کہ اس کے سر اور اس کے حلق میں زخم ہو گئے تھے جن کی تاب نہ لاتے ہوئے وہ مر گیا اس کے بعد اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے بارے میں اس کے لڑکے طاہر اور اس کے بھائی عبیداللہ کا اتنا شدید اختلاف ہوا کہ تلواریں نیام سے باہر آ گئیں اور لوگوں پر پتھروں کی بارش ہونے لگی اور لوگوں نے یا طاہر یا منصور کے نعرے بلند کر کے شور برپا کر دیا اس صورت حال کو دیکھ کر اس کا بھائی عبیداللہ امراء اور

لیڈروں کی ایک جماعت کے ساتھ مشرقی کنارے اپنے گھر چلا گیا اور اس کے بعد اس کے لڑکے طاہر نے باپ کی وصیت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائی۔

جب اس ہنگامے کا معتز کو علم ہوا تو اس نے اس کے بدلے میں عبیداللہ کو خلعت اور حکومت کا کوئی عہدہ دے دیا عبیداللہ نے یہ چیزیں لانے والے شخص کو پچاس ہزار درہم دیئے۔

اسی سال معتز نے اپنے بھائی احمد کو سر من (رٰی) سے واسط کی طرف پھر بصرہ کی طرف پھر بغداد کی طرف جلاوطن کیا۔

موسیٰ بن بغا اور الکوکبی کے درمیان جنگ کے بعد قزوین پر موسیٰ کا قبضہ...... رواں سال ہی میں ذیقعدہ کے اختتام پر پیر کے روز موسیٰ بن بغا کبیر اور حسین بن احمد الکوکبی الطالبی جس کا ظہور قزوین کے علاقہ میں ۲۵۱ھ میں ہوا تھا کے درمیان زبردست جنگ ہوئی بالآخر کوکبی شکست سے دوچار ہوا اور قزوین پر موسیٰ بن بغا کا قبضہ ہو گیا اور کوکبی نے دیلم کی طرف بھاگ کر جان بچائی۔

اس موقع پر ابن جریر نے کوکبی کے بعض ساتھیوں سے نقل کیا ہے کہ کوکبی نے جنگ کے موقع پر اپنے ساتھیوں کو چمڑے سے تیار شدہ ڈھالوں میں جن میں تیر اثر نہیں کرتے کے استعمال کا حکم دیا اور موسیٰ بن بغا نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ جنگ بھی جاری رکھیں اور باقی ماندہ افراد راستے پر چار کول ڈالتے جائیں تاکہ دشمن یہ سمجھے کہ ہم کو شکست ہو گئی ہے چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا تو کوکبی کا لشکر ان کا تعاقب کرتا رہا جب کوکبی کا لشکر درمیان میں پہنچ گیا تو موسیٰ بن بغا نے اپنے ساتھیوں کو چار کول میں آگ لگانے کا حکم دیا چنانچہ آگ لگا دی گئی جس کی وجہ سے کوکبی کے کافی ساتھی جل گئے اور باقی ماندہ افراد فرار ہونے لگے تو ان پر موسیٰ بن بغا نے حملہ کر دیا اور ان کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور خود کوکبی دیلم کی طرف فرار ہو گیا اور قزوین پر موسیٰ بن بغا نے قبضہ کر لیا۔

اسی سال عبداللہ بن محمد بن سلیمان الزینبی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص افراد کی وفات...... اس سال ابوالاشعث اور احمد بن سعید الدارمی وفات پانے والے خاص لوگوں میں سے تھے۔

حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات[1]...... حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار مشائخ صوفیہ میں ہوتا ہے۔ اور حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے استاد ہیں آپ نے ہشیم اور ابوبکر بن عیاش، علی بن غراب، یحییٰ بن الیمان، یزید بن ہارون وغیرہ سے روایتیں بیان کی ہیں اور ان سے ان کے بھتیجے جنید بن محمد، ابوالحسن النوری، محمد بن فضل، سجادہ سقطی اور ایک جماعت نے روایتیں بیان کی ہیں۔ اور تجارت کے لئے ان کے پاس ایک دکان تھی جس میں یہ تجارت کیا کرتے تھے۔

دنیا سے نفرت پیدا ہونے کا واقعہ:...... ایک مرتبہ ان کی دکان کے پاس ایک باندی کا گزر ہوا جس کا برتن ٹوٹ گیا تھا جس میں وہ اپنے آقا کے لئے کچھ سامان خریدنے آئی تھی اور وہ اس کی وجہ سے رو رہی تھی تو آپ نے اسے دیکھ کر کچھ پیسے دے دیئے کہ وہ دوسرا برتن خرید لے اس سارے منظر کو آپ کے استاد حضرت معروف کرخی دیکھ رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نظر میں دنیا کی حقارت ڈال دے کہتے ہیں کہ اسی دن سے میرے اندر دنیا سے نفرت بیٹھ گئی۔

قلب کا غنا...... انہی کا واقعہ ہے کہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ عید کے دن میں جا رہا تھا کہ اچانک میں نے معروف کرخی کو دیکھا کہ ان کے ساتھ ایک غریب بچہ ہے میں نے سوال کیا کہ یہ بچہ آپ کے ساتھ کیوں ہے فرمایا کہ ایک جگہ کچھ بچے اخروٹ کے ساتھ کھیل رہے تھے اور اس کے پاس کچھ نہ تھا میں نے اس بچے سے نہ کھیلنے کی وجہ پوچھی اس نے کہا کہ میں یتیم غریب ہونے کی وجہ سے اخروٹ خرید کر ان کے ساتھ نہیں کھیل سکتا تو میں نے اسے اپنے ساتھ کر لیا کہ کچھ گٹھلیاں جمع کر کے اس کو دے دوں تاکہ یہ بھی اخروٹ خرید کر کھیلے اور اسے خوشی حاصل ہو میں نے عرض کیا کہ میں

---

[1] سیر اعلام النبلاء ۱۲ / ۱۸۵

www.ahlehaq.org

ان کے لئے لباس اور اخراجات کا انتظام کروں؟ انہوں نے فرمایا کہ اگر انتظام بآسانی کر سکتے ہو تو حرج نہیں چنانچہ میں نے انتظام کر دیا اس پر انہوں نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے قلب کو غنی کر دے۔ کہتے ہیں کہ اس وقت سے دنیا میرے نزدیک حقیر ترین شے بن گئی۔

کاروباری معاملہ...... انہی کا دوسرا واقعہ ہے کہ ان کے پاس کچھ بادام تھے ایک آدمی نے انہیں خریدنا چاہا تو دونوں کے درمیان بھاؤ طے ہوا کہ بادام کا ایک کر ۶۳ دینار کا ہوگا پھر وہ شخص خریدے بغیر چلا گیا اتفاق سے بادام مہنگے ہو گئے اور بادام کا ایک کر ۹۰ دینار کا ہو گیا۔ پھر دوبارہ وہ شخص آیا اور اس نے کہا کہ میں ۹۰ دینار میں بادام کا ایک کر لوں گا۔ انہوں نے کہا کہ نہیں کیونکہ ہمارے درمیان پہلے وہ بھاؤ طے ہو چکا ہے اس لئے میں بادام کا ایک کر ۶۳ دینار میں دوں گا دونوں اپنے موقف پر جمے رہے آخر کار اس شخص نے بادام نہیں خریدے اور وہ واپس چلا گیا۔

دعا کی قبولیت...... ایک مرتبہ ایک عورت نے ان سے آ کر کہا کہ میرے لڑکے کو پولیس نے گرفتار کر لیا ہے آپ ان کے پاس اپنے کسی آدمی کو بھیج دیں کہ وہ اس پر سختی نہ کریں یہ سن کر حضرت سری سقطی نے نماز شروع کر دی اور دیر تک اسی میں مشغول رہے یہ دیکھ کر عورت کو بڑا غصہ آیا جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو عورت کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے متعلق کچھ کریں انہوں نے جواب دیا کہ اسی وقت سے میں آپ کے لڑکے کو چھڑانے کی فکر میں لگا ہوا ہوں۔ چنانچہ اسی وقت ایک عورت نے آ کر اس عورت کو خوشخبری سنائی کہ تیرے بیٹے کو پولیس نے چھوڑ دیا ہے اور وہ گھر پہنچ گیا یہ سن کر وہ عورت واپس چلی گئی۔

اقوال سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ...... حضرت سری سقطی ہی کا قول ہے کہ میری کوشش ہے کہ میں ایسا لقمہ کھاؤں کہ اللہ کی جانب سے مجھ پر اس بارے میں کوئی مواخذہ نہ ہو اور نہ ہی مجھ پر کسی کا احسان ہو لیکن تا حال میں اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوا ہوں۔

انہی کا قول ہے کہ تیس سال سے میں سبزی کھانے کی خواہش کر رہا ہوں لیکن نہیں کھا سکا۔

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے بازار میں آگ لگ گئی تو میں اپنی دکان کا حال دیکھنے کے لئے گھر سے نکلا راستہ میں ایک شخص نے خوشخبری دی کہ آپ کی دکان صحیح سلامت ہے میں نے یہ سن کر اللہ کا شکر ادا کیا پھر مجھے خیال آیا کہ اپنی دکان کے صحیح ہونے پر تو اللہ کا شکر ادا کر لیا لیکن دوسروں کی دکان کا خیال نہیں آیا تو میں اپنی اس کوتاہی پر تیس سال سے استغفار کر رہا ہوں۔ خطیب نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

جنید کہتے ہیں کہ میرے نزدیک سری سقطی سے بڑا کوئی عابد نہیں تھا ۹۸ سال وہ زندہ رہے لیکن مرض الموت کے علاوہ میں نے انہیں لیٹا ہوا نہیں دیکھا۔

حضرت جنید کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں ان کی عیادت کے لئے گیا تو میں نے طبیعت کے بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے ایک شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ تھا کہ میں اپنی بیماری کی اپنے معالج کو کیسے شکایت کروں اور جو مرض طبیب ہی کی جانب سے پیدا ہوا ہو اس سے کیا شکایت کروں۔ جنید کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہوا کے لئے میں نے ان پر پنکھا چلانا شروع کیا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اندر سے جل کر ختم ہو گیا ہو اس کو پنکھا کیا فائدہ دے گا پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> دل جل رہا ہے اور آنسو جاری ہیں اور مصائب جمع ہیں اور صبر کا پیالہ لبریز ہو چکا ہے۔ ان کاموں کے نتیجے میں جو اس نے خواہش نفس اور شوق سے کئے ہوں، کیا سکون ملے گا جس کا اپنا گھر نہ ہو۔ اے خدا اگر میرے مقدر میں کچھ سکون ہے تو موت تک وہ مجھے عطا کر دے۔

حضرت جنید فرماتے ہیں کہ پھر میں نے ان سے نصیحت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ غلط لوگوں کی صحبت مت اختیار کرو اور اچھے لوگوں کی صحبت میں رہنے کے وقت بھی اللہ کو مت بھولو۔

خطیب نے ذکر کیا کہ حضرت سری سقطی کی وفات ۶ رمضان ۲۵۳ھ بروز منگل اذان فجر کے بعد ہوئی اور بعد عصر شونیزی قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی اور ان کی قبر مشہور و معروف ہے اور حضرت جنید کی قبر ان کے پہلو میں ہے۔

ابوعبید بن حربویہ کا قول ہے کہ حضرت سری سقطی کے انتقال کے بعد میں نے انہیں خواب میں دیکھا میں نے ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری اور میرے جنازہ میں حاضرین کی بخشش فرمادی میں نے عرض کیا کہ میں بھی آپ کے جنازے میں شریک ہوا تھا یہ سن کر انہوں نے ایک رجسٹر نکالا لیکن اس میں میرا نام نہیں تھا میں نے کہا کہ میں واقعتاً آپ کے جنازے میں تھا تو اس کے حاشیہ میں میرا نام نکل آیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی وفات ۲۵۱ھ میں ہوئی اور بعض کا قول ہے کہ ۲۵۶ھ میں ہوئی واللہ اعلم۔

ابن خلکان کہتے ہیں کہ حضرت سری سقطی اکثر یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

> جب میں نے محبت کا دعویٰ کیا تو محبوب نے کہا کہ جھوٹ ہے کیوں کہ آپ کے اعضاء پر گوشت موجود ہے۔ جب تک جسم پر گوشت ہے اس وقت تک محبت کا دعویٰ غلط ہے اور اسی طرح جب تک اتنا مدہوش نہ ہو جائے کہ کسی بھی پکارنے والے کا جواب نہ دے اس وقت تک محبت کا دعویٰ کرنا صحیح نہیں۔

واقعات ۲۵۴ھ

اسی سال معتز نے بغا شرابی کے قتل کا حکم دیا اور قتل کے بعد اس کے سر کو پہلے سامرا میں پھر بغداد میں سرعام لٹکا دیا اور اس کی جائیداد اور آمدنی پر بھی قبضہ کر لیا۔

سال رواں ہی میں خلیفہ نے احمد بن طولون کو مصر کا گورنر مقرر کیا اور یہی اس کی مشہور یونیورسٹی کے بانی ہیں

اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور افراد کی وفات ...... اسی سال وفات پانے والے مشہور افراد یہ ہیں زیاد بن ایوب حسانی علی بن محمد بن موسیٰ الرضی جن کی وفات ۲۶ جمادی الاخریٰ بروز پیر کو بغداد میں ہوئی اور ابواحمد المتوکل نے شارع ابی احمد پر ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور بغداد میں واقع ان کے گھر ہی میں ان کی تدفین ہوئی محمد بن عبداللہ مخزومی، مومل بن اہاب کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابوالحسن علی الہادی (نام ونسب) —— یہ ابن محمد الجواد بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین شہید بن علی عسکری جو جھوٹے اور گمراہ فرقہ کے نزدیک المنتظر کے لقب سے مشہور ہیں کے والد ہیں یہ بڑے متقی اور پرہیزگار تھے متوکل نے انہیں سامرا میں منتقل کر دیا تھا تو وہاں ۲۰ سال کچھ ماہ ان کا قیام رہا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔

اسی سال ایک مرتبہ انہی کے متعلق خلیفہ متوکل کے سامنے کسی نے ذکر کر دیا کہ ان کے گھر میں ہتھیار اور لوگوں کے بہت سے خطوط ہیں جن سے حکومت کے خلاف سازش کا خطرہ ہے متوکل نے اسی وقت کچھ حملہ آوروں کو ان کے گھر چھاپہ مارنے کے لئے بھیجا انہوں نے ان کے گھر پہنچ کر دیکھا کہ وہ خالی زمین پر اون کا جبہ پہن کر قبلہ رخ بیٹھے ہوئے ہیں ان لوگوں نے اسی حالت میں انہیں گرفتار کر کے متوکل کے سامنے پیش کر دیا وہ اس وقت شراب نوشی میں مشغول تھا اس نے انہیں دیکھ کر ان کا بڑا احترام کیا اپنے قریب انہیں جگہ دی اور شراب کا گلاس ان کے سامنے پیش کر دیا انہوں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین پیدائش کے دن سے اب تک کبھی شراب نہیں پی اس لئے مجھے مجبور نہ کریں چنانچہ اس نے ان کو مجبور نہیں کیا۔

پھر معتز نے انہیں کچھ اشعار سنانے کے لئے کہا چنانچہ انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

لوگوں نے پہاڑ کی چوٹیوں پر رات گزاری اس خیال سے کہ بڑے پہلوان ان کی حفاظت کریں گے لیکن ان کا یہ خیال غلط

www.ahlehaq.org

پاؤں ہو گئے، رہے اور لوگوں نے انہیں گھیر رکھا تھا اور بعض افراد انہیں مار کر کہہ رہے تھے کہ خلافت سے استعفیٰ دیدو۔

پھر انہیں ایک تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا گیا مختلف سزائیں انہیں دی جاتی رہیں حتیٰ کہ انہوں نے استعفیٰ پیش کر دیا اور لوگوں نے مہتدی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر انہیں ایسے شخص کے حوالے کر دیا گیا جو انہیں مختلف قسم کی سزائیں دیتا رہا اور تین دن تک ان کا کھانا پینا بند کر دیا پانی طلب کرنے پر بھی انہیں پانی نہیں دیا گیا اس کے بعد چونے سے بھرے ہوئے گڑھے میں انہیں ڈال دیا گیا اور اسی میں ان کی موت واقع ہو گئی پھر ان کی لاش کو باہر لائے تو ان کے اعضاء جسم بالکل صحیح وسالم تھے اس لئے امراء کی ایک جماعت کو گواہ بنایا گیا کہ وہ اپنی موت مرے ہیں اور ان پر تشدد کا کوئی نشان نہیں اور یہ واقعہ اسی سال ماہ شعبان کی ۲ تاریخ بروز ہفتہ پیش آیا۔ اور مہتدی باللہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ۲۴ برس کی عمر میں قصر الصوامع کی جانب اپنے بھائی منتصر کے پاس دفن کر دیئے گئے اور یہ منصب خلافت پر ۴ سال ۶ ماہ ۲۳ یوم فائز رہے۔

حلیہ:..... معتز دراز قد بھاری جسم، لانبی ناک، گول چہرہ، ہنس مکھ، سفید رنگ، گھنگھریالے کالے بال، گھنی داڑھی، خوبصورت آنکھیں، تنگ ابروئیں اور سرخ چہرہ والے تھے۔

ایک مرتبہ یہ اپنے والد کی حیات میں ان کے ساتھ حضرت امام احمد کے پاس گئے تھے تو انہوں نے اسی وقت ان کی تیزی ذہن اور حسن ادب، حسن فہم کی تعریف فرمائی تھی۔

خطیب بغدادی نے علی بن حرب کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک بار میں معتز کے پاس گیا اور انہیں دیکھ کر میں نے فیصلہ کیا ان سے زیادہ خوبصورت خلیفہ میں نے نہیں دیکھا اس وقت میں نے سجدہ کیا معتز نے مجھے دیکھ کر کہا کہ آپ غیر اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں۔ میں نے ان کے سامنے حدیث بیان کی کہ آپ ﷺ جب کوئی خوش کن چیز دیکھتے تھے یا کوئی خوشخبری سنتے تو اللہ کے حضور سجدہ شکر بجالاتے اس لئے میں نے یہ سجدہ شکر کیا ہے۔

زبیر بن بکار کا قول ہے کہ خلیفہ معتز کو جب میری آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ اسی وقت میری خیر مقدمی کے لئے آئے تو جلدی میں ان کا پاؤں پھسل گیا تو انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

زبان کے پھسلنے سے انسان کی موت واقع ہوتی ہے نہ کہ پاؤں کے پھسلنے سے۔ زبان کا پھسلا ہوا منہ کے بل جا گرتا ہے اور
پاؤں کا پھسلا ہوا کچھ وقت کے بعد صحیح ہو جاتا ہے۔

ابن عساکر نے بیان کیا ہے کہ معتز کے والد متوکل کی زندگی میں معتز کے ختم قرآن کی تقریب کے موقع پر ایک بہت بڑے اجتماع کی تیاری کی گئی اس سلسلے میں کافی روز تک لوگوں کی آمد و رفت رہی اس تقریب میں حکام وقت معززین حضرات اور ان کے عزیز و اقارب نے شرکت کی اس وقت جب انہوں نے منبر پر بیٹھ کر اپنے والد ماجد کو سلامی دی اور لوگوں کے سامنے تقریر کی تو دارالخلافہ میں تمام افراد پر ایک لاکھ دینار و دراہم کی قیمت کے برابر موتی اور سونا چاندی نچھاور کی گئی علاوہ ازیں قیمتی جوڑے موتیوں کی لڑی اور گھریلو سازوسامان بھی نچھاور کیا گیا۔

اور یہ ایک تاریخی دن تھا اس لئے کہ اس سے قبل دارالخلافہ میں اس جیسا پر رونق منظر منعقد نہیں ہوا تھا اور اس موقع پر معتز کی والدہ قبیحہ اور ان کے استاد محمد بن عمران کو بھی قیمتی جوڑے موتیوں کی لڑی گھریلو سازوسامان اور بہت کچھ سونا چاندی ہدیۃً عطا کیا گیا۔

مہتدی باللہ کی خلافت ...... **(نام و نسب)** ...... ابو محمد عبد اللہ محمد بن واثق بن معتصم بن ہارون ہے۔ ان کی بیعت کا واقعہ اسی سال ۲۶ رجب کو پیش آیا جب کہ معتز نے امر خلافت سے عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے از خود استعفیٰ پیش کر دیا اور ایک قابل با صلاحیت شخص جس کا نام محمد بن واثق باللہ تھا کے خلیفہ بنانے کی رغبت ظاہر کی پھر سب سے اول معتز پھر خواص نے پھر عوام نے محمد بن واثق کے ہاتھ پر بیعت کی اور معتز سے استعفیٰ دے دیا اور محمد بن واثق کو خلیفہ بنانے کی تحریر بھی لکھوالی۔

اسی سال ماہ رجب میں بغداد میں ایک خوفناک فتنہ کا ظہور ہوا اور اس صورت میں بغداد کے باشندوں نے تنگ ہو کر اپنے نائب حاکم پر حملہ بول دیا اور اسے معتز کے بھائی احمد بن متوکل کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی دعوت دی اور اس موقع پر بغداد میں بہت سے افراد قتل کئے گئے کیونکہ انہیں

سامرا میں معتز کی خلافت سے دستبرداری کا اور بیعت مہتدی کا علم ہی نہیں ہوا البتہ جب ۷ شعبان کو انہیں مہتدی کی بیعت کا علم ہوا تو وہ اپنے مطالبے سے دستبردار ہو گئے اس کے بعد مہتدی کی خلافت مستحکم ہو گئی اور امور مملکت معمول کے مطابق چلنے لگے۔

اسی زمانے میں ماہ رمضان میں معتز کی والدہ کے پاس بیس لاکھ دینار کے قریب اموال اور جواہر ظاہر ہوئے اور اسی طرح اس کے پاس ایک مکوک (ڈیڑھ صاع وزن) کی مقدار میں بے مثال زمرد اور بڑے قیمتی موتی بھی ظاہر ہوئے نیز ایک کیلجہ کے برابر بے مثال سرخ یاقوت بھی ظاہر ہوا۔ حالانکہ اس کے لڑکے معتز کے سرداروں نے اپنی باقی ماندہ تنخواہوں کے سلسلے میں معتز سے صرف پچاس ہزار دینار کا مطالبہ کیا اور صالح بن وصیف کو بطور ضامن پیش کیا تھا لیکن معتز کے پاس اس وقت خزانہ میں بالکل مال نہ تھا تو اس نے اپنی والدہ سے قرض مانگا تو اس نے انکار کر دیا تھا۔

پھر جب اس کے لڑکے کو قتل کر دیا گیا تو اس کے پاس مذکورہ بہت سا مال نکل آیا اور ہر سال اس لاکھ کے برابر اسے غلہ ملتا تھا لیکن یہ سارا مال اس کے لڑکے معتز کے دشمن صالح بن وصیف کے پاس تھا پھر بعد میں صالح بن وصیف سے اس کی شادی بھی ہو گئی تھی لیکن وہ اس کے لئے ان الفاظ سے بددعا کرتی تھی کہ جس طرح صالح بن وصیف نے میرا راز فاش کیا اور میرے لڑکے کو قتل کیا اور مجھے پریشان کیا اور میرا مال چھین لیا اور مجھے گھر سے بے گھر کر دیا اور زبردستی مجھے لوٹ لیا اے اللہ تو بھی اس صالح بن وصیف کو یونہی رسوا کر۔

اس کے بعد مہتدی باللہ کے نام کی حکومت قائم ہو گئی اور بفضل تعالیٰ گزشتہ حکومتوں کے مقابلہ میں یہ حکومت قدرے بہتر تھی ایک موقع پر انہوں نے اپنے وزراء سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ میری والدہ کو دس لاکھ دینار غلہ نہیں دیا جاتا اور ایک روز سے زائد روزینہ کی مجھے فکر نہیں البتہ مجھے غریب ضرورت مند بھائیوں کی فکر ضرور ہے۔

اسی سال ۲۷ رمضان جمعرات کے روز صالح بن وصیف نے وزیر احمد بن اسرائیل اور ابونوح عیسیٰ بن ابراہیم جو پہلے نصرانی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور قبیحہ کا کاتب تھا کو سزا کے احکامات جاری کر کے ہر ایک کا مال چھین کر اسے ۵۰۰ کوڑے لگوا کر اوندھے منہ گدھے پر لٹا کر بازار کا طواف کروایا اور اسی حالت میں اس کی جان نکل گئی یہ کارروائی اگرچہ خلیفہ مہتدی باللہ کی رضامندی سے نہیں ہوئی لیکن حقیقت میں وہ صالح بن وصیف کو منع کرنے پر قادر نہیں تھے۔

اسی زمانے میں ماہ رمضان میں شہر بغداد میں زبردست فتنہ رونما ہوا اس طرح کہ محمد بن اوس اور اس کے متبعین اور ایک لاکھ کے قریب عوام اور کمینوں میں مقابلہ ہوا اور یہ جنگ نیزوں، تیروں اور کوڑوں کے ذریعے ہوئی اور جنگ میں عوام الناس کی کثیر تعداد ماری گئی بالآخر محمد بن اوس شکست کھا گیا اور دس لاکھ کے قریب اس کا سامان لوٹ لیا گیا پھر لوگوں نے محمد بن اوس کو بغداد سے نکل جانے کا حکم دے دیا چنانچہ وہ تن تنہا خوف زدہ ہو کر بغداد چلا گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ عوام میں اس کی بد اخلاقی اس کا خبیث پن اس کی شیطانیت مشہور تھی۔

خلیفہ مہتدی باللہ کا عوام الناس سے اصلاحی خطاب ...... خلیفہ مہتدی باللہ نے عوام الناس سے خطاب کرتے ہوئے اعلان کیا کہ ناچنے اور گانے والے غلام اور لونڈیوں کو سامرا سے نکال دیا جائے اور شاہی محل میں دلچسپی کے لئے رکھے جانے والے درندوں اور چیتوں کو قتل کر دیا جائے اور اسی طرح شکاری کتوں کو مار ڈالا جائے لہو ولعب کے آلات توڑ دیئے جائیں اور مظلوم کو اس کا حق دلوایا جائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا جائے اور عام لوگوں کے لئے بھی نشست کا اہتمام کیا جائے۔

رفتہ رفتہ ان کی حکومت شام وغیرہ کے علاقوں میں قائم ہو گئی پھر انہوں نے موسیٰ بن بغا کبیر کے پاس دعوت نامہ بھیجا تا کہ اس کے ذریعے وہ ان کے پاس موجود ترکی لوگوں پر قابو پا سکیں اور خلافت مزید مستحکم ہو جائے لیکن موسیٰ بن بغا کبیر نے اپنے علاقوں میں قتل و قتال کے خوف سے خلیفہ وقت کی دعوت قبول کرنے سے معذرت ظاہر کر دی۔

ایک خارجی کا دعویٰ اہل بیت ...... اسی سال ماہ شوال میں بصرہ میں ایک خارجی نے اہل بیت میں سے ہونے کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا کہ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے حالانکہ اس موقع پر اس نے کذب بیانی سے کام لیا تھا اس لئے کہ

www.ahlehaq.org

حقیقتاً اس کا تعلق قبیلہ عبدالقیس سے تھا اور اس کا پیشہ حروری تھا اور اصل اس کا نام علی بن محمد بن عبدالرحیم تھا اور اس کی والدہ کا نسب نامہ قرہ بنت علی بن رحیب بن محمد بن حکیم تھا اور قبیلہ بنی اسد بن خذیمہ سے اس کا تعلق تھا۔

ابن جریر نے کہا ہے کہ مضافات میں سے کسی دیہات کا باشندہ تھا۔ اور اسی شخص کا ۲۴۹ھ میں بحرین کے علاقہ میں بھی ظہور ہوا تھا اور اس نے دعویٰ کیا تھا کہ یہ علی بن محمد بن فضل بن حسین بن عبداللہ بن عباس بن علی بن ابی طالب ہے اور ہجر کے عوام کو اس نے اپنی اطاعت قبول کرنے کی دعوت دی چنانچہ کچھ لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور یہ عظیم فتنے اور زبردست جنگ کا سبب بنا۔

بصرہ میں دوسری بار اس کے ظہور کے موقع پر کچھ حبشی بادی اس کے تابع ہو گئے پھر یہ انہیں اپنے ساتھ لے کر دریائے دجلہ پار کر کے دینار کے گھر ٹھہرا اور عوام میں اس نے مشہور کر رکھا تھا کہ میں قرآن کی اسراء، کہف، ص، سباء جیسی بڑی بڑی سورتوں کو بہت جلد یاد کر لیتا ہوں حالانکہ میرے علاوہ دوسرے لوگ ایک طویل مدت میں بھی ان سورتوں کو حفظ نہیں کر سکتے۔

اسی کا قول ہے کہ ایک بار میں جنگل میں بیٹھا ہوا سوچ رہا تھا کہ میں کون سے شہر کا رخ کروں تو میں بصرہ کی طرف چل پڑا یکایک آسمان سے ندا آئی کہ بصرہ کا رخ کرو تو میں بصرہ کی طرف چل پڑا بصرہ سے کے قریب پہنچ کر میں نے بصرہ کے باشندوں کو دو گروہوں سعدیہ اور بلالیہ میں بٹا ہوا پایا۔ میں نے ان میں سے ایک ایک کے ساتھ مل کر دوسرے پر حملہ کا ارادہ کیا لیکن میں اس میں کامیاب نہ ہو سکا۔

اس کے بعد یہ بغداد چلا گیا اور وہاں پر اس کا ایک سال قیام رہا اور اپنے آپ کو یہ محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید کی طرف منسوب کرتا تھا اور اس کا یہ بھی کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے لوگوں کے دلوں کے بھید کی خبر دیتا ہے اس کی اس بات پر کچھ رذیل قسم کے لوگ اس کے متبع ہو گئے۔

اس کے بعد وہ دوبارہ بصرہ آ گیا وہاں پر بھی کافی افراد اس کے پیروکار بن گئے لیکن اب بھی اتنی تعداد نہیں تھی کہ باقاعدہ کسی سے مقابلہ کریں اس کے بعد اطراف بصرہ سے ایک بڑا لشکر مع ساز و سامان اور زرہوں کے اس کے مقابلہ میں آ گیا اور اس خارجی کے لشکر کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اس کے باوجود اس خارجی نے مد مقابل کو شکست دے دی پھر یہ خارجی اپنے لشکر کے ہمراہ بصرہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پر ایک شخص نے بلا زین و لگام کے گھوڑا اسے ہدیہ کے طور پر دیا تو صرف رسی باندھ کر یہ اس پر سوار ہو گیا اور اس کے منہ کو کھجور کی چھال کی رسی سے باندھ دیا اور راستے میں ایک شخص پر حملہ آور ہو کر اسے قتل کی دھمکی دے کر اس سے ہزار درہم اور دوسرے پر حملہ کر کے اس سے تین ترکی گھوڑے چھین لئے اور ایک جگہ سے بہت سا اسلحہ اور سامان لوٹ لیا اور یہ لوٹ مار اس نے اس علاقہ میں پہلی بار کی اب یہ خارجی کچھ ہتھیار اور گھوڑے لے کر اپنے لشکر میں پہنچ گیا۔

اس کے بعد بصرہ کے نائب حاکم اور اس کے درمیان متعدد بار جنگیں ہوئیں اور ہر بار یہ خارجی ان پر غالب آتا رہا یوں رفتہ رفتہ اس کے متبعین کا حلقہ وسیع ہوتا چلا گیا اور اس کی پوزیشن کے استحکام میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا لیکن تاحال یہ خارجی عام لوگوں کے اموال نہیں چھینتا تھا اور نہ انہیں تکلیف میں مبتلا کرتا تھا بلکہ بادشاہ اور وزراء کے اموال پر حملہ آور ہوتا تھا۔

ایک جنگ کے موقع پر اس خارجی کو شکست بھی ہوئی اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا لیکن پھر رفتہ رفتہ ازسرنو منظم ہو کر اس نے بصرہ والوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دی اور ان کے بہت سے افراد مار ڈالے اور کافی قیدی بنا لئے اور جو قیدی بھی اس کے سامنے لایا جاتا اسے اسی وقت قتل کر دیتا اب بصرہ کے باشندے اس کے نام سے ڈرنے لگے مجبوراً خلیفہ نے ایک خاص لشکر اس سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

پھر اس کے بعض ساتھیوں نے بصرہ والوں پر اچانک حملہ کر کے اس پر زبردستی قبضہ کرنے کا اسے مشورہ دیا لیکن اس نے ان کا مشورہ رد کرتے ہوئے کہا کہ ہم خود آہستہ آہستہ ان کے قریب ہوں گے تا کہ وہاں کی عوام خود ہمیں ان کا مقابلہ کرنے کی دعوت دیں اس خارجی اور اہل بصرہ کے بقیہ احوال ان شاء اللہ ۲۵۶ھ کے حالات کے ذیل میں آ جائیں گے۔

اسی سال علی بن حسین بن اسماعیل بن محمد بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص حضرات کی وفات...... اس سال خواص میں وفات پانے والے یہ حضرات تھے جاحظ متکلم معتزلی عبداللہ بن عبدالرحمن ابو محمد

الداری، عبداللہ بن ہاشم الطوسی، خلیفہ ابوعبداللہ معتز بن متوکل، محمد بن عبدالرحیم جن کا لقب صاعقہ تھا۔

جاحظ متکلم معتزلی[1] ...... انہی کی طرف فرقہ جاحظیہ منسوب ہے ان کی آنکھ کا ڈھیلا ابھرا ہوا ہونے کی وجہ سے ان کا نام جاحظ مشہور ہو گیا تھا اور اسی کی وجہ سے انہیں حدقی کہا جاتا ہے اور یہ انتہائی بدشکل، کریہہ المنظر تھے عقیدہ بھی ان کا درست نہیں تھا بدعت اور گمراہی ان کی طرف منسوب ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ بعض افراد کے نزدیک انہیں کافر بھی کہا جاتا ہے اور ضرب المثل کے طور پر مشہور ہے کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جسے جاحظ نے کافر بنا دیا۔

لیکن علمی لحاظ سے وہ ایک صاحب فن اور تمام علوم میں مہارت رکھنے والے عالم تھے اور انہوں نے علوم میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن سے ان کی تیزی ذہن اور حاضر الدماغی کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے کتاب الحیوان، الکتاب والتبیین بہت زیادہ مشہور ہیں جن کے بارے میں ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے یہ دو کتابیں سب سے عمدہ ہیں نیز ابن خلکان نے ان کے واقعات نقل کر کے ان کے حالات کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

جاحظ کو آخر میں فالج کی شکایت ہو گئی تھی چنانچہ یہ کہا کرتے تھے کہ فالج کی وجہ سے میرا بایاں حصہ اتنا شل ہو گیا ہے کہ اگر اسے قینچی سے کاٹا جائے تو مجھے پھر بھی محسوس نہیں ہوگا اور یہ کہتے تھے کہ میرا دایاں حصہ اتنا حساس ہے کہ اگر اس پر مکھی بھی بیٹھ جائے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے اور میرے لئے عمر کا چھیانواں سال بڑا تکلیف دہ سال ہے اور اس وقت وہ یہ اشعار پڑھا کرتے تھے:

کیا تو بڑھاپے کی حالت میں جوانی کے ایام جیسی صحت کی امید کرتا ہے۔ یقیناً نئے اور پرانے کپڑے میں فرق ہوتا ہے۔

محمد بن کرام[2] ...... انہی کی طرف فرقہ کرامیہ منسوب ہے اور یہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے متعلق احادیث وضع کرنے اور گھڑنے کو جائز سمجھتے تھے اور یہ محمد بن کرام بن عراق بن حزابہ ابو عبداللہ سجستانی ہیں ان کے نام میں کاف پر زبر اور راء پر تشدید ہے اور یہ جمال کے وزن پر ہے اور قبیلہ بنی تراب سے ان کا تعلق ہے۔

بعض دیگر حضرات کے نزدیک ان کے نام میں کاف پر زبر کے بجائے زیر ہے اور انہوں نے پوری زندگی بیت المقدس میں ہی گزاری اور دوسرے شخص جو کرام کے نام سے مشہور ہیں وہ نیشاپور کے شیوخ میں سے ہیں لیکن ابو عبداللہ حاکم اور ابن عساکر وغیرہ حضرات کی رائے یہ ہے کہ یہ دو نام ایک ہی شخص کے ہیں۔

انہوں نے علی بن حجر اور علی بن اسحاق حنظلی سمرقندی، ابراہیم بن یوسف، ملک بن سلیمان الہروی، احمد بن حرب، عتیق بن محمد الجرشی، احمد بن ازہر، احمد بن عبداللہ، محمد بن تمیم الفاریابی سے روایتیں کی ہیں اور اول الذکر دو شخص علی بن حجر اور علی بن اسحاق حنظلی سمرقندی جھوٹی اور من گھڑت احادیث بیان کرتے تھے۔

پھر محمد بن کرام سے محمد بن اسماعیل بن اسحاق، ابو اسحاق بن سفیان، عبداللہ بن محمد القیراطی اور ابراہیم بن حجاج نیشاپوری نے روایتیں بیان کیں ہیں۔

حاکم نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ طاہر بن عبداللہ نے انہیں قید خانے میں ڈال دیا تھا جیل سے رہا ہونے کے بعد یہ شام کے سرحدی علاقے میں چلے گئے پھر دوبارہ نیشاپور آ گئے تو پھر طاہر بن عبداللہ نے انہیں جیل بھیج دیا اور کافی عرصہ انہوں نے جیل کاٹی اور جیل میں یہ جمعہ کی تیاری کر کے جیل کے حکام سے جمعہ کی اجازت مانگتے اجازت نہ ملنے پر کہتے کہ اے اللہ آپ کو معلوم ہے کہ میں نے تو جمعہ نہیں چھوڑا بلکہ جیل کے حکام

---

(۱) امالی المرتضی ۱/ ۱۹۳، بغیۃ الوعاۃ ۳۶۵، تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۱۲، سرح العیون ۱۳۶، شذرات الذہب ۲/ ۱۲۱، ۱۲۲، العبر ۱/ ۳۵۹، الفہرست، ۲۰۸، ۲۱۲، لسان المیزان ۴/ ۳۵۵، ۳۵۷۔

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۰۹، لسان المیزان ۵/ ۳۵۳، ۳۵۶، اللباب ۳/ ۸۹، الملل والنحل ۱/ ۱۵۸، میزان الاعتدال ۴/ ۲۱، النجوم الزاہرۃ ۳/ ۴۴، الوافی بالوفیات ۴/ ۳۷۵، ۳۷۷۔

www.ahlehaq.org

نے مجھے منع کر دیا ہے۔

بعض افراد فرماتے ہیں کہ بیت المقدس میں چار سال رہے وہاں مشہد عیسیٰ کے قریب ستون کے پاس ان کی مجلس وعظ ہوا کرتی تھی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر جب ان کا یہ عقیدہ کہ ایمان بلا عمل کے صرف قول کا نام ہے عوام کے سامنے آیا تو وہ ان سے متنفر ہو گئے اور والی بیت المقدس نے انہیں زغر کے نشیبی علاقے کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہیں ان کی وفات ہوئی لیکن تدفین بیت المقدس میں ہی ہوئی۔

حاکم کی رائے یہ ہے کہ بیت المقدس میں رات کے وقت ان کی وفات ہوئی اور وہیں انبیاء علیہم السلام کی قبور کے پاس باب اریحہ کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا اور بیت المقدس میں ان کے متبعین کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔

واقعات ۲۵۶ھ

موسیٰ بن بغا کا اپنی آمد کے موقع پر خلیفہ کے درمیان ہنگامہ کھڑا کرنا ...... اسی سال ۱۰ محرم الحرام پیر کی صبح کو موسیٰ بن بغا الکبیر سامرا آیا چنانچہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھا وہ شہر میں داخل ہوا اور دار الخلافہ میں خلیفہ کی نشست کے پاس پہنچ کر اس نے دربار میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن خلیفہ کی جانب سے اسے پیغام ملا کہ باہر کچھ دیر انتظار کرو اسی وقت ان کو شک ہو گیا کہ خلیفہ نے ان پر صالح بن وصیف کو مسلط کرنے کے لئے فریب دہی سے کام لیا ہے۔

اس کے بعد وہ زبردستی خلیفہ کے دربار میں داخل ہو گئے اور آپس میں انہوں نے ترکی زبان میں مشورہ کر کے خلیفہ کو ان کی نشست سے اٹھا دیا اور وہاں پر رکھا ہوا سب ساز و سامان لوٹ لیا پھر وہ خلیفہ کو ذلت آمیز طریقے سے دوسرے کمرہ میں لے گئے۔

خلیفہ ان کے اس غلط رویے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے موسیٰ میں نے تو واللہ تمہارے پاس دعوت نامہ بھیجا تھا تاکہ میں تمہارے ذریعے سے صالح بن وصیف پر قابو پا سکوں لیکن معلوم نہیں کہ اس کے باوجود بھی تم دھوکے میں مبتلا ہو گئے اور مجھ پر تمہیں شک ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا نے خلیفہ کی باتیں سن کر کہا کہ جب تک آپ ان باتوں پر قسم نہیں اٹھاؤ گے ہمیں یقین نہیں آئے گا چنانچہ خلیفہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تب جا کر انہیں اطمینان قلب حاصل ہوا پھر از سر نو انہوں نے بالمشافہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے اپنے اوپر صالح بن وصیف کو مسلط نہ کرنے کے بارے میں خلیفہ سے عہد و پیمان لیا اور اس پر ان کی صلح ہو گئی۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے صالح بن وصیف کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آ کر معتز اور اس کے کاتب وغیرہ جن کو صالح بن وصیف نے قتل کیا تھا کے بارے میں ہم سے گفتگو کرے جواب میں وصیف بن صالح نے انہیں ایک وقت دے دیا کہ میں اس وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

لیکن حقیقت میں صالح بن وصیف نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا پھر اچانک وہ ایک رات روپوش ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا والوں نے اس کی روپوشی کی خبر سن کر شہر میں اس کی گمشدگی کا اعلان کر دیا اور اس کو پناہ دینے والے شخص کو دھمکی بھی دی لیکن ماہ صفر کے آخر تک اس کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔

اس وقت موسیٰ بن بغا کے ساتھی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ خلیفہ کو خلافت سے معزول کر دینا چاہیے کیونکہ یہ ٹھیک آدمی معلوم نہیں ہوتے لیکن پھر انہی میں سے بعض کہنے لگے کہ کیا تم پابند صوم و صلوٰۃ شخص کو جو کہ منکرات سے بھی اجتناب کرتا ہو اور جو گزشتہ خلفاء سے بہتر بھی ہے ایسے خلیفہ کو قتل کرو گے؟ یاد رکھو اس معاملہ میں کوئی بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔

ان کی اس گفتگو کا خلیفہ کو بھی علم ہو گیا چنانچہ خلیفہ تلوار لہراتے ہوئے کمرے سے باہر آئے اور اپنی نشست پر انہوں نے بیٹھ کر موسیٰ بن بغا اور اس

www.ahlehaq.org

کے ساتھیوں کو بلا کر کہا کہ مجھے تمہاری چہ میگوئیوں کا علم ہو گیا ہے اب کان کھول کر سن لو کہ میں نے موت کی تیاری کر لی ہے اور اپنے فرزند کے متعلق اپنے بھائی کو وصیت کر چکا ہوں چنانچہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس وقت تک میں تم سے مقابلہ کرتا رہوں گا اور یاد رکھو اگر تم نے میرا ایک بال بھی بیکا کر دیا تو تم سب یا اکثر ہلاک ہو جاؤ گے۔ تم نے شرم و حیا اور دین کو پس پشت ڈال دیا ہے اس امر نے تمہیں اس اقدام (قتل خلیفہ) اور اللہ کی مخالفت پر تیار کیا اور تمہارے نزدیک اچھے اور برے لوگوں میں کوئی پہچان ہی نہیں ہے اور سب تمہارے نزدیک برابر ہیں تم میرے اور میرے بھائیوں کے گھروں میں جا کر دیکھو ان میں تمہیں آسائش اور راحت نام کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور ہمارے اور عام لوگوں کے گھروں میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے اور تمہارا خیال ہے کہ مجھے صالح بن وصیف کے ٹھکانے کا علم ہے حالانکہ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں اب تم خود جا کر اس کی تفتیش کرو اور اس کا سراغ لگاؤ تاکہ تمہیں تشفی اور تسلی حاصل ہو۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے خلیفہ سے اس تقریر پر قسم کا مطالبہ کیا خلیفہ نے کہا کہ میں قسم اٹھانے سے انکار نہیں کرتا لیکن کل جمعہ کے دن عوام الناس کی موجودگی میں قسم اٹھاؤں گا خلیفہ کی اس بات سے ان کے دل کچھ نرم ہو گئے۔

پھر ۲۲ صفر اتوار کے دن موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی صالح بن وصیف کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اسے قتل کر کے بعد مغرب خلیفہ کے سامنے اس کا سر پیش کر دیا اسے دیکھ کر خلیفہ نے صرف اتنا کہا کہ اسے چھپا دو یہ کہہ کر خلیفہ پھر اپنے اذکار و تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر پیر کی صبح ان کا سر نیزہ پر رکھ کر پورے شہر کا گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ اپنے آقا کو قتل کرنے والے کا یہ انجام ہے اس کے بعد حالات خراب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ خلیفہ مہتدی کو بھی خلافت سے معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔

مہتدی باللہ کی خلافت سے دستبرداری اور احمد بن متوکل کی حکومت ...... جب موسیٰ بن بغا کو علم ہوا کہ مساور شاری نے علاقہ میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے تو وہ اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جس میں مفلح، بایکباک ترکی بھی تھا لے کر آیا اور دونوں میں جنگ ہوئی لیکن مساور شاری فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور مساور شاری اس جنگ سے قبل ہی اپنی غلط کاروائیاں کر چکا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ترکوں میں پھوٹ ڈلوانے کی غرض سے بایکباک کو خط لکھا کہ وہ سامرا میں موسیٰ بن بغا کا مقابلہ کر کے اس کے لشکر پر قابض ہو کر ان پر امیر بن جائے جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے وہ خط موسیٰ بن بغا کو دکھا دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا مہتدی کے خلاف بھڑک اٹھا اور آپس کے اختلافات ختم کر کے دونوں نے خلیفہ کے خلاف متحد ہو کر سامرا کا رخ کیا۔

ادھر خلیفہ کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی۔ اور چاروں طرف سے لوگوں کا لشکر جمع کر کے مقابلہ کے لیے نکل پڑے۔ جب موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو خلیفہ کی آمد کا پتہ چلا تو موسیٰ بن بغا تو خراسان کی طرف فرار ہو گیا اور بایکباک نے ۱۲ رجب کو ہتھیار ڈال کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ اپنی کابینہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بایکباک کو ان کے سامنے لایا گیا۔ اور اس موقع پر خلیفہ نے کابینہ سے اس کے متعلق مشورہ لیا تو کابینہ کے ایک رکن صالح بن علی بن یعقوب بن ابی جعفر منصور نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے بڑا بہادر خلیفہ آپ سے پہلے نہیں آیا اور ابو مسلم خراسانی اس سے بڑا شیطان تھا اور اس کا لشکر بھی اس کے لشکر سے بڑا تھا لیکن جب منصور نے اسے قتل کرایا تو فتنہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے۔

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ نے بایکباک کی گردن اڑانے کا حکم دیا پھر اس کے سر کو ترکیوں کے سامنے پھینک دیا لیکن ترکیوں نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور وہ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر ان کے خلاف بایکباک کے بھائی طغوتیا کے ساتھ جمع ہو گئے لیکن پھر بھی خلیفہ باقی ماندہ ساتھیوں کو لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے نکلے اور ان پر حملہ کر کے ان کے چار سو آدمیوں کو قتل کر دیا انہوں نے بھی جواباً خلیفہ پر حملہ کر دیا اس وقت خلیفہ اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور خلیفہ ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لے کر پکارنے لگے کہ اے لوگو تم اپنے خلیفہ کی مدد کرو پھر وہ اپنے ایک معاون احمد بن جمیل کے گھر میں داخل ہو گئے اور اپنے ہتھیار اتار کر سفید لباس پہن لیا اور جلدی سے نکل کر چھپنے کا ارادہ کیا لیکن احمد بن خاقان نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا اور اسی وقت انہیں گرفتار کر کے ان کو تیر سے مارا اور ان کے کولھے پر نیزہ سے حملہ کر دیا پھر انہیں ایک سواری پر سوار کر کے ایک شخص کو ان پر محافظ مقرر کر دیا اس

www.ahlehaq.org

وقت خلیفہ کے بدن پر ایک شلوار اور قمیص تھی۔

پھر انہیں احمد بن خاقان کے گھر پر لے آئے وہاں لوگوں نے انہیں لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا اور ان کے چہرے پر تھوکنے لگے اور چھ لاکھ دینار کی تحریر ان سے لکھوا لئے پھر ان پر ایک شخص کو مقرر کر دیا جو ان کے خصیتین کو مارتا اور روندتا تھا حتیٰ کہ ان کی جان نکل گئی۔

اور ان کی کل مدت خلافت پانچ دن کم ایک سال ہے اور سن پیدائش کے بارے میں دو قول ہیں نمبر ایک ۲۱۹ھ دوسرا ۲۱۵ھ۔

آپ گندمی رنگ، دبلے پتلے بھنچے ہوئے اور گھنی داڑھی والے تھے آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی آپ کی نماز جنازہ جعفر بن عبدالواحد نے پڑھائی اور منتصر بن متوکل کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مذہب، سخاوت، تقویٰ، زہد میں آپ گذشتہ خلفاء سے بڑھے ہوئے تھے اور ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ سے حضرت عباس نے خلافت کے بارے میں سوال کیا جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے نبوت اور تمہارے لئے خلافت ہے اور اس کی ابتداء بھی تم سے ہوگی اور اس کا اختتام بھی تم پر ہوگا اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ تم سے محبت رکھنے والے کو میری شفاعت حاصل ہو گی نہ کہ بغض رکھنے والے کو۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خلیفہ مہتدی سے اپنے مد مقابل پر کسی جھگڑے میں فیصلہ طلب کیا تو اس نے انصاف کے ساتھ اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

> تم نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جس نے روشن چاند کی مانند واضح فیصلہ کر دیا۔ نہ تو وہ راشی ہے اور نہ اسے نقصان میں پڑنے والے کے نقصان کی پرواہ ہے۔

یہ اشعار سن کر خلیفہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری زبان مبارک کرے تیری تعریف سے مجھے خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں مسند خلافت پر یہ آیت پڑھ کر بیٹھتا ہوں:

> ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها وكفى بنا حاسبين (۱)
>
> "ہم بروز قیامت انصاف کا ترازو رکھیں گے جس سے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اگر چہ کسی کا کوئی عمل ذرہ برابر وزن کا ہو اور صحیح حساب کے لئے ہم ہی بہت کافی ہیں۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس کے گرد بیٹھا ہوا مجمع رونے لگا اور اس دن سے زیادہ میں نے لوگوں کو روتا ہوا نہیں پایا۔

بعض کا کہنا ہے کہ خلیفہ مہتدی منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد سے قتل کے دن مسلسل روزہ رکھتے رہے اور اسی طرح وہ تقویٰ، قناعت، زیادتی عبادت، شدت احتیاط میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر تھا اگر وہ مزید زندہ رہتے اور حالات بھی سازگار ہوتے تو حتی الوسع انہی کے نقش قدم پر چلتے اور انہوں نے خلفاء کی توہین کرنے والے اور منصب خلافت کی توہین کرنے والے ترکیوں کو ختم کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

احمد بن سعید الاموی کا قول ہے کہ ایک روز مکہ میں ہم کافی ساتھی جمع ہو کر نحو عرب کے اشعار کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے اچانک ہمارے پاس ایک شخص آ کر شعر پڑھنے لگا اور ہمیں وہ شخص مجنون محسوس ہو رہا تھا۔

> اے نحو کے شوقینو! تم کس امر میں مشغول ہو اللہ سے حیا کرو حالانکہ دیگر لوگ امر عظیم میں مبتلا ہیں۔ تمہارا امام قتل کا ڈھیر بنا پڑا ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے۔ اور تم نحو اور اشعار کے بارے میں سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے ہو اور بظاہر تم نے اچھا مشغلہ اختیار کر رکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس دن کی تاریخ ہم نے نوٹ کر لی بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اسی روز ۲۵۶ھ بروز بدھ ۱۶ رجب کو خلیفہ مہتدی کو قتل کر دیا گیا۔

---

(۱) پ ۱۷ الانبیاء ۴۷

www.ahlehaq.org

نے مجھے منع کیا ہے۔

بعض افراد کہتے ہیں کہ بیت المقدس میں چار سال رہے اور مسجد صخرہ کے قریب ستون کے پاس ان کی مجلس منعقد ہوا کرتی تھی اور کثیر تعداد میں لوگ ان کی مجلس میں شریک ہوا کرتے تھے۔ لیکن پھر جب ان کا یہ عقیدہ کہ ایمان بلا عمل کے صرف قول کا نام ہے عوام کے سامنے آیا تو وہ ان سے متنفر ہو گئے اور والی بیت المقدس نے انہیں زغر کے نشیبی علاقے کی طرف جلاوطن کر دیا اور وہیں ان کی وفات ہوئی لیکن تدفین بیت المقدس میں ہی ہوئی۔

حاکم کی رائے یہ ہے کہ بیت المقدس میں رات کے وقت ان کی وفات ہوئی اور وہیں انبیاء علیہم السلام کی قبروں کے پاس باب اریحا کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا اور بیت المقدس میں ان کے متبعین کی تعداد بیس ہزار کے قریب تھی۔

واقعات ۲۵۶ھ

موسیٰ بن بغا کا اپنی آمد کے موقع پر خلیفہ کے درمیان ہنگامہ کھڑا کرنا ...... اسی سال ۱۲ محرم الحرام بروز پیر کو موسیٰ بن بغا الکبیر سامرا آ پہنچا نیز ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ جو اس کے دائیں بائیں اور آگے پیچھے تھا وہ شہر میں داخل ہوا اور [illegible] میں خلیفہ کی نشست کے پاس پہنچ کر اس نے دربار میں داخل ہونے کی اجازت چاہی لیکن خلیفہ کی جانب سے اسے پیغام ملا کہ ابھی کچھ دیر انتظار کرو اسی وقت ان کو شک ہو گیا کہ خلیفہ نے ان پر صالح بن وصیف کو مسلط کرنے کے لئے فریب دہی سے کام لیا ہے۔

اس کے بعد وہ بدون اجازت ہی خلیفہ کے دربار میں داخل ہو گئے اور آپس میں انہوں نے ترکی زبان میں مشورہ کر کے خلیفہ کو ان کی نشست سے اٹھا دیا اور وہاں پر رکھا ہوا سب ساز و سامان لوٹ لیا پھر وہ خلیفہ کو ذلت آمیز طریقے سے دوسرے کمرہ میں لے گئے۔

خلیفہ ان کے اس طور و طریقے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ اے موسیٰ میں نے تو دراصل تمہارے پاس وہ خط اس لئے بھیجا تھا تاکہ میں تمہارے ذریعے سے صالح بن وصیف پر تقویت پا سکوں لیکن معلوم نہیں کہ اس کے بعد بھی تم ہمارے معاملے میں بدگمان ہو گئے اور مجھ پر تمہیں شک ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا نے خلیفہ کی باتیں سن کر کہا کہ جب تک آپ ان باتوں پر قسم نہیں اٹھاؤ گے ہمیں یقین نہیں آئے گا چنانچہ خلیفہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی تب جا کر انہیں اطمینان قلب حاصل ہوا پھر از سر نو انہوں نے بالمشافہ خلیفہ کے ہاتھ پر بیعت کی اور انہوں نے اپنے اوپر صالح بن وصیف کو مسلط نہ کرنے کے بارے میں خلیفہ سے عہد و پیمان لیا اور اس پر ان کی صلح ہو گئی۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے صالح بن وصیف کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے پاس آ کر حاضر ہو اس کے کاتب وغیرہ جن کو صالح بن وصیف نے قتل کیا تھا کے بارے میں ہم سے گفتگو کرے جواب میں وصیف بن صالح نے انہیں ایک وقت دے دیا کہ میں اس وقت تمہارے پاس حاضر ہو جاؤں گا۔

لیکن حقیقت میں صالح بن وصیف نے ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک لشکر تیار کرنا شروع کر دیا پھر اچانک ہی ایک رات وہ روپوش ہو گیا۔

موسیٰ بن بغا والوں نے اس کی روپوشی کی خبر سن کر شہر میں اس کی گمشدگی کا اعلان کیا اور اس کو پکڑوا دینے والے شخص کو انعام کی بھی پیشکش کی لیکن اس کے باوجود بھی اس کا کوئی سراغ نہیں لگ سکا۔

اس وقت موسیٰ بن بغا کے ساتھی آپس میں مشورہ کرنے لگے کہ خلیفہ کو خلافت سے معزول کر دیا جائے کیونکہ یہ آدمی مطمئن نہیں ہوتے لیکن پھر ان میں سے بعض کہنے لگے کہ کیا تم پابند صوم و صلاۃ شخص کو جو کہ منکرات سے بھی اجتناب کرتا ہو اور گزشتہ خلفاء سے بہتر بھی ہو ایسے خلیفہ کو قتل کر دو گے اور کوئی اس معاملہ میں کوئی بھی تمہارا ساتھ نہیں دے گا۔

ان کی اس گفتگو کا خلیفہ کو بھی علم ہو گیا چنانچہ خلیفہ تلوار لٹکائے ہوئے کمرے سے نمودار ہوا اور اپنی نشست پر انہوں نے بیٹھ کر موسیٰ بن بغا اور اس

کے ساتھیوں کو بتا دیا کہ مجھے تمہاری چھپی ہوئی باتوں کا علم ہو گیا ہے اب کان کھول کر سن لو کہ میں نے موت کی تیاری کر لی ہے اور اپنے فرزند کے متعلق اپنے بھائی کو وصیت کر چکا ہوں چنانچہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار ہے اس وقت تک میں تم سے مقابلہ کرتا رہوں گا اور یاد رکھو اگر تم نے میرا ایک بال بھی بیکا کر دیا تو تم سب یا اکثر ہلاک ہو جاؤ گے۔ تم نے شرم و حیا اور دین کو پس پشت ڈال دیا ہے جبکہ اس امر نے تمہیں اس بات (قتل خلیفہ) اور اللہ کی مخالفت پر تیار کیا اور تمہارے نزدیک دیکھے ہوئے لوگوں میں کوئی پہچان ہی نہیں ہے اور سب تمہارے نزدیک برابر ہیں پھر میرے اور میرے بھائیوں کے گھروں میں جا کر دیکھ لو ان میں تمہیں آسائش و راحت تام کی کوئی چیز نہیں ملے گی اور ہمارے اور دوسرے لوگوں کے گھروں میں تم کوئی فرق نہیں پاؤ گے اور تمہارا خیال ہے کہ مجھے صالح بن وصیف کے ٹھکانے کا علم ہے حالانکہ مجھے اس کی کوئی خبر نہیں اب تم خود جا کر اس کی تفتیش کرو اور اس کا سراغ لگاؤ تا کہ تمہیں تشفی اور تسلی حاصل ہو۔

اس کے بعد موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھیوں نے خلیفہ سے اس تقریر پر قسم کا مطالبہ کیا خلیفہ نے کہا کہ میں قسم اٹھانے سے انکار نہیں کرتا لیکن کل جمعہ کے دن امام اور لوگوں کی موجودگی میں قسم اٹھاؤں گا خلیفہ کی اس بات سے ان کے دل کچھ نرم ہو گئے۔

پھر ۳ صفر اتوار کے دن موسیٰ بن بغا اور اس کے ساتھی صالح بن وصیف کا سراغ لگانے میں کامیاب ہو گئے اور انہوں نے اسے قتل کرنے کے بعد مغرب خلیفہ کے سامنے اس کا سر پیش کر دیا اسے دیکھ کر خلیفہ نے صرف اتنا کہا کہ اسے چھپا دو پھر خلیفہ مغرب کی نماز اور تسبیح میں مشغول ہو گئے پھر دوسری صبح ان کا سر نیزہ پر رکھ کر پورے شہر کا گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ یہ آقا کو قتل کرنے والے کا انجام ہے اس کے بعد حالات خراب ہوتے چلے گئے یہاں تک کہ خلیفہ مہتدی کو بھی خلافت سے معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔

مہتدی باللہ کی خلافت سے دستبرداری اور احمد بن متوکل کی حکومت..... جب موسیٰ بن بغا کو علم ہوا کہ مساور شاری نے طریق مکہ میں فتنہ برپا کیا ہوا ہے تو وہ اس سے مقابلہ کرنے کے لئے ایک بڑا لشکر جس میں مفلح اور بایکباک ترکی بھی تھے لے کر گیا اور دونوں میں جنگ ہوئی لیکن مساور شاری فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا اور یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلے گئے اور مساور شاری اس جنگ سے قبل بھی اپنی طاقت کا اندازہ بھی کرا چکا تھا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ترکوں میں پھوٹ ڈالنے کی غرض سے بایکباک کو خط لکھا کہ وہ سامرا میں موسیٰ بن بغا کا مقابلہ کرے اور اس کے لشکر پر قابض ہو کر ان پر امیر بن جائے جب خط اس کے پاس پہنچا تو اس نے وہ خط موسیٰ بن بغا کو دکھا دیا اس کے بعد موسیٰ بن بغا مہتدی کے خلاف بھڑک اٹھا اور آپس کے اختلافات ختم کر کے دونوں نے خلیفہ کے خلاف متحد ہو کر سامرا کا رخ کیا۔

ادھر خلیفہ کو بھی ان کی آمد کی اطلاع ہو گئی اور وہ دوسری طرف سے لوگوں کا لشکر جمع کر کے مقابلہ کے لیے نکل پڑے۔ جب موسیٰ بن بغا اور بایکباک کو خلیفہ کی آمد کا پتہ چلا تو موسیٰ بن بغا تو خراسان کی طرف فرار ہو گیا اور بایکباک نے آ کر ہتھیار ڈال کر خلیفہ کی اطاعت قبول کر لی خلیفہ اپنی کابینہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ بایکباک کو ان کے سامنے لایا گیا اور اس موقع پر خلیفہ نے کابینہ سے اس کے متعلق مشورہ طلب کیا تو کابینہ کے ایک رکن صالح بن علی بن یعقوب بن ابی جعفر منصور نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے بڑا بہادر خلیفہ آپ سے پہلے کوئی نہیں آیا ابو مسلم خراسانی اس سے بڑا شیطان تھا اور اس کا لشکر بھی اس کے لشکر سے بڑا تھا لیکن جب منصور نے اسے قتل کرایا تو فتنہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھی بھی ختم ہو گئے۔

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ نے بایکباک کی گردن اڑانے کا حکم دیا پھر اس کے سر کو ترکوں کے سامنے پھینک دیا گیا لیکن ترکوں نے اسے اچھا نہیں سمجھا اور وہ خلیفہ کا ساتھ چھوڑ کر ان کے خلاف بایکباک کے بھائی طغوتیا کے ساتھ جمع ہو گئے لیکن پھر بھی خلیفہ باقی ماندہ ساتھیوں کو لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلے اور ان پر حملہ کر کے ان کے چار ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا انہوں نے بھی جواباً خلیفہ پر حملہ کر دیا اس وقت خلیفہ اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور خلیفہ ہاتھ میں سونتی ہوئی تلوار لے کر پکارتے گئے کہ اے لوگو تم اپنے خلیفہ کی مدد کرو پھر وہ اپنے ایک ساتھی احمد بن جمیل کے گھر میں داخل ہو گئے اور اپنے ہتھیار اتار کر سفید لباس پہن لیا اور جلدی سے نکل کر چھپنے کا ارادہ کیا لیکن احمد بن خاقان نے انہیں اس کا موقع نہیں دیا اور اسی وقت انہیں گرفتار کر کے ان کو تیر سے مارا اور ان کے گلے پر نیزہ سے حملہ کر دیا پھر انہیں ایک سواری پر سوار کر کے ایک شخص کو ان پر محافظ مقرر کر دیا اس

وقت خلیفہ کے بدن پر ایک شلوار اور قمیص تھی۔

پھر انہیں احمد بن خاقان کے گھر لے آئے جہاں لوگوں نے انہیں لاتوں اور گھونسوں پر رکھ لیا اور ان کے چہرے پر تھوک کر گئے اور چھوڑ دیا، کہ تحریر پر ان سے دستخط لئے پھر ان پر ایک شخص کو مقرر کر دیا جو ان کے خصیتین کو مارتا اور دباتا رہا حتیٰ کہ ان کی جان نکل گئی۔

اور ان کی کل مدت خلافت پانچ دن کم ایک سال ہے اور ان کی پیدائش کے بارے میں دو قول ہیں نمبر ایک ۲۱۹ھ دوسرا ۲۱۵ھ۔

آپ گندمی رنگ دبلے پتلے خوبصورت اور گھنی داڑھی والے تھے آپ کی کنیت ابو عبداللہ تھی آپ کی نماز جنازہ جعفر بن عبدالواحد نے پڑھائی اور منتصر بن متوکل کے مقبرہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ منصب خلافت مہتدی کو ملی تب بھی آپ گذشتہ خلفاء سے بڑھے ہوئے تھے اور ایک حدیث بھی روایت کی ہے کہ آپ ﷺ سے حضرت عباس نے خلافت کے بارے میں سوال کیا جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے لئے نبوت اور تمہارے لئے خلافت ہے اور اس کی ابتداء بھی تم سے ہوگی اور اس کا اختتام بھی تم پر ہوگا اور حضرت عباس سے آپ نے فرمایا کہ تم سے محبت رکھنے والے کو میری شفاعت حاصل ہوگی نہ کہ بغض رکھنے والے کو۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے خلیفہ مہتدی سے اپنے مد مقابل پر کسی جھگڑے میں فیصلہ طلب کیا تو اس نے انصاف کے ساتھ اس کے حق میں فیصلہ کر دیا تو اس پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

تم نے ایسے شخص کو حاکم بنایا جس نے روشن چاند کی مانند واضح فیصلہ کر دیا۔ نہ تو وہ راشی ہے اور نہ اسے نقصان پہنچنے دینے
کے نقصان کی پرواہ ہے۔

یہ اشعار سن کر خلیفہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھے تیری زبان مبارک کرے تیری تعریف سے مجھے خوشی نہیں ہوئی کیونکہ میں مسند خلافت پر یہ آیت پڑھ کر بیٹھا ہوں:

ونضع الموازين القسط ليوم القيامة فلا تظلم نفس شيئا وان كان مثقال حبة من خردل اتينا بها
وكفى بنا حاسبين (۱)

"ہم روز قیامت انصاف کا ترازو لگائیں گے جس سے کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں ہوگا اگرچہ کسی کا کوئی عمل رائی کے دانہ کے برابر کا ہو
ہم حساب کے لئے ہم ہی بہت کافی ہیں۔"

راوی کا بیان ہے کہ اس کے گرد بیٹھا ہوا مجمع رونے لگا اور اس دن سے زیادہ میں نے لوگوں کو روتا ہوا نہیں دیکھا۔

بعض کا کہنا ہے کہ خلیفہ مہتدی منصب خلافت پر فائز ہونے کے بعد سے قتل کے دن تک مسلسل روزہ رکھتے رہے اور اسی طرح وہ تقرب الٰہی، کثرت عبادت، زہد و تقویٰ اور شدت احتیاط میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے نقش قدم پر تھے اگر وہ زندہ رہتے اور حالات بھی سازگار ہوتے تو شاید ان ہی کے نقش قدم پر چلتے اور انہوں نے خلفاء کی توہین کرنے والے اور منصب خلافت کی توہین کرنے والے لوگوں کو ختم کرنے کا عزم کر رکھا تھا۔

احمد بن سعید الاموی کا قول ہے کہ ایک روز مکہ میں ہم کچھ ساتھی جمع ہو کر نحو اور عرب کے اشعار کے بارے میں بحث و مباحثہ کر رہے تھے کہ ہمارے پاس ایک شخص آ کر شعر پڑھنے لگا اور ہمیں وہ شخص مجنون محسوس ہو رہا تھا۔

یہ لوگ کتنے بیوقوف ہیں کس امر میں مشغول ہیں اللہ سے حیا کرو۔ واللہ یہ لوگ امر عظیم میں مبتلا ہیں، تمہارا امام قتل کر دیا گیا
ہے اور اسلام کا شیرازہ بکھر چکا ہے اور تم نحو اور اشعار کے بارے میں مرجز کر بیٹھے ہوئے ہو کیا خوب تم نے اچھا مشغلہ اختیار
کر رکھا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ اس دن کی تاریخ ہم نے نوٹ کر لی بعد میں ہمیں پتہ چلا کہ اسی روز ۲۵۶ھ بروز پیر ۱۶ رجب کو خلیفہ مہتدی کو قتل کر دیا گیا۔

---

(۱) پ ۱۷ الانبیاء ۴۷

مہتدی باللہ کی خلافت ...... یہ محمد بن واثق باللہ بن معتصم بن ہارون الرشید ہیں امیر یارجوخ کے گھر میں اسی سال ۲۸ رجب بروز منگل ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور یہ معتز کی خلافت سے دستبردار ہونے سے پانچ روز پہلے کا ہے پھر بیعت عامہ ۲۹ ماہ رجب کو ہوئی۔

اسی وقت موسیٰ بن بغا اور مفلح رے چلے گئے (مرئی ری) جیسا کہ اس سے پہلے ہم بیان کر چکے ہیں لیکن وہ شخص جو علوی ہونے کا دعویٰ کر رہا تھا اس وقت بھی بصرہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور خلیفہ کی فوج اس کے مقابلہ میں تھی وہ روز بروز قوت پکڑتا جا رہا تھا اور اس کا معاملہ پھیلتا جا رہا تھا اور گرد و نواح کے سامان سے مدد لیتا تھا اور غلاموں کو اپنی قوت بناتا تھا پھر اس کے بعد عبادان وغیرہ شہروں پر بھی اس کا قبضہ ہو گیا اور بصرہ کے باشندوں سے بہت زیادہ تنگ ہو گئے اور ان کے اقتدار سے اس کی قوت میں اضافہ ہو رہا تھا۔ اس سال کے اختتام تک اس کی یہی حالت رہی۔

اسی سال کوفہ میں ایک شخص جس کا نام علی بن زید بن طالبی تھا اس کا ظہور ہوا تو خلیفہ کا لشکر اس کے مقابلہ میں آیا لیکن طالبی غالب رہا اور اس کی پوزیشن مستحکم ہو گئی۔

اور اسی سال مئی میں محمد بن واصل تمیمی نے اھواز کے نائب حاکم حارث بن سیما شرابی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اھواز پر قبضہ کر لیا

اسی سال ماہ رمضان میں رے شہر پر حسن بن زید طالبی کا قبضہ ہو گیا شوال میں موسیٰ بن بغا اس کے مقابلہ میں نکلا اور خلیفہ نے اسے رخصت کیا۔

اور اسی زمانے میں باب دمشق کے قریب ایک عظیم فتنے نے جنم لیا دمشق کے نائب حاکم ماجور اور عیسیٰ بن شیخ کے درمیان مقابلہ ہوا اور ماجور کے ساتھ صرف دو سو سوار تھے اور عیسیٰ بن شیخ کے ساتھ بیس ہزار کا لشکر تھا لیکن پھر بھی ماجور نے اسے شکست دے دی پھر خلیفہ نے عیسیٰ بن شیخ کو آرمینیہ کے شہروں پر اس شرط پر حاکم بنایا کہ وہ شام چھوڑ دے گا چنانچہ اس نے یہ شرط منظور کر لی اور شام کو چھوڑ دیا۔

اسی سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن منصور نے لوگوں کو حج کرایا اور حج کرنے والوں میں ابو احمد بن متوکل بھی تھا تو جلدی وہ حج سے فارغ ہو کر ۱۳ ذی الحجہ بروز شام سامرا آ گیا۔

اور اسی سال جیسے کہ پیچھے گزر چکا خلیفہ معتز باللہ نے وفات پائی۔

زبیر بن بکار ...... یہ ابن عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبداللہ بن زبیر بن العوام القرشی مکہ مکرمہ کے قاضی ہیں آپ بغداد میں جوان ہوئے اور ان کی "انساب قریش" کے نام سے ایک کتاب ہے۔ حقیقت میں یہ انساب قریش کے بارے میں بہت ہی جامع مانع کتاب ہے اور ان سے ابن ماجہ وغیرہ نے روایت کی ہے اور خطیب نے ان کی تعریف اور توثیق کی ہے یہ اسی سال ماہ ذیقعدہ میں مکہ میں ۸۴ سال کی عمر تک پہنچ کر آپ نے وفات پائی۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری ...... صحیح بخاری شریف انہی کی تصنیف کردہ ہے ہم نے شرح بخاری میں ان کے حالات تفصیل سے بیان کیے ہیں انہی کا خلاصہ یہاں بھی بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ یہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ جعفی ہیں ان کی کنیت ابو عبداللہ تھی بخاری ہے آپ حافظ حدیث اور اپنے زمانے کے تمام محدثین کے مقتدی اور پیشوا ہیں۔ مختلف ممالک کے محدثین پر آپ کی کتاب صحیح بخاری کا مقدم (مقدمہ) ہے آپ کی کتاب کی مقبولیت اور اس میں موجود حدیث کی صحت پر تمام علماء بلکہ تمام مسلمانوں نے اتفاق کیا ہے۔

آپ کی پیدائش ۱۹۴ھ ۱۳ شوال جمعہ کی شب ہوئی بچپن ہی میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تھا جس کی وجہ سے آپ کی پرورش والدہ کی گود میں ہوئی اور زمانہ طالب علمی ہی میں آپ کو بہت سی حدیثیں حفظ ہو گئی تھیں دس سال کی عمر میں آپ نے درس شروع کیا یہاں تک بھی آپ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ سات سال کی عمر میں ستر ہزار احادیث آپ کو حفظ ہو گئی تھیں ۱۸ سال کی عمر میں آپ نے حج کیا پھر مکہ ہی میں علم حدیث حاصل کرتے رہے پھر دوسرے شہروں میں جا کر بھی آپ نے مشائخ حدیث سے علم حدیث حاصل کیا اور ایک ہزار

سے ہزاروں شیوخ حدیث سے روایتیں نقل کی ہیں اور پھر آپ سے بھی بہت سے لوگوں نے احادیث نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے آپ کے شاگرد فربری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے تقریباً نوے ہزار افراد کے ساتھ امام بخاری سے احادیث سنی ہیں لیکن اس وقت میرے علاوہ دنیا سے سب رخصت ہو گئے۔ اب موجودہ کتاب صحیح بخاری میں حدیثیں امام بخاری کے شاگرد فربری ہی کے واسطے سے ہیں ان کے علاوہ دیگر شاگرد حماد بن شاکر، ابراہیم بن معقل، طاہر بن محمد اور ابو طلحہ منصور بن محمد بن علی البزدوی النسفی جن کی وفات ۳۲۹ھ میں ہوئی نے بھی امام بخاری سے حدیثیں بیان کی ہیں اور امیر ابو نصر بن ماکولا نے ان کی توثیق کی ہے۔

امام بخاری سے روایت کرنے والوں میں امام مسلم بھی ہیں جنہوں نے اپنی صحیح (مسلم) کے علاوہ امام بخاری سے روایتیں لی ہیں اور امام مسلم امام بخاری کا احترام کرتے، بے حد ادب کرتے تھے اور حد درجہ ان کی تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ اسی طرح امام ترمذی نے اپنی سنن میں بعض ابواب کی بحث کے موقع پر ان سے روایتیں لی ہیں۔

امام بخاری آخری بار بغداد آئے اور بار بار امام احمد سے ملاقات ہوئی امام احمد نے خراسان میں ان کے قیام کو ناپسند کرتے ہوئے انہیں بغداد میں قیام کا مشورہ دیا۔

امام بخاری کی عادت تھی کہ رات کو نیند سے بیدار ہو کر چراغ جلاتے اور اسی وقت جو بھی مضامین ان کے ذہن میں آتے ان کو لکھتے پھر چراغ بجھا کر سو جاتے پھر دوبارہ نیند سے بیدار ہو کر اسی طرح کرتے حتیٰ کہ بعض مرتبہ ایک ہی رات میں بیس مرتبہ نیند سے بیدار ہوتے۔

امام بخاری بچپن ہی میں کسی وجہ سے نابینا ہو گئے تھے جس سے آپ کی والدہ کو بہت صدمہ ہوا تھا ایک بار آپ کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اور وہ ان سے کہہ رہے تھے کہ ماشاء اللہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا اور تیرے رونے کی کثرت سے تیرے لڑکے کی آنکھیں صحیح کر دیا چنانچہ صبح ہوتے ہی حضرت امام بخاری کی بینائی لوٹ آئی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے اپنی تصنیف کردہ حدیثوں کا اندازہ لگایا تو صرف مسند لکھی ہوئی احادیث کی تعداد دو لاکھ تھی اور وہ سب مجھے حفظ یاد تھیں۔

ایک مرتبہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سمرقند تشریف لے گئے وہاں پر چار سو علماء کا اجتماع منعقد ہوا جس میں انہوں نے بہت سی حدیثوں کو سند اور متن کے اعتبار سے خلط ملط کر کے بطور امتحان کے امام بخاری پر پیش کر دیا آپ نے ہر حدیث کو متن اور سند کے اعتبار سے صحیح بیان کر دیا اور اغلاط کی نشاندہی بھی فرما دی جس کے بعد کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں رہی۔ اسی قسم کا واقعہ ان کے ساتھ بغداد میں بھی پیش آیا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ کتاب دیکھنے سے انہیں حفظ ہو جاتی تھی اس کے علاوہ بھی اس قسم کی بہت سی باتیں ان کے بارے میں مشہور ہیں اسی لئے اس زمانے کے تمام ساتھیوں، مشائخ اور علماء نے ان کی دل کھول کر تعریف کی ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں کہ خراسان نے آپ جیسا آدمی پیدا نہیں کیا۔

علی بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ امام بخاری کا کوئی ہمسر پیدا نہیں ہوا۔

اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں امام بخاری اگر حضرت حسن بصری کے زمانے میں ہوتے تو تمام لوگ علم حدیث، معرفت حدیث اور فقہ میں امام بخاری کی طرف محتاج ہوتے۔

ابو بکر بن ابی شیبہ اور محمد بن عبداللہ بن نمیر کا کہنا ہے کہ ہم نے امام بخاری کی مثل کسی کو نہیں پایا۔

علی بن حجر کا قول ہے کہ میرے علم میں نہیں ہے کہ امام بخاری کا کوئی ہم مثل ہو گا۔

محمود بن نضر بن سہل شافعی کا قول ہے کہ میں بصرہ، شام، حجاز، کوفہ کے علماء کے پاس گیا ان کے سامنے جب بھی امام بخاری کا تذکرہ آ جاتا تو وہ ان کو اپنے سے بہتر کہتے تھے۔

ابو العباس الدعولی نے کہا کہ بغداد کے باشندوں نے امام بخاری کے بارے میں یہ ایک شعر کہا ہے:

امام بخاری کی وفات تک مسلمانوں میں تعزیت اور ملاقات کی ممانعت رہی جبکہ آپ کی وفات کے بعد

فلاس فرماتے ہیں کہ جس حدیث کا امام بخاری کو علم نہ ہو وہ درحقیقت حدیث ہی نہیں ایسا ہی یعقوب بن ابراہیم دورقی نے بھی کہا۔

بعض حضرات نے تو فقہ حدیث میں امام بخاری کو امام احمد بن حنبل پر ترجیح دی ہے۔

قتیبہ بن سعید کہتے ہیں کہ مشرق اور مغرب سے لوگ میرے پاس آئے مگر امام بخاری جیسا کوئی نہیں آیا۔

مرجی بن رجاء کہتے ہیں کہ امام بخاری کو اپنے زمانے کے علماء پر عورتوں پر مردوں کی فضیلت کی طرح فضیلت حاصل تھی بلکہ آپ کے زمانہ سے پہلے والوں بلکہ تابعین وصحابہ پر بھی آپ کو فضیلت حاصل تھی کسی کہنے والے نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی چلتی پھرتی نشانی تھی۔

ابو محمد عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی فرماتے ہیں کہ محمد بن اسماعیل بخاری ہم میں سب سے زیادہ فقیہ عالم باریک بین اور علم دین کے طالب تھے۔

اسحاق بن راہویہ کہتے ہیں کہ امام بخاری مجھ سے زیادہ صاحب بصیرت تھے۔

ابو حاتم رازی فرماتے ہیں امام بخاری عراق آنے والوں میں سب سے بڑے عالم تھے۔

عبداللہ عجلی کا قول ہے کہ میں نے ابو زرعہ اور ابو حاتم کو امام بخاری کے پاس بیٹھا ان سے حدیث سنتے دیکھا امام مسلم بھی امام بخاری کے پائے کے آدمی نہیں تھے امام بخاری امام محمد بن یحییٰ ذہلی سے بڑے عالم تھے اور خود امام محمد بن ذہلی احادیث عالم برحق کو خوب اچھی طرح جانتے تھے۔

کسی کا قول ہے کہ میں نے محمد بن ذہلی کو امام بخاری سے اسماء الرجال ان کی کنیت اور حدیث کے علل کے بارے میں سوال کرتے ہوئے دیکھا امام تیر چھوٹنے کی طرح انہیں جواب دے رہے تھے گویا کہ وہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کر رہے ہیں۔

احمد بن حمدون قصار کا قول ہے کہ میں نے امام مسلم کو امام بخاری کے پاس آتے دیکھا انہوں نے سب سے پہلے امام بخاری کا بوسہ لیا اور فرمایا کہ اے استاذوں کے استاذ محدثین کے سردار اے حدیث کے ماہر مجھے اپنے پاؤں چومنے کی اجازت دیجئے پھر کفارہ مجلس کی حدیث کے بارے میں ان سے پوچھا امام بخاری کے مطمئن کرنے پر امام مسلم نے فرمایا کہ سوائے حاسد کے آپ سے کوئی بغض نہیں رکھے گا۔ اور میرے نزدیک دنیا میں کوئی آپ جیسا نہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے حدیث کی علل و تاریخ اسانید کی معرفت میں خراسان اور عراق میں امام بخاری سے بڑا کوئی عالم نہیں دیکھا اور ہم ایک روز عبداللہ بن منیر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے امام بخاری کو دعا دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس امت کی زینت بنائے امام ترمذی فرماتے ہیں کہ امام بخاری کے حق میں ان کی دعا قبول ہوگئی۔ ابن خزیمہ کا قول ہے کہ میں نے کسی کو امام بخاری سے زیادہ حدیث کا علم رکھنے والا اور حدیث کا حفظ کرنے والا نہیں پایا اور علماء نے جو آپ کی قوت حافظہ، علم، حفظ، زہد اور عبادت پر تعریفی کلمات کہے ہیں اگر ان کو بیان کرنا شروع کر دیا جائے تو یہ بحث بہت طویل ہو جائے گی لیکن اس وقت ہم حوادث زمانہ کی وجہ سے اختصاراً ان چیزوں کو یہاں بیان کر رہے ہیں امام بخاری انتہائی درجے کے حیادار بہادر سخی متقی زاہد انسان تھے۔

امام بخاری خود فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی کی غیبت کرنے پر اللہ تعالیٰ مجھ سے مواخذہ نہیں فرمائیں گے ان کی اس بات پر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ نے راویوں پر جرح کرتے ہوئے ان کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ غیبت میں شمار نہیں ہوگا جواب میں آپ نے حضور ﷺ کی ایک حدیث نقل کی کہ ایک موقع پر ایک منافق کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ یہ شخص بہت برا ہے آپ ﷺ کی یہ بات غیبت نہیں ہے اسی طرح ہم نے راویوں کے متعلق جو کچھ کہا اپنی جانب سے نہیں کہا بلکہ دوسروں سے جو کچھ منقول تھا اس کو ہم نے ذکر کر دیا تو یہ کوئی غیبت نہیں ہے۔

امام بخاری بہت تھوڑی غذا کھاتے اور کثرت سے نفلیں پڑھتے تھے اور رمضان شریف میں روزانہ ایک قرآن پاک ختم کرنے کا معمول تھا والد نے آپ کو بہت مال و دولت عطا کیا تھا جس سے آپ ظاہر اور خفیہ طریقہ پر تجارت کیا کرتے تھے اور بہت زیادہ صدقہ خیرات کرنے کا معمول تھا، آپ شریف النفس اور مستجاب الدعوات بھی تھے۔

بخارا کے نائب حاکم خالد بن احمد ذہلی نے امام بخاری کے پاس پیغام بھیجا کہ میرے گھر آ کر میرے بچوں کو علم کی تعلیم دیں جواب میں امام

بخاری نے فرمایا کہ علم دین تمہارا محتاج نہیں ہے کہ وہ تمہارے گھر آئے بلکہ تم اس کے محتاج ہو اس لئے اگر بچوں کو تعلیم دلوانا چاہتے ہو تو ان کو میرے گھر بھیج دیں باقی میں نہیں آ سکتا امام بخاری کے اس جواب پر نائب حاکم ناراض ہو گیا اتفاق سے انہی دنوں نائب حاکم کے پاس محمد بن یحییٰ الذہلی کا خط آیا کہ بخاری کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں اور اس مسئلہ میں امام بخاری اور محمد بن یحییٰ الذہلی کے درمیان اختلاف تھا اور نائب حاکم اس مسئلہ میں محمد بن یحییٰ کے ساتھ تھے کہ الفاظ قرآن مخلوق نہیں ہیں اور امام بخاری نے اس مسئلہ پر افعال عباد کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی تھی اور محمد بن یحییٰ کے خط لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ کسی طریقے سے نائب حاکم اور عوام الناس کو امام بخاری سے متنفر کیا جائے کیوں کہ عوام الناس میں امام بخاری بہت زیادہ مقبول تھے حتیٰ کہ امام بخاری کے گھر تشریف لانے کے وقت لوگ ان پر سونا چاندی نچھاور کرتے اور امام بخاری کے لئے درس حدیث دینے کے لئے ایک خاص جگہ مقرر تھی جہاں پر بیٹھ کر وہ لوگوں کو درس حدیث دیتے تھے نائب حاکم نے ایک روز لوگوں کو امام بخاری کا درس سننے سے منع کر دیا لیکن لوگوں نے ان کی بات نہیں مانی جس کی وجہ سے اس نے خفا ہو کر امام بخاری کی جلاوطنی کے احکامات جاری کر دیئے اس موقع پر امام بخاری نے اس نائب حاکم کے لئے بد دعا کر دی۔

چنانچہ ایک ماہ گزرنے سے پہلے ہی ابن طاہر کے لئے حکم آیا کہ اس کو گدھی پر سوار کر کے شہر کا گشت کرایا جائے اور ساتھ ہی اس کو عہدے سے برطرف کر کے جیل بھجوا دیا اور جیل ہی میں اس کی موت واقع ہو گئی اور اسی طرح جو لوگ امام بخاری کی مخالفت میں اس کے ساتھ تھے وہ بھی طرح طرح کی تکلیفوں میں مبتلا ہوئے اور ان کا انجام بھی برا ہوا۔

اس کے بعد امام بخاری وہاں سے نکل کر سمرقند سے دو فرسخ کے فاصلہ پر شہر خرتنگ میں اپنے رشتہ داروں کے یہاں چلے گئے اور بارگاہ ایزدی میں دعا کرنے لگے اے اللہ فتنوں کے ظہور سے پہلے ہی مجھے اپنے پاس بلا لے اس کے بعد ہی امام بخاری مرض میں مبتلا ہوئے اور بالآخر ۲۵۶ھ شب عید الفطر ہفتہ کی رات بوقت عشاء ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ کی وصیت کے مطابق علاوہ قمیص عمامہ کے تین سفید کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا اور عید الفطر کے دن بعد نماز ظہر آپ کی نماز جنازہ ہوئی۔ اور تدفین کے بعد آپ کی قبر سے بہت تیز خوشبو آنے لگی اور چند دنوں تک یہی کیفیت رہی اور آپ کی قبر کے پاس چند سفید نور کے ستون بھی ظاہر ہوئے اور آپ کل ۶۲ سال زندہ رہے اور آپ نے لوگوں کے لئے علم نافع چھوڑا جس کی وجہ سے آپ کی وفات کے بعد آپ کا نامہ اعمال بند نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے آپ کے نامہ اعمال میں عمل صالح پہنچتا رہے گا اور اس بات کا حدیث نبوی ﷺ سے بھی ثبوت ہے کہ انسان کے مرنے سے اس کا نامہ اعمال بند ہو جاتا ہے سوائے تین چیزوں کے اگر اس نے اپنے پیچھے چھوڑی ہیں ان میں سے ایک علم نافع بھی ہے۔

صحیح بخاری کی شرائط دیگر تمام کتب کی شرائط سے وزنی ہیں حتیٰ کہ امام مسلم کی صحیح مسلم کی شرائط بھی صحیح بخاری کی شرائط کا مقابلہ نہیں کر سکتیں کسی فصیح شاعر نے امام بخاری کی شان میں بہت عمدہ اشعار کہے ہیں:

> اگر عوام الناس انصاف کریں تو حقیقت میں کتاب صحیح بخاری سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ بخاری شریف ہی صحیح اور غلط کے درمیان فرق کرنے والی ہے اور وہی قوی اور کمزور کے درمیان سد سکندری کی طرح حائل ہونے والی ہے۔ اس کی اسناد آسمان کے ستاروں کے مانند مشعل راہ ہیں یہ کتاب روشن ستاروں کی طرح تمام متون کے سامنے امام کا درجہ رکھتی ہے۔ اس کے ذریعے دین اسلام کا ترازو قائم ہے اور اس کے ذریعے عرب کے بعد عجمی مطیع بنے ہیں۔ یہ کتاب انسان کو جہنم سے دور کرنے والی ہے۔ یہ کتاب اللہ کے حبیب حضور اکرم ﷺ تک پہنچنے کے لئے ایک باریک سا پردہ ہے اور شکوک دور کرنے کے لئے واضح نص ہے۔ اے عالمو! تمام علماء دین کے نزدیک اس کتاب کا درجہ اور مقام دیگر تمام کتب سے اونچا ہے۔ اے امام بخاری آپ احادیث جمع کرنے میں تمام آئمہ سے سبقت لے گئے اور آپ کی کامیابی کا خود انہوں نے اقرار کیا ہے۔ ناقلین میں سے آپ نے کمزوروں اور جھوٹوں کو الگ کر دیا ہے۔ اور آپ نے کتاب صحیح بخاری شریف کی حسن ترتیب اور تبویب میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بدلے میں آپ کی خواہش کے مطابق عطا کرے اور دنیا اور آخرت میں آپ کو بہت کچھ عطا کرے۔

واقعات ۲۵۷ھ

اسی سال خلیفہ معتمد نے یعقوب بن لیث کو بلخ، طخارستان اور اس کے آس پاس کے علاقوں کرمان، سجستان، سندھ وغیرہ کا حاکم مقرر کیا۔

اسی دوران میں خلیفہ نے اپنے بھائی ابو احمد کو کوفہ، طریق مکہ، حرمین شریفین اور یمن کا حاکم بنایا پھر ماہ رمضان میں بغداد، سواد، واسط، کور دجلہ، بصرہ، اہواز، فارس کی حکومت میں شامل کرتے ہوئے اسے اجازت دے دی کہ وہ ان علاقوں میں میری قائم مقامی کے فرائض انجام دے۔

اسی سال رجب میں نہر مرہ میں بصرہ پر سعید الحاجب اور حبشی علوی کے درمیان مقابلہ ہوا سعید الحاجب نے اسے شکست دے کر اس کے قبضے سے بہت سے مرد، عورتیں اور بچے آزاد کرا لیے اور اس سے کافی تعداد مال واپس چھین لیا اور اسے زبردست طریقے سے ہرا دیا پھر ایک رات حبشی علوی نے موقع پا کر سعید اور اس کے لشکر پر حملہ کر کے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا حتیٰ کہ بعض کے بقول خود سعید بن صالح بھی قتل ہو گیا۔

پھر ایک موقع پر منصور بن جعفر خیاط اور اس خبیث حبشی علوی کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا اور اس علوی نے مقابل کو شکست دے دی۔

خناق کی گرفتاری اور اذیت ناک طریقے سے اس کا قتل کیا جانا . . . اسی سال بغداد کے ایک مقام برکۂ زلزل سے خناق نامی ایک شخص گرفتار کیا گیا جس نے بہت سی عورتوں کو گلا گھونٹ کر قتل کیا تھا اس کی عادت تھی کہ عورت کو پکڑ کر وہ اس سے مطلب پورا کر کے پھر اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیتا اور جو کچھ اس کے پاس سامان وغیرہ ہوتا اسے چھین لیتا اس ظالم کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اپنے سامنے اسے دو ہزار چار سو کوڑے لگوائے لیکن پھر بھی اس ظالم کو موت نہیں آئی حتیٰ کہ بغداد کے جلادوں نے اس کے خصیتین کو عقابین کی لکڑی سے مار کر اس کی جان نکال دی پھر اسے بغداد لا کر سولی پر لٹکا دیا گیا پھر اس کے جسم کو آگ میں جلا دیا گیا۔

حبشی خبیث کا زور پکڑنا . . . اسی سال ۱۷ شوال المکرم کو جا کر یہ حادثہ ہوا اس کا قصہ عجیب ہے کہ بروز جمعہ ۱۷ شوال کی صبح خبیث حبشی علوی نے زبردستی بصرہ میں داخل ہو کر اس کے باشندوں کو قتل کرنا شروع کر دیا اور بصرہ کا نائب حاکم اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی آمد کی خبر سن کر وہاں سے بھاگ گیا اور اس ظالم نے جامع بصرہ اور بہت سے گھروں کو جلا ڈالا اور لوگوں کے اموال لوٹ لئے پھر اس ظالم نے ساتھی ابراہیم بن یحییٰ مہلبی سے کہا کہ تجھے ان سے یہ کہنا ہے کہ میرے پاس آ جائیں چنانچہ بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اس ظالم نے موقع پا کر سب کو قتل کر دیا اس ظالم کی عادت تھی کہ جہاں کہیں بھی لوگوں کو جمع ہوتے دیکھتا تو اپنے ساتھیوں کو انہیں قتل کرنے کا اشارہ کر دیتا تو فوراً اس کے ساتھی انہیں قتل کرنے کے لئے ان پر ٹوٹ پڑتے پھر تو اس ظالم کے ساتھیوں کی چیخنے کی آواز آتی اور مقتولین کے گڑگڑانے کی آواز آتی اور عورتوں تک یہ ظالم لوگوں کے ساتھ بھی بدسلوکی کرتے رہے۔

لوگ ان سے خوفزدہ ہو کر بھاگ گئے اور یہ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ یعنی گھروں میں آگ لگا دیتے تھے جو کہ وہاں موجود سامان، گھر اور ساز و سامان وغیرہ سب کو خاکستر کر دیتی تھی حتیٰ کہ انہوں نے شہر کی جامع مسجد کو بھی جلا ڈالا اور قاتلوں نے مرد، عورتیں، علماء و محدثین کی ایک بہت بڑی جماعت کو قتل کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر اس خبیث کو جس نے بصرہ میں یہ فتنہ برپا کیا تھا خبر ملی کہ بصرہ والوں کے پاس سامان، رسد وغیرہ کافی آ گیا ہے جس سے وہ سب خوشحال ہو گئے ہیں اس پر دوبارہ حملہ کرنے لگا۔

ابن جریر نے بعض ساتھیوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ خبیث یہ بھی کہا کرتا تھا کہ بصرہ والوں کے خلاف میں نے بددعا کی ہے تو مجھے خطاب کر کے کہا گیا کہ بصرہ والے آپ کے لئے روٹی کی مانند ہیں جس کو تم کناروں سے کھاؤ جب آدھی روٹی ہو جائے گی تو بصرہ والے ختم ہو جائیں گے تو میں نے اس بات کی یہ تاویل کی ہے کہ اس میں روٹی سے مراد چاند ہے اور ٹوٹنے سے مراد اس کا گرہن ہونا ہے چنانچہ یہ بات اس کے ساتھیوں میں مشہور ہو گئی تھی اور پھر واقع میں اس کی خبر کے مطابق ہوا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کی طرح شیطان اس کے ساتھ ہوتا تھا جو اس سے اس قسم

کی باتیں کرتا تھا۔

دوران خلافت کا ماجرا ہے کہ اس سال اس خبیث حبشی علوی نے اپنے ساتھیوں کو یہ بھی کہا کہ میں نے بصرہ والوں کے لئے بددعا کی تھی جس کے بعد مجھے فضا میں بصرہ کے باشندوں کو قتل ہوتے ہوئے دکھلایا گیا اور فرشتوں کو میں نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ قتال کرتے ہوئے دیکھا ہے جس کی وجہ سے میرے ساتھی ثابت قدمی کے ساتھ جنگ کرتے رہے اور میں بصرہ والوں پر غالب آ گیا اور وہ شکست کھا گئے۔

جب بصرہ کے کچھ علوی اس خبیث کے ساتھ آ ملے تو وہ پھر سے یحییٰ بن زید کی طرف اپنی جھوٹی نسبت کرنے لگا اس لئے کہ یحییٰ بن زید کی صرف ایک لڑکی تھی جس کا بچپن میں انتقال ہو گیا تھا اللہ تعالیٰ اس بدمعاش کذاب کا ستیاناس کرے۔

اس سال ذی القعدہ کے شروع میں خلیفہ نے ابو احمد کی ماتحتی میں ایک بہت بڑا لشکر اس ظالم حبشی کے مقابلے کے لئے بھیجا انہوں نے راستے میں سعید بن احمد باہلی کو گرفتار کر لیا جس کے ذریعے بطائح کا علاقہ تباہ ہو چکا تھا اس نے لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا۔

دوران سال ہی میں محمد بن واصل نے ارض فارس میں خلیفہ کی حکومت سے بغاوت کر کے اس علاقے پر قبضہ کر لیا تھا۔

اسی زمانے میں روم کے ایک باشندے بسیل صقلبی نے روم کے بادشاہ میخائیل بن توفیل پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور سلطنت روم پر قابض ہو گیا، میخائیل چوبیس سال سے روم پر بادشاہت کر رہا تھا اسی سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

امراء کی وفات...... اسی سال جن قابل ذکر حضرات نے وفات پائی وہ یہ تھے:

(۱)...... حسن بن عرفہ بن یزید، یہ اس جزء کے مصنف ہیں جو محدثین کے یہاں مشہور ہے اور جس کی روایت بھی کی جاتی ہے۔ ان کی عمر ایک سو دس سال سے متجاوز تھی اور بعض کے نزدیک ایک سو سات سال سے متجاوز تھی ان کے دس لڑکے تھے جن کے نام عشرہ مبشرہ کے ناموں پر تھے اور یہ امام احمد بن حنبل کی خدمت میں بھی حاضری دیتے تھے۔ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے ایک سو سات سال زندہ رہ کر اس سن وفات پائی۔

(۲)...... ابو سعید اشج، زید بن اخزم طائی، وہ ان افراد میں سے تھے جو ظالم حبشی کے قتل کا نشانہ بنے تھے ان میں یہ بھی شامل تھے۔

(۳)...... علی بن خشرم، یہ امام مسلم کے شیوخ میں سے ہیں اور ان سے امام مسلم نے بہت زیادہ روایتیں لی ہیں۔

(۴)...... عباس بن فرج ابو الفضل ریاشی نحوی لغوی، یہ عرب کی تاریخ اور ان کی سیرتوں سے بہت زیادہ واقف تھے اور بہت بڑے محقق عالم تھے اصمعی، ابو عبیدہ وغیرہ سے انہوں نے روایتیں لی ہیں اور ان سے ابراہیم حربی، ابوبکر بن ابی الدنیا وغیرہ نے روایتیں لی ہیں، یہ بھی بصرہ کے ظالم علوی کے قتل کا نشانہ بنے تھے۔ ابن خلکان نے وفیات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

اصمعی نے ان سے ایک قصہ نقل کیا ہے کہ ایک دیہاتی اپنے لڑکے کو تلاش کرتے ہوئے ہمارے پاس سے گزرا ہم نے اس کے اوصاف کے بارے میں اس سے پوچھا تو اس نے کہا کہ وہ تو دینار جیسا ہے۔ ہم نے اس کی تلاش کا وعدہ کر لیا، کچھ دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ وہ ایک کالا کلوٹا چپٹی ناک والا بچہ ہے، ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں تم نے ہمیں غلط بتایا اس لئے کہ یہ تو ہم سے کہیں کے بچوں کے ساتھ کھیل رہا ہے، پھر اس دیہاتی نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> پرندوں کے چہچہانے کے وقت رات کے آخری حصے میں تو جو اس کے ساتھ ہو بہت اچھا لگتا ہے
> جس طرح آنکھوں میں اس کی محبت ہے اللہ تعالیٰ دل میں بھی اس کی محبت پیدا کر دے۔

واقعات ۲۵۸ھ

اسی سال ماہ ربیع الاول کے دن خلیفہ نے اپنے بھائی ابو احمد کو دیار مصر، قنسرین، عواصم کا حاکم بنایا اور ربیع الثانی کی ابتدا میں اس نے اپنے اختیارات سنبھال لئے۔

مفلح کا قتل ...... اسی سال خلیفہ نے اپنے بھائی موفق و مفلح کو بہترین عطا کر کے مع ساز و سامان، ہتھیار، لشکر کے اس ظالم حبشی کے مقابلہ کے لئے بھیجا چنانچہ دونوں میں سخت جنگ ہوئی دوران جنگ مفلح کے سینے میں تیر لگا جس سے اس کی موت واقع ہوگئی اور اس کی لاش کو سامرا لے جا کر دفن کر دیا گیا۔ اس موقع پر اس ظالم حبشی کے سرداروں میں سے ایک سردار یحییٰ بن محمد بحرانی کو گرفتار کر کے خلیفہ معتمد کے سامنے لایا گیا اسی وقت اس کو ۲۰۰ کوڑے لگوا کر اس کے مخالف ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر تلوار سے ذبح کر کے اسے قتل کر دیا گیا پھر اسے آگ میں جلا دیا گیا۔

اس سردار کو گرفتار کرنے والے ابو احمد کے لشکر کے ساتھی تھے جب اس سردار کے قتل کی خبر ظالم علوی کو ہوئی تو اس نے افسوس کیا پھر وہ کہنے لگا کہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ اس کا قتل ہی بہتر تھا کیوں کہ اس میں سب سے بڑی بے وقوفی تھی کہ اس نصیحت میں سب سے۔ ہم اچھا مال اپنے لئے چھپا کر رکھتا تھا۔ اس خبیث کا یہ بھی کہنا ہے کہ مجھ پر نبوت پیش کی گئی لیکن اس کی ذمہ داریوں کے پورا نہ کر سکنے کی وجہ سے میں نے قبول نہیں کی۔

اسی سال ربیع الثانی میں سعید بن احمد باہلی خلیفہ کے پاس پہنچا تو خلیفہ نے اسے ۷۰۰ کوڑے لگوائے جس سے اس کا انتقال ہو گیا پھر اسے سولی دے دی گئی۔

اس سال ہی میں سامرا میں باب العامہ کے پاس ظالم علوی کے ۱۴ ساتھیوں اور ایک قاضی کو قتل کیا گیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن واصل نے دوبارہ خلیفہ کی اطاعت قبول کی اور فارس کا خراج خلیفہ تک پہنچایا اور بہت سے امور کی اصلاح کی۔

ابو احمد کا دوسری جگہ نقل مکانی کرنا ...... اسی سال ابو احمد اور ظالم علوی کے درمیان زبردست مقابلہ ہوا دونوں جانبوں سے بہت سے افراد مارے گئے جس کے بعد ابو احمد شہر واسط کی طرف منتقل ہو گیا۔ اسی سال شعبان کے مہینہ میں ایک زبردست زلزلہ آیا جس سے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے اور تقریباً بیس ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔

اس سال لوگوں میں ایک سخت وبا پھیل گئی جس سے بغداد، سامرا، واسط وغیرہ شہروں میں بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اسی زمانے میں بغداد میں قصاص (ہاتھ پاؤں کا الٹا ہو جانا) بیماری نے لوگوں پر حملہ کر دیا۔

اسی سال ۲ رمضان جمعرات کے روز سامرا میں باب العامہ کے قریب سے سلف کو گالیاں دینے والے ایک شخص کو گرفتار کر کے ۱۰۰۰ کوڑے لگوائے گئے حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

۹ رمضان بروز جمعہ امیر یارجوخ کا انتقال ہوا خلیفہ کے بھائی ابو عیسیٰ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی جس میں جعفر بن معتمد علی اللہ نے بھی شرکت کی۔

اس سال ہی میں خراسان کے علاقوں میں موسیٰ بن بغا اور حسن بن زید کے ساتھیوں میں مقابلہ ہوا موسیٰ بن بغا نے انہیں شکست دے دی۔ اسی سال مسرور بلخی اور مساور خارجی کے درمیان جنگ ہوئی اور مسرور بلخی نے فتح حاصل کی اور مساور خارجی کے بہت سے ساتھی گرفتار کر لئے۔

اس سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص افراد کی وفات ...... اس سال احمد بن بدیل، احمد بن حفص، احمد بن سنان قطان، محمد بن یحییٰ بن ذہلی، یحییٰ بن معاذ رازی وفات پانے والوں میں خاص حضرات میں سے تھے۔

واقعات ۲۵۹ھ

اسی سال ۲۶ ربیع الاول بروز جمعہ ابو احمد بن متوکل واسط سے سامرا واپس آیا اور حبشی ظالم سے لڑنے کے لئے محمد کو جو بہت بڑا بہادر اور جنگجو ترک تھا نائب مقرر کر گیا۔

اس سال خلیفہ نے سرداروں کی ایک جماعت زنج کوفہ کے پاس بھیجی جنہوں نے ... ذبح کر کے چالیس ہزار دینار اس سے چھین لئے اسی زمانہ میں خراسان کے شہروں پر ترکیب لگا کر یعقوب بن لیث نے قبضہ کر کے وہاں طاہریہ کو گرفتار کر لیا اور ان کی حکومت ختم ہو گئی۔

اسی سال ذی الحجہ میں معتمد نے موسیٰ بن بغا الترکی کے مقابلہ میں نکالا اور خلیفہ نے اسے رخصت کیا اور بہت سے انعامات اسے عطا کئے اور اس کو عبدالرحمن بن مفلح کو اہواز کے علاقوں کا نائب مقرر کیا اور ان کے بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ ظالم علوی کے مقابلہ میں موسیٰ بن بغا کی بوقت ضرورت مدد کریں چنانچہ عبدالرحمن بن مفلح نے ظالم کے لشکر کو شکست دی کہ آپ کے کافی ساتھی قتل کر دیئے اور کافی لوگوں کو گرفتار کیا اور ان پر ایسا رعب طاری کیا کہ خبیث ان کو سر اٹھانے کی جرات نہیں ہوئی ظالم علوی نے ان کا مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ اپنی کوشش میں ناکام رہا پھر اس کے بعد اس ظالم کے لشکر کے سب سے بڑے سردار علی بن ابان مہلبی اور عبدالرحمن بن مفلح سے جنگ ہوئی پھر اللہ کے فضل سے ظالم حبشی کا لشکر جان بچا کر بھاگ گیا اور خراسان میں ... موفق کے پاس لوٹ آیا۔

عبدالرحمن بن مفلح نے اس جنگ کے موقع پر گرفتار شدہ بہت سے قیدیوں کو سامرا بھیج دیا لوگوں نے انہیں خلیفہ تک پہنچنے سے پہلے لوٹ کر قتل کر دیا اسی سال روم کے بادشاہ نے سمیساط اور ملطیہ پر قبضہ کرنا چاہا اور وہاں کے باشندوں نے اس سے مقابلہ کر کے اس کے بڑے بطریق کو قتل کر دیا جس سے اسے شکست ہوئی اور وہ ناکام اور نامراد ہو کر لوٹ آیا۔

اسی سال یعقوب بن لیث نے نیشاپور میں داخل ہو کر ہرات میں تیس سال سے خلافت کے دعویدار کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کے سر کو نیزہ پر لٹکا کر شہر کا گشت کرایا گیا اور اس کے پاس سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں غلط باتیں لکھی ہوئی تھیں۔

اسی زمانہ میں ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن امام ابراہیم بن یعقوب بن سلیمان بن اسحاق بن علی بن عبداللہ بن عباس نے لوگوں کو حج کرایا اس سال مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق بن ابواسحاق الجوزجانی ہیں جو دمشق کے خطیب و امام تھے ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں جن میں سے ایک المترجم ہے جو حدیث کے علوم اور بہت سے فوائد کا مجموعہ ہے۔

واقعات ۲۶۰ھ

اس سال مکہ میں ایک شدید قحط پڑ گیا جس کی وجہ سے لوگ نقل مکانی پر مجبور ہو گئے اور مکانوں سے منتقل ہو گئے حتیٰ کہ مکہ کا نائب حاکم بھی مکہ چھوڑ کر چلا گیا اور مہنگائی اتنی بڑھ گئی کہ گندم کا ایک کر ایک سو پچاس دینار میں فروخت ہونے لگا اور چند ماہ تک یہی کیفیت جاری رہی۔

اسی زمانہ میں ظالم حبشی نے کوفہ کے نائب کو قتل کر دیا۔

اسی سال رومیوں نے مسلمانوں کے لؤلؤۃ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال بھی ابراہیم بن محمد بن اسماعیل نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات :۔ اس سال مشہور لوگوں میں وفات پانے والے یہ حضرات تھے حسن بن محمد الزعفرانی عبدالرحمن بن شریف، مالک بن طوق صاحب الرحبہ جو رحبہ کی طرف منسوب ہیں وہ مالک بن طوق ہی ہیں انہی کی وجہ سے مالک بن طوق بھی کہا جاتا ہے۔ حنین بن اسحاق العبادی جنہوں نے اقلیدس کتاب کی اصلاح کی ہے ان کے بعد ثابت بن قرہ نے اس کتاب کو ... حنین نے بھی اس موضوع پر کتاب المجسطی کے نام سے ایک کتاب لکھی اس کے علاوہ انہوں نے بہت سی کتابوں کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا۔

مامون الرشید کو اس قسم کی کتب سے بہت زیادہ دلچسپی تھی اور اسی طرح ابو جعفر تبریزی کو بھی ایسی کتب کا شوق تھا۔ حنین نے طب میں بھی بہت سی کتب لکھی ہیں اور مسائل حنین بھی انہی کی طرف منسوب ہیں اور وہ ان کے بہت زیادہ بڑے تھے اسی سال ۶ صفر منگل کے روز ان کا انتقال ہوا یہ باتیں ابن خلکان نے لکھی ہیں۔

واقعات ۲۶۱ھ

اسی سال حسن بن زید نے دیلم سے طبرستان میں شالوس شہر کو جلا ڈالا کیونکہ اس کے باشندوں نے ان کے خلاف یعقوب بن لیث سے تعلقات قائم کر رکھے تھے۔

اسی سال جمادی الآخری میں یحییٰ بن حفص کو جو خراسان کے راستے پر حکومت کرتا تھا مساور خارجی نے قتل کر دیا مسرور بلخی نے اس کا تعاقب کیا اور ابو احمد بن متوکل نے اس کا تعاقب کیا لیکن وہ ایسا فرار ہوا کہ دوبارہ ہاتھ نہیں آیا۔

اسی سال فارس میں ابن واصل جس کا فارس پر قبضہ تھا اور عبدالرحمن بن مفلح کے درمیان مقابلہ ہوا تو ابن واصل نے عبدالرحمن کو شکست دے دی اور اسے گرفتار کر لیا اور طاشتمر کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو بجز چند آدمیوں کے قتل کر دیا پھر ابن واصل نے موسیٰ بن بغا سے مقابلے کے ارادے سے واسط کا رخ کیا۔

موسیٰ بن بغا کو عہدے سے معزول کرنا: موسیٰ بن بغا ان حالات کی خبریں سن کر نائب خلیفہ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ بہتری اسی میں ہے کہ ابن واصل سے صلح کر لی جائے کیونکہ ان شہروں میں فتنوں کا ظہور بہت زیادہ ہے خلیفہ نے طلب کر کے اسے عہدے سے معزول کر دیا اور اپنے بھائی ابو احمد کو ان علاقوں کا حاکم بنا دیا۔

اسی سال ابو الساج اور خبیث زنجی کے درمیان بڑی شدید جنگ ہوئی بالآخر وہ خبیث غالب آ گیا اور اس نے اہواز میں داخل ہو کر بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور کئی گھروں کو جلا دیا پھر ابو الساج نے اہواز کی نیابت سے استعفیٰ دے دیا تو زنجی کے لشکر نے اہواز کو ویران کر دیا پھر خلیفہ نے ابراہیم بن سیما کو اہواز کا حاکم مقرر کر دیا۔

اسی سال مسرور بلخی نے زنجی سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر تیار کیا اسی زمانے میں خلیفہ نے نصر بن احمد بن اسد السامانی کو ماوراء النہر کا حاکم بنایا اور خراسان میں اس کے پاس تحریری فرمان بھیجا۔

اسی سال یعقوب بن لیث حرب بن واصل کے مقابلہ میں نکلا اور بیضاء میں دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا یعقوب نے اسے شکست دے کر اس کے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر کے اس کے گھر کے افراد کو گرفتار کر لیا اور چار کروڑ کے قریب اس کا مال بھی لوٹ لیا اور اس کے علاقوں میں اس نے بہت سے لوگوں کو بھی قتل کر دیا۔

اسی سال ماہ شوال کی ۲ تاریخ کو خلیفہ معتمد نے اپنے بعد اپنے صاحبزادے جعفر کو خلیفہ مقرر کیا اور اس کا لقب مفوض الی اللہ رکھا اور اسے بلاد مغرب کا حاکم بنایا اور افریقہ، مصر، شام، جزیرہ، موصل، آرمینیہ، طریق خراسان وغیرہ علاقوں کو بھی اس کی حکومت میں شامل کر دیا اور اس کا معاون موسیٰ بن بغا کو مقرر کر دیا۔

اور صاحبزادے کے بعد خلافت کے لئے اپنے بھائی ابو احمد بن المتوکل کو منتخب کیا اور اس کا لقب موفق باللہ رکھا اور اس کو مشرق کا حاکم مقرر کر دیا اور بغداد، کوفہ، طریق مکہ و مدینہ، یمن، کسکر، سواد، اہواز، فارس، اصفہان، کرخ، دینور، ری، زنجان، سندھ وغیرہ کے علاقوں کو اس کی حکومت میں شامل کر دیا اور ان کی ولی عہدی کے متعلق تحریری معاہدے لکھوائے گئے جو اطراف ملک میں پڑھ کر سنائے گئے اور ایک تحریر خانہ کعبہ میں چسپاں کر دی گئی۔

اسی سال فضل بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

وفیات اعیان: اسی سال وفات پانے والوں میں مندرجہ ذیل حضرات ہیں: احمد بن سلیمان الرہاوی، احمد بن عبداللہ العجلی، حسن بن ابی الشوارب، داؤد بن سلیمان الجعفری، شعیب بن ایوب، معتمد باللہ کے بھائی عبداللہ بن الواثق، ابو شعیب سوسی جو قراء میں سے تھے، ابو یزید بسطامی اور ان کے علاوہ صحیح مسلم کے مصنف مسلم بن حجاج۔

صحیح مسلم کے مصنف امام مسلم کے مختصر حالات ...... یہ مسلم ابو الحسین القشیری النیشاپوری ہیں آپ حفاظ حدیث میں سے ہیں اور کتاب صحیح مسلم جس کا درجہ اکثر علماء کے نزدیک بخاری کے بعد ہے کے مصنف ہیں بعض مغاربہ اور مشارقہ میں سے ابو علی نیشاپوری نے چند وجوہ سے کتاب صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح دی ہے۔

(۱) مسلم میں مکرر حدیثوں کی تعداد بہت کم ہے۔

(۲)...... امام مسلم ایک مضمون کی ساری حدیثوں کو ایک ہی جگہ ذکر کرتے ہیں امام بخاری کی طرح ٹکڑوں کی شکل میں ذکر نہیں کرتے ان دونوں وجوہات سے تو یقیناً صحیح مسلم کو صحیح بخاری پر ترجیح حاصل ہے لیکن مجموعی اعتبار سے صحیح بخاری صحیح مسلم پر مقدم ہے اس لئے کہ امام بخاری نے صحیح بخاری میں حدیث لینے کے لئے دو شرطیں مقرر کی ہیں۔

(۱) راوی مروی عنہ (شیخ) کا معاصر ہو۔

(۲) دونوں کی آپس میں کم از کم ایک بار ملاقات بھی ہوئی ہو لیکن امام مسلم نے اپنی صحیح میں دوسری شرط کو چھوڑ دیا ہے جیسا کہ یہ چیز علم حدیث میں بیان کی گئی ہیں اور ہم نے بھی شرح بخاری میں تفصیل سے اسے بیان کر دیا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ امام مسلم نے حجاز، شام، مصر کا سفر کر کے ان علاقوں میں بہت سے محدثین سے حدیثیں سنی ہیں جن کی تفصیل حافظ مزی نے اپنی کتاب تہذیب میں حروف ابجدی کی ترتیب پر بیان کی ہے۔

پھر امام مسلم سے بھی بہت سے حضرات نے حدیثیں لی ہیں ان میں سے ایک تو امام ترمذی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب جامع ترمذی میں محمد بن عمرو عن ابی سلمہ عن ابی ہریرہ کی سند سے ایک حدیث نقل کی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کی اول تاریخ معلوم کرنے کے لئے شعبان کے چاند کو اچھی طرح دیکھو۔

ان کے علاوہ دوسرے ابن محمد عبدالرحمن بن ابی حاتم، ابن خزیمہ، ابن صاعد، ابو عوانہ اسفرائنی نے بھی امام مسلم سے روایات لی ہیں۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ مجھ سے محمد بن احمد بن یعقوب عن احمد بن نعیم ضبی عن ابو الفضل محمد بن ابراہیم عن احمد بن سلمہ کی سند سے خبر ملی ہے کہ احمد بن سلمہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو زرعہ اور ابو حاتم کو معرفت احادیث میں امام مسلم کو ان مشائخ پر ترجیح دیتے ہوئے دیکھا ہے اور اسی طرح ابن یعقوب عن محمد بن نعیم عن حسین بن محمد الماسرجسی کی سند سے مجھے پتہ چلا کہ امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم کو تین لاکھ سنی ہوئی حدیثوں سے لکھا ہے۔

اور خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ ابو علی حسین بن علی نیساپوری سے نقل کیا ہے کہ میں نے آسمان کے نیچے علم حدیث میں صحیح مسلم سے زیادہ صحیح کتاب نہیں دیکھی۔

ایک مرتبہ اسحاق بن راہویہ کے سامنے امام مسلم کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے عجمی زبان میں ایک جملہ کہا کہ جس کا ترجمہ یہ تھا کہ یہ بڑی اعلیٰ شان شخصیت کے مالک ہیں۔

اسی طرح اسحاق بن منصور نے امام مسلم کی تعریف میں فرمایا کہ امام مسلم کی موت تک ہم بھلائی پر ہیں۔

اس کے علاوہ دیگر علماء محدثین نے بھی آپ کے لئے تعریفی کلمات کہے ہیں۔

ابو عبداللہ محمد بن یعقوب الاخرم فرماتے ہیں کہ یہ شہر آبادی ہوگا کہ کوئی محدث آپ جیسا سے بہت ہونے کے باوجود ان دونوں کے علم میں نہ۔

خطیب بغدادی نے بواسطہ ابو عمرو محمد بن حمدان الحیری سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو العباس احمد بن سعید بن عقدہ سے سوال کیا کہ امام بخاری، امام مسلم دونوں میں بڑا عالم کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ دونوں ہی بڑے عالم ہیں میں نے چند بار ان سے یہی سوال کیا اور انہوں نے یہی جواب دیا پھر انہوں نے فرمایا کہ امام بخاری کو اہل شام کے بارے میں غلطی ہو گئی ہے اس طریقے پر کہ انہوں نے ان کی کتب کو لے کر ان کا مطالعہ کیا پھر ایک ہی شخص کو کبھی کنیت سے ذکر کر دیا اور کبھی نام سے ذکر کر دیا پھر ان کو غلطی ہوئی کہ یہ دو شخص ہیں لیکن امام مسلم کو اس قسم کی غلطی نہیں

ہوئی ہیں کہ انہوں نے اپنی صحیح میں منقطع اور مرسل احادیث بیان کی ہیں۔

خطیب کا قول ہے کہ امام مسلم امام بخاری کے نقش قدم پر چلے ہیں اور ان کے علوم کا مطالعہ کیا ہے بھی کہ امام مسلم نے اپنے کو امام بخاری سے بڑا نہیں سمجھا۔ جب امام بخاری آخر میں نیشاپور تشریف لائے تو امام مسلم ان کے ساتھ ساتھ رہے۔

دار قطنی کا قول ہے کہ اگر بخاری نہ ہوتے تو امام مسلم کی بھی حدیث کے سلسلے میں آمد و رفت نہ ہوتی۔

خطیب ابوبکر محمد بن احمد بن عبداللہ بن ابو جعفر بن حمدان ابو حامد احمد بن حمدون القصار کی سند سے روایت کی گئی ہے کہ امام مسلم نے امام بخاری کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور فرمایا کہ اے استاذ الاساتذہ اے سید المحدثین! مجھے اپنے پاؤں مبارک چومنے کی اجازت دیجئے پھر آپ نے امام بخاری سے:

حدثک محمد بن سلام حدثنا مخلد بن یزید الحرانی حدثنا ابن جریج عن موسی بن عقبہ عن سهيل عن ابيه عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم فی كفارة المجلس

اس حدیث کی سند کے بارے میں سوال کیا امام بخاری نے فرمایا کہ یہ سند صحیح نہیں ہے کیونکہ اس باب کی اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری حدیث میرے علم میں نہیں اور یہ بھی معلول ہے اور اس کی اصل سند حدثنا به موسی بن اسماعیل حدثنا وهیب عن سهیل عن عون بن عبداللہ ہے اس لئے کہ موسیٰ بن عقبہ کا سہیل سے سماع ثابت نہیں ہے میں نے کہا کہ میں نے اس حدیث کو الگ بیان کر کے اس کے طریق حتیٰ الفاظ علل کو بھی بیان کیا ہے۔

خطیب نے یہ بھی کہا کہ امام مسلم اس مسئلہ میں کہ لفظ قرآن مخلوق ہیں امام بخاری کے ساتھ تھے اور خطیب نے پھر وہ واقعہ بیان کیا جو امام بخاری اور محمد بن یحییٰ ذہلی کے درمیان پیش آیا اور جس کی وجہ سے امام بخاری کو جلاوطن کیا گیا اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ایک روز ذہلی نے اپنی مجلس میں جس میں امام مسلم بھی تھے اعلان کیا کہ لفظ قرآن کے مسئلہ میں جو امام بخاری کا حامی ہو وہ ہماری مجلس سے اٹھ جائے یہ سن کر امام مسلم فوراً اس مجلس سے اٹھ کر چلے گئے اور امام ذہلی سے جو روایات سنی تھیں انہیں وہ واپس لوٹا کر بھیج دیں اس کے بعد ان سے روایت کرنا چھوڑ دیا اور ان دونوں کے درمیان بہت دوری ہو گئی لیکن امام بخاری نے امام ذہلی سے اپنی صحیح وغیرہ میں روایتیں لی ہیں اور لفظ قرآن کے مسئلہ میں انہیں معذور سمجھا۔

امام مسلم کی موت کے وقوع کا سبب: ..... خطیب بغدادی نے امام مسلم کی وفات کا سبب یہ بیان فرمایا کہ ایک دن درس حدیث کی مجلس میں ایک شخص نے ان سے ایک حدیث کے بارے میں سوال کیا تو اس وقت وہ اس کا جواب نہ دے سکے اس کے بعد گھر تشریف لانے کے بعد رات کے وقت گھر والوں سے فرمایا کہ میرے پاس کوئی نہ آئے اور چراغ جلا کر حدیث تلاش کرنا شروع کر دیا اتفاق سے اسی روز کھجوروں کا ایک ٹوکرا تحفہ میں ملا تھا وہ بھی اسی وقت ان کے نزدیک رکھا ہوا تھا حدیث تلاش کرنے کے ساتھ ساتھ اس ٹوکرے سے کھجوریں بھی نکال نکال کر کھاتے رہے اسی حالت میں صبح ہو گئی اور کھجوریں ساری ختم ہو گئیں لیکن انہیں اس کا علم بھی نہیں ہوا اور اسی کی وجہ سے ان کا پیٹ خراب ہو گیا۔

بالآخر اتوار کی شام اسی سبب سے ان کا انتقال ہو گیا اور ۲۶۱ھ رجب کے روز نیشاپور میں انہیں دفن کیا گیا۔ اور ۲۰۴ھ میں امام شافعی کی وفات ہوئی تھی امام مسلم کا سن پیدائش ہے گویا آپ پچپن سال زندہ رہے۔

حضرت ابویزید بسطامی کے حالات[1] ..... ان کا نام طیفور بن عیسیٰ بن علی ہے مشائخ صوفیہ سے آپ کا تعلق ہے آپ کے دادا مجوسی تھے پھر بعد میں مسلمان ہو گئے ان کی والدہ متقی پرہیزگار بھی تھیں لیکن یہ بزرگی میں ان سے آگے تھے کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ اس درجہ

---

[1] [illegible] طبقات الصوفیہ [illegible] میزان الاعتدال [illegible]
[illegible] الانساب [illegible] وفیات الاعیان [illegible]

تک سے پیچھے انہوں نے فرمایا کہ بیعت کو رد کی۔ علاوہ ازیں ان کو کپڑے سے فارغ کر کے روٹی کی قربت تھے کہ میں نے اپنے نفس کو اللہ کی طرف دعوت دی لیکن اس نے میری بات نہیں مانی تو میں نے اسے ایک سال تک پیاسا رکھا۔

انہی کا قول ہے کہ جب تم کسی آدمی کو ہواؤں میں اڑتا ہوا دیکھو تو اس کی بزرگی پر مت فریفتہ ہو جب تک تم اسے احکام شریعت کا پابند نہ دیکھو۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو یزید بسطامی کی کرامات ظاہر اور مشہور ہیں ۲۶۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

انہی کا قول ہے کہ ان سے جو خلاف شرع امور اور شطحیات بھی سرزد ہوئی ہیں جن کی فقہا اور صوفیہ نے بڑی دور دراز تاویلیں کی ہیں بعض نے فرمایا کہ یہ چیزیں ان سے حالت جذب میں سرزد ہوئی ہیں بعض دوسرے حضرات نے ان کو بدعت اور خطا میں شمار کر کے ان کو بہت بڑا بدعتی کہا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ یہ چیزیں ان کے فاسد اعتقاد کی علامت ہیں جن کو انہوں نے دل میں چھپا رکھا تھا اور بعض اوقات بلا قصد ظاہر ہو جاتی تھیں۔

واقعات ۲۶۲ھ

اس سال یعقوب بن لیث ایک لشکر جرار لے کر بغداد کی طرف بڑھا اور واسط میں داخل ہو گیا اس موقع پر خود خلیفہ معتمد باللہ سامراء سے مقابلہ میں نکلا اور خلیفہ کا بھائی ابو احمد ایک بہت بڑا لشکر جس کے مقدمہ پر موسیٰ بن بغا تھا اور میسرہ پر مسرور بلخی تھا خلیفہ کی مدد کے لئے آیا پھر جب دونوں لشکروں کے درمیان دیر عاقول کے قریب مقابلہ ہوا تو یعقوب مغلوب ہو گیا اتفاق سے یہ رجب کی نو تاریخ کا دن تھا ابو احمد نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر کے ان کے سونا چاندی خوشبو اور جانوروں پر قبضہ کر لیا اور یہ بھی کہا گیا کہ یعقوب کے لشکر میں کچھ جھنڈے تھے جن پر صلیب کا نشان تھا پھر خلیفہ نے محمد بن طاہر کے لئے پانچ لاکھ درہم کا اعلان کر کے اسے بغداد کا نائب مقرر کیا اور خود سامراء کی طرف چلا گیا۔

اس سال یعقوب بن لیث نے دوبارہ اہواز پر قبضہ کر کے وہاں سے ابن واصل کو بھگا دیا۔

اس زمانہ میں خلیفہ کے لشکر اور ظالم حبشی کے سرداروں کے درمیان بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔

شوال میں علی بن محمد بن ابی الشوارب کو قاضی بنایا گیا اور اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کی دونوں جانبوں کا قاضی مقرر کیا گیا اس سال فضل بن اسحاق ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس زمانہ میں مدینہ الرسول کے علویوں اور جعفریوں میں کسی بات پر جھگڑا ہوا اور لڑائی ہو گئی جس میں جعفری قتل ہو گئے اور خطرہ ہو گیا کہ کہیں لوگوں کا حج فوت نہ ہو جائے لیکن پھر حاجیوں کے فیصلہ پر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔

مشہور خاص لوگوں کی وفات ..... اس سال مشہور شخصیتوں میں سے وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے صالح بن علی بن یعقوب بن منصور، عمر بن شبہ النمیری، محمد بن عاصم مشہور و معروف کتاب مسند حافل کے مصنف یعقوب بن شیبہ وغیرہ۔

واقعات ۲۶۳ھ

اس سال حبشیوں سے مختلف علاقوں میں زبردست لڑائیاں ہوتی رہیں خلیفہ کے لشکر نے بعض سرداروں کا محاصرہ کر کے ایک ایک کو قتل کر دیا۔

اس سال قوم صقالبہ نے لؤلؤہ قلعہ رومی سرکشوں کے حوالے کیا اسی زمانہ میں یعقوب بن لیث کے بھائی نے نیشاپور پر قبضہ کر کے وہاں سے حسین بن طاہر کو نکال دیا اور ساتھ ہی اس نے وہاں کے باشندوں سے ان کے اموال میں سے تہائی مال زبردستی لے لیا۔

مشہور حضرات کی وفات...... اس سال وفات پانے والے مشہور حضرات یہ ہیں مساور بن عبد الحمید الشاری الخارجی جو کہ بڑے بہادروں میں سے تھا اور عرب اور غیر عرب کی کافی تعداد میں اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور کوئی بھی اس پر قابو نہ پا سکا تو خلیفہ نے اس کو ہلاک کر دیا۔

خلیفہ کا وزیر عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان جس کو اس کے خادم رشیق نے میدان میں سخت چوٹ پہنچائی تھی جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے منہ کے بل گرا تھا اور اس کے دماغ کا پانی کان، ناک کے راستے سے نکل کر بہہ گیا اور تین گھنٹے بعد ہی اس کی وفات ہو گئی ابو احمد متوکل نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے جنازے کے ساتھ چلا اور یہ ۲۶۳ھ ذوالقعدہ جمعہ کا دن تھا اور خلیفہ نے دوسرے دن حسن بن مخلد کو اس کی جگہ مقرر کر دیا۔

پھر جب موسیٰ بن بغا سامرا آیا تو اس نے ان کو معزول کر کے ان کی جگہ سلیمان بن وہب کو مقرر کیا اور عبید اللہ بن یحییٰ بن خاقان کا گھر جو کہ جعفری کے نام سے مشہور تھا اس کے حوالے کر دیا۔

احمد بن ازہر، حسن بن ابی الربیع، معاویہ بن صالح اشعری نے بھی اسی سال وفات پائی۔ اسی سال فضل بن اسحاق عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات...... اسی سال محرم میں ابو احمد اور موسیٰ بن بغا نے سامرا میں لشکر تیار کر کے وہ حضرات وہاں سے بغداد کے ارادہ سے نکلے اور خلیفہ نے خود اپنے ہاتھوں سے ان کو رخصت کیا۔

موسیٰ بن بغا کی وفات...... اتفاق سے صفر ۲۶۴ھ کو موسیٰ بن بغا کا انتقال ہو گیا اور اس کی لاش کو سامرا لا کر وہیں دفن کر دیا گیا۔

اسی زمانے میں محمد بن المولد کو سلیمان بن جامع سے مقابلہ کرنے کے لئے واسط کا حاکم مقرر کیا گیا اور سلیمان بن جامع جو کہ زنگی کی جانب سے واسط پر حاکم تھا دونوں کے درمیان کافی روز تک لڑائیاں جاری رہیں یہاں تک کہ محمد بن المولد نے اسے شکست دے دی۔

اسی سال ابن دیرانی دینور شہر کی طرف آیا دلف بن عبد العزیز بن ابی دلف اور ابن عیاض نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دے کر اس کا مال لوٹ لیا اور وہ خائب و خاسر واپس لوٹا۔

موسیٰ بن بغا کی وفات کے بعد خلیفہ نے اس کے مقرر کردہ وزیر سلیمان بن وہب کو معزول کر کے اسے جیل میں ڈال دیا اور اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے گھروں کو لوٹنے کا حکم دیا اور حسن بن مخلد کو اس کی جگہ مقرر کر دیا جب ابو احمد کو اس کا علم ہوا تو ایک لشکر لے کر سامرا کی طرف چلا خلیفہ کا بھائی اسے دیکھ کر غربی جانب قلعہ بند ہو گیا۔

آخر کار ابو احمد پل پار کر کے خلیفہ معتمد کے پاس پہنچ گیا لیکن اتفاق سے دونوں کے درمیان قتال کی نوبت نہیں آئی اور سلیمان بن وہب کی رہائی اور وزارت بحال کرنے پر اتفاق ہو گیا پھر حسن بن مخلد فرار ہو گیا اس کا مال اور جائیداد لوٹ لیا گیا ابو عیسیٰ بن متوکل چھپ کر پھر ظاہر ہو گیا اور امرا کی ایک جماعت ابو احمد سے خوف زدہ ہو کر موصل چلی گئی۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ہاشمی کوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات...... اس سال مشہور لوگوں میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے وفات پائی۔

(۱)... احمد بن عبد الرحمٰن بن وہب۔

(۲)۔ مصر کے باشندے امام شافعی سے روایت کرنے والے اسماعیل بن یحییٰ المزنی۔ ان دونوں کے حالات طبقات شافعیہ میں ہم نے بیان کر دیئے ہیں۔

(۳)... ابو زرعہ

ابو زرعہ کے حالات[1]...... یہ عبید اللہ بن عبد الکریم الرازی مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں۔

---

[1] تاریخ ابن عساکر ۱۰، ۲۵، ۳۳۵، ۳۵۲ تاریخ بغداد ۱۰/ ۳۲۶، ۳۳۷ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۵۷، ۵۵۲ تہذیب التہذیب ۷/ ۳۰ تہذیب الکمال ۸۸۲، ۸۸۸ الجرح والتعدیل ۱/ ۳۲۸، ۳۲۹

ایک قول کے مطابق سات لاکھ احادیث یاد تھیں۔

یہ بڑے متقی پرہیزگار، زاہد اور متواضع انسان تھے ان کے متعلق روایات ہیں ان کے ہمعصروں نے ان کی تعریف کی ہے اور مزید اس بات کی گواہی دی ہے کہ یہ ان چیزوں میں اپنے ہمعصروں سے بڑھے ہوئے تھے۔

یہ امام احمد کی صحبت کے وقت صرف فرض نمازیں پڑھتے اور ان کے علمی نکات سننے کو نوافل پر ترجیح دیتے۔ اسی سال اختتام ذی الحجہ کے روز ان کی وفات ہوئی۔ ان کا سن پیدائش ۲۰۰ھ یا ایک قول کے مطابق ۱۹۰ھ ہے باقی ان کے حالات تفصیل سے ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

دمشق کے قاضی محمد بن اسماعیل بن علیہ نے بھی اسی سال وفات پائی امام شافعی سے روایت کرنے والے یونس بن عبد الاعلی الصدفی المصری نے بھی اسی سال وفات پائی اور ان دونوں کے حالات ہم نے تکمیل اور طبقات میں بیان کر دیئے ہیں۔

متوکل کی محبوباؤں میں سے ایک محبوبہ قبیحہ ام المعتز کی وفات بھی اسی سال ہوئی اس نے جواہرات، سونا چاندی اور بہت سا نایاب و بے مثل سامان جمع کیا تھا لیکن پھر وہ سارا اس سے چھین لیا گیا تھا کیونکہ اس کے بیٹے معتز کو لشکر کی تنخواہ نہ دینے کی وجہ سے قتل کیا گیا تھا اور یہ پچاس ہزار دینار دے کر اس کی جان بچا سکتی تھی لیکن اس نے ایسا نہیں کیا اسی سال ماہ ربیع الاول میں اس کی وفات ہوئی۔

واقعات ۲۶۵ھ

اسی سال ابو احمد کے عامل ابن لیثویہ اور ظالم حبشی کی جانب سے مقرر کردہ نائب سلیمان بن جامع کے درمیان جنگ ہوئی اور ابن لیثویہ اس پر غالب رہا اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ۴۷ کو قیدی بنا لیا اور اس کی سواریوں اور کشتیوں کو جلا دیا اور اس کا بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔

اسی زمانے میں محرم میں دیار مصر کے نائب حاکم ابن طولون نے شہر انطاکیہ کا محاصرہ کر کے سیما طویل سے اختیارات چھین لئے اس کے بعد اس کے پاس روم کے بادشاہ کی طرف سے ہدایا آئے ان ہدایا میں مسلمان قیدی بھی تھے جن کے پاس ایک ایک قرآن تھا اور ان قیدیوں میں مشہور عامل عبداللہ بن رشید بن کاؤس بھی تھا اب دیار مصر کے ساتھ ساتھ پورے ملک شام پر احمد بن طولون کی حکومت قائم ہو گئی کیونکہ جب دمشق کے نائب حاکم اماجور کا انتقال ہوا تو ابن طولون مصر سے نکلا اور رملہ مقام پر اماجور کے لڑکے سے ملاقات ہوئی تو ابن طولون نے باپ کے عہدہ پر اسے برقرار رکھا پھر دمشق چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر حمص چلا گیا وہاں کے باشندوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی۔

پھر حلب پہنچ کر اس پر بھی قبضہ کر لیا پھر انطاکیہ چلا گیا اور وہاں پر جو کچھ ہوا اس کا بیان پہلے گزر گیا ہے۔

ابن طولون نے اپنے صاحبزادے عباس کو مصر کا حاکم بنا دیا پھر جب اسے اپنے والد کے بارے میں شام پہنچنے کی اطلاع ملی تو جو کچھ اس وقت بیت المال میں مال تھا امراء کی ایک جماعت کو لے کر سارا مال لوٹ لیا اور والد سے بغاوت کر کے ریگستانی علاقے میں چلا گیا اور اس کے والد نے اس کے تعاقب میں ایک جماعت بھیجی جو اس کو ساتھیوں سمیت گرفتار کر کے لے آئی اس کے بعد باقی ساتھیوں کو قتل کر کے اسے جیل میں ڈال دیا گیا۔

قاسم بن مہاة کا دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو قتل کرنا پھر قاسم بن مہاة کا قتل کیا جانا...... اسی سال قاسم بن مہاة کا ظہور ہوا جس نے دلف بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو قتل کر کے اصفہان پر قبضہ کر لیا لیکن بعد میں دلف کے ساتھیوں نے اسے قتل کر کے احمد بن عبدالعزیز کو اصفہان پر حاکم بنا دیا۔

اسی زمانے میں خائن زنجی نے نعمانیہ علاقے میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کر دیا اور جلا دیا پھر اس نے جرجرایا کا رخ کیا تو وہاں کے لوگ اس سے خوفزدہ ہو کر اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کی غرض سے بغداد چلے گئے۔

دوسری طرف میں ابو احمد نے عمرو بن لیث کو خراسان، فارس، اصبہان، سجستان، کرمان، سندھ وغیرہ کا حاکم بنا کر ان علاقوں کی طرف روانہ کر دیا۔ اسی سال خائن زنجی نے شہر تستر کا محاصرہ کر لیا قریب تھا کہ اس پر قبضہ کر لے لیکن تکین بخاری نے جنگ کا آغاز پہلے کر کے اس کا مقابلہ کر کے اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا اور اسے شکست فاش دی اور اس کا سردار علی بن ابان مہلبی داخل ہو کر بھاگ گیا۔

ابن جریر کا قول ہے کہ یہ واقعہ مشہور باب کودک کے قریب پیش آیا۔

پھر علی بن ابان مہلبی نے تکین بخاری اور خائن زنجی کے درمیان اپنے تعلقات استوار کرنے کی کوشش کی اور تکین اس کے لئے تیار بھی ہو گیا لیکن مسرور بلخی کو اس کا علم ہو گیا اور اس نے جلدی سے امان کے بہانے تکین کو گرفتار کر لیا۔

اس کے بعد تکین کا گروہ تین حصوں میں تقسیم ہو گیا جن میں سے ایک خائن زنجی کے ساتھ ہو گیا اور دوسرا محمد بن عبداللہ کردی کے ساتھ ہو گیا تیسرا مسرور بلخی کے ساتھ ہو گیا کیونکہ اس نے ان کو امان دی تھی اور ان کے لئے تکین کی جگہ اغرتمش کو امیر مقرر کیا تھا۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کا انتقال... اس سال مشہور لوگوں میں سے ان حضرات نے وفات پائی احمد بن منصور رمادی جو محدث عبدالرزاق کے راوی اور ابو بکر کے ساتھی ہیں بغداد میں ان کا شمار ہوتا تھا ۸۳ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی، سعدان بن نصر، عبداللہ بن محمد المخرمی، اسماعیل بن حرب ... ابو حفص نیشاپوری، علی بن موفق الزاہد، محمد بن سحنون، ابن اثیر نے اپنی کامل میں لکھا ہے کہ اسی سال ابو الفضل العباس بن فرج الریاشی کو بصرہ میں زنجیوں نے قتل کیا۔

یعقوب بن الیث الصفار... اس سال وفات پانے والوں میں یعقوب بن الیث صفار بھی ہیں جو کہ صاحب قوت اور زبردست بہادر بادشاہوں میں سے تھے انہوں نے بہت سے شہر فتح کئے تھے ان میں سے ایک الرخج شہر بھی تھا جس میں زنبیل کا سردار رہتا تھا اس کا تخت سونے کا ہوتا تھا جسے بارہ افراد اٹھائے پھرتے تھے اور اس نے پہاڑ کی چوٹی پر ایک گھر بنا رکھا تھا جس کا نام اس نے مکہ رکھا ہوا تھا۔

یعقوب نے اس سردار کو اس شان و شوکت کے ساتھ رہتے ہوئے قتل کیا اسے قتل کر کے اس کے شہر پر قبضہ کر لیا گیا اور اس شہر کے باشندے بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے اسی کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

لیکن پھر جب یعقوب بن الیث نے خلیفہ سے بغاوت کا اعلان کر دیا تو جس کی وجہ سے ابو احمد موفق نے اسے قتل کر دیا تھا اور پھر اس کے زیر تسلط علاقوں کے باشندوں نے اس کے بھائی عمرو بن لیث کو حاکم بنا لیا اور پھر بغداد و سرا پا اس کی حکومت قائم ہوئی تھی۔

واقعات ۲۶۶ھ

اسی سال ماہ صفر میں اساتکین نے رے شہر پر غلبہ پا کر وہاں سے اس کے حاکم کو نکال دیا پھر اس نے قزوین کا رخ کیا وہاں کے باشندوں نے اس سے صلح کر لی اس کے بعد اساتکین نے قزوین میں داخل ہو کر وہاں کی عوام سے بہت سا مال وصول کیا پھر دوبارہ اس نے رے کا رخ کیا لیکن وہاں کے لوگوں نے اسے رے میں داخل نہیں ہونے دیا تو زبردستی رے میں داخل ہو گیا۔

اسی زمانے میں رومیوں کے ایک لشکر نے دیار ربیعہ پر حملہ کر کے وہاں کے باشندوں کو قتل کیا اور ۲۵۰ کے قریب لوگوں کو گرفتار کر لیا اسی وقت موصل اور نصیبین کے لوگ جزیرہ والوں کی مدد کے لئے پہنچ گئے تب رومی وہاں سے بھاگ کر اپنے شہروں کو چلے گئے۔

اسی سال میں عمرو بن اللیث نے عبیداللہ بن طاہر کو بغداد اور سامرا کا حاکم مقرر کیا اور ابو احمد نے اس کے پاس صلہ بھیجا اور خود عمرو بن لیث نے بھی اسے خلعتیں اور سونے کی دو چھڑیاں بھیجیں اور اس کے ماتحت علاقے ان علاقوں کے قریب تھے جن پر اس کا بھائی حاکم تھا۔

اسی سال اغرتمش علی بن ابان مہلبی کے مقابلے میں نکلا اور اس نے علی بن ابان کے قیدی امراء کو ایک ایک کر کے قتل کیا پھر اس نے علی بن ابان کا رخ کیا اور دونوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی پھر آخر کار علی بن ابان کو کامیابی ہوئی اور اس نے اغرتمش کے بہت سے افراد کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو قیدی بنایا پھر انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو حبشیوں کے سردار کے پاس بھیج دیا اس نے ان کو شہر کے دروازے پر لٹکا دیا۔

اسی زمانے میں حمص کے باشندوں نے اپنے عامل عیسیٰ کرخی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔

اسی سال میں حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ بن حسین بن اصغر العقیلی نے طبرستان والوں کو اپنی امامت کی دعوت دی اور ان سے جھوٹ بولا کہ حسین بن زید گرفتار ہو گیا ہے اور اب میرے علاوہ اس کا کوئی نائب نہیں ہو سکتا۔ طبرستان کے باشندوں نے اس کی یہ بات سن کر اس سے بیعت کر لی۔ حسین بن زید کو اس کا پتہ چلا تو اس نے اس کا تعاقب کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کے متبعین کے اموال کو لوٹ کر ان کے گھروں کو جلا دیا۔

اسی سال مدینہ اور اطراف مدینہ میں جعفریہ اور علویہ کے درمیان فتنہ برپا ہوا اور جو حسین بن زید طبرستان پر غالب آیا تھا اس کے خاندان کا ایک شخص ان پر غالب آ گیا اور جعفریہ اور علویہ کے درمیان قتال کے سبب اہل مدینہ بہت ستائے گئے اور فتنوں نے جنم لیا۔

اسی زمانے میں کچھ بدوؤں نے غلاف کعبہ پر حملہ کر کے اسے لوٹ لیا پھر ان میں سے بعض حبشی کے سردار کی طرف چلے گئے اور اس فتنے کی وجہ سے اس سال حج کے موقع پر لوگوں کو تنگی پیش آ گئی۔

اسی زمانے میں رومیوں نے بعض شہروں پر قبضہ پا لیا۔

اسی سال میں حبشی کے سردار کے لشکر نے جرجرایا میں داخل ہو کر خوب قتل و قتال کرنے کے بعد اس کو فتح کر لیا۔

اسی سال ابن ابی الساج مکہ میں داخل ہوا اور مخزومی نے اس کا مقابلہ کیا لیکن ابن ابی الساج نے اس پر غلبہ پا کر اس کے لشکر کو بھگا دیا اور اس کے مال پر قبضہ کر لیا اور یہ واقعہ ۱۸ ذوالحجہ کو پیش آیا پھر خلیفہ کی جانب سے حرمین کی سرداری ابن ابی الساج کو سونپ دی گئی اسی سال ہارون بن محمد نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال میں بلاد اندلس اور بلاد مغرب کے حاکم محمد بن عبدالرحمٰن الداخل نے کشتیاں تیار کرائیں تاکہ وہ نہر قرطبہ میں داخل ہو کر ان کے ذریعے بحر محیط تک پہنچ کر اس کی جانب سے حملہ جوئی کریں اور آمد و رفت ہو سکے اور وہاں کے باشندوں سے قتل و قتال کر سکیں لیکن تیار ہونے کے بعد جب کشتیاں بحر محیط میں داخل ہوئیں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور چند مسافروں کے علاوہ باقی سب غرق ہو گئے۔

اسی زمانے میں صقلیہ شہر میں مسلمانوں اور رومیوں میں بحری بیڑوں کے ذریعے مقابلہ ہوا اور اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت شہید ہو گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال میں ابن طولون کے غلام لؤلؤ نے موسیٰ بن اتامش سے قتال کیا اور اسے شکست دے کر اسے گرفتار کر کے [illegible] احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا اور وہ اس وقت خلیفہ کی جانب سے مصر اور افریقہ کا نائب حاکم تھا پھر اس لؤلؤ اور رومیوں کے درمیان مقابلہ ہوا اور بہت سے رومی قتل کر دیئے گئے۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ اسی سال منصب خلافت کمزور پڑنے اور خلیفہ کے بھائی ابو احمد کے حبشیوں کے ساتھ قتال میں مشغول ہونے کی وجہ سے معاملات بہت خراب ہو گئے اور لوگوں کی معاشی حالت بہت کمزور ہو گئی اور بہت سے سرداروں اور لشکروں نے شہروں میں سر اٹھایا۔ اسی سال عراق میں گرمی بہت شدید ہوئی پھر سردی بھی اتنی شدید پڑی کہ پانی جم گیا۔

خواص کی وفات ...... اس سال وفات پانے والے خواص حضرات یہ تھے ابراہیم بن اورمہ، اصبہان کے قاضی صالح بن امام احمد بن حنبل، محمد بن شجاع ثلجی جو جہمیہ کے سرداروں میں سے ہیں، محمد بن عبدالملک الدقیقی۔

واقعات ۲۶۷ھ

ابوالعباس بن الموفق باللہ کی جانب سے رحمتوں کی بارش...... اسی سال ابواحمد الموفق نے اپنے لڑکے ابوالعباس کو حبشیوں سے مقابلہ کے لئے حسن ترتیب اور درست طریقے سے تیار کر کے دس ہزار سوار اور پیادہ سپاہیوں کے ہمراہ بھیجا چنانچہ انہوں نے حبشیوں کا رخ کیا اور دونوں کے درمیان متعدد واقعات میں اچھے وقفے سے پے در پے لڑائیاں ہوتی رہیں جن کو ابن جریر نے تاریخ میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔

خلاصہ اس تفصیل کا یہ ہے کہ جن شہروں پر حبشیوں کا قبضہ تھا انہی شہروں پر ابوالعباس کا بھی قبضہ ہو گیا حالانکہ یہ ابھی کم عمر اور نوجوان ہی تھا لیکن اللہ نے اس کی حفاظت فرمائی اسے بلند کیا اور اس کا رعب قائم کیا تجربہ نے پختہ کر دیا دعائیں قبول ہوتی رہیں اور اللہ نے اس کے ہاتھوں فتح نصیب فرمائی اور اس پر اپنی نعمتوں کی تکمیل کی یہی نوجوان اپنے چچا معتمد کے بعد معتضد خلافت پر بیٹھا۔

شہر منیعہ پر الموفق باللہ کا قبضہ ...... پھر ابواحمد نے صفر میں بغداد سے ایک لشکر تیار کیا اور ماہ ربیع الاول میں واسط شہر میں داخل ہوا وہاں بیٹے کے لشکر کی اس سے ملاقات ہوئی اس موقع پر صاحبزادے نے والد کو اپنے لشکر کے احوال بتاتے ہوئے بتایا کہ انہوں نے بڑے خلوص سے دشمن سے مقابلہ کیا اور جہاد کی مشقتوں کو بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا خلیفہ نے خوش ہو کر سب کو خلعتیں عطا کیں۔

اس کے بعد ابواحمد نے دونوں لشکروں کو لے کر حبشی سردار کا رخ کیا اور وہ اس وقت شہر منیعہ میں تھا جسے اس نے خود آباد کیا تھا اور اسی نے اس کا نام رکھا تھا حبشی سردار نے ابواحمد کا جم کر مقابلہ کیا لیکن ابواحمد زبردستی اس کے شہر میں داخل ہو گیا اور حبشی وہاں سے بھاگ گئے تو ابواحمد نے ان کے تعاقب میں لشکر بھیجا اس نے مقام بطائح میں انہیں پکڑ لیا کچھ کو قتل اور کچھ کو قیدی بنا لیا ابواحمد کو اس موقع پر بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا اور ابواحمد نے تقریباً پانچ ہزار عورتوں کو حبشیوں کے قبضے سے چھڑا کر ان کے گھروں کی طرف شہر واسط واپس بھیج دیا۔

منصورہ شہر پر موفق باللہ کا قبضہ...... اس کے بعد موفق نے خاص حبشی سردار کے شہر منصورہ کا رخ کیا اور سلیمان بن جامع بھی اسی شہر میں تھا چنانچہ خلیفہ معتمد نے ان حبشیوں کا محاصرہ کر لیا اور ان سے مقابلہ کیا اور فریقین کے کافی افراد مارے گئے اور ابوالعباس بن موفق نے حبشی کے ایک سردار احمد بن ہندی کو ایک تیر مارا جو اس کے دماغ میں جا کر لگا اور اسی کی وجہ سے اس کی موت واقع ہو گئی اور یہ مقتول سردار حبشی سردار کے مقربین میں سے تھا اسے اس کے قتل پر بہت زیادہ صدمہ ہوا۔

اس کے بعد ابواحمد نے ۲۷ ربیع الاول بروز ہفتہ حسن انتظام سے لشکر ترتیب دے کر خاص حبشی کے شہر کا محاصرہ کر لیا اور پھر ابواحمد نے آگے بڑھ کر چار رکعت نماز پڑھی جس میں اللہ سے انتہائی انکساری اور گڑگڑا کر کامیابی کی دعا کی اور پھر حبشی کا گھیراؤ کر کے جنگ کی اور راستے میں جو اس نے بہادر کھڑے کئے ہوئے تھے انہیں شکست دے کر اس کے شہر کی خندقوں تک پہنچ گیا اس وقت ابواحمد کو معلوم ہوا کہ اس شہر کا تو ایک مضبوط قلعہ ہے اور اس حبشی نے شہر کے چاروں طرف دشمن سے بچاؤ کے لئے خندقیں کھود رکھی ہیں اور دیواریں کھڑی کی ہیں اور ایک دیوار سے دوسری دیوار تک پہنچنے کے لئے ایک مستقل جنگ کرنی پڑتی تھی چنانچہ ابواحمد ان سب خندقوں اور دیواروں کو پھلانگ کر دشمنوں کو زیر کرتے ہوئے خاص حبشی سردار کے شہر کے قریب پہنچ گیا وہاں بڑی خونریز جنگ ہوئی جس میں کافی حبشی مارے گئے اور باقی ماندہ بھاگ گئے اور حبشیوں کی بہت سی عورتیں جن میں سلیمان بن جامع کی بیوی بھی تھی گرفتار کر لی گئیں اور اس کے علاوہ بہت سی عورتیں اور بچے گرفتار کر لئے گئے اور ان کے قبضے سے دس ہزار عورتوں کو آزاد کر کے ان کے گھروں کو واپس بھیج دیا گیا۔

مزید برآں ابواحمد نے فصیلوں اور دیواروں کو گرانے کا حکم دیا اور خندقوں کو بند کرنے کا حکم دیا اور سترہ دن وہاں قیام کیا اور فرار ہونے والوں کے تعاقب میں لوگوں کو بھیجا ان میں سے جو بھی واپس آیا ابواحمد نے اسے امان دی اور خلعت کے ساتھ قبول کرنے کی دعوت دی کیونکہ جنگ سے یہی مقصود تھا کہ یہ لوگ حق اور دین کی طرف لوٹ آئیں ان میں سے جنہوں نے اس بات کو قبول کیا ان کو اپنے سرداروں کے پاس بھیج دیا اور انکار کرنے

والوں کو قید اور قتل کر دیا۔

اس کے بعد ابو احمد نے اہواز کا رخ کر کے اس کے باشندوں پر حملہ کر کے وہاں سے ان کو بھگا دیا اور ان کے سرداروں کو قتل کر دیا جن میں ابو عیسیٰ محمد بن ابراہیم البصری بھی تھا اور ان کا بہت جو اثاثہ تھا اس کے ساتھ ساتھ بہت سا مال غنیمت بھی حاصل کیا۔

اس موقع پر موفق نے حبشیوں کے سردار کو ایک خط لکھا جس میں اسے گناہوں، مظالم، جھوٹی نبوت، شہروں کو ویران کرنے، عورتوں کے ساتھ بدتمیزی کرنے جیسے جرائم سے توبہ تائب ہونے کی دعوت دی اور توبہ کرنے پر اس کے لئے امان کا اعلان کیا لیکن اس نے اس خط کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ابو احمد الموفق کا حبشی سردار کے شہر مختارہ کا محاصرہ کرنا اور اس کے بالمقابل شہر موفقیہ تعمیر کروانا ...... جب خبیث حبشی نے خط بنام ابو احمد کے خط کا انکار کیا اور اس کا جواب نہیں دیا تو ابو احمد نے اسی وقت پچاس ہزار جنگجو اور نوجوانوں کو لے کر حبشی کے شہر کا رخ کیا جب اس کے قریب پہنچا تو اس کو بڑے مضبوط قلعہ کی شکل میں پایا جس پر سخت حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے اور اس حبشی خبیث پر تین لاکھ سو جوان تلواریں، نیزے اور گوپھیا سے مسلح ہو کر جان دینے پر مستعد تھے اور ان کے علاوہ لوگ بھی بہت سے محافظ تھے یہ دیکھ کر ابو احمد نے اپنے لڑکے عباس کو آگے کیا چنانچہ وہ آگے بڑھا حتیٰ کہ حبشی سردار کے تخت تک پہنچ گیا اور اس کا سخت محاصرہ کر لیا اس کے اقدام اور جرات پر حبشی کو بڑا تعجب ہوا پھر حبشیوں نے چاروں طرف سے اس پر تیروں کی بارش کر دی لیکن اس نے ان کو شکست دے دی پھر حبشی سرداروں کی ایک جماعت موفق کے ساتھ آ ملی تو موفق نے ان کا اکرام کیا اور ان کو ہدایا پیش کئے ان کے علاوہ بھی اور بہت سے افراد حبشی ظالم سے علیحدہ ہو کر موفق کے پاس آ گئے۔

اس کے بعد پندرہ شعبان کو ابو احمد نے سواری پر سوار ہو کر حبشی ظالم کے علاوہ سب کے لئے امان کا اعلان کر دیا یا امان نامے حبشی ظالم کے لشکر کے بہت سے افراد ابو احمد کے پاس آ گئے اس صورت حال کو دیکھ کر ابو احمد نے حبشی ظالم کے شہر کے بالمقابل ایک موفقیہ نام سے شہر تعمیر کرایا اور دوسرے شہروں سے بہت سا سامان منگا کر اس میں رکھا اور تاجروں کو اس میں تجارت کرنے کی اجازت دی تو بحر و بر کا سامان آ گیا اور سامان اس شہر میں ملنے لگا جو اس سے پہلے کسی شہر میں نہیں ملتا تھا اور معاشی لحاظ سے بھی اس شہر کی بڑی ترقی ہوئی جس کی وجہ سے اس شہر کی شان و شوکت میں بہت اضافہ ہو گیا ابو احمد نے اس شہر کو حبشی ظالم سے قتال کے وقت آسانی کی غرض سے بنایا تھا۔

پھر اس کے آخر تک حبشی ظالم کا محاصرہ جاری رہا اور ان کے درمیان بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں اور عام و خاص لوگوں کی ایک بڑی تعداد اس حبشی ظالم سے کٹ کر اس کے خلاف ہو گئی اور صرف امراء و خواص سرداروں کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔ ابو احمد اور اس کے ساتھیوں کی تعداد و قوت و طاقت میں دن بدن اضافہ ہوتا چلا گیا۔

اسی سال ہارون بن محمد ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور افراد کا سفر آخرت کو کوچ کرنا ...... خواص میں اس سال وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے اسماعیل بن یحییٰ، اسحاق بن ابراہیم بن شاذان، یحییٰ بن نصر خولانی، عباس الترقفی، محمد بن حماد بن بکر بن حماد ابو بکر المقری جو ہشام بن عمار کے ساتھی ہیں، محمد بن عزیز ایلی، یحییٰ بن محمد بن یحییٰ ذہلی حیکان، مسند ابی داؤد کے راوی یونس بن حبیب۔

واقعات ۲۶۸ھ

اسی سال محرم میں حبشی ظالم کے ایک بہت بڑے معتمد علیہ سردار جعفر بن ابراہیم المعروف بہ سجان نے ابو احمد سے امان طلب کی چنانچہ ابو احمد نے خوش ہو کر اس کے لئے امان نامہ جاری کیا اور اس کے بعد ابو احمد کے حکم سے وہ سردار سواری پر سوار ہو کر ابو احمد کے گھر کے سامنے کھڑا ہو گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ حبشی ظالم اور اس کے ساتھی جھوٹے ہیں اور اس کی بات قابل اعتبار نہیں اسی وجہ سے اس کے لشکر کے بہت سے لوگوں نے امان طلب کی اور

پیچ ڈالنے کے لئے نرمی کے برتاؤ کی ابتداء کرنے کا مشورہ دیا ہے۔

اس کے بعد ابواحمد نے اپنے ساتھیوں کو حبشی کے شہر کی دیواروں کے انہدام کا حکم دیا اور خاص طور پر انہیں ہدایت جاری کی کہ میری اجازت کے بغیر حبشی کے شہر میں داخل نہ ہوں۔

دوسری جانب دشمنوں نے شہر کی دیواریں توڑ دیں جس سے آنے جانے کا راستہ ہو گیا پھر ابواحمد کے ساتھی شہر میں داخل ہو گئے حبشیوں نے ان سے قتال کیا لیکن مسلمان انہیں شکست دیتے ہوئے اسے شہر تک پہنچ گئے اور نامعلوم مقامات سے حبشی مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہوں نے کافی مسلمانوں کو قتل کیا اور لوٹ مار کی باقی مسلمان بھاگنے میں کامیاب ہو گئے ابواحمد بات نہ ماننے پر ان سے ناراض ہوا اور مقتولین کے ورثاء کے لئے وظیفہ کا اعلان کیا لوگ اس کے اس اقدام سے بہت خوش ہوئے۔

اس موقع پر ابوالعباس نے حبشی تک کھانا پہنچانے والی جماعت کو گرفتار کر کے قتل کر دیا اسی طرح حبشیوں کے سردار بہبوذ بن عبدالوہاب کو بھی گرفتار کر کے قتل کر دیا اور اس کا قتل مسلمانوں کے لئے فتح عظیم اور حبشیوں کے لئے ایک بہت بڑی مصیبت سے کم نہ تھا۔ اسی خوشی کے موقع پر عمرو بن لیث نے تین لاکھ دینار پچاس من مشک پچاس من عنبر دو سو من عود ایک ہزار کی قیمت کے قریب چاندی اور کچھ منقش کپڑے اور بہت سے غلام ابواحمد کو ہدیہ بھیجے۔

اسی زمانے میں روم کے بادشاہ ابن صقلبیہ نے ملطیہ کے باشندوں کا محاصرہ کر لیا فوری طور پر مرعش کے لوگ ان کی مدد کو پہنچ گئے تب جا کر وہ خبیث فرار ہوا۔

اسی سال ابن طولون کے غلام صاحب تغور نے تغور کے علاقے میں رومیوں سے قتال کر کے ستر ہزار رومیوں کو قتل کر دیا۔

اسی زمانے میں ہارون ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال حج میں احمد بن عبداللہ خجستانی قتل کر دیا گیا۔

خواص کا انتقال ..... خواص میں سے اس سال احمد بن سیار، احمد بن شیبان، احمد بن یونس الضبی، عیسیٰ بن احمد بلخی، حضرت امام شافعی کے صحبت یافتہ اور ان سے روایت کرنے والے فقیہ مالکی عبداللہ بن عبدالحکم مصری ہیں۔

واقعات ۲۶۹ھ

اس سال ابواحمد نے حبشی کے شہر کو ویران کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اور لشکر سمیت اس کے شہر میں داخل ہونے ہی والا تھا کہ اسی اثناء میں ایک قرطاس نامی رومی شخص کی جانب سے ابواحمد کے سینے میں ایک تیر لگا اور قریب تھا کہ اس کی وجہ سے ان کی جان نکل جائے۔ ان کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی لیکن اس حالت میں بھی وہ بہادری دکھاتے ہوئے جنگ پر اصرار کر رہے تھے پھر وہ مجبوراً موفقیہ شہر میں بغرض علاج ٹھہرے اور ان کی طبیعت بہت ناساز ہو گئی اور لوگ حبشی سے خوفزدہ ہو گئے اور ابواحمد کو واپس جانے کا مشورہ دینے لگے لیکن آپ نے یہ مشورہ نہیں مانا۔

آخرکار ماہ شعبان میں اللہ نے انہیں صحت یاب کر دیا تو مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اور ان کی جان میں جان آئی اسی وقت ابواحمد نے حبشی سردار کے شہر کا محاصرہ کر لیا ابواحمد نے جس شہر والوں کا شہر ویران کیا تھا حبشی سردار نے اس سے پہلے اسی شہر کا ارادہ مستحکم کر دیا۔

ابواحمد نے دوبارہ اس کے شہر کا محاصرہ کر لیا اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو ویران کرنے کا حکم دیا پھر شہر کا محاصرہ مزید سخت کر دیا اور مستقل طور پر شہر کا محاصرہ کئے رکھا حتیٰ کہ شہر کا مغربی حصہ فتح ہو گیا اور ابواحمد نے حبشی اور اس کے سرداروں کے گھروں کو تہس نہس کر کے خود ان کے بے حساب اموال پر قبضہ کر لیا اور حبشی کی عورتوں کو بھی گرفتار کر لیا اور بہت سے مسلمان بچوں اور عورتوں کو اس کے شکنجے سے آزاد کرا کر عزت و اکرام

کے ساتھ ان کے گھروں کو لوٹا دیا۔

اس کے بعد حبشی سردار نے شہر کی مشرقی جانب بھاگ کر پناہ لے لی اور وہاں تک لوگوں کی آمد و رفت اور سامان رسد پہنچنے کے لئے جو پل ٹوٹ چکے تھے اس حبشی نے ان کی مرمت کروا کر دوبارہ انہیں تعمیر کروالیا ابو احمد نے اس جانب کے ویران کرنے اور پلوں کے توڑنے کا حکم دیا اس سال کے آخر تک اس حصے کا محاصرہ جاری رکھا حتیٰ کہ اس جانب کے لوگوں نے بھی ابو احمد کی اطاعت قبول کر لی اور اس جانب سے آمدنیوں اور اموال پر بھی ابو احمد نے قبضہ کر لیا اور حبشی ظالم اپنی اولاد، ازواجات، اموال کو چھوڑ کر ایسا فرار ہوا کہ دوبارہ اس کو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوئی ان ساری چیزوں پر ابو احمد نے قبضہ کر لیا باقی اس جنگ کے احوال کی بڑی تفصیلات ہیں جن کو ابن جریر نے تفصیلاً اور ابن اثیر و ابن کثیر نے مختصراً بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

جب خلیفہ معتمد نے دیکھا کہ ابو احمد امور خلافت پر قابض ہو گیا ہے اور اسی کا حکم چلنے لگا ہے اور اسی کی طرف سے فیصلے، خراج، اموال آنے لگے ہیں اور وہ جسے چاہتا ہے حاکم مقرر کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے معزول کر دیتا ہے تو اس نے احمد بن طولون کو خط لکھا جس میں اس شکوہ کا بھی اظہار کیا ابن طولون نے جواب میں لکھا کہ آپ میرے پاس مصر آ جائیں جہاں تک ہو سکا میں آپ کی مدد کروں گا اور آپ کا ساتھ دوں گا۔

اس کے بعد خلیفہ معتمد اپنے بھائی موفق کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھ کر سرداروں کی ایک جماعت کو لے کر جمادی الاولیٰ میں وہاں سے نکل گیا اور ابن طولون ایک لشکر کے ساتھ مقام رقہ پر اس کی آمد کا منتظر تھا جب خلیفہ کا موصل، مدینۃ الجزیرہ کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج کے پاس سے گزر ہوا تو اس نے خلیفہ اور سرداروں کو ابن طولون کے پاس جانے سے روک دیا اور انہیں اس قبیح حرکت پر لعن طعن کی اور انہیں سامرا جانے پر مجبور کر دیا چنانچہ وہ ذلیل ہو کر واپس سامرا چلے گئے۔

خلیفہ کا ابن طولون سے ناراض ہونا..... جب موفق کو اس سازش کا علم ہوا تو اس نے اسحاق کا شکریہ ادا کیا اور جب اسے بلاد افریقہ تک ابن طولون کے تمام اختیارات سونپ دیئے اور اپنے بھائی کو عام مقامات پر ابن طولون پر لعنت کرنے کا حکم دیا تو معتمد کو مجبوراً خلیفہ کے حکم پر عمل کرنا پڑا حالانکہ ابن طولون نے تمام خطبوں اور اہم مقامات سے موفق کا نام ہٹا دیا تھا۔

اسی سال ذیقعدہ میں ابن طولون اور موفق کے ساتھیوں میں کسی بات پر جھگڑا ہو گیا جس میں ابن طولون کے دو سو ساتھی مارے گئے اور باقی بھاگ گئے اور ساتھیوں نے ان کا کافی مال لوٹ لیا اسی زمانے میں بدوؤں نے حجاج کے قافلے پر لوٹ مار کر کے ان سے پانچ سو سامان سے لدے ہوئے اونٹ چھین لئے۔

مخصوصین کی وفات..... اس سال مخصوصین میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے ابراہیم بن ذیقعد الکنانی، معتصم کے مولیٰ معتزلہ کے سردار جعفر بن معشر معتزلی کے شاگرد احمد بن خلاد، بشر المریسی کے شاگرد سلیمان بن حفص معتزلی، ابی الہذیل العلاف، ارمینیہ اور دیار بکر کے نائب حاکم سلیمان بن حفص معتزلی، بکروروں میں سے ابو فریعہ و یزید بن محمد المحادی۔

واقعات ۲۷۰ھ

اسی سال حبشی ظالم سردار کے قتل کا واقعہ پیش آیا جس کا بیان یہ ہے کہ جب موفق ظالم حبشی کے شہر مختارہ کی کارروائی سے فارغ ہوا اس میں موجود مال و جائداد پر قابض ہو گیا اور مردوں کو قتل کر دیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا اور حبشی سردار قتل و قتال کی گرم بازاری سے گھبرا کر بھاگ گیا اور دوسرے علاقوں میں انتہائی ذلت و بدحالی و دھتکارا ہوا اور بے سروسامانی کی حالت میں چلا گیا تو موفق فاتحانہ انداز میں موفقیہ میں داخل ہوا۔

اس موقع پر احمد بن طولون کے غلام لولو نے اس سے بغاوت کر کے موفق کی اطاعت قبول کرنے کا اعلان کیا اور اسی سال ۳ محرم کو وہ موفق کے پاس آ گیا ابو احمد نے اس کی آمد پر اس کی تعظیم و تکریم کی اور اس کو ہدایا اور خلعتیں پیش کیں اور اس کے ساتھ حسن اخلاق کا برتاؤ کیا اور حبشی سردار سے

فرار کے لئے مقصود تھی اور جو قریش کے طور پر اسے بھیجا اور خود بھی ایک لشکر جرار لے کر اس کے پیچھے گیا اور اس وقت حبشی ظالم نے دوسرے شہر میں پناہ لے رکھی تھی ابو احمد نے اس شہر کا کئی روز تک محاصرہ کر کے رکھا حتیٰ کہ اسے بے دخل کر کے اس شہر سے نکال دیا اور اس کے اموال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد ابو احمد نے لوگوں کو حبشی ظالم کے تعاقب میں بھیجا وہ لوگ اس کے مقربین کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے لائے جن میں اس کا اخص الخواص سلیمان بن جامع بھی تھا اسے دیکھ کر عام الناس نے خوشی میں نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد ابو احمد نے سب کو جمع کر کے ظالم مردود پر بھرپور حملہ کر کے جنگ برپا کر دی اور جب تک اس نے ظالم حبشی کے قتل کی خوشخبری نہیں سن لی اس وقت تک اس نے جنگ جاری رکھی یہاں تک کہ لؤلؤ کا غلام ظالم حبشی کا سر لے آیا۔

حبشی ظالم کے ساتھیوں کی تباہی کے بعد جب ابو احمد کو یقین ہو گیا کہ یہ حبشی ظالم ہی کا سر ہے تو وہ اللہ کے سامنے شکر بجا لایا پھر وہ شہر موفقیہ کی طرف لوٹا اور حبشی خبیث کا سر ایک شخص اس کے سامنے اٹھا کر چل رہا تھا اور سلیمان قیدی بھی کہ اس کے ساتھ ساتھ تھا ابو احمد اسی حالت میں شہر موفقیہ میں داخل ہوا اور اس موقع پر سب مسلمان خوش تھے اور ان کے لئے یہ ایک تاریخی دن تھا۔

پھر ظالم حبشی کا لڑکا ابان بن علی حبشی جو جنگ کرانے میں پیش پیش تھا کو قیدی بنا کر لایا گیا اور اس کے ساتھ پانچ ہزار قیدی اور بھی تھے اس سے مسلمانوں کو اور بھی خوشی ہوئی۔

اور قرطاس نامی شخص جس نے ابو احمد کے سینے میں تیر مارا تھا وہ رامہرمز کی طرف فرار ہو گیا اس کے تعاقب میں کچھ لوگ روانہ ہوئے وہ اسے گرفتار کر کے لائے تو احمد کے لڑکے ابو العباس نے اسے قتل کر دیا۔

ابو احمد نے حبشی کے باقی ساتھیوں کو معاف کر کے ان کو امان دے دی اور اس موقع پر عام مسلمانوں کے لئے اعلان کرایا کہ جو لوگ حبشی کے خوف سے اپنے گھروں سے چلے گئے تھے وہ واپس آ جائیں۔

اس کے بعد ابو احمد بغداد واپس آ گیا اور اس کا لڑکا ابو العباس اس کے آگے چل رہا تھا جس کے پاس حبشی کا سر تھا اور لوگوں کو دکھانے کے لئے ایک شخص نے اسے سر پر اٹھا رکھا تھا چلتے چلتے اسی سال ۱۲ جمادی الاولیٰ کو ابو احمد بغداد پہنچا اور یہ مسلمانوں کے لئے یادگار تاریخی دن تھا اور اسی دن حبشی کی جماعت کذاب کا بھی خاتمہ ہو گیا ۲۵۵ھ ماہ رمضان بدھ کے روز اس ظالم کا ظہور ہوا تھا اور ۲۷۰ھ بروز ہفتہ صفر کے مہینے میں اس کا خاتمہ ہو گیا اور اس نے چودہ سال چار ماہ اور چھ یوم حکومت کی۔ اللہ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔

اس حبشی سرکاری حکومت کے خاتمہ کی بابت بہت سے اشعار کہے گئے ہیں ان میں یحییٰ بن محمد اسلمی کے منظوم اشعار یہ ہیں:

> میں ایسے وقت میں یہ اشعار کہہ رہا ہوں جس وقت میں خوشخبری لانے والا ایسے واقعہ کی خوشخبری لایا ہے جس نے اسلام کو کمزور ہونے کے بعد عزت بخشی۔ اللہ تعالیٰ لوگوں میں سے بہترین شخص کو بہترین بدلہ دے جس نے لوگوں کی ایسے وقت حفاظت کی کہ وہ بالکل غیر محفوظ ہو چکے تھے۔ وہ تمہارے دین کی حفاظت کے لئے کھڑا ہوا جب کہ اور کوئی دوسرا دین کی تجدید کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ جس وقت دین ختم ہو چکا تھا۔ اور اس نے ملک کو مضبوط کیا جبکہ وہ مضبوط ہونے کے بعد کمزور ہو چکا تھا وہ دشمنوں کو ختم کرنے کے ساتھ بہائے ہوئے خون کا بدلہ لینے لگا اور وہ ایسی عمارتوں میں آیا جو بالکل ختم اور ویران ہو چکی تھیں تاکہ وہ دوبارہ ان میں پھر سے بس سکیں اور وہ اپنے شہروں میں آ جائیں [illegible] وہ سب بالکل ختم ہونے کے قریب تھے۔ اور اس نے [illegible] کے ذریعے مسلمانوں کے سینے اور آنکھوں کو راحت بخشی۔ اب یہ کہ مساجد میں قرآن کی تلاوت کی جانے لگی اور [illegible] روزہ رکھنے والوں کی [illegible] کی جانے لگی۔ اور اس نے دوستوں اور دینی بھائیوں کی [illegible] ایک [illegible] دست [illegible] بنا دیا۔

اسی سال رومی ایک لاکھ کا لشکر لے کر لڑنے کے لئے آئے اور مقام طرسوس پر پڑاؤ ڈالا۔

دوسری طرف مسلمان ان کے مقابلے کے لئے نکلے اور رات ہی کو ان پر حملہ کر دیا اور ایک ہی رات میں اللہ کے فضل سے ستر ہزار رومی قتل کر دیئے گئے اور ان کے [illegible] دشمنوں کو بھی قتل کر دیا جن میں ان کے بڑے بڑے جرنیل بھی تھے اور باقی [illegible] سے [illegible] کر دیا اور اس جنگ

سے مسلمانوں کو بہت سا مال غنیمت ہاتھ لگا جس میں سات سونے چاندی کی صلیبیں تھیں اور سب سے بڑی صلیب خالص سونے کی بنی ہوئی تھی جس کو ہیرے جواہرات سے مزین کیا گیا تھا۔

اور مزید مال غنیمت میں چار سونے کی اور دو چاندی کی کرسیاں تھیں اور بے شمار برتن تھے اور دس ہزار ریشم کے جھنڈے تھے، کافی ریشم تھا۔ بے شمار مال و دولت تھی۔ پندرہ ہزار گھوڑے تھے ان کے ساتھ زین، ہتھیار، تلواریں بھی تھیں۔ وللہ الحمد۔

خواص کی وفات…… اس سال خواص میں وفات پانے والوں میں بطور خاص احمد ابن طولون تھے۔

احمد ابن طولون کے حالات[1]…… ان کی کنیت ابو العباس مصری شہروں کے امیر اور وہ جامع ابن طولون کی طرف منسوب ہے، درحقیقت اس کا بانی یہی احمد ہے اس نے دمشق، عواصم، ثغور پر عرصہ دراز تک حکومت کی ہے۔

ان کے والد طولون ان ترکیوں میں سے تھے جن کو بخاری کے عامل نوح بن اسد السامانی نے ۲۰۰ھ یا ۱۹۰ھ میں مامون الرشید کو ہدیہ میں پیش کیا تھا۔

اس احمد کا سن پیدائش ۲۱۴ھ ہے اور اس کے والد طولون کی وفات ۲۴۰ھ یا ۲۳۰ھ میں ہوئی۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ احمد طولون کا حقیقی بیٹا نہیں تھا بلکہ اس کا لے پالک بیٹا تھا واللہ اعلم۔

ابن عساکر نے نقل کیا ہے کہ احمد کی والدہ ایک ترکی کی باندی تھی جس کا نام ہاشم تھا اور اس نے احمد کی پرورش بڑے ناز و نعمت، حفاظت و سرداری حکومت کے ساتھ کی تھی اور اسے آواز کے اچھا ہونے کے ساتھ ساتھ خاص طریقے سے قرآن پاک کی تعلیم دی گئی تھی اور وہ ترکی لڑکوں کو محرمات، منکرات کے ارتکاب پر ملامت کرتا تھا۔

ابن عساکر نے بعض مشائخ مصر سے نقل کیا ہے کہ طولون اس کا حقیقی باپ نہیں تھا بلکہ اس نے اس کی حسن صورت، شرافت، بچپن میں گناہوں سے دور رہنے کی وجہ سے اس کو لے پالک (منہ بولا) بیٹا بنا رکھا تھا۔

احمد بن طولون کی خوش قسمتی کا ایک واقعہ…… ایک بار اس کے والد طولون نے اسے دار الخلافہ کسی کام سے بھیجا احمد جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ طولون کی ایک باندی کسی غلام کے ساتھ غلط حرکت میں مشغول ہے اس نے جلدی میں اپنا کام کیا اور سامان لے کر وہاں سے آ گیا اور والد سے اس بات کا ذکر نہیں کیا لیکن اس باندی کو یقین تھا کہ احمد نے میری ضرور شکایت کی ہوگی چنانچہ وہ باندی طولون کے پاس آ کر کہنے لگی آپ کا لڑکا مجھے ایک مکان میں لے گیا تھا اور مجھ سے غلط حرکت کرنے کی اس نے کوشش کی بس اتنی بات کر کے وہ باندی چلی گئی بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ واقعی میرے لڑکے نے یہ حرکت کی ہے اس نے اپنے لڑکے کو بلا کر کسی حاکم کے نام مہر لگا ہوا خط اس کے حوالے کیا کہ اسے ان تک پہنچاؤ لیکن اس باندی کی بات کا اس کے سامنے کوئی تذکرہ نہیں کیا اور اس خط میں لکھا تھا کہ جیسے ہی یہ شخص آپ کے سامنے پہنچے اس کی گردن اڑا کر اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔ چنانچہ احمد یہ خط لے کر یہاں سے چلا راستے میں اس باندی کے پاس سے گزرا تو اس نے سوچا کہ میری شکایت پر خلیفہ نے اس سے کیا کہا اس سے پوچھوں اس نے احمد سے کہا کہ ٹھہر جاؤ احمد نے کہا کہ میں جلدی میں ہوں خلیفہ کا خط پہنچانا ہے اس باندی نے وہ خط اس سے لے کر اس غلام کو دے دیا جس نے اس کے ساتھ بدفعلی کی تھی تاکہ جو انعام ملنا ہے اس غلام کو مل جائے جیسے ہی وہ غلام خط لے کر دربار میں پہنچا تو وہ خط حاکم کے حوالے کر دیا حاکم نے اس خط کو پڑھتے ہی اس کے قتل کا حکم دیا اور اس کا سر ابن طولون کے پاس بھیج دیا ابن طولون کو اس کا سر دیکھ کر بڑا تعجب ہوا اور احمد کو بلا کر کہا کہ اصل قصہ کیا ہے؟ وہ میرے سامنے بیان کرو اس وقت احمد نے خلیفہ کے سامنے ساری حقیقت کھول کر رکھ دی اب اس باندی کو بھی یقین ہو گیا کہ خلیفہ کو اصل بات کا علم ہو گیا اس لئے اس کے پسینے چھوٹنے لگے اور اس نے فوراً خلیفہ کے سامنے حاضر ہو کر اقرار جرم کر کے اس پر معافی چاہی

---

[1] تاریخ طبری ۹/ ۳۶۳، ۳۸۱، ۵۳۳، ۵۳۵، ۱۲۷، ۲۶۹ شذرات الذہب ۲/ ۱۵۷، ۱۵۸ عقد المولف ۲/ ۳۴، ۳۳ الکامل لابن الاثیر [illegible] ۲۰۸، ۲۰۹ المنتظم ۵/ [illegible] النجوم الزاہرہ ۳/ ۱، ۲۱ الوافی بالوفیات ۶/ ۴۲۰، ۴۲۳ وفیات الاعیان ۱/ ۱۷۳

اور محمودی عادات ظاہر ہوئیں اسی واقعہ سے طولون کے ہاں اس کی وقعت بڑھ گئی اور اپنے بعد اس کے لئے ولی عہدی کی وصیت لکھ دی۔

پھر جب مصری علاقوں پر مقرر ہو کر وہ ان علاقوں کا حاکم بنا اور ۲۵۴ھ ۲۳ رمضان بروز بدھ ان علاقوں میں داخل ہوا تو وہاں کے باشندوں سے اخلاق حسنہ سے پیش آیا اور بیت المال سے اور صدقات سے ان پر کافی خرچ کیا اور ایک سال مصر سے اس کو چالیس لاکھ آمدنی حاصل ہوئی۔

اس نے مصر میں جامع مسجد بنوائی جس پر ایک لاکھ بیس ہزار خرچ کئے۔ اور ۲۵۹ھ یا ۲۶۶ھ میں اس کی تکمیل ہوئی اور ہر دن اس کا عام دستر خوان لگتا تھا جس پر عام و خاص کھانا کھاتے تھے اور ہر ماہ ایک ہزار دینار صدقہ کرنے کا معمول تھا۔

ایک دن وکیل نے اس سے آ کر کہا کہ میرے پاس ہر روز تہبند اور پٹکے پہنے ہوئے ایک عورت آ کر مجھ سے سوال کرتی ہے تو میں اس کو کچھ دے دیا کروں اس نے کہا جو کوئی تم سے سوال کیا کرے اسے خالی ہاتھ مت جانے دو۔

احمد بن طولون جو اعظم ہوا حافظ قرآن تھا اور اس کی آواز بہت شیریں تھی۔

ابن خلکان نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اس نے اٹھارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا یا قید کیا تھا۔

ساٹھ ہزار دینار خرچ کر کے اس نے ایک ہسپتال بنوایا تھا اور پندرہ ہزار خرچ کر کے بچوں کے کھیل کود کے لئے اس نے ایک میدان بنوایا تھا اور لوگوں پر صدقات خیرات کرنے اور ان پر احسان کرنے کا بہت زیادہ عادی تھا۔

پھر امیر ماجور کے بعد ۲۶۴ھ میں دمشق پر بھی اس کی حکومت قائم ہو گئی وہاں کی وبا کے ساتھ بھی اس نے بہت تعاون کیا۔

ایک مرتبہ اتفاق سے بیچ کنیسہ میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے عطاروں کو اور لوگوں کے اموال کو نقصان پہنچا۔ یہ خبر سنتے ہی وہ فوراً سوار ہو کر اپنے منشی ابو عبداللہ احمد بن محمد الواسطی کو لے کر صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے بیچ کنیسہ پر پہنچ گیا اور اس واقعہ سے متاثرین کے لئے ستر ہزار دینار کا اعلان کیا چنانچہ اس رقم سے متاثرین پر خرچ کرنے کے بعد بھی چودہ ہزار دینار بچ گئے لیکن احمد بن طولون نے اس رقم کو بھی انہی پر خرچ کرنے کا حکم دیا۔

پھر ایک موقع پر دمشق کے شہر کے فقراء کے لئے ایک بہت بڑی رقم کا اعلان کیا اور پھر تقسیم کے سلسلے میں ایک [illegible] آیا پھر اس نے شہر انطاکیہ کا محاصرہ کر کے وہاں کے والی کو قتل کر کے اس شہر پر بھی قبضہ کر لیا۔

احمد بن طولون کی موت کا سبب بھینس کا دودھ پینا تھا ...... اسی سال ذیقعد کے اوائل میں شدید طور پر بھینس کا دودھ پینے کی وجہ سے اس کو ایک خاص قسم کا مرض لگ گیا اطباء نے اس کا علاج کیا اور دودھ کا پرہیز بتایا لیکن اس نے دودھ سے پرہیز نہ کیا بلکہ چھپ کر دودھ پیتا رہا تو اسی سبب سے اس کی موت واقع ہوئی۔

اس نے اپنے پیچھے بہت سا مال بے تعداد چھوڑا جس میں دس ہزار دینار اور کافی جائیداد اور بہت سے غلام ستر ہزار گھوڑے تھے۔ پھر اور بعض نے اس سے بھی زیادہ تعداد بیان کی ہے اور اس کی اولاد کی تعداد ۳۳ تھی جن میں سے سترہ صرف بیٹے تھے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے خمارویہ نے حکومت سنبھالی اور شہروں پر اس کے تسلط کی وجہ معتضد کے باپ موفق کی جنگی سرداروں کے ساتھ جنگ میں مشغولیت تھی۔

اسی سال کتاب الفروع کے مصنف عبدالکریم بن حمل کاتب کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال ذی الحجہ میں احمد بن محمد شدید بن علی اسید بن عاصم جمال بکار بن قتیبہ مصری اور حسن بن زید علوی کا انتقال ہوا۔

حسن بن زید علوی کے حالات ..... یہ طبرستان کے رہنے والے ہیں جب بھی ان کا انتقال ہوا ان کی حکومت کل ۱۹ سال ۸ ماہ ۶ یوم رہی ان کے بعد ان کے بھائی محمد بن زید خلیفہ بنے اور حسن بن زید بہت حلیم شریف النفس تھے فقہ اور عربی زبان پر ان کو عبور حاصل تھا۔

ایک مرتبہ ایک شاعر نے ان کی تعریف کرتے ہوئے ایک جملہ کہا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ یکتا ہے اور حسن بن زید بھی یکتا ہے انہوں نے یہ سن کر اسے ڈانٹ کر کہا کہ خاموش رہو اللہ تیرا منہ بند کرے۔ تجھے یوں کہنا چاہیے تھا کہ اللہ یکتا ہے اور محمد بن زید یہاں کا بندہ ہے پھر تخت سے اتر کر اللہ کے

ہونے سے پہلے ہو رہے کہ اس نے بدولت شیطان سے حفاظت کی، ہاں آپ نے یہ شان کی آپ میں مدد کر رہا جو کی کا اظہار کیا اور شاعر کو کچھ بخش دیا۔

ایک دوسرے شاعر نے ان کی تعریف میں ایک شعر کہا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ لوگوں سے مت کہو کہ ایک خوشخبری ہے بلکہ دو خوشخبریاں ہیں۔

(۱) ... دعوت دینے والے کا چہرہ۔

(۲) ... مہرجان (پارسیوں کی عید) کا دن۔ یہ سن کر حسن نے کہا کہ اگر تم پہلے مصرعہ کے بجائے دوسرے مصرعہ سے شعر کی ابتدا کرتے تو زیادہ اچھا تھا کیونکہ لا تقل بشری میں لا سے شعر کی ابتدا مناسب بات نہیں ہے۔

شاعر نے جواب میں کہا کہ دنیا میں لا الہ الا اللہ سے بہتر کوئی کلمہ نہیں ہے حالانکہ اس کی ابتدا بھی لا سے ہے۔ حسن بن زید نے اس کی بات کو قبول کرتے ہوئے اس کے لئے بیش بہا انعام کا اعلان کیا۔

حسن بن علی بن عفان العامری اور داؤد بن علی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

داؤد بن علی کے حالات[1] ... اصبہانی، پھر بغدادی بہت بڑے فقیہ اور ظاہری مذہب کے بانی تھے اور تمام اہل ظاہر کے امام تھے۔ ابو ثور، ابراہیم بن خالد، اسحاق بن راہویہ، سلیمان بن حرب، عبداللہ بن مسلمہ القعنبی، مسدد بن مسرہد وغیرہ محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں پھر ان سے ان کے لڑکے فقیہ ابوبکر بن داؤد اور زکریا بن یحییٰ ساجی نے روایت کی ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ یہ بہت بڑے عالم اور متقی تھے، ان کی کتابوں میں کافی احادیث موجود ہیں جن سے ان کی علمی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔ ان کی تاریخ پیدائش ۲۰۰ھ اور وفات ۲۷۰ھ ہے۔

ابو اسحاق الشیرازی نے نقل کیا ہے کہ ان کی اصل اصبہان ہے، کوفہ میں پیدا ہوئے، بغداد میں جوان ہوئے اور اپنے ہم عصروں پر علمی فوقیت حاصل تھی۔

ان کے درس میں سبز چادروں والے چار سو علماء شریک ہوتے تھے اور کٹر شافعی المسلک تھے اس موقع پر انہوں نے ایک رسالہ بھی لکھا تھا۔

بعض نے کہا ہے کہ ان کی نماز بڑے خشوع و خضوع اور تواضع والی تھی۔ صرف ذہلی کا قول ہے کہ ان کی حدیثیں متروک ہو چکی تھیں۔ البتہ امام احمد نے فرمایا کہ چونکہ انہوں نے قرآن کے بارے میں ایک غلط کلام کرتے ہوئے کہا کہ الفاظ قرآن مخلوق ہیں جیسا کہ امام بخاری کی طرف بھی یہ بات منسوب ہے اس وجہ سے ان کے بارے میں محدثین نے چہ میگوئیاں شروع کی ہیں اور امام احمد نے یہ بھی فرمایا کہ یہ مشہور فقہاء میں سے تھے لیکن قیاس کی نفی کرنے کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو بہت محدود کر رکھا تھا اس وجہ سے ان کا بہت سے مسائل میں دائرہ تنگ ہو کر رہ گیا تھا کیونکہ انہوں نے نص کے معنی میں غور و فکر کئے بغیر صرف ظاہری اتباع کر کے بہت سے تمام فقہاء کے قول کو اپنی ذات پر لازم کر لیا تھا۔

ان کے علاوہ اگر باقی فقہاء کسی مسئلہ میں اتفاق کر لیں تو اجماع منعقد ہونے کا اس بارے میں علماء کے بے شمار اقوال ہیں جن کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔

اسی سال امام شافعی کے شاگرد ربیع بن سلیمان مرادی نے بھی وفات پائی ان کے حالات ہم نے طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں۔ اسی طرح ۲۶۱ھ میں آخری عمر میں جیل جانے سے قبل دیار مصر کے قاضی بکار بن قتیبہ کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔ امیر مصر احمد بن طولون نے موفق کی بیعت کی حمایت کرنے پر جیسا کہ گزر چکا جیل بھیج دیا تھا اور اسی میں ان کا انتقال ہوا۔

یہ بہت اچھے درجے کے عالم اور عابد تھے قرآن پاک کی تلاوت کا بہت زیادہ معمول تھا اور ساتھ ساتھ اپنے نفس کا بھی محاسبہ کرتے رہتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد تین سال تک عہدہ قضاء خالی رہا۔ ابن قتیبہ اور مزنی کا بھی اسی سال انتقال ہوا۔

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۳۶۹، ۳۷۵، شذرات الذہب ۲/۱۵۸، طبقات الفقہاء ۹۲، طبقات المفسرین للداودی ۱/۱۶۶، ۱۶۹، میزان الاعتدال ۲/۱۴، ۱۶

ابن قتیبہ الدینوری کے حالات زندگی: ... یہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ ابو محمد الدینوری النحوی اللغوی ہیں قضاۃ کے عہدہ پر فائز تھے اور بہت سی مفید نادر اور نفیس یا علوم پر مشتمل کتابوں کے مصنف تھے بغداد میں انہوں نے اسحاق بن راہویہ سے حدیث حاصل کی اور ابو حاتم سجستانی سے علم لغت حاصل کیا اور بہت سی کتابیں لکھیں اور بہت سی تصنیفات جمع کیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)۔۔ کتاب المعارف۔

(۲) ادب الکاتب جس کی شرح ابو محمد بن سید البطلیوسی نے لکھی۔

(۳) کتاب مشکل القرآن والحدیث۔

(۴) عیون الاخبار۔

(۵) اصلاح الغلط۔

(۶) کتاب الخیل۔

(۷) کتاب الانواء۔

(۸) کتاب المسائل والجوابات۔

(۹) کتاب المیسر والقداح وغیرہ۔

ان کی پیدائش ۲۱۳ھ ہے اور ان کی وفات میں دو قول ہیں (۱) ۲۷۰ھ (۲) ۲۷۱ھ بعمر ساٹھ سال سے زائد یہ زندہ نہیں رہے۔ ان کے لڑکے احمد نے ان کی تمام تصنیفات سے روایتیں لی ہیں

۳۲۱ھ میں مصر میں انہوں نے قضا کا عہدہ سنبھالا لیکن صرف ایک سال ہی کی توفیق ہوئی تھی اس لئے کہ ان کو موت نے [illegible]

اس سال خراسان میں سے وفات پانے والے حضرات میں محمد بن اسحاق بن جعفر الصغانی محمد بن مسلم بن وارہ مصعب بن احمد بن مصعب کے ساتھیوں میں سے ابو احمد صوفی [illegible] اسماعیل بن موسیٰ نے [illegible] الشجری [illegible]۔

واقعات ۲۷۱ھ

اس سال خلیفہ نے عمرو بن لیث کو خراسان کی ولایت سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن طاہر کو مقرر کر دیا اور منبروں پر عمرو بن لیث پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور عمرو بن لیث کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجا عمرو بن لیث نے اسے شکست دے دی۔

ابو العباس المعتضد بن موفق ابو احمد اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان لڑائی

اس زمانے میں ابو العباس بن المعتضد بن موفق ابو احمد اور خمارویہ بن احمد بن طولون کے درمیان مقابلہ ہوا تفصیل اس کی یوں ہے کہ جب خمارویہ اپنے والد کے بعد بلاد مصر اور شام کا بادشاہ بنا تو خلیفہ کی جانب سے اس کے مقابلے میں ایک لشکر آیا جس میں جو بڑا نائب تھا اسحاق بن کنداج اور ابن ابی الساج بھی تھے یہ جنگ رملہ کے مقام پر ان کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن خمارویہ نے شام ان کے حوالے کرنے سے صاف انکار کر دیا اس موقع پر انہوں نے ابو العباس بن موفق سے مدد طلب کی چنانچہ وہ خود ان کی مدد کے لئے آگیا اور اس نے خمارویہ کو شکست دی اور دمشق اور اس نے ان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اس نے بلاد رملہ میں خمارویہ کا پیچھا کیا اور طواحین نامی چشمے کے پاس سے پانی وہاں پر دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا تو بہت سے

اس کا نام جنگ طواحین بھی ہے ابتداء ابوالعباس کو فتح ہوئی اور خمارویہ ایسا بھاگا کہ وہ مصر کے دروازوں تک اس نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا۔

اس کے بعد ابوالعباس اور اس کے ساتھی خمارویہ کے لشکر کے لوٹنے میں مصروف ہو گئے اچانک کمین گاہوں سے نکل کر خمارویہ کے لشکر نے ان پر حملہ کر دیا اور بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور ابوالعباس کا لشکر شکست کھا گیا خود ابوالعباس ایسا فرار ہوا کہ دمشق پہنچنے تک اس نے بھی مڑ کر نہیں دیکھا اور مصریوں نے اس کے لئے شہر کے دروازے نہیں کھولے پھر طرطوس میں جا کر اس نے بسیرا کیا۔

اب مصری اور عراقی دونوں لشکر بلا امیر کے آپس میں لڑتے رہے بالآخر مصریوں کو فتح ہوئی کیونکہ انہوں نے اپنے قائد ان کے عوض خمارویہ کے بھائی کو امیر مقرر کر لیا تھا اسی وجہ سے انہوں نے فتح حاصل کی اور دمشق اور شام ان کے قبضے میں رہا یہ واقعہ عجیب ترین واقعات میں سے ہے۔

اسی سال سرزمین اندلس کے بلاد مغرب میں بڑی لڑائیاں ہوئیں اسی سال حسین بن جعفر بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کے دو بیٹوں محمد و علی نے مدینہ منورہ میں داخل ہو کر کافی تعداد میں لوگوں کو قتل کر دیا اور ان کا بہت سا سامان چھین لیا اور اتنا بڑا فساد برپا کیا کہ ایک مدت تک مسجد نبوی میں نماز باجماعت اور جمعہ نہیں ہوا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانے میں مکہ مکرمہ میں بھی فتنہ کھڑا ہوا اور لوگ مسجد حرام کے پاس لڑتے رہے۔

اسی سال ہارون بن موسیٰ نے لوگوں کو حج کرایا۔

مشہور لوگوں کی وفات ...... اس سال ان حضرات نے وفات پائی آئمہ جرح و تعدیل میں سے ابن معین کے شاگرد عباس محمد دوری، عبدالرحمن بن محمد بن منصور بصری، محمد بن حماد طہرانی، محمد بن سنان قزاز، یوسف بن مسلم، مامون کی زوجہ بوران۔

مامون کی بیوی بوران کے حالات ...... یہ مامون کی بیوی ہے کہا جاتا ہے کہ اس کا نام خدیجہ تھا اور بوران اس کا لقب تھا لیکن اول قول راجح ہے مامون نے فم الصلح کے مقام پر ۲۱۰ھ میں جب یہ دس سال کی لڑکی تھی اس سے نکاح کیا اور اس رات اس کے والد نے اس پر اور لوگوں پر مشک کی گولیاں پھینکیں جن میں کاغذ کے ٹکڑے چھپے ہوئے تھے کہ ان میں کسی پر کسی بستی کا نام کسی پر کسی باندی کا نام کسی پر کسی غلام کا نام لکھا ہوا تھا کسی پر گھوڑے کا نام لکھا ہوا تھا جو جس کے ہاتھ میں آیا وہی اس کا مالک بنا دیا گیا۔

اور اس کے علاوہ عود وغیرہ کے ساتھ عنبر کے ٹکڑے بھی پھینکے گئے تھے اور اسی کے والد نے مامون اور اس کے لشکر پر ان کے قیام کے دوران میں اس کا خود ہی خرچ برداشت کیا تھا پھر جب مامون رخصت ہونے لگا تو اسے ایک کروڑ درہم دیئے اور فم الصلح کی زمین کا علاقہ اس کے نام کر دیا اور ۲۱۰ھ میں مامون نے اس کے ساتھ خلوت کی۔

پھر جب مامون بیٹھنے لگا تو اس کے لئے سونے کی چٹائی بچھائی گئی اور اس کے قدموں پر جواہرات کے ہزاروں دانے نچھاور کئے گئے اور سونے کی طشت میں چالیس من کی عنبر کی بتی جلا دی گئی۔

مامون نے یہ منظر دیکھ کر کہا کہ یہ اسراف ہے پھر اس نے چٹائی پر پڑے ہوئے موتی دانوں کو دیکھ کر کہا کہ اللہ ابونواس کو قتل کرے جس نے شراب کی تعریف کرتے ہوئے یہ شعر کہا کہ گویا اس کے بلبلے کے چھوٹے بڑے بلبلے سونے کی زمین پر موتی کی کنکریاں ہیں۔

پھر مامون نے موتیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر انہیں ایک تخت پر رکھ کر کہا کہ یہ میری طرف سے تیرے لئے ہدیہ ہے اس کے علاوہ اگر اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو وہ بھی بتا دے اس کی دادی نے کہا کہ جب اس نے اجازت دے دی ہے تو جناب اس سے کچھ ضرور طلب کرے اس نے کہا کہ میری خواہش یہ ہے کہ آپ ابراہیم بن مہدی سے راضی ہو جائیں اس نے کہا کہ میں اس سے راضی ہو گیا ہوں۔

اس کے بعد مامون نے اس سے جماع کرنے کا ارادہ کیا تو اسے حائضہ پایا یہ قصہ ماہ رمضان کا ہے اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں اس نے وفات پائی۔

واقعات ۲۷۲ھ

اسی سال قزوین کا نائب حاکم اذکوتکین چار ہزار جنگجوؤں کو لے کر محمد بن زید علوی سے مقابلہ کرنے نکلا جو اپنے بھائی حسن بن زید کے بعد طبرستان کا والی بنا تھا اور اس وقت اس نے دیلمی، گیلی وغیرہ لوگوں کے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ ری میں پڑاؤ ڈالا ہوا تھا چنانچہ دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا اور اذکوتکین نے اسے شکست دے کر اس کے لشکر کے پاس جو کچھ تھا سارا لوٹ لیا اور ان کے چھ ہزار افراد قتل کئے۔

اس کے بعد اذکوتکین نے ری میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر کے وہاں کے باشندوں سے ایک لاکھ دینار کا مطالبہ کیا اور ری کے اطراف میں اہم عہدوں پر اپنے آدمی مقرر کر دیئے۔

اسی زمانہ میں ابوالعباس بن موفق اور طرطوس کے سرحدی علاقے کے حاکم یازمان الخادم کے درمیان مقابلہ ہوا اور طرطوس کی عوام نے ابوالعباس کے خلاف مشتعل ہو کر اسے وہاں سے نکال باہر کیا چنانچہ وہ بغداد واپس لوٹ آیا۔

نیز اسی سال ہی میں حمدان بن حمدون اور ہارون شاری موصل شہر میں داخل ہوئے اور ہارون شاری نے وہاں کی جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھائی اسی زمانہ میں خوشیبان نے موصل کے علاقہ میں فتنہ برپا کیا۔

اسی سال حبشی کے باقی ماندہ لوگوں نے بصرہ میں یا منصور یا انکلائی کے نعرے لگا کر سر اٹھایا اور انکلائی حبشی خبیث کا لڑکا تھا۔ خلیفہ نے سلیمان بن جامع، ابان بن علی مہلبی اور ان کے علاوہ کچھ اور سرداروں کو (یہ سب اس وقت قیدی تھے) ان سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ انہوں نے انہیں قتل کر کے ان کے سر خلیفہ کے سامنے پیش کر دیئے اور ان کے جسموں کو پل پر لٹکا دیا، یوں یہ فتنہ ختم ہوا۔

نیز اسی سال ہی مدینہ منورہ کے حالات صحیح ہو گئے اور لوگ واپس آ گئے۔

اسی زمانہ میں بلاد اندلس میں بہت لڑائیاں ہوئیں اور عیسائیوں نے مسلمانوں سے اندلس کے بڑے بڑے شہر چھین لئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال صاعد بن مخلد کاتب فارس سے واسط آیا، موفق نے اس کے استقبال کے لئے سرداروں کو بھیجا چنانچہ وہ بڑی شان و شوکت سے واسط میں داخل ہوا اور اس وقت وہ بہت غرور اور تکبر میں تھا، یہ دیکھ کر موفق نے فوراً اس کو اور اس کے اہل کو گرفتار اور اس کے اموال لوٹنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ پر ابوالصقر اسماعیل بن بلبل کو کاتب بنا دیا۔

اسی سال ہارون بن محمد بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات: اس سال خواص میں سے وفات پانے والے حضرات مندرجہ ذیل ہیں: ابراہیم بن ولید بن حماس، احمد بن عبدالحمید بن عطاردی جو یونس بن بکیر سے سیرت کی روایت کرنے والے اور ابن اسحاق وغیرہ سے روایت کرنے والے ہیں، ابو عتبہ الحجازی، سلیمان بن سیف، سلیمان بن وہب الوزیر جنہیں موفق نے قید خانہ میں ڈالا تھا، ابو حاتم حنظلی سے روایت کرنے والے شعیب بن بکار، محمد بن صالح بن عبدالرحمن انماطی جن کا لقب کیلجہ تھا، یحییٰ بن معین کے شاگرد تھے۔

محمد بن عبدالوہاب الفراء، محمد بن عبید المنادی، محمد بن عوف حمصی، ابو معشر المنجم۔

ابو معشر منجم کے حالات [1]: ان کا نام جعفر بن محمد بلخی ہے اپنے زمانے میں علم نجوم کے استاد تھے اور علم نجوم پر ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں جیسے مدخل، زیج، الوف وغیرہ، تقسیم الاقالیم کے متعلق مضمون پر بھی انہوں نے کلام کیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کے اندازے بڑے عمدہ ہوتے تھے۔ چنانچہ ایک بادشاہ نے کسی شخص کو قتل کرنے کے لئے تلاش کیا تو وہ شخص کہیں جا کر چھپ گیا لیکن پھر اس کے دل میں خیال آیا کہ ابو معشر منجم علم نجوم کے ذریعے حساب لگا کر بادشاہ کو میرے بارے میں بتا دے گا اس

---

[1] شذرات الذہب ۲/۱۶۲، وفیات الاعیان ۱/۳۵۸، ۳۵۹

لئے اس نے تانبے کا برتن منگوا کر اسے خون سے بھرا اور اس کے بیچوں بیچ سونے کا برتن ہاون رکھا اور خود اس ہاون پر بیٹھ گیا۔

ادھر بادشاہ نے ابو معشر کو بلا کر کہا کہ حساب لگا کر مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کہاں ہے چنانچہ ابو معشر نے حساب لگا کر بتایا کہ وہ شخص اس وقت سونے کے پہاڑ پر بیٹھا ہوا ہے اور وہ پہاڑ خونی سمندر ہے بادشاہ نے کہا کہ بات سمجھ میں نہیں آئی اس لئے دوبارہ حساب لگا کر بتاؤ اس نے پھر وہی حساب لگا کر دوبارہ بتایا آخر کار مجبور ہو کر بادشاہ نے اس شخص کے لئے امان کا اعلان کیا جب وہ شخص مطمئن ہو کر بادشاہ کے پاس آیا تو بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کہاں تھا اس نے ساری صورت حال بیان کر دی اور وہ بالکل ابو معشر کے حساب کے مطابق تھی اس موقع پر لوگوں کو ابو معشر کے حساب لگا کر بتانے پر بڑی حیرت ہوئی۔

لوگوں نے علم جفر، علم طرف، علم اختلاج الاعضاء کی نسبت جعفر بن محمد الصادق کی طرف کی ہے جو کہ درست نہیں حقیقت میں ان علوم کے ماہر جعفر بن ابی معشر ہی تھے۔

واقعات ۲۷۳ھ

اسی سال موصل کے نائب حاکم اسحاق بن کنداج اور اس کے دوست قنسرین کے نائب حاکم ابن ابی الساج میں اختلاف ہو گیا اور جنگ تک نوبت پہنچ گئی اور ابن ابی الساج مصر کے حاکم خمارویہ جس کا نام خطبوں میں لیا جاتا تھا اس کا کاتب تھا اسی موقع پر خمارویہ شام آیا تو ابن ابی الساج نے اس کے ساتھ مل کر اسحاق بن کنداج کا رخ کیا اور دونوں میں مقابلہ ہوا آخر کنداج شکست کھا کر قلعہ ماردین کی طرف بھاگ گیا اور ابن ابی الساج کو فتح ہوئی اور اس نے موصل، جزیرہ وغیرہ علاقوں پر قبضہ کر لیا اور ان علاقوں میں اس کی دھاک بیٹھ گئی اب ان علاقوں کے خطبوں میں بھی خمارویہ کا نام لیا جانے لگا۔

اسی سال موفق نے ابن طولون کے غلام لؤلؤ کو پکڑ کر اس سے چار لاکھ دینار کا مطالبہ کیا اور اسے جیل میں ڈال دیا اور وہ کہتا تھا کہ میری گرفتاری کا سبب کثرت مال رہا پھر فقر و ذلت کی حالت میں اسے جیل سے رہا کیا گیا اور وہ ہارون بن خمارویہ کے زمانہ میں ایک غلام کے ساتھ خچر پر سوار ہو کر مصر آیا اور درحقیقت اسے اپنے آقا کی نافرمانی کرنے پر سزا ملی۔

اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ پر اس کے لڑکوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اپنے میں سے ایک لڑکے کو اس کی جگہ بادشاہ بنا دیا۔

مخصوصین کی وفات...... اسی سال محمد بن عبدالرحمن بن الحکم الاموی اور خلف بن احمد بن خالد کا انتقال ہوا۔

محمد بن عبدالرحمن بن الحکم الاموی کے حالات......(۱) یہ اندلس کے حاکم تھے کل ۶۵ سال ان کی عمر ہوئی ہے ۳۴ سال گیارہ ماہ انہوں نے حکومت کی۔ ان کا سرخی مائل سفید رنگ تھا۔ متوسط قد اور چھوٹی گردن والے تھے، مہندی اور وسمہ سے داڑھی پر خضاب لگاتے تھے بڑے عقلمند اور ہوشیار تھے اشیاء مشتبہ کی حقیقت کو پہچان لیتے تھے ان کی صرف نرینہ اولاد ۳۳ تھی۔

ان کے بعد ان کے لڑکے منذر نے حکومت کی لوگوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی وجہ سے ان کے نزدیک وہ محبوب شخصیت تھی۔

خلف بن احمد بن خالد کے حالات...... یہ معتمد کے زمانہ میں جیل میں رہتے ہوئے خراسان کے حاکم تھے یہ وہی شخص ہے جس نے امام بخاری کو بخارا سے جلاوطن کیا تھا اور امام بخاری نے ناراض ہو کر اس کے لئے بددعا کی تھی جس کے بعد اس نے فلاح نہیں پائی اور ایک ماہ سے زائد اس کی حکومت نہیں چل سکی تھی کہ اس کی ساری چیزیں چھین کر اسے گدھے پر سوار کر کے شہر کا گشت کرایا گیا پھر اسے جیل میں ڈال دیا گیا تھی کہ جیل ہی میں اس سال اس کی وفات ہوئی یہ اصل میں اہل حدیث کی توہین کرنے والوں کی سزا ہے۔

---

(۱) البیان المغرب ۲/ ۱۳۱، شذرات الذهب ۲/ ۱۶۳، عبد المولف ۲/ ۲۵، الکامل لابن الاثیر ۷/ ۳۴۳، الوافی بالوفیات ۳/ ۲۲۴، ۲۲۵

اس سال وفات پانے والوں میں یہ حضرات بھی ہیں اسحاق بن سیار، امام احمد کے چچا اور ان کے مشہور راوی حنبل بن اسحاق، ابو اسید بصری مشائخ صوفیہ میں سے بہت بڑے بزرگ اور صاحب کرامت ابراہیم بن محمد۔ ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ امام ابوداؤد کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور اصل اس معاملہ میں ان کو وہم ہوا ہے کیونکہ امام ابوداؤد کا انتقال ۲۷۵ھ میں ہوا ہے اسی سال ابن ماجہ القزوینی کا بھی انتقال ہوا۔

ابن ماجہ القزوینی کے حالات ...... یہ ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ہیں مشہور کتاب السنن کے جامع ہیں جو کہ ۳۲ کتاب ڈیڑھ ہزار ابواب پر مشتمل ہے سوائے چند حدیثوں کے چار ہزار جید احادیث پر مشتمل ہے اور یہ کتاب ان کے کمال علم تبحر علمی اصول حدیث پر واقفیت اور اصول اور فروع میں سنت کی اتباع کرنے پر شاہد ہے۔

ابو زرعہ رازی سے منقول ہے کہ انہوں نے ابن ماجہ کی کچھ حدیثوں پر اعتراض کیا ہے جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ یا تو موضوع ہیں یا منکر ہیں۔

ابن ماجہ نے تفسیر پر تفسیر حافل کے نام سے ایک مفصل کتاب اور صحابہ کے زمانہ سے اپنے زمانہ تک تاریخ پر مشتمل کتاب "تاریخ کامل" کے نام سے لکھی ہے۔

ابو یعلیٰ خلیل بن عبداللہ الخلیلی القزوینی کا قول ہے کہ آپ کی کنیت ابو عبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ ہے اور آپ یزید ماجہ کے نام سے مشہور ہیں جو ربیعہ کے غلام تھے آپ بڑے عالم تھے کافی تعداد میں آپ کی تصانیف ہیں جن میں سے کتاب السنن اور تاریخ کامل بہت مشہور ہیں آپ نے حصول حدیث کی خاطر عراق، مصر، شام کا سفر کیا اور بڑے بڑے مشائخ سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا آپ نے اپنے مشائخ کے کچھ حالات بھی لکھے جن کو ہم نے کتاب التکمیل میں بیان کر دیا ہے۔ آپ سے کبار متقدمین میں سے ابن سیبویہ محمد بن عیسیٰ الصفار، اسحاق بن محمد، علی بن ابراہیم بن سلمہ القطان، احمد بن ابراہیم، سلیمان بن یزید نے حدیثیں روایت کی ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ ابن ماجہ کی وفات پیر کے روز ہوئی آپ کے بھائی ابوبکر نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ منگل کے روز آپ کو آپ کے بھائی ابوبکر اور ابو عبداللہ اور آپ کے لڑکے عبداللہ بن محمد بن یزید نے دفن کر دیا ۶۴ سال آپ اس دنیا میں زندہ رہے۔

واقعات ۲۷۴ھ

اسی سال صاعد موفق اور عمرو بن لیث کے درمیان جنگ کے حالات پیدا ہوئے چنانچہ ابو احمد الموفق کے ارادے سے لشکر روانہ ہوئے مگر کامیاب ہو گئے اور قتل کے بعد جو نقصان ہوا دونوں کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی اور آخر کار سامنا ہوا صرف عمرو بن لیث کے گھر والے نے موفق کی طرف پیش قدمی کی اور پھر واپس ہونے کا ارادہ کیا لیکن موفق نے انہیں واپسی کا موقع نہیں دیا بلکہ ان پر حملہ کر کے ان کا کل مال اپنے لڑکے ابو العباس کو دے دیا اور پھر وہ شیراز کے قریب پہنچ گیا۔

اسی زمانہ میں طرطوس کا نائب حاکم یازمان الخادم نے بلاد روم میں رومیوں سے جہاد کر کے کافروں کو قتل کیا اور مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سالم واپس آ گیا۔

اس سال علی بن محمد بن علوی کے دوست نے سامرا میں داخل ہو کر بہت سے گھروں کو لوٹ لیا اور واپس آ گیا یہ شخص راستوں پر لوگوں کی حفاظت پر مامور تھا لیکن اس نے اپنی ذمہ داری چھوڑ کر لوٹ مار شروع کر دی تھی کہ پولیس بھی اس کے مقابلہ کے لئے آ گئی۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ...... اس سال خراسان میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے:

(۱) ابراہیم بن محمد بن یحییٰ ابو اسحاق، ابن الجوزی نے ان کے متعلق کہا کہ یہ حافظ، عالم تھے مسدد وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے اسی سال جمادی الآخری میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) اسحاق بن ابراہیم بن زیاد ابو یعقوب المطرز کی اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳) ایوب بن سلیمان بن صغدی انہوں نے آدم بن ابی ایاس اور انہوں نے ابن صاعد اور مکی سے روایت کی ہے یہ ثقہ تھے اسی سال رمضان میں ان کا انتقال ہوا۔

(۴) حسن بن مکرم بن حسان بن علی البزار انہوں نے عفان، ابی النضر، یزید بن ہارون سے ان سے محاملی اور ابن مخلد بخاری نے روایت کی ہے یہ ثقہ تھے اسی سال رمضان میں ۸۲ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۵) حفص بن عمر بن یحییٰ ابو الحسین ان کا لقب کردم تھا یزید بن ہارون وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ابن ابی حاتم نے ان سے روایت اور دارقطنی نے ان کو ثقہ کہا ہے ۹۰ سال کی عمر سے کچھ اوپر تھی انہوں نے اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔

(۶) عبد اللہ بن روح بن عبد اللہ بن ابی محمد المدائنی عبدوس سے مشہور ہیں انہوں نے شبابہ، یزید بن ہارون سے روایت کی ہے ثقہ لوگوں میں ان کا شمار ہوتا تھا اسی سال جمادی الآخری میں ان کا انتقال ہوا۔

(۷) عبد اللہ بن ابی سعید ابو محمد الوراق ان کا اصل وطن بلخ ہے بغداد میں انہوں نے رہائش اختیار کی اور شریح بن یونس، عفان، علی بن جعد وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے یہ ثقہ، اخبار و آداب بیان کرنے والے اور عمدہ شعر کہنے والے تھے اسی سال جمادی الاولیٰ میں ۷۷ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

(۸) محمد بن اسماعیل بن یوسف ابو عبد اللہ جعفی کا قول ہے کہ ان کی جگہ ابوبکر المروزی تھے ابو النضر، ابو الیمان، ابو مسہر سے انہوں نے حدیثیں سنیں پھر ان سے ابو الحسین منادی، محمد بن مخلد، ابن ماجہ نے حدیثیں سنیں اور یہ ثقہ تھے۔

واقعات ۲۷۵ھ

اسی سال محرم الحرام میں ابن ابی الساج اور خمارویہ کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا پس دمشق کے مشرقی کنارے ثنیۃ العقاب کے پاس دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا خمارویہ نے ابن ابی الساج پر غلبہ پا کر اسے شکست دے دی۔ حمص میں ابن ابی الساج کی چاندی کی کان تھی خمارویہ نے ایک تیز رفتار شخص کو بھیجا جس نے ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے ہی اس پر قبضہ کر لیا اور ابن ابی الساج کو وہاں داخل نہیں ہونے دیا پھر اس نے حلب کا رخ کیا وہاں بھی خمارویہ نے اسے داخل ہونے نہیں دیا پھر اس نے رقہ کا ارادہ کیا تو وہاں بھی خمارویہ نے اس کا پیچھا کیا پھر وہ موصل چلا گیا لیکن وہاں سے بھی خمارویہ کے خوف سے فرار ہو گیا۔

اس کے بعد خمارویہ موصل پہنچا اور اس نے بیٹھنے کے لئے ایک بہت بڑا تخت بنوایا۔ خمارویہ موصل میں دریائے فرات کے کنارے اس پر بیٹھتا تھا اس وقت ابن کنداج اس پر بڑا حسد کرنے لگا اور چھپ کر اس تک پہنچا تا کہ اس کی کوئی چیز چرا لے لیکن وہ اس میں ناکام رہا اتفاقاً کسی دن ابن ابی الساج اور خمارویہ میں لڑائی ہوگئی مگر ابن ابی الساج کو بڑی تکلیف برداشت کرنی پڑی لیکن جان بچ گئی اس کے بعد وہ موفق کے پاس بغداد چلا گیا تو موفق نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اس پر خلعت ڈالی اور اپنے ساتھ پہاڑی علاقے لے گیا اور اسحاق بن کنداج تدبیہ کے علاقہ میں دیار بکر کی طرف چلا گیا۔

اسی زمانے میں موفق نے اپنے لڑکے ابو العباس کو دار الخلافت میں قید کر دیا جس کی وجہ یہ تھی کہ موفق نے اس کو کسی مقام پر جانے کا حکم دیا تھا لیکن وہ شام کے علاوہ کہیں جانے کے لئے تیار نہیں ہوا اور شام پر اس کے چچا نے اسے حاکم بنایا تھا اس وجہ سے موفق نے اسے قید کرنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے امراء اس کے بارے میں بے چین ہو گئے اور بغداد میں ہنگامے شروع ہو گئے اس وقت موفق نے بغداد آ کر لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا

کہ کیا تم میرے بیٹے کے بارے میں مجھ سے زیادہ شفیق ہو جب یہ کہا تو لوگ خاموش ہو گئے اس کے بعد موفق نے اسے رہا کر دیا۔

اسی سال ہی میں رافع نے محمد بن زید علوی پر حملہ کر کے جرجان شہر اس سے چھین لیا تو وہ استرآباد کی طرف بھاگ گیا وہاں بھی چند سال تک اس نے محاصرہ کر کے رکھا جس کی وجہ سے مہنگائی اتنی ہو گئی کہ ایک درہم کا نمک دو درہم میں ملتا تھا پھر محمد بن زید علوی رات کو چھپ کر ساریہ چلا گیا تو اسی زمانہ میں رافع نے اس سے بہت سے شہر چھین لئے۔

اسی سال ماہ محرم یا صفر میں سلطان اندلس محمد بن عبدالرحمن حاکم اندلس نے ۶۵ سال کی عمر میں وفات پائی ایک سال کم ۳۵ سال انہوں نے حکومت کی۔ پستہ قد گندمی رنگت اور ناٹے قد والے چہرے پر چیچک کے داغ تھے۔ بہت زیادہ متقی اور خوبیوں کے مالک تھے۔ شعراء سے بڑی محبت کرتے تھے۔ ان پر بہت مال خرچ کرتے تھے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے منذر خلیفہ بنے لیکن ان کے ناقص انتظام کی وجہ سے اندلس میں بہت زیادہ فتنے پیدا ہو گئے تھے کہ اسی کی وجہ سے اسے ہلاک کر دیا گیا۔

خواص کا انتقال...... اس سال خواص میں سے ان حضرات کا انتقال ہوا۔

(۱)... امام احمد کے شاگرد ابوبکر احمد بن محمد بن الحجاج المروزی بڑے بزرگ تھے امام احمد تمام شاگردوں پر انہیں فوقیت دیتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور ان سے ضرورت کے وقت کام بھی لیتے تھے اور ان کو ہر وقت سوال کرنے کی اجازت تھی انہوں نے ہی بوقت وفات امام احمد کی آنکھیں بند کی تھیں اور انہیں غسل دینے والوں میں یہ بھی تھے۔

امام احمد سے انہوں نے بہت زیادہ مسائل نقل کئے ہیں اور امام احمد کے ساتھ رہنے کی وجہ سے انہوں نے بہت اونچا مقام حاصل کر لیا تھا ایک موقع پر سامراء میں ان کی خدمت میں ایک بہت بڑی رقم پیش کی گئی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔

(۲)...... احمد بن محمد بن غالب بن خالد بن مرداس ابو عبداللہ الباہلی البصری جو غلام خلیل کے نام سے مشہور ہیں، بغداد میں رہے سلیمان بن داؤد الشاذکونی، شیبان بن فروخ، قرہ بن حبیب وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے ان سے ابن سماک، ابن قانع وغیرہ نے روایت کی ہے۔

ان کے متعلق ابو حاتم کا قول ہے کہ ان کی احادیث منکر ہوتی ہیں اور مجہول شیوخ سے مروی ہوتی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ابو حاتم نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حدیث بیان کرنے میں غلط بیانی سے کام لینے والے شخص تھے مگر یہ خود نیک انسان تھے لیکن ابوداؤد وغیرہ نے اس بات کی تکذیب کی ہے۔

ابن عدی کا بیان ہے کہ خود ان کا قول ہے کہ لوگوں کے دلوں کو نرم کرنے کے لئے میں نے موضوع حدیثیں بیان کی ہیں، تو یہ عابد زاہد شخص تھے صرف سبزی پر گزارہ کرتے تھے ان کی وفات پر بغداد کے تمام بازار بند ہو گئے اور تمام لوگوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی پھر ان کو کشتی میں رکھ کر بصرہ لے جا کر اسی سال رجب میں وہیں ان کو دفن کر دیا۔

(۳) . احمد بن ملاعب انہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت کی ہے بہت بڑے عالم فاضل اور باعتماد ثقہ تھے ان کی وجہ سے اشاعت احادیث کا بہت کام ہوا۔

(۴)۔ ابو سعید حسن بن حسین بن عبداللہ بن سکری نحوی لغوی مصنف۔

(۵)۔.... اسحاق بن ابراہیم بن ہانی ابو یعقوب النیشاپوری امام احمد آزمائش کے زمانہ میں انہی کے پاس روپوش ہوئے تھے۔

(۶)۔.. عبداللہ بن یعقوب بن اسحاق تیمی العطار الموصلی ابن اثیر کا قول ہے کہ یہ حکام کے نزدیک عادل اور بہت بڑے محدث ہوئے تھے۔

(۷) . یحییٰ بن ابی طالب۔

(۸) .. ابوداؤد السجستانی۔

ابوداؤد سجستانی کے حالات[1] ...... یہ سنن ابوداؤد کے جامع ہیں ان کا نام سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد بن یحییٰ بن عمران ابوداؤد السجستانی ہے۔ جن محدثین نے طلب حدیث کے سلسلہ میں اسفار کیے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں چنانچہ انہوں نے محنت کے ساتھ احادیث جمع کر کے اپنی کتاب تصنیف کی مسائل کا استنباط کیا اور تالیف کی شام مصر جزیرہ عراق خراسان کے مشائخ سے انہوں نے بے شمار احادیث سنیں ان کی کتاب سنن ابی داؤد علماء میں بڑی مشہور و مقبول ہے ابو حامد غزالی کا قول ہے کہ ایک مجتہد کے لئے معرفت احادیث کے سلسلے میں سنن ابوداؤد کافی ہے۔

ابوداؤد سے پوری ایک جماعت نے احادیث نقل کی ہیں جن میں ان کے لڑکے ابوبکر عبداللہ، ابو عبدالرحمن نسائی، احمد بن سلیمان النجاد ہیں اور احمد بن سلیمان امام ابوداؤد سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں ابوداؤد بصرہ میں رہے اور ایک سے زائد مرتبہ بغداد آئے آپ نے ابوداؤد کا درس دیا۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ امام ابوداؤد نے سنن ابوداؤد بغداد میں لکھ کر امام احمد بن حنبل کی خدمت میں پیش کی تو انہوں نے اس کی تحسین کی اور اس کے متعلق تعریفی کلمات تحریر فرمائے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ ابوبکر محمد بن داسہ کے واسطے سے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہوں نے ابوداؤد کو یہ کہتے سنا ہے کہ میں نے پانچ ہزار حدیثیں لکھیں پھر ان میں چار ہزار آٹھ سو منتخب کر کے سنن ابی داؤد لکھی۔ اور ان سب کا خلاصہ یہ چار حدیثیں کافی ہیں۔

(۱)...... تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(۲)...... انسان کے اسلام کی خوبی میں سے یہ ہے کہ وہ غیر مفید کاموں اور باتوں کو چھوڑ دے۔

(۳)...... مومن اس وقت تک مومن کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جسے خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

(۴)...... حلال چیزیں بھی بالکل واضح ہیں اور حرام بھی بالکل واضح ہیں اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہات میں سے ہیں۔

خطیب کہتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن جعفر حنبلی سے انہوں نے ابوبکر خلال کو یہ کہتے سنا کہ امام ابوداؤد اپنے زمانے کے سب سے بڑے امام ہیں اور ایسے شخص ہیں کہ علوم کی تخریج کی معرفت اور ان کے مواضع کی شناخت میں امام ابوداؤد کے مقابلہ کا ان کے زمانہ میں کوئی شخص نہ تھا اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم متقی اور پرہیزگار تھے امام احمد نے ان سے ایک حدیث نبی کریم ﷺ کی سنی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ آپ ﷺ سے عتیرہ (وہ بکری جسے زمانہ جاہلیت میں مشرکین عرب رجب کے مہینہ میں اپنے بتوں کے نام ذبح کرتے تھے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے اس کی اچھائی بیان کی (ابتدائے اسلام کے زمانہ کی یہ بات ہے)۔

ابوبکر اصبہانی اور ابوبکر بن صدقہ امام ابوداؤد کی بڑی قدر کرتے تھے اور ان کی تعریف میں ایسے کلمات استعمال فرماتے تھے کہ کسی اور دوسرے کے لئے وہ کلمات استعمال نہیں فرماتے تھے۔

ابراہیم حربی کا قول ہے کہ امام ابوداؤد کے لئے حدیث اس قدر آسان اور نرم کر دی گئی تھی جس قدر حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔ کسی کہنے والے نے کہا کہ امام ابوداؤد دنیا میں حدیث کے سلسلے میں علل حدیث، سند حدیث کے سلسلے میں حفاظ اسلام میں سے ایک تھے آپ بڑے متقی عبادت گزار اور باعتماد مجتہدین حدیث میں سے تھے۔

کسی کا قول ہے کہ شریعت پر عمل کرنے میں حضرت ابن مسعود آپ ﷺ کے مشابہ علقمہ ان کے مشابہ ابراہیم علقمہ کے مشابہ منصور ابراہیم کے مشابہ سفیان منصور کے مشابہ احمد وکیع ان کے مشابہ ابوداؤد امام احمد کے مشابہ تھے۔

محمد بن بکر بن عبدالرزاق کا قول ہے کہ امام ابوداؤد کی دو آستینیں تھیں ان میں سے ایک کشادہ اور دوسری تنگ ہوتی تھی کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا

---

[1] تاریخ بغداد ۹/۵۵، ۵۹. تذکرة الحفاظ ۲/۵۹۱، ۵۹۳ تہذیب ۴/۱۶۹، ۱۷۳، الجرح والتعدیل ۴/۱۰۱، ۱۰۲ طبقات الحفاظ ۲۶۱، ۲۶۲ وفیات الاعیان ۲/۴۰۴، ۴۰۵.

کہ تمام دینی باتوں کی حفاظت کے لئے یہ کتاب اور دوسری کی ضرورت نہیں۔

امام ابوداؤد کی پیدائش ۲۰۲ھ میں ہوئی اور آپ نے ۲۷۵ھ میں بصرہ میں ۱۶ شوال ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی اور سفیان ثوری کی قبر کی بغل میں ان کو دفن کیا گیا ہم نے ان کے باقی حالات اور ان کے بارے میں علماء کے تعریفی کلمات کا بیان اپنی کتاب التکمیل میں درج کر دیا ہے۔

اسی سال محمد بن اسحاق بن عباس المکی مصنف التفسیر نے اسی عمر میں وفات پائی جو بڑا عبادت گزار اور نیک، حاذق اور عمدہ شاعر بھی تھا اس کے اچھے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں

(۱) بہت سے بیمار طبیب اور عیادت کرنے والے کی موت کے بعد بھی زندہ رہ جاتے ہیں۔

(۲) یہ ہو سکتا ہے کہ پرندہ کا شکار کیا جائے تو وہ فوراً موت سے بچ کر بھاگ جاتا ہے اور شکاری پر قضا نازل ہوتی ہے۔

واقعات ۲۷۶ھ

اسی سال محرم میں بغداد کی پولیس پر موفق کی جانب سے عمرو بن لیث کو مقرر کیا گیا اور اس کا نام جھنڈوں اور ڈھالوں پر لکھا گیا پھر اسے معزول کیا گیا اور اسے معزول کر کے اس کی جگہ عبید اللہ بن طاہر کو مقرر کر دیا گیا۔

اسی زمانہ میں موفق نے ابن ابی الساج کو آذربائیجان کا نائب مقرر کیا اور اسی سال حمدان بن حمدون اور ہارون الشاری الخارجی نے موصل شہر پر قبضہ کا ارادہ کیا چنانچہ مشرقی جانب اس نے پڑاؤ ڈالا مجبوراً اس کے باشندوں نے اس کے پاس آ کر امن طلب کیا تو اس نے ان کو امن دے دیا اور پھر وہاں سے لوٹ آیا۔

اسی سال حرمین اور طائف کے امیر ہارون بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا جب وہ واپس پہنچا تو کسی جگہ [illegible] ان کا تقرر بھی نہیں ہوا اور [illegible] پورا شہر ہلاک ہو گیا [illegible]۔

ابن جوزی نے المنتظم اور ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ اسی سال بصرہ کی نہر الصلہ میں ایک ٹیلہ ابھر آیا (جو ٹیلہ بنی شقیق کے نام سے مشہور ہے) اس میں حوض کی طرح سات قبریں تھیں اور ان میں سات سالم جسم تھے جن میں سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی ان میں سے ایک نوجوان تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے اور اس کے ہونٹ پر تری تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس نے ابھی پانی پیا ہے اس کی آنکھیں سرمگیں تھیں اور اس کی کوکھ پر ضرب کا نشان تھا لوگوں نے اس کے بال اتارنے کی کوشش کی لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ زندہ شخص کے بال ہیں اس لئے اپنی کوشش میں ناکام رہے۔

اسی سال احمد بن حازم بن ابی غرزہ (جو مسند کے مشہور مصنف ہیں اور ان سے عالی اسناد حدیث مروی ہیں) اور بقی بن مخلد کا انتقال ہوا۔

بقی بن مخلد کے حالات...... یہ ابو عبدالرحمن اندلسی الحافظ الکبیر ہیں ان کی مسند فقہی ترتیب پر ہے [illegible]۔ سولہ سو صحابہ کرام سے روایتیں نقل کی ہیں ابن حزم نے ان کی مسند کو مسند احمد پر ترجیح دی ہے لیکن میرے نزدیک یہ بات قابل غور ہے بظاہر یہ ہے کہ مسند احمد جامع ہونے میں اس سے بڑھی ہوئی ہے اور اس سے زیادہ جامع ہے۔

آپ نے حصول حدیث کے لئے عراق وغیرہ کا سفر کر کے دو سو چوراسی محدثین عظام سے حدیث لی ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی تصنیفات ہیں اور یہ مرد صالح، عابد و زاہد، مستجاب الدعوات تھے ایک مرتبہ ان کے پاس ایک عورت نے آ کر کہا کہ میرے لڑکے کو فرنگی پکڑ کر لے گئے ہیں میرے پاس ایک چھوٹا سا مکان ہے آپ میرا وہ مکان فروخت کرا دیں اور اس کی رقم دے کر اپنے لڑکے کو آزاد کرا سکوں کیونکہ میں ہر وقت پریشان رہتی ہوں مجھے نہ سکون ہے نہ مجھے کھانا پینا اچھا لگتا ہے انہوں نے اس سے کہا اب تم چلی جاؤ میں کچھ کرتا ہوں چنانچہ وہ

عورت چلی گئی اور یہاں انہوں نے اللہ سے دعا مانگنا شروع کی تھوڑی دیر کے بعد وہ عورت بچے کو لے کر آئی اور کہہ رہی تھی کہ میرا بیٹا چھوٹ کر آ گیا ہے انہوں نے اس لڑکے سے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا میں بھی دوسروں کے ساتھ بادشاہ کی خدمت پر لگا دیا گیا تھا ایک بار میں جا رہا تھا کہ میرے پاؤں سے بیڑیاں خود بخود نکل گئیں پھر سے لگانے کا قصد کیا، کہنے لگے کہ یہ تو نے کیا کیا ہے میں نے کہا کہ مجھے خبر تک نہیں ہوئی انہوں نے دوبارہ اس کے ذمے پیچ خوب مضبوطی سے وہ بیڑی پھر سے پاؤں میں ڈالی لیکن وہ پھر کھل گئی اور تین بار یہی ہوا آخر وہ پریشان ہو کر راہب کے پاس گئے اور اس سے یہ صورت حال بیان کر دی اس نے پوچھا کہ اس کی والدہ زندہ ہے میں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ اس نے اپنے بچے کے لئے دعا کی ہے اور وہ پوری ہو گئی اس لئے تم اسے آزاد کر دو چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میں اپنے گھر پہنچ گیا معلوم ہوا کہ وہی وقت تھا جب شیخ نے اس کے لئے دعا کی تھی۔

بقی بن مخلد کا بھی اسی سن انتقال ہوا اور یہ بہت صدقہ کرنے والے اور بہت نماز پڑھنے والے تھے ابن حزم الاندلسی نے ان کی تعریف کی ہے البتہ ابن اثیر نے کامل میں ان پر اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ ان میں تکبر اور حماقت کا رنگ تھا لیکن یہ دونوں باتوں کو کم کیا جا سکتا ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں ابن قتیبہ بھی ہیں ان کا نام عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری ثم البغدادی ہے اور ان کا شمار علماء، ادباء اور ذہین لوگوں میں ہوتا تھا اور یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔ جس کے گواہ بھی ان کی تصنیفات ہیں۔ کوئی تصنیف ایسی نہ تھی جو ان کو یاد نہیں ہوتی تھی۔

ان کی وفات کا سبب یہ ہوا تھا کہ انہوں نے گرم گرم ہریسہ کا ایک لقمہ کھایا تھا جس کی وجہ سے پیٹ میں سخت ان کی زبان سے چیخ نکلی اور ظہر تک اس کی وجہ سے بے ہوش رہے پھر کچھ افاقہ ہوا پھر مستقل زبان پر کلمہ شہادت جاری رہا حتیٰ کہ اسی حال میں جب سحری کے وقت ان کی وفات ہو گئی دوسرا قول ان کی وفات کے بارے میں ۲۷۰ھ کا ہے لیکن اول قول صحیح ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں عبدالملک بن محمد بن عبداللہ ابو قلابہ الرقاشی بھی تھے۔ یہ حافظ قرآن تھے ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ لیکن ان کا لقب ابو قلابہ ان کی کنیت پر غالب تھا انہوں نے یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، ابو داؤد طیالسی وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے۔ پھر ان سے ابن صاعد، کامل، نجاد، ابوبکر شافعی وغیرہ نے نقل کی ہے یہ بتاتے ہیں کہ یہ روزانہ چار سو رکعتیں نفل پڑھتے تھے۔ انہوں نے حافظہ سے ساٹھ ہزار احادیث روایت کی ہیں ان میں سے بعض کا غلط ہونا انہیں معلوم بھی تھا۔ ان کی وفات اسی سال شوال میں ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی۔

اسی طرح محمد بن احمد بن ابی العوام، محمد بن اسماعیل الصائغ، یزید بن عبدالصمد نے بھی اسی سال وفات پائی۔

اسی سال وفات پانے والوں میں ابن ابی الرداد بھی ہیں ان کا نام عبداللہ بن عبدالسلام بن عبداللہ بن الرداد المؤذن صاحب المقیاس ہے انہوں نے مصر میں وفات پائی۔ جہاں تک ان کی اور ان کی اولاد کی طرف مقیاس کی نسبت کا تعلق ہے ابن خلکان نے ذکر کیا ہے واللہ اعلم بالصواب۔

واقعات ۲۷۷ھ

اس سال طرطوس کے نائب حاکم یازمان الخادم نے خمارویہ کے حق میں خطبہ دیا کیونکہ خمارویہ نے اس کے پاس بہت سا مال اور تحفے تحائف بھیجے تھے۔

اسی زمانے میں خمارویہ کے لوگوں کی ایک جماعت بغداد آئی۔

اسی سال بغداد میں مظالم کی روک تھام کے لئے یوسف بن یعقوب کو مقرر کیا گیا اور لوگوں میں یہ اعلان کرایا گیا کہ اگر کسی پر ظلم ہوا ہے اگرچہ وہ خلیفہ موفق یا امام ہی کیوں نہ ہو ان میں سے کسی نے کیا ہے تو وہ شخص حاضر ہو جائے اس کی وجہ سے لوگوں میں اچھی عادت کی دعوت پڑی اور ایک بہادری کا مظاہرہ ہوتا رہا گزشتہ وقت اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اس سال بھی گزشتہ سال والے امیر نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ...... اس سال بیان کردہ لوگوں میں سے ان حضرات کا انتقال ہوا:

ابراہیم بن صرما ابو اسحاق بن ابی الحسن ابن سامرہ کے بعد بغداد کے قاضی تھے ابو اسحاق الکوفی انہوں نے علی بن عبید وغیرہ سے ۲ عدد حدیث کی سماعت کی ان سے ابن ابی الدنیا وغیرہ نے روایت کی ہے ثقہ عالم و جلیل صحیح تھے ۹۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی ابو احمد بن حنبل۔

احمد بن عیسیٰ کے حالات [1] یہ ابو سعید الخراز ہیں جو عبادت، زہد، تقویٰ، مراقبہ میں مشہور صوفیہ میں سے ہیں اور ان علوم کے بارے میں ان کی تصنیفات بھی ہیں۔ ان کی کرامات اور احوال لوگوں میں مشہور ہیں۔ تکالیف پر صبر کرنے کے عادی تھے انہوں نے ابراہیم بن ادہم کے شاگرد ابراہیم بن بشار وغیرہ سے حدیث کی روایت کی ہے اور ان سے علی بن محمد المصری اور ایک جماعت نے روایت کی ہے۔

ان کے عمدہ کلام میں سے چند ایک:

قول:... ایک یہ بھی ہے کہ دعا میں تمہیں اللہ کے سامنے جو دعا آ جائے تو تم اس کے ذریعے ادب اور عزت سے اپنی بخشش کراؤ۔

قول:... عافیت نیکوں اور بروں کے لئے ایک قسم کا پردہ ہے لیکن بلا کے نازل ہونے کے وقت انسان کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔

قول:... باطن کے خلاف ظاہر ہر عمل باطل ہے اور فرمایا کہ حقائق باطنی کے ساتھ مشغولیت وقت حاضر کا ضیاع ہے اور فرمایا کہ مقربین کے گناہ نیک لوگوں کی نیکیاں ہیں۔

قول:..... اللہ تعالیٰ کے فیصلے سے پہلے رضا کا اظہار اور فیصلے کے بعد رضا کا نام تسلیم ہے۔

امام بیہقی نے اپنی سند سے روایت کیا کہ ان سے آپ علیہ السلام کے اس قول (کہ لوگوں کے دل فطرتاً اپنے محسن سے محبت کرتے ہیں) کے بارے میں پوچھا گیا تو جواب میں آپ نے فرمایا کہ تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ تعالیٰ کو محسن سمجھتے ہوئے بھی اس کی طرف کامل طور پر متوجہ نہیں ہوتا۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اگرچہ صحیح نہیں لیکن پھر بھی ان کا جواب بہتر ہے۔

ایک مرتبہ ان کے لڑکے سعید نے ان سے چاندی کا ایک دانق مانگا تو جواب میں فرمایا کہ اگر تم اللہ سے ڈرنے والے ہو کر بادشاہوں کے دروازے تک چلے جاؤ لیکن پھر بھی ان کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو تو تم میرے بیٹے ہو۔

ابن عساکر نے ان سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ بھوک کی وجہ سے میں نے اللہ تعالیٰ سے کھانے کے سوال کا ارادہ کیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ بات توکل کے خلاف ہے پھر میں نے صبر کے سوال کا ارادہ کیا تو ایک آواز دینے والے نے آواز دے کر یہ اشعار کہے۔

(۱) وہ یہ جانتا ہے کہ وہ ہم سے قریب ہے اور ہمارے پاس آنے والا ضائع نہیں کیا جاتا ہے۔

(۲) ... وہ ہم سے ضعف اور عاجزی کے باوجود صبر طلب کرتا ہے گویا کہ نہ وہ ہمیں دیکھتا ہے اور نہ ہم اسے دیکھتے ہیں۔

یہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں چند فرشتوں کے پاس تھا اور میں نے کہا کہ محب صادق کی ہر چیز لذت بخش ہوتی ہے لیکن مشتاق کو نشانی اور علامت ملنے پر بھی تسلی نہیں ہوتی بلکہ وہ اس کے حالات جاننے کے بارے میں کوشش کرتا رہتا ہے۔

پھر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

(۱) میں تم سے اپنے محبوب کے بارے میں سوال کرتا ہوں کیونکہ اس کے دور ہونے کے بعد اس کے بارے میں مجھے کوئی خبر نہیں۔

(۲) ... کاش کہ مجھے اس کی جگہ اور اس کے ٹھکانے کے بارے میں خبر ہوتی۔

(۳) اس وقت میں ہوا کی طرح تیز چلتا اس کا پیچھا کرتا اگرچہ میری سواری کے ساتھی تھک کر خستہ ہو جاتے۔

ان کی وفات کے بارے میں تین قول ہیں (۱) ۲۷۷ھ (۲) ۲۸۶ھ (۳) ۲۹۱ھ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

اسی سال یحییٰ بن عبداللہ بن عثمان بن ذکوان بن معاذ الطیالسی الانصاری (جن کا لقب رہ گیا ہے) کی وفات ہوئی انہوں نے عفان وغیرہ سے

---

[1] تاریخ بغداد ۲۷۶/۴، المنتظم ۲۷/۵، طبقات الصوفیہ ۲۲۸، حلیۃ الاولیاء ۲۴۶/۱۰، ۲۴۹، شذرات الذہب ۱۹۲/۲، ۱۹۳، طبقات الاولیاء ص ۳۰، ۳۵، صفۃ الصفوۃ ۲/۲۳۵، اللباب ۴۲۹/۱

سماعت حدیث کی ہے۔ پھر ان سے ابوبکر شافعی وغیرہ نے روایت کی ہے دارقطنی نے ان کی توثیق کی ہے اسی سال ۹۲ سال کی عمر میں ماہ شوال میں ان کی وفات ہوئی۔

ابوحاتم الرازی کے حالات ...... یہ محمد بن ادریس بن منذر بن داؤد بن مہران ابوحاتم الحنظلی الرازی ہیں جو آئمہ حفاظ حدیث، علل حدیث اور جرح و تعدیل کے جاننے والوں میں سے ہیں۔ ابوزرعہ کے ساتھی ہیں انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں اور حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے اور کبار محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں۔ پھر خود ان سے بہت سے حضرات نے روایت حدیث کی ہے جن میں ربیع بن سلیمان اور یونس بن عبدالاعلیٰ جو ان سے عمر میں بڑے ہونے کے باوجود روایت کرنے والے ہیں۔

ابوحاتم نے بغداد بھی آ کر درس حدیث دیا اور بغداد والوں نے بھی ان سے احادیث روایت کی ہیں جن میں ابراہیم حربی، ابن ابی الدنیا اور محاملی وغیرہ بھی شامل ہیں۔

ایک بار انہوں نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ میں نے طلب حدیث میں ہزار ہزار فرسخ پیدل سفر کیا ان کے متعلق یہ بھی آتا ہے کہ بعض مرتبہ ان پر فقر و فاقہ کی نوبت آئی حتی کہ تین دن تک بھوکے رہے اور پھر کسی ساتھی سے نصف دینار قرض لے کر گزارہ کیا۔ علماء فقہاء نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں۔

بعض مرتبہ انہوں نے بڑے بڑے محدثین کو چیلنج کرتے ہوئے فرمایا کہ جو مجھے ایک صحیح حدیث سنائے گا اس کو میں ایک درہم دوں گا لیکن کوئی بھی ایسا نہیں کر سکا حالانکہ اس وقت حاضرین میں ابوزرعہ رازی جیسے محدثین بھی تھے۔

ان کی وفات اسی سال ماہ شعبان میں ہوئی۔

اسی سال محمد بن الحسن بن موسیٰ بن الحسن ابوجعفر الکوفی الخراز جو جندی سے مشہور ہیں ان کی بھی وفات ہوئی مسند کبیر انہی کی کتاب ہے۔ عبیداللہ بن موسیٰ القعنبی، ابی نعیم وغیرہ سے انہوں نے روایت حدیث کی ہے پھر ان سے ابن صاعد، محاملی، ابن سماک وغیرہ نے روایت کی ہے یہ صدوق و ثقہ تھے۔

محمد بن سعدان ابوجعفر الرازی کی بھی اسی سال وفات ہوئی انہوں نے ۵۰۰ سے زائد مشائخ سے حدیثیں سنی ہیں لیکن ان میں سے چند حدیثیں ان سے مروی ہیں اسی سال شعبان میں ان کا انتقال ہوا۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ محمد بن سعدان البزاز کا قعنبی سے روایت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ غیر مشہور ہیں اور محمد بن سعدان النحوی مشہور ہیں جن کی وفات ۲۳۱ھ میں ہوئی۔

ابن الاثیر نے کامل میں کہا ہے کہ اسی سال یعقوب بن سفیان بن حران الامام الفسوی کا انتقال ہوا اور یہ شیعیت کی طرف مائل تھے۔

یعقوب بن یوسف بن معقل الاموی جن کے موالی ابوالعباس احمد بن الاصم کے والد ہیں ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

عریب المغنیہ المامونیہ کا انتقال بھی اسی سال ہوا بعض حضرات کا قول ہے کہ یہ جعفر بن یحییٰ البرمکی کی لڑکی تھی۔

یعقوب بن سفیان بن حران کے حالات[1] ...... یہ ابو یوسف بن ابی معاویہ الفارسی الفسوی ہیں انہوں نے کافی حدیثوں کا سماع کیا ہے اور ایک ہزار سے زائد ثقہ مشائخ حدیث سے روایت کی ہیں، ان میں سے ہشام بن عمار، دحیم، ابوالجماہر سلیمان بن عبدالرحمٰن، سعید بن منصور، ابو عاصم مکی بن ابراہیم، سلیمان بن حرب، محمد بن کثیر، عبیداللہ بن موسیٰ اور قعنبی بھی ہیں۔ پھر ان سے روایت کرنے والوں میں امام نسائی، ابوبکر بن ابی داؤد، حسن بن سفیان، ابن خراش، ابن خزیمہ، ابوعوانہ الاسفرائنی وغیرہ ہیں۔ انہوں نے تاریخ و معرفت وغیرہ پر بہت سی مفید کتابیں لکھی ہیں۔

حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز ملکوں کے سفر کئے اور ۳۰ سال تک گھر سے باہر رہے۔

ابن عساکر نے ان سے روایت کیا ہے کہ زمانہ طالب علمی میں چراغ کی روشنی میں احادیث لکھتا تھا ایک رات لکھتے لکھتے اچانک میری آنکھ پر

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۵۸۲، ۵۸۳ تہذیب التہذیب ۱۱/ ۳۸۵ الجرح والتعدیل ۹/ ۲۰۸ شذرات الذہب ۲/ ۱۷۱

کوئی چیز کسی مرض کی وجہ سے میری بینائی ختم ہوگئی حتی کہ چراغ بھی مجھے نظر نہیں آتا تو مجھے بڑا افسوس ہوا کہ بینائی بھی جاتی رہی اور اس کی وجہ سے کتابت حدیث کا مشغلہ بھی جاتا رہا اور اس وقت ویسے بھی میں گھر سے دور ہوں پھر میری آنکھ لگ گئی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو میں نے آپ علیہ السلام کے سامنے اپنی پریشانی کا اظہار کیا آپ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا تو میں قریب ہو گیا پھر آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک میری آنکھوں پر رکھا اور ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ آپ قرآن کریم کی تلاوت فرما رہے ہیں پھر بیدار ہونے پر میری بینائی لوٹ آئی اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

ابوزرعہ دمشقی، حاکم ابوعبداللہ نیشاپوری ان کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ فارس میں حدیث کے امام تھے آپ نیشاپور بھی آئے اور وہاں بھی مشائخ سے حدیثیں سنیں بعض نے ان کے بارے میں کہا کہ یہ تشیع کی طرف مائل تھے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ فارس کے امیر یعقوب بن لیث کو ان کے بارے میں کسی نے شکایت کی یہ حضرت عثمان بن عفان پر اعتراض کرتے ہیں تو انہوں نے ان کو حاضر ہونے کا حکم دیا ان کے وزیر نے ان کو بتایا کہ یعقوب بن سفیان ہمارے شیخ عثمان بن عفان السجزی پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ عثمان بن عفان صحابی پر اعتراض کرتے ہیں اس پر حاکم نے کہا کہ اگر واقعی ایسا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

ابن عساکر فرماتے ہیں کہ ان کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ عثمان بن عفان صحابی پر اعتراض کرتے تھے ٹھیک نہیں اس لئے کہ یہ بڑے جلیل القدر محدث تھے۔

ان کی وفات اسی سال رجب میں بصرہ میں ہوئی۔ وفات کے بعد کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ ان سے سوال کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرما دی اور فرمایا کہ جیسے تم دنیا میں احادیث لکھواتے تھے آسمان پر بھی لکھواؤ تو میں چوتھے آسمان پر بیٹھتا ہوں اور میرے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت جن میں حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہوتے ہیں اور وہ سونے کے قلموں سے مجھ سے سن کر احادیث لکھتے ہیں۔

عریب المامونیہ کے حالات...... ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات قلمبند فرمائے ہیں بعض حضرات سے منقول ہے کہ یہ جعفر البرمکی کی بیٹی ہیں۔ برامکہ کی حکومت کے خاتمہ کے وقت ان کو اغوا کر کے مامون الرشید کو فروخت کر دیا تھا۔ آگے علامہ ابن اسحاق کے حوالے سے ان کے حالات نقل کیا ہے کہ یہ عورتوں میں سب سے زیادہ حسین ادیبہ تھی اچھے دل ربا گانا گانے والی اور شطرنج کھیلنے والی تھی۔ تمام خوبیاں جو عورتوں میں ہوتی ہیں ان میں وہ تمام موجود تھیں۔ آپ کے ساتھ ساتھ فصیح اللسان ادیبہ فصیح و بلیغ اشعار کہنے والی تھی مامون اس سے محبت کرتا تھا پھر اس کے بعد معتصم اس سے محبت کرتا تھا لیکن یہ محمد بن حامد نامی شخص سے محبت کرتی تھی اور ابن عساکر کے بقول اس نے بارہا اس کا اظہار بھی کیا۔

پھر اس کے بعد یہ صالح منذری سے محبت کرنے لگی اور چھپ کر اس نے اس سے شادی بھی کر لی تھی اور اس کے بارے میں اشعار بھی کہتی تھی ایک مرتبہ اس نے متوکل کے سامنے اشعار کہے پھر دیکھا تو اس کی سہیلیاں مسکرا رہی تھیں اس پر متوکل نے اس سے کہا کہ اس کا عمل تمہارے عمل سے بہتر ہے۔

ابن عساکر نے اس کے اشعار کثرت سے نقل کئے ہیں یہاں پر وہ اشعار نقل کئے جاتے ہیں جو اس نے متوکل کی عیادت آنے کے موقع پر پڑھتے ہوئے کہے

> لوگوں نے آ کر مجھے خبر دی کہ خلیفہ کو بخار ہو گیا میں نے کہا کہ شوق کی آگ میرے سینے میں بھڑکا دی ہے کاش خلیفہ کی بیماری مجھے لگ جاتی اور ان کو آرام ہو جاتا۔ میرے مغموم ہونے کے لئے اتنا کافی ہے کہ میرے سامنے اس کے بخار کا تذکرہ کیا جائے پھر بھی غم کے باوجود میں صبر کئے بیٹھی ہوں۔ میری جان خلیفہ پر قربان ہو اور میرا شکر کے طور پر خلیفہ کے لئے قربانی اور بہت سا مال دے دینا ہی ہے۔

پھر اس کے صحت یاب ہونے پر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

میں تیری صحت کی نعمت کے مقابلے میں اس ذات کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے آپ کو صحت عطا کی۔ ہمیشہ آپ بیماریوں اور مصیبتوں سے دور رہیں۔ آپ کی صحت کی وجہ سے زمانہ کی رونق لوٹ آئی اور سخاوت اور داد و دہش کے بازوؤں میں تیزی آگئی۔ آپ سے زیادہ درگزر کرنے والا اور برائیوں کو ختم کرنے والا آج کے بعد دین کی حفاظت کے لئے کوئی بادشاہ کھڑا نہیں ہوگا۔ اللہ ہمیشہ جعفر کو صحیح سلامت رکھے اور اس کی پیشانی کے نور سے ظلم کی تاریکیوں کا خاتمہ فرمائے۔

یہ چند اشعار بھی اس نے خلیفہ کی صحت کے زمانہ میں پڑھے:

> گمراہی اور کفر کے نہ چاہنے کے باوجود خلیفہ جعفر کو صحت عطا کرنے والی ذات کی ہم تعریف کرتے ہیں۔ اس کی بیماری کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چاند کو تھوڑا سا گہن لگ گیا اور پھر وہ روشن ہو گیا ہو۔ اس کی صحت دین کے لئے عزت و رفعت ہے اس کی بیماری دین کے لئے مضبوط کڑا توڑنے کے مترادف ہے۔ اس نے بیمار ہو کر پورے عالم کو بیمار کر دیا اور اس کے خوف کی شدت سے شہر بے تاب ہو گئے۔ تیرے صحت یاب ہونے پر لوگ بھی صحت یاب ہو گئے اور اس سے پہلے وہ گویا آپ کے انگاروں پر پڑے ہوئے تھے۔ خلیفہ جعفر کی سلامتی ہماری دنیا کی سلامتی ہے اور اللہ کرے وہ قیامت تک صحیح سالم رہے۔ اس نے فضل و احسان لوگوں پر عام کیا اور وہ تقویٰ اور گناہوں سے دور ہے۔

ان کے علاوہ بھی اس کے بہت عجیب اور عمدہ ان کے اشعار ہیں اس کا دیوان بھی مشہور ہے اور اس کی وفات ۲۷۷ھ ہے ۶۲ سال کی عمر میں اس نے سر من رائی میں وفات پائی۔

واقعات ۲۷۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم میں ایک ستارہ نکلا جو سر کے بالوں کی طرح گھنا اور بڑھا ہوا تھا پھر وہ اور زیادہ بڑا ہو گیا۔

اسی زمانہ میں دریائے نیل کا پانی اتنی گہرائی میں چلا گیا کہ جس کی سابقہ اور موجودہ زمانہ میں نظیر نہیں ملتی اور اس کی وجہ سے مہنگائی بھی بہت زیادہ ہو گئی۔

اسی سال ہی میں عبید اللہ بن سلیمان کو وزارت کی خلعت سے نوازا گیا اسی سال محرم میں موفق زنج کی جنگ سے واپسی کے موقع پر لوگوں نے شہر سے نکل کر اس کا استقبال کیا پھر وہ بغداد پہنچا تو وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا اور صفر کے شروع تک گھر سے باہر نہ نکل سکا اور پھر چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔

فرقہ قرامطہ کی تحقیق۔۔۔ اسی زمانہ میں عراق میں قرامطہ نے زور پکڑا جو زندقہ اور الحاد کا ایک فرقہ ہے جو فارس کے مجوسیوں کی اقتدا کرتا ہے جو زردشت اور مزدک کی نبوت مانتے ہیں یہ دونوں ہر حلال کو حرام کرنے والے ہیں پھر اس کے بعد ہر باطل پرستی کی دعوت دینے والے بن گئے دراصل ان کو قرمطی کہا جانے کی وجہ سے بعض لوگوں نے کہا ہے اور قرمط بن الاشعث کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ان کا نام فرقہ قرامطہ مشہور ہو گیا۔

انہیں اسماعیلیہ بھی کہا جاتا ہے یعنی اسماعیل الاعرج بن جعفر صادق کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے فرقہ اسماعیلیہ ہے۔

ان کے متعلق ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کے لیڈر نے انہیں ہر روز ۵۰ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا تاکہ ان سے ان کا مکر و فریب پوشیدہ رہے پھر اس نے داعی مقرر کئے اور اپنے متبعین کے لئے کچھ اصول وضع کرنے کے بعد انہیں امام اہل بیت کی دعوت دی۔

ان کا تیسرا نام باطنیہ ہے کیونکہ یہ رفض کو ظاہر اور خالص کفر کو چھپاتے ہیں۔

اسی فرقہ کا پہلا نام خرمیہ اور بابکیہ ہے۔ بابک خرمی جس کا ظہور معتصم کے زمانہ میں ہوا تھا اور پھر اس کو قتل کر دیا گیا تھا اس کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے ان کا یہ نام مشہور ہو گیا ہے۔

انہی کا پانچواں نام محمرہ ہے سرخی کی علامت اور پھر اس کی موافقت میں لال رنگ کے کپڑے پہننے کی وجہ سے یہ نام مشہور ہو گیا ہے۔ امام معصوم کی طرف تعلیم کی نسبت کرنے کی وجہ سے ان کا چھٹا نام تعلیمیہ ہے۔ رائے اور عقل کے مقتضیٰ کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا اس کی وجہ سے ان کا ساتواں نام سبعیہ مشہور ہو گیا ہے کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ سات متحیر ستارے ہی اس عالم کو چلانے والے ہیں چنانچہ پہلے آسمان میں ستارہ قمر دوسرے میں عطارد تیسرے میں زہرہ چوتھے میں شمس پانچویں میں مریخ چھٹے میں مشتری ساتویں میں زحل ستارہ ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ فرقہ باطنیہ اب بھی ایک ایسی جماعت باقی ہے کہ سال میں ایک بار رات کے وقت ان میں مردوں اور عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ جس میں بتی بجھا دی جاتی ہے پھر وہ لوگ عورتوں پر دست درازی کرتے ہیں پھر جو عورت جس مرد کے ہاتھ لگ جاتی ہے وہ اس کو پکڑ کر اپنے لئے حلال سمجھتا ہے حالانکہ یہ زنا کاری کرتا ہے۔ ابن الجوزی نے ان کے حالات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

ابن الجوزی سے پہلے باقلانی جو متکلم کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے بھی اپنی کتاب (ھتک الاستار و کشف الاسرار) میں بڑی تفصیل سے رد کیا ہے اور اس کتاب پر بھی رد کیا ہے جسے فاطمیوں کے قاضی نے دیار مصر میں تصنیف کیا تھا جس کا نام اس نے (البلاغ الاعظم والناموس الاکبر) رکھا تھا اور اس کی دعوت کو ۱۶ مرحلوں پر تقسیم کیا تھا۔ اول مرحلہ میں لوگوں کو اپنا ہم خیال بنانے کے لئے کہتے تھے کہ اگر وہ اہل سنت میں سے ہو تو اس کو صرف اتنا کہتے تھے کہ حضرت علیؓ کو حضرت عثمانؓ پر فضیلت حاصل تھی پھر چوتھے مرحلے میں کہتے تھے کہ حضرات شیخین کا انکار کر دیا گیا ہے کیونکہ انہوں نے حضرت علیؓ اور اہل بیت پر ظلم کیا تھا پھر کہتے کہ صحابہ کرام نے شیخین کے ہاتھ پر بیعت کر کے اور باقی امت نے ان کی تائید کر کے غلطی کی ہے۔ پھر حتیٰ کہ دین اسلام پر انہوں نے اعتراض کرنا شروع کر دیا اور پھر ایسی گمراہی کی باتیں پیش کرنے لگے جن کو بے وقوف جاہل بدبخت ہی قبول کر سکتا ہے۔

ان جیسے لوگوں ہی کے متعلق قرآن میں ارشاد باری ہے کہ:

> قسم ہے آسمان کی جس میں راستوں کے جیسے جالے ہیں کہ تم سب لوگ قیامت کے بارے میں مختلف گفتگو میں ہو اس سے وہی پھرتا ہے جس کو پھیرا جاتا ہے۔ {سورۃ الذاریات آیت ۷۔۹}

یعنی اس کے راستے گمراہی میں مبتلا ہونے والے کو ہی گمراہ کرتا ہے۔ اسی طرح ارشاد خداوندی ہے:

> تم اور جس کی تم عبادت کرتے ہو کوئی بھی کسی کو بہکانے والا نہیں ہے ہر ایک کو جہنم میں داخل ہونا ہی ہے۔

(سورۃ الصافات آیت ۱۶۱۔۱۶۳)

اور یہ بھی فرمایا کہ:

> اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے دشمن جن اور انسان بنائے ہیں جو ایک دوسرے کو دھوکہ دینے کے لئے ملمع کی ہوئی باتیں سکھاتے اور بناوٹ کر کے باتیں کیا کرتے تھے لیکن اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ ایسی حرکتیں نہیں کر سکتے تھے اس لئے اے نبی آپ ان لوگوں کو ان کے جھوٹ اور بہتان میں ہی چھوڑ دیجئے اور یہ کہ ان لوگوں کی غلط باتوں کی طرف ان کے دل مائل رہیں جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور وہ انہی باتوں اور قول و فعل سے راضی رہیں اور دوسروں کی طرح یہ بھی اسی انداز سے جرم کرتے رہیں۔

(سورۃ الانعام آیت ۱۱۲۔۱۱۳)

ان سے ملتی جلتی اور بہت سی آیات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جاہل گمراہوں کے ساتھ صرف گمراہ لوگ ہی شریک ہوتے ہیں جیسا کہ بعض شعراء کا قول ہے کہ وہ گمراہوں اور بیوقوفوں کے علاوہ کسی پر غالب آنے والا نہیں۔

پھر یہ فرقہ کفر و زندقہ اور جہالت میں اس حد تک پہنچ گیا کہ گمراہی میں داخل ہونے کے لئے ان سے دور رہنا ہی بہتر ہے اور یہ کفر جہالت سے ایسی باتیں کرتے تھے جو خود شیطان نے ان سے سیکھی ہیں جیسا کہ بعض شعراء کا قول ہے کہ میں ابلیس کے لشکر کا ایک فرد تھا اب ابلیس میرے لشکر کا ایک فرد

ملتی گئی ہے۔

قصہ مختصر یہ ہے کہ اس فرقے نے اس سال اور بعد کے سالوں میں سب پر اپنا رعب جما لیا اور ان کی پوزیشن اتنی مستحکم ہو گئی کہ انہوں نے علی الاعلان مسجد حرام میں داخل ہو کر حاجیوں کو قتل کر دیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر اپنے شہر لے گئے یہ ۳۱۷ھ کا واقعہ ہے پھر ۳۳۹ھ تک حجر اسود انہی کے قبضے میں رہا جس کی وجہ سے ۲۲ سال تک حجر اسود اپنی جگہ سے غائب رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سب کچھ خلافت کے کمزور ہونے اور ترکیوں کے منصب خلافت تک رسائی حاصل کر لینے اور ان کے شہروں پر قابض ہو جانے اور آپس کے اختلافات کی وجہ سے ہوا۔

اس سال دو بڑے واقعات ہوئے (۱) کافر فرقہ باطنیہ کا ظہور (۲) ناصر الدین ابو احمد الموفق کا انتقال۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے زنج کے بعد اس گروہ کے مقابلہ میں مسلمانوں کے لئے ان کے خلاف مددگار بنایا ہوا تھا۔

ابو احمد الموفق کے حالات ...... یہ امیر ناصر الدین اللہ ہیں ان کا نام الموفق اور طلحہ بن متوکل بھی کہا جاتا ہے۔ جب ان کا بھائی معتمد خلیفہ بنا تو اسی وقت اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ جعفر کے بعد یہ خلیفہ ہوں گے پھر جب جعفر کی موت واقع ہوئی اور ان کی خلافت کا زمانہ آیا تو لوگوں نے موفق کو ناصر الدین اللہ کا لقب دیا اور اس کے بعد امور سلطنت انہی کے قبضے میں آ گئے۔ اور خراج و زکوٰۃ وغیرہ انہی کے پاس جمع ہونے لگیں اور خطبوں میں بھی ان کا نام لیا جانے لگا اس طرح کہ "اے اللہ ناصر الدین اللہ ابو احمد الموفق جو امیر المومنین کے بھائی اور مسلمانوں کے ولی عہد ہیں ان کی اصلاح فرما" پھر اتفاق ان کے بھائی کی موت سے چند ماہ پہلے ہی ان کا انتقال ہو گیا یہ عقل مند، بہادر، خوش مزاج اور لوگوں کی محبت کرنے والے تھے اپنے ساتھیوں کا خیال رکھتے تھے اور ہر وقت مظلوم کو ظالموں سے بدلہ دلاتا تھا اور ادب و نسب وغیرہ میں مہارت تامہ رکھتا تھا اس کے علاوہ بھی ان کی بے شمار خوبیاں تھیں۔

ان کی موت کا سفر ...... ایک موقع پر ان کو نقرس کا مرض ہو گیا تو پھر یہ اسی حالت میں بغداد آ گیا اور اپنے گھر سے کبھی باہر نہیں نکل سکا پھر ان کا مرض شدت اختیار کر گیا جس کی وجہ سے ان کے پاؤں پر بہت ورم آ گیا اور ان کے جسم میں بھی جلن تھی جس کی وجہ سے ان کے لئے برف وغیرہ ٹھنڈی چیزوں کا انتظام کیا جاتا تھا اور چالیس آدمی ان کی چارپائی ایک طرف سے دوسری طرف حرکت دیتے تھے۔

ایک دن اس نے بیماری سے تنگ آ کر کہا کہ مجھے یقین ہے کہ تم میری وجہ سے تنگ ہو گئے ہو کاش میں بھی تم میں سے ایک آدمی کی طرح ہوتا میں بھی تمہاری طرح کھانا کھاتا ہوتا اور عافیت کے ساتھ زندگی گزارتا۔ اور یہ بھی اس نے کہا کہ میرے دفتر میں ایک لاکھ افراد کے نام درج ہیں لیکن ان میں سے سب سے بدتر حالت میں میں ہوں۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ ۴۷ سال سے کچھ اوپر عمر ہوئی ہے۔

ان کی وفات کے بعد امراء ان کے صاحبزادے ابو العباس کے پاس بیعت کے لئے جمع ہو گئے چنانچہ اس نے اپنے والد کی وفات کے بعد ان سے بیعت لی اور منبر پر خطبہ دیا اور سلطنت کے منصب اور تمام امور سب اسی کے حکم میں چلے گئے اور اس کو معتضد باللہ کا لقب دیا گیا۔

اسی سال اسماعیل بن بلبل المعتمد کی کے عدل نے وفات پائی ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کو بہت زیادہ اعتماد یافتہ کیا اور یہ بہت نیک تھے۔

ان کے بعد سے تجربہ کے ذریعے محمد ابو الحسن محمد ابن عبد اللہ کی متعلق سال ہو اس میں ہوا اور ان کے بعد ان کے بیٹے ان کے منصب پر تصرف کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا کہ نظام کا انتظام بھی کی زمانے میں ہوا اور روم کے شہروں کے ماتحت کے زمانہ میں تحقیق کا ایک پھر کا تعلق ان کی اس بات کا سبب بنا تھا۔

طرطوس کی میں ان کو قتل کر دیا گیا ان کے بعد خلفاء کے حکم سے سرحدی علاقوں کے نائب محمد احمد بن طغج مقرر ہوئے لیکن پھر جعفری اس نے انہیں معزول کر کے اپنے چچا کے لڑکے موسیٰ بن طولون کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔

ابن الجوزی نے اس کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ یہ بخت روم کے شہروں میں مسلمانوں کا مددگار تھا پھر اسی زمانے میں کسی شہر کا محاصرہ کیا اور ایک لڑکی پر نظر پڑی اور اسی وقت اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے پاس پیغام بھیج کر اس سے ملاقات کا کیا طریقہ

ہے؟ لڑکی نے کہا کہ نصرانیت قبول کر کے سیدھا میرے پاس، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بہت بڑا دھچکا لگا اور بڑا صدمہ ہوا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد مسلمان اس قلعہ کے پاس سے گزرے جس میں وہ اس لڑکی کے ساتھ تھا تو مسلمانوں نے اسے غیرت دلاتے ہوئے کہا کہ کیا بنا تیرے قرآن، علم و عمل، روزہ، نماز اور جہاد کا؟ اس نے کہا کہ سوائے ایک آیت کے مجھے قرآن بھلا دیا گیا ہے اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ (بسا اوقات کفار یہ تمنا کریں گے کہ اے کاش ہم بھی ایمان لانے والے ہوتے۔ تو انہیں چھوڑ دے کہ وہ لطف اندوز ہوں کچھ وقت کے لئے کھا لیں پی لیں اور ان کی تمنائیں انہیں غفلت میں رکھیں عنقریب اپنا نتیجہ جان لیں گے) پ ۱۴، الحجر آیت نمبر ۲۔ اور اب میں فی الحال ان لوگوں میں مال و اولاد والا بن گیا ہوں۔

واقعات ۲۷۹ھ

اب تک حکومتی ذمہ داریاں جو جعفر کے سپرد تھیں اس سال محرم کے آخر میں اس نے ان سے بھی دستبرداری کا اعلان کر دیا اور اب مکمل طور پر ابو العباس المعتضد بن الموفق کی حکومت قائم ہوگئی اور خطبوں میں اس کا نام لیا جانے لگا اس موقع پر یحییٰ بن علی نے انہیں مبارکباد دیتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے:

> جس مجلس کے آپ سردار ہیں وہ آپ کو مبارک ہو میں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے جو آپ کی فضیلتوں کو
> جاننے والا ہے آج اگرچہ آپ ہی خلیفہ ہیں لیکن کل آپ ولی عہد کے علاوہ اعظم بن جائیں گے اب آپ سے امید تعلق رکھنے
> والوں کے مقاصد پورے ہوں گے اور آپ کا دشمن ذلیل و رسوا ہوگا آپ سے پہلے دین کے ستونوں میں بگاڑ
> آ گیا تھا لیکن اب وہ دوبارہ سیدھا ہو گیا۔ خلیفہ کا تیر درست ہو گیا اور جس کو تھام لیا اور اسی کی وجہ سے تاریک چیز روشن
> ہوگئی۔ اب جو مقام آپ کو حاصل ہوا اس کو آپ مضبوطی سے پکڑیں اس لئے کہ سارے لوگوں کے ہاتھ بھی آپ اسے مضبوطی
> سے پکڑ سکتے ہیں۔

اسی سال بغداد میں اعلان کر دیا گیا کہ قصہ گوئی کرنے والوں اور راستوں میں بیٹھ کر نجومی کرنے والوں اور کاہنوں کو نہ تو مسجدوں اور راستوں پر بیٹھنے کی اجازت نہیں اور کتاب فروشوں کو فلسفہ اور جدل کی کتب فروخت کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ سب ابو العباس کی ہمت سے ہو سکا تھا۔

اسی زمانہ میں ہارون شاری اور شیبان میں جنگ ہوئی جس کی تفصیل ابن اثیر نے کامل میں بیان کی ہے۔

اسی سال ۱۹ رجب پیر کی رات معتمد علی اللہ کی وفات ہوئی۔

خلیفہ معتمد علی اللہ کے حالات ... یہ امیر المومنین معتمد بن المتوکل بن المعتصم بن الرشید ہیں ان کا نام احمد بن جعفر بن محمد بن ہارون الرشید ہے ۲۳ سال ۶ دن ان کی خلافت رہی یہ پچاس سال کی عمر تک زندہ رہے اور اپنے بھائی سے عمر میں چھوٹے تھے اور ان کی وفات کے بعد ایک سال سے کم ہی زندہ رہے اور اپنے بھائی کی موجودگی میں یہ بالکل بے اختیار تھے حتیٰ کہ ایک مرتبہ انہوں نے تین سو دینار منگوائے لیکن ان کو نہیں ملے اس پر کسی شاعر نے یہ اشعار کہے ہیں:

> خلیفہ کے لئے عجائبات میں سے یہ ہے کہ ایک ادنیٰ سی چیز کا حصول بھی ان کے لئے ناممکن بن کر رہ گیا ہے۔ حالانکہ خلافت
> کے نام پر پوری دنیا حاصل کی جا سکتی ہے لیکن یہ خلیفہ ہوتے ہوئے بھی بے اختیار ہے۔ کل دنیا کا خراج اس کے پاس
> آتے ہیں لیکن اس میں سے تھوڑی سی چیز بھی استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

معتمد پہلا خلیفہ تھا جس نے دارالخلافہ سامرا سے بغداد منتقل کیا پھر بیٹھا الا اور بغداد میں ہی رہا اور جعفر ... نے ان کے ... علیہ مخدو

کی گئی ہے۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ ایک رات اس نے بہت زیادہ کھانا کھایا اور خوب شراب پی جس کی وجہ سے قصر حسنی بغداد میں اس کا انتقال ہو گیا۔

وفات کے بعد معتضد نے قاضیوں اور سرداروں کی ایک جماعت کو بلا کر انہیں اس بات پر گواہ بنایا کہ خلیفہ کو کسی نے قتل نہیں کیا بلکہ وہ اپنی موت مرا ہے اس کے بعد اسے غسل و کفن دے کر اس کی نماز جنازہ پڑھ کر اس کو سامرا لے جا کر وہیں دفن کر دیا اور اسی دن صبح کے وقت لوگوں نے معتضد کے ہاتھ پر بیعت کی۔ البلاذری المؤرخ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

البلاذری المؤرخ کے حالات[1] ...... ان کا نام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد ابو الحسن ہے ان کے نام کے بارے میں دو قول اور بھی ہیں (۱) ابو جعفر (۲) ابو بکر بغدادی بلاذری۔ تاریخ بلاذری انہی کی کتاب ہے انہوں نے ہشام بن عمار، ابو عبید القاسم بن سلام، ابو الربیع الزہرانی اور ان کے علاوہ ایک جماعت سے حدیثیں سنی ہیں پھر ان سے یحییٰ بن الندیم، احمد بن عبد اللہ، ابو یوسف بن یعقوب بن نعیم بن قرقارۃ الازدی نے بھی حدیثیں روایت کی ہیں۔

ابن عساکر نے ذکر کیا ہے کہ یہ بہت بڑے ادیب تھے اور ان کی اچھی اچھی کتابیں منظر عام پر آئی ہیں مامون کی انہوں نے بہت زیادہ تعریف کی ہے متوکل کی صحبت بھی انہیں حاصل رہی ہے معتمد کے زمانے میں ان کی وفات ہوئی۔ آخر عمر میں انہیں وسواس اور شکوک و شبہات کا مرض لگ گیا تھا۔

ابن عساکر نے ان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ ایک مرتبہ محمود الوراق نے کہا کہ مجھے ایسے شعر کہو جن کی وجہ سے بعد میں تمہارا نام باقی رہے اور ان کے گناہ تم سے ختم ہو جائیں تو میں نے ان کی درخواست پر مندرجہ ذیل اشعار کہے:

اے نفس موت کی تیاری اور نجات کے لئے کوشش کر اس لئے کہ موت مقرر شدہ ہے اسے تو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور آخر یہ تو ختم ہو جائے گا اور ساری امیدیں ختم ہو جائیں گی تو ہمیشہ رہنے والا نہیں وراثت چھوڑ جائے گا اے نفس تجھ کو عمل کرنا ہے اگر موت تیرے لئے تیار ہے۔ اس عمر میں جس سے مجھے آنا ہے بعد باقی رہنے کی امید مت رکھ تو زمین کے کسی حصے کا مالک ہے قبر کے علاوہ ان کی جگہ تیری موت میں ہے اے انسان زمانہ کی قوتوں کی کیا فکر کرتا ہے مال جمع کرتا ہے اس کی تجھ کو کچھ بھی ضرورت نہیں اس میں ساری چیزیں چھوڑ دی جائیں گی۔

معتضد کی خلافت ...... یہ امیر المؤمنین ابو العباس احمد بن ابو احمد الموفق بن جعفر المتوکل ہیں جو خلفائے بنی عباس میں سے ایک خلیفہ تھے ان کے ہاتھ پر اس سال رجب میں معتمد کی موت کی صبح بیعت خلافت کی گئی ان سے پہلے خلافت کا معاملہ کمزور پڑ چکا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے عدل، ہمت، جرأت کی برکت سے اسے دوبارہ مضبوط کر دیا۔

اسی دوران میں عمرو بن لیث ان کے پاس ہدیے لے کر آیا اور اس نے خراسان کی گورنری کی درخواست کی تو اس نے قبول کرتے ہوئے اس کو خلعت اور جھنڈا عطا کیا عمرو بن لیث نے خوشی سے وہ جھنڈا تین روز تک اپنے گھر پر لگا کر رکھا خراسان کے موجودہ گورنر رافع بن ہرثمہ کو معزول کر دیا اب عمرو بن لیث خراسان میں داخل ہوا اور رافع بن ہرثمہ کا تعاقب جاری رکھا حتیٰ کہ ۲۸۳ھ میں اسے قتل کر کے اس کا سر خلیفہ کے پاس بھیج دیا اب خراسان کی حکومت کے سارے معاملات عمرو بن لیث کے حوالے کر دیئے گئے۔

اسی سال خمارویہ نے مصر سے حسین بن عبد اللہ کے ذریعے خلیفہ معتضد کی خدمت میں بہت سے تحفے تحائف بھیجے جس سے خوش ہو کر خلیفہ نے خمارویہ کی لڑکی سے شادی کر لی اس موقع پر خمارویہ نے اپنی لڑکی کو جہیز میں بے شمار بیش قیمت سامان دیا حتیٰ کہ سونے کے سو ہاون بھی دیئے اور یہ سارا سامان شب عروسی کی صبح مصر سے دار الخلافہ بھیج دیا گیا یہ منظر بڑا ہی عجیب منظر تھا اسی سال محمد بن احمد بن عیسیٰ بن الشیخ نے آمد پر غلبہ پا لیا اور اس سے پہلے اسحاق بن کنداج کے قبضے میں تھا۔

اسی سال ہارون بن محمد ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اور وہ ۲۶۳ھ سے لوگوں کو حج کراتا آرہا تھا اور یہ ان کے حج کرانے کا آخری سال تھا۔

---

[1] تاریخ ابن عساکر ۲/ ۲۵ ، ۱۲۶ ، تہذیب ابن بدران ۲/ ۱۱۱ ، لسان المیزان ۱/ ۳۲۲ ، الوافی بالوفیات ۸/ ۲۳۹ ، ۲۴۰

خواص کی وفات ..... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل حضرات نے وفات پائی:

(۱) امیر المؤمنین المعتمد۔

(۲) ابو بکر بن ابی خیثمہ۔

(۳) .. احمد بن زہیر بن حرب جو تاریخ کے مصنف ہیں اور علم انہوں نے ابو نعیم اور عفان سے حاصل کیا اور علم الحدیث احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین سے نسب کا علم مصعب زبیری سے اور تاریخ کا علم ابو الحسن المدائنی سے اور علم ادب محمد بن سلام جمحی سے حاصل کیا۔ یہ بہت بڑے ثقہ اور مضبوط مشہور حافظ تھے ان کی کتاب تاریخ کثیر الفوائد ہے جو بہت سے علوم پر مشتمل ہے۔ ان سے بغوی، ابن صاعد، ابن ابی داؤد، ابن منادی نے روایت کی ہے۔ ۹۴ سال کی عمر میں اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) خاقان ابو عبداللہ صوفی کی بھی اسی سال وفات ہوئی جن کے مکاشفات اور کرامات لوگوں میں مشہور ہیں۔

(۵) .. اسی سال وفات پانے والوں میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات ..... ان کے نام میں تین اقوال ہیں:

(۱) .. محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن ضحاک۔

(۲) محمد بن عیسیٰ بن یزید بن سورۃ بن السکن۔

(۳) .. محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن شداد بن عیسیٰ السلمی الترمذی الضریر۔ ان کے بارے میں ایک قول یہ بھی ہے کہ مادر زاد نابینا تھے۔

آپ اپنے زمانے کے اونچے مرتبے کے اماموں میں سے تھے۔ ان کی تصنیفات بہت مشہور ہیں جن میں الجامع، الشمائل، اسماء الصحابہ وغیرہ شامل ہیں۔ آپ کی کتاب جامع ترمذی صحاح ستہ میں سے ہے اور تمام علماء کے نزدیک مقبول ہے۔

البتہ ابن حزم کی امام ترمذی کے مرتبے سے ناواقفیت امام ترمذی کے لئے نقصان دہ نہیں ہے بلکہ خود ابن حزم کے لئے نقصان دہ ہے کہ اس کی وجہ سے حفاظ حدیث میں ان کا مرتبہ کم ہو گیا۔ ان کے بارے میں یہ شعر ہے جب دن کا وجود دلیل پر موقوف ہو جائے تو کس طرح کوئی چیز ذہنوں میں سمجھ سکتی ہے۔ ابن حزم نے امام ترمذی کے حالات کو اپنی کتاب ایصال میں مجہول قرار دیا ہے۔

امام ترمذی نے بہت سے علماء سے روایت حدیث کی ہے ان میں سے محمد بن اسماعیل بخاری بھی ہیں اور صاحب مسند الہیثم بن کلیب الشاشی، احمد بن محبوب المحبوبی، محمد بن منذر بن شکر۔

ابو یعلیٰ الخلیل بن عبداللہ بن احمد بن شمار متفق علیہ حافظ الحدیث ہیں اور ان کی یہ کتاب حدیث میں اور ایک کتاب جرح و تعدیل میں ہے آپ سے ابو محبوب اور علماء نے روایت کی ہے امام ترمذی ثقاہت و امامت علم میں مشہور تھے ۲۷۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی۔

حافظ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سلیمان الغنجار نے تاریخ بخارا میں لکھا ہے کہ امام ترمذی بخاری آئے اور امام بخاری سے روایت کی اور آپ صاحب الجامع والتاریخ ہیں ۲۷۹ھ ۱۳ رجب پیر کے روز ترمذ میں آپ کا انتقال ہوا۔ حافظ ابو حاتم بن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کرتے ہوئے فرمایا آپ ان حضرات میں سے تھے جنہوں نے احادیث جمع کر کے تصنیف کیں زبانی یاد کیں اور ان کا مذاکرہ کیا۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے بخاری نے حدیث عطیہ کی جو ابو سعید سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی! تمہارے اور میرے علاوہ کسی کے لئے مسجد میں جنبی رہنا جائز نہیں، ابو یعلیٰ نے تحقیق میں امام ترمذی کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ میں نے یہ کتاب تصنیف کرنے کے بعد عراق، خراسان کے علماء کے سامنے پیش کی تو سب اس سے خوش ہوئے اور جس کے گھر میں یہ کتاب ہے تو گویا آپ ﷺ خود گفتگو فرما رہے ہیں۔

یہ کتاب جامع ترمذی ایک سو اکاون کتابوں پر مشتمل ہے امام ترمذی نے سمرقند میں کتاب العلل کے نام سے بھی ایک کتاب تصنیف فرمائی تھی اور اس کی تصنیف سے ۲۷۰ھ میں فارغ ہوئے۔

ابن عطیہ کا قول ہے کہ میں نے محمد بن طاہر مقدسی سے سنا انہوں نے ابو اسماعیل عبداللہ بن محمد انصاری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرے نزدیک بخاری مسلم سے زیادہ جامع ترمذی روشن ہے۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے فرمایا کہ بخاری مسلم کی صحیح سے فن حدیث کا ماہر شخص ہی فائدہ حاصل کر سکتا ہے کیونکہ بخاری مسلم میں حدیث کی تشریح نہیں ہوتی اور جامع ترمذی میں حدیث کے ساتھ اس کی تشریح بھی ہوتی ہے۔

اب میری رائے یہ ہے کہ امام ترمذی پیدائشی طور پر نابینا نہیں تھے بلکہ بعد میں نابینا ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے حصول حدیث کے لئے سفر بھی کئے اور مشائخ سے حدیثیں بھی سنیں اور انہیں لکھا بھی اور ان کا مذاکرہ بھی کیا اور اس پر کتابیں بھی تصنیف فرمائیں پھر صحیح مشہور قول کے مطابق ماہ رجب میں ترمذ شہر ہی میں ان کا انتقال ہوا۔ واللہ اعلم۔

واقعات ۲۸۰ھ

اسی سال ماہ محرم میں معتضد نے ایک ایسے جنگی سردار کو قتل کیا جس نے اس سے پناہ حاصل کی تھی اور جو صالح کے نام سے مشہور تھا، کیونکہ اس کے بارے میں خدشہ تھا کہ یہ ایک ایسے شخص کی اتباع کی دعوت دیتا ہے جو غیر معروف ہے جس کے احوال و حالات کا کچھ علم نہیں اور اس نے اس کے ذریعے ایک پوری جماعت کو فتنہ میں ڈال دیا تھا۔

چنانچہ خلیفہ معتضد نے اسے حاضر کر کے اس سے پوچھا لیکن اس نے کچھ نہیں بتایا اور کہنے لگا کہ اگر وہ شخص میرے قدموں کے نیچے ہو پھر بھی میں تمہیں نہیں بتاؤں گا تو خلیفہ نے اس کو ستون کے ساتھ باندھنے کا حکم دیا اس کے بعد اسے آگ میں ڈلوایا جس کی وجہ سے اس کی کھال ختم ہو گئی پھر سات محرم کو اس کی گردن اڑا کر اسے سولی پر لٹکا دیا گیا

اسی زمانے میں ماہ ربیع الاول میں خلیفہ معتضد بغداد سے ارض موصل میں رہنے والے بنی شیبان کی طرف روانہ ہوا اور توباذ پہاڑ کے پاس پہنچ کر ان پر سخت حملہ کیا اس سفر میں خلیفہ معتضد کے ساتھ ایک بہترین حدی خوان بھی تھا جس نے اس موقع پر حدی خوانی کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

جب میں نے توباذ پہاڑ کو دیکھا تو میں زور زور سے چلانے لگا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میں مشتاق کی طرح رونے لگا۔ میں نے اس سے کہا کہ کہاں ہیں وہ لوگ جن کو تم نے اپنے سائے میں امن و راحت کی موافقت میں پناہ دے رکھی تھی۔ اس نے کہا کہ وہ مجھے یہاں چھوڑ کر چلے گئے اور ہمیشہ آباد جہاں نہیں رہتا۔

اسی سال ہی میں معتضد نے حلوان گھاٹی کے پست کرنے کا حکم دیا اور اس کام پر بیس ہزار دینار خرچ کئے گئے کیونکہ لوگوں کو اس کی وجہ سے بڑی تکلیف تھی۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے دار منصور کو جامع منصور میں شامل کر کے اس کی توسیع کرنے کا حکم دیا کیونکہ منصور کا گھر جامع منصور کے سامنے تھا تو اس کو مستقل طور پر مسجد بنا کر دونوں کے درمیان سترہ دروازے بنوائے اور منبر و محراب کا رخ مسجد کی طرف پھیر دیا تاکہ جامع منصور مسجد کے قبلے کی سمت میں ہو جائے اور اس کام پر بھی اس نے بیس ہزار دینار خرچ کئے۔

خطیب کا قول ہے کہ اس کے بعد معتضد کے غلام بدر نے قصر منصور کی چھتوں کا اس میں اضافہ کر دیا جو بدر کے نام سے مشہور ہیں۔

اس وقت بغداد میں دار الخلافہ کی تعمیر: سب سے پہلے اس کی بنیاد اس سال معتضد نے رکھی اور سب سے پہلے بغداد میں دار الخلافہ میں اس نے قیام کیا اور پھر بعد کے خلفاء اسی میں قیام کرتے رہے۔

سب سے پہلے یہ گھر حسن بن سہل کا تھا جو قصر حسنی کے نام سے مشہور تھا پھر اس کے بعد اس کی لڑکی اور مامون کی بیوی بوران کی ملکیت میں آ گیا

چنانچہ انہوں نے اس کی تعمیر کی

پھر معتضد نے اس کو منتقل کرنے کا حکم دیا بوران نے مہلت لی اور اس وقت بوران کی عمارت میں کمزوری آ گئی تھی پس جس جگہ مرمت کی ضرورت تھی تو اس کی مناسب مرمت کروا دی اور اس میں مختلف قسم کے فرش بچھوا دیئے اور باندیوں اور خادموں سے اسے آباد کر دیا اور ہر قسم کے کھانے پینے کی چیزیں اور بچھونوں سے سجا دیا پھر اس کی چابیاں معتضد کے حوالے کر دیں۔

پھر جب معتضد اس میں داخل ہوا تو اس کی اندرونی چیزوں کو دیکھ کر حیران رہ گیا پھر خود اس نے بھی اس میں زیادتی کی اور ثریا کی اور اس کے چاروں طرف چار دیواری بنوائی اور اس کی حد ثریا تک مشہور ہو گئی۔ اس نے اس میں ایک میدان بھی بنوایا اور اس میں دجلہ کے کنارے ایک شاندار محل بنوایا بعد میں مکتفی نے اس میں تحسین کی اور پھر مقتدر کے زمانے میں بھی اس میں بہت سی تحسینات ہوئیں لیکن پھر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ اس کا سب نام و نشان مٹ گیا اور تاتاریوں کے زمانے تک اس کے نشانات باقی رہے پھر انہوں نے اس کو اور بغداد کو ویران کر دیا اور اس وقت کے آزاد لوگوں کو قیدی بنا لیا اس کی مزید تفصیل ۶۵۶ھ کے بیان میں آ جائے گی۔

خطیب کا قول ہے کہ میری رائے یہ ہے کہ بوران نے معتمد کو ہدیہ دیا تھا نہ کہ معتضد کو اس لئے کہ اس کے خلیفہ بننے سے پہلے ہی اس کی وفات ہو گئی تھی۔

اسی سال اردبیل نامی جگہ میں چھ بار زلزلہ آیا جس کی وجہ سے مکانات منہدم ہو گئے اور بمشکل سو مکانات باقی رہے اور عمارتوں کی زد میں آ کر ڈیڑھ لاکھ افراد ہلاک ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانے میں رے اور طبرستان کے شہروں میں پانی ختم ہو گیا تھا یہاں تک کہ تین رطل پانی ایک درہم میں بکنے لگا اور مہنگائی بھی بہت زیادہ ہو گئی اسی سال میں اسماعیل بن احمد سامانی نے ترکوں کے شہروں میں جہاد کیا اور ان کے شاہی علاقوں کو فتح کر لیا حتیٰ کہ اس کی بیوی خاتون، اس کا والد اور دس ہزار افراد کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت میں چوپائے وغیرہ بہت سا مال حاصل کئے اور ایک شہسوار کو ایک ہزار درہم ملے۔

اسی زمانہ میں ابو بکر محمد بن ہارون بن اسحاق العباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص خاص افراد کی وفات... اس سال قوم میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی:

(۱) احمد بن سیار بن ایوب الفقیہ الشافعی جو زہد و عبادت میں مشہور ہیں۔

(۲) ...احمد بن ابی عمران موسیٰ بن عیسیٰ ابو جعفر البغدادی جو کہ فقیہ تھے انہوں نے محمد بن سماعہ سے علم حاصل کیا جو ابو جعفر طحاوی کے استاد ہیں اور یہ نابینا تھے حدیث انہوں نے علی بن جعد وغیرہ سے حاصل کی پھر مصر آ کر زبانی حدیثیں سنانے لگے ابن یونس نے ان کا تاریخ مصر میں ثقات میں شمار کیا ہے اسی سال محرم میں انہوں نے وفات پائی۔

(۳) احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر نے بھی اسی سال وفات پائی۔

احمد بن محمد بن عیسیٰ بن الازہر کے حالات... یہ واسط کے قاضی تھے انہوں نے بھی ایک کتاب مسند کے نام سے لکھی تھی۔ مسلم بن ابراہیم، ابی سلمہ تبوذکی، ابی نعیم، ابو الولید وغیرہ محدثین سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں محدثین کے نزدیک یہ ثبت اور ثقہ کی صفت کے ساتھ متصف تھے اور انہوں نے محمد بن حسن کے شاگرد ابو سلیمان جوزجانی سے علم حاصل کیا۔ معتز کے زمانے میں مشرقی بغداد پر حاکم رہے پھر موفق کا زمانہ آیا تو اس نے ان سے اور اسماعیل قاضی سے مطالبہ کیا کہ جو کچھ تمہارے پاس یتیموں کے اموال وقف سے بچا ہوا ہے وہ ادا کر دو۔

اس کے مطالبے پر اسماعیل نے تو جلدی سے جو کچھ ان کے پاس تھا وہ ادا کر دیا البتہ ابو العباس البرتی نے اس سے کچھ مہلت مانگی مہلت ملنے پر انہوں نے وہ رقم یتیموں کو دے دی اور وہ مال ان میں تقسیم کر دیا پھر خلیفہ نے ان سے دوبارہ مطالبہ کیا انہوں نے کہا کہ اب میرے پاس کچھ بھی باقی نہیں ان کی اس بات پر خلیفہ نے ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے انہیں معزول کر دیا اس کے بعد وہ اپنے گھر میں ہی ذکر و عبادت میں مشغول رہے اور اسی سال ذی الحجہ میں انہوں نے وفات پائی۔

وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے آپ علیہ السلام انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور ان سے مصافحہ فرمایا اور ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا کہ اپنی سنت پر عمل کرنے والے کو میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ اسی سال معتمر بن سلیمان کی وفات ہوئی جو رات کے وقت اپنے والد سے عقیدہ گوئی کیا کرتے تھے۔

موفق کے غلام راشدہ کا بھی دینور شہر میں اسی زمانہ میں انتقال ہوا پھر ان کی لاش کو بغداد لے جایا گیا۔

اسی طرح الرد علی بشر المریسی فیما افتراه من تاویل المذہب الجہمیہ کتاب کے مصنف عثمان بن سعید الدارمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔

اکابرین امراء سے سردار اقدام کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ محمد بن اسماعیل الترمذی جو مفید تصنیفوں والے ہیں، ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ یہ بات ابن الاثیر نے بیان کی ہے۔ ہمارے شیخ ذہبی کی ولادت بھی اسی سال ہوئی۔

مشہور محدث ہلال بن العلاء کا انتقال بھی اسی سال ہوا اور ان کی بہت سی احادیث ہم تک پہنچی ہیں۔

اس سال وفات پانے والوں میں نحویوں کے استاد علامہ سیبویہ بھی تھے۔

علامہ سیبویہ کے حالات: ان کی وفات کے بارے میں چند اقوال ہیں (۱) ۱۷۷ھ (۲) ۱۸۸ھ (۳) ۱۶۱ھ (۴) ۱۹۴ھ واللہ اعلم۔

یہ ابو بشر عمرو بن عثمان بن قنبر ہیں جو کہ حارث بن کعب کے غلام ہیں بعض کا قول ہے کہ یہ آل ربیع بن زیاد حارثی البصری کے غلام ہیں ان کے رخساروں کی خوبصورتی اور نرمی کی وجہ سے ان کا لقب سیبویہ مشہور ہو گیا ان کے رخسار ایسے لگتے تھے کہ گویا کہ وہ سیب ہیں، فارسی لغت میں سیبویہ کے معنی سیب کی خوشبو کے آتے ہیں۔

یہ بہت بڑے علامہ اور امام تھے اور اپنے زمانے سے آج تک نحویوں کے شیخ چلے آ رہے ہیں اور تمام لوگ ان کی فن نحو کی کتاب "الکتاب" کے محتاج ہیں اور ایسے کم ہی افراد ہوں گے جنہوں نے ان کی اس کتاب کو کما حقہ سمجھا ہوگا۔ ان کی اس کتاب کی بہت سے حضرات نے شرح لکھی ہے۔

سیبویہ کے استاد خلیل احمد ہیں سیبویہ کافی عرصہ تک ان کی خدمت میں رہے اور جب یہ استاد کے پاس جاتے تو وہ انہیں دیکھ کر کہتے کہ سبق کی پابندی کرنے والے شاگرد کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ عیسیٰ بن عمر، یونس بن حبیب، ابو زید انصاری، ابو الخطاب الاخفش الکبیر وغیرہ بھی امام سیبویہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔

آپ اسی زمانے میں بصرہ سے بغداد آئے جس زمانے میں امام کسائی امین بن رشید کی تربیت فرما رہے تھے اتفاقاً کسی موقع پر دونوں جمع ہو گئے اور دونوں کے درمیان کچھ مسائل نحو پر مناظرہ ہوا پھر بات یہاں تک پہنچی کہ کسائی نے کہا کہ میں عرب کو تمہاری بھی سے زیادہ جاننے والا گمان کرتا تھا لیکن تجربے نے اس کے خلاف ثابت کر دیا اس پر سیبویہ نے کہا کہ اب ہمارے درمیان فیصلہ ایک خالص دیہاتی کرے گا امام کسائی کے شاگرد امین کی خواہش تھی کہ فتح میرے استاد کی ہونی چاہیے چنانچہ اس نے ایک دیہاتی سے سوال کیا تو اس نے سیبویہ کی موافقت میں جواب دیا جس کی وجہ سے استاد شاگرد کو بڑی ندامت ہوئی اور شاگرد نے اس دیہاتی سے کہا کہ امام کسائی جیسے بڑے امام آپ کے جواب کے خلاف ہیں اس نے کہا کہ میں کیا کروں جو کسائی کہتے ہیں وہ میری زبان پر نہیں آتا تب شاگرد نے اس سے کھل کر بات کی اور کہا کہ تم ہمارے امام کسائی کی بات کی تائید کرو چنانچہ اس نے دوبارہ آ کر امام کسائی کی بات کی تائید کر دی جس سے سیبویہ کی فتح شکست میں تبدیل ہو گئی اور مجلس اس پر برخاست ہو گئی اس کے بعد سیبویہ نے اس بات کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہوئے خیال کیا کہ امام کسائی وغیرہ نے اس موقع پر تعصب سے کام لیا اس وجہ سے انہوں نے بغداد چھوڑ دیا اور شیراز کی ایک بیضا نامی بستی میں ان کی وفات ہوئی۔

بعض کا قول ہے کہ سیبویہ فارس بستی میں پیدا ہوئے تھے اور اسی سال ساوہ شہر میں ان کی وفات ہوئی ان کی وفات کے بارے میں اس کے علاوہ چند اقوال اور بھی ہیں (۱) ۱۷۷ھ (۲) ۱۸۸ھ (۳) ۱۶۱ھ (۴) ۱۹۴ھ واللہ اعلم۔ ان کی عمر چالیس سال سے کچھ اوپر تھی دوسرا قول یہ ہے کہ ان کی عمر

۳۲ سال تھی ان کی قبر پر کسی نے عرصے بعد مندرجہ ذیل اشعار لکھے:

> طویل ملاقات کے بعد دوست رخصت ہو گئے اور ملاقات کی جگہ بہت دور ہو گئی دوستوں نے تم کو ایک جگہ ڈال دیا اور تو دوست منتشر ہو گئے۔ تم کو ایک جنگل بیابان میں چھوڑ کر چلے گئے جہاں تم سے کوئی میل میلاپ نہیں رکھتا اور تم کو اکیلا پریشانی میں چھوڑ کر چلے گئے جس کا کوئی علاج ہوش بھی نہیں کیا۔ فیصلہ کرنے والے نے فیصلہ کر دیا اور تم ایک جنگل بیابان کے ساکن بن کر رہ گئے دوست تم سے منہ موڑ کر رخصت ہو گئے۔

واقعات ۲۸۱ھ

اس سال مسلمان روم کے شہروں میں [illegible] کے راستے سے داخل ہوئے اور کافی مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سالم واپس ہوئے اسی زمانہ میں رے اور طبرستان کے شہروں کے کنویں اور چشموں کا پانی خشک ہو گیا جس کی وجہ سے مہنگائی بہت ہو گئی اور لوگ ایک دوسرے کو آپس میں کھانے لگے حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی کھانے لگے۔ [illegible]۔

اسی سال ہی میں معتضد نے قلعہ ماردین کا محاصرہ کیا جو اس سے پہلے حمدان بن حمدون کے قبضہ میں تھا معتضد نے زبردستی اس کو فتح کر کے اس کے سامان پر قبضہ کر لیا پھر اس کو ویران کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے منہدم کر دیا۔

اسی زمانے میں مصر کے حاکم خمارویہ کی بیٹی کا جہیز جس کا معتضد کے ساتھ نکاح ہوا تھا پہنچا جس میں جواہرات کے علاوہ سونے کے برتن بھی تھے اس کے علاوہ دیگر ضروریات کا سامان بھی بہت زیادہ تھا اور سامان کے علاوہ نقدی دس لاکھ کے قریب بڑے بڑے ہار تھے تا کہ ان سے جو چیزیں مصر میں نہیں ملتیں اور عراق میں ملتی ہیں وہ خرید لیں بغداد پہنچی۔

اسی زمانے میں معتضد نے بلاد جبل کا رخ کیا اور اپنے لڑکے علی کو رے، قزوین، زنجان، ابہر، قم، ہمدان اور دینور کا نائب حاکم بنایا اور اس کا منشی احمد بن الاصبغ کو بنایا اور عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصبہان، نہاوند اور کرج کا حاکم بنایا پھر بغداد واپس آ گیا۔

اس سال محمد بن ہارون بن اسحاق نے لوگوں کو حج کرایا اور حجاج کو واپسی پر بہت زیادہ بارش کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے بہت سے حاجی غرق ہو گئے اور بعض علاقوں میں زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے لوگ پہاڑ پر چڑھ گئے۔

خواص کا انتقال: اس سال ہمدان میں کتاب الصفات کے مصنف ابراہیم بن حسین بن دیزیل الحافظ نے وفات پائی ان کی ایک بڑی ضخیم کتاب جنگ صفین کے بارے میں بھی ہے۔

اس سال [illegible] کوفہ میں احمد بن محمد [illegible] کا بھی انتقال ہوا۔

اس سال وفات پانے والوں میں اسحاق بن ابراہیم[1] بھی ہیں جو ابن الجبلی کے نام سے مشہور ہیں یہ حدیثوں کے ذریعے لوگوں کو فتویٰ دیتے تھے۔

اس سال ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا القرشی کا انتقال ہوا۔

ابوبکر عبداللہ بن ابی الدنیا کے حالات[2]: ..... یہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں ان کا نام عبداللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس ابوبکر

---

(۱) تاریخ بغداد ۶/۳۷۸، طبقات الحنابلہ ۱/۱۱۱، المنتظم ۵/۱۴۸، [illegible]

(۲) تاریخ بغداد [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]، الجرح والتعدیل ۵/۱۶۳، [illegible] المنتظم [illegible]

(۳) النجوم الزاہرۃ [illegible] طبقات الحفاظ [illegible]

ابن ابی الدنیا بغدادی مشہور ہے انہوں نے تمام فنون میں کتابیں لکھیں ہیں اور ان کی ساری تصانیف مشہور علمیہ اور عوام میں متداول ہیں ان کی تصانیف کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) ۱۰۰ (۲) تقریباً ۲۰۰ (۳) اس سے بھی زیادہ (۴) اس سے کم۔

انھوں نے ابراہیم بن منذر حزامی، خالد بن خداش، علی بن جعد وغیرہ سے حدیثیں سنی تھیں۔

یہ خلیفہ معتضد اور اس کے صاحبزادے مکتفی کو ادب وغیرہ کی تعلیم دیتے تھے جس پر ان کو پندرہ دینار ملتے تھے یہ صدوق، ثقہ، حافظ اور اعلیٰ جوانمردی کے مالک تھے۔

لیکن صالح بن محمد جزرہ کا ان کے بارے میں قول ہے کہ ایک شخص محمد بن اسحاق بلخی ہیں جن سے انہوں نے روایتیں لی ہیں یہ شخص بڑا جھوٹا تھا احادیث کے لئے اپنی طرف سے اسناد گھڑ لیتا تھا اسی طرح یہ منکر احادیث بھی روایت کرتا تھا۔

ایک مرتبہ ابن ابی الدنیا کے پاس ایک دوست ملاقات کی غرض سے آئے تو گھر سے باہر ان کے انتظار میں بیٹھ گئے اچانک زوردار بارش ہوئی جس کی وجہ سے ابن ابی الدنیا گھر سے باہر نہ نکل سکے تو انہوں نے ایک کاغذ پر یہ دو اشعار لکھ کر ان کے پاس بھیجے:

اے میرے دوست دور رہتے ہوئے میں تمہاری زیارت کا مشتاق ہوں۔ میں تم کو کیسے ملاقات کی دعوت دوں جبکہ میرا دل تمہارے پاس ہے لیکن
ہماری ملاقات کے درمیان بارش نے رکاوٹ ڈال دی۔

انہوں نے اسی سال جمادی الاولیٰ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور شونیزیہ قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

اس سال وفات پانے والوں میں عبدالرحمن بن عمرو بن عبداللہ بن صفوان ابوزرعہ دمشقی الحافظ الکبیر ہیں جو کہ ابن الوزمہ الحافظ الثقہ کے نام سے مشہور ہیں یہی تھے جو علم حدیث کی وجہ سے علماء میں آپ اپنے ہمعصروں پر فوقیت لے گئے تھے۔

واقعات ۲۸۲ھ

اسی سال شوال کے مہینہ پانچ تاریخ ہفتہ کے دن خلیفہ معتضد نے اپنی بیوی قطر الندیٰ کے ساتھ خلوت میں رات گزاری جس کو اس کا باپ ابوالجیش اس کے ساتھیوں کے ساتھ بھیجا تھا اور اس وقت خلیفہ بغداد سے باہر تھا اور یہ بہت شاندار دن تھا اسی وجہ سے لوگوں کے لئے مخصوص راستوں سے گزرنے سے منع کر دیا گیا تھا۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے لوگوں کو نیروز کے دن آگ جلانے، پانی بہانے اور کھیل تماشوں کا خاص لوگوں کو منع کرنے اور دیگر مجوسیوں کے مشابہ اعمال سے منع کر دیا اور گیارہویں جون تک اسے مؤخر کرنے کا حکم دیا اور اس کا نام نیروز معتضدی رکھا اور یہ فرمان پورے ملک میں پڑھ کر سنایا گیا۔

اسی سال ابی میں ابوالجیش خمارویہ بن احمد بن طولون کے دمشق سے آکر خلیفہ کو یہ خبر دی کہ خمارویہ کو اس کے خادموں نے قتل کر دیا ہے اس کے بعد اس کے لڑکے جیش کو خلیفہ بنایا پھر اسے بھی قتل کر دیا اور اس کا گھر لوٹ لیا اس کے بعد اس کے لڑکے ہارون کو خلیفہ بنایا اور اس نے ہر سال خلیفہ کو پندرہ لاکھ دینار دینے کا وعدہ کیا ہے۔

معتضد نے کہا کہ ٹھیک ہے لیکن جب اس کی جگہ کوئی آیا تو اس نے اس کو معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن سلیمان واثقی کو مقرر کر دیا تو اس نے طولونیوں کے اموال کو ختم کیا اور یہی بات ان سے آخری بار ہوئی تھی۔

اسی سال احمد بن طولون کے غلام لؤلؤ کو قید سے رہا کیا گیا لیکن وہ انتہائی ذلت کی حالت میں مصر پہنچا حالانکہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزت و مرتبہ والا تھا۔

مشہور قراء کا انتقال: اس سال وفات پانے والے اشخاص میں سے مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

(۱)۔ کتاب النبات کے مصنف احمد بن داؤد ابو حنیفہ الدینوری اللغوی۔

(۲) اسماعیل بن اسحاق۔

اسماعیل بن اسحاق کے حالات[1]: یہ ابن اسماعیل بن حماد بن زید ابو اسحاق الازدی القاضی ہیں ان کا اصل وطن بصرہ ہے بغداد میں پلے بڑھے انہوں نے مسلم بن ابراہیم، محمد بن عبداللہ انصاری، قعنبی، علی بن مدینی سے حدیث سنی یہ حافظ، فقیہ، مالکی تھے انہوں نے احادیث جمع کیں اور اسی طرح کی تفسیر فقہ حدیث میں انہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔

متوکل کے زمانے میں سوار بن عبداللہ کے بعد قاضی بنے پھر معزول ہوئے پھر دوبارہ قاضی بنے پھر قاضی القضاۃ بن گئے۔

اسی سال ۲۲ ذی الحجہ کی شب اچانک ان کا انتقال ہو گیا ۸۰ سال سے کچھ اوپر انہوں نے عمر پائی۔

مسند مشہور کے مصنف حارث بن محمد بن ابی اسامہ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

اسی سال خمارویہ بن احمد بن طولون نے بھی وفات پائی۔

خمارویہ بن احمد بن طولون کے حالات: ۲۷۰ھ میں اپنے والد کے بعد مصر کے حاکم رہے انہوں نے معتضد بن موفق سے ان کے والد کی زندگی میں رملہ یا صعید مقام پر مقابلہ کیا تھا جس کی تفصیل گزر چکی ہے پھر جب معتضد خلیفہ بنا تو اس نے تمام اختلافات ختم کر کے خمارویہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔

پھر اسی سال ذی الحجہ میں خمارویہ کے غلاموں میں سے کسی غلام نے خمارویہ کو بستر پر ذبح کر دیا کیونکہ خمارویہ نے کسی باندی کے ساتھ بدفعلی کرنے پر اسے متہم کیا تو خمارویہ نے کل ۳۲ سال عمر پائی اس کے بعد اس کا لڑکا ہارون بن خمارویہ حاکم بنا اور یہ اس خاندان کا آخری حاکم تھا۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ عثمان بن سعید بن خالد ابو سعید الدارمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ شافعی تھے فقہ انہوں نے امام شافعی کے شاگرد بویطی سے حاصل کیا۔

ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ بادشاہ فضل بن یحییٰ بن محمد بن المسیب بن موسیٰ بن زہیر بن یزید بن کیسان ابن باذام کی وفات بھی اسی سال ہوئی ہے انہوں نے آپ علیہ السلام کی زندگی ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا اسی سال ابو محمد الشعرانی الادیب الملقب العابد البغدادی کا بھی انتقال ہوا انہوں نے حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے ان کے استاذ یحییٰ بن معین ہیں کتاب [illegible] الجرح والتعدیل میں ان سے روایتیں مروی ہیں اسی طرح انہوں نے احمد بن حنبل علی بن المدینی سے بھی روایتیں لی ہیں خلف بن ہشام البزار سے انہوں نے [illegible] اور علوم لغت ابن الاعرابی سے حاصل کیا یہ بہت بڑے ثقہ تھے۔

کوفہ میں اصمعی کے شاگرد محمد بن قاسم بن خلاد ابو العیناء البصری[2] الضریر الشاعر الادیب الاخباری اللغوی کی بھی وفات اسی سال ہوئی ان کی کنیت ابو عبداللہ ہے اور لقب ابو العیناء ہے کہا گیا ہے کہ ایک مرتبہ ان سے عیناء کی تصغیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا [illegible] ادب و حکایات مذاہب و اقوال میں بڑے ماہر تھے البتہ علم حدیث میں مہارت بہت کم تھی۔

---

[1] العبر [illegible] تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۲۵، ۶۲۶ الجرح والتعدیل ۲/ ۱۵۸ شذرات الذہب ۲/ ۱۷۸ معجم المؤلفین [illegible] تاریخ بغداد [illegible]

[2] تاریخ بغداد [illegible] شذرات الذہب [illegible] معجم المؤلفین [illegible] میزان الاعتدال [illegible] وفیات الاعیان [illegible]

واقعات ۲۸۳ھ

اسی سال محرم میں خلیفہ معتضد ہارون الشاری سے قتال کرنے کے قصد سے بغداد سے باہر موصل کی طرف نکلا معتضد نے اسے شکست دے کر گرفتار کرکے اسے بغداد بھیج دیا۔ جب خلیفہ بغداد پہنچا تو ہارون الشاری کی سولی کا آرڈر جاری کیا اس کو سولی دینے کے بعد خلیفہ نے کہا کہ مشرکین کے ناپسند کرنے کے زمانہ خلفاء قدماء کے تمام کو حاصل ہوگا۔

اس جنگ میں حسین بن حمدان نے خارجیوں کے مقابلہ میں خلیفہ کا بھرپور ساتھ دیا جس کی وجہ سے خلیفہ نے اس کے والد حمدان بن حمدون کو (جو قلعہ ماردین کے فتح کے وقت گرفتار کیا گیا تھا) رہا کردیا اور اس کو خلعت عطا کی۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے یہ فرمان جاری کیا کہ ذوی الفروض کو میراث سے حصہ دینے کے بعد باقی مال اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام میں تقسیم کردیا جائے اور یہ فتویٰ ابوحازم نے جاری کیا تھا اور اس میں لکھا کہ حضرت زید بن ثابت کے علاوہ تمام صحابہ کا اسی پر اتفاق ہے۔ جبکہ البتہ ان کے نزدیک یہ ہے کہ یہ مال بیت المال میں جمع کرادیا جائے۔

اس موقع پر علی بن محمد بن ابی الشوارب نے ابوحازم کا ساتھ دیا جبکہ قاضی یوسف بن یعقوب نے اس کی مخالفت کی لیکن خلیفہ نے ان کے قول کی طرف کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ابوحازم کے فتویٰ کی اشاعت کی لیکن اس کے باوجود یوسف بن یعقوب کو شرقی حصے کا قاضی مقرر کردیا اور اس کو خلعت سے نوازا اور اسی طرح ابوحازم کو متعدد حصوں کا قاضی بنادیا۔

اسی زمانہ میں مسلمانوں اور رومیوں میں قیدیوں کا تبادلہ ہوا چنانچہ رومیوں سے ۲۵۰۴ مسلمان قیدیوں کو چھڑایا گیا۔

اسی سال ہی میں صقالبہ نے قسطنطنیہ میں رومیوں کا محاصرہ کرلیا مجبوراً روم کے بادشاہ نے مسلمان قیدیوں سے مدد طلب کی اور انہیں وافر مقدار میں ہتھیار بھی دیئے چنانچہ مسلمانوں نے قوم صقالبہ سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے دی اس کے بعد روم کے بادشاہ نے بعض مسلمانوں سے خائف ہوکر انہیں مختلف علاقوں میں بھیج دیا۔

اسی سال عمرو بن لیث کسی ضروری کام سے نیشاپور سے نکلا اور پیچھے وقتی نائب رافع بن ہرثمہ کو بنایا اس نے منبر پر محمد بن زید علوی اور اس کے لڑکے کے لئے دعا کی عمرو بن لیث کو اس کا پتہ چلا تو وہ اسی وقت واپس ہوا اور اس نے محمد بن زید کا محاصرہ کرلیا یہاں تک کہ اس کو شہر سے نکلنے پر مجبور کردیا اور رافع بن ہرثمہ کو خوارزم کے راستہ پر قتل کردیا۔

اسی زمانہ میں خلیفہ نے اپنے وزیر عبیداللہ بن سلیمان کو عمر بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے مقابلہ میں بھیجا جب وہ عمر کے قریب پہنچا تو عمر نے اس سے امان طلب کی چنانچہ اس نے عمر کو امان دے دی اور گرفتار کرکے خلیفہ کے پاس لے آیا اور وہاں امراء کی ایک جماعت نے اس کا استقبال کیا اور خلیفہ نے اسے قیمتی انعامات سے نوازا۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی:

(۱) ... ابراہیم بن مہران ابواسحاق الثقفی السراج النیساپوری، امام احمد اکثر ان کے پاس آتے رہتے تھے ان کا گھر مغربی جانب قطیعہ الربیع میں تھا امام احمد ان کے پاس آکر بڑے خوش ہوتے اور بعض مرتبہ روزہ بھی انہی کے پاس افطار کرتے تھے اس سال ماہ صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) ... اسحاق بن ابراہیم بن محمد بن عبدالرحمن ابوالقاسم الختلی یہ ان اصحاب میں سے ہیں جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے انہوں نے داؤد بن عمرو، علی بن جعد اور بہت سے لوگوں سے احادیث سنیں امام دارقطنی نے ان کے بارے میں فرمایا کہ یہ حفاظ حدیث میں قوی نہیں تھے تقریباً اسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۳) ... سہل بن عبداللہ بن یونس التستری ابومحمد بہت مشہور صوفیوں میں سے ہیں اور حضرت ذوالنون مصری سے ان کی ملاقات ہوئی ہے ان کے

ان کے کلام میں سے ایک یہ بھی ہے:

گزشتہ دن ختم ہو چکا آج کا دن حالت نزع میں ہے کل آئندہ اب تک پیدا نہیں ہوئی۔

انہی کے کلام کے مثل ایک شاعر کا شعر بھی ہے ماضی ختم ہو گیا آئندہ معدوم ہے تیرے واسطے تو وہی وقت ہے جس میں تو موجود ہے

شیخ محمد حماد نے ان کی تعریف فرمائی ایک قول ان کی وفات کے بارے میں یہ ہے کہ ۲۸۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

(۴) ... عبدالرحمن بن یوسف بن سعید بن خراش ابو محمد الحافظ المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی حصول حدیث کی خاطر انہوں نے کئی دور دراز کے سفر کئے یہ حدیث کے حافظ اور جرح و تعدیل میں ماہر تھے ان پر شیعیت کی طرف مائل ہونے کا الزام تھا

خطیب نے ان کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ سفر میں پیاس کی وجہ سے مجبوراً انہیں پانچ مرتبہ پیشاب پینا پڑا۔

(۵) . علی بن محمد بن ابی الشوارب بصرہ کے قاضی عبدالملک الاموی کی وفات بھی اسی سال ہوئی عبدالملک وفات تک قاضی القضاۃ بھی رہے ہیں اور وقت میں ان کا شمار ہوتا تھا انہوں نے ابو الولید ابو عمر والحوضی وغیرہ سے حدیثیں لی ہیں پھر ان سے محاملی اور ابن صاعد اور ابن قانع اور بہت سے لوگوں نے علم حاصل کیا۔

(۶) ابن الرومی[1] الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ علی بن عباس بن جریج ابوالحسن ہے جو ابن الرومی سے مشہور ہیں یہ عبداللہ بن جعفر کے آزاد کردہ غلام ہیں۔ شعراء میں انہوں نے ایک مستقل دیوان لکھا ہے مشہور اور قادر الکلام اشعار کہنے والے شاعر تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں۔

> جب تم بخیلوں کی تعریف کرو گے تو تم ان کا بہ نسبت دنیا کے عزت میں فضائل کے علاوہ ہیں۔ اور تم ان کو تعریف میں مسرت میں مبتلا کرو گے اس کے بعد اگر وہ تم کو محروم کریں تو یہ بھی انصاف ہے۔

نیز انہی کے اشعار ہیں:

> جب زمانہ تم کو صحت اور تندرستی عطا کرے تو اگر تم مشغول ہو تو زمانہ پر شکایت مت کرو اس لئے کہ زمانہ جس انداز میں انہیں پہنچاتا ہے اسی انداز میں ان سے چھین لیتا ہے۔

یہ بھی انہی کے کہے ہوئے اشعار ہیں:

> تمہارے دشمن تمہارے دوستوں سے ہی پیدا ہوں گے اس لئے زیادہ لوگوں سے دوستی مت لگاؤ۔ دیکھا نہیں کہ زیادہ کھانے پینے سے بیماریاں جنم لیتی ہیں جب کسی دوست کی دوستی میں ترقی آئے گی تو وہ کھلا دشمن بن جائے گا اور سارے معاملات الٹ پلٹ ہو جائیں گے اگر کثرت اچھی چیز ہوتی تو دوستی میں بھی کثرت صحیح ہوتی۔ جس کو تم زیادہ سمجھ رہے ہو وہ حقیقت میں کمی ہے تم بھروں کے پیچھے پڑ جاتے ہو جو کہ پانی میں ملی ہوئی ہوں۔ یہ بہت زیادہ دوستوں کو تم خود ہی تنگ کرو اس لئے کہ اکثر دوست برا سمجھ کر چھوڑ دیتے ہیں اور کوئی مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔ پانی کی بڑی مقدار ہلاک کرنے والی نہیں ہوتی بلکہ پانی کا ایک قطرہ ہی ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے۔

کچھ اور اشعار بھی انہوں نے کہے:

> خاندانی حسب و نسب کا جو کوئی دعویٰ کرتا ہے اس کا اصل تو اپنی ذاتی کمال کی طرف ہے اپنے کئے ہوئے کام پر انحصار کرنے کی ذاتی شرافت کو خاندانی اعتبار سے قابل اہانت مت سمجھو۔ انسان کا اپنا عمل کام آئے گا اگرچہ وہ اپنے آباؤ اجداد کے شریف ہونے سے حسب و نسب کا التزام کرے۔ جس کھجور نے پھل دینا چھوڑ دیا ہو وہ لوگوں کے نزدیک لکڑی شمار ہوتا ہے اگرچہ وہ اصل میں پھل دار لکڑی ہے۔ یہ درخت کی مانند ہوتی ہے اس پر لکڑی باقی ہے جس نے اپنے کو شریف نسل کے ساتھ جوڑ دیا ہو اور اپنے اعمال کے ذریعے اپنے کو بڑا شمار کیا ہو۔

---

[1] تاریخ بغداد ۱۲/ ۲۳-۲۶، شذرات الذہب ۲/ ۱۸۸-۱۹۰، وفیات الاعیان ۳/ ۳۵۸-۳۶۲۔

اس کے لطیف شعروں میں سے چند یہ ہیں:

> اس کی آنکھ بیمار ہونے کی وجہ سے میرا دل بیمار ہے کاش جس کے پاس میں فریاد لے کر جاؤں اس کے دل میں رحم ہو۔ اس کے چہرے میں چمک کی وجہ سے ہمیشہ ایک روشن سورج ہے اس کے بالوں کے سیاہ ہونے کی وجہ سے اس پر کالی رات ہے۔ اگر وہ متوجہ ہو تو چودھویں کا چاند لگے اگر چلے تو متحرک ٹہنی معلوم ہو اگر ٹہلے تو سفید ہرن معلوم ہو۔ اس کی وجہ سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں لیکن اس کی بیماری طویل ہو گی اور تمہاری پریشانیاں ایسی ہیں جن کو نعمتوں نے حاصل کیا۔ اس نے دیکھا پس اس نے تیر کے ذریعے میرے دل کو نشانہ بنایا پھر وہ میری طرف متوجہ ہوئی تو قریب تھا کہ میں حیران و پریشان ہو جاتا۔ اس کو دیکھنا بھی مصیبت سے خالی نہیں اور نہ دیکھنا گویا تیروں کی بارش ہے اور تیروں کی بارش بھی انتہائی تکلیف دہ ہے۔
>
> اے میرے خون کو حلال جاننے والی اور مجھ پر رحم کرنے والے کو حرام جاننے والی تیرے حلال و حرام نے کوئی انصاف نہیں کیا۔
>
> تمہاری رائیں، چہرہ تلواریں اگر وہ حادثات کے مقابلہ میں آ جائیں ستارے معلوم ہوتے ہیں۔ ان میں سے بعض تو لوگوں کے راستوں کے لئے نشانات اور چراغ کا کام دینے والے ہیں۔ اور تاریکی کو دور کرنے والے ہیں اور بعض شیاطین کو مارنے کے لئے ہیں۔

ان شاعر کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ ان کی پیدائش ۲۲۱ھ میں اور وفات اسی سال یا اگلے سال یا ۲۸۴ھ میں ہوئی ان کی وفات کا یہ سبب بنا تھا کہ معتضد کا وزیر قاسم بن عبداللہ ان کے ہجویہ اشعار سے بہت ڈرتا تھا ایک مرتبہ اس نے ان کی موجودگی میں ان سے چھپا کر کھانے میں زہر ملا دیا جب انہوں نے اس کو محسوس کیا تو فوراً اٹھ گئے۔

وزیر نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو جواب دیا کہ جہاں تم نے (موت کو) بھیجا ہے وہاں جا رہا ہوں اس نے کہا کہ میرے والدین کو سلام کہہ دینا انہوں نے کہا کہ میں جہنم کے پاس نہیں جاؤں گا اور وہ جہنم میں ہیں۔

محمد بن سلیمان بن حرب ابو بکر الباغندی الواسطی نے بھی اسی سال وفات پائی یہ حفاظ حدیث میں سے ہیں ابو داؤد حدیث کے بارے میں ان سے سوال کرتے تھے لیکن اس کے باوجود انہوں نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے انہیں ضعیف قرار دیا ہے۔

اس سال وفات پانے والوں میں محمد بن غالب بن حرب ابو جعفر الضبی (جو تمتام سے مشہور ہیں) تھے انہوں نے سفیان، قبیصہ، قعنبی سے روایتیں لی ہیں۔ یہ ثقات میں سے تھے۔

امام دارقطنی نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ بعض مرتبہ ان سے روایت حدیث میں غلطی بھی واقع ہوئی ہے، رمضان میں ۹۰ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی البحتری الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

البحتری الشاعر کے حالات[1] ...... ان کی دیوان مشہور ہے ان کا نام ولید بن عبادہ ہے ان کو ابن عبید بن یحییٰ ابو عبادہ الطائی البحتری الشاعر بھی کہا جاتا ہے ان کا اصلی وطن منبج ہے بغداد میں نشو و نما پائی متوکل و دیگر سرداروں کی مدح میں انہوں نے اشعار کہے۔ ان کے مدحیہ اشعار ان کے مرثیہ اشعار سے بہتر ہیں کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ مدحیہ اشعار طمع اور لالچ میں کہے جاتے ہیں اور مرثیہ اشعار حق وفا کی خاطر کہے جاتے ہیں اور ان دونوں میں فرق ہے۔

مبرد، ابن درستویہ، ابن المرزبان نے ان کے بارے میں اشعار لکھے ہیں۔

کسی نے ان سے کہا کہ آپ ابو تمام سے بڑے شاعر ہیں انہوں نے جواب دیا کہ اگر ابو تمام نہ ہوتے تو میں شعر گوئی کو ذریعہ معاش نہیں بنا سکتا تھا ابو تمام اشعار میں میرے استاذ کے درجے میں ہیں۔

اصلی وطن واپس آ کر اسی سال یا اگلے سال وفات پائی۔

---

[1] الاغانی ۲۱/۳۷، تاریخ بغداد ۱۳/۴۴۶، [illegible] شذرات الذہب ۲/۱۸۶، [illegible]

واقعات ۲۸۴ھ

اسی سال محرم میں رافع بن ہرثمہ کا سر بغداد لایا گیا خلیفہ نے ظہر تک مشرقی بغداد میں اس کے لٹکانے کا حکم دیا پھر رات کو مغربی بغداد میں لوگوں کی عبرت کے لئے اسے لٹکا دیا گیا۔

اسی زمانہ میں ابن ابی الشوارب کی موت کے ۵ ماہ کے ایام کے بعد محمد بن یوسف بن یعقوب کو ابی جعفر المنصور کے شہر کا قاضی بنا دیا گیا اور ۵ ماہ تک قضا کا عہدہ خالی رہا۔

اور اسی سال ماہ ربیع الاول میں وقت عصر سے لے کر رات تک مصر میں شدید اندھیرا ہو گیا اور آسمانوں میں سرخی چھا گئی تھی کہ آدمی اور دیوار بھی سرخ نظر آنے لگیں پھر لوگوں نے جنگل کی طرف نکل کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور توبہ تائب ہوئے جس کی وجہ سے وہ سیاہی و سرخی ختم ہو گئی۔

اسی زمانہ میں معتضد نے منبروں پر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیجنے کا ارادہ کیا اس کے وزیر نے اس کو منع کرتے ہوئے کہا کہ لوگ دلی طور پر ان کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں لیکن معتضد نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی بلکہ ایک خط لکھ کر تمام آدمیوں کے پاس بھیج دیا جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر لعنت کریں اور اپنی موافقت میں چند من گھڑت حدیثیں بھی اس میں لکھ دیں اور یہ خطبہ پورے بغداد میں پڑھا جانے لگا اور لوگوں کو حضرت امیر معاویہ کے لئے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور رحمۃ اللہ علیہ کہنے سے منع کر دیا گیا۔

لیکن وزیر اپنی بات پر جما رہا اور اس نے کہا کہ اے خلیفہ آپ سے پہلے یہ کام کسی خلیفہ نے نہیں کیا ایسا کرنے سے لوگ انہی کی طرف جا ملیں گے تو معتضد نے بغاوت کے خطرے کے پیش نظر اس کام کو چھوڑ دیا اتفاق کی بات یہ ہے کہ وزیر حضرت علی کو گالیاں دینے والا بھی تھا اس سے معلوم ہوا کہ معتضد کا اس حرکت پر آمادہ ہونا تو اس کے برے خیالات کی وجہ سے تھا۔

اسی سال یہ اعلان بھی کر دیا گیا کہ من گھڑت قصے بیان کرنے والوں نجومیوں اور لڑائی جھگڑے کرنے والوں کے پاس کوئی نہ جائے اور نوروز کا بھی اہتمام نہ کریں لیکن پھر بعد میں اس کی ممانعت ختم کر دی گئی پس وہ لوگ مسافروں پر پانی ڈالنے لگے حتیٰ کہ فوجیوں، پولیس والوں پر بھی پانی پھینکنے لگے یہ بھی معتضد کی بری حرکتوں میں سے ایک تھی۔

ابن جوزی نے کہا کہ اس سال نجومیوں نے پیش گوئی کی کہ اس سال ہر ملک میں اس قدر زوردار بارش ہوگی کہ تمام ندیاں اور نالے امنڈ آئیں گے لوگ یہ وحشت ناک خبریں سن کر خوف کی وجہ سے پہاڑوں کی چوٹیوں اور ان کی کھوہوں میں چلے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی پیش گوئی کو جھٹلا دیا کہ اس سال اتنی کم بارش ہوئی کہ اس سے پہلے کبھی اتنی کم بارش نہیں ہوئی تھی کنویں اور چشمے خشک ہو گئے اور پانی کا قحط پڑ گیا آخر مجبور ہو کر لوگوں نے صلوٰۃ الاستسقاء ادا کی اور بارش کے لئے دعائیں کیں۔

اسی سال رات کے وقت ایک شخص ننگی تلوار لہراتے ہوئے دارالخلافہ میں چکر لگاتے ہوئے نظر آیا لیکن جب اسے پکڑنے کی کوشش کی جاتی تو بھاگ جاتا اور بعض گھر والوں اور خصیوں، باندیوں اور غلاموں کے ارد گرد چکر لگاتے ہوئے نظر آتا لیکن اس کی حقیقت حال معلوم نہ ہو سکی اس کی وجہ سے معتضد بہت پریشان ہوا اور اس نے دارالخلافہ کی چاردیواری اونچا بنانے کا حکم دیا اور ہر طرف حفاظتی انتظامات کئے اور چاروں طرف پہرا لگا دیا لیکن اس کا کوئی فائدہ ظاہر نہیں ہوا۔

پھر اس نے منتر پڑھنے والوں، نجومیوں، جادوگروں کو بلوا کر ان سے حساب لگوایا لیکن اس کا بھی کوئی فائدہ نہیں ہوا۔

پھر کافی دنوں کے بعد اصل قصہ ظاہر ہوا کہ معتضد کے ایک خصی خادم کو اس کی خاص باندیوں میں سے کسی سے عشق ہو گیا لیکن اس تک رسائی یعنی اس کا پہنچنا بھی ناممکن تھا تو اس نے اس تک رسائی کے لئے مختلف قسم کی رنگوں کی ڈاڑھی بنوائی اور خوف والا لباس بنوایا، وہ ڈاڑھی اور لباس پہن کر

شروع رات میں جاتا اور باندیوں کو ڈرا دیتا تو اس کو دیکھنے کے لئے چاروں طرف سے باندیاں اور غلام جمع ہو جاتے اتنے میں وہ کہیں چھپ کر اپنا لباس وغیرہ اتار دیتا اور انہی کے ساتھ شامل ہو جاتا اور سوالیہ انداز میں پوچھتا کہ یہ حرکت کس نے کی ہے اسی دوران وہ اپنی معشوق کو بھی دیکھ لیتا اور اشاروں اور کنایوں میں اپنا مقصد حاصل کر لیتا۔ مقتدر کے زمانے تک یہی سلسلہ رہا پھر اس نے اس کو ایک لشکر کے ساتھ طرطوس بھیج دیا اور وہ وہیں ہلاک ہو گیا اور باندی نے بھی ساری صورتحال بیان کر دی۔

احمد بن المبارک ابو عمرو المستملی کے حالات[1] ...... ابو عمرو المستملی الزاہد النیساپوری ہیں جو حکمویہ العابد کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے قتیبہ، احمد، اسحاق وغیرہ سے سماعت حدیث کی ہے پچپن سال تک مشائخ سے حدیثیں نقل کرتے رہے، یہ فقیر بدحال، دنیا سے کنارہ کش تھے۔

ایک روز یہ ابو عثمان سعید بن اسماعیل کی مجلس وعظ میں گئے تو وہ انہیں دیکھ کر رونے لگے اور لوگوں سے کہنے لگے کہ میں ایک بدحال، دنیا سے کنارہ کش، بہت بڑے عالم کو دیکھ کر رو رہا ہوں اور مجھے تمہارے سامنے ان کا نام لیتے ہوئے شرم آتی ہے۔

لوگوں نے ان کی یہ بات سن کر دراہم، انگوٹھی، کپڑے بڑی مقدار میں ان کے سامنے پیش کر دیئے یہ منظر دیکھ کر ابو عمر مستملی اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اے لوگو میں وہی شخص ہوں جس کا نام شیخ نے تمہارے سامنے نہیں لیا اور اگر مجھے ان پر تہمت کا خطرہ نہ ہوتا تو جس چیز کو انہوں نے ظاہر نہیں کیا میں بھی ظاہر نہ کرتا یہ سن کر ابو عثمان کو ان کے اخلاص پر بڑا تعجب ہوا پھر ابو عمر نے وہ سارا سامان لے کر مسجد سے نکلنے سے پہلے ہی فقراء اور ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا ان کی وفات اسی سال جمادی الاخریٰ میں ہوئی اس سال اسحاق بن الحسن کا بھی انتقال ہوا۔

اسحاق بن الحسن کے حالات[2] ...... یہ اسحاق بن الحسن ابن میمون بن سعد ابو یعقوب الحربی ہیں انہوں نے عفان، ابو نعیم وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا یہ ابراہیم الحربی سے تین سال بڑے تھے ان کے انتقال کے اعلان پر لوگ نماز جنازہ کے لئے ان کے گھر پہنچ گئے بعض لوگوں نے یہ سمجھا کہ ابراہیم الحربی کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے وہ ان کے گھر پہنچ گئے ابراہیم الحربی کہنے لگے کہ تمہیں مغالطہ ہو گیا ہے لیکن عنقریب تم یہاں بھی آؤ گے چنانچہ اس کے بعد وہ ایک سال بھی زندہ نہیں رہے۔

اسحاق بن محمد بن یعقوب الزہری کا انتقال بھی اسی سال ہوا ان کی عمر ۹۰ سال تھی یہ انتہائی نیک اور ثقہ تھے یہ اسحاق بن موسیٰ بن عمران الفقیہ ابو یعقوب الاسفرائینی الشافعی کی بھی اسی سال وفات ہوئی، عبداللہ بن علی بن حسن بن اسماعیل ابو العباس الہاشمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کی شخصیت بغداد میں شہرت یافتہ تھی اور جامع رصافہ کے امام بھی تھے، عبدالعزیز بن معاویہ العتابی (جو عتاب بن اسید بصری کی اولاد سے تھے پھر بغداد آ گئے تھے) کا بھی انتقال اسی سال ہوا انہوں نے ازہر السمان ابی عاصم النبیل سے روایت حدیث کی ہے، یزید بن ہیثم بن طہمان ابو خالد الدقاق (جو البادی سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ صحیح قول کے مطابق یہ البادہ کے بجائے البادی سے مشہور تھے کیوں کہ یہ جڑواں پیدا ہوئے تھے اور پیدائش میں اول یہی تھے انہوں نے یحییٰ بن معین وغیرہ سے روایت حدیث کی ہے یہ انتہائی نیک و ثقہ تھے۔

واقعات ۲۸۵ھ

اسی سال صالح بن مدرک الطائی نے اجفر مقام پر حجاج کو لوٹ کر ان کے اموال اور عورتوں پر قبضہ کر لیا جس کی قیمت دس لاکھ دینار تھی۔

اسی زمانہ میں ۲۰ ربیع الاول بروز اتوار کوفہ کے دیہاتی علاقوں میں اولاً اندھیری چھا گئی پھر بجلی کی چمک اور کڑک کے ساتھ زوردار بارش ہوئی اور

---

(۱) التذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۳۳ شذرات الذھب ۲/ ۱۸۹ العبر المولف ۲/ ۷۳ الوافی بالوفیات ۷/ ۳۰۲

(۲) شذرات الذھب ۲/ ۱۸۷ العبر المولف ۲/ ۷۳ لسان المیزان ۱/ ۹۰ میزان الاعتدال ۱/ ۱۹۰ الوافی بالوفیات ۸/ ۲۰۹

بعض جگہوں میں بارش کے ساتھ سفید پتھر بھی گرے جو ڈیڑھ سو درہم کے وزن کے برابر تھے اور گرنے لگی تیز آندھی سے درخت اور بہت سے درختوں کو اکھیڑ پھینکا اور بہت سے گھر گر گئے اور لوگوں کو ایسا لگا کہ جیسے غرق ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی سال ہی میں موفق کے آزاد کردہ غلام راغب نے بلاد روم کے شہروں میں جہاد کر کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور بہت سے افراد کو قید کر لیا اور جوان ان کے ساتھ تین ہزار قیدی تھے انہیں قتل کر دیا پھر فتح یاب ہو کر واپس لوٹے۔

اسی سال محمد بن عبداللہ الہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی زمانہ میں احمد بن عیسیٰ بن شیخ صاحب آمد کی وفات ہوئی ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا محمد ان کی جگہ پر قائم ہوا جب معتضد ادھر گئے۔ تو اس کا محاصرہ کر لیا پھر معتضد کی اطاعت قبول کر لی اس نے قلعہ بھی ان کے حوالے کر دیا اکرام کیا اور اپنے لڑکے مکتفی کو اس کا نائب بنا دیا۔

اس کے بعد معتضد نے قنسرین اور عواصم کا رخ کیا وہاں پر ہارون بن خمارویہ سے ہر علاقہ لے لئے پھر بعض علاقوں میں اسے اختیارات دے دیئے اور مصر میں بھیج دینے کا کہا۔

اسی سال ابن الاخشید نے بلاد روم کی اہل طرسوس سے مقابلہ کر کے بہت سے قلعوں کو ان سے چھین لیا وللہ الحمد اسی سال وفات پانے والوں میں ابراہیم بن اسحاق بن بشیر بن عبداللہ بن دیسم ابو اسحاق حربی بھی ہیں۔

ابراہیم بن اسحاق کے حالات:۔۔۔ یہ ابراہیم بن اسحاق بن بشیر بن عبداللہ بن دیسم ابو اسحاق الحربی ہیں جو فقہاء اور محدثین کے اماموں میں سے ہیں یہ بہت زیادہ عابد و زاہد تھے امام احمد بن حنبل سے مسائل کا علم حاصل کیا اور ان سے بہت زیادہ روایت بھی کی۔

ابو الحسن دارقطنی کا قول ہے کہ ابراہیم حربی امام مصنف ہیں، علم تمام علوم میں ماہر صدوق تھے پرہیزگاری اور زہد میں امام احمد کے برابر تھے ان سے مروی قصوں میں سے قصہ نقل کیا جاتا ہے۔

> بہادر شخص وہی ہے جو اپنی پریشانی کو اپنے گھر والوں تک کسی پر ظاہر نہ کرے۔ خود اپنے متعلق کہتے ہیں کہ مجھے چالیس سال سے آدھے سر کے درد کی شکایت ہے لیکن میں نے آج تک کسی پر اس کو ظاہر نہیں کیا۔ بیس سال سے میری ایک آنکھ کی بینائی ختم ہو گئی ہے لیکن کسی کو اس کا علم نہیں۔ ستر سال سے بھی زیادہ گزر گئے میں نے اپنے گھر والوں سے کھانا نہیں مانگا اگر دے دیا تو کھا لیا ورنہ صبر کر کے سو گیا۔

رمضان میں ان کا یہ خرچ صرف ایک درہم ہوتا تھا کیونکہ ان کے گھر میں سالن بھی صرف بینگن ہوتے تھے یا شوربہ اور دال وغیرہ ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ خلیفہ معتضد نے ان کی خدمت میں دس ہزار درہم بھیجے جو پیش کئے تو انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا خلیفہ نے ایک بار پھر پیغام دے کر بھیجے اور کہا یہ رقم آپ اپنے علم کے ساتھ متعلقین میں تقسیم کر دیں۔ پھر انہوں نے جواب دیا کہ یہ مال مجھ سے پہلے کسی نے جمع نہیں کیا تھا اور تم سے پہلے بھی کسی نے نہیں دیا اگر خلیفہ نے پھر پیغام بھیجا تو ہمیں اسی حالت پر چھوڑ دو ورنہ ہم یہ شہر چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں گے۔

ان کی وفات کے وقت ان کے بعض دوست ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے اس وقت ان کی ایک بچی اپنی پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگی کہ اس وقت صرف ہم خشک روٹی کھا کر گزارہ کر رہے ہیں اور کبھی صرف خشک روٹی ہی ہوتی ہے یہ سن کر ان کے والد نے کہا کہ تم خوبصورت کمرہ کے ایک کونے میں میرے ہاتھ کے لکھے ہوئے بارہ ہزار اجزاء رکھے ہوئے ہیں ان میں سے ایک جز کی قیمت ایک درہم ہے تو اس وقت تمہارے پاس بارہ ہزار درہم ہیں اور جس کے پاس بارہ ہزار درہم ہوں وہ فقیر نہیں ہو سکتا۔

اسی سال ۲۸۵ھ میں ابراہیم کی وفات ہوئی باب الانبار کے پاس قاضی یوسف بن یعقوب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی جنازہ میں افراد کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ مشہور و معروف شخصیت مبرد نحوی کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔

مبرد نحوی کے حالات:۔۔۔ یہ محمد بن یزید بن عبدالاکبر ابو العباس الازدی الثمالی ہیں جو مبرد نحوی سے مشہور ہیں بصرہ کے رہنے والے لغت اور عربی زبان کے اماموں میں سے ہیں ابو عمرو جرمی، ابو حاتم سجستانی ان کے استاد ہیں یہ کئی علوم میں ثقہ اور صاحب اخبار تھے نحوی اور ہوشیاری میں

لوگوں کو متوجہ کرتے تھے اور ادب میں ان کی ایک کتاب الکامل کے نام سے مشہور ہے۔ ان کے مبرد نام کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے حاکم کے خوف سے ابو حاتم کے پانی کے مٹکے کے نیچے چھپ کر جان بچائی تھی۔

مبرد کا قول ہے کہ ایک دن میں اپنے کچھ دوستوں کے ساتھ رقہ میں پاگل خانہ میں پاگلوں کے پاس پہنچا تو وہاں ہم نے اچھی شکل وصورت اور اچھے لباس میں ملبوس ایک نوجوان کو دیکھا جو بیٹھا ہوا تھا اس نے ہمیں دیکھتے ہی سلام کیا اور پوچھا کہ تم کون ہو ہم نے کہا کہ ہم عراقی ہیں اس نے کہا کہ عراقیوں پر میرے والدین قربان ہوں اب تم مجھے کچھ اشعار سناؤ یا میں سناؤں ہم نے کہا کہ آپ ہی سنا دیجئے چنانچہ اس نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

> خدا ہی جانتا ہے کہ میں غم سے نڈھال ہو رہا ہوں اور میں اپنی پریشانی کے اظہار سے قاصر ہوں، میری دو روحیں ہیں ایک روح شہر نے قید کر رکھا ہے اور دوسری روح دوسرے شہر نے۔ میرا جو حصہ اس شہر میں ہے اس کو تو میرا صبر نفع دے سکتا ہے اور نہ تمہارا یہاں رہنا اس کو متغیر کر سکتا ہے، میرا خیال ہے کہ میری غائب روح حاضر روح کی طرح ہے اس جگہ پر جو کیفیات تم محسوس کر رہے ہو وہی کیفیات میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔ جب میری محبوبہ کے خاندان والوں نے "قرن شب" میں اپنے اونٹوں کو تیار کیا اور ان پر میری محبوبہ کو سوار کیا تو وہ محبت کی وجہ سے اونٹ سے نیچے گر پڑی۔ اس نے پردوں کے درمیان دیکھنے والوں کے لئے اپنا چہرہ ظاہر کیا اس وقت نظر جما کر وہ میری طرف دیکھنے لگی اس حال میں کہ اس کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ پھر اپنی انگلیوں کو ہاتھوں سے دبائے ہوئے تھی جن کے پورے تم مہندی میں رنگے ہوئے تھے میں نے زور سے پکار کر کہا اے اونٹ تم میری محبوبہ کا وزن نہ اٹھا سکو گے اس جدائی پر پھٹکار ہو میرے ہمراہ جانے والوں پر کیا آفت "پڑی" کہ سفر جدائی شروع ہو گیا اور وہ اس کی وجہ سے جدا ہو کر نکل گئے اے میرے دوستو! ملاقات کے ساتھ جلدی کرو تاکہ میں اٹھوں رخصت کروں جلدی کر تیرے ملاقات کرنے میں میری موت ہے۔ میں پچھلے کئے ہوئے وعدے پر قائم ہوں میں اسے توڑ نہیں سکتا ہوں کاش مجھے کوئی پیمان وعدہ کرنے والوں کے حشر کی حقیقت بتا دے۔

مبرد کہتے ہیں کہ میرے دوستوں میں سے ایک دوست جو ان سے نفرت کرنے والا تھا اس نے کہا کہ تو مر کیوں نہیں جاتا تو اس جوان نے کہا کہ پھر تو مجھے بھی مر جانا چاہیے میرے دوست نے کہا کہ اگر تو پوچھتا ہے تو مر جانا چاہیے اس نے کراہ کر ایک ستون کے ساتھ ٹیک لگائی اور اسی وقت اس کی جان نکل گئی پھر اس کی تدفین کے بعد ہم واپس ہوئے۔ مبرد کی عمر ستر سال سے کچھ زائد تھی۔

واقعات ۲۸۶ھ

اسی سال ربیع الاول میں آمد پر ابن شیخ نے قبضہ کر لیا، ہارون بن احمد بن طولون نے معتضد کے پاس خط لکھا جس وقت وہ آمد شہر میں مقیم تھا کہ وہ قنسرین اور عواصم کے شہر اس کے حوالے کر دے تاکہ مصر پر اس کی حکومت باقی رہے معتضد نے اس کی شرط قبول کر لی پھر اس نے آمد سے عراق کا قصد کیا اور آمد کی چار دیواری کو ختم کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے منہدم کر دیا گیا ابن المعتز نے آمد کی فتح پر مبارکباد دیتے ہوئے یہ اشعار کہے:

> تم خلیفہ کو اطاعت کرنے اور اطاعت کی طرف سے تم غضب میں رہو اور زمانہ تم کو مبارکباد دیتا ہے۔ بہت سے واقعات ایسے ہیں اگر قرآن کے حق بیٹھے میں آگے بڑھو گے تو زمانہ پیچھے ہٹ جائے گا۔ وہ خود شہر ہے اور اس کے شہروں کی بھی شہر ہیں ان شہروں کے خون کرنے کی وجہ سے ان کے دشمن حقیقی ہوئے۔

جب خلیفہ بغداد واپس پہنچا تو اس کے پاس عمرو بن لیث کی طرف سے ہدیہ آیا جو چالیس لاکھ قیمت کا تھا اور گھوڑے اور ان کی

زین، ہتھیار وغیرہ چیزیں اس کے علاوہ تھیں اور یہ ۲۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات کا دن تھا۔

رافع بن ہرثمہ کا قتل ...... اسی زمانے میں اسماعیل بن احمد السامانی اور عمرو بن لیث کے درمیان سخت جنگ ہوئی کیونکہ عمرو بن لیث نے جب رافع بن ہرثمہ کو قتل کر کے اس کا سر خلیفہ کے پاس پہنچایا تو اس سے ماوراء النہر کے علاقوں کی حکومت کا مطالبہ کیا جسے خلیفہ نے قبول کر لیا اس فیصلے کی وجہ سے ماوراء النہر کے نائب حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کو سخت پریشانی ہوئی اور اس نے عمرو بن لیث کو خط لکھا کہ تمہارے زیر قبضہ کافی علاقے ہیں تم انہی پر قناعت کرو لیکن عمرو بن لیث نے اس کی بات نہیں مانی۔

اسماعیل بن احمد اور عمرو بن لیث میں مقابلہ اور اسماعیل کی فتح ...... بالآخر اسماعیل نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ اس کا رخ کیا اور بلخ کے پاس دونوں میں مقابلہ ہو گیا عمرو بن لیث کو شکست ہوئی اور اسے قیدی بنا لیا گیا۔

جب اسماعیل بن احمد کے سامنے اسے لایا گیا تو اسماعیل نے کھڑے ہو کر اس کا استقبال کیا اور بوسہ دیا اس کا چہرہ دھویا خلعت سے نوازا اور اسے امن دے کر مطمئن کر دیا اور خلیفہ کو لکھا کہ ان علاقوں کی عوام عمرو بن لیث سے بہت تنگ ہے خلیفہ نے خط کے جواب میں لکھا کہ اس کی آمدنیاں اور اموال پر قبضہ کر لیا جائے چنانچہ قبضہ کر لیا گیا۔

عمرو بن لیث کی کایا پلٹ گئی حالانکہ اس سے پہلے اس کے جیل کے باورچی خانے کا سامان چھ سو اونٹوں پر لدا ہوتا تھا اور اس سے عجیب بات یہ ہے کہ گرفتاری کے وقت عمرو بن لیث کے ساتھ پچاس ہزار جنگجو تھے لیکن کسی کو کچھ نہیں کہا گیا اور نہ کسی کو گرفتار کیا گیا۔ اصل میں لالچی انسان کا انجام یہی ہوتا ہے اور لالچ ہی نے اس کو اس مقام تک پہنچایا اور یہ تو ضرورت سے زیادہ طلب دنیا اور لالچی شخص کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا پہلے سے قانون چلا آ رہا ہے۔

حبشی سے بڑے فسادی، قرامطہ کے سردار ابو سعید جنابی کا ظہور ...... اس کا ظہور اسی سال جمادی الاخریٰ میں بصرہ کے نواحی علاقے میں ہوا کچھ دیہاتی قسم کے لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور اس کا دبدبہ چھا گیا اپنے اردگرد کے کافی دیہاتوں کے لوگوں کو اس نے قتل کر دیا پھر بصرہ کے قریب قطیف علاقے میں اس نے داخل ہونے کا ارادہ کیا اس موقع پر خلیفہ معتضد نے وہاں کے نائب حاکم کو اس کی چاردیواری قائم کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے چار ہزار دینار خرچ کر کے اس کی چاردیواری بنوائی جس کی وجہ سے ابو سعید اور اس کے ساتھی قطیف میں داخل نہ ہو سکے۔

اس کے بعد ابو سعید جنابی اور اس کے ساتھیوں نے ہجر اور اس کے اردگرد کے علاقوں پر قبضہ کر کے وہاں پر بڑا فساد برپا کیا اصل میں یہ شخص غلوں کا دلال تھا اور لوگوں کو سامان کی قیمتیں بتاتا تھا انہی دنوں ۲۸۱ھ میں ایک شخص یحییٰ بن مہدی کا ظہور ہوا قطیف کے عوام نے لوگوں کو مہدی کی بیعت کی دعوت دی تو ایک شخص علی بن علاء بن حمدان الزیادی نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی قطیف کے شیعوں نے بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کی انہی میں سے ابو سعید جنابی بھی تھا پھر رفتہ رفتہ اس کی قوت میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور قرامطہ وغیرہ بھی اس کے ساتھ مل گئے حتیٰ کہ یہ ان کا امیر بن گیا اور ان پر اس کا حکم چلنے لگا اصل میں یہ جنابہ نامی شہر کا باشندہ تھا اس کا اور اس کے ساتھیوں کا باقی تذکرہ ان شاء اللہ عنقریب آئے گا۔

یہ واقعہ اس سال کا بہت اہم واقعہ ہے پھر اس کی سند سے یہ واقعہ بھی ذکر کیا کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کے خلاف پانچ سو دینار مہر کا دعویٰ کیا شوہر نے انکار کر دیا تو وہ عورت اپنے موافق گواہ لے آئی لیکن گواہوں نے کہا کہ پہلے تم اپنے چہرے سے نقاب اتارو تا کہ ہم تمہارا چہرہ دیکھ کر گواہی دیں کہ تم واقعی اس کی عورت ہو اور وہ اس پر مصر ہو گئے شوہر نے ان کے اصرار کو دیکھ کر کہا کہ تمہیں اس کا چہرہ دیکھنے اور میرے خلاف گواہی دینے کی ضرورت نہیں ہے میں اس کے دعویٰ کا اقرار کرتا ہوں عورت نے جب دیکھا کہ اب بھی شوہر میرا ہمدرد ہے تو اس نے کہا کہ میں اب تمہیں دنیا و آخرت سے بری کرتی ہوں۔

(۱) احمد بن عیسیٰ ابو سعید الخراز جن کا شیخ ذہبی نے تذکرہ کیا ہے کی وفات اسی سال ہوئی۔ ابن الجوزی نے کہا کہ ان کی وفات

۲۷۷ھ میں ہوئی

اسی سن میں وفات پانے والوں میں اسحاق بن محمد بن احمد بن ابان بھی ہیں ان کی کنیت ابو یعقوب النخعی الاحمر ہے شیعوں کا فرقہ اسحاقیہ انہی کی طرف منسوب ہے ابن نوبختی نے [illegible] ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت علی کی خدائی کا معتقد تھا پھر وہ خدائی ان سے حسن ان سے حسین کی طرف منتقل ہوئی جس کا ظہور ہر وقت ہوتا رہتا ہے اور شیعہ مذہب کے لوگوں نے اسی کی اتباع کی۔

اس احمر کی جھوٹی حدیث یہ [illegible] کی بیماری [illegible] پیچھے [illegible] تو تم قتل کیے جاؤ گے [illegible] بھی ان کی بہت سی تحریریں [illegible] تم قتل کیے جاؤ [illegible] دنیا میں کوئی ایسا شخص ہو گا جس کا تذکرہ بھی برائی کے ساتھ ہی کیا جاتا ہو

بقی بن مخلد بن یزید ابو عبد الرحمن الاندلسی الحافظ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کا تعلق علماء مغرب سے ہے تفسیر، مسند، مشہور کتابیں ان کی تصنیف کردہ کتابیں ہیں۔ ابن حزم نے ان کی تفسیر کو تفسیر ابن جریر پر اور مسند کو مسند احمد اور مصنف ابن ابی شیبہ پر ترجیح دی ہے لیکن یہ بات قابل غور ہے اس لیے کہ ابن حزم نے اپنی تاریخ میں ان کے حالات بیان کر [illegible] ان کی تعریف کی ہے اور کہا ہے کہ قوت حافظہ اور اتقان کے مالک تھے اس کے ساتھ ساتھ یہ مستجاب الدعوات بھی تھے اور پچھتر سال کی عمر میں اسی سال ان کی وفات ہوئی اس سال وفات پانے والوں میں الحسن بن بشار بھی ہیں۔

الحسن بن بشار ان کی کنیت ابو علی الخیاط ہے ابو بلال اشعری سے انہوں نے حدیثیں روایت کی ہیں ان سے ابو بکر الشافعی نے روایت حدیث کی۔ ثقات میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

یہ کسی بیماری میں مبتلا تھے رات کو خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کہہ رہا ہے کہ لا کھاؤ اور لا کی مالش کرو انہوں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ اس سے قرآن کی آیت زیتونة لا شرقية ولا غربية (نور ۳۵) کی طرف اشارہ ہے چنانچہ انہوں نے کھانے پینے میں زیتون کے تیل کا استعمال شروع کر دیا پھر اس کے کھانے سے بیماری سے انہیں نجات ملی۔

محمد بن ابراہیم ابو جعفر الانماطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ یہ مربع سے مشہور اور یحییٰ بن معین کے شاگرد ہیں یہ ثقہ تھے اور ان کا حافظہ تیز تھا۔

عبد الرحمن [illegible] محمد بن [illegible] المصعب یحییٰ بن عبد العزیز [illegible] (جن کی سند ہے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ محمد بن یونس کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

محمد بن یونس کے حالات ...... یہ ابن یونس بن سلیمان بن عبید بن ربیعہ بن کدیم ابو العباس قرشی بصری کدیمی ہیں روح بن عبادہ کی [illegible] کے بیٹے ہیں ان کی تاریخ پیدائش ۱۸۳ھ ہے انہوں نے ابو داؤد، ابو عاصم، محمد بن عبداللہ انصاری اور ابو داؤد طیالسی اور بہت سے لوگوں سے حدیث نقل کی پھر ان سے ابن ابی الدنیا، ابو بکر بن مالک القطیعی نے حدیثیں روایت کی۔ ابو بکر قطیعی ان سے روایت کرنے والے آخری انسان ہیں۔ یہ ثقہ حافظ تھے مالک [illegible] غریب حدیث بہت زیادہ بیان کرنے والے تھے اسی وجہ سے [illegible] نے ان کے بارے میں کچھ باتیں کہی ہیں جس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں بیان کر دی ہے۔

اسی سال [illegible] کا انتقال [illegible] پہلے ان کا انتقال ہوا [illegible] سال [illegible] یوسف بن یعقوب نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی یعقوب بن اسحاق بن [illegible] یوسف الازرق کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔ انہوں نے [illegible] ہارون سے ۲۰ [illegible] حدیث کی پھر بغداد آ کر حدیثیں بیان کیں اور [illegible] کے بارے [illegible] ۱۱۳ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہو گیا۔

ابو محمد [illegible] کی وفات بھی اسی سن ہوئی [illegible] ابن الجوزی کے قول کے مطابق ۲۸۳ھ میں انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۲۸۷ھ

اس سال ابوسعید جنابی کے ساتھی قرامطہ نے ہجر کے ساتھ قریب میں زبردست ہنگامے برپا کئے لوگوں کو قتل کر دیا بچوں کو گرفتار کر لیا اور فساد برپا کئے رکھا۔ خلیفہ نے عباس بن عمرو الغنوی کی ماتحتی میں ایک مضبوط لشکر تیار کر کے ابوسعید سے مقابلہ کرنے کے لئے یمن اور بحرین کی طرف بھیج دیا عباس کے ساتھ دس ہزار کا نوجوان لشکر تھا چنانچہ دونوں میں مقابلہ ہوا ابوسعید نے سب کو گرفتار کر کے سوائے امیر کے تمام کو قتل کر دیا یہ بڑا عجیب واقعہ تھا اور عمرو بن لیث کے واقعہ کے برعکس تھا کیونکہ اس واقعہ میں پچاس ہزار میں سے صرف عمرو بن لیث کو گرفتار کیا گیا تھا اور اس واقعہ میں صرف امیر بچا تھا۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ گرفتار شدگان کو جب ابوسعید کے سامنے ایک ایک کر کے قتل کیا جا رہا تھا تو ابوالعباس بھی گرفتار ہو کر موجود تھا پھر ابوالعباس کو آزاد کر دیا گیا اور اس سے کہا کہ اپنے خلیفہ کے پاس جا کر یہ سارا ماجرا بیان کر دے [illegible] یہ واقعہ اسی سال شعبان کے مہینے میں ہوا۔

اس واقعہ کے بعد لوگ بہت پریشان ہو گئے حتیٰ کہ بصرہ والوں نے نقل مکانی کا ارادہ کر لیا لیکن یہاں کے نائب حاکم نے انہیں منع کر دیا۔

اس سال رومیوں نے طرطوس کے راستے پر قبضہ کر لیا کیونکہ گزشتہ سال اس کے نائب حاکم ابن الاخشید کا انتقال ہو گیا تھا اور اس کی جگہ شہر کے [illegible] ابو ثابت کو حاکم مقرر کیا گیا تھا تو رومیوں نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر لشکر جمع کر لیا چنانچہ ابو ثابت نے ان کا مقابلہ کیا لیکن رومیوں کی فتح ہوئی اور انہوں نے ابو ثابت کو ان کے لشکر سمیت گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے شہر کے لوگوں نے ابن الاعرابی کو اپنا حاکم مقرر کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی میں پیش آیا۔

اسی سال محمد بن زید علوی طبرستان و دیلم کے امیر کو قتل کر دیا گیا کیونکہ اسماعیل السامانی نے جب عمرو بن لیث کو شکست دی تو محمد بن زید نے سوچا کہ اسماعیل اپنے علاقے سے آگے نہیں بڑھے گا اور خراسان اس وقت خالی ہے لہٰذا وہ خراسان کے ارادے سے نکلا لیکن اسماعیل اس سے پہلے ہی خراسان پہنچ گیا اور محمد بن زید کو خط لکھا کہ اپنے علاقے تک محدود رہو لیکن وہ نہیں مانا چنانچہ اسماعیل نے محمد بن ہارون کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کر دیا چنانچہ دونوں کا مقابلہ ہوا محمد بن ہارون ہار گیا [illegible] محمد بن زید کے لشکر نے اس کا تعاقب کیا اس نے پلٹ کر ان پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کا سامان لوٹ لیا اس موقع پر محمد بن زید شدید زخمی ہو گیا آخر چند روز بعد وہی اس کی موت کا سبب بنا۔

اس جنگ میں محمد بن زید کے بیٹے زید کو بھی گرفتار کر کے اسماعیل بن احمد کے پاس بھیج دیا اس نے اس کا اکرام کیا [illegible] محمد بن زید علوی بڑا ادیب فاضل شخص تھا لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا تھا لیکن یہ شیعہ کی طرف مائل تھا۔

ایک دن دو شخص ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے ان میں سے ایک کا نام معاویہ اور دوسرے کا نام علی تھا محمد بن زید نے کہا کہ ظاہر ہے فیصلہ تو علی کے حق میں ہوگا معاویہ نے کہا کہ اے امیر تم [illegible] دھوکہ نہ کھاؤ میرا والد بڑا شیعوں میں سے تھا اس نے اہل سنت کے ظلم سے بچنے کی خاطر میرا نام معاویہ رکھا اور اس کا والد بڑا ناصبی تھا تمہاری وجہ سے اس کا نام علی رکھا گیا اس کی حاضر جوابی سے محمد بن زید بڑا خوش ہوا اور ان کے ساتھ اچھا معاملہ کیا۔

ابن الاثیر نے اپنی کامل میں کہا ہے کہ اس سال وفات پانے والوں میں اسحاق بن یعقوب بن عمر بن خطاب العدوی مدنی [illegible] تھے [illegible] بصرہ کی جگہ عبداللہ بن ہاشم بن عبداللہ [illegible] کو حاکم بنا دیا گیا ابو عبیدہ [illegible] محمد بن سلام [illegible] انہوں نے انتقال کیا [illegible] احمد بن محمد [illegible] الموصلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ خراسان [illegible] سے تھے۔

انہوں نے ابو الفرج ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ خمارویہ بن احمد بن طولون کی لڑکی معتضد کی بیوی قطر الندیٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ابن جوزی نے کہا ہے کہ اسی سال سات رجب کو [illegible] اور رصافہ کے محل میں اس کی تدفین ہوئی۔

یعقوب بن یوسف بن ایوب ابو بکر المطوعی نے بھی اسی سال وفات پائی انہوں نے احمد بن حنبل، علی بن المدینی سے احادیث سنی ہیں ان

سے مجاہد اور عطاء نے روایت کی۔ یہ روزانہ تیس ہزار بار سورۂ اخلاص کا وظیفہ کرتے تھے۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ اس سال وفات پانے والوں میں السنۃ اور دیگر مصنفات والے ابوبکر بن عاصم بھی ہیں۔

ابوبکر بن ابی عاصم کے حالات…… یہ احمد بن عمرو بن ابی عاصم الضحاک ابن مخلد ہیں فن حدیث میں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں ان میں سے ایک اہم و مفید الصفات علی طریق السلف بھی ہے یہ حافظ حدیث تھے صالح بن احمد کے بعد اصبہان کے قاضی بنے حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے اسفار کئے ابوتراب نخشبی وغیرہ کی صحبت بھی رہے۔

ان کی کرامت کا ایک عجیب قصہ ہے کہ ایک مرتبہ ان کے ساتھ دو آدمی سفر میں تھے۔ چلتے چلتے ایک سفید ٹیلے پر پہنچے تو انہوں نے اس ریت کے ٹیلے کو ہلایا اور اللہ کے حضور دعا کی کہ آج کے دن ہمیں سفید حلوہ عطا کر دے چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد ایک دیہاتی نے سفید حلوہ لا کر ان کی خدمت میں پیش کر دیا پھر انہوں نے اسے کھایا۔

ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں حالت نماز میں دیکھا نماز سے فراغت کے بعد ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ مؤانست کا معاملہ فرما کر میری وحشت کو دور کر دیا۔

واقعات ۲۸۸ھ

اس سال چند واقعات کا ظہور ہوا۔

(۱)…… رومیوں نے ایک لشکر جرار کے ساتھ خشکی اور دریائی راستوں سے رقہ کے لوگوں پر حملہ کر کے کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور پندرہ ہزار لوگوں کو گرفتار کر لیا۔

(۲)…… آذربائیجان کے شہروں میں اتنی سخت وبا پھیلی کہ اس کی وجہ سے اموات اتنی کثرت سے ہوئیں کہ مردوں کو دفن کرنے والا کوئی نہیں تھا چنانچہ مردوں کو بلا دفن سڑکوں پر چھوڑ دیا۔

(۳)…… اہواز کے علاقوں میں وقت عصر سے تہائی رات تک سخت آندھی چلی پھر سخت ترین زلزلہ آیا اور چند روز تک یہی کیفیت رہی جس کی وجہ سے عمارتیں گر گئیں اور بعض زمین میں دھنس گئیں اس کی وجہ سے بے شمار افراد ہلاک ہوئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۴)…… قرامطہ بصرہ کے بالکل قریب پہنچ گئے جس کی وجہ سے بصرہ کے تمام لوگ خوف زدہ ہو گئے اور انہوں نے نقل مکانی کا ارادہ کر لیا لیکن بصرہ کے نائب حاکم نے انہیں منع کر دیا۔

خواص کی وفات…… اس سال خواص میں بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی کی وفات ہوئی۔

بشر بن موسیٰ بن صالح ابوعلی الاسدی کے حالات…… ان کی پیدائش ۱۹۰ھ ہے انہوں نے معروف ائمہ حدیث روح بن عبادہ ہوذہ بن خلیفہ حسن بن موسیٰ الاشیب ابو نعیم علی بن جعد اصمعی وغیرہ سے حدیث لی پھر ان سے ابن المنادی ابن مخلد ابن صاعد النجاد ابو عمر الزاہد ابو بکر شافعی ابن الصواف وغیرہ نے روایت کی یہ ثقہ امین قوت حافظہ کے مالک تھے اور اشراف میں سے تھے امام احمد ان کا بڑا اکرام فرماتے تھے ان کے اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

میں کمزور ہو گیا ہوں اس لئے کہ اسی سال سے زیادہ عمر والا شخص کمزور ہو جاتا ہے۔ اور وہ اس قیدی کی طرح چلتا ہے جس کے
پاؤں میں بیڑیاں پڑی ہوئی ہوں اس کے پاؤں میں بیڑی ہونے کی وجہ سے اس کے قدم قریب قریب پڑتے ہیں۔

ثابت بن قرہ بن ہارون جن کو بعض نے زہرون بن ثابت بن کرام بن ابراہیم الصابی الطبیب الحرانی بھی کہا جاتا ہے کی وفات بھی اسی سال ہوئی

ان کی کافی تعداد میں کتابیں ہیں ان میں سے ایک کتاب اقلیدس بھی ہے جسے حنین بن اسحاق العبادی نے عربی زبان میں منتقل کیا ہے یہ اصل میں صابی مذہب کے آدمی تھے پھر اسے ترک کر کے علم ہندسہ میں لگ گئے اور اس میں بہت اونچا مقام حاصل کیا۔

اس کے بعد یہ بغداد آ گئے وہاں ان کی بڑی شہرت ہوئی اور نجومیوں کے ساتھ ان کا خلیفہ کے پاس آنا جانا ہوتا تھا لیکن انہوں نے اپنا مسلک تبدیل نہیں کیا۔

اسی طرح ان کے پوتے ثابت بن سنان نے ایک عمدہ کتاب تاریخ پر لکھی جو بڑی مشہور ہوئی یہ دونوں بہت زیادہ فصیح و بلیغ اور باکمال انسان تھے۔

اسی طرح ان کے بیٹے ابراہیم بن ثابت بن قرہ بھی بڑے عارف اور طبیب تھے ہر فن کے ماہر تھے قاضی ابن خلکان نے ان سب کے حالات بیان کئے ہیں۔

حسین بن عمرو بن جہم ابو الحسن الشطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ منصوری جماعت میں ہونے کی وجہ سے شیعہ تھے نیک حافظ میں ہونے کی وجہ سے انہوں نے علی بن مدینی سے روایت کی ہے اور بشر حافی سے کچھ باتیں نقل کی ہیں پھر ان سے عمر بن سماک نے حدیث روایت کی ہے۔ عبید اللہ بن سلیمان بن وہب معتضد کے وزیر کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ معتضد کے مقربین میں سے تھا اور اس کو اس کی موت سے بڑا افسوس ہوا تھا اور اس کے لئے اس وقت یہ سب سے اہم ترین مسئلہ تھا کہ وزارت کے عہدہ پر کس کو مقرر کیا جائے پھر معتضد نے اپنا غم ہلکا کرنے کے لئے اس کے صاحبزادے قاسم بن عبید اللہ کو اس کی جگہ پر وزیر بنا دیا۔

ابو القاسم عثمان بن سعید بن بشار کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ کبار شافعیہ میں سے تھے اور انماطی سے مشہور تھے اور طبقات شافعیہ میں ہم نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔

ہارون بن محمد بن اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ ابو موسیٰ الہاشمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ متواتر کافی سالوں تک موسم حج میں لوگوں کی امامت کرتے رہے انہوں نے حدیث سنی پھر روایت کی اسی سال مصر میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۲۸۹ھ

اسی سال قرامطہ نے کوفہ کے مضافات کی طرف پیش قدمی کی جواب میں کوفہ کے سرداروں نے ان کی ایک جماعت کو گرفتار کر کے ان کے سردار ابو الفوارس کے ساتھ خلیفہ کے پاس بھیج دیا خلیفہ نے اس کو حاضر کر کے اس کے دانت اور ہاتھ نکلوا دیئے اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے پھر قتل کر کے بغداد میں اسے سولی پر لٹکا دیا۔

اسی سال قرامطہ نے بڑی دل لشکر کے ساتھ دمشق پر چڑھائی کر دی تو وہاں کے نائب حاکم طغج بن جف نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے متعدد بار اسے شکست دی جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کی حالت ابتر ہو گئی اور یہ سب کچھ یحییٰ بن زکرویہ بن مہرویہ کی مرضی سے ہوا جس نے قرامطہ کے سامنے یہ دعویٰ کیا تھا کہ وہ محمد بن عبد اللہ بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے جو کہ اس نے یہ جھوٹا دعویٰ کیا تھا اور اس نے یہ بھی دعویٰ کیا تھا کہ اس کے متبعین کی تعداد ایک لاکھ ہے اور یہ کہ اس کی اونٹنی منجانب اللہ مامور ہے جہاں بھی یہ جائے گی اس سے ان لوگوں کو فتح ہوگی۔

اس کی یہ باتیں لوگوں میں مشہور ہو گئیں اور انہوں نے اسے شیخ کا لقب دے دیا اور بنی اصبغ کے کچھ لوگ اس کے پیچھے ہو گئے جو فاطمیین کے نام سے مشہور ہو گئے تب خلیفہ نے ان کے مقابلے کے لئے لشکر روانہ کیا لیکن اس لشکر کو بھی شکست ہو گئی۔

پھر انہوں نے رصافہ شہر میں داخل ہو کر اس کی جامع مسجد کو آگ لگا دی اور جہاں بھی ان کا گزر ہوتا تو وہاں کے لوگوں کو لوٹتے تھے اور ان کی بری حالت کر دیتے یہ لوگ دمشق میں داخل ہو گئے وہاں کے نائب حاکم نے ان کا مقابلہ کیا لیکن انہوں نے اسے شکست دے کر بہت سارے افراد کو قتل

کر دیئے اور کافی مال لوٹ لیا انا للہ وانا الیہ راجعون انھی پریشان کن حالات میں خلیفہ معتضد باللہ کی وفات ہو گئی۔

خلیفہ معتضد باللہ کے حالات …… یہ احمد بن الامیر ابی احمد الموفق ہیں جن کا لقب ناصر الدین اللہ ہے ان کے والد کا نام محمد تھا بعض نے کہا کہ طلحہ بن جعفر المتوکل علی اللہ بن المعتصم بن ہارون تھا ان کی کنیت ابو العباس المعتضد باللہ تھی ۲۴۲ھ یا ۲۴۳ھ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ ام ولد تھیں یہ گندمی رنگ، دبلے جسم درمیانہ قد والے تھے اور ان کے چہرے کے بالوں کی جڑیں سفید ہو گئی تھیں ڈاڑھی کے اگلے حصے میں ایک لانبی لکیر تھی ان کے سر کے بال بھی سفید تھے۔

۱۹ رجب بروز پیر ۲۷۹ھ کو یہ خلیفہ بنے عبیداللہ بن وہب بن سلیمان کو اپنا وزیر بنایا اسماعیل بن اسحاق، یوسف بن یعقوب، ابن ابی الشوارب کو قاضی مقرر کیا۔

ان کے چچا معتمد کے دور میں خلافت کا معاملہ کمزور ہو گیا تھا جب یہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اسے از سر نو درست کیا اور اس کو خوب مضبوط کیا یہ بڑے بہادر اور باکمال انسان تھے عقلمندی، جرأت، سمجھ بوجھ کے اعتبار سے قریش کے نامور انسانوں میں سے تھے ان کے والد بھی ایسے ہی تھے۔

ابن الجوزی نے سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ خلیفہ معتضد ایک بار سفر کرتے ہوئے ایک دیہات میں ککڑی کے کھیت کے پاس سے گزرے تو اس کا مالک خلیفہ کو پکار پکار کر آواز دے رہا تھا خلیفہ نے اسے بلوا کر وجہ پوچھی اس نے کہا کہ آپ کے خادموں نے میرے کھیت سے زبردستی ککڑی توڑ لی ہیں خلیفہ نے کہا کہ تم ان کو پہچان لو گے اس نے کہا کہ ہاں تو خلیفہ نے اپنے خادموں کو بلوا کر اس کے سامنے کر دیا اس نے ان میں سے تین کو پہچان لیا خلیفہ نے ان کی گرفتاری کا حکم دے دیا صبح ہوئی تو لوگوں نے تینوں کو راستے کے چوراہے پر پھانسی پر لٹکا ہوا دیکھا لوگوں نے اسے پسند نہیں کیا اور خلیفہ کی برائی کرنا شروع کر دی۔

کچھ روز کے بعد خلیفہ کے خواص نے مشورہ کیا کہ خلیفہ سے نرم لہجے میں اس واقع کی مذمت کی جائے چنانچہ ایک ندیم وہ پکا ارادہ کر کے رات کے وقت خلیفہ کے پاس آیا خلیفہ اس کی بات سمجھ گیا خلیفہ نے کہا کہ مجھے تیری بات معلوم ہو گئی ہے اب اسے ظاہر کر دے اس نے کہا کہ امن کی شرط کے ساتھ خلیفہ نے کہا کہ منظور ہے اس نے کہا کہ عوام الناس یہ کہتے ہیں کہ آپ نے ان لوگوں کے قتل میں جلدی کی ہے اس وجہ سے وہ آپ کے اس فعل کو ناپسند کرتے ہیں کہ یہ ناحق کیا خلیفہ نے جواب دیا کہ جب سے میں خلیفہ بنا ہوں آج تک میں نے کسی کو قتل نہیں کیا میں نے کہا کہ آپ نے احمد بن طیب کو کیوں قتل کیا جب کہ وہ آپ کا خادم بھی تھا اور اس سے کوئی بڑا جرم سرزد بھی نہیں ہوا تھا۔

خلیفہ نے کہا کہ کاش تم حقیقت حال سے باخبر ہوتے اس نے مجھے کفر اختیار کرنے کی دعوت دی تھی اس پر میں نے اسے کہا تھا میں صاحب شریعت کا چچازاد بھائی ہوں اور میں تو شریعت کو قائم کرنے والا ہوں تو کیا میں اسلام کو چھوڑ کر اس کے خاندان سے نکل جاؤں تو میں نے اسے کفر کے اختیار کرنے پر قتل کیا ہے۔

اس کے بعد میں نے خلیفہ سے ککڑی چوری کرنے والوں کے قتل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ تینوں ککڑی چوری کرنے والے نہیں تھے بلکہ وہ ڈاکو اور چور تھے انہوں نے بہت سے لوگوں کا مال لوٹا اور بہت سوں کو قتل کیا اور اس جرم کی سزا قتل ہے تو میں نے انہیں جیل سے نکلوا کر قتل کر دیا اور عوام الناس پر یہ ظاہر کیا کہ یہ ککڑی چوری کرنے والے ہیں تا کہ کوئی زمین پر فساد برپا کرنے اور لوگوں پر زیادتی کرنے اور انہیں تکلیف پہنچانے سے باز رہیں پھر خلیفہ نے جیل سے ککڑی چوری کرنے والوں کو نکلوایا اور ان سے توبہ کروا کر ان کو رہا کر دیا اور انہیں کچھ خلعتیں عطا کر کے ان کے عہدوں پر بحال کر دیا۔

ابن الجوزی نے بیان کیا کہ ایک روز خلیفہ معتضد بغداد سے چلا اور باب شماسیہ کے قریب ٹھہر گیا اور لشکر میں اعلان کروا دیا کہ کوئی بھی شخص کسی باغ سے کوئی چیز نہ چوری کرے راستے میں ایک حبشی کو لایا گیا جس نے کسی باغ سے کھجوروں کا خوشہ توڑا تھا خلیفہ نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے قتل کا حکم دے دیا اس کے بعد لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ تم یہ کہو گے کہ آپ علیہ السلام نے تو ایسی چیزوں کے بارے میں ہاتھ کاٹنے سے منع فرمایا اور آپ نے مزید ظلم کیا کہ اسے بھی قتل کرا دیا۔

خلیفہ نے کہا کہ اصل بات یہ ہے کہ یہ شخص اس حبشی خبیث کے ساتھیوں میں سے تھا، اس نے میرے والد کی حیات میں ان سے امان طلب کی تھی پھر امان ملنے کے بعد اس نے ایک مسلمان سے لڑائی کی تھی جس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا تھا پھر اس مسلمان کا انتقال بھی ہو گیا لیکن میرے والد نے محض اس کی دلجوئی کی وجہ سے اسے معاف کر دیا تھا لیکن میں نے اسی وقت تہیہ کر لیا تھا کہ جب بھی مجھے موقع ملے گا تو میں اسے قتل کروں گا آج سے بہتر کوئی موقع نہیں تھا۔

ابوبکر خطیب نے ذکر کیا ہے کہ شیخ ابوالعباس ابن سریج کے واسطے سے یہ خبر ملی ہے کہ ایک روز اسماعیل بن اسحاق قاضی خلیفہ معتضد کے پاس گیا تو دیکھا کہ اس کے پاس کچھ رومی خوبصورت نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں میں نے انہیں غور سے دیکھا اس وقت خلیفہ مجھے دیکھ رہا تھا پھر میں نے جانے کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے مجھے اشارہ سے منع کر دیا پھر جب وہ لڑکے چلے گئے تو خلیفہ نے میرے اطمینان کی خاطر کہا کہ واللہ آج تک میں نے کسی لڑکے سے بدفعلی نہیں کی۔

امام بیہقی نے حمدان بن محمد کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ابن سریج قاضی اسماعیل بن اسحاق ایک روز خلیفہ معتضد کی خدمت میں حاضر ہوا تو خلیفہ نے انہیں ایک کتاب دکھائی جس میں علماء کی رخصتیں اور لغزشیں جمع تھیں میں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اے امیر المومنین یہ کسی زندیق اور کافر کا کام ہو سکتا ہے میں نے کہا کہ یہ ممکن ہے اس لئے کہ جس عالم نے متعہ کو جائز قرار دیا ہے اس نے گانے کو حرام قرار دیا اور جس نے گانے کو مباح قرار دیا اس نے آلات لہو و لعب کو جائز قرار نہیں دیا اب اگر کوئی شخص علماء کی لغزشوں کو جمع کر کے خود ان میں مبتلا ہو تو اپنا دین ہی برباد کرے گا کسی کا کیا نقصان کرے گا ان کی یہ باتیں سن کر خلیفہ نے اس کتاب کو جلانے کا حکم دے دیا۔

خطیب نے اپنی سند سے صافی الحرمی الخادم سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے خلیفہ کے ساتھ اس کا ہاتھ پکڑ کر چلتے چلتے خلیفہ ایک تباہ شدہ مکان کے پاس رک گئے وہاں پر ہم نے دیکھا کہ خلیفہ کا لڑکا جعفر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے پاس اس کے ہم عمر دس خوبصورت لڑکے بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے پاس انگور کے خوشوں سے بھرا ہوا ایک طبق بھی رکھا ہوا ہے حالانکہ وہ انگور کا موسم نہیں تھا وہ اس میں سے خود بھی انگور کھا رہا ہے اور اپنے دوستوں کو بھی کھلا رہا ہے یہ دیکھ کر معتضد وہاں سے ہٹ کر ایک مکان کے کونے میں مغموم ہو کر بیٹھ گیا میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین کیا بات ہے خلیفہ نے جواب دیا کہ افسوس ہو تم پر مجھے اس کے قتل کی وجہ سے جہنم کا ڈر نہ ہوتا اور لوگوں کی طرف سے اس کا خطرہ نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا کیونکہ اس کے قتل ہی میں عوام الناس کی بہتری ہے میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اللہ آپ کی پریشانیوں کو دور فرمائے خلیفہ نے کہا کہ اے صافی اس لڑکے میں سخاوت کا جذبہ بہت زیادہ ہے جیسا کہ آپ نے ابھی دیکھ بھی لیا اور عام طور پر بچوں کی طبیعت سخاوت کو پسند نہیں کرتی اور عوام الناس میرے بعد میری اولاد کے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنانے پر راضی نہیں ہوں گے گویا میرے بعد مکتفی خلیفہ بنے گا لیکن وہ بھی اپنی بیماری کی وجہ سے زیادہ وقت زندہ نہیں رہ سکے گا۔

پھر اس کے بعد لامحالہ یہی جعفر خلیفہ بنے گا یہ ان نوجوانوں سے محبت اور ان کی محبت کی وجہ سے بیت المال کے اموال کو ضائع کر دے گا اور مسلمانوں کے امور خطرے میں پڑ جائیں گے اور ملکی سرحدیں کمزور ہو جائیں گی۔ فتنوں کا ظہور ہو گا اور بکثرت سے ہوں گی اور خوارج اور شریر قسم کے لوگ زور پکڑیں گے صافی کہتے ہیں کہ خلیفہ کی کہی ہوئی باتوں کو میں نے ہو بہو ایک ایک کر کے پورا ہوتے ہوئے دیکھا۔

ابن الجوزی نے معتضد کے بعض خدام کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ایک روز معتضد دوپہر کے وقت سویا ہوا تھا اور ہم اس کی چارپائی کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے خلیفہ اچانک گھبرا کر خواب سے بیدار ہو گیا آواز دی ہم فوراً حاضر ہو گئے اس نے کہا کہ فی الفور اسی وقت دریائے دجلہ جاؤ اور جو کشتی خالی نظر آئے اس کے ملاح کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ اور کشتی کو محفوظ جگہ چھوڑ آؤ۔

چنانچہ ہم حکم خلیفہ جلدی سے دوڑے دجلہ پہنچے ہم نے وہاں ایک خالی کشتی کو آتے دیکھا تو ہم نے فوراً اس کے ملاح کو پکڑ کر خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا ملاح خلیفہ کو دیکھتے ہی کانپنے لگا خلیفہ نے کرخت آواز میں اسے پکارا تب اس کی جان نکلنے لگی خلیفہ نے کہا کہ اے ملعون جس عورت کو تو نے آج قتل کیا ہے اس کا صحیح واقعہ میرے سامنے بیان کر دے ورنہ تجھے میں قتل کر دوں گا تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہنے لگا کہ اے

خلیفہ! آج میں فلاں گھاٹ پر کشتی لے جا رہا تھا کہ ایک خوبصورت عورت پر میری نظر پڑ گئی جو عمدہ لباس سے مزین اور زیورات اور جواہرات سے مالا مال تھی اسے دیکھ کر اس پر میری نیت بگڑ گئی تو کسی طرح چھپتے سے میں نے اس پر قابو پا کر اس کا منہ باندھ کر اسے پانی میں غرق کر دیا اور زیورات وغیرہ جو اس نے پہنے ہوئے تھے ان سب پر قبضہ کر لیا اور میں نے سوچا کہ اگر یہ سارا سامان میں گھر لے گیا تو یہ بات لوگوں میں مشہور ہو جائے گی تو اب میں وہ سارا سامان لے کر واسط کی طرف جا رہا تھا تو مجھے یہ لوگ آپ کے پاس پکڑ کر لے آئے۔

خلیفہ نے پوچھا کہ وہ زیورات وغیرہ کہاں ہیں؟ اس نے کہا کہ کشتی کے اگلے تختوں کے نیچے ہیں خلیفہ نے اس سامان کو حاضر کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سامان بھی لایا گیا اور بہت زیادہ مالی قیمت کے بیش بہا زیورات تھے۔

پھر جہاں پر ملاح نے عورت کو قتل کیا تھا خلیفہ نے اسی جگہ پر ملاح کو غرق کرنے کا حکم دیا اور یہ اعلان کروایا کہ عورت کے وارثین آ کر عورت کے مال پر قبضہ کر لیں چنانچہ تین دن تک متواتر بغداد کے بازاروں میں یہ اعلان ہوتا رہا تین دن کے بعد عورت کے وارثین نے آ کر وہ سارے زیورات وغیرہ وصول کر لئے اور ملاح کو اس میں سے کچھ بھی نہ ملا۔

اس کے بعد حاضرین نے خلیفہ سے سوال کیا کہ آپ کو اس واقعے کے بارے میں کیسے علم ہوا اس پر خلیفہ نے کہا کہ میں نے اسی وقت خواب میں ایک سفید ریش، سفید داڑھی اور سفید بالوں والے بزرگ کو دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے احمد! تم کو اول نظر آنے والی کشتی کے ذمہ دار کو پکڑو اور اس سے عورت کے قتل اور اس کے زیورات کے بارے میں سوال کرو۔ پھر اس پر شرعی حد قائم کرو۔ خلیفہ نے کہا کہ پھر تم نے یہاں پر سارا واقعہ آ کر خود ملاحظہ کر لیا۔

خفیف السمرقندی خلیفہ کے دربان کہتے ہیں کہ ایک بار شکار کرنے کے لئے خلیفہ کے ساتھ جا رہا تھا چلتے چلتے میں اور خلیفہ لشکر سے الگ ہو گئے تو اچانک ہمیں اپنی طرف آتے ہوئے ایک شیر نظر آیا خلیفہ نے مجھے کہا کہ اے خفیف آج تمہیں اپنی جان کی خیر معلوم ہوتی ہے میں نے عرض کیا کہ آج تو جان بچانا مشکل ہی ہے پھر خلیفہ نے کہا کہ میں گھوڑے سے نیچے اترتا ہوں تم میرے گھوڑے کو تھامے رکھنا میں نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کے بعد خلیفہ نے گھوڑے سے اتر کر اپنے کپڑوں کو سمیٹا اور تلوار نیام سے نکال کر نیام کو میری طرف پھینک دیا پھر آہستہ آہستہ شیر کی طرف بڑھتا گیا حتیٰ کہ شیر نے ان پر حملہ کر دیا انہوں نے بھی شیر پر تلوار سے وار کر کے اس کا ہاتھ اڑا دیا۔ شیر اپنے ہاتھ کی فکر میں لگ گیا اتنے میں خلیفہ نے دوبارہ اس کی کمر پر وار کر کے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جس کی وجہ سے شیر زمین پر گر پڑا خلیفہ نے اس کے خون سے تلوار صاف کر کے اسے نیام میں ڈالا پھر گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کی طرف چل پڑے۔

خفیف کہتے ہیں کہ خلیفہ کی وفات تک میں ان کے ساتھ رہا لیکن میں نے کسی سے یہ واقعہ نہیں سنا مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ خلیفہ نے اپنی بہادری کے اظہار یا اسے اہمیت نہ دینے یا مجھ پر مہربانی کی وجہ سے کہ میں نے اپنی جان کی فکر کی اس وجہ سے یہ قصہ کسی کے سامنے بیان نہیں کیا۔

ابن عساکر نے ابی الحسن النوری سے روایت کیا ہے کہ وہ ایک شراب سے بھری ہوئی کشتی کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ملاح سے پوچھا کہ یہ شراب کس کی ہے؟ ملاح نے جواب دیا کہ خلیفہ کی ہے تو النوری اس کشتی میں سوار ہو گئے اور ایک مٹکے کے علاوہ شراب کے تمام مٹکے توڑ دیئے اس وقت ملاح زور زور سے چیخ رہا تھا جس کی وجہ سے پولیس وہاں پہنچ گئی اور اس نے نوری کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے پیش کیا خلیفہ نے سوال کیا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں محتسب ہوں خلیفہ نے کہا کہ تم کو کس نے محتسب بنایا اس نے جواب دیا کہ جس ذات نے آپ کو خلیفہ بنایا اس نے مجھے محتسب بنایا خلیفہ نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد اس سے سوال کیا کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اس نے جواب دیا کہ آپ کے حال کے پیش نظر کہ عذاب جہنم سے آپ محفوظ رہیں پھر کچھ دیر سکوت کر کے خلیفہ نے سوال کیا کہ ایک مٹکا شراب آپ نے کیوں چھوڑ دیا؟۔

اس نے جواب دیا کہ میں یہ کام خالص اللہ کی رضا کے لئے کر رہا تھا جب ایک مٹکا باقی رہ گیا تو میرے دل میں یہ بات آئی کہ لوگ تمہیں بڑی شاباش دیں گے کہ تم نے خلیفہ وقت کے خلاف یہ اقدام کیا اس بات کے پیدا ہوتے ہی میں نے یہ کام چھوڑ دیا اس کی یہ بات سن کر معتضد نے کہا کہ اب تم آزاد ہو جہاں جانا چاہو جاؤ اور آج کے بعد جہاں تمہیں کوئی برائی نظر آئے اسے روک دینا۔

النوری نے جواب دیا کہ آج کے بعد میں برائی کو کیا روک سکوں گا اس لئے کہ اب تک تو میں یہ کام اللہ کی رضا کے لئے کر رہا تھا اور آج کے بعد آپ کے سپاہی کی حیثیت سے کروں گا۔

اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ تم اپنی کسی خواہش کا اظہار کرو انہوں نے کہا کہ سب سے بڑی میری خواہش یہ ہے کہ آپ مجھے یہاں سے آزاد ہونے دیں خلیفہ نے کہا کہ میری طرف سے تم آزاد ہو چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر بصرہ کے کسی گمنام گوشہ میں زندگی بسر کرنے لگے اس خوف سے کہ کوئی شخص اپنا کام نکلوانے کے لئے انہیں خلیفہ کے پاس جانے پر مجبور نہ کرے پھر خلیفہ معتضد کی وفات کے بعد وہ بغداد آ گئے۔

قاضی ابوالحسن محمد بن عبدالواحد ہاشمی نے ایک بزرگ سے جو تاجر تھے نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ کسی بڑے حاکم پر میرا بہت زیادہ قرض تھا لیکن وہ ٹال مٹول سے کام لیتا تھا اور مجھے میرا حق نہیں دیتا تھا جب میں قرض کے سلسلے میں اس کے پاس جاتا تو وہ صاف صاف جواب دے دیتا بلکہ اپنے نوکروں کے ذریعے مجھے تنگ بھی کرتا تھا آخر میں نے ایک وزیر سے شکایت کی لیکن کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوا پھر میں شکایت لے کر اعلیٰ حکام کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن انہوں نے بھی میرا مسئلہ حل نہ کیا اب میں بالکل مایوس ہو چکا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کس سے فریاد کروں۔

اچانک مجھے کسی نے کہا کہ تم فلاں درزی کے پاس کیوں نہیں جاتے جو فلاں مسجد کا امام بھی ہے میں نے کہا کہ بڑے بڑے حکام میرا کام نہ کر سکے تو اس ظالم سے میرا حق دلوانے میں بیچارہ درزی کیا کرے گا اس نے کہا کہ جن جن کے پاس تم نے فریاد کی۔ ان سب سے زیادہ اس درزی کا اس ظالم پر رعب اور دبدبہ ہے لہٰذا تم اس درزی کے پاس ضرور جاؤ تاکہ تمہارا مسئلہ حل ہو جائے گا۔

تاجر کہتا ہے کہ میں غیر یقینی کیفیت میں ہی اس درزی کے پاس پہنچا اور میں نے اس کے سامنے اپنا مسئلہ بیان کیا وہ خندہ پیشانی سے فوراً مجھے لے کر اس ظالم کی طرف چل پڑا وہ ظالم درزی کو دیکھتے ہی فوراً کھڑا ہو گیا اور اس کا احترام اور اکرام کیا اس درزی نے صرف اس کو اتنا کہا کہ اس تاجر کا حق دے دو ورنہ میں اذان دے دوں گا اس نے یہ سنتے ہی فوراً میرا سارا قرض ادا کر دیا۔

تاجر کہتا ہے کہ مجھے اس درزی کی خستہ حالت اور پھٹے پرانے کپڑوں کے باوجود اس ظالم کے اس کے سامنے سرنگوں ہونے پر بڑا تعجب ہوا پھر میں نے اس کی خدمت میں کچھ ہدیہ پیش کیا لیکن اس نے یہ ہدیہ لینے سے انکار کر دیا کہ اگر میں اس قسم کے ہدیے قبول کرتا تو بہت مالدار ہوتا پھر میں نے اپنے تعجب اور درزی کی کیفیت کو اس کے سامنے ظاہر کر کے اس سے حقیقت حال کے بارے میں سوال کیا۔

اس نے جواب دیا کہ اصل میں ہمارے محلہ میں ایک ترک جو معتضد کے دور میں بڑے عہدے کا حاکم رہ چکا تھا رہتا تھا ایک روز اس کے سامنے ایک حسین و جمیل تھی کہ پاس سے ہو کر ایک عورت گزر رہی جو حمام سے نکل کر آئی تھی وہ ترک جو شراب کے نشے میں مست تھا وہ جا کر اس کے ساتھ چمٹ گیا اور اسے زبردستی اپنے گھر میں داخل کرنے کی کوشش کرنے لگا لیکن عورت انکار کر رہی تھی اور زور زور سے پکار رہی تھی کہ اے میرے مسلمان بھائیو میں شادی شدہ ایک عورت ہوں یہ شخص میرے ساتھ بدفعلی کرنا چاہتا ہے اور مجھے زبردستی اپنے گھر لے جانا چاہتا ہے اور میرے شوہر نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ اگر غیر کے گھر میں رات گزاری تو مجھے طلاق ہو جائے گی جس کی وجہ سے مجھے ایک بڑی ذلت کا سامنا کرنا پڑے گا جو کبھی ختم نہ ہوگی۔

درزی کہتا ہے کہ عورت کی فریاد سن کر میں کھڑا ہو گیا اور میں نے اس عورت کو اس ظالم کے پھندے سے آزاد کرانے کی کوشش کی لیکن اس نے مجھے اپنے ڈنڈے سے مار مار کر میرا سر زخمی کر دیا اور وہ عورت کو زبردستی گھر میں لے جانے میں کامیاب ہو گیا میں نے وہاں سے واپس آ کر اپنا سر دھویا اور اس کی پٹی کی اور عشاء کی نماز پڑھانے کے بعد میں نے لوگوں سے کہا کہ اس ظالم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا ہے اس سے تم خبردار ہو چکے ہو اب ہم اوباش کو گھیر لیں اور عورت کو اس کے ظلم سے نجات دلائیں پھر ہم سب نے جا کر اس کے گھر پر حملہ کر دیا جس پر اس کے نوکروں نے ہمیں پکڑ لیا اور زدوکوب سے مارا اور وہ ظالم خود بھی مجھے اتنا مارا کہ سب لہولہان ہو گئے اور میں نہایت ذلت کے ساتھ اپنے گھر سے عشاء پڑھا دی تو میں اپنے گھر کی طرف چلا لیکن تکلیف کی شدت کی وجہ سے مجھے راستے کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا بمشکل میں گھر پہنچا اور آرام کے لئے بستر پر لیٹا لیکن نیند نہ آئی اور میں اس فکر میں تھا کہ کسی طرح اس عورت کو اس کے گھر پہنچاؤں تاکہ اس پر طلاق واقع نہ ہو۔

اچانک مجھے خیال آیا کہ میں رات ہی کو اذان فجر دے دوں تاکہ وہ ظالم یہ سوچ کر کہ صبح ہو گئی ہے اس عورت کو چھوڑ دے اور وہ اپنے گھر پہنچ جائے چنانچہ میں اذان دینے کے لئے منارہ پر چڑھ گیا اور میں اس ظالم کے گھر کی طرف دیکھ رہا تھا اور اپنی عادت کے مطابق اذان سے پہلے دعا کر رہا تھا کہ میں عورت کو نکلتے ہوئے دیکھوں پھر میں نے اذان دی لیکن وہ عورت اب تک نہیں نکلی پھر میں نے سوچا کہ ابھی وقت فجر کی نماز کر دوں تاکہ لوگوں کو صبح ہونے کا یقین ہو جائے اور ساتھ ساتھ میں اس عورت کے نکلنے کی طرف بھی دیکھ رہا تھا میں اسی سوچ میں ڈوبا ہوا تھا کہ

اچانک شہسوار اور پیدل لوگوں کی جماعت آئی اور انہوں نے سوال کیا کہ ابھی اذان کس نے دی ہے میں نے یہ سوچ کر کہ یہ لوگ میری کچھ مدد کریں گے میں نے کہا کہ اذان میں نے دی ہے۔

یہ سن کر انہوں نے مجھے نیچے اترنے کا حکم دیا چنانچہ میں نیچے اترا انہوں نے مجھے کہا کہ اسی وقت خلیفہ نے آپ کو بلوایا ہے انہوں نے مجھے پکڑ کر فوراً خلیفہ کے سامنے حاضر کر دیا میں جیسے ہی خلیفہ کو خلافت کی نشست پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو میں کانپنے لگا اور میں بہت زیادہ گھبرا گیا خلیفہ نے مجھے قریب ہونے کا حکم دیا میں قریب ہو گیا پھر انہوں نے کہا کہ تسلی سے بیٹھو کسی چیز کا خوف مت کرو اور مسلسل مجھے تسلی دیتے رہے حتیٰ کہ میرا خوف ختم ہوا اور مجھے اطمینان ہو گیا پھر خلیفہ نے پوچھا کہ تم نے ہی بے وقت اذان دی تھی میں نے کہا جی ہاں اے امیر المومنین انہوں نے دوبارہ سوال کیا کہ ابھی تک تو رات کا اکثر حصہ باقی ہے اتنی جلدی تم نے اذان کیوں دی اور تم نے اس کے ذریعے روزہ رکھنے والے نماز پڑھنے والے سفر کرنے والے کو دھوکے میں مبتلا کر دیا۔

میں نے عرض کیا اے امیر المومنین اگر آپ کی طرف سے جان بخشی کا وعدہ ہو تو میں اصل واقعہ سے آپ کو باخبر کروں انہوں نے وعدہ کر لیا پھر میں نے سارا واقعہ سنا دیا۔ جس کو سن کر خلیفہ غضب ناک ہو گیا اور حکم دیا کہ اسی وقت اس حاکم اور عورت کو جس حال میں بھی ہوں ان کو حاضر کروں چنانچہ فوراً انہیں حاضر کر دیا عورت کو تو اسی وقت کچھ با اعتماد عورتوں کے ساتھ اس کے شوہر کے پاس بھیج دیا اور ان سے کہہ دیا کہ اس کے شوہر سے کہہ دینا یہ عورت معذور، وہ بے قصور ہے اس لئے اس سے عفو اور نرمی کا معاملہ کریں پھر اس حاکم نوجوان ترکی سے پوچھا کہ بیت المال سے تیرا کتنا وظیفہ مقرر ہے اور اس وقت تیرے پاس کتنا مال کتنی باندیاں اور بیویاں ہیں؟ اس کے بتانے پر معلوم ہوا کہ مذکورہ چیزیں اس کے پاس وافر مقدار میں ہیں۔

خلیفہ نے اس سے کہا کہ تیرا ستیاناس ہو اللہ کی دی ہوئی اس قدر نعمتوں کے بعد بھی تو نے اللہ کی حرمت کی ہتک کی اور اس کی حدود سے تجاوز کیا اور خلیفہ کے خلاف تو نے اتنا بڑا اقدام کیا اور پھر مزید اس پر ظلم یہ کہ منع کرنے والے کی پٹائی کی اور اسے لہولہان کر دیا اور اس کی بے عزتی کی لیکن اس کے پاس ان باتوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

خلیفہ نے اس کو ذلت کا لباس پہنوا کر اور پاؤں میں بیڑیاں اور گلے میں پھندا ڈلوا کر اس کی سخت پٹائی لگوائی اور پھر اسے دریا میں ڈلوا دیا یہی اس کا آخری انجام ہوا۔

پھر پولیس والے کو حکم دیا کہ اس کے گھر میں موجود اموال سامان وغیرہ سب کو اپنی تحویل میں لے لیا جائے اور اس مرد صالح درزی کو کہا کہ جب بھی تم کبھی چھوٹی بڑی برائی دیکھو چاہے یہ پولیس والے ہی کریں تو مجھے باخبر کر دینا اگر ہماری ملاقات ہو سکے تو ٹھیک ہے ورنہ چاہے یہی وقت ہو اس کے علاوہ کوئی اور وقت ہو اذان دے دینا۔

درزی نے اس تاجر سے کہا کہ خلیفہ کے خوف کی وجہ سے اب جب بھی میں ان کے ارکان میں سے کسی کو کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیتا ہوں تو وہ فوراً اس پر عمل پیرا ہوتا ہے لیکن اس واقعہ کے بعد اب تک مجھے اس قسم کی اذان دینے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

معتضد کے وزیر عبید اللہ بن سلیمان نے بیان کیا ہے کہ میں ایک روز خلیفہ معتضد کے پاس بیٹھا ہوا تھا ایک خادم ہاتھ کے پنکھے کے ذریعے اس کے سر سے مکھیاں اڑا رہا تھا اچانک اس خادم کا ہاتھ خلیفہ کی ٹوپی پر لگا جس کی وجہ سے وہ ٹوپی اس خلیفہ کے سر سے گر گئی وزیر کہتا ہے کہ میں بہت خوف زدہ ہو گیا اور مجھے اس خادم کی جان کا خطرہ ہوا لیکن خلیفہ نے اس کی طرف توجہ نہیں دی بلکہ ٹوپی اٹھا کر سر پر رکھ لی پھر کسی خادم سے کہا کہ اس مکھی اڑانے والے کو کہو کہ وہ جا کر آرام کرے کیوں کہ وہ تھک گیا ہے اور پنکھا جھلنے والوں کی تعداد میں اضافہ کرو۔

وزیر نے کہا کہ ہم نے اللہ کا شکر ادا کیا اور خلیفہ کی بردباری پر اس کی تعریف کی اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ اس خادم سے غلطی قصداً نہیں ہوئی بلکہ خطاءً ہو گئی ہے اور سزا جان بوجھ کر جرم کرنے والے کو دی جاتی ہے خطایا سہواً جرم کرنے والے کو سزا نہیں دی جاتی۔

معتضد کے دربان جیف سمرقندی کہتے ہیں کہ جب خلیفہ کو اس کے وزیر عبید اللہ بن سلیمان کے قتل کی خبر ملی تو اس نے طویل سجدہ کیا ہم نے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کیا حالانکہ عبید اللہ تو آپ کا خادم تھا اور خیر خواہ تھا خلیفہ نے کہا کہ میں نے شکر کے طور پر سجدہ کیا کہ میں نے اس کی زندگی میں نہ تو اسے معزول کیا اور نہ اسے کوئی تکلیف دی اور سلیمان بڑی مشہور رائے اور ذی تجربہ کار تھا اس لئے خلیفہ نے اس کی جگہ احمد بن محمد بن فرات کو وزیر بنانے

کا ارادہ کیا لیکن خلیفہ کے سپہ سالار بدر نے اس کو منع کر کے قاسم بن عبید اللہ کو وزیر بنانے کا مشورہ دیا اور اصرار کر کے خلیفہ کو اس پر راضی بھی کر لیا چنانچہ خلیفہ نے اسے اس کے والد کی تعزیت کرنے اور وزارت کی خوشخبری سنانے کے لئے بھیجا لیکن قاسم بن عبید اللہ مکتفی کی خلافت اور بدر کے قتل تک ہی وزیر رہ سکا اس لئے کہ معتضد نے اپنی فراست اور دور اندیشی کی بناء پر پہلے ہی بدر اور قاسم کے درمیان عداوت کو بھانپ لیا تھا۔

ایک روز معتضد کے پاس کچھ مجرمین کا فیصلہ آیا تو اس نے ان کے بارے میں وزیر سے مشورہ کیا تو اس نے بعض کو سولی دینے اور بعض کو جلانے کا مشورہ دیا خلیفہ نے کہا کہ تو سخت مشورہ دے کر میرے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کر رہا ہے اور خلیفہ اس سے کہنے لگا کہ تمہیں معلوم نہیں کہ لوگ خلیفہ کے پاس اللہ کی امانت ہیں اور روز قیامت اس سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال ہوگا اس وجہ سے خلیفہ نے وزیر کے مشورہ پر عمل نہیں کیا۔

معتضد جب منصب خلافت پر فائز ہوا تھا اس وقت بیت المال بالکل خالی تھا اور حالات بہت خراب تھے اور عربوں نے شہروں میں فساد برپا کیا ہوا تھا لیکن خلیفہ کی اس نیک نیتی اور حسن انتظام کی بناء پر بیت المال مال سے مالا مال ہو گیا اور چاروں طرف امن و امان قائم ہو گیا۔

خلیفہ کے اپنی باندی کی وفات پر چند مرثیہ اشعار یہ ہیں:

> اے میری محبوبہ تیرے بعد تیری جیسی کوئی محبوبہ نہیں ملی۔ تو میری آنکھ سے بے شک دور ہے لیکن دلی طور پر قریب ہے۔ تیری موت کے بعد لہو و لعب میں میرا کوئی حصہ نہیں رہا۔ اب تیری طرف سے میرا ہی دل رقیب ہے اگرچہ تم مجھ سے دور ہو۔ تمہاری موت کے بعد زندگی بالکل بے مزہ ہو کر رہ گئی ہے۔ کاش کہ تم کو تمہارے بعد میرے غم اور گریہ زاری کی خبر ہوتی۔ غم کے جلانے کی وجہ سے میرے دل کا پردہ شعلوں میں جل رہا ہے۔ اب امید نہیں ہے میرا دل کس وقت خوش ہو اگرچہ تم اسے خوش رہنے کا حکم دو۔ میرے آنسو میری مخالفت نہیں کرتے اور میرا صبر میری کوئی بات قبول نہیں کرتا۔ میں گھروں پر نہیں روتا لیکن ان میں رہنے والے ایک مکین پر روتا ہوں۔ اے غم کر کے زمانہ نے مجھ سے خیانت کی ہے اور میں اس سے مکمل مطمئن تھا۔ اس کی طرف سے میں نے اپنے دل کو رخصت کر دیا اس کے ساتھ ہی میرا دل مسافر بن کر چلا گیا۔

اس کے بیٹے معتز نے چند تعزیتی اشعار لکھ کر اس کے پاس بھیجے:

> اے امام برحق آپ کی عمر دراز ہو آپ ہمیشہ صحیح و سالم رہیں۔ آپ ہی نے تو ہمیں نعمتوں پر شکر کی اور تکلیفوں پر صبر کی تعلیم دی ہے۔ پس گزشتہ مصیبت پر صبر کیجئے اس لئے کہ جو چیز پہلے خوشی کا سبب تھی اب وہ ثواب عظیم کا سبب بن گئی۔ ہم اس پر راضی ہیں کہ ہم مر جائیں اور آپ زندہ رہیں اس لئے کہ ہمارے نزدیک اس میں ہمارے لئے بہت بڑی خوشی . . اپنے آقا کو خوش کر کے دنیا سے گیا تو اس نے حقیقت میں بہت بڑی کامیابی حاصل کی اور اس کی موت بہت عمدہ موت آئی۔

ابو العباس عبد اللہ بن معتز العباسی بن عم المعتضد ایک حسینہ کی وفات پر مرثیہ کہتا ہے:

> اے زمانے! تجھ پر افسوس ہے تو نے کسی کو نہیں چھوڑا اور تو بدترین باپ ہے کہ تو خود ہی اپنی اولاد کو کھا ڈالا۔ استغفر اللہ! یہ میں نے کیا کہہ دیا بلکہ یہ تو سب کچھ تقدیر کے مطابق ہوا میں اللہ وحدہ لاشریک بے نیاز پر راضی ہوں۔ اے قبر کی سخت تاریکی میں رہنے والے۔ کہاں گئے وہ لشکر جن سے تم کینہ رکھتے تھے کہاں گئے وہ خزانے جن کو تم شمار بھی نہیں کر سکتے تھے؟ کہاں گئے وہ محلات جن کو جیسے مضبوط کرنا چاہتے تھے تو وہ مضبوط ہو جاتے اور سونے کی چمک دمک سے وہ روشن ہو رہے تھے؟ لیکن اب وہ بے حرمت ہو گئے۔ کہاں گیا وہ تخت شاہی جسے تم نے رعب دار بنا رکھا تھا کہ نہیں دیکھنے والا کانپ اٹھتا تھا۔ انہوں نے تیز رفتار اونٹنیوں کو تھکا رکھا تھا جو طاقت میں اونٹ کے برابر تھی اور ان کے بوجھوں سے بھاگ اٹھتی تھی۔ کہاں گئے وہ دشمن جن کے پہلوؤں کو تم نے کمزور کر رکھا تھا۔ کہاں گئے وہ وفود جو برابر تمہارے دروازے پر پڑے رہتے تھے۔ کہاں گئے وہ افراد جو مراتب کے لحاظ سے تمہارے سامنے کھڑے رہتے تھے ان میں جو چلا گیا اور اس نے گناہ نہیں کیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ کہاں گئے وہ عمدہ گھوڑے جن کو تم نے خون سے رنگین کر رکھا تھا؟ ان بہادروں اور شیروں کو کمر پر اٹھائے پھرتے تھے۔ کہاں گئے وہ تیز نے کمان اور کہاں گئی وہ تلواریں اور کہاں گئے وہ سیدھے تیر جو تمہارے نشانوں کے مطابق لگتے تھے چاہے وہ نشانہ دور کا ہو

یا قریب کا؟ وہ تختیاں کہاں گئیں جو سیلاب کی طرح جب کسی قلعہ کی کھڑی دیوار پر ماری جاتی تو وہ دیوار بیٹھ جاتی؟ وہ تمہارے عمدہ کام کہاں گئے جنہیں تم نت نئے انداز سے کرتے تھے اور تم یہ سوچتے بھی نہیں تھے کہ درگزر کرنا ہمیشہ نفع مند ہوا کرتا ہے۔ کہاں گئے وہ باغات جن کی نالیاں ہمیشہ بہا کرتی تھیں اور گانے والے پرندے ان میں رہتے تھے وہ ہرنیوں کی مانند دوشیزائیں خوشبو میں پھڑکتی ہوئیں کہاں گئیں جو چھنچھی پھرتی تھیں نئے نئے گوٹ لگے ہوئے جوڑوں کو بدن پر ڈال کر؟ وہ کھیل کے سامان کہاں گئے اور وہ شراب کہاں گئی جس کو تم نے یاقوت سے بنی ہوئی ایسی زرہ نچوڑ رکھا تھا جس کے اوپر چاندی کی چادر ڈال دی گئی ہو؟ کہاں گیا تمہارا دشمنوں پر حملہ کرنا بنی العباس کی حکومت کی اصلاح کی غرض سے جب کہ اس میں فساد بھر رہا ہو۔ تم ہمیشہ مجبور کر دیا کرتے تھے ان میں سے ایک بہادر شیر کو اور تم چور کر کے رکھ دیتے تھے ہر سرکش زبردست مفسدی دشمن کو۔ اب تم ایسے ہو گئے ہو کہ تمہاری ذات و نشان کچھ باقی نہیں رہا تم ایسے ہو گئے ہو کہ تم کچھ بھی نہیں تھے۔ جو نیکی انسان زندگی میں کرے اس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا نہ انسان کو دوام ہے نہ اس کی حکومت کو دوام ہے۔

اس مرثیہ کو ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ایک رات معتضد کے پاس اس کے دوست جمع تھے اور خوش گپیاں چل رہی تھیں جب مجلس برخاست ہوئی تو سب اپنی اپنی باندیوں کے پاس چلے گئے اور سب سو گئے اس کے بعد ایک خادم نے آ کر ان کو بیدار کیا اور کہا کہ خلیفہ کہہ رہا ہے کہ میری نیند اڑ گئی ہے۔ اور اس حالت میں ایک شعر ایسا بن گیا ہے کہ اس کا دوسرا نہیں بن رہا ہے تم میں سے جو بنائے گا اس کو انعام ملے گا وہ شعر یہ ہے۔

رات کو جب ہم بیدار ہوئے کچھ خیال آنے کی وجہ سے تو ہم نے دیکھا کہ گھر چٹیل میدان ہے اور محبوب کی ملاقات بہت دور معلوم ہوتی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ سب لوگ اٹھ کر بیٹھ گئے اور دوسرا شعر بنانے کی سوچ میں لگ گئے پھر ان میں سے جلدی میں ایک ساتھی نے یہ شعر تیار کیا میں نے اپنی آنکھ سے کہا کہ نیند کی کیفیت پیدا کرو اور پھر سوچا کہ شاید رات کو محبوب کا خیال دوبارہ آ جائے۔

پھر جب وہ خادم شعر لے کر خلیفہ معتضد کے پاس گیا تو وہ خوش ہوا اور اسے قیمتی انعام سے نوازا۔

ایک روز معتضد کے مخصوص شعراء میں حسن بن محمد مازنی البصری کے اشعار بہت پسند آئے۔

افسوس ہے اس شخص پر جس نے میری نیند اچاٹ کر دی اور وہ دور رہا اور اس نے میرے دکھیا دل کو اور بھی دکھا دیا گویا اس کی مہربانیوں سے سورج کا حسن چمک گیا ہے یا اس کی آستین کی وجہ سے چودھویں کا چاند روشن ہوا اس کے چہرے میں ایسا بھولا پن اور یتیمانہ انداز ہے کہ اس کی وجہ سے شریفوں کے دل سے اس کی برائیاں مٹ جاتی ہیں جہاں بھی وہ بات کرے۔

اسی سال ربیع الاول میں معتضد کی تکلیف بڑھ گئی تو بڑے بڑے سردار یونس الخادم جیسے معتضد کے وزیر قاسم بن عبید اللہ کے پاس جمع ہوئے اور تجدید بیعت کا اشارہ کیا چنانچہ ایسا ہی ہوا بیعت مضبوط ہو گئی اور اس میں بہت سی مصلحتیں تھیں۔

معتضد نے بوقت وفات مندرجہ ذیل اشعار کہے:

زمانہ سے فائدہ حاصل کرو اس لئے کہ تم باقی نہیں رہو گے اگر زمانے میں کوئی عمدگی ہے تو اسے لے لو اور گندگی چھوڑ دو۔ اور زمانہ پر بھروسہ مت کرو اس لئے کہ میں نے اسے امین سمجھا لیکن اس نے میرے لئے کوئی حال نہیں چھوڑا اور نہ میرے کسی حق کی رعایت کی۔ میں نے بڑے بڑے بہادروں کو قتل کیا اور کسی دشمن کو نہیں چھوڑا اور میں نے مخلوق پر کوئی تالا نہیں چھوڑا۔ اور میں نے ملک کے ہر گھر سے مخالف کو نکال دیا مشرقی، مغربی جانب انہیں پھیلا کر دیا۔ جب میں عزت و بلندی کے ستارہ کو پہنچا اور تمام مخلوق میرے سامنے سرنگوں ہو گئی، تو ہلاکت نے مجھے ایسا تیر مارا جس نے میری زندگی کی چنگاری بھی بجھا دی اور عنقریب مجھے قبر کے گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔ میرا جمع شدہ مال میرے کام نہیں آیا اور میں نے کسی بادشاہ کے پاس کچھ نہیں پایا لیکن اس کی محبت نے مجھے نرمی کے قریب کر دیا۔ میں نے بے وقوفی کی وجہ سے اپنی دنیا و دین کو برباد کر دیا ہے کوئی ایسا

انسان نہیں جو میری طرح بدقسمت ہو کر بستر پر پڑا ہو۔ کاش مجھے کوئی خبر دیدے کہ موت کے بعد مجھے اللہ کی رحمت کی طرف لے جایا جائے گا یا جہنم میں ڈالا جائے گا۔

ان کی وفات اسی سال ۲۲ ربیع الاول بروز پیر کو ہوئی ان کی عمر ۵۰ سال سے بھی کم تھی ان کی خلافت ۹ سال ۹ ماہ ۱۳ ایام رہی۔ نرینہ اولاد میں سے تین لڑکے علی مکتفی، جعفر المقتدر، ہارون اور ۱۱ بنات اولاد سے گیارہ یا سترہ لڑکیاں چھوڑیں۔ یہ فضول خرچ نہیں تھے اسی وجہ سے بعض نے ان کو خلفاء میں سے اور بعض نے حضرت جابر بن سمرہ کی حدیث میں ذکر کردہ خلفاء راشدین میں شمار کیا ہے واللہ اعلم۔

مکتفی باللہ ابو احمد کی خلافت[1]...... یہ علی بن المعتضد باللہ ہیں اسی سال ربیع الاول میں ان کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی، خلفاء میں ان کے اور حضرت علی کے ماسوا، کسی کا بھی نام علی نہیں تھا۔ حسن بن علی بن ابی طالب، ہادی، مستکفی باللہ اور ان کے علاوہ کسی کی بھی ابو محمد کنیت نہیں تھی۔

جس وقت یہ منصب خلافت پر فائز ہوا تو اطراف ملک میں فتنے بہت زیادہ ہو گئے اور اسی سال رجب میں سخت زلزلہ آیا۔

اسی زمانے میں رمضان میں آفتاب طلوع ہونے تک ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر گرتے رہے۔

خلافت ملنے کے وقت یہ رقہ میں تھے وزیر اور ارکان دولت نے تحریری طور پر ان کو اطلاع دی خبر ملتے ہی یہ بغداد پہنچ گئے یہ ۸ جمادی الاولیٰ کا دن تھا اسی دن عمرو بن لیث الصفار کے قتل کا حکم دیا جو ان کے والد کے قید خانے میں قید تھا ان کے والد نے جو جیل خانے بنوائے تھے ان سب کو ختم کر کے جامع مسجد تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

اسی دن خلیفہ کے وزیر قاسم بن عبید اللہ کو چھ خلعتیں اور ایک تلوار عطا کی۔ بوقت خلافت ان کی عمر ۲۵ سال کچھ ماہ تھی۔

اسی سال قرامطہ نے زور پکڑا اور انہوں نے حاجیوں کو لوٹ لیا اور بعض نے اپنا نام امیر المومنین ظاہر کیا تب خلیفہ نے ان کے مقابلہ میں ایک لشکر جرار روانہ کیا جس نے بہت سا مال خرچ کر کے ان میں سے بعض کا خاتمہ کر دیا۔

اسی زمانے میں محمد بن ہارون نے اسماعیل بن احمد السامانی کی اطاعت سے بغاوت کی جس کی وجہ سے رے والوں نے اسے قتل کر کے محمد بن زید العلوی سے خط و کتابت کے ذریعے رابطہ کر لیا چنانچہ وہ ان کے پاس پہنچ گیا اور ان پر حاکم بن گیا جب اسماعیل بن احمد السامانی کو اس کی خبر ملی تو وہ اس کے مقابلے میں نکلا اور اسے ذلیل و خوار کر کے وہاں سے بھگا دیا۔

ابن الجوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ اسی سال ۱۹ ذی الحجہ کو لوگوں نے موسم گرما میں گرمی کا لباس پہن کر نماز ادا کی اس کے بعد اتنی تیز ٹھنڈی ہوا چلی کہ لوگ آگ سے گرمی حاصل کرنے کے لئے مجبور ہو گئے اور انہوں نے سردی کا لباس پہنا اور سردی کی طرح پانی جم گیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ حمص شہر میں بھی اسی طرح ہوا اور بصرہ میں تیز ٹھنڈی ہوا چلی جس نے درختوں کو اکھیڑ کر رکھ دیا اور ایک علاقہ زمین میں دھنس گیا جس کے نیچے دب کر سات ہزار افراد ہلاک ہو گئے اور ابن الجوزی، ابن الاثیر کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں بہت سے زلزلے آئے لیکن پھر صورت حال بہتر ہو گئی۔

اسی سال فضل بن عبد اللہ نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال خواص کبار صوفیہ میں سے ابراہیم بن محمد بن ابراہیم کی وفات ہوئی ابن الاثیر کا قول ہے کہ یہ سری سقطی کے ساتھیوں میں سے تھے ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ ایک گھڑی اللہ کو یاد کرنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کے اوپر عمل پیرا تھے۔ احمد بن محمد المعتضد باللہ کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔ یہ بدمزاج تھے اور کثرت جماع کی وجہ سے ان کا بدن خشک ہو گیا تھا اور حکماء ان کی اس بیماری کا جو علاج تجویز کرتے یہ اس کی مخالفت کرتے جس کی وجہ سے یہ ختم ہو گئے۔

سپہ سالار بدر کا قتل...... قاسم بن عبید اللہ وزیر نے معتضد کے خاندان سے حکومت چھیننے کا تہیہ کر لیا تھا اور اس کے بارے میں اس نے بدر

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۱/ ۳۱۹، ۸/ ۳۱۴ تاریخ الخلفاء ۴۰۰، ۴۰۳ شذرات الذهب ۲/ ۲۰۵ النجوم الزاهرة ۳/ ۱۳۸

سے بھی مشورہ کیا تھا لیکن بدر نے اس سے انکار کر دیا تھا پھر جب مکتفی خلیفہ بنا تو وزیر کو اپنے قتل کا خطرہ پیدا ہو گیا اس وجہ سے اس نے بدر کے بارے میں مکتفی کے کان بھرنے شروع کر دیے چنانچہ مکتفی نے بدر کی غیر موجودگی میں کسی شخص کو بھیج کر اس کے سارے اموال پر قبضہ کر لیا اور وزیر کے ذریعے اس کے پاس امان کا پیغام بھیجا جب بدر آ گیا تو کسی شخص کو اس کے قتل پر آمادہ کر لیا چنانچہ اسی سال ۹ رمضان جمعہ کے روز اسے قتل کر کے اس کا سر جسم سے الگ کر کے بقیہ اس کے جسم کا حصہ اس کے ورثاء کے حوالے کر دیا اس کے گھر والے تابوت میں اسے بند کر کے مکہ لے گئے اور اس کی وصیت کے مطابق اسے وہیں دفن کر دیا اور اس نے وفات سے پہلے اپنے تمام غلاموں کو آزاد کر دیا اور بوقت قتل اس نے دو رکعت نماز پڑھی۔

حسین بن محمد بن عبدالرحمن بن فہم بن محرز بن ابراہیم ابوعلی الحافظ البغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے خلف بن ہشام یحییٰ بن معین محمد بن سعد وغیرہ سے اور ان سے خطبی، دالطبری وغیرہ نے حدیثیں سنیں یہ صرف اصرار پر حدیثیں سناتے تھے اور ان کو اخبار نسب شعراء اسماء الرجال میں بہت مہارت تھی فقہ میں مذہب عراقین کے متبع تھے امام دارقطنی نے ان کو ضعیف کہا ہے۔

فن پر تاریخ لکھنے والے عمارہ ابن وثیمہ بن موسیٰ ابورفاعہ الفارسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ مصر میں پیدا ہوئے ابی صالح کاتب اللیث وغیرہ سے انہوں نے حدیث سنیں۔ امراء کبار میں سے ہارون بن اللیث الصفار کا انتقال بھی اسی سال ہوا مکتفی کے پہلی مرتبہ بغداد آنے کے موقع پر قید خانے میں انہیں قتل کیا گیا۔

واقعات ۲۹۰ھ

اس سال یحییٰ بن ذکرویہ بن مہرویہ ابوالقاسم القرمطی (جو شیخ سے مشہور ہیں) نے ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ رقہ کے اطراف میں فساد برپا کیا خلیفہ نے دس ہزار جنگجوؤں کا لشکر اس کے مقابلہ میں روانہ کیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ سامرا میں اقامت کے ارادے سے بغداد سے روانہ ہوا لیکن اس کے وزیر نے اسے روک دیا چنانچہ وہ دوبارہ بغداد آ گیا۔

رواں سال ہی میں باب دمشق کے پاس یحییٰ بن ذکرویہ قتل کیا گیا اور ایک مغربی شخص نے آگ سے جلاتے ہوئے نیزے سے اس پر حملہ کیا پھر وہ نیزہ لوگوں نے اس سے لے کر جلا دیا اور اس مغربی شخص کا تعلق مصریوں کے لشکر سے تھا۔

اسی سال اس کا بھائی حسین قرامطہ کا معاملہ لے کر کھڑا ہوا اور اس نے اپنا نام احمد کنیت ابوالعباس، لقب امیر المومنین ظاہر کیا اور قرامطہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد حسین نے دمشق کا محاصرہ کر لیا اور اہل دمشق نے مال پر اس سے صلح کر لی پھر اس نے حمص کا رخ کیا اور اسے فتح کر لیا اور وہاں کے منبروں پر اس کا نام لیا جانے لگا پھر اس نے حماۃ، معرۃ النعمان کا رخ کیا پس زبردستی اسے فتح کر لیا اور ان کے اموال اور ان کی عورتوں کو اپنے لئے حلال کر لیا اور جانوروں کو قتل کر دیا اور بچوں کو مکاتب میں داخل کیا اور اپنے ساتھیوں کے لئے عورتوں کو حلال کر دیا اور ایسا بھی ہوا کہ ایک عورت سے پوری جماعت نے جماع کیا اور جب اس کے یہاں بچے کی پیدائش ہوئی تو پوری جماعت نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی۔

اس لعین کے ان بد حالات سے تنگ آ کر شام والوں نے خلیفہ کو اس کی بابت خط لکھا خلیفہ نے اس کے مقابلے کے لئے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور ان پر اموال خرچ کئے اور وہ لشکر رمضان میں روانہ ہوا اور رقہ میں آ کر اس نے پڑاؤ ڈالا اور قرامطہ سے مقابلہ کے لئے چاروں طرف لشکر پھیلا دیا۔

یہ قرامطی اپنے ساتھیوں کو ان القاب سے خط لکھا کرتا تھا کہ یہ خط عبداللہ مہدی احمد بن عبداللہ المعصوری کی طرف سے ہے جو اللہ کے دین کی مدد کرنے والا اللہ کے امر کو قائم کرنے والا اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے والا اللہ کی کتاب کی طرف دعوت دینے والا اللہ کی حدود سے تجاوز نہ کرنے والا آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے پسندیدہ ہے اور وہ یہ بھی کہتا تھا کہ وہ اولاد علی و فاطمہ سے ہے حالانکہ وہ اپنے اس دعویٰ میں سو فیصد جھوٹا تھا اس لئے کہ وہ تو قریش کا سب سے بڑا دشمن پھر بنی ہاشم کا سب سے بڑا دشمن تھا اس نے قبیلہ بنی سمہ میں داخل ہو کر سب کو قتل کر دیا اور ان

نئی عورتوں کو معاف کر لیا۔

اسی سال مظفر بن حاج کی جگہ ابو عامر احمد بن عمرو کو حاکم بنایا گیا۔

اسی زمانے میں فضل بن محمد عباسی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات۔۔۔ اس سال خواص میں سے عبداللہ بن امام احمد بن حنبل کا انتقال ہوا۔

امام احمد بن حنبل کے حالات[1] ۔۔۔ یہ عبداللہ بن الامام احمد بن حنبل ابو عبدالرحمٰن الشیبانی ہیں یہ بہت بڑے امام حافظ حدیث اپنے والد وغیرہ سے کثرت سے روایت کرنے والے ہیں۔

ابن المنادی کا قول ہے کہ ان کے والد سے زیادہ کوئی بھی روایت کرنے والا نہیں ہے انہوں نے اپنے والد سے تیس ہزار مسند اور ایک لاکھ بیس ہزار تفسیر یں روایت کی ہیں ان میں سے کچھ بطور سماع اور کچھ کی اجازت حاصل کر کے روایت کی ہے ان میں سے کچھ ناسخ بعض منسوخ بعض مقدم بعض مؤخر ہیں یہ کتاب اللہ سے بھی ہے اور تاریخ سے بھی ہے حدیث شعبہ کی بات اور القراءۃ مناسک الکبیر والصغیر حدیث شیوخ ان کی تصنیفات سے ہیں۔

ابن المنادی نے یہ بھی کہا کہ ہم نے دیکھا اپنے شیوخ کو معرفت رجال علل حدیث اسماء اور ان کی کنیتوں کے بارے میں احمد بن حنبل کی عبارت کا اقرار کرتے ہوئے دیکھا اور یہ کہ عراق وغیرہ میں بہت حدیث کی تلاش میں لگے رہتے تھے اور ہم نے اسلاف کو بھی ان کے بارے میں ان باتوں کا اقرار کرتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ بعض نے ان کی تعریف میں مبالغے سے کام لیا۔

بیماری کے وقت ان کی تدفین کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے صحیح سند سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ یہاں پر کوئی نبی مدفون ہیں لہٰذا مجھے یہیں دفن کیا جائے اور کسی نبی کے قریب دفن ہونا مجھے اپنے والد کے پاس دفن ہونے سے زیادہ پسند ہے۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں ستتر سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی اور ان کے والد کی طرح ان کی نماز جنازہ میں بھی لوگوں کے جم غفیر نے شرکت کی ان کے بھتیجے نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور باب التبن کی قبرستان میں ان کو دفن کر دیا گیا۔

عبداللہ بن احمد بن سعید ابو محمد الباہلی المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ابن المبارک کی صحبت میں رہے اور جنید نے ان کی بڑی تعریف کی ہے عمر بن ابراہیم ابو بکر الحافظ (جو ابو الاذان سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ثقہ اور ثبت تھے۔

محمد بن حسین بن فرج ابو میسرہ ہمدانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کی مسند کتاب ہے اور یہ مشہور ثقات اور مصنفین میں سے تھے۔ محمد بن محمد ابو بکر مدائنی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ عابد اور صوفی شخص تھے جنید نے ان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ایک روز شیطان کو خواب میں برہنہ دیکھا تو انہوں نے شیطان سے کہا کہ تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی اس نے کہا کیا یہ حقیقت میں انسان ہیں اگر یہ حقیقت میں انسان ہوتے تو میں ان کے ساتھ کھیلتا جیسا کہ بچے گیند سے کھیلتے ہیں حقیقی لوگ انسان تو وہ ان کے علاوہ ہیں میں نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اس نے کہا کہ وہ شونیزی مسجد میں ہیں جنہوں نے میرا دل کمزور اور میرا جسم لاغر کر دیا ہے اور جب بھی ان کو بہکانے کی کوشش کرتا ہوں تو وہ اللہ کی طرف اشارہ کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے میں جلنے کے قریب ہو جاتا ہوں۔

جنید کہتے ہیں کہ میں نے بیدار ہو کر کپڑے تبدیل کئے اور شونیزی مسجد کی طرف چلا اور اچانک میں نے دیکھا کہ تین بزرگ چادر میں لیٹے ہوئے ہیں ان میں سے ایک میری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اس خبیث کی بات سے دھوکہ مت کھانا اور اے جنید تم اتنے سادہ ہو کہ بری ہوئی بات کو قبول کر لیتے ہو ان تینوں بزرگوں کے نام یہ ہیں (۱) ابو بکر الدقاق (۲) ابو الحسین النوری (۳) محمد بن علی بن حبیب بن عبداللہ ابو جعفر جالی ملقب شافعی امام حربی کے شاگرد ابن شیر نے ان کا تعارف یوں کرایا ہے۔

---

[1] تاریخ بغداد ۹/۳۷۵، تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۶۵، الجرح والتعدیل ۵/۷، تہذیب التہذیب ۵/۱۴۱ ۔۔۔ ۱۴۳

واقعات ۲۹۱ھ

اس سال قرامطہ اور خلیفہ کے لشکر کے درمیان سخت مقابلہ ہوا بالآخر قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار حسین بن ذکرویہ گرفتار کر لیا گیا اور اسے ایک بڑی جماعت کے ہمراہ خلیفہ کے پاس بھیج دیا اور مشہور ہاتھی پر سوار کر کے بغداد میں اسے داخل کیا گیا اور خلیفہ نے ایک بہت اونچی جگہ بنانے کا حکم دیا جس پر اسے بٹھایا گیا اور اس کے ساتھیوں میں سے ایک ایک کو لا کر اس کے سامنے قتل کیا گیا اس دوران میں اس کے منہ میں ایک تیز لکڑی [illegible] گاڑ دی گئی پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس کے جسم کو داغا گیا پھر اس کے باقی حصہ کو جلا دیا گیا۔

اس کا سر ایک لکڑی پر رکھ کر شہر کے بازاروں میں گھمایا گیا یہ واقعہ ربیع الاول میں پیش آیا۔

اسی زمانہ میں ترکیوں نے بلاد ماوراء النہر کے شہروں کا رخ کیا مسلمانوں نے ان کو رات ٹھہرنے کی جگہ دی انہوں نے کافروں کو قتل کر دیا اور کافروں کو قیدی بنا لیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ میں بھرا ہوا لوٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی۔

(پ: ۲۱، سورۃ الاحزاب آیت ۲۵)

اس سال میں بادشاہ نے دس بڑے جھنڈے تیار کئے اور ہر جھنڈے کے ساتھ دس ہزار فوج روانہ کی انہوں نے شہروں کے اطراف میں خوب لوٹ مار مچائی ایک بڑی مخلوق کو قتل کیا اور عورتوں بچوں کو قیدی بنا لیا۔

اسی زمانہ میں طرطوس کے نائب حاکم نے بلاد روم میں داخل ہو کر شہر انطاکیہ کو فتح کر لیا جو ساحل سمندر پر قسطنطنیہ شہر کے برابر ایک بڑا شہر ہے اور پانچ ہزار قیدی مسلمانوں کو چھڑا لیا اور بہت سی کشتیوں پر قبضہ کر لیا اور اتنا مال غنیمت حاصل کیا کہ ایک ایک مجاہد کے حصے میں ہزار دینار آتے۔

اسی سال فضل بن عبد الملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال خواص میں سے احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار کی وفات ہوئی۔

احمد بن یحییٰ کے حالات(۱)…… یہ احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار ابو العباس الشیبانی ہیں ان کا لقب ثعلب ہے نحو اور لغت میں کوفیوں کے امام ہیں ان کا سن پیدائش ۲۰۰ ہے۔

انہوں نے محمد بن زیاد الاعرابی، زبیر بن بکار، قواریری وغیرہ سے روایتیں لی ہیں پھر ان سے ابن الانباری، ابن عرفہ، ابو عمر زاہد وغیرہ نے روایت حدیث کی۔ یہ ثقہ، حجت، دیندار، صاحب صدق اور حافظہ میں مشہور تھے ذکر کیا گیا ہے کہ قواریری سے انہوں نے ایک لاکھ احادیث سنی ہیں اسی سال ۱۳ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ ۹۱ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

ابن خلکان نے ان کی موت کا سبب بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک روز یہ جامع مسجد سے ایک کتاب کا مطالعہ کرتے ہوئے نکلے اور ان کے کانوں کی سماعت ختم ہو چکی تھی چلتے چلتے ایک گھوڑے نے ان کو ٹکر ماری جس کی وجہ سے یہ گڑھے میں جا گرے اور ان کو دماغی چوٹ آئی اور ایک دن بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں سے کتاب الفصیح ہے جو صفحات کے اعتبار سے اگرچہ مختصر ہے لیکن کثیر فوائد پر مشتمل ہے اسی طرح کتاب المصون، اختلاف النحویین، معانی القرآن، کتاب القراءات، معانی الشعر، ما تلحن فیہ العامہ وغیرہ کتابیں بھی لکھی ہیں یہ شاعر بھی تھے ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں۔

> جب تم کسی روز تنہائی میں ہو تو یہ مت کہو کہ میں تنہا ہوں بلکہ کہو کہ مجھ پر ایک نگران ہے [illegible] جس کو تم چھپاتے تھے۔ وہ بھی
> اس سے پوشیدہ نہیں ہے [illegible] کاش کہ اللہ تعالیٰ [illegible] ہم کو
> میری طرف سے اس بات نے [illegible] برداشت کر لیا ہے [illegible] تمہاری

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/۶۶۶، [illegible] تاریخ بغداد ۵/۲۰۴، ۲۱۲، النجوم الزاہرۃ ۳/۱۳۳، [illegible]

طرف سے میرے نفس کو ایسی تکلیف پہنچی ہے جو اسے عنقریب ہلاک کر دے گی۔ اگر میرے نفس میں وہ قوت ہوتی جو سخت پتھر میں ہوتی ہے تو اسے ایک دعا کے ساتھ دور کر دیتا اور ان ہواؤں سے بھی جو تیز چلتی ہیں اور ان کے نشانات ریت پر باقی رہتے ہیں۔ اب میری ہجر سے شاید اللہ تعالیٰ مجھے نجات دے دے تو اس وقت میں تم سے ان غموں کی شکایت کروں گا جو تمہاری طرف سے پہنچے ہیں۔

اسی سال قاسم بن عبیداللہ بن سلیمان بن وہب کا انتقال ہوا۔ یہ خلیفہ معتضد کی حکومت کے آخری دنوں میں اپنے والد کی وفات کے بعد وزیر بنے تھے پھر اس نے مکتفی کی بیعت کی جو خلیفہ بنا پھر اسی سال رمضان میں یہ بیمار ہوا تو انہوں نے تمام حکام کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ قید خانوں کے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا جائے پھر اسی سال ذیقعدہ میں ۳۳ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی اور یہ خلیفہ کے محبوب بندوں میں سے تھا اور ہزار ابیات سے مال کے بدلے انہوں نے جو کمایا چھوڑ دیا۔

محمد بن محمد بن اسماعیل بن شداد ابو عبداللہ بصری کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ واسط کے قاضی اور جوہری سے مشہور تھے علی بن مدینی ابن نمیر وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں یہ ثقہ نیک عادل امین تھے۔

محمد بن ابراہیم البوشنجی محمد بن علی الصائغ بھی اسی سال وفات پانے والوں میں سے تھے۔

مشہور قراء ائمہ علماء میں سے ثعلب کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

واقعات ۲۹۲ھ

اسی سال خلیفہ مکتفی کی جانب سے محمد بن سلیمان دس ہزار جنگجو جوانوں کو لے کر دیار مصر کی طرف ہارون بن خمارویہ سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہوا ہارون نے آگے بڑھ کر اس سے مقابلہ کیا دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر محمد بن سلیمان کو فتح ہوئی پھر بیس ہزار طولونی اس کے مقابلہ میں آئے محمد بن سلیمان نے ان کو بھی قتل کر دیا اور ان کی حکومت اسی پر ختم ہو گئی پھر انہوں نے تحریری طور پر مکتفی کو فتح کی خوشخبری پہنچائی۔

اسی سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کروایا۔

خواص کی وفات …… اسی سال خواص میں سے ابو ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم الکجی[1] کا انتقال ہوا یہ حفاظ حدیث میں سے تھے ان کے درس میں صرف دوات لے کر آنے والوں کی تعداد پچاس ہزار ہوا کرتی تھی دیکھنے اور سننے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہوتی تھی ان سے بڑی کثرت سے اشخاص آگے دوسروں کو لکھوایا کرتے تھے اور ان میں سے ہر ایک دوسرے کو سناتا تھا اور ازدحام کی وجہ سے بعض تو کھڑے ہو کر احادیث لکھتے تھے۔

یہ جب ایک ہزار احادیث لکھوا کر فارغ ہوتے تو خاص طور پر کھانا پکوا کر صدقہ کرتے جب یہ مکمل طور پر سنن کتاب سے فارغ ہوئے تو ایک ہزار دینار خرچ کر کے ایک پر تکلف دعوت کی اور فرمانے لگے کہ میں نے آپ ﷺ کے پاس گواہی دی تو آج میری گواہی قبول کی گئی چنانچہ میں نے شکر کے طور پر یہ کیا۔

ابن الجوزی خطیب بغدادی نے ابو مسلم الکجی سے نقل کیا ہے کہ ایک روز میں گھر سے نکلا ایک حمام کے پاس سے میرا گزر ہوا تو میں نے حمام کے مالک سے پوچھا کیا حمام تیار ہے اس نے جواب دیا ہاں ہے پھر جب میں حمام میں داخل ہوا تو اندر سے اچانک آواز آئی اے ابو مسلم اسلام سے آ

[illegible]

تمام شہروں وفتن سے تم محفوظ رہو گے پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

اے باری تعالیٰ نعمت کے عطا کرنے پر تکلیف کے دور کرنے پر ہر حال میں ہم آپ کی حمد کرتے ہیں۔ تم جو چاہتے ہو وہ ہو جاتا ہے اور تم ایسے طریقے سے سن لیتے ہو کہ عام طور پر اس طریقے پر سنا نہیں جاتا۔

ابو مسلم کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں جلدی سے حمام سے نکلا اور میں نے مالک حمام سے کہا کہ تم تو کہہ رہے تھے کہ اندر کوئی نہیں ہے حالانکہ اندر سے تو میں نے آواز سنی ہے انہوں نے پوچھا کہ واقعی آپ نے آواز سنی ہے میں نے کہا کہ ہاں واقعی میں نے آواز سنی ہے۔

پھر انہوں نے بتایا کہ یہ واقعی کوئی جن ہے جو بعض مرتبہ اشعار پڑھتا ہے اور اچھی باتیں کرتا ہے پھر میں نے ان سے پوچھا کہ اس کے کہے ہوئے اشعار تمہیں یاد ہیں اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار سنائے:

اے حد سے زیادہ گناہ کرنے والے گناہوں سے باز آجا کب تک تو جہالت کی وجہ سے بڑھ چڑھ کر گناہ کرتا رہے گا کب تک۔
تم اپنے گناہوں کی وجہ سے اپنے رب کو ناراض کرتے رہو گے حالانکہ وہ تم سے اچھا معاملہ کرتا ہے۔ جس شخص کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہیں یا ناراض ہیں تو اس شخص کی پلکیں کیسے جھپکتی ہیں۔

عبدالحمید بن عبدالعزیز ابو حازم القاضی الحنفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ بہترین قاضی فقہاء ائمہ علماء میں سے تھے بہت بڑے متقی گناہوں سے بچنے والے دیانت دار امانت دار تھے۔ المنتظم میں ابن الجوزی نے ان کے اچھے حالات اور عمدہ افعال کا تذکرہ کیا ہے۔

واقعات ۲۹۳ھ

اس سال قرامطہ نے حسین قرمطی کے بھائی (جو ذی الشامہ کے نام سے مشہور ہیں اور جس نے گزشتہ سال کافی افراد کو قتل کیا تھا) کے اردگرد دریائے فرات کے راستے سے جمع ہو گئے چنانچہ اس نے ان کو لے کر زمین میں فساد برپا کیا۔

پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا انہوں نے اسے داخل ہونے سے روکا لیکن اس نے زبردستی داخل ہو کر کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور وافر تعداد میں ان کے اموال پر قبضہ کر لیا پھر دوبارہ اس نے دیہات کا رخ کیا اور اس موقع پر ایک اور جماعت اس سے مل گئی چنانچہ انہوں نے وہاں کے اکثر لوگوں کو قتل کر کے ان کی ساری جائیدادوں پر قبضہ کر لیا پھر یہ مال تیس ہزار اونٹوں پر سوار کر کے لے گئے تب جا کر مکتفی نے اس کے مقابلہ میں ایک عظیم الشان لشکر روانہ کیا چنانچہ اس لشکر نے ان کا مقابلہ کیا اور ان کو شکست دے کر ان کے سردار کو گرفتار کر لیا پھر اس کی گردن اڑا دی۔

الداعیہ کا ظہور ...... اسی سال قرامطہ کے ایک شخص الداعیہ کا یمن میں ظہور ہوا اس نے صنعاء کا محاصرہ کیا اور زبردستی اس میں داخل ہو گیا اور وہاں کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا پھر صنعاء کے باشندوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے شکست دی پھر دوبارہ اس نے بعض شہروں پر غارت گری کی اس موقع پر خلیفہ نے مظفر بن حاج کو اس علاقہ کا نائب حاکم مقرر کیا چنانچہ یہ حاکم اس کی وفات تک اس کے پیچھے لگا رہا۔

اور اس سال ہی میں عید الفطر کے موقع پر قرامطہ کی ایک جماعت نے کوفہ میں داخل ہو کر یا ثارات الحسین یا احمد یا محمد کے نعرے لگائے اور اس سے مراد ان کی وہ افراد تھے جو اس سے پہلے بغداد میں قتل کیے گئے تاکہ ان کے ساتھ اظہار ہمدردی ہو ان میں سے کچھ افراد عیدگاہ کی طرف سے کوفہ میں داخل ہوئے تب جا کر لوگوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان کو پتھر مار کر ان میں سے بیس افراد کو قتل کر دیا اور باقی ذلیل ہو کر واپس بھاگ گئے۔

اس سال بصرہ میں شمیکی نامی شخص کا ظہور ہوا جس نے امیر کی اطاعت سے بغاوت کر لی تھی اور کچھ فوجی اس کے ساتھ ہو گئے خلیفہ نے دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ اور اس کے عمال کو اس کا معاملہ سپرد کیا چنانچہ یہ اس کے مقابلے میں نکلے اور مصر کے علاقے میں

دونوں کے درمیان مقابلہ ہوا لیکن شیعی نے انہیں زبردست شکست دی پھر خلیفہ نے اس کے مقابلے میں ایک دوسرا لشکر بھیجا انہوں نے اس کو شکست دے کر اسے گرفتار کر کے امیر کے حوالے کر دیا پھر اس کا کوئی پتہ نہ چلا۔ اس کے بعد یہ لشکر دیار مصر کے معاملات میں مشغول ہو گیا۔

اس وقت قرامطہ نے بھی ایک لشکر عبداللہ بن سعید (جو ان کا معلم تھا) کی ماتحتی میں بصرہ بھیجا چنانچہ وہ لشکر بصریٰ اذرعات بثنیہ کی طرف گیا اور وہاں کے باشندوں سے قتال کیا پھر خود ہی ان کو امان دے دی پھر جب پورے طور پر ان پر قابو پالیا تو جنگ لڑنے والوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔

پھر اس نے دمشق کا رخ کیا تو دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ نے صالح بن الفضل کو اس کا مقابلہ کرنے بھیجا لیکن قرامطی غالب رہا اور دمشق کا نائب حاکم کافی ساتھیوں سمیت قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس نے شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن اسے فتح نہیں کر سکا پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا وہاں پر اس نے کافی لوگوں کا قتل کیا اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا جیسا کہ بیان کیا جا چکا۔

پھر اس نے ہیت کا رخ کیا اس پر قبضہ کر لیا پھر جیسا کہ ہم نے ماقبل میں بیان کیا کہ پھر انہوں نے کوفہ کا رخ کیا یہ سب ذکرویہ بن مہرویہ کے اشارہ پر ہو رہا تھا اس وقت وہ خود کسی نامعلوم جگہ میں روپوش تھا جب کوئی اس کا پیچھا کرتا تو وہ اپنے بنائے ہوئے کنوئیں میں چھپ جاتا اور ایک مدت اس کنوئیں پر رہتے ہوئے [illegible] کسی کو معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کہاں ہے۔

اس موقع پر خلیفہ نے ایک لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا ذکرویہ نے خود اپنے متبعین کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا اور اس کے لشکر پر غالب آ گیا اور ان کے کافی اموال پر قبضہ کر لیا اب اس کی پوزیشن بہت مضبوط ہو گئی اور اس کا نام چمکنے لگا پھر خلیفہ نے ایک اور لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا ان کے بقیہ حالات ہم عنقریب بیان کریں گے۔

اسی سال ترکوں کی ایک جماعت نے خراسان کے نائب حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کے خلاف بغاوت کی۔

اسی زمانے میں حلب کے بعض حکام پر رومیوں نے غارت گری کر کے ان میں سے بعض کو قتل کر دیا بعض کو لوٹ لیا اور بعض کو قید کر دیا اسی سال فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات: اس سال خواص میں سے ابوالعباس الناشی الشاعر کی وفات ہوئی۔

ابوالعباس الناشی الشاعر کے حالات[1]: ان کا نام عبداللہ بن محمد ابوالعباس المعتزلی ہے ان کا اصل تعلق انبار سے ہے ایک وقت تک بغداد میں بھی رہے پھر مصر چلے گئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی یہ نحوی تھے شعراء سے مقابلہ کرنے والے متکلمین اور منطقیوں پر اعتراض کیا کرتے تھے۔

یہ فی البدیہہ شاعر تھے لیکن عقل سے کورے تھے آپ علیہ السلام کے نسب مبارک پر ان کا کہا ہوا ایک بہت اچھا قصیدہ ہے جسے ہم نے [illegible] کتاب میں بیان کیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ تمام علوم میں ان کو مہارت تھی خاص طور پر علم منطق میں اسی طرح فنون میں ایک ہی روی کا قصیدہ ہے جس میں چار ہزار اشعار ہیں اس کے علاوہ بھی ان کی مختلف تصانیف اور بہت سے اشعار ہیں۔

نحو کے ماہرین میں سے [illegible] ابوالعباس کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ [illegible] کی نحو کے عالم تھے۔ امام حافظ اور حفاظ حدیث میں سے مشہور [illegible] (جو [illegible] سے مشہور ہیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی [illegible] ایک مسند تصنیف کی۔

[illegible] کی وفات ہوئی۔

---

[1] [illegible]

واقعات ۲۹۴ھ

اسی سال محرم میں مکہ سے خراسان آنے والے حاجیوں کے قافلے پر زکرویہ نے حملہ کر دیا اور ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قیدی بنالیا اور سب کا مال چھین لیا جو تقریباً بیس لاکھ کے قریب تھا اور اس موقع پر بیس ہزار حاجی قتل کیے گئے اور قرامطہ کی عورتیں فریب دہی سے کام لیتے ہوئے زخمیوں کے درمیان پانی لئے پھرتی تھیں لیکن زخمیوں میں سے جو پانی مانگتا تھا اسے قتل کر دیتی تھیں ان پر اور ان کی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔

زکرویہ کا قتل ــــ جب اس واقعہ کی خبر خلیفہ کو ملی تو اس نے زکرویہ خبیث کے مقابلہ کے لئے ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا چنانچہ دونوں کے درمیان سخت مقابلہ ہوا چند کے علاوہ تمام قرامطہ قتل کر دیے گئے یہ واقعہ اسی سال ربیع الاول میں پیش آیا۔

اسی جنگ میں ایک آدمی نے زکرویہ کے سر پر تلوار سے حملہ کیا اور تلوار کی ضرب کا اثر اس کے دماغ تک پہنچا جس کی وجہ سے پانچ یوم کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کے بعد لوگوں نے اس کا پیٹ چاک کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا اور قرامطہ کی ایک جماعت کو ساتھ گرفتار کر کے اس کا سر بغداد بھیج دیا راستے میں خلیفہ کے لشکر نے ان کا مال سامان وغیرہ سب کچھ چھین لیا پھر اس کے قتل کا حکم دے دیا اور اس خبیث کے سر کو خراسان کے شہروں کا طواف کرایا گیا تاکہ آئندہ سال لوگوں کو حج کرنے میں دشواری پیش نہ آئے اور گرفتار شدگان میں بچے اور عورتیں سب کو آزاد کر دیا۔

اسی زمانے میں طرطوس کے راستے سے دمشق کے نائب حاکم احمد بن کیغلغ نے رومیوں پر حملہ کر کے چار ہزار رومیوں کو قتل کر دیا اور پچاس ہزار بچوں کو گرفتار کر لیا۔

اس موقع پر کچھ پادریوں نے اسلام قبول کر لیا اور دو سو مسلمان قیدی آزاد ہو گئے روم کے بادشاہ نے ان پادریوں کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجا تو مسلمانوں کی ایک جماعت نے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ کیا اور کافروں کو قتل کر دیا اور بہت سا مال غنیمت ان کے ہاتھ لگا۔

جب یہ قافلہ خلیفہ کے پاس پہنچا تو اس کا بڑا اکرام کیا اور ان کی مانگی مرادیں پوری کیں۔

دوران سال ہی میں شام میں ایک شخص کا ظہور ہوا جس نے سفیانی ہونے کا دعویٰ کیا اسے گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا وہاں پر اس نے یہ ظاہر کیا کہ اسے وسوسہ کا مرض ہے اس کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا اس سال فضل بن عبد الملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات ــــ اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے:

(۱) ــــ حسین بن محمد بن حاتم بن یزید بن علی بن مروان ابو علی جو عبید العجل سے مشہور ہیں یہ حافظ حدیث، بہت زیادہ حدیثیں بیان کرنے والے مسندات کے حفظ میں بہت زیادہ آگے بڑھنے والے تھے۔ اسی سال ماہ صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) ــــ صالح بن محمد بن عمرو بن حبیب ابو علی اسدی قبیلہ خزیمہ سے ان کا تعلق ہے یہ جزرہ سے مشہور ہیں کیونکہ ان کے ایک استاد تھے جن کے پاس خرزہ (پوتھ) تھا جس سے وہ بیماریوں کا علاج کیا کرتے تھے انہوں نے ایک مرتبہ غلطی سے اسے خرزہ کے بجائے جزرہ کہہ دیا جس کی وجہ سے بعد میں یہ اسی لقب سے مشہور ہو گئے۔

یہ حافظ حدیث، بہت زیادہ احادیث بیان کرنے والے تھے حصول حدیث کے لئے انہوں نے بڑے دور دراز کے سفر کیے چنانچہ شام مصر خراسان وغیرہ گئے اور کچھ عرصہ بغداد میں رہے پھر وہاں سے بخارا چلے گئے یہ ثقہ صدوق اور امین تھے یحییٰ بن معین سے انہوں نے بہت سی روایتیں نقل کی ہیں اور بہت سے سوالات کیے۔ رقہ میں یہ ۲۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔

(۳) ــــ محمد بن عیسیٰ بن محمد بن عبد اللہ بن علی بن عبد اللہ عباس جو ابیاضی سے مشہور ہیں۔ کیونکہ ایک مرتبہ یہ سفید لباس پہن کر خلیفہ کے پاس گئے تھے تو خلیفہ نے ان کو ابیاضی کہہ کر پکارا تو اسی وقت سے ابیاضی ان کا لقب پڑ گیا یہ ثقہ تھے انباری، ابن مقسم وغیرہ سے انہوں نے احادیث

روایت کی ہیں قرامطہ نے اسی سال انہیں قتل کیا۔

(۴) .. محمد بن الامام اسحاق بن راہویہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے اپنے والد اور امام احمد بن حنبل سے احادیث روایت کی ہیں فقہ اور حدیث دونوں کے عالم تھے یہ بہترین مسلک و سیرۃ کے حامل تھے قرامطہ کے ہاتھوں اسی سال قتل ہونے والے مقتولین میں یہ بھی تھے۔

(۵) اس سال وفات پانے والوں میں محمد بن نصر ابو عبداللہ مروزی بھی تھے۔

محمد بن نصر کے حالات[1] ...... یہ بغداد میں پیدا ہوئے نیشاپور میں بچپن گزرا سمرقند میں رہے صحابہ تابعین اور بعد میں آنے والوں کے اختلاف کے بارے سب سے بڑے عالم تھے یا احکام کے بہت زیادہ واقف تھے حصول علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے۔ بڑے بڑے مشائخ سے انہوں نے احادیث کی ہیں بہت سی مفید کتابوں کے مصنف تھے۔ عمدہ طریقے اور خشوع و خضوع سے نماز ادا کرنے والے تھے اور نماز کے بارے میں انہوں نے ایک بہت بڑی کتاب بھی تصنیف فرمائی تھی۔ خطیب بغدادی نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں مکہ کے ارادہ سے مصر سے کشتی میں سوار ہوا اور اس وقت میرے ساتھ ایک باندی بھی تھی راستے میں کشتی ڈوب گئی اور میرا سارا سامان بھی غرق ہو گیا لیکن میں اور باندی دونوں بچ گئے اور ہم ایک جزیرے پر پہنچ گئے وہاں پر پینے کے لئے ہم نے پانی تلاش کیا لیکن تلاش کرنے کے باوجود پانی نہیں ملا تو میں نے زندگی سے مایوس ہو کر اپنا سر باندی کی ران پر رکھا اور مجھے موت آنے لگی تو اچانک ایک شخص ہاتھ میں پیالہ اٹھائے ہوئے نظر آیا کہ یہ پیالہ لو اور پانی پیو اس سے پیالہ لے کر میں نے پانی پیا اور باندی کو بھی پلایا پھر اس شخص کا کوئی پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری مدد فرمائی اور ہمیں اس تکلیف سے نجات دلائی۔ محمد بن نصر بہت زیادہ اکرام کرنے والے اور بہت سخی تھے۔

اسماعیل بن احمد سامانی جو کہ خراسان کے بادشاہ تھے ہر سال محمد بن نصر کو چار ہزار درہم اور ہدیہ پیش کرتے تھے پھر محمد بن نصر ان سب کو راہ خدا میں خرچ کر دیتے تھے۔ کسی نے ان کو مشورہ دیا کہ اگر اس رقم میں سے آپ کچھ رقم آنے والے وقت کے لئے بچا کر رکھ لیں تو بہتر ہے تاکہ وقت ضرورت پریشانی نہ ہو اس بات پر محمد بن نصر نے فرمایا کہ مصر میں میرا سالانہ خرچ بیس ہزار درہم تھا لیکن سال مکمل ہونے پر ایک درہم بھی نہیں بچتے تھے۔

محمد بن نصر جب اسماعیل احمد السامانی سے ملنے جاتے تھے تو وہ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو کر ان کا استقبال کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بڑے اعزاز و اکرام کا معاملہ فرماتے تھے ایک مرتبہ ان کے بھائی اسحاق بن احمد ان پر ان سے ناراض ہو گئے اور ان سے کہنے لگے کہ آپ خلیفہ ہونے کے باوجود محمد بن نصر کا کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں۔ اسماعیل کہتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کی ان باتوں سے بڑا پریشان ہوا اور اسی حالت میں مجھے نیند آ گئی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تمہاری اور تمہارے بھائی کی حکومت محمد بن نصر کی عزت کی وجہ سے قائم ہے یاد رکھو کہ اگر تم نے محمد بن نصر کی گستاخی کی تو پھر تمہاری حکومت بھی ختم ہو جائے گی۔

ایک مرتبہ محمد بن نصر محمد بن جریر طبری محمد بن منذر ایک گھر میں جمع ہو کر حدیث لکھ رہے تھے اسی دوران کھانے کا وقت ہو گیا لیکن ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں تھا انہوں نے آپس میں قرعہ اندازی کی کہ جس کا نام نکل آئے گا وہ باہر جا کر کوشش کر کے کھانے کے لئے کچھ لے آئے اتفاق سے محمد بن نصر کا نام نکل آیا محمد بن نصر باہر جانے کے بجائے وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہے یہ قیلولہ کا وقت تھا اسی وقت مصر کے نائب احمد بن طولون کو آپ ﷺ کی زیارت ہوئی اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے احمد بن طولون محدثین کی خبر گیری رکھو اور ان کی ضروریات کو پورا کرو۔

جیسے ہی یہ خواب سے بیدار ہوئے فوراً لوگوں سے پوچھا کہ محدثین کتنے ہیں اور کہاں ہیں انہیں بتلایا گیا کہ وہ تین ہیں اسی وقت اپنے قاصد کے ذریعے ان کی خدمت میں ہزار ہزار دینار بھیج دیئے اور اللہ رب العزت نے محمد بن نصر کی دعا کی برکت سے ان کے کھانے کا انتظام فرما دیا اس کے بعد مصر کے نائب احمد بن طولون نے اس جگہ کو خرید کر وہاں پر مسجد تعمیر کروا دی اور اسے محدثین کے نام پر منسوب کر دیا اور ان کی ضروریات کے لئے کچھ جائیدادیں مقرر کر دیں۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۶۵۰، تاریخ بغداد ۳/ ۳۱۵

محمد بن نصر کو کافی عرصہ تک اولاد نہیں ہوئی تھی لیکن وہ اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لئے دعا کیا کرتے تھے ایک دن ایک شخص آیا اور اس نے ان کو ایک بیٹے کی خوشخبری سنائی تو فوراً انہوں نے شکریہ کے طور پر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ اٹھا کر فرمایا (تمام تعریف اس ذات پاک کے لئے ہیں جس نے بڑھاپے کی حالت میں مجھے اسماعیل نامی لڑکا عنایت فرمایا) ان کے اس واقعے سے چند مفید باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے بڑھاپے کی حالت میں انہیں نرینہ اولاد سے نوازا۔ انہوں نے آپ علیہ السلام کی اتباع کرتے ہوئے ساتویں دن آنے سے پہلے پیدائش کے دن اپنے لڑکے کا نام ابراہیم رکھا۔

موسیٰ بن ہارون بن عبداللہ ابو عمران کی وفات بھی اسی سال ہوئی جن کے والد حمال کے نام سے مشہور تھے ان کا سن پیدائش ۲۱۴ھ ہے۔ احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی اپنے زمانے میں حفاظ حدیث اور اسماء الرجال کے امام تھے یہ ثقہ تھے۔ علوم میں ان کو بڑا اثر و رسوخ تھا بارعب اور بڑے متقی تھے۔

عبدالغنی بن سعید الحافظ کا قول ہے کہ یہ حدیث پر سب سے اچھی گفتگو فرمانے والے تھے علی بن مدینی موسیٰ بن ہارون دارقطنی ان سب نے ان کی تعریف فرمائی ہے۔

واقعات ۲۹۵ھ

اسی سال رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان قیدیوں کا تبادلہ ہوا رومیوں کی قید سے چھوٹنے والے مردوں اور عورتوں کی تعداد تقریباً تین ہزار تھی۔

اسی زمانہ میں وسط صفر میں خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم اسماعیل بن احمد السامانی کی وفات ہوئی یہ عاقل عادل حسن سیرت کے مالک بڑے حلیم و کریم تھے یہ وہی شخصیت ہے جو محمد بن نصر کا اعزاز و اکرام کرتی تھی۔ اور ان کے استقبال میں کھڑی ہوتی تھی۔

اسماعیل بن احمد السامانی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی حاکم بنے اس موقع پر خلیفہ نے ان کی خدمت میں ہدایا پیش کئے ایک روز اسماعیل بن احمد کے پاس لوگوں نے انساب کے ذریعے فخر کا تذکرہ کیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ فخر اپنے اعمال و کردار پر ہوتا ہے اور انسان کے لئے ذاتی نہ کہ خاندانی شرافت پر فخر کرنا مناسب ہے یعنی فخر اپنے ذاتی کمال پر کیا جاتا ہے نہ کہ نسب یعنی باپ دادا کے ذریعے۔

بعض کا قول ہے کہ میں نے اپنی ذاتی کوشش سے نہ کہ آباؤ اجداد کی وجہ سے اونچا منصب حاصل کیا ہے۔

اسی پر کسی شاعر کے مندرجہ ذیل شعر ہیں:

میں اپنے ذاتی کمال پر فخر کرتا ہوں اور میری شناخت میرا ادب ہے میں بنی ہاشم اور عربی النسل ہونے کی وجہ سے فخر نہیں کرتا۔
حقیقت میں بہادر وہ ہے جو یہ کہے کہ میں بہادر ہوں نہ کہ وہ جو یہ کہے کہ میرے آباء بہادر تھے۔

اسی سال ذیقعدہ میں خلیفہ مکتفی باللہ ابو محمد ابن المعتضد کی وفات ہوئی اب ان کی وفات اور ان کے کچھ حالات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

یہ امیر المومنین المکتفی باللہ بن معتضد بن امیر ابی احمد الموفق بن المتوکل علی اللہ ہیں اور ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ علی ان کے اور حضرت علی کے علاوہ کسی اور کا نام نہیں تھا اور اسی طرح ابو محمد ان کے، حسن بن علی بن ابی طالب کے علاوہ کسی کی کنیت نہیں تھی۔

ان کی پیدائش ماہ رجب ۲۶۴ھ میں ہوئی اور ۱۹ ربیع الاول ۲۸۹ھ جمعہ کے روز ان کی والد کی وفات کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کی گئی بوقت خلافت ان کی عمر ۲۵ سال تھی یہ حسین و جمیل پتلے چہرہ خوبصورت بال، گھنی اور چوڑی ڈاڑھی والے تھے ان کے خلیفہ بننے کے بعد کسی شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

خلیفہ وقت کی موت سب سے بڑی مصیبت ہے اور ان کے لڑکے کا ان کی جگہ حاکم بننا بڑی بخشش ہے۔ رحمت خداوندی کی
بدلی اس کے وجود کو سیراب کرتی رہے اور ہمیشہ اس کے لئے دعائیں اور سلام قائم رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کو باقی رکھے اور

ناختم ہونے والی عطاء اس کے لئے ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کی آرزوئیں پوری کرتا ہے اور اس کا مرتبہ بلند رہتا ہے۔ یہ مکتفی باللہ ہے اللہ تعالیٰ ہر مشکل وقت میں اس کی دستگیری کرتا ہے۔

کسی شاعر نے خلیفہ کے مسلسل انعامات سے عاجز آ کر اسی کے چند اشعار یہ کہے ہیں:

کون ہے جو میری محبت کا حق ادا کرے۔ وہ ہمیشہ میرا انعام کرتا رہا لیکن میری محبت اس سے ایک ہی رہی
جس نے مجھے اپنا دائمی غلام بنالیا۔ میں حقیقتاً آزاد ہوں لیکن اس کی محبت کی وجہ سے میں آزادی کا ذائقہ نہیں چکھ سکا۔

اس کی انگوٹھی کے نگینہ پر عبارت لکھی ہوئی تھی (علی المتوکل علی ربہ) میرا نام علی ہے اور میں اللہ پر توکل کرنے والا ہوں اور جعفر، عبدالصمد، موسیٰ، عبداللہ، ہارون، الفضل، عیسیٰ، عباس، عبدالملک، یہ سب اسی کی اولاد میں سے تھے۔

اسی کے دور خلافت میں انطاکیہ فتح ہوا جس میں کافی مسلمان قیدی پھنسے ہوئے تھے انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے بھائی کو ولی عہد بنایا حالانکہ ان کے بالغ ہونے کا یقین تک نہ تھا انہوں نے اسی سال کی ۱۲ ذیقعدہ [illegible] اور بہت سے اشخاص کو بلایا اور اشخاص کی [illegible] وفات کے بعد میرے بھائی فضل بن جعفر معتضد خلیفہ ہوں گے اور انہیں مقتدر باللہ کا لقب عطا کیا گیا تھا ان کے بعد ایک قول کے مطابق ظہر و عصر کے درمیان ان کو بغداد میں دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر ۳۳ یا ۳۲ سال تھی ان کی مدت خلافت چھ سال چھ ماہ ۱۹ روز تھی اور ان کا اپنے مال سے چھ ہزار [illegible] انہوں نے صدقہ کرنے کی وصیت کی جنہیں یہ بچپن سے جمع کرتے رہے تھے اور ان کو خنازیر کی بیماری تھی۔

المقتدر باللہ ابو الفضل کی خلافت...... اسی سال بروز جمعرات کے وقت ان کے بھائی کی وفات کے بعد ان کے ہاتھ پر بیعت کی تجدید کی گئی ان کی عمر اس وقت ۱۳ سال ایک ماہ ۲۱ یوم کی تھی اتنی چھوٹی عمر میں ان سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں ہوا تھا۔

انہوں نے مسند خلافت پر فائز ہوتے ہی چار رکعت نماز نفل پڑھی پھر با آواز بلند دعا کرنے لگے پھر عام لوگوں نے ان سے بیعت کی اور منبروں میں اور اہم مقامات پر ان کا نام لکھ دیا گیا اس وقت محل کے بیت المال میں پندرہ لاکھ دینار اور عام بیت المال میں چھ ہزار ہزار دینار سے زائد تھے اس کے علاوہ قیمتی موتیوں کی آمد بھی جو خلیفہ معتضد کے دور سے چلی آ رہی تھی وہ بھی تھی لیکن بعد میں انہوں نے اپنی بیویوں اور دوستوں پر خرچ کر کے ختم کر ڈالا اور بیچ ڈالے اور حکمرانوں کا بھی حال ہوتا ہے اسی طرح بعض دنوں میں وزیروں کی تعداد بھی بڑھ جاتی رہی ابو الحسن علی بن محمد بن فرات بھی انہی میں سے تھے جن کو ایک مرتبہ دو یا تین بار رکھنے کی وجہ سے معزول کر دیا پھر بحال کر دیا پھر معزول کر دیا پھر قتل کر دیا۔

ان تمام باتوں کو ابن الجوزی نے تفصیل سے بیان کیا ہے ان کے دور کے چار کر ختم وقتام اور سب باتوں کی قدر بھی بہت زیادہ تھی یہ فطرتاً نہایت متقی اور بڑے عبادت گزار تھے نفلی روزے بہت زیادہ رکھتے تھے۔

ان کے دور حکومت میں پہلی بار آنے والے عرفہ کے دن میں انہوں نے تیس ہزار گائیں، بکریاں اور اونٹ ذبح کر کے تقسیم کئے اور بنی عباس کے زمانے میں جاری رسومات اور طرح طرح کے وظائف بھی جاری کر دیئے جن قیدیوں کو چھوڑنا ممکن تھا انہیں رہا کر دیا اور اس کام کی ذمہ داری قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کے حوالہ کر دی ان کے لئے کشادہ مجلسوں میں بہت کی [illegible] جن کی دیکھ بھال پر ماہانہ ہزار دینار خرچ ہوتا تھا انہوں نے اسی طرح کر کے مسلمانوں کے لئے سرائیں تعمیر کروانے کا حکم جاری کیا اس کے علاوہ بھی بہت سی باتوں کا ذکر ان کے حالات کے ذیل میں آئے گا۔

متوفین...... اس سال وفات پانے والوں میں ابو اسحاق المزکی بھی ہیں یہ ابو اسحاق المزکی ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن یحییٰ بن عبداللہ النیشاپوری ہیں نیشاپور میں حدیث و رجال اور علل کی معرفت کے لحاظ سے اپنے زمانے کے امام تھے انہوں نے بڑے بڑے مشائخ سے احادیث کی امام مسلم کے پاس آیا جایا کرتا تھا اور ان سے مذاکرہ بھی کرتے تھے ان کی مجلس بڑی بارعب ہوتی تھی بعض کو ان کے متعلق مستجاب الدعوات ہونے کا قول بیان نے پایا رہائش کے لئے ایک مکان اور گزر بسر کے لئے ایک دکان تھی جس کی ماہانہ آمدنی سترہ درہم تھی جس سے یہ اپنے اہل و عیال کا خرچ چلاتے تھے۔

کسی کا ہدیہ بالکل قبول نہیں کیا کرتے تھے ان کے [illegible]

یہ ابو نعیم کا قول ہے کہ میں نے ان جیسا بزرگ نہیں دیکھا۔

ابو الحسین النوری کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابو الحسین النوری کے حالات[1] ...... ان کا نام احمد بن محمد ہے بعض نے ان کا نام محمد بن محمد بتایا ہے لیکن اول قول صحیح ہے یہ ابن بغوی سے مشہور ہیں ان کا اصل وطن خراسان ہے حضرت سری سقطی سے انہوں نے حدیث روایت کی ہیں اور یہ طبقۂ قوم کے بڑے علماء میں سے تھے۔

ابو محمد مغازلی کا قول ہے کہ میری نظر میں ابو الحسین النوری سے بڑا عبادت گزار آدمی نہیں گزرا ان سے پوچھا گیا کہ کیا جنید بغدادی بھی ان سے بڑے عابد نہیں تھے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں۔

ان کے بارے میں کسی کا قول ہے کہ بیس برس تک انہوں نے اس طریقے پر روزے رکھے کہ ان کے اہل خانہ و غیر اہل خانہ کو بھی اس کا علم نہیں ہوا۔

اسماعیل بن احمد السامانی کے حالات[2] ۔ یہ خراسان کے امراء میں سے تھے انہوں نے عمرو بن لیث صفار کو قتل کیا اور معتضد کو بذریعہ خط اس کی اطلاع دی اس نے خوش ہو کر ان کو خراسان کا حاکم بنا دیا پھر مکتفی نے ری اور ماوراء النہر کا حاکم بنایا اور انہوں نے ان شہروں میں دشمنوں سے جہاد کیا اور ان پر فتح حاصل کر کے دشمنوں کو مرعوب کیا اور اہم اہم شہروں میں مسافر خانے بنوائے جن میں ایک ہزار گھڑ سوار ٹھہرا سکتے رہنے کی گنجائش تھی ان پر اخراجات کے لئے ان کے نام بہت سی جائیدادیں وقف کر دی تھیں۔

طاہر بن محمد بن عمرو بن لیث نے ان کی خدمت میں بہت سے قیمتی تحائف بھیجے ان میں تیرہ موتی تھے جن کا وزن سات سے دس مثقال کے درمیان تھا ان میں سے بعض سرخ رنگ اور بعض نیلے رنگ کے تھے جن کی قیمت ہزاروں میں تھی اسماعیل بن احمد سامانی نے یہ تحائف خلیفہ معتضد کے پاس بھیجے اور طاہر کی سفارش کی تو خلیفہ نے طاہر کے بارے میں سفارش قبول کر لی جب مکتفی کو ان کی وفات کی خبر ملی تو اس نے ان کی وفات پر ابو نواس کے شعر کے ذریعے اظہار افسوس کیا:

زمانہ تم جیسے لوگوں کو نہیں چھوڑتا تھا ہے افسوس ہائے افسوس ان کی شان تو نرالی تھی۔

المعمری الحافظ کی بھی اسی سال وفات ہوئی یہ "عمل الیوم واللیلۃ" کتاب کے مصنف ہیں ان کا نام حسن بن علی بن شبیب ابو علی المعمری الحافظ ہے حصول علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے اور مشائخ سے احادیث کی اور کئی لوگوں سے ملاقات کی انہی میں علی بن المدینی، یحییٰ بن معین ہیں ان سے ابن صاعد، النجاد، الخلدی وغیرہ نے احادیث لی۔

یہ علم کے دریا حدیث کے حافظ صدوق تھے انہوں نے جو حدیثیں بیان کی ہیں ۔ ان سے وہ کتابت سماعت کے عادی ہوتے تھے کیونکہ اس وقت ان کی عمر اسی سال سے متجاوز تھی لوگ ان کی حیثیت بتاتا تھا ابو علی کی ہم نشینی کے لئے ان کے نام پر قاضی مقرر کیا گیا تھا ان کی والدہ ام الحسن بنت ابی سفیان سے مشہور تھیں یہ معمر بن راشد کے شاگرد تھے اسی وجہ سے یہ معمری کے نام سے مشہور تھے انہوں نے دن رات کے عمل کے بیان میں بہت عمدہ کتاب لکھی اسی سال ۲۰ محرم الحرام جمعہ کی شب ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن حسن بن احمد بن ابی شعیب کی وفات بھی اسی سال ہوئی ابی شعیب کا نام عبداللہ بن مسلم ابو شعیب الاموی الحرانی المؤدب المحدث ابن المحدث ہے ۲۰۶ھ میں ان کی پیدائش ہوئی انہوں نے اپنے والد اور عفان بن مسلم وغیرہ سے احادیث کی یہ صدوق ثقہ امین تھے اسی سال ذوالحجہ میں ان کی وفات ہوئی علی بن احمد سمسکی (جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

اسی زمانے میں ابو جعفر الترمذی محمد بن احمد بن نصر ابو جعفر الترمذی الفقیہ الشافعی کی وفات ہوئی یہ عالم و زاہد تھے امام دارقطنی نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے یہ بڑے عابد تھے۔

---

[1] الانساب [illegible] تاریخ بغداد [illegible] طبقات الصوفیہ [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]

[2] ابن خلدون [illegible] شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible] وفیات الاعیان [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]

قاضی احمد بن کامل کا قول ہے کہ عراق میں ابو حنیفہ کے شاگردوں میں ان سے بڑھ کر کوئی ماہر اور متقی نہیں تھا ان کی تحریر بہت کم تھی فقہ و ادب کے ماہر تھے بڑے متقی اور صابر تھے ان کا لباس صرف پیوند دار ہوتا تھا کسی سے سوال نہیں کرتے تھے آخری عمر میں ان پر بڑی تنگدستی طاری ہو گئی تھی اسی سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۲۹۶ھ

اس سال ربیع الاول میں چند فوجی لیڈران سردار قسم کے لوگ مقتدر باللہ کو خلافت سے معزول کر کے ابن المعتز کو اس کی جگہ خلیفہ بنانے پر متفق ہو گئے لیکن پھر خون خرابے کے خوف کی وجہ سے انہوں نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

مقتدر ایک دن سیر و تفریح اور کھیل کود کے لئے باہر گیا ہوا تھا حسن بن حمدان نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا خلیفہ نے چیخ کی شور شرابے کی آواز سنی تو فورا دار الخلافہ میں داخل ہو کر اس کا دروازہ بند کر لیا دوسری جانب امراء قاضیوں اور سرداروں نے مخرمی کے گھر میں جمع ہو کر ابن المعتز کے ہاتھ پر بیعت کر لی انہوں نے خلافت کا خطبہ پڑھا اور اپنا لقب المرتضی باللہ رکھا۔ حضرت صولی کا قول ہے کہ لوگوں نے ان کا لقب المنصف باللہ رکھا اور انہوں نے ابو عبیداللہ محمد بن داؤد کو اپنا وزیر بنا لیا اور مقتدر باللہ کو دار الخلافہ سے ابن طاہر کے گھر منتقل ہو جانے کا حکم دیا چنانچہ مقتدر باللہ نے ان کے حکم کی تعمیل کی اس کے بعد دوسرے دن حسین بن حمدان دار الخلافہ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے نکلا لیکن مقتدر کے حامیوں نے اسے دار الخلافہ میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کا مقابلہ کیا اور اسے شکست دے دی اور وہ بمشکل وہاں سے اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب لے کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا پھر وہ اسی وقت موصل چلا گیا۔

اس کے بعد ابن المعتز کی حکومت کا نظام درہم برہم ہو گیا جس کی وجہ سے ابن المعتز نے سامرا جانے کا ارادہ کیا لیکن اس کے حامیوں نے اسے اس کی اجازت نہیں دی اس کے بعد اس نے ابن الجصاص کے گھر میں داخل ہو کر پناہ طلب کی جبکہ وہ بے چارہ چلا گیا اور شہر میں لوٹ مار اور قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا۔

مقتدر نے ابن المعتز کی جماعت کو ختم کرنے کے لئے کچھ لوگوں کو روانہ کیا چنانچہ انہوں نے کافی لوگوں کو قید کر لیا اور باقی سب کو قتل کر دیا اور ابن الفرات کو دوبارہ وزارت پر بحال کر دیا اور لوگوں نے مقتدر کے ہاتھ پر دوبارہ بیعت کی اور ابن الجصاص کے گھر پر بھی لشکر کو قبضہ کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ انہوں نے ابن الجصاص کے گھر پر قبضہ کر کے ابن المعتز اور ابن الجصاص کو گرفتار کر کے خلیفہ کے سامنے لا کر حاضر کر دیا ابن الجصاص نے تو ایک بھاری رقم دے کر اپنی جان چھڑالی لیکن ابن المعتز گرفتار رہا اور ربیع الثانی کو لوگوں کو اس کی موت کا علم ہوا چنانچہ انہوں نے اس کی لاش نکال کر اس کے اہل و عیال کے حوالے کر دی جنہوں نے اسے دفن کر دیا ابن المعتز کے علاوہ جو لوگ اس کے ساتھ اس فتنے میں شریک تھے مقتدر نے ان سب کو معاف کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ امین اور مقتدر کے سوا کوئی خلیفہ بھی معزول ہونے کے بعد دوبارہ خلیفہ نہیں بنا۔

اسی سال ۲۹ ربیع الثانی بعد نماز عصر بغداد میں زبردست برف باری ہوئی حتیٰ کہ لوگوں کے گھروں کی چھت پر چار انگشت کے برابر برف جم گئی یہ بغداد کی تاریخ میں بہت عجیب واقعہ تھا۔

اس سال بارش بالکل نہیں ہوئی حتیٰ کہ لوگوں نے گھروں سے نکل کر صلوٰۃ استسقاء پڑھی اور دعائیں کیں۔

اسی زمانے میں ماہ شعبان میں خلیفہ نے مونس خادم کو خلعت عطا کر کے رومیوں سے جہاد کرنے کے لئے طرسوس روانہ کیا۔

اسی سال میں مقتدر نے یہود و نصاریٰ کے لئے آرڈر جاری کیا کہ صرف طبیبوں اور صرافوں کی فہرست میں ان کا نام لکھا جائے اور وہ گھروں میں رہیں اور اپنا خصوصی لباس استعمال کریں اور گلے میں زنار لٹکائیں اور معمولی حیثیت کے ساتھ رہیں۔

اسی سال فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا لیکن پانی کی قلت کی وجہ سے بہت سے لوگ راستے ہی سے واپس ہو گئے۔

خواص کی وفات ...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی:

(۱) ...... احمد بن محمد بن زکریا بن ابی عتاب ابو بکر البغدادی الحافظ جو کہ حمون کے نام سے مشہور تھے انہوں نے نصر بن علی الجہضمی وغیرہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے طبرانی وغیرہ نے روایت کی یہ حدیث سنانے سے احتیاط کرتے تھے صرف مذاکرہ کے موقع پر ان سے احادیث سنی جاتی تھیں اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی۔

(۲) ...... ابو بکر الاثرم احمد بن محمد بن ہانی بن طائی الاثرم کی وفات بھی اسی سال ہوئی امام احمد کے شاگرد، عفان ابو الولید قعنبی ابو نعیم اور ایک بہت بڑی جماعت سے انہوں نے احادیث سنی یہ بہترین حافظ صادق تھے ان کی ذکاوت اور تیزی ذہن کی وجہ سے ابن معین کا قول ہے کہ ان کے والدین میں کوئی ایک جن تھا علل حدیث ناسخ منسوخ کے بارے میں ان کی تصنیف کردہ کتابیں موجود ہیں یہ گویا علم کے سمندر تھے۔

(۳) ...... خلف بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

خلف بن عمرو بن عبدالرحمٰن بن عیسیٰ کے حالات ...... یہ ابو محمد العکبری ہیں انہوں نے احادیث کی سماعت کی یہ عجیب عادات کے تھے ان کے پاس ۱۳۰ انگوٹھیاں اور ۳۰ بید تھیں ان میں سے ایک ماہ تک روزانہ ایک استعمال کیا کرتے تھے پھر دوسرے ماہ نئی خریدتے تھے ان کے گھر میں ایک کوزہ لٹکا رہتا تھا ان سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ یہ اہل و عیال کو ڈرانے کے لئے رکھا ہوا ہے۔

(۴) ...... ابن المعتز کی وفات کا سانحہ بھی اسی سال پیش آیا۔

شاعر اور خلیفہ کے لڑکے ابن المعتز کے حالات ...... یہ عبداللہ بن المعتز باللہ محمد بن المتوکل علی اللہ جعفر بن المعتصم باللہ محمد بن الرشید الہاشمی العباسی ہیں۔ ان کی کنیت ابو العباس تھی یہ فصیح و بلیغ ذی رائے فی البدیہہ شاعر تھے لوگوں کو نیکی کی دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے تھے مبرد اور ثعلب سے انہوں نے احادیث سنی ان سے بہت سی مفید اور ادب کی باتیں منقول ہیں ان میں سے مندرجہ ذیل باتیں بھی ہیں۔

> زندہ لوگوں کے سانس گناہوں کے سبب ہیں۔ دنیا والے سواری ہیں ان کی سوتی ہوئے حالت میں ان پر سفر کیا جاتا ہے۔ اکثر نیند بیداری کی جاتی ہے ہوتی نہیں۔ اکثر پانی پینے والوں کو سیرابی سے پہلے اچھو لگ جاتا ہے۔ ضرورت سے زائد خرچ کرنے والے کو مال و دولت کی زیادتی بھی مستغنی کر سکتی ہے۔ مال سے تعلق رکھنے والوں کی جب بھی عزت زیادہ ہوگی تو اس سے بڑی مصیبت ان پر آئے گی۔ جس شخص کو لالچ سفر پر مجبور کر دے تو طلب اس کو بیمار کر دے گی یا طلب اس کو کمزور کر دے گی۔ حرص انسان کے مرتبے کو بڑھانے کے بجائے گھٹاتا ہے۔ بادشاہ کا سب سے بڑا مقرب سب سے بڑا بدبخت ہے جیسا کہ آگ کے سب سے زیادہ قریب چیز جلد جلتی ہے۔ دنیاوی عزت میں بادشاہ کا شریک اخروی ذلت میں بھی اس کے ساتھ شریک ہوگا۔ حاسد کو برا جاننے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ تمہاری خوشی پر اس کو غم ہوگا۔ فرصت جلدی ختم ہونے والی ہے اور دیر سے آنے والی خوشی ہے۔ رازوں کے محافظ زیادہ ہو جائیں تو وہ جلد کھل جاتے ہیں۔ گوشہ نشینی بادشاہ کی ہلاکت سے تمہاری حفاظت کرے گی جزع و فزع صبر سے بڑی تکلیف دہ چیز ہے۔ عفو و درگزر کرنے والے شخص کو مت ڈانٹ۔ میت کا ذکر اس کے لئے عزت اور ورثاء کے لئے ذلت کا سبب ہے۔

ان باتوں کے علاوہ بھی ان سے بہت سی حکیمانہ باتیں منقول ہیں اس موقع کی مناسبت سے مندرجہ ذیل ان کے چند اشعار ہیں۔

> اے انسان مال کو جلدی استعمال کر کے بوسیدہ کر دے اس لئے کہ اس دنیا میں انسان کو ثبات نہیں۔ کتنے ایسے انسان ہیں جو مالوں کو جمع کرنے والے ہیں لیکن پھر انہی مالوں نے ان کا گلا دبا دیا اور پھر وہی ان کے وارث بن گئے۔ اے مالدار زبردست دبدبہ والے اے امر و نہی کے مالک اے بنی آدم کے شیطان اے بری شہرت کے غلام دنیا کو عبرت کی نگاہ سے

دیوانوں کی اس نے سخت مذمت کی ہے اور فخر بھی دور فرشتہ سامنے لے آ سکتی ہے۔ اے نفس موت سے پہلے افسوس کر تو پھر
لے ... سے پہلی لذت ہمارے درمیان جدائی اور پراگندگی ڈال دے گی۔ تمام مخلوق نے میری موت پر رونے کے وقت مجھ
سے ناخوشی سے مت کرنا حقیقت میں موت کے بعد فنا کرنے والا اللہ ہی ذوالجلال ہے۔

صولی کا قول ہے کہ ابن المعتز کے اسدی نامی ... ابن المعتز کی نظر کی لونڈی پر پڑ گئی جس کی وجہ سے وہ اس پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے عشق نے مرض میں مبتلا ہو گیا ایک روز ابن المعتز اس کی عیادت کے لیے آئے اور اس سے اس کے حال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے جواب میں یہ شعر پڑھے:

اے لوگو مجھے ملامت کرو اور اس کے حسین اجلے چہرہ کو دیکھ کر مجھے معذور سمجھو۔ اگر تمہیں اس سے زیادہ یا اس کی مثل کوئی حسین
مل جائے تو پھر مجھے ملامت کرو۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے والد نے اصل حقیقت کے بارے میں معلومات حاصل کیں تو اسے بتایا گیا کہ ایک باندی پر عاشق ہو گیا ہے تو اس کے والد نے اس کے آقا سے سات ہزار درہم میں باندی خرید کر اس کے حوالے کر دی۔

اس بات کا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ امسال ربیع الاول میں امراء و قضاۃ نے خلیفہ مقتدر باللہ کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ ابن المعتز کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کر لیا تھا اور مرتضی اور منتصف باللہ اس کا لقب رکھ دیا گیا تھا لیکن اس کی خلافت ایک دن یا اس سے بھی کم قائم رہی پھر دوبارہ مقتدر غالب آ گیا اور اس نے ابن المعتز کو قابو کر کے ابن المعتز کو گھر میں نظر بند کر دیا تھا اور مونس بن الخادم کو اس پر محافظ مقرر کر دیا پھر اسی سال ربیع الاول کو اسے قتل کر دیا گیا اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس نے وفات کے وقت مندرجہ ذیل اشعار کہے:

اے نفس صبر سے کام لے ہو سکتا ہے کہ تیرا انجام اچھا ہو تیری دنیا نے بہت دن تیرا ساتھ دیا ہے اگر تجھے یہ سختیاں کرنی ہیں ایک
روز صبح کے وقت میرے پاس سے ایک پرندہ گزرا میں نے اس سے کہا کہ اس کو بھی آزادی میسر ہوئی ہے یہ طویلی تجھے بھی
مبارک ہو اگر تیرا ارادہ مشرق کی جانب جانے کا ہے جو مرو کے کنارے ہے تو میرا سلام کہہ دینا اگر تیری آخری
منزل بعد موت پر اعتماد کرنے والے کو فنا کرے گا اس سے چھٹکارا ہوتے ہی اس سے محبت کرنے والا طویل ... نصیب ہو گا۔
بہت سے صبح و شام لوگوں کی موت آ گئی اور بہت سے جال میں پھنستے ہوئے رہا ہو گئے۔ میری زندگی کا آخری دن ہے شاید
کہ مجھ پر کوئی رونے والا ہو۔

جب اسے قتل کرنے کے لیے لایا گیا تو اس نے یہ اشعار کہے:

میری موت پر خوش ہونے والے دشمن کو کہہ دو کہ تھوڑا انتظار کر تمہارے سامنے بھی مصائب و آفات ہیں۔ کبھی زمانہ ہو
ملا ہے کہ جس کی طرف سے تم پر مصائب آ گئے۔

پھر ربیع الاول کو اسے قتل کر دیا گیا۔ ابن خلکان نے اس کی بہت سی تصنیفات کا ذکر کیا ہے جن میں سے طبقات الشعراء، کتاب اشعار الملوک، کتاب الادب، کتاب البدیع، کتاب ... الجوارح والصید ہیں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امراء کی ایک جماعت نے مقتدر کو خلافت سے معزول کر کے ابن المعتز کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی تھی جو صرف ایک دن باقی رہی اور اس سے بیعت توڑ دی اور ابن المعتز نے ابن الجصاص جوہری کے گھر میں پناہ لی لیکن پھر اسے گرفتار کر کے معزول کر دیا گیا اور ابن الجصاص نے وہ تمام نقدی اور جو خزانہ ادا کر کے جان چھڑا لی ابن المعتز گندمی رنگ کے چہرے والے تھے سیاہ خضاب استعمال کرتے تھے۔ ۵۰ سال زندہ رہے اس کی بہت سی مفید باتیں اور اشعار نقل کیے گئے ہیں۔ محمد بن الحسین بن حبیب کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

محمد بن حسین بن حبیب کی وفات[1]: یہ محمد بن حسین بن حبیب ابو حصین الوادعی قاضی صاحب المسند ہیں کوفہ کے باشندے

---

[1] تاریخ بغداد ۲: ۲۲۹، شذرات الذہب ۲: ۲۲۴، عقد طبقات ۲: ۲۰۴

میں سے ہیں بعد میں بغداد آ گئے احمد بن یونس الیربوعی، یحییٰ بن عبدالحمید، جندل بن والق سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں ان سے ابن صاعد، ابن محاملی وغیرہ نے روایت کی ہے۔

امام دارقطنی کا ان کے بارے میں قول ہے کہ یہ ثقہ تھے کوفہ میں ان کی وفات ہوئی۔

وزیر علی بن عیسیٰ کے چچا محمد بن داؤد بن جراح ابو عبداللہ الکاتب کا بھی اسی سال انتقال ہوا یہ اخبار اور ایام الخلفاء کے عالم تھے ان کی بہت سی تصنیفات ہیں عمر بن شبہ وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی اسی سال ربیع الاول میں ۵۳ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۲۹۷ھ

اسی سال قاسم بن سیما نے صائفہ سے جہاد کیا۔ اسی زمانہ میں یونس الخادم نے رومیوں کے قبضہ سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کروایا۔

ابن الجوزی نے ثابت بن سنان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مقتدر کے دور حکومت میں ہتھیلیوں اور بازوؤں کے بغیر ایک عورت کو دیکھا اس کی دونوں ہتھیلیاں اس کے کندھوں سے لگی ہوئی تھیں اور وہ ان سے کوئی کام نہیں کر سکتی تھی گھریلو کام کاج (سوت کاتنا، دھاگہ بنانا، سر میں کنگھی کرنا) جو عورتیں ہاتھوں سے کرتی ہیں وہ اپنے پاؤں سے کرتی تھی۔

اس سال ہی میں بغداد میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے بہت مہنگائی ہوگئی روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ مکہ میں اتنا زبردست سیلاب آیا کہ خانہ کعبہ کے ستون بھی ڈوب گئے اور چاہ زمزم بہہ کر ابل پڑا ایسا منظر اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا گیا۔

اسی سال فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا۔

محمد بن داؤد بن علی کی اسی سال وفات ہوئی۔

محمد بن داؤد بن علی کے حالات ---- یہ محمد بن داؤد بن علی ابوبکر الفقیہ ظاہری کے لڑکے ہیں یہ مشہور عالم ادیب، شاعر فقیہ، ماہر تھے انہوں نے کتاب الزاہرۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی اپنے والد کا پیشہ اختیار کیا انہی کے مذہب و مسلک پر چلنے والے تھے انہی پر چل کر انہوں نے اپنے والد کی رضامندی حاصل کر لی تھی ان کے والد ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور ان کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔

رویم بن محمد کا قول ہے کہ ہم ایک روز ان کے والد داؤد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محمد بن داؤد ان کے پاس روتے ہوئے آئے والد نے وجہ پوچھی لڑکے نے بتایا کہ بچوں نے مجھے (شوک العصفور) کانٹوں کی چڑیا کہا ہے ان کی یہ بات سن کر ان کے والد مسکرائے والد کی مسکراہٹ دیکھ کر یہ بہت غصہ ہوئے اور والد سے کہا کہ تم نے مجھے ان سے بھی زیادہ تکلیف پہنچائی ہے اس کے بعد ان کے والد نے انہیں گلے لگا کر فرمایا کہ اے میرے لخت جگر اس قسم کے القاب منزل من السماء اللہ کی جانب سے عطا کئے جاتے ہیں اور تم واقع میں کانٹوں کی چڑیا تو ہو ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں ان کی مسند پر بٹھایا گیا تو لوگوں نے انہیں حقارت کی نظر سے دیکھا ایک روز کسی نے ان سے نشہ کی حد کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ جب انسان میں فہم کی صلاحیت ختم ہو جائے اور راز ظاہر ہونے لگیں ان کے اس جواب سے لوگوں کے دلوں میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

ابن الجوزی نے منتظم میں نقل کیا ہے کہ یہ ایک لڑکے محمد بن جامع و محمد بن زخرف کی محبت میں گرفتار ہو گئے تھے لیکن اپنی پاک دامنی اور دین پر قائم رہے اور وفات تک ان کی یہی حالت رہی تھی کہ اسی محبت میں ان کی وفات ہوئی۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ میرے نزدیک یہ حدیث کی فضیلت حاصل کرنے والے ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مرفوعاً بھی مروی ہے کہ جس شخص نے عشق کو چھپایا اور اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی تو وہ شہید ہو گا ان کے بارے میں منقول ہے کہ یہ پاک دامنی کے ساتھ عشق کو جائز کہتے تھے ان کے بارے میں منقول ہے کہ بچپن ہی میں ان میں عشق کی علامات تھیں اور ان کے بارے میں انہوں نے

کتاب الزہرۃ کے نام سے ایک کتاب لکھی اور ان کے والد نے اس میں جن مقامات پر نشان لگائے تھے ان سب کو انہوں نے ختم کر دیا۔

یہ قاضی ابی عمر محمد بن یوسف کی موجودگی میں ابو العباس بن شریح سے بہت مناظرہ کرتے تھے اور لوگ اس سے بڑے خوش ہوتے تھے ایک روز ابن شریح نے ان سے کہا کہ کتاب الزہرۃ کی وجہ سے تمہاری شہرت بہت ہوئی ہے انہوں نے جواب میں کہا کہ تم مجھے اس کتاب کی وجہ سے عار دلاتے ہو تم تو اس کے پڑھنے کی خرابیوں کی بھی اصلاح نہیں کر سکتے ہم نے بچپن میں مذاق میں یہ کتاب لکھ دی اب تم اس سے اچھی کتاب لکھ کر دکھاؤ۔

قاضی ابو عمر کا قول ہے کہ ایک روز میں اور ابو بکر بن داؤد اکٹھے سوار ہو کر جا رہے تھے تو ایک باندی اچانک ان کے سامنے آ کر یہ اشعار پڑھنے لگی

> میں تمہارے سامنے اس دل کی شکایت لے کر حاضر ہوا ہوں جسے تم نے ضائع کر دیا ما سوا اس بیماری کی شکایت کے جو اس محبوب سے شکایت کرتا ہے جس نے اسے بیمار کر دیا۔ میری بیماری میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ اور جس بڑی مشقت کو میں جھیل رہا ہوں تم اسے معمولی سمجھتے ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تو عشق کے غم میں میرے قتل کو حرام کیا ہے اے مجھے ظلماً قتل کرنے والے تم اسے حلال سمجھتے ہو۔

وفات ...... محمد بن داؤد کی وفات اسی سال رمضان المبارک میں ہوئی ابن شریح نے ان کی تعزیت میں صرف ایک جملہ استعمال فرمایا میں محمد بن داؤد کی زبان کو کھانے والی مٹی کی تعریف کرتا ہوں۔

محمد بن عثمان بن ابی شریح کے حالات[1] ...... یہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ ابو جعفر ہیں یحییٰ بن معین علی بن المدینی اور ان کے علاوہ بہت سے لوگوں سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں پھر ان سے ابن صاعد بغوی، باغندی وغیرہ نے روایتیں لی ہیں تاریخ اور اس کے علاوہ دوسرے موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں صالح بن محمد جزرہ وغیرہ نے ان کی توثیق کی ہے لیکن عبداللہ بن احمد کا قول ہے کہ یہ صاف صاف جھوٹ بولتے تھے۔ ان سے روایت کرنے والے لوگوں پر انہوں نے تعجب کیا ہے اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن طاہر بن عبداللہ بن حسن بن مصعب کی وفات بھی اسی سال ہوئی بیت الامارۃ اور حشم سے ان کا تعلق تھا ایک مدت تک عراق پر پھر خراسان پر نائب حاکم رہے پھر سن ۲۶۰ میں یعقوب بن لیث نے ان پر غلبہ پا کر انہیں گرفتار کر لیا اس کے بعد یہ چار سال تک ان کے ساتھ رہے اور خلف کے اطراف میں گھومتے رہے پھر کسی موقع پر ان سے چھٹکارا پا کر اپنے نفس کو بچانے میں کامیاب ہو گئے اس کے بعد وفات تک بغداد میں رہے۔ موسیٰ بن اسحاق کی بھی اسی سال وفات ہوئی۔

موسیٰ بن اسحاق کے حالات[2] ...... یہ موسیٰ بن اسحاق بن موسیٰ بن عبداللہ ابو بکر الانصاری الخطمی ہیں ان کا سن پیدائش ۲۱۰ھ ہے انہوں نے اپنے والد امام احمد بن حنبل علی بن الجعد وغیرہ سے احادیث سنی پھر ان سے ان کی جوانی ہی میں بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی اور بہت سوں نے قرآن پاک پڑھا یہ شافعی المسلک تھے اور اہواز کے قاضی رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ یہ ثقہ فاضل پاکدامن فصیح کثرت سے احادیث بیان کرنے والے تھے اسی سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

اسی سال یوسف بن یعقوب کی وفات ہوئی۔

یوسف بن یعقوب کے حالات ...... یہ یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید قاضی ابو عمر کے والد ہیں انہوں نے ہی حلاج کو قتل کیا تھا یہ اکابر علماء اور مشہور شخصیات میں سے تھے ان کا سن پیدائش ۲۰۸ھ ہے سلیمان بن حرب، عمرو بن مرزوق، مسدد وغیرہ سے انہوں نے احادیث کی سماعت کی ہے یہ ثقہ تھے بصرہ، واسط اور شرقی بغداد کا انہیں قاضی بنایا گیا تھا یہ پاکدامن اور گناہوں سے بہت زیادہ بچنے والے تھے۔

ایک روز ان کے پاس خلیفہ معتضد کا خادم آیا اور وہ عدالت میں اپنے مد مقابل سے برتر ہو کر بیٹھنے لگا تو قاضی کے دربان نے اسے گھسیٹ کر برابر

---

[1] تاریخ بغداد ۳/۴۲ شذرات الذہب ۲/۲۲۶ لسان المیزان ۵/۲۸۰، ۲۸۱ میزان الاعتدال ۳/۶۴۲، ۶۴۳

[2] تاریخ بغداد ۱۳/۵۲، ۵۳ تذکرۃ الحفاظ ۲/۲۶۸، ۲۶۹ الجرح والتعدیل ۸/۱۳۵ شذرات الذہب ۲/۲۲۶، ۲۲۵

بیٹھنے کے لئے کہا لیکن اس نے تکبر کی وجہ سے اس کی یہ بات نہیں مانی یہ دیکھ کر قاضی یوسف نے اس کو ڈانٹا اور کہا کہ کسی غلاموں کے کاروبار کرنے والے شخص کو لاؤ تا کہ اس کے ذریعے میں اسے فروخت کر کے اس کی قیمت خلیفہ کے پاس بھیج دوں لیکن اتنے میں وہ ہاں آ گیا اور اس نے اس کا ہاتھ پکڑ کر خصم کے برابر بٹھا دیا۔

فیصلہ ہو جانے کے بعد خادم خلیفہ کے پاس آ کر رونے لگا اس نے وجہ پوچھی تو اس نے ساری سرگزشت اس کے سامنے بیان کر دی اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ قسم بخدا اگر قاضی ابو یوسف تجھے فروخت کر دیتا تو میں تجھے کبھی نہ خریدتا اس لئے کہ شریعت کے مقابلے میں ہمارے نزدیک تمہاری حیثیت نہیں اور یہ قاضی حضرات حکومت کے ستون اور ادیان کے محافظ ہیں اسی سال ماہ رمضان میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۲۹۸ھ

اسی سال قاسم بن سیما روم کے شہروں سے واپس لوٹا اور بغداد میں داخل ہوا اس وقت اس کے ساتھ قیدی اور کفار تھے جن کے ہاتھوں میں جھنڈے تھے جن پر سونے کے صلیب بنے ہوئے تھے اور اس کے علاوہ قیدیوں کی مخلوق تھی۔

اسی سال خراسان کے نائب حاکم احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے ہدایا بھیجے جن میں ۱۲۰ غلام جنگ کے خاص اسلحہ کے علاوہ اپنے ضروری سامان کے ساتھ تھے اور ۵۰ باز تھے اور کپڑوں کے تھان اور مشک کے رطل سے لدے ہوئے ۵۰ اونٹ تھے۔

اسی زمانہ میں قاضی عبداللہ بن علی بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب پر فالج کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے ان کی جگہ مشرقی بغداد اور شیخ پر ان کے صاحبزادے محمد کو مقرر کیا گیا۔

رواں سال ہی میں دو شخصوں کو گرفتار کیا گیا جن میں سے ایک کا نام ابو کبیرہ اور دوسرا سمری سے مشہور تھا ان کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ ایسے شخص کے متبع ہیں جس کا نام محمد بن بشر ہے اور وہ خدائی کا دعویٰ کرنے والا ہے۔

اسی سال رومیوں کے لاذقیہ کی طرف رخ کرنے کی خبر مشہور ہوئی، نیز یہ معلوم ہوا کہ اسی زمانہ میں موصل شہر کی طرف سے ایک زبردست گرم ہوا چلی جس کی وجہ بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا۔

خاص خاص افراد کی وفات ...... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

ابن الراوندی، اس کی وفات اسی سال ہوئی۔

ابن الراوندی کے حالات(۱) ...... یہ مشہور بددینوں میں سے ایک ہے اس کا والد بظاہر مسلمان لیکن حقیقت میں یہودی تھا اور اس نے توراۃ میں تحریف کی تھی جیسا کہ اس کے لڑکے نے قرآن کو قرآن سے الگ کر کے اس میں تحریف کی تھی اس نے ایک کتاب قرآن کے رد میں لکھی جس کا نام الدامغ اور ایک کتاب شریعت کے رد میں لکھی جس کا نام الزمردہ رکھا تھا اور اسی موضوع پر ایک کتاب التاج کے نام سے لکھی اسی طرح کتاب الفرید، کتاب امامۃ المفضول الفاضل لکھی۔

ایک جماعت نے اس کی ان کتابوں کو رد کیا ان ہی میں سے معتزلہ کے شیخ ابو علی محمد بن عبدالوہاب الجبائی بھی ہیں اور انہوں نے بڑے احسن طریقے سے رد کیا ہے اور اسی طرح ان کے لڑکے ابو ہاشم عبدالسلام بن ابی علی بھی اسی جماعت سے ہیں۔

شیخ ابو علی کا قول ہے کہ میں نے اس جاہل کی کتاب کو مکمل طور پر پڑھا ہے بے وقوفی جھوٹ اور افتراء کے علاوہ کوئی مفید بات مجھے اس کتاب میں نہیں ملی اسی طرح ایک کتاب قدم عالم اور صانع کی نفی اور اپنے مذہب کی صحت اور ابطال توحید کے رد میں لکھی، ایک اور کتاب لکھی جس میں سترہ جگہ

---

(۱) شذرات الذهب ۲/۲۳۵، ۲۳۶، العبر ۲/۱۰۲، لسان المیزان ۱/۳۲۳، ۳۲۴، الوافی بالوفیات ۸/۲۳۲، ۲۳۳

آپ علیہ السلام کی نبوت کا انکار اور آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت اور کلام اللہ شریف پر اعتراض کیا ہے اور کتاب لکھی جس میں یہود و نصاریٰ کے ادیان کو اسلام کے مذہب اسلام پر ترجیح دی اور نبوت کا انکار کیا۔ اس کے علاوہ اور بہت سی باتیں لکھیں جن کی وجہ سے اس کا کفر واضح ہو گیا۔ ان سب باتوں کو ابن الجوزی نے نقل کیا ہے۔

ابن الجوزی نے منتظم میں اس کی بے ہودہ باتوں اور قرآن شریف پر اس کے اعتراضات کا بڑا حصہ نقل کر کے اس کا رد کیا ہے اور ابن الجوزی نے اس کی تردید کرتے ہوئے اس کی جہالت ثابت کی اور اس کی طرف سے قرآن پاک کی عزت کم کرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

اس شخص کی طرف کفر و الحاد اور کبیرہ گناہوں کے بہت سے واقعات بھی منسوب ہیں۔ بعض ان میں سے سچے ہیں اور بعض کی تردید کرتے ہیں۔ بظاہر یہ تم سے ہم مسلک اور ہم مذہب لوگوں کے مطابق ہیں جو تم پر مذاق کرنے والے لیکن در حقیقت یہ کافر زندیق ہیں۔ عقل کی کثرت سے اس شخص میں موجود تھیں جو بظاہر مسلمان لیکن حقیقت میں منافق تھا۔ در حقیقت یہ لوگ اللہ اور اس کی کتاب اور اس کے دین کا مذاق اڑانے والے ہیں ایسے ہی لوگوں کے بارے میں ارشاد باری ہے "آپ ان سے سوال کریں تو وہ کہیں گے کہ ہم تو آپس میں دل لگی سے باتیں کرتے تھے۔ آپ کہہ دیجئے کہ تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہی تم مذاق کرتے ہو۔ تم عذر پیش نہ کرو تم نے تو ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا ہے" (سورۃ التوبہ آیات ۶۵، ۶۶)۔

ابو عیسیٰ الوراق ابن الراوندی کے ساتھ رہتے تھے ان دونوں کو پکڑ لیا گیا جب لوگوں کو ان کے معاملہ کا علم ہوا تو انہوں نے بادشاہ کو خبر کر دی۔ اس نے ابو عیسیٰ کو تو جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ وہیں اس کی وفات ہو گئی۔ ابن الراوندی نے بھاگ کر ابن لاوی یہودی کے گھر میں پناہ لی اور اس نے ایک کتاب دامغ القرآن (قرآن کو کچل دینے والی کتاب) کے نام سے لکھی۔ اس کے بعد وہ تھوڑے ہی ایام زندہ رہا۔ یہ بھی کہا گیا کہ اسے پکڑ کر سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ابو الوفاء بن عقیل کا قول ہے کہ میں نے ایک صحیح کتاب میں پڑھا ہے کہ اتنی مختصر زندگی میں اتنی بیہودہ باتیں کرنے کے باوجود بھی ۳۶ سال زندہ رہا حتیٰ کہ اس پر لعنت کرتے رہے اور اس کو برا کہتے رہے اور اس پر ہم نے۔ ابن خلکان نے بھی اپنی کتاب وفیات میں مختصر انداز میں ذکر کیا ہے اور اس کی تکذیب کیے بغیر چھوڑ دیا ہے جیسا کہ علماء اور شعراء کے ذکر میں ان کی عادت ہے کہ شعراء کے حالات کو طویل کرتے ہیں اور علماء کے حالات مختصر انداز میں بیان کرتے ہیں اور زنادقہ کا تذکرہ بالکل نہیں کرتے۔

ابن خلکان نے اس کی تاریخ وفات ۲۴۵ھ لکھی ہے لیکن ان کو اس بارے میں وہم ہو گیا ہے صحیح قول یہ ہے کہ اس کی وفات اسی سال ہوئی جیسا کہ ابن الجوزی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

جنید بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

جنید بن محمد کے حالات ...جنید بن محمد بن جنید ابو القاسم خزاز، قواریری ہیں ان کا اصل تعلق نہاوند سے ہے بغداد میں پیدا ہوئے اور وہیں نشوونما پائی۔ حسن بن عرفہ سے انہوں نے احادیث کی سماعت کی اور ابراہیم بن خالد کلبی سے فتوی دینا شروع کیا ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کا بیان کیا ہے۔ حارث محاسبی اور اپنے ماموں سری سقطی کی صحبت کی وجہ سے یہ مشہور ہوئے بہت بڑے عابد تھے کپڑوں کی تجارت کرتے تھے جب اللہ نے ان پر علم و عبادت کے دروازے کھول دیئے روزانہ دکان پر جا کر پردہ لٹکا دیتے اور روزانہ ۳۰۰ نوافل پڑھتے اور تسبیحات ان کا معمول تھا چالیس برس تک بستر پر نہیں لیٹے اللہ تعالیٰ نے علم نافع اور نیک اعمال کی برکت سے ان پر ایسے امور کھولے جو اب تک کسی پر نہیں کھلے تھے اور جب کوئی کسی فن میں کلام کرتا تو اس فن کے بارے میں معلومات فراہم کر دیتے تھے حتیٰ کہ ایک مسئلہ کی اتنی وجوہ بیان کرتے جو علماء کی سوچ سے بھی بالاتر ہوتی اور اسی طرح تصوف وغیرہ میں بھی کلام کرتے۔

وقت وفات پر قرآن کا ختم کیا اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہو گئے کسی نے ان سے کہا کہ اس وقت آپ قرآن پڑھ رہے ہیں، فرمایا مجھ سے زیادہ اس کا مستحق کون ہے اس وقت مجھ سے زیادہ حاجت مند کون ہو گا کیونکہ میرے اعمال بند ہونے کا وقت ہے۔ ابن خلکان نے ان کے متعلق ذکر کیا ہے کہ فقہ میں ان کے ساتھی ابو ثور تھے اور انہوں نے سفیان ثوری کا مذہب اختیار کیا تھا۔ شبلی نے ان کی صحبت و خدمت میں رہ کر بے مثال ترقی حاصل کی۔

کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اس کے بہت سے جوابات دیئے سائل نے کہا میں ان میں سے کسی جواب کے متعلق کچھ نہیں جانتا اس لئے دوبارہ بیان کر دیجئے انہوں نے دوبارہ پہلے جوابوں کے علاوہ بہت سے جوابات دیئے جن کو سن کر سائل نے کہا کہ حضرت ان سے پہلے میں نے یہ جوابات نہیں سنے تھے لہذا دوبارہ بیان کر دیجئے انہوں نے ان کے علاوہ بہت سے جوابات دیئے جنہیں سن کر سائل نے کہا کہ میں نے یہ باتیں تو پہلی مرتبہ سنی ہیں لہذا آپ مجھے یہ جوابات لکھوا دیجئے جنید نے کہا کہ اگر میں اپنی طرف سے یہ جوابات دیتا تو لکھوا دیتا مطلب یہ تھا کہ یہ جوابات اللہ تعالیٰ نے میرے قلب پر القاء اور میری زبان پر جاری کئے ہیں میں نے کسی کتاب میں دیکھ کر یا کسی استاد سے پڑھ کر نہیں دیئے بلکہ اللہ رب العزت نے اپنے فضل سے میری زبان پر جاری فرما دیئے پھر سائل نے ان سے پوچھا کہ آخر یہ سب علم آپ کیسے ہو گئے جواب دیا کہ چالیس سال تک اللہ تعالیٰ کے سامنے بیٹھ کر میں نے یہ مقام حاصل کیا ہے اور سچی بات یہ ہے کہ حضرت سفیان ثوری کے مذہب اور طریقہ پر کاربند تھے واللہ اعلم۔

حضرت جنید سے عارف کی شناخت کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ جو شخص تمہارے بتائے بغیر تمہارے دل کا حال ظاہر کر دے۔ اور فرمانے لگے کہ ہمارا مذہب قرآن و سنت کے ساتھ مقید ہے جو شخص قرآن پڑھے علم حدیث پر عمل کرتا رہے ہمارے مذہب کے مطابق اس کی اقتداء کیا جاتا ہے۔

کسی نے ان کے پاس تسبیح دیکھ کر ان سے پوچھا کہ آپ اتنے بڑے بزرگ ہو کر بھی تسبیح رکھتے ہیں جواب میں فرمایا کہ اسی کے ذریعے تو میں نے اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کی ہے بھلا اسے کیسے چھوڑ دوں ایک مرتبہ ان کے ماموں حضرت سری سقطی نے فرمایا کہ لوگوں سے گفتگو کیا کرو لیکن انہوں نے اپنے آپ کو اس کا اہل نہیں سمجھا۔

رات کو خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی آپ علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ لوگوں سے گفتگو کیا کرو صبح کو ماموں کے سامنے خواب بیان کیا تو انہوں نے فرمایا کہ آپ نے میری بات پر عمل نہیں کیا حتیٰ کہ آپ علیہ السلام نے بھی وہی بات فرمائی تب جا کر انہوں نے لوگوں سے گفتگو شروع کی۔

ایک روز ان کے پاس ایک نصرانی مسلمان کی شکل میں آیا اور ان سے سوال کیا کہ آپ علیہ السلام کے اس قول (مومن کی فراست سے ڈرو اس لئے کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے) کا کیا مطلب ہے انہوں نے تھوڑی دیر سوچ کر فرمایا کہ تمہارے مسلمان ہونے کا وقت قریب ہے لہذا تم مسلمان ہو جاؤ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔

انہی کا قول ہے کہ سب سے زیادہ فائدہ مجھے ایک لونڈی کے منہ سے یہ اشعار سن کر ہوا:

> جب میں کہتا ہوں کہ فراق نے مجھے مصائب کی مجلس میں بٹھا دیا تو تم کہتی ہو کہ فراق نے ہماری محبت کو بڑھا دیا ہے اگر میں سوال کرتا ہوں کہ عشق نے مجھے [illegible] کر دیا تو تم جواب دیتی ہو کہ جو شخص عاشق ہو تو عشق کی شرافت ہے۔ اگر میں اپنا قصور پوچھتا ہوں تو تم کہتی ہو کہ تمہاری زندگی ہی ایک مسئلہ گناہ ہے [illegible] کیا جا سکتا ہے [illegible] پوچھا کہ کیا ہوا [illegible] ہوا تھا [illegible] میں نے کہا کہ مجھے قبول ہے [illegible] کے ساتھ [illegible] گئے۔

سعید بن اسماعیل بن سعید بن منصور ابو عثمان الواعظ [illegible] کی ولادت رے میں ہوئی [illegible] پھر نیشاپور چلے گئے اور وہیں وفات پائی [illegible] مستجاب الدعوات ہونے کا قول ہے۔

خطیب کا قول ہے کہ [illegible] سے [illegible] بیان کیا ہے کہ چالیس سال سے اللہ تعالیٰ نے مجھے جس حال میں رکھا میں نے [illegible] ناپسند نہیں کیا [illegible] تھے۔

میں نے کوئی [illegible]

آپ کی طرف سے مغفرت کی امید ہے اگر میں اپنا عفو نکل آیا تو دوسرے زمین پر اس سے بڑھ کر کوئی محروم نہیں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے ان سے سوال کیا کہ آپ کا کون سا عمل سب سے زیادہ قابل قبول ہے؟ جواب میں فرمایا کہ میرے جوان ہونے کے بعد میرے گھر والوں نے میری شادی کا ارادہ کیا لیکن میں شادی کرنے پر تیار نہیں ہوا اس کے بعد ایک عورت میرے پاس آ کر کہنے لگی کہ مجھے آپ سے اس قدر محبت ہو گئی ہے کہ میرا سکون میری نیند ختم ہو گئی ہے اور میں رب العالمین سے دعا کرتی ہوں کہ وہ تم میں ہماری شادی کرادے۔

ابو عثمان فرماتے ہیں کہ اس کی باتیں سن کر میں نے اس سے سوال کیا کہ کیا تمہارے والد زندہ ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ ہاں زندہ ہیں میں نے اس کے والد اور گواہوں کو بلا کر اس سے نکاح کر لیا جب میں نے اس سے قربت کی تو معلوم ہوا کہ وہ کانی لنگڑی اور بدصورت ہے میں نے کہا کہ اے اللہ جو آپ نے میرے مقدر میں لکھا ہے اس پر میں آپ کی حمد کرتا ہوں اب میرے گھر والے مجھ کو ملامت کرنے لگے لیکن میں کبھی اس سے بداخلاقی سے پیش نہیں آیا حالانکہ بعض مرتبہ وہ مجھے باہر جانے سے بھی منع کر دیتی تھی اور میں اس وقت اپنے آپ کو گویا انگاروں پر بیٹھا محسوس کرتا تھا لیکن اس کی محبت کی وجہ سے میں نے اس کے عیب کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور میں نے پندرہ سال مسلسل ان حالات میں گزارے تو مجھے خود اس عمل کی وجہ سے سب سے زیادہ مقبول ہونے کی امید ہے۔

اسی سال سمنون بن حمزہ کا انتقال ہوا ان کو ابن عبداللہ بھی کہا جاتا ہے ان کا تعلق مشائخ صوفیہ سے ہے یہ بڑی فضیلت رکھتے تھے ان کا معمول تھا انھوں نے اپنا نام سمنون الکذاب رکھا ہوا تھا کیونکہ یہ ایک شعر پڑھا کرتے تھے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ مجھے تیرے علاوہ کسی چیز میں مزہ نہیں آتا اب جیسے تو چاہے میرا امتحان لے۔

اتفاق سے ان کا پیشاب بند ہو گیا تو یہ مدارس میں جا کر بچوں سے کہتے تھے کہ تم اپنے چچا کذاب کے لیے دعا کرو محبت کے بارے میں ان کا بڑا عظیم کلام ہے تو حرص ان کو دوسرا کوئی مرض لگ گیا تھا اور محبت کے بارے میں انھوں نے بڑا عمدہ کلام کیا ہے۔

صافی الحرمی: ...... ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا یہ دولت عباسیہ کے اکابر امراء میں سے تھے انھوں نے مرض الوفات میں وصیت کی تھی کہ میرے غلام تم پر میرا کوئی حق نہیں لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کے غلام نے دس ہزار دینار اور سونے کا ایک برتن لا کر رکھ دیا تو وزیروں نے اس میں سے کچھ نہیں لیا بلکہ سارا اسی کے پاس چھوڑ دیا۔

اسحاق بن حنین بن اسحاق: ...... ان کی وفات اسی زمانے میں ہوئی۔ اسحاق بن حنین بن اسحاق ابو یعقوب العبادی ہیں قبائل حیرہ کی طرف منسوب ہیں اور طبیب بن طبیب ہیں علم طب میں ان کی اور ان کے والد کی بڑی عمدہ کتابیں ہیں ان کے والد نے یونان سے ارسطاطالیس کے کلام کو یونانی زبان سے عربی زبان میں منتقل کیا ہے۔ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

حسین بن احمد بن محمد بن زکریا کے حالات زندگی (۱) ...... یہ حسین بن احمد بن محمد بن زکریا ابو عبداللہ الشیعی ہیں یہ وہی شخص ہے جس نے مہدی کی دعوت کا کام اپنے ذمہ لیا تھا اور اس مہدی کا نام عبیداللہ بن میمون تھا جو فاطمی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا حالانکہ اس کے متعلق مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہ سلمیہ کا ایک یہودی تھا اور اس کا پیشہ رنگریزی تھا۔

قبل ازیں یہ بیان گزر چکا ہے کہ یہ ابو عبداللہ الشیعی بذات خود افریقہ کے شہروں میں چلا گیا اور وہاں افریقہ پر بنی اغلب کے آخری بادشاہ زیادۃ اللہ کی حکومت کے خاتمے کی کوشش میں لگا رہا بالآخر اپنی کوشش میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس نے مہدی کو بلایا مہدی وہاں مشرق سے پہنچا اس نے اس کی دعوت دی جس کے نتیجے میں وہ حکومت قائم ہوئی لیکن پھر مہدی نے اس کو قتل کر دیا۔

---

(۱) المنتظم [illegible] العبر [illegible] وفیات الاعیان [illegible]

اور ابو عبداللہ الشیعی کے بھائی نے اس کی روایت کر کے کہا تم اپنی فکر کیوں نہیں کرتے تو مہدی اس کی فکر میں لگا ہوا ہے اس پر یہ شرمسار ہوا اور اس نے مہدی کو ختم کرنے کی کوشش کی لیکن مہدی کو ان کی سازش کا علم ہو گیا اور وہ ان سے بچ کر ان کے شہروں میں سے رقادہ شہر میں چلا گیا یہاں ان خلفاء کے ذکر کرنے کا موقعہ تھا مناسب ہے۔

واقعات ۲۹۹ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال تین دمدار ستارے ایک رمضان میں ظاہر ہوئے جو چند دن تک چمکتے رہے۔

سال رواں میں زمین فارس میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں سات ہزار افراد ہلاک ہو گئے۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے وزیر علی بن محمد بن فرات سے ناراض ہو کر اسے معزول کر دیا اور اس کے گھر لوٹنے کا حکم دیا چنانچہ بری طرح اس کا گھر لوٹا گیا اور اس کی جگہ علی بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو مقرر کر دیا اور اس کے لئے مقتدر کی والدہ نے کوشش کی تھی کیونکہ ابن کامل محمد بن عبداللہ نے ایک لاکھ دینار رشوت کی ادائیگی کی۔

اسی زمانے میں برقہ مصر اور خراسان وغیرہ کی حکومتوں کی طرف سے کافی تعداد میں ہدایا موصول ہوئے جن میں بلا جوڑ کے معدن میں ایک خزانے سے ملے ہوئے پانچ لاکھ دینار بھی تھے جن کے بارے میں بتایا گیا کہ بہت سے جاہل اور گمراہ عجب کے افراد نے زمین اور پہاڑوں اور گڑھوں سے بلا محنت جدوجہد کے فریب سے حاصل کر کے لائے گئے ہیں اور اس خزانے سے چار انگل لمبی اور ایک انگل چوڑی انسان کی پسلی بھی ملی تھی جس کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ یہ قوم عاد کے کسی انسان کی ہے اسی طرح ان ہدایا میں ایک بکری بھی تھی جس سے دودھ بھی نکالا جاتا تھا۔

ابن ابی الساج نے ان ہدایا میں سترہ گز لمبا اور سات گز چوڑا ایک قالین بھی بھیجا تھا اس کے علاوہ احمد بن اسماعیل بن احمد السامانی نے خراسان کے شہروں سے کافی تعداد میں قیمتی تحائف بھی بھیجے تھے اسی سال دوتوں سے مقرر شدہ حاجیوں کے امیر فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال احمد بن نصر بن ابراہیم ابو عمرو الخفاف کی وفات ہوئی۔

احمد بن ابراہیم ابو عمرو الخفاف کے حالات

یہ احمد بن نصر بن ابراہیم ابو عمرو الخفاف الحافظ ہیں یہ ایک لاکھ احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے اسحاق بن راہویہ اور ان کی جماعت سے انہوں نے احادیث سنی تھیں ستر سال سے زائد انہوں نے مسلسل روزے رکھے صدقہ کرنے کا بہت زیادہ معمول تھا ایک مرتبہ ایک سائل نے ان سے سوال کیا تو انہوں نے اس کو دو درہم دیئے اس نے الحمدللہ کہا تو انہوں نے اس کو پچاس درہم دیئے پھر اس نے الحمدللہ کہا تو مزید پچاس درہم دے دیئے سائل الحمدللہ کہتا رہا اور یہ دیتے رہے حتیٰ کہ پورے سو درہم ہو گئے اس کے بعد سائل نے مال میں برکت کی دعا دی یہ کہنے لگے کہ اگر تم الحمدللہ کہتے تو میں دیتا رہتا اگرچہ یہ سلسلہ دس ہزار تک پہنچ جاتا بہلول بن اسحاق بن بہلول کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

بہلول بن اسحاق بن بہلول کے حالات

یہ بہلول بن اسحاق بن بہلول ابن حسان بن سنان ابو محمد التنوخی ہیں انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور، مصعب زبیری وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ہے ان سے ایک جماعت نے روایت کی ہے ان سے ابوبکر اسماعیل خطیب نے بھی روایت کی ہے یہ ثقہ اور احادیث کے حافظ تھے فصیح و بلیغ خطبہ دینے والے تھے سال رواں میں ۹۵ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

حسین بن عبداللہ ابو علی الخرقی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ امام احمد بن حنبل کے مذہب پر مختصر لکھنے والے ابو القاسم عمر کے والد ہیں ان کی وفات بھی عید الفطر کے دن ہوئی اور امام احمد بن حنبل کی قبر کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ المغربی: ان کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے ستانوے حج کئے تھے اور [illegible] تاریکی میں دن کی روشنی میں لوگوں کے پیدل چلنے کی طرح چلتے تھے اور لوگ ان کے پیچھے ان کی اقتدا کرتے تھے اور یہ [illegible] سمجھ رہے تھے۔

ان کا قول ہے [illegible] بہت زیادہ [illegible] آتی اور بہت [illegible] وہ بھی [illegible] کے پاؤں پھسلنے کی طرح ان کے پاؤں پھسلتے تھے ان کا [illegible] بہت [illegible] ہے۔

بوقت وفات انہوں نے وصیت کی [illegible] ان کے شیخ [illegible] کے پہلو میں دفن [illegible] اب ان دونوں [illegible] قبریں [illegible] ہوئی ہے۔

ابو نعیم کا قول ہے کہ ابو عبداللہ نے بہت زیادہ عمر پائی ۱۲۰ برس کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ان کی قبر ان کے استاد علی بن رزین کی قبر کے پاس طور پر ہے۔

ابو عبداللہ کا قول ہے کہ اوقات شدہ چیزوں کی تعمیر سب سے افضل عمل ہے۔

انہی کا قول ہے کہ فقیر حقیقی وہ ہے جو فقر و فاقہ میں [illegible] والے پر نظر رکھے [illegible] اسی طرح اس کے [illegible] اللہ تعالیٰ کی ذات پر نظر رکھے۔

انہی کا قول ہے کہ [illegible] کے سامنے تواضع کرنے والا شخص سب سے افضل ترین فقیر ہے فقیری کا [illegible] کرنے والا اور ان کے سامنے [illegible] اختیار کرنے والا شخص سب سے بڑا [illegible] ہے۔

محمد بن ابی بکر بن ابی خیثمہ: کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ان کے والد [illegible] کے جمع کرنے میں ان کی مدد [illegible] تھے [illegible] حافظ [illegible] تھے اسی سال [illegible] ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن احمد بن کیسان نحوی: کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ کوفہ کے حافظ اور ان کے مسائل سے بہت زیادہ واقف تھے [illegible] بصریین کے نحو کے حافظ تھے۔

ابن مجاہد کا قول ہے کہ یہ ان دونوں شیخ مبرد اور ثعلب سے بھی بڑے نحوی تھے۔

محمد بن یحییٰ: ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ محمد بن یحییٰ ابو سعید [illegible] ان کو [illegible] ابراہیم بن سعید جوہری احمد بن منیع [illegible] ابن ابی شیبہ وغیرہ سے انہوں نے حدیث کی سماعت کی اور ان سے ابوبکر نقاش وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔ یہ محمد بن یحییٰ کفن بردوش کے نام سے مشہور تھے اس کی وجہ خطیب نے یہ بیان کی ہے کہ ان کی وفات ہوگئی پھر ان کو غسل و کفن دیا گیا اور نماز جنازہ پڑھ کر ان کو دفن کیا گیا رات کے وقت کفن چور آ کر ان کی قبر کھودی اور کفن اتارنے کی کوشش کی تو یہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تو کفن چور ڈر کر بھاگ گیا اور محمد بن یحییٰ قبر سے نکل کر [illegible] گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے آواز آئی کہ کون ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں یحییٰ ہوں گھر والوں نے کہا کہ [illegible] ہمیں [illegible] کرتے ہو تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم میں ہی یحییٰ ہوں دروازہ کھولو جلدی کی تب گھر والوں نے انہیں پہچان کر دروازہ کھولا اور ان کو [illegible] خوشی [illegible] انہوں نے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اپنی قدرت [illegible] ان کی زندگی کا سبب بن گیا اس کے بعد یہ چند سال زندہ رہے پھر [illegible] ہوئی۔

نصر القشوری: [illegible] کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ مقتدر [illegible] ان کا [illegible] جعفر [illegible] حاجب تھے [illegible] بیماری میں [illegible] ہو گئی۔

واقعات ۳۰۰ھ

اس سال دریائے دجلہ کا پانی اونچا ہو گیا تھا۔

اسی زمانے میں بغداد میں موسلا دھار بارش ہوئی۔

اسی سال ۲۷ جمادی الاخری بدھ کی شب بیشمار ستارے ٹوٹ کر گرے تھے اسی سال روزوں ہی میں بغداد میں بیماریاں کثرت سے پھیل گئی تھیں حتی کہ جنگل کے بھیڑیے بھی پاگل ہو گئے تھے اور وہ کتے دن میں لوگوں کو کاٹ لیتے تھے جس کی وجہ سے انہیں کتے کی بیماری لگ جاتی تھی۔

اسی زمانے میں دینور کا پہاڑ دھنس گیا جو ایک ٹیلہ معلوم ہوتا تھا اس کے نیچے سے کافی پانی نکلا تھا جس سے چند دیہات غرق ہو گئے تھے۔

اسی سال لبنان کے پہاڑ کا ایک حصہ ٹوٹ کر سمندر میں گر گیا تھا۔

رواں سن ہی میں خچر نے گھوڑے کا بچہ جنا تھا۔

اسی زمانے میں حسین بن منصور الحلاج کو سولی دی گئی تھی اس کے بعد بھی وہ چار دن تک دو دن مشرقی جانب اور دو دن مغربی جانب زندہ رہا تھا یہ واقعہ اس سال ربیع الاول میں پیش آیا تھا۔

اس سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح فضل بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا تھا خدا ان کے اس عمل کو قبول فرما کر انہیں معاف فرمائے۔

خواص کی وفات ... اسی سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

الاحوص بن المفضل ...... یہ احوص بن المفضل بن سعید بن خالد بن غسان ابو امیہ الغلابی ہیں جو بصرہ وغیرہ کے قاضی رہے ہیں انہوں نے اپنے والد سے ایک تاریخی واقعہ بیان کیا ہے کہ ابن فرات ایک بار ان کے پاس چھپ گیا پھر جب وہ وزیر ہوا تو اس کو بصرہ اہواز واسط کا قاضی بنا دیا تھا یہ کتابوں سے بہت زیادہ پیار رکھنے والے تھے جب ابن فرات کو معزول کر دیا گیا تو بصرہ کے نائب حاکم نے انہیں جیل میں ڈال دیا تھا اور جیل ہی میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کے علاوہ کسی قاضی کی وفات جیل میں نہیں ہوئی عبیداللہ بن عبداللہ طاہر کی وفات بھی اسی سن ہوئی۔

عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کے حالات ... یہ عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر بن الحسین بن مصعب ابو احمد الخزاعی ہیں انہیں بغداد کا والی بنایا گیا تھا زبیر بن بکار سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا پھر ان سے صولی اور طبرانی نے سماع کیا یہ ادیب و فاضل تھے ان کے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں۔

دوری کی وجہ سے خطا کی تہمت لگانا عاشقوں کا حق ہے جو عشق کرتا ہے وہ نہ گھبرایا۔ یہ قربت کا حق آنکھوں میں زیارت کرنا ہے عشق
کی آگ کو شعلہ دینے والے کی مرہم تسلی ہے۔

اتفاق سے ان کی ایک محبوب ترین باندی بیمار ہو گئی تھی اس نے ان سے برف کی خواہش ظاہر کی لیکن برف ایک شخص کے علاوہ کسی کے پاس نہیں تھی انہوں نے اپنے غلام کو برف خریدنے کے لئے بھیجا اس نے دکاندار سے ایک رطل برف کے لئے کہا تو اس کو ضرورت معلوم ہو گئی جس کی وجہ سے اس نے کہا کہ ایک رطل برف پانچ ہزار درہم میں دوں گا چونکہ یہ گراں تھا غلام مشورہ کے لئے ان کے پاس آیا تو اس نے کہا کہ تم پر افسوس ہے جتنے کی بھی دے لے آؤ وہ غلام برف والے کے پاس گیا تو اس نے کہا کہ اب ایک رطل دس ہزار درہم میں دوں گا تو وہ غلام دس ہزار میں خرید کر لے آیا پھر دوبارہ باندی نے برف کی خواہش ظاہر کی کہ اس کو برف سے فائدہ ہوا تھا پھر غلام نے ایک رطل دس ہزار درہم میں خرید کر اس کو دی پھر دوبارہ ضرورت پڑنے پر دس ہزار درہم میں خرید کر اس کو دی پھر دوبارہ ضرورت پڑنے پر پچاس ہزار درہم میں برف خریدی۔

اب برف والے کے پاس صرف دو رطل برف باقی رہ گیا تو ان میں سے ایک رطل اس نے پانچ ہزار درہم میں دے دیا پھر کسی نے ایک رطل برف اتنی ہزار درہم میں طلب کی اب صرف ایک رطل برف اس کے پاس بچی تھی خادم بھی آئے کہ وہ برف خریدے تو برف والے نے کہا کہ میں دس ہزار درہم میں دوں گا خادم نے کہا کہ تیس ہزار درہم میں تم سے ایک رطل برف خرید لی۔ خدا کی شان کہ بیمار صحت یاب ہو گیا تو برف والے نے خوشی میں کافی رقم صدقہ کر دی تاکہ برف والے نے جو مال کمایا تھا اس صدقہ میں سے بچا لیا اب برف والا بہت امیر بن گیا اور اس نے اپنے پاس خادم رکھ لیا۔

الصنوبری شاعر کی وفات وحالات یہ محمد بن احمد بن محمد بن مرار ابوبکر الضبی الصنوبری الحلبی ہیں ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ بہت عمدہ شاعر تھے علی بن سلیمان الاخفش سے بھی روایت کرتے ہیں ابن عساکر نے ان کے بہترین اشعار میں سے چند اشعار ذکر کئے ہیں۔

> تمہاری محبوبہ کو اس نے چاہا کہ میری بیماری نے مالی دونوں کو دوا جاتا ہے جس میں تھوڑی سی عقل ہو۔ میرے آنسو اب ایک طویل مدت تک بہنے کی وجہ سے تھک چکے ہیں اب ان میں بہنے کی طاقت نہیں رہی۔ میرے لئے یہ خوبصورت فرشتہ ہے لیکن میری آنکھوں کی بیماری نے اس کی بھی خدمت نہیں کی۔ میں نے اس کے رخسار پر بوسہ دینے کا ارادہ کیا لیکن پھر ارادہ کیا کہ اس کے قریب گیا تو کہنے لگا ہٹ جاؤ اس کا سورج جانے والا سورج کے مشابہ تھا اور اس کے رخسار کی روشنی آنے والے سورج کے رخسار کی روشنی کے مشابہ تھی دونوں کے مغرب میں چھپ جاتا ہے لیکن اس کے رخسار پر طلوع ہوتا ہے۔

حافظ بیہقی نے شیخ حاکم سے اور انہوں نے ابو الفضل نصر بن محمد الطوسی سے نقل کرتے ہیں کہ ابوبکر الصنوبری یہ اشعار پڑھا کرتے تھے۔

> بڑھاپے نے میرے دل کی تمام خیر و خوبی کی چیزوں کو ختم کر دیا۔ آنکھوں کی کالی پتلی کے سفید ہونے سے بدل گئی ہے جس سے آنکھوں اور دلوں میں انقلاب آ گیا۔ زمانے میں اس وقت میری حالت ہے جب وہ ان کے حسن سے دوستی کرتے تھے اور اب ان کے حسن پر رونے لگیں۔

ابن عساکر نے ان کے چند اشعار نقل کئے ہیں جو انہوں نے اپنے لڑکے کو دفن کرتے وقت کہے تھے۔ جب ان کا لڑکا ان کے پیچھے پیچھے ہوا رو رہا تھا:

> لوگوں نے جس کے والدین اور قوم مختلف ہیں تو وہ اس کی محبوب چیز کو اس سے بچھڑا دیا۔ لوگوں نے اس سے ان کے لئے مسافر اور اس کی ساتھی کی موت ان کی محبت کو بچھڑا دیا۔ اس کے کفن ہونے کے بعد اس پر عاشق ہونے پر تعجب ہے لیکن جدائی نے اس کو اس کا راستہ دکھا دیا۔

ابراہیم بن احمد بن محمد کے حالات وفات یہ ابراہیم بن احمد بن محمد ابن المولد ابو اسحاق صوفی ہیں جو رقی مشائخ میں سے ہیں انہوں نے ابو عبداللہ بن جلاء الدمشقی سے احادیث روایت کی اور ان کی صحبت بھی اختیار کی تھی ان کے علاوہ بھی جنید وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے تمام بن محمد اور ابو عبدالرحمٰن سلمی نے احادیث روایت کی تھیں ابن عساکر نے ان کے اشعار میں سے مندرجہ ذیل شعر نقل کئے ہیں:

> تیری محبتیں میرے مقابلہ میں خاص ان لوگوں پر تھیں جو مجھ سے بہت دور ہیں جن کو قریب رہنے والا عاشق نہ پا سکا۔ جو تم سے ناراض کرنے والے ہیں سب سے تم نے آزردگی کی بے پرواہ نہیں تمہارا دل کا رقیب تھا جس نے تم سے عشق کیا۔ تیرے دل نے تیرے لئے دوسرے کو بھی مزین کیا تھا ہے اور اس سے عشق کرنا چاہتا ہے اور دوستی کرتا ہے۔ ضرورت نہیں ہے کہ کسی بیمار کے پاس حکیم ہو آتے ہوئے اس کے لئے طبیب ہو جب کہ تم نے ایسا کیا ہو اور تم ہی اس کے طبیب ہو۔

اس کے علاوہ بھی ان کے چند اشعار ہیں۔

خاموشی انسان کو ہر بلا سے محفوظ رکھتی ہے خاموشی کی دولت پانے والا غنیمت کا بحری مال پانے والا ہے۔ انسان کے لئے
زبان پھسلنے سے بڑی کوئی مصیبت نہیں۔ زبان کے پھسلنے کا نقصان قدم کے پھسلنے کے نقصان سے بڑا ہے۔ بات کرتے وقت
اپنی زبان کی حفاظت کرو کیونکہ بارہا شریف انسان اس کی وجہ سے ذلیل ہو گیا۔

واقعات ۳۰۱ھ

اسی سال حسین بن حمدان نے صائفہ سے جہاد کیا اور رومیوں کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان میں سے بے شمار افراد کو قتل کر دیا اسی سال اسی میں خلیفہ مقتدر نے محمد بن عبیداللہ کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن علی کو وزیر بنا دیا حالانکہ وہ پاکدامن پرہیزگار عادل و انصاف کے ساتھ متصف اور حق کی اتباع کرنے والا تھا۔

اسی زمانے میں بغداد میں حمزہ آب (جو اول ماہ است) کے متعلقین میں بہت سی خونی بیماری پھیلی جس کی زد میں آ کر کافی لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال عمان کے گورنر کی طرف سے ہدایا موصول ہوئے جن میں سفید چیرا اور کالی ہرنی بھی تھی۔

اسی سال ہی میں ماہ شعبان میں خلیفہ مقتدر سواری پر سوار ہو کر باب شماسیہ تک گیا پھر اس سے اتر کر دریائے دجلہ کے قریب اپنے گھر میں چلا گیا اور یہ پہلی سواری تھی جو کہ علانیہ اس نے کی۔

اسی زمانے میں وزیر علی بن عیسیٰ نے خلیفہ مقتدر سے قرامطہ کے سردار ابو سعید حسن بن بہرام الجنابی کے نام خط لکھنے کی اجازت مانگی خلیفہ نے اجازت دے دی تو اس نے اس کو ایک طویل خط لکھا جس میں اسے خلیفہ کی اطاعت نماز کی پابندی زکوٰۃ کی ادائیگی اور منکرات سے اجتناب کی دعوت دی تھی نیز اسے اہل اسلام کو حج بیت اللہ کا راستہ روکنے اور ان کو قتل کرنے سے منع کیا تھا اور اسے جنگ اور قتل کی دھمکی دی تھی لیکن خط پہنچنے سے پہلے ہی ابو سعید کو اس کے کسی خادم نے قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد اس کے لڑکے سعید کو حاکم بنایا تھا لیکن اس کا بھائی ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید اس پر غالب آ گیا تھا جب اس نے وزیر کا خط پڑھا تو اس کا جواب دیا جس کا ماحصل یہ ہے

> تم کو بعض خطوط ہمارے بارے میں ہمارے مخالفین کی جانب سے پہنچے ہیں اور جب خلیفہ ہمیں کفر کی طرف منسوب کرتا ہے تو وہ پھر ہمیں
> اطاعت گزاری اور فرمانبرداری کی دعوت کیسے دیتا ہے۔

اسی سال ہی میں حسین بن منصور الحلاج کو اس طریقے پر بغداد لایا گیا کہ اس کا غلام دوسرے اونٹ پر سوار ہو کر آواز لگا رہا تھا کہ اے لوگو اچھی طرح پہچان لو یہ قرامطہ کے داعیوں میں سے ایک ہے پھر اس کو قید کر دیا گیا پھر وزیر کے سامنے حاضر کیا گیا جب اس سے گفتگو ہوئی تو معلوم ہوا کہ یہ شخص نہ قرآن شریف حدیث فقہ لغت اخبار شعر سے ناواقف ہے۔

اس پر اعتراض یہ تھا کہ اس نے بعض خطوط میں اتحادیوں کی باتیں کہیں ان کے مذہب سے لوگوں کو گمراہی اور جہالت کی دعوت دی تھی اور یہ کہ خطوط میں یہ عبارت لکھا کرتا تھا تبارک ذوالنور الشعشعانی۔

وزیر نے اس سے کہا کہ طہارت اور فرائض کا سیکھنا تمہارے لئے زیادہ مناسب تھا بجائے خطوط لکھنے کے جن کو تم خود بھی سمجھنے سے قاصر ہو اور آخر تمہیں اس قسم کے ادب سیکھنے کی کیا ضرورت پیش آ گئی پھر اس کے لئے سولی کا حکم دیا گیا صرف دکھانے کے لئے نہ کہ قتل کرنے کے لئے پھر اسے سولی سے اتار کر دار الخلافہ میں بٹھا دیا گیا وہاں پر اس نے اپنے آپ کو اہل سنت سے ہونا ظاہر کیا حتیٰ کہ دار الخلافہ کے بہت سے جاہل خدام اس کے فریب میں آ گئے اس سے تبرک حاصل کرنے لگے اس کے کپڑوں کو چومنے لگے اس کے حالات بیان کئے جائیں گے کہ پھر اسے فقہاء کے فیصلے کے اتفاق سے قتل کر دیا گیا اسی سال کے آخر میں بغداد میں شدید وبا پھیلی جس کی وجہ سے کافی افراد ہلاک ہو گئے خصوصاً حربیہ میں عام گھروں کے

اعمال سے علیحدہ کر دیے گئے اس سال بھی فضل بن عبدالملک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات . . . اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

ابراہیم بن خالد شافعی یہ علم و عمل دونوں کے جامع تھے اور یہ امام اسماعیل کے شاگردوں میں سے تھے جعفر بن محمد نے بھی اسی سال وفات پائی۔

جعفر بن محمد کے حالات . . . یہ جعفر بن محمد ابن الحسین بن المستفاض ابوبکر الفریابی دینور کے قاضی ہیں طلب علم میں انہوں نے اطراف کے چکر لگائے تھے اور بہت سے مشائخ سے احادیث سنی تھیں جیسے قتیبہ ابی کریب اور ابن المدینی وغیرہ ان سے ابوالحسین بن المنادی نجاد ابوبکر شافعی اور بہت سے افراد نے احادیث سنی اور بغداد کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا یہ ثقہ حافظ حدیث تھے۔

ان کے درس میں حاضر ہونے والوں کی تعداد تقریباً تیس ہزار ہوتی تھی اور ان میں سے جو لکھنے والوں کی تعداد تین سو تھی اور دوات لے کر آنے والوں کی تعداد دس ہزار ہوتی تھی اسی سال محرم میں ۹۴ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی وفات سے پانچ سال پہلے ہی انہوں نے اپنی قبر کھدوا لی تھی جس پر وہ آتے جاتے تھے لیکن پھر اتفاق سے وہ اس میں دفن نہ ہو سکے اور دوسری جگہ دفن ہوئے اللہ ان پر بے شمار رحمت نازل فرمائے۔

ابو سعید الجنابی القرامطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ قرامطہ کے سردار حسن بن بہرام ہیں اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے ہجر بحرین اور دیگر علاقوں میں اس کا بہت اثر و رسوخ تھا۔

علی بن احمد الراسبی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی واسط سے لے کر شہر زور وغیرہ تک کے علاقے ان کے زیر تسلط تھے انہوں نے میراث میں بہت زیادہ مال چھوڑا تھا جس میں نقدی دراہم بے شمار تھا اس کے علاوہ ایک ہزار دینار کے قریب سونے چاندی کے برتن تھے اور تقریباً ایک ہزار گھوڑے خچر اور اونٹ تھے۔

محمد بن عبداللہ بن علی بن محمد بن ابی الشوارب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ احنف کے نام سے مشہور تھے یہ اپنے والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر منصور شہر کے قاضی مقرر ہوئے تھے ان کی وفات ماہ رجب میں ہوئی تھی گویا کہ دونوں کی وفات کے درمیان ۲۰ دن کا فاصلہ تھا دونوں کو ایک ہی جگہ دفن کیا گیا تھا۔

ابوبکر محمد بن ہارون الرویانی صاحب مسند کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

واقعات ۳۰۲ھ

اسی سال مونس الخادم کا خط آیا تھا کہ اس نے رومیوں پر حملہ کر کے ان کے ۱۵۰ سرداروں کو گرفتار کر لیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کو بڑی خوشی ہوئی تھی۔

اسی زمانے میں مقتدر نے اپنے پانچ بیٹوں کا ختنہ کروایا تھا جس پر چھ لاکھ دینار خرچ کیے گئے تھے اس سے پہلے بھی اور ان کے ساتھ بھی خلیفہ مقتدر نے بہت سے یتیم بچوں کی ختنہ کرائی اور ان کے لباس کا بہت اچھا انتظام کیا تھا اور یہ اس کے بہترین کاموں میں شمار ہوا۔

اسی سال ہی میں مقتدر نے ابوالحسن الجصاص سے قیمتی کپڑے اور برتنوں کے علاوہ دو لاکھ دینار کا مطالبہ کیا تھا اسی زمانے میں خلیفہ نے اپنے بیٹوں کو مکتب میں داخل کیا تھا جس کا کافی مدت سے انتظار تھا۔

اسی سال وزیر نے بغداد کے علاقہ حربیہ میں کافی رقم خرچ کر کے شفاخانہ بنوایا تھا۔

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا لیکن حاجی جب واپسی کے موقع پر قرامطہ کی ایک جماعت اور عرب کے بدوؤں نے ان کو راستوں سے لوٹ لیا تھا اور بعض کو قتل کر دیا تھا اور ۲۸۰ آزاد عورتوں کو قیدی بنا لیا تھا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

خواص کی وفات ..... اس سال خواص میں سے وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

(۱) بشر بن نصر بن منصور ابوالقاسم الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ مصر کے باشندے تھے اور غلام عرق سے مشہور تھے۔ عرق بادشاہ کے غلاموں میں سے ایک غلام تھا جس کے ذمہ ڈاک کا محکمہ تھا بشر بن نصر اسی کے ساتھ معروف ہو گئے تھے کیونکہ انہوں نے اس کے پاس اقامت کی تھی۔

(۲) بدعہ جاریہ عریب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ حسن و صورت میں بہت زیادہ مشہور تھی خلفاء میں سے ایک خلیفہ اس پر عاشق ہو گیا تھا اور اس نے اس لونڈی کو اس کے آقا سے ایک لاکھ بیس ہزار دینار میں خریدنے کی کوشش کی تھی لیکن لونڈی نے آقا کی جدائی پسند نہیں کی۔ پھر اس کے آقا نے وفات سے پہلے اسے آزاد کر دیا تھا اسی سال اس کی وفات ہوئی تھی اور اس نے بوقت انتقال اس قدر مال و جواہرات کی شکل میں چھوڑے کہ اس قدر کسی بادشاہ نے بھی نہیں چھوڑا۔

القاضی ابو زرعہ محمد بن عثمان الشافعی کی وفات کا واقعہ بھی اسی سال پیش آیا تھا۔

قاضی ابو زرعہ محمد بن عثمان الشافعی کے حالات [۱] ..... یہ مصر پھر دمشق کے قاضی رہے تھے انہوں نے ہی شام اور اس کے اطراف میں مذہب شافعی کے مطابق فیصلے دینے شروع کئے تھے لیکن اس سے پہلے اہل شام اوزاعی کے مذہب کے مطابق عمل کرتے تھے اور اس کے بعد کافی لوگوں نے مذہب اوزاعی کو ترک نہیں کیا تھا یہ ثقہ عادل قاضی القضاۃ میں سے تھے اصلاً یہ یہودی تھے پھر بعد میں اسلام لائے تھے اور عدالت و اسلام میں بہت اونچا مقام حاصل کر لیا تھا ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کے احوال ذکر کر دیئے ہیں۔

واقعات ۳۰۳ھ

اس سال مقتدر نے حرمین شریفین کے لئے کافی مال اور جواہرات وقف کی تھیں اور بہت سی جاگیریں اور سراؤں کو بھی وقف نامہ پر لکھا دیا تھا۔ اسی زمانے میں عرب کے بدوؤں کی ایک جماعت گرفتار کر کے لائی گئی تھی جنہوں نے حجاج کے ساتھ بدسلوکی کی تھی لیکن عام لوگ ان کی بدسلوکی کی وجہ سے قابو سے باہر ہو گئے تھے اور انہوں نے اسی وقت انہیں قتل کر دیا تھا اور جو زندہ بچے تھے بادشاہ کے حکم کی وجہ سے انہیں مختلف جیلوں میں ڈال دیا گیا۔

اسی سال بغداد میں حبشیوں کے بازار میں زبردست آگ لگ گئی تھی جس نے سارے بازار کو جلا دیا تھا۔

سال رواں میں شدید ترین برف باری ہوئی جو اس سے پہلے اتنی زیادہ کبھی نہیں ہوئی تھی۔

اس زمانے میں فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

اسی سال جب وزیر کو قرامطہ کی طرف سے حجاج کے بارے میں تشویش ہوئی تو اس نے ان کو ایک طرف مصروف رکھنے کے لئے ان سے خط و کتابت شروع کر دی تھی اس موقع پر بعض لوگوں نے قرامطہ کے ساتھ تعلقات کا ان پر الزام لگایا تھا لیکن جب لوگوں پر صورتحال واضح ہوئی تو ان کے دلوں میں ان کی عظمت بڑھ گئی۔

مشہور ہستیوں کی وفات ..... مشہور ہستیوں میں سے اس سال مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی۔

(۱) النسائی احمد بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

النسائی احمد بن علی کے حالات [۲] ..... یہ النسائی احمد بن علی بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار ابو عبد الرحمن النسائی صاحب

---

(۱) شذرات الذہب ۲/ ۲۴۹، النجوم الزاہرہ ۳/ ۱۸۳، ۱۸۴، الوافی بالوفیات ۴/ ۸۱، حسن المحاضرة ۱/ ۹۹، ۲/ ۲۰۵

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۱۱۴، ۱۲۰، شذرات الذہب ۲/ ۲۳۹، ۲۴۱، تہذیب التہذیب ۱/ ۳۶، العبر ۲/ ۱۲۳، وفیات الاعیان ۱/ [illegible]

حسن تھیں جو اپنے زمانے کے امام تھے اور اپنے معاصرین و ہم عصروں اور فضلاء سے بڑھے ہوئے تھے حصول علم کے لئے بڑے بڑے شہروں کے سفر کئے تھے اور فن حدیث میں مشغول رہے تھے اور ماہر بن گئے تھے اور مشائخ کی ایک جماعت سے بڑی بڑی حدیث روایت کیں اور ان کی صحبت اختیار کی تھی ان کے پورے حالات و احوال ہم نے اپنی کتاب التکمیل میں ذکر کر دیئے ہیں۔

پھر ان سے بہت بڑی ایک مخلوق نے احادیث روایت کی تھیں انہوں نے سنن کبیر جمع کر کے پھر اس سے مختصر احادیث منتخب کی تھیں اور مجھے ان کے سماع کی بھی توفیق ملی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں مختلف مقامات پر حوالے الایمان علم و عرفان کا مطالعہ ہو گیا ہے۔

حاکم نے دارقطنی سے نقل کیا ہے کہ ابو عبدالرحمٰن النسائی کو اپنے زمانے کے تمام ماہرین حدیث پر فوقیت حاصل تھی اور انہوں نے اپنی کتاب کا نام الصحیح رکھا تھا۔

ابو علی الحافظ کا قول ہے کہ جتنی شرطیں امام مسلم نے اپنی کتاب کے لئے مقرر کی تھیں امام نسائی نے اپنی کتاب کے لئے بھی سخت شرطیں مقرر کی تھیں۔ اور یہ ائمہ مسلمین میں سے تھے حاکم کا قول ہے کہ امام نسائی بلا مقابلہ حدیث کے امام تھے۔

ابو الحسین محمد بن مظفر کا قول ہے کہ میں نے مصر میں اپنے مشائخ کو امام نسائی کے لئے تقدم کا اعتراف کرتے ہوئے دیکھا اور میں نے ان کو دن و رات میں عبادت، حج و جہاد کی مواظبت پر ان کی تعریف کرتے ہوئے دیکھا۔

نسائی کے بارے میں قول ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا ایک دن افطار کرنا ان کا معمول تھا ان کی چار بیویاں اور دو باندیاں تھیں ان کو جماع کی بہت قوت تھی خوبصورت چہرہ اور چمکدار رنگ تھے۔ کہتے ہیں آپ آزاد عورتوں کے درمیان باری تقسیم کرنے کی طرح باندیوں کے درمیان بھی باری تقسیم کرتے تھے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ ابو بکر بن حداد بہت زیادہ حدیث پڑھتے تھے لیکن آپ کے ہاں امام نسائی کے علاوہ کسی سے احادیث روایت نہیں کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ میرے اور خدا کے درمیان حجت کے لئے یہ کافی ہیں۔

ابن یونس کا کہنا ہے کہ امام نسائی امام فی الحدیث ثقہ ثبت اور حافظ الحدیث تھے اور ۳۰۲ھ میں مصر سے نکل گئے تھے۔

ابن عدی کہتے ہیں کہ میں نے منصور الفقیہ اور احمد بن محمد بن سلامۃ الطحاوی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ امام نسائی ائمہ مسلمین میں سے تھے اور اسی طرح بہت سے ائمہ نے بھی امام نسائی کی تعریف کی اور ان کے فضل و عظمت کی گواہی دی ہے امام نسائی کو حمص کا حاکم بنا دیا گیا تھا یہ بات میں نے اپنے شیخ مزی سے سنی انہوں نے طبرانی سے روایت کی جنہوں نے اپنی کتاب معجم الاوسط میں یہ بات یوں بیان کی ہے کہ ہم سے احمد بن شعیب نے بیان کیا ہے جو حمص کے حاکم تھے اور پھر انہوں نے بیان کیا۔ ابن عساکر نے بھی ذکر کیا ہے کہ یہ حسین و جمیل تھے ان کا چہرہ قندیل کی طرح چمکتا تھا ان کی غذا ہمیشہ ایک مرغ کی تھی کھجور کی نبیذ استعمال کیا کرتے تھے۔

بعض نے ان کی موت کے سبب کی بحث کی ہے اور کہا ہے کہ امام نسائی ایک بار دمشق آئے تھے تو دمشق کے لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب دیا تھا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے لئے اتنا کافی نہیں ہے کہ ایک برابر سر کے ہو کر چھوٹ جائیں یہ بات سن کر دمشق کے لوگ شدت غضب میں کھڑے ہو گئے اور ان کی خصیتین کی جگہ پر مار کر انہیں جامع مسجد سے باہر نکال دیا وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ آ گئے اور وہیں ان کی وفات ہوئی اور مکہ ہی میں ان کی قبر ہے ہم نے اپنے شیخ محمد بن اسحاق اصبہانی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ امام نسائی مصر میں سب سے بڑے فقیہ تھے اور حدیث کی صحت و سقم اور رجال حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ واقف تھے جب انہوں نے اتنا اونچا مقام حاصل کر لیا تو لوگ ان پر حسد کرنے لگے لہٰذا وہ رملہ چلے گئے تھے وہاں پر لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا بس اس کے بعد لوگوں نے انہیں مارنا شروع کر دیا انہوں نے لوگوں سے کہا کہ مجھے مکہ پہنچا دو لوگوں نے انہیں مکہ پہنچا دیا اسی حالت میں تھے پھر مکہ ہی میں ان کی وفات ہوئی اور انہوں نے فضائل کے ساتھ شہادت کی فضیلت بھی حاصل کی ۳۰۳ھ تک یہ مکہ مکرمہ میں رہے۔

حافظ ابو بکر محمد بن عبدالغنی بن نقطہ نے ان کی قبر کے بارے میں کلام کیا ہے جو ان کے باپ اور ابو عامر بن سعدان العبدری الحافظ نے نقل کی ہے نسائی کی وفات کا صحیح قول یہ ہے کہ ان کا انتقال فلسطین کے شہر رملہ میں ہوا تھا اور بیت المقدس میں ان کو دفن کیا گیا تھا۔

ابن خلکان نے نقل کیا ہے کہ اسی سال شعبان میں ان کا انتقال ہوا تھا اور انہوں نے حضرت علی اور ان کے اہل بیت کے فضائل پر ایک کتاب بھی لکھی تھی کیونکہ جس وقت یہ ۳۰۲ھ میں دمشق میں آئے تھے اس وقت منبروں سے یہاں کے شہروں کے لوگوں میں حضرت علی کی نفرت محسوس کی تھی اور اس کے بعد لوگوں نے ان سے حضرت معاویہ کے فضائل کے بارے میں سوال کیا تھا تو انہوں نے وہی جواب دیا جو پیچھے گزر چکا اس کے بعد لوگوں نے ان کے خصیتین کی جگہ پر مارا تھا جس کی وجہ سے ان کی وفات ہوگئی تھی اسی طرح ابن یونس اور ابو جعفر طحاوی نے نقل کیا ہے کہ اسی سال ماہ صفر میں فلسطین میں ان کی وفات ہوئی تھی ان کی پیدائش ۲۱۵ھ یا ۲۱۴ھ میں ہوئی تھی گویا کہ ان کی عمر ۸۸ سال تھی حسن بن سفیان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

حسن بن سفیان کے حالات (۱) …… یہ حسن بن سفیان ابن عامر ابن عبدالعزیز بن النعمان بن عطاء ابو العباس الشیبانی النسوی ہیں یہ خراسان کے محدث تھے اور لوگ ان کے پاس دور دراز کے علاقوں سے سفر کر کے آتے تھے خود بھی انہوں نے حصول علم کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے اور فقہ ابو ثور سے پڑھا تھا۔

انہی کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیا کرتے تھے اور احمد بن حنبل کے شاگردوں سے علم حاصل کیا تھا اور ان کے پاس بھی خراسان سے لوگ حصول علم کے لئے آتے تھے۔

ان کا ایک عجیب واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ یہ اپنے ساتھیوں سمیت حصول حدیث میں مشغول تھے کہ نوبت یہاں تک آگئی اور تین دن تک بھوکے بھی رہے کھانا خریدنے کے لئے ان کے پاس رقم بھی نہیں تھی کہ سوال کرنے پر مجبور ہو گئے تھے لیکن ان کی غیرت نے گوارا نہیں کیا تھا کہ سوال کریں اور بھوک سے بدحال ہو گئے تھے آخر انہوں نے قرعہ اندازی کی کہ جس کا نام نکل آئے وہ کسی سے کھانے کا انتظام کرے۔

اتفاق سے حسن بن سفیان کا نام نکل آیا تو یہ اپنے ساتھیوں سے جدا ہو کر مسجد کے کونے میں چلے گئے اور دو رکعت نماز طویل اور خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھیں اور خوب گڑگڑا کر اللہ سے دعا کی ابھی یہ نماز سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ ایک خوبصورت حسین و جمیل نوجوان نے مسجد میں داخل ہو کر پوچھا کہ حسن بن سفیان کہاں ہیں میں نے عرض کیا کہ میں ہی حسن بن سفیان ہوں اس نے کہا امیر طولون نے آپ کو سلام کہا ہے اور تم میں سے ہر ایک کے لئے سو دینار ہدیے کے طور پر دیئے ہیں۔

ہم نے اس سے سوال کیا کہ آخر امیر کو آپ پر کس چیز نے مجبور کیا ہے اس نے جواب دیا کہ گزشتہ رات وہ سب سے الگ سو رہے تھے کہ خواب میں ان کے پاس ایک گھوڑ سوار آیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے اس نیزے کی نوک ان کی کوکھ میں چبھو کر زور دیا اور اسے تین مرتبہ کچوکا دیا اور کہا کہ اٹھو اور فلاں مسجد میں حسن بن سفیان اور اس کے ساتھیوں کی خبر گیری کرو اس لئے کہ وہ لوگ اس مسجد میں تین دن سے بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں طولون نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو اس نے کہا کہ میں جنت کا داروغہ ہوں۔

اس کے بعد طولون نیند سے بیدار ہوا اور اس کی کوکھ میں بڑی تکلیف محسوس ہوئی اسی لئے اس وقت تمہارے پاس یہ ہدیہ بھیجا ہے اور وہ خود بھی ان کی زیارت کے لئے حاضر ہوا اور اس ساری جگہ کو خرید کر محدثین کے لئے وقف کر دیا اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔

حسن بن سفیان آئمہ حدیث اور خراسان میں حدیث کا محور سمجھے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس ابن حبان جیسے محدثین کی جماعت جمع ہوگئی تھی اور انہوں نے بطور امتحان کے احادیث کو خلط ملط کر کے ان کے سامنے بیان کیا تھا لیکن حسن بن سفیان نے نوے سال عمر ہونے کے باوجود ان احادیث کو ٹھیک کر کے بیان کر دیا اور اس عمر میں بھی ان کا حافظہ اور ضبط اسی قدر تھا کہ کوئی پڑھی ہوئی حدیث ان کے حافظہ سے باہر نہیں تھی اور اس وقت بھی احادیث ترتیب سے فرق انہیں ازبر تھے مثلاً المسند کی معرفت ہیں اور المعجم میں

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۰۳، ۷۰۵، العبر ۲/ ۱۲۳، شذرات الذہب ۲/ ۲۴۱

ہیں اور الحمصی کی سہری ہیں۔

رویم بن احمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ رویم بن احمد ابن محمد بن رویم بن یزید ابو الحسن ہیں۔

رویم بن احمد کے حالات[1]...... یہ ابو الحسن ہیں اور ان کو ابو محمد بھی کہا جاتا ہے یہ آئمہ صوفیہ میں سے تھے قرآن اور اس کے معانی کے عالم تھے اور داؤد بن علی ظاہری کے مذہب پر عمل پیرا تھے۔

بعض کا قول ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے دنیا کی محبت چھپائی ہوئی تھی یعنی وہ صوفیانہ زندگی گزارتے رہے تھے اور جب اسماعیل بن اسحاق کو بغداد کا قاضی بنایا گیا تو اس نے ان کو اپنے دروازہ پر وکیل مقرر کیا تو اس وقت انہوں نے صوفی پن ترک کر کے ریشمی لباس پہننا شروع کیا تھا اور گھوڑوں پر سوار ہونے لگے تھے اور حلال کھانے کھانا شروع کر دیئے تھے اور گھر بھی بنا لیا تھا۔

اس سال نیز صالح ابن الامام احمد بن حنبل کی وفات ہوئی تھی انہوں نے اپنے والد سے علم حاصل کیا تھا۔

ان سے ابو بکر احمد بن سلیمان النجاد نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ تھے جمادی الاولیٰ میں ان کا انتقال ہو گیا تھا دار قطنی نے اسی طرح بیان کیا ہے ابو علی الجبائی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو علی جبائی کے حالات[2]...... یہ معتزلہ کے شیخ تھے ان کا نام محمد بن عبد الوہاب الجبائی تھا اپنے زمانہ میں معتزلہ کی ایک جماعت کے رہبر تھے ابو الحسن اشعری نے بھی ان کا مذہب اختیار کر لیا تھا لیکن پھر بعد میں اس سے رجوع کر لیا تھا اور جبائی کی تفسیر جو ان کے نام سے ایک بڑی طویل تفسیر تھی جس میں اس نے اپنی طرف سے گویا کہ اپنے مذہب کا خوب بیان کیا تھا اور اشعری نے اس کا رد کرتے ہوئے کہا تھا کہ گویا قرآن اس کی زبان میں نازل ہوا تھا ان کی ولادت ۲۳۵ھ ہے اسی سال ان کی وفات ہوئی تھی ابو الحسن بن ابو ہاشم ان کے ساتھ انتقال کر گئے تھے۔

ابو الحسن علی بن بسام الشاعر کے حالات[3]...... ان کا نام علی بن احمد بن منصور بن نصر بن بسام البسامی شاعر تھا یہ فی البدیہہ شعر کہنے میں بڑے ماہر شاعر تھے انہوں نے کسی کو بھی معاف نہیں چھوڑا تھا حتیٰ کہ اپنے باپ اور والدہ امامہ بنت حمدون الندیم کی بھی ہجو کی تھی اور ابن خلکان نے ان کے بہت سے اشعار نقل کئے ہیں ان میں سے چند اشعار یہاں پر ذکر کئے جاتے ہیں جن میں متوکل کے حسین بن علی کی قبر کو ویران کرنے اس کا نام و نشان مٹا کر اس پر کھیتی کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔

> قسم بخدا اگر امیہ نے نبی کے نواسے کو ظلماً قتل کیا ہے تو تیری زندگی کی قسم اس کے باپ کی اولاد نے اس کی قبر کو منہدم کر کے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا ہے لوگوں نے ان کے قتل میں شریک نہ ہونے پر افسوس کیا چنانچہ انہوں نے اس کی بوسیدہ ہڈیوں کے درپے ہو کر اس کا بدلہ لیا۔

واقعات ۳۰۴ھ

اس سال مقتدر نے اپنے وزیر ابو الحسن علی بن عیسیٰ کو وزارت سے معزول کر دیا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے اور ام موسیٰ قہرمانہ کے درمیان سخت نفرت ہو گئی تھی اور وزیر نے خود وزارت سے معزول کرنے کا مطالبہ کیا تھا چنانچہ اسے معزول کر دیا گیا تھا لیکن اس کی جائیداد کو چھوڑ دیا گیا تھا اور ابو الحسن بن فرات نے وزارت کا مطالبہ کر دیا تھا چنانچہ علی بن عیسیٰ کو معزول کر دیا گیا تھا چنانچہ ابن فرات دوبارہ وزارت پر بحال کر دیا گیا اور خلیفہ نے اسے

---

[1] تاریخ بغداد ۸/ ۴۳۰، ۴۳۲ النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۸۹ صفوۃ الصفوۃ ۲/ ۴۴۲، ۴۴۳ حلیۃ الاولیاء ۱۰/ ۲۹۶، ۳۰۲

[2] شذرات الذہب ۲/ ۲۴۱ لسان المیزان ۵/ ۲۷۱ النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۸۹ وفیات الاعیان ۴/ ۲۶۷، ۲۶۹ طبقات المعتزلہ

[3] تاریخ بغداد ۱۱/ ۶۳ فوات الوفیات ۲/ ۹۲ النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۸۹۔

ترویہ کے روز سات ہتھنیں عماری تھیں اس کے ساتھ تین لاکھ درہم بھی دیئے تھے اور ریشمی کپڑوں کے تھیلے اور گھوڑے خچر اونٹوں کے علاوہ بہت سا سامان تھا اس بات پر بڑی زوردار دعوت تھی جس میں چالیس رطل برف خرچ ہوئی تھی۔

اس سال کے ساتھ میں یہ مشہور ہوا تھا کہ زبزب نامی ایک جانور رات کو نکلتا ہے اور بچوں کو کھا جاتا ہے اور سوئے ہوئے لوگوں پر حملہ کر کے کسی شخص کا پاؤں توڑ دیتا ہے اور کسی عورت کا پستان کاٹ دیتا ہے تو اس وجہ سے لوگ اپنے گھروں کی چھت پر تیل کے تھال اور برتن رکھ کر ان کو پیٹتے تھے تاکہ اسے قریب آنے سے روکتے تھے حتیٰ کہ پورے بغداد میں گھروں کو رات کے وقت تالے لگ جاتے تھے اور لوگ گھروں کی شاخوں کی نگہبانی کی بنا پر ان میں اپنے بچوں کی حفاظت کرتے تھے چوروں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کثرت سے لوٹ مار اور چوریاں کیں۔

خلیفہ نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے حکم دیا کہ دریائی کتوں کو پکڑ کر پل پر پھانسی دے کر چھوڑ دیا جائے چنانچہ پھانسی دیا گیا جس کی وجہ سے لوگ مطمئن ہو گئے اور ان کا چین و سکون لوٹ آیا۔

اسی زمانے میں ثابت بن سنان طبیب کو بغداد کے پانچ شفاخانوں کا نگران بھی بنایا گیا تھا۔

اس سال خراسان سے خط پہنچا کہ بنی حرم میں قتل ہونے والے بعض شہداء کی قبریں ملی ہیں ایک پر ان کے نام لکھے ہوئے ہیں جو ان کی گردن کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں وہاں کے جسم بالکل ترو تازہ ہیں ... ہے یہ رضی اللہ عنہم۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ...... اس سال درج ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

(۱) لبید بن محمد بن احمد بن ہیثم الصباغی اور عبداللہ بن حسین بن مطر بن محمد بن عطاء بن صاحب ابو الحسن المکی جن کا لقب فرجہ تھا انہوں نے بغداد آ کر احادیث بیان کی تھیں یہ ثقہ و مضبوط محدث تھے یوسف بن حسین جن کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

یوسف بن حسین بن علی کے حالات[۱] ...... یہ ابو یعقوب الرازی ہیں احمد بن حنبل سے انہوں نے احادیث سنی تھیں اور ذوالنون مصری کی صحبت اختیار کی تھی اور ذوالنون مصری کے بارے میں یہ مشہور تھا کہ انہیں اسم اعظم معلوم ہے اس وجہ سے انہوں نے اس اسم اعظم کو حاصل کرنے کا فیصلہ کیا تھا خود فرماتے ہیں کہ اس کو حاصل کرنے کے لئے جب میں ذوالنون مصری کے پاس پہنچا تو انہوں نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا کیونکہ میری اس وقت بڑی داڑھی تھی اور میرے ساتھ ایک بڑی چھاگل تھی۔

ایک دن ایک شخص نے ان سے مناظرہ کیا اور انہیں خاموش کر دیا میں نے اس سے کہا کہ آپ انہیں چھوڑ کر میرے پاس آ جائیے چنانچہ وہ میرے پاس آ گیا اور میں نے اس سے مناظرہ کر کے اسے خاموش کر دیا اس کے بعد ذوالنون مصری اپنی جگہ سے اٹھ کر میرے سامنے آ کر بیٹھ گئے اور معذرت کرنے لگے اس کے بعد بھی میں نے ایک سال ان کی خدمت کی پھر ان سے اسم اعظم کا سوال کیا اب کی مرتبہ وہ غصہ نہیں ہوئے اور مجھ سے وعدہ کر لیا اس کے بعد چھ ماہ تک میں ان کی خدمت میں رہا پھر انہوں نے ایک طباق رومال میں لپٹا ہوا نکال کر مجھے دیا اور کہا کہ یہ فسطاط میں میرے فلاں دوست کو دے آؤ۔

یوسف بن حسین کہتے ہیں کہ میں چلتے ہوئے راستے میں سوچتا جا رہا تھا کہ آخر اس میں ایسی کون سی قیمتی چیز ہے جو میرے ذریعے بھجوائی جا رہی ہے جب میں پل کے پاس سے گزر رہا تھا تو میں نے اسے کھول کر دیکھا تو اس میں سے چوہا نکل کر بھاگ گیا یہ دیکھ کر مجھے بڑا غصہ آیا کہ ذوالنون نے میرے ساتھ مذاق کیا ہے اسی حالت میں میں ذوالنون کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تجھ پر افسوس ہے میں نے تو تیرا امتحان لینے کا ارادہ کیا تھا جب ایک چوہے کے بارے میں تم نے امانت داری سے کام نہیں لیا تو اسم اعظم کے بارے میں تم کس طرح امانت داری سے کام لو گے اب یہاں سے چلے جاؤ دوبارہ میرے سامنے مت آنا۔

مروی ہے کہ ابوالحسین رازی نے ان کی وفات کے بعد خواب میں انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ اللہ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا انہوں نے جواب دیا کہ موت کے وقت میں نے ایک بات کہی تھی جس کی وجہ سے میری مغفرت ہو گئی میں نے کہا تھا کہ اے میرے رب زندگی میں میں نے

---

(۱) التاریخ ... المنتظم ... شذرات الذہب ... العبر ... النجوم الزاہرۃ [illegible]

خوبی سے ایک بات کی نصیحت کی تھی اور میں نے اپنے نفس میں یہ کہا کہ جس میں خیانت کی تھی تو میں نے وعدہ کیا کہ اے مولیٰ تعالیٰ میری نصیحت نے مجھ میری خیانت مجھے واپس کر دے چنانچہ اسی وقت میری بخشش کر دی گئی۔ یموت بن المزرع بن یموت کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

یموت بن المزرع بن یموت کے حالات[1]: یہ یموت بن مزرع بن یموت ابو بکر العبدی قبیلہ قیس میں سے تھے۔ یہ جاحظ کے بھانجے تھے بغداد آئے انہوں نے ابو عثمان مازنی، ابو حاتم السجستانی، ابی الفضل الریاشی وغیرہ سے احادیث بیان کی تھیں۔ یہ صاحب اخبار، آداب اور ظریف طبیعت کے تھے انہوں نے اپنا نام تبدیل کر کے محمد رکھ لیا تھا لیکن یہ نام ان کا مشہور نہ ہو سکا یہ جب کسی مریض کی عیادت کے لئے ان کے گھر جاتے تھے تو گھر والے اندر سے پوچھتے تھے کہ کون ہے تو یہ جواب میں نام کے بجائے کہتے کہ میں ابن المزرع ہوں تا کہ مریض [illegible] نام کی وجہ سے بری فال نہ لیں۔

واقعات ۳۰۵ھ

اسی سال روم کے بادشاہ کا قاصد قیدیوں کے چھڑانے اور صلح کے سلسلے میں بغداد آیا یہ بہت شکیل نوجوان تھا اور اس کے ساتھ ایک بوڑھا مترجم تھا۔ یہ جب بغداد پہنچا تو انہوں نے یہاں پر حیرت انگیز چیزوں کا مظاہرہ کیا۔ یہاں کی اس موقع پر خلیفہ نے [illegible] ہتھیاروں سے [illegible] ان کے ذریعے ایک چیز ظاہر کرے جس سے دشمن کے دل میں دہشت بیٹھ جائے چنانچہ تمام فوج ایک جگہ جمع ہو گئی جن کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی جن میں پیدل بھی تھے اور سوار بھی اور [illegible] ان کے علاوہ بھی چند [illegible] خاص طور پر [illegible] سے تھے تمام لشکر کے علاوہ خلیفہ کے سات ہزار غلام تھے جن میں سے چار ہزار سفید اور تین ہزار سیاہ تھے یہ سب [illegible] ہتھیاروں سے لیس تھے اور سات سو دربان بھی تھے اور اس کے علاوہ دریائی جانور [illegible] کشتیاں وغیرہ بھی کافی تعداد میں تھے جب قاصد دارالخلافہ میں داخل ہوا تو اس نے [illegible] کو دیکھا تو حیرت زدہ ہو گیا اور [illegible] اور جب وہ وہاں کے پاس سے گزرا تو اس نے [illegible] سمجھ لیا کہ یہ دربان ہے اس کے بعد وزیر کے پاس سے گزرا تو اس کا عالی شان [illegible] دیکھ کر اسے خلیفہ سمجھ لیا مگر اسے بتایا گیا کہ یہ خلیفہ کا وزیر ہے۔

اس موقع پر دارالخلافہ کو اتنے خوبصورت انداز میں سجایا گیا کہ ایسا منظر اس سے پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اس میں ۳۸۰۰۰ پردے لگائے گئے تھے جن میں [illegible] سونے کے [illegible] تھے اس کے علاوہ ۲۲۰۰۰ بے مثال خوبصورت قالین بچھائے گئے تھے اور اس میں سو قسم کے وحشی جانور بھی تھے ان میں سے ایک قسم انسانوں سے مانوس بھی تھی جو انسان کے ہاتھ سے کھانا لیتی تھی، دوسری قسم جنگلی وحشی جانوروں کی تھی۔

اس کے بعد اسے مصنوعی باغ کی زیارت کرائی گئی جس میں صاف شفاف پانی بہہ رہا تھا اور اس کے وسط میں سونے چاندی کے درخت تھے جن میں ۱۸ ٹہنیاں تھیں جن میں سے اکثر سونے کی تھیں اور ان ٹہنیوں پر سونے چاندی کے پتے اور موتی اور یاقوت لگے ہوئے تھے اور ہوا کے چلنے سے ان میں سے آواز نکلتی تھی یہاں پر بہت سے پرندے بھی تھے جو اس طرح حرکت کر رہے تھے جن میں سے ایک قسم کی دہشت آتی تھی۔

پھر اس کو ایک محل کی سیر کرائی جس کا نام انہوں نے فردوس رکھا تھا اس میں اتنے خوبصورت قالین اور گدے تھے جن کا بیان ممکن نہیں اور اس کی دہلیز پر دس ہزار سونے کی زرہیں لٹکی ہوئی تھیں اب بھی کسی مقام پر اس کا گزر ہوتا تو وہ حیرت زدہ ہو جاتا اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جاتیں۔

اب اس کے بعد اسے اس جگہ لے جایا گیا جہاں پر مقتدر آبنوس کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا اس تخت پر سونے سے [illegible] بچھا ہوا تھا اور اس کے دائیں اور بائیں جانب میں [illegible] جواہر لٹکے ہوئے تھے جن کی روشنی دن کی روشنی کی مانند کر رہی تھی اور جن کا فرید [illegible] بھی بے مثال تھا۔

---

[1] [illegible] المنتظم [illegible] تاریخ بغداد [illegible]

اس وفد کو خلیفہ سے سو ہاتھ کے فاصلے پر ٹھہرایا گیا تھا اور خلیفہ کا وزیر علی بن محمد بن الفرات خلیفہ کے سامنے کھڑا ہوا تھا اس کے نزدیک ترجمان کھڑا ہوا تھا وزیر ترجمان سے بات کرتا اور ترجمان اس وفد سے بات کرتا جب یہ گفتگو سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ان میں سے ہر ایک کو دو [illegible] دیئے جن میں سے ایک میں پانچ ہزار درہم تھے پھر گفتگو سے فارغ ہوئے تو دار الخلافت کے بقیہ مقامات کی سیر کرائی گئی اور [illegible] جب [illegible] سے بھی انہیں لے جایا گیا جہاں پر ہاتھی زرافہ اور دیگر جانور تھے اور [illegible] ایک کتاب [illegible] اس سال کے [illegible] میں [illegible] تھا۔

اس سال بھی فضل ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا۔

خواص کی وفات اسی سال خواص میں سے متعدد لوگوں کی وفات ہوئی تھی۔ محمد بن احمد ابو موسیٰ نحوی کی جو حامض سے مشہور تھے اور چالیس برس تک ثعلب کی صحبت میں رہے تھے اور ان کے حلقہ میں ان کی نیابت بھی کرتے رہے۔

انہوں نے غریب الحدیث، خلق الانسان، الوحوش، النبات کے نام سے کتابیں لکھیں تھیں وہ بلند رتبہ صالح تھے ان سے ابو عمر زاہد نے احادیث روایت کی تھیں۔ اس سال ذی الحجہ میں بغداد میں ان کی وفات ہوئی تھی اور باب التین کے قریب مدفون ہوئے تھے۔

عبدان بن احمد الحافظ، عمران بن موسیٰ، ابو خلیفہ فضل بن حباب [illegible] ابن یحییٰ [illegible] ان حضرات کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان میں سے آخر الذکر بزرگ ثقات میں سے تھے [illegible] ابن سعید [illegible] انہوں نے احادیث کی [illegible] سے [illegible] نے احادیث [illegible] بغداد میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

واقعات ۳۰۶ھ

اسی سال کے محرم میں بغداد میں شفاخانے کا افتتاح کیا گیا جسے مقتدر کی والدہ محترمہ نے بنوایا تھا اور اس کا نگران سنان بن ثابت کو مقرر کیا گیا تھا اور ڈاکٹروں اور نگرانوں کا بھی اس میں انتظام کیا گیا تھا اور اس کا ماہانہ خرچ [illegible] دینار تھا سنان بن ثابت ہی نے خلیفہ کو اس کے بنانے کا مشورہ دیا تھا چنانچہ اس کے مشورہ کو قبول کرتے ہوئے یہ شفاخانہ بنایا گیا تھا اور مقتدری اس کا نام رکھا گیا تھا۔

اسی زمانے میں مصر کے [illegible] کی طرف سے [illegible] فتح ہونے کی مبارک خبر پہنچی تھی۔

اسی سال لوگوں کے دلوں کو ہلا دینے والی خلیفہ کی موت کی جھوٹی خبر پھیلی تھی اس وقت خلیفہ نے عوام کو مطمئن کرنے کے لئے ایک عظیم الشان [illegible] سواری پر سوار ہو کر [illegible] پہنچے پھر وہاں سے باب عامہ کے قریب پہنچ کر کافی دیر تک لوگوں کو دکھانے کے لئے [illegible] پھر واپس آ گئے تب جا کر لوگوں کو خلیفہ کی حیات کے بارے میں اطمینان حاصل ہوا اور [illegible] ہو گئے۔

ماہ [illegible] میں خلیفہ نے حامد بن عباس کو وزیر بنا کر [illegible] علی بن عیسیٰ کو [illegible] خدمت کے لئے [illegible] چند دنوں کے بعد معلوم ہو گیا کہ ان میں وزارت چلانے کی صلاحیت نہیں ہے تو خلیفہ نے علی بن عیسیٰ کو ان کا معاون مقرر کر دیا [illegible] ابن الفرات کے [illegible] تھے پھر [illegible] ان کو معزول کر دیا گیا پھر آئندہ سال انہیں مستقل وزیر بنا دیا گیا۔

اسی سال مقتدر کی والدہ نے ہر جمعہ کو مظالم کی [illegible] کے لئے [illegible] مقرر کی [illegible] ان کے پاس [illegible] حاضر ہوتے تھے۔

[illegible]

خواص کی وفات [illegible] وفات پانے والے حضرات یہ تھے، ابو العباس احمد بن عمر بن سریج [illegible] الشافعی [illegible]

تھا اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ محمد بن حسن الصوفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ شیخ صالح تھے آپ سے ایک [illegible] انہوں نے [illegible] پائی تھی احمد بن عمر بن سریج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن عمر بن سریج کے حالات [1]: یہ احمد بن عمر بن سریج ابوالعباس ہیں جو شافعیہ کے امام تھے چار سو کتابوں کے مصنف تھے [illegible] تھے۔ الباز الاشہب ان کا لقب تھا۔ ابوالقاسم الانماطی صاحب شافعی مزنی وغیرہ جیسے حضرات سے انہوں نے فقہ حاصل کیا تھا انہوں نے ہی [illegible] اطراف میں مذہب شافعی کی اشاعت کا کام کیا تھا ہم نے طبقات میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ روایت ہے کہ ستاون سال [illegible] جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ستاون سال تین ماہ کی عمر پا کر اسی سال ۲۵ ربیع الاول بروز [illegible] ان کی وفات ہوئی تھی اور ان کی قبر کی زیارت کے لئے لوگ آتے تھے۔ احمد بن یحییٰ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن یحییٰ کے حالات [2]: یہ احمد بن یحییٰ ابوعبداللہ الجلاء بڑے ولی تھے [illegible] ابوتراب نخشبی، ذوالنون مصری کی صحبت اختیار کی تھی ابونعیم نے حلیہ میں ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے [illegible] کی حالت میں [illegible] سے درخواست کی [illegible] تھے [illegible] نے [illegible] چنانچہ انہوں نے [illegible] پھر ایک طویل عرصہ سے غائب رہا [illegible] کے وقت میں [illegible] ان کا [illegible] انہوں نے پوچھا کہ کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں تمہارا بیٹا [illegible] ہوں۔ انہوں نے [illegible] کے بعد [illegible] چنانچہ انہوں نے [illegible]۔

حسن بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن زید القاضی ابوعلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ قاضی ابی عمر محمد بن یوسف کے بھائی تھے [illegible] کے عہد سے پہلے [illegible] تھے عبداللہ بن احمد بن موسیٰ بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابومحمد الجوالیقی القاضی [illegible] عبدان سے مشہور تھے [illegible] کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کی پیدائش ۲۱۶ھ میں ہوئی یہ حفاظ حدیث میں سے تھے ایک لاکھ احادیث ان کو یاد تھیں [illegible] نے شیوخ و ابواب سے جمع کی تھیں [illegible] بن علی وغیرہ سے انہوں نے روایت حدیث کی تھی پھر ان سے ابن صاعد [illegible] وغیرہ نے روایت کی تھی۔

محمد بن بابشاذ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ بغداد کے باشندے تھے اور عبیداللہ بن معاذ العنبری، بشر بن معاذ العقدی وغیرہ سے حدیث روایت [illegible] تھے ان کی احادیث میں غریب اور منکر حدیث بھی ہوتی تھیں اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

محمد بن [illegible] بن شہریار ابوبکر القطان [illegible] کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فلاس، بشر بن معاذ وغیرہ سے احادیث روایت کرتے تھے [illegible] ابن عمر [illegible] وغیرہ نے احادیث [illegible] ابن ماجہ نے ان [illegible] محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ بن زیاد نے بھی اسی سال وفات پائی۔

محمد بن خلف بن حیان کے حالات [3]: یہ محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ بن زیاد ابوبکر الضبی ہیں جو وکیع کے نام سے مشہور تھے [illegible] علوم القرآن [illegible] کی بہت سی تصنیفات ہیں جن میں ایک کتاب [illegible] بھی ہے [illegible] قاضی [illegible] حسن بن عرفہ [illegible] زبیر بن بکار وغیرہ سے انہوں نے احادیث [illegible] پھر ان سے [illegible] نے احادیث [illegible] ان کے اشعار بھی بہت عمدہ مشہور ہیں۔

---

[1] طبقات [illegible] البدایہ والنہایہ [illegible] شذرات الذہب [illegible]

[2] تاریخ بغداد [illegible] شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible]

[3] شذرات الذہب [illegible] وفیات الاعیان [illegible] مرآۃ الجنان [illegible]

جب لوگ ہمیشہ کتب میں باقی رہنے والے علم کو حاصل کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ تو میں بھی دامن پھیلا کر پوری کوشش کر کے نکلتا ہوں اسی حال میں کہ میری دوات میرے کان میرا قلب اس کا ذخیرہ ہوتا ہے۔ اسی سال منصور بن اسماعیل بن عمر کی وفات ہوئی تھی۔

منصور بن اسماعیل بن عمر کے حالات[1] ..... یہ منصور بن اسماعیل بن عمر ابو الحسن فقیہ آئمہ شافعیہ میں سے تھے اور مذہب شافعی پر ان کی تصنیفات ہیں ان کے اشعار بہت عمدہ ہوتے تھے ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ اپنے اشعار کے ذریعے بدعت کا اظہار کرتے تھے اور نابینا بھی تھے بعد میں؟ کیونکہ نابینا ہونے کی وجہ سے فوجی ملازمت چھوڑ کر رملہ میں انہوں نے رہائش اختیار کر لی تھی پھر بعد میں مصر آ گئے تھے وہیں انہوں نے وفات پائی۔

ابو عمر الکبیر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے بہت بڑے سخی اور صاحب مروت تھے ایک بار ایک سائل کے پاس سے گزرے جو ان کو پیچھے سے سوال کر رہا تھا کہ میرے سفارشی آپ علیہ السلام ہیں یہ سن کر انہوں نے اپنا جبہ پھاڑ کر اس میں سے آدھا اس سائل کو دے دیا پھر دو قدم چلے تھے کہ کہنے لگے یہ بھی لے لو بقیہ نصف یہ کہہ کر اسے دے دیا کہ اس حقیر شے کو بھی قبول کر لو۔

واقعات ۳۰۷ھ

اس سال مصر میں کرخ میں باقلائیین میں بہت آگ لگ گئی تھی جس میں بہت سے افراد ہلاک ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں ربیع الاول میں کرخ کے نزدیک جو قیدیوں کو رکھا گیا تھا جن کو امیر بدر الحمامی نے رہا کیا تھا سامان روانہ کیا تھا ایک پکڑ دھکڑ بہت بڑا استحکام اور قوت کے ساتھ کیا کرتے تھے اس کے تین حصے ہو گئے تھے اس کے بعد لوگوں نے ایک شدید گرمی کی تھی سالانہ سونے کے باٹوں کا اہتمام بھی کیا تھا اس کو ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے۔

اسی سال قرامطہ نے بصرہ میں داخل ہو کر شدید فساد برپا کیا تھا اس زمانے میں خلیفہ نے حامد بن عباس کو معزول کر کے اس کی جگہ دوسری بار ابو الحسن بن فرات کو متعین کیا تھا۔

ماہ رمضان میں لوگوں نے جیل کے دروازے توڑ کر قیدیوں کو نکال لیا تھا لیکن پولیس نے سب کو دوبارہ گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا تھا۔

اسی سال ام موسیٰ قہرمانہ کے بھائی نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

خواص کی وفات[2] ..... خواص میں سے اس سال مشہور جن لوگوں نے وفات پائی تھی مسند مشہور کے مصنف ابو یعلیٰ موصلی کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا امام احمد بن حنبل اور ان کی جماعت سے انہوں نے روایت کی تھی یہ حافظ، بہترین مصنف حدیث روایت کرنے میں عادل اور حدیث کے حافظ تھے۔ اسحاق بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن مسلم بن یعقوب ابو الحسن المنقری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی طلب علم کے لئے انہوں نے شام و مصر کا سفر کیا تھا اور کافی احادیث لکھی تھیں اور ایک مسند بھی تصنیف کی تھی وہ بغداد کو وطن بنا لیا تھا یہ ثقات میں سے تھے ان سے ابن المظفر الحافظ نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ حافظ اور عارف تھے اسی سال طرطوس میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

زکریا بن یحییٰ الساجی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فقیہ محدث حدیث و فقہ میں ابو الحسن اشعری کے شیخ تھے۔

علی بن سہل بن ازہر ابو الحسن الاصبہانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ پہلے بہت مالدار تھے پھر انتہائی زاہد و عابد بن گئے کھانا یا

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

چھوڑ دیا ہو کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے شوق نے مجھے کمزور بنا دیا اور یہ بھی کہتے تھے کہ جس طرح لوگوں کی موت مصائب اور بیماریوں میں آتی ہے اس طرح میری موت نہیں آئے گی میری موت تو ایک سحری کی دعا ہے جب میں اللہ تعالیٰ سے ہاتھوں کو اٹھاؤں گا تو اسی وقت میری موت آئے گی چنانچہ ایسے ہی ہوا ایک مرتبہ ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک زبان سے کہا لبیک اسی وقت ان کی جان نکل گئی۔ محمد بن ہارون الرویانی صاحب مسند اور مورخ الطبری کے شیخ قاسم بن خلف کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

۳۰۸ ہجری کے واقعات

اسی سال بغداد میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی جس کی وجہ سے لوگ بہت زیادہ پریشان تھے اور انہوں نے تنگ آ کر حامد بن عباس کے گھر کا محاصرہ کر لیا تھا کیونکہ اس نے خلیفہ سے غلے کا ٹھیکہ لیا تھا یہی مہنگائی کا سبب تھا اور لوگوں نے جمعہ کے دن خطیب پر زیادتی کر کے جمعہ کے روز خطبہ نہیں دینے دیا تھا اور منبروں کو توڑ دیا تھا۔ اس صورت حال کو دیکھ کر خلیفہ نے عوام کے قتل کا حکم دے دیا اور حامد بن عباس سے جو ٹھیکہ لیا تھا اسے بھی توڑ دیا جس کی وجہ سے مہنگائی بالکل ختم ہو گئی تھی کہ گندم کا ایک کر پانچ درہم سے بھی کم میں فروخت ہونے لگا تھا لوگ بھی اس وجہ سے خوش ہو گئے تھے اور انہوں نے سکون کا سانس لیا تھا۔

اسی سال ماہ تموز (جولائی) میں سخت سردی پڑی تھی حتیٰ کہ لوگ گھروں کی چھتوں سے نیچے اتر آئے تھے اور انہوں نے لحاف اور چادریں اوڑھ لی تھیں۔

اسی زمانے میں شہر میں بلغم نکلنے کے مرض بھی پیدا ہو گیا تھا جس کا سبب سخت سردی تھی اور اس کی وجہ سے کھجور کے بعض درختوں کو بھی نقصان پہنچا تھا۔

اسی سال قہرمانہ کے بھائی احمد بن عباس نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

خواص کی وفات:۔۔۔۔۔۔ خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی:

(۱) ابراہیم بن سفیان الفقیہ[۱] جنہوں نے صحیح مسلم امام مسلم سے روایت کی تھی۔

احمد بن الصلت بن المغلس ابوالعباس الحمانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ضعیف محدثین میں سے تھے اپنے ماموں جبارہ بن مغلس اور ابی نعیم، مسلم بن ابراہیم، ابی بکر بن ابی شیبہ، ابی عبید قاسم بن سلام وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں انہوں نے تمام احادیث امام ابوحنیفہ وغیرہ کے فضائل پر لکھی تھیں۔ یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، بشر بن حارث سے بھی کئی احادیث انہوں نے نقل کی سب جھوٹی تھیں۔

ابوالفرج ابن جوزی کا قول ہے کہ محمد بن ابی الفوارس نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ احمد بن صلت جھوٹی احادیث گھڑا کرتا تھا۔ اسحاق بن احمد الخزاعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ مفضل جندی کے امام وقت بن محمد بن وہب اللہ جندی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

عبداللہ بن ثابت بن یعقوب ابو محمد المقری النحوی التوزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی بغداد ان کا مسکن تھا عمر بن شبہ سے یہ احادیث روایت کرتے تھے پھر ان سے ابو عمرو وغیرہ نے احادیث روایت کی تھیں ان کے اشعار میں سے تین عمدہ اشعار مندرجہ ذیل ہیں:

> جب تم علم کی حفاظت اور اس کی یاد سے غافل ہو جاؤ گے تو تمہارا علم عمر بھر جمع کرنے کے باوجود تمہیں نفع نہیں دے گا۔ اس حالت میں تم جاہل بن کر مجلس میں حاضر ہو جاؤ گے تمہارا علم کتب میں بلا فائدہ رکھا ہوا ہو گا۔ جس شخص کی یہ حالت ہو گی اس کا رونا اس کا ساتھ نہیں دے سکے گا۔

---

[۱] طبقات السبکی ۲: ۱۵۱، العبر ۲: ۱۳۶

واقعات ۳۰۹ھ

اسی سال بغداد کے بعض نواحی علاقوں میں ایک زندیق کے قتل کی وجہ سے زبردست آگ لگ گئی تھی اور یہ اس زندیق کے حامیوں نے لگائی تھی جس کی وجہ سے کافی لوگ ہلاک ہو گئے تھے اسی زمانے میں مقتدر نے مونس الخادم کو مصر و شام کے علاقوں کا امیر بنایا تھا اور مظفر اس کا لقب رکھا تھا اور تحریر کے ذریعے اس کی خبر پورے ملک میں پہنچا دی گئی تھی۔

اسی زمانے میں ذیقعدہ میں ابوجعفر محمد بن جریر طبری وزیر عیسیٰ بن علی کے گھر حنابلہ میں مناظرہ کرنے کے لئے آئے تھے جنہوں نے ان پر کچھ اعتراضات کئے تھے لیکن حنابلہ میں سے کوئی بھی نہیں آیا تھا۔

سال رواں ہی میں وزیر حامد بن عباس نے خلیفہ کو باغ دیا تھا جسے اس نے خود تیار کیا تھا اور اس کا نام الناعورہ رکھا تھا اس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی اس نے اس کی رہائشی جگہوں میں مختلف قیمتی فرش بچھائے تھے۔

اسی سال حسین بن منصور حلاج کو قتل کیا گیا تھا یہاں پر ہم ان شاء اللہ اس کے حالات، سیرت، قتل کی کیفیت مختصر انداز میں عدل و انصاف کو ملحوظ رکھتے ہوئے ظلم و زیادتی کو بالائے طاق رکھ کر بیان کریں گے۔

منصور حلاج کے حالات[1]...... ہم حلاج کے بارے میں تعصبات کے بغیر ان کی طرف غلط افعال و اقوال کی نسبت کرنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں چنانچہ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ حسین بن منصور بن محمی الحلاج ابو مغیث یا ابو عبداللہ تھے ان کے دادا کا نام محمی تھا جو غالباً مجوسی تھے اور فارس کے شہر بیضاء کے رہنے والے تھے جو واسط یا تستر میں پیدا ہوئے تھے پھر بغداد آ گئے تھے اور مکہ مکرمہ میں بھی ان کا آنا جانا لگا رہتا تھا اور مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران موسم سرما ہو یا گرما مسجد حرام کے درمیان بیٹھتے تھے چند سال تک ان کی یہی حالت رہی تھی بڑا مجاہدہ اور مشقت برداشت کرتے رہے اور مسجد حرام کے درمیان کھلے آسمان تلے بیٹھتے تھے صرف افطاری کے وقت چند نوالے کھا کر چند پانی کی گھونٹوں پر اکتفا کرتے تھے مکمل ایک سال تک یہی معمول تھا اور سخت گرمی میں جبل ابو قبیس کے ٹیلے پر تشریف فرما ہوتے تھے جنید بن محمد، عمرو بن عثمان المکی ابوالحسین النوری جیسے امراء مشائخ صوفیہ کی صحبت اختیار کی تھی۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ صوفیہ کا ان کے بارے میں اختلاف رہا ہے اکثر نے حلاج کو صوفیہ میں شمار نہیں کیا لیکن متقدمین میں سے ابو العباس بن عطاء البغدادی، محمد بن خفیف الشیرازی، ابراہیم بن محمد النصرآبادی النیساپوری نے ان کو صوفیہ میں شمار کر کے ان کے کلام کو صحیح کہا ہے حتیٰ کہ ابن خفیف کا قول ہے کہ حسین بن منصور عالم ربانی تھے۔

محمد بن حسین ابو عبدالرحمٰن السلمی کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم بن محمد النصرآبادی سے سنا ہے کہ انہوں نے روح کے بارے میں کوئی بات حلاج سے نقل کی تھی تو کوئی شخص اس وجہ سے ان پر غصہ ہو گیا تو انہوں نے اسے جواب دیا کہ اگر انبیاء اور صدیقین کے بعد کوئی موحد ہے تو وہ صرف حلاج ہے۔ ابو عبدالرحمٰن کا قول ہے کہ میں نے منصور بن عبداللہ سے انہوں نے شبلی سے سنا تھا کہ حسین بن منصور اور مجھ میں اس کے علاوہ کوئی فرق نہیں تھا کہ انہوں نے علم کو ظاہر کر دیا تھا اور میں نے ظاہر نہیں کیا تھا۔

کسی نے شبلی سے یہ نقل کیا ہے کہ شبلی نے حلاج کو صوفی دیکھ کر کہا کہ کیا میں نے تمہیں لوگوں کے سامنے باتیں ظاہر کرنے سے منع نہیں کیا تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ جن حضرات نے منصور بن حلاج کو صوفیہ میں شمار نہیں کیا انہوں نے ان کی باتوں کو شعبدہ بازی اور ان کے افعال کو زندقیت کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور آج تک ان کی بابت چہ میگوئیاں کرنے والے موجود ہیں اور ان میں سے بعض غلو بھی کرنے والے لوگ موجود ہیں۔ حلاج بڑے شیریں زبان تھے اور ان کے اشعار صوفیہ کے طرز پر ہوتے تھے۔

صاحب کتاب کہتے ہیں کہ حلاج کے بارے میں ہمیشہ لوگوں کی مختلف رائے رہی ہیں فقہاء نے تو ان کے قتل پر علماء وقت کا اجماع نقل کیا ہے

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۱۱۲، ۱۴۱، شذرات الذہب ۲/ ۲۵۳، ۲۵۷، العبر ۲/ ۱۳۸، ۱۴۲، لسان المیزان ۲/ ۳۱۴، ۳۱۵

اور اس پر بھی کہ حلاج کافر، اباحی، ساحر اور شعبدہ باز تھا، اکثر صوفیہ کی رائے بھی یہی ہے۔

دوسرے بعض افراد نے ان کے بارے میں حسن ظن کا اظہار کیا ہے جس کی وجہ ان کے ظاہر سے دھوکہ کھا گئے اور ان کے باطنی قول و فعل پر وہ مطلع نہ ہو سکے کیونکہ شروع میں حلاج عابد، صاحب اہل دل اور صوفی تھے لیکن علم سے عاری تھے اس وجہ سے انہوں نے اپنے عمل کی بنیاد تقویٰ پر نہیں رکھی اس وجہ سے ان کی برائیاں بھلائیوں کے مقابلے میں زیادہ ہیں۔

حضرت سفیان بن عیینہ کا قول ہے کہ فاسد عالم یہود کے اور فاسد عابد نصاریٰ کے مشابہ ہیں اسی وجہ سے حلاج پر حلول اور اتحاد کا غلبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے یہ اہل حلول و تحریف میں سے ہو گئے تھے۔

اس کے بارے میں یہ بھی منقول ہے کہ اس کے احوال الٹ پلٹ ہو گئے تھے اور یہ شہروں کا چکر لگاتا تھا اور بظاہر حرکت تھا کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور یہ بات ثابت ہے کہ یہ ہندوستان چلا گیا تھا وہاں پر اس نے جادو سیکھا تھا اور کہتا تھا کہ میں اس کے ذریعے لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اہل ہند ان کو مغیث کہہ کر لکھا کرتے تھے اور اہل ترکستان مقیت، اہل خراسان ممیز، اہل فارس ابو عبداللہ الزاہد، اہل خوزستان ابو عبداللہ الزاہد حلاج الاسرار اور اہل بغداد المصطلم اور اہل بصرہ المحیر کے نام سے ان سے مکاتبت کرتے تھے۔

انہیں حلاج کہنے کی مختلف وجوہ ہیں: (۱) اہل اہواز ان سے اپنے دل کی باتیں پوچھا کرتے تھے۔

(۲) ایک بار خود انہوں نے کسی روئی دھننے والے سے کسی کام کے لئے کہا تو اس نے کام سے عذر کیا انہوں نے کہا کہ تم جاؤ میں تمہارا کام کرتا ہوں وہ جلدی سے کام کر کے آیا تو اس نے دیکھا کہ ساری روئی حلاج نے دھن کر رکھ دی ہے۔

(۳) یہ جس بیج کی طرف اشارہ کرتے فوراً ہی اس سے جدا ہو جاتی تھی لیکن یہ باتیں کمزور ہیں اور صحیح طور پر ان کی صحت ثابت نہیں۔ بجائے یہ کہ حلاج، تم کسی کی بیوی کے گھر چلے گئے ان ساتھیوں کی دو ماہ خدمت کرتے تھے۔ بعض نے ایک وجہ اور بیان کی ہے کہ ان کے والد روئی دھننے کا کام کرتے تھے اسی وجہ سے یہ بھی اکثر اوقات اسی قسم کا کام کرتے تھے جیسا کہ ان کے مندرجہ ذیل اشعار سے ظاہر ہے:

> میری روح تمہاری روح کے ساتھ اس طرح ایک ہو گئی جس طرح عنبر مشک کے ساتھ مل کر ایک ہو جاتی ہے جب تم کو کوئی چیز چھوتی ہے تو مجھے بھی چھوتی ہے اب تم اور میں دونوں اب یکجان ہو گئے۔ میری روح تمہاری روح کے ساتھ ایسے مل گئی جیسے شراب پانی میں گھل جاتی ہے۔ جب تمہیں کوئی چیز محسوس ہوتی ہے تو مجھے بھی محسوس ہوتی ہے۔ میں نے تمہاری تمنا کی تمہیں طلب کیا تو میری ذات تم سے کا طالب ہو کر پہنچی۔ کچھ طالب کے لئے ہم جمع ہو گئے اور کچھ طالب کے لئے ہم جدا ہو جائیں گے اگر تم نظر آنے کی وجہ سے چھپ گئے تو خوشی نے تمہیں تمہاری آنکھوں کے قریب کر دیا۔

ابن عطاء کے سامنے حلاج کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے گئے۔

> میں عذاب حاصل کرنے کے لئے تمہاری ملاقات کا مشتاق ہوں نہ کہ ثواب حاصل کرنے کے لئے۔ عذاب کی لذت حاصل کرنے کے علاوہ میں نے تمام مقصد حاصل کر لئے۔

یہ اشعار سن کر ابن عطاء نے فرمایا ان اشعار سے شوق کے عذاب کی زیادتی کا جنون اور افسوس کی آگ زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر یہ صاف ہو اور قائم رہنے والا ہو تو یہ ترقی کے لئے بار بار مسلسل پہنچنے والی روشنی کی طرف چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ابو عبداللہ بن خفیف کو حلاج کے مندرجہ ذیل شعر سنائے گئے:

> پاک ہے وہ ذات جس نے اپنا ناسوت ظاہر کر کے اپنے لاہوت کی چمک کو چھپا دیا پھر وہ مخلوق کے سامنے کھانے پینے والے کی شکل میں ظاہر ہوا
> یہاں تک کہ مخلوق نے آنکھوں سے ایک ابرو کے دوسرے ابرو کو دیکھنے کی طرح اس کو دیکھ لیا۔

ابن خفیف نے کہا ان شعروں کے کہنے والے پر اللہ کی لعنت ہو، انہیں بتایا گیا کہ یہ حلاج کے شعر ہیں، جواب میں کہا کہ اس پر بھی اللہ کی لعنت ہو۔

حلاج کی طرف یہ اشعار بھی منسوب ہیں:

> شاید تم میری حالت کے بارے میں سوال کرو اور یہ کہ تمہارے بعد میں نے نفس کو ظاہر نہیں کیا۔ اگر مجھے اپنی حالت معلوم ہوتی تو میں متنبہ ہوتا اور مجھے پتہ بھی معلوم نہیں کہ میں کہاں ہوتا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ سمنون کے اشعار ہیں نہ کہ حلاج کے۔

حلاج کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں:

> اگر تمہارے غم میں میری آنکھ جاگے یا روئے تو اس کو اس کا مقصد حاصل نہ ہو، اگر تیرے علاوہ میرے دل میں کسی کی محبت ہو تو تمہارے رخساروں کے نقش باغ نہ کھلیں اور نہ اس کے پھل پکیں۔ دنیا نے مجھے مغالطے میں ڈال دیا گویا میں اس کے حال سے ناواقف ہوں۔ اس کی حرام چیزوں سے بادشاہ نے منع کیا ہے اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی پرہیز کرتا ہوں۔ میں نے اسے عاقل پایا تو اس کی الفت میں نے اسی کو ہبہ کر دی۔

حلاج مختلف قسم کے لباس استعمال کرتا تھا، کبھی صوفیا کا، کبھی فقراء کا، کبھی فوجیوں کا، کبھی دولت مند بادشاہوں کا۔ بعض نے اسے اس حالت میں دیکھا ہے کہ پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے ہاتھ میں ڈنڈا اور چھاگل لئے ادھر ادھر گھوم رہا ہے انہوں نے اس سے پوچھا یہ کیسی حالت ہے اس کا جواب اس نے مندرجہ ذیل اشعار کے ذریعے دیا:

> اگر تم نے مجھے پھٹے پرانے کپڑوں میں پایا ہے تو یہ بے قیمت ہونے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ یہ ایک آزاد شریف آدمی کے جسم پر پرانے ہوئے ہیں۔ اگر تم نے میری موجودہ حالت کو پہلی حالت سے جدا ہوا دیکھا ہے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ آنے والے وقت میں مجھے یا تو بڑی عزت ملے گی یا ذلیل ہو جاؤں گا تیری زندگی کی قسم میں نے ایک امر عظیم سے ٹکرانا ہے۔

اس کے متعلق کلام میں سے ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے اس سے کہا تھا کہ افضل مقصود کردہ مقصد کے مطابق حق پر چلو

خطیب نے ستداں کا قول نقل کیا ہے کہ سب کی سب کتب کا خلاصہ چار چیزوں میں ہے (۱) اللہ کی محبت (۲) دنیا سے بغض (۳) قرآن کی اتباع (۴) اچھی حالت کے ختم ہونے کا خوف۔

میں کہتا ہوں کہ آخری ان باتوں پر حلاج نے کبھی عمل نہیں کیا اور گمراہی اور بدعت میں لگ گیا ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت کے طالب ہیں۔

ابو عبد الرحمن نے عمرو بن عثمان مکی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ ہم دونوں مکہ کی گلیوں میں چل رہے تھے اور میں آہستہ آہستہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا حلاج نے میرا قرآن سن لیا اور کہنے لگا کہ اس جیسی عبارت بنانا میرے لئے بالکل مشکل نہیں میں اسی وقت اس سے جدا ہو گیا۔

خطیب کا قول ہے کہ مجھ سے مسعود بن ناصر نے بیان کیا ان سے ابن باکو شیرازی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ابو زرعہ طبری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حلاج کی باتوں کو بعض نے قبول کیا ہے اور بعض نے قبول نہیں کیا لیکن میں نے محمد بن یحییٰ الرازی سے انہوں نے عمرو بن عثمان کو حلاج پر لعنت کرتے ہوئے دیکھا ہے اور وہ یہ بھی کہتے تھے کہ میں اسے قتل کر دوں گا میں نے عرض کیا کہ آپ نے اس میں کیا کوئی برائی دیکھی انہوں نے کہا کہ میں قرآن کی ایک آیت پڑھ رہا تھا کہ اس نے کہا کہ میں اس جیسا قرآن بنا سکتا ہوں۔

ابو زرعہ طبری کا قول ہے کہ میں نے ابو یعقوب اقطع سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ حلاج کے حسن طریقہ اور محنت کو دیکھ کر میں نے اپنی لڑکی کی شادی اس سے کی تھی لیکن بعد میں مجھے اس کے کذاب ساحر ہونے اور کافر خبیث ہونے کا علم ہوا۔

میں کہتا ہوں کہ عثمان نے اپنی لڑکی کی شادی حلاج سے مکہ مکرمہ میں کی تھی اور ام الحسین بنت ابو یعقوب اقطع تھی احمد بن حسین بن منصور اس کا لڑکا تھا اس نے خطیب کے مطابق اپنے والد کی سیرت بیان کی تھی۔

ابو القاسم قشیری نے اپنے رسالہ باب حفظ قلوب المشائخ میں ذکر کیا ہے کہ عمرو بن عثمان نے حلاج کو مکہ مکرمہ میں کاغذ پر کچھ لکھتے ہوئے دیکھ کر اس سے پوچھا تھا کہ یہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں قرآن کے مقابلے میں کچھ لکھ رہا ہوں تو انہوں نے یہ سن کر اسے بددعا دی تھی جس کے بعد وہ کامیاب نہیں

ہوا تھا اور انہوں نے ابو یعقوب کو بھی ڈانٹا تھا کہ اس نے اپنی لڑکی کی شادی اس سے کیوں کی۔ اس کے علاوہ عمرو بن عثمان نے اطراف میں خطوط لکھے تھے جن میں اس پر لعنت کی تھی اور لوگوں کو اس سے ڈرایا تھا اس کے بعد حلاج شہروں میں مختلف مقامات پر گھومتا رہا اور وہ یہی ظاہر کرتا تھا کہ میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں اور مختلف حیلے بہانوں سے وہ کام کرتا رہا اور اس کی یہی حالت رہی بالآخر اللہ نے مجرم قوم پر عذاب نازل کرنے کی طرح اس پر عذاب نازل کیا اور زندیقوں کے کندھوں پر چلنے والی شریعت کی تلوار نے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اللہ زیادہ عادل ہے اس سے کہ اس کو اپنے کسی دوست پر مسلط کرے۔

آخر ایسا کیوں نہ ہوتا کہ اس نے بڑی زیادتی کی تھی اور اس بلد حرام میں جس میں جبرائیل قرآن لے کر نازل ہوتے تھے بیٹھ کر قرآن کا مقابلہ کیا تھا ایسے انسان کے متعلق اللہ تعالیٰ نے صاف فرمادیا:

> جو کوئی اس مقام میں رو گردی کے کاموں کا ارادہ کرے گا ہم اسے سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے۔ (سورۃ الحج: آیت ۲۵)
>
> اصل بات یہ ہے کہ یہ سب سے بڑا ظالم تھا اور یہ اسلام دشمنی میں کفار قریش کے مشابہ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ:
>
> جب بھی ہماری آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ آیتیں سن لیں اگر ہم اب چاہیں تو ان جیسی آیتیں بآسانی بنا سکتے ہیں اس میں تو اگلے لوگوں کے قصے ہیں۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۱)

حلاج کی مکاریوں کا بیان...... خطیب بغدادی نے بیان کیا ہے کہ حلاج نے اپنے کسی خاص شاگرد کو پہاڑی علاقے میں بھیجا تھا کہ وہ وہاں جا کر لوگوں پر اپنی عبادت زہد و تقویٰ ظاہر کرے پھر جب تم دیکھو کہ لوگ تمہاری طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور تمہارے معتقد ہو رہے ہیں تو تم ان سے کہنا کہ میں نابینا ہوں پھر کچھ دنوں کے بعد ان سے کہنا کہ میں پاؤں سے بھی معذور ہوں پھر جب وہ اس کا علاج شروع کر دیں تو تم ان سے کہنا کہ میں نے آپ علیہ السلام کی خواب میں زیارت کی ہے اور آپ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تمہیں اس مرض سے نجات ایک قطب اللہ کے ولی کے ذریعے ملے گی جس کا ظہور عنقریب فلاں وقت فلاں تاریخ کو فلاں شہر میں ہوگا اس لئے جو تم علاج کروا رہے ہو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا اور حلاج اس سے کہتا کہ پھر اس وقت میں اس جگہ آ جاؤں گا۔

اس کے بعد وہ ان کا خاص شاگرد وہاں چلا جاتا اور وہاں پر خوب عبادت وغیرہ کرتا اور قرآن پاک کی تلاوت کرتا اور کچھ عرصہ تک وہ لوگوں کے سامنے اسی حالت میں رہتا اس کی بزرگی کو دیکھ کر وہاں کے لوگ اس کے معتقد ہو جاتے اور اس سے محبت کرنے لگتے پھر وہ ان سے کہتا کہ میں نابینا ہوں پھر کچھ دنوں کے بعد کہتا کہ میں پاؤں سے بھی معذور ہوں یہ سن کر لوگ اس کے علاج کی ہر ممکن کوشش کرتے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوتا پھر وہ ان سے کہتا تھا کہ اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اس لئے کہ مجھے خواب میں آپ علیہ السلام نے بتایا ہے کہ تمہیں اس مرض سے نجات ایک قطب کے ذریعے ہوگی جس کا ظہور عنقریب فلاں تاریخ فلاں شہر میں ہوگا وہ لوگ پہلے تو اسے پکڑ کر مسجد لے جاتے تھے پھر اسے اٹھا کر مسجد لے جانے لگے پھر وہ وقت مقرر پر شہر میں داخل ہوا کہ اس حالت میں کہ اس نے سفید اونی کپڑے پہنے ہوئے تھے پھر وہ مسجد میں داخل ہو کر ایک ستون سے لگ کر بیٹھ کر عبادت میں مشغول ہو گیا لوگوں نے انہی صفات کے ذریعے اسے پہچان لیا جن صفات کا تذکرہ اس نے ان کے سامنے کیا تھا فوراً لوگ اس کے نزدیک لگ گئے اس سے مصافحہ کیا پھر انہوں نے اس بیمار کو اس کی اطلاع دی اس نے کہا کہ میرے سامنے اس کی صفات بیان کرو چنانچہ انہوں نے اس کے سامنے اس کے اوصاف بیان کئے اس نے کہا کہ یہ وہی بزرگ ہے جس کی خواب میں آپ علیہ السلام نے مجھے بشارت دی ہے تم مجھے اس کے پاس لے چلو چنانچہ انہوں نے اسے اٹھا کر اس کے سامنے بٹھا دیا اس بزرگ نے اس سے بات کی تو اس کو پہچان لیا۔

پھر اس بیمار نے اس کے سامنے آپ علیہ سلام کا خواب بیان کیا یہ سن کر حلاج نے ہاتھ اٹھا کر اس کے لئے دعا کی پھر اپنا لعاب اس کی آنکھوں پر لگایا تو وہ بالکل صحیح و سالم ہو کر دیکھنے لگا گویا وہ نابینا تھا ہی نہیں اس موقع پر عوام الناس شہر کے امراء اور سردار بھی موجود تھے وہ یہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے سب نے مل کر ہل چل مچادی اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور حلاج کی عظمت ان کے دلوں میں بڑھ گئی کیوں کہ اس نے مکر و فریب سے کام لیا تھا پھر وہ ایک عرصہ تک ان کے پاس رہا اور وہ اس کی تعظیم و اکرام کرتے رہے اور اس بات کا انتظار کرتے رہے کہ شاید وہ ان سے

دنیاوی مال واسباب کا مطالبہ کرے۔

پھر جب اس نے ان کے پاس سے جانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس کے لئے بہت سا مال جمع کر کے اسے پیش کیا تو اس نے کہا کہ مجھے اس مال کی ضرورت نہیں ہے البتہ یہ تمہارا ساتھی جو ہے اس کے کچھ بھائی ساتھی وغیرہ ہیں جو ابدال ہیں اور طرطوس کی سرحدوں پر جہاد کرتے ہیں اور وہ حج وصدقہ بھی کرتے ہیں آپ مجھے دے دیں کیونکہ ان کی ضرورت ہے وہ تاجر شخص کہنے لگا کہ شیخ نے قبول کر لیا اس کے بعد حلاج نے میری آنکھیں ٹھیک کر دیں اور مجھے بیماری سے نجات دی ان شاء اللہ بقیہ عمر میں اپنے ان بھائیوں کے ساتھ جہاد وحج کرنے میں گزاروں گا پھر کچھ عرصہ استقامت پر رہنے پر معاملہ اس کے بعد حلاج چلا گیا اور وہ تاجر ان کے پاس کچھ مدت ٹھہرا حتیٰ کہ جب اس نے وہ سارا کافی مال جمع کر لیا جس میں سونا چاندی بھی تھا تو وہ ان سے نکل کر حلاج کے پاس آ گیا پھر انہوں نے وہ سارا مال تقسیم کر لیا۔

کسی نے ایک واقعہ بیان کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حلاج کی کرامتوں کا چرچا سنا تو میں نے اسے آزمانے کا ارادہ کیا چنانچہ میں نے اس کے پاس پہنچ کر اسے سلام کیا اس نے کہا کہ میں آپ کی کیا خدمت کروں میں نے کہا کہ تم تازہ مچھلی سے میری خدمت کرو چنانچہ وہ اندر گیا تھوڑی دیر کے بعد تڑپتی ہوئی مچھلی لے کر آیا اور اس کے پاؤں پر مٹی لگی ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں نے اللہ سے دعا کی تو اللہ نے مجھے دلدل کی طرف جانے کا حکم دیا تاکہ میں مچھلی لاؤں چنانچہ میں دلدل میں داخل ہوا اور یہ مٹی اس کی ہے میں نے کہا کہ مجھے بھی اپنا گھر دکھاؤ اگر کوئی راز نہ ہو تو اندر جاؤں تاکہ میرا ایمان بڑھے اس نے آؤ کہا چنانچہ وہ مجھے اپنے گھر لے گیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا میں نے گھر کا چکر لگایا تو مجھے نکلنے کا کوئی راستہ دکھائی نہ دیا تو میں بہت حیران ہوا پھر میں نے ایک پردہ دیکھا جو سامنے کی دیوار کا بنا ہوا تھا میں نے اسے حرکت دی تو وہ کھل گیا اور میں اس کے ذریعے ایک بڑے باغ تک پہنچا جس میں ہر قسم کے پھل تھے جن کے رکھنے کا بڑا اچھا انتظام کیا ہوا تھا اور بہت سی کھانے پینے کی چیزیں تھیں اور ایک حوض تھا جس میں ہر قسم کی چھوٹی بڑی مچھلیاں تھیں میں اس میں داخل ہوا میں نے ان میں سے ایک مچھلی نکال لی میرے پاؤں پر بھی حلاج کے پاؤں کی طرح مٹی لگ گئی پھر میں دروازے کی طرف آ گیا میں نے اس سے کہا کہ دروازہ کھولو میں تم پر ایمان لاتا ہوں جب اس نے میری حالت دیکھی تو وہ مجھ پر حملہ کرنے کے لئے میری طرف دوڑا میں نے اس کے منہ پر مچھلی مار کر کہا کہ تم نے مجھے تھکا دیا ہے جب میں اس سے بچ کر نکل گیا تو چند دن بعد پھر وہ مسکراتے ہوئے مجھ سے ملا اور کہا کہ اگر تم نے میرے راز کو افشا کیا تو میں تجھے قتل کر دوں گا یہ کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ اس کی زندگی میں میں نے کسی سے یہ واقعہ بیان نہیں کیا۔

ایک روز حلاج نے ایک شخص سے کہا کہ اگر تم مجھ پر ایمان لے آؤ تو میں تمہیں ایک چڑیا بنا دوں گا اس کی تھوڑی سی بیٹ تم اگر ایک سیر تانبے پر ڈال دو گے تو وہ سارا سونا بن جائے گا یہ سن کر اس شخص نے حلاج سے کہا کہ اگر تم مجھ پر ایمان لاؤ تو میں تمہیں ایک ایسا ہاتھی بنا دوں گا کہ وہ چت لیٹ جائے تو اس کے پاؤں آسمان پر جا لگیں اور اگر ایک آنکھ میں تم اسے چھپاؤ تو چھپ جائے یہ سن کر حلاج مبہوت اور لاجواب ہو گیا۔

حلاج جب بغداد آیا تو لوگوں کو اپنی مکاریوں اور شعبدہ بازیوں کے ذریعے اپنی دعوت دینے لگا لوگ عقل سے کورے ہونے اور حق وباطل کے درمیان فرق نہ کر سکنے کی وجہ سے اس کو مان لیتے تھے۔

ایک روز حلاج نے رافضیوں کے ایک سردار کو سیدھے سادھے ایمان لانے کی دعوت دی تو اس نے کہا کہ میں زن پرست ہوں اور میرے سر کے بال ختم ہو چکے ہیں اور میں بڑھاپے کو پہنچ گیا ہوں اگر تم میری ان دونوں بیماریوں کا علاج کر دو تو میں تم پر ایمان لاؤں گا اور تمہیں امام معصوم مان لوں گا اگر تم خود کو نبی کہو گے میں تمہیں نبی کہوں گا بلکہ اگر خدائی کا دعویٰ کرو گے تو میں تمہیں خدا مان لوں گا ایسی باتیں سن کر حلاج ہکا بکا رہ گیا اور اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔

شیخ ابو الفرج ابن الجوزی کا قول ہے کہ حلاج مختلف رنگ بدلا کرتا تھا کبھی ٹاٹ اور کبھی اونی جبہ پہنتا اور وہ ہر قوم کے ساتھ ان کے مذہب کے مطابق چلا کرتا تھا اگر وہ اہل سنت ہوتے تو یہ بھی اہل سنت اگر وہ رافضی ہوتے تو یہ بھی رافضی اگر وہ معتزلہ ہوتے تو یہ بھی معتزلی اگر وہ فاسق ہوتے تو یہ بھی فاسق اگر وہ صوفیاء ہوتے تو یہ بھی صوفی بن جاتا اور اہواز میں قیام کے دوران جو دراہم خرچ کرتا ان کا نام دراہم القدرۃ رکھتا۔

شیخ ابو علی جبائی سے اس کی باتوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ سب کچھ فریب کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں تم اسے ایک کمرہ میں بند کر دو اور اس سے مطالبہ کرو کہ سامنے کا [illegible] کے دوستوں [illegible] جب ان باتوں کا علاج کرو تو وہ اس سے فرار ہو گیا۔

خطیب کا قول ہے کہ ہمیں ابراہیم بن مخلد کے ذریعے قاضی اسماعیل بن علی الخطبی کے ذریعے معلوم ہوا کہ ایک شخص حلاج نامی کا ظہور ہوا جو کسی شناعت کی وجہ سے بادشاہ کی قید میں تھا اور یہ عیسیٰ بن علی کی وزارت کا دور تھا اور انہوں نے اس کی زندقہ، تمام لوگوں کو گمراہ کرنے، اس کی شعبدہ بازی اور جادو کی کرامات اور اس کے نبوت کے دعویٰ کا ذکر کیا پھر علی بن عیسیٰ نے اسے گرفتار کر کے ان سب باتوں کا اس سے اقرار کروایا پھر اس کو خلیفہ کے سامنے لایا گیا لیکن اس نے ان باتوں کا اقرار نہیں کیا۔

خلیفہ نے اسے سزا کے طور پر پل کے اوپر کشادہ جگہ پر چار دن تک سولی پر لٹکوایا اور اس کی غلط باتوں کی تشہیر کرائی پھر اس کو سولی سے اتار کر قید کر دیا گیا اور چند سالوں تک اسے مختلف جیلوں میں رکھا گیا تاکہ جیل کے قیدیوں کو گمراہ نہ کر سکے آخر میں خلیفہ کے خاص قید خانے میں ڈال دیا گیا وہاں پر اس نے اپنی مکاریوں اور حیلے بہانوں کے ذریعے خلیفہ کے خادموں کی ایک جماعت کو گمراہ کر لیا چنانچہ وہ اس کے حامی بن گئے اور اس کا دفاع کرنے لگے اور اسے اچھے کھانے پیش کرنے لگے حتیٰ کہ اس نے یہاں بغداد اور اس کے اطراف کے لوگوں سے خط و کتابت کے ذریعے تعلق پیدا کر لیا اور اس کی شان و شوکت میں اضافہ ہو گیا حتیٰ کہ اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا اور اس کے ساتھیوں کا ایک وفد بادشاہ کے پاس پہنچ گیا بادشاہ نے ان سب کو گرفتار کر لیا ان میں سے بعض کے پاس سے ایسے خطوط پکڑے گئے جن سے ان الزامات کی تصدیق ہوتی تھی اور بعض نے زبان سے بھی اقرار کر لیا۔

اب اس کی خبر عوام میں پھیل گئی اور لوگ اس کے قتل کے بارے میں باتیں کرنے لگے خلیفہ نے یہ معاملہ حامد بن العباس کے سپرد کر دیا اور اسے حکم دیا کہ علماء و قاضیوں کی موجودگی میں اس کے معاملہ کی تحقیق کرو اور خود اسے اور اس کے ساتھیوں کو بھی جمع کرو چنانچہ سب کے بیانات لیے گئے اب خلیفہ کو اس سے منسوب باتوں کا یقین ہو گیا۔ دو قاضیوں نے اس پر اچھی طرح سے ابو عمر قاضی اور علماء نے اس کے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا اور اسے آگ میں جلانے کا حکم دیا۔

چنانچہ ۲۴ ذیقعدہ ۳۰۹ھ بروز منگل مشرقی بغداد اور فوجیوں کے سامنے اسے لا کر ایک ہزار کوڑے مارے گئے پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے پھر اس کی گردن بھی اڑا دی گئی اور اس کا بقیہ جسم آگ میں جلا دیا گیا اور اس کا سر نئے پل کے ستونوں پر نصب کر دیا گیا اور اس کے ہاتھ پاؤں لٹکا دیئے گئے۔

ابو عبدالرحمٰن سلمی کا قول ہے کہ میں نے ابراہیم بن محمد سے انہوں نے ابو القاسم سے انہوں نے ابو بکر بن ممشاذ سے سنا ہے کہ دینور شہر میں ایک شخص کو پکڑ کر لاتے ہوئے دیکھا گیا جس کے ہاتھ میں ایک تھیلا ہوتا تھا لوگوں نے اس کے بارے میں تفتیش کی تو اس کے تھیلے سے حلاج کے نام سے ایک خط ملا جس کا عنوان یہ تھا کہ رحمٰن رحیم کی طرف سے فلان ابن فلان کی طرف، اس خط میں لوگوں کو گمراہی کی دعوت دی گئی تھی لوگوں نے وہ خط بغداد بھیج دیا۔

چنانچہ حلاج سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو اس نے اقرار کر لیا کہ یہ میرا ہی خط ہے لوگوں نے اس کو کہا کہ پہلے تو نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اب خدائی کا بھی دعویٰ کر لیا اس نے جواب دیا نہیں لیکن میرے نزدیک ان دونوں کا اجتماع ممکن ہے کیونکہ خط کا لکھنے والا اللہ ہے اور میں اور میرا ہاتھ اس کا آلہ ہے پھر اس سے پوچھا گیا کہ کوئی دوسرا بھی تمہارے ساتھ اس میں شریک ہے اس نے کہا ہاں ابن عطاء، ابو محمد الجریری اور ابو بکر شبلی بھی میرے ساتھ شریک ہیں۔

چنانچہ جریری سے پوچھا گیا اس نے کہا کہ ایسی بات کرنے والا کافر ہے پھر شبلی سے پوچھا گیا اس نے کہا ایسی بات کہنے والے کو منع کیا جائے گا پھر ابن عطاء سے پوچھا گیا اس نے حلاج کے قول کی تائید کی تو ان کو سزا دی گئی حتیٰ کہ وہی ان کی ہلاکت کا سبب بن گئی۔

پھر ابو عبدالرحمٰن نے محمد بن عبدالرحمٰن الرازی کے واسطے سے نقل کیا ہے کہ حامد بن عباس نے جب حلاج کو حاضر کر کے اس سے اس کے عقیدے کے بارے میں سوال کیا تو اس نے اپنے عقیدے کا اقرار کر لیا وزیر نے اسے لکھ کر فقہاء کے پاس بھیج دیا انہوں نے جواب دیا کہ یہ عقیدہ رکھنے والا شخص کافر ہے وزیر نے اس جواب کو لکھ کر اپنے پاس رکھ لیا پھر اس نے فقہاء سے سوال کیا کہ ابو العباس بن عطاء کا بھی یہی عقیدہ ہے پھر انہوں نے جواب دیا کہ جس کا بھی یہ عقیدہ ہو وہ کافر ہے اس کے بعد وزیر نے ابو العباس کو اپنے گھر بلوایا اپنے سامنے حاضر کر کے حلاج کے عقیدہ کے بارے میں سوال کیا اس نے جواب دیا کہ جو ایسا قول نہ کرے اس کا کوئی عقیدہ نہیں وزیر نے کہا تجھ پر تف ہے تو اس کے عقیدے کو درست قرار دیتا ہے ابن عطاء

نے کہا کہ آپ کو اس قسم کی باتوں سے کیا واسطہ آپ کے جو کام ہیں وہ آپ کیا کریں یعنی لوگوں کو ان کے حقوق دلوانا اور ان کے جو تنازعے ہوں ان کو ختم کرنا۔

یہ سن کر وزیر نے ان کے دونوں جبڑوں کے بیچ میں جو ان کے چہرے پر تھے طمانچے مارنے اور ان کے سر پر مارنے کا حکم دیا پھر ان کو دوبارہ جیل بھیج دیا گیا ان کے نتھنوں سے خون جاری ہو گیا پھر اسے قید کرنے کا حکم دیا لوگوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے اس کام سے خوش نہیں ہوں گے اور ہم خوف زدہ ہو جائیں گے۔ تو پھر وزیر نے ابن عطاء کو ان کے گھر پہنچوا دیا انہوں نے وزیر کے لئے بددعا کی کہ اللہ اس کے ہاتھ پاؤں توڑ کر اسے قتل کرے پھر سات دن کے بعد ابن عطاء کا انتقال ہو گیا پھر کچھ دن کے بعد وزیر کو بھی بری طرح قتل کیا گیا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کے گھر کو آگ سے جلا دیا گیا۔

اس موقع پر عوام نے کہا کہ یقیناً وزیر کو ابن عطاء کی بددعا کی سزا ملی ہے جیسا کہ بعض اہل علم جنہیں سزا دی گئی تھی جیسے ابن العربی اور حلاج بن حسین نے بھی یہی کہا کہ یہ بزرگ کی بددعا کا اثر ہے۔

اس سب کچھ کے باوجود علماء بغداد حلاج کے کفر اس کی بددینی اس کی موت اور قتل پر متفق تھے جبکہ علماء بغداد اس وقت دیندار تھے۔

ابوبکر محمد بن داؤد ظاہری کی وفات سے پہلے جب حلاج کو بھی ان کے سامنے لایا گیا اور ان سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اور جو رسول لے کر آئے اگر وہ حق ہے تو جو کچھ حلاج کہتا ہے وہ باطل ہے وہ اس معاملے میں بڑے شدید تھے۔

ابوبکر صولی کا قول ہے کہ میں نے حلاج کو دیکھا ہے اور اس سے گفتگو کی ہے اور وہ کہتے تھے کہ حلاج جاہل ہو کر عقلمند بنا ہوا ہے اور انتہائی درجے کا غبی ہے اور ایسا بدمعاش ہو کر زاہد بنتا ہے اور فاسق ہو کر عابد بنتا ہے۔

جب اول مرتبہ چار دن تک اسے سولی پر لٹکایا گیا اور اس کے خلاف عقیدے کی تشہیر کی گئی اور بعض پر سوار کر کے اسے سولی دینے کے لئے لایا گیا تو بعض نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں حلاج نہیں ہوں وہ تو مجھ جیسا تھا جو قتل ہوا مگر وہ غائب ہو گیا اور وہ سولی پر لٹکتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ اے مجھے زندہ کرنے میں مدد دینے والے میرے فنا کرنے میں میری مدد کر اور بعض نے یہ بھی کہتے ہوئے سنا کہ اے اللہ میں دارالغائب میں پہنچ کر دار الحبیب کا نظارہ کرنا چاہوں اسے فنا ہو مجھے تکلیف ہے تو اس سے کیا محبت کرتا ہے جو تیری راہ میں قتل کیا جائے اس کے ساتھ تو معلوم نہیں کیسا سلوک ہوگا۔

حلاج کے قتل کی اصلی علتیں۔ خطیب بغدادی کا قول ہے کہ حلاج نے بغداد میں پہلا آخری آمد کے موقع پر صوفیاء کی صحبت اختیار کی اور لوگوں میں اس کا شہرہ ہو گیا اور اس وقت وزیر حامد بن عباس تھا اسے معلوم ہوا کہ حلاج نے بہت سے خادموں، محلوں کے دربانوں اور نصر قشوری کے بہت سے غلاموں کو گمراہ کر دیا اور ان کے سامنے وہ یہ بھی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور جن اس کے خادم ہیں اور یہ کہ وہ ان سے جو کچھ کا مطالبہ کرتا ہے وہ نکالتا ہے اور یہ کہ اس نے چند پرندوں کو زندہ کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ سے ایک شخص نے کہا کہ محمد بن علی القنائی اب تک حلاج کی خود بھی عبادت کرتا ہے اور دوسروں کو بھی دعوت دیتا ہے تو انہوں نے محمد بن علی کے گھر پر چھاپا لگوا کر اسے پکڑ لیا اور اس نے حلاج کے ساتھیوں میں سے ہونے کا اقرار بھی کر لیا اور اس کے گھر سے حلاج کے بعض خطوط پکڑے گئے جن پر سونے کے پانی سے لکھا ہوا تھا اسی طرح اس کے گھر میں ایک برتن بھی ملا جس میں حلاج کا پیشاب اور اس کے پاخانے کے ٹکڑے تھے وزیر نے خلیفہ مقتدر کے سامنے اس کا معاملہ رکھا تو خلیفہ نے اس کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا اس کے بعد وزیر نے اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت کو بلوا کر ان کو ڈرایا دھمکایا تو انہوں نے اقرار کر لیا کہ ان کے نزدیک حلاج خدا ہے اور یہ کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا ہے اور انہوں نے حلاج کے روبرو بھی ان باتوں کا اقرار کیا لیکن حلاج نے ان کی تکذیب کی۔ اور کہا کہ اللہ کی پناہ یہ بات کہ میں ربوبیت یا نبوت کا دعویٰ کروں میں تو اللہ کا بندہ ہوں اکثر نماز روزے اور نیکی کے کام کرتا ہوں اس کے علاوہ مجھے کسی چیز کا علم نہیں ہے اور تسبیح و تہلیل کے علاوہ وہ کچھ نہیں پڑھتا تھا اور اس کی زبان پر اکثر یہ دعا جاری رہتی تھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ پاک ہے تیری ذات تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں میں نے

بہت سے گناہ کئے ہیں اور اپنے نفس پر ظلم کیا ہے تو میری مغفرت کر دے اس لئے کہ تیرے سوا کوئی مغفرت کرنے والا نہیں اور اس رات کی پڑھا اور سنا یا اس کے گھٹنوں تک پہنچی ہوئی تھیں اس کے باوجود وہ کھڑے نفل پڑھتا یہی اس کا معمول تھا۔

اور حامد بن عباس۔ کہ نصر قشوری کے گھر میں اس کو نظر بند کرنے سے پہلے ہر شخص کو اس سے ملنے کی اجازت تھی اور اس دوران کئی دفعہ ایسا ہوا کہ حسین بن منصور دوا کی جگہ بن احمد فالوذی ظاہر کرتا تھا۔ نصر بن حاجب اس کے گرد و نواح میں آ گیا تھا اور اسے نیک شخص تصور کرتا تھا اسی وجہ سے اس نے حلاج کو مقتدر تک پہنچایا تھا اور اس وقت مقتدر کی مرض تھی۔ جلا تھا تو حلاج نے اس پر دم کیا تو وہ ٹھیک ہو گیا اور جب اس نے مقتدر کی والدہ پر بھی دم کیا اور وہ بھی ٹھیک ہو گئی اس وجہ سے دارالخلافت میں اس کی شہرت ہو گئی اور اس کی عظمت میں اضافہ ہو گیا لیکن جب اس کے بارے میں لوگ چہ میگوئیاں کرنے لگے تو خلیفہ نے اسے وزیر کے حوالے کر دیا۔

حامد بن عباس نے اس کے بارے میں بہت سی چیزیں لکھیں اس کو قید خانے میں ڈال دیا اور اس کے معاملے کی تحقیق کے لئے فقہاء کو جمع کیا گیا۔ ان سب نے متفق ہو کر اس کے کفر کا فتویٰ دیا اور اس کے ساتھیوں میں دو شخصوں نے اس کے غلط عقیدے سے رجوع کر لیا اور اس کی بری باتیں ظاہر کرتے گئے اور یہ کہ وہ کذاب ہے، جھوٹا، جادو کی طرف لوگوں کو دعوت دیتا ہے اسی طرح اس کی بہت سی باتیں کرنے لگے ان میں ایک یہ تھی کہ وہ ایک رات اس کی بہو کے پاس سونے کے دوران آیا تھا لیکن جب وہ بیدار ہوئی تو اس سے کہنے لگا کہ اٹھو اور نماز پڑھو اور اس کا مطلب کچھ اور تھا۔ دوسری برائی اس نے یہ ظاہر کی کہ اس نے اپنے بیٹے کو اسے سجدہ کرنے کا حکم دیا اس نے کہا کہ کیا انسان کے لئے سجدہ کیا جاتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں ایک خدا تو آسمان میں ہے اور ایک خدا زمین پر ہے اور پھر اس نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھا کر کہا کہ اس کی چٹائی کے نیچے سے جو چاہے نکال لے چنانچہ اس کی چٹائی کے نیچے سے کافی دراہم نکلے۔

حامد بن عباس کے گھر میں اسیری کے دوران ایک خادم اس کے پاس کھانے کا برتن طشت لایا لیکن جب اس نے دیکھا کہ گھر نیچے سے اوپر تک بھرا ہوا ہے تو وہ گھبرا گیا اور بھاگا اور سارا کھانا زمین پر گرا دیا اور اسے کچھ دنوں تک بخار آتا رہا۔

حلاج کے بارے میں آخری مجلس قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کی ہوئی تھی جس میں حلاج بھی موجود تھا اور اس کے مختلف رسائل گھر سے کچھ خطوط بھی برآمد کر کے اس کی مجلس میں لائے گئے تھے۔ جس میں لکھا ہوا تھا کہ جس شخص میں حج کی استطاعت نہ ہو تو وہ اپنے گھر میں ایک کمرہ بنائے جو نجاست سے پاک ہو اور جس میں کسی کو آنا جانا نہ ہو پھر وہ یوم حج کے وقت تین روزے رکھے اور بیت اللہ کے طواف کی طرح اس کا طواف کرے پھر افعال حج کرے پھر تیس یتیموں کو کھانا کھلائے اور انہیں کپڑے پہنائے اور ان میں سے ہر ایک کو سات سات درہم دے تو یہ کام کرنے کا گویا اس نے حج کر لیا اور اس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ جو شخص تا آخر تین دن تک روزے رکھ کر کاسنی کے پتے سے روزہ افطار کرے اس کو رمضان کے روزے رکھنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص ایک رات میں شروع سے آخر تک دو رکعت نفل پڑھے گا تو اس کے بعد اسے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں اور جو شخص شہداء اور قریش کی قبروں پر دس دن نماز پڑھے اور دعا کرے اور روزے کی حالت میں گزارے گا اور جو کی روٹی اور نمک سے روزہ افطار کرے گا تو اس کو باقی زندگی عبادت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

قاضی ابو عمر نے حلاج سے سوال کیا کہ یہ تم نے کون سی کتاب میں پڑھی ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ حسن بصری کی کتاب "کتاب الاخلاص" میں۔ قاضی نے اس سے کہا کہ اے حلال الدم تو نے جھوٹ کہا اس لئے کہ مکہ میں قیام کے دوران میں نے بھی حسن بصری کی یہ کتاب پڑھی تھی لیکن اس میں یہ باتیں نہیں ہیں اسی وقت وزیر نے گواہوں سے کہا لکھ لو اور قاضی سے کہا کہ آپ اس کا فتویٰ لکھ دیں کہ یہ حلال الدم ہے چنانچہ قاضی نے لکھ دیا کہ اس کا قتل جائز ہے اور تمام حاضرین نے اس پر دستخط کر دیئے پھر اس فیصلے کو مقتدر کے پاس بھیج دیا لیکن تین روز تک اس کا کوئی جواب نہیں آیا تو وزیر کو مقتدر کی بابت بدگمانی ہو گئی۔

اس موقع پر حلاج نے یہ کہا تھا کہ میری کمر اور میرا خون حرام ہے اور کسی تاویل کے ذریعے اسے حلال کرنا جائز نہیں میرا عقیدہ اسلام اور مذہب سنت ہے۔ اور میرے نزدیک خلفائے اربعہ کو تمام صحابہ پر فضیلت حاصل ہے اور میری کتب اہل سنت والجماعت کے پاس موجود ہیں اس لئے میرے خون کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور وہ یہ بات مسلسل کہتا رہا لیکن لوگوں نے اس کی طرف بالکل توجہ نہیں دی اور وہ اس کے خطوط لکھتے رہے اور حلاج کو

جیل خانے بھیج دیا گیا۔

دوسری جانب جب مقتدر کی جانب سے تین دن تک کوئی جواب موصول نہیں ہوا تو وزیر نے خلیفہ کو لکھا کہ حلاج کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا اور سب لوگ اس کے قتل پر متفق ہیں اور اس کی وجہ سے کافی لوگ فتنہ میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

اس کے بعد خلیفہ کا جواب آیا کہ حلاج کو محمد بن عبد الصمد کے حوالے کر دیا جائے اور وہ اسے ایک ہزار کوڑے لگائے اگر مر جائے تو ٹھیک ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے اس کے جواب سے وزیر بہت خوش ہوا اور اس نے عبد الصمد کوتوال کو بلا کر حلاج کو اس کے حوالے کر دیا اور اس کے ساتھ مشرقی جانب قید خانے کی طرف چلا اور خدام کو بھی بھیجا تا کہ وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نہ بھاگ جائے اور یہ اس سال ۲۴ ذیقعدہ منگل کی رات عشاء کے بعد کا وقت تھا اور حلاج گدھے پر سوار تھا جس پر زین لگی ہوئی تھی اور اس کے اردگرد سپاہیوں کی ایک جماعت تھی جنہوں نے اس کی شکل اختیار کی ہوئی تھی۔

اس رات حلاج کو جیل خانے میں ٹھہرایا گیا اس کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کہ اس رات وہ نماز و دعا میں کثرت سے مشغول رہا۔ ابو عبد الرحمن سلمی کا قول ہے کہ میں نے ابو بکر شاشی سے انہوں نے انہوں نے ابو حدید مصری سے سنا ہے کہ جس صبح حلاج کو قتل کیا جانا تھا اس رات اس نے خواہش کے مطابق خوب نماز پڑھی تھی پھر آخری رات میں چادر لپیٹ کر قبلے کی جانب ہاتھ اٹھا کر کھڑا ہو گیا اور پھر ایسے کلمات کہے کہ جو یاد رکھنے کے قابل ہیں اور ان میں سے میں نے چند کلمات یاد کئے تھے اور وہ یہ ہیں:

> اے کاش تو ہمیں اپنی قدرتوں کی روح بتاتا تا کہ ہم پر اپنی شان اور مرضی ظاہر کرتا تیری ہی ذات آسمان و زمین میں معبود ہے تو جس پر چاہتا ہے بہتر سے بہتر صورت میں تجلی کرتا ہے اور تو نے ہی صورت کے اندر حق و روح علم بیان قدرت کے ساتھ رکھی ہے پھر مجھے آپ کے مشاہدے کا اشارہ کیا گیا اس لئے کہ میں تیری ذات کا عاشق ہو گیا ہوں کیا حال ہے تیرا جب کہ تو نے میری لذتوں کے حاضر ہونے کے وقت میری ذات کو صورت بخشی اور میری ذات کو میری ذات کی طرف دعوت دی اور میرے علوم و معجزات کو واضح کیا میری ابدی چھتوں کی طرف معراج میں جاتے ہوئے میری کمیوں سے کنارہ کیا اور اس وقت میں موت کے منہ میں ہوں۔ قتل کر دیا جاؤں گا سولی پر لٹکا دیا جاؤں گا پھر جلا دیا جاؤں گا۔ تیز آندھیاں میری راکھ کو اڑا کر لے جائیں گی جو ندیوں اور نہروں میں بہائی جائے گی اور اس سے باقی رہنے والے ذرات ٹکیا کے قائم مقام ہو کر مجھے روشنی دینے والے ہوں گے۔ بڑے سے بڑے پہاڑوں کے لئے۔

اس کے بعد وہ مندرجہ ذیل اشعار پڑھنے لگا۔

> میں تجھے ایسے لوگوں کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ ان کو دیکھنے والا بہت پہلے سے پریشان ہے۔ میں تجھے ایسے اشخاص کی موت کی خبر دیتا ہوں کہ ان پر وحی کے بادلوں نے حکمتوں کے سمندر بہا دیئے۔ میں تجھے حق کی زبان کی موت کی خبر دیتا ہوں اور اس انسان کی وفات کی بھی جو ہلاک کر دیا گیا حالانکہ اس کی یادیں وہم میں نہ ہونے کی مانند ہیں۔ میں تجھے ایسے بیان کی ہمیشہ کے لئے خاموش ہونے کی خبر دیتا ہوں کہ جس سے فصحاء و عقلمندوں کے کلام تسکین پاتے تھے۔ میں تمہیں سوائے علم کے چرچا کرنے والے کے تمام عقول کی اکٹھے موت کی خبر دیتا ہوں۔ میں تجھے ایک ایسی جماعت کی موت کی خبر دیتا ہوں جن کی سواریاں خاموش رہنے والے انسان کو تسکین دینے والی ہیں۔ اگلے لوگ اب چلے گئے ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا قوم عاد و ارم میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا۔ انہوں نے ایسے لوگوں کو پیچھے چھوڑا جنہوں نے ان کی ظاہری صورت تو اختیار کر لی لیکن باطنی اعتبار سے وہ بکریاں اونٹوں سے بھی زیادہ اندھے ہیں۔

قتل ہو جانے کے لئے لوگوں نے بیان کیا ہے کہ جب حلاج کو اس کے کمرے سے نکالا گیا جس میں اس نے رات گزاری تھی تو اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

> ساری روئے زمین پر میں نے مستقل ٹھکانہ تلاش کیا لیکن مجھے مستقل ٹھکانہ نہ مل سکا۔ میں نے زمانے کا اور زمانے نے میرا

مزہ چکھا لیکن زمانے کا مزہ میں نے چکھا اور گویا عافیت پا لی۔ تو خواہشات بھی ایسی ہی تو انہوں نے مجھے اپنا غلام بنا دیا اگر میں خواہش کی اجابت نہ کرتا تو آزادی سے زندگی گزارتا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ اشعار اس نے سولی پر چڑھنے کے وقت کہے تھے لیکن پہلا قول مشہور ہے۔

پھر جب اسے سولی پر لٹکانے کے لئے لے جانے لگے تو وہ بڑے ناز نخرے میں خوب اچھل کود کرتا ہوا اس وقت اس کے پاؤں میں تیرہ بیڑیاں تھیں چلتے ہوئے وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

> میری محبت کسی ظلم کی طرف منسوب نہیں لیکن پیالے کے گردش میں آنے کے وقت چمڑے کے ساتھ تلوار بھی منگوالی گئی۔ جیسے ایک مہمان دوسرے مہمان کو شراب پلاتا ہے مجھے شراب اسی طرح پلائی گئی۔ اور جس طرح وہ شخص جو گرمی میں اژدہے کے ساتھ ہو کر خالص شراب پیتا ہے۔

پھر اس نے یہ آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ:

> اس کو بھی جلدی وہ لوگ چاہتے ہیں جو ایمان نہیں لاتے جو لوگ ایمان لا چکے ہیں اس سے وہ ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ حق ہے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۸)

اس کے بعد جو کچھ اس کے ساتھ کیا وہ خاموش رہا پھر اسے لایا گیا اور اسے ہزار کوڑے مارے گئے اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس دوران وہ بالکل خاموش رہا اور نہ اس کا رنگ بدلا اور وہ ہر کوڑے کے ساتھ احد احد کہہ رہا تھا۔

ابو عبدالرحمٰن کا قول ہے کہ میں نے عبداللہ بن علی سے انہوں نے عیسیٰ قصار سے سنا ہے کہ سب سے آخری حلاج کی زبان پر جاری ہونے والا کلام یہ تھا: حسب الواجد افراد الواحد لہ (اس کا مفہوم کافی ہے اور وحدانیت کا قائل ہے) جس نے بھی اس کی زبان سے یہ کلمہ سنا اس کا دل حلاج کے لئے نرم ہو گیا اور انہیں اس کی زبان سے ادا ہونے والا یہ کلمہ پسند آیا۔

سلمی کا قول ہے کہ انہوں نے ابوبکر بجلی سے انہوں نے ابوالقاسم بن عبداللہ بغدادی سے جو حلاج کے شاگرد تھے وہ کہتے ہیں کہ حلاج کے قتل کے تین روز کے بعد میں نے خواب دیکھا کہ گویا میں اللہ کے سامنے کھڑا ہوں اور کہہ رہا ہوں کہ حسین بن منصور کے ساتھ کیا معاملہ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس پر ایک چیز کھولی تھی پس اس نے اپنی طرف لوگوں کو دعوت دی اس کے بدلے میں اس پر جو نازل ہوا وہ تم نے دیکھا:

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ قتل کے وقت حلاج نے جزع فزع کی اور بہت بے قرار ہوا واللہ اعلم۔

خطیب کا قول ہے کہ ہم سے عبداللہ بن احمد بن عثمان نے ان سے ابو عمر نے بیان کیا ہے کہ جب حلاج کو قتل کرنے کے لئے لایا گیا تو میں بھی اس بھیڑ میں تھا اور میں آگے بڑھتا رہا حتیٰ کہ میں اسے دیکھ کر اس کے قریب ہو گیا تو وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا کہ تم میرے قتل سے خوف زدہ مت ہونا میں تیس دن کے بعد واپس آ جاؤں گا لیکن وہ آج تک واپس نہ آیا۔

خطیب کا قول ہے کہ جس وقت قتل کے لئے حلاج کو لایا گیا تو اس نے صاحب الشرطہ کو کہا کہ میرے قریب آ جاؤ میرے پاس قسطنطنیہ کی فتح کے برابر ایک بات ہے تو اس نے کہا کہ مجھے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ تم اس قسم کا دعویٰ کرو گے اب میں تمہاری سزا موقوف نہیں کر سکتا پھر اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے اور اس کا سر الگ کر کے اس کا جسم جلا دیا گیا اور اس کی راکھ دجلہ میں ڈال دی گئی اور اس کا سر بغداد میں دو دن تک پل پر لٹکا رہا پھر اسے خراسان لے جا کر اطراف کا گشت کرایا گیا اور اس کے ساتھی تیس دن کے بعد اس کا انتظار کرنے لگے اور ایک نے کہا کہ میں نے نہروان میں گدھے پر سوار جاتے ہوئے اسے دیکھا ہے اور حلاج نے اس سے کہا کہ شاید لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ حلاج قتل کر دیا گیا مجھے قتل نہیں کیا گیا میں نے ایک شخص کو اپنا ہم شکل بنا دیا تھا حقیقت میں اسے قتل کیا گیا ہے۔

بعض جاہل کہنے لگے کہ حلاج کے دشمنوں میں سے کسی کو قتل کیا گیا ہے جب اس وقت کے عالم کے سامنے یہ بات کی گئی تو اس نے کہا کہ اگر یہ بات صحیح ہے تو شیطان نے لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے حلاج کی صورت بنائی ہے جس طرح فرقہ نصاریٰ سولی کے معاملے میں گمراہ ہوا ہے۔ خطیب کا قول ہے کہ اس سال دریائے دجلہ کا پانی بہت بڑھ گیا تھا لوگ یہ کہنے لگے کہ حلاج کی راکھ کی برکت سے ایسا ہوا ہے۔ عوام میں اس وقت سے لے کر اب

مگر اس قسم کی واہیات باتیں مشہور ہوتی رہتی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

بغداد میں اعلان کروایا گیا کہ حلاج کی کتب کی خرید و فروخت ممنوع ہے حلاج کا قتل ۳۰۹ھ ۲۴ ذیقعدہ منگل کی رات ہوا تھا۔ ابن خلکان نے اسے وفیات میں ذکر کیا ہے اور اس کے بارے میں لوگوں کا اختلاف بھی ذکر کیا ہے چنانچہ امام غزالی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشکاۃ الانوار میں اس کا ذکر کرتے ہوئے اس کے کلام کی تاویل کر کے اسے صحیح معنی پر محمول کیا ہے۔

اسی طرح ابن خلکان نے امام الحرمین کے بارے میں ذکر کیا ہے کہ وہ حلاج کی مذمت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حلاج، جنابی اور ابن المقفع نے لوگوں کے عقائد خراب کرنے پر اتفاق کر لیا تھا اسی وجہ سے وہ مختلف علاقوں میں نکل گئے تھے چنانچہ جنابی نے اپنی دعوت کا محور ہجر اور بحرین اور ابن المقفع نے بلاد ترک اور حلاج نے عراق مقرر کیا تھا لیکن اہل عراق کے حلاج کے دھوکے میں نہ آنے کی وجہ سے جنابی اور ابن المقفع نے پہلے ہی حلاج کی موت کی خبر دی تھی۔

ابن خلکان نے امام حرم کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے کہا ہے کہ لیکن ابن المقفع تو حلاج کے زمانے کی تو بات ہی نہیں بلکہ وہ سفاح اور منصور کے زمانے میں تھا اور سن ۱۴۵ھ یا اس سے بھی پہلے اس کی وفات ہو گئی تھی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ امام حرم نے ابن المقفع سے مراد اس خراسانی کو لیا ہو جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا اس نے طویل عرصہ کی اس کا یہ معاملہ تو اس نے سن ۱۶۳ھ میں خود کو تیر زہر آلود کر لیا تھا لیکن حلاج کے ساتھ اس کا جمع ہونا بھی ناممکن ہے البتہ اگر امام حرم کی بات کی توجیہ کی بات کرتے ہوئے یوں کہیں کہ ایک وقت میں لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کے عقائد کے ختم کرنے پر تینوں شخصوں نے اتفاق کر لیا تھا اور ان تینوں سے مراد حسین بن منصور، ابو جعفر محمد بن علی الشلمغانی اور ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الحسن بن بہرام جنابی قرمطی (جو حجاج کا قاتل تھا جس نے حجر اسود اور غلاف کعبہ چوری کر لیا تھا اور آب زمزم بند کیا تھا) کو مراد لیں تو ٹھیک ہے کیوں کہ ان تینوں کا اجتماع ممکن ہے جیسے کہ ہم نے یا الشلمغانی اور ابن خلکان نے مختصر بیان کر دیا ہے۔

خواص کی وفات۔۔۔ اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی: ابو العباس بن عطاء احمد بن محمد بن عطاء الادمی (جو صوفیاء میں سے تھے) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے یوسف بن موسیٰ القطان، مفضل بن زیاد وغیرہ سے احادیث بیان کی تھیں اور معتقد اور حلاج کے ہم عقیدہ تھے ہر روز تین مرتبہ قرآن کریم کا ختم ان کا معمول تھا لیکن استنباط کی وجہ سے حرم میں ایک ختم قرآن کیا کرتے تھے۔

یہ وہی شخص ہے جس پر حلاج کا امر ظاہر نہیں ہوا تو اسی وجہ سے اس کا عقیدہ بھی خراب ہو گیا تو وزیر حامد بن عباس نے اس کے جبڑے سے جوتے لگوائے اس وقت سزا دی گئی اور اس کے جوتے اتروا کر سر پر لگوائے گئے تھے کہ یہ بیمار ہو گیا تھا سات دن کے بعد اس کی وفات ہو گئی تھی اور اس نے وزیر کے لئے بددعا کی تھی چنانچہ کچھ عرصے کے بعد وزیر بھی بری طرح قتل کیا گیا۔

اسی طرح ابو اسحاق ابراہیم بن ہارون الطبیب الحرانی، ابو محمد عبداللہ بن محمد ان اشرفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

واقعات ۳۱۰ھ

اسی سال یوسف بن ابی الساج کو قید سے رہائی ملی تھی اس کی جائیدادیں بھی واپس کر دی گئی تھیں اور اسے دوبارہ اس کے منصب پر بحال کر دیا گیا تھا اور اس کی مزید ہمت بڑھائی تھی اور اسے خلعت بھی دی گئی تھی اور وہ اپنے گھر لے جایا گیا تھا اور اسی وقت اس نے مونس خادم سے ملاقات کی تو جس نے سن ۲۹۶ھ میں اس کی گرفتاری کے دوران اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی کہ:

تیرے رب کی پکڑ ایسی ہوتی ہے جب کہ وہ بستی والوں کو ان کے ظلم کی حالت میں پکڑتا ہے۔ (سورۃ ہود آیت نمبر ۱۰۲)

مگر یہ ڈری کہ یوسف بن ابی الساج کے رعب کی وجہ سے ڈر گیا تھا اور اس نے مونس خادم سے معافی طلب کی مگر مونس نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ آپ کے بارے میں بھی تمہارے ساتھ خیر ہی ہوگی۔

چنانچہ اس قاری نے یوسف بن ابی الساج کے پاس پہنچ کر یہ آیت تلاوت کی ترجمہ (بادشاہ مصر نے کہا کہ اس کو تم میرے پاس لے کر آؤ کہ اسے اپنے پاس منتخب بنا کر رکھوں گا سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۴) حاکم نے کہا کہ وہی ان آیات جو اسیری کے زمانہ میں تم نے مجھے سنائی تھی وہی آیت ہے کیونکہ وہی آیت میری توبہ اور رجوع الی اللہ کا سبب بنی تھی پھر حاکم نے اس کے لئے تحقیق انعامات دینے کا حکم دیا۔

اس سال وزیر علی بن عیسیٰ بیمار ہو گیا تھا مقتدر کا بیٹا ہارون اپنے والد کا سلام لے کر اس کی عیادت کے لئے آیا جب اسے پتہ چلا تو اس کے لئے راستہ سجایا اور بہ مشقت اس کے استقبال کے لئے گھر سے نکلا مونس حاجب بھی اس کے ساتھ موجود تھا پھر اسے معلوم ہوا کہ خلیفہ خود اس کی عیادت کے لئے آنا چاہتا ہے تو اس نے مونس الخادم کے ذریعے معافی چاہی اور تکالیف برداشت کر کے خود خلیفہ کے پاس چلا گیا اور اس سے ملاقات کر کے واپس آ گیا۔

اسی زمانے میں قہرمانہ ام موسیٰ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر کے اس کی جائداد ضبط کر لی گئی جو دس لاکھ کے برابر تھی۔

سال رواں ہی میں ۲ ربیع الثانی جمعرات کے روز خلیفہ نے ابوحسین عمر بن حسین بن علی شیبانی (جو ابن الاشنانی سے مشہور تھے اور حفاظ حدیث فقہاء میں سے تھے) کو قضاء منصب پر فائز کیا لیکن تین روز کے بعد معزول کر دیا اس سے پہلے وہ بغداد کا محتسب تھا اسی سال بغداد کے کوتوال عبدالصمد کو کوتوالی سے معزول کر کے خلعت عطا کر کے ذوک کا والی بنا دیا گیا۔

اسی زمانے میں برج سنبلہ میں دو ہاتھ لمبا دمدار ستارہ ظاہر ہوا تھا۔

سال رواں ہی میں ماہ شعبان میں مصر کے نائب حاکم حسین بن مادرانی کی طرف سے ہدایا موصول ہوئے تھے جن میں ایک خچر اور اس کا بچہ، ناک تک لمبی زبان والا ایک غلام بھی تھا۔ رواں سال ہی میں بلاد روم کی فتوحات کو تحریری طور پر لکھ کر منابر پر پڑھ کر سنایا گیا تھا۔

اسی سال یہ خبر مشہور ہوگئی کہ واسط کے علاقے میں زمین میں سترہ جگہ شگاف پڑ گئے ہیں جن میں بڑے سے بڑے کی مقدار ایک ہزار گز اور سب سے چھوٹے کی مقدار دو سو گز تھی ان کی وجہ سے تیرہ سو دیہات غرق ہو گئے تھے۔

اسی سال اسحاق بن عبدالملک ہاشمی نے لوگوں کو حج کروایا تھا۔

خواص کی وفات...... اس سال خواص میں سے وفات پانے والے یہ حضرات تھے ابوبشر الدولابی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوبشر الدولابی کے حالات (۱)...... یہ محمد بن احمد بن حماد ابو سعید بشر الدولابی جو وراق سے مشہور آئمہ حفاظ حدیث ہیں انصار کے موالی ہیں ان کی تاریخ وغیرہ پر عمدہ تصنیفات ہیں انہوں نے ایک بڑی جماعت سے احادیث روایت کی تھیں۔ ابن یونس کا قول ہے کہ بڑی اونچی آواز سے بات کرتے تھے موسم حج میں مکہ مکرمہ کے درمیان مقام عرج میں ان کی وفات ہوئی تھی ابوجعفر بن جریر الطبری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوجعفر بن جریر الطبری کے حالات (۲)...... یہ محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الامام ابوجعفر الطبری ہیں ان کی ولادت سن ۲۲۴ھ میں ہوئی تھی یہ گندمی رنگ کے بڑی آنکھوں والے خوبصورت چہرہ والے تھے طویل قد اور فصیح انسان تھے ایک جم غفیر سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں اور طلب حدیث میں دور دراز کے سفر کئے تھے۔

فن تفسیر میں الکامل اور فن تاریخ میں الاکمل نام سے بے مثال کتابیں تصنیف فرمائی تھیں ان کے علاوہ بھی اصول فروع میں بے شمار کتب عقیدہ لکھی تھیں۔ ان کی تصنیفات میں سے سب سے عمدہ تہذیب الآثار ہے اگر یہ مکمل ہو جاتی تو پھر کسی اور کتاب کی ضرورت نہ رہتی لیکن افسوس ہے کہ اس کی تکمیل نہ ہو سکی۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ ابن جریر نے چالیس برس تک یومیہ اوسطاً چالیس صفحے لکھتے تھے۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۵۹، ۷۶۰ شذرات الذہب ۲/ ۲۶۰ العبر ۲/ ۱۳۵ لسان المیزان ۵/ ۴۱، ۴۲

(۲) انباہ الرواۃ ۳/ ۸۹، ۹۰ تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۱۰، ۷۱۶ تاریخ بغداد ۲/ ۱۶۲، ۱۶۹ شذرات الذہب ۲/ ۲۶۰ میزان الاعتدال ۳/ ۴۹۸

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ ابن جریر نے بغداد کو وطن بنا لیا تھا اور وفات تک وہیں رہے۔ یہ بلند پایہ علماء ائمہ سے تھے، ان کا حکم مانا جاتا تھا اور بوقت ضرورت ان کے فضل و معرفت کی طرف رجوع کیا جاتا تھا اپنے زمانے میں انہوں نے بہت سے ایسے علوم جمع کیے تھے جن میں ان کا کوئی شریک نہیں تھا، یہ قرآن کے حافظ، قراءت سے واقف، معانی کے جاننے والے، احکام فقہ کے ماہر، سنت و طریقت کے عالم، حدیث کی صحت و سقم اور اس کے ناسخ و منسوخ کے جاننے والے، صحابہ تابعین تبع تابعین کے اقوال کے عارف اور لوگوں کے احوال و اخبار کے عالم تھے۔ ان کی مشہور کتابوں میں سے تاریخ الامم والملوک ہے اس جیسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری اور اصول فقہ اور فروع فقہ پر ان کی بہت سی کتابیں ہیں اور ان سے کچھ مسائل منقول ہیں، جو انہی کے پاس تھے۔

خطیب نے شیخ ابو حامد احمد بن ابی طاہر الفقیہ الاسفرائنی کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص ابن جریر طبری کی تفسیر کے حصول کے لیے چین جیسے دور دراز ملک کا بھی سفر کرے تو یہ کوئی اہم بات نہیں۔

خطیب نے ابو بکر بن خزیمہ کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے ابن جریر کی تفسیر کا کئی سالوں میں مطالعہ کیا ہے اس کے بعد میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ابن جریر سے بڑا کوئی عالم نہیں ہے۔ اور حنابلہ نے ان پر ظلم کیا ہے ایک شخص نے بغداد جا کر ابن جریر طبری کے علاوہ دوسرے مشائخ سے احادیث سنیں کیوں کہ حنابلہ ان سے احادیث لکھنے سے منع کرتے تھے تو ابن خزیمہ نے اس شخص سے کہا کہ اگر تم ابن جریر سے احادیث لکھتے تو تمہارے پاس لکھی ہوئی احادیث سے وہ بہتر ہوتیں۔

میں کہتا ہوں کہ ابن جریر طبری عبادت، زہد و تقویٰ اور حق کے قائم کرنے میں کسی کی ملامت سے متاثر نہیں ہوتے تھے۔ اسی طرح وہ تجوید کے اصول و ضوابط اور حروف کے مخارج و صفات سے خوب واقف ہونے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کی بڑی اچھی تلاوت کرتے تھے اور وہ کبار صالحین میں سے تھے اور جو محدثین طولون کے زمانہ میں مصر میں حدیث کے طلب میں جمع ہوئے تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھے۔ محمد بن نصر مروزی کے حالات میں ہم نے اس کو بالتفصیل بیان کر دیا ہے اور اس موقع پر نماز پڑھنے والے محمد بن اسحاق بن خزیمہ یا ایک قول کے مطابق محمد بن نصر تھے اور انہی کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ان کے کھانے کی پریشانی کو دور فرما دیا تھا۔

ایک مرتبہ خلیفہ مقتدر نے ارادہ کیا تھا کہ وقف پر ایک ایسی جامع کتاب لکھی جائے جس کی شرائط پر علماء کے درمیان متفق علیہ ہوں تو یہ کہا گیا کہ اس کام کو صرف ابن جریر طبری ہی احسن طریقے سے انجام دے سکتے ہیں چنانچہ خلیفہ نے ان سے درخواست کی تو انہوں نے وقف پر ایک جامع کتاب لکھ دی جب اس سے فارغ ہوئے تو خلیفہ نے ان سے پوچھا کہ آپ کو کسی چیز کی خواہش ہے انہوں نے کہا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے لیکن خلیفہ کی جانب سے بار بار اصرار پر انہوں نے کہا کہ جمعہ کے دن لوگوں کو جامع مقصورہ میں آ کر سوال کرنے سے روک دیا جائے چنانچہ خلیفہ نے لوگوں کو اس سے منع کر دیا اور ان کی آمدنی کا سلسلہ طبرستان میں واقع ایک مستقل بستی سے تھا جو ان کے والد نے میراث میں چھوڑی تھی اور جس سے یہ اپنے اخراجات چلاتے تھے ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

> میری تنگدستی کا میرے دوست کو پتہ نہیں چلتا لیکن میری مالداری کا اس کو پتہ چل جاتا ہے، میرے چہرے کی آب کا محافظ میری حیا ہے اور میری نرمی میرے مطالبے کے وقت میری رفیق ہے۔ اگر میں ذلت برداشت کر لیتا تو آسانی میں مالدار بن جاتا۔ دو چیزیں مجھے پسند نہیں ہیں ایک مالداری کے وقت اترانا، اور دوسرے فقر کے وقت ذلیل ہونا، اگر تو مالدار بن جائے تو اکڑ مت اور اگر تجھے تنگی ہو جائے تو ذلیل پن مت اختیار کر۔

ان کی وفات ۲۸ شوال سن ۳۱۰ھ بروز اتوار ۸۵ یا ۸۶ سال کی عمر میں بوقت مغرب ہوئی تھی۔ اس وقت بھی ان کے سر اور داڑھی کے اکثر بال سیاہ تھے اور انہیں اپنے گھر ہی میں دفن کیا گیا تھا کیونکہ بعض حنابلہ اور ان کے عوام انہیں دفن کرنے سے منع کر رہے تھے اور انہوں نے رفض کی طرف ان کو منسوب کیا ہے اور بعض جاہلوں نے تو ان کو ملحد تک کہہ دیا ہے۔

حالانکہ یہ ان دونوں باتوں سے پاک تھے بلکہ یہ علم و عمل کے اعتبار سے ائمہ مسلمین میں سے تھے اصل میں عوام نے ان کے بارے میں اس قسم کی باتیں ابو بکر محمد بن داؤد الفقیہ الظاہری سے نقل کی ہیں، جنہوں نے ان کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ان پر رفض اور دہری عقیدہ کا الزام لگایا

یہ بات ان کی وفات کے بعد عوام الناس کی [illegible] کے مطابق [illegible] سے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے آئے تھے، چنانچہ ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی پھر انہیں گھر ہی میں دفن کر دیا گیا اور کئی دن تک لوگ ان کی قبر پر آ کر ان کی نماز جنازہ پڑھتے رہے۔

میں نے دو بڑی بڑی جلدوں میں ان کی کتاب دیکھی جس میں غدیر خم کے متعلق احادیث جمع کی گئی تھیں اس کے علاوہ ایک اور کتاب دیکھی جس میں حدیث الطیر تھی۔

ان کی طرف ایک بات منسوب ہے جو مشہور بھی ہو چکی ہے کہ وضو میں پاؤں کے دھونے کے بجائے ان پر مسح کے جواز کے قائل تھے لیکن یہ بات [illegible] ہے کہ ابن جریر نام کے دو آدمی تھے ان میں سے ایک شیعہ تھا اور اسی کی طرف یہ قول منسوب ہے اور [illegible] ان میں سے یہ بھی ان [illegible] قدمین پر جواز مسح کے قائل نہیں تھے اصل میں انہوں نے اپنی تفسیر میں قدمین کے [illegible] لکھا ہے کہ انہیں دھویا جائے اور ساتھ ساتھ انہیں رگڑا بھی جائے لیکن بعض نے [illegible] لفظ کو مسح سے تعبیر کر دیا اور اسی وجہ سے بہت سے لوگ اصل بات نہ سمجھ سکے اور جنہوں نے سمجھا انہوں نے اس کو مسح سے تعبیر کر دیا حالانکہ وہ اصل میں دلک ہے واللہ اعلم۔

اہل علم کی ایک جماعت نے ان کی وفات پر ایک مرثیہ کہا ہے ان میں سے ابن الاعرابی کا مرثیہ یہاں پر نقل کیا جاتا ہے۔

> وہ خبر [illegible] کر دینے والا [illegible] کو [illegible] کرنے والا اور زبردست [illegible] ہم لوگوں کے لئے پہاڑ کے [illegible] ابو جعفر محمد بن جریر کی موت کی اطلاع پر تمام لوگ [illegible] علوم کے ختم ہونے پر رونے لگے۔ اس وقت ان کی نشانیوں کی ہلاکت کی خبر دیتے ہوئے پہاڑ [illegible] بھی گرنے لگے [illegible] کی کثرت [illegible] نے اس کی چمک [illegible] کو ضائع کر لیا۔ اس کا خوبصورت [illegible] ضائع ہو گیا اس کی [illegible] تخت [illegible] گرد آلود ہو گئے۔ اے ابو جعفر تم [illegible] نیک [illegible] سے رخصت ہو گئے تم نے پوری محنت اور کوشش سے کام کیا [illegible] ثواب پانے اور اپنی پرہیزگاری کی کوشش کے درمیان اسی کی وجہ سے تم خوشی اور محبت کے ساتھ ہمیشہ جنت عدن میں رہنے کے مستحق ہو گئے۔

ابو بکر بن درید نے بھی ان کی وفات پر طویل مرثیہ کہا ہے جسے [illegible] نے مکمل طور پر بیان کیا ہے۔

واقعات ۳۱۱ھ

اسی سال قرامطہ کا سردار ابوطاہر سترہ سو سواروں کے ساتھ رات کے وقت بصرہ آیا تو اس کی دیواروں میں سیڑھیوں کی جگہ بالوں کے رسے نصب کر کے بصرہ میں زبردستی داخل ہو گیا اور اس کے دروازے کھول لئے اور اپنے سامنے آنے والوں کو قتل کر دیا جاتا تھا اس کی وجہ سے خوف زدہ ہو کر لوگ پانی میں داخل ہو گئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگ غرق ہو گئے تھے اور سترہ دن تک یہیں رہے اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا تھا اور عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا تھا اور اپنی خواہش کے مطابق لوٹ مار کرتے رہے تھے پھر اپنے شہر ہجر کی جانب لوٹ گئے تھے خلیفہ نے جس شہر کی ان کی جانب فوج بھیجا تو یہ اس شہر کو ویران کر کے وہاں سے بھاگ چکے تھے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال مقتدر نے حامد بن عباس اور علی بن عیسیٰ کو وزارت سے معزول کر دیا تھا اور ان دونوں کو حسن بن فرات کے حوالے کر دیا تھا پھر حامد کو محسن بن فرات نے مقتدر سے پانچ لاکھ دینار میں خرید کر [illegible] مختلف قسم کی سزائیں دی تھیں اور اس سے بہت سا مال لیا تھا اور [illegible] کے ساتھ واسط بھیجا تھا [illegible] حساب [illegible] انہوں نے [illegible] کو حکم دیا تھا کہ حامد بن عباس کو راستے میں [illegible] سے زہر دے کر مار دیں چنانچہ انہوں نے اس کو زہر دیا اور پھر اسی سال رمضان میں اس کی وفات ہو گئی۔

اور ابن فرات نے علی بن عیسیٰ سے تین لاکھ دینار [illegible] اور پھر اس کے [illegible] سے اموال وصول کئے جس کی کل مجموعی تعداد [illegible] لاکھ دینار [illegible] اس موقع پر وزیر نے [illegible] کے بارے میں مقتدر کو مشورہ دیا تھا کہ اسے ملک شام بھیج دے حالانکہ

جو اس وقت سے جو ... کر کے لایا گیا تھا تو اس نے انتقام ... تک خلیفہ سے مہلت طلب کی تھی لیکن خلیفہ نہیں مانا تھا اس ... [illegible] لکھنے سے نکل گئیں جنہوں نے بہت سے گھروں کو خراب کر دیا تھا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں خلیفہ نے میراث سے ذوی الارحام کو دینے کا اعلان کیا تھا۔

اسی سال ... بروز ... کتابوں کو باب العامہ کے قریب آگ میں جلایا گیا تھا جن میں بعض کتب حلاج کی تھیں اور ان سے بہت سا سونا بھی گرا جس کا پانی ان کتب پر چڑھایا گیا تھا۔

اسی سال وزیر ابن الفرات نے المقتدر کی خلافت میں شفاخانہ بنوایا تھا جس پر ہر ماہ ۲۰۰ دینار خرچ کرتا تھا۔

خواص کی وفات اس سال فوت ہونے والوں میں سے وفات پانے والے حضرات یہ تھے الخلال احمد بن محمد بن ہارون ان کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

الخلال احمد بن محمد بن ہارون کے حالات[1] : یہ الخلال احمد بن محمد بن ہارون ابو بکر الخلال الکتاب الجامع لعلوم الامام احمد کے مصنف تھے مذہب امام احمد پر اس کی مثل کوئی کتاب نہیں لکھی گئی انہوں نے حسن بن عرفہ سعدان بن نصر وغیرہ سے احادیث سنی تھیں اسی سال ۲ محرم کو نماز جمعہ سے قبل ان کی وفات ہوئی تھی۔

محمد ابن جریر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو محمد الجریری کے حالات[2] : یہ ابو محمد الجریری احمد بن محمد بن حسین ابو محمد الجریری کبار صوفیہ میں سے تھے حضرت سری سقطی کی انہوں نے صحبت اختیار کی تھی جنید ان کا بڑا احترام کیا کرتے تھے جنید نے بوقت وفات وصیت کی تھی کہ انہیں جریری کی مجلس میں لے جایا جائے ان پر معاملہ کا امر مشتبہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے بعد ... سال ... تھیں ان کے ... علم ... ادب میں مشہور تھے۔

الزجاج صاحب معانی القرآن الزجاج صاحب معانی القرآن ابراہیم بن السری بن سہل ابو اسحاق الزجاج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فاضل دیندار حسن اعتقاد کے مالک تھے ان کی بہت سی عمدہ تصانیف ہیں جن میں سے ایک کتاب معانی القرآن بھی ہے۔
یہ شروع میں شیشہ ... کا کام کرتے تھے پھر نحو سیکھنے کا شوق پیدا ہوا تو مبرد کے پاس گئے تھے اور مبرد کو روزانہ ایک درہم دیتے تھے بعد میں ان کے پاس بہت مال بھی جمع ہو گیا تھا لیکن مرتے وقت تک انہیں ایک درہم دیتے رہے۔
قاسم بن عبید اللہ ان کا بڑا احترام کرتے تھے قاسم بن عبید اللہ کی وزارت کے زمانہ میں لوگ ان کی سفارش کے ذریعے قاسم بن عبید اللہ سے حاجت ... کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کے پاس بہت سی چیزیں جمع ہو گئی تھیں اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی تھی ان سے الزجاجی ابو القاسم عبد الرحمن بن اسحاق الزجاجی نے علوم حاصل کئے تھے چنانچہ ان سے علم حاصل کرنے کی وجہ سے زجاجی کہلاتے تھے وہ کتاب الجمل کے مصنف تھے ... بعض نے کہا ان کی بھی اسی سال وفات ہوئی تھی کہا جاتا ہے اور ... بھی کہا جاتا ہے آخری وقت تک ... [illegible] ... ان کی وفات ... [illegible]

حامد بن العباس ... ۳۰۶ ... بہت زیادہ مالدار تھا ... بہت سے ... [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

وہ ہوا اس نے بہت سا مال جمع کیا تھا کہ ایک گھڑے میں روزانہ ایک ہزار دینار ڈالتا تھا جب وہ بھر جاتا تو اس کو بند کر دیتا بعد میں مقتدر نے ان گھڑوں کا پتا چلایا تھا چنانچہ ان سے بہت سا مال نکال لیا گیا تھا اس کی سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس نے حلاج کے قتل کے لیے بڑی کوشش کی تھی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اسی سال رمضان میں زہر دیے جانے کی وجہ سے اس کی وفات ہوئی تھی۔

عمر بن محمد البجیری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابن خزیمہ: محمد بن اسحاق بن خزیمہ بن مغیرہ بن صالح بن بکر السلمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ محسن بن مزاحم امام ابوبکر بن خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے جو علوم کے سمندر تھے طلب حدیث میں انہوں نے دور دراز کے سفر کیے تھے علوم کا اکثر حصہ انہوں نے تصنیف کیا وہ جمع کیا تھا ان کی کتاب صحیح ابن خزیمہ تمام کتب میں سب سے زیادہ نفع مند ہے مجتہدین میں ان کا شمار ہوتا تھا شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے سولہ سال کی عمر سے کسی کی تقلید نہیں کی ہے ہم نے طبقات شافعیہ میں بالتفصیل ان کے حالات بیان کر دیے ہیں مصر میں جن محدثین پر پریشانی آئی تھی اور پھر نماز کے ذریعے اللہ نے ان کی پریشانی دور کر دی تھی ان میں سے ایک یہ بھی تھے اسی زمانے میں محمد بن زکریا الطبیب المصنف الکبیر فی الطب کے مصنف کی وفات بھی ہوئی تھی۔

واقعات ۳۱۲ھ

اسی سال محرم میں حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر آنے والے حاجیوں پر ابو طاہر قرمطی نے حملہ کر دیا تھا حاجیوں نے بھی اپنا دفاع کرتے ہوئے اس کا مقابلہ کیا تھا اسی موقع پر بے شمار لوگوں کا قتل ہوا تھا اور بے شمار لوگوں کی عورتوں اور بچوں کو گرفتار کیا گیا تھا اور ان کا مال بھی چھین لیا گیا تھا جو تقریباً دس لاکھ کا تھا اور سامان اور اونٹ اس کے علاوہ تھے اور لوگوں کے اصل اسباب سواری وغیرہ چھین کر ان کو بغیر توشہ پانی اور سواری کے جنگل بیابان میں چھوڑ دیا گیا تھا اور ان کی جانب سے کوفے تک جب وہ گئے تو ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان نے اس خبیث سے مقابلہ کیا تو لیکن اس نے ابوالہیجاء کو بھی شکست دے دی تھی اور اس خبیث کے ساتھ تو دوسرا جنگ جو تھا اس وقت اس کی عمر صرف سترہ سال تھی جب یہ خبر بغداد پہنچی تو وہاں کے لوگوں اور عورتوں نے رونا چیخنا شروع کر دیا اور عورتیں بے پردہ بالوں کو کھولے اور سروں پر مٹی ڈالے نکل آئیں اور ان کے ساتھ وہ عورتیں جو اس کے لڑکے کے ہاتھوں میں پھنسی ہوئی تھیں بھی شامل ہو گئیں بغداد کی تاریخ میں یہ دن سب سے خوفناک اور سیاہ دن تھا۔

اس وقت خلیفہ نے حقیقت حال کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ یہ حاجیوں کی عورتیں ہیں اور وہ عورتیں بھی ہیں جن پر ابن الفرات نے قبضہ کیا ہوا تھا اور نصر بن قشوری کے ذریعے اسے یہ بھی بتایا گیا کہ اس قرمطی خبیث کو اتنی جرأت سوء نظام کے دور چلے جانے کی وجہ سے ہوئی ہے اور آپ نے اسے سارے اختیارات کے حوالے سے پورا سمجھا ہے خلیفہ نے ابن الفرات کے پاس پیغام بھیجا کہ لوگ آپ کے بارے میں یہ کہتے ہیں؛ تمہارے بیٹے اور تمہارے متعلق یہ خوش نہیں ہیں ابن الفرات اپنے لڑکے کو لے کر اسی وقت خلیفہ کے پاس پہنچا خلیفہ نے ان دونوں کا احترام کیا تو یہ دونوں بڑے خوش ہو کر دونوں سے نکلے اسی وقت نصر بن حاجب اور دوسرے لوگوں کی جانب سے بڑی تکلیف دہ باتیں کی گئیں لیکن وزیر اپنی مسجد میں بیٹھ کر حسب عادت احکام جاری کرنے کا حکم دیتا رہا پھر بات اس نے اس صبح بیدار ہو کر گزاری اور صبح ہوئی تو وہ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

بہت بڑا دن قتل بھی نہیں ہوتا کیونکہ معاملات اس کے موافق ہیں یا نہیں۔

پھر خلیفہ کی طرف سے اس کے پاس دو امیر آئے اور وزارت خانے کی طرف داخل ہو گئے اور انہوں نے اس سے پگڑی اتار لی [illegible] کے ساتھ [illegible] لوگ سمجھ گئے چنانچہ انہوں نے اینٹوں سے اس کی پٹائی کی اور [illegible] اور عوام نے [illegible] ہوئی ہوتی ہیں [illegible] وزیر کے گھر لا کر اس کے بیٹے سے [illegible] والے [illegible] اور [illegible] رکھا تھا۔

پھر خلیفہ نے کسی کے ذریعے مونس الخادم کو بلایا جب وہ آ گیا تو ان دونوں کو اس کے حوالے کر دیا اس نے وزیر اور اس کے بیٹے کی خوب پٹائی کی پھر اس کے بعد دونوں کو قتل کر دیا اور اس کی جگہ عبداللہ بن محمد بن عبیداللہ بن یحییٰ بن خاقان کو وزیر بنا دیا اور یہ ربیع الاول کا واقعہ ہے مونس الخادم بغداد میں ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ داخل ہوا اور اس نے سفارش کی کہ ابن خاقان کے ذریعے علی بن عیسیٰ کو واپس بلایا جائے اور وہ اس وقت صنعاء یمن میں جلا وطن تھا پھر وہ آیا چنانچہ وہ مکہ لوٹ آیا اور وزیر نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ شام اور مصر کے معاملات میں غور کرے۔

اب خلیفہ نے مونس الخادم کو مقرر واسط سے منتقل کرنے کا حکم دیا اور اس کی تیاری پوری ہو گئی تھی کہ ابو طاہر قرامطی نے امیر حاجیوں پر حملہ کر دیا جس میں ایک ہزار مرد اور پانچ سو عورتیں تھیں اور اس کے ساتھ اس نے کوفہ کے نائب جعفر بن ورقاء کو گرفتار کر لیا اور خلیفہ سے بصرہ اور اہواز کے علاقوں کا سوال کیا لیکن خلیفہ نے انکار کر دیا اور مونس الخادم ایک بڑے لشکر کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہوا لیکن وہاں کے حالات معمول پر آ چکے تھے پھر اس نے یاقوت الخادم کو کوفہ کا نائب حاکم بنا کر واسط کا رخ کیا لیکن وہاں کے حالات بھی معمول پر آ چکے تھے۔

اسی زمانے میں کوفہ اور بغداد کے درمیان محمد بن اسماعیل بن محمد بن حسین بن علی بن ابی طالب نامی ایک شخص کا ظہور ہوا اور کچھ جاہل اور گنواروں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کا کچھ زور بھی ہو گیا وزیر نے ایک لشکر بھیجا انہوں نے ان کے ساتھ قتال کیا اور ان کو شکست دے دی اور اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ منتشر ہو گئے اور یہ مدعی تمام علویوں کا سردار اور ان کا اول شخص تھا۔

اسی سال کوتوال نے حلاج کے دو ساتھیوں کو پکڑ لیا (حیدرہ و شعرانی اور ابن منصور) پہلے ان سے توبہ کا مطالبہ کیا لیکن وہ توبہ کرنے پر راضی نہ ہوئے تو ان کی گردن اڑا دی اور شرقی جانب ان کو سولی دے دی گئی اور اسی سال قرامطیوں کی جانب سے مکہ کی طرف کے خطرے کے سبب سے اہل عراق نے حج نہیں کیا۔ اسی سال ابراہیم بن خمیس ابو اسحاق الواعظ اور حربویہ کا بھی انتقال ہوا تھا یہ لوگوں کو کثرت سے نصیحت کرنے والے تھے اس کے عمدہ کلام سے یہ ہے کہ قناعت اختیار کرنے پر راحت صبر کرنے پر اخلاق کی تکمیل اور جنت مشقت پر منحصر ہے۔

علی بن محمد بن الفرات کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن محمد الفرات کے حالات[1] مقتدر نے ان کو پانچ بار وزیر بنایا تھا اور پانچوں بار معزول کیا تھا پھر آخر میں اسی سال اس کے لڑکے سمیت اسے قتل کر دیا تھا یہ بہت بڑا مالدار تھا ایک کروڑ دینار کا یہ مالک تھا اور کچھ املاک سے لاکھوں دینار اس کی سالانہ آمدنی ہوتی تھی مجاہد، عابدوں اور علماء کا سالانہ خرچ اس نے اپنے ذمہ لیا ہوا تھا ہر وہ ان کی ضرورت کے مطابق ان پر خرچ کرتا تھا اور یہ ادب اور حساب سے بھی اچھا خاصا واقف تھا اس کے بارے میں مشہور ہے کہ اس نے ایک دن میں دو ہزار خطوط لکھے تھے اور ان پر دستخط بھی کئے تھے معاصرین نے اس پر بڑا تعجب کا اظہار کیا تھا۔

یہ صاحب مروت اور صاحب کرم اور اچھی سیرت کا مالک تھا مگر آخری بار اس نے لوگوں پر ظلم و زیادتی کی تھی اور ان کے اموال پر قبضہ کیا تھا اس لئے اللہ نے اسے پکڑا (جیسے کہ کسی آدمی پر ظلم کرتے وقت بڑا ہی بے انتہائی زبردست پکڑنے کے ساتھ سورۃ ہود آیت ۱۰۲ اور سورۃ القمر آیت ۴۲) یہ بہت بڑا سخی تھا ایک مرتبہ اس کے پاس محدثین صوفیاء اور اہل ادب نے جمع ہو کر بھی تنگی کی تھی تو اس نے ان میں سے ہر ایک کو بیس ہزار دینار دیے تھے۔

ایک دفعہ کسی شخص نے اپنی طرف سے ان کے نام سے ایک تحریر مصر کے نائب حاکم کے نام لکھی تھی جس میں اس شخص نے اپنے لئے کچھ مطالبہ کیا تھا جب وہ شخص مصر کے نائب حاکم کے پاس پہنچا تو وہ سمجھ گیا کہ یہ ابن فرات کے ہاتھ کی تحریر نہیں ہے چنانچہ اس نے وہ خط اس کے پاس بھیج دیا جب ابن فرات نے خط دیکھا تو اس نے اپنے وزراء سے مشورہ لیا کہ اس آدمی کو کیا سزا دی جائے انہوں نے مختلف سزاؤں کے مشورے دیئے مگر اس نے وہ خط لے لیا اور اس پر لکھا کہ یہ میرا خط ہے یہ آدمی ہمارے پاس آیا ہے اس کو خوش کر دو چنانچہ جب وہ وزیر کے پاس پہنچا تو اس نے اسے بیس ہزار دینار دے دیئے۔

---

[1] المنتظم … شذرات الذہب … وفیات الاعیان …

نیک وزیر ابن الفرات نے اپنے ایک منشی کو بلا کر کہا کہ میری نیت تمہارے بارے میں کافی خراب ہو گئی تھی میں ہر وقت سوچتا رہتا تھا کہ تمہیں گرفتار کر کے تمہارا مال ضبط کر لوں لیکن میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم ایک روٹی لے کر مجھے منع کر رہے ہو اور میں چند راتوں سے یہ خواب مسلسل دیکھ رہا ہوں اور میں نے لشکر کو تم پر حملہ کرنے کا حکم دیا جب کہ لشکر نے تم پر حملہ کرنا چاہا تو تم نے روٹی دکھا کر اپنی جان بچا لی اب تم مجھے اس روٹی کے بارے میں بتاؤ۔ منشی نے اصل قصہ پوچھا تو اس نے کہا کہ اے وزیر! اصل قصہ یہ ہے کہ بچپن میں میری والدہ روزانہ ایک روٹی میرے تکیے کے نیچے رکھ دیتی تھیں اور صبح کو میں اس روٹی کو صدقہ کر دیا کرتا تھا وفات تک میری والدہ کا یہی معمول رہا اس کی وفات کے بعد میں خود روزانہ ایک روٹی تکیے کے نیچے رکھتا ہوں اور صبح کو اس کو صدقہ کر دیتا ہوں اور وزیر نے بڑا تعجب کیا اور کہا کہ اللہ کی قسم آج کے بعد میری طرف سے تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔

ابن خلکان نے ابن الفرات کے حالات مفصل بیان کیے ہیں جن میں سے کچھ ہم نے بیان کر دیے۔

محمد بن محمد بن سلیمان بن الحارث بن عبدالرحمٰن کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن محمد بن سلیمان کے حالات …… یہ محمد بن محمد بن سلیمان بن الحارث بن عبدالرحمٰن ابوبکر الازدی الواسطی ہیں جو باغندی سے مشہور تھے محمد بن عبداللہ بن نمیر، ابن ابی شیبہ، شیبان بن فروخ، علی بن مدینی اور ان کے ہم عصر اور بغداد کی ایک جماعت سے حدیثیں سنی تھیں اور حصول حدیث کے لیے دور دراز ممالک کا سفر کر کے بڑا اہتمام حاصل کیا تھا اور طلب حدیث میں بہت مشہور رہے تھے حتیٰ کہ کہا جاتا ہے کہ نماز میں بھی احادیث پڑھتے تھے اور انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ نماز میں ہیں، لوگ سبحان اللہ کہہ کر انہیں یاد دلاتے تھے۔

ان کا قول ہے کہ تمام محدثین اور مسانید کے بجائے تنہا ان کی احادیث سے بچا ہوں۔

ایک بار خواب میں انہوں نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی تھی انہوں نے آپ علیہ السلام سے سوال کیا تھا کہ منصور اور اعمش میں سے احادیث کے سلسلے میں کون سا عمدہ ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ منصور۔

ابن عدی نے ان پر تدلیس کا الزام لگایا ہے حتیٰ کہ دارقطنی کا قول ہے کہ یہ بہت زیادہ تدلیس کیا کرتے تھے اور بعض اوقات احادیث چوری بھی کر لیا کرتے تھے۔

واقعات ۳۱۳ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم کے اختتام پر سورج غروب ہونے سے پہلے ہی شمال سے جنوب تک ایک ستارہ ٹوٹ کر گرا جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی اور لوگوں نے اس کی گرج کی آواز بھی سنی تھی۔

اسی زمانے میں مقتدر خلیفہ کو بتایا گیا کہ مسجد براثی میں رافضی جمع ہو کر صحابہ کرام کی برائیاں کرتے ہیں اور نماز جمعہ بھی نہیں پڑھتے اور قرامطہ سے خط و کتابت کرتے ہیں اور کوفہ اور بغداد کے درمیان ظاہر ہونے والے محمد بن اسماعیل کی طرف لوگوں کو دعوت دیتے ہیں اور ان کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہی مہدی منتظر ہے اور اس کے ماننے والے مومن ہیں پس خلیفہ نے ان کو پکڑنے کا حکم دیا اور مسجد کے بارے میں علماء سے فتویٰ طلب کیا علماء نے فتویٰ دیا کہ یہ مسجد ضرار ہے جو ان میں سے پکڑا جاتا تھا اس کی خوب پٹائی ہوتی تھی اور اس کی تشہیر کی جاتی تھی اور خلیفہ نے مسجد منہدم کرنے کا حکم دیا تو اسے منہدم کر دیا گیا اور وزیر خاقانی نے خلیفہ کے حکم سے اس کی جگہ قبرستان بنا دیا جس میں بہت سے مردوں کو دفن کیا گیا۔

اسی سال حاجیوں کے قافلے بغداد سے نکلے تھے کہ ابو طاہر نے ان پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے اکثر لوگ واپس آ گئے اور جو لوگ آگے گئے انہوں نے واپسی [illegible] خلیفہ کے لشکر نے اس کا مقابلہ کیا لیکن اس کی قوت [illegible] کے خوف سے مغربی بغداد کے باشندے مشرقی بغداد چلے گئے [illegible]

۔ جگہ ان کے سونے، انبار اور ان کی عورتوں کو گرفتار کرتا رہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں کھجوریں بہت سستی تھیں یہاں تک کہ ایک حبہ میں آٹھ رطل کھجوریں بکتی تھیں اور بغداد سے کھجوریں بصرہ کو پہنچائی گئی تھیں۔

اسی زمانہ میں مقتدر نے ایک سال چھ ماہ اور دو دن کا خاقانی کو وزیر کو وزارت سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ پر ابو العباس احمد بن عبیداللہ بن احمد بن خصیب خصیبی کو وزیر بنا دیا تھا کیونکہ اس نے محسن بن فرات کی بیوی کو بہت سا مال تقریباً سات لاکھ دینار رشوت کے طور پر دیے تھے۔ اب خصیبی نے علی بن عیسیٰ کو حکم دیا تھا کہ وہ مصر اور بلاد شام کا امیر ہے لیکن ٹھہرا رہے کہ مکہ میں رہ کر وہ ان شہروں میں جاتا رہے گا۔

مشہور لوگوں کی وفات خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی علی بن عبدالحمید بن عبداللہ بن سلیمان کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

علی بن عبدالحمید کے حالات[1] ...یہ علی بن عبدالحمید بن عبداللہ بن سلیمان ابو الحسن الغضائری ہیں انہوں نے قواریری وغیرہ سے احادیث سنی تھیں ان کا قول ہے کہ ایک دن میں نے سری سقطی کے دروازے کو کھٹکھٹایا تو وہ آئے اور دروازے کی چوکھٹ پکڑ کر انہوں نے کہا کہ اے اللہ جس نے مجھے تیری یاد سے غافل کیا تو اسے اپنی یاد میں مشغول رکھ کہتے ہیں کہ اسی دن کی برکت سے میں نے حلب سے مکہ تک جاتے چالیس پیدل حج کیے تھے۔

ابو العباس السراج الحافظ کا بھی اسی سال انتقال ہوا تھا۔

ابو العباس السراج الحافظ کے حالات[2] ...یہ ابو العباس السراج الحافظ محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن مہران بن عبداللہ الثقفی ہیں سراج ہیں جو آخر وقت تک نیشاپور میں رہے تھے ان کی پیدائش ۲۱۸ھ میں ہوئی تھی انہوں نے قتیبہ، اسحاق بن راہویہ اور ایک بڑی جماعت سے احادیث سنی تھیں پھر ان سے بخاری و مسلم نے احادیث روایت کی تھیں حالانکہ یہ دونوں ان سے بڑے تھے اور ولادت و وفات میں ان سے مقدم تھے ان کی بہت سی عمدہ تصنیفات ہیں یہ مستجاب الدعوات بھی تھے۔

انہوں نے خواب میں ایک چیز دیکھی تھی جس کی بنا پر پچیس دن تک روتے رہے تھے کسی نے ان کے خواب کی تعبیر بتائی کہ ان کی عمر اتنی طویل ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

۹۳ سال کی عمر میں ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا حاکم کا قول ہے کہ میں نے ان کے لڑکے ابو عمرو کو یہ کہتے سنا کہ میں اپنے والد کے ساتھ مسجد جا رہا تھا ایک راز مسجد سے والد لوگوں سے کہہ رہے تھے کہ اس نے ۹۳ سال کی عمر میں یہ بچے کا کام کیا تھا۔

واقعات ۳۱۴ھ

اسی سال روم کے بادشاہ نے اہل ساحل کے مسلمانوں کو خراج ادا کرنے کا حکم دیا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا تھا۔ جس کی وجہ سے وہ ایک بڑا لشکر لے کر ان سے مقابلہ کرنے کے لیے نکلا تھا اور اس نے زمین میں بڑا فساد برپا کیا تھا اور ملطیہ میں داخل ہو کر بہت قتل و غارت کی تھی اور بہت سے قیدی غالب تھا اور مسجد جامع کو جلا دیا تھا۔

اسی زمانہ میں بغداد کی دوکانوں میں آگ لگ گئی تھی جس میں بہت سے لوگ مارے گئے تھے صرف ایک جگہ میں ایک ہزار مکانات اور

---

[1] تاریخ بغداد ۱۲/۲۹، ۳۰، شذرات الذهب ۲/۲۶۷، المنتظم ۶/۱۹۵

[2] تذکرۃ الحفاظ [illegible] تاریخ بغداد [illegible] الجرح والتعدیل [illegible] المنتظم [illegible]

ہلاک ہو گئی تھیں۔

اسی سال خبر آئی تھی کہ روم کے بادشاہ دمستق کا انتقال ہو گیا ہے جسے مسلمانوں کی قتل کے لئے سرحدوں پر مقرر کیا گیا تھا۔

اسی سال ہی میں مکہ والوں کے خطوط آئے تھے کہ قرامطہ کے قریب پہنچنے کی وجہ سے وہ سخت خوف زدہ تھے اور مکہ چھوڑ کر طائف اور آس پاس کے علاقوں میں چلے گئے ہیں۔

اسی زمانے میں بغداد میں اتنا زبردست طوفان آیا تھا کہ اس نے بہت سے درختوں کو اکھاڑ کر رکھ دیا تھا اور کافی گھروں کو منہدم کر دیا تھا ابن الجوزی کا قول ہے کہ ماہ شوال بروز جمعرات (جمعرات ۱۱) "کانون الاول" کی ساتویں تاریخ تھی کہ بغداد میں زبردست برف باری ہوئی جس کی وجہ سے اتنی سخت سردی ہوئی تھی کہ جس نے کھجوروں اور درختوں کو ختم کر دیا تھا۔ بلکہ پانی، گلاب کا پانی، سرکہ، بڑی بڑی نہریں اور دجلہ سب منجمد ہو کر برف بن گئے تھے حتیٰ کہ بعض مشائخ نے دجلہ کے اوپر جمی ہوئی برف پر حدیث پڑھانے کے لئے مجلس منعقد کی تھی اور بہت سے کرامات ہوئی تھیں پھر بارش کی وجہ سے برف پگھلی اور سردی کم ہوئی اور اللہ نے اس تکلیف کو دور کیا۔

اسی سال خراسان سے قصد حج کیلئے لوگ بغداد آئے تھے تو مونس الخادم نے ان سے معذرت کی تھی کہ وہ حج ترک کر دیں اس لئے کہ قرامطہ نے مکہ کا جو کیا ہوا ہے چنانچہ وہ لوگ واپس لوٹ گئے اور اس سال عراق سے کوئی بھی حج کے لئے نہ جا سکا تھا۔

سال رواں ہی میں ذوالقعدہ میں خلیفہ نے اپنے وزیر ابوالعباس خصیبی کو تین سال دو ماہ بعد وزارت سے معزول کر کے اس کے قید کرنے کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے امور وزارت اور ملکی مصالح پر نظر رکھنے میں سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کیا تھا کیونکہ وہ ہر رات کو شراب پیتا تھا اور صبح نشے میں مدہوش ہوتا تھا اور سارے امور اپنے ماتحتوں کے حوالے کر دیئے تھے جو بڑی گڑبڑ سے کام انجام دیتے تھے اور اس کی جگہ ابوالقاسم عبیداللہ بن محمد الکلوذانی کو علی بن عیسیٰ کے آنے تک نائب مقرر کر دیا تھا اور علی بن عیسیٰ اس وقت دمشق میں تھے چنانچہ ان کو بلایا گیا تھا تو وہ بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد میں داخل ہوا تو اس نے عام سب کی مشکلات پر نظر کرنا شروع کی جس کی وجہ سے حکومت کا نظام معمول پر آ گیا تھا۔ تو اس نے سابق وزیر کو بلا کر اس کو ملامت کی۔ سستی اور کاہلی خصوصاً اللہ کی نافرمانی کرنے کے بارے میں ملامت کیا اور یہ سب کچھ لوگوں کی موجودگی میں ہوا پھر اسے جیل بھیج دیا گیا۔

اسی زمانے میں صائفہ نے طرطوس سے بلاد روم پر حملہ کیا تھا اور بہت سا مال غنیمت لے کر بحفاظت لوٹے تھے۔

اسی سال قرامطہ کے خوف سے عراقیوں نے حج نہیں کیا تھا۔

خواص کی وفات۔ خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی۔

مصر میں بغداد کے شیخ ابوالقاسم کے رب الطحان کے کاتب سعید الخولانی کا بھی اسی سال انتقال ہوا تھا اور ان کی جگہ زبیر الخولانی کا بھانجا ان کے بجائے مقرر کیا گیا تھا جس کی طرف آج تک یہ دروازہ منسوب ہے۔

محمد بن باقی محمد بن عمر بن لبابہ، علم حدیث کی بصیرت قاسم القرآن ابو العباس کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ بصرہ میں قاسم۔ نے قادری سے احادیث کا سماع کیا تھا۔ یہ شیخ مذہب ابو حنیفہ کے مطابق قرآن کے عالم، عابد اور بلند شان والے تھے۔

واقعات ۳۱۵ھ

اسی سال ماہ صفر میں علی بن عیسیٰ دمشق سے واپس آئے تھے لوگوں نے آگے بڑھ کر ان کا استقبال کیا تھا بعض استقبال کے لئے انبار تک گئے تھے بعض اس سے بھی آگے گئے تھے جس وقت وہ خلیفہ کے دربار میں پہنچا تو خلیفہ نے بڑے اچھے انداز میں اس سے گفتگو کی تھی اس کے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا تھا خلیفہ نے اس کے جانے کے بعد فرش بچھونے اور سامان کے علاوہ بیس ہزار دینار اس کے پاس بھیجے تھے آتے ہی وہ کام میں لگ گیا تھا اس کی خدمت کی بہت تعریف کی گئی تھی وزیر نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے تھے۔

لوگ دنیا والوں کے ساتھ ہوتے ہیں جب دنیا کا رخ بدل گیا ہے تو وہ بھی رخ بدل لیتے ہیں۔ لوگ دنیا والوں کی عزت کرتے ہیں لیکن اگر دنیا ان سے بے وفائی کرتی ہے تو وہ بھی بے وفائی کرتے ہیں۔

اسی زمانے میں خط آیا تھا کہ اہل دیلم دینور شہر میں داخل ہو گئے ہیں اور انہوں نے وہاں پر خوب لوٹ مار کر کے کافی سامان غصب کر لیا ہے اور جامع مسجد میں انہوں نے [illegible] ہیں اس صورت حال کی وجہ سے خلیفہ نے مونس الخادم کو ان کے مقابلے کی تیاری کا حکم دیا اور اس کو خلیفہ نے خلعتیں عطا کیں پھر وہ روانہ ہوا [illegible] کے مسلمانوں نے ان پر حملہ کر کے ان کے کافی [illegible] قتل کر دیا تھا۔

یہاں پر جب مونس الخادم نے [illegible] خلیفہ دیلمیوں سے مقابلے کے لئے مکمل تیاری کر لی تو خلیفہ کے بعض خادموں نے اسے بتایا کہ خلیفہ نے تمہیں رخصت کرنے کے وقت تمہاری گرفتاری کا پروگرام بنا رکھا ہے اس وجہ سے مونس الخادم کے دل میں بھی خلیفہ کی طرف سے شکوک و شبہات پیدا ہو گئے اور اس نے خلیفہ کے پاس جانے کا ارادہ ترک کر دیا لیکن وہ شہر [illegible] اسی وجہ سے خلیفہ کے پاس جانے کے بجائے امراء اس کے پاس جمع ہونا شروع ہو گئے اور پھر جب خلیفہ کو بھی مونس الخادم کے نہ آنے کا سبب معلوم ہو گیا چنانچہ اس نے اپنی صفائی کے لئے مونس الخادم کے پاس ایک رقعہ بھیجا جس میں لکھا تھا میرے بارے میں جو آپ کو خبر پہنچی ہے وہ بالکل جھوٹی ہے میں آپ سے مکمل طور پر مطمئن اور خوش ہوں۔

یہ خط پڑھ کر مونس الخادم اپنے خدام کے ہمراہ خلیفہ کے پاس پہنچ گیا جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو خلیفہ نے بڑے اچھے ماحول میں اس سے گفتگو کی اور کہنے لگا کہ میں تم سے بالکل خوش ہوں اور میرا دل تمہارے بارے میں بالکل صاف ہے اس کے بعد مونس الخادم خلیفہ کے پاس سے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ واپس ہوا اور ابو العباس بن خلیفہ اور وزیر علی بن عیسیٰ حاجب اس کو رخصت کرنے کے لئے گئے اور امراء اس سے ملنے آگے گئے۔ یہ [illegible] کا متوجہ کرنے کے اعتبار سے بڑا [illegible] دن تھا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں [illegible] ایک شخص کو گرفتار کیا گیا تھا جس نے کافی عورتوں کو قتل کیا تھا وہ علم نجوم [illegible] کا دعویٰ کرتا تھا اس وجہ سے عورتیں اس کے پاس آتی جاتی رہتی تھیں جب ایک عورت اس کے پاس ہوتی تو اس کا ہاتھ پاؤں [illegible] سے باندھ دیتا تھا اور پھر [illegible] کی رسی سے اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کر دیتا تھا اور پھر اس کا سامان رکھ لیتا اور اپنے گھر میں گڑھا کھود کر اس میں اس عورت کو دفن کر دیتا پھر منتقل ہو کر دوسرے گھر میں چلا جاتا جب اس کو گرفتار کیا گیا تو جس گھر میں وہ رہتا تھا اس گھر میں سترہ مقتول عورتیں تھیں پھر دوسرے گھر [illegible] ان میں بھی کثرت سے مقتول عورتیں تھیں۔

سال رواں میں ہی [illegible] ایک بادشاہ تھا جس کا نام [illegible] مرداویج تھا وہ اپنے سامنے چاندی کا تخت [illegible] سلیمان بن داؤد ہونے کا دعویٰ کرتا تھا [illegible] انسان تھا [illegible] جرات کرنے والا تھا پھر بڑے [illegible] کے ہاتھوں قتل ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے مسلمانوں کو نجات دی۔

سال رواں میں اصفہان کے [illegible] لوگوں میں ایک [illegible] کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹ لیتے تھے۔

اسی سال کوفہ کے نزدیک یوسف بن ابی الساج اور ابو طاہر قرامطی کے درمیان مقابلہ ہوا تھا قرامطی آگے بڑھ کر یوسف بن ابی الساج اور کوفہ کے درمیان حائل ہو گیا تھا تو یوسف بن ابی الساج نے اسے لکھا کہ اطاعت قبول کرو ورنہ [illegible] جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ قرامطی نے جواب دیا کہ ہم [illegible] تو یوسف نے ابو طاہر کی جماعت کو کم خیال کیا [illegible] یوسف کے ساتھ بیس ہزار نوجوان تھے اور ابو طاہر کے ساتھ ایک ہزار [illegible] اور پانچ سو پیدل تھے یوسف کہنے لگا ان کتوں کی کیا قیمت ہے اور جنگ سے پہلے ہی اپنے منشی کو [illegible] خلیفہ کو فتح کی خوشخبری کی اطلاع کر دو۔

جب جنگ شروع ہوئی تو قرامطہ نے خوب جم کر مقابلہ کیا قرامطی خود میدان میں اتر آیا اور اس نے اپنے ساتھیوں [illegible] کے ساتھ مل کر زبردست مقابلہ کیا [illegible] خلیفہ کا لشکر شکست کھا گیا اور امیر لشکر یوسف بن ابی الساج گرفتار ہو گیا اور اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور کوفہ پر ابو طاہر کا قبضہ ہو گیا اور یہ خبر بغداد پہنچی تو لوگوں میں [illegible] قرامطہ نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کر لیا ہے اسی وجہ سے لوگ بہت خوف زدہ ہو گئے اور ان کو اس خبر کی سچائی کا یقین ہونے لگا تب [illegible] نے خلیفہ سے کہا [illegible] اللہ کے دشمنوں سے قتال کرنے کے لئے جمع کیا جاتا

ہے اور مسلمانوں کی موجودہ حالت اس قدر خراب ہے کہ اتنی رقم کا انتظام ہو سکے تو ہم سے دور میں بھی نہیں تھی اس نے مومنوں سے بھی [illegible] رہے تھے۔ مسلمانوں کا دفاع بڑی مشکل کام ہو رہا تھا اور بیت المال میں کچھ بھی نہیں تھا اس لئے آپ اپنی والدہ سے جو رقم کا مطالبہ کریں امید ہے کہ انہوں نے [illegible] وقت کے لئے جو خزانہ مال جمع کیا ہوگا اس وقت واقعتہً مسلمانوں کو مال کی سخت ضرورت ہے۔

چنانچہ خلیفہ نے اپنی والدہ سے ضرورت کا اظہار کیا تو اس نے ازخود پانچ لاکھ دینار پیش کر دیے جو دراصل بیت المال میں کی تھی جسے رقم جمع کر رکھی تھی خلیفہ نے وزیر کے حوالے کر دی تاکہ قرامطہ سے مقابلہ کرنے کے لئے لشکر تیار کرے۔ چنانچہ اس نے بڑی امیر کی ماتحتی میں قرامطہ سے مقابلے کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر دیا جب قرامطیوں کو اس کی آمد کا علم ہوا تو انہوں نے تمام راستوں کی ناکہ بندی کر دی تھی لشکر نے واپس بغداد آنے کا ارادہ کیا لیکن ناکہ بندی کی وجہ سے واپس نہ آ سکا اور مقابلہ ہو گیا تھوڑی ہی دیر میں خلیفہ کا لشکر شکست کھا گیا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس موقع پر یوسف بن ابی الساج ایک خیمہ میں مقید تھا اور وہ جنگ کا منظر دیکھ رہا تھا قرامطی نے جنگ سے واپس [illegible] جانے کا ارادہ کیا تو پہلے اس نے اس کی گردن اڑا دی اس کے بعد قرامطی بغداد کے قریب سے ہوتا ہوا وہاں سے بہت دور چلا گیا اس کے بعد جب وزیر، خلیفہ اور اس کی والدہ کو اس کے بغداد نہ آنے کا یقین ہو گیا تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا۔

اس سال والی افریقہ مہدی نے (جو فاطمی کہلاتا تھا) اپنے لڑکے کو ایک لشکر کے ہمراہ بلاد مغرب میں کسی شہر میں بھیجا تھا لیکن وہ ہلاکت سے بچ گیا اور کچھ عرصہ میں اس کے ساتھی قتل کر دیے گئے اسی سال اس مہدی شخص نے شہر مہدیہ کی بنیاد رکھی تھی۔

اسی زمانہ میں عبدالرحمن بن داخل نے بلاد مغرب میں شہر طلیطلہ کا محاصرہ کیا تھا وہاں کے لوگ مسلمان تھے لیکن انہوں نے عہد توڑ دیا تھا تو اس نے اس کو جبراً فتح کر لیا تھا اور وہاں کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا تھا۔

خواص کی وفات خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ حضرات تھے۔ ابن الجصاص الجوہری۔ ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابن الجصاص الجوہری کے حالات[1] ان کا نام حسین بن عبداللہ بن جصاص الجوہری ابو عبداللہ البغدادی ہے انہوں نے اموال کثیرہ جمع کئے تھے اور احمد بن طولون کا گھرانہ ان کی ثروت کے سبب سے تھا آپ نے طولون کے لئے مصر سے جو جواہرات آتے تھے وہ یہاں فروخت کے لئے ان کے پاس بھیجے جاتے تھے لیکن زیادہ تر ان کی مالداری کا سبب ایک خزانے کا قرب ہے کہ ایک روز میں ابن طولون کے دروازے پر تھا۔ تو ایک باندی ہاتھ میں لئے ہوئے آئی جس میں جوہر کے دانے تھے ان میں سے ایک ایک کی قیمت ہزار دینار تھی وہ کہنے لگی کیا ان کو تراش کر چھوٹا کر سکتے ہیں کیا تاجر لوگ اور عوام پسند نہیں کرتے۔ میں وہاں سے ان کو لے کر گھر آ گیا اور ان کو تراش کر میں نے چھوٹا کر دیا اب اس کچھ سے ان کی قیمت بڑھ گئے دسویں حصے کے برابر بھی نہیں میں نے ان کو [illegible] اور میں نے اس سے کافی مال کمایا تھا لیکن اس نے دوبارہ گرا کر ضائع کر دیا تھا اب اس کی قیمت دوبالا بڑھ گئی تھی۔

خلیفہ مقتدر کے دور حکومت میں ان پر سخت گرفت آ گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے ایک کروڑ ساٹھ ہزار سے زیادہ جرمانہ ادا کیا تھا اس کے باوجود بھی ان کے پاس وافر مقدار میں مال بچا تھا۔

ایک تاجر کا قول ہے کہ ایک مرتبہ میں ابن جصاص جوہری کے پاس گیا گھر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ انتہائی مغموم حالت میں ادھر ادھر ٹہل رہا ہے میں نے جب پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا بہت نقصان ہو گیا ہے اور لوگ کہ اب میری دولت ختم ہو گئی ہے جبکہ میں نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا کہ اب بھی تیرے گھر باغات اور باقی سونا چاندی سات لاکھ کی قیمت کا تیری ملکیت میں ہے اور چادر عطر خوشبو کے سامان ہیں پھر میں نے اس سے کہا تو گویا کہ تیرے پاس اس وقت کتنے جواہرات ہیں اس نے بتایا کہ تقریباً لاکھ کی قیمت کے میرے پاس جواہرات ہیں میں نے اس سے کہا کہ تیرے جیسا مالدار تو بغداد میں بھی کوئی نہیں ہے وہ تاجر کہتا ہے کہ میری تسلی کی وجہ سے اس کا غم دور ہو گیا اور غمگین دن سے اس نے کچھ بھی نہیں کھایا تھا اب اس نے کھانا بھی کھایا۔

---

[1] شذرات الذہب ۲/۲۶۸، العبر ۲/۱۶۱، النجوم الزاہرہ ۳/۲۲۴، ۲۲۹، الوافی بالوفیات ۱۲/۲۹۶، ۲۹۱

جریری نے جب مقتدر کی والدہ کی سفارش پر اس کی گرفت سے رہائی پائی تو اس کا قول ہے کہ ابوالفضل نے مجھ میں نے سو گٹھڑی رکھی ہوئی دیکھی جن میں مصر سے آیا ہوا سامان تھا اور وہ ان کے پاس صندوق سے ایک گھر میں رکھی ہوئی تھیں ان میں سے ایک گٹھڑی میں مصر کے سو چادریں رکھے ہوئے تھے جن کا ہر ایک ۱۰۰ دینار تھی جب میں نے مقتدر کی والدہ سے اس گٹھڑی کا مطالبہ کیا اس نے اپنے لڑکے سے اس کی سفارش کی تو اس نے وہ گٹھڑی مجھے دے دی میں نے اس پر قبضہ کر کے دیکھا تو اس سے دو ایک کم نکلی ہوا تھا۔

اس کے باوجود بعض اہل ادب وکلام نے کہا ہے کہ یہ اہل فضل تھا اور کئی چیزیں اس کی سخاوت پر مظہر ہیں۔

بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ قصداً ایسا کرتا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ طبعی مذاق کے طور پر ایسا کرتا تھا۔

علی بن سلیمان بن مفضل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن سلیمان بن مفضل کے حالات[1] یہ علی بن سلیمان بن مفضل ابوالحسن الاخفش ہیں انہوں نے مبرد، ثعلب، یزیدی وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے رودبی معافی وغیرہ نے احادیث روایت کی تھیں یہ قلیل احادیث میں ثقہ تھے مالی اعتبار سے کمزور تھے اس سلسلہ میں انہوں نے ابو علی مقلہ سے رابطہ کیا تھا اور پھر انہوں نے وزیر علی بن عیسیٰ سے ان کے لئے ماہانہ وظیفہ کی درخواست کی تھی جو اس نے منظور نہیں کی ہو ان کے حالات اس قدر کمزور ہو گئے تھے کہ کچے شلجم کھا کر گزارا کرتے تھے اس سال شعبان میں زیادہ کھانے کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی تھی۔ یہ علی اخفش صغیر ہیں اور اخفش اوسط سیبویہ کے شاگرد سعید بن مسعدہ ہیں اور اخفش کبیر سیبویہ اور ابو عبیدہ وغیرہ کے شیخ اہل ہجر سے ابو الخطاب عبدالحمید ہیں کہا گیا ہے کہ ابو بکر محمد بن سری سراج النحوی جو الاصول فی النحو کے مصنف ہیں ان کی اس سال وفات ہوئی تھی۔ یہ ابن اثیر کا قول ہے۔

محمد بن مسیب الارغیانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

واقعات ۳۱۶ھ

اسی سال ابو طاہر سلیمان بن ابی سعید الجنابی القرامطی نے ماہ محرم میں رحبہ پر قبضہ کیا تھا جبکہ اس کا محاصرہ کر کے بزور قوت اس میں داخل ہو گیا تھا اور اس نے اس کے باشندوں کو قتل کر دیا تھا اور اہل قرقیسیا نے اس سے امان طلب کی تھی چنانچہ اس نے ان کو امان دے دی تھی اور دیہات کے اعراب کی طرف اپنے سپاہیوں کو بھیجا تھا انہوں نے وہاں پر کئی لوگوں کو قتل کیا تھا اور یہ حالت ہو گئی تھی کہ لوگ اس کا نام سنتے ہی بھاگ جاتے تھے اور اس نے دیہاتیوں پر سالانہ ٹیکس مقرر کیا تھا جسے وہ ادا کرتے تھے۔

پھر اس قرامطی نے شہر موصل، سنجار اور ان کے اطراف میں فساد برپا کر کے ان کے گھروں کو ویران کیا تھا اور لوٹ مار کی تھی اور لوگوں کو قتل کیا تھا اور بعض لوگوں کو سولی پر لٹکا دیا تھا اس صورتحال پر مونس الخادم نے اس کا تعاقب بھی کیا تھا لیکن یہ ہاتھ نہ آیا اور فرار ہو کر اپنے شہر ہجر چلا گیا تھا وہاں اس نے دار الہجرۃ کے نام سے گھر بھی بنایا تھا اور بلاد المغرب میں موجود مہدی کی طرف لوگوں کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی تھی اور رفتہ رفتہ اس کا اثر و رسوخ اور اس کا حلقہ وسیع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے وہ جہاں بھی جاتے لوگوں کو قتل کرتے تھے اور ان کے اموال لوٹ لیتے تھے۔

قرامطی نے خفیہ طور پر کوفہ پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا تھا لیکن اسے اس کا موقع نہ مل سکا۔

وزیر علی بن عیسیٰ نے بلاد اسلام پر اس قرامطی کی زیادتیوں کے باوجود خلیفہ اور اس کے لشکر کے کمزور ہونے کی وجہ سے صحیح طور پر اس کا دفاع نہ کرنے کے سبب از خود وزارت سے استعفیٰ دے دیا تھا پھر اس کی جگہ وزیر بننے کے لئے علی بن مقلہ الکاتب نے کوشش کی تھی چنانچہ اسے نصر الحاجب کی سفارش پر ابو عبداللہ البریدی نے وزیر بنا دیا تھا البریدی کا اس کے ساتھ تعلق ہے جس نے کہا ہے کہ یہ [illegible] کے ساتھ [illegible] ہے کون کہ اس نے اپنے [illegible]

---

[1] طبقات اللغویین ۲/ ۳۳۸، العبر ۲/ ۱۶۱، النجوم الزاہرۃ ۳/ ۱۸۵، ۲۰۸

بن منصور الجبیلی کی مذمت کی تھی۔

پھر قرامطہ نے کوفہ کی سرزمین میں ایک قصر بنایا انہوں نے جا کر قرامطہ سے قتال کر کے ان کے اقتدار کو ختم کر دیا اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا اور ان کی اقوام انہیں لے کر بغداد پہنچا اور ان لوگوں کے ساتھ جھنڈے تھے جن پر یہ آیت لکھی ہوئی تھی۔

"ہم یہ چاہتے ہیں کہ زمین کے کمزوروں پر احسان کریں اور ان کو لوگوں کا امام بنائیں اور ان کو لوگوں کا وارث بنائیں"۔

(سورۃ القصص آیت ۵)

اس موقع پر بغداد کے عوام بڑے خوش ہوئے کیونکہ قرامطہ کی قوت ختم ہو گئی جو عراق میں پھیلے ہوئے تھے اور جنہوں نے ارض مشرق پر فساد برپا کیا تھا اس وقت قرامطہ نے اپنا سردار حریث بن مسعود کو بنایا تھا اور انہوں نے جد الفاطمیین عبیدی کی دعوت دی تھی اور یہ لوگ بقول علماء مجوسیت کی طرف بلانے والے تھے جیسا کہ تفصیل عنقریب اپنی جگہ پر آ جائے گی۔

اسی سال خلیفہ مقتدر اور مونس الخادم کے درمیان وحشت پیدا ہو گئی تھی کیونکہ نازوک اور مقتدر کے ماموں کے لڑکے کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی تھی جس میں ہارون بن غریب غالب آ گیا تھا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ہارون امیر الامراء بننے والا ہے جب اس کی خبر مونس الخادم کو ہوئی جو رقہ میں تھا وہ اسی وقت بغداد پہنچا اور خلیفہ سے بات چیت کر کے صلح کر لی پھر خلیفہ نے ہارون کو قطربل میں منتقل کر دیا جس کی وجہ سے مونس الخادم اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی اور مونس الخادم کے ساتھ امراء کی ایک جماعت بھی مل گئی اور دونوں کے درمیان پیغام رسانی کا سلسلہ چلتا رہا اور اسی حالت میں ۳۱۶ھ ختم ہو گیا اور یہ سب کچھ امر خلافت کے کمزور ہونے اور فتنوں کی کثرت کی وجہ سے ہوا۔

اسی سال رے کے حاکم حسن بن قاسم الداعی العلوی کا قتل دیلم کے بادشاہ مرداویج کے ہاتھوں ہوا۔

خواص کی وفات...... خواص میں سے اس سال جن لوگوں نے وفات پائی ان میں بنان بن محمد بن حمدان بن سعید کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

بنان بن محمد بن حمدان بن سعید کے حالات...... یہ بنان بن محمد بن حمدان بن سعید ابو الحسن ہیں جو حمال کے نام سے مشہور تھے یہ بہت صاحب کرامت تھے اور لوگوں کے نزدیک ان کا بڑا مرتبہ تھا اور یہ بادشاہ کی کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے ایک دن انہوں نے ابن طولون کو کسی ناجائز کام پر نکیر کی تھی اور ان کو نہی کا حکم دیا تھا تو اس نے غصہ میں ان کو شیر کے سامنے ڈلوا دیا تو شیر نے آ کر ان کو سونگھا اور پیچھے ہٹ گیا یہ دیکھ کر ابن طولون نے ان کو وہاں سے اٹھوا لیا اس کی وجہ سے لوگوں میں ان کی اور زیادہ عزت ہو گئی پھر بعد میں لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ مجھے شیر کا تو خوف نہ تھا اور اس وقت میں درندوں کے جھوٹے اور اس کے بارے میں علماء کے اختلافات پر کہ آیا پاک ہے کے بارے میں سوچ رہا تھا۔

لوگوں نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص بنان کے پاس آ کر کہنے لگا کہ فلاں شخص پر سو دینار میرا قرض ہے اور اس کے بارے میں لکھی ہوئی تحریر گم ہو گئی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ تحریر مجھے مل جائے بنان اس شخص سے کہنے لگے کہ میں ایک بوڑھا شخص ہوں اور میرے دانت گر گئے ہیں اور مجھے حلوہ پسند ہے جاؤ میرے لئے ایک رطل حلوہ خرید کر لاؤ وہ شخص چلا گیا اور کاغذ میں لپٹا ایک رطل حلوہ خرید کر لے آیا اور لا کر کھول کر وہ حلوہ ان کے سامنے رکھا تو دیکھا کہ یہ وہی کاغذ ہے جس پر قرض کے بارے میں تحریر لکھی گئی ہے بنان نے پوچھا کہ کیا یہ وہی تحریر ہے اس نے کہا جی ہاں بنان نے کہا کہ یہ تحریر بھی لے جاؤ اور حلوہ بھی اور حلوہ اپنے بچوں کو کھلا دینا۔

ان کی وفات کے بعد ان کی عظمت اور مرتبے کی وجہ سے ان کے جنازہ میں دور دراز سے لوگ شریک ہوئے۔

اسی سال محمد بن عقیل البلخی اور ابو بکر بن ابی داؤد السجستانی الحافظ بن الحافظ اور امام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم الاسفرائنی (جنہوں نے صحیح مسلم کی احادیث کی تخریج کی تھی اور کثرت سے انہیں احادیث حفظ تھیں) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

نصر الحاجب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ بہت متقی قسم کے امراء میں سے تھا قرامطہ کی جنگ میں اس نے ایک لاکھ دینار خرچ کئے تھے اور خود بھی جنگ کے لئے نکلا تو جنگ کے راستے ہی میں انتقال ہو گیا تھا اور یہ خلیفہ مقتدر کا دربان تھا۔

واقعات ۳۱۷ھ

اس سال مقتدر کو خلافت سے معزول کر کے اس کی جگہ پر محمد بن المعتضد باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا تھا۔

اس زمانے میں مونس، نازوک اور مقتدر کے درمیان بہت زیادہ کشیدگی پیدا ہو گئی تھی اور نفرت اتنی زیادہ ہو گئی تھی کہ ان لوگوں نے مقتدر کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ قاہر محمد بن المعتضد باللہ کو خلیفہ مقرر کر دیا تھا اور اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی تھی اور قاہر باللہ اس کا لقب رکھا گیا تھا۔ یہ واقعہ محرم ہفتہ کی شب کا واقعہ ہے اور قاہر نے علی بن مقلہ کو وزیر بنایا تھا اور مقتدر کے گھر میں لوٹ مار کر کے اس میں سے بہت سا مال نکالا تھا اور ام مقتدر سے بھی پانچ لاکھ دینار وصول کئے گئے تھے جن کو اس نے اپنی قبر کے گنبد میں دفن کیا تھا اور ان سب کو بیت المال میں جمع کر دیا تھا اور مقتدر اور اس کی والدہ اور اس کے دوسرے اہل و عیال کے خواص بھی ان کی پابندیوں کے دارالخلافہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا اور مقتدر کے دربان اور خدام بھی بھاگ گئے تھے اور نازوک کو لوگوں کے ساتھ محاصرہ کرنے کا کام بھی دے دیا گیا تھا۔

مقتدر نے امراء اور سرداروں کی موجودگی میں ایک کاغذ پر خلافت سے استعفیٰ لکھ کر قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کے حوالے کر دیا تو قاضی نے وہ فوراً مقتدر کے بیٹے کے حوالے کر کے اس کو اس کی حفاظت کی تاکید کی تھی لیکن دو دن بعد مقتدر دوبارہ خلیفہ بن گیا تو اسی نے قاضی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اسے قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔

اس کے بعد ۱۲ محرم بروز اتوار قاہر باللہ مسند خلافت پر فائز ہوا اور اس کے سامنے وزیر علی بن مقلہ بیٹھ گیا اور عمال کو قاہر کے تقرر کی اطلاع کرائی کہ مقتدر کو خلافت سے ہٹا کر اس کی جگہ قاہر باللہ کو خلیفہ بنا دیا گیا ہے اور قاہر نے اسی وقت علی بن عیسیٰ کو قید سے آزاد کر دیا اور ان امراء کی جاگیروں میں بھی اضافہ کر دیا جنہوں نے اس کی مدد کی تھی ان میں سے ہر ایک کو بڑا انعام دیا گیا ہے۔

پھر پیر کے روز فوجی لوگ آئے اور تنخواہ کا مطالبہ کیا اور ہنگامہ برپا کر دیا اور نازوک نے انہیں غصے اور نشے کی حالت میں ڈانٹ ڈپٹ کی تو انہوں نے اس کو قتل کر دیا پھر اس کو سولی پر لٹکا دیا اور وزیر ابن مقلہ اور دربان بھاگ گئے اور انہوں نے یا منصور یا مقتدر کے نعرے لگانے شروع کر دیئے۔ اتفاق سے اس وقت وہاں پر مونس الخادم موجود نہیں تھا اور فوجی لوگ مونس الخادم کے دروازے پر پہنچ گئے اور اس سے مقتدر کو باہر نکالنے کا مطالبہ کرنے لگے۔

مونس الخادم نے اپنا دروازہ بند کر کے کہا کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا اور اس کے خادم غلاموں سے مقابلہ کرتے رہے لیکن پھر مونس الخادم کو یقین ہو گیا کہ مقتدر کو ان کے حوالے کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تو اس نے مقتدر کو باہر نکلنے کا حکم دیا پہلے تو مقتدر کو ان سے کچھ خوف محسوس ہوا لیکن پھر وہ ہمت کر کے باہر نکل آیا جیسے ہی وہ باہر آیا تو لوگ خوش ہو کر اسے کندھوں پر اٹھا کر دارالخلافہ لے گئے وہاں پہنچ کر مقتدر نے کہا کہ میرے بھائی قاہر اور ابو الہیجاء سے میرے لئے امان طلب کرو لیکن تھوڑی دیر کے بعد ایک خادم ابو الہیجاء کا کٹا ہوا سر لایا پھر مقتدر نے اپنے بھائی قاہر کو بلا کر اسے اپنے سامنے بٹھا کر اس کو بوسہ دیا اور کہنے لگا کہ مجھے معلوم ہے کہ آپ قصوروار نہیں ہیں اور مجھ کو معلوم ہے کہ آپ سے زبردستی کروایا گیا ہے۔

قاہر نے کہا کہ اے میرے بھائی میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں مقتدر نے جواب میں کہا کہ اللہ کی قسم تمہیں میری طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی پھر مقتدر کی واپسی ہو گئی اور قاہر کو قید کر کے دوبارہ مقتدر کی خلافت کا اعلان کرا دیا گیا اور امور سلطنت پہلی حکومت کے مطابق چلنے لگے اور نازوک اور ابو الہیجاء کے سر کو تمام شہر میں گشت کرایا گیا اور یہ اعلان ہوتا رہا کہ یہ اپنے قول کی خلاف ورزی کرنے والے کا سر ہے اور ابو السرایا بن حمدان بھاگ کر موصل چلا گیا اور ابن نفیس مقتدر کا سخت مخالف تھا اس لئے مقتدر کے خلافت پر واپس آنے کے بعد وہ بھی بھاگ کر موصل چلا گیا پھر وہ وہاں سے آرمینیہ اور وہاں سے قسطنطنیہ چلا گیا اور عیسائی بن کر مذہب نصرانیت پر ہی اس کی موت آئی۔

اور مونس الخادم دل سے مقتدر کا مخالف نہیں تھا وہ صرف امراء کی ایک جماعت کی موافقت کی وجہ سے ان کا حامی ہو گیا تھا اس لئے جب مقتدر اس کے گھر پر تھا تو اس نے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچائی بلکہ اسے خوش رکھا اگر وہ اسے قتل کرنا چاہتا تو قتل کر سکتا تھا اور اسی وقت اس سے مونس پر بھروسہ تھا اسی وجہ سے مقتدر نے خلیفہ بننے کے بعد ایک مدت اس کے پاس گزاری تھی اس موقع پر ابو علی بن مقلہ کو وزارت پر برقرار رکھا گیا اور محمد بن یوسف کو قاضی القضاۃ کے

مہد سے جدا دیا گیا اور اپنے بھائی قاہر کو اپنی والدہ کے پاس نظر بند کر دیا اور وہ اس پر بڑی شفقت کرتی تھی اس کا دل بہلانے کے لئے باندیاں خریدتی تھی اور اس کا بہت زیادہ اکرام کرتی تھی۔

قرامطہ کا حجر اسود چوری کر کے اپنے علاقے میں لے جانا — اسی سال عراقی باشندے اپنے امیر منصور دیلمی کی ماتحتی میں بخیر و عافیت مکہ مکرمہ پہنچ گئے تھے اور پھر چاروں اطراف سے پے در پے لوگ حج کے واسطے پہنچتے رہے حتیٰ کہ سات ذی الحج کو اپنی جماعت کے ساتھ قرامطی بھی پہنچ گیا تب جا کر لوگوں کو خطرہ محسوس ہوا اور قرامطہ نے لوگوں کے اموال لوٹنے شروع کر دیے اور انہیں قتل کرنے لگا چنانچہ مکہ مکرمہ کی گلیوں میں اور اس کے بازاروں میں مسجد حرام میں اور خانہ کعبہ کے سامنے لوگوں کا قتل عام ہو رہا تھا اور ان کا امیر ابو طاہر خانہ کعبہ کے دروازے پر بیٹھا ہوا تھا اور لوگ پچھاڑے جا رہے تھے اور تلواریں کام کر رہی تھیں اور یہ سب کچھ مقدس ماہ محترم اور مسجد حرام میں ہو رہا تھا انا للہ و انا الیہ راجعون اور وہ خبیث اعلان کر رہا تھا کہ میں نے ہی ان لوگوں کو پیدا کیا اور میں ہی انہیں فنا کرنے والا ہوں اور لوگ اس سے بھاگ کر غلاف کعبہ سے چمٹ جاتے لیکن وہاں بھی انہیں معاف نہیں کیا جا رہا تھا بلکہ ان کو قتل کیا جا رہا تھا اور بعض لوگوں کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا اور جان کنی کی حالت میں وہ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

> ”تم بہت سے عاشقوں کو اپنے شہروں میں بچھڑا ہوا پاؤ گے (اصحاب کہف کی طرف انہیں معلوم نہیں کہ وہ یہاں کتنے دن ٹھہرے ہیں“۔

قرمطی جب اپنی ناپاک حرکتیں کر چکا (حجاج کرام کا قتل وغیرہ) تو اس نے مقتولین کو بئر زمزم میں دفن کرنے کا حکم دیا اور بہت سے لوگوں کو مسجد حرام میں مختلف مقامات پر دفن کر دیا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھی گئی اس لئے وہ حقیقت میں شہید تھے اور قبہ زمزم منہدم کر دیا گیا اور اس نے خانہ کعبہ کا دروازہ اکھیڑنے کا حکم دیا اور غلاف کعبہ اتار کر اس نے اپنے ساتھیوں کے سامنے اسے چاک کر دیا اور ایک شخص کو میزاب کعبہ کے قریب چڑھ کر اسے اکھاڑنے کا حکم دیا لیکن وہ شخص سر کے بل گر کر مر گیا پھر اس نے میزاب کعبہ کو ہاتھ نہیں لگایا پھر اس نے حجر اسود اکھیڑنے کا حکم دیا چنانچہ ایک شخص اسے بھاری چیز سے اکھیڑ رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہاں چلے گئے طیر ابابیل اور حجارۃ من سجیل پھر وہ جاتے ہوئے حجر اسود کو اپنے ساتھ لے گئے اور وہ بائیس برس تک ان کے پاس رہا جیسا کہ ہم سن ۳۳۹ھ میں بیان کریں گے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جب قرمطی حجر اسود لے کر اپنے شہر واپس جا رہے تھے تو امیر مکہ اور اس کے متعلقین اس کے اہل بیت اس کے پیچھے پیچھے جا رہے تھے اور اس سے درخواست کر رہے تھے کہ ہمارا سارا سامان لے کر حجر اسود ہمیں واپس دے دو لیکن اس نے انکار کر دیا اور امیر مکہ نے اس سے قتال کیا لیکن جواب میں قرمطی نے امیر مکہ اور اس کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور اس کی فوج کو بھی قتل کر دیا اور حجاج کا اموال لوٹ کر اور حجر اسود لے کر اپنے شہر کی طرف چلتا رہا اور حرم میں ایسی ملحدانہ حرکتیں کیں کہ اس سے پہلے اور اس کے بعد کسی نے ایسی ملحدانہ حرکتیں نہ کیں لیکن عنقریب خدا تعالیٰ ان کو ایسا عذاب دے گا (کہ ایسا عذاب کوئی کسی کو نہیں دے سکتا اور نہ ویسے گرفتار کر سکتا ہے) (سورۃ الفجر آیت ۲۶، ۲۷) اور ان لوگوں نے فاطمیین سے (جو بلاد افریقہ میں پھیلے ہوئے تھے) تعلقات قائم کئے ہوئے تھے اور ان کے امیر کا لقب مہدی تھا اور اس کا نام ابو محمد عبید اللہ بن میمون القداح تھا اور وہ حقیقت میں رنگریز تھا جس کا تعلق قبیلہ سلیمہ سے تھا اور وہ اگرچہ مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا تھا لیکن وہ حقیقت میں یہودی تھا اور قبیلہ سلیمہ سے نکل کر وہ بلاد افریقہ میں داخل ہوا اور وہیں پر اس نے فاطمیین ہونے کا دعویٰ کیا اور کچھ دیہاتی اور جاہلوں نے اس کی تصدیق کی اور اس کی ایک چھوٹی سی حکومت قائم ہو گئی اور اس نے سجلماسہ شہر پر قبضہ کر لیا پھر اس نے مہدیہ نام کا ایک شہر بنایا اور وہی اس کی حکومت کا مرکز تھا اور ان قرامطہ کی اس سے خط و کتابت چلتی رہتی تھی اور یہ ایک دوسرے پر الزام تراشی کرتے رہتے تھے لیکن بعض نے کہا کہ یہ لوگوں کو سیاست دکھانے کے لئے ایسا کرتے تھے لیکن در حقیقت دونوں ایک تھے۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اس مہدی نے ابو طاہر کو خط لکھا تھا کہ جو کچھ قرمطی نے حج کے موقع پر کیا تھا اس پر ملامت کرتے ہوئے لکھا کہ لوگوں کو تمہارے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے کا موقع مل گیا اور جس چیز کو چھپا کر تم کر رہے تھے وہ ظاہر ہو گئی اور جو مال اپنے لوگوں سے لوٹا تھا اسے واپس کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس نے جواب دیا کہ میں آپ کی باتوں پر عمل کروں گا اور آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔

اور بعض محدثین بھی اس کے پاس قید تھے وہ بھی اس کے گرفتار رہنے کے بعد آزاد ہو گئے تھے اور [illegible] دینداری کی وجہ سے ان لوگوں کے بارے میں عجیب و غریب حکایتیں منقول ہیں۔

جس نے لوگوں کو گرفتار کیا تھا وہ ان سے بہت زیادہ خدمت لیتا تھا اور شیخ کی موت تک ان سے بہت برے طریقے سے پیش آتا تھا ایک بات وہ شیخ کی موت تک پوچھتا تھا کہ تم اپنے محمد کے بارے میں کیا کہتے ہو، شیخ نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں تو وہ کہتا تھا کہ [illegible] تمہارا تھا جو [illegible] ابوبکر و عثمان و علی کے بارے میں پوچھا میں نے ان کا [illegible] کیا وہ کہتا تھا کہ ابوبکر ضعیف بے وقعت، عمر سخت دل، [illegible] اور علی مجبور تھا انہوں نے کسی کو ظلم تک [illegible] کہ ان کے [illegible] میں علم ہے انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا کہ ایک کو ایک علم دوسرے کو دوسرا علم دیتے پھر کہتا تھا کہ یہ ساری باتیں جھوٹی ہیں پھر [illegible] ابن الجوزی نے ذکر کی ہیں۔

ایک شخص کا قول ہے کہ وہ ایک دن مسجد حرام میں مطاف میں تھا قرمطی نے میری جانب سے ایک شخص کو قتل کر دیا پھر بلند آواز سے چلایا۔ او گدھو کیا تم اس گھر کے بارے میں نہیں کہتے تھے کہ (جو اس میں داخل ہوا وہ امن پا گیا) (سورۃ آل عمران آیت ۹۷) اب وہ امن کہاں چلا گیا میں نے کہا کہ کیا تم میرا جواب سننا چاہتے ہو تو اس نے کہا کہ ہاں میں نے کہا کہ مقصد [illegible] ان لوگوں کو امن دو [illegible] اس کے بعد اس نے گھوڑے کی باگ پھیری اور چلا گیا۔

بعض نے سوال کیا کہ یہ لوگ اصحاب فیل سے بھی بڑے مجرم تھے ان کے باوجود ان پر عذاب نازل نہیں ہوا جیسے اصحاب فیل پر فوری عذاب نازل ہوا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ علیہ السلام کی بعثت سے قبل بیت اللہ کی عظمت و شرافت ظاہر کرنا تھا اگر ان پر عذاب نازل نہ ہوتا تو لوگوں کے دلوں سے بعثت کے لئے خانہ کعبہ کی عظمت نکل جاتی لیکن قرامطہ کے دور میں تو شریعت نازل ہو چکی تھی اصول و ضوابط مقرر ہو چکے تھے اور ہر شخص کے دل میں خانہ کعبہ کی عظمت و شرافت راسخ ہو چکی تھی اس وجہ سے فی الفور ان پر عذاب نازل نہیں کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس دن کے لئے ان سے عذاب کو موخر کر دیا جس دن لوگوں کی آنکھیں پتھرا جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ وہ مجرموں کو پہلے مہلت دیتا ہے اور اس کے بعد ان کو زبردست طریقے سے پکڑتا ہے (سورۃ ہود آیت ۱۰۲) جیسا کہ آپ علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا رہتا ہے لیکن جب اللہ کی طرف سے پکڑ آتی ہے تو پھر اس کے لئے بچ نکلنا مشکل ہو جاتا ہے پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

> "تم خدا کو ظالموں کے اعمال سے غافل نہ سمجھو وہ تو انہیں آنکھیں پتھرا دینے والے دن کے لئے مہلت دے رہا ہے۔"
>
> (سورۃ ابراہیم آیت ۴۲)

اور یہ بھی فرمایا کہ

> "تم کو کفار کا ملکوں اور شہروں میں اتنے پھرتے رہنا دھوکہ نہ دے یہ تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔" (سورۃ آل عمران آیت ۱۹۶، ۱۹۷)

اور فرمایا:

> "دنیا میں تھوڑا سا فائدہ ہے پھر ہماری طرف ان کو لوٹنا ہے پھر ہم انہیں سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے ان کے کفر کے بدلے۔"
>
> (سورۃ یونس آیت ۷۰)

اور فرمایا

> "ہم انہیں تھوڑا سا فائدہ دیتے ہیں پھر ان کو سخت عذاب کی طرف مجبور کر دیں گے۔" (سورۃ لقمان آیت ۲۴)
>
> اور انہوں نے خدا کے شریک مقرر کئے تاکہ لوگوں کو اس کے راستے سے گمراہ کریں کہہ دو کہ [illegible]
>
> چند روز فائدہ اٹھا لو آخر تمہیں دوزخ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔" (سورۃ ابراہیم آیت ۳۰)

کی تفسیر میں اختلاف پیدا ہو گیا کیونکہ حنابلہ اس کی تفسیر یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر آپ کو اپنے ساتھ بٹھائے گا جبکہ دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس سے مراد شفاعت عظمیٰ ہے اور ان کے مابین اختلاف اتنا شدت اختیار کر گیا کہ نوبت ہاتھا پائی تک پہنچ گئی اور دونوں طرف سے لوگ مارے گئے۔ اصل واقعہ یہ ہے اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ اس سے مراد مقام شفاعت عظمیٰ ہے اور یہی شفاعت لوگوں کے درمیان فیصلہ کے حق کا ہوگا اور یہی وہ مقام ہے جس پر تمام لوگ رشک کریں گے یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اور اس بارے میں آخر میں سب لوگ آپ کی طرف رجوع کریں گے۔

اسی زمانے میں موصل میں دو گروہوں میں معاش کے معاملے میں اختلاف ہوا جس کی وجہ سے شرپسندوں نے ہنگامے کئے اور فسادات برپا کئے پھر کئی دنوں کے بعد یہ فتنہ ختم ہو گیا۔

سال رواں ہی میں بلاد خراسان میں آل سامان اور ان کے امیر نصر بن احمد سعید کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا۔

اسی سال شعبان میں موصل میں خارجی اور بلاد ربیعہ میں ایک دوسرے شخص کا ظہور ہوا تو پھر ان علاقے والوں نے ان کا مقابلہ کر کے انہیں ختم کر دیا تھا۔

اسی زمانے میں مفلح الساجی اور روم کے بادشاہ دمستق کے درمیان مقابلہ ہوا تھا مفلح نے اسے شکست دے کر ارض روم کی طرف دھکیل دیا تھا اور کافی تعداد میں رومیوں کو قتل کیا تھا۔

سال رواں ہی میں بغداد میں تیز آندھی چلی تھی جس میں مٹی بھی اڑ رہی تھی، بعض طرح سرخ رنگ کی مٹی تھی جس سے گھر بھر گئے تھے۔

خرقی کی وفات ...... خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن حسین بن فرج بن سفیان ابو علی الخرقی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مذہب حنبلی کے عالم تھے اور ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

احمد بن مہدی بن رستم ...... کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عابد زاہد تھے تحصیل علم پر انہوں نے تین لاکھ درہم خرچ کئے تھے اور چالیس سال تک بستر پر نہیں لیٹے تھے۔

حافظ ابو نعیم نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک دن ان کے پاس ایک عورت آ کر کہنے لگی کہ میں ایک آزمائش میں مبتلا ہو گئی ہوں یعنی زبردستی مجھ سے کسی نے زنا کر لیا ہے جس سے میں حاملہ ہو گئی اور میں نے اپنا عیب چھپانے کی کوشش کی ہے اس طریقے پر کہ میں نے لوگوں سے کہا کہ آپ میرے شوہر ہیں اور یہ حمل آپ سے ہے اب آپ سے درخواست ہے کہ آپ میری پردہ پوشی فرمائیں، کہیں مجھے رسوا نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ اس عورت کی یہ بات سن کر آپ خاموش ہو گئے۔

ان کا قول ہے کہ بچے کی پیدائش پر محلے کے لوگ اور امام مسجد مجھے مبارک باد دینے کے لئے آئے میں نے بھی ان کے سامنے خوشی کا اظہار کیا اور ان کے ذریعے دو دینار کی مٹھائی منگا کر ان کی ضیافت کی اور میں اس عورت کے پاس ہر ماہ امام مسجد کے ذریعے دو دینار اس بچے کا خرچ بھیجا کرتا تھا دو سال کے بعد اس لڑکے کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے محلے کے لوگ میرے پاس آ کر مجھ سے تعزیت کرنے لگے میں نے بھی ان کے سامنے غم کا اظہار کیا پھر وہ عورت میرے پاس وہ تمام دینار لے کر آئی جو میں نے اس کو بھیجے تھے اور مجھے دعا دینے لگی کہنے لگی آپ کی پردہ پوشی اللہ تعالیٰ کرے آپ نے جو خرچہ ادا کیا ہے وہ یہ دینار ہیں لہذا آپ انہیں واپس لے لیں میں نے کہا کہ یہ دینار میں نے آپ کے بچے کے لئے دیئے تھے اس کا انتقال ہو گیا ہے یہ آپ کی میراث ہے یہ آپ کی ملک ہے اس کا جو چاہے کریں اس کے بعد وہ چلی گئی۔ اس سال بدر بن ہیثم کا بھی انتقال ہوا تھا۔

بدر بن الہیثم کے حالات[۱] ...... یہ بدر بن ہیثم بن خلف بن خالد بن راشد بن ضحاک بن نعمان بن محرق بن نعمان بن منذر ابو القاسم اللخمی الکوفی ہیں بغداد آئے تھے ابو کریب وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھی چالیس سال کے بعد انہوں نے [illegible]

---

[۱] [illegible] المنتظم [illegible] تاریخ بغداد [illegible]

متاثر ہوا کرتی تھی یہ ثقہ اور بڑے فاضل تھے انہوں نے شوال میں کوفہ میں ایک سو سترہ سال کی عمر میں وفات پائی تھی۔ اسی سال عبداللہ بن محمد بن عبد العزیز کی وفات ہوئی تھی۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز کے حالات[1] ...... یہ عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز بن المرزبان بن سابور بن شاہنشاہ ابوالقاسم البغوی ہیں جو ابن بنت منیع کے نام سے مشہور تھے ۲۱۳ھ یا ۲۱۴ھ میں ان کی پیدائش ہوئی تھی ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک جماعت سے سماعت حدیث کی تھی احمد بن حنبل علی بن مدینی یحییٰ بن معین علی بن جعد خلف بن ہشام البزار سے احادیث سنی تھیں اور ان کے پاس ایک جز تھا جسے انہوں نے یحییٰ سے سنا تھا موسیٰ بن ہارون نے اس سے لے کر مجلس میں پھینک دیا تھا اور کہنے لگے کہ انہوں نے تمام راویوں کی روایات کو جمع کرنے کا ارادہ کیا ہے حالانکہ یہ اپنے شیوخ سے احادیث نقل کرنے میں منفرد تھے یہ ثقہ حافظ ضابط عالم تھے حفاظ حدیث سے انہوں نے روایتیں کی تھیں ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

موسیٰ بن ہارون الحافظ کا قول ہے کہ ابن بنت منیع ثقہ صدوق تھے ان سے کہا گیا کہ کچھ لوگ ان پر اعتراضات کرتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ ان کے حاسدین میں سے ہیں اس لئے کہ ابن بنت منیع تو حق کے علاوہ کوئی بات نہیں کرتے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ عبداللہ بن محمد کی احادیث صحیح شمار ہوتی ہیں دارقطنی کا قول ہے کہ بغوی کم حدیث کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرتے تھے اور جب کوئی حدیث کے بارے میں رائے کا اظہار کرتے تو ان کی بات ایسی مضبوط ہوتی ہے جیسے ساج کی لکڑی میں کیل گاڑ دی جاتی ہے۔

کامل میں ابن عدی نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے کچھ ایسی حدیثیں بیان کی ہیں کہ جن پر میں نے اعتراض کیا ہے اور انہیں حدیث و تصنیف میں معرفت حاصل تھی۔ ابن الجوزی نے ابن عدی کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے کہ ابن بنت منیع کی وفات اسی سال عید الفطر کے موقع پر ایک سو تین سال چند ماہ کی عمر میں ہوئی تھی اس کے باوجود ان کی سماعت بصارت صحیح تھی دانت بھی ختم نہیں ہوئے تھے اور اس وقت بھی یہ باندیوں سے جماع کرتے تھے بغداد میں ان کی وفات ہوئی اور باب التبن والے قبرستان میں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحمت نازل فرمائے اور ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔

محمد بن ابی الحسین بن محمد بن عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن ابی سعد سے مشہور تھے بغداد آ کر انہوں نے محمد بن عبداللہ الانصاری سے احادیث بیان کی تھیں اور ان سے ابن المظفر نے احادیث بیان کی تھیں یہ ثقہ ثبت حفاظ اور ان کی صفت کے ساتھ متصف تھے انہوں نے ان سے زائد احادیث پر اعتراض کیا ہے جو بھی اسی سال مکہ مکرمہ میں قرامطہ کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے۔ الکعبی المعتزلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

الکعبی المتکلم کے حالات[2] ...... یہ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود البلخی المتکلم ہیں جو قبیلہ کعب کی طرف منسوب ہیں اور معتزلہ کے مشائخ میں سے ہیں کعبیہ جماعت بھی انہی کی طرف منسوب ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ کبار متکلمین میں سے تھے، علم الکلام میں ان کے بعض خصوصی مسائل تھے ان میں سے ایک یہ بھی تھا کہ ان کے نزدیک اللہ کے افعال بلا اختیار و مشیت صادر ہوتے ہیں۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات قرآن کی نص کے مخالف ہے اللہ نے فرمایا

"تمہارا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور جیسا پسند کرتا ہے۔" ([illegible])

اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ

"اگر تمہارا رب چاہتا تو وہ لوگ ایسا نہ کرتے۔" ([illegible])

---

[1] تذکرۃ الحفاظ [illegible] تاریخ بغداد [illegible]

[2] تاریخ بغداد [illegible] شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible] لسان المیزان [illegible]

اور یہ بھی فرمایا

"اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیتے" ([illegible])

اور یہ بھی کہا کہ

"اگر ہم چاہتے کہ ہم اس بستی والوں کو ہلاک کریں تو ان کے خوشحال لوگوں کو حکم دیتے" ([illegible])

اس کے علاوہ بھی ایسی باتیں ہیں جو شرعی ہیں اور عقل کے موافق ہیں۔

واقعات ۳۱۸ھ

اسی سال مقتدر نے اپنے وزیر ابو علی بن مقلہ کو دو سال چار ماہ کے بعد وزارت سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ سلیمان بن حسن بن مخلد کو وزیر مقرر کیا تھا اور علی بن عیسیٰ کو معاون بنا دیا تھا۔

اس سال ماہ جمادی الاولیٰ میں ابو علی مقلہ کے گھر آگ لگ گئی تھی جس کے بنانے پر اس نے ایک لاکھ درہم خرچ کئے تھے لوگوں نے اس کی لکڑی اور شیشہ سب لوٹ لیا تھا اور خلیفہ نے بھی اس پر دو لاکھ دینار جرمانہ مقرر کیا تھا۔

اسی زمانے میں خلیفہ مقتدر نے دار الخلافہ میں رہنے والے لوگوں کو دار الخلافہ سے نکال دیا تھا کیونکہ انہوں نے مقتدر کی واپسی پر خلیفہ کے خلاف بہت زیادہ باتیں کرنی شروع کر دی تھیں کہ جو خلافت کی مدد کرے گا انشاء اللہ اس پر مسلط کرے گا اور بہت پر [illegible] سے جو نہیں نکلے گا۔

ان باتوں کی وجہ سے خلیفہ نے جن کو جلاوطن کر دیا تھا وہ جو بغداد میں رہ گئے تھے ان کی تعداد بڑی تھی اور ان کے اکثر رشتہ داروں کے گھر جلا دیئے گئے تھے اور ان کی بعض عورتوں اور بچوں کو بھی جلا دیا تھا اور ان کو قتل کر کے بغداد سے نکال دیا گیا پھر وہ لوگ واسط چلے گئے اور وہاں پر انہوں نے دست درازی [illegible] نائب حاکم کو نکال دیا خلیفہ نے ان سے مقابلے کے لئے مونس الخادم کو مقرر کیا اس نے ان پر سخت حملہ کر کے ان کے کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور بقیہ کو واسط سے نکال باہر کیا اور ان کی قوت و طاقت کو بالکل ختم کر دیا۔

اس سال خلیفہ نے [illegible] کو عمل سے معزول کر کے اس کی جگہ اپنے بیٹے ابو العباس اور ہارون کے بیٹوں [illegible] کو مقرر کیا تھا اور خود اس کا [illegible] اور اس سلسلہ میں خلیفہ کے پاس بھیجنے کے لئے [illegible] بھی لکھا تھا۔

اسی سال جمادی الاولیٰ میں بوازیج میں صالح بن محمود نامی شخص کا ظہور ہوا تھا بنی مالک کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی [illegible] اس نے اس میں داخل ہو کر لوگوں کے اموال لوٹ لئے تھے اور پھر لوگوں کو خطبہ دیا تھا جس میں [illegible] ان میں سے چند [illegible] ہم شیخین کی ولایت تسلیم کرتے ہیں اور ختنین سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اور مسح علی الخفین کے قائل نہیں ہیں [illegible] پھر نصر بن حمدان نے اس کا مقابلہ کر کے [illegible] شہرت ہو گئی۔

ایک اور شخص [illegible] موصل میں ظاہر ہوا تھا ایک ہزار افراد نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی اہل نصیبین نے اس کا مقابلہ [illegible] قتل کر کے ایک ہزار کو قیدی بنا لیا پھر ان کو فروخت کر دیا اور اہل نصیبین سے [illegible] موصل کے [illegible] نصر بن حمدان نے اس کا مقابلہ کر کے اس کو گرفتار کر لیا اور اسے بغداد بھیج دیا اس سال [illegible] میں خلیفہ نے اپنے بیٹے [illegible] خلعت [illegible] ساتھ کر دیا تھا [illegible] ابو العباس [illegible] خلعت دے کر [illegible] مغرب مصر و شام [illegible]

جو کہ بغداد قصر خلافت کی ضروریات کا نگہبان بنا دیا تھا۔

اسی سال عبد السمیع بن ایوب بن عبد العزیز ہاشمی نے لوگوں کو حج کرایا تھا اور لوگ قرامطہ سے حفاظت کے لئے اپنے ساتھ ذخائر اور فوج لے گئے تھے۔

خواص کی وفات۔۔۔۔ خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں کی وفات ہوئی تھی احمد بن اسحاق نے اسی سال وفات پائی تھی۔

احمد بن اسحاق کے حالات[1]۔ یہ احمد بن اسحاق بن البہلول بن حسان بن سنان ابو جعفر التنوخی الانباری الحنفی ثقہ راوی ہیں۔ تمام علوم کے ماہر تھے انہوں نے بہت زیادہ احادیث کو سماع کیا تھا لیکن انہوں نے صرف ایک حدیث روایت کی تھی۔ یہ نحو کے عالم، عربی میں فصیح اور عمدہ شاعر تھے صحیح فیصلے کرنے والے تھے۔

ان کا ایک واقعہ ہے کہ ایک بار مقتدر کی والدہ نے کوئی چیز وقف کی تھی انہوں نے اس وقف نامے کی ایک کاپی سرکاری دفتر میں اپنے پاس رکھی تھی بعد میں ام مقتدر نے اس وقف کو ختم کرنے کا ارادہ کیا اور ان کے پاس پیغام بھیجا کہ اس وقف نامے کی کاپی لے کر آئیں چنانچہ یہ پردہ کے پیچھے ان کے پاس گئے اور ان کا مقصد سمجھ گئے اور ان سے کہنے لگے کہ آپ کا جو ارادہ ہے اس پر عمل اس وقت ہو سکتا ہے کہ آپ مجھے معزول کر کے میری جگہ کسی اور کو عہدہ قضا پر مقرر کریں کیونکہ میں اس وقت مسلمانوں کا قاضی ہوں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ آپ اپنا ارادہ ترک کر دیں باقی میرے قاضی رہنے کی صورت میں یہ نہیں ہو سکتا ام مقتدر نے مقتدر سے شکایت کی مقتدر نے ان سے بات چیت کی تو انہوں نے وہی جواب دیا مقتدر نے والدہ سے کہا کہ دیکھو اس کو اس سے کوئی مطلب نہیں اور یہ اس کو تنگ کرنا بھی ٹھیک نہیں۔ مقتدر کی والدہ کی سمجھ میں بات آ گئی اور اس نے ارادہ ترک کر دیا جس پر خلیفہ نے کہا کہ جو شخص اللہ کے معاملات کو مخلوق کے معاملات پر مقدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے اور اسے بہترین رزق عطا فرماتے ہیں۔ اسی سال چوراسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ یحییٰ بن محمد بن صاعد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

یحییٰ بن محمد بن صاعد کے حالات[2]۔ یہ یحییٰ بن محمد بن صاعد ابو محمد ہیں جو ابن ابی جعفر المنصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔ حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر طے کئے تھے یہ کبار حفاظ اور حدیث کے مشہور شیوخ میں سے تھے اکابر یہاں کی ایک جماعت نے ان سے احادیث لکھی تھیں ان کی بہت سی تصنیفات ہیں جو ان کی قوت حافظہ پر دلالت کرتی ہیں۔ نوے سال کی عمر میں کوفہ میں انہوں نے وفات پائی۔ الحسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

الحسن بن علی بن احمد کے حالات[3]۔ یہ حسن بن علی بن احمد بن بشار بن زیاد ہیں جو ابن العلاف الضریر النہروانی سے مشہور تھے۔ یہ مشہور شعراء میں سے تھے اور معتضد کے قصہ گوؤں میں سے تھے۔ ان کا ایک مرثیہ ہے جو انہوں نے اپنی بلی کی وفات پر کہا تھا جسے ان کے پڑوسیوں نے کبوتر کے بچے اور گھونسلوں سے انڈے کھانے کی وجہ سے مار دیا تھا اس مرثیہ میں ادب و حکمت کی بہت سی باتیں ہیں۔

بعض نے کہا ہے اس مرثیہ میں انہوں نے بلی سے مراد معتز کو لیا ہے لیکن صحیح طور پر ان کا نام نہیں لیا جاتا۔ کیونکہ معتز کا قتل قدرے ہے۔ مرثیہ ۶۵ شعروں پر مشتمل ہے جس کے اول شعر کا ترجمہ یہ ہے۔

اے بلی تو ہم سے جدا ہونے کے بعد واپس نہیں آئی حالانکہ تو مجھے بچوں کے برابر عزیز تھی۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۴/ ۳۰، ۳۲ شذرات الذہب ۲/ ۲۷۶ العبر ۲/ ۱۷۵ الوافی بالوفیات ۶/ ۲۳۴

(۲) تذکرۃ الحفاظ ۲/ ۷۷۶ تاریخ بغداد ۱۴/ ۲۳۱، ۲۳۴

(۳) تاریخ بغداد ۷/ ۳۷۹، ۳۸۰ شذرات الذہب ۲/ ۲۷۷، ۲۷۶

واقعات ۳۱۹ھ

اس سال محرم میں حجاج حج سے فارغ ہو کر بغداد واپس لوٹے تھے اس سال ایک بڑے لشکر کے ساتھ مونس الخادم بھی حج پر گیا تھا جس کی وجہ سے لوگ بڑے خوش ہوئے تھے اور انہوں نے بغداد کو سجایا تھا اور مونس کے لئے خیمے لگائے گئے تھے۔

مونس الخادم کو راستے میں پتہ چلا کہ قرامطہ ان کے آگے آگے جا رہے ہیں جن کی وجہ سے وہ لوگوں کو عام راستے سے ہٹا کر کئی روز تک گھاٹیوں اور جھاڑیوں میں چلا، اور لوگوں نے ان راستوں میں عجیب و غریب مناظر کا مشاہدہ کیا ایک [illegible] اور بہت سے لوگوں کے چہروں کو مسخ شدہ دیکھا۔ ایک عورت تنور پر پتھر بن چکے تھے اور مونس نے وہاں سے چند چیزیں بھی اٹھوا لیں تاکہ انہیں دیکھ کر خلیفہ ان کی باتوں کی تصدیق کرے۔ یہ باتیں ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کی ہیں بعض نے کہا ہے کہ یہ قوم ثمود، عاد یا شعیب کے کھنڈرات تھے۔

اس سال مقتدر نے ایک سال دو ماہ نو دن بعد اپنے وزیر سلیمان بن حسن کو وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ ابو القاسم عبداللہ بن محمد کلوذانی کو مقرر کیا تھا پھر دو ماہ تین دن کے بعد اسے بھی معزول کر دیا تھا پھر اس کی جگہ حسین بن قاسم کو وزیر بنایا پھر اس کو بھی معزول کر دیا۔

اس زمانے میں خلیفہ اور مونس الخادم کے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے کیونکہ خلیفہ نے قاضی کے عہدے پر محمد بن یاقوت کو مقرر کیا تھا جو پولیس افسر بھی تھا مونس الخادم کی رائے یہ تھی کہ اس پر علماء اور قاضی ہوں نہ کہ پولیس افسر کیونکہ ان میں اس کی بالکل صلاحیت نہیں ہے اور ان دونوں کے درمیان اختلافات جاری رہے حتیٰ کہ خلیفہ نے اسے قاضی اور پولیس دونوں عہدوں سے معزول کر دیا تب جا کر ان میں صلح ہوئی پھر اسی سال ذی الحجہ میں ان کے درمیان اختلافات اتنے شدید ہو گئے کہ مقتدر کے قتل تک نوبت پہنچ گئی۔ اسی سال طرطوس کے حاکم ثمل نے رومیوں پر سخت حملہ کر کے کافی رومیوں کو قتل کر دیا اور تین ہزار کے قریب گرفتار کر لئے اور کافی سارا مال غنیمت سونا چاندی کی صورت میں حاصل کیا پھر دوسری بار اسی طرح سخت حملہ کیا۔ ابن الدیرانی ارمنی نے روم کے بادشاہ کو خط کے ذریعے مسلم شہروں پر حملے کے لئے ابھارا اور ساتھ ہی اپنی طرف سے مدد کا وعدہ بھی کیا۔

چنانچہ رومی ایک بڑا لشکر لے کر مسلم شہروں میں داخل ہو گئے اور ارمنی کی طرف سے کمک بھی ان کے پاس پہنچ گئی مسلمانوں کی طرف سے یوسف بن ابی الساج کا غلام مفلح (جو آذربائیجان کا نائب حاکم تھا) ایک لشکر جرار کے ساتھ ان کے مقابلے کے لئے نکلا اور اس نے ابن الدیرانی کے شہر کا قصد کیا اور ایک لاکھ کے قریب وہاں کے باشندے ہلاک کر دیئے اور کافی لوگوں کو گرفتار کر لیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا اور دبیل کے قلعے میں بند ہو کر رومیوں کو بلایا چنانچہ انہوں نے شمیشاط پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ جس کی وجہ سے وہاں کے باشندوں نے موصل کے نائب حاکم سعید بن حمدان سے مدد طلب کی، چنانچہ وہ ان کی مدد کے لئے اسی وقت پہنچ گیا اور رومی اس کو فتح کرنے والے تھے جیسے ہی رومیوں کو اس کی آمد کا پتہ چلا تو وہ فوراً وہاں سے بھاگے اور ملطیہ میں لوٹ مار کرتے ہوئے واپس اپنے شہروں کو لوٹے تو ان کے ساتھ بغداد کا باشندہ ابن نفیس بھی تھا جس نے نصرانی مذہب اختیار کر لیا تھا اور لوٹ جاتے ہوئے بھی ابن حمدان نے ان کا پیچھا کرتے ہوئے کافی لوگوں کو قتل کر دیا تھا اور کئی کو گرفتار کر لیا تھا اور مال غنیمت بھی حاصل کیا تھا۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ اسی سال شوال میں بہت بڑا سیلاب آیا تھا حتیٰ کہ تکریت کے بازاروں میں سات ہاتھ پانی چڑھ گیا تھا اور اس کی وجہ سے چار سو گھر غرق ہو گئے تھے اور بے شمار مخلوق ہلاک ہوئی تھی کہ نصرانی اور مسلمان اکٹھے دفن کئے گئے تھے وہ دونوں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا اور لوگوں نے گمان کیا کہ قیامت آ گئی ہے پھر اللہ نے بارش کے ذریعے اس کا سد باب کیا۔

خواص کی وفات خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ لوگ تھے حسین بن عبدالرحمن کی وفات بھی اس سال ہوئی تھی۔ یہ شامی [illegible] توشی اور ابن الصابونی سے مشہور تھے ثقہ، ماہر عالم تھے بغداد آئے تھے اور وہاں پر احادیث بیان کی تھیں۔

علی بن حسین بن حرب بن عیسیٰ ...ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ایک طویل زمانے تک مصر کے قاضی رہے یہ ثقہ عالم تھے۔

وہ مصر میں سب سے زیادہ عادل اصحاب سے تھے مذہب ابو ثور پر انہوں نے فقہ حاصل کی تھی۔ طبقات شافعیہ میں ہم نے ان کا تذکرہ کر دیا ہے انہوں نے الفروع میں ۳۱۱ھ میں قضاۃ سے مستعفی ہو گئے اور استعفاء دینے کے بعد وفات تک بغداد ہی میں رہے اور پھر بغداد ہی میں اسی سال ماہ صفر میں وفات پائی ابو سعید الاصطخری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنے گھر میں انہیں دفن کیا۔

دارقطنی کا قول ہے کہ ابو عبد الرحمن نسائی نے اپنی کتاب میں ان سے احادیث لی ہیں حالانکہ ان سے ۴۰ سال قبل ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن فضل بن عباس ابو عبداللہ البلخی الزاہد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کے بارے میں منقول ہے کہ چالیس سال تک انہوں نے خواہش نفس کی پیروی نہیں کی اور خشکی مزاج کے خلاف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا اور تیس سال تک فرشتوں کو گناہ لکھنے کا موقع نہیں دیا۔

محمد بن سعد بن ابو الحسین الوراق کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ابو عثمان حیری کے یہ ساتھی ہیں یہ بہت بڑے فقیہ تھے اور معاملات پر گفتگو کیا کرتے تھے ان کے عمدہ کلام میں سے یہ ہے کہ بدنظری سے بچنے والے کی زبان پر اللہ تعالیٰ نیک حکمت کا دریا جاری فرمائے گا جس سے سامعین راہ راست پا جائیں گے اور شبہات سے پرہیز کرنے والے کو اللہ تعالیٰ ایسا روشن کرے گا کہ اللہ کی مرضی پر اس کے لئے چلنا آسان ہو جائے گا۔

یحییٰ بن عبداللہ بن موسیٰ ابو زکریا الفارسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے مصر میں ربیع بن سلیمان سے احادیث لکھی تھیں یہ ثقہ عادل تھے کلام سے واقف تھے۔

واقعات ۳۲۰ھ

اسی سال مقتدر باللہ کے قتل کا واقعہ پیش آیا تھا کیونکہ مونس الخادم خلیفہ سے ناراض ہو کر شان و شوکت حشم و خدم کے ساتھ بغداد سے موصل کا ارادہ کر کے چلا گیا تھا اور راستے میں اس نے اپنے غلام بشریٰ کو اپنا حال دریافت کرنے کے لئے مقتدر کے پاس بھیجا اور اس کو تاکید کے ساتھ ایک خط بھی دیا جس میں اس نے مقتدر سے ناراضگی کی وجوہات بیان کی تھیں جب یہ غلام بغداد پہنچا تو خلیفہ کے وزیر نے (جو مونس کا سخت مخالف تھا) اس سے خط کا مطالبہ کیا اس نے یہ کہہ کر کہ وہ خلیفہ کے نام ہے دینے سے انکار کر دیا پھر اس وزیر نے اسے اپنے سامنے کھڑا کر کے کہا کہ اس خط کا مضمون میرے سامنے بیان کرو اس نے کہا کہ یہ میرا کام نہیں ہے کیونکہ مجھے آقا کی اجازت نہیں ہے وزیر نے اس سے خفا ہو کر کہا اس کو مارو اور اس کو گلا دبا کر اس کو مارنے کا حکم دیا اور تین لاکھ دینار اس سے وصول کیا اور اس کی اور مونس کے غلام اور اس کے تمام ساتھیوں کی جائداد پر لوٹنے کا حکم دیا جس کی وجہ سے مقتدر کے پاس اس کا مرتبہ بڑھ گیا اور معید الدولہ کا اس کو لقب دیا گیا اور درہم و دینار پر اس کا نام لکھ دیا اور اسے کافی اختیارات سونپ دیئے جس کی وجہ سے اس نے کافی لوگوں کو ان کے عہدوں سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ اپنے پسندیدہ افراد کو بھرتی کیا اور بڑے لوگوں سے تعلقات ختم کر کے نئے لوگوں سے تعلقات قائم کئے اور کچھ عرصہ تک خوب خوش رہا اور ابو علی بن مقلہ اور محمد بن یاقوت کا لوا کیا انہیں مونس کی وزارت کی تجدید کی گئی۔

دوسری جانب مونس ایک نئی بات تو ختم کر کے موصل میں داخل ہوا اور امراء عرب سے کہنے لگا خلیفہ نے مجھے موصل اور دیار ربیعہ کا والی بنایا ہے چنانچہ لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد اس کے ساتھ ہو گئی اور اس نے بھی ان پر خوب اموال خرچ کئے اور ویسے بھی ان کے احسانات پہلے سے تھے۔

اس موقع پر مقتدر کے وزیر نے موصل کے مونس والوں کو مونس سے مقابلہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ تقریباً تیس ہزار کا لشکر لے کر اس کے مقابلہ کے لئے نکلے مقتدر کی اپنے آٹھ سو ساتھیوں کے علاوہ مقابلے کے لئے نکلا اور ان کا مقابلہ کر کے مونس نے ان کو شکست دے دی اور داؤد بن حمدان کا صرف ایک آدمی مارا گیا تھا چنانچہ مونس نے داؤد کو بہت پیار سے بلایا اس کے بعد مونس موصل میں داخل ہوا تو چاروں طرف سے لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی حتیٰ کہ اس کا ایک بہت بڑا لشکر تیار ہو گیا اور وہ بغداد کی طرف چلا جس کی وجہ سے خلیفہ نے معزول کر کے اس کی جگہ فضل بن جعفر بن فرات کو مقرر کیا جو مقتدر کا سب سے آخری خلیفہ تھا۔

مونس نو ماہ موصل میں ٹھہرنے کے بعد ماہ شوال میں ایک بڑے لشکر کے ساتھ خلیفہ مقتدر سے اپنی فوج کی تنخواہ لینے کے ارادے سے بغداد کی طرف چلا اور مقدمۃ الجیش کے طور پر کچھ لوگوں کو آگے بھیج دیا اور مونس نے باب شماسیہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا اور ابن یاقوت اور ہارون بن غریب بادل نخواستہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور انہوں نے خلیفہ سے کہا کہ فوجیوں کی تنخواہ کے لئے اپنی والدہ سے قرض لیں انہوں نے کہا کہ میری والدہ کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور خلیفہ نے واسط فرار ہونے کا ارادہ کیا اور یہ کہ بغداد کو اس وقت مونس الخادم کے حوالے کر دیا جائے جب حالات معمول پر آ جائیں گے تو واپس آ جاؤں گا لیکن ابن یاقوت نہیں مانا اور اس نے مونس سے مقابلے کا مشورہ دیا اس لئے کہ جب لوگ اسے دیکھیں گے کہ خلیفہ خود میدان میں نکل آیا ہے تو مونس کو چھوڑ کر خلیفہ کے پاس آ جائیں گے۔

بادل نخواستہ خلیفہ سوار ہو کر اس حال میں کہ اس کے سامنے فقہاء تھے اور ان کے ساتھ کھلے ہوئے قرآن پاک تھے۔ خلیفہ نے چادر ڈالی ہوئی تھی اور عوام اس کے اردگرد تھی میدان جنگ سے بہت دور ٹھہر کر اس نے اعلان کرایا کہ مقتول کا سر لانے والے کے لئے پانچ اور زندہ گرفتار کر کے لانے والے کے لئے دس درہم ہیں پھر ابن یاقوت نے امراء کو اس کے پاس بھیجا کہ خلیفہ کو میدان میں نکلنے پر مجبور کیا جائے چنانچہ انہوں نے جا کر اس سے بات کی تو اس نے انکار کر دیا لیکن پھر اصرار کرنے پر مجبوراً میدان میں نکلا کچھ دیر کے بعد ہی تمام لشکر شکست کھا کر بھاگنے لگا اور خلیفہ کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہیں دی۔

اور مونس کے امراء میں سے علی بن بلیق نے خلیفہ کو پکڑ لیا اور اس کو بوسہ دے کر کہا کہ اللہ اس کا برا کرے جس نے آپ کو نکلنے پر مجبور کیا پھر اس کو اپنی قوم کے حوالے کر دیا انہوں نے اس پر ہتھیار اٹھا لئے اس نے کہا کہ میں تمہارا خلیفہ ہوں تمہیں معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ آپ ابلیس کے خلیفہ ہیں آپ نے یہ اعلان نہیں کرایا کہ مقتول کا سر لانے والے کے لئے پانچ اور زندہ لانے والے کے لئے دس درہم ہیں پھر انہوں نے اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے وہ زمین پر گر پڑا پھر دوسرے نے اس کو ذبح کر دیا اور اس کا سارا سامان لوٹ لیا حتی کہ اس کی شلوار بھی، اور اسے بالکل ننگا کر کے چھوڑ گئے کسی دوسرے شخص نے گھاس کے ذریعے اس کا ستر ڈھانپ دیا پھر اسے وہیں دفن کیا گیا اور اس کے نشانات مٹا دیئے گئے اور مغاربہ مقتدر کے سر کو لکڑی پر اٹھا کر لے جا رہے تھے اور اس پر لعنت کر رہے تھے۔

جب وہ اسے لے کر مونس الخادم کے پاس پہنچے تو وہ اس وقت موجود نہیں تھا جب اس نے مقتدر کے سر کو دیکھا تو اپنے سر و چہرہ پر تھپڑ مارنے لگا اور کہنے لگا کہ تم ہلاک ہو میں نے تم کو اس کا حکم نہیں دیا تھا اور قسم بخدا ہم سب قتل کئے جائیں گے پھر وہ سوار ہو کر دار الخلافہ کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا تاکہ اسے لوٹا نہ جائے اور عبدالواحد بن مقتدر، ہارون بن غریب اور رائق کے بیٹے مدائن کی طرف بھاگ گئے اور مونس کا یہ اقدام لوگوں کے لئے اپنے علاقے میں خلیفہ بننے اور امور خلافت کمزور ہونے کا سبب بنا تھا اور کچھ باتیں مقتدر کی طرف سے امور خلافت کمزور ہونے کا سبب بنی تھیں جیسے کہ فضول خرچی، عورتوں کی باتیں ماننا، وزراء کو بار بار معزول کرنا حتی کہ کہا گیا کہ خرافات میں اس نے آٹھ کروڑ روپے خرچ کئے تھے۔

مقتدر باللہ کے حالات(۱) ...... یہ جعفر بن احمد المعتضد باللہ احمد بن ابی احمد الموفق بن جعفر المتوکل علی اللہ بن محمد المعتصم بن ہارون الرشید امیر المومنین العباسی ہیں ان کی کنیت ابو الفضل تھی ان کی ولادت سن ۲۸۲ھ ۲۲ رمضان بروز شب جمعہ ہوئی تھی لوگوں نے ان کے بھائی المکتفی باللہ کے بعد ۲۹۵ھ سولہ ذیقعدہ بروز اتوار ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی تھی اور اس وقت ان کی عمر تیرہ سال ایک ماہ کچھ ایام تھی اس وجہ سے سن ۲۹۶ھ میں فوجیوں نے کم عمری اور عدم بلوغت کی وجہ سے انہیں خلافت سے معزول کر کے ان کی جگہ عبداللہ بن معتز کو خلیفہ بنانے کی کوشش کی تھی لیکن ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا اور دوسرے ہی دن معاملہ درہم برہم ہو گیا تھا۔

اس کے بعد سن ۳۱۷ھ میں پھر انہیں خلافت سے معزول کر کے اس کے بھائی محمد قاہر کو خلیفہ بنایا تھا لیکن ان کی خلافت دو دن سے زیادہ نہیں چل سکی تھی پھر دوبارہ مقتدر ہی کو خلیفہ بنایا گیا تھا جیسا کہ پہلے بھی اس کا بیان ہو چکا۔

مقتدر درمیانہ قد خوبصورت چہرہ اور آنکھوں والا تھا اس کے دونوں کندھوں کے درمیان فاصلہ تھا بہترین بالوں والا گول چہرہ تھا چہرے میں سرخی

---

(۱) تاریخ بغداد: ۲۱۳/۹، ۲۱۴ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۴، ۲۸۵

تھی حسن اخلاق کا مالک تھا اس کے امراء اور مشیروں کے پاس خلیفہ بن کر پہنچے تھے بہت زیادہ عقل تھا عمدہ عقل، بہترین سوچ اور سمجھ کا مالک تھا لیکن لہو میں تھا بہت زیادہ پیار والی تھی، بے حد ملنسار تھا اور بہت زیادہ خرچیلا تھا خلافت اور سیاست کی رسومات میں اس نے بہت اضافہ کیا تھا حالانکہ ہر زیادہ ہونے والی چیز باعث زحمت ہوتی ہے۔

اس کے گھر میں گیارہ ہزار صقالبہ، رومی اور سوڈانی کے علاوہ خصی غلام تھے اس کا ایک گھر دار الشجر کے نام سے تھا جس میں عجیب و غریب طرز کا سامان تھا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

ایک روز مقتدر جنگی جہاز پر سوار تھا اسے بھوک لگ گئی جس کی وجہ سے اس نے کھانا منگوایا لیکن اس میں دیر ہو گئی تو اس نے ملاح کو کہا کہ تیرے پر افسوس ہے کیا تمہارے پاس کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے اس نے کہا کہ ہاں ہے وہ اتنے میں بکری کے بچے کا بھنا ہوا گوشت اور بہترین روٹی اور کچھ نمکین کھانا لایا خلیفہ کو وہ کھانے بہت پسند آئے پھر ملاح سے کہنے لگا کہ کوئی میٹھی چیز ہے؟ اس لئے کہ جب تک میں میٹھی چیز نہ کھا لوں تو میں سیر نہیں ہوتا انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس کھجوروں کا حلوہ ہماری محنت کا پھل ہے اس نے کہا کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔

پھر کھانا لایا گیا اس میں سے کچھ اس نے کچھ کھایا پھر حلوہ پیش کیا گیا اس میں سے اس نے خود بھی کھایا اور ملاحوں کو بھی کھلایا اور یہ حکم جاری کیا کہ روزانہ جنگی جہاز میں دو سو درہم کا کھانا تیار کیا جائے گا خواہ میں آؤں یا نہ آؤں تاکہ ملاح اسے کھا لیں اور یہ سلسلہ چند سالوں تک رہا لیکن اس کے بعد دوبارہ خلیفہ کو اس میں سفر کرنے کی فرصت پیش نہیں آئی۔

مقتدر کے بعض خدام نے اس کے لڑکے کی رسم تطہیر (ختنہ) کرنے کا ارادہ کیا اس کے لئے بہت عمدہ طریقے سے تیاریاں ہوئیں اور مقتدر کی والدہ سے چاندی کی ایک کشتی کا مطالبہ کیا گیا جسے اس نے اپنے بیٹے کی رسم تطہیر کے موقع پر تیار کیا تھا تاکہ عوام بھی اس کی زیارت کر لیں۔ اپنے بیٹے کی وجہ سے مقتدر کی والدہ نے از راہ شفقت اس کشتی کو ان کے حوالے کر دیا یہ کشتی چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ اس میں جانور، گھوڑے، پرندے ہیئت کا کام تھا ایک کشتی کے جو لوازمات ہوتے ہیں وہ سب کے سب چاندی کے تھے نیز اس نے حکم دیا کہ بڑا دسترخوان اس گھر سے اس گھر میں منتقل کر دیا جائے اور کھانے میں سرکہ، ترکاری، پھل اور چاول اور سبزیاں اور برف بھی خریدی گئی اور مقتدر کے دسترخوان کا خرچ ایک وقت کا چھ سو درہم تھا اور یہ سارا مقتدر کی جانب سے ہوتا تھا۔

مقتدر کثرت سے صدقہ کرنے والا اہل حرمین اور علماء کا بہت زیادہ خیال رکھنے والا تھا صوم و صلاۃ اور عبادت کا بہت زیادہ عادی تھا لیکن شہوت پرست لونڈیوں کی بات ماننے والا اور وزراء کو جلد معزول کرنے والا اور جلدی رنگ بدلنے والا تھا اور آخر تک اس کی یہ عادت کبھی بدلی نہیں تھی حتیٰ کہ اپنے خادم کے غلاموں کے ہاتھوں قتل ہوا جس کی وجہ سے اس سال ۲۷ شوال کو باب شماسیہ کے قریب قتل کیا گیا اور اس کی خلافت کل ۲۴ برس ۱۱ ماہ ۱۴ یوم رہی۔ گزشتہ خلفاء کے مقابلے میں سب سے زیادہ اس نے حکومت کی۔

قاہر باللہ کی خلافت کا بیان[۱] ...... مقتدر کے قتل کے بعد مونس الخادم کی دلی خواہش اس کی دلی خاطر یہی تھی کہ اس کے بیٹے ابو العباس کو خلیفہ بنا دیا جائے لیکن امراء نے اس کی مخالفت کی حتیٰ کہ ابو یعقوب اسحاق بن اسماعیل نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ ہم ایک بچے کے ہاتھ پر بیعت کر لیں جس کی والدہ اور خالہ ابھی زندہ ہیں وہ ان کے مشورہ پر چلے گا پھر انہوں نے مقتدر کے بھائی محمد بن معتضد کو بلایا اور قاضی، امراء اور وزراء نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور القاہر باللہ اس کا لقب رکھا اور ۲۸ شوال جمعرات کی صبح کو یہ ہوا۔

قاہر نے خلیفہ بننے کے بعد ابو علی بن مقلہ کو ابو جعفر محمد بن قاسم بن عبید اللہ کو اس کے عہدے سے معطل کرنے کے بعد فارس سے وزیر بنایا اور مقتدر کے ساتھی اور ان کی اولاد سے بازپرس اور ان پر جرمانے لگانے شروع کئے اس وقت مقتدر کی والدہ استسقاء کے مرض میں مبتلا تھی اور لڑکے کو بیدردی سے قتل کئے جانے کی وجہ سے سخت اذیت میں تھی اور کئی روز تک اس نے کچھ نہیں کھایا تھا پھر دوسری عورتوں کے اصرار پر کچھ کھانا شروع کیا تھا لیکن ان سب باتوں کے باوجود قاہر باللہ نے اس کو بلوایا اور اس سے اس کے مال کے بارے میں پوچھنے لگا اس نے اتنے مال کا اظہار کیا جتنا مال عورتوں کے پاس عام طور پر

---

[۱] تاریخ بغداد: ۱/۳۳۹، ۳۴۰ شذرات الذہب ۲/۳۲۱، ۳۵۰ العبر ۲/۲۵۰، ۲۵۱

کپڑے اور جواہرات کی صورت میں بھی ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ دیگر اموال اور جواہرات کا کسی نے اقرار نہیں کیا اور کہنے لگی کہ اگر یہ چیزیں میرے پاس ہوتیں تو میرا لڑکا قتل نہ ہوتا اس نے یہ کہا کہ اس کے پاس اللہ نے اسے مارنے کا حکم دیا ہوا ہے ختم ہو گئی ہیں اس نے صرف اتنا کہا کہ اس کے پاس جو کچھ تھا وہ اس نے فروخت کر دیا اس کے پاس نے گہنا بھی پیش کئے۔

پھر اس کے بعد قاہر نے اسے پکڑ کر اس سے حساب کتاب لینا شروع کیا اور اس کی وقف کی ہوئی چیزوں کو بیچنے پر اس کو مجبور کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔

اس کے بعد قاہر نے مقتدر کے بیٹے ابو العباس، ہارون، عباس، علی، فضل اور ابراہیم کو بلا کر ان سے حساب لینا شروع کیا اور انہیں اپنے حاجب علی بن بلیق کے حوالے کر دیا اور ابو علی بن مقلہ کا مرتبہ بڑھ گیا لیکن پھر اسے معزول کر دیا۔ اس کے بعد سے پھر وزیر بنا دیا گیا اور ہٹنے اور مقرر ہونے کا سلسلہ چند دنوں تک جاری رہا اور پھر بعد کو انہیں اپنے عہدے سے سبکدوش کر دیا گیا۔

خواص کی وفات ..... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی احمد بن عمیر بن جوصا کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن عمیر بن جوصا کے حالات[1] ..... یہ احمد بن عمیر بن جوصا ابو الحسین دمشقی ہیں جو حافظ حدیث اور مشہور راوی ہیں سے تھے۔

ابراہیم بن محمد بن علی بن بطحا بن علی بن مقلہ ابو اسحاق تمیمی محتسب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے عباس دوری اور علی بن حرب وغیرہ سے روایت کی تھی یہ ثقہ فاضل تھے ایک دن قاضی ابو عمر محمد بن یوسف کے گھر کے دروازے کے پاس سے گزرے اور لوگ فیصلوں کے سلسلہ میں دھوپ میں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے دربان کے ذریعے قاضی کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر کوئی عذر نہیں ہے تو گھر سے نکل کر ان میں فیصلہ کر دیں گر عذر ہے تو مطلع کر دیں تاکہ یہ لوگ خواہ مخواہ یہاں پر بیٹھ کر انتظار نہ کریں۔

ابو علی بن خیران کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو علی بن خیران کے حالات[2] ..... یہ ابو علی بن خیران فقیہ الشافعی ہیں۔ جو امام مذہب تھے ان کا نام حسین بن صالح بن خیران الفقیہ الکبیر الورع ہے ان کو قاضی کے عہدے کی پیشکش کی گئی لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس وجہ سے وزیر نے ان کے گھر پر چودہ دن کا پہرہ لگا دیا حتی کہ پانی بھی کسی کے بہانے پڑوسیوں نے پہنچایا۔ لیکن اس کے باوجود یہ نہیں مانے بعد میں وزیر نے کہا کہ اس طرح ہم نے لوگوں کو بتانے کے لئے کیا کہ ہماری حکومت میں ایسے افراد بھی ہیں کہ ان پر مغرب سے لے کر مشرق تک قضاۃ کا عہدہ پیش کیا گیا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا۔ ان کی وفات اسی سال ذی الحجہ میں ہوئی تھی ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کے احوال بیان کر دیئے ہیں۔

عبد الملک بن محمد بن عدی المعروف الاستراباذی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ آئمہ مسلمین اور حفاظ حدیث میں سے تھے ہم نے طبقات شافعیہ میں ان کا بھی ذکر کر دیا ہے۔

قاضی ابو عمر محمد بن یوسف مالکی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

القاضی ابو عمر المالکی محمد بن یوسف کے حالات[3] ..... یہ قاضی ابو عمر المالکی محمد بن یوسف بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم ہیں جو بغداد اور تمام شہروں میں معاملات کے قاضی تھے یہ علم و معرفت فصاحت و بلاغت، عقل و ریاست کے اعتبار سے آئمہ اسلام میں سے تھے اور ان کی عقل کی مثالیں دی جاتی تھیں انہوں نے مشائخ سے بہت زیادہ احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے فقہ حدیث میں بہت زیادہ استفادہ کیا۔ یہ ۳۱۷ھ میں قاضی القضاۃ بنے تھے ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ایک بڑی مسند بھی انہوں نے لکھی تھی ان کے درس حدیث میں دائیں جانب

---

[1] تاریخ بغداد ۹۰، ۵۴ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۶ العبر ۲/ ۱۸۳

[2] تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۱۵، ۸۱۸ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۵ العبر ۲/ ۱۸۰

[3] تاریخ بغداد ۳/ ۴۰۱، ۴۰۵ شذرات الذہب ۲/ ۲۸۶، ۲۸۷

ابوالقاسم البغوی (جو ان کے والد کے ہم عمر تھے) اور بائیں جانب ابن صاعد اور سامنے ابوبکر نیساپوری اور ثقات کے ایک گروہ اس طرف باقی حفاظ حدیث بیٹھے تھے لوگوں نے ان کے بارے میں کہا کہ اگر بیٹھے میں ان سے کوئی غلطی بھی ہو گئی تو پھر بھی کسی نے ان پر اعتراض نہیں کیا۔

ان کے فضلوں میں سب سے بڑا فضل ۳۰۹ھ میں حسین بن منصور کے قتل کا فیصلہ تھا، جیسا کہ گزر چکا ہے۔ قاضی ابوعمر حسن اخلاق اور حسن معاشرت کے مالک تھے۔ ایک دن ان کے پاس ان کے کچھ ساتھی بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک کپڑا فروش دو عمدہ کپڑا لایا اور بڑی قیمت لگائی ان کے ساتھیوں کو وہ کپڑا بہت پسند آیا تو انہوں نے درزی کو بلا کر کہا کہ اس کپڑے کو کاٹ کر ان سب کی ایک ایک ٹوپی بنا دو۔

اس کے علاوہ بھی ان کے کمالات بہت ہیں آپ بے شمار ہیں اسی سال اٹھہتر سال کی عمر میں رمضان میں ان کی وفات ہوئی تھی وفات کے بعد کسی نے بعض ابوعمر کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا گیا کہ کیا بیتی؟ جواب دیا کہ اللہ نے اپنے ایک بندہ ابراہیم الحربی کی دعا سے میری مغفرت فرما دی۔

واقعات ۳۲۱ھ

اسی سال مصر میں قاہر نے ایک داؤد کو اپنے سامنے چمڑے کے کوڑے سے لگوانے پھر اس کی گردن اڑانے کا حکم دیا اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ قاہر نے شراب بہانے گانے اور گانے والی باندیوں کی بیع کی ممانعت کا حکم دیا تھا لیکن پھر باندیوں کی بیع کی اجازت دی اس شرط کے ساتھ کہ یہ نبی کے بازاروں میں اور معمولی لباس میں ان کی خرید و فروخت کی جائے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ قاہر نے باندیوں کی بیع کی اجازت شرط کے ساتھ اس لئے بھی دی تھی کہ اسے خود گانے والی باندیاں بہت پسند تھیں اس لئے اس کا خیال تھا کہ اس طرح سے سستے داموں میں باندیاں خرید لے گا ہم ایسے اخلاق رذیلہ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

اسی سال بغداد میں عوام الناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ علی بن بلیق نے منبروں پر حضرت معاویہ پر لعنت کرنے کا ارادہ کیا ہے جب علی بن بلیق کو اس کا علم ہوا تو اس نے حنابلہ کے سردار ابو محمد البربہاری کو بلانا چاہا تو وہ بھاگ کر چھپ گیا اور اس کے ساتھیوں کو بصرہ جلاوطن کر دیا گیا۔

اسی سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابوعلی بن مقلہ کی عزت افزائی کرتے ہوئے اس کو احترام کے ساتھ القاب سے خطاب کیا۔

اس کے بعد مونس الخادم، علی بن بلیق اور امراء کی ایک جماعت نے قاہر کو خلافت سے معزول کر کے اس کی جگہ مکتفی کا بیٹا خلیفہ بنانے کے بارے میں مشورہ کیا اور انہوں نے خفیہ طور پر اس کی بیعت بھی کر لی اور خلیفہ اور اس کے ساتھیوں پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کیا اور یہ کہ خلیفہ کو جلد از جلد گرفتار کر لیا جائے لیکن طریف السبکری نے یہ ساری باتیں خلیفہ کو بتا دیں اس لئے اس نے اس اقدام کے خلاف کارروائی جاری کر دی اتفاق سے سب سے پہلے امیر المظفر مونس الخادم کو بلایا تو خلیفہ نے اس کو پکڑ کے جیل میں ڈال دیا پھر اس کا حکم دیا اور اس کے گھر سے مال نکالنے کا حکم دیا اس وقت مونس الخادم پر صرف مکتفی کے بیٹے کے اثرات تھے اور اس کے گھر میں اس کے بیٹے امیر ابوطریف السبکری کو ٹھہرایا گیا اس کے بعد علی بن بلیق بھی پکڑا گیا لیکن اس کا والد علی بن بلیق چھپ گیا اور وزیر ابن مقلہ بھی بھاگ گیا۔ اس کی جگہ ابو جعفر محمد بن قاسم کو ماہ شعبان میں قلمدان دے کر وزیر بنا دیا گیا اور ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگانے کا حکم دیا گیا اس وقت بغداد میں لوٹ مار کا بازار گرم تھا اور فتنے عظیم ہو رہے تھے قاہر نے حکم دیا تھا کہ وہ مکتفی کو ان کے درمیان کھڑا کر کے اس کو دیواروں کے اندر بند کر دیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور وہ مر گیا اور پیش ہونے والوں کے بارے میں اعلان کیا گیا کہ جو اسے چھپائے گا اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس کا گھر بھی لوٹا جائے گا اس اعلان کے بعد علی بن بلیق پکڑا گیا تو اسے خلیفہ کے سامنے بکری کی طرح ذبح کر دیا گیا اور اس کا سر طشت میں رکھ کر خود خلیفہ اس کے والد کے سامنے لے گیا جب اس نے اپنے بیٹے کا سر دیکھا تو اسے بے حد صدمہ ہوا اور رونے لگا۔ خلیفہ نے اس کو بھی اسی طرح ذبح کرنے کا حکم دیا چنانچہ اسے بھی ذبح کر دیا گیا۔

اس کے بعد ان دونوں سروں کو دو الگ الگ طشتوں میں رکھ کر مونس الخادم کے سامنے لایا گیا تو اس نے دیکھتے ہی کہ شراب پینے والے مسلمان کے

جو کوئی پر لعنت کی۔ قاہر نے حکم دیا کہ اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے گھسیٹا جائے پھر اس کے بعد اس کو بھی ذبح کرنے کا حکم دیا گیا چنانچہ اسے ذبح کر دیا گیا پھر اسے بھی طشت میں رکھا گیا اور بغداد کا طواف کرایا گیا اور یہ اعلان کرایا گیا کہ امام سے خیانت کرنے والوں اور حکومت کے حقوق مارنے والوں کا یہ انجام ہوتا ہے پھر اس کے بعد ان کے سروں کو تھیلیوں خزانوں میں لا کر محفوظ کر دیا گیا۔

اسی سال ذیقعدہ میں خلیفہ نے وزیر ابو جعفر کو وزارت سے معزول کر کے نظر بند کر دیا حالانکہ وہ اس وقت تپ بارقہ کے مرض میں تھے اٹھارہ دن کے بعد جیل ہی میں ان کا انتقال ہو گیا پھر ان کی جگہ ابو العباس احمد بن عبید اللہ بن سلیمان الخصیبی کو وزیر بنایا پھر خلیفہ نے ابن مقلہ وغیرہ کے دشمن طریف سبکری کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس موقع پر یہ کہا گیا کہ ظالم کی مدد کرنے والے پر اللہ تعالیٰ اسی ظالم کو مسلط کر دیتا ہے پھر سبکری قاہر کے پورے دور حکومت میں جیل ہی میں رہا۔

اسی سال دیار مصر کے حاکم تکین کی موت کی خبر آئی تھی اور یہ کہ اس کی جگہ اس کا لڑکا حاکم بنا دیا گیا ہے اور اس موقع پر قاہر نے اس کے پاس ولایت کو قائم و باقی رکھنے کی وجہ سے ہدایا بھیجے تھے۔

بنی بویہ کی امر کی ابتدا اور ان کی حکومت

بنی بویہ کا نسب نامہ: یہ تین بھائی تھے عماد الدولہ ابو الحسن علی، رکن الدولہ ابو علی حسن، معز الدولہ ابو الحسین احمد۔ یہ تینوں ابو شجاع بویہ بن فنا خسرو بن تمام بن کوہی بن شیرزیل الاصغر بن شیر کیدہ بن شیرزیل الاکبر بن شیران شاہ بن شیرویہ بن سیستان شاہ بن سس بن فیروز بن شیرزیل بن سیسان بن بہرام جور الملک بن یزدجرد الملک بن ہرمز الملک بن سابور الملک بن سابور ذی الاکتاف الفارسی کی اولاد سے تھے۔

امیر ابو النصر بن ماکولا نے اپنی کتاب میں اسی طرح ان کا نسب نامہ بیان کیا ہے۔ دیالمہ یا دیلمان ان کو اسی وجہ سے کہتے ہیں کہ یہ ان کے پڑوسی تھے اور کافی عرصہ ان کے پاس رہے تھے۔ ان کا والد ابو شجاع فقیر و محتاج تھا مچھلیوں کا کام کرتا تھا اور اس کے لڑکے لکڑیاں جمع کر لاتے تھے اور ان کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا ان کا والد مفلسی اور بے سہارا اولاد کی وجہ سے بڑا پریشان رہتا تھا۔ ایک دن وہ اسی سوچ میں تھا کہ ایک نجومی اس کے پاس سے گزرا اس نے اس کو بلا کر کہا کہ میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ میں پیشاب کر رہا ہوں اور پیشاب کی جگہ سے ایک بڑی آگ نکلی جو آسمان تک چلی گئی پھر اس سے تین شاخیں نکلیں پھر ہر شاخ سے کئی شاخیں نکلیں پھر وہ کئی شاخیں ہو گئیں جنہوں نے پوری دنیا روشن کر دی اور مخلوق اس کے سامنے جھک گئی نجومی نے کہا کہ بڑا مبارک خواب ہے لیکن بہت مال دو گے تو اس کی تعبیر بتاؤں گا؟ اس نے کہا کہ میرے پاس سوائے اس گھوڑے کے اور کچھ نہیں ہے۔

نجومی نے کہا کہ تمہاری پشت سے تین لڑکے بادشاہ پیدا ہوں گے پھر ایک کی پشت سے پیدا ہونے والے رہیں گے یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ کیا تم میرے ساتھ مذاق کرتے ہو اور اپنے بیٹوں سے کہا کہ اس کو ایک تھپڑ مارو پھر اسے دس درہم دے دیے۔ نجومی نے کہا کہ میں تمہارے پاس تمہارے دور حکومت میں آؤں گا اس وقت مجھے یاد رکھنا یہ بات کر کے وہ وہاں سے رخصت ہو گیا نجومی کی یہ بات بڑی عجیب تھی۔

اس کے بعد یہ ہوا کہ یہ تینوں بھائی ایک بادشاہ جس کا نام ماکان بن کالی تھا کے پاس طبرستان میں رہتے تھے۔ پھر طبرستان پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ماکان بن کالی کے حالات کمزور ہو گئے تھے اور ان تینوں بھائیوں نے دوسری جگہ جانے کا مشورہ کیا۔ چنانچہ امرا کی ایک جماعت کے ہمراہ وہاں سے نکل کر مرداویج کے پاس پہنچ گئے اس نے ان کا بڑا احترام کیا اور انہیں مختلف شہروں میں عہدوں پر مقرر کیا چنانچہ عماد الدولہ کو کرج کا نائب حاکم بنا دیا وہاں پر لوگوں سے حسن اخلاق سے پیش آیا جس کی وجہ سے کافی لوگ اس کے گرویدہ ہو گئے اور اس سے محبت کرنے لگے مرداویج کو اس پر حسد ہوا اس نے اسے معزول کرنے کے لیے اپنے پاس بلایا لیکن وہ اس کے پاس جانے کے بجائے اصبہان چلا گیا اور وہاں کے نائب حاکم سے جنگ کر کے اصبہان اس سے چھین لیا اور اس پر اپنا قبضہ جما لیا حالانکہ اس کے ساتھ سات سو گھوڑے تھے اور اس کے مقابل کے ساتھ دس ہزار گھوڑے تھے اسی وجہ سے لوگوں میں اس کا سکہ بیٹھ گیا۔

مرداویج کو اس کا علم ہوا تو اس نے ایک لشکر بھیج کر اس سے اصبہان چھین لیا اس کے بعد یہ آذربائیجان چلا گیا اور وہاں کے حاکم سے مقابلہ کر کے اس سے آذربائیجان چھین لیا اور ان کا کافی تعداد میں مال بھی لوٹ لیا پھر اس نے بہت سے شہر چھین لئے جس کی وجہ سے اس کی شہرت ہوئی اور لوگوں کے دلوں میں اس کی شرافت بیٹھ گئی اور لوگ اس کی تعظیم کرنے لگے اور کافی لوگ اس کے حامی بن گئے اور یہ ترقی کی منازل طے کرتا چلا گیا حتیٰ کہ ان تینوں بھائیوں نے خلفاء عباسیہ سے بغداد چھین لیا اور وہاں پر کسی کو حاکم بنانے یا معزول کرنے میں انہی کا حکم چلنے لگا اور انہی کی طرف آمدنیاں آنے لگیں اور تمام معاملات و اموال انہی کی طرف وابستہ ہو گئے۔

خواص کی وفات ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن محمد بن سلامہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن محمد بن سلامہ کے حالات (۱) ...... یہ محمد بن سلامہ ابن سلمہ بن عبدالملک ابوجعفر الطحاوی الفقیہ الحنفی ہیں۔ مصر کی ایک بستی کی طرف منسوب تھے۔ بہت عمدہ اور مفید تصانیف کے مالک تھے۔ یہ ثقات اور حفاظ حدیث میں سے تھے۔ یہ امام مزنی شافعی کے بھانجے تھے۔ اسی سال شروع ذیقعدہ میں ۸۲ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا تھا ابوسعید سمعانی نے ذکر کیا ہے کہ ان کا سن ولادت ۲۲۹ھ تھا اس لحاظ سے ان کی عمر ۹۰ سال سے زائد تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ شافعی مذہب چھوڑ کر حنفی مذہب انہوں نے اپنے ماموں کی وجہ سے اختیار کیا تھا کیوں کہ انہوں نے ایک دن غصہ میں ان کو کہہ دیا تھا کہ تم کچھ بھی حاصل نہ کر سکو گے اسی وقت انہوں نے اپنے ماموں کی شاگردی چھوڑ کر ابوجعفر کی شاگردی اختیار کر لی تھی حتیٰ کہ خوب مشہور ہوئے اور انہوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کی تھیں جن میں سے احکام القرآن، اختلاف العلماء، معانی الآثار اور تاریخ الکبیر ہیں۔

اسی طرح انہوں نے شروط حدیث پر بھی ایک کتاب لکھی تھی جس میں یہ بہت سے علماء سے سبقت لے گئے تھے اور قاضی ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ نے اس کتاب کے لکھنے کی ان سے فرمائش کی تھی اور قاضی ابوعبید بن حربویہ اس کی بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اگر اس وقت امام مزنی زندہ ہوتے تو انہیں اپنی قسم کا کفارہ دینا پڑتا۔ اسی سال ذیقعدہ کے شروع میں ان کی وفات ہوئی تھی اور قرافہ میں انہیں دفن کیا گیا تھا اور ان کی قبر مشہور ہے جس پر لوگ آتے رہتے ہیں ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سن ۲۶۸ھ میں یہ دمشق آئے تھے اور قاضی ابی حازم سے انہوں نے فقہ حاصل کیا تھا۔

احمد بن محمد بن موسیٰ بن النضر کے حالات ...... یہ احمد بن محمد بن موسیٰ بن نضر بن حکیم بن علی بن زربی ابوبکر ہیں، جو ابن ابی حامد کے نام سے مشہور اور بیت المال کے نگران تھے انہوں نے عباس دوری اور ایک جماعت سے سماعت حدیث کی تھی۔ یہ ثقہ، صدوق، سخی اور قابل تعریف تھے۔ ان کے زمانہ میں کسی عالم کے پاس باندی تھی جس سے وہ بہت زیادہ محبت کرتا تھا ایک بار اس پر کافی قرض چڑھ گیا جس کی وجہ سے مجبوراً اس نے اپنی باندی کو فروخت کر دیا لیکن جب اس کی قیمت پر قبضہ کیا تو ان کو بہت زیادہ افسوس ہوا اور وہ اسی فکر میں تھے کہ وہی باندی بکتے بکاتے ابن ابی حامد کے پاس پہنچ گئی ان کو پتہ چلا تو انہوں نے ابن ابی حامد کے ساتھیوں میں سے کسی ساتھی کے ذریعے اپنی سفارش کرائی کہ میں عالم ہوں اور یہ باندی میری ہے اور قرض کی مجبوری کی وجہ سے میں نے اسے فروخت کر دیا تھا لہٰذا آپ اس کی قیمت لے کر یہ باندی مجھے فروخت کر دیں وہ شخص جب ان کے پاس پہنچا تو انہیں اب تک اس کا علم نہیں ہوا تھا کیوں کہ ان کی بیوی نے ان کے لئے وہ باندی خریدی تھی اور وہ حیض کی حالت میں تھی اور آج اس کا آخری دن تھا اس لئے ان کی بیوی نے خوب اس کا بناؤ سنگھار کیا تھا اور اسے عمدہ لباس اور بہترین زیورات سے مزین کیا تھا جب ابن ابی حامد کے ساتھی نے ان سے سفارش کی تو وہ حیران رہ گئے اور حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے گھر گئے اور اس باندی کو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے اور اسے لے کر چلے اہلیہ نے سمجھا کہ باندی کے لئے کسی جگہ لے جا رہے ہیں لیکن وہ اسے پہلے مالک کے پاس لے گئے اور اس سے پوچھا کہ کیا یہی وہ باندی ہے وہ اس کا بناؤ سنگھار دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا اس نے کہا کہ ہاں یہ وہی باندی ہے ابن ابی حامد نے کہا اپنی باندی پر قبضہ کرو اس نے پوچھا کہ اس کی قیمت

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۰۸، ۸۱۱ شذرات الذھب ۲/۲۸۸

کہاں تک کہ ان لوگوں نے کہا کہ قیمت سے بچے ہوئے رکھو اور اس سے اپنی ضروریات پوری کرو اگر تم نے دوبارہ اسے فروخت کر دیا تو دوبارہ ہدیہ ہو گی تمہارے پاس تو پہنچ گئی اس پر وہ شخص اور بھی زیادہ خوش ہوا پھر جب نے زیورات کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہ بھی ہم نے تمہیں ہبہ کر دیئے اب تو وہ بہت خوش ہوا اور ابن ابی حامد کو خوب دعائیں دیں۔ پیچھے وقت ابن ابی حامد نے اس جوہری سے پوچھا کہ تمہیں ہم دونوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے تو مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور بڑی مدد کی ہے لیکن اگر میں اپنے مال کی مالک ہوتی جیسے اب ہوں تو میں اسے بھی فروخت نہ کرتی اور کبھی اس کی کوتاہی نہ کرتی۔ حاضرین نے اس کے کم عمر ہونے کی وجہ سے اس کے اس جواب کو خوب پسند کیا۔

مقتدر کی والدہ کے حالات۔۔۔ مقتدر کی والدہ کی سالانہ آمدنی دس لاکھ دینار تھی اور وہ ان میں سے اکثر حجاج کی ضروریات اور پانی بیماروں اور راستوں اور کھانوں کی مرمت وغیرہ پر خرچ کرتی تھی اور مقتدر کے دور حکومت میں اس کا بڑا رعب اور دبدبہ تھا لیکن جب سے قتل کیا گیا تو یہ بیمار تھی اس کے قتل کی وجہ سے اس کی بیماری میں اضافہ ہو گیا تھا جب قاہر کی خلافت مکمل طور پر قائم ہو گئی جو کہ اس کے شوہر کا بیٹا اور اس کے بیٹے کا باپ شریک بھائی تھا اور مقتدر کی والدہ نے اس کی والدہ کی وفات کے بعد اس کی تربیت بھی کی تھی اور مقتدر کے مقابلے میں خلافت کے لئے اسے ترجیح بھی دی گئی تھی لیکن مقتدر خلیفہ بنایا گیا اور ایک مرتبہ مقتدر نے قاہر کو اپنی والدہ کی نگرانی میں نظر بند بھی کیا تھا تو وہ اس کا بڑا خیال رکھتی تھی اور اس کی آسائش کے لئے باندیاں خرید لی تھی۔

اس نے مقتدر کی والدہ کو طلب کیا اور بیماری کی حالت میں اسے مختلف سزائیں دی تھیں حتیٰ کہ پاؤں باندھ کر الٹا لٹکا دیا گیا اور اسی حالت میں اس کا پیشاب نکل کر اس کے چہرے پر بہہ جاتا تھا لیکن اتنی تکلیف کے باوجود اس کے کپڑے اور زیورات کے علاوہ (جس کی قیمت ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار تھی) اس کے پاس سے کچھ نہیں نکلا۔

قاہر نے اس کے علاوہ اس کی املاک فروخت کرنے کا حکم دیا تھا اور قاضیوں کو گواہی کے لئے بلایا تھا لیکن انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اسے دیکھ نہ لیں گے اس وقت تک گواہی نہ دیں گے چنانچہ قاہر نے اسے نقاب اٹھانے کا حکم دیا جیسے ہی اس نے نقاب اٹھایا تو وہ کہنے لگے کہ کیا تم ہی شغب مقتدر کی باندی مقتدر کی ماں ہو؟ یہ سن کر وہ اور بھی رونے لگی اس نے کہا کہ ہاں پھر انہوں نے اس کا یہ حلیہ بیان کیا کہ وہ ایک بوڑھی گندمی رنگ باریک پیشانی والی تھی اور گواہی دینے لگے کہ کس طرح زمانہ بدلتا ہے اور بھلائی کو برائی میں تبدیل کر دیتا ہے اور دنیا کی وفاداریاں بے وفائی سے اور اس کی نعمتیں مصیبتوں میں بدلتی ہیں اور اس کی روشنی اندھیرے کے علاوہ کچھ نہیں ہوتی جو اپنی طرف متوجہ ہونے والے کو جلا دیتی ہے۔

اس موقع پر قاہر کو اس کے احسانات میں سے کچھ بھی یاد نہ آیا تھا کہ اس پر رحم کرتا۔

اسی سال جمادی الآخرۃ میں اس کی وفات ہوئی تھی اور رصافہ میں مدفون ہوئی۔

عبدالسلام بن محمد کے حالات[1]۔۔۔ یہ عبدالوہاب بن محمد بن سلام بن خالد بن حمران بن ابان ہیں جو عثمان بن عفان کے غلام تھے یہ ابو ہاشم بن ابی علی الجبائی المتکلم بن المتکلم المعتزلی ابن المعتزلی تھے معتزلہ کا ہاشمیہ گروہ انہی کی طرف منسوب ہے اور اعتزال پر اپنے والد کی طرح ان کی بھی تصانیف ہیں ان کی سن ولادت ۲۴۷ھ ہے اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کا ابو علی نامی ایک لڑکا تھا ایک دن یہ صاحب بن عباد کے پاس گئے انہوں نے ان کا بڑا اکرام کیا اور ان سے کچھ سوالات کئے انہوں نے جواب دیا کہ مجھے نصف علم معلوم نہیں انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا اس لئے کہ تم سے پہلے تمہارے والد کو بھی نصف علم نہیں تھا۔

احمد بن حسن بن درید کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ کے حالات[2]۔۔۔ یہ احمد بن حسن بن درید بن عتاہیہ ہیں ابو بکر بن درید الازدی اللغوی النحوی

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۱/۵۵، ۵۶ شذرات الذہب ۲/۲۸۹ (۲) تاریخ بغداد ۲/۱۹۵، ۱۹۶ شذرات الذہب ۲/۲۸۹، ۲۹۰

شاعر قصیدہ مقصورہ والے ہیں۔ سن ۲۲۳ھ میں بصرہ میں ان کی ولادت ہوئی تھی طلب علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر اختیار کئے تھے ان کے والد مالداروں میں سے تھے جو حاجتمندوں کی حاجت میں مدد کیا کرتے تھے وہ وقت کے ادیب تھے ابن درید نے عبدالرحمن بن اخی الاصمعی، ابی حاتم السجستانی، الریاشی وغیرہ سے احادیث سماعت کی تھی پھر ان سے ابو سعید السیرافی، ابو بکر بن شاذان، ابو عبید اللہ بن المرزبانی وغیرہ نے احادیث سماعت کی تھیں۔

ان کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ ابن درید علماء میں سب سے بڑے شاعر تھے لیکن شراب بھی بہت پیتے تھے۔

ان کے بارے میں قول ہے کہ ہم ابن درید کے پاس گئے تو ان کے گھر میں سارنگی لٹکی ہوئی دیکھی اور دیگر آلات لہو و لعب اور خالص شراب بھی اس وجہ سے مجھے بڑی ندامت ہوئی۔

ابو منصور ازہری کا قول ہے کہ ایک بار میں ابن درید کے پاس گیا تو وہ اس وقت نشے کی حالت میں تھے جس کی وجہ سے میں دوبارہ ان کے پاس نہیں گیا۔

دارقطنی سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ محدثین نے ان کے بارے میں چہ میگوئیاں کی ہیں۔

ان کی عمر سو کے قریب تھی اسی سال اٹھارہ شعبان بدھ کے روز انہوں نے وفات پائی تھی اسی دن ابو ہاشم بن ابی علی الجبائی المعتزلی کی وفات ہوئی تھی۔ چنانچہ ان دونوں کی اکٹھے نماز جنازہ ہوئی تھی اور اکٹھے دفن کئے گئے تھے ان کی وفات پر لوگوں کا کہنا ہے کہ لغت اور کلام کے عالموں کا انتقال ہو گیا اور اسی دن بارش بھی ہوئی تھی۔

ابن درید نے لغت پر الجمہرہ کے نام سے دس جلدوں میں ایک کتاب لکھی تھی اور اسی طرح کتاب المطر، کتاب المقصور والممدود اور ایک قصیدہ جس میں مقصور و ممدود دونوں قسم کے اشعار ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

واقعات ۳۲۲ھ

اسی سال رومی بادشاہ نے پچاس ہزار لشکر کے ساتھ ملطیہ کا محاصرہ کر لیا تھا پھر انہیں امان دے دی لیکن ان پر قابو پانے کے بعد بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی زمانہ میں خبر آئی تھی کہ مرداویج نے اصبہان پر قبضہ کر لیا ہے اور علی بن بویہ نے ارجان پر قبضہ کر لیا ہے اور اس نے خلیفہ کو خط لکھا تھا کہ اگر مجھے آنے کی اجازت ہو تو میں اطاعت قبول کر لوں گا اور جو کہے گا وہ بھی دوں گا اور شیراز جا کر ابن یاقوت کا ساتھ بھی دوں گا۔

لیکن پھر اس نے شیراز جا کر ابن یاقوت کا مقابلہ کر کے شیراز پر قبضہ کر لیا اور شیراز کے کافی باشندوں کو قتل کر دیا اور ایک جماعت کو گرفتار کر لیا لیکن بعد میں انہیں چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ نیکی کی اور انہیں خلعت بھی دی اور لوگوں میں عدل سے کام لیا اور اس کے ساتھ کافی مال تھا جو وہ اصبہان کرخ ہمدان سے لایا تھا یہ کریم و سخی تھا جو بھی اس کی بات مانتے تھے انہیں اپنے قریب لاتا تھا۔

پھر شیراز میں اس پر ایسا وقت بھی آیا کہ اس پر فقر کی حالت آ گئی پھر اسی حالت میں فوجیوں نے اس سے تنخواہوں کا مطالبہ کر دیا اب اسے اپنی حکومت ختم ہوتی نظر آ رہی تھی ایک روز وہ اپنے گھر لیٹا ہوا اسی حالت میں تھا کہ چھت پر اسے ایک سانپ دکھائی دیا جو ایک سوراخ سے نکل کر دوسرے سوراخ میں داخل ہو گیا تھا اس نے اسی وقت دونوں سوراخوں کو کھودنے کا حکم دیا چنانچہ انہیں کھودا گیا اس میں سے پانچ لاکھ دینار کی قیمت کا سونا برآمد ہوا تو اس نے فوراً پہلے تو اس سے فوجیوں کی تنخواہیں ادا کیں اس کے بعد جو بچا اپنے پاس رکھ لیا وہ کافی مقدار میں تھا۔

پھر ایک روز یہ سواری پر سوار ہو کر پہلے لوگوں کی بنائی ہوئی چیزوں کو دیکھنے کے لئے شہر کے چکر لگا رہا تھا کہ ان سے کچھ حاصل کیا جائے راستے میں ایک جگہ اس کے گھوڑے کا پاؤں زمین میں دھنس گیا تو اس نے اس جگہ کو کھودنے کا حکم دیا جب اسے کھودا گیا تو وہاں سے بھی کافی مال برآمد ہوا۔

ایک مرتبہ علی بن بویہ نے اپنے کسی آدمی کے ذریعے درزی کے پاس کپڑے سلوانے کے لئے بھیجا درزی نے کچھ انکار کرنے میں دیر کر دی اس

نے درزی کو بلوایا اس درزی کی سماعت کمزور تھی اور ابن بویہ نے زور سے بات کی تھی جس کی وجہ سے درزی اس کی بات کو سمجھے بغیر بول اٹھا کہ میرے پاس ابن یاقوت کے بارہ صندوق کے علاوہ کوئی چیز نہیں اور ان میں کیا ہے مجھے کچھ معلوم نہیں اس نے ان کے حاضر کرنے کا حکم دیا جب اسے حاضر کیا گیا تو ان میں اس کے قریب مال ان میں سے برآمد ہوا۔ اس کے بعد یعقوب بن لیث کی اونٹنیوں کا بھی پتہ چل گیا جن میں بے شمار مال تھا اب اس کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور اس کے رعب اور دبدبے میں اضافہ ہو گیا اور اصل میں تو یہ سب کچھ تقدیر الٰہی سے ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ فقر و تنگی کے بعد جسے چاہتا ہے سعادت سے نوازتا ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

"تمہارا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور پسند کرتا ہے۔" (سورۃ القصص آیت ۶۸)

ابن بویہ نے خلیفہ کے وزیر ابن مقلہ کو خط لکھا کہ سالانہ ایک لاکھ درہم کے عوض اس علاقہ کے تمام شہروں کا انتظام اس کے پاس رہنے دیا جائے جسے وزیر نے قبول کر کے کچھ تحفے ساتھ خلعت اور علامت اس کے پاس بھیج دیئے۔ اسی زمانے میں قاہر نے ان بڑے امیروں کو قتل کرایا تھا ان میں سے ایک اسحاق بن اسماعیل النوبختی تھا جس نے مقتدر کے بعد قاہر کو خلیفہ بنانے کا مشورہ دیا تھا دوسرے شخص کا نام ابو السرایا ابن حمدان تھا جو اپنے والد کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا ان کو قتل کرنے کی وجہ یہ تھی کہ قاہر کے خلیفہ بننے سے پہلے انہوں نے دو گانے والی باندیوں کے بارے میں قاہر سے کچھ زیادتی کی تھی قاہر نے پہلے ایک کنواں کھدوایا پھر ان دونوں کے پاس پیغام بھیجا کہ بات کو ختم کرنے کے لئے میرے پاس آئیں چنانچہ یہ دونوں خوشی خوشی اس کے پاس گئے تو اس نے ان دونوں کو کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا ان دونوں نے اس سے بڑی معافیاں مانگیں لیکن اس کو ذرہ بھی رحم نہ آیا بلکہ ان کو کنویں میں گرانے کے بعد اسے بند کرا دیا۔

قاہر کو خلافت سے معزول کرنے اور اس کی آنکھیں نکلوانے اور اسے طرح طرح کی تکالیف دینے کا بیان..... قاہر کو خلافت سے معزول کرنے کا سبب یہ بنا تھا کہ مونس کی گرفتاری کے بعد وزیر علی بن مقلہ بھاگ کر اپنے گھر میں روپوش ہو گیا تھا اس کے بعد اس نے خفیہ طور پر قاہر کی فوج سے خط و کتابت جاری رکھی اور اس کے ذریعے ان کو قاہر کے خلاف ابھارتا رہا اور انہیں اس کے دبدبے اور اس کے انتقام اور جلدی غصے میں آنے سے ڈراتا رہا اور ان سے کہا کہ قاہر نے تمہارے سرداروں کے لئے دار الخلافہ میں ایک بڑا گھر تیار کیا ہوا ہے جس میں وہ انہیں گرفتار کر کے ہمیشہ کے لئے قید رکھنا چاہتا ہے جیسا کہ قرامطیوں کے ساتھ ہوا۔ اس طرح یہ ان کو قاہر کو گرفتار کرنے کے لئے ابھارتا رہا پھر انہوں نے جمع ہو کر مشورہ کیا کہ کس طرح جلدی قاہر کو گرفتار کر کے اس سے جان چھڑائی جائے۔

چنانچہ انہوں نے سیما حریری کی ماتحتی میں سواریوں پر سوار ہو کر دار الخلافہ کا رخ کیا اور پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا پھر تمام دروازوں سے نشے کی حالت میں اس پر حملہ کر دیا وہ فوراً غسل خانے کی چھت پر چڑھ کر چھپ گیا لیکن انہوں نے اسے پکڑ لیا اور اسے طریف سبکری کے گھر میں نظر بند کر دیا اور طریف کو قید خانے سے نکال دیا اور وزیر ابن مقلہ عورت کا لباس پہن کر بھاگ گیا۔ اس وقت بغداد میں حالات بہت خراب ہو گئے اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا یہ تین جمادی الاولیٰ ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے۔ یہ وہی مہینہ ہے جس میں مقتدر کا انتقال ہوا تھا اس کے اور قاہر کی گرفتاری اور اس کی آنکھیں پھوڑنے اور اسے سزائیں دینے کے درمیان صرف ایک سال کا فاصلہ تھا اللہ نے جلدی ہی اس ظالم سے انتقام لیا۔

پھر انہوں نے اسے اپنے سامنے بلا کر اس کی دونوں آنکھیں پھوڑ ڈالیں حتیٰ کہ وہ اس کے چہرے پر بہہ پڑیں اور اس سے ایسے کام کروائے جن کی مثال تاریخ اسلام میں نہیں ملتی پھر اسے چھوڑ دیا اور ۳۳۳ھ تک کبھی اسے گرفتار کر لیتے کبھی اسے چھوڑ دیتے اور وہ اتنا مفلس ہو گیا کہ جمعہ کے روز جامع مسجد میں لوگوں کے سامنے سوال کرنے لگا۔ ایک شخص نے اسے پانچ سو درہم دیئے تو اسے روکنے والے شخص نے کہا کہ اس نے اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا انتقام لے لیا تھا۔ ہم اس کی وفات کے ذکر کے وقت اس کے بقیہ حالات بیان کریں گے

راضی باللہ ابی العباس محمد بن مقتدر باللہ کی خلافت کا بیان[1] ..... فوجیوں نے قاہر کو خلافت سے معزول کرنے اور اس کی آنکھیں نکالنے کے بعد ابی العباس محمد بن مقتدر باللہ کو بلا کر اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اور اس کا لقب راضی باللہ رکھا ابوبکر صولی نے

---

[1] التاریخ [illegible] ۳۰۲/۳، ۱۳۵، العبر ۲/۸، ۲۶۹

مرتضیٰ باللہ اس کا لقب رکھنے کا مشورہ دیا تھا لیکن لوگوں نے اسے قبول نہیں کیا اور یہ واقعہ اسی سال چھ جمادی الاولیٰ بروز بدھ ہوا تھا۔

اس موقع پر فوجی قاہر کو نابینا ہونے کی حالت میں لائے تھے اور اسے خلیفہ ابو العباس کے سامنے کھڑا کر دیا تھا۔ ابو العباس اچھے خلفاؤں میں سے تھا اس نے خلافت پر فائز ہونے کے بعد ابو علی بن مقلہ کو وزیر بنا کر علی بن عیسیٰ کو اس کا معاون بنایا اور جو لوگ قاہر کے دور حکومت میں جیل میں تھے انہیں رہا کر دیا اور قاہر کے طبیب عیسیٰ کو بلا کر اس پر دو ہزار جرمانہ عائد کر دیا اور جو امانتیں قاہر نے اس کے سامنے رکھی تھیں وہ بھی اس سے واپس لے لی جس میں سونا چاندی اور نفیس جواہرات تھے۔

اسی زمانے میں اصبہان میں مرداویج کی شہرت ہوئی اور لوگ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگے کہ بغداد پر اس نے قبضے کا ارادہ کیا ہے اور اس کے قرامطہ امیر سے تعلقات ہیں اور ان دونوں نے عرب سے حکومت چھین کر عجم میں منتقل کرنے کا ارادہ کیا ہوا ہے اور اس نے عام وخاص سب کے حالات خراب کر دیئے تھے حتیٰ کہ لوگوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور اس کا قاتل اس کے خاص غلاموں میں سے بجکم تھا اللہ اس کے چہرے کو منور کرے اور یہ وہی شخص ہے جس نے حجر اسود کو قرامطہ سے پچاس ہزار دینار میں خرید کر اس کو اس کی جگہ پر نصب کیا تھا۔

بجکم کے مرداویج کو قتل کرنے کے بعد علی بن بویہ کی شان بڑھ گئی اور لوگوں میں اس کی قدر و منزلت زیادہ ہو گئی عنقریب اس کے احوال میں ہم اس کا ذکر کریں گے۔

قاہر کی خلافت سے معزولی اور اس کی جگہ پر راضی کے خلیفہ بننے کے بعد ہارون بن غریب کو وزارت کی لالچ ہوئی کیوں کہ یہ مقتدر کے ماموں کا لڑکا تھا اور ماہ، کوفہ، دینور اور ماسبذان کا نائب حاکم تھا چنانچہ اس نے اپنی طرف سے لوگوں کو دعوت دی اور امراء اور فوجیوں میں سے کافی اس کے ساتھ ہو گئے تھے اور مال بھی کافی جمع ہو گیا تھا اور اس کا اثر و رسوخ زیادہ ہو گیا تھا۔ اس نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا تو محمد بن یاقوت بغداد کی ساری فوج لے کر اس کے مقابلے کے لئے نکلا چنانچہ دونوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔ ایک دن ہارون بن غریب محمد بن یاقوت کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے خود میدان میں اتر آیا لیکن اس کے گھوڑے کے پاؤں کے پھسلنے کی وجہ سے گھوڑے نے اس کو نہر میں گرا دیا فوراً اس کے ایک غلام نے اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ کر محمد بن یاقوت کے حوالے کر دیا اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور محمد بن یاقوت بغداد میں اس حال میں داخل ہوا کہ اس نے نیزہ پر ہارون بن غریب کا کٹا ہوا سر لٹکایا ہوا تھا اس موقع پر لوگ بہت خوش ہوئے گویا یہ ان کے لئے ایک تاریخی دن تھا۔

اسی زمانے میں بغداد میں ابو جعفر محمد بن علی الشلمغانی (جو ابن العزاقر کے نام سے مشہور تھا) کا ظہور ہوا تھا لوگوں نے بتایا کہ اس کے عقائد حلاج کے عقائد کی طرح ہیں اور لوگ کہنے لگے کہ یہ تناسخ کا دعویٰ کرتا ہے اس سے پوچھا گیا تو اولاً اس نے انکار کیا پھر چند چیزوں کا اقرار کر لیا جس کی وجہ سے علماء نے فتویٰ دیا کہ اس کا قتل جائز ہے الا یہ کہ یہ اپنے عقائد سے تائب ہو جائے چنانچہ اولاً اسے ۸۰ کوڑے لگوائے گئے پھر اس کی گردن اڑا دی گئی اور اس کے ساتھی ابن ابی عون کو بھی قتل کر دیا گیا اس خبیث نے اس کی اتباع کی تھی اور اس کی کفریہ باتوں کی تصدیق کی تھی۔ ابن اثیر نے کامل میں ان لوگوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے اور انہیں مذہب نصیریہ کے مشابہ قرار دیا ہے۔

اسی طرح ایک دوسرے شخص نے بلاد شاش میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور اس نے کچھ خرق عادات باتیں اور کچھ حیلے ظاہر کئے تھے وہاں کے ہی باشندوں نے اس کا مقابلہ کر کے اسے ختم کر دیا تھا۔

افریقہ کے مہدی کی وفات کا بیان[1] ...... اسی سال افریقی باشندے مہدی کی وفات ہوئی تھی جو فاطمیین کا پہلا جھوٹا خلیفہ تھا یہ ابو محمد عبید اللہ تھا جو علوی ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور یہ کہ اس کا لقب مہدی ہے اس نے اسی نام پر مہدیہ کا ایک شہر بنوایا تھا اور وہیں سن ۲۹۳ھ میں اس کی وفات ہوئی تھی۔ رقادہ میں داخل ہوا تھا اور امامت کا دعویٰ کرنے سے لے کر اس کی موت تک ۲۴ برس ایک ماہ ۲۰ یوم کا فاصلہ تھا اور یہی اس کی کل مدت خلافت ہے۔ یہ ایک بہادر سردار تھا جو اس کی مخالفت کرتا اس کا مقابلہ کرتا تھا اس کے انتقال کے بعد اس کا لڑکا ابو القاسم خلیفہ بنا تھا جس کا لقب قائم بامر اللہ تھا اس نے ایک سال تک اپنے والد کی وفات کو چھپا کر رکھا تھا جب امور سلطنت مضبوط ہو گئے پھر اس نے اپنے والد کی وفات کو ظاہر کیا تھا

---

[1] تاریخ ابن خلدون ۴/۳۱/۴ شذرات الذہب ۲/۲۹۴

لوگ اس سے تحریک کرنے لگے اور وہ بھی اپنے والد کی طرح بہادر سردار تھا اس نے کافی شہروں کو فتح کیا تھا اور بلاد روم کی طرف کافی لشکر روانہ کئے تھے اور اس نے مصر پر بھی قبضہ کا ارادہ کیا تھا لیکن وہ اس کا موقع نہ پا سکا پھر بعد میں اس کے بیٹے المعز الفاطمی ثانی نے (جو قاہرہ معزیہ کا بانی تھا) دیار مصر پر قبضہ کیا تھا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اس مہدی کے نسب میں علماء کا بہت زیادہ اختلاف ہے جیسا کہ صاحب تاریخ قیروان نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن حسن بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب اور بعض نے بیان کیا ہے کہ عبید اللہ بن تقی بن حسین بن وفی بن احمد بن مستی ہیں اور یہ عبید اللہ ہیں اور یہ بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے نسب کے بارے میں اور بھی اقوال ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ محققین نے اس کے نسب نامے کا انکار کیا ہے جیسا کہ تاریخ میں ہے جو استواتی کی ہے بغدادی قدوری کا قول ہے کہ جن لوگوں نے اس کا یہ نسب نامہ بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اس کا نام سعید تھا اور عبید اللہ لقب ہے اس کا شوہر یہودی تھا۔

بعض کا قول ہے کہ اس کا نام سعید اور اس کا لقب عبید اللہ تھا اور اس کی ماں کے شوہر حسین بن احمد بن محمد بن عبد اللہ بن میمون بن قداح نے رکھا تھا اور قداح کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ فصد کھولتے اور آنکھ سے پانی نکالنے کا کام کرتا تھا اور وہ شخص جس نے اس کے لئے راستہ ہموار کیا تھا اس کا نام ابو عبد اللہ شیعی تھا پھر اس شخص نے اسے بلایا چنانچہ وہ اس کی دعوت پر سلمیہ سے روانہ ہوا لیکن راستے ہی میں سجلماسہ والوں نے اسے قید کر لیا۔

اس کے بعد شیعی اس کو آزاد کرنے کی کوشش میں لگ گیا۔ بالآخر اسے آزاد کرا لیا اور اسے کئی علاقوں کا خلیفہ بنایا پھر شیعی اس سے تھوڑا سا اس کی وجہ سے پریشان ہوا اور اسی وجہ سے اس نے اسے قتل کرنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن مہدی کو اس کا پتہ چل گیا اس نے کسی شخص کے ذریعے شیعی اور اس کے بھائی کو قتل کروا دیا۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ شیعی مہدی کے پاس جیل میں گیا تھا اور وہیں معلوم ہوا کہ انہوں نے ایک مہدی کو قتل کر دیا ہے اور اس کی جگہ بیٹھا۔ اور اس نے دوسرے شخص کو مہدی بنایا ہوا ہے تو وہ اس کو جیل سے باہر لایا اور اسے کہا کہ لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کرنا ہے کہ اس کی جگہ بیٹھ مت کہنا، قتل کرنا اس کا پتہ نہیں ہے، لوگوں نے یہ کہا کہ یہی مہدی ہے اور پھر مہدی کے نام سے اس کی شہرت ہوئی پھر بعد میں آنے والے اس کی نسل سے ہیں۔

اس مہدی کی پیدائش ۲۶۰ھ ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کی پیدائش اس سے پہلے ہے بعض نے کہا ہے کہ اس کے بعد ہے۔

اور سب سے پہلے اس کو ۲۹۶ھ میں قیروان کے منبر پر دعوت دی گئی اور گزشتہ سال زیادۃ اللہ کے بیٹے میں اس کا ظہور ہوا تھا ان کے ظہور پذیر ہونے سے بنی عباس کی حکومت ختم ہوئی تھی۔

۹۰ سال کی عمر میں اس کی وفات ہوئی تھی۔

خولانی کی وفات اس سال ان لوگوں میں سے جن لوگوں نے وفات پائی ان میں احمد بن عبد الرحمن بن مسلم کی وفات بھی اس سال ہوئی تھی یہ مصر کے قاضی تھے اپنے والد سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں اسی سال ربیع الاول میں دیار مصر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

محمد بن احمد بن القاسم ابو علی الروذباری: بعض کا قول ہے کہ ان کا نام محمد بن احمد ہے اور بعض نے ان کا نام حسین بن ہمام بتایا ہے لیکن صحیح اول قول ہے ان کا اصلی وطن بغداد تھا اور یہ مصر میں رہتے تھے یہ قرآن اور معانی القرآن کے عالم تھے جنید کی صحبت اختیار کی تھی اور انہی سے احادیث سنی تھیں اور ان سے کافی احادیث روایت بھی کی تھیں۔ فقہ میں ان کے استاد ابراہیم بن حربی اور تصوف میں ان کے استاد جنید تھے فقراء کے ہمدرد اور خیر خواہ تھے۔ ان پر بہت احسان کرتے تھے اور فقیر کو دینے کے لئے کوئی چیز ہاتھ میں ہو تو اسے فقیر کے ہاتھ کے نیچے رکھتے تھے۔ گویا فقیر اسے لے لیتا ہے تاکہ فقیر کا ہاتھ اوپر والا ہاتھ بن جائے۔

ابو نعیم کا قول ہے کہ ابو علی روذباری سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو گانے باجے سنتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ میرے لئے حلال ہے کیونکہ میں ایسے مقام پر پہنچ گیا ہوں جس میں مختلف احوال اثر نہیں کرتے تو ابو علی نے جواب دیا کہ ہاں وہ پہنچ گیا ہے لیکن جہنم تک پہنچ گیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ اشعار

بیان کا کام کرتا ہے جب کہ مشار الیہ کی طرف سے وجد پایا جائے اور اشارہ کی تصحیح حقیقتہً عمل کرتی ہیں اور علل غیر حقائق سے دور ہوتی ہیں اور یہ بھی فرمایا کہ دھوکہ میں مبتلا ہونے کے مترادف یہ بات ہے کہ تم کسی سے برائی کر کے اس کی طرف سے اچھائی کی امید رکھو اور یہ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری کوتاہیوں کو معاف کر دے گا اس وجہ سے تم توبہ کرنا چھوڑ دو اور یہ سمجھو کہ یہ اللہ کی طرف سے عنایتیں ہیں۔

ابو علی الروذباری کا قول ہے کہ جب دلوں کو اللہ کے مشاہدہ کا شوق پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ناموں کا القا فرما دیا جس کی وجہ سے وہ ذات حق تعالیٰ کی تجلی تک اسی میں مشغول ہو گئے جیسا کہ اس مضمون کو اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بیان کیا گیا ہے۔

”اللہ کے نام اچھے اچھے ہیں تم انہی سے پکارو“۔ (سورۃ الاعراف آیت ۱۸۰)

اس وجہ سے قلوب حقائق کے پالینے کی فکر چھوڑ کر انہی میں مشغول ہو گئے پھر اللہ نے محبین کے شوق کی تسکین اور عارفین کے قلوب کی تسلی کی لئے اپنے ناموں کو ظاہر اور ایجاد کیا۔

انہی کا قول ہے کہ صبر نہ کرنے والے شخص میں رضامندی کا مادہ نہیں ہوتا اور شکر نہ کرنے والا انسان کمال کو نہیں پہنچ سکتا۔

انہی کا قول ہے کہ اللہ کے مشتاق شوق کی لذت کو شہد سے بھی زیادہ میٹھا محسوس کرتے ہیں۔

نیز یہ فرماتے ہیں کہ تین چیزیں حاصل کرنے والا شخص آفات سے محفوظ رہے گا۔

(۱)...... شکم سیری نہ ہو لیکن قانع دل ہو۔

(۲)...... دائمی فکر کے ساتھ مکمل طور پر دنیا سے بے رغبتی ہو۔

(۳)...... صبر کامل کے ساتھ دائمی قناعت ہو۔ انہی کا قول ہے کہ دنیا کے حصول میں نفوس کی ذلت اور آخرت کے حصول میں نفوس کی عزت ہے۔ عزت کی چیز چھوڑ کر اس کے مقابلے میں ذلت کو اختیار کرنے والے پر تعجب ہے۔ یہ مندرجہ ذیل دو شعر انہی کے ہیں

ساری دولت ختم ہو جانے پر مجھے تعجب نہیں جو تھوڑی سی باقی رہ گئی ہے، مجھے تو تعجب ہے باقی شدہ روح پر، اس کو باقی رکھنے کی
کوشش کرو اس کے عمل ختم ہونے سے پہلے اس لئے کہ یہ آخری سانس ہیں۔

محمد بن اسماعیل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن اسماعیل کے حالات(۱)...... یہ محمد بن اسماعیل ہیں جو خیر النساج ابو الحسن الصوفی سے مشہور تھے۔ یہ کبار مشائخ میں سے تھے۔ احوال صالح اور کرامات کے مالک تھے، مشائخ میں سے سری سقطی وغیرہ کی انہوں نے زیارت کی تھی۔ ایک سو بیس سال کی عمر پائی تھی۔ بوقت وفات گھر کے کونے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ ٹھہر جا اللہ تجھ پر رحم فرمائے اس لئے کہ تو بھی عبد مامور ہے اور میں بھی عبد مامور ہوں فرق اتنا ہے کہ جس چیز کا تجھے حکم دیا گیا ہے وہ ٹل ہے اور جس چیز کا مجھے حکم دیا گیا ہے وہ ٹل نہیں ہے۔ اس کے بعد وضو کر کے دو رکعت نماز بڑی طویل پڑھی پھر سیدھے ہو کر لیٹ گئے اور وفات ہو گئی۔ ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا کہ تو ان سے ان کا حال پوچھا گیا تو جواب دیا کہ ہم نے تمہاری ذلیل دنیا سے نجات حاصل کر لی۔

واقعات ۳۲۳ھ

اسی سال ابن شنبوذ المقری کو حاضر کیا گیا جس نے کچھ نئے عقائد ایجاد کر لیے تھے فقہاء اور قراء کی ایک جماعت کے سامنے اس سے عقائد کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے بعض کا انکار اور بعض کا اقرار کر لیا اسے توبہ کرائی گئی اور جن چیزوں سے رجوع کیا تھا ان کے بارے میں ان سے تحریر لی گئی تھی اور وزیر ابو علی مقلہ نے اس کو سات کوڑے لگوا کر بصرہ سے جلا وطن کر دیا۔ اس نے جاتے ہوئے وزیر کے لئے بددعا کی تھی کہ اس کے ہاتھ

---

[1] تاریخ بغداد [illegible]

کاٹ دیئے گئے اور اس کے حالات بہت برے ہو گئے یہاں تک کہ بعد میں اندھا ہو گیا۔

اسی زمانے میں جمادی الاخریٰ میں ابن الکرخی کوتوال نے بغداد کے دونوں کناروں میں اعلان کیا کہ ابو محمد البربہاری اور اس کے ساتھیوں کی جماعت کے دو آدمی ایک جگہ جمع نہ ہوں اور اس نے ان کی جماعت کے کچھ لوگوں کو گرفتار کر لیا اور خود ایک بڑے عرصے تک روپوش رہا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال جمعہ کے پیچھے میں آسمان پر بہت زیادہ بادل ہو گئے اور مشرق کی جانب آندھی اور ان کے تڑکے ظہر کے وقت میں تیز ہو گئی جس نے ساری زمین کو تاریک کر دیا اور عصر کے بعد تک یہ تاریکی چھائی رہی پھر ہوا کم ہو گئی اور مشرق سے ہوا چلنے لگی اور اسی وقت [illegible] [illegible] نہ دکھائی دیں۔ اور اسی سال قرامطہ کے ڈر کی وجہ سے انہوں نے ذوالحجہ میں خلیفہ کے گھر میں داخل ہو کر [illegible] لوٹ لیے۔

اسی زمانے میں طریق مکہ پر [illegible] کی اونٹوں کا [illegible] ابو طاہر قرمطی نے ان کی جانیں لی تھیں۔

اسی سال [illegible] جعفر بن [illegible] کے ہاتھ پر بیعت کی گئی تو وزیر نے اس پر قابو پا کر جعفر کو گرفتار کر لیا اور اس نے اس کے ساتھیوں کو بھی گرفتار کر لیا تو جس کی وجہ سے وہ فتنہ ختم ہو گیا۔

اس سال [illegible] کی جانب سے کوفہ حج کے لئے نکلے تو قرامطہ نے ان پر حملہ کر کے اکثر کو قتل کر دیا اور باقی ماندہ لوگ بغداد آ گئے اور اس سال عراق کے راستے سے حج باطل ہو گیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال بغداد اور کوفہ میں اتنے بڑے بڑے ستارے گرے کہ اس سے پہلے اتنے بڑے ستارے نہیں دیکھے گئے۔ اس سال بغداد میں اتنی مہنگائی ہو گئی کہ گندم کا ایک کر ۱۳۰ دینار میں فروخت ہوا۔ اور اسی سال ابن الجوزی کے قول کے مطابق مرداویج بن زیاد الدیلمی قتل ہو گیا اس کا ذکر [illegible] ہے وہ بد سیرت اور بد صورت تھا اور دعویٰ کرتا تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی روح اس میں آ گئی ہے اور اس کا سونے کا تخت تھا جس پر وہ بیٹھا کرتا تھا اور اس کے چاروں طرف ترکی پہرہ دیتے تھے اور [illegible] کہ یہ وہ جن ہیں جن کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے مسخر کر دیا گیا تھا اور وہ اپنے غلاموں سے بڑی بداخلاقی سے پیش آتا تھا اور ان کی بہت زیادہ تحقیر کیا کرتا تھا اور اس کی یہ عادت جاری رہی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اس پر قدرت عطا کی اور انہوں نے اسے غسل خانے میں بری طرح قتل کر دیا اور بجکم سب سے پہلے اس کے قتل پر اس کے غلاموں کو ابھارا تھا اور رکن الدولہ بن بویہ اس کے پاس گرفتار تھا اس کے قتل کے بعد انہوں نے اسے آزاد کر دیا اس کے بعد وہ ترکوں کی ایک جماعت کے ساتھ اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس چلا گیا۔

ترکوں کی ایک جماعت بجکم کے ساتھ ہو گئی اور وہ اسے خلیفہ کی اجازت کے بغیر بغداد لے گئے پھر وہ بغداد سے بصرہ آ گئے [illegible] اور مرداویج کے بھائی وشمگیر کے پاس گیا جب وہ ان کے پاس پہنچا تو لوگوں نے پیدل چل کر راستے ہی میں ان کا استقبال کیا اور انہوں نے اسے اپنا قائم مقام بنا لیا کہ ان کا ملک باقی رہے لیکن خراسان اور ماوراء النہر کے نائب نصر بن احمد سامانی نے ان کا مقابلہ کر کے ان سے بہت سے شہر چھین لیے۔ اسی زمانے میں قائم بامر اللہ الفاطمی نے افریقہ کے سمندری راستے سے فرنگیوں کی طرف ایک لشکر بھیجا اور لشکر نے جنوا شہر فتح کر لیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس مظفر ہوا۔

اسی سال ناصر الدولہ ابو الحسن بن حمدان نے موصل کے نائب حاکم اپنے چچا ابو العلاء سعید بن حمدان کو قتل کر دیا اور موصل پر قبضہ کر لیا تو خلیفہ نے وزیر علی بن مقلہ کو اس کے مقابلے کے لئے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ بھیجا تھا لیکن ناصر الدولہ اس کے ہاتھ نہ لگا اور وزیر علی بن مقلہ کافی عرصہ موصل میں ٹھہرنے کے بعد بغداد واپس آ گیا اور ناصر الدولہ دوبارہ موصل پر مضبوط ہو گیا اس نے خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ان علاقوں پر اس کی حکومت رہے جسے خلیفہ نے قبول کر لیا۔

اسی زمانے میں عراقی حج کے لئے نکلے تو قرمطی نے ان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا اور گرفتار شدگان کو ان کا مال غصب کرنے کے بعد [illegible]

کے ساتھ کوچ کر کے بغداد واپس چلے جائیں پھر کچھ دنوں بعد لوٹ آئے اور اسی سال بھی ان کا حج فوت ہو گیا۔

خواص کی وفات اس سال وفات پانے والے خواص میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی۔ نفطویہ النحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

نفطویہ نحوی کے حالات[1]...... ان کا نام ابراہیم بن محمد بن عرفہ بن سلیمان بن مغیرہ بن حبیب بن مہلب بن ابی صفرۃ الازدی ابو عبداللہ العتکی ہے جو نفطویہ النحوی کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی کافی تصنیفات ہیں انہوں نے مشائخ سے احادیث سنی اور روایت کی ہیں ان سے لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں یہ صدوق تھے اور ان کے کئی عمدہ شعر ہیں۔

خطیب نے نفطویہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ایک روز وہ سبزی فروش کے پاس سے گزرے تو اس سے پوچھا کہ پل والوں کی سبزی بیچنے والوں کی دکان کہاں ہے؟ (اصل میں یہ پوچھنا چاہتے تھے کہ پل والوں کی راستے کس طرف ہیں لیکن زبان سے راستہ کی جگہ لفظ ... نکل گیا) سبزی فروش اپنے پڑوسی کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ اللہ آپ کے غلام کا برا کرے وہ اب تک چقندر نہیں لایا اگر لے آتا تو اس میں سے ایک ٹکڑی بھی اس کو دیتا اور گوشت میں ملا کر کھا لیتا۔ نفطویہ اس کی یہ بات سن کر بغیر جواب دیئے واپس آ گئے۔

اسی سال ۸۳ سال کی عمر میں ماہ صفر میں انہوں نے وفات پائی اور حنابلہ کے سربراہ البربہاری نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور باب الکوفہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

ابو علی الیقطی نے ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے ہیں:

> تمہارے رخسار دل کی نرمی سے زیادہ میرا دل اس پر نرم تھا اور سخت دل بھی ہوا جھکنے سے بھی زیادہ اس کی طرف جھکا ہوا ہے۔ جس شخص کو اللہ تکلیف دی جائے اس کے لئے نرمی پیدا ہونا ضروری ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو محمد عبداللہ بن زید بن علی بن حسین الواسطی المتکلم المشہور صاحب اعجاز القرآن وغیرہ کے مصنف کا قول ہے کہ جو شخص خواہش سے بچنا چاہے تو وہ نفطویہ کو دیکھے اللہ نے اس کو اس کے نام کے پہلے حصہ (نفط) کے ذریعے جلا دیا دوسرا حصہ چیخ پکار بنا دیا اس کو واپس افسوس زدہ کر دیا۔

ثعلبی کا قول ہے کہ ان کا یہ نام ان کے خون میں رنگت ہونے کی وجہ سے رکھا گیا جیسا کہ ابن خالویہ کا قول ہے کہ ان کے علاوہ کوئی ایسا شخص نہیں جس کا نام ابراہیم اور کنیت ابو عبداللہ ہو۔

عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ کی وفات بھی اس سال ہوئی تھی انہوں نے بکار بن محمد البکری وغیرہ سے احادیث بیان کی ہیں اور ان سے دارقطنی نے احادیث بیان کی ہیں یہ ثقہ فاضل شافعی تھے۔

عبدالملک بن محمد بن عدی ابو نعیم الاستراباذی المحدث الفقیہ الشافعی۔ کی وفات ۸۳ سال کی عمر میں اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن الفضل بن طاہر بن نصر بن محمد ابوالحسن البلخی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے حصول حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے۔ یہ ثقہ حافظ تھے ابو حاتم رازی وغیرہ سے انہوں نے احادیث سنی تھیں پھر ان سے دارقطنی نے احادیث لی تھی۔

محمد بن احمد بن اسد ابو بکر الحافظ جو ابن البستان سے مشہور تھے انہوں نے زبیر بن بکار وغیرہ سے احادیث سنی تھی پھر ان سے [illegible] نے احادیث سنی تھی۔

---

[1] [illegible] ۲۲۳ تاریخ بغداد [illegible] خطیب [illegible]

واقعات ۳۲۴ھ

اس سال فوجیوں نے دارالخلافہ کا گھیراؤ کر کے مطالبہ کیا کہ خلیفہ خود باہر آئیں اور انہیں نماز پڑھائیں چنانچہ خلیفہ نے باہر آکر نماز پڑھائی اور غلاموں نے وزیر ابن مقلہ کو پکڑ لیا اور لوگ کہنے لگے کہ خلیفہ جسے پسند کرے اسے وزیر بنالے۔ چنانچہ خلیفہ نے کہلا بھیجا کہ وہ جسے چاہیں وزیر بنائیں انہوں نے علی بن عیسیٰ کے بارے میں مشورہ دیا۔ خلیفہ نے اسے منظور نہیں کیا اور اس نے اپنے بھائی عبدالرحمن بن عیسیٰ کا مشورہ دیا چنانچہ انہوں نے اسی کو وزیر بنا دیا۔

ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگا کر اسے عبدالرحمن بن عیسیٰ کے حوالے کر دیا اس نے اسے خوب مارا اور ایک لاکھ دینار کی اس سے تحریر لی۔ پھر عبدالرحمن بن عیسیٰ کو عدم صلاحیت کی وجہ سے معزول کر کے اس کی جگہ ابو جعفر بن القاسم الکرخی کو وزیر بنایا گیا اور علی بن عیسیٰ پر ایک لاکھ دینار اور اس کے بھائی پر ستر ہزار دینار جرمانہ عائد کر دیا پھر ساڑھے تین ماہ کے بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا اور سلیمان بن حسن کو وزیر بنا دیا گیا پھر اسے بھی معزول کر کے ابو الفتح الفضل بن جعفر بن فرات کو مقرر کر دیا گیا پھر آئندہ سال ابن مقلہ کے گھر کی طرح اس کے گھر کو بھی آگ لگا دی گئی اور دونوں کے درمیان صرف ایک سال کا فرق تھا اور یہ سب کچھ ترکوں کی بدنیتی کی وجہ سے ہوا تھا جب ابن مقلہ کے گھر کو آگ لگائی گئی تو ایک شخص نے اپنے پڑوسی کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے۔

> جب زمانے نے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا تو تم نے اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور تم تقدیر چلنے والے دن سے بے فکر
> رہے۔ اور زمانے کی راتوں نے بھی تمہارے ساتھ اچھا سلوک کیا جس کی وجہ سے تم دھوکہ کھا گئے حالانکہ راتیں صفائی کے دوران
> گدلا جاتی ہیں۔

اس سال خلافت کا معاملہ بہت کمزور پڑ گیا اور الراضی نے محمد بن رائق کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس آکر بغداد کے امراء کا معاملہ سنبھال لے اور اس کے ساتھ ساتھ اس نے تمام شہروں اور جزیروں میں خراج کا معاملہ درست کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ خطبوں میں منبروں پر اس کا نام لیا جائے اور یہ کہ اس کے پاس خلعتیں بھیجی جائیں۔ ان تمام اختیارات کے ساتھ ابن رائق بغداد پہنچ گیا اور اس کے ساتھ مرداویج کا غلام (جس نے مرداویج کو قتل کرنے کی کوشش کی تھی) بجکم بھی تھا اور ابن رائق نے عراق کے تمام اموال پر قبضہ کر لیا اور بیت المال کا سارا سامان اپنے گھر منتقل کر لیا اور وزیر کو کوئی اختیار باقی نہیں رہا اور خلافت کا معاملہ بہت کمزور ہو گیا اور نوابوں کو اپنے اپنے علاقوں میں تصرف کا موقع مل گیا اور خلیفہ کی حکومت بغداد کے علاوہ کہیں بھی باقی نہیں رہی اور ہر جگہ ابن رائق کا حکم چلنے لگا اور ابن رائق ضرورت کے حساب سے مال اس کے پاس بھیج دیتا تھا پھر اس کے بعد تمام دوسرے امراء کا بھی یہی حال ہو گیا اور وہ خلیفہ کے ہاتھ سے نکل گئے تھے چنانچہ بصرہ پر ابن رائق کا قبضہ تھا اور خوزستان پر بریدی کا، فارس پر عماد الدولہ کا اور کرمان پر ابو علی محمد کا، اور موصل پر بنی حمدان کا، مصر و شام پر محمد بن طغج کا اور مغرب و افریقہ پر القائم بامر اللہ کا، اندلس پر عبدالرحمن بن محمد کا، خراسان پر نصر بن احمد سامانی کا، طبرستان پر دیلم کا، بحرین پر ابو طاہر سلیمان کا قبضہ تھا۔

اسی سال بغداد میں شدید گرانی اور قحط سالی اس حد تک ہو گئی کہ پانچ روز تک بازاروں میں روٹی ملنا بند ہو گئی اور اس کی وجہ سے کافی لوگ ہلاک ہو گئے تھے جس میں اکثریت بوڑھوں اور بچوں کی تھی اور مردے راستے میں پڑے ہوئے تھے جن کا کوئی پرسان حال نہیں تھا ایک تابوت میں دو مردے رکھے جاتے تھے اور کبھی ان کے اوپر بچہ بھی ہوتا تھا کبھی ایک آدمی کے لئے قبر کھودی جاتی تھی لیکن پھر اسے اتنا گہرا کر دیا جاتا تھا کہ اس میں پوری جماعت دفن کی جاتی تھی اور اسی موقع پر اصبہان کے دو لاکھ افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

سال رواں ہی میں عمان میں آگ لگ گئی تھی جس میں ایک ہزار حبشی اور لاتعداد گورے ہلاک ہو گئے تھے اور اس میں چار سو کافور کی بوریاں بھی جل گئی تھیں سال رواں ہی میں خلیفہ نے احمد بن کیغلغ کو شام کی نیابت سے معزول کر دیا تھا اور پھر اس علاقے کو دیار مصر کے نائب محمد بن طغج کی ماتحتی میں کر دیا تھا۔

خواص کی وفات:...... اس سال خواص میں سے [illegible] نے وفات پائی تھی۔ ابن مجاہد المقری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابن مجاہد المقری کے حالات(۱)...... یہ ابو بکر احمد بن موسیٰ بن عباس بن مجاہد المقری ہیں جو قراء کے اکابر میں سے تھے انہوں نے لوگوں سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ و ثبت تھے شرقی بغداد میں ان کا گھر تھا۔

ثعلب کا قول ہے کہ ان کے زمانے میں ان سے بڑا کوئی عالم نہیں تھا اسی سال بدھ کے روز ان کی وفات ہوئی تھی اور ۲۰ شعبان جمعرات کے روز انہیں دفن کیا گیا تھا۔

وفات کے بعد کسی نے انہیں قرآن پڑھتے ہوئے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تمہاری وفات نہیں ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ میری وفات ہو گئی ہے لیکن میں نے اللہ سے دعا کی تھی مجھے قبر میں قرآن پڑھنے والے لوگوں میں سے کر دے چنانچہ میری دعا قبول ہو گئی۔

جحظہ الشاعر برمکی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

جحظہ الشاعر البرمکی کے حالات(۲)...... یہ احمد بن جعفر بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک البرمکی ابو الحسن الندیم ہیں جو جحظہ الشاعر سے مشہور تھے۔ یہ ادیب تھے صاحب فنون اور نوادر و محاضرہ کے مالک تھے۔

بہت اچھا گانے والے تھے ان کے اشعار میں سے عمدہ شعر یہ ہیں:

دولت نے لوگوں کو تو والدین کا قرب دیا ہے میں کوئی مجاہد کرنے والا ہوں۔ کتنے ہی امید رکھنے والے ہیں جن کی امیدوں پر میں نے پانی پھیر دیا اور بہت سے مال کو جمع کرنے والوں کے مال کو میں نے بکھیر کر رکھ دیا۔

ایک بزرگ نے جحظہ کو کچھ پیسے دینے کے بارے میں لکھا، پھر اس نے پیسے نہیں دیے تو جحظہ نے اس بات کا ان اشعار میں تذکرہ کر دیا:

جب تمہاری وہ تحریر کاغذ کی صورت میں ہوں جو انگلیوں سے تھیلیوں پر لکھی جاتی ہیں۔ سو اس کی پرچیاں مجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکیں گی۔ پس تم اس کاغذ کے بدلے میری پیاس بجھا دو۔

اس کے چند اشعار یہ ہیں جو اس نے اپنے دوست کے کنجوس پن کی مذمت کرتے ہوئے کہے تھے:

ہمارا ایک دوست جو بخل میں سب سے آگے ہے اس کا نام فضل ہونے کے باوجود فضل نام کی اس میں کوئی چیز نہیں ہے۔

مجھے ایک دوست میرے دوست کو بلایا ہے اس نے مجھے ایسے ہی بلایا میں گیا اس کے پاس اسی انداز میں گیا۔ کھانے پر بیٹھنے کے وقت وہ مجھے ایسے گھورتا کہ گویا میں اس کے کھانے کو کھا رہا ہوں۔ اپنے غلام پر بھی وہ غصہ ہوتا ہے گویا اس کو گالی دیتا ہے اور مجھے معلوم تھا کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہو رہا ہے۔ کھانا اٹھانے کے لئے جب آ جاتا ہے تو ہم اٹھ جاتا جب وہ مجھے دیکھتا تو میں مرغی کے ساتھ کھانا شروع کر دیتا۔ حتیٰ کہ میری ہتھیلی نے مجھ پر ظلم کیا اس طریقہ پر کہ بھوک نے میری عقل مار دی۔ پھر میں نے مرغی کی ران کی طرف ہاتھ بڑھایا اور میں نے اس کی ران کو کھینچا پیچھے میرے ہاتھ نے میرا پاؤں کھینچ لیا۔

اس کے عمدہ اشعار میں سے چند یہ ہیں:

تم تو چلے گئے لیکن نہ معلوم تمہاری وجہ سے کتنا رونا پڑا۔ میں نے زیادہ رونے کی وجہ سے آنسوؤں کو آزاد کر دیا تھا لیکن تمہاری طرف میرے شوق نے اس گرفتاری کی طرف لوٹا دیا۔

ابن خلکان نے اس کے کچھ عمدہ شعر نقل کئے ہیں:

میں نے اس سے کہا کہ تم نے بیداری کی حالت میں ملاقات میں بخل سے کام لیا ہے اس وقت اس نے کہا کہ تم بھی ایسے

---

(۱) تاریخ بغداد ۵/ ۱۴۴، ۱۴۸ العبر ۲/ ۲۰۰ شذرات الذہب ۲/ ۳۰۲

(۲) تاریخ بغداد ۴/ ۶۵ العبر ۲/ ۲۰۱

ہو مجھ کو قسم ہے پوچھتے ہو کہ میں خواب میں تمہاری زیارت کروں۔

عبداللہ بن معتز نے ان کا لقب جحظہ رکھا تھا کیونکہ دیکھنے میں آنکھوں کی خرابی کی وجہ سے بدصورت تھا۔

کسی نے ان کی ہجو کرتے ہوئے مندرجہ ذیل شعر پڑھے

شعر: جحظہ کے ہاتھی اور بگلے کے مشابہ چہرے سے جحظہ کے گھر سے بھرنے کی کوشش کرتے ہو۔ اے اس کے ساتھیوں پر رحم ہو
انہوں نے کانوں کی لذت کے خیال سے آنکھوں کی بھی تکلیف برداشت کی۔

سن ۳۲۶ یا ۳۲۴ھ میں واسط میں وفات پائی۔

ابن مغلس الملقب الظاہری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابن المغلس الملقب الظاہری کے حالات[1] ۔۔۔ یہ ابن المغلس الملقب الظاہری ہیں اپنے مذہب پر انہوں نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں فقہ میں ان کے استاد ابوبکر بن داؤد تھے انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل علی بن داؤد القنطری ابی قلابہ الرقاشی اور دیگر کئی حضرات سے احادیث روایت کی تھیں۔ یہ فقیہ فاضل تھے انہوں نے ہی اپنے استاد کے علوم کی ان شہروں میں اشاعت کی تھی اس سال ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابوبکر بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوبکر بن زیاد کے حالات[2] ۔۔۔ یہ ابوبکر بن زیاد النیشاپوری ہیں جو ابان بن عثمان کے غلام تھے انہوں نے حصول حدیث کے لئے عراق، شام، مصر کا سفر اختیار کیا تھا اور یہ بغداد میں رہتے تھے۔ محمد بن یحییٰ الذہلی، عباس الدوری وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی تھی پھر ان سے دارقطنی و دیگر حفاظ حدیث نے روایت کی تھی۔

امام دارقطنی کا ان کے بارے میں قول ہے کہ احادیث کے متن و سند کے اعتبار سے مشائخ میں ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں تھا اور مشائخ میں یہ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ مزنی اور ربیع کی انہوں نے صحبت اختیار کی تھی۔

خطیب کا قول ہے کہ امام سے ... سعید، لیکن نے بواسطہ یوسف بن عمر بن مسرور ابن زیاد کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو چالیس سال سے سویا نہیں اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور روزانہ اس کی خوراک صرف پانچ دانے تھی۔ پھر فرمانے لگے کہ شادی سے پہلے میں ایسا کرتا تھا لیکن شادی کے بعد میں نے اپنی شادی کرانے والوں سے کہا کہ یہ کیا ہوا! پھر فرمانے لگے کہ اس میں بھی (اتباع سنت کی) نیت کار روا تھی۔

اسی سال چھیاسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

عفان بن سلیمان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ عفان بن سلیمان بن ایوب ابوالحسن التاجر ہیں۔ مصر میں رہتے تھے اور وہیں پر اپنے گھر کو محدثین اور ان کی اولاد کے لئے وقف کر دیا تھا۔ بہت زیادہ مالدار اور تاجر تھے ان کی بات حکام کے نزدیک قابل قبول ہوتی تھی۔ اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

ابوالحسن الاشعری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوالحسن الاشعری کے حالات[3] ۔۔۔ یہ بغداد آئے تھے اور وہاں پر زکریا بن یحییٰ الساجی سے انہوں نے احادیث نقل کی تھیں اور ابن سریج سے علم فقہ حاصل کیا تھا ہم نے ان کے حالات طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں۔ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ یہ شیخ ابی اسحاق المروزی کی مجلس میں بیٹھتے تھے پہلے اشعری معتزلی تھے پھر بعد میں بصرہ میں منبر پر ہی اعلانیہ انہوں نے عقیدہ اعتزال سے توبہ کی پھر معتزلہ کی برائیاں بیان کرتے تھے ان

---

[1] تاریخ بغداد ۵/۴۲۹، شذرات الذہب ۲/۳۰۲، العبر ۲/۲۰۲

[2] تاریخ بغداد ۱۰/۱۲۰، تذکرة الحفاظ ۳/۸۱۹، ۸۲۰

[3] تاریخ بغداد ۱۱/۳۴۶، شذرات الذہب ۲/۳۰۳، ۳۰۵

کی تفسیر اور موجز دونوں مشہور تصانیف ہیں۔ ابن حزم نے ان کی تصانیف کی تعداد پچپن ذکر کی ہے۔ یہ ابو علی جبائی کے شاگرد تھے ان کی ولادت ۲۶۰ھ یا ۲۷۰ھ ہے اور ان کی وفات ۳۲۰ھ، ۳۲۴ھ اور ۳۳۰ھ میں سے کوئی ایک ہے۔ واللہ اعلم۔

محمد بن فضل بن عبداللہ ابوذر تمیمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ جرجان کے سردار تھے انہوں نے بہت سے محدثین سے احادیث سنی تھیں اور مسلکاً شافعی تھے اور ان کے گھر پر علماء کا اجتماع رہتا تھا اپنے زمانے کے علماء کی بہت زیادہ داد و دہش کیا کرتے تھے۔

خلیفہ راضی کے بھائی ہارون بن مقتدر کی وفات اسی سال ربیع الاول میں ہوئی تھی خلیفہ راضی کو ان کی وفات پر بڑا صدمہ ہوا تھا اسی وجہ سے انہوں نے ان کے معالج کو انبار کی طرف جلاوطن کر دیا تھا کیونکہ اس پر علاج میں غفلت کرنے کا شبہ تھا لیکن پھر اپنی والدہ کی سفارش پر اسے جلاوطن نہیں کیا تھا۔

واقعات ۳۲۵

اسی سال محرم میں خلیفہ راضی اور امیر الامراء محمد بن رائق اہواز کے نائب حاکم ابی عبداللہ البریدی سے قتال کے لئے واسط گئے کیونکہ اس نے سرکشی کی تھی اور خراج بھی ادا نہیں کیا تھا۔ جب یہ واسط پہنچے تو لوگوں نے ان سے قتال کرنا شروع کر دیا تو انہوں نے بجکم کو ان پر مقرر کر دیا اس نے ان کو شکست دی اور شکست کھانے والوں کو بغداد کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ پھر راستے میں لوگوں نے انہیں گھیر کر اکثر کو گرفتار کر لیا اور ان کے تمام اموال لوٹ لیے اب کوئی شخص باقی نہیں رہا جو مراتب یعنی تنخواہ وصول کرتا ہو اور بیت المال سے ان کا وظیفہ بالکل بند کر دیا گیا۔

اس کے بعد خلیفہ نے ابن رائق کو ابو عبداللہ بریدی کی سرکوبی کے لئے بھیجا۔ بریدی نے ابن رائق سے مصالحت کی اور تین لاکھ قسطوں میں دینے کا اور اس کے ساتھ ساتھ عضد الدولہ کے مقابلہ میں فوج کے انتظام کا وعدہ کیا۔ جب ابن رائق بغداد آیا تو بریدی نے یہ وعدہ پورا نہیں کیا پھر ابن رائق نے بجکم اور بدر خرشنی کو بریدی سے قتال کے لئے بھیجا پھر ان دونوں کے درمیان بہت خونریز لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ بریدی عماد الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس سے پناہ لے لی اور اہواز کا نائب حاکم بجکم کو بنا دیا گیا تو ابن رائق نے وہاں کے خراج کا معاملہ اس کے سپرد کر دیا۔ بجکم جو اہواز اور اصفہان تھا اور ربیع الاول میں خلیفہ نے بجکم کو خلعت دے کر بغداد میں حاکم بنایا تھا اور خراسان میں مشرق کا نائب حاکم بنا دیا تھا۔

احمد بن محمد بن حسن کے حالات[1]: یہ احمد بن محمد بن حسن ابو حامد شرقی ہیں ان کی ولادت ۲۴۰ھ ہے یہ بڑی تعداد میں احادیث کے حافظ امام جلیل ذہین فطین اور کثرت سے حج کرنے والے تھے۔ طلب علم کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے تھے اور بہت محدثین سے احادیث کی روایت کی تھی۔

ایک دن ابن خزیمہ انہیں دیکھ کر کہنے لگے کہ لوگ ابو حامد کے ہوتے ہوئے آپ ﷺ پر کذب بیانی کی جرأت نہیں کر سکتے۔

عبداللہ بن محمد بن سفیان ابوالحسن الخراز نحوی نے بھی اسی سال وفات پائی تھی یہ مبرد اور ثعلب سے انہوں نے احادیث روایت کی تھیں یہ ثقہ تھے علوم قرآن میں مفید اور نادر پر مشتمل ان کی تصانیف ہیں۔

محمد بن اسحاق بن یحییٰ ابو طیب الوشاء نحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ ابو الوفاء کا قول ہے کہ ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔ حارث بن ابی اسامہ، ثعلب وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں۔

محمد بن ہارون ابوبکر العسکری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ مذہب ظاہری کے فقیہ تھے حسن بن عرفہ، عباس دوری اور دارقطنی وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی تھیں۔ واللہ اعلم۔

---

[1] تاریخ بغداد ۴/۴۲۶، ۴۲۷۔ تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۲۳-۸۲۴

واقعات ۳۲۶ھ

اس سال روم کے بادشاہ نے تحفے ہدایا کے ہمراہ خلیفہ کو خط لکھا تھا جس کا اصل مضمون رومی زبان اور اس کی تفسیر عربی زبان میں تھی، رومی خط سونے کے پانی سے اور عربی خط چاندی کے پانی کا لکھا ہوا تھا جس کا حاصل دونوں قوموں کے درمیان صلح کے ساتھ رہنا تھا خلیفہ نے اس خط کا جواب مثبت انداز میں دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں کے چھ ہزار قیدیوں کو رہا کرا دیا گیا۔

اس زمانے میں یہ ہوا کہ ابن فرات وزارت چھوڑ کر بغداد سے شام چلا گیا تھا اور وزارت ابو علی بن مقلہ کے سپرد کر دی گئی اس وقت خلافت کا معاملہ بڑا کمزور تھا ابو علی بن مقلہ کا ابن رائق کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا ابو علی بن مقلہ نے ابن رائق سے تمام جائیداد چھوڑنے کا حکم دیا۔ لیکن ابن رائق اس پر عمل کرنے سے انکار کرتا رہا اور بجکم سے خط کے ذریعے وزارت کی لالچ دے کر بلایا دوسری جانب ابو علی مقلہ نے خلیفہ کو بھی خط لکھا تھا جس میں اس نے ابن رائق اور اس کے متعلقین سے بیس لاکھ دینار کے عوض معاملہ کیا تھا لیکن اس خط کا ابن رائق کو علم ہو گیا تو اس نے ابو علی بن مقلہ کا ہاتھ کٹوا دیا اور کہا کہ زمین میں یہ سب سے بڑا مفسد ہے اس کے بعد ابو علی بن مقلہ خلیفہ کی خوشامد کرنے لگا کہ تمہارا ہاتھ کٹوانا ان کے کیا ہوا ہے جس میں ان کا فائدہ ہوگا اور وہ بجکم کو حالات کی خبر دیتا رہا پھر ابن رائق کو معلوم ہو گیا کہ ابو علی نے بجکم کو خط لکھا تھا اور اسے اس کے خلاف ابھار رہا ہے اس وجہ سے اس نے اس کی زبان بھی کاٹ دی اور اس کو ایک تنگ جگہ میں قید کر دیا اور اس کے پاس کوئی غلام بھی نہیں تھا چنانچہ خود ہی بائیں ہاتھ سے اور منہ کے ساتھ اسے ادا کرتا پھر بائیں ہاتھ سے کھینچ کر منہ کے ساتھ اسے لگاتا پھر اس کو پیتا اس وقت اس نے بڑی تکلیف برداشت کی اور اسی حالت میں قید میں اس کا انتقال ہو گیا پھر اسے دفن کر دیا گیا پھر اس کے اہل خانہ کے کہنے پر وہاں سے نکال کر کے اس کے مکان میں دفن کر دیا گیا پھر وہاں سے بھی دوسری جگہ منتقل کر دیا گیا اس وجہ سے اس کے کچھ عجیب واقعات ہیں۔

ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱)..... تین مرتبہ وزیر بنے۔

(۲) تین بار معزول کیا گیا۔

(۳) تین بار خلیفہ کی جانب سے حاکم بنایا گیا۔

(۴) تین بار دفن کیا گیا۔

(۵)..... تین مرتبہ اس نے سفر کیے۔

دو بار جلاوطن ہو کر ایک بار موصل گیا اس سال بجکم بغداد آیا تھا چنانچہ خلیفہ نے اسے امیر الامراء کے عہدے پر فائز کر دیا وہ ماکان کا بھی بجکم ابو علی عارض ماکان بن کالی الدیلمی کے وزیر کا غلام تھا اس نے اس سے وزیر کے تمام اختیارات سلب کر لیے تو اس نے تمام اختیارات سے دستبردار ہو گئے لیکن اس کے باوجود یہ امراء کے ساتھ جڑا اور پھر اس کے خاص لوگوں میں سے ہو گیا جب خلیفہ نے اسے امیر الامراء بنایا تو اس کو دارالخلافہ کے گھر میں ٹھہرایا گیا جس کی وجہ سے اس کی شہرت ہو گئی اور ابن رائق کو وزارت سے الگ کر دیا گیا۔ اس کی مدت وزارت ایک سال دس ماہ سولہ دن تھی۔

اسی زمانہ میں عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو ابو عبداللہ البریدی کے ساتھ اہواز پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجا تھا چنانچہ انہوں نے اہواز کو بجکم کے قبضے سے چھڑا لیا اور اس کو ابو عبداللہ البریدی کے حوالے کر دیا۔

سال رواں ہی میں لشکری اور وشمگیر الدیلمی نے آذربائیجان کے حاکم دیسم بن ابراہیم الکردی سے شدید قتال کر کے اس پر قبضہ کر لیا۔

اس سال قرامطہ میں آپس میں بڑا اختلاف ہو گیا تھا اور نوبت قتل تک پہنچ گئی تھی جس کی وجہ سے وہ دوسرے شہروں میں فساد برپا کرنے سے باز آئے تھے اور اپنے شہر ہجر میں رہتے تھے والحمد للہ۔

اسی سال احمد بن زیاد بن عبدالرحمن الاندلسی کی وفات ہوئی آپ امام مالک کے اصحاب میں سے تھے انہوں نے اندلس میں فقہ مالکی کی اشاعت کی تھی اور وہاں انہیں عہدہ قضا کی پیش کش کی گئی تھی لیکن انہوں نے قبول نہیں کی۔

واقعات ۳۲۷ھ

اسی سال ماہ محرم میں امیر المومنین الراضی موصل کے نائب ناصر الدولہ حسن بن عبداللہ بن حمدان سے قتال کے لئے نکلے تھے۔ اس موقع پر ان کے آگے آگے امیر الامراء بجکم اور قاضی القضاۃ ابوالحسین عمر بن محمد بن یوسف تھے اور اپنی جگہ پر اپنے صاحبزادے قاضی ابو نصر یوسف بن عمر کو مقرر کر گئے تھے جو قاضی بھی تھے اور فاضل و ذکی تھے۔

بجکم نے موصل پہنچ کر وہاں کے نائب حسن بن عبداللہ پر حملہ کر کے اسے شکست دے دی اور خلیفہ موصل اور جزیرہ کے درمیان ٹھہر گیا اور وہاں کا انتظام سنبھالا۔ ابن محمد بن رائق نے خلیفہ کی عدم موجودگی کو غنیمت جان کر ایک ہزار قرامطی کو ساتھ لے کر بغداد میں خوب فساد مچایا۔ لیکن دار الخلافت پر حملہ نہیں کیا۔ پھر خلیفہ کے پاس مصالحت اور خط میں مصالحت کا پیغام بھیجا۔ جسے خلیفہ نے منظور کر لیا اور قاضی القضاۃ ابوالحسین کو اس کے پاس بھیجا اس کے بعد ابن رائق بغداد سے چلا گیا اور خلیفہ جمادی الاولیٰ میں بغداد آ گیا جس سے مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی اسی سال آذربائیجان میں موسلا دھار بارش ہوئی جس میں اتنے بڑے اولے پڑے تھے کہ ایک اولے کی مقدار دو رطل تھی اور اسی طرح بارش مسلسل ہوتی رہی جس کی وجہ سے بغداد کے کافی مکانات منہدم ہو گئے تھے اور اس سال گرانی بھی کافی پھیل گئی۔

اسی سال عراق کے راستے لوگوں نے حج کیا تو جو ۳۱۷ھ سے پانچ سال تک قرامطی کی وجہ سے معطل ہو گیا تھا اور اسی بارے میں شریف ابو علی محمد بن یحییٰ العلوی نے قرامطہ سے لوگوں کی سفارش کی تھی جسے قرامطہ نے ان کی شجاعت و کرم کی وجہ سے قبول کر لیا تھا اور یہ شرط رکھی کہ ایک اونٹ پر پانچ اور کجاوے پر سات دینار ٹیکس لیں گے۔ اس شرط پر سب کا اتفاق ہو گیا تو حج پر جانے والوں میں آئمہ شافعیہ سے ابو علی بن ابی ہریرہ بھی تھے جب وہ قرامطہ کے پاس سے گزرے تو انہوں نے ان سے ٹیکس کا مطالبہ کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اپنے گھوڑے کی لگام موڑ لی اور واپس آ گئے اور کہنے لگے کہ کنجوسی کی وجہ سے میں واپس نہیں آیا بلکہ ٹیکس کی وجہ سے مجھ سے حج کا وجوب ساقط ہو گیا ہے۔

اسی زمانے میں اندلس میں ایک سخت قصہ پیش آیا کیونکہ اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن اموی نے اپنے چند وزیروں کو قتل کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کا بھائی امیہ بن اسحاق کا نائب جا کر شنترین کا علاقہ حاکم پر بہت غصہ ہوا اور اپنا قلعہ چھوڑ کر جا کر عیسائیوں میں داخل ہوا اور روم کے بادشاہ ردمیر سے جا ملا اور مسلمانوں کے مکانات بتانے لگا اور علاقے کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ مقابلے کے لئے آیا اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن اموی نے نکل کر ان پر سخت حملہ کر دیا پھر انہوں نے مسلمانوں پر حملہ کر کے اپنے مقتولین کی تعداد میں انہیں قتل کر دیا پھر مسلمانوں نے کمین پر حملہ کر کے ان کے بے شمار افراد قتل کر دیئے پھر مسلمان ان پر مسلسل حملے کرتے رہے حتیٰ کہ اسحاق بن امیہ اپنے فعل پر نادم ہوا اور اس نے عبدالرحمٰن سے امان طلب کی۔ عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی جب وہ اس کے پاس آیا تو عبدالرحمٰن نے اسے اچھا صلہ دیا اور اس کا احترام کیا۔

خواص کی وفات خواص میں سے اسی سال ان لوگوں نے وفات پائی: حسن بن قاسم بن جعفر بن رحیم ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ محدثین کی ایک جماعت میں سے تھے ان کی کئی تصنیفات ہیں انہوں نے عباس بن ولید البیروتی وغیرہ سے احادیث بیان کی تھیں اسی سال محرم میں اسی سے زائد عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

حسین بن قاسم بن جعفر بن محمد بن خالد بن بشیر ابو علی الکوکبی الکاتب صاحب الاخبار و الادب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے احمد بن ابی خیثمہ، ابو العیناء، ابن ابی الدنیا وغیرہ سے احادیث روایت کی پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی۔

عثمان بن خطاب بن عبداللہ بن ابو عمرو البلوی المغربی الاشج کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی جو ابو الدنیا سے مشہور تھے جو ۳۰۰ ہجری کے بعد بغداد آئے تھے ان کا دعویٰ تھا کہ یہ ابو بکر صدیق کی خلافت میں پیدا ہوئے تھے اور یہ اپنے والد کے ساتھ حضرت علی کے پاس جا رہے تھے کہ راستے میں پیاس لگی تو یہ پانی کی تلاش میں نکلے انہوں نے ایک چشمہ دیکھا اس سے پانی پیا اور غسل کیا پھر اپنے والد کے لئے پانی لے کر آئے تو ان کی وفات ہو

نقل کی تھی اس سے عارضی طور پر حضرت علی کے پاس آئے تو ان کے گھوڑے کو بوسہ دینے کا ارادہ کیا لیکن سواری نے انہیں گرا دیا۔ جس کی وجہ سے ان کا سر زخمی ہو گیا اور اس وقت سے یہ اشج کے نام سے مشہور ہو گئے اور ان کے اس واقعہ کی تصدیق ایک جماعت نے بھی کی ہے اور انہوں نے ان سے احادیث کا ایک نسخہ روایت کیا ہے جس میں حضرت علی سے احادیث مروی ہیں۔

ان کی تصدیق کرنے والوں میں حافظ محمد بن احمد بن مفید بھی ہیں اور انہوں نے عثمان بن خطاب سے احادیث بھی روایت کی ہیں لیکن مفید شیعیت کی طرف منسوب ہیں چونکہ عثمان بن خطاب نے ان احادیث کی نسبت حضرت علی کی طرف کی ہے اس وجہ سے مفید نے چشم پوشی کرتے ہوئے انہیں روایت کیا ہے لیکن تمام جمہور محدثین نے ان کی تکذیب کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ اخبار موضوع احادیث پر مشتمل ہیں۔ جمہور محدثین میں ابو طاہر احمد بن محمد السلفی ہیں اور ہمارے شیوخ میں سے شیخ الاسلام ابو العباس ابن تیمیہ، ابو الحجاج المزی اور شیخ الاسلام ابو عبداللہ الذہبی ہیں۔ میں نے اسے کتاب التکمیل میں مدلل بیان کر دیا ہے۔

مفید کا قول ہے کہ ابن عثمان بن خطاب بلوی کی وفات سن ۳۲۷ھ میں ہوئی تھی اور وقت وفات اپنے شہر چلے گئے تھے۔

محمد بن جعفر بن محمد بن سہل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن جعفر بن محمد بن سہل کے حالات[1] …… یہ محمد بن جعفر بن محمد بن سہل ابوبکر الخرائطی صاحب المصنفات ہیں۔ اصل میں یہ سر من رای کے تھے بعد میں بغداد آ گئے تھے۔ وہاں پر حسن بن عرفہ وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں۔ حافظ الکبیر ابن حافظ الکبیر ابو محمد عبدالرحمن ابن ابی حاتم محمد بن ادریس الرازی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کی عمدہ بہت زیادہ مفید کتابیں ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) کتاب الجرح والتعدیل اس موضوع پر لکھی گئی کتابوں میں سے سب سے عمدہ اور اہم ترین کتاب ہے۔

(۲) التفسیر الحافل یہ نقل کامل پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ تفسیر ابن جریر وغیرہ سے بھی زیادہ مفید ہے۔

(۳) کتاب العلل یہ فقہی ترتیب سے ابواب پر مشتمل ہے۔

ابو محمد بڑے عابد زاہد متقی صاحب حافظہ اور بہت زیادہ مشہور کرامتوں والے تھے۔

ایک دن یہ نماز سے فارغ ہوئے تو ایک مقتدی نے شکایت کی کہ آج نماز بہت طویل ہوئی جس کی وجہ سے میں نے سجدہ میں ستر بار تسبیح پڑھی ہے یہ سن کر کہنے لگے کہ میں نے صرف تین بار تسبیح پڑھی ہے۔

ایک بار سرحدی شہروں میں سے کسی شہر کی دیوار گر گئی تھی تو ابن ابی حاتم نے اس کے بنانے کے بارے میں لوگوں کو ترغیب دی لیکن لوگوں نے اس کی تعمیر کرنے میں دیر کر دی جس کی وجہ سے انہوں نے اس کے بنانے کے لیے جنت کے مکان کا اعلان کیا تو بدوؤں میں سے ایک شخص نے کہا کہ آپ مجھے لکھ کر سند دیں اور مجھ سے ایک ہزار دینار لے لیں چنانچہ انہوں نے لکھ کر دے دیا اور اس نے وہ دیوار بنوا دی۔ کچھ عرصے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا جب نماز جنازہ کے لیے لوگ آئے تو انہوں نے دیکھا کہ ان کے کفن سے ایک پرچہ نکل کر گرا اور یہ وہی پرچہ تھا جس میں ابن ابی حاتم نے لکھا تھا پھر اس شخص کی قبر پر لکھا ہوا تھا کہ اے ابن ابی حاتم! ہم نے تمہاری بات مانی لیکن آئندہ ایسا نہ کرنا۔

واقعات ۳۲۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم میں آسمان میں شمالی اور مغربی جانب ایک تیز سرخی ظاہر ہوئی تھی اور اس میں بہت زیادہ تعداد میں سفید بڑے بڑے ستون دیکھے گئے تھے۔

اسی زمانہ میں خبر آئی تھی کہ رکن الدولہ ابو علی بن بویہ اصفہان آ گیا ہے جس کی وجہ سے خلیفہ بجکم کو لے کر اس سے قتال کرنے کے لیے نکلا لیکن وہ

---

[1] تاریخ بغداد ۲/ ۱۳۹، ۱۴۰۔ شذرات الذہب ۲/ ۳۰۹

تو خلیفہ روانہ ہو گئے اور وہ بھی اہواز چلا گیا اور پھر دونوں بغداد آ گئے۔

اس سال کی ابتدا میں رکن الدولہ بن بویہ اصفہان پر قابض ہو گیا جس پر وشمگیر نے قبضہ کیا تھا اس نے مرداویج کے بھائی وشمگیر سے چھینا تھا اس وقت اس کی فوج کی تعداد کم تھی۔

اسی سال شعبان میں دجلہ کا پانی چڑھ کر مغربی جانب پھیل گیا تھا جس کی وجہ سے کافی مکانات منہدم ہو گئے تھے اور بہت سے لوگ بے گھر ہو گئے تھے، بہت سی ارزانیاں بڑھ گئی تھیں جس کی وجہ سے کافی جانیں ہلاک ہو گئی تھیں اور اسی عرصہ میں بہت سے حیوانات اور درندے ہلاک ہو گئے تھے۔

سال رواں ہی میں بجکم نے ابو عبداللہ البریدی کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ محمد بن یعقوب وزیر بنا جو اس وقت بغداد میں تھا۔ اس کے بعد محمد بن احمد وزارت سلیمان بن حسن کے سپرد کر کے چلا گیا اور بریدی نے بلاواسطہ اس کی شہ کو چھوڑ کر بصرہ میں قیام کیا۔

اسی زمانے میں قاضی القضاۃ ابو الحسین عمر بن محمد بن یوسف کی وفات ہوئی تھی اور اس کی جگہ اس کے لڑکے ابو نصر یوسف بن عمر بن محمد بن یوسف کو مقرر کیا گیا تھا اور خلیفہ راضی نے ۵ شعبان بروز جمعرات اس کو خلعتیں عطا کی تھیں۔

عبداللہ بریدی نے واسط جانے کے بعد بجکم کو خط لکھا کہ آپ جبل اور پہاڑی علاقوں کو فتح کر لیں پھر وہاں میں رکن الدولہ بن بویہ سے اہواز چھین لے گا اصل میں اس کے خط کا مقصد یہ تھا کہ جب بجکم بغداد سے دور ہو جائے گا تو یہ اس طرح بغداد پر قبضہ کر لے گا، چنانچہ بجکم لشکر تیار کر کے بغداد سے نکلا لیکن راستے ہی میں اسے بریدی کی مکاری کا علم ہو گیا جس کی وجہ سے وہ واپس بغداد لوٹ آیا اس کے بعد بجکم بڑا لشکر تیار کر کے بریدی کے مقابلے کے لئے نکلا اور چاروں طرف سے ناکہ بندی کر دی تاکہ بریدی کو پتہ نہ چلے لیکن جب بریدی کو بجکم کی آمد کا علم ہوا تو وہ بصرہ چلا گیا لیکن پھر خوف کی وجہ سے وہاں سے بھی کہیں بھاگ گیا اور بجکم کے جو ساتھی پہاڑی علاقوں میں رہ گئے تھے ان پر رکن الدولہ نے حملہ کر دیا لیکن لشکر الدیلم کے ساتھی بھی جلد ہی بھاگ کر بغداد پہنچ گئے۔

بجکم اپنے منشی کے ساتھ کشتی میں سوار تھا کہ ایک کبوتری گری جس کی دم میں ایک خط تھا بجکم نے اسے اٹھا کر پڑھا تو اس خط میں اس منشی نے بریدی کو بجکم کی آمد کی اطلاع دی تھی بجکم نے اس سے پوچھا کہ یہ خط تم نے لکھا ہے؟ اس کے پاس اقرار کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا اس وجہ سے بجکم نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کے بعد اس کی لاش دریائے دجلہ میں ڈال دی گئی۔

اسی سال ابن رائق بلاد شام پر قبضہ کے ارادے سے نکلا اور اس نے حمص شہر میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد وہ دمشق آیا اس وقت دمشق بدر بن عبداللہ الاخشید کے قبضہ میں تھا۔ ابن رائق زبردستی اس سے چھین کر اس میں داخل ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس نے رملہ میں داخل ہو کر اس پر بھی قبضہ کر لیا پھر وہ عریش مصری جانب آیا تاکہ اس میں داخل ہو سکے اس نے ارادہ کیا لیکن محمد بن طغج الاخشید نے اس کا سامنا کیا اور دونوں میں مقابلہ ہو گیا تو ابن رائق غالب رہا پھر ابن رائق کے ساتھی مال لوٹنے میں لگ گئے وہاں ابن رائق نے خیام مصر پر بھی قبضہ کر ڈالا۔ موقع پا کر مصریوں نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا ابن رائق ستر آدمیوں کو لے کر بھاگا اور انتہائی ذلت کے ساتھ دمشق میں داخل ہو گیا۔

اس کے بعد ابن طغج نے اپنے بھائی نصر بن طغج کو مقابلہ کے لئے ایک بڑے لشکر کے ساتھ بھیجا۔ چار ذی الحجہ کو مقام لجون پر دونوں میں مقابلہ ہوا ابن رائق نے مصریوں کو شکست دی اور مقتولین میں ابن طغج کا بھائی بھی تھا۔ ابن رائق نے اسے غسل و کفن دے کر اپنے لڑکے کے ساتھ ابن طغج کے پاس بھیج دیا اور اس کے ساتھ ایک خط بھی تھا جس میں لکھا تھا کہ قسم بخدا میرا اسے قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور مجھے اس پر بڑا افسوس ہے میرا لڑکا اس کے بدلے میں حاضر ہے اسے قتل کر دو لیکن اخشید نے قتل کرنے کے بجائے اس کا احترام کیا۔ پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی کہ رملہ سے لے کر دیار مصر تک کے علاقوں پر اخشید کی حکومت ہوگی اور رملہ سے لے کر دمشق تک کے علاقوں پر ابن رائق کی حکومت ہوگی۔

خواص کی وفات۔۔۔ خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی ابو محمد جعفر المرتعش ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو محمد جعفر المرتعش کے حالات [1] ...... یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے خطیب نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی کا قول ہے کہ ان کا نام عبد اللہ بن محمد ہے، نیساپوری تھا۔ اہل ثروت لوگوں میں سے تھے لیکن پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر جنید کی صحبت اختیار کر لی تھی اور بغداد میں رہتے تھے حتی کہ صوفیہ کے شیخ بن گئے تھے یہ تو مشہور ہے کہ شبلی کے اشارات، مرتعش کے نکات اور جعفر الخلدی کی حکایات بغداد کے عجائبات سے ہے۔ میں نے ابو جعفر الصائغ سے مرتعش کا یہ قول سنا ہے کہ اپنے اعمال پر اعتماد کرنے والا شخص خطرہ میں ہے اور اللہ کے فضل پر بھروسہ کرنے والا شخص نفع اور فائدہ میں ہے۔

مرتعش سے سوال کیا گیا کہ فلاں شخص پانی پر چلنے کا دعویٰ کرتا ہے جواب میں فرمایا کہ خواہش نفس کی مخالفت پر چلنا ہوا میں اڑنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔

بوقت وفات مرتعش شونیزیہ مسجد میں تھے ان پر قرض کا حساب لگایا گیا تو سترہ درہم تھا انہوں نے فرمایا کہ میری گدڑیاں اور چادریں سب فروخت کر دو اور کفن کے بارے میں اللہ سے امید ہے کہ بہتر انتظام کرے گا اور فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا کی تھی:

(۱) فقر کی حالت میں موت آئے۔

(۲) شونیزیہ مسجد میں موت آئے کیونکہ میں اس میں کئی ساتھیوں سے ملا ہوں۔

(۳) میرے پاس ایسے آدمی ہوں جن سے مانوس اور محبت رکھتا ہوں پھر اس کے بعد آنکھیں بند کیں اور موت آ گئی۔

ابو سعید الاصطخری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو سعید الاصطخری کے حالات [2] ۔ یہ ابو سعید الاصطخری الحسن بن احمد بن یزید بن عیسیٰ بن فضل بن بشار ابو سعید الاصطخری ہیں جو آئمہ شافعیہ میں سے تھے بڑے عابد و زاہد تھے۔ قم کے قاضی بنے پھر بغداد کے، اسی وجہ سے خچر پر گلی کوچوں میں گھومتے رہتے تھے اور خچر پر ہی نماز پڑھ لیتے تھے۔ ان کی خوراک بہت کم تھی۔ ہم نے ان کے حالات طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے ہیں ان کی لکھی ہوئی ایک کتاب "کتاب القضاۃ" کے نام سے ہے۔ جو بے مثال ہے۔ ۸۰ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

علی بن محمد ابو الحسن المزین الصغیر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن محمد ابو الحسن المزین الصغیر کے حالات [3] ۔ یہ مشائخ صوفیہ میں سے تھے ان کا اصل وطن بغداد تھا جنید اور سہل تستری کی صحبت اختیار کی تھی اس کے بعد مکہ مکرمہ میں رہے حتی کہ اسی سال اسی میں وفات پائی۔

یہ خود اپنا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن تبوک کے راستے پر چلتے ہوئے میں ایک کنویں پر پہنچا جب اس کے قریب گیا تو میرا پاؤں پھسل گیا جس کی وجہ سے میں کنویں میں گر گیا اور اس وقت مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا تھا جب میں کنویں میں نیچے پہنچا تو مجھے ایک چبوترہ نظر آیا میں اس پر چڑھ گیا جس کی وجہ سے میں نے سوچا کہ اگر میں مر گیا تو میری وجہ سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے میں مطمئن ہو گیا اچانک ایک اژدھا آیا اس نے مجھے اپنی دم کے ذریعے باہر نکال دیا اور اس کا کوئی پتہ نہ چلا کہ وہ کہاں سے آیا تھا اور کہاں گیا۔

مشائخ صوفیہ میں سے ایک دوسرے صاحب ہیں جن کا نام ابو جعفر المزین الکبیر ہے انہوں نے بھی مکہ کی مجاورت اختیار کی تھی اور اسی میں وفات پائی تھی یہ عابدوں میں سے تھے۔

خطیب نے ابن ابی علی ابراہیم بن محمد الطبری کے حوالے سے جعفر الخلدی سے روایت کیا ہے کہ میں نے ایک مرتبہ حج کے موقع پر مزین کبیر کو رخصت کرتے ہوئے ان سے درخواست کی کہ مجھے کوئی تحفہ عطا کیجئے جواب میں انہوں نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ دعا پڑھنا

---

[1] تاریخ بغداد ۱۰/ ۲۲۲، العبر ۲/ ۲۱۶

[2] تاریخ بغداد ۷/ ۲۶۸، شذرات الذھب ۲/ ۳۱۲

[3] تاریخ بغداد ۱۲/ ۷۳، شذرات الذھب ۲/ ۳۱۲، العبر ۲/ ۲۱۵

گمشدہ شے مل جانے کی دعا پڑھی:

يا جامع الناس ليوم لا ريب فيه ان الله لا يخلف الميعاد اجمع بيني و بين كذا.

پھر یہ کہتے ہوئے میں خلدی کے پاس آیا اور ان سے بھی رخصت ہوتے وقت ان سے دعا کی درخواست کی انہوں نے مجھے ایک انگوٹھی دی، جس کے نگینہ میں کچھ نقش تھا انہوں نے فرمایا کہ جب تم پر کوئی غم لاحق ہو تو اس انگوٹھی کے نگینے کی طرف دیکھ لینا انشاء اللہ تمہارا غم دور ہو جائے گا۔ ایک دن میں سمندر میں تھا کہ تیز سرخ ہوا چلی اسی دوران میری انگوٹھی گم ہو گئی چنانچہ میں نے وہی دعا پڑھ کر انگوٹھی ملنے کی دعا کی، جب میں گھر پہنچا تو سامان کو الٹ پلٹ کر دیکھا تو ایک کپڑے میں سے وہ انگوٹھی نکل آئی جس سے معلوم ہوا کہ میری انگوٹھی گھر میں رہ گئی تھی۔

کتاب العقد الفرید کے مصنف احمد بن عبد ربہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن عبد ربہ کے حالات[1] ..... یہ احمد بن عبد ربہ بن حبیب بن حدیر بن سالم ابو عمر القرطبی ہیں جو ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم الاموی کے غلام تھے یہ کثرت سے احادیث بیان کرنے والے فضلاء میں سے تھے اور اگلے پچھلوں کے حالات جاننے والے علماء میں سے تھے ان کی کتاب العقد الفرید کثیر الفوائد ہے جو علوم پر مشتمل ہے لیکن ان کا کلام اکثر تشیع اور بنی امیہ کے خلاف تھا اور یہ بڑی حیرت کی بات ہے کیونکہ یہ انہی کے آزاد کردہ غلام تھے جس کا تقاضا تو یہ تھا کہ یہ ان سے محبت کرتے نہ کہ دشمنی کرتے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اشعار میں ان کا ایک مستقل دیوان تھا اور عمدہ اشعار غزل کی صورت میں مردوں اور عورتوں کے بارے میں تھے ان کی ولادت ماہ رمضان سن ۲۴۶ھ میں ہوئی اور وفات اسی سال یعنی اٹھارہ جمادی الاولیٰ بروز اتوار قرطبہ میں ہوئی۔

عمر بن ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب کے حالات[2] ..... یہ عمر بن ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید بن درہم ابو الحسین الازدی القاضی المالکی القاضی ہیں۔ بیس سال کی عمر میں اپنے والد کے نائب بن گئے تھے یہ حافظ قرآن اور محدث تھے اور فقہ مالکی کے عالم تھے فرائض، حساب، لغت، نحو و شعر کے ماہر تھے انہوں نے ایک مسند بھی لکھی تھی۔ تیز فہم اچھی طبیعت اور اچھے اخلاق کے مالک تھے ان کے عمدہ اشعار تھے فضلاء میں کوئی شخص ان سے آگے نہ تھا اور ان کے اشعار بہت اچھے تھے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے سماعی بن زکریا الجریری سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ ہم اکثر قاضی ابی حسین کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے حسب عادت ایک دن ہم ان کے دروازہ پر ان کا انتظار کر رہے تھے کہ ہمارے ساتھ ایک دیہاتی بھی آکر بیٹھ گیا تھا کہ ایک پرندہ آیا اور وہ بیٹھ کر بولا اور اڑ کر چلا گیا اس کے بعد وہ دیہاتی کہنے لگا کہ اس گھر کے مالک کی سات دن کے بعد وفات ہو جائے گی ہم نے اسے ڈانٹا تو وہ اٹھ کر چلا گیا پھر قاضی نے ہمیں اندر بلایا تو ہم نے دیکھا کہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے اور وہ غمگین ہیں ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا کہ گزشتہ رات میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص یہ اشعار پڑھ رہا ہے: اے آل حماد بن زید کے گھر والو تمہارے اہل پر اور تمہارے طویل سال لوگوں پر سلام ہو اس وجہ سے میں بے چین ہوں ہم نے اس کے لئے دعا کی اور ہم چلے گئے۔

ٹھیک سات دن کے بعد اسی سال سترہ شعبان جمعرات کے روز ان کو دفن کیا گیا اس وقت ان کی عمر ۳۹ سال تھی اور ان کی نماز جنازہ ان کے لڑکے ابو نصر نے پڑھائی اور وہیں ان کو دفن کیا گیا۔

صولی کا قول ہے کہ قاضی ابو حسین کم عمر ہونے کے باوجود بہت بڑے عالم تھے اور ان کی وفات پر خلیفہ الراضی رو پڑا تھا اور وہ کہتا تھا کہ جب مجھے کوئی پیچیدہ بات پیش آتی تھی تو قاضی ابی حسین اسے حل کر دیتے تھے پھر خلیفہ کہنے لگا کہ اب ہم کس طرح زندگی گزاریں گے چنانچہ اسی سال نصف ربیع الاول میں خلیفہ نے ابو نصر کو قاضی کا عہدہ دیا۔

ابن شنبوذ مقری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

---

[1] المنتظم ۶/۳۱۸، ۳۱۹ وفیات الاعیان ۱/۱۱۰، ۱۱۲

[2] تاریخ بغداد ۱۱/۲۳۰، ۲۳۱ المنتظم ۶/۳۱۹، ۳۲۰

ابن شنبوذ مقری کے حالات(۱) ...... یہ محمد بن احمد بن ایوب بن صلت ابوالحسن المقری ہیں جو ابن شنبوذ سے مشہور تھے ابی مسلم کجی بشر بن موسیٰ وغیرہ سے انہوں نے روایت کی ہے انہوں نے کچھ ناپسند قراءت اختیار کی تھی ابوبکر انباری نے اس کی رد میں کتاب لکھی تھی۔

ہم نے پچھلے ذکر کیا ہے کہ ان کو وزیر ابن مقلہ کی مجلس میں حاضر کیا گیا انہوں نے کوڑے مارے جانے کی وجہ سے بہت سی چیزوں سے رجوع کر لیا انہیں ابن مجاہد کے علاوہ نے ناپسند کیا تھا اسی سال صفر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

موت کے وقت انہوں نے ابن مقلہ کے خلاف بددعا کی تھی چنانچہ اس کے بعد وہ کامیاب نہ ہو سکا تھا اور مختلف سزاؤں میں مبتلا رہا یعنی اس کے ہاتھ زبان کاٹ دی گئی اور قید کر دیا گیا حتیٰ کہ اسی قید میں وفات ہوئی اب اس کے بعد ابن مقلہ کے حالات بیان کئے جاتے ہیں۔

محمد بن علی بن حسین بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن علی بن حسین بن عبداللہ کے حالات(۲) ...... یہ محمد بن علی بن حسین بن عبداللہ ابوعلی ہیں جو ابن مقلہ کے نام سے مشہور تھے ابتدا میں کمزور اور مفلس تھے لیکن اس کے بعد کچھ حالات درست ہو گئے تھے پھر ترقی ہوتی رہی حتیٰ کہ پھر تین خلفاء کے دور میں تین بار وزیر بنے اور تین بار معزول ہوئے تھے آخری عمر میں ہاتھ زبان کاٹ کر جیل میں ڈال دیئے گئے پھر جیل میں بائیں ہاتھ سے پانی پیتے تھے اور دایاں ہاتھ کٹے ہونے کے باوجود اس ہاتھ سے لکھتے تھے ان کا خط بہت اچھا اور مشہور تھا۔

ان کے دور وزارت میں ان کے لئے ایک گھر بنایا گیا تھا اس کے بنانے کے وقت تمام نجومیوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا گیا تھا کہ کس وقت اس کی بنیاد رکھی جائے نجومیوں نے اس کے لئے مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت مقرر کیا تھا چنانچہ اسی وقت اس کی بنیاد رکھی گئی تھی لیکن اس کی تکمیل کے بعد ابن مقلہ کچھ عرصہ ہی اس میں رہ سکا تھا کہ وہ گھر ویران ہو کر ٹیلہ بن گیا جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا اور اس کی دیواروں پر کچھ لکھا ہوا تھا اسے بھی ہم نے ذکر کر دیا ہے اسی طرح ایک بہت بڑا باغ بھی تھا جس کی حفاظت کے لئے بہت سے ملازمین بھی تھے اور اس باغ پر ریشم کا ایک جال بچھا ہوا تھا اور اس میں مختلف قسم کے پرندے قمری، ہزاری، بلبل اور طوطے تھے اسی طرح ہرن وحشی گائیں اور دیگر جانور تھے۔ لیکن پھر یہ ساری چمک دمک اور تازگی کچھ عرصہ بعد ہی ہلاکت و فنا و زوال و ویرانی میں تبدیل ہو گئی۔ کیوں کہ متکبر جاہل لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہی سنت جاری ہے ابن مقلہ کے گھر بنتے کے وقت ایک شاعر نے مندرجہ ذیل اشعار کہے تھے۔

> ابن مقلہ سے کہہ کہ جلدی مت کر اس لئے کہ تو خواب غفلت میں ہے۔ تم لوگوں کے گھر پتھروں سے بنا رہے ہو لیکن چند دن کے بعد یہ چنگاری کی طرح منہدم ہو جائے گا۔ تم اس گھر کی بنیاد رکھنے کے لئے مناسب وقت کی تلاش کرتے رہے لیکن یاد رکھو بہرام بادشاہ پر بہت سے منحوس وقت آ چکے ہیں۔ یاد رکھو قرآن اور فلسفہ بطلیموس نہ تو ہلاکت کے وقت جمع ہو سکتے ہیں اور نہ اس کے بنانے کے وقت۔

پھر کچھ عرصہ کے بعد ابن مقلہ کو وزارت سے معزول کر دیا گیا اور اس کا گھر ویران کر دیا گیا اس کے درخت اکھاڑ دیئے گئے پھر اس کی زبان کاٹ دی گئی اور اس پر دس لاکھ جرمانہ عائد کر دیا گیا پھر تن تنہا اسے قید خانے میں ڈال دیا گیا حالانکہ وہ اس وقت بوڑھا اور کمزور تھا اور بعض اعضاء بھی کاٹ دیئے گئے تھے حتیٰ کہ وہ گھر کے کنویں سے پانی بھی خود ہی کھینچتا تھا اپنے بائیں ہاتھ سے ڈول اور رسی کنویں میں ڈالتا تھا پھر منہ سے اسے پکڑتا تھا بہت زیادہ آرام و شہرت کے بعد اس نے بہت زیادہ تکالیف برداشت کی تھی۔

مندرجہ ذیل اشعار اس نے اپنے ہاتھ کے بارے میں کہے تھے۔

> میں زندگی سے تھکا ہوا نہیں ہوں بلکہ ان کی قسموں پر اعتماد کرتے ہوئے حصول زندگی کے لئے مضبوط رہا لیکن میرا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ میں نے اپنے دین کو ان کی وجہ سے دنیا کے بدلے فروخت کر دیا لیکن اولاً انہوں نے مجھے دین سے

---

(۱) تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۰، ۲۹۱، العبر ۲/ ۱۹۵، ۱۹۲

(۲) شذرات الذہب ۲/ ۳۱۰، العبر ۲/ ۲۱۱

رکھا پھر دنیا سے بھی محروم کر دیا۔ میں نے حتی الوسع کوشش کر کے ان کی روحوں سے حفاظت کی لیکن انہوں نے کسی طرح میری حفاظت نہیں کی۔ دایاں ہاتھ کٹنے کے بعد زندگی کا کوئی مزہ نہیں اے میری روح دایاں ہاتھ ختم ہونے کے بعد تو بھی مجھ سے جدا ہو جا۔

وہ اپنے دائیں ہاتھ کٹنے پر بہت زیادہ روتا تھا اور کہتا تھا کہ میں نے اسی ہاتھ سے دو مرتبہ قرآن لکھا ہے اور اسی ہاتھ سے تین بادشاہوں کی خدمت کی لیکن چوروں کے ہاتھ کاٹنے کی طرح میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا پھر اس نے ایک شعر پڑھا

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تمہارے جسم کا کوئی حصہ مر جائے تو باقی کی فکر کرو اس لئے کہ تو باقی شدہ حصے کے قریب ہے۔

پھر جیل ہی میں اس کی وفات ہوئی اور بادشاہ کے گھر میں اس کو دفن کیا گیا اس کے بعد اس کے لڑکے ابوالحسین نے مطالبہ کیا کہ اسے اپنے والد کو اپنے گھر میں دفن کرنے کی اجازت دی جائے چنانچہ اجازت ملنے پر اس نے قبر کھود کر لاش نکال کر اپنے گھر میں دفن کی اس کے بعد اس کی بیوی دیناریہ نے اسی بات کا مطالبہ کیا چنانچہ پھر اس نے اپنے گھر میں دفن کیا تین بار انہیں دفن کیا گیا۔ ۵۶ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

ابوبکر بن الانباری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوبکر بن الانباری کے حالات[1] — یہ ابوبکر الانباری محمد بن قاسم بن محمد بن بشار بن حسن بن بیان بن سماعہ بن فروہ بن قطن بن دعامہ ابوبکر الانباری ہیں کتاب الوقف کتاب الابتداء کے مصنف ہیں اس کے علاوہ دیگر کتب نحو کے مصنف ہیں لغت، حدیث، تفسیر و حدیث اور دیگر علوم میں سمندر تھے، کدیمی، اسماعیل، قاضی ثعلب وغیرہ سے انہوں نے احادیث کی تھیں۔ یہ ثقہ صدوق، دیندار ادیب اہل سنت والجماعت میں سے تھے نحو اور ادب میں سب سے بڑے عالم اور سب سے بڑے حافظ تھے۔ کئی کئی جلدوں والی کتابیں جنہیں کئی کئی اونٹ اٹھاتے تھے وہ ان کو حفظ تھیں ذہن اور حافظہ کی حفاظت کے لئے صرف شلجم کھاتے تھے اور صرف عصر کے وقت پانی پیتے تھے۔

ان کو ایک سو بیس تفاسیر یاد تھیں خوابوں کی تعبیر کے بارے میں کتاب ایک رات میں یاد کر لی تھی ہر جمعہ دس ہزار ورق یاد کر لیتے تھے ان کی وفات اسی سال عیدالاضحیٰ کی رات ہوئی تھی۔

ام عیسیٰ بنت ابراہیم الحربی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عالمہ فاضلہ تھیں فقہ میں فتویٰ دیتی تھیں اسی سال ماہ رجب میں ان کی وفات ہوئی تھی اور اپنے والد کے پہلو میں دفن کی گئی تھیں۔

واقعات ۳۲۹ھ

اسی سال وسط ربیع الاول میں خلیفہ راضی باللہ امیر المؤمنین ابی العباس احمد بن المقتدر باللہ جعفر بن المعتضد باللہ احمد بن الموفق بن متوکل بن معتصم بن الرشید العباسی کی وفات کا حادثہ پیش آیا تھا۔ یہ اپنے چچا قاہر کی وفات کے بعد سن ۳۲۲ھ چھ جمادی الاولیٰ کو مسند خلافت پر فائز ہوئے تھے اور ان کی کل مدت خلافت چھ سال دس ماہ دس یوم تھی اور انہوں نے کل عمر اکتیس سال دس ماہ پائی تھی ان کا رنگ گندمی رنگ یا سانولا تھا ڈیل چھوٹا قد نازک جسم تھا۔ چہرہ لمبا تھا داڑھی کا اگلا حصہ پورا تھا اور داڑھی کے بال باریک تھے ان کے دیکھنے والوں نے اسی طرح ان کا حلیہ بیان کیا ہے۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ خلیفہ راضی باللہ بہت سی خوبیوں کے مالک اور چند چیزوں میں پہلے خلفاء کی آخری نشانی تھے وہ چیزیں یہ ہیں

(۱) یہی آخری خلیفہ تھے جو شاعر بھی تھے۔

(۲) یہ آخری خلیفہ تھے جو لشکر اور مال کی تدبیر میں منفرد تھے۔

(۳) یہی آخری خلیفہ تھے جو جمعہ کے روز منبر پر خطبہ دیا کرتے تھے۔

---

[1] تاریخ بغداد ۳/ ۱۸۱، ۱۸۲ تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۴۲، ۸۴۳

(۴) ... یہی آخری خلیفہ تھے جن کے پاس ہم نشین اور مجلسی لوگ آ کر بیٹھا کرتے تھے۔

(۵) ... یہی آخری خلیفہ تھے جو خرچ، انعامات، عطایا، انتظامات، خزانے، لشکر کا انتظام، عہدے اور خدام اور عملہ میں پہلے خلفاء کے نقش قدم پر تھے۔

کسی ادیب کا قول ہے کہ راضی فصیح، بلیغ، شریف، دوسروں کی تعریف کرنے والے تھے۔ محمد بن یحییٰ الصولی نے راضی کی زبانی ان کا عمدہ کلام نقل کیا ہے: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہمارا فرض ہے اور ہم تو اسیر ہیں، جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کا رخ نیک لوگوں کی طرف پھیر دیتے ہیں اور ہمیں اس کا وسیلہ بنا دیتے ہیں جن کی وجہ سے ہم ان کی ضرورت کو پورا کرتے ہیں اور وہ ثواب، اجر و شکر میں ہمارا شریک ہوتا ہے اور جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ برائی کا معاملہ فرماتے ہیں تو اس کا رخ ہمارے غیر کی طرف پھیر دیتے ہیں چنانچہ گناہ اور بوجھ میں ان کا شریک ہوتا ہے اور ہر حال میں ہم اللہ سے مدد کے طلبگار ہیں۔ جب راضی اور ان کے بھائی مکتب میں تھے تو راضی نے اپنے بڑے بھائی کو عذر خواہی کا خط لکھا تھا جو ان کی بہترین عذر خواہیوں میں سے ہے جس کا مضمون یہ تھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اے میرے بڑے بھائی میں آپ کی غلامی کا اقرار کرتا ہوں اور میں آپ کی فضیلت کا بھی معترف ہوں اور جو غلطی کرتا ہے عقلمند آدمی اس کو معاف کرتا ہے اس لئے کہ کسی شاعر کا قول ہے کہ:

اے ناراض ہونے والے انسان! خوب غصہ کر اس لئے کہ مجھے تمہارا غصہ محبوب ہے اس کے باوجود کہ تم میرے نزدیک بڑے ہی محبوب ہو۔

خط پڑھتے ہی راضی کا بھائی متقی اس کے پاس آیا اور اسے بوسہ دیا اور معانقہ کیا اور دونوں کی صلح ہو گئی۔

خلیفہ راضی باللہ کے اشعار میں سے چند شعر یہ ہیں جنہیں ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے:

میرا چہرہ اس وقت سرخ ہو جاتا ہے جب وہ اسے غور سے دیکھتی ہے میری نظر اور اس کا چہرہ شرمندگی کی وجہ سے سرخ ہو جاتے ہیں یا معلوم ہوتا ہے گویا کہ اس کے رخسار میں میرے جسم کے خون کو منتقل کر دیا گیا ہے۔

جن اشعار میں آپ نے مقتدر کا مرثیہ کہا تھا ان میں سے چند یہ ہیں:

بے شک اگر کوئی زندہ شخص مردہ کی قبر میں ملاقات کرتا ہے تو میں اپنا آنسوؤں کو ان کی ہڈیوں کی قبر پر بہاتا۔ اگر میری عمر میرے والد کی بات مانتی اور تقدیر بھی میری موافقت کرتی تو میں اپنی عمر اسے تقسیم کر دیتا۔ میری جان قربان ہو اس زمین پر جس میں آرام فرما ہو جہاں پوشیدہ ہڈیوں والی قبر میں آپ آرام فرما ہیں اور آپ بیک وقت ہی شیر اور چاند ہیں۔

ابن الجوزی نے ان کے کہے ہوئے کچھ اشعار المنتظم میں نقل کئے ہیں:

خضاب نہ کرنے پر مجھے زیادہ ملامت مت کر کیونکہ ان کا خط شرافت کو دور کرتا ہے۔ جو اخلاق اگلے لوگوں نے جمع کئے ہیں میں ان تمام کو جمع کرتا ہوں جو اخلاق کی بنیاد اسلاف سے ترکہ میں ملی ہے میں ان تمام کو بلند کرتا ہوں میں جس کو چاہتا ہوں عزت، بربادی اور ہلاکت کا عذر دیتا ہوں۔

ان کے وہ اشعار جن کو خطیب بغدادی نے ابوبکر محمد بن یحییٰ الصولی الندیم کے حوالے سے نقل کیا ہے، یہ ہیں:

ہر ایک چیز کو پانے والا ہوتا ہے ہر شخص کو خوف کے مقام کا سامنا کرنا ہے۔ ہر جوانی کو موت بڑھاپے کی طرف منتقل کرتا ہے زمانے کی بہترین خوبی یہ ہے کہ وہ انسان کو منتخب کرنے والا ہوتا ہے۔ اے دوستوں کی موت میں پریشان ہونے والے! ہم سے پہلے تمہارے اس وقت کہاں ہیں؟ ان کی نجات و فرحت کے نشانات مٹ چکے ہیں۔ عنقریب قیامت ان کی عمر کا تمام گزر جانا زمانے کو سنے گی۔ اے میرے رب میں نے تیرے پاس کچھ خیر جمع کر رکھا ہے وہ میں آپ کا عبادت گزار رہنے والا خیال کرتا ہوں اس سے جو چیز ہے اللہ کی کتاب نے سورتوں میں بیان کی ہیں میں ان تمام پر ایمان لاتا ہوں۔ میں اب بات کا اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے نفع چھوڑ کر اس پر نقصان کو ترجیح دے دی ہے۔ اے باری تعالیٰ میں آپ سے گناہوں کی بخشش کا سوالی ہوں۔

راضی کی وفات اسی سال ماہ ربیع الاول کو استسقاء کی بیماری میں ہوئی تھی بوقت وفات اس کے لئے واسط میں بجکم کے پاس پیغام بھیجا گیا تھا کہ میرے بعد میرے چھوٹے لڑکے ابی الفضل کو ولی عہد بنایا جائے لیکن ایسا نہ ہوسکا اور لوگوں نے ان کے بھائی المتقی باللہ ابراہیم بن المقتدر کے ہاتھ پر بیعت خلافت کرلی اللہ کی جانب سے یہی فیصلہ ہوچکا تھا۔ خلیفہ راضی باللہ کی وفات کے بعد قاضیوں نے اور سرداروں نے بجکم کے گھر پر جمع ہو کر مشورہ کیا کہ اب کس کو خلیفہ بنایا جائے مشورہ کے بعد سب نے مل کر ان کے بھائی متقی باللہ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق کرلیا چنانچہ متقی باللہ کو دارالخلافہ میں بلایا گیا اور لوگوں نے انہیں خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا تو انہوں نے سب سے پہلے دو رکعت صلاۃ الاستخارہ پڑھی۔ نماز سے فارغ ہوکر کرسی پر بیٹھ گئے پھر مسند خلافت پر بیٹھ گئے چنانچہ اسی سال بیس ربیع الاول بروز بدھ لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی خلیفہ بننے کے بعد انہوں نے گزشتہ لوگوں کی کسی چیز کو نہیں بدلا اور نہ کسی سے دھوکہ کیا حتی کہ اپنی خاص جماعت سے بھی نہ تو دھوکہ کیا اور نہ ہی ان سے کسی معاملے میں نرمی کا برتاؤ کیا۔

اس کے علاوہ وہ بہت زیادہ روزہ رکھنے والا، کثرت سے نمازیں پڑھنے والا اور بہت بڑا عابد تھا گویا کہ وہ راہب یا کسی تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ مجھے کسی ساتھی یا کسی قصہ گو کی ضرورت نہیں اس لئے کہ میرا بہترین ساتھی اللہ کا قرآن ہے اور یہی مجھے کافی ہے اسی وجہ سے مجلس کے لوگ، قصہ گو شعراء اور وزراء ان کے پاس نہیں بیٹھتے تھے بلکہ وہ اب بجکم کے ساتھ بیٹھتے تھے اور اس کے ساتھ قصہ گوئی اور شعروشاعری کرتے تھے بجکم عجمی ہونے کی وجہ سے ان کی یہ بات نہیں سمجھتا تھا۔

بجکم کے ساتھ بیٹھنے والوں میں ایک طبیب سنان بن ثابت الصابی بھی تھے۔ بجکم نے ان سے شدت غصہ کی شکایت کی تھی چنانچہ ڈاکٹر نے ان کے اخلاق کی درستگی، ان کے غصہ کو کم کرنے اور ان کے مزاج کو بدلنے کی کوشش کی تھی۔ چنانچہ کچھ ان کے مزاج میں تبدیلی آگئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے دوسروں کو قتل کرانے میں کمی کردی تھی۔

خلیفہ متقی باللہ خوبصورت چہرہ والے، حسن اخلاق کے مالک چھوٹی ناک والے، سفید سرخی مائل رنگ والے، سرخ زردی مائل گھنگریالے بالوں والے، گھنی داڑھی والے، سفید سرخی مائل آنکھوں والے اور نفس کی مخالفت کرنے والے تھے شراب اور نبیذ کے عادی نہیں تھے گویا انہوں نے قول و فعل دونوں کو جمع کرلیا تھا خلیفہ متقی نے کچھ پوزیشن مضبوط ہونے کے بعد قاصدوں کو لوگوں کے پاس بھیجا اور بجکم کے پاس واسط میں خلعت پہنچائی تمام شہروں میں اپنی حکومت کے بارے میں خطوط ارسال کئے۔

اسی سال اہواز کے اطراف میں عبداللہ البریدی اور بجکم کے درمیان لڑائی ہوئی تھی اسی لڑائی میں بجکم قتل ہوگیا اور عبداللہ البریدی غالب آگیا اور اس کا اثر و رسوخ بڑھ گیا اس موقع پر خلیفہ نے بجکم کی تمام جائیداد اپنے قبضے میں لے لی جو گیارہ لاکھ کے قریب تھی اور بجکم کی حکومت بغداد پر دو سال آٹھ ماہ نو یوم تھی۔

اس کے بعد بریدی نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کیا متقی نے اپنی فوج پر بہت زیادہ خرچ کرکے انہیں اس بات پر تیار کیا کہ وہ بریدی کو بغداد میں داخل نہ ہونے دیں اور خود بھی خلیفہ اسے روکنے کے لئے باہر نکل آیا لیکن بریدی نہیں مانا بالآخر وہ دوسرے رمضان میں بغداد میں داخل ہوگیا اور مقام شفیع میں اس نے پڑاؤ ڈالا جب متقی کو اس کی بغداد آمد کا یقین ہوگیا تو متقی نے اس کے پاس مبارکباد اور ہدایا بھیجے اور اس کو وزیر کا لقب دیا امیر الامراء کا نہیں دیا اس کے بعد بریدی نے خلیفہ سے پانچ لاکھ دینار کا مطالبہ کیا لیکن خلیفہ نے انکار کردیا بریدی نے دوبارہ اس کے پاس پیغام بھیجا اور ساتھ ہی دھمکی بھی دی کہ اگر تم نے مطالبہ پورا نہیں کیا تو پھر تمہارا حشر بھی معین، معتز، مستعین، قاہر جیسا ہوگا بالآخر خلیفہ نے اس کا مطالبہ مان لیا۔

لیکن خلیفہ اور بریدی بغداد میں جمع نہ ہوسکے حتی کہ بریدی بغداد سے نکل کر واسط چلا گیا کیونکہ دیالمہ اس سے الگ ہوکر کورتکین کے ساتھ مل گئے تھے اور انہوں نے بریدی کے گھر کو آگ لگانے کا ارادہ کیا تھا ان کے علاوہ ایک دوسرا لشکر تجکیہ نام کا بھی اس سے متنفر ہوگیا تھا کیونکہ بریدی نے خلیفہ کی طرف سے ملنے والے پانچ لاکھ میں سے انہیں کچھ بھی نہیں دیا تھا اور تجکیہ کی ایک دوسری جماعت کا بھی اس سے اختلاف ہوگیا تھا اس کا نام دیالمہ تھا جو دو گروہوں میں تقسیم ہوگئی تھی۔ ان تمام وجوہات کی بنا پر بریدی رمضان کے ختم پر بغداد سے شکست کھا کر بھاگ گیا تھا بغداد پر کورتکین کا قبضہ ہوگیا اور وہ متقی کے پاس چلا گیا۔ اس نے اسے امیر الامراء بنا کر خلعتوں سے نوازا۔

اس موقع پر متقی نے علی بن عیسیٰ اور اپنے بھائی عبدالرحمن کو بلایا اور عبدالرحمن کو وزارت دیئے بغیر تدابیر امور کی ذمہ داری سونپ دی۔ پھر کورتکین

نے بجکم نے عام ترکیوں کے سردار تکینک کو گرفتار کر کے پانی میں غرق کر دیا پھر لوگوں کو دیلم سے شکایت پیدا ہو گئی اس لئے کہ وہ ان سے ان کے گھر وغیرہ چھین لیتے تھے جس کی انہوں نے کورتکین سے شکایت کی لیکن اس نے ان کی شکایت کا ازالہ نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگوں نے خطباء کو جامع مسجدوں میں نماز پڑھنے سے منع کر دیا اور دیلم اور عوام میں لڑائی چھڑ گئی اور فریقین کے کافی لوگ مارے گئے۔

اس موقع پر خلیفہ نے شام کے حاکم ابوبکر محمد بن رائق کو خط کے ذریعے اپنے پاس آنے کی دعوت دی تاکہ وہ دیلم اور بربریوں سے اس کی جان چھڑائے چنانچہ وہ ۲۰ رمضان کو ایک بہت بڑے لشکر کے ہمراہ روانہ ہوا اور اس کے ساتھ تکینیہ کی بھی ایک جماعت تیار ہو گئی جس وقت وہ موصل کے قریب پہنچا تو ناصر الدولہ بن حمدان راستے میں اس کے مقابلے میں آ گیا لیکن دونوں میں مذاکرات ہو کر صلح ہو گئی اور ابن حمدان نے ایک لاکھ دینار برداشت کر لئے پھر جب ابن الرائق بغداد کے قریب پہنچا تو کورتکین ایک بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلے میں نکلا لیکن ابن حمدان مغربی بغداد کے راستے سے بغداد میں داخل ہو گیا اس کے بعد کورتکین بھی واپس آ کر مشرقی جانب بغداد کے راستے سے بغداد میں داخل ہو گیا اور بغداد ہی میں دونوں کے درمیان جنگ کے لئے صف بندی ہو گئی اور عوام الناس نے ابن الرائق کا ساتھ دیا، دیلم شکست کھا گئے اور ان کے کافی افراد مارے گئے اور کورتکین بھاگ کر چھپ گیا اور ابن الرائق کی شہرت ہو گئی اور خلیفہ نے اسے خلعت سے نوازا ایک بار خلیفہ اور ابن الرائق دجلہ کے کنارے جا رہے تھے کہ ابن الرائق کی کورتکین پر نظر پڑ گئی ابن الرائق نے اسے گرفتار کر کے دارالخلافہ کے قید خانے میں قید کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ۱۲ جمادی الاولیٰ کو لوگ براثی جامع مسجد میں جمعہ ادا کرنے کے لئے آئے جسے مقتدر نے جلا دیا تھا کیونکہ اسے معلوم ہو گیا تھا کہ اس میں شیعہ جمع ہو کر صحابہ کرام پر سب وشتم کرتے ہیں اس لئے اس نے ان پر حملہ کیا تھا جس کی وجہ سے اسی وقت سے مسجد ویران ہو گئی تھی حتیٰ کہ بجکم نے راضی کے دور میں اسے تعمیر کیا تھا پھر متقی نے حکم دیا کہ اس میں وہ منبر رکھا جائے جس پر الرشید لکھا ہوا ہے اور متقی نے ہی لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی اس وقت سے لے کر سن ۴۵۰ھ تک اسی میں نماز ہوتی رہی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ سات جمادی الاخریٰ کی رات کڑک اور بجلی کی رات تھی جس کی وجہ سے قصر منصور کا سبز گنبد گر گیا تھا جو کہ بنانے اور گرانے میں ۱۸۷ سال کا فاصلہ تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال تکریتان اور کاظون کے کھیتوں میں بارش نہیں ہوئی تھی سوائے ایک مرتبہ معمولی بارش کے جس کی وجہ سے مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی حتیٰ کہ بغداد میں گندم کا ایک کر ۱۳۰ دینار میں فروخت ہو رہا تھا اور اس کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک ہوئے تھے حتیٰ کہ ایک جماعت بلا غسل وکفن کے ایک قبر میں دفن کی جاتی تھی اور سامان بہت سستا ہو گیا تھا حتیٰ کہ ایک دینار کی چیز ایک درہم میں مل رہی تھی۔

اس موقع پر ایک عورت کو خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تھی آپ نے فرمایا تھا کہ لوگ جنگل میں نکل کر صلاۃ الاستسقاء ادا کریں جس کی وجہ سے اتنی بارش ہوئی کہ بغداد میں بہت زیادہ پانی بھر گیا جس کی وجہ سے عباسیہ غرق ہو گئے تھے اور بغداد کی سڑکوں پر پانی بھر گیا تھا اور بغداد کے راستے اور پل ٹوٹ گئے تھے اور کردوں نے خراسان آنے والے قافلوں سے تین ہزار دینار اور ترکیوں سے اس سے بھی زیادہ بطور ٹیکس لے لئے تھے اور لوگ حج کے لئے گئے تھے لیکن مدینے میں ایک علوی کے ظہور کی وجہ سے (جو لوگوں کو اپنی اطاعت کی دعوت دیتا تھا) راستے سے واپس لوٹ آئے تھے۔

خواص کی وفات …… خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی تھی احمد بن ترمذ مرو الفقیہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن سریج کے ساتھیوں میں سے تھے ایک مرتبہ غسل سے فارغ ہو کر حمام سے نکل رہے تھے کہ حمام ان کے اوپر گر گیا اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا۔

بجکم الترکی …… ان کا انتقال بھی اسی سال ہوا تھا یہ بغداد کے امیر الامراء تھے عاقل تھے اور عربی سمجھ لیتے تھے لیکن بول نہیں سکتے تھے اس بارے میں کہتے تھے کہ میں غلطی کے خوف سے عربی زبان نہیں بول سکتا کیونکہ سردار سے غلطی کا وقوع بہت ہی ناپسندیدہ ہے لیکن اس کے باوجود وہ اہل علم سے محبت کرتے تھے یہ امیر ترین تھے اور فقراء پر بہت زیادہ خرچ کرتے تھے انہوں نے بغداد میں ایک شفاخانہ بنوانا شروع کیا تھا لیکن وہ

عمل نہیں ہو سکا تھا پھر معتضد باللہ نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا تھا۔

بجکم کا قول ہے کہ عدل بادشاہ کے لئے دین و آخرت میں نفع کی چیز ہے۔ یہ جنگل میں بہت زیادہ اموال دفن کیا کرتے تھے لیکن ان کے انتقال کے بعد ان کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔

خلیفہ راضی کے ندماء بجکم کے پاس چلے گئے تھے اور اس نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ خلیفہ سے تھوڑا زیادہ دیا کرے گا کہ انہیں دے گا اور وہ خلیفہ کی طرح اس سے قصہ گوئی کرتے تھے اور یہ ان کی اکثر باتیں نہیں سمجھتا تھا ان میں غصہ بھی بہت زیادہ تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر سنان بن ثابت الصابی نے ان کا علاج کیا تھا جس کی وجہ سے ان کی طبیعت میں نرمی آ گئی تھی اور غصہ بھی کم ہو گیا تھا اور مزاج بھی بدل گیا تھا لیکن اس کے بعد تھوڑی عرصہ زندہ رہے تھے۔

ایک مرتبہ ان کے پاس ایک شخص آ کر نصیحت و وعظ کرنے لگے تو بجکم پر کافی اثر ہوا حتیٰ کہ رونا بھی آ گیا انہوں نے خوش ہو کر اس کے لئے ایک ہزار دینار کا حکم دیا۔ قاصد انہیں ایک لا کر دینے کے لئے ان کے پیچھے گیا بجکم نے ساتھیوں سے کہا کہ میرے خیال میں وہ یہ رقم قبول نہیں کرے گا کیونکہ اس کو اس کی کیا ضرورت وہ تو عبادت میں مشغول ہے اس کو دنیا سے کیا واسطہ؟ لیکن تھوڑی دیر کے بعد قاصد نے آ کر بتایا کہ اس نے وہ رقم قبول کر لی۔ یہ سن کر بجکم کہنے لگے کہ ہم سب شکاری ہیں لیکن جال مختلف ہیں۔ اسی سال ۲۱ رجب کو ان کی وفات ہوئی تھی۔

ان کی وفات کی وجہ یہ بنی تھی کہ یہ ایک دن شکار کرنے نکلے تو کردوں کی ایک جماعت سے ان کی ملاقات ہوئی انہوں نے ان میں سے کسی کا مذاق اڑایا جس کی وجہ سے لڑائی ہو گئی اسی دوران ایک شخص نے ان کو اتنی سخت ضرب ماری کہ یہ قتل ہو گئے۔

بغداد پر ان کی حکومت ۲ سال ۸ ماہ ۹ دن رہی اور میراث میں کافی مال چھوڑا جس پر متقی باللہ نے قبضہ کر لیا تھا۔

ابو محمد البربہاری کے حالات[1] ...... یہ ابو محمد البربہاری العالم الزاہد الفقیہ الحنبلی الواعظ تھے۔ مروذی اور سہل تستری کی صحبت انہوں نے اختیار کی تھی ان کے والد کی وفات کے بعد انہیں میراث میں ستر ہزار دینار ملے تھے لیکن انہوں نے کسی وجہ سے لینے سے انکار کر دیا تھا۔ یہ بدعت اور معاصی کے بہت زیادہ مخالف تھے اور بڑی بلند شان والے تھے۔ عوام و خواص سب ہی ان کی تعظیم کرتے تھے۔ ایک روز انہیں چھینک آ گئی تھی جس پر حاضرین نے یرحمک اللہ کہا تھا اسی طرح ان سے سن کر ان کے قریب والوں نے کہا تھا پھر ان سے سن کر ان کے قریب والوں نے کہا تھا پھر ان سے قریب والوں نے حتیٰ کہ پورے بغداد نے یرحمک اللہ کہا جس کی وجہ سے آواز دار الخلافہ میں پہنچ گئی خلیفہ کو اس پر بڑی حیرت ہوئی اور چغل خوروں نے ان کے کان بھر دیئے جس کی وجہ سے خلیفہ نے انہیں طلب کیا لیکن یہ ان کی بہن کے پاس ایک ماہ تک چھپے رہے پھر ان کی ناک میں کوئی بیماری لگ گئی جس کی وجہ سے وہیں ان کی وفات ہو گئی۔ ان کی بہن نے اپنے غلام سے نماز جنازہ کے لئے کہا چنانچہ اس نے نماز جنازہ پڑھائی اس وقت گھر سفید پوش آدمیوں سے بھرا ہوا تھا انہوں نے اپنے بارے میں وصیت کی تھی کہ موت کے بعد انہیں ابوبکر کے پہلو میں دفن کیا جائے۔ یوسف بن یعقوب بن اسحاق کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول کے حالات[2] . یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن بہلول ابو محمد الازرق ہیں کیونکہ ان کی آنکھیں نیلی تھیں انہوں نے اپنے دادا اور یزید بن ہارون حسن بن عرفہ وغیرہ سے احادیث سنی تھی زندگی سادہ تھی صدقہ بہت زیادہ کیا کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ انہوں نے ایک لاکھ دینار صدقہ کئے تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے ان سے دارقطنی و دیگر حفاظ حدیث نے احادیث روایت کی ہیں یہ ثقہ عادل تھے اسی سال ذی الحجہ میں ۹۴ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

---

[1] شذرات الذہب ۲/ ۳۰۴، العبر ۲/ ۲۱۶

[2] تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۲۱، ۳۲۲، العبر ۲/ ۲۱۹

واقعات ۳۳۰ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال محرم میں ایک دم دار ستارہ نکلا تھا جس کا سر مغرب کی طرف اور دم مشرق کی طرف تھی اور وہ بہت بڑا تھا اور اس کی دم کے شاخیں تھیں اور یہ تیرہ دن تک باقی رہا پھر آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔

اسی زمانے میں وسط ربیع الاول میں گندم کا ایک کر دو سو دس دینار کا فروخت ہوا باقی اور اضافہ ہو رہا تھا کہ [illegible] قحط سالی بہت زیادہ ہو گئی تھی یہاں تک کہ بہت سے لوگ مر گئے تھے لوگ مرض طاعون میں مبتلا ہو گئے تھے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیا گیا تھا حتیٰ کہ پھل وغیرہ بھی لوگوں نے ترک کر دیا تھا پھر بہت زیادہ بارش ہوئی اور دجلہ کا پانی ۲۳ ہاتھ تک چڑھ گیا۔

ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ محمد بن رائق اور بریدی کے درمیان اختلاف ہو گیا تھا کیونکہ بریدی نے خراج دینا چھوڑ دیا تھا جس کی وجہ سے ابن رائق اس کے علاقہ پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا لیکن پھر صلح ہو گئی اور ابن رائق بغداد واپس آ گیا۔

ابن رائق کی بغداد واپسی پر فوجیوں نے اس سے تنخواہ کا مطالبہ کیا لیکن اس وقت اس کی حالت کمزور تھی جس کی وجہ سے ایک جماعت ابن رائق سے متنفر ہو کر بریدی کے ساتھ جا ملی جس کی وجہ سے ابن رائق کچھ کمزور ہو گیا تھا اس نے بریدی کو وزارت کے بارے میں لکھا بعد میں امارت کا لقب ختم کر دیا جس کی وجہ سے بریدی کو بہت غصہ آیا اس نے بغداد پر قبضہ کرنے کی کوشش کی چنانچہ اس نے اپنے بھائی حسین کو لشکر کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔

دوسری جانب خلیفہ اور ابن الرائق قلعہ بند ہو گئے اور انہوں نے منجنیق نصب کر دیں اس موقع پر بغداد کے حالات خراب ہو گئے اور لوگ آپس میں ایک دوسرے کو لوٹنے لگے اور بریدی کا بھائی ابوالحسین پہنچ گیا اور اس نے تمام لوگوں سے مقابلہ شروع کر دیا حتیٰ کہ حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے [illegible] انا للہ وانا الیہ راجعون۔

پھر خلیفہ اور ابن الرائق جمادی الآخریٰ میں شکست کھا کر بھاگ گئے اور خلیفہ کے ساتھ اس کا بیٹا منصور بھی تھا جو بیس شہسواروں کے ساتھ تھا وہ تکریت موصل کی طرف چلے گئے اور دار الخلافہ پر ابوالحسین کا قبضہ ہو گیا اور خلیفہ کے جو ساتھی رہ گئے تھے ابوالحسین نے انہیں قتل کر دیا اور ان پر دست درازی کی [illegible] کو لوٹتے ہوئے زنان خانہ تک چلے گئے اور قاہر باللہ کو جو یہاں تھا اس نے [illegible] اس وقت نابینا تھا [illegible] قید خانہ سے نکال دیا پھر ابوالحسین نے اسے بریدی کے پاس بھیج دیا اور وہیں اس کا قصہ ختم ہو گیا اہل بغداد میں ان حالات سے عام لوٹ مار ہونے لگی۔

اس موقع پر ابوالحسین مونس کے گھر میں ٹھہرا جہاں ابن رائق ٹھہرا ہوا تھا دیلم و ترکوں نے گھروں کی لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا تھا اور گھروں میں سے لوگوں کو نکال رہے تھے ظلم و ستم حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی پھر ابوالحسین نے گندم اور جو پر ٹیکس عائد کر دیا تھا اہل بغداد نے اپنے اموال کے سبب بھوک اور خوف کا سامنا کیا پھر ابوالحسین کے ساتھ قرامطہ کی ایک جماعت بھی تھی انہوں نے بھی شہر میں خوب فساد برپا کیا تھا پھر ان کے اور ترکوں کے درمیان شدید جنگ چھڑ گئی بالآخر ترکوں نے انہیں شکست دے کر بغداد سے انہیں نکال دیا اس کے بعد عوام اور ابوالحسین کے لشکر دیلم کے درمیان جنگ شروع ہو گئی۔

اس سال شعبان میں حادثات بہت زیادہ شدید ہو گئے گھروں میں چوری اور شرور زیادہ ہو گئی دن رات ہر وقت لوگوں کو لوٹا جا رہا تھا حتیٰ کہ بریدی کے لشکر نے گلی کوچوں سے عورتوں کو لوٹ لیا تھا اور اتنا ظلم ہوا کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی ہے ابن اثیر کا قول ہے کہ ہم نے یہ باتیں اس لئے تفصیل سے بیان کی ہیں تاکہ ظالموں کو پتہ چل جائے کہ ان کا ظلم کسی سے چھپا ہوا نہیں ہے اور تاکہ بعد کے آنے والے ان کے حالات سے واقف ہو کر ان کے نقش قدم پر چلنے سے گریز کریں اور یہ بات ظالموں کے لئے رسوائی ہے اور آخرت میں ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اللہ کے خوف سے ظلم سے باز آ جائیں۔

خلیفہ نے موصل کے [illegible] سے مدد چاہی اور بریدی کے خلاف جنگ کے لئے ابھارا اس نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو بھیجا تو

لشکر کے ساتھ بھیجا لیکن یہ تکریت تک پہنچے تھے کہ خلیفہ اور ابن رائق وہاں سے نکل چکے تھے چنانچہ سیف الدولہ انہیں لے کر خلیفہ کے پاس آگیا جب یہ موصل پہنچے تو سیف الدولہ نے ان کی بڑی خدمت کی جب یہ موصل کے قریب پہنچے تو ناصر الدولہ موصل سے نکل بھاگا اور اس کی مشرقی جانب چلا گیا اور خلیفہ تکریت کے پاس تھے تاکہ فسادات کے لئے لیکن ابن رائق کے خوف سے خود نہیں گیا۔

خلیفہ نے بیچ بچاؤ کیا اور ابن رائق کے ذریعے ناصر الدولہ کے پاس سلام بھیجا جب یہ پہنچے تو ناصر الدولہ نے حکم دیا کہ خلیفہ کے بیٹے کے پاس جو بڑی جماعت گیا ہے وہ دونوں وہاں گھوڑوں پر سوار ہو کر امیر کے پاس ہوتے گئے تو ناصر الدولہ نے کہا کہ ابن رائق بیمار ہے کل کو موجودہ معاملات کے بارے میں غور و فکر کریں گے لیکن ابن رائق نے اجازت دی اور گھوڑے پر سوار ہونے لگا تو ابن حمدان نے اس کی آستین پکڑ لی اس سے گھوڑا نے بدکنے کی کوشش کی لیکن جلدی میں وہ سواری سے گر گیا۔ ابن حمدان نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم دیا اور اسے قتل کر دیا گیا یہ واقعہ ۲۳ رجب کو پیش آیا۔ خلیفہ نے ابن حمدان کو بلوا کر اس پر خلعت کی اور اسے ناصر الدولہ کا لقب دیا اور اسے امیر الامراء بھی بنا دیا اور اس کے بھائی کو خلعت سے نواز کر اسے سیف الدولہ کا لقب دیا جب ابن رائق کے قتل کی خبر مصر کے حکمران الاخشید محمد بن طغج کو ملی تو وہ سوار ہو کر دمشق کی طرف چلا گیا اور اسے ابن رائق کے نائب محمد بن یزداد سے چھین لیا اور دونوں کے درمیان لڑائی کی نوبت آگئی۔

جب ابن رائق کے قتل کی خبر بغداد پہنچی تو اکثر ترک ابو الحسین کی بد اخلاقی سے تنگ ہو کر اس سے الگ ہو گئے اور خلیفہ ابن حمدان کے ساتھ مل گئے جس کی وجہ سے ان کی قوت میں اضافہ ہو گیا اس کے بعد خلیفہ اور ابن حمدان بغداد کی طرف روانہ ہو گئے جب بغداد کے قریب پہنچے تو بریدی کا بھائی ابو الحسین وہاں سے بھاگ گیا اور ابن حمدان بغداد میں داخل ہو گئے اس وقت شوال کا مہینہ تھا خلیفہ کی آمد پر مسلمان بہت خوش ہوئے خلیفہ نے بغداد سے نکلنے سے پہلے اپنے اہل و عیال کو سامرا بھیج دیا تھا اب انہیں واپس بلا لیا اس کے علاوہ جو بڑے سردار جو بغداد سے جنگ کی وجہ سے چلے گئے تھے وہ بھی واپس آ گئے خلیفہ نے ابو اسحاق القراریطی کو وزیر بنا دیا۔ توزون کو بغداد کی دونوں جانبوں کا کوتوال بنا دیا۔

ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو لشکر کے ساتھ بریدی کے بھائی ابو الحسین کے پیچھے بھیجا اس نے اس کو مدائن کے علاقے میں پا لیا اور دونوں میں شدید جنگ ہوئی بالآخر بریدی کے بھائی نے سیف الدولہ کو شکست دے دی جب ناصر الدولہ کو اس کا علم ہوا تو وہ ایک لشکر لے کر اپنے بھائی کی مدد کے لئے نکلا اور مدائن پہنچ کر اس نے مقابلہ کر کے ابو الحسین کو شکست دی اور اس کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا اور اکثر کو قتل کر دیا پھر ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ابو عبد اللہ البریدی سے جنگ کے لئے واسط بھیجا چنانچہ اس نے بریدی کو شکست دے کر واسط پر قبضہ کر لیا آگے ان کے مکمل حالات بیان کئے جائیں گے۔

اس کے بعد ناصر الدولہ تیرہ ذی الحجہ کو بغداد آ گیا اس حال میں کہ اس کے سامنے اونٹوں پر قیدی تھے جسے دیکھ کر مسلمان بہت خوش ہوئے اور انہوں نے سکھ کا سانس لیا اور اس نے دراہم کی صحیح پرکھ کروائی اور دینار کی اصلاح کی اس لئے کہ اگرچہ انہوں نے دینار کو بنایا کا امیر بدل دیا موجودہ حالت میں ایک دینار تیرہ درہم کا ہو گیا جس سے پہلے دس درہم کا تھا۔

خلیفہ نے بدر الخرشنی کو دربان کے عہدے سے معزول کر کے اس کی جگہ سلامہ الطولونی کو مقرر کر دیا اور بدر کو فرات کے راستے پر مقرر کر دیا لیکن وہ اخشید کے پاس چلا گیا اس نے اس کا اکرام کیا اور دمشق کا اسے نائب بنا دیا کچھ دنوں بعد وہیں اس کی وفات ہو گئی۔

اسی دوران رومیوں نے حلب کے قریب آ کر کافی مسلمانوں کو قتل کر دیا اور پندرہ ہزار کے قریب کو گرفتار کر لیا اور ثغور کی جانب طرسوس کے نائب نے بلاد روم میں داخل ہو کر رومیوں کو قتل کیا اور قیدی بھی بنائے اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس ہوا اور ان کے مشہور مشہور جرنیلوں کو بھی گرفتار کیا۔

خواص کی وفات...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی ابی اسحاق بن محمد بن یعقوب النہرجوری ان کا انتقال اسی سال ہوا تھا۔

اسحاق بن محمد بن یعقوب النہر جوری کے حالات[1] ..... یہ مشائخ صوفیہ میں سے ہیں آپ صوفیہ میں سے جنید بن محمد وغیرہ کی صحبت اختیار کی تھی انہوں نے مکہ کی مجاورت اختیار کی تھی حتی کہ وہیں وفات پائی تھی ان کے عمدہ کلام سے ہے دنیا کے جنگلات قدموں کے ذریعے طے کیے جاتے ہیں اور آخرت کے جنگلات قلوب کے ذریعے طے کیے جاتے ہیں۔

الحسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

الحسین بن اسماعیل کے حالات[2] ..... یہ حسین بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان ابو عبداللہ الضبی المحاملی الفقیہ القاضی المحدث ہیں۔ انہوں نے کافی محدثین سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ابن عیینہ کے ستر ساتھیوں سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔ آپ کی ایک جماعت سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں ان سے دار قطنی اور ایک پوری جماعت نے احادیث روایت کی ہیں ان کے درس میں آنے والوں کی تعداد دس دس ہزار تک پہنچ جاتی تھی یہ صدوق دیندار فقیہ محدث تھے کوفہ کی قضاۃ کے عہدہ پر ساٹھ سال تک قاضی رہے تھے لیکن بعد میں از خود استعفیٰ دے کر اپنے گھر تک محدود ہو گئے تھے اور حدیث پڑھنے پڑھانے میں مشغول ہو گئے تھے اسی سال پچانوے سال کی عمر میں ربیع الثانی میں وفات پائی تھی۔

ایک مرتبہ ان کی موجودگی میں ان کا شیعوں سے مناظرہ ہو گیا شیعوں نے جنگ بدر اور خندق، خیبر اور حنین میں حضرت علیؓ کی ثابت قدمی اور ان کی بہادری کا ذکر کیا اور محاملی سے کہا کہ آپ حضرت علیؓ کو جانتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہاں میں حضرت علیؓ کو جانتا ہوں لیکن تمہیں معلوم ہے کہ بدر میں حضرت ابو بکرؓ کہاں تھے وہ بدر کے دن عریش میں آپ علیہ السلام کے قریب کھڑے تھے اور ابن علی میدان میں تھے بالفرض اگر صدیقؓ شکست کھا جاتے یا قتل کر دیے جاتے تو لشکر کو ان کی وجہ سے شکست کا سامنا کرنا پڑتا ان کے اس جواب پر شیعہ خاموش ہو گئے اور لاجواب ہو گئے۔ مزید محاملی نے فرمایا کہ صدیق کو ان لوگوں نے مقدم کیا جنہوں نے آپ علیہ السلام کے بعد ہمارے لئے نماز روزہ زکوۃ کو روایت کیا انہوں نے صدیق کو علی پر اس وقت مقدم کیا جب ان کے پاس مال غلام قبیلہ کچھ بھی نہیں تھا بلکہ انہوں نے اس وقت بھی اللہ کے رسول کی حفاظت کی انہوں نے بہتر ہونے کی وجہ سے صدیق کو علی پر ترجیح دی یہ بات سن کر بھی شیعہ خاموش ہو گئے۔

علی بن محمد بن سہل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابو جعفر صاحب کرامت تھے مشاد دینوری کہتے ہیں کہ ایک روز میں نے سخت گرمی میں جنگل میں حضرت ابو الحسین کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اس وقت ایک گدھ نے اپنے پر پھیلا کر ان پر سایہ کیا ہوا تھا۔

ابن الاثیر کا قول ہے کہ اسی سال ابو الحسن علی بن اسماعیل الاشعری المتکلم المشہور کی وفات بھی ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۲۶۰ھ ہے یہ ابو موسیٰ الاشعری کی اولاد میں سے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اشعری کی وفات ۳۲۴ھ میں ہوئی تھی جیسا کہ گزر چکا ہے اسی سال ابو الحسن عمر بن یوسف المظفر الموری الفقیہ القاضی کی وفات ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۲۹۱ھ تھا انہوں نے نوعمری میں ہی بیان سے احادیث لی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ اسی سال ابو محمد بن جعفر بن ذکریا بن احمد الکلبی کی وفات اور بغداد کے امیر محمد بن رائق کی وفات بھی ہوئی تھی۔ اسی سال شیخ ابو صالح مفلح الحنبلی کی وفات بھی ہوئی تھی۔

شیخ ابو صالح کے حالات[3] ..... یہ ابو صالح شیخ مفلح الحنبلی ہیں جو دمشق کے شرقی دروازے کے باہر مسجد ابی صالح میں رہتے تھے یہ صاحب کرامت و احوال و مقامات تھے ان کا نام شیخ مفلح بن عبداللہ ابو صالح المتعبد ہے جن کی طرف وہ مسجد منسوب ہے جو دمشق کے شرقی دروازے باہر تھی یہ شیخ ابو بکر بن سعید حمدونی الدمشقی کی صحبت میں رہے اور ان سے ہی ادب پڑھا۔ ان سے محمد بن اسحاق بن محمد بن عدی ابو الحسن کی جن کی پھر مسجد کے قریب ... عبداللہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

---

[1] طبقات الصوفیہ ۳۷۸، العبر ۲: ۲۱

[2] تاریخ بغداد ۸: ۱۹ - ۲۳، تذکرۃ الحفاظ ۳: ۸۲۴، ۸۲۵

[3] طبقات الحنابلہ ۲: ۳۴۸، العبر ۲: ۲۲۳

حافظ ابن عساکر نے رقی کے حوالہ سے شیخ ابو صالح کا قول نقل کیا ہے کہ میں ایک بار جبل لکام پر اللہ کے بندوں کی تلاش میں پھر رہا تھا اسی دوران میں نے ایک شخص کو پتھر کی چٹان پر سر جھکائے ہوئے بیٹھا دیکھا میں نے اس سے پوچھا کہ تم یہاں کیا کر رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں دیکھ رہا ہوں اور غور کر رہا ہوں میں نے ان سے کہا کہ مجھے تو تمہارے سامنے کوئی چیز نظر نہیں آتی جسے تم دیکھ رہے ہو انہوں نے جواب دیا کہ میں دل کے احوال دیکھ رہا ہوں اور اللہ کے احکام میں غور کر رہا ہوں جس ذات نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے اس کی قسم مجھ سے نظر ہٹا لے میں نے عرض کیا کہ مجھے کوئی نفع بخش نصیحت کر دیجئے انہوں نے کہا کہ دروازہ کو لازم پکڑ لے اہل خدمت میں بہت قدم رہ [illegible] اللہ کے در پر استقامت حاصل کرنے والا فقر سے محفوظ رہتا ہے پھر وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے۔

ابو صالح کا قول ہے کہ میں نے کچھ ایسا ساتھ روز تک کچھ نہیں کھایا پیا تھا جس کی وجہ سے مجھے سخت پیاس لگی تھی چنانچہ میں مسجد کے پیچھے نہر کے پاس آیا اور پانی کی طرف دیکھ رہا تھا کہ مجھے اللہ کا قول یاد آ گیا جس کا ترجمہ ہے کہ "اس کا عرش پانی پر تھا" (سورۂ ہود آیت نمبر ۷) اس کے بعد میری پیاس ختم ہو گئی اور میں دس دن تک اسی حالت میں رہا۔

انہی کا قول ہے کہ میں نے چالیس روز تک پانی نہیں پیا پھر میرا بچا ہوا پانی ایک شخص اٹھا کر اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اس سے کہا کہ اس شخص کا بچا ہوا پانی ہے جس نے چالیس روز تک پانی نہیں پیا ابو صالح کہتے ہیں کہ معلوم نہیں اس شخص کو کہاں سے پتہ چلا حالانکہ اس بات کا میرے اور اللہ کے سوا کسی کو علم نہیں تھا۔

ابو صالح کے کلام سے ہے: دنیا قلوب کے لئے حلال اور نفوس کے لئے حرام ہے اس لئے کہ جس چیز کو سر کی آنکھ سے دیکھنا جائز ہے اس کو دل کی آنکھ سے دیکھنا جائز ہے اور وہ کہتے تھے بدن قلب کا لباس ہے دل ضمیر کا اور ضمیر اللہ کی معرفت کا لباس ہے۔ ان کے بہت سے مناقب ہیں اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۳۱ھ

اسی سال سیف الدولہ واسط میں داخل ہوا تو بریدی اور اس کا بھائی ابو الحسین شکست کھا کر پہلے ہی وہاں سے نکل چکے تھے اس کے بعد سیف الدولہ اور ترکوں کے درمیان آپس میں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے سیف الدولہ واسط سے فرار ہو کر بغداد چلا گیا سیف الدولہ کے بغداد آنے کی خبر اس کے بھائی ناصر الدولہ کو پہنچی تو وہ بغداد سے موصل کی طرف چلا گیا بغداد سے نکلنے کے بعد اس کا گھر لوٹ لیا گیا اس کی حکومت بغداد پر ۱۳ ماہ ۹ دن رہی بغداد سے اس کے نکلنے کے بعد سیف الدولہ پہنچ گیا اور [illegible] جب اس نے [illegible] اس نے خلیفہ سے توزون کی لڑائی کے لئے مال طلب کیا جس کی وجہ سے خلیفہ نے اسے چار لاکھ درہم دیئے تھے جن کو اس نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔

جب سیف الدولہ نے توزون کے بغداد آمد کی خبر سنی تو وہ بغداد سے نکل گیا اور توزون ۲۵ رمضان کو بغداد میں داخل ہو گیا اس کی آمد پر خلیفہ نے اس پر خلعت کی بارش کی اس کو امیر الامراء بنا دیا اور بغداد میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

جب بریدی کو توزون کے امیر الامراء بننے کی خبر ملی تو اس نے موصل پہنچ کر وہاں سے توزون کے ساتھیوں کو نکال دیا اور [illegible] کو قید کر لیا جن میں سیف الدولہ کا غلام ثمال بھی تھا ناصر الدولہ نے صورت حال سے باخبر کرنے کے لئے اسی غلام کو اس کے آقا کے پاس بھیج دیا اور پیغام دیا کہ آل حمدان میں اس کا مرتبہ بڑھ جائے گا۔

اسی زمانہ میں [illegible] شدید زلزلہ آیا تھا جس کی وجہ سے بہت سی عمارتیں منہدم ہو گئی تھیں اور ان کے کافی افراد ہلاک ہو گئے تھے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ایلول اور تشرین کے مہینوں میں بغداد میں زبردست لو چلی تھی۔

سالِ رواں ہی میں ماہ صفر میں یہ خبر پہنچی کہ رومیوں نے ارزن اور میافارقین میں داخل ہو کر ان کے باشندوں کو قید کر لیا تھا اسی سال ربیع الثانی

میں ابو منصور اسحاق بن خلیفہ متقی نے علویہ بنت ناصر الدولہ بن حمدان سے ایک لاکھ دینار اور ایک لاکھ درہم مہر کے عوض نکاح کیا تھا اور لڑکی کا ولی ابو عبداللہ محمد بن ابی موسیٰ الہاشمی کو بنایا گیا تھا کیونکہ اس تقریب میں ناصر الدولہ شریک نہیں ہوا تھا بلکہ ناصر الدولہ نے ایک وکیل تیار کر کے اس پر ناصر الدولہ نے آ کر قبول کیا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال مہنگائی خوب بڑھ گئی حتیٰ کہ لوگ کتوں کو کھانے لگے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ بہت سی بیماریاں پھوٹ پڑی تھیں اور کوئی مریض تک ککڑیوں کے ذریعے علاج کیا جاتا تھا کہ ککڑی کی ایک درہم میں فروخت ہوئی تھی۔ کیونکہ اس وجہ سے مہنگائی میں بھی زیادتی ہو گئی تھی۔

اسی سال میں روم کے بادشاہ نے خلیفہ سے خط کے ذریعے ایک رومال طلب کیا تھا جو رُہا کے گرجا میں رکھا ہوا تھا کہ اس رومال سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنا چہرہ صاف کیا تھا جس کی وجہ سے ان کے چہرے کا عکس اس رومال پر چھپ گیا تھا اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ اس کے بدلے آپ کے بے شمار قیدیوں کو رہا کر دیں گے خلیفہ نے اس بارے میں مشورہ کرنے کے لئے علماء کو بلایا اور بعض علماء نے مشورہ دیا کہ ہم زیادہ حقدار ہیں کہ حضرت عیسیٰ کے تبرکات ہمارے پاس ہوں اور انہیں رومال دینے میں دین و مسلمانوں کی اہانت ہے۔

خلیفہ کے وزیر علی بن عیسیٰ نے مشورہ دیا کہ اے امیر المومنین! اس رومال کے عوض مسلمان قیدیوں کا رہا ہونا اس رومال کے یہاں پڑے رہنے سے زیادہ بہتر ہے اور نفع مند ہے چنانچہ خلیفہ نے وزیر کے مشورے پر عمل کرتے ہوئے اس رومال کے بھیجنے کا حکم دیا اور رومی بادشاہ نے اس کے عوض کئی مسلمانوں کو رہا کر دیا۔

صولی کا قول ہے کہ اسی سال متقی کے ہاں بچی کی پیدائش ہوئی تو ابو عبداللہ بریدی نے اس کی خوشی میں اس کے پاس کافی جواہرات بھیجے تھے ان میں سے ایک ہار ایسا تھا جو جواہرات سے جڑا ہوا تھا اس کا حسن دیکھنے کے قابل تھا اور اسے ہر وقت سے مزین کیا گیا تھا۔

اسی زمانے میں بغداد کے رافضی بہت زیادہ ہو گئے تھے جس کی وجہ سے یہ اعلان کرایا گیا کہ صحابہ کرام پر تبرا کرنے والے سے ذمہ بری الذمہ ہے۔

خلیفہ نے توزون کے پاس خلعت بھیجی جسے اس نے قبول کر لیا اور تمام امراء اور سرداروں کی موجودگی میں اسے پہن لیا۔

اس سال رجب میں خراسان اور ماوراء النہر کے حاکم سعید نصر بن احمد بن اسماعیل کی وفات ہوئی تھی جو ایک سال اور ایک ماہ تک سل کے مرض میں مبتلا رہے تھے اور انہوں نے اپنے گھر میں بیت العبادۃ کے نام سے ایک گھر بنوایا تھا۔ یہ صوف کے کپڑے پہن کر ننگے پاؤں نماز ادا کرنے کے لئے اس میں جایا کرتا تھا اور خوب رویا کرتا تھا اور کثرت سے نمازیں پڑھتا تھا اور وفات تک منکرات سے بھی مجتنب رہا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا نوح بن نصر السامانی حاکم بنا جسے امیر الحمید کا لقب دیا گیا تھا اس کے دور خلافت میں محمد بن احمد نسفی پر الزامات لگا کر سولی پر لٹکا دیا گیا تھا۔

خواص کی وفات ... خواص میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔

سنان بن ثابت بن قرۃ صابی کی وفات اسی سال ہوئی تھی یہ قاہر کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے لیکن ان کا لڑکا اور ان کے اہل خاندان سے کوئی مسلمان نہیں ہوا تھا یہ علم طب میں بڑے ماہر تھے۔ اسی سال ذیقعدہ میں اسہال کی بیماری کی وجہ سے انہوں نے وفات پائی تھی۔ ان کی طب نے انہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا اور نہ ہی موت سے بچا سکی جب ان کی وفات ہو گئی تو ان کی وفات پر کسی شاعر نے یہ اشعار کہے تھے

دوا تیار کرنے والے حکیم سے کہہ دو کہ تم نے اپنا علاج کیوں نہیں کیا مرض اسہال دوا تیار کرنے والے اور دوا خریدنے والے سب ہی اس راہ سے چلے گئے۔

ابن الجوزی نے منتظم میں اسی سال اشعری کی وفات کا تذکرہ کیا ہے اور ان پر کلام کیا ہے اور ان پر اعتراضات کئے ہیں جیسا کہ تمام حنبلی علماء نے ان پر بھی ذکر کیا ہے کہ ان کی ولادت ۲۶۰ھ ہے اور یہ کہا کہ اسی سال ان کی وفات ہوئی ہے اور یہ کہ اشعری چالیس سال تک جبائی کے ساتھ رہے لیکن پھر ان کے خیالات سے رجوع کر لیا تھا بغداد میں ان کی وفات ہوئی اور مشرعۃ الروایا میں دفن کئے گئے۔

اسی سال وفات پانے والوں میں محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ بھی تھے۔

محمد بن احمد بن یعقوب بن شیبہ کے حالات [1]...... یہ محمد بن احمد بن شیبہ ابن صلت سدوسی ہیں ان کی کنیت ابوبکر تھی۔ انہوں نے اپنے دادا اور عباس دوری وغیرہ سے احادیث سنی تھیں ان سے ابوبکر بن مہری نے روایت کی ہے یہ ثقہ تھے۔

خطیب نے نقل کیا ہے کہ محمد بن احمد کی پیدائش کے وقت نجومیوں نے فال نکالی کہ ان کے والد کو بتایا کہ ان کی عمر اتنی ہوگی۔ اسی حساب سے ان کے والد نے ایک گڑھا تیار کروایا تھا جس میں ہر دن ایک درہم ڈالا کرتے تھے، پھر دوسرا تیار کروایا اس میں بھی اسی طرح ڈالتے رہے، پھر تیسرا تیار کروایا اس میں بھی اسی طرح ڈالتے رہے اس کے ساتھ پہلے دو میں بھی ڈالتے رہے گویا کہ ہر دن تینوں میں تین درہم ڈالتے رہے۔ لیکن یہ درہم ان کے کچھ کام نہ آئے بلکہ یہ محمد بن احمد لوگوں سے سوال کرتے تھے اور سماع کی مجلس میں بلا قبا حاضر ہوتے تھے جس کی وجہ سے ان کے ساتھی انہیں ضروریات کے لئے کچھ دیتے تھے مثل مشہور ہے کہ آدمی تدبیر سے سعید نہیں بنتا بلکہ اللہ کے دینے سے سعید بنتا ہے۔

اسی سال محمد بن مخلد بن جعفر کی وفات ہوئی تھی۔

محمد بن مخلد بن جعفر کے حالات [2]...... یہ محمد بن مخلد بن جعفر ابو عمر الدوری العطار ہیں یہ بغداد کے کنارے محلہ دور میں رہتے تھے انہوں نے حسن بن عرفہ، زبیر بن بکار، مسلم بن حجاج وغیرہ سے احادیث سنی تھیں پھر ان سے دارقطنی نے پھر ایک جماعت نے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ اور بہت زیادہ روایت کرنے والے تھے لوگ ان کی دیانت داری کے معترف تھے۔ عبادات میں مشہور تھے۔ اسی سال جمادی الاولیٰ میں ۹۷ سال ۸ ماہ ۲ یوم عمر پاکر وفات پائی تھی۔

الحسن احمد عدوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ابن الجوزی نے ابوبکر شبلی کا قول نقل کیا ہے کہ میں نے مجنون کو جامع رصافہ کے پاس برہنہ دیکھا اور اس حالت میں وہ کہہ رہے تھے کہ میں اللہ کا مجنون ہوں میں نے ان سے کہا کہ مسجد میں جاکر نماز پڑھیں اس پر انہوں نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

> لوگ ہم سے اپنی زیارت اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ میری بدحالی نے ان کے حقوق میرے ذمے سے ساقط کر دیئے۔ وہ میری بدحالی کو دیکھ کر تنگ دل نہیں ہوتے اور اسے ناپسند نہیں کرتے حتیٰ کہ میں خود بھی اسے ناپسند سمجھنے لگا ہوں۔

واقعات ۳۳۳ھ

اسی سال توزون سے ناراض ہو کر امیر المومنین خلیفہ متقی باللہ نے بغداد سے نکل کر موصل کا رخ کیا تھا توزون اس وقت واسط میں تھا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی ابی عبداللہ البریدی سے کی تھی جس کی وجہ سے توزون اور بریدی خلیفہ کے خلاف متحد ہو گئے تھے اس موقع پر توزون نے ابن شیرزاد کو تین سو افراد کے ہمراہ بغداد بھیجا تھا جس نے بغداد میں آکر فساد برپا کیا تھا اور کچھ لوگوں کو معزول کر دیا اور کچھ کو منصبوں پر فائز کر دیا۔ اب خلیفہ متقی کی غیر موجودگی میں بغداد پر قبضہ ہو گیا تھا۔

خلیفہ متقی کو اس پر بڑا غصہ آیا اور اس سے ناراض ہو کر اپنے اہل و عیال وزراء و خواص کو بغداد سے نکال کر موصل کی طرف بنی حمدان کا رخ کیا لیکن سیف الدولہ تکریت میں اس سے ملا اور ناصر الدولہ بھی تکریت میں اس کے پاس آ گیا۔ متقی کے بغداد سے نکلنے کے بعد ابن شیرزاد نے بغداد میں قتل لوٹ مار مچائی اور اس کے مال پر بڑا ظلم کیا اور ان پر جرمانہ عائد کیا جب توزون کو خلیفہ کے بغداد سے نکلنے کا پتہ چلا تو بغداد آ کر تکریت پہنچ گیا اس میں اور سیف الدولہ میں جنگ ہوئی توزون نے سیف الدولہ کو شکست دے دی اس کے بھائی کے لشکر کو گرفتار کر لیا پھر دوبارہ سیف الدولہ نے اس پر حملہ

---

[1] تاریخ بغداد ۱/۳۶۸ المنتظم ۶/۳۴۵ ـ ۳۴۶

[2] تاریخ بغداد ۳/۳۱۰ ـ ۳۱۱ تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۲۸ ـ ۸۲۹

کر دی۔ لیکن اس بار بھی سیف الدولہ کو شکست ہو گئی جس کی وجہ سے سیف الدولہ، ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی شکست کھا کر نصیبین چلے گئے اور توزون موصل میں داخل ہو گیا اور خلیفہ کے پاس معافی کا پیغام بھیجا خلیفہ نے کہا کہ معافی کی صورت یہ ہے کہ تم بنی حمدان سے صلح کر لو چنانچہ خلیفہ کے کہنے پر انہوں نے بنی حمدان سے صلح کر لی۔ ناصر الدولہ نے بلاد موصل کے ٹھیکے لئے۔ قصہ یہ ہے جس کی وجہ سے توزون بغداد واپس چلا گیا اور خلیفہ بنی حمدان کے پاس رہا۔

اسی سال میں توزون کی غیر موجودگی میں معز الدولہ ابن بویہ دیلم کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ واسط پر قبضہ کے ارادے سے نکلا توزون کو جیسے ہی اس کا پتہ چلا تو اسی وقت واسط کی طرف روانہ ہوا اور کئی دن تک ان دونوں کے درمیان جنگ جاری رہی آخر کار معز الدولہ کو شکست ہو گئی اور اس کی جائداد لوٹ لی گئی اور اس کے لشکر کے کافی افراد لوٹ لئے گئے اور اس کے سرداروں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی اس کے بعد توزون مرگی کے مرض میں مبتلا ہونے کی وجہ سے بغداد واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں ابو عبد اللہ البریدی نے اپنے بھائی یوسف کو قتل کر دیا کیونکہ وہ مالی اعتبار سے کمزور تھا جس کی وجہ سے وہ بوقت ضرورت اپنے بھائی سے قرض وغیرہ لیتا تھا اور وہ اسے کچھ پیسے دے کر جان چھڑا لیتا تھا اس لئے اس کے فوجیوں کا مال خرچ کرنے پر اسے برا بھلا کہتا تو جس کی وجہ سے فوجی اس کی طرف مائل ہو گئے اس وجہ سے ابو عبد اللہ کو خطرہ ہوا کہ کہیں فوجی مجھے چھوڑ کر میرے بھائی کے ہاتھ پر بیعت نہ کر لیں اس لئے اس نے اپنے غلام کو بھیج کر اسے قتل کرا دیا۔ پھر اس کے گھر پر جا کر اس کے تمام مال واسباب پر قبضہ کر لیا جو تین کروڑ کے قریب تھی۔ لیکن وہ اس رقم سے صرف آٹھ ماہ فائدہ حاصل کر سکا اس کے بعد سخت بخار میں مبتلا ہو گیا جس کی وجہ سے اس کا انتقال ہو گیا اس کی وفات کے بعد اس کا قائم مقام اس کا بھائی ابو الحسین بنا لیکن اس نے اپنے ساتھیوں کو تنگ کر رکھا تھا پھر ان کے ساتھیوں نے اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے بھاگ کر قرامطہ سے پناہ لی اس کے بعد ابو القاسم بن ابی عبد اللہ البریدی کو واسط، بصرہ، اہواز وغیرہ کا حاکم بنا دیا گیا۔

خلیفہ متقی باللہ جو آل حمدان کے پاس ٹھہرا ہوا تھا آل حمدان اس سے بے دلی کرنے لگے اور اسے تنگ کرنے لگے اور [illegible] کی کوشش کرنے لگے ان سے تنگ ہو کر خلیفہ نے توزون کے پاس صلح کا پیغام بھیجا تو توزون نے قاضی اور دوسرے سرداروں کو جمع کر کے خلیفہ متقی کا خط پڑھ کر سنایا اور کہا ہم صلح کے لئے تیار ہیں اور موافقت میں قسم اٹھائی اور اعلان کیا کہ خلیفہ اور اس کے متعلقین کا اکرام کیا جائے گا جس کی وجہ سے خلیفہ کے لئے بغداد میں داخل ہونے کی صورت نکل آئی۔

سال رواں ہی میں اہل روس دریا کے راستے سے آذربائیجان میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں نے ان کو روکنا چاہا لیکن انہوں نے ان کو شکست دے کر بردعہ پر قبضہ کر لیا اور انہیں قتل کر دیا ان کے اموال لوٹ لئے [illegible] اور وہاں پھل کثرت سے تھے جن میں سے انہوں نے پھل کھائے جس کی وجہ سے ان کے لشکر میں وبا پھوٹ پڑی اور اکثر ہلاک ہو گئے جب ان کا کوئی ساتھی مرتا تو اس کے ہتھیار اس کے ساتھ دفن کر دیتے تھے جسے مسلمان نکال لیتے تھے اسی موقع پر مرزبان بن محمد نے ان کا تعاقب کر کے ان میں سے کافی لوگوں کو قتل کر دیا۔

اسی سال روم کا بادشاہ دمستق اسی ہزار افراد کے ساتھ راس العین میں داخل ہو گیا اور یہاں کے باشندوں کو قتل کر دیا ان میں سے پندرہ ہزار کو گرفتار کر لیا اور تین دن تک وہیں رہا پھر دیہاتی لوگوں نے اور دیہاتیوں نے چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر کے اس سے جنگ کی جس کی وجہ سے اسے بھاگنے پر مجبور کر دیا۔

اسی زمانہ میں بغداد میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی تھی اور اتنی زیادہ بارش بھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے کافی عمارتیں منہدم ہو گئیں اور ان کے نیچے دب کر بہت سے لوگ دب گئے اور ہلاک ہو گئے اور لوگوں کی قلت کی وجہ سے اکثر حمام، مساجد بند ہو گئے اور سامان بالکل سستا ہو گیا حتی کہ ایک دینار کی چیز ایک درہم میں فروخت ہونے لگی مکانات ویران ہو گئے دلال لوگ اجرت دے کر گھروں کی حفاظت کے لئے لوگوں کو ان میں ٹھہرا دیتے تھے اور چوروں کی طرف سے حملے کثرت سے ہونے لگے حتی کہ لوگ ڈھول اور بجانے کے ذریعہ اپنی حفاظت کرتے تھے اور چاروں طرف سے فتنے پھوٹ پڑے تھے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ونعوذ باللہ من شرور انفسنا ومن سیئات اعمالنا۔

اسی سال ماہ رمضان میں قرامطہ کے سردار ابوطاہر سلیمان بن ابی سعید الحسن الجنابی الہجری القرمطی کی وفات ہوئی تھی۔ اسی خبیث نے خانہ کعبہ کے پاس لوگوں کو قتل کیا تھا اس کے پردے اس کے دروازے اور زیور بھی اتار لئے تھے اور حجر اسود کو اس کی جگہ سے اکھاڑ کر اپنے شہر لے گیا تھا جو بائیس برس تک انہی کے پاس رہا تھا۔

قرمطی کے انتقال کے بعد اس کے تین بھائی ابوالعباس بن الفضل ابوالقاسم سعید اور ابو یعقوب یوسف جو ابی سعید الجنابی کے لڑکے تھے اس کے قائم مقام بنے ان سب ابوالعباس الفضل اور ابوالقاسم سعید اور ابو یعقوب کو مجلس آرائی کا شوق تھا لیکن اس کے باوجود یہ تینوں ہم خیال تھے اور ان کے سات وزراء تھے وہ بھی ان کے ہم خیال تھے۔

اسی سال شوال میں ابوعبداللہ البریدی کا بھی انتقال ہوا تھا قرمطی اور بریدی دونوں کی موت پر مسلمانوں کے قلوب کو بڑی راحت پہنچی تھی۔

خواص کی موت...... مشہور لوگوں میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں کی وفات ہوئی تھی۔ احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

احمد بن محمد بن سعید کے حالات[1]...... یہ احمد بن محمد بن سعید بن عبدالرحمٰن ابوالعباس الکوفی ہیں۔ جو ابن عقدہ کے لقب سے مشہور تھے کیونکہ یہ صرف تحریری عبادات کے بارے میں غور و فکر کرتے تھے یہ کبار حفاظ میں سے تھے انہوں نے کثیر تعداد میں احادیث کا سماع کیا تھا اور اس کے لئے دور دراز کے سفر اختیار کر کے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا تھا دارقطنی کا قول ہے کہ اہل کوفہ اس پر متفق ہیں کہ ابن مسعود کے زمانہ سے لے کر ابن عقدہ کے زمانہ تک ان سے بڑا حافظ حدیث کوئی نہیں تھا۔ ان کے بارے میں بعض کا قول ہے کہ انہیں تین لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں ان کی ایسی کتابیں تھیں جو چھ اونٹوں پر لادی ہوئی تھیں لیکن ان سب کے باوجود ان کا شمار شیعی اور رافضی لوگوں میں ہوتا تھا۔

دارقطنی کا قول ہے کہ یہ برے آدمی نہیں تھے۔ ابن عدی کا کہنا ہے کہ یہ شیوخ کے لئے احادیث روایت کرتے تھے اور انہیں روایت کرنے کا حکم دیتے تھے۔

خطیب کا قول ہے کہ محمد بن علی بن احمد بن نصر کے واسطے سے ابو عمر بن حیویہ کا قول پہنچا ہے کہ ابن عقدہ براثی کی جامع مسجد میں بیٹھ کر صحابہ کرام یا شیخین پر طعن و تشنیع کرتے تھے اس کے بعد میں نے ان کی مروی کردہ احادیث اور ان سے حدیث روایت کرنے کو ترک کر دیا جب سے تمام لکھے ہیں کہ ابن عدی نے اپنی کتاب الکامل میں ان سے متعلق کافی و شافی کلام کیا ہے۔

احمد بن عامر بن بشر بن حامد المروزی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کی مروروذ کی طرف نسبت کی جاتی ہے مروروذ ایک شہر کا نام ہے یہ مسلکاً شافعی تھے المروزی مرو الشاہجان کی طرف منسوب ہے جو ان علاقوں کا سب سے بڑا شہر تھا۔

مختصر المزنی کی انہوں نے ایک شرح لکھی تھی اس کے علاوہ ان کی ایک کتاب الجامع المذہب کے نام سے تھی۔ اصول فقہ میں بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی یہ ایسے بڑے عالم تھے کہ ان کی فہم تک بھی پہنچنا مشکل تھا اسی سال انہوں نے وفات پائی تھی۔

واقعات ۳۳۳ھ

اسی سال خلیفہ متقی باللہ بغداد سے واپس آیا اس کو خلافت سے معزول کر کے اس کی آنکھیں پھوڑ دی گئی تھیں۔

اس کے خلافت سے معزول کرنے کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس نے موصل میں قیام کے دوران مصر اور شام کے حکمران اخشید محمد بن طغج کو خط

---

[1] تاریخ بغداد ۵/۱۴، ۲۲ تذکرۃ الحفاظ ص ۸۳۹، ۸۴۲

کے ذریعے اپنے پاس بلایا چنانچہ وہ اسی سال نصف محرم میں انتہائی عاجزی کے ساتھ آیا اور اس کے سامنے غلاموں کی طرح کھڑا ہو گیا علاوہ ازیں خلیفہ سوار ہوتا اور وہ پیدل چلتا۔ پھر اس نے خلیفہ کو مصر یا بلاد شام آنے کی دعوت دی۔ ایک بار خلیفہ نے دعوت قبول کر کے پھر انکار کر دیا۔ اس کے بعد اس نے خلیفہ کو مشورہ دیا کہ آپ بغداد بالکل نہ جائیں، بلکہ یہیں قیام کریں اور توزون اور اس کے مکر وفریب سے خلیفہ کو ڈرایا اسی طرح خلیفہ کے وزیر ابو حسین بن مقلہ نے بھی اسے یہی مشورہ دیا لیکن اس نے قبول نہیں کیا پھر ابن طغج نے خلیفہ اور اس کے وزیر کو کافی ہدایا پیش کئے اس کے بعد وہ واپس چلا گیا جب حلب سے گزرا تو وہاں کا حاکم ابو عبداللہ بن سعید حلب سے چلا گیا ابن طغج کے ساتھ ابن مقاتل تھا اس نے اسے اپنا نائب بنا کر اپنی واپسی تک مصر بھیج دیا۔

اس کے بعد خلیفہ متقی رقہ کے راستے بغداد روانہ ہوا اور توزون سے پیغام کے ذریعے جتنے عہد وپیمان لے سکتا تھا لے لئے جب بغداد کے قریب پہنچا تو توزون اپنے لشکر کے ساتھ بغداد سے نکلا جب خلیفہ کو دیکھا تو زمین کو بوسہ دیا اور اپنے گزشتہ عہد وپیمان کا اظہار کر کے خلیفہ کو مطمئن کر دیا پھر اچانک خلیفہ اور اس کے لشکر کا گھیراؤ کر کے خلیفہ کی آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا چنانچہ اس کی آنکھیں نکال لی گئیں اسی دوران اس نے زور سے چیخ ماری جسے عورتوں نے سن لیا انہوں نے بھی چیخ وپکار شروع کر دی۔ جس کی وجہ سے توزون نے نقاروں کے بجانے کا حکم دیا تا کہ عورتوں کی چیخ وپکار کی آواز سنائی نہ دے۔ اس کے بعد توزون فوراً بغداد چلا گیا اور مستکفی کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی متقی کی مدت خلافت تین سال پانچ یا گیارہ ماہ دس یوم رہی۔

اس کے بعد بقیہ حالات اس کی وفات کے تذکرہ میں آئیں گے۔

مستکفی باللہ عبداللہ بن المکتفی بن المعتضد کی خلافت کا بیان[1] ...... توزون خلیفہ متقی باللہ کی آنکھیں پھوڑنے کے بعد فوراً بغداد واپس آیا اس وقت اس نے مستکفی کو بلا کر اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی اور اس کا لقب مستکفی باللہ رکھ دیا اور اس کا نام عبداللہ تھا۔ یہ معاملہ اسی سال صفر کے آخری عشرہ میں ہوا اس کے بعد توزون اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ اس نے توزون کو خلعت دی۔

مستکفی گندمی رنگت، میانہ قد، خوبصورت جسم وچہرہ، سفید سرخی مائل رنگ، اونچی ناک، سفید رخساروں والا تھا۔ خلیفہ بننے کے وقت اس کی عمر اکتالیس سال کی تھی۔ سابق خلیفہ متقی کو اس نے اپنے سامنے بلا کر اس سے بیعت خلافت لی اور اس سے چادر اور چھڑی لے لی۔ اس کے بعد مستکفی نے ابو الفرج محمد بن علی السامری کو بے اختیار وزیر بنایا اور بااختیار وزیر ابن شیرزاد تھا اور متقی کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا اس کے علاوہ اس نے ابو القاسم الفضل بن مقتدر کو بلوایا جو اس کے بعد خلیفہ بنا اور جس کو مطیع اللہ کا لقب دیا گیا لیکن وہ اس کے دور خلافت میں چھپا رہا جس کی وجہ سے خلیفہ مستکفی باللہ نے دجلہ کے کنارے اس کے گھر کو منہدم کرنے کا حکم دیا۔

اسی سال قائم فاطمی کی وفات ہوگئی اس کے بعد اس کے لڑکے منصور اسماعیل حاکم جس نے اپنے پاؤں مضبوط ہونے تک باپ کی وفات کو چھپائے رکھا پھر ظاہر کر دیا۔ لیکن صحیح قول یہ ہے کہ القائم کی وفات سن ۳۳۴ میں ہوئی اسی زمانہ میں ان سے ابو یزید خارجی نے قتال کر کے ان کے بڑے بڑے شہر چھین لئے اور متعدد بار ان کو نقصان پہنچایا پھر لشکر جمع کر کے ان سے لڑائی کی ایک بار منصور نے ان کو اپنے سے لڑنے کے لئے دعوت دی چنانچہ دونوں کے درمیان بے شمار لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن اثیر نے کامل میں ذکر کی ہے ایک بار منصور کا لشکر شکست کھا گیا اور صرف بیس آدمی باقی رہ گئے لیکن وہ خود لڑتا رہا حتی کہ ابو یزید کو شکست دے دی اور اس موقع پر منصور نے بڑی ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے لوگوں کی نظروں میں اس کا مرتبہ زیادہ ہو گیا اور اس کی شہرت ہوگئی اور اس نے قیروان کا شہر اس سے چھین لیا اور مسلسل لڑتا رہا حتی کہ منصور نے غلبہ پا کر یزید کو قتل کر دیا اور جب یزید کا سر اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے سجدہ شکر ادا کیا۔

یہ ابو یزید بدشکل لنگڑا چھوٹے قد والا اور کٹر خارجی تھا مذہب والوں کو کافر کہتا تھا۔

اسی زمانے میں ذی الحجہ میں ابو حسین بریدی قتل کیا گیا پھر سولی پر لٹکا دیا گیا پھر اسے جلا دیا گیا کیوں کہ اس نے بغداد آ کر توزون اور ابن شیرزاد سے اپنے بھائی کے خلاف مدد طلب کی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے اس سے مدد کا وعدہ کیا تھا پھر اس نے توزون اور ابن شیرزاد کے خلاف پھوٹ

۱۔ تاریخ بغداد ۱۰ / ۱۱ تاریخ الخلفاء ۳۹۸، ۳۹۹

دانے کی کوشش کی ابن شیرزاد کو اس کا علم ہو گیا جس کی بنا پر اسے معزول کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

پھر بعض فقہاء نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا اور پھر آگ میں جلا دیا گیا اب ان کے دعویٰ کا دور ختم ہو گیا اور اس کی حکومت کا تختہ الٹ گیا۔

اسی سال خلیفہ مستکفی نے قاہر کو جیل سے نکال کر ابن طاہر کے گھر میں رہنے کا حکم دیا اور قاہر اس وقت بالکل مفلس ہو چکا تھا حتیٰ کہ اس کے پاس لباس کے لئے صرف جبہ کا ایک ٹکڑا تھا جسے وہ بدن پر لپیٹتا تھا اور پاؤں میں صرف لکڑی کا ایک ٹکڑا تھا۔

اسی سال سخت سردی اور گرمی بہت زیادہ پڑی تھی۔

اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ جب اہواز پر سوار ہو کر واسط پر قبضہ کے ارادے سے نکلا تو توزون کو جیسے ہی اس کی خبر ملی تو وہ خلیفہ کو لے کر بغداد سے روانہ ہوا جب معز الدولہ کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ واپس اپنے علاقے میں چلا گیا اور واسط پر خلیفہ نے قبضہ کر کے ابو القاسم عبد اللہ کو اس کا ضامن بنا دیا اس کے بعد شوال میں خلیفہ توزون کو لے کر بغداد واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ علی بن ابی الہیجاء عبد اللہ بن حمدان حلب پر قبضہ کرنے کے لئے نکلا چنانچہ اس نے یانس المونسی سے چھین کر اس پر قبضہ کر لیا پھر اس نے حمص کا رخ کیا لیکن وہاں پر اخشید محمد بن طغج کے لشکر اپنے آقا کافور کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ قنسرین میں دونوں کے درمیان لڑائی ہوئی لیکن کسی کو غلبہ حاصل نہ ہوا اور سیف الدولہ ابھی جزیرہ پھر حلب چلا گیا اور اس پر اس کی حکومت قائم ہو گئی وہاں پر رومی بڑے لشکر کے ساتھ اس کے مقابلہ میں آ گئے جس نے ان سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی اور ان کے آدمی قتل کر دیئے۔

واقعات ۳۳۴ھ

اسی سال محرم میں خلیفہ نے اپنے لقب میں امام الحق کی زیادتی کر دی اور مروجہ سکوں پر اسے لکھ دیا گیا خطباء نے خطبوں میں اسے پڑھ کر لوگوں کو سنایا۔

اسی زمانہ میں محرم میں توزون ترکی کی وفات ہو گئی اس کی وزارت کی کل مدت دو سال چار ماہ انیس دن تھی اس وقت اس کا کاتب ابن شیرزاد موجود نہیں تھا بلکہ وہ ہیت میں مال جمع کرنے میں لگا ہوا تھا جب اسے توزون کی موت کی خبر ملی تو اس نے ناصر الدولہ بن حمدان کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوجیوں کا آپس میں اختلاف ہو گیا اور انہوں نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ چنانچہ وہ وہاں سے چلا گیا اور صفر کے شروع میں باب حرب کے قریب پڑاؤ ڈالا جہاں تمام فوجی اس کے پاس آئے اور سب نے حلف اٹھایا۔ پھر خلیفہ مستکفی اور سرداروں نے بھی حلف اٹھایا کہ ان کی طرف سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اس کے بعد خلیفہ اس کے پاس آیا اور اس نے ابن شیرزاد کو امیر الامراء کا لقب دیا اور فوجیوں کی تنخواہوں میں اضافہ کر دیا ناصر الدولہ کے پاس آدمی بھیج کر خراج کا مطالبہ کیا اس نے پانچ لاکھ درہم اور لوگوں میں تقسیم کرنے کے لئے کچھ غلہ بھیجا اسی طرح اس نے پولیس کا محکمہ بنایا اور ظلم سے منع کیا بعض کو عہدوں سے معزول کر دیا اور بعض کو عہدوں پر فائز کر دیا پرانے لوگوں سے تعلقات ختم کر کے نئے لوگوں سے تعلقات قائم کئے۔ لیکن زمانے کے ایام اس نے بڑی خوشی سے گزارے۔

اس کے بعد خبر آئی کہ معز الدولہ بن بویہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ بغداد آ رہا ہے یہ خبر سن کر ابن شیرزاد اور خلیفہ روپوش ہو گئے جب کہ ترک موصل کے ارادے سے چلے گئے۔

بغداد میں بنی بویہ کی حکومت کا قیام اور ان کے احکام ... معز الدولہ احمد بن حسن بن بویہ ایک بڑے لشکر کے ساتھ بغداد کے ارادے سے نکلا جب بغداد کے قریب پہنچا تو خلیفہ نے اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے اور اسے پیغام دیا کہ ہم تمہاری آمد پر خوش ہیں۔ ترکوں کے خوف سے ہم کچھ مدت روپوش ہو گئے اور پھر اس کے پاس خلعت وغیرہ بھیجے۔

چنانچہ معز الدولہ اسی برس جمادی الاولیٰ میں بغداد کی حدود میں داخل ہو کر باب شماسیہ کے قریب پہنچ گیا پھر خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے ہاتھ پر بیعت کر لی اس وقت مستکفی نے اسے معز الدولہ کا لقب دیا اور اس کے بھائی ابو الحسن علی کو عماد الدولہ کا لقب اور بھائی ابو علی حسن کو رکن الدولہ کا لقب دیا اور ان کے یہ خطاب ان کے سکوں پر کھدوائے۔

اس کے بعد معز الدولہ خود دار الامارہ میں ٹھہرا اور اس کے ساتھی دیلم اور دوسرے گھروں میں ٹھہرے جس سے لوگوں کو بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

معز الدولہ نے ابن شیرزاد کو امان دی۔ اس کے بعد اس کو [illegible] مقرر کیا اور خلیفہ کے اخراجات کے لیے روزانہ پانچ ہزار درہم [illegible] کے متعلق تمام [illegible]۔

خلیفہ مستکفی باللہ کو گرفتار کر کے خلافت سے معزول کر دیا ۲۲ جمادی الثانی کو معز الدولہ لوگوں کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے خلیفہ کے سامنے بیٹھ گیا۔ دو دیلمی آئے انہوں نے اپنے ہاتھ خلیفہ کی طرف بڑھائے خلیفہ نے سمجھا [illegible] ان دونوں نے اس کے گلے میں پٹکا ڈال دیا۔ معز الدولہ اٹھ گیا اور افرا تفری مچ گئی شور برپا ہو گیا یہاں تک کہ وہ اسے پیدل گھسیٹتے ہوئے محل میں لے گئے اور حوالات میں بند کر دیا گیا۔

خلیفہ مستکفی کو معز الدولہ کے گھر لے جایا گیا اور ابو القاسم فضل بن مقتدر کو حاضر کیا گیا اس سے بیعت خلافت لی گئی۔ سابق خلیفہ مستکفی کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اور اسے جیل میں ڈال دیا گیا اور یہیں ۳۳۸ھ میں اس کی وفات ہوئی۔

مطیع اللہ کی خلافت جب معز الدولہ بغداد آیا اور اس نے مستکفی کو گرفتار کر کے اس کی آنکھیں نکلوا دیں تو اس کے بعد اس نے ابو القاسم فضل بن مقتدر کو بلایا جو اس وقت غائب تھا معز الدولہ نے اس کو [illegible] سے تلاش کرایا لیکن وہ نہیں ملا [illegible] معز الدولہ سے [illegible] مستکفی کی گرفتاری پر معز الدولہ [illegible] کی طرح [illegible] اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی گئی اور اس کا لقب مطیع للہ رکھا گیا۔ خاص و عام سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔

اس وقت خلافت کا صرف نام رہ گیا تھا خلیفہ کو کوئی اختیار نہیں تھا [illegible] کے تمام اختیارات معز الدولہ کے ہاتھ میں تھے [illegible] دیلم بہت زیادہ متعصب تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ بنی عباس نے علویوں سے حکومت چھینی ہے [illegible] علویوں کی حکومت [illegible] اس کے بارے میں اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا تو سب نے اس بات کی تائید کی لیکن ایک ذی فہم شخص نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ اور آپ کے ساتھی خلیفہ کو [illegible] نہیں سمجھتے اگر آپ اپنے ساتھیوں کو خلیفہ کے قتل کرنے کا حکم دیں تو وہ آپ کا حکم مان لیں گے لیکن اگر آپ علویوں میں سے کسی کو خلیفہ بنا دیں تو آپ تمام کے نزدیک صحیح ہوگا [illegible] آپ کے ساتھی [illegible] آپ کے خلاف اگر خلیفہ آپ کے قتل کا آپ کے ساتھیوں کو حکم دے گا تو آپ کے ساتھی آپ کو قتل کر دیں گے یہ بات اس کی سمجھ میں آ گئی اور اس نے [illegible] تبدیلی کا ارادہ ترک کر دیا۔

اس کے بعد معز الدولہ [illegible] اور ناصر الدولہ ابن حمدان کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ معز الدولہ [illegible] عکبرا تک پہنچے [illegible] ناصر الدولہ [illegible] مشرقی بغداد [illegible] اور مغربی بغداد پر اس نے قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے معز الدولہ [illegible] سخت تنگ [illegible] معز الدولہ نے [illegible] فریب [illegible] پر قابو حاصل کر لیا [illegible] ساتھیوں نے [illegible] ناصر الدولہ [illegible] ساتھیوں نے [illegible] ترک وغیرہ [illegible] اپنی طاقت [illegible] کے قریب تھا۔

اس کے بعد معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی صلح ہو گئی اور ابن حمدان موصل چلا گیا اور بغداد پر معز الدولہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اس کے بعد معز الدولہ نے [illegible] تنخواہیں [illegible] فوجیوں [illegible] ایک دن [illegible]

دیگر کھیل (جن سے کم عقل اور بے مروت لوگ ہی فائدہ حاصل کرتے ہیں) کو پسند کرنے لگے علاوہ ازیں تیر اندازی بھی سیکھنے لگے اور ان کی حوصلہ افزائی کے لئے ڈھول اور باجے بھی بجائے جاتے تھے یہ سب کچھ بے وقوفی تکبر اور بے حیائی کے سبب ہوا پھر فوجیوں کی تنخواہوں کے لئے رقم کی ضرورت پڑی تو تنخواہوں کے بدلے انہیں زمین الاٹ کر دی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خواص کے علاوہ سب کی زمینیں ویران ہو گئیں۔

اس سال بھی بغداد میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ ہو گئی حتیٰ کہ لوگ مردار، کتے، بلیاں کھانے پر مجبور ہو گئے اسی طرح لوگ بچوں کو چوری کر کے انہیں بھی بھون کر کھانے لگے اور وبائیں پھوٹ پڑیں حتیٰ کہ ایک دوسرے کو دفنانا چھوڑ دیا تھا اور مردے راستوں پر پڑے رہتے تھے اور روٹی کے عوض زمینیں اور گھر فروخت ہونے لگے تھے لوگوں نے بصرہ کا رخ کیا لیکن بعض تو راہ ہی میں مر جاتے تھے اور بعض بہت مدت کے بعد پہنچتے تھے۔

سال رواں ہی میں قائم بامر اللہ ابی القاسم محمد بن عبداللہ المہدی کی وفات ہوئی تھی اس کے بعد اس کا لڑکا منصور اسماعیل حاکم بنا تھا جو بڑا زیرک اور انتہائی بہادر تھا جیسا کہ پہلے بھی ہم نے ذکر کیا ہے پھر المنصور اسماعیل کی وفات بھی اسی سال شوال میں ہوئی تھی۔

اسی زمانہ میں مصر اور بلاد شام کے حاکم محمد بن طغج کی وفات بھی ہوئی تھی ان کی عمر ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ ان کے بعد ان کا نائب ان کا لڑکا ابوالقاسم ابوجور مقرر ہوا تھا لیکن اس کے کم سن ہونے کی وجہ سے کافور الاخشید کو اس کا نگران مقرر کیا گیا تھا وہی ان ممالک کی نگہداشت کرتا اور وہی ان تمام امور کی دیکھ بھال کرتا تھا۔

ایک مرتبہ کافور مصر گیا سیف الدولہ بن حمدان نے دمشق کا قصد کیا چنانچہ اس کو الاخشید کے ساتھیوں سے چھین لیا اس وقت وہ بہت خوش ہوا اور محمد بن محمد بن نصر الفارابی الترکی الفیلسوف سے مل گیا۔ ایک دن سیف الدولہ دمشق کے بعض اطراف میں شریف العقیلی کے ساتھ جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اس کی نظر غوطہ جگہ پر پڑ گئی جو اسے بہت پسند آئی اور وہ کہنے لگا کہ اس جگہ میں خلیفہ کا محل ہونا چاہیے گویا اس طرف اشارہ تھا کہ اس جگہ کو ان کے مالکوں سے چھین لیا جائے عقیلی ان کی یہ بات سن کر غصہ سے بھر گیا اور اس نے یہ بات وہاں کے لوگوں کو بتا دی اور کافور الاخشید کے پاس مدد کے لئے خط بھیجا۔ چنانچہ وہ ایک بڑا لشکر لے کر روانہ ہو گیا اور یہاں پہنچ کر اس نے سیف الدولہ کو ان کی نظروں سے دور کر دیا اور حلب سے بھی اسے بھگا دیا اور اس پر کسی کو نائب حاکم مقرر کر دیا اس کے بعد وہ دوبارہ دمشق آیا اور بدر الاخشیدی کو (جو بدیر سے مشہور تھے) اس پر حاکم مقرر کر دیا جب کافور دیار مصر میں پہنچا تو سیف الدولہ حلب آ گیا اور اب اس کے لئے دمشق کی کسی چیز میں طمع کرنا ممکن نہیں رہا۔

اس کافور کی مشہور شاعر متنبی نے مدح بھی کی ہے اور ہجو بھی کی ہے۔

خواص کی وفات …… اس سال خواص میں سے ان لوگوں نے وفات پائی عمر بن حسن اس کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے امام احمد کے مذہب کے مطابق کتاب المختصر لکھی تھی جس کی شرح قاضی ابو یعلیٰ بن فرا اور شیخ الموفق الدین بن قدامہ المقدسی نے کی ہے۔

یہ خرقی سادات، فقہا اور عابدین میں سے تھے بہت سی خوبیوں کے مالک تھے بغداد والوں کی طرف سے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کرنے کی وجہ سے بغداد چھوڑ کر چلے گئے تھے اور اپنی کتابیں ایک مکان میں رکھ گئے تھے بعد میں اتفاق سے وہ مکان جل گیا جس کی وجہ سے ان کی تمام تصانیف ضائع ہو گئیں۔ یہ دمشق چلے گئے وہیں پر اس سال وفات ہوئی تھی اور باب الصغیر کے قریب شہداء کی قبر کے قریب ان کی قبر ہے اور لوگ برابر اس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

انہوں نے اپنی کتاب المختصر میں حج کے باب میں لکھا ہے کہ انسان حجر اسود کے پاس آئے اگر وہ اپنی جگہ پر ہو تو اسے بوسہ دے اس بات کو شرط کے ساتھ اس وجہ سے لکھا گیا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب اس زمانہ میں لکھی تھی جس زمانہ میں حجر اسود قرامطہ کے پاس تھا۔

خطیب کا قول ہے کہ مجھے قاضی ابو یعلیٰ نے بتایا کہ خرقی کی بہت سی تصانیف تھیں اور امام احمد کے مذہب کے مطابق انہوں نے بہت سی جزئیات لکھی تھیں جو ظاہر نہ ہو سکیں کیوں کہ یہ تو خارجیوں کی وجہ سے بغداد سے نکل گئے تھے اور کتابیں ایک مکان میں رکھ دی تھیں جو بعد میں جل گئی تھیں اور یہ دور ہونے کی وجہ سے ان کی اشاعت نہ کر سکے۔

خطیب نے بیان کیا ہے کہ بعض اصحاب سے خرقی کا قول پہنچا ہے کہ میں نے خواب میں حضرت علیؓ کی زیارت کی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ مالداروں کا فقیروں کے سامنے تواضع اختیار کرنا کیا ہی خوب ہے میں نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین مجھے کچھ ارشاد فرمایئے آپ نے فرمایا کہ فقراء کا اغنیاء کے سامنے خودداری کرنا اس سے بھی اچھا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنی ہتھیلی اوپر کی تو اس میں منقوش ذیل اشعار تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

"تم کچھ بھی نہیں تھے اللہ نے تمہیں وجود بخشا اور ظاہر کیا۔ جب تم پھر اسی طرح ہو جاؤ گے۔ دار فناء میں گھر کو چھوڑ کر دار البقاء میں کوئی گھر بناؤ۔"

ابن بطہ کا قول ہے کہ خرقی کی وفات سن ۳۳۴ھ میں دمشق میں ہوئی تھی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کی ہے۔

محمد بن عیسیٰ ابو عبداللہ بن موسیٰ الفقیہ حنفی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ اپنے زمانے میں عراق میں حنفیوں کے شیخ تھے اور مستکفی کے زمانے میں بغداد کے قاضی رہ چکے تھے یہ ثقہ اور فاضل تھے لیکن ایک رات چور نقب لگا کر ان کے گھر میں داخل ہو گئے ان میں سے کسی نے ان کو بہت زیادہ تکلیف دی تو بزدلی کی وجہ سے انہوں نے اپنے آپ کو زمین پر گرا دیا اور اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن محمد بن عبداللہ ابو الفضل السلمی الوزیر الفقیہ الحاکم الشہید کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے کافی محدثین سے احادیث کا سماع کر کے ان کو جمع کیا اور تصنیف کیا۔ یہ جمعرات اور سوموار کو روزہ رکھا کرتے تھے اور تحریر و تصنیف کے کام میں بھی ناغہ نہیں کرتے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ شہادت کا سوال کرتے تھے اتفاق سے انہیں بادشاہ کا وزیر بنا دیا گیا ایک روز فوجی تنخواہ لینے کے لئے ان کے پاس آئے اور ان کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے اور انہوں نے علاقہ کو طلب کیا آ کر مطالبہ کیا گھر والوں نے غسل کیا خوشبو لگائی کفن پہنا اور گھر سے ہو کر نماز میں مشغول ہو گئے تو فوجیوں نے گھر میں داخل ہو کر اسی سال ربیع الاول میں سجدہ کی حالت میں ان کو شہید کر دیا۔

الاخشید محمد بن طغج کے حالات [۱] ...... یہ الاخشید محمد بن عبداللہ بن طغج ابو بکر ہیں جن کا لقب الاخشید ہے جس کا معنی شہنشاہ ہے۔ یہ لقب راضی نے ان کا لقب رکھا تھا کیونکہ یہ فرغانہ کے بادشاہ تھے۔ اور فرغانہ کے ہر بادشاہ کو اخشید کہا جاتا تھا جیسا کہ اشروسنہ کے بادشاہ کو افشین اور خوارزم کے بادشاہ کو خوارزم شاہ اور جرجان کے بادشاہ کو صول اور آذربیجان کے بادشاہ کو اصبہبذ اور طبرستان کے بادشاہ کو ارسلان کہا جاتا تھا۔ یہ تمام باتیں ابن الجوزی نے اپنی المنتظم میں لکھی ہیں۔

سہیلی کا قول ہے کہ عرب، شام اور جزیرہ کے کافر بادشاہ کو قیصر، فارس کے بادشاہ کو کسریٰ، یمن کے بادشاہ کو تبع، حبشہ کے بادشاہ کو نجاشی۔ ہند کے بادشاہ کو بطلیموس، مصر کے بادشاہ کو فرعون اور اسکندریہ کے بادشاہ کو مقوقس کہتے تھے۔ انہوں نے دمشق میں وفات پائی۔ بیت المقدس میں دفن کئے گئے اخشیدان پر موقوف ہے۔

ابو بکر شبلی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو بکر شبلی کے حالات [۲] ...... یہ مشائخ صوفیہ میں سے ہیں ان کے نام میں مختلف اقوال ہیں (۱) دلف بن جحدر۔ (۲) دلف بن جعفر۔ (۳) جعفر بن یونس۔ شبلی ایک بستی کے رہنے والے تھے جو خراسان کے علاقہ اشروسنہ کی ایک بستی ہے۔ یہ سامرا میں پیدا ہوئے ان کے والد موفق کے دور میں ... تھے ان کے ماموں اسکندریہ کے نائب حاکم تھے۔ شبلی نے خیر النساج کے ہاتھ پر توبہ کی۔ ایک مرتبہ ... تھے انہوں نے بھی کوئی بات سنی اسی وقت دل پر اثر کر گئی۔ جس کی وجہ سے گناہوں سے توبہ کر لی پھر فقر اور مشائخ کی صحبت اختیار کر لی۔ یہاں تک کہ اس قوم میں شمار ہونے لگے۔

جنید کا قول ہے کہ شبلی اپنے زمانے کے اولیاء اللہ کے تاج تھے۔

---

(۱) شذرات الذہب ۲/ ۳۳۶ العبر ۲/ ۲۳۹، ۲۳۰

(۲) تاریخ بغداد ۱۴/ ۳۸۹ ۔ ۳۹۷ شذرات الذہب ۲/ ۳۳۸

خطیب کا قول ہے کہ مجھے کئی واسطوں سے علی بن مثنیٰ تمیمی کا قول پہنچا ہے کہ ایک روز شبلی کے پاس ان کے گھر پر گیا دیکھا وہ زور زور سے مندرجہ ذیل اشعار پڑھ رہے ہیں:

تیری قربت کا عادی تیری دوری پر صبر نہیں کر سکے گا۔ تیری محبت کا غلام تیرے فراق کو برداشت نہیں کر سکے گا۔ اگر ہماری آنکھ
تمہیں نہیں دیکھ رہی تو غم کی بات نہیں کیونکہ ہمارا دل تو آپ کو دیکھ رہا ہے۔

ان کے مختلف احوال اور کرامات بیان کی گئی ہیں ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے تھے جن پر حلاج کے معاملے کا شبہ ہو گیا تھا اور جو باتیں حلاج کی طرف منسوب تھیں الحاد، اتحاد وغیرہ ان میں یہ غور و فکر نہیں کر سکے۔ بوقت وفات انہوں نے اپنے خادم سے کہا کہ میرے ذمہ کسی صاحب کا ایک کھوٹا درہم تھا میں نے اس کی طرف سے ہزاروں روپے صدقہ کر دیئے لیکن اب بھی میرا ان کی طرف سے دل مطمئن نہ ہو سکا اس کے بعد خادم کو وضو کرانے کا حکم دیا اس نے وضو کرایا لیکن اس نے داڑھی کا خلال چھوڑ دیا اس وقت شبلی کی زبان بند ہو چکی تھی لیکن پھر بھی انہوں نے ہاتھ اٹھا کر داڑھی کا خلال کیا۔ یہ بات ابن خلکان نے وفیات میں ذکر کی ہے۔

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ ایک روز شبلی جنید کے پاس گئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو کر ہاتھوں سے تالیاں بجا کر اشعار پڑھ رہے تھے:

انہوں نے مجھے وصال کا عادی بنا دیا اور وصال میٹھا ہوتا ہے۔ انہوں نے جدا کر کے مجھے تکلیف پہنچائی اور جدائی بڑی تکلیف
دہ چیز ہے۔ جس وقت انہوں نے مجھے عتاب کیا تو لوگوں نے مجھے قصوروار سمجھا حالانکہ صرف میری محبت ان سے زیادہ ہے اور
یہ کوئی گناہ کی چیز نہیں ہے۔ ملاقات کے وقت عاجزی سے پیش آنا حق ہے محبت کا بدلہ محبت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے۔

شبلی کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ جامع رصافہ کے پاس جمعہ کے روز ایک مجنون کو برہنہ دیکھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ میں اللہ کا دیوانہ ہوں میں اللہ کا دیوانہ ہوں میں نے اس سے کہا کہ کپڑے پہن کر مسجد میں جا کر نماز جمعہ ادا کیوں نہیں کرتا تو اس نے جواب میں مندرجہ ذیل اشعار پڑھے:

لوگ ہم سے اپنی زیارت اور اپنے حق کا مطالبہ کرتے ہیں حالانکہ میری بدحالی نے مجھ سے ان کے حق کو ساقط کر دیا ہے۔ وہ
میری بدحالی دیکھ کر ایک منٹ نہیں بچ جاتے اور نہ ہی ناپسند کرتے ہیں حتیٰ کہ میں خود ہی اپنے آپ کو ناپسند سمجھنے لگتا ہوں۔
شیخ حبیب سب ختم ہو گئے جس کی وجہ سے پے در پے رخساروں پر آنسو جاری ہیں۔ حوادثات زمانہ نے میرے ساتھ انصاف
سے کام نہیں لیا انہوں نے مجھے الوداع کہتے ہوئے پھینک دیا حالانکہ میرے پاس وہ قلب نہیں ہیں۔

شبلی کی وفات ستاسی سال کی عمر میں اسی سال ختم ہونے سے دو روز قبل بروز جمعہ ہوئی اور خیزران کے مقبرے میں انہیں دفن کیا گیا واللہ اعلم۔

واقعات ۳۳۵ھ

اسی سال مطیع اللہ کی خلافت کو دارالخلافہ میں استحکام حاصل ہوا تھا اور معز الدولہ بن بویہ اور ناصر الدولہ بن حمدان کے درمیان صلح ہوئی تھی پھر ناصر الدولہ نے تکین ترکی پر حملہ کیا اور بہت سی بار دونوں میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر ناصر الدولہ نے تکین پر غلبہ حاصل کر کے اس کی آنکھیں نکال دیں اور موصل، جزیرہ پر اس کا قبضہ مضبوط ہو گیا، اور رکن الدولہ نے رَی خراسانیوں سے چھین کر اپنے قبضے میں لے لیا اور بنی بویہ کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا جس کی وجہ سے رَی، پہاڑی علاقے، اصبہان، فارس، اھواز، عراق پر ان کی حکومت قائم ہو گئی اور موصل اور جزیرہ کا ٹیکس انہی کے پاس آنے لگا۔

اس کے بعد معز الدولہ اور ابی القاسم کے لشکروں میں لڑائی ہو گئی، بریدی کا لشکر شکست کھا گیا اور اس کی جماعت کے بڑے بڑے سردار گرفتار کر لئے گئے۔

اس زمانہ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان لڑائی میں سرحدی علاقہ کے امیر سیف الدولہ حمدان کو کامیابی حاصل ہوئی تھی جس کے نتیجے میں ڈھائی ہزار مسلمان آزاد ہوئے تھے۔

خرقی کی وفات۔ خرقی بھی ہے اسی سال منجملہ ان لوگوں کے وفات پائی، حسن بن حمویہ ابو الحسن کی وفات اس سال ہوئی تھی انہوں نے بہت سے محدثین سے حدیث روایت کرکے بیان کی ہیں، ان کے دور میں احادیث لکھوائی جاتی تھیں اور ایک طویل عرصہ تک اپنے شہر کے حاکم رہے تھے بہت بڑے عابد اور تہجد کے پابند تھے ان کی ظرافت اور عقلمندی کی مثالیں بیان کی جاتی تھیں، اچانک قاضی کے عہدہ پر اچانک ان کی وفات ہوئی تھی۔

عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے ابن ماجہ وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں پھر ان سے دار قطنی وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں ثقہ ماہر حافظ الحدیث تھے انہوں نے زبانی چالیس ہزار احادیث یاد کی تھیں۔

عبدالسلام بن حبیب بن عبداللہ بن رغبان بن زید بن تمیم کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو محمد الکلبی (جن کا لقب دیک الجن تھا) کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ شاعر، ظریف اور مذہباً شیعہ تھے بحتری نے کہا کہ یہ بنی تمیم کے غلاموں میں سے تھے ان کے بہت عمدہ اور پر اثر اشعار ہیں ان کے اشعار قصائد وغیرہ ہیں یہ دونوں قسم کے ہیں ابو نواس نے ضرورت میں ان کے اشعار کو پسند کیا ہے۔

علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن عیسیٰ بن داؤد کے حالات[1] ...... علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح ابو الحسن ہیں جو مقتدر اور قاہر کے وزیر تھے ان کی ولادت ۲۴۵ھ میں ہوئی، محدثین علماء سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا ان سے طبرانی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے یہ ثقہ فن کے ماہر، دیندار اور پاکدامن تھے روزہ اور قرآن کریم کی تلاوت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اہل علم سے بہت زیادہ شغف رکھتے ان کی مجالس میں کثرت سے آنا جانا تھا ان کا اصل تعلق فارس سے تھا یہ عطیات کی بہت زیادہ خدمت کرنے والوں میں سے تھے ان کا قول ہے کہ میں نے سات لاکھ دینار کمائے تھے جن میں چھ لاکھ اسی ہزار خیر کے کاموں میں خرچ کر دیے۔

ابوالحسن بغداد سے جلاوطن ہونے کے بعد مکہ آئے اور شدید گرمی میں بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کی اس کے بعد گھر آ کر لیٹ گئے اور کہنے لگے برف کے پانی کو طبیعت چاہ رہی ہے کسی نے بتایا کہ اس وقت یہاں نا ممکن ہے انہوں نے جواب دیا کہ جب اللہ چاہے گا اس کا انتظام فرما دے گا اور میں شام تک صبر کروں گا چنانچہ ان میں بادل آ کر بارش ہوئی اور اس میں بہت زیادہ برف کے اولے گرے ان کے ساتھیوں نے ان اولوں کو جمع کر کے چھپا کر رکھ دیا۔

ابوالحسن کا اس دن روزہ تھا شام کے وقت مسجد میں گئے تو انہیں مختلف برف کے شربت پیش کئے گئے ابوالحسن نے وہ مشروبات اپنے ساتھیوں کو پلا دیے اور خود اس میں سے بالکل نہیں پیا۔ ان کے گھر تشریف لانے کے بعد ان ہی مشروبات میں سے کچھ بچے ہوئے ان کے سامنے پیش کئے اور بہت اصرار کے بعد انہوں نے اس میں سے کچھ نوش فرمایا اور فرمانے لگے کاش میں اس وقت اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کر لیتا۔

ان کے اشعار میں سے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

(۱) کاش تکلیف پر خوش ہوتے ہوئے کوئی مجھ سے سوال کرنے والا ہو جس کو دیکھ کر مجھے فائق ہو یا بغیر سوال کے خوش کرنے والا ہو۔

(۲) ان کی برداشت ہارنے والی مصیبتوں پر بہت زیادہ صاحب نا گزیری مصیبتوں نے ایک شریف انسان کو ظاہر کر دیا

ابوالقاسم علی بن حسن تنوخی نے اپنے والد سے انہوں نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ ان کی مرتبہ ایک شخص عطار سنت پر بہت زیادہ عمل کرنے والا تھا ایک مرتبہ اس پر چھ سو دینار قرض ہو گیا جس سے یہ پریشان ہو کر انہوں نے دکان ختم کی اور گھر بیٹھ گئے اور کثرت سے نماز پڑھ پڑھ کر اس حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے خوب الحاح کے ساتھ دعا کیا کرتے رہے ایک رات انہیں خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ علی بن عیسیٰ کے پاس جاؤ میں نے ان سے کہہ دیا ہے کہ وہ تم کو چھ سو دینار دے دیں گے۔

---

[1] تاریخ بغداد ۱۲/ ۱۴ - ۱۶، المنتظم ۶/ ۳۴۸

فجر کی نماز کے بعد وزیر کے دروازہ پر چلے گئے لیکن کسی سے شناسائی نہیں تھی جس کی وجہ سے وہیں بیٹھ گئے کہ شاید کوئی انہیں وزیر تک پہنچا دے لیکن یہ بہت دیر تک بیٹھے رہے اور دن ختم ہونے کے قریب ہو گیا تو انہوں نے ایک دربان سے کہا کہ وزیر سے کہو کہ میں نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا ہے اور وہ خواب میں آپ کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں دربان نے کہا کہ آپ ہی ہیں وہ جنہوں نے یہ خواب دیکھا ہے وزیر نے تو خود آپ کو بہت تلاش کروایا ہے اس کے بعد دربان نے وزیر کو ان کے بارے میں خبر دی وزیر نے کہا کہ جلدی انہیں اندر بلاؤ چنانچہ یہ اندر چلے گئے وزیر ان کو دیکھ کر کہنے لگا کہ میں آپ کی ذات نام احوال گھر سے واقف نہ تھا پھر انہوں نے آپ علیہ السلام کے خواب کا ذکر کیا سن کر وزیر نے کہا کہ میں نے بھی خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے اور مجھے بھی آپ ﷺ نے یہی حکم دیا ہے۔ صبح ہونے کے بعد میں نے سوچا کہ میں کس سے آپ کا پتہ دریافت کروں اس لئے کہ میں تو آپ کی ذات احوال گھر سے ناواقف تھا اور میں نے اب تک آپ کی تلاش میں آدمی بھی بھیجے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ آپ از خود تشریف لے آئے پھر خادم کو حکم دیا کہ انہیں ایک ہزار دینار دیدو، اور کہا کہ چار سو تو وہ ہیں جن کا آپ ﷺ نے حکم فرمایا ہے اور چھ سو ہماری طرف سے صدقہ ہے انہوں نے جواب دیا کہ میں چار سو دینار سے زائد ایک دینار بھی نہیں لوں گا اللہ تعالیٰ انہیں میں برکت عطا فرمائے گا اور پھر صرف چار سو دینار لئے وزیر نے کہا کہ یہ اس کے صدق اور یقین کی نشانی ہے۔

اس کے بعد اس عطار نے وہ رقم قرض خواہوں کو دیدی انہوں نے کہا کہ ان کے ذریعہ آپ دکان کھول کر کاروبار شروع کریں ہمیں تین سال کے بعد دیدینا انہوں نے جواب دیا کہ ثلث تو قبول کر ہی لیجئے چنانچہ دو سو دینار ان کو دیدیے اور باقی دو سو دینار سے دکان کھول لی اور سال پورا ہونے سے بھی پہلے ایک ہزار دینار کا انہیں نفع ہو گیا اس کے علاوہ بھی وزیر کے کئی اچھے واقعات ہیں ان کی وفات اسی سال ۸۹ سال کی عمر میں ہوئی بعض کا قول یہ ہے کہ گزشتہ سال ہوئی۔

محمد بن اسماعیل بن اسحاق بن بحر ابو عبد اللہ الفارسی الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ ثقہ اور ماہر فن تھے ابوزرعہ دمشقی وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا تھا ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے اور آخری شخص ان سے روایت کرنے والے ابو عمر بن مہدی تھے اسی سال شوال میں انہوں نے وفات پائی تھی۔

ہارون بن محمد کی وفات ——— ہارون بن محمد بن ہارون بن علی بن موسیٰ بن عمرو بن جابر بن یزید بن جابر بن عامر بن اسید بن تمیم بن صبح بن ذہل بن مالک بن سعید بن ضبہ ابو جعفر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ قاضی ابو عبد اللہ حسین بن ہارون کے والد تھے ان کے اسلاف قدیم زمانہ میں عمان کے شاہوں میں سے تھے ان کے دادا یزید بن جابر تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور بڑے اچھے طریقے سے قبول کیا۔

یہ ہارون عمان سے منتقل ہو کر بغداد آنے والے اول شخص ہے بغداد میں انہوں نے اپنے والد سے احادیث بیان کی تھیں جو کہ بڑے فن مولی تھے ان کا گھر مجمع اہل علم تھا، ان کا طریقہ انہیں کے ذمہ تھا بغداد میں ان کا بڑا مرتبہ اور دبدبہ تھا دارقطنی نے ان کی بہت زیادہ تعریف کی ہے اور کہا کہ یہ نحو لغت، شعر، معانی القرآن، علم کلام میں بہت زیادہ ماہر تھے۔

ابن الاثیر کا قول یہ ہے کہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن عباس بن صول الصولی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ فنون اخبار و آداب کے عالم تھے ابن الجوزی نے ان کا تذکرہ سن ۳۳۶ھ میں کیا ہے۔

ابو العباس بن قاضی احمد بن ابی احمد الطبری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔ یہ ابن سریج کے شاگرد تھے، کتاب التلخیص اور کتاب المفتاح کی ان کی تالیفات ہیں، یہ مختصر تھی جس کی شرح ابو عبد اللہ الحسین اور ابو عبد اللہ الختنی نے کی تھی ان کے والد لوگوں کو وعظ و اخبار سنایا کرتے تھے یہ خود طرسوس کے قاضی تھے یہ بھی لوگوں کو وعظ کیا کرتے تھے ایک مرتبہ ان پر اس کا اس قدر اثر ہوا کہ بیہوش ہو کر زمین پر گر گئے اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۳۶ھ

اس سال معز الدولہ اور خلیفہ مطیع اللہ بغداد سے بصرہ گئے اور اس کو ابوالقاسم بن بریدی کے قبضہ سے آزاد کرایا اور بریدی اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو گیا اور معز الدولہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور قرامطہ کو ڈرایا اور ان کے شہر پر قبضہ کرنے کی دھمکی دی کیونکہ خلیفہ کی ان کے خطوں میں اپنا اضافہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ان کی آمدنی ہوتی تھی۔

اس کے بعد معز الدولہ اہواز میں اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملاقات کے لیے گیا اور اس کے سامنے جھک کر زمین کو بوسہ دیا اور دیر تک اس کے سامنے کھڑا رہا اس نے بیٹھنے کے لیے کہا لیکن بیٹھا نہیں اس کے بعد خلیفہ کے ساتھ بغداد آ کر امور درست کیے۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ نے بلاد طبرستان اور جرجان کو دیلم کے بادشاہ مرداویج کے بھائی وشمگیر کے قبضہ سے آزاد کرا کر اس پر قبضہ کر لیا وشمگیر نے خراسان جا کر اس حاکم سے مدد طلب کی۔

خواص کی وفات...... مشہور لوگوں میں سے اس سال [illegible] نے وفات پائی ابوالحسین بن منادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابوالحسین بن منادی کے حالات[1] ...... ابوالحسین بن منادی احمد بن جعفر بن محمد عبیداللہ بن یزید کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے اپنے دادا سے حدیث سنی یہ ثقہ امین اور صادق تھے انہوں نے بہت سی تصنیف کیں اور علوم کثیرہ جمع کیے لیکن ان میں کچھ انہوں نے لوگوں سے چھپائے اکثر انہوں نے زہد و ورع کی وجہ سے جمع کیے تھے سب سے آخری شخص ان سے روایت کرنے والے محمد بن فارس الغوری ہیں۔

ابن الجوزی نے ابو یوسف مقری کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ابوالحسین بن منادی نے علوم قرآن پر چار سو چالیس سے زائد کتابیں تصنیف کی ہیں ان کے کلام کو کوئی بھی [illegible] نہیں ہے بلکہ جامع اور [illegible] نقل کیا جاتا ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کی تصانیف کا مطالعہ کرنے والا شخص صحیح طور پر ان کے فضل کا اور [illegible] جو کتب میں [illegible] ہیں ۸۰ برس کی عمر میں اس سال محرم میں ان کی وفات ہوئی۔

صولی محمد بن عبداللہ بن عباس کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

الصولی محمد بن عبداللہ بن عباس کے حالات[2] ...... یہ الصولی محمد بن عبداللہ بن عباس بن محمد صول ابوبکر الصولی ہیں یہ فن ادب کے ماہر علماء میں سے تھے، بادشاہوں کی خبریں، خلفاء کے ایام، شریف لوگوں کے آثار اور شعراء کے طبقات سے خوب واقف تھے انہوں نے ابوداؤد سجستانی، مبرد، ثعلب، ابی العیناء وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں یہ کثرت سے روایت کرنے والے [illegible] تھے تصنیف کتب میں بہت ہی ماہر تھے ان کی بڑی بڑی کتب ہیں [illegible] ایک جماعت کی انہوں نے علم شطرنج اختیار کر کے ان سے بہت [illegible] حاصل کیا ان کے دادا صول اور ان کے خاندان کے لوگ جرجان کے شاہی خاندان میں سے تھے ان کی اولاد بڑے بڑے [illegible] میں سے تھی صولی [illegible] شیعہ اور حسن طریقت کے مالک تھے ان کے بہت عمدہ عمدہ اشعار ہیں ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں ان کے اشعار میں سے دو شعر یہ ہیں:

(۱) تیری محبت کی وجہ سے میں اس کے ہم شکل سے بھی محبت کرتا ہوں اس لیے کہ مشتاق کی ہر چیز محبوب ہوتی ہے۔
(۲) حتیٰ کہ میں نے اس کی آنکھ کے پانی کو اپنے جسم سے [illegible] تو گویا کہ میری بیماری اس کی آنکھوں سے حاصل ہوئی۔

کسی ذاتی ضرورت سے صولی بصرہ گئے تھے وہیں ان کی وفات ہوئی اسی سال شیخ [illegible] کی صاحبزادی کا انتقال ہوا یہ بڑی زاہدہ عابدہ تھیں [illegible] کی عبادت اختیار کرنے والی تھیں ان کے والد محمد کے [illegible] فروخت کر کے کھایا کرتے تھے اور ان میں سے [illegible] وہ ان کے [illegible] تھے۔

---

[1] تاریخ بغداد [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]

[2] تاریخ بغداد [illegible]، [illegible]

اسی سے اپنا گذر بسر کرتی تھی، ایک مرتبہ ان کے والد نے دو پیسے ایک شخص کو دیئے جس نے از راہِ خیر خواہی تین درہم اس میں ملا دیئے اور لا کر اس کو دیئے۔ تب اس نے کہا یہ کچھ زیادہ ہے اس میں تم نے کیا کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے از راہِ خیر خواہی تین درہم اس میں ملا دیئے تھے اس نے کہا کہ اگر تم خیر خواہی کی نیت نہ کرتے تو میں تمہارے لیے بد دعا کرتی، اب اس کو لے جاؤ مجھے ضرورت نہیں، اس نے کہا: پتہ نہیں وہ رقم لے لو، اس نے کہا اختلاط کی وجہ سے ان سب کی واپسی ہے۔ لہٰذا میں مجبوراً اس کے والد کے پاس گیا انہوں نے کہا کہ تم نے تکلیف دی ہے کیونکہ تم نے میری لڑکی کے خرچ میں کمی کر دی جاؤ تم ان کو صدقہ کر دو۔

واقعات ۳۳۶ھ

اس سال معز الدولہ اور مطیع ہو کر بغداد سے بصرہ گیا اور ابو القاسم بریدی کو شکست دے کر اس سے بصرہ چھین لیا اور رمضان میں بصرہ پر اس کی حکومت قائم ہو گئی اور اس نے اس کے اہل پر ظلم کیا اور ان کے اموال پر قبضہ کر لیا۔

پھر اس نے ناصر الدولہ بن حمدان سے اس کے تمام شہر چھیننے کا ارادہ کیا لیکن اس کے بھائی رکن الدولہ کی جانب سے خراسانیوں کے مقابلہ میں مدد طلب کرنے کی وجہ سے وہ ناصر الدولہ سے مصالحت پر مجبور ہو گیا اس شرط پر کہ اس کے تحت جتنے علاقے ہیں سب کی طرف سے وہ اسے ۸ ہزار روپے دے گا اور یہ کہ اس کے بھائی معز الدولہ اور رکن الدولہ کا نام منبروں پر پڑھے گا۔ ان شرائط کے ساتھ اس نے معاہدہ قبول کر لیا اور معز الدولہ بغداد واپس آ گیا اور اپنے بھائی کے پاس ایک جھنڈا بھیجا اور خلیفہ سے اس کے لئے خراسان کی ولایت کا عہد لیا۔

اسی زمانہ میں حلب کا حاکم سیف الدولہ بن حمدان بلاد روم میں داخل ہو گیا اس کے مقابلہ میں رومیوں کا ایک جم غفیر آیا اور دونوں میں سخت مقابلہ ہوا، آخر سیف الدولہ شکست کھا گیا اور رومیوں نے اس کا سارا ساز و سامان لوٹ لیا اور طرطوس پر سخت حملہ کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال میں دجلہ کا پانی بیس ہاتھ بلند ہو گیا۔

خواص کی وفات…… خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

عبد الملک بن محمد بن عدی بن عاصم ابو نعیم الجرجانی کی وفات اسی سال ہوئی، یہ تریسٹھ سال تک مؤذن رہے تھے ۲۲ غزوات میں شریک ہوئے اور علماء میں نیک اور پارسا تھے، رات میں نوافل بہت پڑھتے تھے صدقہ بہت کرتے تھے انہوں نے عبد اللہ بن احمد بن حنبل، مسلم بن حجاج کی زیارت کی ہے اور ان سے روایت کی ہے ۸۲ سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

قدامہ بن جعفر بن قدامہ ابو الفرج الکاتب کی وفات اسی سال ہوئی خراج اور کتابت پر ان کے لکھے ہوئے بہترین رسائل ہیں علماء ان کی اقتداء کرتے تھے، ثعلب سے انہوں نے کچھ مسائل روایت کئے تھے۔

محمد بن علی بن عمر ابو علی المذکر النیشاپوری کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے بہت مشائخ سے ملاقات کی، ان سے سماعت کرنے میں تدلیس سے کام لیتے تھے اسی سال ایک سو سات سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ محمد بن مطہر بن عبد اللہ ابو علی الفقیہ المالکی کی وفات اسی سال ہوئی، مذہب مالکی پر انہوں نے کتاب لکھی ہے، فقہ پر ان کی بے مثال کتاب ہے، یہ مذہب کے ماہر افضل مالکی تھے۔

اسی سال ربیع الاول میں شیعوں اور اہل سنت میں لڑائی ہوئی تھی اور کرخ لوٹ لیا گیا تھا۔

اسی زمانہ میں ابو السائب عتبہ بن عبید اللہ ہمدانی کو قاضی القضاۃ بنایا گیا تھا۔

اس سال ایک شخص عمران بن شاہین کا ظہور ہوا تھا اس پر بہت سے جرمانے ہو گئے تھے جس کی وجہ سے بادشاہ سے فرار ہو کر جنگلوں میں چلا گیا تھا اور وہاں مچھلیوں اور پرندوں کے شکار پر گزر بسر کرتا تھا، پھر لوگوں کی ایک جماعت اس کی معاون بن گئی جس کی وجہ سے اس کی طاقت بڑھ گئی تو ابو القاسم بن البریدی نے اسے بطیحہ کی نگرانی کا حاکم بنا دیا۔

اس کے بعد معز الدولہ نے اپنے وزیر ابی جعفر بن صیمری کے ساتھ اس کے مقابلہ میں ایک لشکر بھیجا اس میں اس نے وزیر کو شکست دے دی اور اس کا مال وغیرہ بھی چھین لیا جس کی وجہ سے اس کے اثر و رسوخ میں اضافہ ہو گیا اتفاق کی بات کہ اس وزیر اور عماد الدولہ کی وفات ایک ساتھ ہوئی۔

ابو الحسن علی بن بویہ کی وفات اسی سال ہوئی یہ بویہ کا سب سے بڑا لڑکا اور ان کا سب سے پہلا بادشاہ تھا یہ عقل با صلاحیت نیک سیرت اور بہادر بھی تھا سب سے اول اس کا ظہور ۳۲۲ھ میں ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے بھی ذکر کیا ہے اس سال پندرہ سال پر مختلف امراض کا حملہ ہوا جس کی وجہ سے اس کی صحت کا خیال نہ رکھا جا سکا۔ مختصر یہ کہ عماد الدولہ کا امر ... یہ ... کرتے تھیں اور بادشاہ تھا اور غالب علوم کی ذات پر ... ہے لیکن اس کا کوئی لڑکا نہیں تھا اس لئے اس نے اپنے بعد ولی عہد بنانے کے لئے بھائی سے بھتیجے کو طلب کیا جب وہ اس کے پاس پہنچا تو اس کی آمد پر بڑا خوش ہوا اور لشکر کے ساتھ خود اس کے استقبال کے لئے نکلا۔

جب وہ دار المملکت میں داخل ہوا تو اسے اپنے تخت پر بٹھایا اور دوسرے امراء کی طرح اس کے سامنے کھڑا ہو گیا تاکہ اس کے رعب اور دبدبے میں اضافہ ہو پھر سب سے اس کے ہاتھ پر بیعت لی مخالفت کرنے والوں میں سے بعض کو قتل اور بعض کو گرفتار کر لیا حتی کہ عضد الدولہ کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اس کے بعد ستاون سال کی عمر میں اسی سال عماد الدولہ نے شیراز میں وفات پائی اس کی کل مدت حکومت ۱۶ برس تھی یہ اپنے دور کے عقلمندوں میں سے تھا اور اپنے ہم عصروں سے سبقت لے گیا یہ امیر کا نام اسی لقب سے خط و کتابت کرتے تھے لیکن اس کا بھائی رکن الدولہ عراق میں اس کی نیابت کرتا رہا عماد الدولہ کی وفات کے بعد وزیر ابو جعفر صیمری کرمان میں شاہین ... کی جنگ سے واپس آ گیا تو معز الدولہ نے اسے شیراز جا کر اس کے حالات پر قابو پانے کا حکم دیا اس کے بیٹے کی مدد سے کرمان فتح ہو جانے کے بعد مضبوط ہو گیا اس کے بقیہ حالات اپنی جگہ پر آ گئے۔

اسی سال وفات پانے والوں میں احمد بن محمد ابو جعفر بن یونس بھی ہیں۔

احمد بن محمد اسماعیل بن یونس کے حالات[1]

یہ احمد بن محمد بن اسماعیل بن یونس ابو جعفر المرادی المصری نحوی المعروف بالنحاس ادیب ہیں، نحو میں ان سے مشہور ہیں تفسیر وغیرہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں انہوں نے احادیث کو جمع کیا اور مصر کے ساتھیوں سے ملاقات کی، ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ذی الحجہ ۳۳۸ھ میں ان کی وفات ہوئی، ان کی وفات کا سبب یہ تھا کہ نیل کے کنارے کے پاس بیٹھ کر کوئی بحر کاٹ رہے تھے تو کسی نے کہا کہ یہ نیل پر سحر پڑھ رہے ہیں اس وجہ سے ایک شخص نے انہیں لات ماری جس کی وجہ سے یہ گر کے دریا میں غرق ہو گئے کوئی پتہ نہیں چل سکا کہ کہاں گئے۔

نحو میں ان کے استاذ علی بن سلیمان الاخفش ہیں ابو بکر انباری اور ابو اسحاق الزجاج نفطویہ وغیرہ ہیں ان کی عمدہ و مفید متعدد تصانیف ہیں جن میں سے تفسیر القرآن الناسخ و المنسوخ ... سیبویہ کے ابیات کی عمدہ شرح، معلقات اور دواوین عشرہ کی شرح۔ انہوں نے نسائی سے حدیث کی روایت کی ہے ... تھے لوگوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔

المستکفی باللہ

اسی سال خلیفہ المستکفی باللہ عبد اللہ بن علی المکتفی باللہ کی وفات ہوئی تھی یہ ایک سال چار ماہ اور دو دن مسند خلافت پر فائز رہے تھے پھر ان کو خلافت سے معزول کر کے ان کی آنکھیں نکال دی گئیں تھیں، اسی سال اپنے گھر میں محبوس ہونے کی حالت میں انہوں نے وفات پائی ان کی عمر ۴۶ برس کی تھی۔

---

[1] شذرات الذہب ۲: ۳۴۶، المنتظم ۶: ۳۶۴، النجوم الزاہرۃ ۳: ۳۰۰

علی بن حمشاذ بن سختون بن نصر ابوالعدل - کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ نیساپور میں اپنے زمانے کے محدث تھے حصول حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے اسفار کئے تھے بے شمار محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کر کے حدیث بیان کی تھیں چار سو جز کی انہوں نے ایک مسند بھی لکھی اس کے علاوہ حافظہ، کثرت عبادت، پاکدامنی اور خشیت الٰہی کے ساتھ متصف تھے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ میں ان کے ساتھ سفر و حضر میں ساتھی رہا میں نے ان کو کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا [illegible] کی تحریر ہے یہ بالکل صحیح سالم حمام میں داخل ہوئے کہ اچانک اسی میں جمعہ کے روز اسی سال ماہ شوال کو وفات ہوئی۔

علی بن محمد بن احمد بن حسن ابوالحسن الواعظ البغدادی - کی وفات اسی سال ہوئی تھی طلب حدیث کے لئے انہوں نے مصر کا سفر کیا پھر وہیں اقامت اختیار کر لی تھی کہ مصری نسبت سے مشہور ہو گئے متعدد محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔

ان کی اصلاحی مجلس میں مرد و عورت سب شریک ہوتے تھے جس کی وجہ سے یہ عورتوں سے حجاب کے طور پر چہرہ پر نقاب ڈال رکھتے تھے ایک مرتبہ ان کی مجلس میں ابوبکر نقاش چھپ کر شامل ہو گیا ان کا کلام سن کر کھڑے ہو گئے اور اپنی شناخت کراتے ہوئے کہنے لگے آج کے بعد قصے بیان کرنا مجھ پر حرام ہیں خطیب بغدادی کا قول ہے کہ یہ ثقہ امین عارف تھے لیث اور ابن لہیعہ کی احادیث انہوں نے جمع کی تھیں نیز ان کی متعدد کتابیں ہیں اسی سال ذیقعدہ میں اسی سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۳۹ھ

اسی مبارک سال میں حجر اسود کو اپنی جگہ پر لا کر نصب کر دیا گیا تھا قرامطہ اس وقت کے اپنے امیر ابوطاہر سلیمان بن سعید الحسین الجنابی کی معیت میں سن ۳۱۷ھ میں یہاں سے لے گئے تھے اس کی وجہ سے مسلمان بہت پریشان ہوئے تھے اور ان کے امیر بجکم ترکی نے پچاس ہزار دینار کے عوض ان سے مطالبہ کیا تھا کہ اسے واپس کر دے لیکن قرامطہ نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ کہنے لگے کہ جس کے حکم سے ہم لائے تھے اسی کے حکم سے واپس کریں گے۔

اس کے بعد اسی سال قرامطہ نے حجر اسود کو کوفہ میں رکھ دیا تا کہ لوگوں کو دکھانے کے لئے جامع مسجد کے ساتویں ستون میں لٹکا دیا اور ابوطاہر کے بھائی نے ایک خط بھی لکھ کر رکھ دیا کہ ہم جس کے حکم سے لے گئے تھے اسی کے حکم سے واپس کر دیا تا کہ لوگوں کا حج مکمل ہو جائے۔ اس کے بعد بغیر کسی مطالبے کے اسی سال ذیقعدہ میں چھوڑ گئے حجر اسود ۲۲ برس تک اپنی جگہ سے غائب رہا اس موقع پر مسلمان بہت خوش ہوئے۔

بعض کا قول یہ ہے کہ لے جانے کے وقت اس کو اٹھانے والے اونٹ یکے بعد دیگرے ہلاک ہوتے رہے اور واپسی کے وقت صرف ایک اونٹنی پر لاد کر چھوڑ گئے۔

اسی سال تیس ہزار کا لشکر لے کر سیف الدولہ بلاد روم میں داخل ہو گئے اور دور تک نکل گیا بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کافی لوگوں کو گرفتار کر لیا اور کافی مال غنیمت حاصل کیا واپسی میں اچانک رومیوں نے ان پر حملہ کر کے سب کو ختم کر دیا تھا بس واپس [illegible] اور سیف الدولہ کچھ ساتھیوں کے ہمراہ بچ سکا۔

اسی سال وزیر ابو جعفر الصیمری کی وفات ہوئی معز الدولہ کی جگہ خلیفہ نے ابو محمد کو وزیر بنا دیا [illegible] کا زور بڑھ گیا معز الدولہ نے یکے بعد دیگرے کئی لشکر بھیجے لیکن سب شکست کھا گئے بالآخر معز الدولہ نے بطیحہ کے علاقوں کا اسے عامل بنا کر اس سے صلح کر لی۔

خواص کی وفات ... اس سال خواص میں سے مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

الحسن بن داؤد بن باب شاذ ابو الحسن المصری کی وفات اسی سال ہوئی یہ بغداد آگئے تھے اور کرخی کے ساتھی علماء میں سے تھے بہت زیادہ ذکی باصلاحیت تھے احادیث بھی بیان کرتے تھے اسی سال بغداد میں وفات پائی جبکہ ابھی وہ جوان ہی تھے ان کی عمر چالیس سال سے بھی کم تھی۔

امیر المومنین ابو القاسم عبداللہ المستکفی باللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی ایک سال چار ماہ منصب خلافت پر فائز رہے بہت غصے والے اور جلد انتقام لینے والے تھے ان کا وزیر ابو الفرج السامری ان سے چھپ کر کہیں اس کے خلاف بغاوت نہ کر دے معز الدولہ نے اسے معزول کر کے اس کی آنکھیں نکلوا دیں پھر وہ قید رہے اور ۳۳۸ھ میں دار السلطان کے گھر میں قتل کر دیے گئے ان کی وفات کے وقت ان کی عمر چھیالیس سال تھی ان کی وفات اسی سال ہوئی اور جمادی الاولیٰ کے قریب دفن کیے گئے۔

محمد بن عبداللہ کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

محمد بن عبداللہ کے حالات[1]...... یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ الصفار الاصبہانی ہیں جو خراسان میں اپنے زمانہ کے محدث تھے انہوں نے مشہور محدثین سے حدیث کا سماع کیا بعض کتب میں ہے کہ وہ مستجاب الدعوات تھے چالیس سال سے آسمان کی طرف سر نہیں اٹھایا اور کہتے تھے کہ میرا نام محمد اور میرے والد کا نام عبداللہ ہے آپ علیہ السلام کے ساتھ ناموں کی موافقت پر خوش ہوتے تھے کہ آپ ﷺ کا نام محمد اور والد کا نام عبداللہ تھا۔

ابونصر الفارابی کے حالات...... یہ ابونصر محمد بن محمد بن طرخان الترکی الفارابی ہیں جو علم موسیقی کے ماہر تھے اور یونانیوں کے فلسفہ کے قائل تھے ابن سینا نے ان کی کتب کا مطالعہ کیا ہے یہ معاد کے قائل نہ تھے اور حکماء کے ساتھ ملے ہوئے تھے جنہوں نے مسلمانوں کے مذہب اور شریعت کے خلاف کیا ان کی موت آئی اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہیں اسی سال دمشق میں وفات ہوئی۔

ابن اثیر کا قول ہے کہ ان کی وفات دمشق میں ہوئی ابن عساکر نے ان کا ذکر اپنی تاریخ میں نہیں کیا واللہ اعلم۔

واقعات ۳۳۹ھ

اسی سال عمان کے حاکم نے کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ پر قبضہ کرنا چاہا اور اس کی مدد کے لیے ابو محمد المہلبی نے اسے شکست دی اور اس سے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا اور اس کی کشتیاں چھین لیں اور اپنے ساتھ بغداد لے گیا اور انہیں وہاں لوگوں کے سامنے جلا دیا۔

اسی سال معز الدولہ ابو محمد المہلبی کے پاس ایک شخص کو گرفتار کر کے لایا گیا جو ابن ابی العزاقر کے ساتھیوں میں سے تھا اور حلول کا قائل تھا اس کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کی روح اس میں حلول کر گئی ہے اس کے پاس ایک جماعت نے بھی اس کی اتباع کی اور وہ اس کی تصدیق کرنے لگے اس کے پاس بہت سا مال جمع ہو گیا ان کے پاس آنے جانے والے اس کے گھر سے اسی طرح آتے تھے اس کے بارے میں تصدیق کرتے تھے۔

جب اس شخص کو اپنی گرفتاری کا یقین ہو گیا تو اس نے شیعہ ہونے کا دعویٰ کر دیا کیونکہ اس کا خیال تھا معز الدولہ بن بویہ کے پاس اسے چھوڑ دیا جائے گا کیونکہ معز الدولہ اپنے شیعوں سے محبت کرتا تھا اور ان کی حمایت کرتا تھا جب اس کا شیعہ ہونا مشہور ہو گیا تو وزیر کے لیے اسے گرفتار کرنا مشکل ہو گیا کیونکہ معز الدولہ سے اپنی جان کا خطرہ ہو گیا اس کے بعد اس کی جماعت منتشر ہو گئی اور اس کے بارے میں یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

---

[1] (۱) شذرات الذہب ۲/۳۴۹، ۳۵۰، العبر ۲/۲۵۲، ۲/۲۵۱

لیکن وزیر نے پھر بھی ان کے اموال پر قبضہ کر لیا جو اموال کہ تاوان سے مشہور ہو گیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال شیعہ سنیوں میں بڑی زبردست لڑائی ہوئی۔

مشہور لوگوں کی وفات ...... مشہورین میں سے اس سال ان لوگوں نے وفات پائی۔

اشہب بن عبدالعزیز بن داؤد بن ابراہیم ابو عمرو العامری (جو عامر بن لؤی کی طرف منسوب ہے) کی وفات اسی سال شعبان میں ہوئی یہ مشہور فقہاء میں سے تھے۔ ابو الحسن الکرخی کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

ابو الحسن کرخی کے حالات[1] ...... یہ مشہور امام فقہ حنفیہ میں سے تھے ان کی ولادت ۲۶۰ھ ہے بغداد میں رہے۔ یہاں فقہ حنفیہ کا درس دیا کرتے تھے انہیں کے شاگرد دین داری میں مشہور ہوئے یہ صوم و صلوٰۃ کے بہت پابند تھے فقر پر صبر کرنے والے لوگوں کے اموال سے استغناء کرنے والے اور بہت زیادہ گوشہ نشین تھے انہوں نے حدیث اسماعیل بن اسحاق القاضی سے نقل کی پھر ان سے حیوۃ، ابن شاہین وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔

آخری عمر میں ان پر فالج کا حملہ ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ان کے بعض شاگردوں نے مشورہ کیا کہ ان کے حالات سے سیف الدولہ بن حمدان کو آگاہ کیا جائے تاکہ وہ ان کی کچھ مدد کرے لیکن جب شیخ نے سنا تو آسمان کی طرف سر اٹھا کر دعا کی کہ اے اللہ! مجھے وہیں سے رزق دے جہاں سے آپ نے رزق دینے کا وعدہ کیا ہے چنانچہ سیف الدولہ کی جانب سے دس ہزار درہم دیئے گئے لیکن ان کے پہنچنے سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا ان کی وفات کے بعد وہ رقم صدقہ کر دی گئی اسی سال ماہ شعبان میں اسی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ ان کے شاگرد ابوالقاسم حسن بن محمد نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور نہر واسطیین کے کنارے ابو زید کی گلی میں انہیں دفن کیا گیا۔

محمد بن صالح بن یزید کے حالات ...... محمد بن صالح بن یزید ابو جعفر الوراق کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ احادیث کا ذکر کرتے تھے ثقہ زاہد تھے صرف اپنی کمائی سے کھاتے تھے جو کہ [illegible] کرتے تھے ایک شخص کا قول ہے کہ میں ان کے ساتھ کافی عرصہ رہا ہوں میں نے ان کو ہنستے ہوئے کبھی نہیں دیکھا صرف سوال کا جواب دیتے تھے۔ ان کا اکثر حصہ عبادت میں گزرتا تھا۔

اسی سال امیر نوح السامانی کی طرف سے خراسانی لشکر کے امیر منصور بن قراتکین کی ایک عجیب مرض کے سبب وفات ہوئی تھی بعض کا قول ہے کہ چند روز تک مسلسل شراب نوشی کی وجہ سے ان کی وفات ہوئی تھی ان کے بعد نوح کے رسالہ الجمل کے مصنف ابو علی احمد بن محتاج کو لشکر کا امیر منتخب کیا گیا۔

جمل کے مصنف ابوالقاسم عبدالرحمن بن اسحاق نحوی الزجاجی بغدادی ابو القاسم نہاوندی ثم دمشقی ہیں جو نحو کے رسالہ جمل کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب بہت مفید اور بے شمار فوائد پر مشتمل ہے یہ کتاب انہوں نے مکہ میں تصنیف کی تھی جس کے ہر باب کے بعد طواف کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کی نفعیت کا سوال کرتے تھے انہوں نے نحو محمد بن عباس الیزیدی، ابوبکر بن درید، ابن الانباری سے حاصل کی تھی اسی سال ۳۴۰ھ یا ۳۳۹ھ یا ۳۳۷ھ میں دمشق میں یا طبریہ میں وفات پائی۔ کتاب الجمل کی متعدد شروحات لکھی گئیں جن میں سے سب سے اچھی ابن عصفور کی لکھی ہوئی شرح ہے واللہ اعلم۔

واقعات ۳۴۱ھ

سال رواں میں رومیوں نے سروج پر قبضہ کر کے اس کے اہل کو قیدی بنا لیا اور یہاں کی مساجد کو آگ لگا دی۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ عمان کے حاکم یوسف بن وجیہ نے بصرہ پر قبضہ کا ارادہ کیا تھا لیکن مہلبی نے شکست دے کر اسے بے دخل کر دیا۔

---

[1] [illegible]

اسی سال معز الدولہ نے وزیر کو کسی جرم میں ڈیڑھ سو کوڑے لگوائے لیکن معزول نہیں کیا بلکہ اس پر نگراں مقرر رکھا۔
اسی زمانے میں حج کے موقع پر مکہ میں مصریوں اور عراقیوں میں لڑائی ہوئی اور خطبوں میں مصریوں کا نام لیا گیا لیکن پھر عراقیوں کے غالب آنے کی وجہ سے ان کا نام لیا گیا۔

خراسان کی وفات خراسان میں اس سال شدید وبا پھیلی لوگوں نے وفات پائی۔ منصور فاطمی کی وفات اسی سال ہوئی۔

منصور فاطمی کے حالات ...... یہ ابو طاہر اسماعیل بن القائم بامر اللہ ابی القاسم محمد بن عبید اللہ المہدی ہیں جو مغرب کے صاحب تھے، ان کی عمر ۳۹ سال تھی اور ان کی کل مدت خلافت سات سال چند یوم تھی، یہ بہادر تھے، ابو یزید خارجی کو انہوں نے مغلوب کر دیا تھا جس کا بہادری، صبر اور برداشت کرنے میں کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ یہ فصیح و بلیغ تھے، برجستگی کی حالت میں فی البدیہہ خطبے دیتے تھے۔ ان کی موت کا سبب سردی کی بیماری تھی (جیسا کہ ابن الاثیر نے کامل میں بیان کیا ہے) جس کی وجہ سے اطباء کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ ان کا زمانہ المطیع للہ کا زمانہ ہے جیسا کہ اس کا بیان اور نام اپنی جگہ پر آ چکا ہے۔
اس وقت ان کی عمر ۲۴ سال تھی، یہ بھی بہادر اور عقلمند صاحب رائے تھے، ان کے بعد سے لوگوں نے ان کی اطاعت قبول کر لی تھی، ان کے غلام جوہر قائد نے مصر میں القاہرہ آباد کر کے ان کے نام سے منسوب کیا، ان کے حکم پر ایک گھر بنایا، اس کے علاوہ ایک اور قصر المعز کے نام سے بنایا اور یہ شہر آج تک بھی القاہرہ المعزیہ کے نام سے مشہور ہے، یہ ۳۶۲ھ کا واقعہ ہے۔

خراسان کی وفات ...... خراسان میں اس سال شدید وبا میں لوگوں نے وفات پائی تھی، اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح کی وفات[1] ...... یہ اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح ابو علی الصفار ہیں، بڑے محدثین میں سے ہیں، انہوں نے مبرد سے علم حاصل کیا اور انہی کی صحبت کی وجہ سے مشہور ہوئے ہیں، ان کی ولادت ۲۴۷ھ ہے۔ حسن بن عرفہ، عباس الدوری وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ہے۔ ان سے دارقطنی سمیت ایک جماعت نے روایت حدیث کی ہے، ۸۴ رمضان انہوں نے روزے رکھے ہیں، اسی سال چورانوے سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔
احمد بن محمد بن زیاد کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

احمد بن محمد بن زیاد کے حالات[2] ...... یہ احمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درہم ابو سعید بن الاعرابی ہیں، مکہ میں رہتے تھے، بڑے شیخ الحرم بن گئے تھے، جنید بن محمد وغیرہ کی صحبت میں رہے ہیں، بہت سی احادیث بیان کرتے تھے، صوفیہ کے لیے بھی انہوں نے ایک کتاب لکھی تھی۔ اسماعیل بن قاسم بن مہدی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، یہ منصور باللہ کے لقب سے مشہور تھے، بلاد مغرب کے حاکم تھے، یہ بلاد مغرب میں باقی رہے (اور) یہی مصر کے بانی تھے۔
ابو جعفر مروزی کا قول ہے کہ جب انہوں نے ابو یزید خارجی کو شکست دی تھی اس زمانے میں میں ان کے ساتھ تھا، پیچھے ان کا نیزہ گر گیا، میں نے اٹھا کر ان کو دیا اور یہ شعر پڑھا:

جب اس کی لاٹھی پھینک دی گئی اور اس کا مقام طے ہو گیا جیسا کہ سفر سے واپسی کی آنکھ ٹھنڈی ہوتی ہے۔

شعر سن کر انہوں نے کہا کہ تم نے یہ آیت کیوں نہیں پڑھی:

---

[1] تاریخ بغداد ۶: ۳۰۲، لسان المیزان ۴۲۳

[2] شذرات الذہب ۲: ۳۵۴، ۳۵۵، العبر ۲: ۲۵۴

"اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا تو یکدم وہ سانپ بن کر ان کے ڈالے ہوئے سانپوں کو نگلنے لگا اور جو کچھ وہ کر رہے تھے سب کو اس نے نگل لیا اور اس وقت وہ مغلوب ہو کر ذلیل و خوار ہو گئے۔"

(سورۃ الاعراف آیت ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹)

میں نے کہا کہ آپ تو خواہ مخواہ سوال کرتے ہیں اسی وجہ سے آپ نے بے علمی سے خود اسے ظاہر کیا اور میں نے اپنے علم سے اپنی حق کے مطابق جواب دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ایسا ہی واقعہ عبدالملک بن مروان کے ساتھ بھی پیش آیا تھا۔ جس وقت اس نے حجاج کو حکم دیا تھا کہ بیت المقدس کے پاس ایک دروازہ بنایا جائے کہ اس کا نام لکھا جائے چنانچہ اس نے ایک دروازہ بنوا کر اس کا نام لکھوا دیا اور ایک دوسرا دروازہ بنوا کر اس پر اپنا نام لکھوا دیا۔ اتفاق سے بجلی عبدالملک کے دروازے پر گری جس کی وجہ سے وہ دروازہ جل گیا عبدالملک بن مروان نے عراق میں حجاج کے پاس خط لکھا کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟ مجھے صورت حال سے مطلع کرو تو حجاج نے جواب دیا کہ میری اور آپ کی مثال قرآن کی اس آیت کے مطابق ہے:

"اے نبی ﷺ! آپ ان لوگوں کو آدم کے دو بیٹوں (ہابیل اور قابیل) کا قصہ سنا دیں جبکہ دونوں نے قربانی کے لئے خدا کے دربار میں دو جانور رکھ دیئے لیکن ان میں سے صرف ایک کی قربانی مقبول ہوئی اور دوسرے کی قبول نہ ہوئی جس کی مقبول نہ ہوئی (قابیل نے) دوسرے سے کہا میں تو تجھے قتل کر ڈالوں گا۔" (سورۃ المائدہ آیت ۲۷)

پس آپ کی قربانی مقبول ہو گی اور میری قربانی مقبول نہ ہو گی۔ چنانچہ خلیفہ اس کے اس جواب پر راضی ہو گیا۔ منصور کی وفات اسی سال تپ سردی کے سبب ہوئی۔

واقعات ۳۴۲ھ

اسی سال حلب کے حاکم سیف الدولہ نے بلاد روم میں داخل ہو کر بہت سے رومیوں کو قتل کر دیا اور کافی لوگوں کو گرفتار کر لیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کر کے صحیح سالم واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں حج کے موقع پر مصری اور معز الدولہ کے لشکر میں لڑائیاں ہوئیں اور عراقی ان پر غالب آ گئے اور خطبوں میں معز الدولہ کا نام لیا گیا۔ حج کے ختم ہونے کے بعد دوبارہ لڑائی ہوئی اور پھر عراقی غالب آ گئے اور اسی طرح خراسانی اور ساسانی کی درمیان بھی متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن الاثیر نے کامل میں بیان کی ہے۔

خواص کی وفات..... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔

علی بن محمد بن ابی الفہم کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن محمد بن ابی الفہم کے حالات[1] ..... یہ علی بن محمد بن ابی الفہم ابو القاسم التنوخی ابو علی المحسن کے والد ہیں۔ خطیب بغدادی کے شیخ تھے۔ یہ انطاکیہ میں پیدا ہوئے پھر بغداد آ کر انہوں نے فقہ حنفی کی تعلیم حاصل کی البتہ علم کلام میں معتزلہ کے موافق تھے اور علم نجوم سے بھی خوب واقف تھے شاعر بھی تھے اہواز وغیرہ کے قاضی رہ چکے ہیں حدیث بغوی وغیرہ سے سنی تھی یہ کم عمری ہی سے ذہین تھے چنانچہ پندرہ سال کی عمر میں انہوں نے دعبل شاعر کا چھ سو بیت پر مشتمل قصیدہ ایک رات میں زبانی یاد کر لیا تھا اور صبح کو اپنے والد کو سنا دیا تھا انہوں نے خوشی میں کھڑے ہو کر ان کی آنکھوں کو چوم لیا اور کہنے لگے اے بیٹے! کسی دوسرے کو مت بتانا ورنہ لوگ تجھ پر حسد کریں گے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ یہ چند دن سیف الدولہ کی مجلس کے ہمنشین تھے ایک مرتبہ سیف الدولہ بن حمدان کے پاس آئے تو انہوں نے ان کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور یہ کچھ اشعار شراب کے بارے میں کہے جن کو سنا دیئے:

---

[1] تاریخ بغداد ۱۲/۷۷، ۷۸ لسان المیزان ۴/۲۵۳، ۲۵۴

(۱)... سورج سے ایک شئی اتر کر آئی ہے جو دن کے وقت چاند کی شکل میں تمہارے سامنے رکھی ہوئی ہے۔
(۲)... وہ مبلد شدہ عنبر اور پانی ہے۔
(۳)... گویا جب اس کی آگ بھڑکی ہوا سے ملی ہو تو اس کے پارے پھر کے وقت۔
(۴)... ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے یاسمین کپڑے کی چادر لپیٹ رکھی ہے جس پر گلنار کے کپڑے کی چادر چڑھی ہوئی ہے۔

محمد بن ابراہیم بن الحسین بن الحسن بن عبد الخالق ابو الفرج البغدادی المقری الشافعی... یہ بھی اسی سال فوت ہوئے۔ جو ابن مجاہد کے مشہور رفقاء میں سے تھے، یہ بغداد میں پیدا ہوئے بہت سی احادیث بیان کیں ان سے ابو الفتح بن مسرور نے احادیث کی روایت کی اور ان کے بارے میں منقول ہے کہ ان میں تشیع تھی۔

محمد بن موسیٰ بن یعقوب بن المامون بن ہارون الرشید ابو بکر... ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی، ۲۶۸ھ میں انہیں مکہ کا والی بنایا گیا تھا اس کے بعد مصر آ کر انہوں نے علی بن عبد العزیز البغوی سے موطا امام مالک کی احادیث بیان کی ہیں، وہ ثقہ مامون تھے اسی سال مصر میں ماہ ذی الحجہ میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

واقعات ۳۳۳ھ

اس سال سیف الدولہ بن حمدان اور دمستق کے درمیان مقابلہ ہوا اس موقع پر دمستق کے کافی سارے ساتھی قتل کیے گئے اور اس کے بڑے بڑے مشہور جرنیل گرفتار کر لیے گئے اور مقتولین میں اس کا لڑکا قسطنطین بن دمستق بھی تھا۔ دمستق نے ایک بڑی فوج تیار کی اور شعبان میں سیف الدولہ کے ساتھ مقابلہ کیا اور متعدد بار ان میں لڑائیاں ہوتی رہیں لیکن میدان مسلمانوں کے پاس رہا اور خدا تعالیٰ نے کفار کو ذلیل و رسوا کر دیا اس مرتبہ بھی ان کے کافی آدمی قتل کیے گئے اور اس کے بڑے بڑے سردار بھی گرفتار ہوئے جن میں دمستق کا داماد اور اس کا نواسہ بھی تھا۔

اس سال لوگوں میں بڑی بڑی بیماریاں پھیلیں جن میں سخت بخار اور گلے کا درد بھی تھا، جس میں خراسان کے حاکم الامیر الحمید نوح بن نصر السامانی بھی تھے اس کے بعد ان کا لڑکا عبد الملک حاکم بنا۔

خواص کی وفات... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔ حسن بن احمد ابو علی الکاتب المصری کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابو علی الروذباری کے شاگرد تھے عثمان مغربی ان کی بڑی تعظیم کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ابو علی اولیاء اللہ میں سے تھے ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کا کلام نقل کیا ہے۔

محبت کی صبح کی خنکی اور عاشقوں کی خوشبو کو پھیلا دیتی ہے اگر چہ وہ اسے چھپانا چاہتے ہوں اور اس کی دلیلیں راز میں رکھنے کے باوجود ان سے ظاہر ہو کر رہتی ہیں اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

(۱)... جب بھی لوگ اس کے ذکر کو چھپانا چاہیں گفتگو کرنے کے باوجود ان سے ظاہر ہو جاتی ہے۔
(۲) ان کے سانس کی خوشبو دار کرنے کے خوشبو کو پھیلا دیتی ہیں اور کیا ہی بلا مشک کا پھیلا ہوا راز چھپ سکتا ہے

علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام کے حالات[1]... یہ علی بن محمد بن عقبہ بن ہمام ابو الحسن الشیبانی الکوفی ہیں، یہ بغداد آ گئے تھے یہ

---

[1] المنتظم جلد ۶، ص ۳۴۹، ۸۲ طبقہ ۲۴۲

ایک جماعت سے احادیث بیان کی تھیں ان سے دارقطنی نے احادیث روایت کی ہیں یہ ثقہ عادل بہت زیادہ تلاوت کرنے والے اور فقیہ تھے ۴۰ سال تک مسلسل قاضی حکام کے خلاف گواہی دیتے تھے جو حرمات میں ستر سال سے جامع موذن رہے تھے ان سے پہلے ان کے والد بھی موذن تھے۔

محمد بن علی بن احمد بن عباس الکرخی الادیب...... ان کی وفات اسی سال ہوئی تھی یہ عالم زاہد متقی تھے ہمیشہ ختم قرآن کا معمول تھا بہت روزے رکھتے تھے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں سے احادیث بیان کی تھیں۔

ابوالخیر التینانی ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عابد زاہد تھے اصلاً مغرب کے تھے لبنان کے ایک بستی تینان میں رہنے لگے تھے یا اقطع کے نام سے مشہور تھے کیونکہ ان کا ہاتھ کٹا ہوا تھا انہوں نے اللہ سے کوئی عہد کر کے توڑ دیا تھا ایک دن جنگل میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر رہے تھے کہ چور ان کے پاس آ کر بیٹھ گئے بعد میں وہ چور گرفتار کر لئے گئے ان کی وجہ سے انہیں بھی گرفتار کر لیا گیا ان کی وجہ سے ان کا بھی ہاتھ کاٹ دیا گیا یہ صاحب حال و کرامات بزرگ تھے ایک ہی ہاتھ سے کھجور کے پتوں سے چٹائی وغیرہ بنا کر فروخت کرتے تھے ایک دن اتفاق سے گھر میں داخل ہو کر ایک شخص نے انہیں یہ کام کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے اس سے وعدہ لیا کہ وفات تک کسی کو نہیں بتائے گا چنانچہ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا۔

واقعات ۳۴۴ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد اور اصبہان اور اہواز وغیرہ میں خون بستہ ہونے سے ایک بیماری وبا کی شکل اختیار کر گئی جس کی وجہ سے بہت بڑی تعداد مرنے لگی۔

اس سال ٹڈیاں کثرت سے نکلیں حتیٰ کہ درخت کھیت اور پھل سب انہوں نے ختم کر دیئے۔

اسی سال محرم میں معزالدولہ نے اپنے بیٹے ابو منصور بختیار کو تمام معاملات کی موجودگی میں امیر الامراء مقرر کیا اسی زمانہ میں آذربائیجان میں ایک شخص کا ظہور ہوا جو غیب کا دعویٰ کرتا تھا اور جو ملامت میں گوشت کے علاوہ تمام اشیاء کو حرام قرار دیتا تھا ایک شخص نے اس کی دعوت کی اور گوشت میں چربی ملا دی اس نے دعوت کھالی فراغت کے بعد اس کے معتقدین کی موجودگی میں اس نے کہا کہ آپ تو غیب کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہیں حالانکہ آپ نے اس دعوت میں گوشت ملی ہوئی چربی کھالی ہے اور یہ بقول آپ کے حرام ہے تو آپ کو اس کا کیوں علم نہیں ہوا اس بات کی وجہ سے اس کے کافی معتقدین نے اسے چھوڑ دیا اور اس سے متنفر ہو گئے۔

سال رواں ہی میں معز فاطمی اور اندلس کے حاکم عبدالرحمٰن الناصر اموی کے درمیان بہت لڑائیاں ہوئیں جن کی تفصیل ابن اثیر نے ذکر کی ہے۔

خواص کی وفات...... خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ ہیں:

عثمان بن احمد بن عبداللہ بن یزید ابو عمرو الدقاق...... ان کی وفات ہوئی تھی یہ ابن السماک سے مشہور ہیں حنبل بن اسحاق وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے یہ ثقہ ثبت تھے متعدد مصنفات انہوں نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی باب التین کے مقبرہ میں دفن کئے گئے بہت بڑی تعداد نے ان کی جنازہ میں شرکت کی۔

محمد بن احمد بن محمد بن احمد ابو جعفر القاضی السمنانی...... ان کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی ان کا سن ولادت ۳۱۱ھ ہے بغداد میں رہے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں یہ ثقہ عالم و فاضل تھی تھے ان کا کلام بڑا عمدہ تھا مذہبا عراقی تھے ان کو گھر علماء کا ٹھکانا تھا اس کے بعد یہ موصل کے قاضی

تھی جارہے تھے اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

محمد بن احمد بن بطہ بن اسحاق الاصبہانی ابو عبداللہ: کی وفات اس سال ہوئی تھی اور آپ نیساپور میں رہتے تھے بلکہ اصبہان کے رئیس تھے یہ عبداللہ بن بطہ عکبری کی نسبت ہیں، یہ عبداللہ بن بطہ عکبری کے زمانے سے پہلے گزرے ہیں اور فرق ان میں یہ ہے کہ ان کا نام بھی ... ہے ان کا ... کے شیخ ہیں یہ ثقہ اور مسلک کا علم رکھتے ہیں اور یہ طبرانی کے شیخ ہیں اور وہ طبرانی سے روایت کرنے والوں میں سے ہیں ان کے والد ابن بطہ ... ابو سعید بھی محدثین میں سے تھے ابن الجوزی نے المنتظم میں اسی طرح نقل کیا ہے۔

محمد بن محمد بن یوسف بن حجاج ابو النضر الفقیہ الطوسی: کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ عالم، ثقہ، زاہد، دن کو روزہ رکھنے والے، بکثرت عبادت کرنے والے تھے ایک دن سے زیادہ کی خوراک صدقہ کر دیا کرتے تھے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا اہتمام کرتے تھے طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے تھے۔

رات کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہوا تھا ایک حصہ سونے کے لئے ایک حصہ تصنیف کے لئے ایک حصہ تلاوت قرآن کے لئے رکھتے تھے۔

وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ہیں جواب میں فرمایا کہ ہم تو امام ... کے پاس ہیں اور میں نے حدیث پر اپنی تصانیف کو آپ کے سامنے پیش کیا تو آپ نے قبول فرمایا۔

ابوبکر حدادی: کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

ابوبکر بن حداد کے حالات[1]: یہ ابوبکر بن حداد المصری شافعی محمد بن احمد بن محمد ہیں جو کہ شافعیہ میں سے ہیں نسائی سے انہوں نے روایت کی ہے اور فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اور میرے درمیان حجت کے لئے امام شافعی کافی ہیں، ابن حداد فقیہ فروعی مسائل کو جاننے والے محدث نحوی تھے فصیح عربی بولتے تھے فروعات میں بڑی باریک نظر رکھتے تھے ان موضوعات پر غریب المشکل کے نام سے ان کی ایک کتاب بھی ہے ابو عبید بن حربویہ کی نیابت کے طور پر مصر کے قاضی تھے ہم نے ان کے مکمل حالات طبقات شافعیہ میں ذکر کر دیئے ہیں۔

ابو یعقوب الاذرعی کے حالات[2]: یہ ابو یعقوب اذرعی اسحاق بن ابراہیم بن ہاشم بن یعقوب ... ہیں ابن عساکر کا قول ہے کہ اذرعات بلقاء کا ایک شہر ہے یہ اللہ کے نیک بندوں اور ثقات میں سے تھے طلب حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے تھے ان سے دمشق کے علماء اور نیک صالح لوگوں نے احادیث بیان کی ہیں علامہ ابن عساکر نے ان کی کچھ کرامات اور اچھے کارنامے بیان کئے ہیں۔

انہی کا قول ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا ... سوال کیا ... جب کسی معاملہ میں تھوڑی چیز آگئی تو میں نے اللہ تعالیٰ سے عبادت کا سوال کیا تو مجھے بصیرت عطا کر دی گئی اسی سال چوراسی سال کی عمر میں دمشق میں، ابن عساکر کا قول ہے کہ ... سال سے زیادہ عمر پا کر انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۳۴۵ھ

اسی سال روزبہان معز الدولہ سے بغاوت کر کے اہواز چلا گیا اور دیلم کے کچھ ساتھی بھی اس کے ساتھ مل گئے معز الدولہ کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اس خبر کی تکذیب کی کیونکہ معز الدولہ نے اس پر کافی احسانات کئے تھے اور اسے نیچے سے اوپر لایا تھا لیکن جب معز الدولہ کو یقین

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۸۹۹، ۹۰۰ ۔ طبقات ۔ ۲/ ۳۶۷

(۲) شذرات الذہب ۲/ ۳۶۶ ۔ العبر ۲/ ۲۳۳

ہو گیا تو وہ اس کے مقابلہ میں نکلا خلیفہ مطیع اللہ بھی ناصر الدولہ بن حمدان کے خوف سے اس کے ساتھ چلا گیا کیونکہ خلیفہ کو پتہ چلا تھا کہ اس نے بغداد پر قبضہ کے لئے اپنے لڑکے ابی المرجا جابر کی ماتحتی میں لشکر تیار کر رکھا ہے معز الدولہ نے اپنے دربان سبکتگین کو بغداد بھیج دیا اور خود روزبہان سے مقابلہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا اور دونوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی بالآخر معز الدولہ نے اسے شکست دیکر اس کے ساتھیوں کو بھگا دیا اور خود اسے گرفتار کر کے بغداد کے قید خانہ میں ڈال دیا پھر رات کو نکال کر پانی میں غرق کر دیا کیونکہ دیلم نے منصوبہ بنایا تھا کہ رات کو جیل کا تالا توڑ کر اس کو نکال کر لے جائیں گے اسی پر روزبہان اور اس کے بھائیوں کا قصہ ختم ہو گیا اسی نے لوگوں میں اس فتنہ کی آگ بھڑکائی تھی اب ترکیوں کا مرتبہ معز الدولہ کی نظر میں بڑھ گیا اور دیلم اس کی نظروں سے گر گئے کیونکہ روزبہان اور اس کے بھائیوں کے مسئلہ میں دیلم نے خیانت سے کام لیا تھا۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ نے بلاد روم میں داخل ہو کر رومیوں کو قتل کر دیا اور بہتوں کو گرفتار کر لیا پھر صحیح سالم حلب واپس آ گیا اس پر رومیوں کو غیرت آئی انہوں نے بھی لشکر جمع کر کے میافارقین میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کر دیا اور بہتوں کو گرفتار کر لیا اور شہر کو جلا دیا پھر واپس آ گئے۔

اس کے بعد رومی دریائی راستے سے طرطوس میں داخل ہو گئے اور اس کے اٹھارہ سو باشندوں کو قتل کر دیا اور بہتوں کو گرفتار کیا اور ان کی بہت سی بستیاں جلا دیں۔

اسی سال ہمدان میں سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے کافی عمارتیں منہدم ہو گئیں اور بجلی کے گرنے کی وجہ سے شیرین کا قلعہ ٹوٹ گیا اور اس کے نیچے دب کر بے شمار لوگ ہلاک ہو گئے۔

قم کے لوگوں نے صحابہ کرام کو گالیاں دیں جس کی وجہ سے ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا اور اصبہان کے لوگوں نے قم والوں پر حملہ کر کے کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور تاجروں کے اموال لوٹ لئے معز الدولہ نے شیعہ ہونے کی وجہ سے غصہ میں اصبہان کے باشندوں پر کافی جرمانہ عائد کر دیا۔

خواص کی وفات —— خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی ثعلب کے غلام کی اس سال وفات ہوئی۔

غلام ثعلب کے حالات [1] …… یہ محمد بن عبد الواحد بن ابی الہاشم ابو عمرو الزاہد ثعلب کے غلام ہیں کریمی موسیٰ بن سہل الوشاء وغیرہ سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں پھر ان سے ایک جماعت نے احادیث روایت کی ہیں سب سے آخری شخص ان سے روایت کرنے والے ابو علی بن شاذان ہیں، یہ بہت بڑے عالم وزاہد تھے مضبوط حافظہ تھا بہت سی احادیث صرف حافظہ سے لکھواتے تھے یاد کئے ہوئے کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرتے تھے غریب احادیث بہت زیادہ بیان کرتے تھے اسی وجہ سے بعض رواۃ نے ان پر کذب کا الزام لگایا ہے۔

قاضی ابی عمر کے ساتھ ایک بار ان کو عجیب قصہ پیش آیا کہ یہ ان کے لڑکے کو ادب سکھاتے تھے ایک مرتبہ انہوں نے حافظہ سے اس کو تیس مسئلے شواہد اور دلیلوں کے ساتھ لکھوائے اور دو نادر اشعار بھی استشہاد کے طور پر لکھوائے قاضی ابو عمرو نے وہ اشعار ابن درید، ابن الانباری ابن مقسم کے سامنے پیش کئے انہوں نے ان کے بارے میں لاعلمی کا اظہار کیا حتی کہ ابن درید نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ یہ اشعار ابو عمر کے ایجاد کردہ ہیں۔ ابو عمرو کے آنے کے بعد قاضی ابو عمر نے ان کے سامنے ابن درید کا قول نقل کیا ابو عمر نے کہا کہ میری کتب سے عرب کے دیوان لے آؤ اس کے بعد ابو عمر نے سب مسائل کی دلیلیں ان سے نکال کر پیش کر دیں پھر ان دو شعروں کے بارے میں کہنے لگے کہ ان کو ثعلب نے آپ کی موجودگی میں پڑھا تھا اور آپ نے اپنے فلاں دفتر میں لکھوائے تھے قاضی نے وہ دفتر منگوا کر دیکھا تو واقعی وہ دو شعر اس میں لکھے ہوئے تھے جب ابن درید کو اس کا علم ہوا تو اس نے ابو عمرو الزاہد کے بارے میں وفات تک خاموشی اختیار کی، اسی سال ابو عمرو کی اتوار کے روز وفات ہوئی اور تیرہ ذی الحجہ کے روز معروف کرخی کی قبر کے سامنے دفن کئے گئے۔

محمد بن علی بن احمد بن رستم کی وفات اسی سال ہوئی۔

محمد بن علی کے حالات [2] …… یہ محمد بن علی بن احمد بن رستم ابو بکر المادرانی الکاتب ہیں، ۲۵۵ھ میں عراق میں پیدا ہوئے پھر اپنے

---

[1] تاریخ بغداد ۲/ ۳۵۶، ۳۵۹، شذرات الذهب ۲/ ۳۷۰، ۳۷۱

[2] تاریخ بغداد ۳/ ۷۹، ۸۱

بھائی احمد کے مرنے اپنے والد کی معیت میں مصر آ گئے اور وہاں پر یہ خمارویہ بن احمد بن طولون کی طرف سے خراج کی وصولی پر مامور تھے پھر ترقی کرتے کرتے لوگوں کے سردار بن گئے اور [illegible] اس کی جماعت سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا اور خطیب نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میرے دروازے پر ایک شخص روزانہ رہتے تھے جو پہلے غنی تھے کسی وجہ سے ان کا وظیفہ بند کر دیا گیا تھا میں نے اپنے والد کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہے ہیں اے بیٹے اللہ سے ڈرو [illegible] یہ لوگ تمہارے دروازے پر [illegible] کی وجہ سے ہلاک ہو رہے ہیں جب فلاں شخص کے پاس [illegible] اس کی ملاقات [illegible] روزینہ پر اس کی مدد کیجئے۔

کہتے ہیں میں گھبرا کر بیدار ہوا اور میں نے اس کی مدد کرنے کا ارادہ کر لیا پھر بیدار ہونے کے بعد میں وہ خواب بھول گیا۔

ایک روز میں دارالخلافہ کی طرف جا رہا تھا تو اچانک میری نظر اس شخص پر پڑی جو ایک کمزور سواری پر سوار تھا وہ مجھے دیکھ کر اترا اور میرے پاس آنے لگا تو اس کی پنڈلی ظاہر ہو گئی اور اس نے بغیر موزے پہنا ہوا تھا جب مجھے وہ خواب یاد آیا تو میں نے اسے بلا کر ہزار دینار دیے اور کپڑے بھی دیے اور وظیفہ اس کا مقرر کر دیا اور آئندہ بھی [illegible] کرنے کا اس سے وعدہ کیا۔

احمد بن محمد بن اسماعیل: ...... احمد بن محمد بن اسماعیل بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب الشریف الحسنی الرسی کی وفات اسی سال ہوئی الرسی یا شرفاء کا ایک قبیلہ ہے۔

جو قاسم المصری [illegible] کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ مصر میں طالبین کے نقیب تھے چند ذیل میں ان کے اشعار ہیں۔

(۱) مجھے کہنے لگی کیا ایک بچکانہ سا خیال میرے دل میں آ گیا جو میں نے اسے کہا کہ [illegible] کے بارے میں کچھ بیان کر۔

(۲) میں نے کہا تم نے خیال کیا ہے کہ [illegible] کی وجہ سے مر جائے اس نے کہا [illegible] پانی پر سوار ہو جائے۔

(۳) وہ کہنے لگی کیا یہ سچا ہے کہ اس کی عادت [illegible] یہی وہ خیال ہے جو میرے دل میں گزرا۔

اس سال کے ختم ہونے سے پانچ روز قبل اس کا انتقال ہو گیا۔

واقعات ۳۲۶ھ

اس سال حاجیوں پر [illegible] کرنے کے سبب [illegible] کے درمیان سخت جنگ ہوئی فریقین کے کافی افراد مارے گئے اسی زمانہ میں دریا کا پانی [illegible] ایک [illegible] جس کی وجہ سے [illegible] جو پہلے کسی نے نہیں دیکھی تھی۔

اسی سال [illegible] بجکم [illegible] کے ساتھ شدید [illegible] جس کی وجہ سے کافی [illegible] کر گئیں اور کافی لوگ ہلاک ہو گئے۔

اسی سال معزالدولہ بن بویہ نے ناصرالدولہ بن حمدان سے مقابلہ کی تیاری کی ناصرالدولہ نے خلافت کا [illegible] کر کے معزالدولہ کو سالانہ [illegible] مال دینے کا وعدہ کیا جس کی وجہ سے اس نے ارادہ ترک کر دیا [illegible] اپنے ارادہ سے [illegible] کر دکھایا۔

بلاد شرقیہ میں اس سال لوگوں کے حلق اور [illegible] میں ورم کی بیماری پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے اچانک اموات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا کہ ایک چور گھر میں داخل ہونے کے لئے نقب لگا رہا تھا اسی دوران اس کی موت واقع ہو گئی اسی طرح ایک شخص نے [illegible] جانے کے لئے [illegible] ایک موزہ پہنا ہی تھا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

خواص کی وفات: ...... خواص میں سے اس سال مندرجہ ذیل لوگوں نے وفات پائی۔ احمد بن عبداللہ بن حسین بن ابو ہریرہ [illegible] کی وفات اسی سال ہوئی تھی [illegible] حدیث [illegible] سے احادیث لکھی [illegible] اس سال ربیع الاول میں ان کی

وفات ہوئی۔

حسن بن خلف بن شاذان ابو علی الواسطی کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے اسحاق بن ازرق، یزید بن ہارون وغیرہ سے احادیث روایت کی تھیں ان سے امام بخاری نے صحیح بخاری میں احادیث روایت کی ہیں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ اسی طرح ابن الجوزی نے المنتظم میں ان کے حالات بیان کئے ہیں۔

ابو العباس الاصم کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابو العباس الاصم کے حالات[1]: یہ ابو العباس محمد بن یعقوب بن یوسف بن معقل بن سنان بن عبداللہ اموی مولاہم ہیں ان کے ابو العباس الاصم تھے ان کی پیدائش ۲۴۷ھ ہے انہوں نے ذہلی کی زیارت کی ہے لیکن ان سے حدیث کا سماع نہیں کیا ان کے والد انہیں حصول حدیث کے لئے اصفہان، مکہ، مصر، شام، جزیرہ اور بغداد وغیرہ لے گئے تھے ان بلاد میں انہوں نے متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔

ان کے بعد پچاس سال تک مرتب رہے کہ محدثین ان کی زیارت کرنے آتے رہے پھر کسی وجہ سے ان کی سماعت ختم ہوگئی تھی کہ گدھے کے رینکنے کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی تھی علاوہ ازیں یہ ستر سال تک اپنی مسجد میں مؤذن رہے ۷۶ سال تک احادیث بیان کرتے رہے جب یہ نکلا کرتے تو لوگوں کا ہجوم ہوتا کہ دادا اور پوتے کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا یہ ثقہ صادق تھے کئی ہوئی احادیث کو خوب یاد کرتے تھے احادیث سنتے تھے ان کی وفات سے ایک ماہ پہلے ہی ان کی بینائی ختم ہوگئی تھی حافظے سے جو احادیث و روایات وغیرہ بیان کرتے تھے ایک سو سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

واقعات ۳۴۷ھ

اسی سال ماہ شعبان میں بغداد میں زلزلہ آیا جس کی وجہ سے کافی انسان ہلاک ہو گئے اور بہت سی عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ اسی سال حلوان اور شہرزور کے علاقوں میں کثرت سے ٹڈیاں آئی تھیں جنہوں نے کھیتوں کے غلے اور پھل ہلاک کر دیئے تھے۔

اسی سال رومی فوج نے آمد و میافارقین میں داخل ہو کر تین ہزار مردوں کو قتل کر دیا تھا اور سمیساط شہر کو بھی فتح کر کے اسے ویران کر دیا۔

اسی زمانے میں معز الدولہ نے موصل پر حملہ کر کے ناصر الدولہ کے قبضہ سے اسے آزاد کرا لیا: ناصر الدولہ بھاگ کر نصیبین چلا گیا پھر وہاں سے بھی فرار ہو کر میافارقین چلا گیا معز الدولہ وہاں بھی اس کے پیچھے آگیا پھر یہ حلب فرار ہو گیا اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس ٹھہر گیا۔ اس کے بعد سیف الدولہ نے معز الدولہ کے پاس صلح کے لئے خط لکھا چنانچہ ۲۹ لاکھ پر دونوں کے درمیان صلح ہوگئی اس کے بعد معز الدولہ بغداد واپس آگیا۔

اس وقت بنی بویہ، بنی حمدان اور فاطمیین کی جانب سے شہروں میں صحابہ کرام پر لعن طعن کا دروازہ کھل گیا تھا کیونکہ مصر، شام، عراق، خراسان، بغداد وغیرہ کے بادشاہ رافضی تھے جس کی وجہ سے صحابہ کرام پر بہت زیادہ لعن طعن ہونے لگی یعنی ان کی تکفیر کی جانے لگی۔

اسی سال معز الفاطمی نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے غلام ابو الحسن جوہر القائد کے زیر قیادت مغرب کی طرف روانہ کیا انہوں نے وہاں کے بہت سے مغربی شہروں کو فتح کر لیا تھا اور بحر محیط تک پہنچ گئے تو قائد نے حکم دیا کہ اس کے پانی سے مچھلیاں پکڑ کر معز الفاطمی کے پاس روانہ کر دیں جس کی وجہ سے معز کے ہاں ان کا مرتبہ بڑھ گیا تھا اور وہ تمام مقام وزیر بن گیا۔

مشہورین کی وفات: عام لوگوں میں سے اس سال وفات پانے والے افراد یہ تھے احمد بن عبداللہ، محمد بن زکریا بن صالح بن ابو عبداللہ الاسفرائنی کی وفات اسی سال ہوئی تھی انہوں نے حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کر کے احادیث کا سماع کیا تھا چنانچہ حسن بن سفیان، احمد بن حنبل وغیرہ اور ایک بڑی جماعت سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا حافظ ابو علی نیشاپوری نے ثقہ ثابت کہا ہے بہت سی خوبیاں

---

[1] [illegible]

اور بہت سے ابواب پر ان کی تصانیف مشتمل ہیں۔

ابو سعید بن یونس کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

ابو سعید بن یونس کے حالات[1] یہ ابو سعید بن یونس عبدالرحمٰن بن یونس بن عبدالاعلیٰ الصدفی المصری کی طرف منسوب ہیں جو تاریخ مصر کے مصنف تھے انہیں بہت زیادہ احادیث یاد تھیں لوگوں کے حالات اور ان کی تواریخ سے بھی بہت زیادہ واقف تھے ان کی تاریخ اہل مصر اور مصر آنے والوں کے لئے بہت زیادہ مفید تھی ابوالحسن علی ان کا ایک لڑکا تھا جو علم نجوم کا ماہر تھا جس نے زیج خود اس کے بارے میں بڑے عمل بنائے تھے جو ان کے عاملین کے لئے بہت مفید تھے جیسا کہ حدیث کے عاملین کے لئے ان کے والد کے اقوال تاریخ لکھا ہے بہت مفید ہیں جن کا سن ولادت ۲۸۱ھ ہے اسی سال ۲۶ جمادی الآخر بروز سوموار انہوں نے قاہرہ میں وفات پائی۔

ابن درستویہ نحوی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابن درستویہ نحوی کے حالات[2]...... یہ عبداللہ بن جعفر بن درستویہ بن المرزبان ابو محمد الفارسی النحوی ہیں بغداد میں مقیم تھے عباس دوری اور ابن قتیبہ وغیرہ سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا ہے پھر ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ہے کئی علماء نے ان کی تعریف کی ہے جن میں سے ابو عبداللہ بن مندہ بھی ہیں اسی سال صفر میں ان کا انتقال ہوا۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ان کی عمدہ و مفید تصنیفات نحو وغیرہ کے متعلق بہت سی تصانیف تھیں۔

محمد بن حسن: محمد بن حسن بن عبداللہ بن علی بن محمد بن عبدالملک بن ابی الشوارب ابوالحسن قرشی الاموی کا انتقال اسی برس ہوا آپ بغداد کے قاضی تھے حسن اخلاق کے مالک تھے اور حدیث سے بہت زیادہ شغف تھا اس کے باوجود فیصلہ کرتے ہوئے رشوت لیتے تھے۔

محمد بن علی: محمد بن علی ابو عبداللہ الہلالی الخطیب دمشق کی وفات بھی اسی برس ہوئی تھی میرا خیال ہے کہ یہ خطیب باب الصغیر کے علاقے میں ایک گلی کا امام ہے یہ یاد رکھیے کہ دمشق کے خطیب تھے پر جمال خوبصورت شکل و صورت والے تھے اخلاق حسنہ کے مالک تھے ۱۸ ربیع الاول بروز جمعہ ان کی وفات ہوئی اور شام کے وقت بہت سے لوگوں نے ان کے جنازہ میں شرکت کی اسی طرح ابن عساکر نے بیان کیا ہے انہیں باب الصغیر کے نزدیک دفن کیا گیا۔

واقعات ۳۴۸ھ

اسی سال رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی جس کے سبب متعدد افراد ہلاک ہو گئے اور باب الطاق کے نزدیک آگ لگ گئی اور دریائے دجلہ میں موصل کے بہت سے حاجی غرق ہو گئے۔

اسی سال رومیوں نے طرطوس میں داخل ہو کر لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت لوگوں کو گرفتار کر لیا اور لوگوں کا کافی جانی و مالی نقصان ہوا نیز اسی سال بہت کم بارش ہوئی جس کی وجہ سے اشیاء کے نرخوں میں اضافہ ہو گیا اور لوگوں نے بارش کے لئے دعا کی لیکن بارش نہیں آئی اور ماہ اذار میں ٹڈیاں بہت نکلیں جنہوں نے ساری ہریالی ہلاک کر دی اس وقت لوگوں کے حالات بڑے پریشان کن تھے اصل میں یہ تقدیر الٰہی کا فیصلہ تھا۔

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۹۸، ۸۹۹، شذرات ۲/۳۷۵، ۳۷۶

[2] تاریخ بغداد ۹/۴۲۸، ۴۲۹، طبقات الحنابلہ ۲/۷۵

اسی سال معزالدولہ موصل سے بغداد آگیا وہاں اس نے اپنی لڑکی کی شادی اپنے بھتیجے سے کر کے اسے اس کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔

خاص خاص افراد کی وفات خراسان میں [illegible] ابو اسحاق ابراہیم بن شیبان القرمیسینی کی وفات اسی سال ہوئی یہ صوفیہ کے شیخ تھے ابو عبداللہ مغربی کی صحبت انہوں نے اختیار کی تھی ان کے کلام میں سے ہے جب قلب میں اللہ کا خوف شہوات کی طلب [illegible] سے نکال دیتا ہے اور دنیا کی رغبت انہیں [illegible] سے ختم کر دیتا ہے۔
نیز [illegible] کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابوبکر النجاد کے حالات یہ احمد بن سلمان بن الحسن بن اسرائیل بن یونس ابوبکر النجاد الفقیہ الحنبلی ہیں اور حفاظ حدیث میں سے تھے ان کی ولادت ۲۵۳ھ ہے عبداللہ بن احمد ابوداؤد [illegible] ابن ابی الدنیا اور ان کے علاوہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا انہوں نے ننگے پاؤں چل کر احادیث حاصل کیں انہوں نے ایک مسند جمع کی جس میں ایک بہت بڑی کتاب تھی۔
جامع المنصور میں ان کے دو حلقے لگتے تھے ایک فتویٰ کا اور دوسرا املاء حدیث کا ان سے دارقطنی ابن رزقویہ ابن شاہین [illegible] القطیعی [illegible] یہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اور صرف ایک روٹی سے افطار کرتے تھے ایک لقمہ اس سے بچا کر رکھ لیتے تھے [illegible] صدقہ کر دیتے تھے [illegible] سال کی عمر میں [illegible] ان کی وفات ہوئی۔
[illegible]

جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم کے حالات یہ جعفر بن محمد بن نصیر بن قاسم ابو محمد الخواص ہیں جو خلدی سے مشہور تھے انہوں نے بہت سے محدثین [illegible] ثقہ صدوق اور زاہد تھے۔

محمد بن ابراہیم بن یوسف یہ محمد بن ابراہیم بن یوسف [illegible] الزجاجی النیساپوری [illegible] صوفی [illegible] شیخ تھے [illegible]
[illegible]

محمد بن جعفر بن محمد فضالہ یہ محمد بن جعفر بن محمد بن فضالہ بن یزید بن عبدالملک ابوبکر الآدمی [illegible]
بہت [illegible] قرآن [illegible] ایک مرتبہ [illegible] ابوالقاسم البغوی کے ساتھ [illegible]
مسجد نبوی میں پہنچے [illegible]
[illegible]
[illegible] قرآن [illegible] ابوبکر الآدمی [illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے دکھانے کے لئے تھا پھر سائل نے ان سے سوال کیا کہ آپ کی بخشش کا سبب کیا ہوا جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سوال سے جو انکو مردے سے لو عذاب سے بچنے کی قسم اختیار کی ہے صرف اس وجہ سے میری بخشش کر دی گئی۔

ابو عبداللہ بن احمد بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی کے حالات [1] یہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن علی بن الحسن بن ابراہیم بن طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علوی الرسی ہیں یہ پانچ علاقے کے سرداروں اور بڑے لوگوں میں سے تھے ان کے گھر میں ہمیشہ حلوہ موجود رہتا تھا اور مستقل ایک آدمی رکھا ہوا تھا جو کہ حلوہ تیار کرتا تھا اور باری باری یہ تمام لوگوں کے پاس حلوہ بھیجتے تھے ہر ایک کے گھر ہر روز بھیجتے تھے ہر ایک کے گھر جمعہ کے روز بھیجتے تھے ہر ایک کے گھر ہفتہ میں ایک مرتبہ بھیجتے تھے اور وہ فوراً آتے۔ کے پاس ہر روز حلوے کے دو پیالے ایک دوسرے بھیجتے تھے۔

معز الفاطمی نے قاہرہ آنے کے بعد ان سے سوال کیا کہ آپ اہل بیت میں سے کس کی طرف منسوب ہیں انھوں نے جواب دیا کہ یہ سوال لوگوں سے کرنا چاہیے اس نے شہر میں داخل ہونے کے بعد اشراف کو جمع کیا اپنی تلوار کو میان سے نکال کر کہا یہ میرا نسب ہے پھر ان پر سونا بکھیر دیا اور کہا یہ میرا والی شرف ہے تب لوگوں نے کہا ہم نے قبول کیا اور ہم نے طاعت کی لیکن صحیح یہ ہے کہ اس قسم کی باتیں کرنے والا اس کا لڑکا یا کوئی دوسرا شریف ہوگا کیونکہ اس کی وفات اسی سال ۶۲ سال کی عمر میں ہوئی اور معز مصر میں سن ۳۶۲ھ میں آیا جیسا کہ عنقریب آجائے گا۔

واقعات ۳۲۹ھ

اسی سال عیسیٰ بن المکتفی کی اولاد سے آذربائیجان میں ایک شخص کا ظہور ہوا جس کا لقب مستجیر باللہ رکھا گیا اور اس نے لوگوں کو آل محمد کے حامیوں میں داخل ہونے کی دعوت دی کیونکہ ان دنوں میں مرزبان کی حکومت میں فساد آچکا تھا پھر سخت مقابلہ ہوا آخر مستجیر باللہ کے ساتھی شکست کھا گئے اور خود اسے گرفتار کر لیا گیا اور وہیں اس کی وفات ہوگئی جس کی وجہ سے اس کی طاقت کمزور ہوگئی۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ بن حمدان نے رومیوں کے شہروں میں داخل ہو کر ان پر حملہ کر کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا اور ان کے بہت سے قلعے فتح کر لئے ان کے کافی شہروں کو جلا دیا اور بہت سے ان کے ساتھی گرفتار کر لئے اور مال غنیمت حاصل کر کے واپس آرہا تھا کہ رومیوں نے ان پر حملہ کر دیا اور ان کی واپسی میں رکاوٹ ہو گئے بڑی جدوجہد کے بعد مشکل تین سو شہسواروں کے ساتھ جان بچا کر نکلنے میں کامیاب ہوا۔

اسی سال بغداد میں سنیوں اور رافضیوں کے درمیان بڑی زوردار لڑائی ہوئی جس میں بہت سے افراد ہلاک ہو گئے۔

سال رواں کے آخر میں مصر کے حکمران محمد بن طغج الاخشید کا انتقال ہو گیا اس کے بعد اس کا لڑکا علی مصر کا حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں اہواز اور واسط کے حاکم ابو القاسم عبداللہ بن ابی عبداللہ البریدی کا انتقال ہو گیا اسی زمانہ میں مصری قافلہ حج سے واپسی پر ایک وادی میں ٹھہرا کہ اوپر سے سیلاب آیا اور بہا کر سب کو دریا میں ڈال دیا۔

سال رواں ہی میں ترکی کے دس خیموں کے باشندوں نے اسلام قبول کر لیا جس کی وجہ سے ان کا نام ترک ایمان رکھا گیا پھر مختصر ہو کر ترکمان بن گیا۔

بجکم ترکی جس نے بغداد کی حکومت کا عہدہ سنبھالا تھا اسی سال قتل ہوا یہ بڑا سمجھدار انسان تھا اور نیکیوں کی طرف اس کا رجحان تھا ایک روز یہ اپنی سواری پر جا رہے تھے کہ ایک شخص کی آواز سنی جو قرآن پڑھ رہا تھا ایک آیت تلاوت کر رہا تھا جس کا ترجمہ ہے کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر سے اور جو اللہ نے نازل کیا اس سے ڈر جائیں (سورۃ الحدید آیت ۱۶) یہ آیت سن کر بجکم نے چیخ مار کر کہا ایسا وقت آگیا ہے چنانچہ اس نے روتے ہوئے شراب ترک کر دیا پھر سواری سے اتر کر کپڑے نکال کر پھینک دیے اور دریائے دجلہ میں داخل ہو کر توبہ کی اور اسی میں کھڑے رہے یہاں تک کہ

---

(۱) وفیات الاعیان ۳ ۔ ۸۰، ۱۲

جن لوگوں کا مال ظلم کے ذریعے لیا تھا وہ واپس کیا اور باقی صدقہ کر دیا اب ان کے پاس کچھ نہ تھا ایک شخص ان کے پاس سے گزرا تو اس نے انہیں دو کپڑے دیے ان کپڑوں کو پہن کر حج کیا اور سب کچھ خیر باد کہہ کر وفات تک عبادت میں مشغول ہو گئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابوعلی الحافظ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

ابوعلی الحافظ کے حالات[1] ... یہ ابوعلی الحافظ حسین بن علی بن یزید بن داؤد نیشاپوری ہیں حفاظ متقنین مصنفین کے ائمہ میں سے ہیں دار قطنی کا قول ہے کہ یہ امام اور مہذب یافتہ تھے ابن عقدہ ان جیسا اکرام اور تواضع کسی کا نہیں کرتے تھے انہوں نے بہتر سال کی عمر میں جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔

حسان بن محمد بن احمد بن مروان کی وفات اسی سال ہوئی۔

حسان بن محمد بن احمد بن مروان کے حالات[2] ... یہ حسان بن محمد بن احمد بن مروان ابوالولید القرشی الشافعی ہیں جو اپنے زمانہ کے خراسان میں امام حدیث تھے اور سب سے بڑے زاہد اور عابد تھے فقہ کی تعلیم انہوں نے ابن سریج سے حاصل کی اور حدیث کا سماع حسن بن سفیان وغیرہ سے کیا تھا ان کی عمدہ عمدہ تصانیف ہیں ہم نے ان کے حالات طبقات الشافعیین میں بیان کر دیے ہیں ان کی وفات اسی سال ربیع الاول بہتر سال کی عمر میں جمعہ کی شب ہوئی تھی۔

محمد بن ابراہیم بن خطاب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن ابراہیم بن خطاب کے حالات[3] ... یہ محمد بن ابراہیم بن خطاب ابو سلیمان الخطابی ہیں انہوں نے کافی محدثین سے حدیث کا سماع کیا اور بڑی عمدہ عمدہ تصانیف چھوڑی ہیں ان میں ابوداؤد کی شرح معالم السنن بخاری کی شرح اعلام ہے اور غریب الحدیث بھی ہیں یہ انتہائی سمجھدار بالخصوص لغت ومعانی اور فقہ کے بہت بڑے عالم تھے ان کے چند شعر یہ ہیں:

(۱) وفات تک تم جس دوست کے پاس جاؤ اس سے نرمی کا معاملہ کرو۔

(۲) ہر شخص (چاہے وہ تمہارے گھر سے واقف ہو یا ناواقف) کو بُرے لوگوں کے ساتھ زندگی دیکھے گا۔

ابوالفرج ابن الجوزی نے ان کے حالات حرف حاء میں اسی طرح بیان کیے ہیں۔

عبدالواحد بن عمر بن محمد کی وفات اسی سال ہوئی۔

عبدالواحد بن عمر بن محمد کے حالات[4] ... یہ عبدالواحد بن عمر بن محمد بن ابی ہاشم ہیں یہ اپنے زمانہ میں قراءت کے سب سے بڑے عالم تھے اور اس موضوع پر ان کی متعدد تصانیف ہیں یہ ثقہ اور امین لوگوں میں سے تھے ابن مجاہد ابی بکر بن ابی داؤد سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں اور ان سے ابوالحسن الحمامی نے احادیث روایت کی ہیں اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی اور خیزران کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

ابواحمد العسال کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

ابواحمد العسال کے حالات[5] یہ ابواحمد العسال الحافظ محمد بن احمد بن ابراہیم بن سلیمان بن محمد ابواحمد العسال الاصفہانی ہیں جو اکابر

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۷۱، تذکرۃ الحفاظ ۳/۹۰۲، تہذیب ابن عساکر ۴/۲۶۰، ۲۶۱

[2] تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۹۵، ۸۹۶، شذرات الذہب ۲/۳۸۰

[3] تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۱۸ ... الانساب ... ۳۵۲

[4] تاریخ بغداد ۱۱/۷-۸، شذرات الذہب ۲/۳۸۱، ۳۸۲

[5] تاریخ بغداد ۱/۲۷۰، تذکرۃ الحفاظ ۳/۸۸۹، ۸۹۰

[illegible]

واقعات ۳۵۰ھ

اسی سال محرم میں معز الدولہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

الناصر لدین اللہ [illegible] اندلس [illegible] خلافت [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہوئے مصر کے حاکم ابوالقاسم علی بن الاخشید نے کافور کی مدد سے خلافت حاصل کی تھی [illegible]

خواص کی وفات خواص میں سے وفات پانے والے اس سال یہ حضرات تھے پہلا ابوسہل بن زیاد القطان کی وفات اسی سال ہوئی تھی۔

ابوسہل بن زیاد القطان کے حالات(۱) یہ احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیاد ابوسہل القطان ہیں یہ ثقہ حافظ قرآن اور مختلف جہتوں سے عبادت کرنے والے اور اس کے معانی کو خوب اچھی طرح یاد کرنے والے تھے چنانچہ انہوں نے صحابہ کے قول پر قرآن پاک کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

> "مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنھوں نے کفر اختیار کیا اور اپنے بھائیوں سے جب وہ سفر میں ہوں یا جنگ کی حالت میں ہوں کہا کہ اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو نہ مرتے اور نہ قتل کئے جاتے۔" (آل عمران: ۱۵۶)

اسماعیل بن علی بن اسماعیل کا بیان اسماعیل بن علی بن بیان بن داؤد ابو محمد الخطبی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے ابن ابی اسامہ، عبداللہ بن احمد الحنبل وغیرہ سے احادیث لی ہیں جبکہ ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث لی ہیں یہ علم و فضل والے لوگوں سے واقف تھے مشہور سوالوں پر مشتمل انہوں نے ایک تاریخ مرتب کی تھی یہ بہت سمجھدار اور سچے تھے اسی سال جمادی الآخر میں ان کی وفات ہوئی تھی ان کی کل عمر ۸۲ سال تھی۔

احمد بن محمد بن سعید احمد بن محمد بن سعید بن عبیداللہ بن احمد بن سعید بن علی بن مرہ ابوبکر القرشی الطوسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ ابن فطیس سے مشہور تھے ان کا خط بہت عمدہ اور مشہور تھا یہ ابن جوصا کے لئے احادیث لکھتے تھے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسی سال ۲ شوال کو ان کی وفات ہوئی تھی۔

تمام بن محمد العباسی تمام بن محمد بن عباس بن عبدالمطلب ابوبکر الہاشمی العباسی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ہے انہوں نے عبداللہ بن احمد سے احادیث روایت کی ہیں پھر ان سے ابن رزقویہ نے احادیث بیان کی ہیں اسی سال اکیاسی سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

حسین بن قاسم ابوعلی الطبری ...... الحسین بن قاسم ابوعلی الطبری الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ فقہ لکھنے والے ائمہ میں سے تھے انہوں نے ہی سب سے پہلے اختلافیات میں کتاب لکھی اسی طرح ان کی ایک دوسری کتاب الافصاح فی المذہب ہے مناظرہ پر بھی ان کی کتاب ہے اسی طرح اصول فقہ میں بھی انہوں نے کتاب لکھی ہے اس کے علاوہ اور بھی ان کی تصانیف ہیں ہم نے طبقات میں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔

عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم ...... عبداللہ بن اسماعیل بن ابراہیم بن عیسیٰ بن جعفر بن ابی جعفر المنصور الہاشمی الامام ہیں جو ابن بریہ سے مشہور تھے ان کا سن ولادت ۲۶۳ھ ہے یہ ابن ابی الدنیا وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں پھر ان سے ابن رزقویہ نے احادیث بیان کی ہیں یہ جامع المنصور میں ایک طویل مدت تک خطیب رہ چکے ہیں ۳۳۰ھ میں انہوں نے آخری خطبہ دیا اس سے پہلے ایک سال خطبہ دیا پھر اس میں سن ۳۲۰ھ میں مطیع نے خطبہ دیا منصور کی طرف نسبت میں یہ سلاطین کے برابر ہیں اسی سال صفر میں ان کی وفات ہوئی۔

عتبہ بن عبداللہ ...... عتبہ بن عبداللہ بن موسیٰ بن عبیداللہ ابوالسائب الہمدانی قاضی القضاۃ الشافعی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ فاضل ماہر فن اور قاضی رہ چکے تھے ان میں لوگوں کے معاملات خراب کرنے کی بہت زیادہ حرص تھی۔

ان کی وفات کے بعد کسی نے ان کو خواب میں دیکھا تو ان کا حال پوچھا تو جواب دیا کہ لوگوں کے معاملات خراب کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی اور مجھے جنت میں داخل کر دیا اور مجھے میرے مولیٰ نے فرمایا کہ کیوں کہ میں نے اپنے اوپر لازم کیا ہوا ہے کہ ذی سابقہ کے

بڑے شخص کو عذاب نہیں دوں گا اسی وجہ سے میں نے تم کو قتل کیا بادشاہوں میں سب سے پہلے یہی بغداد میں آئی ہے۔

محمد بن احمد بن حیان..... محمد بن احمد بن حیان ابو بکر ابن مطرز بغدادی قم الزیدی کی وفات اسی سال ہوئی، انہوں نے یحییٰ بن ابی طالب، حسن بن مکرم وغیرہ سے احادیث بیان کی ہیں ستاسی سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

ابو علی خازن..... ابو علی الخازن کی وفات اسی سال شعبان میں ہوئی ان کے گھر میں خزانے اور دوسروں کے پاس ان کی امانتیں مال جن کی قیمت تقریباً چار لاکھ درہم تھی۔

واقعات ۳۵۱ھ

اسی سال دو ہزار رومی جنگجوؤں نے دمستق کے ہمراہ حلب میں داخل ہونے کی کوشش کی انہوں نے اچانک حملہ کیا تھا سیف الدولہ بن حمدان اپنے موجود جنگجوؤں کو لے کر ان کے مقابلہ میں نکلا لیکن فوج کم ہونے کی وجہ سے شکست کھا گیا اور اس کے کافی ساتھی ہلاک کر دیئے گئے سیف الدولہ بے صبری کی وجہ سے جلدی سے بھاگ گیا دمستق نے سیف الدولہ کا گھر لوٹ لیا اس میں موجود اموال جائیداد آلات حرب سب پر قبضہ کر لیا اور عورتوں اور بچوں کو بھی گرفتار کر لیا اس کے بعد انہوں نے حلب کی چار دیواری کا محاصرہ کر لیا شہر والوں نے ان کا مقابلہ کر کے ان کے کافی ساتھیوں کو قتل کر دیا۔

اس موقع پر رومیوں نے چار دیواری میں کئی جگہ سوراخ کیے اور اندر داخل ہو گئے لیکن مسلمانوں نے داخل نہیں ہونے دیا رات کے وقت انہوں نے وہ تمام شگاف بند کر دیئے صبح کو دیوار بالکل پہلے کی طرح تھی اور انہوں نے اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔

اس کے بعد مسلمانوں کو یہ خبر ملی کہ شہر میں بدمعاش لٹیروں نے لوٹ مار مچا رکھی ہے اس خطرہ کی وجہ سے لوگ اپنے گھروں کو لوٹنے لگے پیچھے سے رومیوں نے حلب کی چار دیواری پر قبضہ کر لیا اور وہ شہر میں داخل ہو گئے اپنے سامنے آنے والے کو قتل کر دیتے اسی طرح انہوں نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کر دیا اور ان کے اموال کو لوٹ لیا اور بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا جو یہود و نصاریٰ مسلمانوں کی قید سے آزاد کر دیئے انہوں نے تلوار اٹھا کر مسلمانوں کو قتل کرنا شروع کر دیا انہوں نے لوگوں پر بڑا ظلم کیا اور دس ہزار سے زائد مسلمانوں کو گرفتار کر لیا جن میں بچے اور بچیاں کافی تعداد میں تھیں اور دو ہزار کے قریب نوجوان تھے پھر انہوں نے سامان وغیرہ اٹھایا اس کے علاوہ جو گھروں میں موجود تھا وہ سب نکال کر لے گئے جن چیزوں کو وہ اٹھا کر نہیں لے جا سکتے تھے ان کو آگ لگا دی شہر میں نو دن تک اسی طرح بدمعاشی اور قتل و غارت گری کرتے رہے یہ سب کچھ ان لٹیروں بدمعاشوں کے سبب ہوا اسی طرح ان کا حاکم ابن حمدان رافضی ہونے کی وجہ سے شیعوں سے محبت اور اہل سنت سے عداوت رکھتا تھا اس وقت حلب والوں کو پے در پے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑا۔

اس کے بعد سیف الدولہ کی جانب سے حملے کے خطرہ کی وجہ سے دمستق نے یہاں سے واپسی کا ارادہ کیا تو اس کے بھتیجے نے کہا کہ قلعوں کو چھوڑ کر آپ کہاں جا رہے ہیں حالانکہ مسلمانوں کا اکثر مال اور بہت سی عورتیں یہیں ہیں دمستق نے جواب دیا کہ ہم نے امید سے زیادہ کامیابی حاصل کر لی ہے دوسرا یہ کہ ان قلعوں میں جنگجو بھی ہیں لیکن اس کا بھتیجا نہیں مانا بالآخر دمستق نے اجازت دے دی چنانچہ اس نے ایک لشکر کے ہمراہ قلعہ کا محاصرہ کر لیا اوپر سے مسلمانوں نے ایک پتھر مارا جس کی وجہ سے اسی وقت اس کا کام تمام ہو گیا پھر جب دمستق نے دو ہزار مسلمان قیدیوں کو اپنے سامنے بلا کر ایک ایک کر کے سب کو قتل کر دیا پھر وہ واپس اپنے علاقہ لوٹ گیا۔

محرم میں رومی عین زربہ میں داخل ہو گئے وہاں کے باشندوں نے ان سے امان طلب کی تو اس نے انہیں اس شرط پر امان دی کہ سب لوگ فی الفور مسجد میں داخل ہو جائیں جو گھر میں رہے گا اسے قتل کر دیا جائے گا پھر اعلان کیا کہ مسجد سے نکل کر جہاں چاہیں چلے جائیں اگر

کوئی مسجد میں مل گیا تو اسے ختم کر دیا جائے گا چنانچہ سب مسجد سے نکل گئے اس موقع پر کافی لوگ ہلاک ہو گئے پھر وہ سب صحرا کی سمت جا رہے تھے اور انہیں کوئی خبر نہیں تھی کہ کہاں جا رہے ہیں راستے میں بھی بہت سے افراد ہلاک ہو گئے لوگوں کے مسجد سے نکلنے کے بعد دمستق نے مسجد کو منہدم کر دیا اور اس کے منبر کو توڑ دیا اور شہر کے ارد گرد لگے ہوئے چالیس ہزار کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا اور شہر کی چار دیواری اور تمام نشانات منہدم کر دیے اور شہر کے چالیس قلعوں کو فتح کر لیا بعض کو تلوار اور بعض کو امان کے ذریعہ اور اس ملعون نے لوگوں کی ایک بڑی تعداد کو قتل کیا اور اسیروں میں سیف الدولہ کی جانب سے منبج کا نائب حاکم ابو فراس بن سعید بن حمدان بھی تھا جو کہ ایک ادیب شعر کہنے والا شاعر تھا اور کئی زمانہ تک روم میں اسیر رہا ہے۔

پھر اس کے بعد انہوں نے قیصریہ کا رخ کیا وہاں کے نائب حاکم ابن زیات نے چار سو گھڑسواروں کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا لیکن رومیوں نے ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا اس کے بعد عیسائیوں کے روزوں کا زمانہ آ گیا تو وہ روزے رکھنے میں مشغول ہو گئے اس سے فارغ ہو کر پھر انہوں نے اچانک حلب پر حملہ کیا جس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسی زمانہ میں رافضیوں نے مساجد کے دروازوں پر مختلف نعرے لکھے جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) حضرت معاویہ پر لعنت ہو۔

(۲)... حضرت فاطمہ کے حق کے غاصب یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۳)... حضرت عباس کو شوریٰ سے نکالنے والوں یعنی فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو۔

(۴)... ابوذر کو جلا وطن کرنے والے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اللہ کی لعنت ہو (۵) حضرت حسن کو ان کے نانا جان کے پاس دفن ہونے سے روکنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام صحابہ سے راضی ہو اور ان پر لعنت کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو، جب معز الدولہ کو ان تحریروں کا علم ہوا تو اس نے اس پر کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی ان کو ختم کرنے کا حکم دیا۔

اس کے بعد معز الدولہ کو اطلاع ملی کہ مسلمانوں نے ان عبارتوں کو مٹا کر ان کی جگہ یہ عبارت لکھ دی ہے شروع سے لے کر آخر تک آل محمد پر ظلم کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہو لیکن معز الدولہ نے اس میں حضرت معاویہ پر لعنت کا اضافہ کروا دیا اللہ تعالیٰ اسے اور تمام رافضیوں کو برباد کرے اور ان کی کسی قسم کی مدد نہ کرے۔ اسی طرح حلب کے حاکم سیف الدولہ بن حمدان میں بھی رافضیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی لیکن من جانب اللہ اس قسم کے لوگوں کی مدد نہیں کی جاتی بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے کیونکہ عام طور پر لوگ دین کے معاملہ میں اپنے امراء اور آقاؤں کی تقلید کرتے ہیں۔

اسی زمانہ میں مصر و شام پر جب فاطمیین (جن میں رافضی بھی تھے) کا قبضہ ہوا تو ساحل شام اور دیگر شامی علاقوں حتیٰ کہ بیت المقدس پر بھی ان کی نحوست کی وجہ سے فرنگیوں کا قبضہ ہو گیا اور مسلمانوں کے قبضہ میں حلب، حمص، حماۃ، دمشق کے علاوہ دیگر کچھ بھی نہیں رہا اور تمام ساحل وغیرہ پر فرنگیوں کا قبضہ ہو گیا اور یہود و نصاریٰ کے ناقوس ان کے محلات اور شاہی خانوں میں باقاعدہ بجتے رہے اور معظم مقامات (مساجد وغیرہ) میں صحابہ کرام کی تکفیر کی جاتی تھی اور مسلمان ان کے ساتھ معیشت و زندگی اور دین میں تنگی کے ساتھ رہے۔

جن شہروں میں مسلمانوں کا قبضہ تھا ان میں بھی مسلمان انتہائی فرنگیوں سے خوفزدہ رہے فانا للہ وانا الیہ راجعون اور حقیقت یہ مسلمانوں کی بد اعمالیوں اور رافضیوں کی جانب سے صحابہ کرام پر گالیوں کی سزا تھی۔

اس سال صحابہ کرام پر تبرا کرنے کی وجہ سے محلوں میں بھی بڑا فتنہ برپا ہوا جس میں لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد قتل ہوئی۔

اسی زمانہ میں سیف الدولہ نے عین زربہ کی تعمیر کروائی اور اپنے غلام نجا کو بھیجا چنانچہ اس نے بلاد روم میں داخل ہو کر کافی لوگوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا اس کے بعد سیف الدولہ نے اپنے دربان کو طرسوس کے لشکر کے ساتھ بھیجا انہوں نے بھی بلاد روم میں داخل ہو کر کافی لوگوں کو گرفتار کر لیا اور مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گئے۔

اسی زمانے میں معز الدولہ نے بغداد کی مساجد پر لعنت [illegible] یہ عبارت بہت بڑا ظلم تھا، پھر [illegible] رات کے وقت [illegible] نے بعد میں مٹا دیا گیا تھا۔

فرنگیوں نے جزیرہ اقریطش پر قبضہ کا ارادہ کیا تو وہاں کے باشندوں نے معز سے مدد طلب کی چنانچہ اس نے ایک لشکر بھیجا جس نے فرنگیوں کو بھگا دیا۔

ارمانوس کی وفات اسی سال شہنشاہ روم ارمانوس کی وفات ہوئی۔

الحسن بن محمد بن ہارون مہلبی الوزیر کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی یہ تیرہ سال تک معز الدولہ کے وزیر رہے تھے یہ انتہائی بردباری اور سخاوت میں بہت مشہور تھے ابو علی صاحب نے ان کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ یہ ایک مرتبہ وزیر سے پہلے بہت غریب تھے ایک دن گوشت کھانے کی خواہش ہوئی مگر پاس ایک پیسہ بھی نہ تھا اس وقت ابو عبداللہ الحسن بن عبداللہ الصیرفی الازدی بھی وہاں پر تھے انہوں نے گوشت خرید کر دیا اور ان کی ضرورت پوری کر دی، مہلبی نے کہا کہ وزیر کے پاس کا م آئے گا انہوں نے جواب دیا کہ یہ وزیر کے خزانوں میں پہنچ جائے گا۔

وزیر مہلبی نے اداری بات سن لی جب مہلبی وزیر بنے تو انہوں نے وہ بات یاد دلائی تو وزیر نے ان کو پانچ سو درہم انعام دیا اور اپنے پاس بلا کر ان کی ضرورت پوری کی اس کے بعد ایک دن وہ ان کے پاس گئے تو وزیر نے ان کو دیکھ کر کہا کہ تم میں سے کون ہے [illegible] یہ بات سن کر وہ بہت خوش ہوئے اور ان کی ضرورت پوری کی تم نے جو قرض لیا تھا وہ آپ نے مجھے بخش دیا اور آپ نے مالی طور پر بہت مدد کی ہے۔

مہلبی نے اسی سال چونسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

دعلج بن احمد بن دعلج بن عبدالرحمن شیخ ابو محمد دعلج بن عبدالرحمن السجستانی المعدل کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی انہوں نے خراسان، حلوان، بغداد، بصرہ، کوفہ، مکہ کا سفر کر کے محدثین سے احادیث کا سماع کیا یہ مالداروں میں سے تھے اور علماء پر بہت زیادہ خرچ کرنے والے تھے ان کے بہت سے صدقات جاریہ اور وقف کی ہوئی چیزیں ہیں جن سے بغداد اور خراسان کے محدثین نے بہت فائدہ اٹھایا بغداد میں ان کا بہت خوبصورت عالی شان مکان تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دنیا میں بغداد کی مانند کوئی شہر نہیں اور بغداد میں قطیعہ کی مانند کوئی محلہ نہیں اور قطیعہ میں دار ابی خلف کی مانند کوئی گھر نہیں اور دار ابی خلف میں میرے گھر کی مانند کوئی جگہ نہیں ہے۔

امام دارقطنی نے ان کی ایک مسند تصنیف کی تھی انہیں اگر کسی حدیث کے بارے میں شک ہوتا تو پوری روایت کو چھوڑ دیتے تھے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ میں نے مشائخ میں ان سے بڑا کوئی شخص نہیں دیکھا اہل علم اور ضرورت مندوں پر بہت خرچ کرتے تھے۔

ایک مرتبہ کسی تاجر نے ان سے دس ہزار دینار قرض لے کر تجارت کی تو اسے تیس سال میں تیس ہزار دینار کا نفع ہوا تو تاجر ان میں سے دس ہزار دینار لے کر ان کے پاس واپس کرنے کے لئے گیا ان کے پہنچنے پر شیخ نے مختلف قسم کے کھانوں سے خاطر تواضع کی اور پوچھا کہ آپ کس کام سے تشریف لائے ہیں تاجر نے کہا کہ میں نے آپ سے بہت عرصہ پہلے دس ہزار دینار قرض لیا تھا اس سے میں نے تجارت کی اور تیس سال میں اس سے تیس ہزار دینار کا نفع ہوا ہے شیخ نے کہا کہ میں نے تمہیں یہ قرض واپس لینے کے لئے تھوڑی دیا تھا اس رقم کو واپس لے جاؤ اللہ تعالیٰ تمہارے مال میں برکت عطا کرے۔

اس تاجر نے جاتے ہوئے ایک سوال کیا کہ آپ کے مال میں اس قدر برکت کیسے ہوئی شیخ نے جواب دیا کہ میں حدیث کے پڑھنے میں مشغول تھا کہ ایک روز دوران سبق ایک تاجر نے آ کر کہا کہ میرے پاس آؤ اس نے مجھے دس لاکھ درہم دیئے اور کہا کہ ان سے تجارت کرو نفع میرے اور تمہارے درمیان نصف نصف ہوگا اور اگر نقصان ہوا تو وہ مجھ پر ہوگا اور میری ایک نصیحت یاد رکھنا کہ اگر تمہارے پاس کوئی ضرورت مند آ جائے تو اسے ضرور قرض دینا چنانچہ میں نے اس ہی سے کمایا۔

انہوں نے مجھے ایک روز وہ جگہ دکھائی جس پر آ کر مجھ سے کہا کہ [illegible] یہ مال [illegible] میرا دل [illegible] کی خبر پہنچا دے [illegible] بنا دے گا۔

دعلج نے اس رقم سے کہا کہ یہ [illegible] بیت [illegible] اسی سال جمادی الآخر میں ان کی وفات ہوئی۔

عبدالباقی بن قانع کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

عبدالباقی بن قانع کے حالات[1] ... یہ عبدالباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ابوالحسین الاموی ہیں جو اموی کے آزاد کردہ غلام تھے انہوں نے حارث بن ابی اسامہ سے حدیث کی سماعت کی ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی وہ ثقہ امین اور حافظ تھے لیکن آخری عمر میں ان کا حافظہ متغیر ہو گیا تھا۔

دارقطنی کا قول ہے کہ یہ غلطی کرتے تھے [illegible] اسی سال شوال میں ان کی وفات ہوئی۔

ابوبکر النقاش المفسر کے حالات[2] ... یہ محمد بن حسن بن محمد بن زیاد بن ہارون بن جعفر ابوبکر النقاش المقری المفسر ہیں، جو اصل میں [illegible] کے رہنے والے تھے [illegible] کے شہروں میں [illegible] علماء سے روایت [illegible] اور [illegible] سے [illegible] روایت کی ہے [illegible] تفسیر [illegible] اور [illegible] قراءت [illegible] ہیں۔

[illegible] دارقطنی نے ان کی [illegible] کی ہے [illegible] نے [illegible] ہے [illegible] اور [illegible] نے شفاء الصدور [illegible] نے ان کا [illegible] الصدور رکھا ہے۔

[illegible] النقاش کی وفات کے وقت ان کے ہونٹ ہل رہے تھے [illegible] پھر بلند آواز سے تین مرتبہ یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے:

”ایسی ہی کامیابی کے لیے عمل کرنے والوں کو عمل کرنا چاہیے۔“ (سورۃ الصافات: ۶۱)

اس کے بعد شوال میں ان کی وفات ہوئی اور دارقطنی نے [illegible] گھر میں دفن کیے گئے۔

محمد بن سعید ابوبکر الحربی الزاہد کی وفات بھی اسی سال ہوئی جو ابن الضریر سے مشہور تھے۔ یہ [illegible] کا قول ہے کہ میں [illegible] تا [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کر [illegible] گیا۔

واقعات ۳۵۲ھ

اس سال دس محرم کو معز الدولہ (اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے) نے بغداد والوں کو حکم دیا کہ [illegible] بازار بند کر دیں اور [illegible] ماتم [illegible] کریں [illegible] بال بکھیرے [illegible] چہروں پر طمانچے مارتی ہوئی حسین بن علی پر نوحہ کرتی ہوئی بازاروں میں نکلیں [illegible] اہل سنت [illegible] بادشاہ [illegible] زیادہ ہونے کی وجہ سے [illegible] کے لیے [illegible] نہ تھی [illegible] نے [illegible] کرنے [illegible] کا حکم [illegible] یہ بڑا عجیب [illegible] تھا [illegible] بدعت [illegible] تھا۔

---

[1] تاریخ بغداد: ۱۱/ ۸۸، ۸۹۔ تذکرۃ الحفاظ: ۳/ ۸۸۳، ۸۸۴

[2] شذرات الذہب: ۳/ ۸، ۹۔ لسان المیزان: ۵/ ۱۳۲

اسی سال رومیوں نے رہا پر غارتگری کرتے ہوئے اس کے باشندوں کو قتل کر دیا کچھ کو گرفتار کر لیا اور صحیح سالم واپس لوٹ گئے پھر دوبارہ وہاں پر حملہ کر کے قتل کیا اور پھر وہاں سے چلے گئے۔

اسی زمانہ میں رومیوں کے بادشاہ دمستق کا انتقال ہو گیا جس کا نام النقفور تھا یہ وہی ہے جس نے اچانک حلب پر حملہ کر کے اس کا برا حشر کر دیا تھا رومیوں نے اس کے بعد اپنا بادشاہ دوسرے کو بنا لیا۔

رومیوں کے بادشاہ النقفور کے حالات جس کا نام دمستق تھا..... اس کی وفات سن ۳۵۴ھ یا ۳۵۵ھ یا ۳۵۶ھ میں ہوئی۔ یہ ملعون بادشاہوں میں سب سے زیادہ سخت دل کفر میں سب سے زیادہ سخت سب سے زیادہ سخت حملہ کرنے والا سب سے زیادہ طاقتور تھا اور مسلمانوں سے سب سے زیادہ مقابلہ کرنے والا تھا اس ملعون نے اپنے زمانے میں مسلمانوں سے بزور طاقت بہت سے سواحل چھین لئے تھے اور اس نے انہیں مملکت روم میں شامل کر لیا تھا اور یہ اس زمانہ والوں کی کوتاہی، بدعات قبیحہ کے ظہور پذیر ہونے، عام و خاص کے معاصی میں ڈوبے ہوئے ہونے، رافضیوں کے غالب آنے اور اہل سنت پر بے دردی کے ساتھ مظالم ڈھانے کا نتیجہ تھا اسی وجہ سے ان پر دشمنان اسلام کو مسلط کر دیا گیا جنہوں نے مسلمانوں کو سخت خوف زدہ کر کے ان کے قبضوں سے شہروں کو چھین لیا اور ان کی زندگی ان پر اجیرن کر دی گئی اور وہ دشمنوں کی دشمنی پے در پے آفات و آلام کے نزول کی وجہ سے ایک جگہ رات نہیں گذار سکتے تھے بلکہ ایک شہر سے دوسرے شہر چکر لگاتے پھرتے تھے بس اللہ ہی سے مدد کی درخواست ہے۔

سن ۳۵۱ھ میں یہ ملعون دو ہزار جنگجوؤں کے ہمراہ حلب میں داخل ہو گیا اور اس میں گشت کرتا رہا سیف الدولہ بمشکل جان چھڑا کر فرار ہونے میں کامیاب ہوا اس لعین نے جبراً حلب فتح کیا وہاں کے بے شمار مردوں عورتوں کو قتل کیا سیف الدولہ کا گھر جو حلب میں ایک کھلی جگہ پر بنا ہوا تھا اسے بھی ویران کر دیا اور ان کے اموال و جائیداد پر قبضہ کر لیا اور انہیں منتشر کر دیا اور اس کا اثر و رسوخ لوگوں پر چھا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس ملعون نے اسلام اور مسلمانوں کے ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی اصل اللہ واحد قہار ہی کی حکومت ہے۔

جس شہر میں بھی داخل ہوتا وہاں کے باشندوں سے مقابلہ کر کے انہیں قتل کرتا عورتوں اور بچوں کو قیدی بناتا اور وہاں کی جامع مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بناتا اور اس کے منبر کو توڑ دیتا اور اس کی اذان کی جگہ گھوڑے اور پاؤں سے روندتا اس ملعون کی یہی حالت رہی حتی کہ اللہ تعالیٰ نے اس ظالم پر اس کی بیوی کو مسلط کر دیا اس نے باندیوں کی مدد سے گھر کے درمیان میں اس ظالم کو قتل کر دیا اسی طرح اللہ نے اسلام اور مسلمانوں کو راحت بخشی اور ظالم کو ان سے زائل کر دیا اور اس کی طاقت و قوت کو پاش پاش کر کے رکھ دیا۔ اللہ ہی کے لئے فضیلتیں اور نعمتیں ہیں اور تمام احوال میں وہی تعریفوں کا مستحق ہے۔

یہ ایک اتفاق کی بات ہے کہ اسی سال قسطنطنیہ کا بادشاہ بھی مر گیا اس کے ساتھ مسلمانوں کی خوشیاں مکمل اور ان کی امیدیں حاصل ہوئیں بس تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں کہ جس کی نعمتوں کے طفیل اچھائیاں مکمل ہوتی ہیں اور برائیاں ختم ہوتی ہیں اور اسی کی رحمت کے طفیل لغزشیں معاف ہوتی ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ یہ لعین النقفور جو رومیوں کا بادشاہ تھا جس کا نام دمستق تھا اس نے خلیفہ مطیع اللہ کے نام ایک قصیدہ بھیجا تھا جسے اس کے کسی ایسے ساتھی نے لکھا تھا جسے اللہ نے ذلیل و رسوا کیا اور اس کے کان و دل پر مہر ثبت کر دی اور اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور اسے اسلام اور اس کی بنیاد سے دور کر دیا وہ لعین اس قصیدہ میں اپنے اوپر فخر کرتا رہا اور اسلام و مسلمانوں کو گالیاں دیتا ہے اور وہ اس میں تمام مسلمانوں کو اس بات کی دھمکی دیتا ہے کہ عنقریب وہ تمام ممالک اسلامیہ پر قبضہ کر لے گا حتی کہ حرمین شریفین پر بھی حالانکہ وہ خود جانوروں اور چوپایوں سے بھی زیادہ بدتر اور ذلیل ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس کے ذریعے وہ دین بتول مسیح علیہ السلام کی مدد کر رہا ہے اور اس قصیدے میں وہ کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ علیہ السلام کو خطاب کا انداز ظاہر کرتا ہے آپ علیہ السلام پر اللہ کی رحمتیں اور درود نازل ہو۔

ہمیں اس کا علم نہیں ہو سکا کہ اس زمانہ میں کسی نے اس قصیدہ کا جواب دیا ہے یا اس کے غیر مشہور ہونے کی وجہ سے یا اس وجہ سے کہ وہ کھلم کھلا منکر تھا اس لئے اس کا جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور اس قصیدہ کے پڑھنے والے کی روح شیطانی روح معلوم ہوتی ہے۔

البتہ صرف ایک شخص نے اس قصیدہ کی طرف توجہ دی ہے اس کا نام ابو محمد بن حزم الظاہری ہے (اللہ تعالیٰ اس کی قبر کو جنت کا باغ بنائے) جس نے اس قصیدہ کا معقول اور منہ توڑ جواب دیا اور اس کے ہر باب اور فصل کا ناکارہ کر کے مناسب اور معقول جواب دیا ہے۔

اب میں اس قصیدہ کا ذکر کرتا ہوں اس کے بعد اس اسلامی قصیدہ کو ذکر کروں گا اس مرتد نے یہ قصیدہ اپنے بادشاہ کی زبان سے جاری کرایا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اور قیامت تک آنے والے اس کے تمام ہم خیالوں پر لعنت کرے۔

میں نے یہ قصیدہ ابن عساکر کے خط سے نقل کیا ہے جسے انہوں نے کتاب صلۃ الصلۃ للفرغانی سے نقل کیا ہے۔

(۱) یہ قصیدہ ایسے شخص کی طرف سے ہے جو پاک بادشاہ مسیحا ہے آل ہاشم کے آخری بادشاہ کے نام۔

(۲) اس بادشاہ کے نام جو فضل ہے جس کا نام مطیع ہے اور علاء الملک کا بھائی ہے۔

(۳) کیا میرے عزم سے تمہارے کان باخبر نہیں ہوئے یعنی ہوشیاری کے کام کرنے کے بجائے سستی کے کام نے تم کو مصائب میں جھونک دیا۔

(۴) اب بھی اگر تم اپنی ذمہ داریوں سے باخبر ہو تو تمہاری مرضی ہے کیونکہ میں تو اپنی ذمہ داریوں کے بجالانے سے غافل نہیں ہوں۔

(۵) چھوٹے ہوئے نشانات کے علاوہ تمہاری غفلت کی وجہ سے تمہاری سرحدیں ختم ہو چکی ہیں۔

(۶) ہم نے تمہاری سرحدوں کو فتح کر لیا ہے بہادر جوانوں کی مدد سے جو زبردست شیروں کی طرح ہیں۔

(۷) جزیرہ آمل کی تمام سرحدوں کی طرف بھی تمہارے مصر یمن اور شام کے لشکروں کی طرف بھی۔

(۸) کر کے بعد دمیاط کے ساتھ تنیس کی طرف بھی اور دریائے نیل کی ندی سے بڑی سرحدی آبادی کی طرف بھی۔

(۹) ہمارے لشکر نے اہواز اور اس کی طرف چلتی ندی کی بے نشانات باقی رکھنے کے لئے مغربی کے بعد کیسوم کی طرف بھی۔

(۱۰) وہاں کے بہت سے شان و شوکت والے لوگوں کو ہم نے اپنا قیدی بنا لیا ہیں وہ ہمارے غلام اور خادم بن کر رہ گئے۔

(۱۱) اور زینوں کو کس کر جبکہ ہم نے اپنی جماعت کے ذریعے خراب کر دیا اس کے باوجود بھی ان کا مرتبہ ہر گزرنے والے آدمی سے اونچا ہے۔

(۱۲) وہاں کے باشندوں نے ہم سے چھوٹ طلب کر کے الگ الگ گروہ بنا لئے اپنا پیسہ آنے کے بعد مال کو لے کر جو آزادی کی صفت سے کبھی جدا ہو چکا ہے۔

(۱۳) رات کے وقت آنے والے قافلے نے راس العین میں صبح کو بدن پر ہتھیار سجائے ہوئے ہم نے وہاں حملہ کر دیا ان کی کمر چور چور کر کے۔

(۱۴) دار میافارقین اور اس کے میدان پر ہم نے گھوڑوں کے ذریعے حملہ کر کے انہیں اعلیٰ سے نکال کر چھوڑ دیا۔

(۱۵) ہماری کشتیاں اقریطش سے آگے بڑھ گئیں ایسے سمندر سے گزر کر جو بھاگ دوڑانے والا اور موجزن تھا۔

(۱۶) میں نے وہاں کے باشندوں کو قیدی کی حیثیت سے جمع کر لیا اور اب بے قدر مائی زہرہ تک ان کی عورتیں بکا کرائی گئیں۔

(۱۷) وہاں پر ہم نے مکمل طور پر بے وقت فتح کیا اس میں ہم نے ہر ظالم مرتد کو اپنے قابو میں کر لیا۔

(۱۸) فتح کرتے ہوئے ہم حلب تک پہنچ گئے حتیٰ کہ ہم نے ان کی عورتوں کو اپنے لئے حلال کر لیا اور اس کی ساری چار دیواری کو توڑنے والے نے پاش پاش کر کے رکھ دیا۔

(۱۹) ہم نے عورتوں کو بازاروں میں بکا کر لانے اور ان کے بچوں کو قتل کر دیا اور غلاموں کے ساتھ بٹھایا۔

(۲۰) تمہارا دین سیف الدولہ اور ناصر الدولہ سے کیسے ذلیل ہو کر بھاگ گیا۔

(۲۱) ایک ہوشیار شخص کی طرح ہم نے طرطوس کا رخ کیا ہم نے ان کے قلعوں تک تکلیف پہنچائی۔

(۲۲) جس کی تمہیں ملکی باعزت اور شریف اور علوی شان کی خبر ہے کہ اصحاب جبلہ خوشبودار کا کیسا حال بنا رکھا ہے۔

(۲۳) [illegible]

(۲۴) [illegible]

(۲۵) [illegible]

(۲۶) [illegible]

(۲۷) [illegible]

(۲۸) [illegible]

(۲۹) [illegible]

(۳۰) [illegible]

(۳۱) [illegible]

(۳۲) [illegible]

(۳۳) [illegible]

(۳۴) [illegible]

(۳۵) [illegible]

(۳۶) [illegible]

(۳۷) [illegible]

(۳۸) [illegible]

(۳۹) [illegible]

(۴۰) [illegible]

(۴۱) [illegible]

(۴۲) [illegible]

(۴۳) [illegible]

(۴۴) [illegible] (۴۵) [illegible] (۴۶) [illegible]

(۴۷) [illegible]

(۴۸) [illegible]

(۴۹) [illegible]

(۵۰) [illegible]

(۵۱) [illegible]

(۵۲) [illegible]

(۵۳) [illegible]

[illegible]

(۵۴) اور [illegible]

(۵۵) اور [illegible] (۵۱) [illegible]

(۵۶) اور [illegible]

(۵۷) [illegible]

(۵۸) [illegible]

(۵۹) [illegible]

(۶۰) [illegible]

(۶۱) [illegible]

(۶۲) [illegible]

(۶۳) [illegible]

(۶۴) [illegible]

(۶۵) [illegible]

(۶۶) [illegible]

(۶۷) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۲) آپ پر اللہ کی طرف سے لگاتار رحمتیں نازل ہوں یہاں تک کہ حشر کے دن تمام مخلوق کو دوبارہ اٹھایا جائے۔

(۳) اس شخص کے نام جو جہالت اور گمراہی کی وجہ سے جھوٹی باتیں کرنے والا ہے اس [illegible] کی طرف سے جو مجلسوں میں [illegible] پھیلانے والا ہے۔

(۵) تم نے ایسے امام کو دعوت دی ہے جس کے امر اس کے ہاتھوں میں قوم کے مٹے ہوئے نشانات کی طرح ہیں۔

(۶) اس امام کی مسند خلافت میں متعدد آفتیں نازل ہوئیں جیسا کہ اس سے پہلے بادشاہوں پر بھی آفات نازل ہوتی رہی ہیں۔

(۷) اس خرابی یا مصیبت کے آنے پر کوئی تعجب کی بات نہیں جو [illegible] تیز آندھیوں پر آتی رہتی ہے۔

(۸) اگر وہ امام اپنے قدیم آباؤ اجداد کے تخت پر قائم ہوتا تو اس کی جانب سے بھی تم کو زبردست صدمہ پہنچتا کیونکہ [illegible] پہلے خوف زدہ ہو چکے ہوتے۔

(۹) تم نے اپنے [illegible] کے ہونے پر [illegible] کر لیا ہے اگر وہ تمہارے [illegible] ہوتی ہیں تو اللہ کے فضل سے شہر کا وقت ہو کر رہے گا۔

(۱۰) شاید اللہ تعالیٰ دین پر چلنے والوں کے ساتھ اپنی مہربانی سے ان کے لئے ہوئے نشانات [illegible] بنا دے۔

(۱۱) پھر تو اس کے ذکر سے تمام قوم کو فرحت کی دولت حاصل ہوگی اور اس کے متعلق جھگڑا کرنے والے کی زبان بند ہو جائے گی۔

(۱۲) ہم نے کل اس حال میں تم پر حملہ کر کے تمہارا سامان چھینا ہے لیکن تم کمزور اور ادنیٰ کے حملے کے وقت [illegible] بازی کے ساتھ حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

(۱۳) اس کے بعد تم خوشی اور مستی میں اپنے آپ سے باہر ہو گئے کمزور ذلیل حقیر معمولی [illegible] کی طرح۔

(۱۴) جب ہم باہمی تعاون کو چھوڑ کر معاملات میں آپس میں لڑتے گئے، جاہلوں کو ظلم کی عادت ہو گئی۔

(۱۵) اور ہمارے خلفاء نے ان کے غلاموں اور ان کے ترکیوں اور دیلمیوں کے درمیان [illegible]۔

(۱۶) ایسے لوگوں کے احسانات کی ناشکری اور ان کے حقوق کے انکار کی وجہ سے جنہوں نے [illegible] جہالت سے [illegible] کے بلند مقام تک پہنچایا۔

(۱۷) ایسی حالت میں تم نے ہم پر [illegible] چوروں کے حملے کی طرح سونے والے کی غفلت کے وقت۔

(۱۸) کیا پوری قوت کے ساتھ [illegible] ملک شام کو تم [illegible] چھین لئے۔

(۱۹) مصر کو اور قیروان کے سارے علاقے اور اندلس کو طاقت کے ذریعے ان کی [illegible] اڑاتے ہوئے۔

(۲۰) کیا ہم نے [illegible] کمزوری [illegible]۔ [illegible]۔ [illegible]۔

(۲۱) تمہارے [illegible] کرنے کے [illegible] بیت المقدس [illegible] کے مکانات ہمارے قبضے میں ہیں۔

(۲۲) بیت الحرام اور [illegible] کی جماعتیں بھی سب بڑے بڑے [illegible] کے قبضے میں ہیں۔

(۲۳) ہم [illegible] تمہاری [illegible] ملک [illegible] قسطنطنیہ [illegible]۔

(۲۴) اس لئے [illegible] تمام [illegible] ہمارے پاس لوٹ کر آئیں گی [illegible] کی مہربانی سے۔

(۲۵) یہ تمہارے شہروں کے وسط پر [illegible] اور قسطنطنیہ کے دروازے تک [illegible] پہنچا۔

(۲۶) ان تمام باتوں کے علاوہ مستضعف نے بھی ان علاقوں کو [illegible]۔ [illegible] رہے تھے۔

(۲۷) [illegible] تعالیٰ اس [illegible] سے [illegible] ملتی ہے [illegible]۔

(۲۸) تمہارے ملک کے شہروں [illegible] ہے

(۲۹) اور تمہارے بڑے بادشاہوں نے ہارون الرشید کو [illegible] مغلوبوں کے [illegible] کی طرح [illegible] کی طرح۔

(۳۰) ہم نے تم سے مصر چھین لیا جو ہماری طاقت کا گواہ ہے جو ضرب اور حرمت سے ہمیں ملی ہے

(۳۱) بیت یعقوب (علیہ السلام) اور باب مصر تک اور [illegible] دوست شہر سے [illegible] کی جگہ تک قبضہ کر لیا ہے۔

(۳۲) اے شکست خوردہ لوگوں میں سے بچے ہوئے کیا تم نے سمجھ لیا کہ ہمارے علاقے میں داخل ہونے کا راستہ تمہارے لئے کھلا ہوا ہے [illegible] نہیں دیا۔

(۳۳) اب تمہارے پاس [illegible] کے علاوہ کچھ نہیں ہے جو بے وقوفوں کی لونڈیاں اور [illegible] کے طالب ہیں۔

(۳۴) جب بہادر پکار آئیں گے گھوڑے تمہیں روند دیں گے اس وقت تمہیں خبر نہ ہوگی [illegible] ہو جائے گا۔

(۳۵) تم اور تمہارا اپنا حقیر قدم علاقوں پر جیسا کہ معمولی [illegible] قیمت کے مال بیچ کرتے ہیں۔

(۳۶) تم نے ہمارے ساتھ [illegible] کئے ہیں کہ جن کا شمار کرنا ممکن نہیں ہے جیسا کہ ہمارے پاس اس قدر گرفتار ہیں جن کا شمار کرنا محال ہے۔

(۳۷) اگر تم لوگ انہیں شمار کرنے کا ارادہ بھی کرو تو [illegible] ہو جائے گا [illegible] مر جاؤ گے۔

(۳۸) تم نے تو مصر میں سے [illegible] کے مغلوب [illegible] کی [illegible] قبضہ کیا ہے۔

(۳۹) وہ لوگ اپنے دین کا نسب مخلوق سے [illegible] اور وہ [illegible] ہیں جبکہ قوم کو [illegible] کرنا [illegible] قیمت کا اندازہ نہیں کر سکتا۔

(۴۰) اگر تم اپنے دین پر [illegible] تو اس سے پہلے تم نے دمیاط پر حملہ کیوں نہیں کیا ہے جو سب [illegible] کے علاقوں پر جو شہروں کو تباہ کرنے والے تھے۔

(۴۱) ان کے علاقوں میں [illegible] جیسے کہ [illegible] کرتے ہیں [illegible] کے قتل کو [illegible] والے۔

(۴۲) اور وہ تمہارے [illegible] کی لڑکیوں کو [illegible] کے ساتھ قیدی بنا کر لے گئے جس طرح کہ [illegible] کی بکریاں آسانی سے پکڑ لی جاتی ہیں۔

(۴۳) تمہیں تو [illegible] میں جرأت سے [illegible] کرو اور ان لوگوں سے جنہوں نے تمہارے شریف بادشاہوں اور قیمتی مردوں کو چھوڑ دیا ہے۔

(۴۴) شرق اور غرب تمہیں ہمارے بارے میں صحیح خبر دے دیں گے اور یہ بھی بتا دیں گے کہ ہم نے کتنی عزت والی شریف بیٹیوں کو گرفتار کیا ہے۔

(۴۵) اور وہ یہ بھی بتا دیں گے کہ ہم نے کتنے ہی تمہارے مضبوط شہروں کو فتح کیا ہے۔ [illegible] اور یہ کہ ہم نے [illegible] کتنے دن تمہارے درمیان قیام کیا ہے۔

(۴۶) تم جلد ہی جھوٹی باتیں بنانے والے لوگوں کا ذکر چھوڑ دو گے تمہیں امام بنانے والے کی حیثیت سے [illegible] مت کرو۔

(۴۷) اور یہ کہ ہم سامرا اور تکریت سے لے کر [illegible] علاقوں تک فتح کر لیں گے پس تمہارے لئے پریشانی کی بات ہے۔

(۴۸) یہ [illegible] امیدیں ہیں جن کی تمنا ایک حقیر انسان ہی کر سکتا ہے ان کی مثل [illegible] تمنا ہیں اور [illegible] قتل کرنے کی بھی تمنا ہے۔

(۴۹) تم بغداد کے [illegible] تک [illegible] جو شخص کی [illegible] شریف اور مضبوط [illegible] کے لئے آئی ہوئی ہے۔

(۵۰) کیونکہ [illegible] مقتولوں [illegible] کی [illegible] اور [illegible] قیام [illegible] ہے۔

(۵۱) [illegible] لوگوں نے [illegible] سے [illegible] تم سے [illegible] جنہوں نے [illegible] مسلمانوں سے پایا۔

(۵۲) اور دمشق کے قریب ہر قسم کا سامان زندگی موجود ہے کیونکہ [illegible] تک پہنچنے کے [illegible] ہیں۔

(۵۳) اور وہ ایک گمان ہے جو کافروں کا اتفاقی ذلت کے ساتھ [illegible] ہے جب کہ گمان میں کام کرنے والا [illegible] ہو جاتا ہے۔

(۵۴) اور حجاز کے اطراف میں بھاری بھاری لشکر ہیں [illegible] کے قبضے میں [illegible] ہیں۔

(۵۵) وہاں کی [illegible] بہت سے [illegible] ہیں۔

(۵۶) اور اگر تمہاری تعداد کی ایک جماعت سے تمہارا مقابلہ ہوا تو تمہیں [illegible] جو [illegible] پڑے ہوں۔

(۵۷) جب وہ صبح کے وقت تم سے ملاقات کریں گے تو تمہیں گزشتہ باتیں یاد [illegible] کے جو انہیں گھمسان کی لڑائی میں تمہارے ساتھ پیش آئی تھیں۔

(۵۸) اس وقت کی باتیں جب وہ تمہاری طرف [illegible] گھوڑوں [illegible] چڑھے تھے [illegible] اس وقت بطور [illegible] ان کے پاس بہت [illegible] تھے۔

(۵۹) [illegible] جب ان کے [illegible] تمہارے پاس آئیں گے [illegible]

(۶۰) تمہارے سوال [illegible] کے لئے [illegible] ہو گی [illegible] ہوتی ہے۔

(۶۱) اور [illegible] تمہارے علاقوں [illegible] کریں گے [illegible] سے پہلے [illegible] ہیں۔

(۶۲) اور اگر تمہارے پاس [illegible] خراسان [illegible] ہے۔

(۶۳) اس صورت میں تمہارے [illegible] طرف سے [illegible]

(۶۴) اس سے پہلے [illegible] ایک سال کی [illegible] کے ذریعے [illegible] ہیں۔

(۶۵) چنانچہ [illegible]

(۶۶) فارس اور [illegible] علاقوں میں [illegible] اور اصفہان [illegible] ہے۔

(۶۷) اگر ان کی کوئی جماعت تم پر حملہ کر [illegible] جائے [illegible] حملہ آور ہوں۔

(۶۸) اور [illegible]

(۶۹) اور ان کی [illegible] شام [illegible] ہیں۔

(۷۰) اور اس [illegible] کے [illegible] ہے۔

(۷۱) اس [illegible] کے مقابلے میں [illegible] کے مقابلے میں [illegible] تھا۔

(۷۲) [illegible] طرف [illegible] حفاظت کی ذمہ داری [illegible] ہو سکے۔

(۷۳) وہاں [illegible] کی ایک جماعت ہے [illegible]

[illegible]

(۷۴) [illegible] طرف [illegible]

[illegible]

(۷۵) [illegible]

(۷۶) [illegible]

(۷۷) [illegible]

(۷۸) اور [illegible] جماعت ہے [illegible]

والے ہیں۔

(۷۹) پھر تمہاری اور تمہارے صحنوں کی حکومت تک آجائیں گے۔

(۸۰) حق کا خلیفہ ہے اس کا ہر قدم دین کی مدد کرتا ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہیں کرتا۔

(۸۱) اس کے آباؤ اجداد کا نسب ابو العباس تک پہنچتا ہے جو فخر کے ساتھ وہ جو جھاگ اڑانے والی موج کی طرح چھانے والے تھے۔

(۸۲) وہ ایسے بادشاہ تھے جن کی خوش بختیوں کو پہنچانا ممکن نہیں اگلے گزرنے والا تھا ان سے پہلے اور ان کے بعد والے لوگ قابل مبارک ہیں۔

(۸۳) ان کے فخر نے کی جگہ سمجھ لی تھی ہے بغداد کے علاقوں سے پہلی مرتبہ ہوئیں۔

(۸۴) اگرچہ علی بوری کے کنارے کے خاندان سے ہے۔

(۸۵) مرحبا مرحبا بھر خوشیں ہیں اور خوش آمدید ہے ان لوگوں کو جو ہمارے حقدار ہیں اور دوستوں میں بہترین لوگ ہیں۔

(۸۶) انہی لوگوں نے دل کھول کر اسلامی پرچم کو بلند کیا ہے ان بد عقیدوں کے لئے زبردست قصد کرنے والے کی مانند شہروں کو فتح کیا۔

(۸۷) زمانہ ضمیر کا اشتعال چاہتا ہے پس وہ نے جان کا قربان کیا جیسا کہ تیغ کی گھونٹ ایک ایک قطرہ کر کے پلائے گا۔

(۸۸) عنقریب ہم قسطنطنیہ اور اس کے مضافات کو فتح کر لیں گے اور تم سب کے علاوہ ملکوں کے سامنے شکار کر کے کھڑے ہیں گے۔

(۸۹) اور ہم چین اور ہند کو بھی فتح کر لیں گے اور ترکی اور قبائل عرب کے حشر کے ساتھ ہیں گھر جو شامل کو ختم کر کے رکھتا ہے۔

(۹۰) اللہ تعالیٰ کے وعدے ہمارے حق میں بالکل سچے ہیں بیماروں کی آنکھوں کی طرح کچے ہیں۔

(۹۱) ہم تمہاری زمین اور تمہارے شہروں کے آخری حد تک مالک ہو کر رہیں گے اور ہر جگہ ایک شریف یا قرشی خلیفہ کی دعوت مستحکم کر کے رہیں گے۔

(۹۲) جس کی تم پہچانتے ہو بھی وہ نہیں مٹا سکتے ہو ہمارے ہی کو علم عام ہو چکا ہے۔

(۹۳) اسماعیل جاو دین کی کوشش ہمارے دین سے مقابلہ کرتا ہے جو خلاف حق اور مراد کا گناہ ہے۔

(۹۴) تم لوگوں کو لکڑی کی عبادت پر لگاتے ہو جو نہ پتے غیر کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہے اور جاہل تو بالکل ہو کر اس خدا سے ناواقف تک ہے۔

(۹۵) تمہاری مذہبی کتب انجیلیں فرضی ہیں جو گمراہ لوگوں کے کلام کے مشابہ ہیں ان میں بڑی اسلامی سب قسم کی ہیں۔

(۹۶) اے آزاد پادریوں کی منطقیں رکھنے والو! تم چھوٹے صلیب کے آگے سجدہ کرتے رہتے ہو۔

(۹۷) ملت اسلام کی طرف جو ہمارے سب کی توحید کی دعوت دیتا ہے جس کے لئے کوئی بھی دوسرا کوئی سب اسلام کے برابر نہیں ہو سکتا۔

(۹۸) دین اسلام نے ان تمام باتوں کی تصدیق کی جو ہادی ہمارے آپ علیہ السلام سے پہلے مقام پر فخر کرنے کے لئے۔

(۹۹) تمام بادشاہوں نے اسے خوشی قبول کر لیا ہے جو پہلے لوگوں کے ساتھ ہے جو آیتوں سے مصافحہ ہوا ہے۔

(۱۰۰) تمام ملکی بادشاہوں نے اسلام قبول کر لیا اور عرب کے علاقوں اور قوموں نے بھی جس کے کلام کے باب کھری ہوئی ہیں۔

(۱۰۱) جیسا کہ مسعود بھی بادشاہ وقت نے سر جھکایا اور اہل ایران نے بھی جہاں قبیلہ جشم ہے۔

(۱۰۲) ان لوگوں نے اللہ کے دین کو بڑی قوت سے قبول کر لیا اور ایسے تابع ہو گئے جس سے قوم تمیم بھی نہ ہونے۔

(۱۰۳) جس وقت انہوں نے رضامندی سے اپنے سروں سے دینے کی وجہ سے کے ساتھ قتل کرنے والا ہے۔

(۱۰۴) ان کے معبود نے ان کی جو طرح مدد کی مسلمانوں نے دشمنوں کو ان کے پاؤں کے نیچے ڈال دیا۔

(۱۰۵) آپ علیہ السلام ان پڑھ تھے ان کے قبیلہ کی اکثریت نے ان کی مذمت کی اور نہ کسی کتاب پڑھنے والے کی کتاب کا ان کی طرف سے جواب دیا گیا۔

(۱۰۶) ...نہ آپ ﷺ کے پاس مدد کے لئے بہت زیادہ مال [illegible] کرنے کے لئے [illegible] کرنے والے کے لئے۔

(۱۰۷) ...آپ ﷺ نے انصار کی [illegible] کے لئے کسی خاص مال کا وعدہ بھی کیا یا وہ معصوم تھے۔

(۱۰۸) ...اور کسی بھی قید کرنے والے یا دوستی کی قوت نے [illegible] کسی غلام کے ہاتھوں ان کے جسم پر قدرت حاصل ہوئی۔

(۱۰۹) ...جیسا کہ تم میں سے ہر ایک نے تہمت [illegible] گمراہی کا الزام حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر لگایا۔

(۱۱۰) اس سے بھی بڑھ کر یہ بات کہ تم نے اپنے عقیدہ کے مطابق اپنے رب [illegible] جو قیامت میں [illegible] جانے والی ہیں۔

(۱۱۱) ...انہوں نے اس بات سے صاف انکار کر دیا کہ اللہ کی طرف کسی بیوی یا بیٹے کی نسبت کی جائے کیونکہ یہ تم کفر کی ایک بات [illegible]
[illegible]

(۱۱۲) ...لیکن حقیقت میں وہ اللہ کے بندے نبی رسول محترم ہیں مگر مخلوقات کی طرح وہ بھی ایک مخلوق ہیں وہ دوسروں کے عقائد کے مطابق تھیں۔

(۱۱۳) کہو وہ اپنے رب کے [illegible] تمہارے دین کی [illegible] تم ایسی بات کرو گے تو ظالموں سے بھی بڑھ گئے ہو۔

(۱۱۴) ...ہمارے نبی محمد ﷺ نے [illegible] انہوں نے [illegible] ختم کرنے والی [illegible] ہیں۔

(۱۱۵) ان کی حماقت کی وجہ سے ان کے لئے [illegible] عبادت کرنے میں [illegible] کی طرح نظر آتے ہیں۔

(۱۱۶) اسی وجہ سے اب نصاریٰ بھی [illegible] سب کے سب [illegible] کے بڑے [illegible] ہو گئے۔

(۱۱۷) ...[illegible] ان کی طرف سے [illegible] گئے ہیں۔

(۱۱۸) ...انہوں نے اپنے آباؤ اجداد کے طریقہ [illegible] سے انکار کر دیا اسی طرح انہوں نے [illegible] سعادت مندی کے حصے کے مطابق۔

(۱۱۹) ...[illegible] ہو گئے اور وہ سب [illegible] کے احکام کے سامنے جھک گئے۔

(۱۲۰) اسی کے ذریعے بادشاہ کے خواب کی تعبیر بھی صحیح ہو گئی۔

(۱۲۱) بعض حبشی سب نے اسے قبول کر لیا اور سب نے نجاشی کے ذریعے [illegible] اسلام کو قبول کر لیا۔

(۱۲۲) آپ ﷺ [illegible] آپ ﷺ کی طرف سے پیش کیا گیا ایک صاع تمام حاضرین کے کھانے کے لئے کافی ہو گیا۔

(۱۲۳) آپ ﷺ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی کے چشمے جاری ہو گئے جس نے ایک بڑے [illegible] لشکر کو سیراب کر دیا۔

(۱۲۴) آپ ﷺ نے [illegible] جن کی تمام عقلوں نے تصدیق کی [illegible] والوں کی آواز کی طرح ان کی آواز سے مطلب نہیں تھی۔

(۱۲۵) [illegible] کے پیچھے [illegible] نازل [illegible] کے بعد تم [illegible] والوں کی [illegible] آئی ہیں۔

(۱۲۶) [illegible] تمہارے [illegible] کی طرح نہیں ہے۔

(۱۲۷) [illegible] خون آ رہا ہے۔

(۱۲۸) تم نے [illegible] کے مطابق [illegible] رہے ہیں۔

(۱۲۹) تم ان اشعار کو قبول کرو [illegible] کے ہیں [illegible] اللہ کے احکام ہیں۔

اسی سال ابن ابی الشوارب کو عہدۂ قضاء سے معزول کر دیا گیا اور ان کے رجسٹر اور دفاتر پھاڑ دیئے گئے اور ان کے زمانہ کے تمام احکام ختم کر دیئے گئے اور معاملات ان سے جو کچھ وصول کیا جاتا تھا وہ سب موقوف کر دیا گیا اور ان کی جگہ ابو بشر عمر بن اکثم کو قاضی بنایا گیا۔

اسی زمانہ میں ماہ ذی الحجہ میں زبردست ... بارش نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں نے صلوٰۃ استسقاء ادا کی لیکن بارش نہیں ہوئی ابن الجوزی نے منتظم میں ثابت بن سنان مؤرخ سے نقل کیا ہے کہ ان کا قول ہے کہ مجھ سے ایک معتمد علیہ جماعت نے بیان کیا ہے کہ ۳۵۲ھ میں ارمینیہ کے بادشاہوں نے ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس دو جڑے ہوئے آدمی بھیجے جن کی عمر ۲۵ سال تھی ان کے ساتھ ان کے والد بھی تھے ان دونوں کے ایک ایک ہاتھ تھے وہ پہلو سے جڑے ہوئے تھے اور ان دونوں کو بھوک بھی لگتی تھی ان کے پیچھے سے ... تھے ان میں سے ایک عورتوں کی طرف اور دوسرا بچوں کی طرف مائل ہوتا تھا۔ ان کی آپس میں لڑائی بھی ہو جاتی تھی اور کبھی قسم اٹھا کر گفتگو کرنا بھی بند کر دیتے تھے پھر چند ایام کے بعد خود ہی صلح کر کے آپس میں بول چال شروع کر دیتے تھے۔ ناصر الدولہ نے انہیں دو ہزار درہم دیئے اور ان پر خلعت بھی کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی بعض حضرات کا قول ہے کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا ناصر الدولہ نے علاج کروانے کے لئے اطباء کو بلوا کر انہیں علیحدہ کرانے کا ارادہ کیا بعد میں وہ دونوں اپنے والد کے ساتھ واپس اپنے شہر چلے گئے وہاں پر ان میں سے ایک بیمار ہو گیا وہ اسی بیماری میں اس کا انتقال ہو گیا اور ... دوسرا سالم زندہ تھا لیکن اس کا جدا کرنا ... [illegible] ... کا ارادہ کیا اور ان کی ... میں نے اطباء کو بھی جمع کیا لیکن پھر بھی ان کے درمیان جدائی ممکن نہ ہو سکی اور اس حالت میں ان کا والد بھی بہت پریشان تھا کہ مردہ کی لاش کی بدبو اور اس کے غم سے زندہ بھائی بیمار ہو گیا اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا اور دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

خواص کی وفات ..... خواص میں سے اس سال عمر بن اکثم بن احمد بن حیان بن بشر ابو بشر الاسدی کی وفات کا واقعہ پیش آیا ان کی ولادت ۲۸۴ھ ہے خلیفہ مطیع اللہ کے دور میں ابی السائب عتبہ بن عبید اللہ کی نیابت کے طور پر انہیں قاضی بنایا گیا تھا پھر بغداد کے قاضی القضاۃ بن گئے تھے لیکن مذہب کے مطابق امام شافعی کے مذہب میں سے قاضی بننے والے یہی اول شخص ہیں یہ مصر کے ... تھے اسی سال ماہ ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی تھی۔

واقعات ۳۵۳ھ

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی عاشورا کے موقع پر رافضیوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں نوحہ کیا تھا جس کی وجہ سے رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان بڑی خوفناک لڑائی ہوئی اور بہت لوٹ مار بھی کی گئی۔

اسی سال ... [illegible] ... سیف الدولہ نے حران کے باشندوں سے جو زبردست ... جرمانہ کے طور پر وصول کیا تھا جس کی وجہ سے اس کا غلام ... سے مرتد ہو کر ... تھا اور وہاں پر اس نے ایک دمشقی ... قتل کر دیا اس کے قبضہ سے ایک جماعت کو آزاد کر کے اپنے قبضہ میں کر لیا تھا اور اس کے ... پر بھی قبضہ کر لیا تھا جس کی وجہ سے وہاں اس کا ... ہو گیا تھا پھر سیف الدولہ اس کے مقابلہ میں نکلا اور اسے گرفتار کر کے اپنے سامنے قتل کروا دیا اور اسے ... جلوا دیا۔

اسی زمانہ میں دمشق نے مصیصہ پر قبضہ کے ارادے سے اس کا محاصرہ کر کے اس کی چوبیس دن تک ... کر دیا مصیصہ کے باشندوں نے اس کا ... کیا اس نے مصیصہ کے دیہات کو آگ لگا دی اور ان کے ... والے پندرہ ہزار افراد کو قتل کر دیا اور ... طرطوس میں ... اس کے بعد دمشق ... اپنے شہر لوٹ گیا۔

... دمشق ... اور ... پر قبضہ کا ارادہ ... ۳۵۳ھ ... نے ... سے ... ان کے ... کا ... ابن ناصر الدولہ ... کا ... عہد

ذمیوں نے ان سے تنگ آ کر لوگ جمع ہیں نے قبول کر لیا اس کے علاوہ بھی اسے موصل میں بہت سے بڑے بڑے معاملات پیش آئے جن کی تفصیل ابن الاثیر نے بیان کی ہے اس کے بعد وہ بغداد واپس آ گیا۔

اسی زمانہ میں بلاد دیلم میں ابو عبداللہ محمد بن الحسین المعروف ظاہر ہوا جو ابن الداعی سے مشہور تھا اور اولاد حسین بن علی سے ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اس کے ساتھ ساتھ وہ مہدی ہونے کا بھی دعویٰ کرتا تھا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف دعوت دیتا تھا چنانچہ متعدد افراد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی یہ اصل میں بغداد کا باشندہ تھا ان شہروں میں اس کی شان و شوکت بڑھ گئی تھی یہ معز الدولہ کی وجہ سے فرار ہو گیا۔

اس سال روم کا بادشاہ اور اس کے ساتھ ارمن کا بادشاہ دمستق نے بلاد طرطوس کے قبضہ کے ارادہ سے ایک مدت تک ان کا محاصرہ کیے رکھا جس کی وجہ سے وہاں غلہ کی گرانی ہو گئی اور وبا کی بیماری پھوٹ پڑی جس کی وجہ سے متعدد افراد ہلاک ہو گئے اس کے بعد وہ واپس لوٹ گئے قرآن پاک کی آیت کا ترجمہ ہے:

> "اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصے میں بھرا ہوا ہٹا دیا کہ ان کی کچھ بھی مراد پوری نہ ہوئی اور اللہ تعالیٰ کافی ہے مومنین کے لئے قتال کے وقت اور اللہ بڑی قوت والا زبردست ہے۔" (سورۃ الاحزاب آیت ۲۵)

رومی تمام بلاد اسلامیہ پر قبضہ کے ارادہ سے آئے تھے اور وہاں کے نظام کے ختم ہونے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حقوق ان کے ہاتھ خراب ہونے کی نیت سے ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے پھر بھی انہیں بچا لیا اور وہ ناکام ہو کر واپس ہو گئے۔

اسی سال بلاد مغرب میں ایک عجیب واقعہ پیش آیا اس طرح کہ رومیوں کا ایک بھاری لشکر روانہ ہوا ان کے ساتھ ایک ہزار کے قریب ذمیوں نے بلاد مغرب پر حملہ کر دیا بلاد مغرب کے باشندوں نے معز فاطمی سے مدد طلب کر لی اس نے جہاد کے ارادے سے ایک بھاری لشکر روانہ کر دیا اور مسلمانوں میں شامل ہو گئے۔ دونوں کے درمیان معرکہ کی سخت لڑائی ہوئی جس میں رومیوں کا سپہ سالار بھی قتل کر دیا گیا اور رومی شکست کھا کر بھاگ گئے مسلمانوں نے ان کے متعدد افراد قتل کر دیے اور کچھ پانی کی ایک گہری وادی میں گر کر غرق ہو گئے باقی ماندہ کشتی میں سوار ہو کر بچ گئے مغرب کے حاکم احمد نے کشتیوں میں بیٹھے ہوئے ان کے تعاقب میں روانہ کئے چنانچہ انہوں نے سمندر ہی میں ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کو اس جنگ میں کافی مال غنیمت، اسلحہ، حیوانات اور دیگر سامان کی صورت میں ملا ان میں ایک تلوار بھی تھی جس پر لکھا ہوا تھا کہ یہ ہندی تلوار ہے جس کا وزن ایک سو پچاس مثقال ہے۔ آپ علیہ السلام کے زمانہ میں اس سے کئی لڑائیاں لڑی گئی ہیں مسلمانوں نے خوش ہو کر اسے صاحب مغرب کے والد معز علوی کے پاس بھیج دیا اسی زمانہ میں مصر و شام کے حاکم اخشید سے طبریہ چھیننے کا قرامطہ نے ارادہ کیا اور سیف الدولہ سے ہتھیار دینے کے لئے کہا چنانچہ اس نے بے شمار ہتھیار بھیجے جن کے بعد ازاں ان کے پاس بھیجے اس کے علاوہ لوگوں سے بھی حتیٰ کہ پندرہ ہزار اونٹوں کے پہنچانے والے بھی بھیج دیے ان کے پہنچنے کے بعد قرامطہ نے سیف الدولہ سے کہا اب ہمیں اور ہتھیاروں کی ضرورت نہیں ہے اسی سال معز الدولہ نے خلیفہ سے بغداد میں سیر و تفریح کی اجازت مانگی خلیفہ نے اجازت دے دی چنانچہ معز الدولہ بغداد آیا خلیفہ نے بچے کھچے آدمی بھی اس کے ساتھ روانہ کئے کہ جس طرح چاہے سیر کر لے چنانچہ وہ بغداد کے علاقوں کی سیر و تفریح کرتا رہا اور ساتھ ساتھ خوف زدہ بھی رہا کہ کہیں کوئی اس کا مخالف اس کو قتل نہ کر دے اسی وجہ سے سیر سے فارغ ہو کر اس نے شکریہ کے طور پر دس ہزار درہم صدقہ کئے سیر و تفریح کے دوران اس نے یہاں کے حسین حاضر کو سماعت کیا ان میں سے ایک خوبصورت حسین و جمیل عورت کی شکل میں چھپ کر اس کا ارادہ رکھتا تھا اور ان کے ارادہ نے مجبور کر دیا گویا وہ اس کے خادم تھے بہت مقدار میں تیار کر دیا گیا تھا سونے چاندی اور بانڈیوں کے ساتھ جلانے کے لئے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا معز الدولہ نے جیسے ہی یہ بات سنی تو اس نے اپنا ارادہ ترک کر دیا۔

اسی زمانہ میں ذی الحجہ میں ایک مجنون شخص کو دیکھا جو ہر وقت خواب زائل کر رکھا تھا حتیٰ کہ اس کا نام بھی ... سے مشہور ہو گیا یہاں پہنچ کر اس کا قتل کرنا تھا اس کو اشارہ ہوا اس وقت معز الدولہ موصل کے معاملات میں مصروف ہونے کی وجہ سے بغداد میں نہیں تھا معز الدولہ کے بغداد آنے کے بعد یہ مجنون چھپ کر کسی دوسرے شہر میں چلا گیا اس کے بعد اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

خواص کی وفات...... خواص میں سے اس سال وفات پانے والے یہ تھے۔ بکار بن احمد بن بکار بن بیان بن بکار بن درستویہ ابو عیسیٰ المقری انہوں نے حدیث عبداللہ بن احمد سے بیان کی ہے اور ان سے ابو الحسن الحمامی نے روایت کی ہے یہ ساٹھ سال تک قرآن کے بڑے قاری تھے ساٹھ سال سے زیادہ ان کی عمر ہوئی اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس خیزران کے قبرستان میں انہیں دفن کیا گیا۔

ابو اسحاق الجہمی کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کا سن ولادت ۲۵۱ھ ہے ان سے جب حدیث روایت کرنے کی درخواست کی جاتی تو قسم اٹھا لیتے کہ سو سال سے پہلے حدیث روایت نہیں کروں گا چنانچہ اللہ نے ان کی قسم پوری کر دی کہ ان کی عمر سو سے تجاوز ہو گئی تب جا کر انہوں نے حدیث کی سماعت کی ایک سو تین سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۵۴ھ

اس سال بھی دس محرم کے موقع پر شیعوں نے حسب سابق ماتم اور بدعات کا ارتکاب کیا بازار بند کر دیے گئے پانی کی سبیلیں لگائی گئیں اور عورتیں سر کے بال بکھیرے چہروں پر طمانچے مارتی ہوئی حضرت حسین پر روتی ہوئی نکلیں بازاروں اور گلیوں کے ہجوم ناقابل دید تھے حالانکہ اسلام نے ان چیزوں کی اجازت نہیں دی اگر یہ اچھا کام ہوتا تو خیر القرون کے لوگ اسے ضرور کرتے (اگر یہ کام بہتر اور اچھے ہوتے تو وہ ہم پر اس کام کے کرنے میں سبقت لے جاتے)(سورۃ الاحقاف آیت ۱۱) البتہ اہل سنت ان بدعات کا ارتکاب نہیں کرتے پھر ایک وقت ایسا آیا کہ ان پر مسلمانوں کا غلبہ ہو گیا اور انہوں نے رافضیوں کی مرکزی مسجد براثا پر حملہ کر کے اس میں موجود بعض رافضیوں کو قتل بھی کر دیا۔

اسی زمانہ میں روم کے بادشاہ نے ایک بڑے لشکر کے ہمراہ مصیصہ پر حملہ کیا اور جبراً اسے فتح کر لیا اور اس کے بہت سے باشندوں کو قتل کر دیا اور دس ہزار کے قریب بچوں کو گرفتار کر لیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس کے بعد اس نے طرسوس کا رخ کیا اور اس کے باشندوں نے اس سے امان طلب کی اس نے اس شرط پر کہ شہر کو خالی کر دو انہیں امان دے دی اور وہاں جامع مسجد کو گھوڑوں کا اصطبل بنا دیا اور اس کے منبر کو جلا دیا اور اس کی قندیلوں کو اپنے گرجوں میں لے گیا اور اس کی وجہ سے بعض لوگوں نے نصرانی مذہب قبول کر لیا اللہ اس پر لعنت کرے۔ اہل طرسوس اور مصیصہ پر اس سے پہلے بھی بڑی بڑی سختیاں آئی تھیں جن میں ہر ایک دن یا تین سو آدمی قتل کیے جاتے تھے چنانچہ اس موقع پر ایک چھوٹی مصیبت سے نکل کر بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئے۔

اس کے بعد رومی بادشاہ نے یہ سوچ کر کہ یہ علاقہ مسلمانوں کے علاقے کے قریب ہے انطاکیہ پر حملے کا ارادہ کیا لیکن پھر اس نے اپنا یہ ارادہ ترک کر دیا اور اپنے پایۂ تخت قسطنطنیہ چلا گیا اس موقع پر رومیوں کا بادشاہ دمستق بھی اس کے ساتھ تھا۔

سال رواں ہی میں طالبیین کے نقیب ابو احمد الحسین بن موسیٰ الموسوی کو حاجیوں کا امیر بنا دیا گیا جو کہ رضی اور مرتضیٰ کے والد تھے اور ان کے لئے نقابت اور حج کی سیادت کا پروانہ لکھ دیا گیا۔

اس سال معز الدولہ کی بہن کا انتقال ہو گیا اور خلیفہ مطیع للہ خود سوار ہو کر اس کی تعزیت کے لئے گیا اس کے پاس پہنچ کر اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اس کے تعزیت کے لئے آنے کا شکریہ ادا کیا۔

اس سال یوم غدیر کو رافضیوں نے حسب سابق عید غدیر منائی۔

اسی سال انطاکیہ پر ایک شخص رشیق نسیمی نامی شخص ایک دوسرے شخص (جس کا نام ابن الاہوازی تھا) کی مدد سے غالب آ گیا جو طرطوس کا ضامن تھا اس نے اسے بہت سا مال دیا اور انطاکیہ پر قبضہ کی لالچ دی اور اسے بتایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں مشغول ہونے کی وجہ سے اب حلب نہیں آئے گا پھر یہ دونوں انطاکیہ پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئے اس کے بعد یہ ایک لشکر لے کر حلب چلے گئے اور وہاں پر سیف الدولہ کے نائب اور ان کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی لیکن پھر انہوں نے شہر پر قبضہ کر لیا اور نائب قلعہ میں بند ہو گیا۔

اس کے بعد سیف الدولہ کا غلام نجا رومیوں کے پاس ملک سے نکل آیا اس پر دمشق میں شکست کھا گیا اور وہ اپنے گھوڑے سے گر گیا بعض دیہاتیوں نے جلدی سے آ کر اسے قتل کر دیا اور اس کا سر غضب لے گئے اور ابن الاہوازی کیلا اٹھا لیا اور حکمران بن گیا تو اس نے ایک دوسرے شخص کو وزیر بنایا جس کا نام ابراہیم تھا ایک دوسرے شخص کو بھی وزیر بنایا اس کا نام ملا اسحاق تھا اس کے بعد حلب کے نائب حاکم قرعویہ نے اس پر حملہ کر دیا چنانچہ دونوں کے درمیان زبردست لڑائی ہوئی اور قرعویہ کو فتح ہوئی اور اٹھا لیا یہاں کی حکومت پر مسلط ہو گیا سیف الدولہ حلب ہونے کے صرف ایک رات بعد ابن الاہوازی سے مقابلہ کرنے کے لئے اٹھا لیکن چلا گیا اور دونوں میں زبردست لڑائی ہوئی بالآخر ابن الاہوازی اور اس کا وزیر شکست کھا گئے اور دونوں کو گرفتار کر کے سیف الدولہ نے قتل کر دیا۔

اس زمانہ میں ایک شخص مروان نے (جو سیف الدولہ کے آنے جانے کے وقت راستوں کی دیکھ بھال کرتا تھا) حمص پر حملہ کر کے اس کے ارد گرد علاقوں پر قبضہ کر لیا حلب کا امیر بدر ایک لشکر لے کر اس کے مقابلہ میں گیا دونوں میں مقابلہ ہوا بدر نے ایک زہریلا تیر اسے مارا جو نشانے پر لگا لیکن مروان کے ساتھیوں نے بدر کو گرفتار کر لیا تو مروان نے اپنے سامنے بلا کر اسے قتل کر دیا اور اس کے چند دن بعد مروان کا بھی انتقال ہو گیا۔

سال رواں ہی میں سجستان کے لوگوں نے اپنے امیر خلف بن احمد کی نافرمانی کی کیونکہ اس نے سن ۳۵۳ھ میں حج کے موقع پر طاہر بن حسین کو اپنا نائب بنایا تو طاہر کو حکومت کی لالچ ہو گئی اور کچھ شہر کے لوگوں کو بھی اس نے اپنا ساتھ شامل کر لیا جب خلف بن احمد حج سے واپس آیا تو طاہر نے حکومت دینے سے انکار کر دیا جس کی وجہ سے خلف بن احمد نے بخارا کے امیر منصور بن نوح سامانی سے مدد طلب کی اس نے ایک لشکر بھیج کر اسے حکومت دلوا دی لیکن پھر دوبارہ طاہر اس پر غالب آ گیا پھر نوح سامانی نے اسے حکومت دلوا دی اب جب خلف بن احمد کی حکومت مضبوط ہو گئی تو اس نے نوح سامانی کو جواب دینا بند کر دیا نوح سامانی نے ایک بڑا لشکر لے کر اس پر چڑھائی کر دی اس موقع خلف بن احمد قلعہ بند ہو گیا اس قلعہ کا محاصرہ اس لشکر نے سات سال تک اس کا محاصرہ کر کے رکھا لیکن قلعہ کے مضبوط ہونے کی وجہ سے خلف بن احمد گرفت میں نہ آ سکا اس کے بقیہ احوال عنقریب آ جائیں گے۔

اسی سال ترکوں نے بلاد خزر پر حملہ کیا وہاں کے لوگوں نے خوارزم سے مدد طلب کی انہوں نے کہا کہ اگر تم اسلام لے آؤ تو ہم تمہاری مدد کریں گے چنانچہ بادشاہ کے علاوہ سب مسلمان ہو گئے اس وجہ سے خوارزم نے ان کی مدد کر کے ترکوں کو وہاں سے بھگایا اس کے بعد بادشاہ بھی مسلمان ہو گیا۔

مشہور شاعر متنبی کے احوال ... یہ احمد بن حسین بن عبد الصمد ابو الطیب الجعفی الشاعر ہیں جو متنبی سے مشہور ہیں ان کے اندر دیوان سے سے مشہور ہیں اور وہ اس لقب کے نئے ادعیٰ پر ذکر کیا کرتے تھے ان کی طرف منسوب ہونے کی ابن ماکولا اور خطیب کا قول ہے کہ دیوان میں کعلہ کے کسرہ کے ساتھ ہے جس کے بعد یا ہے بعض نے کہا میم کے کسرہ کے بجائے فتح کے ساتھ ہے واللہ اعلم۔

متنبی کی ولادت ۳۰۳ھ ہے یہ شام کی کسی بستی میں پیدا ہوئے انہوں نے بڑی محنت کے ساتھ علم وادب حاصل کیا جس کی وجہ سے یہ اپنے زمانے کے امام الادب بن گئے اور انہوں نے سیف الدولہ کی بہت زیادہ تعریف کی ہے جس کی وجہ سے ان کے ہاں ان کا اونچا مقام تھا اس کے بعد کوفہ آ کر انہوں نے ابن العمید کی تعریف کی اس نے خوش ہو کر انہیں تیس ہزار دینار دیئے

اس کے بعد فارس پہنچ کر عضد الدولہ کی مدح سرائی کی تو اس نے خوش ہو کر ایک قول کے مطابق ہزار درہم دوسرے قول کے مطابق تیس ہزار دینار دیئے اس کے بعد انہوں نے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ ان کا دیوان لکھ دے جس کا معاوضہ یہ ہے چنانچہ اس نے انہیں ادا کرنا چاہا لیکن جس میں تکلف ہے اور وہ کہتے ہیں تمہیں خوش دلی سے دیئے گئے ہیں عضد الدولہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور اس نے چند دیہاتیوں کو مقرر کیا جو راستے میں چھپ کر بیٹھ جائیں جب اس طرف سے متنبی کا گزر ہو تو اسے قتل کر دیں۔

بعض کا قول ہے کہ متنبی نے ان کے سرائے کی ہجو کی تھی اس وجہ سے عضد الدولہ نے بری عداوت ان کے قتل پر آمادہ کیا ان لوگوں نے قتل کر کے ان کا سارا مال چھین لیا۔

چنانچہ تیس افراد پر مشتمل جماعت نے بدھ کے روز رمضان کے ختم ہونے سے تین روز قبل اور دوسرے قول میں پانچ روز قبل اسے قتل کر دیا ایک قول یہ ہے کہ شعبان میں اسے قتل کیا گیا۔

قتل کے وقت متنبی ایک درخت کے نیچے چشمہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کھانے کے لئے اس کے سامنے دسترخوان بچھا ہوا تھا اس وقت اس کے ساتھ اس کا لڑکا اور چند اس کے غلام تھے جب وہ جماعت اس کے پاس پہنچی تو اس نے انہیں کھانے کی دعوت دی لیکن انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر اسے ان کی طرف سے خطرہ محسوس ہوا تو وہ فوراً اپنے ہتھیار لے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا انہوں نے بھی جو پیش قدمی کی اور اس کے لڑکے اور اس کے بعض خدام کو قتل کر دیا متنبی نے فرار ہونے کا ارادہ کیا تو اس کے غلام نے اس سے کہا کہاں جا رہے ہو آپ ہی کا تو یہ شعر ہے:

ترجمہ گھوڑے، رات، میدان جنگ، تلوار، کاغذ، قلم سب مجھے پہچانتے ہیں۔

متنبی نے اس کو جواب دیا کہ تو ہلاک ہو تو نے مجھے قتل کروا دیا اس کے بعد متنبی واپس آیا تو اس قوم کے سردار نے اس کی گردن میں نیزہ مارا اور نیزہ آر پار ہو گیا وہ مر گیا اور وہ اس کا مال وغیرہ سب کچھ لے گئے یہ واقعہ نعمانیہ کے قریب ہوا اس وقت وہ بغداد جا رہا تھا یہیں اسے دفن کر دیا گیا اس وقت اس کی عمر ۴۸ سال تھی۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ جس منزل پر متنبی ٹھہرا تھا اس منزل سے پچھلی منزل پر چند بدوؤں نے پچاس درہم کے بدلے اس کی جان کی حفاظت کا وعدہ کیا تھا لیکن اس نے بخل اور بہادری کے دعویٰ کی وجہ سے اس کا انکار کر دیا۔

متنبی کا نسب اصل میں جعفی قبیلہ سے تھا لیکن ایک مرتبہ وہ بنی کلب کے ساتھ حمص کے قریب بادیۃ السماوہ میں تھا تو اس نے اس وقت علوی ہونے کا دعویٰ کیا ایک اور موقع پر اس نے دعویٰ کیا وہ نبی ہے جس کی طرف وحی کی جاتی ہے تب اس کی یہ بات سن کر جاہلوں اور بیوقوفوں کی ایک جماعت نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور یہ بھی کہتا تھا کہ اس پر قرآن نازل ہوتا ہے جس کی چند آیتیں یہ ہیں:

والنجم السيار، والفلك الدوار، والليل والنهار، ان الكافر لفي خسار، امض على سنتك،
واقف اثر من كان قبلك من المرسلين فان الله قامع بك من الحد في دينه وضل عن سبيله

یہ اس کی وہ باتیں ہیں جو اس کی بیوقوفی اور بدحواسی کا نتیجہ ہے اگر وہ اپنی مدح میں اللائق اور الفائق کا اور نحو میں المذہب اور المشتق کا استعمال کرتا تو وہ سب سے جدا شاعر ہو سکتا تھا لیکن اپنی جہالت اور کم عقلی کی وجہ سے اس نے رب العالمین کے کلام کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا جس کے مقابلے سے تمام جن وانس عاجز نظر آتے ہیں جب اس کی یہ بات دنیا میں مشہور ہو گئی اور بیوقوفوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ ہو گئی تو حمص کا نائب حاکم امیر لؤلؤ ابن الاخشید اس کے مقابلہ میں نکلا چنانچہ اس نے مقابلہ کر کے اس کی جماعت منتشر کر دی اور انتہائی ذلت کے ساتھ اسے قید کر لیا اور ایک طویل عرصہ وہ قید میں رہا اور وہاں بیمار ہو گیا یہاں تک کہ مرنے کے قریب ہو گیا تو اس سے توبہ کروائی اور اس سے معافی نامہ لکھوایا جس میں اس نے ساری غلط باتوں سے رجوع کر کے دوبارہ مسلمان ہونا لکھا تب اسے چھوڑ دیا گیا۔

اس کے بعد جب بھی اس کے سامنے ان باتوں کا تذکرہ کیا جاتا تو اگر انکار کرنا ممکن ہوتا تو انکار کر دیتا ورنہ معذرت خواہی کرتا اور شرمندہ ہو جاتا اور اس کا نام متنبی اس کے کذب پر دلالت کرتا ہے کیونکہ اس کا معنی ہے جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرنے والا۔

بعض نے اس کی ہجو میں یہ اشعار کہے ہیں:

(۱) اس میں کوئی خوبی ہے جو صبح شام لوگوں سے فضل طلب کرتا ہے
(۲) کبھی وہ کوفہ میں پانی فروخت کرتا ہے کبھی اپنے چہرے کی عزت بیچتا ہے۔

متنبی کا اپنا ایک مشہور دیوان ہے جو بہت عمدہ اشعار اور نئے نئے تخیلات پر مشتمل ہے متاخرین شعراء میں اس کا وہی مقام ہے جو متقدمین میں امرؤ القیس کا ہے میرے نزدیک وہ ایسا ہی ہے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے اور یہ اپنے تخیلات میں جدید اور اپنے ہم عصروں سے بڑھا ہوا ہے ابو الفرج جوزی نے اپنی کتاب المنتظم میں اس کا عمدہ کلام بیان کیا ہے جو ان کے نزدیک اس کے تمام اشعار میں پسندیدہ ہے اسی طرح حافظ ابن عساکر اپنے علاقہ کے شیخ وقت نے بھی بیان کیا ہے لیکن ابن الجوزی نے اس کے اس قول کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔

ایسے شخص کا قیدی بننا مشکل ہے جس کی بیماری آنکھوں کی بیماری اور بڑی خوبصورت آنکھوں والی ہو، وہ بیٹھے ہی عاجز ہو کر پیٹ پھول کر مر جاتا ہے۔ اس لئے جو میرے چہرے کی طرف دیکھتا ہے وہ کہہ دے کہ وہ مرنے والا ہے اور شخص کو جو عشق کا مسئلہ معلوم نہیں کہ یہاں اس کی محبت میرے خون کے ساتھ دوڑتی ہوئی میرے تمام جوڑوں تک پہنچ گئی ہے لہٰذا اب وہی ایک مصروفیت تمام مصروفیتوں کے لئے کافی ہوگی۔ میری بیماری نے میرے بدن میں ایک بال کے برابر بھی جگہ نہیں چھوڑی بلکہ اس سے کم جگہ میں بھی اس نے اپنا کام کر لیا۔ گویا تمہارے رقیب نے میرے کانوں کے سوراخ کو بند کر دیا ہے ملامت کے سننے سے، یہاں تک کہ میں اب کانوں سے کسی کی بھی ملامت نہیں سن سکتا۔ گویا کہ شب بیداری میری آنکھوں کے پھیلاؤ سے عشق کرتی ہے۔ اس طرح ان دونوں کی جدائی سے ہمارے لئے وصل کا عرصہ ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل اشعار ہیں:

(۱) ... اس نے اپنے محبوب کے تمام جوڑوں کو طول کی رات کے وقت مجھے اس کے ساتھ چاند رات دکھا دی۔

(۲) اور اس نے اپنے چہرے کو آسمان کے چاند کی طرف متوجہ کیا تو اس نے مجھے ایک وقت میں دو چاند دکھا دیئے۔

(۳) .. تم شعراء جاہلیت میں سے کسی کی میرے شعر کا مقابلہ کرو، اہل علم والوں نے میرے پیچھے جادو کا اثر لیا ہے۔

(۴) .. جب تیرے پاس کوئی بیوقوف میری برائی کی خبر لائے تو وہ میرے کامل ہونے کی علامت ہے۔

(۵) .. ایسا کون ہے جو میرے بیوقوف ساتھیوں کو بتائے کہ معزز لوگ مجھے میری قدر بھی سمجھتے ہیں۔

(۶) .. ایک شریف انسان کے لئے دنیا کی مصیبتوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایسے شخص کو دشمن بنا دے جس کی دوستی کے بغیر چارہ نہ ہو۔

(۷) جب لوگ اونچے مقام تک پہنچ جائے تو پھر ان سے ملاقات بہت مشکل ہو جاتی ہے۔

(۸) .. جو شخص طویل عرصہ تک دنیا کی محبت اختیار کرے گا تو اس کی دونوں آنکھوں پر لٹ جاتی ہے پھر وہ اس کے بگاڑ کو بھلا سمجھنے لگتا ہے۔

(۹) . جس چیز کا تم مشاہدہ کرتے ہو اسی کو قبول کرو اور جھوٹی باتوں کو چھوڑ دو کہ بعد میں تمہیں پریشانی نہ ہو۔

کسی بادشاہ کی تعریف میں اس نے مندرجہ ذیل اشعار کہے:

(۱)...... ستارے طلوع ہوئے ہیں جو تمہیں غور سے دیکھ رہے ہیں، یہ بادشاہ کی طرف جس کا پرندہ قسمت مبارک ہے۔

(۲) جس کے تاج میں چاند ہوا ہی نہیں۔ کہ وہ ایسے شخص کا گمان کرتا ہے جس کے زرہ کے نیچے ایسا شیر ہو جس کے ناخن خون آلود رہتے ہیں۔

(۳)... جس کے اخلاق شیریں اور اوصاف دلیرانہ ہوں اس کی نیکیاں شمار کرنے سے پہلے اس پر تمام اقوال ادا کی گئی ہو۔

یہ بھی اسی کے اشعار ہیں:

(۱) اے وہ شخص جس کی میں نے امیدوں اور خوفوں کے کاموں میں پناہ لی ہوں، اے وہ کہ علاوہ میں کسی سے پناہ نہیں پا سکتا ہوں۔

(۲) جس ہڈی کو تم توڑ دو اسے لوگ جوڑ نہیں سکتے اور جس ہڈی کو تم جوڑ دو اسے لوگ توڑ نہیں سکتے۔

ہمیں معلوم ہوا ہے کہ علامہ ابن تیمیہ نے لوگوں کی جانب سے بکثرت کی اس قدر تعریف پر مذمت کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس قدر تعریف تو خداوند کے شایان شان ہے۔

شیخ شمس الدین بیان کرتے ہیں کہ میں نے علامہ ابن تیمیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ان دو شعروں کے بارے میں لگاتا ہوں بہت خشوع و خضوع کے ساتھ اسے پکارتا ہوں۔

ابن عساکر نے متنبی کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اس کا یہ قول بھی ہے:

کیا تم نے مجھے اپنی طرف حقارت کی آنکھ سے دیکھتے ہوئے پایا ہے اگر ایسا ہے تو تم نے مجھے بلند مقام سے نیچے گرا کر میری توہین کی ہے۔ (۲) ایسی صورت میں تم قابل ملامت نہیں بلکہ میں خود ہی مستحق ملامت ہوں کیونکہ میں نے اپنی آرزوؤں کو غیر خالق سے ملا دیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ دونوں اشعار متنبی کے دیوان میں نہیں ہیں البتہ حافظ کندی نے صحیح سند کے ساتھ اس کی طرف نسبت کی ہے۔ اس کے چند اشعار یہ بھی ہیں۔

(۱) جب تم کسی مقصد کو حاصل کرنا چاہو تو ستاروں کی بلندی سے کم پر قناعت کرو۔

(۲) کیونکہ معمولی چیز کے لئے موت کا چکھنا بڑی چیز کے لئے موت کا مزہ چکھنے کے برابر ہے۔ یہ بھی اس کے اشعار ہیں۔

(۱) ...میں محبت کے لئے کسی دوست کا طالب نہیں ہوں یہ ایسی خواہش بری چیز ہے جس سے ثواب کی امید کی جائے۔

(۲) ...جب تم اپنی دوستی میں کامیاب ہو جاؤ تو عاجزی کی بات نہ کہو کیونکہ کسی کے لئے بڑی چیز بھی تنگ ہوتی ہے۔

یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ ۳۰۳ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے اور ۳۵۴ھ رمضان میں قتل ہوئے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ متنبی ۳۴۶ھ میں سیف الدولہ سے الگ ہو گیا تھا جس وقت ابن خالویہ نے اس کے چہرے پر چابیوں کا گچھا مارا تھا جس کی وجہ سے اس کا چہرہ خون آلود ہو گیا تھا اس کے بعد مصر جا کر اس نے کافور کی مدح شروع کر دی اور چار سال اس کے پاس رہا۔ متنبی ہمیشہ غلاموں کی ایک جماعت کے ساتھ رہتا تھا۔ اچانک کافور نے اس سے خطرہ محسوس کیا متنبی بھی سمجھ گیا چنانچہ وہ فرار ہو گیا۔ کافور نے تلاش بھی کرائی لیکن نہیں ملا کافور سے اس کے خوف کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے کہا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے ہو سکتا ہے کہ کل یہ حکومت مصر کا دعویٰ کرے جو نبوت کے مقابلے میں معمولی چیز ہے۔

اس کے بعد متنبی عضد الدولہ کے پاس چلا گیا اس کی مدح سرائی کرتا رہا اور اس نے کافی مال حاصل کیا پھر اس کے پاس سے واپس جا رہا تھا کہ راستے میں فاتک بن ابی جہل اسدی سے اس کا مقابلہ ہو گیا اور فاتک نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا لڑکا محسن اور اس کا غلام بھی قتل ہو گئے۔ یہ لوگ ماہ رمضان کے اواخر میں قتل کئے گئے۔ بہت سے شعراء نے اس کی مرثیہ خوانی کی ہے بعض شعراء اور مصنفین کے بہت سے علماء نے اس کے دیوان کی شرح لکھی ہے جو تقریباً ساٹھ کے لگ بھگ ہیں ان میں سے کچھ مختصر اور کچھ مفصل ہیں۔

مشہور لوگوں میں وفات پانے والے:..... اس سال مشہور لوگوں میں سے مندرجہ ذیل افراد نے وفات پائی۔ محمد بن حبان کی وفات اسی سال ہوئی۔

محمد بن حبان کے حالات (۱)...... یہ محمد بن حبان ابن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ابو حاتم البستی ہیں جو الانواع والتقاسیم کے مصنف اور علاقہ کے مشہور محدثین میں سے ہیں۔ انہوں نے بہت سے علاقوں کے شہروں کے سفر کر کے متعدد محدثین عظام سے احادیث کا سماع کیا ہے بعد میں یہ اپنے شہر کے قاضی بنے اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ بعض نے ان کے اعتقاد کے بارے میں گفتگو کی ہے کہ ان کا قول یہ ہے کہ نبوت کوشش سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ یہ ایک فلسفیانہ بحث ہے واللہ اعلم کہ ان کی طرف اس قسم کی باتوں کی نسبت کس حد تک صحیح ہے میں نے طبقات شافعیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

محمد بن حسن بن یعقوب کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن حسن بن یعقوب کے حالات (۲)..... یہ محمد بن حسن بن یعقوب ابن الحسن بن حسین بن مقسم ابوبکر بن مقسم المقری نحوی ہیں جو

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۹۲۰/۳ – ۹۲۴ – شذرات الذہب ۱۶/۳ (۲) تاریخ بغداد ۲۰۲/۲ – ۲۰۵ – شذرات الذہب ۱۶/۳

۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے مشائخ سے کثیر تعداد میں احادیث کا سماع کیا، ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ اول میں سب سے بڑے قاری تھے نحویین کے طرز پر نحو میں انہوں نے کتاب الانوار کے نام سے ایک کتاب لکھی تھی۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ کسی نے اس جیسی کتاب نہیں لکھی، اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف ہیں۔

ان کے بارے میں بعض لوگوں نے گفتگو کی ہے کہ یہ قراءت شاذہ کے جواز کے قائل تھے اور یہ کہتے تھے کہ جو چیز رسم قرآنی کے خلاف نہیں اور نحو کے اعتبار سے اس میں کوئی گنجائش ہو اس کی قراءت کرنا جائز ہے جیسے قرآن پاک کی آیت ہے: فلما استیأسوا منه خلصوا نجیا کو نجباء پڑھتے تھے نسب بعض حضرات سے ہے۔ محمد بن حسن کا قول ہے کہ اگر ان کو توبہ سے پہلے قتل کر دیا جاتا تو یہ زیادہ بہتر تھا۔ بعض کا قول ہے کہ انہوں نے اس موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ لیکن ابن الجوزی کا قول ہے کہ وفات تک یہ اپنے اس دعوے پر قائم رہے۔

محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن موسیٰ ... محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ بن موسیٰ ابوبکر الشافعی کی وفات اسی سال ہوئی یہ جبل میں ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے کئی محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا بغداد میں سب سے زیادہ ثقہ اور کثیر الروایت تھے ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا جس زمانہ میں دیلمیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مذمت مساجد پر لکھوائی تھی اس زمانہ میں یہ جامع میں صحابہ کرام کے فضائل بیان کیا کرتے تھے۔

باب شام کے نزدیک اپنی مسجد میں اسی سال ۹۴ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۵۵ھ

اس سال بھی عاشورہ کے موقع پر اہل تشیع نے حسب سابق تمام بدعات و منکرات کا ارتکاب کیا۔ اسی زمانہ میں قرامطہ نے عمان سے ہجرت کر کے آنے والوں کو عمان سے نکال دیا۔ ماہ رواں میں رومیوں نے آمد پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا لیکن اس پر قبضہ نہ کر سکے البتہ اس کے باشندوں میں سے تین سو آدمی اور چار سو کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد رومیوں نے مصیصہ کا رخ کیا اور اس پر سیف الدولہ نے جن کی آمد کی خبر سن کر یہ بھاگ گئے اور لوٹ گئے۔ لیکن یہ دوبارہ نہیں آئے اس لئے کہ سیف الدولہ تین ماہ پہلے اس کے زمانہ کے ضعف کا شکار ہو چکے تھے۔ اسی سال خراسان سے ایک بڑے لشکر کا ظہور ہوا جس نے رومیوں سے جہاد کا اعلان کیا، رکن الدولہ بن بویہ نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور انہیں اصفہان کے پاس ٹھہرنے کی اجازت دی۔ لیکن انہوں نے آگے بڑھ کر دوبارہ سے دیلم پر قبضہ کر لیا، رکن الدولہ نے ان سے قتال کر کے انہیں شکست دے دی اور ان میں سے اکثر کو واپس بھگا دیا۔

اسی سال معز الدولہ عمران بن شاہین سے قتال کرنے کے لئے بغداد سے واسط گیا اس وقت وہاں پر عمران کا محاصرہ ہو رہا تھا لیکن معز الدولہ وہاں پر بیمار ہو گیا اور نائب مقرر کر کے بغداد واپس آ گیا اور آئندہ سال اس کی وفات ہو گئی۔

اسی زمانہ میں بلاد دیلم میں ابو عبداللہ ابن الداعی کا زور ہو گیا اس نے حج کرنے اور عبادت کرنے کی طرف لوگوں کو دعوت دی اور ان کا نام بھی چھین لیا اور ظلم کے ذریعے بغداد تک تمام لوگوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کرام کے دشمنوں سے جہاد کرنے کی دعوت دی۔

ماہ رواں کے ماہ جمادی الثانی میں ذوالدعاوم کی میراث اسیر کا اعلان کیا گیا۔ اسی سال سیف الدولہ اور رومیوں کے درمیان بہت سے مسلمان قیدیوں کا تبادلہ کیا گیا۔ جن میں سیف الدولہ کا چچا زاد بھائی ابو فراس بن سعید بن حمدان اور ابوالہیثم بن حصین قاضی بھی تھے یہ تبادلہ ماہ رجب میں ہوا۔

اسی زمانہ میں معز الدولہ نے شفاخانہ تعمیر کیا اس کے لئے بہت سی چیزیں وقف کیں۔

ماہ رواں میں ابو جعیم نے شام، مصر اور مغرب کے حاجیوں پر حملہ کر کے ان سے بیس ہزار ساز و سامان کے لدے ہوئے اونٹ لوٹ لئے۔ ان ہی لوگوں میں طرسوس کے قاضی ابن الخواری بھی تھے جن کے ایک لاکھ دینار اور جواہرات تھے اور حج کے بعد ان کا ارادہ شام سے عراق

جانے کا تھا یا ندو ہو بھی کوئی لوگوں کا تھا ان لوگوں کے سواری وغیرہ بھی ان کی تھیں بے آب و گیاہ جنگل میں چھوڑ دیا گیا ان میں سے کوئی بھی لوٹ صحیح سالم واپس نہیں پہنچ سکا اکثر ہلاک ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی سال عراق کی طرف سے ابو احمد نقیب الطالبین نے لوگوں کو حج کروایا۔

الحسن بن داؤد ابن علی بن عیسیٰ بن محمد بن قاسم بن حسن بن زید بن حسین بن علی بن ابی طالب ابو عبداللہ العلوی الحسنی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

حاکم کا قول ہے کہ ابو عبداللہ خراسان میں اپنے زمانے کے آل رسول کے شیخ اور عوام کے سردار تھے اور یہ لوگوں میں سب سے زیادہ زہد میں ترجیح کرنے والے اور صحابہ کرام سے محبت کرنے والے تھے۔ میں ایک زمانہ تک ان کی صحبت میں رہا۔ جب بھی خلیفہ سوم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے حضرت عثمان شہید اور اس کے بعد رو پڑتے اسی طرح جب بھی حضرت عائشہ کا ذکر کرتے تو یوں کہتے صدیق کی بیٹی صدیقہ حبیبہ اللہ کی حبیبہ اور یہ کہہ کر رو پڑتے۔

انہوں نے ابن خزیمہ اور ان کی جماعت سے حدیث کا سماع کیا ان کا ذہنی علم خاص تھا اور ان کا پورا طاقت سادات پر مشتمل تھا شعر ہے

ان کے خاندان کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے خاندان سے ہے۔
ان کے سامنے ہی صحف کی تحریر نازل ہوئی ہیں۔

محمد بن حسین بن علی بن حسن بن امیہ بن حسان بن ابو الفضل ابو عبداللہ الہمدانی الشافعی کی وفات اسی سال ہوئی جو دقاقی سے مشہور تھے انہوں نے ابو علی بن مخلد رازی سے حدیث کا سماع کیا تھا خطیب نے ان کے عمدہ اشعار ذکر کئے ہیں۔ جو اپنے وقت میں بہت عمدہ اشعار تھے

اے قبولیت کے مکانات اور میدانوں کو سیراب کرنے والے اور دور سے برسنے والے بادل کے دیار پر اقامت کرنے والے پر
بھی یاد کر گھر کے محلے سے ملاقات پر ہونے والا کوئی اور اس کے ادھر ادھر والد باب بھی کرنے کے میدانوں کو پھیلا اس کی
زمین میں اترتا تو وہ اپنی زبان سے دعوتوں کا تذکرہ کرتا۔

ابو بکر بن جعابی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابو بکر بن جعابی کے حالات...... یہ محمد بن عمر بن محمد بن سلم بن براء بن سبرہ بن سیار ابو بکر الجعابی ہیں جو موصل کے قاضی تھے یہ ماہ صفر میں سن ۲۸۴ ہجری میں پیدا ہوئے متعدد محدثین سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا اور ابو العباس بن عقدہ کے شاگردوں میں رہ کر ان سے علم حدیث حاصل کیا اور انہی سے کچھ تشیع کا اثر بھی قبول کیا یہ حافظ الحدیث تھے حدیث کثرت سے بیان کرنے والے تھے بعض کا قول ہے کہ انہیں تین لاکھ احادیث سند و متن کے ساتھ یاد تھیں اور چار لاکھ احادیث کا مذاکرہ کیا کرتے تھے۔ اس کے علاوہ مرسل اور منقطع احادیث بھی ان کو زبانی یاد تھیں اور اسماء الرجال پر جرح و تعدیل اور ان کی وفیات کی تاریخ اور ان کے مذاہب سے بھی خوب واقف تھے۔ حتیٰ کہ اس بارے میں انہوں نے اپنے زمانے کے تمام علماء سے سبقت حاصل کر لی تھی۔

جب یہ املاء حدیث کے لئے بیٹھتے تو ان کے گھر پر لوگوں کا رش لگ جایا کرتا تھا اور یہ حافظے سے سند و متن کے ساتھ صرف تمام سے حافظہ میں املا کروایا کرتے تھے۔ یہ اپنے استاد ابن عقدہ کی طرح تشیع کی طرف مائل تھے اور ان ہی کے پاس باب البصرہ کے نزدیک رہتے تھے۔

ایک بار دار قطنی سے ان کے بارے میں سوال کیا گیا تو جواب دیا کہ یہ حدیث کا خلط ملط کر دیا کرتے تھے۔

ابو بکر برقانی کے بارے میں قول ہے کہ یہ غریب احادیث روایت کرتے تھے اور مذہباً ان کا شیعہ ہونا مشہور تھا اور یہ دین پر مکمل اعتماد سے گریزاں اور شراب کے عادی تھے۔ بوقت وفات انہوں نے اپنی تمام کتب جلانے کی وصیت کی تو ان کی تمام کتب اور ان کے پاس جو دوسروں کی کتب رکھی تھی سب کو آگ میں جلا دیا گیا ان کا یہ عمل قابل مذمت تھا۔

ان کے جنازے کے لے جانے کے وقت تیجوں کی شمعیں اور سماں کے جنازہ سے پرنور کر دی گئی۔

واقعات ۳۵۶ھ

اس سال کا چاند نظر آیا تو خلافت مطیع للہ، سلطنت معز الدولہ بن بویہ دیلمی کی تھی۔ اس سال بھی عاشورہ کے موقع پر حسب سابق شیعوں نے حضرت حسین کی یاد میں تعزیہ کا جلوس نکالا۔

معز الدولہ بویہ کی وفات ۔۔ اسی سال ماہ ربیع الاول میں ابو الحسین احمد بن بویہ دیلمی کی وفات ہوئی۔ جس نے بغداد پر قبضہ کر رکھا تھا اور اسے معز الدولہ (حکومت کی عزت) اس لیے کہا جاتا تھا کہ اس کے صدمے سے کوئی چیز تبدیل نہ ہوئی تھی۔ موت کے قریب اس نے توبہ کر لی تھی اور اللہ کی طرف رجوع کر لیا تھا اور ظلم کے ذریعے حاصل کی گئی بہت سی اشیاء واپس کر دی تھیں اور اپنی جائیداد سے بہت سا مال صدقہ کیا اور اپنے متعدد غلاموں کو آزاد کر دیا تھا اور اپنے بیٹے بختیار عز الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔

ایک موقع پر چند علماء اس کے پاس جمع ہوئے انہوں نے سنت پر گفتگو کرتے ہوئے اسے بتایا کہ حضرت علی نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم حضرت عمر کے نکاح میں دی تھی۔ اس نے کہا قسم بخدا میں نے یہ بات کبھی نہیں سنی اس کے بعد اس نے اہل سنت کا عقیدہ اختیار کر لیا پھر بوقت نماز ان میں سے ایک عالم نماز کے لئے جانے لگے تو اس نے ان سے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ اس نے کہا نماز پڑھنے کے لئے۔ معز الدولہ نے کہا گھر میں ہی نماز پڑھ لیں انہوں نے کہا آپ کا گھر غصب شدہ ہے اس لئے یہاں نماز نہیں پڑھ سکتا۔ ان کا یہ جواب معز الدولہ کو بہت پسند آیا۔

معز الدولہ انتہائی بردبار اور ذہین اور ہوشیار تھا۔ اس کا ایک ہاتھ کٹا ہوا تھا۔ اس نے سب سے پہلے مخبروں کا نظام جاری کیا تھا تاکہ اس کے جلد از جلد حالات اور بغاوت کی خبریں اس کے بھائی رکن الدولہ تک پہنچائے جائیں۔ اور ان مخبروں کی معز الدولہ کے ہاں بڑی قدر اور وقعت تھی اور بغداد میں اس کے پاس فضل اور مرغوش نامی دو مخبر تھے ان میں سے ایک سے اہل سنت نفرت کرتے تھے اور دوسرے سے رافضی نفرت کرتے تھے۔

وفات کے بعد معز الدولہ کو باب التبن کے قریب قریش کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور اس کی مسند اس کے بیٹے عز نے سنبھالی اور ان علاقوں میں سلطنت تھی ان تک بحال ہوتی رہی اور عز الدولہ نے اپنی کرسی مضبوط کرنے کے لئے قوم کے سرداروں کو ایک بڑی رقم ہدیے کے طور پر بھیجی جو اس کی ہوشیاری کی علامت تھی۔ اور معز الدولہ کی عمر ۵۳ سال تھی اور اس کی کل مدت خلافت اکیس سال گیارہ ماہ دو دن تھی۔

اس نے اپنے دور حکومت میں بہت سی بدعات جاری کیں۔ مال بیت المال میں جمع کرنے کے بجائے زکوٰۃ دینے کا اعلان کیا اور وہ مر گیا۔ اس کی وفات کی رات کسی نے غیبی آواز میں یہ چند اشعار سنے۔

جب کہ تم نے اپنی دنیا میں مرد قریب اچھے طریقے سے ابو الحسین کو پہنچا دیا اور تم حوادث زمانہ اور مصیبتوں سے محفوظ
ہو گئے۔ اب تمہاری طرف مصیبت کا ہاتھ بڑھ گیا اور اب لوگوں میں سے تم بچھڑ گئے ہو۔

معز الدولہ کی وفات کے بعد اس کا لڑکا عز الدولہ اس کا جانشین بنا وہ کھیل کود اور عورتوں کے ساتھ عشق بازی میں لگ گیا جس کی وجہ سے اس کی حکومت ٹوٹ گئی اور لوگوں نے اس کے بارے میں غلط باتیں کرنا شروع کر دیں جو خراسان کے حاکم امیر منصور بن نوح سامانی تک پہنچیں۔ تو اس نے عراق کی حکومت پر قبضہ کا ارادہ کیا اور اس کے لئے لشکر کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔

جب رکن الدولہ بن بویہ کو اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عضد الدولہ اور بھتیجے عز الدولہ سے مدد طلب کی انہوں نے اس کی مدد کے لئے ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور خود بھی رکن الدولہ کے لشکر کے ساتھ اس موقع پر منتظر رہے۔ ادھر سے وشمگیر دیلمی کا لشکر بھی مقابلے پر آیا تو سامانی لشکر کے ساتھ مل گیا۔ رکن الدولہ نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر میں غالب آ گیا تو تمہارے ساتھ حسن اخلاق اور درگزر کا سلوک کروں گا۔ اتفاق سے رکن

الدولہ آ گیا اور اللہ نے وشمگیر کے شر کو اس سے دفع کر دیا۔

ہوا یوں کہ وشمگیر شکاری گھوڑے پر شکار کے لئے سوار ہوا اسی دوران اسے خنزیر نظر آیا تو اس نے اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے اس کا گھوڑا بدک پڑا اور وہ اس سے نیچے گر گیا اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا اور اس کا لشکر بھاگ گیا اس کا بیٹا بیستون رکن الدولہ سے امان طلب کی تو اس نے پہلے وعدے کے مطابق امان اور مال و متاع سب چیزیں اس کو دے دیں۔ یہی اللہ نے سامانی کے مکر سے اس کی حفاظت فرمائی یہ اس کی صدق نیت اور حسن اخلاق کا ثمرہ تھا۔

خواص میں سے وفات پانے والے ..... کتاب الاغانی کے مصنف ابو الفرج الاصبہانی ہیں ان کا نام علی بن حسین بن محمد بن احمد بن ہیثم بن عبد الرحمن بن مروان بن محمد بن مروان بن الحکم الاموی ہے۔ یہ کتاب الاغانی اور کتاب ایام العرب کے مصنف ہیں اس میں انہوں نے سیر و واقعات بیان کئے ہیں۔ یہ شاعر ادیب اور کاتب تھے۔ لوگوں کے حالات سے واقف تھے لیکن یہ بھی شیعہ تھے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ غیر معتبر شخص ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب میں فسق باطل کی دعوت دی ہے اور شراب نوشی کو معمولی چیز بیان کیا ہے اور بعض دفعہ تو اپنی طرف سے بیان کی ہیں۔ اور کتاب الاغانی کا مطالعہ کرنے والا محسوس کرے گا کہ یہ کتاب منکر اور غلط باتوں سے بھری ہوئی ہے انہوں نے حدیث محمد بن عبد اللہ بن مطین اور [illegible] سے روایت کی ہے۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ اسی سال ذوالحجہ میں ان کی وفات ہوئی ان کی ولادت ۲۸۴ ہجری ہے۔ اسی سن [illegible] کی وفات ہوئی۔ ابن خلکان نے ان کی چند تصنیف ذکر کی ہیں ان میں کتاب الاغانی، الخمارات اور ایام العرب بھی ہیں۔

اسی سال سیف الدولہ کی وفات ہوئی۔

یہ بہادر امراء اور فیاض بادشاہوں میں سے تھے یہ بھی شیعہ تھے۔ ایک مرتبہ حلب کے بادشاہ بن گئے تو انہیں ایک وقت کی تین چیزیں میسر آ گئیں۔

(۱) ان کے خطیب خطبات نباتہ کے مصنف ابن نباتہ تھے۔

(۲)... ان کے شاعر متنبی تھے۔

(۳) ان کا گویا ابو نصر فارابی تھا۔

سیف الدولہ کریم و فیاض بہت زیادہ داد و دہش کرنے والے تھے ان کے چند اشعار جو انہوں نے اپنے بھائی موصل کے حاکم ناصر الدولہ کے لئے کہے تھے

> بلند مقام حاصل کرنے پر میں راضی ہو گیا اور واقعتاً آپ اس کے اہل ہیں اور آپ نے کہا کہ میرے اور میرے بھائی کے درمیان فرق ہے۔ آپ کے استحقاق بلندی سے مجھے انکار نہیں لیکن آپ نے میرے حق سے وصول کیا آپ کی زیادتی مکمل ہوئی۔ میرے نماز پڑھنے پر آپ راضی نہیں ہیں تو آپ کے بعد مقام حاصل کرنے پر راضی ہوں۔ یہ بھی انہی کے اشعار ہیں۔
>
> اس نے اپنے آنسوؤں کے ساتھ اپنا خون بھی حلال کر دیا اور مجھ سے کہا کہ آپ کب تک ظلم برداشت کرو گے۔ اس نے تمہاری نظر کو اس سے پھیر دیا۔ تمہاری طرف سے اس کے جھکتے ہوئے دیر ہو گئی اس نے اسے زخمی کر دیا۔ تم کیسے صبر برداشت کرتے ہو۔ وہم کے خطرات سے جس سے تم اس کو تکلیف دیتے ہو۔

سیف الدولہ کی وفات حلب میں فالج یا پیشاب کے بند ہونے کی وجہ سے ہوئی۔ ان کا تابوت میافارقین لے جا کر دفن کیا گیا۔ ان کی عمر ۵۳ سال تھی اس کے بعد اس کا لڑکا سیف الدولہ ابو المعالی شریف حاکم بنا پھر اس پر اس کے والد کا آزاد کردہ غلام قرعویہ غالب آ گیا اور اس نے سیف الدولہ کے لڑکے کو حلب سے نکال کر اس کی والدہ کے پاس میافارقین بھیج دیا لیکن سیف الدولہ کا لڑکا دوبارہ حلب آ گیا جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آ رہا ہے۔

ابن خلکان نے ان کی یہ خصوصیت ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ان کے بعد کسی بھی بادشاہ کے دربار میں شعراء کی اتنی تعداد جمع نہیں ہوئی جتنی ان کے یہاں جمع ہوئی تھی۔ انہوں نے شعراء کی ایک جماعت کو اپنے دربار میں آنے کی مستقل اجازت دی ہوئی تھی اور ان کی ولادت سن ۳۰۳ھ میں ہوئی ایک قول یہ ہے کہ سن ۳۰۱ھ میں ہوئی اور ۳۳ سال کی عمر میں حلب کے بادشاہ بنے تھے اس سے پہلے واسط اور دوسرے علاقوں کے بادشاہ تھے پھر حالات تبدیل ہو گئے حتیٰ کہ پورے حلب پر ان کی حکومت قائم ہوئی اور حلب انہوں نے احمد بن سعید الکلابی نائب اخشید کے قبضہ سے چھینا تھا۔

ایک دن سیف الدولہ لوگوں سے کہنے لگے کہ یہ شعر جس کا اول مصرعہ یہ ہے۔ ولک جسمی تعلہ للسقم لعللہ؟ ... کے میرے جسم کا ذکر تو حلال ہے لیکن اس کا خون حلال نہیں۔ اس کا دوسرا مصرعہ پورا کر کے دو۔ مجھے معلوم ہے کہ تم یہ نہیں کر سکو گے۔ تو ان کے چچا زاد بھائی ابو فراس نے کہا:

ان کنت مالکا الامر کلہ

"اگر تم تمام چیزوں کے مالک ہو جاؤ۔"

یہ تمام کے تمام بادشاہ رافضی تھے۔

کافور الاخشید ..... محمد بن طغج الاخشید کے آزاد کردہ غلام کافور الاخشید کی وفات بھی اسی سال ہوئی ان کے بعد ان کے لڑکے کے بچپن میں ہونے کی وجہ سے ان کے غلاموں کو حاکم بنایا گیا۔ کافور دمشق اور مصر کا بادشاہ تھا اور سیف الدولہ وغیرہ اس کے دربان ہوتے تھے۔ اور اس کی قبر پر چند اشعار لکھے ہوئے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

(۱) گزشتہ زمانے کی طرف دیکھو کہ کتنے لوگ فنا ہو گئے اس نے ان تمام لوگوں کو فنا کر دیا جو اس وقت موجود تھے۔

(۲) ان کے دور حکومت میں دنیا بھی ان سے خوش رہی۔ لیکن حکومت کے ختم ہونے کے بعد دنیا ان پر تیوری چڑھانے لگی اور رونے لگی۔ ابو علی القالی کی وفات اسی سال ہوئی۔

ابو علی القالی کے حالات[1] ..... یہ اسماعیل بن قاسم بن عیذون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان ہیں جو امالی کے مصنف ہیں۔ ابو علی القالی اللغوی البغدادی الاموی ان کے آزاد کردہ غلام ہیں کیونکہ عبدالملک بن مروان کے غلام تھے اور قالی قلا کی طرف منسوب ہے۔ قالی قلا قریب ہے یہ ملاذ کرد میں تھا۔ واللہ اعلم۔

یہ ملاذ کرد میں پیدا ہوئے ابو القاسم البغوی ابو یعلیٰ موصلی وغیرہ سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ نحو اور لغت میں ان کے استاد ابن درید ابو بکر الانباری نفطویہ وغیرہ تھے۔ امالی انہی کی تصنیف ہے جو مشہور ہے ان کی ایک کتاب پانچ ہزار اوراق پر مشتمل حروف تہجی کی ترتیب پر کتاب البارع ہے۔ اس کے علاوہ بھی لغت وغیرہ پر ان کی تصانیف ہیں۔

یہ بغداد آئے وہاں پر انہوں نے حدیث کا سماع کیا اس کے بعد سن ۳۳۳ھ میں قرطبہ چلے گئے اور یہیں انہوں نے وطن بنا لیا اور وہاں پر انہوں نے بہت سی تصانیف لکھیں حتیٰ کہ ابن خلکان کے قول کے مطابق قرطبہ میں اسی سال ۶۸ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

خاص خاص لوگوں کی وفات ..... اسی سال بلاد کرمان فارس کے علاقوں کے حاکم ابو علی محمد بن الیاس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد عضد الدولہ بن رکن الدولہ نے بلاد کرمان محمد بن الیاس کی اولاد سے چھین لیے اس سے پہلے ملک الکیراہ سے ... اس کا ذکر ہو چکا ہے۔

اسی سال بادشاہوں میں سے حسن بن فیروزان کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسی سال متعدد بادشاہوں کی وفات ہوئی۔ چنانچہ معز الدولہ کا قول ہے سیف الدولہ کی وفات اسی سال ہوئی۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ مصر کے بادشاہ کافور (دمشق) کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔

---

[1] [illegible] شذرات الذہب ۳/۱۸۔

واقعات ۳۵۷ھ

اس سال بغداد وغیرہ شہروں میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جس کا نام محمد بن عبداللہ ہے [illegible] مہدی [illegible] شیعوں [illegible] اس کی دعوت قبول [illegible] ہے۔ [illegible] قتل [illegible] مصر [illegible] اور ان کے [illegible] ایران [illegible] حاصل [illegible] مصر [illegible] ملاقات ہوئی۔ جب [illegible] اس کے [illegible] منتشر ہو گئے [illegible] چلا گیا۔

اس سال [illegible] ایک [illegible] اس کا محاصرہ کر لیا [illegible] کے ساتھ [illegible] میں [illegible] کی [illegible] نہیں کیا۔

[illegible] کے [illegible] شہروں [illegible] عاملوں نے [illegible] کیا [illegible] سال۔ اس [illegible] بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

اس زمانہ میں حاجیوں کے قافلے پانی کی شدت کی وجہ سے راستے ہی میں ہلاک ہو گئے۔ [illegible] حج کے بعد ہلاک ہو گئے۔

اس سال [illegible] کے [illegible] جنگ ہوئی۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ [illegible] کی حکومت [illegible] ہوئی ہے۔

خواص کی وفات۔۔ خواص میں اس سال وفات پانے والے مندرجہ ذیل حضرات تھے۔

[illegible] کی وفات اسی سال ہوئی [illegible] ۳۳۳ [illegible] سال ان کی وفات ہوئی [illegible] سال کی عمر پا کر [illegible] دفن کیے گئے۔

محمد بن جعفر [illegible] ابو جعفر المصری [illegible] کی وفات اسی سال ہوئی [illegible] ۲۸۰ [illegible] سے انہوں نے احادیث بیان کی ہیں [illegible] احادیث [illegible] کے بارے میں [illegible] کا قول ہے [illegible] احادیث [illegible]

محمد بن احمد بن علی بن مخلد کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھی۔

محمد بن احمد بن مخلد کے حالات یہ محمد بن احمد بن علی بن مخلد ابو عبداللہ الجوہری المحتسب ہیں [illegible] ابن المحرم کے نام سے مشہور تھے [illegible] ابن جریر کے [illegible] میں سے تھے [illegible] ابن جریر [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] وفات ہوئی۔ [illegible] احادیث [illegible] تھے۔

[illegible]

کافور بن عبداللہ الاخشیدی: ... محمد بن طغج بادشاہ کے غلام کافور بن عبداللہ الاخشیدی کی وفات بھی اسی سال ہوئی بادشاہ نے مصر والوں سے اس کو صرف اٹھارہ دینار میں خریدا تھا پھر اس نے بہت قریب کیا اور اس کی عزت بڑھائی اور تمام غلاموں میں سے اسے چن کر اپنا خاص بنا لیا پھر اس کو اپنے والدین کا اتالیق بنا دیا۔ پھر اس کی وفات کے بعد ۳۵۵ھ میں مستقل طور پر تمام امور اس کے حوالے کر دیئے اور دیار مصر و شام و حجاز میں منبروں پر اس کا نام لیا جانے لگا۔ یہ بڑا بہادر، ذہین اور حسن سیرت کا مالک تھا۔ شعراء نے اس کی تعریف کی ہے ان میں سے ایک متنبی بھی ہے اور متنبی کو مال بھی دیا تھا پھر کسی وجہ سے متنبی سے ناراض ہو گیا تو متنبی نے اس کی ہجو کی اور وہاں سے بھاگ کر عضد الدولہ کے پاس چلا گیا۔ اس کو قرافہ صغریٰ کی قبر میں دفن کیا گیا۔ اور اس کے بعد ابوالحسن علی بن الاخشید خلیفہ بنا پھر اس سے فاطمیین نے بلاد مصر چھین لئے۔ کافور دو سال چار ماہ خلیفہ رہا۔

واقعات ۳۵۸ھ

اس سال بھی عاشورہ کے موقع پر رافضیوں نے حضرت حسین کی یاد میں ماتمی جلوس نکالا اور عید غدیر بھی منائی اس سال غلہ کی گرانی بہت ہو گئی حتیٰ کہ روٹی بہت مشکل سے ملتی تھی۔ اور لوگ ہلاک ہونے کے قریب ہو گئے۔

سال رواں میں رومیوں نے بڑا فساد برپا کیا اور حمص کو جلا دیا اور تقریباً ایک لاکھ کے قریب مسلمان گرفتار کر کے لے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی سال سترہ شعبان بروز سوموار معز فاطمی کی طرف سے ابوالحسین جوہر القائد رومی ایک بہت بڑا لشکر لے کر دیار مصر میں داخل ہوا اور جمعہ کے روز انہوں نے منبروں پر معز فاطمی کا نام لیا اور جوہر نے موذنوں کو حکم دیا کہ اذان میں حی علی خیر العمل کہیں اور اس نے قاہرہ کو بسایا اور اپنے لیے محل تعمیر کیا۔

ان حالات کی وجہ یہ تھی کہ کافور کے انتقال کے بعد مصر کے باشندوں میں آپس میں اختلافات ہو گئے اور یہ اس پر بے اتفاقی کرنے لگے۔ جب ان کی خبر فاطمی معز نے سنی تو موقع سے فائدہ اٹھایا اور اپنے غلام جوہر کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ مصر بھیج دیا جب کافور کے ساتھیوں کو اس کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ جوہر کے پہنچنے سے پہلے ہی مصر سے بھاگ گئے۔ جوہر کا لشکر بغیر مدافعت اور رکاوٹ کے اطمینان سے مصر میں داخل ہو گیا پھر انہوں نے جو کچھ کیا اس کا بیان پیچھے گزر چکا ہے۔ اب ان علاقوں پر فاطمیین کی حکومت مضبوط ہو گئی۔

اسی سال جوہر القائد نے قاہرہ معزیہ شہر کی تعمیر شروع کی۔ اور اس کے پاس محل کی بنیاد رکھی جس کا بیان عنقریب آ جائے گا۔

ان دنوں میں ہاشمی حکومت قرمطی کے خاندان تک محدود ہو کر رہ گئی۔ سال رواں میں جوہر نے جعفر کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ شام کی طرف بھیجا جس نے شام میں بڑی سخت جنگ لڑی۔ اس وقت دمشق میں الشریف ابوالقاسم بن یعلیٰ الہاشمی کا دور تھا۔ جعفر صاحب نے اپنی طرف سے ایک عظیم جنگ لڑی بالآخر حالات اس حد تک بگڑ گئے کہ دمشق میں بھی خطبوں میں معز کا نام لیا جانے لگا اور شریف ہاشمی کو گرفتار کر کے دیار مصر بھیج دیا۔

اسی طرح حسن بن طغج کو امراء کی ایک جماعت سمیت گرفتار کر کے دیار مصر بھیج دیا پھر جوہر القائد نے انہیں معز کے پاس افریقہ بھیج دیا اور ۳۶۰ھ میں بھی دمشق میں فاطمیین کی حکومت قائم ہو گئی جیسا کہ اس کا بیان عنقریب آ جائے گا اور دمشق اور اس کے نواحی علاقوں میں موذنوں سے اذان میں حی علی خیر العمل کہا گیا اور جامع مسجد کے دروازوں پر لعنت علی الشیخین کے نعرے لکھے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسلسل ایسے ہی حالات رہے حتیٰ کہ پھر ترک اور کرد کے بادشاہ نور الدین شہید اور صلاح الدین بن ایوب نے ان فاطمیوں کو ہٹایا۔ اسی سال رومی حمص میں داخل ہو گئے اور وہاں کے اکثر باشندے ان کا نام سن کر وہاں سے بھاگ گئے۔ حمص کو رومیوں نے آگ لگا دی۔ اور بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ اسی زمانہ میں ذوالحجہ میں معز الدولہ بن بویہ دیلمی کی لاش گھر سے قریش کے قبرستان میں منتقل کی گئی۔

واقعات ۳۵۲ھ

اسی سال دس محرم کو معز الدولہ نے ماتمی جلوس نکالا۔ بازار بند کر دیئے اور عورتیں ننگے سر اپنے چہروں پر طمانچے مارتی ہوئیں حضرت حسین پر نوحہ کرتی رہیں اور بازار میں جگہ جگہ ٹاٹ کے ٹکڑے لٹکا دیئے گئے جن میں بھوسہ بھرا ہوا تھا۔

اسی سال رومی آمد کے شہر میں داخل ہو گئے اور انہوں نے بڑے بڑے مردوں اور بوڑھی عورتوں کو قتل کر دیا اور بہت سے جزیرہ کے قریب سے بچے بچیاں گرفتار کر لیں۔ اس فساد کا سبب یہ تھا کہ روئے زمین کے بادشاہ لہو و لعب میں مشغول تھے اور درحقیقت یہ سب کچھ رافضی بادشاہوں کی وجہ سے ہوا جن بدمعاشوں نے ان شہروں پر قبضہ کر کے ان میں فساد برپا کیا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ [illegible] شہنشاہ نقفور جو ولی تھا اس عہدے سے بڑھ گیا تھا اس خبیث نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جس کے پہلے شوہر سے دو بیٹے تھے کہ اس نے ارادہ کیا کہ ان کو خصی کروا کر [illegible] میں ڈلوا دیا جائے تاکہ اس کے بعد بادشاہت نہ مل سکے۔ لیکن جب ان کی ماں کو اس منصوبے کا علم ہوا تو اس کی عیاری کو پہچان گئی اس نے امراء کو اس کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ انہوں نے خواب کی حالت میں اسے قتل کرا دیا اور ان دونوں لڑکوں میں سے بڑے لڑکے کو بادشاہ بنا دیا۔

اسی سال [illegible] میں ابو بکر بن سیار کو قضاۃ سے معزول کر کے ابو محمد بن معروف کو اس کی جگہ قاضی بنا دیا ابن جوزی کا قول ہے کہ اسی سال دو سیر روٹی [illegible] تک پہنچ گئی۔ اسی سال الشریف ابو الحسن محمد بن [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا۔

اسی سال ذوالحجہ میں ایک ستارہ ٹوٹا جس نے زمین کو روشن کر دیا اس کی شعاعیں سورج کی طرح تھیں پھر بجلی کی کڑک کی طرح اس کی آواز آئی۔ ابن الاثیر کا قول ہے کہ اس زمانہ میں جوہر قائد کے نائب جعفر بن فلاح نے دمشق میں معز فاطمی کے لئے خطبہ پڑھا اس پر ابو محمد الحسن بن عبید اللہ بن طغج نے رملہ میں اس سے قتال کیا لیکن جعفر نے اس پر غلبہ پا کر اسے گرفتار کر لیا اور اسے جوہر کے پاس بھیج دیا جوہر نے اسے معز کے پاس افریقہ بھیج دیا۔

اسی سال ناصر الدولہ بن حمدان اور اس کے بیٹے کے درمیان کشیدگی پیدا ہوئی جس کا سبب یہ ہوا کہ معز الدولہ بن بویہ کی وفات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کے لڑکے ابو تغلب اور اس کے بھائیوں نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا تو ان سے کہا کہ معز الدولہ نے اپنے لڑکے عز الدولہ کے لئے بہت سی دولت چھوڑی ہے جب تک وہ دولت اس کے پاس ہے اس وقت تک تم بغداد پر قبضہ نہیں کر سکتے اس لئے اس دولت کے ختم ہونے تک صبر کرو جب اس کی دولت بالکل ختم ہو جائے پھر تم اس پر حملہ کرو اس وقت تم اس پر غالب ہو گے۔ ابو تغلب اپنے والد کی یہ بات گوارا نہ کی اسی وجہ سے اس نے اپنے والد کو قلعہ میں بند کر دیا۔ اس پر بھائیوں کے آپس میں اختلاف ہو گیا اور ان کے مختلف گروہ بن گئے جس کی وجہ سے ان کی قوت بالکل ٹوٹ گئی اسی وجہ سے عز الدولہ نے موصل کی حکومت پر ان سے صلح کر لی اور اسی سال ناصر الدولہ کی بھی وفات ہو گئی موصل اور اس کے علاقوں پر ابو تغلب کی حکومت قائم ہوئی لیکن بھائیوں میں آپس میں اختلاف برقرار رہا۔

اسی زمانہ میں [illegible] کا بادشاہ طرطوس میں داخل ہو گیا [illegible] اور [illegible] پوری طرح قبضہ کر لیا اس وقت خراسان کے حاکم کو اس کی [illegible] خراسان سے نکال دیا تھا [illegible] اس کی [illegible] کے بعد انہوں نے [illegible] وہاں پر [illegible] کے علاوہ [illegible] پر قبضہ کر لیا اور وہاں کے [illegible] لوگ [illegible] بن گئے۔

اس کے بعد [illegible] وہاں کے [illegible] والوں کو [illegible] اس کے ساتھ [illegible] بچے بچیاں [illegible] اس کے لشکر کے [illegible] قبضہ کر [illegible] انہوں نے دوبارہ [illegible] گرفتار کر لیا۔

اس سال سیف الدولہ کے غلام قرعویہ نے حلب پر قبضہ کر کے وہاں سے اپنے آقا کے لڑکے ابوالمعالی شریف کو نکال دیا وہ اس کی اطراف میں چلا گیا اطراف کے لوگوں نے بھی اسے داخل نہیں ہونے دیا۔ اب وہ اپنی والدہ سعید بن حمدان کی لڑکی کے پاس میافارقین چلا گیا جہاں کچھ عرصہ اس نے رہ کر میافارقین کی اطراف پر قبضہ کر لیا اور اس علاقے میں اس کی حکومت قائم ہو گئی پھر وہ سال بعد حلب آ گیا۔

جب اس سال رومیوں نے شام میں فساد برپا کیا تو قرعویہ نے ان کی خوشامد شروع کر دی اور ان کے پاس تحفے تحائف بھیجے پھر اس کے بعد وہ حمص کی طرف چلے گئے اس پر قبضہ کر کے انہوں نے اس کے باشندوں کو قتل کیا اور گرفتار بھی کیا پھر وہ حلب چلے گئے اس وقت ابوالمعالی شریف نے قرعویہ کا محاصرہ کر رکھا تھا وہ رومیوں سے ڈر کر وہاں سے بھاگ گیا۔ رومیوں نے حلب کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اور ابوالمعالی وغیرہ قلعہ بند تھے اس وجہ سے ان کو زیادہ نقصان نہیں پہنچا پھر رومیوں نے قرعویہ سے سالانہ کچھ مال پر صلح کر کے حلب اس کے حوالے کر دیا اور خود واپس چلے گئے۔

اسی سال معز فاطمی کے مقابلے میں ایک شخص ابوخزر زناتی نمودار ہوا معز فاطمی بذات خود لشکر لے کر اس کے مقابلہ میں نکلا اور اسے بھگا دیا اور چند دنوں بعد دوبارہ اس کا ظہور ہوا اس بار اس نے معز فاطمی سے امان طلب کی تو اس نے اس کو امان دے دی اور گزشتہ معاملہ درگزر کیا۔

اسی زمانہ میں جوہر کی جانب سے قاصد مصر کی فتح کی خوشخبری لے کر آیا اور معز فاطمی کو روانہ مصر کی دعوت دی۔ اس خبر سے معز فاطمی کو بڑی خوشی ہوئی۔ اس موقع پر شعراء نے بھی اس کی مدح کی ان ہی میں سے شاعر محمد بن ہانی کا قصیدہ بھی ہے جس کے پہلے شعر کا ترجمہ یہ ہے:

لوگوں نے کہا کہ بنی عباس نے مصر کی فتح پر خوشی منائی۔ بنی عباس سے کہہ دو کہ فیصلہ ہو چکا ہے

اسی زمانہ میں بغداد کے حاکم عزالدولہ نے عمران بن شاہین البطیحی کا محاصرہ کا ارادہ کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا جس کی وجہ سے اس سے صلح کر کے بغداد واپس آ گیا۔

سال رواں ہی میں قرعویہ اور ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ کی صلح ہو گئی قرعویہ نے حلب اور اس کے مضافات میں معز فاطمی کے لئے خطبہ دیا اسی طرح حمص اور دمشق میں بھی اس کے نام پر خطبہ ہونے لگا مکہ میں مطیع اللہ اور قرامطہ کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔ اور مدینہ میں ابواحمد الموسوی نے مطیع اللہ کے لئے خطبہ دیا۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال نقفور کی وفات ہوئی ہے۔ یہ بعد میں پچھلے بادشاہ کی اولاد کا مستقل بادشاہ بنا جو مسلمانوں کی اولاد میں سے تھا۔ حقیقت میں اس کا باپ مسلمان تھا لیکن اس کا بیٹا نصرانی بن گیا اور نصاریٰ کے ہاں اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا حتیٰ کہ یہ بادشاہ بن گیا۔ یہ مسلمانوں کا سخت مخالف تھا اس نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا تھا۔ جیسے طرطوس، اذنہ، مصیصہ وغیرہ اور اس نے بے شمار مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور بہت سے مسلمانوں کو گرفتار کیا تھا بہت سے مسلمان اس کے ہاتھ پر نصرانی ہو گئے تھے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے قصیدہ لکھ کر مطیع اللہ کے پاس بھیجا تھا۔

خواص کی وفات۔ محمد بن احمد بن حسین بن اسحاق بن عبداللہ ابوعلی الصواف کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے عبداللہ بن احمد بن حنبل وغیرہ سے بہت سی روایات کی ہیں پھر ان سے ایک مخلوق دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے۔ دارقطنی کا قول ہے کہ میں نے اپنی آنکھ سے ان کا مثل کوئی نہیں دیکھا نواسی ۸۹ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

محارب بن محمد بن محارب ابوالعلاء الفقیہ الشافعی کی وفات بھی اسی سن میں ہوئی۔ یہ محارب بن دثار کی اولاد میں سے تھے۔ یہ ثقہ فقیہ تھے انہوں نے جعفر فریابی وغیرہ سے روایت حدیث کی۔

ابوالحسن احمد بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ ابن القطان سے مشہور تھے اور ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ فقہ انہوں نے ابن سریج اور شیخ ابی اسحاق المروزی سے حاصل کی۔ ابواسحاق مروزی کی وفات کے بعد اپنے مذہب کے رئیس تھے۔ اصول فقہ اور فروع فقہ میں انہوں نے کتابیں تصنیف کی ہیں۔ بغداد بھی گئے اور وہاں پر تدریس بھی کی اور متعدد تلامذہ تیار کیے۔ اسی سال جمادی الاول میں ان کی وفات ہوئی۔

خواص کی وفات۔ خواص میں اس سن میں جن چند لوگوں نے وفات پائی سلیمان بن احمد بن ایوب کی وفات اسی سال ہوئی۔

سلیمان بن احمد بن ایوب کے حالات[۱] …… یہ سلیمان بن احمد بن ایوب ابو القاسم الطبرانی الحافظ الکبیر ہیں جو معاجم ثلاثہ (الکبیر، الاوسط، الصغیر) کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ کتاب السنۃ اور کتاب مسند الشامیین بھی انہیں کی لکھی ہوئی ہے اس کے علاوہ بھی ان کی دیگر مفید عمدہ تصانیف ہیں۔ سو سال کی عمر میں اصبہان میں ان کی وفات ہوئی اور اس کے دروازے پر حمہ صحابی کی قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ ابو الفرج ابن الجوزی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ایک ہزار شیوخ سے انہوں نے سماعت حدیث کی۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ۲۸ ذیقعدہ بروز ہفتہ ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی ان کا سن ولادت ۲۶۰ ہے اور سو سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

الرفا شاعر احمد بن السری ابو الحسن کندی …… الرفا الشاعر احمد بن السری ابو الحسن الکندی الشاعر الموصلی کی وفات اسی سال ہوئی۔ ابن اثیر کا قول ہے کہ ان کی وفات اسی سال بغداد میں ہوئی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ سن ۳۶۲ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن جعفر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

محمد بن جعفر کے حالات[۲] …… محمد بن جعفر ابن محمد بن ہیثم بن عمران بن یزید ابو بکر بن منذر کی وفات اسی سال ہوئی ان کا وطن اصلی انبار تھا انہوں نے احمد بن خلیل بن برجلانی، محمد بن عوام الریاحی، جعفر بن محمد بن الصائغ اور ابن اسماعیل الترمذی سے سماعت حدیث کی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ابن اسماعیل الترمذی ان سے روایت کرنے والے آخری شخص ہیں لوگوں نے کہا کہ ان کے اصول عمدہ اور ان کا سماع صحیح تھا ابو عمرو بصری نے ان سے کچھ احادیث کا انتخاب کیا تھا۔ شوال کے روز اچانک ان کی وفات ہوئی ان کی عمر ۹۰ سال سے متجاوز تھی۔ محمد بن حسن بن عبد اللہ ابو بکر الآجری کی وفات اسی سال ہوئی۔

محمد بن حسن کے حالات[۳] …… یہ محمد بن حسن بن عبد اللہ ابو بکر الآجری ہیں انہوں نے جعفر فریابی، ابو شعیب الحرانی، ابو المسلم الکجی وغیرہ سے سماعت حدیث کی یہ ثقہ، صادق دیندار تھے۔ ان کی متعدد و عمدہ و عمدہ تصانیف ہیں ان ہی میں سے الاربعون الآجریہ ہے۔ سن ۳۳۰ھ سے قبل انہوں نے بغداد میں حدیث بیان کی ہے۔ اس کے بعد مکہ آ گئے اور تیس سال بعد وہاں وفات پائی۔ محمد بن جعفر بن محمد کی وفات اسی سال ہوئی۔

محمد بن جعفر بن محمد کے حالات[۴] …… محمد بن جعفر بن ابو عمرو الزاہد ہیں بہت سے محدثین سے انہوں نے احادیث کا سماع کیا اور دور دراز شہروں کے سفر کیے ان سے بڑے بڑے حفاظ حدیث نے حدیث کی سماعت کی۔ یہ مفلس تھے تھوڑے مال پر قناعت کرنے والے تھے۔ فقراء کی قبروں پر وہ دو چھڑکا کرتے تھے۔ خود صرف ایک چپاتی گاجر یا پیاز کے ساتھ کھاتے تھے۔ پوری رات جاگ کر عبادت میں گزار دیتے تھے۔ اسی سال جمادی الآخرہ ۹۵ سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔

محمد بن داؤد ابو بکر الصوفی کی وفات اسی سال ہوئی یہ الرقی سے مشہور اور دینور کے رہنے والے تھے۔ بعد میں بغداد چلے گئے تھے۔ پھر دمشق منتقل ہو گئے۔ ابن مجاہد سے انہوں نے حدیث پڑھی ابن الجلاء الدقاق کے ساتھ محمد بن جعفر الخرائطی سے انہوں نے سماعت حدیث کی۔ سو سال کی عمر میں اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/ ۹۱۲، ۹۱۷ العبر ۲/ ۳۱۵، ۳

(۲) تاریخ بغداد ۲/ ۱۵۰، ۱۵۱ شذرات الذہب ۳/ ۳۵

(۳) تاریخ بغداد ۲/ ۲۴۳، العبر ۲/ ۳۱۸

(۴) تاریخ بغداد ۵/ ۲۶۹، اللباب ۱/ ۵۰۳

محمد بن فرج ولی بن زدویہ: محمد بن الفرجانی بن زدویہ بن محمد ابو بکر الخطیب کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے بغداد آ کر اپنے والد سے ملکر حدیث کا سماع کیا۔ حمید اور ابن عروق سے انہوں نے حدیث روایت کی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ یہ صالح اور دیندار تھے لیکن لوگوں نے ان پر موضوع احادیث کا الزام لگایا ہے۔

احمد بن ابی الفتح: ان کی وفات اسی سال ہوئی نعمی کا قول ہے کہ ان کا نام ابی الفتح الکاتب ابو العباس الجواد ہے جو دمشق کی جامع مسجد سے بنے تھے۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ یہ صاحب ثروت تھے۔

ان سے ایک بات منقول ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے جس کی وجہ سے آہ و بکا کرنے لگے۔ زائرین نے ان کو اچھا نہیں سمجھا ان کی واپسی کے وقت انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان میں سے ہے جس کی وجہ سے آخرت میں لوگوں کی روحیں رحمت حاصل کریں گی راوی کہتے ہیں کہ ان کی اس بات سے زائرین کے قلوب میں ان کی عظمت بڑھ گئی صاحب کتاب کا قول ہے کہ احمد بن ابی الفتح کی یہ بات مطلقاً صحیح نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے کام توفیق ہیں جن کی قبولیت صحیح قول کے مطابق عمل صالح پر موقوف ہے۔

واقعات ۳۶۰ھ

اس سال بھی رافضیوں نے پہلی قدیم عادت کے مطابق دس محرم کو بدعات شیعہ کا ارتکاب کیا۔

اس زمانہ میں قرامطہ نے دمشق کے نائب حاکم جعفر بن فلاح کو قتل کر کے دمشق پر اپنے سردار حسین بن احمد بن بہرام کی سربراہی میں قبضہ کیا اور فوج کے ذریعے مدد کی تھی۔ اس کے بعد قرامطہ نے دوبارہ حملہ کرا کے مصر پر لیا اور مغاربہ کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر کے قید خانہ میں ڈال دیا قرامطہ نے لوگوں کو اس معاملہ پر مقرر کر کے یہاں الاحسا سے فوری ایک بڑی جماعت کو لے کر مصر کی طرف چلے گئے جس وقت وہ وہاں پہنچے اس وقت پر قرامطہ اور جوہر القائد کے درمیان بڑی شدید جنگ ہوئی پھر قرامطہ کو کامیابی ہوئی اور انہوں نے مغاربہ کا سخت محاصرہ کر لیا اسی دوران مغاربہ نے قرامطہ کے میمنہ پر حملہ کر کے انہیں شکست دیدی جس کی وجہ سے قرامطہ شام چلے گئے اور انہوں نے باقی مغاربہ کا سخت محاصرہ کر لیا۔ جوہر نے پندرہ کشتیاں خوراک سے بھری ہوئی ان کی مدد کے لئے روانہ کیں۔ قرامطہ نے دو کشتیوں کے علاوہ سب پر قبضہ کر لیا پھر ان دو کشتیوں پر بھی فرنگیوں نے قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے مصائب بھی پیش آئے۔ اسی سال حسین بن احمد بن بہرام کے درج ذیل اشعار ہیں:

مغاربہ نے کہا کہ میں ان سے دور ہوں اور میرا خون ان کے درمیان بہہ رہا ہے اگر میں نے اپنے خون کے ذریعے تیری
زمین سیراب نہ کی تو دریائے نیل بھی مجھے پانی نہ پلائے۔

اس سال ابو تغلب بن حمدان نے اپنے بھتیجے عز الدولہ کی تین سال کی لڑکی سے ایک لاکھ دینار مہر کے عوض شادی کر لی۔ اسی زمانہ میں خلیفہ مطیع بن مکتفی باللہ نے ابو القاسم بن عباد کو وزیر بنایا اس نے حکومت کا انتظام درست کر کے اسے مضبوط کر دیا۔

اسی سال دمشق اور پورے شام میں اذان میں حی علیٰ خیر العمل کہا گیا۔ ابن عساکر نے دمشق کے نائب ابو محمد جعفر بن فلاح کے حالات زندگی میں لکھا ہے کہ ابو محمد الکانی نے ابو علی احمد بن محمد بن شرام کے واسطے سے تحریر کیا ہے کہ اسی سال ۶ صفر بروز جمعرات جعفر بن فلاح نے دمشق کی جامع مسجد اور تمام شہروں کی مسجدوں میں اعلان کرایا کہ مؤذن اذان میں حی علی الفلاح کے بعد حی علیٰ خیر العمل کہیں۔ لوگوں نے مخالفت کے خوف کی وجہ سے اسے برداشت کیا۔

ابو طاہر احمد بن محمد الثانی بعض مؤذنین کو اذان و اقامت میں اللہ اکبر صرف دو مرتبہ کہنے کا حکم دیا اور یہ کہ اقامت میں بھی حی علیٰ خیر العمل کہا جائے لوگوں پر یہ بات بڑی ناگوار گزری لیکن انہوں نے اللہ کے حکم پر صبر کیا۔

واقعات ۳۶۱ھ

اس سال بھی رافضیوں نے یوم عاشورہ کو حسب سابق ماتمی جلوس نکالا اس زمانہ میں رومیوں نے جزیرہ اور دیار بکر پر غارت گری کی اور رہا کے باشندوں میں سے ایک جماعت کو قتل کر دیا اور دیگر شہروں میں داخل ہو کر تباہی مچاتے ہوئے لوگوں کو قتل اور گرفتار کرتے ہوئے مال غنیمت لوٹتے ہوئے نصیبین تک پہنچ گئے۔

وہاں پر بھی انہوں نے لوگوں پر بھی مظالم ڈھائے۔ اس وقت ان شہروں پر ابو تغلب بن حمدان حاکم تھا لیکن اس نے نہ تو ان کا مقابلہ کیا اور نہ ہی کسی قسم کی ان کی راہ میں رکاوٹ پیدا کی۔

اہل جزیرہ اور دیار بکر کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ بغداد جا کر خلیفہ مطیع اللہ اور اس کے امراء کے سامنے فریاد کریں گے چنانچہ انہوں نے بغداد کا رخ کیا بغداد والے ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے خلیفہ کے پاس ان کے ساتھ گئے۔ لیکن خلیفہ سے ان کی ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ خلیفہ اس وقت شکار میں مشغول تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے اس کے پاس پیغام بھیجا۔ خلیفہ نے اپنے دربان سبکتگین کو بھیج کر حال بختیار کو خبر کروائی۔ عوام نے مسئلہ آگے بڑھا کر جنگ کے لئے فوج تیار کی اور دوبارہ سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ابو تغلب کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ان کے لئے غلہ اور دیگر سامان کا انتظام کرے۔ اس خبر پر ابو تغلب کو بھی بڑی خوشی ہوئی۔ جب لشکر جنگ کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گیا تو اسی موقع پر رافضیوں اور سنیوں کے درمیان لڑائی ہو گئی اور اہل سنت نے کرخ میں رافضیوں کے گھر جلا ڈالے اور رافضیوں سے بہت کچھ سب کچھ لوٹ لیا گیا اور اسی موقع پر نقیبوں نے بغداد میں بہت فساد مچایا اور نقیب ابو احمد الموسوی اور ابو الفضل شیرازی کے درمیان اختلاف ہو گیا۔

بختیار معز الدولہ نے جنگ کے لئے خلیفہ سے مال مدد کا مطالبہ کیا خلیفہ نے جواب دیا کہ اگر خراج میرے پاس آتا تو میں یقیناً مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کرتا لیکن تم سب اپنی ضروریات میں خرچ کرتے رہتے ہو اب میرے پاس کوئی مال مدد کرنے کے لئے نہیں ہے۔ خلیفہ اور بختیار میں خط و کتابت اس سلسلہ میں جاری رہی اور بختیار نے خلیفہ کو سخت دھمکیاں دیں۔ مجبوراً خلیفہ نے اپنے کپڑے اور گھر کا سامان اور اپنے گھر کی چھت کا ملبہ فروخت کر کے چار لاکھ درہم اسے دیئے۔ لیکن اس نے ان میں سے مسلمانوں پر کچھ بھی خرچ نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی ضروریات پوری کیں۔ اس کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں خلیفہ کی ہمدردی پیدا ہو گئی اور بختیار سے ان کو نفرت ہو گئی جس کی وجہ سے جنگ نہ ہو سکی اور نہ ہی اس نے مسلمانوں کی طرف سے کچھ بھی دفاع کیا۔

اس سال ابو تغلب بن حمدان نے قلعہ ماردین پر قبضہ کر کے اس کا کل مال و اسباب موصل منتقل کر دیا۔

اس زمانہ میں خراسان کے حاکم امیر منصور بن نوح السامانی سے رکن الدولہ بن بویہ اور اس کے لڑکے عضد الدولہ نے سالانہ ایک لاکھ پچاس ہزار دینار پر صلح کر لی اور اس نے رکن الدولہ کی لڑکی سے شادی کر لی۔ رکن الدولہ نے اس کی طرف بہت سے تحائف وغیرہ بھیجے۔

اس سال جوہر القائد کی دعوت پر معز الفاطمی اپنے اہل و عیال، خدام و لشکر سمیت بلاد مغرب سے قاہرہ مصر کے لئے روانہ ہوا۔ جوہر القائد نے اس کے لئے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے اور وہاں پر اس کے لئے محل بھی تیار کروائے تھے۔ اس موقع پر معز نے بلاد مغرب کی حفاظت کے لئے یوسف بلکین کو اپنا خلیفہ نائب مقرر کیا۔ اس سفر میں معز کا شاعر محمد بن ہانی الاندلسی بھی اس کے ساتھ تھا لیکن راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا۔ معز کا قاہرہ کی طرف سفر اگلے سال پیش آیا جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آ جائے گا۔

اس سال بھی حاجیوں کے نقیب الشریف ابو احمد الموسوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے سعید بن ابی سعید الجنابی کی وفات اسی سال ہوئی ان کے بعد ان کے بھائی ابو یعقوب یوسف امیر بنے ابو سعید کی نسل سے ان کے علاوہ کوئی زندہ نہیں تھا۔

عثمان بن عمر بن خفیف ابو عمر المقری کی وفات اسی سال ہوئی یہ دراج سے مشہور تھے۔ انہوں نے ابو بکر بن ابی داؤد سے حدیث روایت کی ہے۔ ان سے ابن رزقویہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ یہ بہترین قاری ثقہ عمدہ اور حسین اخلاق کے مالک تھے۔ ابدال میں ان کا شمار ہوتا تھا اسی سال رمضان میں جمعہ کے روز ان کی وفات ہوئی۔

علی بن اسحاق بن خلف ابو الحسین القطان الشاعر کی وفات بھی اسی سال ہوئی جو الزاہی سے مشہور تھے ان کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے

> افسوس دونوں عاشق ہیں انہوں نے کھلے کی تنگی کی ہے۔ فراق کے بعد وہ دونوں جمع ہوئے ہیں وہ اس کی وجہ سے خوف زدہ ہیں۔ وہ دونوں ایک ذات ہیں کہ جس کے ساتھ خوشی کی طرف ہوتے ہیں۔ وہ دونوں الگ الگ ہونے کے باوجود حقیقت میں دو روح ایک قالب ہیں۔

احمد بن سہل ابن شہرہ ابو بکر [illegible] کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے ابو خلیفہ جعفر الفریابی ابن ابی الفوارس اور ابن جریر وغیرہ سے حدیث روایت کی ہے اور ان سے دارقطنی ابن رزقویہ ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی ہے۔ بعد ازاں ابن الجوزی وغیرہ نے ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔

واقعات ۳۶۲ھ

اس سال بھی رافضیوں نے حسب سابق محرم میں حضرت حسینؓ کی وفات پر نوحہ کیا۔ جلوس نکالے گئے اور بازار بند کروائے گئے اسی زمانے میں فقیہ ابو بکر الرازی حنفی ابو الحسن علی بن عیسیٰ الرمانی ابن الدقاق حنبلی نے جمع ہو کر عز الدولہ بختیار بن بویہ کو رومیوں سے جہاد کرنے کی پر زور دعوت دی۔ چنانچہ اس نے ان سے قتال کے لئے ایک لشکر تیار کیا جسے اللہ نے فتح عطا فرمائی ان دوران کے کافی آدمی قتل کر کے ان کے سر بغداد بھیج دیئے۔ اس سے لوگوں کو بڑی راحت پہنچی۔

اس زمانے میں رومی آمد پر حملہ آور ہوئے جس سے وہاں کی نہایت ... اس وقت آمد پر ابو الہیجاء بن حمدان کے غلام ہزار مرد کی حکومت تھی اس نے ابو تغلب سے مدد طلب کی اس نے اپنا بھائی ہبۃ اللہ بن حمدان کو روانہ کیا ان دونوں نے رمضان کے آخری ایام میں ایک بہت تنگ جگہ میں رومیوں سے مقابلہ کیا۔ رومیوں نے بھاگنے کا ارادہ کیا لیکن راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے انہیں قتل کر دیا گیا۔ اور دمستق گرفتار ہو کر جیل میں ڈال دیا گیا۔ وہ جیل ہی میں بیمار ہو کر آئندہ سال تک اسی کا شکار ہو گیا۔ ابو تغلب نے اس کے علاج کے لئے کافی اطباء کو جمع کیا لیکن کسی سے بھی اس کا علاج نہیں ہوا۔

ماہ رمضان ہی میں بغداد کے علاقہ کرخ کو جلا دیا گیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ ایک شخص نے کسی ترک کو قتل کر دیا تھا اور وہ بھاگ گیا۔ عام لوگوں اور ترکیوں کی ایک جماعت نے اس پر حملہ کردیا وہ ان سے بھاگ کر ایک گھر میں جا چھپا انہوں نے اسے گھر سے نکال کر قتل کر دیا پھر وہاں اس موقع پر متعصب ناصبی ابو الفضل الشیرازی وزیر نے اپنے آدمیوں کو کرخ بھیج کر اہل سنت کے مکانات کو آگ لگوا دی۔ جس سے آٹھ سو دکانیں ۳۳ مسجدیں اور بے شمار اموال جل گئے۔ اس پر خلیفہ نے وزارت سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن بقیہ کو وزیر بنا دیا لوگوں کو اس پر بڑا تعجب ہوا کیونکہ یہ ایک حقیر شخص تھا لوگوں میں اس کی عزت نہیں تھی اس کا والد ایک بستی میں کاشت کاری کرتا تھا اور یہ عز الدولہ کا خادم تھا اس کا کھانا لے کر آتا تھا اور ہاتھ دھلانے کے لئے رومال پیش کرتا تھا اب اس کو وزیر بنا دیا لیکن یہ کچھ نہ کر سکے۔ دیگر گزشتہ وزیروں کے مقابلے میں یہ بڑا ظالم تھا اس کے زمانے میں ٹیکس گیر عام لوگوں پر بہت زیادہ ہو گئے۔ عیاروں کی لوٹ مار عام ہو گئی تھی۔ اسی زمانے میں عز الدولہ اور اس کے دربان سبکتگین میں اختلاف ہو گیا پھر دونوں کے درمیان صلح کروا دی گئی۔

اس سال معز فاطمی نے اپنے اہل و عیال اور اقارب کے ساتھ دیار مصر کا ارادہ کیا اور شعبان میں اسکندریہ آیا جہاں سرداران مصر نے اس کا استقبال کیا تھا۔

دونوں پر اس نے بڑے فصیح و بلیغ انداز میں ایک بہترین خطبہ دیا جس میں اس نے کذب بیانی کرتے ہوئے کہا کہ اللہ نے ہماری وجہ سے تمہاری مدد کی ہے اس وقت مصر کا قاضی اس کے ایک جانب بیٹھا ہوا تھا معز نے اس سے سوال کیا کہ تم نے کسی خلیفہ کو دیکھا ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں۔ معز نے پھر سوال کیا تم نے حج کیا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پھر معز نے سوال کیا تم نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ پھر اس نے شیخین کی قبر کی زیارت کا سوال کیا؟ تو اب قاضی سوچنے لگا کہ کیا جواب دے اس دوران اس کی نظر معز کے لڑکے پر پڑی جو اس وقت بڑے بڑے امراء کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ قاضی نے جواب دیا کہ جس طرح آپ کی زیارت نے مجھے آپ کے بیٹے کو سلام کرنے اور اس کی زیارت کرنے سے روکا ہے اسی طرح آپ علیہ السلام کی زیارت نے شیخین کی قبر کی زیارت سے مجھے باز رکھا۔ اس کے بعد قاضی نے کھڑے ہو کر معز کے لڑکے سے سلام کیا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھ گیا اس کے بعد مجلس برخاست ہوگئی۔

اس کے بعد معز اسی سال رمضان میں مصر پہنچ گیا اور اپنے محل میں داخل ہو گیا۔ کہا گیا ہے کہ یہ پہلا بادشاہ ہے جس نے محل میں داخل ہو کر سجدہ شکر ادا کیا ہے اور اس کا پہلا کارنامہ وہ ہے جسے ابن جوزی نے ذکر کیا ہے کہ کسی نے ایک ... سے کہا کہ میں نے ایک تھیلا ایک عورت کے پاس امانت کے طور پر رکھ دیا اور اس تھیلے پر سونے لگے ہوئے تھے۔ پھر ایک دن میں نے وہ تھیلا اس عورت سے مانگا تو اس نے انکار کر دیا میں نے معز کے سامنے یہ قصہ بیان کیا تو اس نے اس عورت کو بلا کر اس سے پوچھا تو اس نے ان کے سامنے بھی صاف انکار کر دیا پھر معز نے جواب دیا کہ اس کی زمین کو کھود کر جو کچھ اس میں مدفون ہے نکال لاؤ۔ چنانچہ اس کی زمین کو کھودا گیا تو اس میں مٹکے میں بندھی ہوئی وہی تھیلی مل گئی اس وقت وہ تھیلی معز کے حوالے کر دی گئی اس نے عورت کو بلوا کر اسے دے دی عورت نے انہیں دینا چاہا تو معز نے لینے سے انکار کر دیا۔ لوگوں کو ان کی یہ بات پسند آئی۔ یہ درحقیقت اسی حدیث کا مصداق ہے جس میں آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فاسق شخص کے ذریعے بھی اپنے دین کو تقویت پہنچاتا ہے۔

مشہورین کی وفات : السری بن احمد بن ابی السری ابو الحسن الکندی الموصلی الرفاء الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے سیف الدولہ اور دیگر کئی بادشاہوں کی مدح کی ہے بغداد آئے اور یہیں اسی سال ۳۶۳ھ یا ۳۶۵ھ میں وفات پائی۔ محمد بن سعید اور ان کے بھائی کے درمیان عداوت تھی کیونکہ انہوں نے ان پر شعر چوری کرنے کا الزام لگایا تھا یہ کشاجم شاعر کے طرز پر اشعار کہتے اور لکھتے تھے اور بعض مرتبہ اشعار میں دشمنوں کے اشعار کا بھی اضافہ کر دیتے تا کہ ان کا حجم بڑھ جائے۔

ابن خلکان کا ایک قول ہے کہ سری کا ایک بہت بڑا دیوان بڑے عمدہ اشعار پر مشتمل تھا اس کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

وہ خوشحالی اور روشن چہرے کے ساتھ مجلس کا استقبال کرتا ہے لیکن وہ ان سے ایسے بے پرواہ ہو جاتا ہے گویا کہ ساری موجودگی تک مجالس
وسیع رہتی ہے لیکن جب وہ بڑے فخر سے گفتگو کرتا ہے تو وہاں کی فضا تنگ اور تاریک ہو جاتی ہے

محمد بن ہانی اندلسی شاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔ مصر جاتے ہوئے معز فاطمی نے انہیں قیروان سے اپنے ساتھ لے لیا تھا راستے میں ان کا انتقال ہو گیا تھا ان کے اشعار بہت عمدہ تھے لیکن ان کے کفریہ الفاظ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے علماء نے ان پر کفر کا فتویٰ لگایا تھا جیسے کہ ان کا معز کی مدح میں ایک شعر ہے جس کا ترجمہ ہے کہ جو آپ نے چاہا وہ ہوا وہ نہیں جو تقدیر نے چاہا تو آپ ہی فیصلہ کیجئے کیونکہ آپ ہی واحد و قہار ہیں۔ اس نے اس شعر میں سب سے بڑا کفر کیا ہے۔ یہ مصرعہ بھی ان کا ہے: بعض مرتبہ میں نے ان کی رکاب کے پیچھے جبرائیل علیہ السلام سے مزاحمت کی۔ اسی طرح یہ شعر بھی ان کے ہیں اگرچہ ابن اثیر نے ان کا انکار کیا ہے ترجمہ: مسیح آدم اور نوح کی طرح اس کا مرتبہ بہت بڑھ گیا تھا حتیٰ کہ اس کا مقام اللہ۔ بھی انجام ... کیونکہ اس کے سوا تمام چیزیں ہوا ہیں۔

بعض اس کے محبین نے اس کی طرف سے ان کی تاویل کی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر یہ اشعار اپنی جگہ ٹھیک ہیں تو آخرت میں ان کی کوئی تاویل نہیں ہو گی۔

ابراہیم بن محمد ابن یحییٰ ابو اسحاق المزکی کی وفات اسی سال ہوئی ہے۔ حفاظ حدیث میں سے تھے اور محدثین اور علماء پر بہت مال خرچ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو اپنی روایت کی ہوئی احادیث سناتے تھے نیشاپور میں ان کی املاء حدیث کی مجلس لگتی تھی انہوں نے مشرق و مغرب میں سفر کر کے

محدثین سے حدیث کا سماع کیا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ان کے مشائخ میں سے ہیں اور ان کی مجلس میں ابو العباس الاصم جیسے کبار محدثین شریک ہوتے تھے۔ ۹۲ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

سعید بن قاسم بن خالد ابو عمرو المعدل کی وفات بھی اسی سال ہوئی انہوں نے دار قطنی وغیرہ سے احادیث روایت کی ہیں۔ محمد بن حسن بن بدر بن علی کی وفات اسی سال ہوئی۔

محمد بن حسن کے حالات(۱) ..... یہ محمد بن حسن بن کوثر بن علی ابو بکر البربہاری ہیں انہوں نے ابراہیم حربی، تمام اور الباغندی، کدیمی وغیرہ سے روایت کی ہے اور ان سے ابن رزقویہ اور ابو نعیم نے روایت کی کہ امام دار قطنی نے ان کی احادیث سے ایک مجموعہ تیار کیا ہوا تھا اور فرمایا کرتے تھے کہ تم ان کی ان احادیث پر اکتفا کرو کیوں کہ بعد میں ان کا سماع صحیح نہیں تھا۔ اسی وجہ سے ان کے زمانہ میں بعض حفاظ حدیث نے ان پر اعتراض کیا اور ان پر کذب کا الزام بھی لگایا ہے۔

واقعات ۳۶۳ھ

اسی سال بھی رافضیوں نے حسب سابق دس محرم کو بدعات قبیحہ کا ارتکاب کیا اور بغداد میں اہل سنت اور رافضیوں میں ایک بڑا فتنہ برپا ہوا اور دونوں فریقوں نے کم عقلی اور بہت زیادہ بے حسی کا مظاہرہ کیا۔

اصل واقعہ یہ ہوا کہ اہل سنت نے ایک عورت کو سواری پر سوار کر کے اس کا نام عائشہ رکھ دیا ایک شخص کا نام زبیر اور ایک کا نام طلحہ رکھ دیا اور اعلان کر دیا کہ ہم علی کے ساتھیوں سے قتال کریں گے، اس کے بعد دونوں فریقوں کے متعدد افراد قتل ہوئے اور مفسدین نے شہر میں فساد برپا کر دیا اور لوگوں کے مال لوٹ لئے گئے۔ پھر دونوں فریقوں میں سے کچھ مفسدوں کو پکڑ کر قتل کر کے سولی پر لٹکا دیا تب جا کر یہ فتنہ ختم ہوا۔ اسی سال بختیار عز الدولہ نے موصل پر قبضہ کیا اور ابو تغلب بن حمدان کے علاقہ میں داخل ہو گیا۔

ماہ رمضان میں بصرہ میں ترکوں اور دیلمیوں میں لڑائی ہو گئی، بادشاہ دیلمیوں کا ہونے کی وجہ سے غلبہ انہیں کا رہا۔ انہوں نے ترکوں کے کافی آدمی قتل کر دیے اور ان کے اموال لوٹ لئے اور عز الدولہ نے اپنے اہل کو لکھا کہ عنقریب میں تمہارے پاس ایک خط لکھوں گا جب میرا خط تمہارے پاس پہنچ جائے تو تم ماتم کی مجلس منعقد کر کے اس میں رونا دھونا وغیرہ کرنا، جب سبکتگین تعزیت کے لئے آئے تو تم اسے گرفتار کر لینا کیوں کہ وہ ترکوں کا سردار ہے۔ انہوں نے خط پہنچنے پر ایسا ہی کیا لیکن سبکتگین سمجھ گیا کہ یہ بالکل فریب ہے اس لئے وہ ان کی مجلس میں نہیں آیا اور اس کے اور عز الدولہ کے درمیان عداوت پیدا ہو گئی اور سبکتگین اسی وقت ترکوں کی ایک جماعت کو لے کر دار عز الدولہ کا محاصرہ کر کے وہاں داخل ہو گیا اور اس میں جو کچھ مال وغیرہ تھا سب لوٹ لیا اور اس کے گھر والوں کو جلا وطن کر دیا اور خلیفہ کو بھی ان کے ساتھ روانہ کرنے لگا تھا لیکن خلیفہ نے معذرت طلب کر کے معاملہ ختم کر دیا۔

اب بغداد میں سبکتگین اور ترکوں کا زور ہو گیا اور انہوں نے دیلمیوں کے گھروں کو لوٹ لیا اور سبکتگین کو عام مجمع میں خلعت پہنائی گئی اور اس کی وجہ سے اہل سنت کا بھی غلبہ ہو گیا جس کی وجہ سے انہوں نے کرخ میں مکانات کو جلا دیا کیوں کہ وہ رافضیوں کا مرکز تھا۔ خلیفہ نے انہی حالات میں خلافت سے دستبردار ہو کر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنا دیا جیسا کہ عنقریب آ رہا ہے۔

خلیفہ مطیع اللہ کا خلافت سے دستبردار ہونا اور الطائع کا خلیفہ بننا ...... ابن الاثیر کے قول کے مطابق ۱۳ ذی الحجہ اور ابن الجوزی کے قول کے مطابق اسی سال ذی قعدہ میں المطیع للہ نے فالج کے حملے کی وجہ سے خلافت سے دستبرداری کا اعلان کیا، کیوں کہ اس حملہ میں اس کی زبان

---

(۱) تاریخ بغداد ۲/۲۰۹، ۲۱۰، شذرات الذہب ۳/۴۱

بند ہو گئی تھی۔ اس لئے اس نے سبکتگین سے مشورہ کیا اس نے کہا کہ مناسب ہے کہ آپ خلافت چھوڑ کر اپنے لڑکے کو ولی عہد بنا دیں۔ خلیفہ نے اس کا مشورہ قبول کر لیا چنانچہ سبکتگین کے ہاتھ پر دار الخلافہ میں طائع کے لئے بیعت کی مجلس منعقد کی گئی اور اس کے والد نے انیس سال خلیفہ رہ کر اپنے لڑکے کے لئے مسند خلافت خالی کر دی۔

اس کے لڑکے کا نام ابو بکر عبد الکریم بن مطیع ابی القاسم تھا عبد الکریم نام کا اس سے پہلے کوئی خلیفہ نہیں گزرا۔ یہ پہلا خلیفہ تھا کہ جس کا والد زندہ تھا اور عمر میں گزشتہ خلفاء سے یہ سب سے بڑا تھا کیوں کہ اس کی عمر اس وقت اڑتالیس سال تھی۔ اسی طرح ابو بکر ان کی اور حضرت صدیق کی کنیت تھی۔ خلافت کے وقت ان کی والدہ بھی حیات تھی جو ام ولد تھی جس کا نام عتب تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد چادر اوڑھ کر یہ سواری پر سوار ہوا اس حال میں کہ سبکتگین اور لشکر اس کے آگے تھا۔

اس کے دوسرے ہی روز اس نے سبکتگین نے اس کو شاہی خلعت پہنائی اور اس کا لقب ناصر الدولہ رکھا اور اس کو امیر بنا دیا اور عید الاضحی کے موقع پر خلیفہ الطائع سیاہ لباس زیب تن کر کے باہر آیا اور اس نے عید کے بعد جامع مختصر خطبہ دیا۔

ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ خلیفہ مطیع کا نام خلافت چھوڑنے کے بعد الشیخ الفاضل لکھا گیا تھا۔

معز فاطمی اور حسین کے درمیان مقابلہ ...... دیار مصر میں جب معز فاطمی کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے اس میں قاہرہ اور قصرین کی تعمیر مکمل کر لی اور پورے علاقہ پر اسے مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا تو حسین بن احمد قرمطی ایک بڑے لشکر کے ہمراہ اس کے مقابلہ پر نکلا اس موقع پر امیر عرب حسان بن جراح الطائی بھی اس کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

معز فاطمی کو جب ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ گھبرا گیا اور خوشامد کے طور پر انہیں خط لکھا کہ آپ کے آباؤ اجداد ہمارے آباؤ اجداد کے پاس خط لکھتے تھے، ہم نے بھی تمہارے پاس خط لکھا ہے اور اس خط میں قرامطہ کے فضائل بہت زیادہ ہیں۔ اس خط کو پڑھ کر انہوں نے جواب دیا کہ اس خط میں باتیں بہت زیادہ ہیں اور حاصل اس کا کم ہے اور ہم اس خط کو لیکر تمہارے پاس آرہے ہیں۔ والسلام۔ انہوں نے مصر پہنچتے ہی قتل وقتال اور لوٹ مار شروع کر دیا۔ اب معز بہت زیادہ حیران و پریشان تھا کہ کیا کروں کیوں کہ لشکر کی تعداد کم ہونے کی وجہ سے مقابلہ سے عاجز تھا اس موقع پر اس نے فریب دہی سے کام لیتے ہوئے امیر عرب کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ تمام لوگوں کو سامنے شکست تسلیم کر لیں تو میں آپ کو ایک لاکھ دینار دوں گا۔ امیر عرب نے جواب دیا کہ جلدی ایک لاکھ دینار بھیج دو تمام لوگوں کے سامنے شکست تسلیم کر لوں گا جس کی وجہ سے قرامطہ کی قوت ٹوٹ جائے گی۔ چنانچہ معز نے حسب وعدہ ایک لاکھ دینار کو تھیلی میں بند کر کے بھیج دیئے لیکن ان میں اکثر دینار نقلی کے تھے جن پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا ان کو تھیلی میں نیچے رکھ کر ان کے اوپر کچھ خالص سونے کے دینار رکھ دیئے انہیں روانہ کرنے کے بعد معز فاطمی خود بھی روانہ ہو گیا۔

کچھ دیر بعد مقابلہ شروع ہو گیا حسان نے تمام لوگوں کے سامنے شکست کا اعلان کر دیا جس کی وجہ سے قرامطہ کا پلہ کمزور ہو گیا اور فاطمی کا پلہ بھاری ہو گیا۔ چنانچہ فاطمی نے انہیں شکست دیدی اور وہ بڑی رسوائی اور ذلت کے ساتھ بھاگ گئے۔ معز نے ان کے تعاقب میں القائد ابو محمود بن ابراہیم کو دس ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا تا کہ ان کی بیخ کنی کر کے ان کا نام ونشان ختم کر دیا جائے۔

معز فاطمی کا قرامطہ سے دمشق چھیننا ...... قرامطہ کے شکست کھانے کے بعد معز فاطمی نے ظالم بن موہوب عقیلی کی ماتحتی میں ایک لشکر دمشق کی طرف روانہ کیا انہوں نے سخت محاصرہ کے بعد قرامطہ سے دمشق چھین لیا اور اس کے حاکم ابو الھیجا القرمطی کو اس کے لڑکے سمیت گرفتار کر لیا ان کے ساتھ ایک ایسے شخص کو بھی گرفتار کیا جس کا نام ابو بکر تھا اور وہ نابلس کا باشندہ تھا اور وہ فاطمین کے بارے میں یہ کہتا تھا کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ان میں سے ایک تیر رومیوں کو اور نو تیر فاطمیوں کو ماروں گا۔ اس شخص کو معز کے سامنے لایا گیا اس کے سامنے اس کی کھال ادھیڑ کر اس میں بھوسہ بھرا گیا اس کے بعد اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

ابو محمود القائد قرامطہ کی لڑائی سے فارغ ہو کر دمشق آیا تو ظالم موہوب عقیلی نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا اور اس کا اعزاز واکرام کیا اور دمشق کے باہر اس کے قیام کا انتظام کیا۔ اس موقع پر غوطہ میں اس کے ساتھیوں نے فساد برپا کر کے وہاں کے کاشت کاروں کو لوٹ لیا اور تمام راستے

بند کر دیئے تو عوام نے [illegible] کی وجہ سے شہر میں خلل ہو گیا۔ [illegible] کی ایک جماعت [illegible] گئی جس پر [illegible] شروع ہو گئی اور بازار بند کر دیئے گئے۔ لوگ قتال کے لئے جمع ہو گئے اور [illegible] سے [illegible] جس میں [illegible] کی ایک جماعت قتل کر دی گئی اور عوام کو ایک سے [illegible] شکست ہوا گئی اور [illegible] جب [illegible] کی جانب آگ [illegible] سے بہت سے اموال اور مکانات جل کر راکھ ہو گئے۔ سن ۳۶۲ھ تک یہ لڑائی جاری رہی۔

[illegible] کے معزول ہونے اور ابو الفضل [illegible] محمد [illegible] کے حاکم بننے کے بعد دوسری بار شہر کو آگ لگا دی گئی اور [illegible] بند کر دیئے گئے اور [illegible] بہت سے [illegible] ہلاک ہو گئے۔ [illegible] ایسے ہی حالات رہے یہاں تک کہ معز فاطمی کی طرف سے [illegible] حاکم بنایا گیا تب جا کر لوگوں نے سکھ کا سانس لیا۔ واللہ اعلم۔

فصل

بغداد میں ترکیوں کی قوت مضبوط ہونے کے بعد بختیار بن معز الدولہ نے اپنے بارے میں سوچ و بچار شروع کر دی اس وقت اس کا تمام امور میں تھا اور وہ بغداد میں داخل بھی نہیں ہو سکتا تھا چنانچہ [illegible] بارے میں [illegible] اپنے چچا رکن الدولہ، چچا زاد بھائی عضد الدولہ، عمران بن شاہین اور ابو تغلب بن حمدان سے مدد طلب کی ان میں سے عمران بن شاہین نے کوئی جواب نہیں دیا [illegible] ابو تغلب بن حمدان [illegible] کا وعدہ کیا [illegible] نے جواب میں [illegible] کی۔ چچا نے وزیر ابو الفتح بن العمید کی ماتحتی میں ایک لشکر روانہ کر دیا۔

دوسری جانب ترکی بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں خود خلیفہ [illegible] وہ ان کے مقابلے میں بغداد سے روانہ ہوئے لیکن واسط پہنچنے کے بعد خلیفہ کا انتقال ہو گیا پھر چند یوم بعد سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے ان دونوں کو بغداد [illegible] کر دفن کیا گیا اس کے بعد ترکیوں نے ایک شخص افتگین نامی کو اپنا امیر منتخب کیا جس کی وجہ سے ان کی قوت [illegible] ہو گئی اور بختیار کے ساتھ مقابلہ شروع ہو گیا۔ لیکن اس کی قوت کمزور ہو چکی تھی ان پر اس کا چچا زاد عضد الدولہ غالب آ چکا تھا اس نے اس سے عراق چھین کر اس کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا تھا جس کی وجہ سے اس کی جماعت کے ساتھی ادھر ادھر ہو گئے۔

اسی سال حرمین شریفین میں خطبہ میں معز فاطمی کا نام لیا گیا اسی زمانہ میں بنی ہلال اور بدوؤں کی ایک جماعت نے حاجیوں کے قافلہ پر حملہ کر کے ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بقیہ کا حج معطل کر دیا۔ سال ۳۶۳ھ میں ثابت بن سنان بن ثابت بن قرہ کی تاریخ ختم ہو گئی جس کی ابتداء سن ۲۹۵ھ میں ہوئی تھی لہذا یہ بھی مقتدر کی حکومت کا ابتدائی دور تھا اسی سال [illegible] شدید [illegible] آیا۔

اسی سال بھی الشریف ابو احمد نے لوگوں کو حج کرایا اسی سال بعض عراق کے راستے سے [illegible] والے [illegible] کا حج [illegible] کے راستے سے جانے والے لوگوں میں سے بعض کو گرفتار کر لیا گیا لیکن [illegible] ان کا حج بھی مکمل ہو گیا۔

خواص کی وفات

عباس بن حسین کے حالات... العباس بن حسین ابو الفضل الشیرازی کا انتقال اسی سال ہوا یہ عز الدولہ بختیار بن معز الدولہ بویہ کے وزیر تھے [illegible] کے بہت زیادہ [illegible] کی مدد کرنے والے تھے اسی وجہ سے [illegible] کے سامنے [illegible] تھا اس نے ان سے [illegible] بھی انہیں معزول کر کے ان کی جگہ محمد بن بقیہ [illegible] کو وزیر بنایا [illegible] اسی سال [illegible] جیل ہی میں [illegible] قتل کر دیا گیا اس وقت ان کی عمر ۴۰ سال تھی [illegible]۔ ابو بکر عبد العزیز بن جعفر کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر کے حالات (۱) ...... یہ ابوبکر عبدالعزیز بن جعفر الفقیہ الحنبلی ہیں جو غلام الخلال سے مشہور تھے۔ یہ حنابلہ کے مشہور علماء میں سے تھے انہوں نے تصنیف و تالیف کا کام بھی کیا، احادیث بھی جمع کیں اور لوگوں سے مناظرے بھی کئے اور ابوالقاسم البغوی اور ان کی جماعت سے احادیث کا سماع کیا اور ۷۸ سال کی عمر سے تجاوز کر کے وفات پائی۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کی تصانیف متعدد ہیں جن میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ... المقنع یہ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۲) ...... الشافی یہ ۸۰ اجزاء پر مشتمل ہے۔

(۳) ... زاد المسافر اور الخلاف مع الشافعی۔

(۴) کتاب القولین اور مختصر السنہ۔ ان کے علاوہ بھی تفسیر و اصول میں ان کی تصانیف ہیں۔ علی بن محمد کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

علی بن محمد کے حالات (۲) ...... یہ علی بن محمد ابو الفتح البستی الشاعر ہیں ان کا دیوان اور مشہور دیوان ہے انہیں علم بلاغت اور فصاحت میں بہت مہارت تھی اور انہیں بدیہہ جواب پر بڑی قدرت حاصل تھی۔

ابن الجوزی ان کے دیوان کا ایک حصہ حروف تہجی کی ترتیب پر ذکر کیا ہے اس کے چند اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

> جب تم خوشحالی کے زمانے میں کم پر قناعت کرو گے تو تم لوگوں میں عزت اور سکون سے زندگی گزارو گے اے میری آنکھ کی روزی اگر مجھے تیرے بارے میں معلوم ہو جائے تو مجھے موتی اور یاقوت پر افسوس نہ ہو اے میرے مذہب کے بارے میں میرے مذہب پر عمل کرنے کے لئے سوال کرنے والے میرا مذہب حق گوئی اور خواہشات کا قلع قمع کرنا ہے اس حالت میں کیا کوئی میرے مذہب کی برائی کرنے والا ہے تم اپنی مکدر طبیعت کو کوشش کے ذریعے راحت پر آمادہ کرو گے اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی خوش طبعی بھی اسے پلاؤ۔ اگر تم کو ایسا کرنے کی توفیق ہو جائے تو کھانے میں نمک کے برابر مذاق کرنا۔

ابو فراس بن حمدان الشاعر کی وفات اسی سال ہوئی۔

ابو فراس (حارث بن سعید) بن حمدان الشاعر ...... جن کے اشعار کا مشہور دیوان تھا ان کے بھائی سیف الدولہ نے انہیں حران اور منبج کا نائب حاکم بنایا تھا ایک بار رومیوں سے انہوں نے قتال کیا تو جس پر یہ گرفتار ہو گئے تھے پھر انہیں ان کے بھائی سیف الدولہ نے چھڑوا لیا تھا۔ اسی سال ۳۷ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بلیغ اشعار جو عمدہ معانی پر مشتمل ہیں ان کے بھائی سیف الدولہ نے ان کی وفات پر مرثیہ کہا تھا جس کے دو اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

> انسان دنیا میں بے شمار مصائب میں گھرا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کا جسم قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے۔ مستقبل کے مصائب بہت سے ہیں کہ وہ اپنے خاندان میں مصیبت چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور وہی مصائب رہ جاتے ہیں کہ وہ اپنے آپ کو مصائب میں ڈالے رکھتا ہے۔

ابو فراس نے جس وقت یہ دو اشعار کہے اس وقت وہاں ایک عربی بھی موجود تھا ابو فراس نے اسی مفہوم کے اشعار کہنے کی فرمائش کی چنانچہ اس نے بھی دو اشعار کہے جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

> دراز عمر کی تمنا کرنے والا اپنے دوستوں کے گم ہونے پر صبر کا عادی ہونا ضروری ہے۔ طویل عمر پانے والا انسان بہت سی ایسی چیزیں پاتا ہے جن کی وہ اپنے دشمنوں کے لئے تمنا کرتا تھا۔

ابن الساعی کے نزدیک مذکورہ دونوں شعر سیف الدولہ کے ہیں جو اس نے اپنے بھائی ابو فراس کی وفات پر کہے تھے لیکن ابن الجوزی کے

---

(۱) شذرات الذہب ۳/۱۵۹، العبر ۲/۳۷۵،

(۲) تاریخ بغداد ۱۰/۴۵۹، ۳۰۲، العبر ۲/۳۳۰،

نزدیک مذکورہ دونوں اشعار خود ابو فراس کے ہیں اور مزہلی نے ان ہی دونوں شعروں کے بعد دو شعر کہے تھے۔ ابو فراس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

> عنقریب میری قوم اپنی کوشش کے مکمل ہونے کے بعد مجھے تلاش کرے گی یعنی کہ سخت اندھیری رات میں ہی چاند تلاش کیا جاتا ہے۔ اگر میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص میرے جیسی وسعت و ہمت رکھنے والا ہو تو لوگ میرے بعد مجھ پر اکتفا کرنے کی بجائے اس پر اکتفا کر لیں گے۔ میں بے دینوں کی خلافت سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ شیروں کے درمیان کتوں نے حکومت حاصل کر لی۔ کاش تم شیریں رہو اور تمہاری زندگی تلخ رہے کاش تمام لوگ ناراض ہو جائیں اور تم راضی ہو جاؤ۔
> کاش میرے اور تمہارے درمیان والی جگہ آباد رہے اور میرے اور لوگوں کے درمیان والی جگہ ویران ہو جائے۔

واقعات ۳۶۴ھ

اس سال عضد الدولہ اپنے والد کے وزیر ابو الفتح ابن العمید کو لے کر واسط گیا، بختیار اس کی آمد کی خبر سن کر واسط سے فرار ہو کر ترکوں کے پاس بغداد چلا گیا۔ عضد الدولہ نے بھی اس کے تعاقب میں بغداد کا رخ کر لیا اور وہاں جا کر بغداد کی مشرقی جانب اس نے پڑاؤ ڈالا اور خلیفہ کو مغربی جانب قیام کا حکم دیا اور دونوں نے ترکوں کا تخت و تاراج کر لیا اور بڑے بڑے سرداروں کو اطراف میں قید کر دیا اور بغداد کے راستوں کی ناکہ بندی کا حکم دیا جس کی وجہ سے غلے کی قیمتیں بہت بڑھ گئیں اور لوٹ مار کی وجہ سے لوگوں کا کاروبار ختم ہو کر رہ گیا اور بعض نے کھانے کی طلب میں گھروں کو مسمار کر ڈالا اور فاقے کی وجہ سے ہلاک ہو گئے۔

اس کے بعد ترکوں اور عضد الدولہ کے درمیان لڑائی شروع ہو گئی عضد الدولہ نے ترکوں کو شکست دے دی جس کی وجہ سے وہ بغداد سے فرار ہو کر تکریت چلے گئے اور خلیفہ کو بھی اپنے ساتھ لے جا رہے تھے۔ لیکن عضد الدولہ نے نہایت اکرام کے ساتھ واپس بلا لیا جس کے بعد بغداد پر اس کے مضافات سمیت مکمل طور پر عضد الدولہ کا قبضہ ہو گیا اور اس نے اپنا تاج و جشن مکمل کیا۔

اس وقت بختیار کی قوت بالکل ختم ہو گئی تھی اور سب نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس نے اپنا دروازہ بند کر کے دربانوں اور خادموں کو امارت سے نکال دیا اور امارت سے استعفیٰ دے دیا۔ اس نے یہ سب کچھ عضد الدولہ کے حکم سے کیا۔ عضد الدولہ نے ظاہراً تو اس کے ساتھ ہمدردی کی لیکن حقیقت میں عضد الدولہ نے خلیفہ کو اس کا استعفیٰ قبول نہ کرنے کا مشورہ دیا۔ بختیار اور خلیفہ کے درمیان پیغامات کا سلسلہ جاری رکھا اور بختیار نے استعفیٰ دینے پر اصرار کیا لیکن خلیفہ نے قبول نہیں کیا اس وقت عضد الدولہ نے لوگوں سے کہا بختیار امور مملکت کے لیے مناسب نہیں ہے اس کی وجہ سے استعفیٰ دے رہا ہے یہ کہہ کر عضد الدولہ نے بختیار، اس کے اہل و عیال اور بھائیوں کو گرفتار کرنے کا حکم دے دیا۔ جس پر خلیفہ طائع بہت خوش ہوا اس موقع پر حسب دستور عضد الدولہ نے خلیفہ کی بہت زیادہ تعظیم کی اور دار الخلافہ کی از سر نو تعمیر کر کے اسے مزین کر دیا اور خلیفہ کے پاس ہدیے کے طور پر مال اور اسباب بھیجے اور ترکوں میں سے شرپسند مفسدوں کو قتل کر دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال مفسدوں کی طرف سے بغداد میں بڑی مصیبت آئی لوگوں نے باب الشعیر کے بازار کو آگ لگا دی اور بہت زیادہ مال لوٹ لیا اور گھوڑوں پر سوار ہو گئے اور انہوں نے اپنا نقیب مقرر کر لیا اور ان کے امیروں اور سرداروں کے محلات کو جلا دیا گیا اور علاقے بہت زیادہ خراب ہو گئے حتیٰ کہ ایک غریب ہاشمی نے سلطان سے لین دین شروع کر دیا تو وہ بہت مالدار بن گیا یہاں تک کہ اس نے ہزار دینار میں باندی خرید لی جب اس سے اپنا مقصد پورا کرنے لگا تو اس نے انکار کر دیا اس نے باندی سے پوچھا کہ تجھے میری کون سی چیز اچھی نہیں لگی؟ باندی نے جواب دیا کہ مجھے تیری کوئی چیز بھی پسند نہیں۔ پھر اس نے باندی سے پوچھا تیرا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میرا ارادہ یہ ہے کہ تو مجھے بیچ دے۔ اس نے کہا میں اس سے بھی بہتر کام کرنا چاہتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اس باندی کو قاضی کے پاس لے گیا اور اسے آزاد کر کے ہزار دینار ہبہ کر دیے

دے دیے۔ لوگوں کو اس کے فسق و فجور کے باوجود اس کی اس قدر بردباری اور فیاضی پر بڑا تعجب ہوا۔

ابن الجوزی نے یہ بھی کہا کہ اسی سال محرم میں خبر آئی کہ مکہ اور مدینہ منورہ میں خطبوں میں معز فاطمی کا نام لیا گیا نہ کہ خلیفہ طائع کا۔ ابن الجوزی نے یہ بھی فرمایا کہ اس سال رجب میں مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی حتیٰ کہ گندم کا ایک کر ایک سو ستر دینار سے بھی زیادہ میں فروخت ہو رہا تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ سال رواں ہی میں عضد الدولہ ابن بویہ کا معاملہ بہت زیادہ کمزور ہو گیا اور اس کا لشکر منتشر ہو گیا ---- حتیٰ کہ بغداد کے چند افراد کے علاوہ سب اس سے جدا ہو گئے مجبوراً اس نے اپنے والد سے اس کی شکایت کی اس کے والد نے اسے اپنے چچا بختیار سے غداری کرنے پر ملامت کی۔ جب اس کے پاس اس کے والد کا جواب پہنچا تو بختیار کو جیل سے نکال کر فارس بھیج دیا اور بختیار پر خلعت کی اور اسے عراق کا حاکم بنا دیا اس شرط پر کہ وہ صرف عراق کا نائب حاکم ہوگا اور اس نے یہ بھی کہا کہ خطبوں میں عضد الدولہ کا نام لیا جائے گا۔ نیز امور حکومت چلانے میں بختیار کے کمزور ہونے کی وجہ سے اپنے بھائی ابو اسحاق کو لشکر کا امیر مقرر کر دیا۔ اور اب وہ مستقل اپنے ہی علاقہ میں رہنے لگا۔

عضد الدولہ نے یہ سب کچھ اپنے والد کی طرف سے بختیار کے ساتھ غداری پر ملامت اور اس کے غصہ ہونے اور ناراض ہونے کی وجہ سے کیا۔ بعد میں اس نے اپنے والد کے وزیر ابو الفتح عمید کو بھی چھوڑ دیا جب عضد الدولہ بختیار کی عراق پر مکمل طور پر حکومت قائم ہو گئی تو اس نے اپنی قدیم عادت و گمراہی اور شجاعت و رفضیت کی وجہ سے عضد الدولہ سے کیے ہوئے وعدوں میں سے کوئی بھی پورا نہیں کیا۔

اس سال جمعرات کے روز گیارہ ذوالقعدہ کو خلیفہ طائع نے عضد الدولہ کی لڑکی شہناز سے ایک لاکھ دینار پر نکاح کیا اس سال ذوالقعدہ میں قاضی ابو الحسن محمد بن صالح بن ام شیبان کو ان کے عہدہ سے معزول کر کے ان کی جگہ ابو محمد معروف کو مقرر کیا گیا۔ اس سال حج کے موقع پر فاطمیوں نے امامت کی اور خطبہ میں خلیفہ طائع کے بجائے معز فاطمی کا نام لیا۔

دمشق کے فاطمیوں کے قبضے سے چھن جانے کا ذکر ---- ابن اثیر نے کامل میں ذکر کیا ہے کہ معز الدولہ کا باغی غلام جس کے ساتھ دیلمی اور ترکیوں اور دیہاتیوں کے لشکر تھے اس سال دمشق آیا اس وقت دمشق پر معز فاطمی کی طرف سے ریان الخادم حاکم تھا ---- جب وہ دمشق کے قریب پہنچا تو اس کے بڑے بڑوں اور شیوخ نے اس کا استقبال کیا اور اپنے اوپر ہونے والی ظلم و زیادتی کا اور فاطمیین کی وجہ سے عقیدہ کی خرابی کا ذکر کیا اور اس سے کسی طرح دمشق پر قبضہ کرنے کی درخواست کی۔ اس وجہ سے افتکین نے دمشق پر قبضہ کرنے کا مضبوط ارادہ کر لیا...... پھر مسلسل اسی کی کوشش میں لگا رہا حتیٰ کہ اس نے دمشق پر قبضہ کر کے ریان الخادم کو اس سے نکال دیا اور شریروں کا خاتمہ کر دیا اور اچھے لوگوں کو ترقی دی اور وہاں کے باشندوں میں عدل و انصاف قائم کیا اور لہو و لعب کا خاتمہ کر دیا جن دیہاتیوں نے زمین میں فساد برپا کیا تھا انہیں گرفتار کر کے ان کے ہاتھ باندھ دیے اور چراگاہوں اور غوطہ پر قبضہ کر لیا۔

جب یہاں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی تو معز فاطمی نے خط کے ذریعے اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کو خلعت دینے اور اپنا نائب بنانے کے لیے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ لیکن افتکین نے اس کے خط کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شام میں خطبہ میں اس کا نام کاٹ کر اس کی جگہ طائع عباسی کا نام لکھوا دیا۔

اس کے بعد افتکین نے صیدا کا ارادہ کیا جہاں پر مغاربہ بچے تھے اور ان پر ابن شیخ کا لڑکا امیر تھا اور انہیں میں ظالم العقیلی بھی تھا۔ اس نے ان کا مسلسل محاصرہ کر کے ان سے شہر چھین کر چار ہزار کے قریب ان کے سرداروں کو قتل کر دیا پھر اس نے طبریہ کا رخ کیا اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ معز فاطمی نے خود اس کا مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اور وہ اسی سلسلہ میں لشکر ترتیب دے رہا تھا کہ اچانک سن ۳۶۵ھ میں اس کی وفات ہو گئی اس کے بعد اس کا لڑکا عزیز حاکم بنا جس کی وجہ سے افتکین شام میں مطمئن ہو گیا اور وہاں پر اس کا غلبہ ہو گیا اور اس کا دبدبہ و رسوخ چھا گیا۔

پھر اس کے بعد مصریوں نے جوہر القائد کو افتکین کے مقابلہ میں بھیجنے پر اور افتکین سے شام کو چھین لینے پر اتفاق کر لیا۔ اس وقت شام کے باشندوں نے افتکین کو یقین دلایا کہ وہ لوگ فاطمیوں کے خلاف آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کو چھوڑنے والے نہیں ہیں اس کے بعد جوہر نے آ کر سات ماہ تک دمشق کا سخت محاصرہ کیے رکھا اور افتکین کی بہادری کا اس نے مقابلہ کیا۔ جب محاصرہ طویل ہو گیا تو بعض دمشقیوں نے افتکین کو حسن بن احمد

قرامطہ کو خط لکھے گئے، پھر اپنے وطن جانے کا مشورہ دیا چنانچہ الفتگین نے بذریعہ خطوط اسے اپنے پاس آنے کی دعوت دی۔ الفتگین کی اس دعوت پر حسین بن احمد قرمطی اس کی مدد کے لئے روانہ ہوا۔ جب جوہر کو حسین بن احمد قرمطی کی آمد کا علم ہوا تو اس نے سوچا کہ اندر باہر دونوں طرف سے دشمن کا مقابلہ کرنا مشکل ہے اس لئے وہ رملہ کی طرف چلا گیا۔ الفتگین اور قرمطی نے بہت بڑا لشکر لے کر اس کا تعاقب کیا اور رملہ پہنچ کر انہوں نے جوہر کا محاصرہ کر لیا۔ خوراک اور پانی کی کمی کی وجہ سے اس کا محاصرہ اتنا سخت ہو گیا تھا کہ جوہر اور اس کا لشکر ہلاک ہونے کے قریب ہو گئے۔

مجبوراً جوہر نے الفتگین سے خاموشی سے گھوڑوں پر سوار ہو کر چلے جانے کی اجازت مانگی جسے الفتگین نے قبول کر لیا پھر جوہر مسلسل الفتگین سے ڈرتے ہوئے یہ کہتا رہا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر مصر کے لئے اپنے استاد کے پاس چلا جائے۔ جوہر نے اس موقع پر چالاکی سے کام لیا اور قرمطی نے الفتگین کو ڈراتے ہوئے کہا کہ ضروری ہے کہ ہم ان کا محاصرہ کر کے رکھیں حتیٰ کہ وہ اس حالت میں ہلاک ہو جائیں کیونکہ محاصرہ ختم کرنے کی صورت میں یہ اپنے استاد کے پاس جا کر ہمارے خلاف لشکر تیار کر لے گا پھر ہم پر حملہ کر دیں گے جس کا ہم مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا۔ اس نے پہنچ کر محاصرہ ختم ہونے کے بعد جوہر مسلسل عزیز کو الفتگین کا مقابلہ کرنے پر تیار کرتا رہا۔ چنانچہ عزیز ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مع ساز و سامان الفتگین کے مقابلے میں روانہ ہو گیا۔ اس وقت جوہر لشکر کے آگے آگے تھا دوسری جانب الفتگین اور قرامطہ بھی ایک بڑے لشکر کے ساتھ رملہ پہنچ گئے اور سن ۳۶۷ھ محرم میں لڑائی شروع ہو گئی جب عزیز نے الفتگین کی شجاعت کا مشاہدہ کیا تو عزیز نے اس کے پاس پیغام بھیجا کہ الفتگین ہتھیار ڈال کر میری اطاعت قبول کر لے تاکہ میں اسے لشکر کا امیر بنا دوں گا اور اس کا بڑا اعزاز و اکرام کروں گا۔ الفتگین نے یہ خبر سن کر گھوڑے سے اتر کر عزیز کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور اسے کہنے لگا کہ اگر یہ بات تم پہلے کرتے تو میں یقیناً اس پر عمل کر لیتا لیکن اب مشکل ہے۔ اس کے بعد وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اور عزیز کے لشکر پر حملہ کر کے اس کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ یہ دیکھ کر عزیز نے اس کے میمنہ پر زوردار حملہ کر دیا جس کی وجہ سے قرمطی شکست کھا کر بھاگ گیا اور شامی دستے بھی اس کے پیچھے بھاگ گئے راستے میں مغاربہ نے ان پر حملہ کر دیا وہ جسے پاتے قتل کر دیتے یا گرفتار کر لیتے۔

اس کے بعد عزیز اپنے لشکر کو لے کر شاہی خیموں میں ٹھہر گیا ایک مرتبہ شکست خوردوں کے تعاقب میں روانہ کر دیا اور یہ اعلان کر دیا کہ جو شخص الفتگین کو گرفتار کر کے لانے والے کو خلعت دی جائے گی اور الفتگین کو زندہ گرفتار کر کے لانے والے کو ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اچانک الفتگین کو شدت پیاس کی اس وقت وہ اپنے ساتھی مفرج بن دغفل کے پاس سے گزر رہا تھا کہ اس نے اس سے پانی مانگا مفرج نے اسے پانی پلایا اور بڑے عزت و اکرام کے ساتھ اسے اپنے گھر میں ٹھہرایا لیکن اس نے خفیہ طور پر عزیز کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارا مطلوب شخص میرے پاس ہے تم اسے آ کر لے جاؤ۔ چنانچہ عزیز نے اس کے پاس ایک لاکھ دینار بھیج کر الفتگین کو بلوا لیا۔ الفتگین کو اپنے قتل کا یقین ہو گیا لیکن عزیز کے پاس پہنچنے پر عزیز نے اس کا بڑا اعزاز و اکرام کیا اور اس کی لوٹی ہوئی چیزیں ایک ایک کر کے واپس کر دیں اور اسے خاص لوگوں میں شامل کر لیا اپنے گھر کے نزدیک اسے ٹھہرایا اور تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے یاد کرتا رہا۔ وہاں پر اس کے لئے زمینیں حاصل کر لی گئیں اور قرمطی کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئے تاکہ اس کا بھی اسی طریقے سے اعزاز و اکرام کیا جائے لیکن خوف کی وجہ سے قرمطی نہیں آیا پھر بھی عزیز نے اس کے پاس بیس ہزار دینار بھیجے اور اسے ہر سال اس کی ضروریات کے بقدر ملاقات کا وظیفہ مقرر کر دیا۔ عزیز کا معاملہ الفتگین کے ساتھ اسی طرح اعزاز و اکرام کا باقی رہا حتیٰ کہ عزیز اور اس کے وزیر ابن کلس میں اختلاف ہو گیا جس کی وجہ سے ابن کلس نے الفتگین کو زہر دے کر ہلاک کر دیا۔ عزیز کو جب اس کا علم ہوا تو وہ ناراض ہوا۔ اس نے ابن کلس کو چالیس یوم تک جیل میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار اس سے وصول کیے۔ پھر اسے خیال آیا کہ اس کے بغیر کوئی فائدہ نہیں ہے اس نے اس کو دوبارہ وزیر بنا دیا۔ یہ الفتگین کے حالات کا خلاصہ ہے۔

خواص کی وفات ...... وہاں سبکتگین ترکی کی وفات اسی سال ہوئی۔

سبکتگین کے حالات[1] ...... یہ معز الدولہ کے آزاد کردہ غلام اور اس کے دربان تھے۔ یہ ترقی کرتے چلے گئے حتیٰ کہ خلیفہ طائع نے انہیں

---

[1] المنتظم ۷ / ۷۹، العبر ۲ / ۳۴۳

ترک کا امیر تھا مزید انہیں خلعت عطا کر کے جھنڈا دیتے ہوئے نصیر الدولہ کا لقب عطا کیا اس کی جگہ پر دار المملکہ تعمیر ہوا ہے۔ بغداد میں بنائے گئے ان کا گھر بادشاہوں کے گھر کی طرح کشادہ تھا۔

ایک دن اپنے گھوڑے سے گر گئے تھے جس کی وجہ سے ان کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ طبیب نے ان کا علاج کیا چنانچہ جب وہ ٹھیک ہو کر کھڑے ہوتے تو نماز پڑھنے کے قابل ہو گئے لیکن اب بھی رکوع نہیں کر سکتے تھے انہوں نے طبیب سے خوش ہو کر اس کو کافی مال دیا۔ وہ طبیب سے کہا کرتے تھے کہ جب مجھے اپنا درد اور تکلیف، علاج یاد آتا ہے تو میں تمہیں اس کا بدلہ دینے سے اپنے آپ کو عاجز خیال کرتا ہوں لیکن جب گھوڑے کے قدموں کا میری کمر پر رکھنا یاد آتا ہے تو میرے غصے کی آگ بھڑک اٹھتی ہے۔

اسی سال سبکتگین کی وفات ہوئی اور میراث میں کثیر مال چھوڑا جس کی تفصیل کچھ یوں ہے: ایک لاکھ دینار، دس لاکھ درہم اور دو صندوق جواہر کے، پندرہ صندوق بلور کے، پینتالیس صندوق سونے کے برتنوں کے، ایک سو تیس صندوق سونے کے پیالوں کے ان میں پچاس پیالے ایسے تھے جن میں سے ہر ایک کا وزن ہزار دینار ہے، چھ سو چاندی کی سواریاں، چار ہزار ریشمی کپڑے، دس ہزار دبیقی اور عتابی، تین سو بستر، تین ہزار گھوڑے، ایک ہزار اونٹ، تین سو غلام اور چالیس خادم یہ سب چیزیں اس سامان کے علاوہ تھیں جو انہوں نے اپنے ساتھی ابو بکر البزاز کے پاس امانت کے طور پر رکھا ہوا تھا۔

واقعات ۳۶۵ھ

اسی سال رکن الدولہ بن بویہ نے بڑھاپے کی وجہ سے اپنے ماتحت ممالک اپنی اولاد میں اس طرح تقسیم کئے کہ عضد الدولہ کے لئے بلاد فارس، کرمان اور ارجان اور مؤید الدولہ کے لئے اصفہان، فخر الدولہ کے لئے ہمدان اور دینور دیئے اور ایک بیٹے ابو العباس کو عضد الدولہ کے سپرد کیا اور اسے اس کے بارے میں خاص وصیت کی۔

اسی سال عز الدولہ کے حکم سے بغداد کے قاضی القضاۃ ابو محمد بن معروف نے لوگوں کے تنازعات کو ختم کرنے کے لئے عز الدولہ کے گھر میں عدالت قائم کی۔

سال رواں میں عزیز فاطمی کی طرف سے مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اس سے پہلے اہل مکہ کا محاصرہ کیا گیا تھا تو وہاں ان پر بڑی تکالیف نازل ہوئی تھیں جس کی وجہ سے مکہ کی گرانی بہت زیادہ ہو گئی تھی۔

ابن اثیر نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال بلاد مغرب پر معز فاطمی کا نائب یوسف بلکین سبتہ کی طرف گیا وہاں پہاڑی پر کھڑے ہو کر اس نے چاروں طرف نظر دوڑائی کہ کس طرح اس کا محاصرہ کیا جائے غور و فکر کر کے یوسف بلکین نے نصف دن ہی اس کا محاصرہ کیا تھا کہ وہاں کے باشندے اس سے سخت خوفزدہ ہو گئے اس کے بعد اس نے مغرب میں بصرہ نامی ایک شہر کا رخ کیا اور اس کو تباہ کرنے اور لوٹنے کا حکم دیا اس کے بعد یوسف بلکین نے برغواطہ شہر کا رخ کیا جس پر عیسیٰ بن ام الانصار نامی شخص بادشاہت کر رہا تھا اس کے جادو، شعبدہ بازی اور دعوائے نبوت کی وجہ سے وہاں کے باشندوں نے اس کی نبوت قبول کر رکھی تھی۔

اس بادشاہ نے اپنی شریعت ایجاد کی تھی لوگ اس کی پیروی کرتے تھے۔ بلکین نے یہاں کے باشندوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دی اور وہاں کے بادشاہ کو قتل کر دیا ان سے اموال لوٹ لئے ان کی اولاد کو گرفتار کر لیا اس وقت یہاں کے گرفتار شدگان باشندے قیدیوں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے

احمد بن جعفر بن محمد بن مسلم: ... احمد بن جعفر بن محمد بن مسلم ابوبکر الختلی کی وفات اسی سال ہوئی انہوں نے ایک بہت بڑی مسند تصنیف کی تھی۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل، ابو [illegible] وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی۔ ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث روایت کی ہے۔ یہ ثقہ تھے۔ سو سال کے قریب ان کی عمر تھی۔

ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ الصابی: ... ثابت بن سنان بن ثابت بن قرۃ الصابی المورخ کی وفات ابن اثیر کے قول کے مطابق اسی سال ہوئی۔ الحسین بن محمد بن احمد ابو علی الماسرجسی الحافظ کی وفات اسی سال ہوئی۔

الحسین بن محمد بن احمد کے حالات[1]: ... طلب حدیث میں انہوں نے دور دراز علاقوں کے سفر کرکے متعدد محدثین سے احادیث سنیں۔ تیرہ سو اجزاء پر مشتمل ایک مسند تصنیف کی جس میں حدیث کے تمام طرق اور علل کو احسن انداز میں بیان فرمایا۔ اس کے علاوہ المغازی والقبائل بھی انہی کی تصنیف ہے نیز صحیحین پر احادیث کی تخریج کی ہے۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ خاندان میں علم حدیث چلا آ رہا تھا۔ اسی سال رجب میں ان کا انتقال ہوا۔

ابو احمد بن عدی الحافظ: ... یہ ابو احمد بن عدی الحافظ ابو عبداللہ بن محمد بن احمد الجرجانی ابو احمد بن عدی ہیں۔ بڑے حافظ، بہت بڑے [illegible] رجال کے امام اور عالم، بڑے جامع اور کثرت سے احادیث نقل کرنے والے تھے۔ جرح و تعدیل پر الکامل کے نام سے انہوں نے ایک ایسی کتاب لکھی کہ اس کے بعد اور نہ اس سے پہلے ایسی عمدہ کتاب لکھی گئی۔

حمزہ نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے اس کتاب کے بعد اس موضوع پر جدید کسی کتاب کی ضرورت نہیں۔ ان کی ولادت ۲۷۷ھ ہے۔ [illegible] کا بھی یہی وقت ہے۔ ابن عدی کی اسی سال جمادی الآخرہ میں وفات ہوئی۔

المعز الفاطمی کے حالات[2]: یہ معد بن اسماعیل بن سعید بن عبداللہ ابو تمیم ہیں جو فاطمی ہونے کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔ قاہرہ کے بانی اور مصر کے حاکم تھے۔ فاطمیین میں سب سے پہلے بادشاہ تھے۔ بلاد افریقہ اور اس کے مضافات میں بلاد مغرب وغیرہ پر سب سے پہلے بننے والے بادشاہ بھی تھے۔

۳۵۸ھ میں انہوں نے جوہر قائد کو مصر پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے جنگ کے ذریعے کافور اخشیدی سے بلاد مصر چھین لئے۔ [illegible] بلاد مصر پر فاطمیین کا قبضہ ہو گیا جوہر نے بلاد مصر میں قاہرہ بسایا [illegible] پھر ۳۶۲ھ میں اس نے ان کے علاقوں میں معز فاطمی کے نام پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد معز افریقہ سے لشکر سرداروں سمیت بڑے بڑے ارکان دولت کے ہمراہ مصر کے [illegible] قاہرہ پہنچے تو لوگوں نے ان کا شاندار استقبال کیا۔ وہاں اس نے جمعہ کا خطبہ دیا جس میں اس نے ظالم اور مظلوم کے درمیان انصاف کرنے کا اعلان کیا اور [illegible] اپنا نسب بیان کیا اور کہا کہ ہماری برکت سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے ساتھ [illegible] لیکن ان تمام باتوں کے باوجود [illegible] باطنی تھے۔ قاضی باقلانی نے کہا ہے کہ اس کا مذہب اور اعتقاد خالص کفر اور رفض پر تھا اسی طرح اس کے تمام [illegible] فاطمیین بھی [illegible] باطنی تھے اللہ تعالیٰ ان سب کا برا حشر کرے۔

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ ۳/۹۵۵، شذرات الذہب ۳/۵۰

(۲) البیان المغرب ۱/۲۲۱، شذرات الذہب ۳/۵۲، ۵۳

ایک مرتبہ معز نے زاہد و عابد متقی ابوبکر نابلسی کو بلوا کر اس سے سوال کیا کہ تم نے یہ بات کہی ہے کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو ایک تیر رومیوں کو اور نو تیر باقی کو ماروں گا؟ انہوں نے کہا کہ میں نے یہ بات نہیں کہی۔ معز نے سمجھا کہ شاید اس نے رجوع کر لیا ہے لیکن پھر اس نے پوچھا کہ تم نے کیا کہا ہے؟ ابوبکر نے کہا کہ میں نے یہ بات کہی ہے کہ اگر میرے پاس دس تیر ہوں تو نو تیر تجھے ماروں گا اور دسواں تیر رومیوں کی طرف پھینکوں گا۔ معز نے کہا کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم نے دین میں تبدیلی کر دی، صالحین کو قتل کر دیا اور نور الٰہیہ کو گل کر دیا اور تم نے نامناسب دعویٰ کیا۔ معز نے کہا کہ ایک دن اس کی تشہیر کی جائے اور دوسرے دن اس کو کوڑے لگائے جائیں اور تیسرے دن اس کی کھال ادھیڑ دی جائے۔

پس اس نے ایک یہودی کے سپرد کیا چنانچہ اس یہودی نے تلاوت قرآن پاک کی حالت میں ان کی کھال ادھیڑنا شروع کی۔ یہودی کا قول ہے کہ تلاوت قرآن پاک کی وجہ سے میرا دل نرم ہو گیا۔ میں نے ان کے سامنے جا کر ان کے جسم میں چھرا گھونپ دیا اسی وقت ان کا انتقال ہو گیا آج تک وہ شہید اور ان کا قبیلہ بنو الشہید سے مشہور ہے اسی طرح آج تک ان میں اچھائی پائی جاتی ہے۔

معز فاطمی میں ذاتی طور پر بہادری، صلاحیت، امارت کی پختگی اور سیاست تھی۔ ظاہراً وہ عادل اور حق کا ساتھ دینے والا تھا لیکن حقیقت میں وہ نجومیوں کی باتوں پر اعتماد کرتا تھا چنانچہ ایک نجومی نے کہا کہ سال آئندہ آپ کے لئے خطرناک ہے اس لئے آپ کسی خفیہ مقام پر لوگوں سے روپوش ہو جائیں اس کے بعد اس نے ایک تہہ خانہ تیار کروایا اور امراء کو حاضر کر کے انہیں اپنے لڑکے کے بارے میں وصیت کی۔ عزیز اس کا لقب رکھ کر اپنی واپسی تک حکومت اس کے سپرد کر دی۔ لوگوں نے عزیز کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ معز تہہ خانہ میں چلا گیا ایک سال تک باہر نہیں آیا۔ مغاربہ کی نظر جس کسی بادل پر پڑتی تو ان کا گمان ہوتا یہ سمجھ کر کہ معز فاطمی اس بادل میں ہے گھوڑے سے اتر کر اسے سلام کرتا۔ ایسے لوگوں کے بارے میں قرآن مجید کی آیت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:

> اس نے اپنی قوم کو مغلوب کر دیا اور انہوں نے اس کی اطاعت کی (کیونکہ وہ پہلے سے ہی) شرارت کے مارے ہوئے تھے۔
>
> (سورۃ الزخرف آیت ۵۴)

ایک سال بعد معز تہہ خانہ سے باہر نکل آیا حسب سابق شاہی تخت پر بیٹھ کر چند دنوں تک فیصلے کرتا رہا لیکن تقدیر الٰہی نے اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اس کی زندگی پوری ہو گئی چنانچہ اسی سال اس کی وفات ہو گئی مصر میں حکومت کرنے سے پہلے اور اس کے بعد کل مدت حکومت تیئس سال پانچ ماہ دس دن ہے اس میں سے دو سال اور ۸ ماہ مصر اور باقی بلاد مغرب میں ہے۔ اس کی کل عمر ۴۵ سال ۶ ماہ کی ہوئی کیونکہ یہ افریقہ میں سن ۳۱۹ھ ۱۱ رمضان کو پیدا ہوا تھا اور اس کی وفات اسی سال مصر میں سن ۳۶۵ھ ربیع الثانی کو ہوئی۔

واقعات سن ۳۶۶ھ

اسی سال نوے سال سے زائد عمر میں رکن الدولہ حسن بن علی بن بویہ کی وفات ہوئی۔ اس کی مدت خلافت چالیس سال سے متجاوز تھی۔ اس نے وفات سے ایک سال پہلے اپنی حکومت اپنی اولاد میں تقسیم کر دی تھی جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

ایک بار ابن العمید نے اس کی دعوت کی جس دعوت میں رکن الدولہ اس کی اولاد اور اس کے وزراء شامل ہوئے۔ رکن الدولہ نے سب کی موجودگی میں بڑے لڑکے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور دیلمیوں کی عادت کے مطابق سب کو خلعت اور چادریں عطا کیں۔ سب کو آخر میں عطر لگایا یہ ایک جشن کا دن تھا اس دعوت کے بعد رکن الدولہ کچھ دن ہی زندہ رہا۔

رکن الدولہ بردبار، سخی، خوب مال خرچ کرنے والا اور علماء سے بہت محبت کرنے والا تھا اس میں نیک نیتی، حسن اخلاق کی بہت خوبیاں موجود تھیں حکومت چلانے کی بہترین صلاحیت تھی رعیت اور اقرباء پر بڑا مہربان تھا۔

اس کے لڑکے عضد الدولہ نے حکومت سنبھالنے کے بعد بختیار سے اس کی بری عادت اور سوء اخلاق کی وجہ سے عراق چھیننے کا ارادہ کیا چنانچہ

اہواز میں دونوں کے درمیان لڑائی ہوگئی عضد الدولہ نے اس کو شکست دے کر اس کے تمام اموال پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد اس نے بصرہ کی طرف لشکر روانہ کیا اس پر بھی قبضہ کرلیا اور وہاں پر دو قبیلے ربیعہ اور مضر کے درمیان صلح کرادی جس میں ایک سو بیس سال سے دشمنی چلی آرہی تھی وہ دونوں قبیلے اس کے ساتھ ہوگئے جس کی وجہ سے اس کی قوت میں اضافہ ہوگیا۔ بختیار رسوا ہوا پھر عضد الدولہ نے اپنے وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کرلیا کیوں کہ امور مملکت میں وہ اپنی من مانی کرتا تھا۔ عضد الدولہ نے اس کے تمام اموال پر قبضہ کرلیا اس کے پاس کچھ بھی نہیں چھوڑا۔

اسی طرح رکن الدولہ نے ان کے والد وزیر ابی الفتح کی گرفتاری کا حکم دیا اور اس کی جائداد ضبط کرنے کا حکم دیا۔ کیوں کہ یہ فسق و فجور میں حد سے گزر گیا تھا جس کی وجہ سے تقدیر نے اس کا ساتھ نہیں دیا اور بادشاہ کا غضب اس پر نازل ہوگیا۔ ہم رحمن کے غضب سے پناہ چاہتے ہیں۔

اسی سال وسط شوال میں خراسان بخاری وغیرہ کے حاکم الامیر منصور بن نوح السامانی کا انتقال ہوگیا اس کی مدت خلافت کل پندرہ سال تھی اس کے بعد اس کا لڑکا ابو القاسم نوح تیرہ سال کی عمر میں حاکم بنا جس کا لقب منصور رکھا گیا۔

اسی زمانہ میں المستنصر باللہ بن ناصر الدین اللہ عبد الرحمٰن الاموی کا انتقال ہوا۔ یہ اچھے بادشاہوں میں سے تھا۔ فقہ اختلافیات و تاریخ کا عالم تھا۔ علماء سے محبت رکھنے والا ان کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا اس وقت اس کی عمر تریسٹھ سال سات ماہ تھی۔ ان کی مدت خلافت پانچ سال پانچ ماہ تھی اس کے بعد ان کے لڑکے ہشام جن کا لقب المؤید باللہ تھا حاکم بنے۔ اس وقت ان کی عمر صرف دس سال تھی ان کے زمانہ میں لوگوں میں اختلافات ہوگئے تھے اور بہت زیادہ بے چینی ہوگئی تھی۔ اس دوران وہ جیل میں بھی گئے۔ رہا ہو کر دوبارہ خلیفہ بنے اس وقت ان کے کاموں کی نگہداشت ابو عامر محمد بن ابی العامر المعافری اور ان کے دو لڑکے مظفر اور ناصر نے کی۔ انہوں نے رعایا پر احسن انداز میں حکومت کی۔ عدل قائم کیا۔ دشمنوں سے لڑائیاں بھی لڑیں۔ تقریباً چھبیس سال تک یہی حالت رہی اس موقع پر ابن الاثیر نے ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

سال رواں ہی میں حلب کا بادشاہ ابی المعالی شریف بن سیف الدولہ بن حمدان کے پاس گیا کیوں کہ اپنے والد کے انتقال کے بعد یہ اس کا قائم مقام بن گیا تھا اس وقت اس کا غلام قرعویہ غالب آ گیا اور اس علاقہ پر اس نے قبضہ کرلیا حلب کے حاکم نے آکر اسے نکال دیا۔ وہ کچھ دنوں کے بعد دوبارہ آ گیا اور قریب ہی کی علاقہ میں اس نے قیام کیا اس وقت رومیوں نے حمص ویران کردیا تھا۔ اس نے اس کی تعمیر و ترقی کی کوشش کی اس کے بعد جب قرعویہ سے اس کے اختلافات ہوگئے تو حلب کے باشندوں نے ابو المعالی کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی چنانچہ یہ ان کے پاس چلا گیا اور اس نے چار ماہ تک حلب کا محاصرہ کرکے اسے فتح کرلیا لیکن قلعہ پر اس سے بہت پہلے بند ہو چکا تھا اس لئے اس تک نہیں پہنچ سکا اس کے بعد اس نے ابی المعالی کے ساتھ امان دینے اور حمص کے نائب حاکم بنانے پر صلح کرلی۔ بعد میں دمشق کی نیابت بھی اس کے سپرد کردی گئی [illegible] کے ظاہری علاقوں کی بھی نسبت ہوگئی جو [illegible] سے مشہور ہوئے۔

بنو سبکتگین کی حکومت کی ابتداء محمود غزنوی کے والد سبکتگین امیر ابو اسحاق بن البتگین غزنوی اور اس کے متعلقات کے لشکر کے سپہ سالار تھے۔ سبکتگین وہ نہیں ہے جو معز الدولہ کا دربان تھا کیوں کہ اس کی وفات تو گزشتہ سال ہی ہو چکی تھی جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اس سبکتگین کے آقا کی وفات کے بعد اس کی اولاد میں کوئی سمجھدار باصلاحیت امور مملکت چلانے والا شخص نہیں تھا اس لئے لشکر نے سبکتگین کی صلاحیت حسن سیرت کمال عقل حسن اخلاق سے متاثر ہو کر بالاتفاق اس کے ہاتھ پر بیعت کرلی۔ چنانچہ حکومت اس کے پاس رہی اور اس کے بعد اس کے لڑکے محمود بن سبکتگین نے حکومت کی۔

سبکتگین نے بلاد ہند میں بہت سی جنگیں لڑیں۔ ہند کے کئی قلعے فتح کئے۔ کافی مال غنیمت لوٹا ان کے بتوں اور مندروں کی چیزوں کو توڑا ایک بہت مشکل موقعوں پر ان کے ہاتھیوں سے بھی بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں۔

[illegible] راجہ جے پال ایک بہت بڑا لشکر لے کر اس کے مقابلہ میں آیا سبکتگین نے دوسری مرتبہ بڑی ذلت و رسوائی کے ساتھ ان کو [illegible] ملک کی طرف بھگا دیا۔

ابن الاثیر میں ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مرتبہ سبکتگین اور مہاراجہ جے پال کے درمیان باغورک کے پیچھے ایک تالاب کے پاس مقابلہ ہوا وہاں

کا عقیدہ تھا کہ جب تالاب میں گندگی گر جاتی ہے تو آسمان پر کالی گھٹا چھا جاتی ہے اس کے بعد بادل آ کر گرج کڑک کی آواز ہوتی ہے پھر بارش ہو جاتی ہے جو اس گندگی کو بہا کر لے جاتی ہے اس کے بعد وہ تالاب پاک ہو جاتا ہے۔ جنگ کے وقت بہار جو کا لشکر تالاب کے بالکل قریب تھا۔ سبکتگین نے تالاب میں نجاست ڈالنے کا حکم دیا چنانچہ وہی سلسلہ شروع ہو گیا۔ یعنی بارش وغیرہ کا جس کی وجہ سے وہ مجبور ہو کر بزدلی و بدعقلی کے ساتھ اپنے شہروں کو واپس لوٹ گئے اور بہار جو نے سبکتگین کے پاس صلح کا پیغام بھیجا سبکتگین نے اپنے لڑکے محمود کے مخالف ہونے کے باوجود ان سے چند شرائط پر صلح کر لی وہ شرائط یہ ہیں کہ کافی سارا سامان تم کو دینا ہوگا کئی شہر اپنے علاقے سے ہمارے سپرد کرنے ہوں گے۔ پچاس ہاتھی دینے ہوں گے ان چیزوں کی عدم ادائیگی تک اپنے بڑے سرداروں کو ہمارے پاس گروی رکھنا ہوگا۔

مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے...... یعقوب ابن الحسن الجنابی کی وفات اسی سال ہوئی یہ ہجر کے حاکم اور قرامطہ کے سردار تھے ان کے بعد ان کی قوم کے چھ آدمی حاکم بنے جو سادہ مشہور تھے ابو یعقوب کے بعد انہی کی طرز پر حکومت چلاتے رہے ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہوا۔

حسین بن احمد کے حالات[۱]...... یہ حسین بن احمد ابن ابی سعید الجنابی ابو محمد القرامطی ہیں۔ ابن عساکر کا قول ہے کہ ابو سعید کا نام حسین بن بہرام تھا یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کا نام احمد تھا بعض کا قول ہے کہ یہ دراصل احسائی تھے یہ ۳۵۷ھ میں شام پر غالب آ گئے تھے۔ ایک سال بعد وہاں سے احسا چلے گئے پھر ۳۶۰ھ میں دمشق آ گئے اور جعفر بن فلاح کے لشکر کو پسپا کر دیا۔ معز فاطمی کی جانب سے شام کا یہ نائب حاکم تھا جو جنگ میں مارا گیا اسے قتل کیا گیا۔ اس کے بعد یہ مصر چلا گیا۔ سنہ ۳۶۱ھ ربیع الاول میں مصر کا محاصرہ کر لیا مسلسل ایک ماہ تک محاصرہ جاری رہا دمشق پر ظالم بن موہوب کو نائب بنایا تھا پھر یہ احسا آ گیا۔ پھر رملہ چلا گیا اسی سال نوے سال سے زائد عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ انہوں نے ظاہراً عبدالکریم الطائع للہ العباسی کی اطاعت قبول کی ہوئی تھی۔

اب یہاں ان کے اشعار کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے جو انہوں نے ابن فلاح کے ساتھ اختلاف پیدا ہونے سے پہلے ان کو لکھ کر بھیجے تھے:

> خیالات حرام ترائی سے بری کرنے والی ہیں اور حول کو پرانے والے ہیں۔ حق الرحم کے لائق ہے اور تعریف کے لائق ہے۔ بڑائی ساکت ہے گھوڑا ایک پاؤں کھڑا کئے ہوئے ہے ساتھی سوالی ہے سایہ دار ہے اگر تم آ کر لو تو تمہاری تو قبول ہے اگر دیت کرو تو بہت ہی خفت ہے۔ مشکل میں دو دو بیڑ ہونے والا مدت ہونے کی حالت میں وہ سواروں کی پیٹھ پر سوار ہو کر ہمارے پاس آ گئی۔ میں ایک ایسا شخص ہوں کہ ذمہ دار بنا تو میری ضرورت ہے اور میری شان ہے میرے پاس خبری [illegible] نہیں ہے۔ شراب اور گھنٹی والی [illegible] جس کے ذریعے تیرے ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ آرام سے پیٹ بھر کر سوؤں [illegible] کی تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے پیٹ دبا ہوا ہے۔ ایک دن بھی دنیا نے مجھے کسی لذت پر آمادہ نہیں کیا دشمنوں کی کثرت نے مجھے ڈرا کر میں ڈالا ہے۔ اپنے گھوڑوں، بلند گھروں اور نیزوں کی وجہ سے عزت حاصل کرنے والے لیے اور بیچ شرم کے، شعرا اچھی طرح سے سن لو کہ عزت کا حصول یہی ذات گھوڑے پاؤں تلوار پر موقوف کی ہے۔ ہم سخت تنگی کے وقت شریر کو ختم کر دیتے ہیں ہم ہی اور اپنے [illegible] کے ذریعے [illegible] والے ہیں۔ [illegible] حاصل نہیں [illegible] شرافت تو پانی [illegible] سے ہے۔

اسی سال [illegible] خلیفہ الطائع نے عضد الدولہ کی لڑکی شاہ ناز کے ساتھ شب زفاف منائی۔

اسی زمانہ میں خلیفہ [illegible]

۱۔ شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible]

جبکہ یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ کس میں ہے؟ کہ مکہ پہنچنے کے بعد اس نے دس ہزار دینار قرض لے کر خانہ کعبہ کے مجاورین میں تقسیم کئے اور حرمین کے تمام مجاورین کو جوڑے دیئے اور آنے جانے والے راستے میں بہت مال خرچ کیا۔

اسی سال عراق سے الشریف ابو احمد بن حسین بن محمد الموسوی نے لوگوں کو حج کروایا اسی طرح ۳۸۰ھ تک متواتر یہی حج کراتے رہے اسی سال حرمین میں خطبہ میں معز علوی کے بجائے عزیز عبیدی کا نام لیا گیا۔

اسماعیل بن نجید کے حالات[1] ..... اسماعیل بن نجید ابو احمد بن یوسف ابو عمرو سلمی کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے جنید وغیرہ کی صحبت اختیار کی تھی اور حدیث روایت کی یہ ثقہ تھے۔ ان کے عمدہ کلام سے ہے کہ جس عمل کی درستی تمہاری ہدایت کا سبب نہ بنے تو ایسا عمل معیوب ہی ہے۔

ایک مرتبہ ان کے شیخ ابو عثمان کو کوئی نقد ضرورت پیش آگئی انھوں نے اپنے ساتھیوں سے اس کا تذکرہ کیا ابن نجید نے دو ہزار درہم تھیلی میں ڈال کر انہیں لا کر دیئے۔ انہوں نے لے کر تمام ساتھیوں کا شکریہ ادا کیا ساتھیوں کے درمیان سے ابن نجید نے کھڑے ہو کر شیخ ابو عثمان سے کہا کہ جو رقم میں نے آپ کو دی ہے یہ میں اپنی والدہ سے بغیر اجازت لایا ہوں اس لئے آپ مجھے واپس دے دیں تاکہ میں انہیں یہ واپس کروں یہ سنا تو ابو عثمان نے انہیں وہ رقم واپس دے دی رات کے وقت ابن نجید نے وہ رقم ابو عثمان کو دیتے ہوئے کہا کہ آپ اس سے اپنی ضرورت پوری کرلیں کسی کو پتہ نہیں چلے گا۔ ابو عثمان کہا کرتے تھے کہ مجھے ابن نجید کی ہمت پر بڑا رشک آتا ہے۔

حسن بن بویہ ..... حسن بن بویہ ابو علی رکن الدولہ کی وفات ۲۸ محرم ہفتہ کی شب ہوئی۔ بخار قولنج (آنتوں کی بیماری) کا مرض لگ گیا تھا ان کی مدت امارت چوالیس سال ایک ماہ نو یوم ہے وفات کے وقت ان کی عمر ستر سال کی تھی یہ بہادر شخص تھے۔

محمد بن اسحاق ..... محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن افلح بن رافع بن ابراہیم بن افلح بن عبد الرحمن بن رفاعہ بن رافع ابو الحسن انصاری الزرقی کی وفات اسی سال ۹۲ برس کی عمر میں ہوئی۔ یہ انصار کے نقیب تھے۔ ابو القاسم بغوی وغیرہ سے انہوں نے سماعت حدیث کی یہ ثقہ تھے انصار کی تاریخ اور ان کے مناقب سے خوب واقف تھے۔

محمد بن حسین ..... محمد بن حسن بن احمد بن اسماعیل ابو الحسن السراج کی وفات اسی سال ہوئی۔ انہوں نے یوسف بن یعقوب قاضی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا یہ بہت بڑے عابد تھے نماز پڑھتے پڑھتے اپاہج ہو گئے تھے روتے روتے اندھے ہو گئے اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

القاضی منذر البلوطی کی وفات بھی اسی سال ہوئی تھا اندلس کے قاضی القضاۃ تھے یہ امام، عالم، فصیح، خطیب، شاعر ادیب اور کئی بہت سی خوبیوں کے مالک تھے زہد و تقویٰ اور بھلائی ان میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ ان کی بہت سی تصانیف تھیں یہ ان کے معتقدات تھے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو جس جنت میں ٹھہرایا گیا اور جس سے نکالا گیا وہ جنت نہ تھی۔ یہ جنت تعالیٰ نے آخرت میں متقین کے لئے تیار کیا ہوا ہے یہ جنت زمین پر تھی لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔

جب ناصر لدین اللہ عبد الرحمن الاموی مدینۃ الزہراء اور اس کے محلات کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اس میں اس نے اپنے لئے ایک شاندار گنبد بھی تیار کروایا گیا تھا۔ جسے مختلف خوشبوؤں سے معطر کیا گیا تھا اور اس پر مختلف پردے لگائے گئے تھے اس کے ساتھ امراء اور ارکان حکومت بیٹھے ہوئے تھے۔ قاضی منذر بھی اس کے بغل میں بیٹھے تھے تمام لوگ گنبد کی خوبصورتی پر بادشاہ کی تعریف کرنے لگے لیکن قاضی صاحب بالکل خاموش تھے بادشاہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے خاموشی کی وجہ پوچھی؟ تو قاضی اتنا روئے کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی اور کہنے لگے کہ مجھے امید نہیں تھی کہ شیطان ملعون آپ پر اس حد تک حاوی ہو جائے گا کہ آپ رسوا ہو جائیں گے دنیا اور آخرت میں ہلاک ہو جائیں اور نہ اس بات کی امید تھی کہ اللہ نے آپ کو دوسرے لوگوں کے مقابلے میں جو مرتبہ و شرف بخشا ہے اس کے ہوتے ہوئے آپ کو کافروں کی جگہ پر بٹھا دے گا۔ جیسا

---

[1] [illegible]

کہ فرمان الٰہی ہے:

> کہ یہ بات (متوقع) نہ ہوتی کہ تمام آدمی ایک ہی طریقے کے ہو جائیں گے تو جو خدا کے ساتھ کفر کرتے ہیں ہم ان کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں بھی چاندی کی کر دیتے اور زینے بھی جن پر وہ چڑھا (اترا) کرتے ہیں اور ان کے گھروں کے کواڑ بھی اور تخت بھی جن پر تکیہ لگا کر بیٹھتے ہیں اور بہت سی چیزیں سونے کی بھی۔ (سورۃ الزخرف آیت ۳۳-۳۵)

یہ سن کر بادشاہ نے سر جھکایا اور کہا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے آپ جیسے لوگوں کو زیادہ کرے۔

ایک مرتبہ قحط کے موقع پر بادشاہ نے بذریعہ قاصد ان کے پاس نماز استسقاء پڑھنے کا پیغام بھیجا جب قاصد ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے قاصد سے پوچھا کہ بادشاہ کی حالت کیسی تھی؟ اس نے جواب دیا کہ بادشاہ پر اس وقت خشیت اور خوف خدا طاری تھا اور وہ دعا میں مشغول تھا یہ سن کر قاضی صاحب نے کہا کہ اب تم پر ضرور بارش ہوگی۔ کیونکہ جب زمین کے جبابرہ نرم ہو جاتے ہیں تو آسمان کا جبار بھی نرم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد خادم سے کہا کہ لوگوں میں اعلان کرو کہ نماز استسقاء کے لئے جمع ہو جائیں۔ قاضی منذر منبر پر چڑھے گئے لوگ ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کی باتیں سن رہے تھے کہ قاضی منذر نے سب سے پہلے یہ آیات تلاوت کی:

> تم پر سلامتی ہو تمہارے رب نے مہربانی فرمانا اپنے ذمہ مقرر کر لیا ہے کہ جو شخص تم میں کوئی برا کام کر بیٹھے جہالت سے پھر وہ اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح رکھے تو اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ وہ بڑے مغفرت کرنے والے ہیں بڑی رحمت والے ہیں۔
>
> (سورۃ الانعام آیت ۵۴)

یہ آیت بار بار تلاوت کرتے رہے حتیٰ کہ لوگوں پر گریہ وزاری طاری ہوگئی اور انہوں نے صدق دل سے توبہ کی۔ لوگ اسی طرح کرتے رہے حتیٰ کہ بارش ہوئی لوگ پانی میں گرتے پڑتے اپنے گھروں کو لوٹے۔

یہ ابو الحسین علی بن محمد بن المرزبان الفقیہ الشافعی ہیں۔ انہوں نے فقہ کی تعلیم ابو الحسین بن القطان سے حاصل کی پھر ان سے شیخ ابو حامد الاسفرائینی نے حاصل کی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ متقی پرہیزگار اور بڑے زاہد تھے۔ انہوں نے کسی پر ظلم نہیں کیا تھا انہیں اپنے مذہب پر بڑا عبور حاصل تھا بغداد میں ان کے درس و تدریس کا مشغلہ بھی تھا اسی سال رجب میں ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۶۷ ہجری

اسی سال عضد الدولہ بغداد آیا عز الدولہ بختیار خلیفہ کے ساتھ بغداد سے نکل گیا۔ عضد الدولہ نے اس کا تعاقب کیا حتیٰ کہ اسے خلیفہ سمیت گرفتار کر لیا بعد میں خلیفہ کی طرف سے معافی مانگنے پر اسے معاف کر کے چھوڑ دیا۔ بختیار کو قید کر کے چند دنوں بعد قتل کر دیا اس کی دولت پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بغداد پر عضد الدولہ کا قبضہ ہو گیا خلیفہ نے عضد الدولہ کو خلعت، کنگن اور ہار پہنائے۔ دو جھنڈے ایک سونے کا اور ایک چاندی کا عطا کئے۔ یہ جھنڈے ولی عہد کے علاوہ کسی کو نہیں ملتے مزید خلیفہ نے اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے عضد الدولہ نے بھی خلیفہ کے پاس سونا چاندی وغیرہ بہت بھیجے۔ بغداد اور اس کے اطراف پر مکمل طور پر قبضہ ہو گیا۔

اس سال بغداد میں شدید سیلاب آنے سے دجلہ کا پل ٹوٹ گیا اس کی وجہ سے وہاں ایک مخلوق ہلاک ہوگئی۔

اس موقع پر لوگوں نے عضد الدولہ سے کہا کہ زلزلے اور آگ لگنے کا سلسلہ رافضیوں اور اہل سنت کے درمیان لڑائی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اس سبب سے بغداد کے باشندوں کی تعداد بہت کم ہوگئی ہے۔ عضد الدولہ نے جواب دیا کہ یہ قصہ گوئی اور وعظ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے اس لئے اس نے اعلان کیا کہ آئندہ بغداد میں قصہ گوئی اور وعظ پر سخت پابندی ہے۔ صرف قرآن پاک کی تلاوت کی اجازت ہے۔ اس پر اگر کوئی کچھ دے تو اسے قبول کر لو۔

اس کے بعد اسے اطلاع ملی کہ مخالفین میں سے ابو الحسین ابن سمعون نے اب تک ملاقات نہیں کی حالانکہ عضد الدولہ نے اسے اپنے پاس حاضر ہونے کا حکم دیا۔ عضد الدولہ خود سب سے تنہا ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا تا کہ ابن سمعون سب کے سامنے خلیفہ کی شان کے خلاف باتیں نہ کرے۔ ابن سمعون کو بادشاہ کے دربار میں زمین کو بوسہ دینے اور نرم گفتگو کرنے کی تاکید کی گئی۔ جب ابن سمعون دربار میں پہنچا تو عضد الدولہ کو تنہا بیٹھا ہوا پایا۔ دربان اجازت لینے کے لئے گیا تو اسکے پیچھے ابن سمعون خود دربار میں داخل ہو گیا سب سے پہلے ابن سمعون نے قرآن کی ایک آیت تلاوت کی جس کا ترجمہ یہ ہے:

> اور تمہارے رب کی پکڑ ایسی ہوا کرتی ہے جیسا کہ وہ بستیوں کو پکڑتا ہے جب کہ وہاں کے لوگ ظلم کرنے والے ہوں۔
>
> (سورۃ ھود: آیت ۱۰۲)

پھر اپنا چہرہ عضد الدولہ کی طرف کر کے ایک اور آیت تلاوت کی:

> پھر ہم نے تمہیں ان کے بعد زمین پر اپنا خلیفہ بنایا تاکہ ہم یہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔ [سورۃ یونس: آیت ۱۴]

اس کے بعد بادشاہ کو وعظ و نصیحت کرنا شروع کی جسے سن کر عضد الدولہ بہت رویا اور ابن سمعون کو دعائیں دیں۔

جب ابن سمعون دربار سے نکلا تو عضد الدولہ نے دربان سے کہا کہ انہیں تین ہزار درہم اور دس جوڑے دے دو اگر قبول کر لیں تو ان کا سر اسی وقت قلم کر کے لے آنا۔ چنانچہ دربان نے وہ چیزیں ان کی خدمت میں پیش کر کے کہا کہ یہ بادشاہ کی طرف سے ہدیہ ہیں۔ ابن سمعون نے جواب دیا کہ مجھے ان چیزوں کی مطلقاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرے کپڑے میرے والد کے زمانے کے چالیس سال سے میرے پاس ہیں۔ جب میں لوگوں کے پاس جاتا ہوں تو انہیں پہن کر جاتا ہوں۔ واپس آ کر اتار کر تہہ کر کے رکھ دیتا ہوں۔ میرے والد کا ایک مکان میراث میں مجھے ملا ہے۔ اس کی آمدنی سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہوں لہذا جو کچھ بادشاہ نے دیا ہے میں اس سے مستغنی ہوں دربان نے کہا کیا میں آپ کے فقیر رشتہ داروں میں اس رقم کو تقسیم کر دوں؟ ابن سمعون نے جواب دیا کہ میرے رشتہ داروں سے بادشاہ کے رشتہ دار زیادہ ضرورت مند ہیں۔ دربان مشورہ کے لئے بادشاہ کے پاس آیا اس نے کچھ دیر سوچنے کے بعد کہا تمام تعریفیں اس پاک ذات کے لئے ہیں جس نے ہماری تلوار سے اس کی حفاظت کی۔ اس کی زبان سے ہماری حفاظت کی۔

اس کے بعد عضد الدولہ نے عز الدولہ کے وزیر ابن بقیہ کو گرفتار کر کے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر ہاتھی کے سامنے ڈلوا دیا۔ جس نے پاؤں سے کچل کر اس کو ہلاک کر دیا پھر شہر میں پل کے اوپر سے سولی پر لٹکا دیا گیا ابو الحسن انباری نے چند شعروں میں اس کا مرثیہ کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

> تم زندگی میں بھی موت کے بعد بھی بلند ہو تم بلاشبہ ایک معجزہ ہو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ لوگ دادو دہش کے دنوں میں آپ کے انعام کی امیدواری کر کے آپ کو آوازیں دے رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دے رہے ہیں اور لوگ نماز کے لئے کھڑے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کے ہاتھ پھیلانے کی طرح لکڑی پر آپ نے ہاتھ پھیلا رکھے ہیں یہ بہت طویل قصہ ہے۔

ابن اثیر نے کامل میں اس کے بہت سے اشعار ذکر کئے ہیں۔

عز الدین بختیار کا قتل: .... جب عضد الدولہ نے بغداد میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا تو بختیار بغداد سے روانہ ہو کر شام پر قبضہ کرنے کے ارادے سے نکلا۔ عضد الدولہ نے شام کے حاکم ابن تغلب کے ساتھ اپنے تعلقات کی وجہ سے عز الدولہ کو شام پر قبضہ کرنے سے سختی سے منع کیا۔ بغداد سے نکلتے وقت حمدان بن ناصر الدولہ ابن حمدان بھی عز الدولہ کے ساتھ تھا جس نے بلاد موصل کے شام کے قریب ہونے اور وہاں کی بستیوں سے مالا مال ہونے کی وجہ سے عز الدولہ کو ابی تغلب سے بلاد موصل چھیننے کا مشورہ دیا عز الدولہ ابن تغلب کے اقتدار سے ڈرتا تھا۔

جب ابی تغلب کو اس منصوبے کا پتہ چلا تو اس نے عز الدولہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھتیجے ناصر الدولہ کو میرے پاس بھیج دو تو میں تمہیں اپنے لشکر کے ذریعے تمہاری مدد کروں گا جو عضد الدولہ سے جنگ کر کے بغداد پر تمہارے لئے قبضہ کا سبب بنے گی۔ چنانچہ عز الدولہ نے ناصر

اسد الدولہ کو پکڑ کے اس کے بھائی ابو تغلب کے پاس بھیج دیا اس نے اس کو کسی قلعہ میں بند کر دیا۔ عضد الدولہ کو اطلاع ملی کہ ابو تغلب اور عز الدولہ نے تم سے جنگ کرنے کی تیاریاں کر لی ہیں۔ چنانچہ وہ ایک لشکر لے کر ان کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ خلیفہ کو بھی ساتھ لے جانا چاہا لیکن خلیفہ کی اجازت نہ تھی پھر اسے اجازت دے دی۔ عضد الدولہ نے وہاں پہنچ کر دونوں سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دے دی عز الدولہ کو پکڑ کر اسے بھی قتل کر دیا۔ موصل اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا کافی مال غنیمت حاصل کیا۔ ابو تغلب کو دوسرے شہروں میں بھگا کر اس کے پیچھے ایک لشکر روانہ کر دیا۔ سن ۳۶۸ھ کے آغاز تک خود موصل میں رہا۔ پھر دیار بکر اور دیار مضر سے میافارقین و آمد وغیرہ فتح کر لئے۔ ابو تغلب کے ہاتھ سے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ رحبہ بھی ان سے چھین لیا۔ اس کا بقیہ حصہ سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو دے دیا۔ پھر سعد الدولہ کو بھی پکڑ لیا۔ موصل سے واپسی پر ابو الوفاء کو اس پر اپنا نائب بنا دیا خود بغداد واپس آ گیا۔ خلیفہ نے لوگوں کے ساتھ بڑی گرمجوشی سے نکل کر عضد الدولہ کا استقبال کیا۔ یہ ایک تاریخی دن تھا۔

عزیز بن معز فاطمی اور دمشق کے حاکم معز الدولہ کے غلام افتکین کے درمیان جنگ کا ذکر بھی اسی سال کے واقعات میں سے ہے۔ عزیز نے افتکین کو شکست دے کر قید کر لیا پھر اس کی تعظیم و تکریم کے ساتھ اسے دیار مصر لے گیا عزیز نے دمشق اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا اس کی تفصیل سن ۳۶۲ھ کے واقعات میں گزر چکی ہے۔

اسی سال قاضی عبد الجبار بن احمد معتزلی کو رے میں مؤید الدولہ کے ماتحت علاقوں کا قاضی بنا دیا گیا ان کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے دلائل النبوۃ اور العمد وغیرہ بھی ہیں۔

اسی سال مصر کے نائب یوسف بن بلکین امیر افریقیہ بن زیری نے لوگوں کو جمع کرایا کہ کچھ کے بعد ۱۱ آدمی جمع ہو کر ان کے پاس آئے، کہنے لگے کہ آپ جتنے دنوں کے بدلے ہماری ضمانت اٹھا لیں ہمیں قبول ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے کسی وقت جمع ہو کر میرے پاس آ جانا چنانچہ کچھ سے زائد جمع ہو کر ان کے پاس آ گئے انہوں نے پوچھا کوئی باقی تو نہیں؟ انہوں نے کہا ہم تمام آ گئے۔ اسی وقت زیری نے سب کو گرفتار کر کے ہاتھ کاٹنے کا حکم دے دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس سال افریقہ میں خطبہ میں عباسیوں کے بجائے فاطمیین کا ذکر کیا گیا۔

خواص کی وفات

بختیار بن بویہ الدیلمی …… باپ معز الدولہ کی وفات کے بعد بیس سال کی عمر میں بادشاہ بنے یہ طاقتور مضبوط جسم کے مالک اور تیز حملہ کرنے والے تھے یہ ایسا انسان تھا جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اکیلے ہی بیل کو اٹھا لیا کرتے تھے۔ صحراؤں میں سانپوں کا تعاقب کرتے پھرتے تھے۔ کھیل کود کے بہت زیادہ عادی تھے۔

اہواز کے شہروں میں ان کا چچا کے لڑکے سے مقابلہ ہوا اس نے انہیں شکست دے کر ان کے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ ان میں بختیار کا ایک معشوق بھی تھا جس کی جدائی بختیار کے لئے ناقابل برداشت تھی جس نے بڑی عاجزی کے ساتھ عضد الدولہ کو اس کے لوٹانے کی درخواست کی۔ اس کے پاس تحفے تحائف بھیجے اور دو خوبصورت انمول باندیاں بھیجیں۔ عضد الدولہ نے ان کا معشوق انہیں واپس کر دیا۔ جس کی وجہ سے بختیار لوگوں کی نظر میں گر گئے۔ لوگوں نے اسے برا بھلا کہا۔ لیکن بختیار کہا کرتا تھا کہ سارے عراق کا چھن جانا میرے لئے اس معشوق کی جدائی سے آسان ہے۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا جیسا کہ گزر چکا ہے۔ یہ کل چھتیس سال زندہ رہا ان میں سے گیارہ سال ایک حاکم رہا۔ اس کے زمانہ میں رافضیوں کی قوت میں اضافہ ہوا اس کے زمانہ میں بہت سے فتنوں نے جنم لیا جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے۔

محمد بن عبد الرحمن کے حالات (۱) …… یہ محمد بن عبد الرحمن ابو بکر القاضی ہیں جو ابن قریعہ سے مشہور تھے یہ سندیہ کے قاضی تھے

---

(۱) تاریخ بغداد ۲/۳۱۷، ۳۱۸۔ شذرات الذہب ۳/۶۹، ۷۰

گفتگو بڑی فصیح کرتے تھے۔ ان کا کلام بڑا پر لطف مسجع ہوتا تھا۔ شاہانہ زندگی کے مالک تھے۔ ان کے اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

چغل خور کا میرے پاس علاج ہو سکتا ہے لیکن جھوٹے کا کوئی علاج نہیں۔ بات بنا کر کہنے والے شخص کا میرے پاس تو علاج ہے۔

جب یہ کسی ساقی کے پاس جاتے اس سے کہتے اگر میں آگے بڑھ جاؤں تو میں دربان ہوں اگر پیچھے رہ جاؤں تو ملازم ہوں۔ اسی سال جمادی الثانی بروز ہفتہ ان کی وفات ہوئی۔

واقعات ۳۶۸ھ

اسی سال شعبان میں خلیفہ طائع للہ نے بغداد میں منبروں پر اپنے نام کے ساتھ عضد الدولہ کے نام لینے کا حکم دیا۔ فجر کے وقت مغرب، عشاء کے دوران اس کے دروازہ پر ڈھول بجانے کا حکم دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ بنی بویہ میں ان کے علاوہ کسی دوسرے خلیفہ نے اس قسم کا حکم نہیں دیا۔ ایک بار معز الدولہ نے خلیفہ سے دروازہ پر ڈھول بجانے کی اجازت مانگی تھی خلیفہ نے اجازت نہیں دی تھی۔

اسی سال عضد الدولہ نے موصل میں قیام کے دوران ابی تغلب کے کافی شہر آمد، میافارقین وغیرہ فتح کیے۔ ذیقعدہ میں بغداد کی طرف اس کی واپسی ہوئی۔ خلیفہ نے شہر سے باہر لوگوں کے ساتھ اس کا استقبال کیا۔

قسام الترّاب کا دمشق کا بادشاہ بننا[1]: افتکین کے دیار مصر جانے کے بعد دمشق میں قسام الترّاب نامی شخص کا ظہور ہوا افتکین کا اس کے پاس آنا جانا تھا۔ وہاں سے واپس ہو کر باتیں کرتا تھا۔ دمشق پر اس کا غلبہ ہو گیا۔ دمشق کے باشندوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ مصر سے دمشق کے لشکروں نے آ کر اس کا محاصرہ کیا لیکن وہ بھی دمشق میں داخل نہ ہو سکا۔ ہمدانی کے ساتھ طبریہ چلا گیا وہاں پر بنی عقیل اور ابو تغلب کے درمیان شدید لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ ابو تغلب قتل کر دیا گیا۔ اس وقت اس کے ساتھ اس کی بہن اور اس کی بیوی سیف الدولہ کی لڑکی جمیلہ بھی تھی۔ ان دونوں کو ابو سعد الدولہ بن سیف الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس نے بہن کو اپنے پاس ٹھہرا لیا جمیلہ کو بغداد بھیج دیا۔ جہاں اسے ایک گھر میں بند کر کے اس کا بہت سا مال چھین لیا۔

یہ قسام الترّاب یمن کے قبیلہ بنی حارث سے تھے۔ انہوں نے چند سال شام میں دوسروں کی خرابیوں کی اصلاح کی۔ جامع مسجد کے قریب ان کی مجلس ہوا کرتی تھی۔ وہ حاضرین کو وعظ کرتے جس سے متاثر ہو کر حاضرین ان کی باتوں پر عمل کیا کرتے تھے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ اصل میں ان کا تعلق تلفیتا بستی سے ہے اس میں مٹی ہوا کرتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ عام لوگ انہیں ترابی کہتے تھے حالانکہ وہ جسم کے بجائے قسام ہے اور ان (گوڈے) کے بجائے تراب (مٹی) ہے۔ ممکن ہے کہ بستی کے قریب تلفیتا بستی تھی جہاں ان کی مٹی ہوتی تھی۔ ان کا ظہور اس طرح ہوا تھا کہ یہ دمشق کے ایک نوجوان احمد بن مسطان کی طرف منسوب تھا بعد میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا رفتہ رفتہ معاملہ سمیت سرداران امراء پر غالب آ گیا۔۔۔ یہاں تک کہ ۳۷۶ھ محرم الحرام بروز جمعرات مصر سے یلتکین ترکی نے آ کر اس جماعت پر قبضہ کر لیا تو قسام الترّاب ایک مدت تک روپوش رہنے کے بعد ظاہر ہوا اسے گرفتار کر کے دیار مصر کی طرف بھیج دیا گیا۔ ایک عرصے کے بعد رہا ہو گیا اور عزت طریقے سے وہیں اقامت اختیار کر لی۔

---

[1] [illegible] المنتظم [illegible] العبر [illegible]

خواص کی وفات

العقیقی ...... دمشق کے قریب باب البرید میں ایک حمام خانہ اور ایک گھر ان کی طرف منسوب ہے ان کا نام احمد بن حسن العقیقی ابن مصطفیٰ بن عبداللہ بن حسین الاصغر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب الشریف ابوالقاسم الحسینی العقیقی ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے کہ عقیقی دمشق کے شریف بزرگ لوگوں میں سے تھے، باب البرید کا ایک گھر اور ایک دکان انہی کی طرف منسوب ہے۔ اسی سال جمادی الاولیٰ بروز منگل ان کی وفات ہوئی اور دوسرے روز ان کی تدفین ہوئی۔ ان کی وفات پر پورا شہر بند رہا، دمشق کے نائب و گورنر نے اپنے ساتھیوں سمیت ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی، باب الصغیر کے پاس دفن کئے گئے۔ صاحب کتاب کا قول ہے کہ ان کا گھر الملک الظاہر بیبرس نے خرید کر اس میں دارالقرآن اور دارالحدیث اور قبرستان بنا لیا۔ یہ سن ۶۷۰ کی ابتداء میں ہوا جیسا کہ عنقریب آ جائے گا۔

احمد بن جعفر ...... ان کا نام احمد بن جعفر ابن مالک بن شبیب بن عبداللہ ابوبکر بن مالک القطیعی ہے بغداد کے قطیعہ نامی محلے سے ان کا تعلق تھا۔ مسند احمد میں آپ کے لڑکے عبداللہ سے روایتیں لی ہیں، اس کے علاوہ مصنفات احمد میں بھی ان سے روایتیں لی ہیں، ان کے علاوہ کچھ مشائخ سے بھی روایتیں لی ہیں۔ یہ ثقہ تھے، مستند احادیث انہیں یاد تھیں، ان سے دارقطنی، ابن شاہین، البرقانی، ابونعیم، حاکم نے روایتیں لی ہیں۔

ایک مرتبہ قطیعہ الدقیق سیلاب کی وجہ سے غرق ہو گیا، اس میں ان کی کتابیں بھی غرق ہو گئیں، اس کے بعد دوسرے نسخوں سے انہوں نے نسخہ تیار کیا، جس کی روایات پر لوگوں نے اعتراضات کئے لیکن یہ معاملہ ان کے درجۂ صحت کا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ آخری عمر میں ان کے حافظہ میں تغیر آ گیا جس کی وجہ سے اپنی غلطیوں کی شناخت نہیں کر سکتے تھے۔ ان کی عمر نوے سال سے تجاوز کر چکی تھی۔

تمیم بن معز فاطمی ...... تمیم بن معز فاطمی کی وفات اسی سال ہوئی، ان کی کنیت ہے، یہ اپنے والد اور بھائی کے دور حکومت میں حکمران والا نسل سے تھے، ایک دفعہ انہیں عجیب واقعہ پیش آیا، یہ بغداد گئے ہوئے تھے ان کے لئے گانے والیوں کی خوشی میں ہزاروں درہم کے عوض ایک باندی خریدی گئی۔ جب باندی ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے اپنے ساتھیوں کی دعوت کی، اس کے بعد باندی کو گانے کا حکم دیا اس نے چند اشعار پڑھے، اس وقت خواص میں ان کا نتیجہ کچھ یوں ہے، شعروں کا ترجمہ:

> اس پر عشق مکمل ہونے کے بعد ایک ایسی بجلی کوندی جس کی چمک یہاں سے ظاہر ہوئی ہے اسے چمکتے دیکھنے کا خیال آیا۔
> لیکن اس کی طرف دیکھنے کے لئے ممکن نہ ہوا، اس کی خواہشات نے تڑپا دیا اور بھی مشکل کر دیا اس کی بجلیوں کے بادل
> رہنے تک آگ برابر روتی رہی اور پانی اس وقت تک رہا جب تک کہ اس کے بوجھ لے جاتے رہے۔

اس کے علاوہ چند اور بھی اشعار گائے، اشعار سن کر تمیم پر وجد طاری ہو گیا، پھر باندی سے کہا کہ تم جو چاہو مجھ سے سوال کرو، باندی نے کہا آپ کی عافیت کا سوال کرتی ہوں۔ تمیم نے کہا اس کے علاوہ بھی؟ باندی نے کہا: آپ مجھے بغداد جانے کی اجازت دیں تاکہ وہاں کے لوگوں کو بھی اشعار سناؤں، یہ سوچنے لگے لیکن اس کے علاوہ چارہ کار بھی نہ تھا، اس لئے ایک ساتھی سے کہا کہ اس باندی کو حج میں بغداد لے جاؤ، اس باندی کو لے کر چلے گئے، رات کے وقت اس باندی کا کوئی پتہ نہ چلا کہ کہاں سے آئی کہاں گئی، تمیم کو جب اس کا پتہ چلا تو اسے بہت تکلیف ہوئی اور بہت رنج ہوا لیکن اب پچھتانا لاحاصل تھا۔

ابو سعید السیرافی کے حالات[1] ...... یہ ابو سعید الحسن بن عبداللہ بن المرزبان القاضی السیرافی النحوی ہیں، یہ بغداد میں رہے اور بہت میں مفتی بنے، انہوں نے سیبویہ اور جرمی کی نحو کی شرح کی، ابوبکر بن درید وغیرہ سے انہوں نے احادیث روایت کی ہیں، ان کا والد بت پرست تھا۔

---

[1] تاریخ بغداد ۷/ ۳۴۱، ۳۴۲، شذرات الذہب ۳/ ۶۵، ۶۶

لغت، نحو، قراءت، فرائض، حساب وغیرہ میں ماہر تھے۔ کسی سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے۔ یہ دس درہم کے بدلے ورق لکھتے تھے اس سے اپنے گھر کا خرچ چلاتے تھے۔ علم وفن کے ایک بہت بڑے عالم تھے۔

فقہ میں اہل عراق کی طرف اپنی نسبت کرتے تھے انہوں نے قرآن پاک کی تعلیم ابن مجاہد سے، لغت کی تعلیم ابن درید سے، نحو کی تعلیم ابن سراج اور ابن مبرمان سے حاصل کی۔ بعض نے اعتزال کی طرف انہیں منسوب کیا ہے لیکن دوسروں نے اس کا انکار کیا۔ اسی سال ماہ رجب میں چوراسی برس کی عمر میں ان کی وفات ہوئی خیزران کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن ابراہیم کے حالات[1] یہ عبداللہ بن ابراہیم بن ابی الاسد ابو القاسم الجرجانی ہیں جو آبندونی سے مشہور ہیں طلب حدیث کے لئے انہوں نے دور دراز کے سفر کئے۔ کئی سفر میں ابن عدی کے ساتھ بھی گئے ہیں۔ علم حدیث سے فراغت کے بعد بغداد میں قیام پذیر ہو گئے۔ یعنی حسن بن سفیان اور ابن قتیبہ وغیرہ سے احادیث بیان کی ہیں ثقہ تھے ان کی عمدہ تصانیف ہیں۔ دنیا سے کنارہ کش تھے۔ برقانی نے ان سے احادیث روایت کر کے ان کی تعریف کی ہے۔

ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ان گھر والوں کا کھانا شوربا اور سبزی میں ملا ہوا ہوتا یہی وجہ تھی ان کی کفایت شعاری اور تقویٰ کے واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ چورانوے سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔

عبداللہ بن محمد بن ورقاء الامیر ابو احمد الشیبانی کی وفات بھی اسی سال ہوئی یہ بہت سے مکارم اور بڑی شان و شوکت والے شخص تھے سال ان کی عمر تھی ابن الاعرابی سے روایت ہے کہ انہوں نے عورتوں کی صفت میں اشعار کہے ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

> عورتیں ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہیں تم ان کو سیدھا نہیں کر سکتے خوب سمجھ لو ٹیڑھی پسلی کو سیدھا کرنا درحقیقت اسے توڑنا ہے۔ انہوں نے اپنے اندر کمزوری اور ان پر بالادستی دونوں چیزیں جمع کی ہوئی ہیں۔ ان کے اندر ان دونوں چیزوں کا جمع ہونا تعجب خیز نہیں۔

ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ یہ بات ابو احمد نے صحیح حدیث سے اخذ کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا کی گئی ہے جو پسلیوں میں سب سے زیادہ ٹیڑھی اوپر والی پسلی ہے اگر تم اسے سیدھا کرنے کی کوشش کرو گے تو اسے توڑ دو گے اس لئے اس کے ٹیڑھے پن کی صورت میں ہی اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

محمد بن عیسیٰ کے حالات[2]...... یہ محمد بن عیسیٰ ابو احمد الجلودی ہیں، انہوں نے صحیح مسلم ابراہیم بن محمد بن سفیان الفقیہ کے واسطے سے مسلم بن حجاج سے روایت کی ہے۔ یہ زاہدوں میں سے تھے، کتابت کر کے اپنی کمائی سے گزر بسر کرتے تھے ۸۰ سال انہوں نے عمر پائی۔

واقعات ۳۶۹ھ

اسی سال ماہ محرم میں بلاد بطیحہ کے حکمران عمران بن شاہین کی وفات ہوئی وہاں کے امراء، خلفاء اور حکام کو شکست دے کر چالیس سال تک بلاد بطیحہ پر انہوں نے حکومت کی۔ عضد الدولہ نے متعدد بار ان پر لشکر کشی کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ اسی سال بستر پر بلا سبب کے اچانک ان کی وفات ہو گئی۔ لیکن گرفتار نہیں ہو سکے۔

ان کے بعد ان کا لڑکا حسن حاکم بنا عضد الدولہ نے ملک چھیننے کے ارادے سے ایک بہت بڑا لشکر اس کے مقابلے میں بھیجا۔ حسن بن عمران بن شاہین نے اسے شکست دی۔ ایک موقع ایسا بھی آیا اگر وہ سب کو ختم کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا لیکن عضد الدولہ نے سالانہ کچھ رقم دینے پر اس سے صلح کر

---

[1] تاریخ بغداد ۹/۴۰۶ [2] شذرات الذہب ۳/۶۸، العبر ۲/۳۴۸

لی۔ یہ واقعہ بڑا عجیب تر ہے۔

اسی زمانہ میں ماہ صفر میں چند سالوں تک حاجیوں کے امیر بننے والے الشریف ابی احمد الحسین بن موسیٰ نقیب الطالبیین کو ملازمت فارغ کرتے کے بعد قلعہ میں گرفتار کر لیا گیا۔ ان پر عضد الدولہ کے ان کے پاس تحقیق باور رکھنے کا بھی الزام تھا مزید ان کے گھر سے ایک تحریر برآمد ہوئی جس میں رازدارانہ باتیں تھیں۔ تحریر کے بارے میں تو انہوں نے اپنی تحریر ہونے سے صاف انکار کر دیا اور بات کا اقرار کر لیا جو ان سے معافی سے لیا گیا۔ نقابت سے معزول کر کے کسی دوسرے کو ان کی جگہ مقرر کر دیا گیا اصل میں یہ مظلوم تھے جھوٹے الزامات ان پر لگائے گئے تھے۔

حال ہی میں عضد الدولہ نے قاضی القضاۃ ابو محمد بن معروف کو عہدہ سے معزول کر کے ان کی جگہ دوسرے کو متعین کر دیا۔ اسی سال ماہ شعبان میں عزیز مصر سے بہت سے خطوط عضد الدولہ کے پاس لے کر آیا۔ عضد الدولہ نے قیمتی اور احسن انداز سے اس کا جواب دیا۔ اسی زمانہ میں عضد الدولہ نے خلیفہ سے از سر نو خلعت و جواہرات حاصل کئے۔ اختیارات میں اضافہ کا مطالبہ کیا چنانچہ خلیفہ نے مختلف قسم کی اتنی خلعتیں پہنائیں کہ ان کی موجودگی میں خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دینا بھی مشکل ہو گیا۔ اپنے دروازہ کے علاوہ مشرق سے مغرب تک مسلمانوں کے مصالح سے متعلق تمام امور کا اسے مالک بنا دیا۔ خلیفہ نے یہ کام تمام لوگوں کی موجودگی میں کیا اس لئے یہ ایک تاریخی دن بن گیا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں خلیفہ نے عضد الدولہ کو بنی شیبان کے کچھ بدوؤں کی طرف بھیجا عضد الدولہ نے ان پر حملہ کر کے انہیں تتر بتر کر دیا۔ اس وقت ان کا امیر ضبہ بن محمد الاسدی تھا۔ تیس سال سے عین التمر قلعہ میں بند تھا عضد الدولہ نے ان کے گھر بار اور اموال پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال انہیں ذی قعدہ بروز بدھ خلیفہ الطائع للہ نے امراء کی موجودگی میں عضد الدولہ کی بڑی صاحبزادی سے ایک لاکھ دینار مہر کے عوض عقد نکاح کیا عضد الدولہ نے شیخ ابو علی حسین بن محمد الفارسی النحوی کو نکاح کا وکیل بنایا۔ قاضی ابو علی حسن بن علی التنوخی نے نکاح کا خطبہ پڑھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال عضد الدولہ نے بغداد کی خانقاہوں اور بازاروں کی تعمیر کی مرمت کرائی مساجد اور اہم جگہوں کو از سر نو بنوایا۔ فقہاء محدثین اطباء اور نحویوں کی تنخواہیں مقرر کیں مسافروں اور بیماروں کے لئے شفاخانے بنوائے سڑکوں اور پلوں کی تعمیر کر کے ان میں گھر بنانے کا حکم دیا نہروں کی اصلاح کی سپاہیوں پر ٹیکس اور چونگی معاف کر دی بغداد سے مکہ تک کا راستہ درست کیا۔ اہل حرم کے پاس صدقہ بھیجا اپنے نصرانی وزیر نصر بن ہارون کو گرجا اور معبد بنانے کی اجازت دی اور ان کے فقراء کی امداد کی۔

اسی سال ہی میں حسنویہ بن حسین کردی کی وفات ہوئی انہوں نے بلاد دینور ہمدان اور نہاوند پر پچاس سال سے قبضہ کر رکھا تھا یہ نیک سیرت مدبر اور صدقہ خیرات کرنے والے تھے ان کی وفات کے بعد اولاد میں اختلاف کے سبب ان کی قوت منتشر ہو گئی۔ عضد الدولہ نے ان میں سے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا ان علاقوں میں بھی اس کا اثر و رسوخ پھیل گیا۔

اسی سال عضد الدولہ ایک بہت بڑے لشکر کو لے کر اپنے بھائی فخر الدولہ کے شہروں کی طرف روانہ ہوا کیونکہ اس کے بھائی نے اس سے تعلق ختم کر کے مکمل طور پر اس سے اتفاق کر لیا تھا۔ چنانچہ اس نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے شہروں کے علاوہ ہمدان اور ان کے درمیان تمام شہروں پر قبضہ کر کے دوسرے بھائی مؤید الدولہ کو اپنا نائب بنا کر اس کے حوالے کر دیا اس کے بعد عضد الدولہ نے حسنویہ کردی کے شہروں کا رخ کیا۔ ان پر قبضہ کر کے بے شمار اموال و جواہرات بھی چھین لیں۔ اس کی اولاد میں سے کچھ کو قید خانہ میں ڈال دیا۔ کچھ کو اپنا نائب بنا لیا اس کے بعد اس نے کردستان اور جبل کی طرف بھی لشکر روانہ کیا لشکر نے ان کے کچھ شہروں پر قبضہ کر لیا ان کے علاقوں میں عضد الدولہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اس کا اثر و رسوخ پھیل گیا۔

عضد الدولہ کو اس سفر کے دوران دوسری مرتبہ مرگی کی شکایت ہو گئی اس سے قبل موصل میں بھی اسی مرض نے عضد الدولہ پر حملہ کیا تھا اس نے اپنی بیماری لوگوں سے پوشیدہ رکھی تھی لیکن تیسری مرتبہ اس نے پھر اس پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ایک بات یاد کرنے کے لئے بہت سوچنا پڑتا تھا۔ حقیقت میں یہ دنیا تکلیف کے بغیر راحت نہیں پہنچاتی اس کے کلام میں متنبی شاعر کا ترجمہ یوں ہے

اس دنیا میں انسان کو راحت سے زیادہ تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

مشہورین میں سے اسی سال وفات پانے والے

احمد بن زکریا ابوالحسین اللغوی ...... لغت وغیرہ میں کتاب المجمل کے مصنف احمد بن زکریا ابوالحسین اللغوی کی وفات اسی سال ہوئی۔ وفات سے پہلے دو دن انہوں نے دو شعر پڑھے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

> اے میرے رب میرے تمام گناہوں سے تو واقف ہے میری ظاہری و باطنی کی تمام باتوں سے آپ واقف ہیں۔ میں آپ کی
> توحید کا اقرار کرنے والا ہوں ساتھ ساتھ اپنے گناہوں کا بھی معترف ہوں۔ توحید کے اقرار اور گناہوں کے اعتراف کی وجہ
> سے میری بخشش فرما دے۔

یہ اشعار ابن الاثیر نے نقل کئے ہیں۔

احمد بن عطاء بن احمد ...... ابو عبداللہ الروذباری کی وفات اسی سال ہوئی یہ ابو علی الروذباری کے بھانجے تھے۔ حدیث کی سند حاصل کی۔ مذہب صوفیہ کے مطابق گفتگو فرماتے تھے۔ بغداد سے نقل مکانی کر کے صور آ گئے تھے۔ صور ہی میں اسی سال وفات پائی۔

انہوں نے خواب دیکھا کہ کوئی ان سے سوال کر رہا ہے کہ نماز میں کونسی چیز صحیح ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نماز کی صحت۔ اس کے بعد کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ عبادت کی صحت چھوڑ کر اصل مقصود کی رعایت ہی کامل مرتبہ ہے۔ مزید کہا کہ تنہا لوگوں کی صحبت سے تنہا رہنا بہتر ہے۔ ہم خیال لوگوں کی صحبت عقل کو منور کرنے والی ہے۔ کسی کو اہم شخصیت بنانے کے لئے اس سے تعلق قائم کرنا ضروری نہیں۔ کسی سے بھی تعلق قائم کرنے کے لئے اسے راز دار بنانا ضروری نہیں۔ راز دار تو صرف امین شخص ہی کو بنانا چاہیے۔ یہ بھی فرمایا نماز میں خشوع کامیابی کی دلیل ہے جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

> یقیناً مومن کامیاب ہو گئے جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ (سورۂ مومنون آیت ۱، ۲)

نماز میں خشوع کا نہ ہونا نفاق اور قلب کے ویران کی دلیل ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے

> یقیناً کافر کامیاب نہیں ہو سکتے۔ (سورۂ مومنون آیت ۱۱۷)

عبداللہ بن ابراہیم کے حالات[1] ...... یہ عبداللہ بن ابراہیم بن ایوب بن ماسی ابو محمد البزاز ہیں کافی محدثین سے انہوں نے اجازت حدیث حاصل کی پچانوے سال کی عمر پائی۔ ثقہ ثبت تھے۔ اسی سال رجب میں وفات پائی۔

محمد بن صالح ...... یہ محمد بن صالح بن علی بن یحییٰ ابوالحسن الہاشمی ہیں جو ابن ام شیبان سے مشہور تھے عالم فاضل تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔ ایک مدت تک بغداد کے قاضی رہے ہیں۔ حسن سیرت کے مالک تھے۔ اسی سال ستر سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ۳۷۰ھ

اسی سال مؤید الدولہ کی جانب سے اس کے بھائی صاحب بن عباد عضد الدولہ کے پاس آئے۔ عضد الدولہ نے شہر سے باہر نکل کر اس کا استقبال کیا۔ پھر ارکان حکومت کو اس کا احترام کرنے کا حکم دیا۔ اس پر خلعت کی۔ اس کے کام پر مقرر کیا اور بہت سے تحفے تحائف کے ساتھ اسے رخصت کیا۔

اسی زمانے میں جمادی الثانی میں عضد الدولہ کی بغداد واپسی ہوئی تو خلیفہ نے اس کا استقبال کیا۔ کیونکہ وہ ہمدان گیا ہوا تھا۔ اسی سال میں جن کے

---

[1] تاریخ بغداد: ۹/۴۰۸، ۴۰۹، العبر ۲/۳۵۱

حاکم نے عضد الدولہ کے پاس بہت سے تحفے تحائف بھیجے۔ حرمین شریفین میں خطبوں میں عزیز بن معز فاطمی کا نام لیا گیا۔

ابوبکر الرازی الحنفی کے حالات (۱) یہ ابوبکر احمد بن علی ابوبکر فقیہ الرازی الحنفی ہیں جو ائمہ حنفیہ سے ہیں ان کی بہت سی مفید تصانیف ہیں مثلاً کتاب احکام القرآن۔ یہ ابوالحسن کرخی کے شاگرد ہیں جو عابد و زاہد اور متقی تھے۔ اپنے وقت میں حنفیہ کے سردار تھے۔ دور دراز کے علاقوں سے ان کے پاس شائقین علم آتے تھے۔ ابی العباس الاصم ابوالقاسم الطبرانی سے سماعت حدیث کیا ہے۔ خلیفہ طائع نے انہیں عہدہ قضاۃ کی پیشکش کی تھی جسے قبول نہیں کی۔ اس سال ذوالحجہ میں وفات پائی۔ ابوبکر محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے نماز جنازہ پڑھائی۔

محمد بن جعفر ... محمد بن جعفر بن محمد بن زکریا ابوبکر الوراق کی وفات اسی سال ہوئی غندر ان کا لقب تھا طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کر کے بغداد، فارس، خراسان میں متعدد مشائخ حدیث سے حدیث کا سماع کیا۔ اس کے علاوہ باغندی، ابن صاعد، ابن درید وغیرہ سے بھی حدیث کا سماع کیا۔ ان سے حافظ ابو نعیم نے حدیث کا سماع کیا ثقہ اور حافظ الحدیث تھے۔

ابن خالویہ ... الحسین بن احمد بن خالویہ ابو عبداللہ النحوی اللغوی ہیں۔ متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ اصلاً ہمدان کے ہیں۔ بعد میں بغداد آئے۔ ابن درید، ابن مجاہد، ابو عمر الزاہد جیسے بڑے بڑے مشائخ کی صحبت اختیار کی۔ ابو سعید السیرافی کی شاگردی اختیار کی۔ اس کے بعد حلب چلے گئے۔ آل حمدان کے ہاں اونچا مقام حاصل کیا۔ سیف الدولہ ابن حمدان کا آخر عمر تک قدردان کا اہم شخص تھا۔ متنبی سے کئی بار مناظرہ ہوا۔

ابن خلکان نے ان کی متعدد تصانیف ذکر کی ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب لیس فی کلام العرب بھی ہے کیوں کہ ان کا تکیہ کلام تھا کہ کلام عرب میں یہ نہیں ہے اس طرح نہیں ہے۔ لغت عرب سے متعلق کتاب "کتاب الآل" ہے۔ اس میں الف لام کی اقسام بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ بارہ ائمہ کے حالات بیان کئے ہیں قرآن پاک کی تیس سورتوں میں اعراب سے بحث کی اور الدریدیہ وغیرہ کی شرح لکھی۔ ان کے اشعار بھی بڑے عمدہ ہوتے تھے۔ کسی بڑے مرض کے سبب وفات پائی۔

واقعات ۳۷۱ھ

اسی سال ربیع الاول میں کرخ میں زبردست آگ لگی۔ اسی زمانہ میں عضد الدولہ کی ایک بہت قیمتی چیز چوری ہوئی۔ عضد الدولہ کے رعب اور دبدبہ کے باوجود اس کی قیمتی چیز کے چوری ہونے پر لوگوں نے تعجب کا اظہار کیا مزید تعجب یہ کہ بسیار تلاش کے باوجود بھی اس کا سراغ نہ لگ سکا۔ بعض کا قول ہے کہ مصر کے حاکم نے کسی شخص کے ذریعے یہ چوری کروائی تھی۔ واللہ اعلم۔

خواص کی وفات

الاسماعیلی (۲) ..... یہ احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن عباس ابوبکر الاسماعیلی الجرجانی الحافظ الکبیر ہیں۔ طلب حدیث کے لئے دور دراز کے علاقوں کے سفر کئے متعدد محدثین عظام سے سماعت حدیث کی۔ حدیث بیان بھی کی۔ حدیث پر تخریج بھی کی۔ تصنیف کا کام بھی کیا۔ [illegible] جمع کیں۔ لوگوں کو پڑھایا۔ ان سے عقیدت رکھنے میں اچھا انداز اختیار کیا۔ صحیح بخاری پر ایک کتاب تصنیف کی جو بیشمار فوائد اور نایاب علوم پر مشتمل ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۴/۳۱۴، ۳۱۵، شذرات الذہب ۳/۷۱

(۲) شذرات الذہب ۳/۷۵، ۷۶، العبر ۲/۳۵۸

دارقطنی کا قول ہے کہ میں نے کئی مرتبہ ان سے ملاقات کا ارادہ کیا لیکن جا نہیں سکا۔ ان کی وفات سن ۳۷۱ھ میں رجب بروز ہفتہ چھتر سال کی عمر میں ہوئی۔

حسن بن احمد بن صالح۔۔۔ حسن بن احمد بن صالح ابو محمد السبیعی کی وفات اسی سال ہوئی۔ ابن جریر، قاسم مطرز وغیرہ سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ ان سے دارقطنی، برقانی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ حافظ اور کثرت سے احادیث بیان کرنے والے تھے۔ نادر روایتیں بھی بیان کرتے تھے۔

الحسن بن علی بن حسن۔۔۔ ابن الہیثم بن طہمان ابو عبداللہ الشاہد کی وفات اسی سال ہوئی، بادی سے مشہور تھے۔ حدیث کا سماع کیا، ثقہ تھے، ستانوے سال کی عمر پائی۔ ان میں سے چودہ سال جنگل میں رہ چکے تھے۔

عبداللہ بن حسین۔۔۔ عبداللہ بن حسین بن اسمٰعیل بن محمد ابوبکر الضبی کی وفات اسی سال ہوئی۔ بغداد میں لوگوں کے فیصل بنائے گئے۔ پاک دامن، دیانت دار، کتابوں کے پڑھنے والے تھے۔

عبدالعزیز بن حارث۔۔۔ ابن اسد بن اللیث ابوالحسن التمیمی الحنبلی کی وفات اسی سال ہوئی۔ ان کا مرتبہ بلند ہے۔ خلافیات میں مصنف ہیں۔ حدیث کا سماع کیا، محدثین سے احادیث روایت کیں۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ یہ موضوع احادیث بیان کرتے تھے لیکن ابن الجوزی نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا ہے کہ محدثین کے بارے میں اس قسم کی باتیں کرنے کی خطیب کی عادت ہے۔ خطیب کے شیخ جن سے انہوں نے یہ بات نقل کی ہے ان کا نام ابوالقاسم عبدالواحد بن اسد العکبری ہے۔ یہ معتزلی ہونے کی وجہ سے غیر معتمد علیہ ہیں۔ ان کا قول ہے کہ کفار جہنم میں ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ یہ بات بھی ان کی غلط ہے کیونکہ معتزلہ کا قول ہے کہ کفار کی طرح گناہ کبیرہ کے مرتکب حضرات ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ انہوں نے ابن بطہ کا کلام بھی نقل کیا ہے۔

علی بن ابراہیم۔۔۔ ابوالحسن الحصری الصوفی الواعظ ہیں۔ بغداد میں صوفیہ کے امام تھے۔ اصل میں ان کا علاقہ بصرہ تھا۔ شبلی وغیرہ کی صحبت اختیار کی۔ جامع مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے۔ بڑھاپے کے بعد جامع منصور کے سامنے ان کے لئے مستقل خانقاہ بنا دی گئی۔ اس کے بعد اپنے اسی نام سے مشہور رہے۔ صرف جمعہ کو گھر سے باہر نکلتے۔ تصوف پر بڑا عمدہ کلام کیا۔ ابن الجوزی نے ان کی عمدہ باتیں نقل کی ہیں۔

(۱) مجھے اچھا اور برا برابر ہے۔

(۲) کوئی چیز میرے اندر ہے کہ اس کے بارے میں مجھے اللہ سے ڈر ہوں اور امید رکھوں کہ اگر وہ مجھ پر کرم کرے تو اپنے فضل پر کرے گا اور عذاب دے تو اپنے عدل پر عذاب دے گا۔

اسی سال سے زائد عمر پا کر اسی سال ذوالحجہ میں وفات پائی۔ بغداد کے باب حرب کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

علی بن محمد الاحدب المزور[1] ان کی تحریر بہت اچھی تھی، نقل تحریر میں ماہر تھے جس کی تحریر چاہتے ہو بہو نقل کر دیتے۔ بعض اوقات ان میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا، ان کی وجہ سے لوگوں پر ایک مصیبت آن پڑی۔ بادشاہ نے متعدد بار ان کو روکا لیکن یہ باز نہ آتے۔ اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

الشیخ ابوزید المروزی الشافعی[2] یہ محمد بن عبداللہ بن محمد ابوزید المروزی ہیں۔ اپنے زمانے میں اصحاب شافعیہ کے شیخ تھے۔ زاہد، متقی امام تھے۔ حدیث کا سماع کیا، بغداد آ کر احادیث بیان کیں، دارقطنی وغیرہ نے ان سے احادیث سنیں۔

المنتظم ۔

[illegible]

ابوبکر البزار کا قول ہے کہ میں حج کے موقع پر شیخ ابو زید کے ساتھ تھا۔ میں نے انہیں کوئی گناہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ان کے حالات تفصیل سے طبقات شافعیہ میں بیان کر دیے ہیں۔ شیخ ابو نعیم کا قول ہے کہ اسی سال تیرہ رجب بروز جمعہ مقام مرو میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن خفیف کے حالات(۱)...... محمد بن خفیف ابو عبداللہ الشیرازی کی وفات اسی سال ہوئی، مشاہیر صوفیہ سے تھے۔ جریری، ابن عطا وغیرہ کی صحبت اختیار کی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے اپنی کتاب تلبیس ابلیس میں ان کے بارے میں ایسی حکایت ذکر کی ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب اباحیہ پر عمل پیرا تھے۔

واقعات ۳۷۲ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال محرم میں عضد الدولہ کے گھر اور باغ کی طرف پانی کی نہر جاری کی گئی۔ اس زمانہ میں ماہ صفر میں مغربی بغداد میں عضد الدولہ نے شفاخانہ کا افتتاح کیا اس میں اطباء، خدام، ادویات، مشروبات اور جواہرات کا مکمل انتظام کیا گیا تھا۔

اس سال عضد الدولہ کی وفات ہوئی اس کی جماعت نے اس کے ایک لڑکے کے حاکم بننے تک اس کی وفات کو راز میں رکھا۔ لڑکے کے حاکم بننے کے بعد خلیفہ کو اس کی موت سے آگاہ کر دیا گیا۔ خلیفہ نے اس کی بادشاہت کو تسلیم کر کے اس پر خلعت کی۔

عضد الدولہ کی زندگی کے کچھ حالات(۲)...... یہ ابو شجاع ابن رکن الدولہ ابو علی الحسین بن بویہ الدیلمی ہیں۔ بغداد وغیرہ کے بادشاہ رہے ہیں۔ شاہنشاہ سب سے پہلے ان ہی کا نام رکھا گیا۔ اس کے معنی ہیں بادشاہ کا بادشاہ۔ حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے برا نام ملک الملوک ہے۔ اس لئے کہ حقیقت میں تو اللہ ہی بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ سب سے پہلے بغداد میں اسی کے لئے ڈھول بجایا گیا۔ خطبوں میں خلیفہ کے ساتھ اسی کا نام لیا گیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ عضد الدولہ کی مدح کرنے والے شعراء میں سے متنبی وغیرہ ہیں ان ہی میں ابی الحسن محمد بن عبداللہ السلامی ہے اس نے اپنے قصیدہ میں عضد الدولہ کی مدح کی جس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

> تم ہو تو زندگی میں میرا پختہ ارادہ ہو، میری تیز تلوار ہو ان ہی تینوں چیزوں کا اجتماع ایسا ہے گویا گدھ (مردار کھانے کو) جمع ہو گیا ہو۔ میں نے اپنی امیدوں کی انتہا ایک بادشاہ کے متعلق ہونے کی انتہا ایک گھر کے پوری دنیا ہونے کی انتہا ایک دن کے زمانہ دراز ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

متنبی کے ایک شعر کا ترجمہ:

> یہی غرض کی انتہا ہے تمہارا ارادہ آرزو ہے تمہارا گھر دنیا ہے تم تن تنہا ساری مخلوق ہو۔

ابوبکر احمد جرجانی اپنے قصیدہ کے ایک شعر میں عبداللہ سلامی سے بھی سبقت لے گیا اس شعر کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

> میں نے عضد الدولہ کو دیکھ کر پوری دنیا کو ایک شخص میں، سارے زمانہ کو ایک وقت میں، پوری زمین کو ایک گھر میں موجود پایا۔

عضد الدولہ کے بھائی کے غلام افتکین نے دمشق میں فاطمیین سے جنگ کرنے کے لئے فوجی مدد طلب کی۔ عضد الدولہ نے لکھا کہ تمہاری عزت نے تم کو دھوکہ میں ڈال دیا، تمہارے لئے بہتر یہ ہے کہ تم بری حرکتوں سے باز آ جاؤ ورنہ تمہاری موت کا خطرہ ہے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ عضد الدولہ نے جواب میں فن بدیع کا خوب اظہار کیا۔

---

(۱) شذرات الذهب ۳/۷۶، دول الاسلام ۱/۲۲۹

(۲) العبر ۲/۳، ۳/۲۹۲، النجوم الزاهرة ۴/۱۴۲، ۱۴۳

خلیفہ نے ان کی بہت زیادہ تعظیم کی۔ عضد الدولہ نے بغداد کی عمارتوں، راستوں، سڑکوں وغیرہ کی اصلاح کی طرف پوری توجہ دی۔ مساکین ضرورت مندوں کے وظیفے مقرر کیے نہریں کھدوائیں، معہدی، خانقاہات بنوائیں، مدینہ منورہ کی چار دیواری بنوائی۔ عضد الدولہ نے پانچ سال عراق پر حکومت کی۔ عضد الدولہ عاقل، فاضل تھا، انتظامی صلاحیت بہت زیادہ تھی لوگوں پر دبدبہ تھا، بلند ہمت تھا لیکن امور شرعیہ میں حد سے تجاوز کرنے والا تھا۔ ایک باندی سے محبت کرتا تھا ایک بار اس کی محبت کی وجہ سے امور مملکت چلانے میں کوتاہی ہوگئی اس کا خیال آتے ہی اسے دریا میں ڈالنے کا حکم دے دیا۔ کسی کے غلام نے کسی شخص کا خربوزہ چھین لیا، اسے بلا کر اپنے سامنے تلوار سے دو ٹکڑے کروا دیے حالانکہ دونوں واقعوں میں مبالغہ آرائی سے کام لیا۔

مرگی کی بیماری اس کی موت کا سبب بنی۔ بیماری میں اکثر قرآن پاک کی یہ آیت کی تلاوت کرتا رہتا تھا۔

میرے مال نے مجھے بے پروا نہیں بنایا، میری حکومت مجھ سے چھن گئی۔ (سورۃ الحاقۃ آیت ۲۸، ۲۹)

یہی الفاظ اس پر تادم دہراتے کہ موت آگئی۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ عضد الدولہ ابو علی علم النحو سے بہت محبت رکھتا تھا اس نے یہ کتاب الایضاح ابو علی فارسی کی کتاب نحو پڑھی تھی۔ ابو علی نے جو کتاب اس کے لئے لکھی تھی اس کی یہ کتاب تکملہ اور ایضاح تھی۔

ایک بار اپنے باغ کی طرف گیا اس نے بارش کی تمنا کی بارش ہوگئی اس پر اس نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

> شراب پینے کا مزہ صرف بارش میں ہے یا مدہوش لوگوں سے گانا سننے کا مزہ صرف صبح کے وقت میں ہے۔ جب کہ وہ باندیاں نرم و نازک حالت بنا کر گانوں کے ذریعے عقل مندوں کی عقلوں کو ختم کر دیتی ہیں، تعریف کرنے والی ہوں، چھیننے والی ہوں، خادمائیں ہوں، کسی چادر والی کو ہاتھ سے چھیننے والی ہوں۔ خوشی سے جھومنے والی ہوں، ناز کرنے والی ہوں، گھمنڈی ہوں، نغمات سے قول اللہ کو نغمات میں تبدیل کرنے والی ہوں، پیار کا اظہار کرنے والی ہوں۔ بس کی عقل نے تو قیمت لینے والے شخص کو شراب پلانے والی ہوں۔ حکومت کو مشہور کر کے اس کے ستونوں کی بنیاد رکھنے والا بادشاہوں کا بادشاہ جو تقدیر پر بھی غالب آنے والا ہے پوری دنیا میں خوشی کے باقی رہنے تک اللہ اس کی مدد کرتا رہے اس کی اولاد میں سے بھی کچھ کو ظاہر کرے اور ان کی شان و شوکت کے ساتھ تا قیامت رکھے۔

اس کے اشعار کا بدترین حصہ ہے اس نے ان اشعار میں بڑی دلیری سے کام لیا اس کے بعد وہ ہلاک ہو گیا۔ بعض کا قول ہے کہ جس وقت اس نے تقدیر سے متعلق ہذیان کی اسی وقت ہلاک ہو گیا بعض کا قول ہے کہ یہ اشعار اس کے سامنے پڑھے گئے اس کے بعد ہلاک ہو گیا۔

اسی سال شوال کے مہینے میں ۴۸ سال کی عمر میں وفات پائی، قصر سلطان کے قبرستان مشہد علی میں دفن کیا گیا اس کی قبر پر لکھا ہوا تھا یہ عضد الدولہ تاج الملۃ ابی شجاع بن رکن الدولہ کی قبر ہے قیامت کے دن نجات کی امید پر عضد الدولہ نے امام حق کی مجاورت اختیار کی۔ (ترجمہ) جب کہ ہر نفس اپنی جان بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کرے گا۔ سورۃ النحل آیت ۱۱۱) تو منتظر بیٹھے رہتے تھے اس کی رحمت پر نبی ﷺ اور ان کے خاندان کے لئے ہوں۔ اس کی موت کے وقت اس کی حالت قاسم بن عبید اللہ کے ان اشعار کے مناسب تھی۔

> میں نے بڑے بڑے پہلوانوں کو قتل کیا میں نے کسی دشمن کو نہیں چھوڑا اور کسی دشمن کو کسی مہلت کی مہلت دی۔ میں نے دار الخلافہ کو جوان کی بازی لگانے والوں سے خالی کر دیا ان کو مشرق و مغرب کی طرف بھگا دیا۔ جب میں اپنی بلندی کے ستارہ کے قریب پہنچا تمام مخلوق کی گردنیں میرے تابع ہو گئیں تو ہلاک ہو کر تو نے مجھے اٹھا کر ایسا پھینکا کہ میری زندگی کی چنگاری بجھ گئی اب میں اکیلا گڑھے میں پڑا ہوا ہوں۔ میں نے دنیا کو کھو دیا اب دین اور دنیا کو کھو دیا ہوں کون ہے جو میری طرح بدبخت ہو کر پڑا ہو؟

اس کے بعد اشعار دہرانے لگا اور آیت پڑھتے ہوئے ما اغنی عنی کہہ کر دنیا سے رخصت ہو گیا وقت وفات اپنے لڑکے صمصام الدولہ کو سیاہ لباس پہنا کر زمین پر اپنے سامنے بٹھایا خلیفہ تعزیت کے لئے آئے تو اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تعزیت کے ادا کرنے کے بعد صمصام الدولہ ابو کالیجار المرزبان کو خلیفہ نے سات خلعتیں دیں اور ایک تاج پہنا کر شمس الدولہ

اس کا لقب رکھا اس کے والد نے تقریباً ... احمد ... کے حوالے کر دیے گئے یا ایک ... زندگی ... تھا۔

محمد بن جعفر بن جعفر بن حسن بن وہب ابو بکر الحریری ہیں۔ جو زوج الحرہ سے مشہور ہیں ابن جریر طبری، ابن ابی داؤد وغیرہ سے سماعت حدیث کی ان سے ابن رزقویہ، ابن شاہین اور برقانی نے روایت کی۔ عادل، ثقہ، جلیل القدر بزرگ تھے۔

ابن الجوزی، خطیب نے ان کے زوج حرہ سے مشہور ہونے کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ محمد بن جعفر ... مقتدر کی بیوی کے گھر کے ... میں آمد و رفت رکھتی تھی۔ مقتدر کی وفات کے بعد اس کی بیوی جائیداد کی زیادتی کی وجہ سے بڑی ثروت والی تھی۔ محمد بن جعفر نوجوان لڑکے تھے وہ خدام کے ساتھ قہرمانہ کا سامان سر پر اٹھا کر لاتے تھے۔ خوش شکل تھے لیکن کام میں چست تھے۔ مقتدر کی بیوی قہرمانہ کو ان سے محبت ہو گئی تھی کہ انہیں بیوی خانگی کا منشی بنا دیا۔ رفتہ رفتہ انہیں اپنا وکیل جائیداد کا منتظم بنا دیا۔ ان سے تعلق بڑھا عاشق ہو گئی۔ پردہ میں بات کرنا شروع کر دی پھر ان سے شادی کی خواہش کا اظہار کیا۔ انہوں نے دونوں کے درمیان اندھیری میں ... بادشاہ کو خبر ہو جانے کے خوف سے انکار کر دیا۔

قہرمانہ نے ... میں سادات کا مہر ادا کرنے کے لئے انہیں ایک بڑی مالی رقم ہدیہ کر دی۔ پھر امراء و قاضیوں کو جمع کر کے گواہ بنا کر اپنی خواہش کا اظہار کیا۔ ... نے درمیان میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ان کو ایسی ... دے کر ... کر دیا چنانچہ نکاح ہو گیا ایک مدت تک قہرمانہ ان کے نکاح میں رہیں۔ محمد بن جعفر سے پہلے اس کی وفات ہو گئی۔ اس کی میراث سے محمد بن جعفر کو تین لاکھ دینار ملے اس کے بعد بھی ایک طویل عرصہ تک محمد بن جعفر زندہ رہے حتیٰ کہ اسی سال وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

واقعات ۳۷۳ھ

اس سال بغداد میں غلہ کی گرانی بہت ہو گئی تھی کہ گندم کا ایک کر ... ہزار ... درہم میں فروخت ہونے لگا بھوک کی وجہ سے اموات کثرت سے واقع ہوئیں مردوں کی کثرت کی وجہ سے راستے بند ہو گئے پھر اسی سال ... وبا پھیلی ... حالت کچھ بہتر ہوئی۔

اسی زمانہ میں مؤید الدولہ بن رکن الدولہ کی موت کی خبر آئی ... جرجان میں ہوا ... کے پاس بھیجا گیا۔ فخر الدولہ کو بلایا گیا خلیفہ نے ان کے بھائی کی جگہ ان کو بادشاہ بنا دیا۔ فخر الدولہ نے ابو القاسم کی وزارت حسب سابق بحال رکھی۔ قرامطہ نے ... عضد الدولہ کی وفات کے بعد بصرہ پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن ... اور یہاں کے باشندوں نے بہت سا مال دے کر ان سے صلح کی۔ چنانچہ وہ مال لے کر اپنے شہر واپس چلے گئے۔

مشہورین کی وفات ... اسی سال مؤید الدولہ بن رکن الدولہ کی وفات ہوئی اپنے بھائی کے زیر حکومت علاقوں میں سے بعض علاقوں کے بادشاہ تھے ابو القاسم بن عباد ان کا وزیر تھا۔ مؤید الدولہ نے چچا کی لڑکی سے شادی کی جس پر بہت ... خرچ کئے تھے جو بہت بڑا اسراف تھا۔

بلکین بن زیری بن مناد ... الحمیری الصنہاجی کی وفات اسی سال ہوئی ان کا دوسرا نام یوسف تھا۔ معز فاطمی کے ... تھے۔ معز فاطمی نے ... مصر ... افریقہ پر نائب مقرر کیا۔ حسن سیرت کے مالک تھے۔ ... باندیوں کے مالک تھے ان کو ایک مرتبہ ... ایک ہی رات میں ... کی خوشخبری دی گئی۔ ... مغرب کا ... ہے۔

سعد بن سلام ابو عثمان مغربی کی وفات اسی سال ہوئی ... کے شیخ ... ابو الخیر الاقطع کی صحبت اختیار کی چند سال ... میں رہے۔ ... کے ... تھے۔ بہت سی کرامتوں کے مالک تھے ابو سلیمان وغیرہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں ان کی بزرگی کے بہت سے واقعات منقول ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

عبداللہ بن محمد کے حالات (۱) : عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن یحییٰ بن محمد المزنی الواسطی ابن سقاء ہیں جو [illegible] تھے۔ عبدان، ابو یعلیٰ موصلی، ابن [illegible] وغیرہ سے احادیث سنیں۔ حافظ حدیث تھے [illegible] زبانی احادیث بیان کرتے تھے۔ دارقطنی وغیرہ جیسے حفاظ ان کے درس میں شریک ہوتے تھے [illegible] دارقطنی نے اعتراض کیا [illegible] اس الزام سے بری ہو گئے۔

واقعات ۳۷۴ھ

اس سال صمصام الدولہ اور اس کے چچا فخر الدولہ کے درمیان صلح ہوئی خلیفہ نے فخر الدولہ کو خلعت ارسال کیے۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ اسی سال [illegible] جس گھر میں [illegible] اچانک وہ [illegible] سب مر گئے [illegible] تعزیت [illegible] کے پیچھے [illegible] کا سامان تیار کرتے [illegible] ایک بڑی مصیبت آن پڑی۔

الحافظ ابی الفتح محمد بن حسین کے حالات (۲) : یہ حافظ ابو الفتح محمد بن حسین بن احمد بن حسین الازدی موصلی ہیں جو الجرح والتعدیل کے مصنف ہیں ابو یعلیٰ اور ان کی جماعت سے احادیث سنیں۔ [illegible] حفاظ حدیث نے ان کی تضعیف کی ہے۔

[illegible] انہوں نے ایک حدیث [illegible] بیان کی [illegible] ان کے امیر کی مجلس میں ان کے پاس [illegible] اس بات کا [illegible] نہیں کر سکے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ان کی وفات ہوئی بعض کا قول ہے کہ سن ۳۶۷ھ میں وفات پائی۔

خطیب کی وفات : خطیب ابن نباتہ [illegible] کی وفات اسی سال ہوئی [illegible] کا قول ہے کہ [illegible] جو سیف الدولہ کے زمانہ میں حلب کے خطیب تھے [illegible] ان کے دیوان میں اکثر خطبے جہادی ہیں۔ ان کا دیوان بڑا عظیم الشان [illegible] ہے [illegible] فصیح و بلیغ [illegible] تھے

[illegible] نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ جمعہ کے روز انہوں نے خطبہ [illegible] رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ [illegible] قبروں کے درمیان [illegible] کے ساتھ [illegible] خطیبوں کے خطیب [illegible] ان کے [illegible] ان کا اصل [illegible]

اس کے بعد انہوں نے یہ آیت تلاوت کی

” [illegible] کی طرف اشارہ کیا جو آپ کے

ساتھ تھے۔“

[illegible]

[illegible]

[illegible] رسول اللہ ﷺ کی طرف [illegible] آپ ﷺ نے [illegible] آپ نے ان کے چہرہ [illegible]

---

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

دیا۔ ان کے متعلق خطیب ابن جوزی فرماتے ہیں کہ ان سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا ہے۔ بیان ہونے کے بعد ہر روز کے بعد گھر تھے۔ جو ان پر توثیق کرتا وہ نایاب تھے ان کے بعد صرف حرم میں رہتے رہے۔ وفات تک یہیں تھے وفات تک مدت سے منقطع نہیں ہوئے آئی رہی ابن الازرق کا قول ہے کہ ان کی ولادت ۲۳۵ ہے ان کی وفات ۳۴۴ ہے۔

واقعات ۳۴۵ھ

اسی سال خلیفہ نے معز الدولہ کو خلعت دی اور کنگن پہنائے اور سونے کی زین والے گھوڑے پر سوار کیا۔

اسی سال قیروانی کی قرامطہ سے ساتھ جعفر ایک بڑا لشکر لے کر ارمینیہ داخل ہو گئے اس کی خبر جب لوگوں کو پہنچی تو خوف و ہراس طاری ہو گیا۔ کیونکہ ان کی بہادری مشہور تھی۔ معز الدولہ بہادر ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ نہ کر سکا واسط میں ان کے ساتھ کچھ جنگ ہوئی کر کی تھی اس سے پہلے معز الدولہ کی اس کے ساتھ صلح ہو گئی تھی۔ معز الدولہ نے ان کے مقابلہ میں لشکر روانہ کیا جس نے ان کو شکست دے کر بھگا دیا تب جا کر لوگ مطمئن ہوئے۔

اسی زمانہ میں معز الدولہ نے ریشمی کپڑوں پر ٹیکس لگانے کا ارادہ کیا تو لوگ جامع منصور میں جمع ہو گئے انہوں نے جمعہ کی نماز کے ساتھ احتجاج کیا جس کی وجہ سے فتنہ کھڑے ہونے کا اندیشہ ہو گیا تب جا کر اس نے ٹیکس معاف کیا۔

اسی سال ذوالحجہ میں معز الدولہ کی والدہ کی موت کی خبر آئی معز الدولہ تعزیت کے لئے جب خلیفہ خود تعزیت کے لئے آیا معز الدولہ نے کھڑے ہو کر اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور دونوں نے ایک دوسرے کو اچھے تعزیتی کلمات کہے۔

خواص کی وفات

ابو علی بن ابی ہریرہ ابو علی بن ابی ہریرہ کی وفات اسی سال ہوئی ان کا نام حسن بن حسین ابن شافعی ہے۔ مشائخ میں سے ہیں ان سے کچھ فروع منقول ہیں۔ طبقات شافعیہ میں ان کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔

الحسین بن علی یہ الحسین بن علی ابن محمد بن یحییٰ ابو احمد التمیمی ہیں جو حسنک کے نام سے مشہور تھے۔ ابن خزیمہ کی شاگردی میں رہ کر انہی سے تربیت حاصل کی ابن خزیمہ ان کو دوسروں پر مقدم کرتے تھے ان کا ذہن تھا۔ جب بادشاہ کی مجلس میں کسی جگہ جاتے تو ان کو بھیجتے ابن خزیمہ کی وفات کے وقت ان کی عمر تیس سال کی تھی اور وفات کے بعد کافی عرصہ تک درس دیتے رہے اور بہت عبادت گزار تھے اللہ کے خوف سے روتے تھے اور قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور قیام اللیل کو ترجیح کرتے ابن خزیمہ سے نوافل نقل کر کے فرماتے تھے میں نے ان سے اچھی نماز کسی کی نہیں دیکھی تھی۔ حافظ ابو العباس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

ابو القاسم الداری یہ عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابو القاسم الداری ہیں جو فقہ شافعیہ کے ائمہ میں سے تھے پہلے نیشاپور میں تھے پھر بغداد آ گئے وفات تک وہیں رہے۔

شیخ ابو حامد اسفراینی کا قول ہے کہ میں نے ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ خطیب نے نقل کیا ہے ابو القاسم الداری کا جواب بہت غور و فکر کے بعد ہوتا بسا اوقات ان کا جواب مذہب شافعی اور ابو حنیفہ کے خلاف ہوتا ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی فرمایا حدیث میں اس طرح آیا ہے مذہب کی بجائے حدیث پر عمل کرنا بہتر ہے حدیث پر عمل کرنا ہی بہتر ہے وہ نقل کرتے ہیں کہ ابن عباس سے ابن عمر کا قول ہے کہ انہوں نے ... حدیث بیان کی جو ان کے استاد ابو اسحاق مروزی ان سے حدیث میں ان سے ... کا حال ... ہے۔

فی طعن کی مشائخ میں سے تھے۔ عام شہروں نے ان سے سماع کیا۔ ان کی وفات اسی سال شوال یا ذوالقعدہ میں ہوئی عمر ستر سال سے متجاوز تھی۔

محمد بن احمد بن محمد بن حسنویہ: محمد بن احمد بن محمد بن حسنویہ ابو سہل النیسابوری کی وفات اسی سال ہوئی جو حسنویہ سے مشہور تھے۔ شافعی المسلک تھے ادیب و محدث تھے اور تصانیف کی بھی نقل کرتے تھے۔

محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح: یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن صالح ابو بکر الفقیہ المالکی ہیں۔ ابن ابی عروبہ، باغندی، ابی بکر بن ابی داؤد وغیرہ سے سماعت حدیث کی۔ ان سے برقانی نے حدیث کی سماعت کی۔ مذہب مالکیہ پر ان کی متعدد تصانیف ہیں۔ اپنے زمانہ میں مالکیہ کے سردار یہی تھے۔ عہدۂ قاضی کی پیشکش کی گئی مگر انکار کیا۔ ابو بکر رازی کو اس کے بارے میں قاضی بنانے کا مشورہ دیا تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ اسی سال شوال میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۳۷۶ھ

ابن جوزی کا قول ہے کہ اس سال محرم میں بغداد میں سانپ کثرت سے نکلے۔ ساتویں ربیع الاول کو زلزلہ آیا اور گرج کے ساتھ زبردست بارش ہوئی۔ اسی سال ماہ رجب میں غلہ کی گرانی بہت زیادہ ہوئی۔ خبر بھی آئی کہ موصل میں سخت زلزلہ آیا ہے جس کی وجہ سے مکانات منہدم ہو گئے۔ متعدد افراد بھی ہلاک ہو گئے۔

اسی دوران میں صمصام الدولہ اور اس کے بھائی شرف الدولہ کے درمیان سخت لڑائی ہوئی۔ شرف الدولہ غالب آ کر بغداد میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ نے استقبال کر کے مبارک باد دی۔ اس نے صمصام الدولہ کی آنکھوں میں سرمہ لگوانے کے لیے فراش کو بھیجا لیکن اس کے آنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تھا۔ مگر بعد میں بھی اس کی آنکھ میں سرمہ لگایا۔ عجیب واقعہ ہے۔

اسی سال ذوالحجہ میں قاضی القضاۃ ابو محمد بن معروف نے قاضی حافظ ابوالحسن الدارقطنی اور ابو محمد بن عقبہ کی گواہی قبول کی۔ دارقطنی شرمندہ ہو کر کہنے لگے کہ پہلے امام کے قول کے مقابلہ میں میری گواہی قبول کی جاتی تھی لیکن اب ایک شخص کے ساتھ بھی گواہی قبول کی جاتی ہے۔

واقعات ۳۷۷ھ

اس سال قاضیوں، سرداروں کی موجودگی میں ایک مجلس کا انعقاد کیا گیا جس میں خلیفہ طائع اور شرف الدولہ کے درمیان بیعت کی تجدید کی گئی یہ مجلس اسی سال ربیع الاول میں ہوئی۔ شرف الدولہ اپنے گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر دارالخلافہ آیا۔ اس موقع پر شہر سجایا گیا اور ڈھول بجائے گئے۔ خلیفہ نے خلعت دی، تاج پہنایا اور جھنڈے بھی دیے۔ گھر کے باہر کے تمام معاملات اس کے سپرد کر دیے۔ اس وقت اس کے ساتھ ابو محمد عبید بھی آئے۔ خلیفہ نے اسے بیٹھنے کو کہا اور اسے ملاقات کا شرف بخشا جس نے بھی آمد دیکھی وہ خوش ہوا۔ کوئی زمانہ سے ہم نے عہدت نہیں کی قاضی نے خلیفہ کے ساتھ تجدید بیعت کی۔ اس کے بعد شرف الدولہ خلیفہ کی اپنی بہن کے پاس گیا، کچھ عرصہ اس کے پاس رہا اور لوگ اس کا انتظار کرتے رہے پھر وہ اپنے گھر چلا گیا۔

اس سال عراق میں گرانی اور لوگوں کی ہلاکت کثرت سے ہوئی۔ اسی زمانہ میں شرف الدولہ کی والدہ ام ولد ترکیہ کا انتقال ہو گیا خلیفہ تعزیت کے لیے آیا۔ نیز اسی زمانہ میں شرف الدولہ کے گھر میں دو جڑواں بچوں کی ولادت ہوئی۔

خواص کی وفات: مشہور لوگوں میں سے وفات پانے والے

احمد بن حسین بن علی: احمد بن حسین بن علی ابو حامد المروزی کی وفات اسی سال ہوئی جو ابن الطبری کے نام سے مشہور تھے بہت بڑے

بخشش کی اور بعد میں بھی نظر رکھتے تھے حتیٰ کہ ابی الحسن کرخی کی شاگردی اختیار کی فقہ و حدیث پر کتاب لکھی خراسان کے قاضی القضاۃ بنے پھر بغداد آگئے اس وقت ان کی عمر بہت ہو چکی تھی لوگوں کے سامنے احادیث بیان کی لوگوں نے ان سے احادیث لکھیں ان میں دار قطنی بھی تھے۔

اسحاق بن المقتدر باللہ...... اسی سال جمعہ و ہفتہ کی درمیانی شب ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی ان کے لڑکے ابو العباس احمد القادر باللہ نے نماز جنازہ پڑھائی مقتدر کی ماں اپنی دادی شغب کے قریب دفن ہوئے۔ خلیفہ شرف الدولہ کی جانب سے امراء اور دربان نماز جنازہ میں شریک ہوئے شرف الدولہ نے بیماری کے سبب خود حاضر نہ ہونے کی معذرت کر کے تعزیت کے لئے اپنا نمائندہ بھیجا۔

جعفر بن المکتفی باللہ...... یہ فاضل تھے اسی سال وفات پائی۔

ابو علی فارسی النحوی...... یہ الایضاح کے علاوہ متعدد کتب کے مصنف ہیں اپنے شہر میں پیدا ہوئے بغداد میں آ کر بادشاہوں کے پاس خدمت گزاری کی عضد الدولہ کے ہاں اتنا تقرب حاصل کیا حتی کہ عضد الدولہ کہا کرتے تھے کہ نحو میں میں ابو علی کا غلام ہوں عضد الدولہ نے بہت سی انہی سے پڑھا۔ بعض لوگوں نے ان پر اعتزال کا الزام لگایا ہے ایک قوم نے مبرد پر ان کو ترجیح دی ہے ابو عثمان وغیرہ نے ان سے علم حاصل کیا نوے سال سے زائد عمر پا کر اسی سال وفات پائی۔

ستیتہ...... جو قاضی ابو عبداللہ حسین بن اسماعیل المحاملی کی بیٹی تھی ان کی کنیت ام عبدالواحد تھی قرآن کی حافظہ تھیں فقہ فرائض حساب الدور اور نحو سے خوب واقف تھیں۔ اپنے زمانہ میں مذہب شافعیہ کی سب سے بڑی عالمہ تھیں اس مذہب کے مطابق شیخ ابو علی بن ابی ہریرہ کے ساتھ فتوے دیتی تھیں۔ یہ ذی عصمت فاضلہ تھیں صدقات میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والی تھیں نیکی کے کاموں میں آگے بڑھنے والی تھیں حدیث کی سماعت بھی کی۔ اسی سال ماہ رجب میں نوے سال سے زیادہ عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ۳۷۸ھ

اس سال محرم سے شعبان تک خوب غلہ کی گرانی ہوئی اموات بھی بہت ہوئیں اور بہت آندھیاں چلیں جس کے سبب متعدد مکانات گر گئے بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں بہت سی کشتیاں اڑ کر ہوا سے خشکی پر اس کو کنارے سے دور لا کر رکھ دیا گیا تو بہت ہی پریشان کن بات اور خطرناک معاملہ تھا انہیں دنوں بصرہ میں بہت شدید گرمی پڑی جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے۔

خواص کی وفات...... خواص میں سے وفات پانے والے

الحسن بن علی بن ثابت...... الحسن بن علی بن ثابت ابو عبداللہ المقری کی وفات اسی سال ہوئی۔ یہ پیدائشی نابینا تھے۔ ابن الانباری کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کی باتوں اور بیان کے علاوہ کو خوب یاد کر لیتے تھے ذہانت حسن صورت کے مالک تھے قرآن کی آیات پر ایک قصیدہ لکھ کر امام شاطبی سے بھی سبقت لے گئے یہ ابو الحسن کی زندگی میں کہا اس زمانے کے شیوخ نے ان کا قصیدہ بہت پسند کیا۔

اسماعیل بن احمد الجرجانی...... اپنے زمانہ میں جرجان کے شیخ تھے فقہ و حدیث میں سب سے فائق تھے۔ ابن جریر، بغوی اور ابن صاعد وغیرہ سے حدیث کی سماعت کی ان سے ان کے بیٹے ابو معمر مستفید ہوئے۔

زیاد بن محمد بن زیاد بن ہیثم...... یہ زیاد بن محمد بن زیاد بن ہیثم ابو العباس الفرغانی ہیں نقطوں والی غاء کے ساتھ بعض نے یہ کہا کہ الجرجانی جیم کے ساتھ ہے بعض نے الفرعانی ایک نقطہ والی عین کے ساتھ ہے۔

واقعات ۳۷۹ھ

اس سال شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی وفات ہوئی اطباء کے مشورے سے آب و ہوا کی مناسبت سے معز الدولہ کے محل میں چلے گئے تھے لیکن ان کا مرض بہت بڑھ گیا تھا بیماری ناوقت جب مرض میں مزید اضافہ ہو گیا اسی ماہ وفات پائی اپنے لڑکے ابو نصر کو ولی عہد بنایا۔ خلیفہ اپنے خاص طیارہ میں تعزیت کے لئے حاضر ہوا ابو نصر ترکی امراء نے اس کا استقبال کیا ابو نصر نے خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا پھر بقیہ لشکر نے بھی خلیفہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ خلیفہ طیارہ ہی میں بیٹھا رہا پھر ابو الحسین علی بن عبدالعزیز نے خلیفہ کی جانب سے ابو نصر کو تعزیتی پیغام پہنچایا اسی وقت ابو نصر نے دوسری بار زمین کو بوسہ دیا ابو نصر کی طرف سے ایک شخص نے خلیفہ کے سامنے اس کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کیا پھر خلیفہ کی طرف سے ایک شخص نے خلیفہ کی واپسی کا پیغام پہنچایا اس وقت ابو نصر نے تیسری بار زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ واپس چلا گیا۔

اسی ماہ کی اسی تاریخ بروز ہفتہ ابو نصر قاضیوں، امراء اور سرداروں کے ساتھ خلیفہ کے دربار میں پہنچا خلیفہ اس وقت سائبان تلے بیٹھا ہوا تھا خلیفہ نے ابو نصر سے ملاقات کر کے اسے سات خلعتیں دیں ان میں سب سے اوپر والی سیاہ تھی سیاہ عمامہ تھا گردن میں ہار ڈالا ہاتھ میں دو کنگن پہنائے آپ کے سامنے دربان تلوار لٹکا کر چل رہے تھے جب چوتھی بار ابو نصر نے زمین کو بوسہ دیا اس کے لئے ایک کرسی رکھی گئی وہ اس کرسی پر بیٹھ گیا پھر ابو الحسن نے عہد نامہ پڑھ کر سنایا خلیفہ نے اس کو ایک جھنڈا پیش کیا خلیفہ نے وہ جھنڈا ابو نصر کے ہاتھ کے ساتھ باندھ کر اسے ضیاء الملۃ بہاء الدولہ کا لقب عطا کیا اس کے بعد ابو نصر لشکر کے ساتھ شاہی محل میں آ گیا اور ابو منصور بن صالح کی وزارت عالیہ کی اس کو خلعت عطا کی۔

اسی سال جامع القطیعہ قطیعہ ام جعفر کی تعمیر کی گئی اس مسجد کی تعمیر کی وجہ یہ تھی کہ ایک عورت نے خواب میں آپ علیہ السلام کو اس جگہ نماز پڑھتے دیکھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کی دیوار پر رکھا صبح خواب بیان کرنے کے بعد اس جگہ پر آپ کے ہاتھ کا نشان تھا اس وجہ سے اس جگہ پر مسجد بنا دی گئی اسی رات اس عورت کی وفات ہوگئی۔ اس کے بعد الشریف ابو احمد الموسوی نے اس کی دوبارہ تعمیر کرنے کے بعد جامع مسجد کی شکل دے دی۔ پھر اسی سال لوگوں نے اس میں نماز پڑھنا شروع کر دی تھی۔

خواص کی وفات

شرف الدولہ۔۔۔ یہ شرف الدولہ ابن عضد الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ الدیلمی ہیں والد کی وفات کے بعد بغداد کے بادشاہ بنے اچھائی سے محبت اور برائی سے نفرت کرتے تھے ٹیکس معاف کرنے کا اعلان کیا ان کا اختتام نیکی پر ہوا اس میں استسقاء کا مرض بڑھ گیا تو جمادی الثانی کے مہینے بعمر ۲۸ سال پانچ ماہ کی عمر میں وفات پائی۔ دو سال آٹھ ماہ حکومت کی ان کا تابوت مشہد علی قبرستان میں ان کے والد کے قریب ہے بیان ہے ان کے تمام کاموں میں خلیفہ کا دخل تھا۔

محمد بن جعفر بن عباس۔۔۔ ابو جعفر ابو بکر النجار تھے۔ ان کے استاد ابو القاسم البغوی اور ان کی جماعت سے احادیث روایت کی۔ سمجھدار تھے۔ قرآن کے علوم پر عبور حاصل تھا ثعلب کے شاگردوں میں سے تھے۔

عبدالکریم بن عبدالکریم۔۔۔ یہ عبدالکریم بن عبدالکریم بن بدیل ابو الفضل الخزاعی الجرجانی ہیں۔ بغداد آ کر احادیث بیان کیں۔ خطیب کا قول ہے کہ محدثین سے انہیں خاص دلچسپی تھی ان کی اسانید کمزور تھیں انہیں غلط ملط کر دیا ان کی روایت بھی غیر معتبر تھیں حروف پر ایک کتاب لکھ کر ابو حنیفہ کی طرف اس کی نسبت کر دی دارقطنی اور ایک جماعت نے اس کتاب کو موضوع قرار دیا تو جرجانی بغداد چھوڑ کر پہاڑی علاقوں میں چلے گئے ان کی عزت بہت مشہور ہوئی جس کی وجہ سے ان کی قراءت میں بہت کمی آئی پہلے یہ بہت مشہور تھے۔

محمد بن مظفر ...... یہ محمد بن مظفر ابن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن سلمہ بن ایاس ابوالحسین البزاز الحافظ ہیں سن ۲۸۶ھ محرم میں پیدا ہوئے مختلف شہروں کے اسفار کئے ابن جریر بغوی سے احادیث روایت کیں ان سے حفاظ کی ایک جماعت نے حدیث روایت کی جن میں دارقطنی بھی ہیں دارقطنی ان کا بہت احترام کرتے تھے ان کی موجودگی میں کسی پر اعتماد نہیں کرتے تھے یہ ثقہ تھے بہت پہلے سے مشائخ پر تنقید کرتے تھے اسی سال وفات پائی تین جمادی الاولیٰ یا جمادی الاخریٰ بروز جمعہ دفن کئے گئے۔

واقعات ۳۸۰ھ

اس سال الشریف ابو احمد الحسین بن موسیٰ الموسوی کو طالبیین کا نقیب مظالم کی روک تھام اور حجاج کرام کے معاملات کا امیر بنایا گیا یہ فیصلہ جمعہ کے دن ہوا گویا ان کے دو بیٹے مرتضیٰ ابوالقاسم اور رضی ابوالحسین ان کا جانشین مقرر کر کے ان پر خلعت کی۔ اسی زمانہ میں بغداد میں شہریوں نے دوبارہ کچھ لوگ ہر محلہ میں گروہ در گروہ بیٹھ گئے قتل عام ہوا اموال لوٹے گئے ایک دوسرے پر حملے کئے گئے مالداروں کے گھر جلا دیئے گئے ان میں نہر الدجاج میں آگ لگ گئی جس کی وجہ سے متعدد افراد ہلاک ہو گئے۔

خواص کی وفات

یعقوب بن یوسف ...... یہ یعقوب بن یوسف ابوالفرج شاہ مصر کے وزیر تھے بڑے تجربہ کار ذی فہم تھے عالی ہمت صاحب تدبیر تھے دور کے علاقوں میں بھی ان کا حکم چلتا تھا۔ شاہ مصر نے تمام معاملات کا اختیار دے رکھا تھا بیماری کی حالت میں شاہ مصر ان کی عیادت کے لئے آیا یعقوب بن یوسف نے انہیں نصیحتیں کیں وفات کے بعد اپنے محل میں اپنے ہاتھ سے دفنایا ان کے غم میں کئی روز تک دارالخلافہ بند رکھا۔

واقعات ۳۸۱ھ

اسی سال خلیفہ الطائع للہ کو خلافت سے معزول کر کے القادر باللہ ابی العباس احمد بن الامیر اسحاق بن المقتدر باللہ کو خلیفہ بنایا گیا یہ معاملہ شعبان کے روز ہفتہ ہوا اس کی صورت یہ ہوئی کہ خلیفہ حسب عادت بہاء الدولہ کی آمد پر بیٹھا ہوا تھا بہاء الدولہ تخت پر بیٹھا تھا اتنے میں ایک شخص خلیفہ کو تلوار سے تک لے جا کر کپڑے میں لپیٹ کر حکومت کے خزانچی کے پاس لے گیا لوگ لوٹ کھسوٹ میں مشغول ہو گئے اصل حقیقت معلوم نہ ہو سکی کہ کیا ہو رہا ہے تنگ کر لوگوں نے لوٹنا شروع کر دیا کہ یہ بہاء الدولہ کا کام ہے جب اصل آدمی لوٹ لئے گئے تو کسی کی ادا تک خلیفہ کے سامان کو بھی لوگوں نے نہیں چھوڑا حتیٰ کہ بعض عہدوں اور سرداروں کے کپڑے بھی لوٹ لئے گئے گویا ایک قیامت برپا تھی۔ بہاء الدولہ گھر بلایا اس نے اشراف کو جمع کر کے انہیں حاضر کیا ایک تحریر لکھی کہ خلیفہ طائع نے خلافت سے دستبردار ہو کر قادر باللہ کو خلیفہ بنا دیا بازاروں میں اس کا اعلان کیا گیا تو دیلمیوں نے بہاء الدولہ سے تعلق توڑ کر قادر باللہ کی بیعت کا جلد مطالبہ کیا حالات کی سنگینی کی وجہ سے بعد میں اس کا خطبہ شروع کیا گیا۔

اللّٰھم اصلح عبدک و خلیفتک القادر باللہ

اے اللہ اپنے بندے اور خلیفہ قادر باللہ کی اصلاح فرما اس کے بعد تمام سرداروں کی رضامندی سے بیعت لی گئی کسی نے اختلاف نہیں کیا۔

بہاءالدولہ نے دارالخلافہ کی تمام چیزوں سے گھر خالی کرنے کا حکم دیا پھر عام و خاص کو دارالخلافہ لوٹنے کی اجازت دے دی۔ لوگوں نے دارالخلافہ کو اکھاڑ کر اس کی پوری عمارت کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

سابق خلیفہ نے اپنے دور حکومت میں موجودہ خلیفہ القادر باللہ کو تلاش کر لیا تھا۔ جس کی وجہ سے قادر باللہ بغداد چھوڑ کر بطیحہ چلا گیا تین سال تک وہیں رہا اب دیلمیوں نے اس کی بیعت منعقد ہونے تک بغداد میں داخل ہونے سے روک دیا۔ کافی کوششوں کے بعد ان کو راضی کر لیا تب قادر بغداد میں داخل ہو گیا دوسرے روز جلسہ عام کیا۔ جس میں لوگوں نے انہیں مبارکباد دی مدح اور قصیدہ خوانیاں خوب ہو گئیں یہ معاملہ شوال کے آخری عشرہ میں ہوا اس کے بعد قادر نے بہاءالدولہ پر خلعت کی اپنے دروازے کے باہر کا سارا علاقہ اس کے سپرد کیا خلیفہ قادر باللہ اس زمانے کے اچھے اچھے خلفاء میں سے تھے بڑے عالم شخص تھے۔ بعد میں اصول کو فروغ کرنے والا تھا عقیدہ کا بھی مصنف تھا۔ صحابہ کرام کے فضائل پر ایک قصیدہ لکھا یہ قصیدہ محدثین کی مجلس میں ہر جمعہ کو جامع مہدی میں سنایا جاتا تھا۔ لوگ اس کو سننے کے لئے جمع ہوتے سابق ہو چکی کے چند اشعار ترجمے کے ساتھ لکھے جاتے ہیں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱) ہر ہونے والے کام کے لئے تقدیری فیصلہ ہو چکا ہے اس لئے وہ شخص سستی کرے رزق کا ضامن ہو چکا ہے۔
(۲) تم صرف اپنی ضرورت کی فکر کرنے سے دوسرے کی ضرورت کی فکر نہیں کرتے تم بے کار آفت سے گھبرا گئے ہو۔
(۳) تم دنیا اور دنیا والوں کے قبرستان کو نہیں دیکھتے ہو۔ اے خیانت کرنے والے اپنی جدائی کی فکر کر۔
(۴) کان کھول کر سن لو جس دنیا کو جمع کرنے کی فکر میں تم لگے ہوئے ہو وہ دنیا تمہارے آباؤ اجداد کی ہے تم تو دوسروں کے لئے جمع کر رہے ہو۔
(۵) اے دنیا کے آباد کرنے والے یہ تو تمہارا گھر ہے جس میں موت کے ساتھ کوئی نہیں رہا۔
(۶) موت کی حقیقت سے تم خوب واقف ہو پھر بھی اس کی یاد سے غافل ہو۔
(۷) موت ایک ایسی چیز ہے جو بغیر خیال کئے بلا اجازت انسان کے پاس پہنچ جاتی ہے۔

اس سال تیرہ ذوالحجہ یعنی عید غدیر خم کے موقع پر روافض اور اہل سنت کے درمیان بڑی لڑائیاں ہوئیں جس میں بہت سے افراد ہلاک ہو گئے آخر باب بصرہ والے غالب آ گئے انہوں نے بادشاہ کے جھنڈوں کو جلا دیا۔ جن لوگوں پر آگ لگانے کا الزام تھا ان میں سے بعض کو قتل کر دیا عبرت کے طور پر انہیں پل پر لے جا کر سولی پر لٹکا دیا گیا۔

اس سال مکہ میں ابوالفتوح الحسین بن جعفر العلوی کا ظہور ہوا جس نے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا اور راشد باللہ نام رکھا مکہ کے باشندے اس کی طرف مائل ہو گئے ایک شخص نے وصیت کرتے وقت بہت سے مال چھوڑے اس سے اس نے کچھ شہری نظام درست کیا مکہ میں خواب دیکھا کہ اس کے ذوالفقار ہونے کا دعویٰ کیا ہاتھ میں چھڑی اٹھا کر دعویٰ کیا کہ یہ آپ علیہ السلام کی ہے۔

اس کے بعد عرب کی مدد حاصل کرنے کے لئے اس نے رملہ کا رخ کیا انہوں نے اس کا شاندار استقبال کیا زمین کو بوسہ دیا پھر امیر المومنین کہہ کر اسے سلام کیا یہاں پر اس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا۔ مصر کا حاکم عزیز مصر تھا اس نے بہت سے دانائی وقت کے بعد کسی کو مال دے کر اس کو توڑنے کے لئے شام کی طرف لشکر بھیجا جس میں بدوؤں کی جماعت تھی وہاں پر جا کر لوگوں کا بھی خیال تھا کہ اس کو توڑنے کا ارادہ کیا اسی طرح حجاز عرب کی طرف بھی جماعتیں روانہ کیں مکہ پر ایک امیر مقرر کر سکا اسے کہا کہ جزا دیا جا رہا ہے اس نے ان کی وجہ سے حالات پر قابو پا لیا مشکلات زوردار ہو گیا اس کی جماعت منتشر ہو گئی ایک ایک کر کے سب نے ساتھ چھوڑ دیا۔

مشہور لوگوں کی وفات

محمد بن الحسن بن مہران: یہ محمد بن حسن بن مہران ابوبکر المقری ہیں اس سال شوال میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی یہ ان

ابوالحسن عامری کی وفات ہوئی کسی نے احمد بن حسن کو خواب میں دیکھا ان سے پوچھا اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا جواب دیا اللہ نے ابوالحسن عامری کو میرے پاس کھڑا کر کے فرمایا میں نے ان کی وجہ سے تمہاری مغفرت فرما دی۔

عبداللہ بن احمد بن معروف ... یہ عبداللہ بن احمد بن معروف ابو محمد ہیں جو بغداد کے قاضی القضاۃ تھے ابن صاعد سے حدیث روایت کی ہے کہ ان سے خلال ازہری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یہ ثقات میں سے تھے عقلمند ہوشیار خوبصورت عمدہ لباس زیب تن کئے ہوئے ہوتے اور تھے ۷۶ سال کی عمر میں وفات پائی ابو احمد الموسوی نے پانچ تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان کے بیٹے نے جامع المنصور میں چار تکبیریں کہہ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر گھر میں دفن کئے گئے اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے۔

جوہر بن عبداللہ ...... یہ جوہر بن عبداللہ قائد ہیں جو قاہرہ کے بانی تھے اسماعیلی تھے کاتب سے مشہور ہے کافور اخشیدی کی وفات کے بعد مصر پر قبضہ کیا معز فاطمی نے ۳۵۸ھ ربیع الاول میں ان کو مصر روانہ کیا اسی سال شعبان میں ایک لاکھ لشکر کے ساتھ صندوقوں کے ہمراہ مصر میں پہنچے مصر کے باشندوں نے ان کا مقابلہ کیا لیکن شکست کھا گئے انہوں نے ان کو امن و امان دی۔ ۱۷ شعبان بدھ ۳۵۸ھ کو مصر کی جگہ پر اترے اسی رات دونوں محلوں کی بنیاد رکھی آنے والے جمعہ میں عباس کے بجائے معز کا نام خطبہ میں پڑھا اور سیاہ لباس کو ممنوع قرار دیا اذان میں حی علی خیر العمل کہنے کا حکم دیا لوگوں نے حسن اخلاق کا مظاہرہ کیا ہفتہ کے روز وزیر ابن الفرات قاضی کے ساتھ بیٹھتا مصر کی تکمیل میں بہت کوشش کی۔ جامع ازہر کی تعمیر سے جمعہ کو فارغ ہو گئے اس میں ۳۶۱ھ میں خطبہ پڑھا گیا یہی وہ جامع ہے جو آج تک جامع الازہر کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے بعد جوہر نے جعفر بن فلاح کو شام بھیجا اس نے اس پر قبضہ کیا پھر ۳۶۲ھ میں جوہر نے اپنے آقا معز فاطمی کو دعوت دی وہ مصر آیا معز کی وفات تک چنانچہ اس کا تعلق ہمیشہ شاہی محلوں میں عہدوں کا مرجع رہا یہاں تک کہ اسی سال وفات پائی اس کے بعد اس کی جگہ اس کے بیٹے کو مقرر کیا ادباء میں سے سب سے بڑے ادیب [illegible] ہیں۔ [illegible] کے ہاتھ قتل ہوا میرے خیال میں یہ [illegible] ابو [illegible] الکامل کے مصنف ہیں اس نے ان کتابوں میں واقعات کی ہیں [illegible] نے اس کی تردید میں کتاب لکھی ہے۔

واقعات ۳۸۲ھ

اس سال ماہ محرم کو وزیر ابوالحسن علی بن محمد الکوکبی نے جو ابن المعلم سے مشہور اور بادشاہ پر غالب تھا کرخ وغیرہ کے رافضیوں کو بدعات قبیحہ (عاشورہ کا نوحہ خوانوں کو منع کرنا اور ماتم کرنا) سے روک دیا اچھا کیا انہوں نے قبول کیا اور غدیر وغیرہ کی بدعت سے تنگی ہونے لگی اس نے اعلان کیا کہ ابن معروف کے بعد عدالت میں ثابت ہونے والے گواہوں کی گواہی قبول نہ کی جائے انہوں نے اس سلسلے میں بہت مال خرچ کیا تو اس موقع پر بھی انہوں نے کچھ مال جمع کر کے اس کو دیا جب اس کے بعد اس نے یہ اعلان واپس لے لیا۔

اس سال جمادی الثانی میں لشکر نے جمع ہو کر بہاء الدولہ کے پاس اس وزیر کے خلاف شکایت کی اپنے گھروں سے نکل کر باب شام کے قریب ٹھہر گئے بہاء الدولہ نے مسلسل اس کے بارے میں پیغام بھیجا کرتا رہا وزیر نے ان سے بڑا سخت مقابلہ کیا لیکن بالآخر سونپ دیا گیا اس کا گلا گھونٹ کر اسے قتل کیا یا محرم میں اسے دفن کیا گیا۔

اس سال ماہ رجب میں خلیفہ القادر نے سابق خلیفہ طائع کو دارالخلافہ کے ایک کمرے میں ٹھہرانے کا حکم دیا اپنے پاس آنے دیا۔ تمام خوشبو وغیرہ کھانے پینے کی اشیاء سب میں سے اس کو دینے کے لئے کہا لیکن اس نے دینے میں بخل کیا خلیفہ نے دوسرے شخص کو مقرر کیا اس کمرہ میں سابق خلیفہ کی وفات ہو گئی۔

اسی سال شوال میں خلیفہ قادر کے گھر میں بچے کی ولادت ہوئی اس کا نام ابوالفضل محمد بن احمد القادر باللہ رکھا، پھر بعد اس کو ولی عہد بنا کر اس کا لقب الغالب باللہ تجویز کیا، لیکن ایسا نہ ہوا۔

اسی سال بغداد میں غلے کی گرانی اتنی ہوئی کہ ایک رطل روٹی چالیس درہم، ایک اخروٹ ایک درہم میں ملنے لگی۔ اس سال روانگی کے وقت اصیفر اعرابی کے ڈر سے حاجیوں کے آنے جانے کی حفاظت کے انتظامات کئے، عراق سے ... کوفہ تک قافلے میں قادر باللہ خلیفہ نے خلعت اور اموال بھیجے۔

خواص کی وفات

محمد بن العباس کے حالات[1]۔۔ یہ محمد بن العباس ابن محمد بن زکریا بن یحییٰ بن معاذ ابوعبداللہ الخزاز ہیں جو ابن حیویہ سے مشہور تھے باغندی ابن صاعد اور بہت سے لوگوں سے احادیث کی روایت کی۔ دار قطنی نے ان پر کچھ اعتراضات کئے ہیں، بڑے بڑے حضرات نے ان سے احادیث کا سماع کیا، ثقہ تھے، بڑی بڑی کتابیں ہاتھ سے لکھی تھیں۔ ربیع الاول میں اسی سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

ابواحمد العسکری۔۔۔۔ یہ حسن بن عبداللہ بن سعید ہیں لغت، ادب اور نوادر کے امام تھے اس موضوع پر مفید کتابیں لکھیں جیسے التصحیف وغیرہ۔ صاحب بن عباد ان کی ہم نشینی کو بہت پسند کرتے تھے۔ ایک بار اسی شوق میں عسکر پہنچ کر ان سے ملاقات کی، ابواحمد نے ان کا بڑا اکرام کیا، ان سے شعروں کا تبادلہ کیا۔ ابن خلکان کے قول کے مطابق اسی سال ان کی وفات ہوئی۔ ابن الجوزی کے قول کے مطابق سن ۳۸۷ھ میں وفات پائی جیسا کہ عنقریب آئے گا۔

واقعات ۳۸۳ھ

اسی سال خلیفہ قادر باللہ نے مسجد حربیہ کی تعمیر کی اور اس پر غلاف چڑھانے کا حکم دیا اور جمعہ کے خطبوں اور دیگر معاملات میں اس کے ساتھ جامع مسجد جیسا معاملہ کیا جائے۔ خلیفہ نے یہ حکم ان کے علماء سے ان کے جواز کا فتویٰ لینے کے بعد دیا۔

خطیب بغدادی کا قول ہے کہ بغداد میں جمعہ کی نماز مدینہ مسجد، مسجد رصافہ، مسجد دارالخلافہ، مسجد براثا، مسجد قطیعہ ام جعفر میں ہوتی تھی، پھر سن ۳۲۹ھ میں مسجد براثا میں یہ عمل موقوف کر دیا گیا۔

اسی زمانہ میں جمادی الاولیٰ میں بہاء الدولہ ... کی پہلی تعمیر ... اسی سال ... اس موقع پر اس جگہ ... گیا اسی سال جمادی الثانی میں ... کی حالت ... بھی بہت ہو گئی انہوں نے بہاء الدولہ سے رابطہ کیا تو اس نے ان کی ضرورتیں پورا کر دیا۔

سال رواں ہی میں ... خلیفہ نے بہاء الدولہ کی لڑکی سکینہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر عقد نکاح کیا بہاء الدولہ کی طرف سے نکاح کے وکیل ... تھے لیکن شب عروسی سے پہلے ہی اس عورت کا انتقال ہو گیا۔

پہلا مدرسہ
* وزیر ابو نصر سابور بن اردشیر نے کرخ میں ایک مکان خرید کر اس کی تعمیر کرائی کافی کتب خرید کر اس میں رکھیں۔ فقہاء کے لئے وقف کر کے اس کا نام دار العلم رکھا۔ میرے خیال میں فقہاء کے نام پر وقف ہونے والا پہلا مدرسہ ہے یہ نظامیہ سے بہت پہلے کا ہے۔ اسی

---

[1] المنتظم ۷/ ۱۷۲۔ شذرات الذہب ۳/ ۱۰۳

سال ہی کے اختتام پر مہنگائی بہت ہوگئی لوگوں کی حالت بہت خراب ہوگئی اور استسقاء پر تیار ہونے لگی

خواص کی وفات

احمد بن ابراہیم ...... یہ احمد بن ابراہیم بن حسن بن شاذان بن حرب بن مہران ابوبکر البزاز ہیں بغوی ابن صاعد ابن ابی داؤد وغیرہ سے انہوں نے متعدد احادیث کا سماع کیا یہ ثقہ ثبت تھے اور سماع کرنے والے کثرت سے احادیث بیان کرنے والے اور متقی تھے اسی سال پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۳۸۲ھ

اس سال بغداد میں فتنہ پردازوں کا بہت زور ہوگیا دن رات لوگوں کا مال لوٹتے اور چوریاں بھی بہت زیادہ ہونے لگیں بہت سے مقامات پر آگ لگادی۔ بغداد والوں سے لوگوں کے اموال علانیہ طلب کرتے گئے پولیس ان کو بہت تلاش کرتی رہی لیکن ہر طرح تلاش کے باوجود ہاتھ نہ لگے انہوں نے اپنی کارروائیاں اسی طرح لوگوں کو قتل کرنے عورتوں بچوں کو مارنا جاری رکھا لیکن جب معاملہ حد سے بڑھ گیا تو بہاء الدولہ خود ان کی تلاش میں نکلا اس وقت وہ فرار ہو کر کسی دوسرے علاقے میں چلے گئے تب جو لوگوں نے ان کا ساتھ دیا میرا خیال یہ ہے کہ یہ واقعات جنہوں نے احمد الدولہ سے نقل کئے ہیں یا احمد الدولہ بھی ان ہی میں سے تھا۔ سال رواں میں ذیقعدہ میں الشریف الموسوی کو اس کے دونوں لڑکوں سمیت طالبیوں کی نقابت سے معزول کر دیا گیا۔

اسی سال عراقیوں کا حج پورا نہ ہو سکا جو حج کے لئے جا رہے تھے ان کو راستے سے واپس کر دیا گیا۔ حاجیوں سے قبیلے کے اصیفر اعرابی نے کہا کہ خلیفہ نے ہمیں کھوٹے دینار دیئے ہیں اب یا تو تم اچھے درہم دو ورنہ ہم تمہیں حج سے روک دیں گے چنانچہ انہوں نے حاجیوں کو روکے رکھا حتیٰ کہ حج کا وقت نکل گیا اور لوگ افسوس کے ساتھ واپس آگئے اسی سال شام و یمن والوں میں سے بھی کسی نے حج نہیں کیا مصر کے کچھ مغربی باشندوں نے حج کیا۔

اسی سال عرفہ کے دن الشریف ابو الحسن الزینبی نے محمد بن علی بن ابی تمام الزینبی کو عباسیوں کا نقیب بنایا اور قاضی ابن معروف کی موجودگی میں عہد نامہ پڑھ کر سنا دیا گیا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن ہلال ...... یہ ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم بن زہرون بن حیون ابو اسحاق الحرانی ہیں خلفاء اور معز الدولہ کے خطوط لکھتے رہے وہ بلکہ دینی معانی پر قائم رہے اس کے باوجود رمضان کے روزے رکھتے تھے زبانی قرآن کی تلاوت کرتے کچھ حصہ انہوں نے یاد کر رکھا تھا اپنے رسائل میں قرآنی آیات استعمال کرتے اسلام لانے کی بہت زیادہ ترغیب دی گئی لیکن اسلام قبول نہیں کیا ان کے عمدہ اشعار ہیں۔ عمر بھر صابی رہے اسی سال شوال میں وفات پائی الشریف الرضی نے ان کا مرثیہ کہا جس کا قافیہ ہے جس سے ان کے فضائل کا علم ہوتا ہے اور حقیقت میں یہ فضائل تھے بھی ان کے لئے۔

عبداللہ بن محمد ...... یہ عبداللہ بن محمد بن نافع بن مکرم ابو العباس البستی الزاہد ہیں میراث میں بہت زیادہ دولت پائی تو سب کچھ خرچ کر دیا بہت بڑے عابد تھے کہا گیا کہ ستر سال تک دیوار سے تکیہ نہیں لگایا نہ تکیے پر سر رکھا پیدل حج کیا حج کے موقع پر بیت المقدس میں بھی

مقیم ہو گیا پھر مصر جا کر مغرب چلے گئے وہاں سے حج کیا اس کے بعد بیت المقدس آ گئے اور تمام مال و خزانہ اللہ کی راہ میں خرچ کر دیئے۔
وفات کے وقت گھبراہٹ کے آثار ظاہر کئے ان سے پوچھا گیا تو جواب دیا کہ مجھے خطرناک امور نظر آ رہے ہیں نامعلوم ہو کر وفات پائی وفات کی رات ایک عورت نے اپنی مرحومہ ماں کو خواب میں اچھے کپڑے پہنے عمدہ زیب و زینت کی حالت میں دیکھا عورت نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا ہمارے ہاں ابو اسحاق کے آنے کی خوشی میں ہم نے یہ کیا۔

علی بن عیسیٰ بن عبیداللہ: یہ علی بن عیسیٰ بن عبیداللہ ابو الحسن النحوی ہیں جو رمانی سے مشہور ہیں ابن درید سے روایت کی ہے علم لغت و نحو اور کلام کے ماہر تھے ایک بہت بڑی تفسیر لکھی ابن معروف کے پاس گواہی دی تو انہوں نے قبول کر لی تنوخی و جوہری نے ان سے روایت کی ہیں۔
ابن خلکان کا قول ہے کہ رمانی واسط کے قریب قصر الرمان کی طرف منسوب ہے اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ ابو علی فارسی کی قبر کے پاس شونیزیہ قبرستان میں دفن کئے گئے۔

محمد بن عباس بن احمد بن قزاز: یہ محمد بن احمد بن قزاز ابو الحسن الکاتب ہیں محدث ثقہ امین تھے خطیب کا قول ہے ثقہ کتب کثیرہ کے مصنف تھے اپنے زمانہ میں سب سے زیادہ روایتیں جمع کیں ایک سو تفسیریں اور تاریخ لکھیں۔ اٹھارہ صندوق کتابوں کے بھرے ہوئے چھوڑ کر وفات پائی چند کتب کے علاوہ جو ادھر ادھر سے آئی تھیں سب کتابیں اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں عمدہ خط بہت صحیح تھا ان کے بارے میں ایک قول ہے کہ لکھے ہوئے کو اصل کے ساتھ ملا کر دیکھتے تھے ان کے انتقال پر افسوس ہے۔

محمد بن عمران بن موسیٰ بن عبیداللہ: محمد بن عمران بن موسیٰ بن عبیداللہ ابو عبیداللہ الکاتب ہیں جو ابن المرزبان سے مشہور تھے بغوی ابن درید وغیرہ سے روایت کی۔ اخباری پسندیدہ آداب کے مالک تھے اچھے فنون میں کتب کثیرہ کے مصنف تھے۔ کتاب تفضیل الکلاب علی کثیر ممن لبس الثیاب (کتوں کی فضیلت بہت سے شریف لوگوں پر) انہی کی تصنیف ہے بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس آ کر عضد الدولہ رات قیام کیا کرتا تھا عضد الدولہ سلام کئے بغیر ان کے گھر سے نہیں جاتا تھا ابو علی فارسی کا قول ہے کہ دنیا کی خوبیوں میں سے ایک خوبی ہے عتیقی کا قول ہے کہ ثقہ تھے ازہری نے ان کا انکار کیا۔ ابن الجوزی نے ان کے ثقہ ہونے کا انکار کیا ہے البتہ معتزلی کی طرف مائل تھے۔ سماع اور اجازت میں فرق نہیں کرتے تھے ان کی کل عمر اٹھاسی سال کی۔

واقعات ۳۸۵ھ

اسی سال ابن رکن الدولہ حسن بویہ نے ابو العباس احمد بن ابراہیم الضبی کو وزیر بنایا ان کا لقب الکافی تھا ان کی تقرری مشہور وزیر اسماعیل بن عباد کی وفات کے بعد عمل میں آئی۔
اسی سال بہاء الدولہ نے قاضی عبدالجبار کو گرفتار کیا اور کافی مال ان سے جرمانہ کے طور پر وصول کیا گیا ایک ہزار دینار چادریں ایک ہزار ریشمی کپڑے تھے۔ انہوں نے اس سے پہلے اس کے بعد حج نہیں کیا اس کے بعد عراق چلے گئے اس زمانے میں حرمین میں خطبوں میں فاطمی کا نام لیا گیا۔

الصاحب بن عباد: یہ ابو القاسم اسماعیل بن عباد بن عباس بن احمد بن ادریس الطالقانی ہیں جو کافی الکفاۃ سے مشہور ہیں۔ مؤید الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ کے وزیر تھے ان میں علم و فضیلت اور ادب تھے علماء فقراء پر خرچ کرنے کا جذبہ تھا اہل علم کے لئے سالانہ بغداد پانچ ہزار دینار بھیجا کرتے تھے۔ ادب کے ماہر تھے کئی فنون پر انہوں نے کتابیں تصنیف کیں۔ متعدد کتب سے استفادہ کیا جو چار سو اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ کئی ہوئے

وزراء میں ان جیسا بلکہ ان کے قریب قریب ان صفات کا حامل کوئی وزیر نہیں تھا۔

بنی بویہ کی حکومت ایک سو تیس سال چند ماہ رہی اس دوران انہوں نے ذاتی سمجھ حسن تدبیر سے مؤید الدولہ اس کے بیٹے فخر الدولہ کے لئے پچاس قلعے فتح کئے علوم شریعہ سے محبت فلسفہ علم مناظرہ وغیرہ سے نفرت کرتے تھے۔ ایک بار دست ہو گئے بیت الخلاء سے نکلتے وقت ہر بار صفائی کرنے والوں کے خیال سے دس درہم رکھ دیتے وہ ان کی بیماری کی زیادتی کی دعا کرتے گئے صحت یاب ہونے کے بعد فقراء کو گھر سے لوٹنے کی اجازت دیدی۔ جس میں صرف پچاس ہزار دینار کا سونا تھا۔ بڑے بڑے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا سند میں یہ بھی عالی تھیں ایک بار ان کے لئے املاء حدیث کا انتظام کیا گیا۔ آنے والوں کا رش ہو گیا بڑے بڑے امراء مجلس میں شریک ہوئے مجلس میں جانے کے وقت فقہاء کا لباس زیب تن کیا گناہوں سے توبہ پر لوگوں کو گواہ بنایا فرمایا پیدا ہونے کے دن سے آج تک اپنے آباؤ اجداد کے مال سے ضروریات پوری کرتا ہوں ہر شام کسی کو اپنے ساتھ شریک کرتے ہیں لیکن کھانے میں ان کے ساتھ شریک نہیں ہوتا گھر میں بیت التوبہ کے نام سے ایک قبہ بنائی ہوئی تھی توبہ پر علماء سے دستخط لئے املاء کے وقت رش کی وجہ سے لوگوں تک آواز پہنچانے کے لئے ایک جماعت مقرر کی اس دن املاء حدیث کی مجلس میں قاضی عبدالجبار کے علاوہ بڑے بڑے فضلاء، سادات، فقہاء اور محدثین عظام شریک ہوئے تھے۔ قزوین کے قاضی نے ان کے پاس کچھ بہترین کتابوں کا مجموعہ ہدیۃً بھیجا ان کے ساتھ دو شعر بھی لکھ کر بھیجے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) عمید کافی الکفاۃ کا غلام ہے یہ تمام جو قاضیوں میں بڑے بزرگ ہیں۔
(۲) انہوں نے بہت اونچی مجالس کی خدمت کی ہے۔ ایسی کتابوں کے ذریعے جو اعلیٰ درجے کی ہیں حسن سے لبریز ہیں۔

جب وہ کتابیں صاحب عباد کے پاس پہنچیں ان میں سے ایک کتاب رکھ کر بقیہ کتاب واپس کر دیں، دو شعر بھی لکھ دیئے۔

(۱) ہم ایک کتاب قبول کر کے بقیہ اسی وقت واپس کر دیں۔
(۲) میں زیادتی کو غنیمت نہیں سمجھتا اس لئے کہ ہمارا مذہب دینے کے بجائے لینا ہے۔

ایک بار شراب کی مجلس میں بیٹھے تھے ساقی نے ان کو بھی شراب کا گلاس پیش کیا اتنے میں ایک خادم نے کہا کہ یہ زہر ہے انہوں نے دلیل پوچھی انہوں نے جواب دیا تجربہ، انہوں نے پوچھا کس پر کروں اس نے کہا لانے والے پر انہوں نے کہا یہ ناجائز ہے اس نے کہا مرغی پر انہوں نے کہا جانوروں کے ساتھ اس طرح کرنا ناجائز ہے پھر اس شراب کے گرانے کا حکم دیا ساقی سے کہا کہ آج کے بعد میرے گھر میں نہ آنا۔ مزید اس سے کچھ نہیں پوچھا۔

ایک بار وزیر ابوالفتح نے ابن ذی الکفایتین کو وزیر بنوایا تھا پھر ایک وقت اس نے مؤید الدولہ کی وزارت سے معزول کرا کے ان کی جگہ پر خود کام کرنا شروع کر دیا ایک مدت تک کام کرتا رہا ایک روز وہ اپنے دوستوں کے ساتھ خوش گپیوں میں مشغول تھا انتہائی خوشی کی حالت میں تھا ہر قسم کی لذتوں اور سامان کا اس مجلس میں انتظام کیا گیا اس وقت چند اشعار کہے جسے گانے والے بہت عمدہ آواز اور انداز سے گا رہے تھے یہ پوری خوشیوں اور مسرت سے سرشار تھے ان کے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) میں نے اپنے معبود اور بلندی دونوں کو بلایا جب دونوں جمع ہو گئے تو میں نے پیالہ مانگا۔
(۲) میں نے اپنی چہکتی ہوئی جوانی کو کہا آج یہی خوشی کا وقت ہے۔
(۳) جب انسان کو امیدیں حاصل ہو جاتی ہیں تو اس کے بعد انسان جلدی سے ان سے کنارہ کش نہیں ہوتا۔

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا صبح مجھے شراب پیش کرنا اتنی بات کر کے کمرہ میں سونے کے لئے چلا گیا صبح ہونے سے پہلے ہی مؤید الدولہ نے اس کو گرفتار کر کے اس کے تمام اموال آمدنیوں پر قبضہ کر لیا اسے عبرتناک سزا دی ابن عباد [illegible]

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ابن عباد کے مرض الوفات میں فخر الدولہ عیادت کے لئے آئے اس نے ابن عباد سے حکومتی امور کے بارے میں وصیت کی درخواست کی ابن عباد نے کہا میری صرف ایک وصیت ہے جو قوانین آپ نے مقرر کئے ہیں انہیں کو برقرار رکھیں انہیں تبدیل نہ کریں کیونکہ تبدیل نہ کرنے کی صورت میں شروع سے آخر تک تمام چیزیں آپ کی طرف منسوب ہوں گی تبدیل کرنے کی صورت میں اسے پہلے کی تمام

[illegible] میری یہی خواہش ہے کہ تمام چیزیں آپ کی طرف منسوب ہوں اگر چہ [illegible] صحت [illegible] اور اس نے اس پر عمل کیا ان کی وفات ۲۴ صفر جمعہ کی شب ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ وزراء میں سب سے پہلے ان کا نام صاحب رکھا گیا بعد میں دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا گیا یہ وزیر ابو الفضل کے ساتھ رہا کرتے تھے اس وجہ سے ان کا نام صاحب رکھا گیا پھر دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا جانے لگا۔

صابی نے اپنی کتاب التاجی میں لکھا ہے کہ مؤید الدولہ کے بچپن کے ساتھی ہونے کی وجہ سے مؤید الدولہ نے ان کا نام صاحب رکھا جب یہ بادشاہ بنا تو اس نے ان کو وزیر بنایا اور ان کا نام باقی رہا پھر یہ صاحب ہی سے مشہور ہو گئے اس کے بعد دوسرے وزراء کو بھی صاحب کہا گیا۔

ابن خلکان نے ایک قصیدہ میں ان کے مکارم جمیلہ اور فضائل کو [illegible] ان کے بارے میں تعریفی کلمات کو ذکر کیا ان کی تصانیف بھی ذکر کی ہیں ان میں سے سات جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے اس میں لغت کے اکثر الفاظ آ گئے ہیں۔ ان کے اشعار میں سے شراب پر دو شعر ذکر کیے گئے ہیں۔

(۱) شیشہ شراب اور پیالہ باریک ہیں دونوں کے ایک جیسا ہونے کی وجہ سے معاملہ بھی ایک جیسا ہو گیا۔
(۲) گویا وہ شراب ہے پیالہ نہیں یا پیالہ ہے شراب نہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے قریب رے میں ان کی وفات ہوئی پھر اصبہان منتقل کیا گیا۔

الحسن بن حامد: یہ حسن بن حامد ابو محمد الادیب ہیں [illegible] کے مالک تھے۔ انہوں نے علی بن محمد بن سعید الموصلی سے روایت کی ہیں ان سے صوری نے روایت کی ہے صدوق تھے انہوں نے [illegible] متنبی [illegible] کی تعریف ضرور کرتا [illegible] تھے ان کے اشعار میں سے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(۱) میں نے [illegible] ستاروں کو [illegible] حاصل کر لیں۔
(۲) میں اپنی قیمتوں کو کسی طرح حاصل کرنے والا نہیں ہوں جب بھی ان کو حاصل کرنے کے لئے ان کی قیمتیں جمع ہو جاتی ہیں اسی وقت انہیں حاصل کرتا ہوں۔

ابن شاہین الواعظ کے حالات[1]: یہ عمر بن احمد بن عثمان بن محمد بن ایوب بن ازداذ ہیں ابو حفص سے مشہور ہیں متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا باغندی سے حدیث بیان کرتے ہیں ثقہ امین تھے مشرق و مغرب کا سفر کیا ان کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے ایک تفسیر ہے [illegible] ہزار جز [illegible] مشتمل ہے [illegible] کے قریب [illegible] ان کی وفات ہوئی۔

الدارقطنی[2]: یہ علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن دینار بن عبد اللہ ابو الحسن الحافظ الکبیر ہیں اپنے زمانہ میں [illegible] علم حدیث کے [illegible] ہیں [illegible] اسماء و رجال [illegible] علل [illegible] تصنیف [illegible] کتاب [illegible]

---

[1] شذرات الذہب ۳/۱۱۷، المنتظم ۷/۱۸۲
[2] تاریخ بغداد ۱۲/۳۴، [illegible] ۳/۹۹۱

ہے اس جیسی کتاب لکھنا تو در کنار اس کو سمجھنا بھی ہر شخص کی بات نہیں البتہ حدیث کا منفرد حافظہ رکھنے والا امام دانا اور متقن شخص ہی اسے سمجھ سکتا ہے۔ ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں جیسے "المعتلف وفی الاجیاد" وغیرہ۔ دار قطنی بچپن ہی سے بڑے ذہن قوت حافظہ کے مالک تھے۔ سیرت علم اور علوم کا سمندر سمجھے جاتے تھے۔

ایک بار اسماعیل صفار لوگوں کو حدیث لکھوا رہے تھے دار قطنی حدیث کا جز لکھ رہے تھے کسی نے ان سے کہا کہ آپ تو صحیح طور پر سن بھی نہیں سکتے پھر بھی آپ لکھ رہے ہیں دار قطنی نے جواب دیا لکھنے کے معاملے میں میری سمجھ آپ کی سمجھ سے اچھی ہے اس شخص نے سوال کیا اب تک شیخ نے کتنی حدیثیں لکھوا دی ہیں دار قطنی نے جواب دیا کہ شیخ نے اٹھارہ احادیث لکھوائی ہیں پھر اول تا آخر تمام احادیث متن اور سندوں کے ساتھ حرف بحرف سنا دیں اس پر لوگوں کو بڑا تعجب ہوا۔ حاکم ابو عبداللہ نیساپوری کا قول ہے کہ دار قطنی جیسا عظیم الشان انسان میں نے نہیں دیکھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ دار قطنی حدیث، قرآت، لغت، نحو اور شعر تمام علوم کے امام تھے عادل بھی تھے عقیدہ بھی درست تھا سات ذیقعدہ منگل کے روز وفات پائی کل عمر ستر سال دو دن تھی دوسرے روز معروف کرخی کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ دار قطنی کے دیار مصر کے سفر کے موقع پر کافور کے وزیر ابو الفضل جعفر بن خنزابہ نے ان کا بڑا اکرام کیا انہوں نے اور حافظ عبدالغنی نے ان کی مسند کی تکمیل کے سلسلے میں ان کی بڑی مدد کی چنانچہ اس وجہ سے دار قطنی کو کافی مال مل گیا۔ دار قطنی بغداد کے ایک بڑے محلہ دار القطن کی طرف منسوب ہے۔ عبدالغنی بن سعید المصری کا قول ہے کہ علی بن المدینی، موسیٰ بن ہارون اور دار قطنی کے زمانہ میں حدیث پر ان جیسی بحثیں کسی نے نہیں کی۔

خود دار قطنی سے سوال کیا گیا آپ جیسا کوئی آپ نے دیکھا ہے جواب دیا ایک ایک فن میں مجھ جیسے بلکہ مجھ سے بھی اعلیٰ کئی لوگ گزرے ہیں لیکن کئی فنون میں اپنے جیسا شخص میں نے نہیں دیکھا۔ خطیب بغدادی نے ابو الفرج ہبۃ اللہ بن ماکولا کا قول نقل کیا ہے کہ میں خواب میں گویا دار قطنی کے بارے میں سوال کر رہا ہوں جواب دیا گیا ان کو جنت میں بھی امام کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

عباد بن عباس بن عباد…… یہ عباد بن عباس بن عباد ابو الحسن الطالقانی ہیں جو وزیر اسماعیل بن عباد (جن کا تذکرہ گزر چکا ہے) کے والد ہیں ابو خلیفہ الفضل بن حباب وغیرہ بغدادیوں اصفہانیوں رازیوں سے احادیث کا سماع کیا ہے ان سے ان کے لڑکے وزیر ابو الفضل القاسم نے حدیث کا سماع کیا ان کے احکامات القرآن کے بارے میں ایک کتاب ہے اتفاق سے باپ بیٹا دونوں کی وفات ایک ہی سن میں ہوئی اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے۔

عقیل بن محمد بن عبدالواحد ابو الحسن الاحنف العکبری…… مشہور شاعر ہیں ان کے اشعار کا مستقل ایک دیوان ہے ابن الجوزی نے ان کے اشعار میں سے منتخب عمدہ اشعار نقل کئے ہیں جن کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

(۱) ملامت کرنے والی کی ملامت کی وجہ سے اپنے لئے موت کا فیصلہ کرتا ہوں۔
(۲) کسی دوست کا دوستی کے عہد پر ملامت کرنا ملامت کرنے والی کی ملامت سے بھی زیادہ سخت ہے۔
(۳) کمینہ اور ذلیل شخص سے بخشش طلب کرنا سب سے تنگی ہے۔
(۴، ۵) عزت اور طول عمر سے راحت طلب کرنے والے کے لئے لوگوں سے گوشہ نشینی پر گذارہ کرنا لازمی ہے۔
(۶، ۷) عنقریب تم زمانہ کو دیکھو گے اور ہوشیاری کی نظر سے دیکھو گے کہ فضول کاموں کے چھوڑنے میں ہی عقلمندی ہے۔
(۸، ۹) صبر جمیل سے تنہائی کے مرض کا علاج کروں گا مرتے دم تک بات چیت گفتگو کے ذریعے کسی سے بھی لڑائی نہیں کروں گا۔
(۱۰، ۱۱) خاموشی کو اپنے لئے لازم کرو کیونکہ خاموشی ہی عقلمندوں کی تہذیب ہے تکبر کو متکبرین کے لئے چھوڑ دے تواضع اختیار کرلے۔

(۱۲-۱۳) انسان جب دشمنی سے تعلقات میں بے خود ہو جائے اور اچھی چال سے نرمی اختیار کرے تنگ زندگی اس کے لئے دکھی زندگی ہے۔

(۱۴-۱۵) دوست کی محبت سے جو دھوکہ دشمنی برداشت کر کے ملامت گر کی ملامت گری کے باوجود بخل سے بچتا۔

(۱۶-۱۷) سخت دشمنی رکھنے والے سے تکلیف برداشت کر کے ہماری چیز کے قریب ہونے والوں سے حق پر جھگڑا کیا۔

(۱۸-۱۹) آخر بھلے کسی کی بخل سے کفالت کو نہیں پڑے گا جب یہ ساری باتیں پوری ہو جائیں تو وہ مقصد سے سامنے میں رہے گا۔

محمد بن عبداللہ بن سکرہ کے حالات (۱) … یہ محمد بن عبداللہ بن سکرہ ابو الحسین الہاشمی ہیں علی بن مہدی کی اولاد سے ہیں شاعر مسخرہ پن اور اچھی طبیعت کے تھے ہاشمی کی ظرافت و ذہانت کے واقعات ابن الحجاج جیسے تھے ایک بار علی اور عائشہ کی ہر دو عورت ایک اونٹ کے بارے میں فیصلے کرتا تھے انہوں نے کہا بھوک کے خوف سے میں کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا ان کے عمدہ اشعار میں سے دو اشعار یہ ہیں:

(۱) میرے معشوقوں میں چار چیزیں پائی جاتی ہیں جو کسی انسان میں جمع ہو سکتی ہیں۔

(۲) چہرہ چاند ہو، رخسار پر گوشت ہو، خوشبو شراب ہو، دانت اولے کے ہوں۔

ایک بار غسل خانہ میں حمام کے لئے گئے وہاں سے ان کی جوتی چوری ہو گئی جس کی وجہ سے ننگے پاؤں آئے اس پر چند اشعار کہے:

(۱) اے لوگو ابن موسیٰ کے حمام کی ہر طرف تعریف کر جو خوشبو دار اور گرم ہونے کے باوجود بہت سے حماموں سے اچھا ہے۔

(۲) اس کے نزدیک چور بہت آتے ہیں جس کی وجہ سے اس میں غسل کرنے والا ننگے پاؤں اور ننگے بدن بھی آتا ہے۔

(۳) اگر چہ میں ننگے بدن تو داخل نہیں آیا لیکن ننگی حالت میں داخل ہوا اور ننگے پاؤں حالت میں واپس ہوا۔

یوسف بن عمر مسرور کے حالات (۲) … یہ یوسف بن عمر بن مسرور ابو الفتح القواس ہیں۔ بغوی، ابن ابی داؤد، ابن صاعد وغیرہ سے روایت حدیث کی ان سے خلال، عشاری، جوہری، تنوخی وغیرہ نے روایتیں کی ہیں یہ ثقہ، عابد، زاہد تھے۔

دارقطنی کا قول ہے کہ ہم ان کے بچپن ہی میں ان کے ذریعے تبرک حاصل کرتے تھے اسی سال ماہ ربیع الثانی پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی باب حرب کے قریب دفن ہوئے۔

یوسف بن ابی سعید … یہ یوسف بن ابی سعید ابو محمد السیرافی ہیں ان کے والد نے کتاب سیبویہ کی شرح لکھنا شروع کی تھی لیکن تکمیل سے پہلے ہی وفات ہو گئی اس کی تکمیل انہوں نے کی تھی اسی سال پچپن سال کی عمر میں وفات ہوئی۔

واقعات ۳۸۶ھ

اسی سال محرم میں بصرہ والوں نے کسی وجہ سے ایک پرانی قبر کھودی اس میں سے ایک مردہ کپڑوں اور تلوار سمیت اچھی حالت میں ظاہر ہوا لوگوں نے اسے زبیر بن العوام سمجھ کر نکال لیا پھر نقیب نے اسے کفن دے کر دفن کر دیا قبر کے پاس ایک مسجد تعمیر کر کے کئی چیزیں اس کے لئے وقف کر دیں فرش اور روشنی کا انتظام کر کے خدام اور مجاورین کو مقرر کیا۔

اسی زمانہ میں عزیز بن معز فاطمی کی وفات کے بعد ان کا لڑکا منصور جو گیارہ سال کی عمر میں مصر کا حکمران ہوا اور حاکم بامر اللہ حکومت کی

---

(۱) تاریخ بغداد ۵؍۴۶۵، ۴۶۶ شذرات الذہب ۳؍۱۸۰، ۱۹۱

(۲) تاریخ بغداد ۱۴؍۳۲۵، ۳۲۶ العبر ۳؍۳۱

نگہداشت کرتے رہے بڑے ہونے کے بعد عبیدی نے ان دونوں کو قتل کر کے ان کی جگہ مصریوں کو مقرر کر دیا ان کے علاوہ بھی کئی افراد کو قتل کیا حتیٰ کہ اس کی حکومت مکمل طور پر قائم ہو گئی اسی سال مصریوں کی طرف سے مقرر شدہ امیر۔ بنو کرمان کو حج کرایا اور خطبہ میں عبیدی کا نام پڑھا

احمد بن ابراہیم کے حالات[1] ……یہ احمد بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ بن سختویہ ابو حامد بن ابی اسحاق المزکی نیشاپوری ہیں۔ اصم اور ان کی جماعت سے حدیث کا سماع کیا بچپن سے بڑھاپے تک عابد تھے ۲۹ سال تک روزے رکھے۔ حاکم کا قول ہے کہ میرے نزدیک کسی انہوں نے گناہ نہیں کیا اسی سال ماہ شعبان میں تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو طالب مکی کے حالات[2] ……یہ ابو طالب قوت القلوب کے مصنف ہیں نام محمد بن علی بن عطیہ ابو طالب المکی ہے۔ واعظ و نصیحت کرنے والے صوفیا ہے کہ نامور خوب عبادت گزار تھے قوت القلوب انہیں کی تصنیف کردہ کتاب ہے اس میں بے اصل احادیث ذکر کی ہیں۔ جامع بغداد میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے۔

ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ یہ اصل میں پہاڑی علاقے کے تھے مکہ میں جوان ہوئے ابو الحسن بن سالم کی وفات کے بعد بصرہ آئے ان کے مقام کی طرف منسوب ہوئے پھر بغداد آگئے تب ان کے پاس جمع ہونے لگے ان سے وعظ کی مجلس ہونے لگی وعظ میں الفاظ میں گڑبڑ کرتے تھے ایک بار وعظ میں کہا مخلوق کے لئے خالق سے زیادہ نقصان دہ کوئی چیز نہیں ہے لوگ ان سے متنفر ہو کر دور ہو گئے ان کا وعظ بھی بند کر دیا گیا۔

ان کے نزدیک گانا جائز تھا عبدالصمد بن علی ایک دن ان کے پاس آئے ان کو ملامت کی اور برا بھلا کہا ابو طالب نے ایک شعر پڑھا:

اے رات تیرے سے وقت میں کتنے لوگ بیدار ہوئے اسے صبح کا شوق قریب ہونے لگا۔ عبدالصمد ناراض ہو کر واپس آ گئے۔

ابو القاسم بن بسران کا قول ہے کہ میں ابو طالب مکی کے مرض الوفات میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے ان سے وصیت کی درخواست کی انہوں نے وصیت کی کہ اگر میرا خاتمہ بالخیر ہو جائے تو میرے جنازہ پر بادام اور شکر نچھاور کرنا میں نے عرض کیا آپ کے خاتمہ بالخیر کا مجھے کیسے معلوم ہو گا انہوں نے کہا جس وقت میں اپنا ہاتھ آپ کے ہاتھ میں رکھ دوں گا اسی حالت میں میری وفات ہو جائے تو سمجھنا کہ میرا خاتمہ بالخیر ہو گیا ابو القاسم کہتے ہیں کہ وفات کے قریب میں ان کے پاس بیٹھ گیا انہوں نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا اسی حالت میں ان کی روح نکل گئی میں نے حسب وصیت ان کے جنازہ پر بادام اور شکر نچھاور کی۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال جمادی الثانی میں ان کی وفات ہوئی جامع الرصافہ کے سامنے ان کی قبر بنائی گئی۔

العزیز صاحب مصر کے حالات[3] ……یہ نزار بن معد ابو تمیم ہیں کنیت ابو منصور اور لقب عزیز ہے اسی سال بیالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ والد کی وفات کے بعد اکیس سال پانچ ماہ دس یوم حکومت کی ان کی وفات کے بعد ان کا لڑکا الحاکم (لعنہ اللہ) اس کے بعد حاکم بنا اسی کی طرف فرقہ حاکمیہ زنادقہ حلولیہ منسوب ہے اسی نے اپنے غلام کو داعی بنا کر اسمٰعیلیہ کی طرف خالص کفر کی دعوت دے کر بھیجا انہوں نے اس کی دعوت کو قبول کر لیا یہی حاکم کی طرف منسوب ہیں ان تمام پر اللہ کی لعنت ہو بہرحال اس مصر کے حاکم عزیز نے ایک نصرانی عیسیٰ بن نسطورس کو اور ایک یہودی منشا کو اپنا وزیر بنا لیا اسی وجہ سے اس زمانے کے یہود و نصاریٰ غالب ہو گئے حتیٰ کہ ایک عورت نے مصر کے حاکم کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اس ذات کی قسم جس نے یہود کو منشا اور نصاریٰ کو عیسیٰ بن نسطورس کے ذریعے عزت دی اور ان دونوں کی وجہ سے مسلمانوں کو ذلیل کیا آپ نے ان کو اس تک رسائی سے پہلے ہی کوئی چیز کا فیصلہ نہیں کیا۔ اس کے بعد عزیز مصر نے ان دونوں کو وزارت سے معزول کر دیا یہودیوں سے تین لاکھ دینار بطور جرمانہ وصول کیا۔

اسی سال عضد الدولہ کی لڑکی اور طائع کی بیوی کا انتقال ہوا اس کی جائیداد اس کے بھتیجے بہاء الدولہ کو دی گئی اس میں جواہرات بہت تھے۔

---

[1] ۳۳ تاریخ بغداد ۴/ ۲۰

[2] الانساب ۱/ ۲، تاریخ بغداد ۳/ ۸۹، ۲۲۵ ۵۰۴

[3] شذرات الذہب ۳/ ۲۱۲، العبر ۳/ ۳۴

واقعات سن ۳۸۷ھ

اس سال فخر الدولہ ابو الحسن علی بن رکن الدولہ بن بویہ کی وفات ہوئی ان کی جگہ ان کا چار سال کا لڑکا کم عمر تھا اس وجہ سے اس کے بعد کے خواص نے حکومت اور رعایا کی تجدید بیعت کی

الحسن بن عبداللہ ... یہ الحسن بن عبداللہ بن سعید بن اسماعیل العسکری اللغوی ہیں۔ ماہر فن تھے متعدد کتب کے مصنف تھے لغت پر ان کی بہت مفید ایک کتاب التصحیف کے نام سے ہے یہ اعتزال کی طرف مائل تھے جب صاحب بن عباد اور فخر الدولہ بویہ لشکر کے شہر میں ان کے پاس سے گزرے تو ملنے کو بلایا تو صاحب عباد نے ان کے پاس ایک رقعہ میں چند شعر لکھ کر بھیجے۔

(۱) جب تم نے ہماری ملاقات سے انکار کر دیا اور ضعف نے کہہ دیا اب ہم کمزور ہو چکے ہیں ہمارے سامنے ملاقات کی استطاعت نہیں۔

(۲) ہم خود ہی دوبارہ ملاقات کریں۔ یہ تم ... کی ملاقات ہے کہ تم فرماؤ گے اب بہت سے نوجوان اور ادھیڑ عمر بھی بہت سے مہمان بنفسہ آنے والے ہیں۔

(۳) اب ہم تمہیں قسم دے کر پوچھتے ہیں کیا تمہارے پاس اپنے مہمان کے منہ میں ڈالنے کے لئے کوئی سامان ہے تاکہ ہم بچے پیاروں کو الٹ پلٹ نہ کریں

اس کے بعد حسن بن عبداللہ کو یہ شکل تحریر پر مجبور کیا گیا جس کے ذریعے وہ صاحب بن عباد کے پاس پہنچے حسن بن عبداللہ نے صاحب موصوف کا جواب اس مضمون پر دیا کہ ابن عبداللہ ... مگر چند امور سے معذرت کیا اشعار یہ ہے

(۱) مجھے کیا ہوا کہ میں ایک بے چارے بوڑھے کو پاتا ہوں اب تک شر سے محفوظ نہیں۔

(۲) گویا کہ وہ ہمارے سامنے جنت الفردوس ہے لیکن میرے پاس نیا گھوڑا نہیں جس کے ذریعے میں اس میں داخل ہوں۔ صاحب عباد نے ان کی آمد کا ذکر کیا ... داخل ہونے کے لئے قسم ... مہمان کا اعزاز و اکرام کیا۔ اسی سال اہواز میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ حسن بن عبداللہ کی ولادت سن ۲۹۳ھ ۱۶ شوال بروز جمعرات ہوئی اور وفات سن ۳۸۲ھ ساتویں ذوالحجہ بروز جمعہ ہوئی۔

عبیداللہ بن محمد بن عبداللہ کے حالات ... یہ عبیداللہ بن محمد بن محمد بن حمدان ابو عبداللہ العکبری ابن بطہ ہیں ... ابو القاسم البغوی سے ... مشہور تھے ... کی وجہ سے خلیفہ کے ہاں ان کا مرتبہ بلند تھا اور وہ ... سے مشہور ہو گئے ابو القاسم البغوی ابن صاعد ... اور ... سے احادیث روایت کیں۔

ابن جوزی کا قول ہے کہ ... ان پر الزام لگاتے ہوئے کہا ہے کہ ... ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر روایت کرتے تھے ... کی طرف نسبت کر کے ... حدیث بیان کرتے تھے ... سال کی عمر میں ... وفات ہوئی۔

ابن زولاق ... یہ حسن بن ابراہیم بن حسین بن حسن بن علی بن خالد بن راشد بن عبداللہ بن سلیمان بن زولاق ابو محمد المصری کے نام سے ہیں۔ مصر کے قاضیوں کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جو قاضی ابو عمر محمد بن یوسف بن یعقوب الکندی کی کتاب کا اضافہ ہے جو سن ۲۴۶ھ تک کے احوال پر مشتمل ہے اسی طرح ابن زولاق نے قاضی بکار سے سن ۳۸۶ھ تک کے احوال کا اضافہ کیا یعنی ابو الحسن کے قاضی محمد بن نعمان کا زمانہ منسوب ہے جو قاضی ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کتاب البلاغ تصنیف کی جو عبدالعزیز بن نعمان کے بھائی ہیں واللہ اعلم۔

ابن زولاق کی وفات اسی سال ماہ ذیقعدہ کے آخر میں اکاسی سال کی عمر میں ہوئی۔

ابن بطہ عبید اللہ بن محمد...... یہ عبید اللہ بن محمد ابن عمران ابو عبید اللہ العکبری ہیں جو ابن بطہ سے مشہور ہیں علماء حنابلہ میں سے ہیں مختلف فنون پر مختلف کتابیں تصنیف کیں۔ بغوی، ابی بکر النیسا پوری اور ابن صاعد سے احادیث کا سماع کیا ان سے حفاظ کی ایک جماعت ابو الفتح بن ابی الفوارس الازجی برمکی نے احادیث روایت کی ہیں متعدد ائمہ نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں امر بالمعروف ونہی عن المنکر ان کا شیوہ تھا کسی نے آپ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا آپ ﷺ سے عرض کیا کہ ان کے فرامین تو مختلف مذاہب میں بٹ گئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ابو عبد اللہ بن بطہ کے مذہب کو لازمی پکڑلو صبح ہونے کے بعد خواب کی خوشخبری دینے کے لئے ابن بطہ کے پاس گئے ابن بطہ ان کو دیکھ کر مسکرائے ان سے کلام کرنے سے پہلے ہی فرمایا اللہ کے رسول نے سچ فرمایا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

خطیب بغدادی نے اپنے شیخ ابن برہان بغوی سے ابن بطہ کی جرح سن کر ان پر کلام کیا ابن الجوزی نے بعض مشائخ سے ان کی تعریف سن کر خطیب کا رد کیا ہے اور ابی الوفاء ابن عقیل سے نقل کیا ہے کہ محمد بن برہان نے مرجیہ کا مذہب اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ کفار ہمیشہ جہنم میں نہیں رہیں گے اس قسم کی بات صرف تسلی کے لئے کہی گئی ہے۔ آخرت میں تو اس کی بھی ضرورت نہیں علاوہ ازیں اللہ غفور الرحیم اور الرحمن ہیں۔

اس کے بعد ابن عقیل نے ابن برہان کا رد کرنا شروع کیا ابن الجوزی نے کہا کہ ایسے شخص کی جرح کیسے مقبول ہو سکتی ہے پھر ابن الجوزی نے سنداً ابن بطہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے بغوی سے علم سنی اور فرمایا دلیل مثبت دلیل نفی پر مقدم ہوتی ہے۔

خطیب کا قول ہے مجھ سے عبد الواحد بن برہان نے ان سے محمد بن ابی الفوارس نے ان سے ابن بطہ نے اور بغوی نے ان سے مصعب نے ان سے مالک نے ان سے زہری نے ان صحابی حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ خطیب نے کہا کہ یہ حدیث مالک سے باطل ہے اور یہ ابن بطہ پر موقوف ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ان کے دو جواب ہیں:

(۱) ...... ابن برہان کے خط میں وہ بات ملی جسے خطیب نے ابن بطہ کی شان میں برائی بیان کیا ہے اور وہ باطل ہے کہ وہ میرے شیخ ہیں۔ میں نے بچپن میں ان سے علم حاصل کیا ہے۔

(۲) ...... ابن برہان کا ابن بطہ کی برائی کرنا اجماع کے خلاف ہے کیوں کہ ابن بطہ کے بارے میں مشائخ علماء کا قول ہے ابن بطہ مرد صالح اور مستجاب الدعوات تھا اتنے مشائخ کے مقابلہ میں ایک شخص کی بات کیسے قابل قبول ہو سکتی ہے ہم خواہشات کی پیروی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

علی بن عبد العزیز بن مدرک...... یہ علی بن عبد العزیز بن مدرک ابو الحسن البردعی ہیں ابن ابی حاتم وغیرہ سے احادیث روایت کیں بہت بڑے مالدار ہونے کے باوجود دنیا کو چھوڑ کر فکر آخرت میں مشغول ہو گئے۔ مستقل مسجد کی سکونت اختیار کر لی بڑے نمازی بڑے عابد تھے۔

فخر الدولہ بن بویہ...... یہ فخر الدولہ بن بویہ علی بن رکن الدولہ ابی الحسن بن بویہ الدیلمی ہیں بلاد ری اور اس کے مضافات کے بادشاہ تھے اپنے بھائی مؤید الدولہ کی وفات کے وقت شہر سے باہر تھے۔ وزیر ابن عباد نے ان کو لکھا کہ جلدی پہنچ جاؤ۔ پہنچتے ہی فوراً ان کو بادشاہ بنا دیا۔ ابن عباد کی وزارت بحال رکھی چھیالیس سال کی عمر میں وفات پائی ان میں سے تیرہ سال دس ماہ سات یوم حکومت کی۔ ترکہ میں بہت مال چھوڑا تیس لاکھ کا تقریباً سونا تھا پندرہ ہزار جواہر کے ٹکڑے جن کی قیمت تقریباً تین لاکھ دینار تھی اس کے علاوہ دس لاکھ دینار وزن سونے کے برتن تھے تین لاکھ درہم وزن کے چاندی کے برتن تھے دس ہزار کپڑوں کی گٹھڑیاں، ہتھیار کے ایک ہزار اونٹ، فرش کے پندرہ سو اونٹ تھے۔ اس کے علاوہ جو بادشاہوں کے پاس عام طور پر سامان ہوتا ہے وہ تو بے حساب تھا لیکن اس کے باوجود وفات کی رات اس کے پاس کچھ نہیں تھا حتی کہ کفن کا ایک کپڑا بھی مسجد کے مجاور نے دیا لوگ نیا قائم مقام بادشاہ بنانے میں مصروف ہو گئے حتی کہ ان کا لڑکا بادشاہ بن گیا۔ والد کی نعش بھی بدبودار ہو گئی لوگ اس تک جا بھی نہیں سکتے تھے بمشکل رسی سے باندھ کر قلعہ کے پاس کسی گڑھے میں ڈال دیا

کو پانی کو ہوا اور لےجانے کی پوری پوری سزا ملی۔

ابن سمعون الواعظ کے حالات[1] یہ محمد بن احمد بن اسماعیل ابوالحسین بن سمعون الواعظ ہیں علماء مشائخ میں سے ہیں اپنے اخلاق یا گفتگو سے مشہور تھے ابی بکر بن داؤد اور ان کی جماعت سے احادیث روایت کی واعظ اور باریک نکات نکالنے میں ماہر تھے ان کی کرامات اور مکاشفات مشہور ہیں۔

ایک روز منبر پر وعظ کر رہے تھے مشہور بزرگ ابوالفتح القواس ان کی بغل میں بیٹھے تھے ان کو نیند آ گئی ابن سمعون نے ان کے بیدار ہونے تک وعظ روک دیا بیدار ہونے پر ابن سمعون نے کہا تم نے آپ علیہ السلام کی زیارت کی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، ابن سمعون نے کہا اسی وجہ سے میں نے وعظ روک دیا تاکہ تمہاری کیفیت میں خلل واقع نہ ہو۔

ایک شخص کی لڑکی بہت بیمار تھی خواب میں اس سے آپ علیہ السلام نے فرمایا ابن سمعون کا پتہ معلوم کر کے اس کے پاس جاؤ وہ دعا کریں گے ان شاء اللہ صحت یاب ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ شخص صبح ابن سمعون کے پاس گیا ابن سمعون اس کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے کپڑے پہن کر اس کے ساتھ ہو لئے وہ شخص سمجھا کہ مجلس وعظ میں جا رہے ہیں راستہ میں ان کے سامنے اپنا کام بیان کروں گا چلتے چلتے جب اس شخص کے گھر کے پاس سے گزرے تو وہیں گھر میں داخل ہوئے بچی کو بلا کر دعا کی اس کے بعد واپس چلے گئے اللہ کی شان وہ بچی اسی وقت صحت یاب ہو گئی۔

ایک روز خلیفہ طائع نے غصہ کی حالت میں ابن سمعون کو بلایا لوگوں کو ان کی جان کا خطرہ ہو گیا ابن سمعون نے ان کے سامنے بیٹھ کر وعظ کہنا شروع کیا وعظ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واقعات خوب بیان کئے خلیفہ رو پڑا حتیٰ کہ اس کے رونے کی آواز سنی گئی وعظ سے فارغ ہو کر ابن سمعون بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ واپس ہوئے لوگوں نے خلیفہ سے پوچھا آپ نے ان کو بلایا تھا؟ خلیفہ نے جواب دیا مجھ تک ان کے بارے میں شکایت پہنچی تھی کہ یہ حضرت علی کی تنقیص بیان کرتے ہیں اس وجہ سے میں نے ان کو سزا دینے کا ارادہ کیا تھا لیکن انہوں نے حضرت علی کے واقعات کثرت سے بیان کئے جس سے مجھے معلوم ہوا کہ ان کو جانب اللہ مدد دی گئی ہے۔ انہوں نے میرے غصہ کی حالت میں مجھے مطمئن کر دیا۔

کسی نے خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت کی آپ کے پاس عیسیٰ علیہ السلام بیٹھے تھے اور فرما رہے تھے کہ کیا میری امت میں احبار نہیں ہیں؟ کیا میری امت میں گرجا گھر والے نہیں ہیں؟ اتنے میں ابن سمعون داخل ہوئے آپ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا کیا آپ کی امت میں ان جیسا کوئی ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے۔

ابن سمعون کی ولادت ۳۰۰ھ میں ہوئی اسی سال چودہ ذیقعدہ بروز جمعرات وفات پائی اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ دو سال بعد سمعون کی نعش نکال کر مقبرہ احمد بن حنبل میں منتقل کر دی گئی۔ اس وقت تک ان کا کفن پرانا نہیں ہوا تھا۔

سامانیوں کے آخری بادشاہ نوح بن منصور کے حالات..... یہ نوح بن منصور بن نوح بن نصر بن احمد بن اسماعیل ابوالقاسم السامانی خراسان غزنی ماوراء النہر کے بادشاہ تھے تیرہ سال کی عمر میں بادشاہ بنے اکیس سال چھ ماہ تک بادشاہ رہے ان کے خاص آدمیوں نے معزول کر کے ان کی جگہ ان کے بھائی عبدالملک کو بادشاہ بنا دیا۔ پھر محمود بن سبکتگین نے ان سے ملک چھین لیا ایک سو تیس سال تک ان لوگوں کی بادشاہت رہی پھر ان کی حکومت برباد ہو گئی ارشاد خداوندی ہے:

اب صرف اللہ کی ماتحتی رہ گئی جیسا کہ پہلے بھی تھا۔ ([illegible])

ابوالطیب سہل بن محمد ..... یہ ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان بن محمد بن سلیمان الصعلوکی الحنفی الشافعی نیشاپور کے امام ہیں ان کی مجلس میں پانچ سو دوات والے افراد شامل ہوتے تھے مشہور قول کے مطابق ان کی وفات اسی سال ہوئی البتہ ابو عبداللہ الحاکم کے مطابق ان کی وفات ۳۸۷ھ ہے واللہ اعلم۔

---

[1] البدایۃ والنہایۃ [illegible] المنتظم [illegible]

واقعات ۳۸۸ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس سال بغداد میں سخت سردی پڑی تھی کہ حماموں میں گرم پانی اور سڑکوں پر جانوروں کا پیشاب جم گیا۔ اسی سال ابوطالب بن فخر الدولہ کا قاصد خلیفہ کے پاس بیعت لے کر آیا۔ چنانچہ خلیفہ نے قبول کر لیا اور اس کو بلاد الری کا حاکم بنا کر مجد الدولہ کہف الامہ کا لقب دیا، اس کے پاس خلعت اور جھنڈا بھیجا، اسی طرح بدر بن حسنویہ کے ساتھ کیا اس کو ناصر الدین والدولہ کا لقب دیا، بدر بہت خدا ترس اور دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا۔

اسی سال ابو عبداللہ بن جعفر جو ابن الوثاب کے نام سے مشہور ہے، یہ الطائع کی طرف منسوب ہے دارالخلافہ کے قید خانے سے بطیحہ کی طرف فرار ہو گیا، بطیحہ کے حاکم مہذب الدولہ نے اس کی بڑی عزت کی، بادشاہ نے اس کو پکڑنے کے لئے آدمی بھیجے جو اسے گرفتار کر کے لے آئے اب اس کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں لیکن اس کے باوجود وہ دوبارہ بھاگ کر بلاد گیلان کی طرف چلا گیا وہاں جا کر اس نے خلیفہ الطائع ہونے کا دعویٰ کیا، وہاں کے باشندوں نے اس کی تصدیق کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی عشر وغیرہ اس کو دیتے رہے اتفاق سے ان کا کوئی آدمی کسی کام سے بغداد آیا اس نے لوگوں سے اس کی حقیقت کے بارے میں دریافت کیا تو پتہ چلا کہ وہ جھوٹا ہے تب جا کر لوگوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اس کے معاملات ختم ہو گئے۔ اسی سال مصریوں کے امیر نے لوگوں کو حج کرایا اور مکہ میں خطبہ میں حاکم عبیدی کا نام لیا گیا۔

الخطابی: یہ ابو سلیمان حمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب الخطابی البستی ہیں۔ مشہور و معروف ہیں بہت سی کتابوں معالم السنن شرح وغیرہ کے مصنف ہیں ان کے عمدہ اشعار میں دو شعر یہ ہیں:

(۱) جب تک تم زندہ ہو لوگوں سے اخلاق حسنہ سے پیش آؤ۔ لیکن تم دار المدارۃ میں ہو۔

(۲) میرے گھر سے واقف ناواقف سب غریب ہیں تمہاروں میں بہت سی شرمندگیوں کے ساتھ کی کو گئے ہیں۔

الحسین بن احمد بن عبداللہ: یہ حسین بن احمد بن عبداللہ ابو عبداللہ بن بکر بن عبداللہ الصیرفی ہیں جو ابن البغدادی کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے ابو جعفر اور ابو بکر الشافعی سے حدیث کی سماعت کی ان سے ابن شاہین الازہری اور التنوخی نے روایت کی۔

الازہری سے منقول ہے کہ الازہری ایک روز حسین بن احمد کے پاس گئے اس وقت ان کے سامنے بہت سے اجزاء رکھے ہوئے تھے جب کسی حدیث کی سند بیان کرتے تو اس کا متن زبانی پڑھتے جب متن بیان کرتے تو اس کی سند زبانی پڑھتے الازہری کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کے ساتھ چند بار ایسا کیا تو بھی وہ حدیث کی سند اور متن کے مطابق بیان کرتے تھے۔ امام الازہری کا قول ہے کہ حسین بن احمد ثقہ تھے ان کے حاسدین نے ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

خطیب نے نقل کیا ہے کہ ابو الفوارس نے حسین بن احمد پر شبہ کیا ہے کہ احادیث میں ان کی اضافات اور مقطوع احادیث کو متصل بنانے کا الزام لگایا ہے اسی سال ربیع الاول میں ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

صمصام الدولہ: یہ صمصام الدولہ بن عضد الدولہ بلاد فارس کے حاکم تھے ان کے چچا زاد بھائی نے ان کو قتل کرنا چاہا وہ ان سے بھاگ کر اکراد کی جماعت میں جا کر چھپ گئے اکراد نے جب ان پر قابو پایا تو صمصام کا سارا مال لوٹ لیا پھر ابو نصر بن بختیار کے ساتھیوں نے ان کو پکڑ کر قتل کر دیا اور ان کا سر لا کر ابن بختیار کے سامنے رکھ دیا اس نے دیکھ کر کہا یہ تمہارے باپ کی جاری کی ہوئی سنت ہے یہ واقعہ ذی الحجہ کا ہے۔ اس وقت صمصام کی عمر ۳۵ سال تھی اس کا دور حکومت نو سال چند ماہ رہا ہے۔

عبدالعزیز بن یوسف بن حطان: یہ عبدالعزیز بن یوسف ابوالقاسم ہیں عضد الدولہ کے کاتب تھے اس کے بعد اس

کے لئے کے ہر وظیفے کے پیچھے بھاگتے۔ وہ بہت بڑے شاعر بھی تھے۔ اسی سال شعبان میں وفات ہوئی۔

محمد بن احمد: یہ محمد بن احمد بن ابراہیم ابو الفتح ہیں جو غلام شنبوذی سے مشہور ہیں۔ قراءت و قرآن کی تفسیر کے عالم تھے بعض کا قول ہے کہ محمد بن احمد نے قرآن کے لئے شواہد کے طور پر پچاس ہزار اشعار یاد کئے اس کے باوجود ابی الحسین بن المظفر سے ان کی مرویات پر لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں دارقطنی نے ان اعتراض کو رد کیا ہے اسی سال ماہ صفر میں وفات ہوئی ان کی ولادت ۳۳۱ ہے۔

واقعات ۳۸۹ھ

اسی سال سبکتگین نے بلاد خراسان پر حملہ کر کے سامانیوں کے قبضے سے اسے چھین لیا سبکتگین کی ان کی گذشتہ سالوں سے لڑائی جاری تھی بالآخر سبکتگین نے ان کی حکومت ختم کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان کا نام ونشان ختم کر دیا اس کے بعد ماوراء النہر کے ترکی بادشاہ سے مقابلہ کا ارادہ کیا جب ارادہ بدلے سے خاقان (جسے فائق کہا جاتا تھا) کی وفات کے بعد کیا ان سے مسلسل لڑائیاں جاری رہیں۔

نیز بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ اور خوزستان پر قبضہ کیا۔ سال رواں ہی میں شیعوں نے حسب سابق یوم غدیر خم منانے کا ارادہ کیا تو سنیوں نے ان کے مقابلہ میں کہا اس دن تو آپ علیہ السلام اور صدیق اکبر ہجرت کے موقع پر غار میں محصور تھے اس کی وجہ سے شیعوں نے اپنا دن ترک کر دیا حالانکہ سنیوں کی یہ بات جہالت پر مبنی ہے جیسا کہ ہجرت کا واقعہ ربیع الاول کے شروع میں پیش آیا تھا آپ علیہ السلام اور صدیق اکبر تین دن غار میں رہے اور بارہ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے یہ بالکل ایک مسلم الثبوت حقیقت ہے۔ ایک موقع پر شیعوں نے دس محرم کو یوم حسین مناتے ہوئے ماتم کیا حضرت حسین کی شہادت پر غم کا اظہار کیا ان کے مقابلہ میں کچھ جاہل اہل سنت نے ۱۸ محرم کو حضرت مصعب کے قتل کا دعویٰ کر دیا جس طرح انہوں نے بھی ماتم کیا حضرت مصعب کی قبر کی زیارت کی انہوں نے بدعت کا مقابلہ بدعت سے کیا حالانکہ بدعت سنت سے ختم ہوتی ہے نہ کہ بدعت سے۔ اس زمانہ میں تیز ہواؤں کے ساتھ سخت سردی ہوئی جس نے بغداد کے بہت سے کھجور کے درختوں کو اجاڑ دیا ان کے درست کرنے میں دو سال لگے۔

اسی سال عراقی حاجیوں کے قافلے میں الشریف رضی اور مرتضیٰ نے بھی شرکت کی تھی راستے میں دیہاتیوں کے امیر ابن الجراح نے ان دونوں پر قابو پا لیا تو نو ہزار دینار دے کر انہوں نے اپنی جان چھڑائی۔

زاہر بن عبداللہ: یہ زاہر بن عبداللہ ابی احمد بن محمد بن عیسیٰ السرخسی المقری الفقیہ المحدث ہیں خراسان میں اپنے زمانے کے شیخ تھے ساتھ ہی جید محدث، فقیہ تعلیم شافعیہ کے امام ابو اسحاق مروزی سے علم کی تحصیل کی ادب اور نحو ابو بکر بن انباری سے پڑھا اسی سال ربیع الاول میں چھیانوے سال کی عمر پا کر وفات پائی۔

عبداللہ بن محمد بن اسحاق: یہ عبداللہ بن محمد بن اسحاق بن سلیمان بن مخلد بن ابراہیم بن مروان ابو القاسم ہیں جو ابن حبابہ سے مشہور ہیں بغوی ابو بکر بن ابی داؤد وغیرہ کی جماعت سے احادیث روایت کی ہے کہ یہ ثقہ مامون حدیث پابند تھے۔ سن ۲۹۹ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اسی ماہ نوے سال کی عمر میں جمادی الآخری میں وفات پائی شافعیہ کے شیخ ابو حامد نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جامع منصور کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

واقعات ۳۹۰ھ

اسی سال ارض سجستان میں لوگ گڑھے کھود رہے تھے کہ سونے کی کان برآمد ہوئی لوگوں نے اس سے سونا نکالا۔ اسی زمانہ میں امیر ابو نصر بختیار فارس کے علاقہ میں قتل کئے گئے۔ بہاء الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔

سن مذکور ہی میں قادر باللہ نے واسطانی کے اور کوفہ کی طرف سے ابو حازم محمد بن حسن بن علی کو دمشق کا قاضی مقرر کیا اور قاضی کا عہد نامہ پڑھ کر سنایا گیا قاضی نے ایک طویل وصیت نامہ لکھ کر اس کے سپرد کیا جو موعظ حسنہ اور عمدہ باتوں پر مشتمل تھا۔

خواص کی وفات

احمد بن محمد ... یہ احمد بن محمد ابن ابی موسیٰ ابو بکر ہاشمی بلقب مالکی ہیں مدائن وغیرہ کے قاضی رہ چکے ہیں جامع منصور میں خطبہ بھی دیتے رہے مشہور محدثین سے حدیث کا سماع کیا ان سے ابو نعیم وغیرہ اور دارقطنی وغیرہ نے روایت کی ہے آپ کی کتابوں سے ... بغداد ... ثقہ تھے۔ اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں محرم میں وفات پائی۔

عبید اللہ بن عثمان بن یحییٰ ..... یہ عبید اللہ بن عثمان بن یحییٰ ابو القاسم الدقاق ہیں ابن جنیقہ سے مشہور ہیں ان کے دادا قاضی ابو علی بن فراء کا قول ہے جنیقہ ون کے بجائے جنیقہ نام کے ساتھ ... احادیث کا سماع کیا ان سے ازہری نے روایت لی ہیں یہ ثقہ مامون حسن اخلاق کے مالک تھے۔ ان جیسا آدمی کبھی بھی نہیں دیکھا گیا۔

الحسین بن محمد بن خلف ... یہ حسین بن محمد بن خلف ابن الفراء ہیں جو قاضی ابو یعلیٰ کے والد ہیں۔ مذہباً مذہب ابو حنیفہ کے فقیہ تھے۔ حدیث کی اسناد بیان کی ان سے ان کے صاحبزادے محمد بن حسین نے روایت لی ہیں۔

عبد اللہ بن احمد ... یہ عبد اللہ بن احمد ابن علی بن ابی طالب بغدادی ہیں۔ بغداد کے ہیں مصر میں رہے ہیں احادیث بیان کی ان سے حافظ عبد الغنی بن سعید مصری نے سماع کیا۔

شیخ الاسلام محمد بن ابراہیم ... یہ محمد بن ابراہیم ابو احمد ابو نصر ... سے مشہور ہیں ان کی ولادت ۳۰۳ھ ہے بغوی ابن مجاہد ابن صاعد وغیرہ سے احادیث لی ہیں ان سے ازہری وغیرہ نے روایتیں لی ہیں یہ ثقہ صالح تھے۔

محمد بن عبد اللہ بن حسین ... یہ محمد بن عبد اللہ بن حسین بن عبد اللہ بن ہارون ابو الحسین الدقاق ہیں جو ابن اخی میمی سے مشہور ہیں بغوی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ان سے ایک جماعت نے احادیث کا سماع کیا نابینا ہونے کے بعد بھی احادیث لکھتے رہے بڑے سچے ثقہ مامون دیندار فاضل تھے اسی سال ۱۸ شعبان جمعہ کی شب وفات ہوئی۔

محمد بن عمر بن یحییٰ ..... یہ محمد بن عمر بن یحییٰ ابن حسین بن زید بن علی بن ابی طالب الشریف ابو الحسین العلوی الکوفی ہیں ان کی ولادت ۳۱۵ھ ہے ابو العباس بن عقدہ وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا بغداد میں رہے بہت بڑے مالدار ... تھے لیکن یہ بہت ... تھے اپنے زمانے کے علویوں کے قائد تھے ایک وقت عضد الدولہ نے ان پر جرمانہ عائد کر کے ان کے تمام اموال پر قبضہ کر لیا تو جیل بھی بھیج دیا بعد میں شرف الدولہ بن عضد الدولہ نے رہا کر دیا پھر بہاء الدولہ نے بھی ناگواری کا ان پر جرمانہ عائد کر کے قید خانہ میں ڈال دیا پھر رہا کر کے بغداد کا نائب حاکم بنا دیا۔ بعض کا قول ہے کہ ان کی جائیداد بہت زیادہ تھی ... عظیم ... حکومت کے مالک تھے۔

الاستاذ ابو الفتوح برجوان ..... یہ حاکم کی حکومت میں انتظامی امور کے نگران تھے ان کی طرف قاہرہ کا ایک محلہ برجوان منسوب ہے یہ العزیز بن معز کے غلام تھے حاکم کے ہاں تمام امور کے فرمانروا بن گئے پھر حاکم کے دل میں ان کے قتل کا عزم پیدا ہو گیا امیر ریدان نے (جس کی طرف باب فتوح کے باہر کا حصہ ریدانیہ منسوب ہے) ان کے پیٹ میں چھری گھونپ کر انہیں قتل کر دیا۔ میراث میں بہت سا مال چھوڑا

ایک ہزار پاجامے پانچ سو ... ان کے کمربند بھی ریشم کے ایک جزو تھے۔ یہ تمام باتیں ابن خلکان نے بیان کی ہیں۔ حاکم نے ان کی جگہ امیر حسین بن القائد جوہر کو متعین کیا۔

الجریری المعروف بابن طرارا۔۔۔ یہ الجریری المعافی بن زکریا بن یحییٰ بن حمید بن حماد بن داؤد ابوالفرج النہروانی القاضی ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے علم میں مہارت کی تھی۔ الجریری اس لئے کہ انہوں نے ابن جریر طبری کی حمایت کی تھی انہیں کے مذہب پر کاربند تھے۔ اس لئے انہی کی طرف منسوب ہوئے۔ بغوی ابن صاعد وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان سے ایک جماعت نے حدیث روایت کی ثقہ، عالم فاضل صاحب ادب لغات نحو کے ماہر تھے متعدد کتابیں انہوں نے تصنیف کیں۔

احمد شافعیہ میں سے شیخ ابو محمد کے سامنے جب معافی آتے تو فرماتے کہ تمام علوم حاضر ہو گئے ہیں نیز انہیں کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ میری وفات کے بعد سب سے بڑے عالم کو میرے مال کا تیسرا حصہ دے دیا جائے تو اس کی وفات کے بعد معافی کو مال کا تہائی حصہ دے دیا جائے کیونکہ سب سے بڑے عالم وہی ہیں۔ کسی کا قول ہے کہ ایک رئیس کے گھر میں بہت سے فضلاء جمع ہوئے ان میں معافی بھی تھے فضلاء کہنے لگے آج کس طرح کا مذاکرہ ہو جائے تو بہتر ہے اس گھر میں کتابوں کا بڑا ذخیرہ تھا معافی نے صاحب خانہ سے کہا اپنے غلام سے کوئی کتاب منگواؤ اور جو کتاب بھی لے آئے گا اسی پر مذاکرہ کریں گے حاضرین نے ان کے علم پر بڑا تعجب کیا خطیب نے ان کے چند اشعار نقل کئے ہیں۔

ترجمہ: (۱) میرے حاسد سے کہہ دو تم کس کی بے ادبی کر رہے ہو۔
(۲) تم اللہ کی بے ادبی کر رہے ہو اس لئے کہ اسی نے مجھے بہت عطا کی ہے۔
(۳) اس نے میرے علم میں اضافہ کر کے تمہیں تمہارے حسد کا بدلہ دے دیا اور تم پر علم کے ذرائع بند کر دیئے۔ اسی سال ذی الحجہ میں پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن فارس۔ یہ المجمل کتاب کے مصنف ہیں پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی

ام سلامہ۔۔۔ یہ ام سلامہ بنت قاضی ابو بکر احمد بن کامل بن خلف بن شجرہ ہیں ثقہ نیک تھیں۔ محمد بن اسماعیل بصلانی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ہے ان سے الازہری تنوخی ابو یعلیٰ بن فراء وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا ان کی دینداری فضیلت سعادت پر لوگوں نے تعریف کی ہے ان کی ولادت ۲۹۸ھ ماہ رجب میں اور وفات ۳۹۰ھ ماہ رجب ہے ۹۲ برس کی عمر تھی۔

واقعات ۳۹۱ھ

اسی سال خلیفہ قادر نے اپنے بعد اپنے لڑکے ابی الفضل کی ولی عہدی کے لئے لوگوں سے بیعت لی منبر اس پر خطبہ میں نام ظاہر کیا اس وقت اس کی عمر آٹھ سال چند ماہ تھی کہتے ہیں کہ ایک شخص عبداللہ بن عثمان واثقی نے بلاد ترک میں سے کسی نے دعویٰ کیا کہ قادر باللہ نے ولی عہد بنا دیا جب قادر کو پتہ چلا تو اس نے اس کو تعاقب کرایا لیکن وہ کہیں چھپ گیا پھر کسی بادشاہ نے اسے پکڑ کر قلعہ میں بند کر دیا۔ حتیٰ کہ اس کی وفات ہو گئی اسی وجہ سے قادر نے اپنے لڑکے کے لئے لوگوں سے بیعت لی تھی اسی سال ذی القعدہ میں قادر کو لڑکا ہوا اس کا نام ابو جعفر عبداللہ بن قادر تھا اور یہی خلیفہ بنا۔

اسی زمانہ میں امیر حسام الدولہ نے مقلد بن مسیب کو انبار کے شہروں میں اچانک قتل کر دیا کیونکہ وہ حکومت کا خواب دیکھ رہا تھا کسی ترکی غلام نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد اس کا لڑکا قرواش اس کا قائم مقام بنا اس سال مصریوں نے حج کرایا۔

خواص کی وفات

جعفر بن فضل بن جعفر ...... یہ جعفر بن فضل بن جعفر بن محمد بن فرات ابوالفضل ہیں جو ابن حنزابہ سے مشہور ہیں ۳۰۸ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے اور مصر میں رہے کافور اخشیدی کے وزیر رہے پھر ان کے بعد اللہ تعالیٰ کے وزیر رہے۔

محمد بن ہارون حضرمی اور ان جیسے بغدادی محدثین سے حدیث کا سماع کیا بغوی کی مجلس میں حاضر ہو کر حدیث کا سماع کیا حالانکہ وہ ان کے معیار کے نہیں تھے لیکن پھر بھی کہتے تھے کہ جو کوئی میرے پاس آئے یہ غنیمت ہے مصر میں ان کی املاء حدیث کی مجلس بھی ہوتی دارقطنی بھی عراق سے ان کی شرکت کے ارادے سے مصر کا سفر کیا ان کے لئے ایک مسند تخریج کی اس کے عوض کافی مال دیا اور ان سے دارقطنی وغیرہ جیسے اکابر نے احادیث روایت کی ہیں ان کے عمدہ اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) ...... جس کو آرام کرنے والے شخص سے حقیقت میں آسانی ہو تو اسے ساعت بخشی جو وہ شخص اس کی وجہ سے تنگ دلی کے ساتھ
رات نہیں گزارے گا۔

(۲) ...... بیشک میرا آدمیاں چند محسنوں کا کھانا رہتی ہیں۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی وفات ماہ صفر یا ربیع الاول میں بیاسی سال کی عمر میں ہوئی قرافہ میں دفن کئے گئے بعض کا قول ہے کہ انہوں نے مدینہ میں ایک گھر خریدا کہ اس میں قبر بنائی گئی وفات کے بعد ان کو مدینہ منورہ منتقل کیا گیا تو وہاں کے اشراف نے ان کے سابقہ احسانات کی وجہ سے ان کا استقبال کیا انہیں اٹھا کر لے گئے کہ ان کا حج کرائے عرفات میں ٹھہرایا پھر مدینہ لا کر ان کے گھر میں دفن کر دیا۔

ابن الحجاج شاعر ...... یہ حسین بن احمد بن محمد بن جعفر بن محمد ابو عبداللہ شاعر ہیں ان کے اشعار میں اس قدر بے حیائی اور بیہودگی ہوتی ہے کہ زبان جس کے تلفظ سے اور کان اس کے سننے سے نفرت کرتے ہیں ان کے والد بھی بڑے عمال میں سے تھے یہ خود بھی عزالدولہ کے زمانہ میں بغداد میں محتسب تھے۔ پھر شخص کو یہ چاہتا ہے کہ خود ایک شاعری اور فضول گوئی میں لگ گیا لیکن قطع نظر سخن کی سے ان کے اشعار کے الفاظ میں ایک قوت ہے کہ ان کا خیال بھی سوال کو بھی کبھی تشبیہ دیتی عمدہ نظم میں پیش کرتے ہیں ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں۔

ایک مرتبہ مصر کے بادشاہ کی مدح سرائی کی تو اس نے خوش ہو کر ایک ہزار دینار دیئے ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو سعید اصطخری کی وجہ سے حجاج کو معزول کر دیا گیا یہ بات محل ہے کیونکہ ابو سعید کی وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ابو سعید کی وجہ سے حجاج کو معزول کر دیا گیا یہ بھی ممکن نہیں تھا کہ ابو سعید کے محتسب بننے کی وجہ سے ابن الحجاج کو معزول کر دیا گیا۔ الشریف رضی نے ان کے اشعار ایک مستقل دیوان میں جمع کئے ہیں ان کی وفات پر الشریف رضی اور دیگر شعراء نے مرثیہ کہا ہے۔

عبدالعزیز بن احمد بن حسن الجزری ...... یہ جزیرہ والوں کے اور اکبر کے دیوانوں کے قاضی تھے اصحاب ظاہر ہونے کی وجہ سے مذہب داؤد پر عمل کرنے والے تھے ظریف اور نیک تھے ایک بار دو شخص ان کے پاس جھگڑا لے کر آئے دوران خصومت ان میں سے ایک دوسرے نے کہا قاضی نے اس کو روکا تم اپنا وکالت نامہ دکھاؤ اس نے دکھایا قاضی نے اس کو پڑھ کر اس سے کہا تمہارے موکل نے تمہیں حد کے تک کا وکیل بنایا ہے اس پر تمام حاضرین ہنس پڑے اور وہ شخص بڑا شرمندہ ہوا۔

عیسیٰ بن وزیر علی بن عیسیٰ ...... یہ عیسیٰ بن وزیر علی بن عیسیٰ بن داؤد بن جراح ابوالقاسم بغدادی ہیں ان کے والد بڑے وزراء میں سے تھے خلیفہ طائع کی بھی انہوں نے ملازمت کی ہے متعدد محدثین سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا ان کا سماع صحیح تھا تمام علوم کے ماہر تھے منطق اور پہلے لوگوں کے علوم سے واقف تھے اسی وجہ سے بعض حضرات نے ان پر فلسفی ہونے کا الزام لگایا ان کے عمدہ اشعار میں سے دو شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱)...... بہت سے مردہ علم کے ذریعے زندہ ہو گئے بہت سے زندہ جہالت اور سرکشی کی وجہ سے مر گئے۔
(۲) پس علم کو اختیار کرو تا کہ ہمیشہ زندہ رہو اپنی زندگی جہالت میں مت گزارو۔

ان کی ولادت ۳۰۲ھ میں ہوئی اسی سال نوے سال کی عمر میں وفات پائی بغداد میں اپنے گھر میں دفن کیے گئے۔

واقعات ۳۹۲ھ

اسی سال محرم میں یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے بلاد ہند پر حملہ کیا ہند کا سردار راجہ جیپال بہت بڑا لشکر لے کر مقابلہ میں آیا دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ ہندو شکست کھا گئے ان کا سردار راجہ جیپال گرفتار کر لیا گیا اس کی گردن سے ۸۰ ہزار دینار کا ہار نکالا گیا اس جنگ میں مسلمانوں کو مال غنیمت بہت ملا انہوں نے متعدد شہروں کو فتح کیا پھر مسلمانوں کے بادشاہ محمود نے راجہ جیپال کو اس کے ملک والوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرنے کے لئے رہا کر دیا راجہ جیپال جب ہند پہنچا تو اس نے خود کو آگ میں ڈال دیا جس کی وہ ہمیشہ عبادت کرتے ہیں آگ نے جلا کر اسے بھسم کر دیا۔

اسی زمانہ میں ربیع الاول میں بغداد کے باشندوں نے قطیعۃ الدقیق میں نصاریٰ کے عبادت خانہ کو آگ لگا دی وہ گرجا گھر گر گیا جس کے نیچے دب کر مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت جس میں عورتیں اور بچے زیادہ تھے ہلاک ہو گئی۔

اسی سال رمضان میں مفسدین نے زور پکڑا جس کی وجہ سے لوٹ مار قتل و غارت گری بہت ہوئی فتنے پھوٹ پڑے۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ تین ذیقعدہ جمعرات کی رات چودھویں کے چاند کی روشنی کی طرح ایک روشن ستارہ گرا کچھ دیر بعد روشنی ختم ہو گئی لیکن اس کا جسم باقی رہا جو دو ہاتھ لمبا اور ایک ہاتھ چوڑا تھا لیکن کچھ دیر بعد وہ بھی غائب ہو گیا۔

اس سال عراقی حضرات حج کی نیت سے خراسان کی نیت سے بغداد پہنچے بدوؤں کی طرف سے لوٹ مار کے ساتھ ساتھ انہیں یہ خبر بھی ملی کہ اس مرتبہ کوئی حاجیوں کا مددگار اور سلطان کا کوئی نگران نہ ہو گا مجبوراً وہ اپنے شہروں کو واپس لوٹ آئے بلاد مغرب سے اسی سال کسی نے حج نہیں کیا۔

اسی سال عرفہ کے روز بہاء الدولہ کے یہاں دو جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی سات سال بعد ایک کا انتقال ہو گیا دوسرا زندہ رہا حتیٰ کہ اپنے والد کے بعد بادشاہ بنا اس کا لقب شرف الدولہ تھا اسی سال مصریوں نے لوگوں کو حج کرایا۔

نحوی کی وفات

ابن جنی کے حالات...... یہ ابو الفتح عثمان بن جنی الموصلی نحوی لغوی علم نحو و لغت کی مشہور اور متداول کتب کے مصنف ہیں جنی رومی سلیمان بن فہد بن احمد الازدی الموصلی کے غلام تھے اسی سلسلے میں ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

(۱)...... اگر میں بلا نسبت ہو گیا ہوں تو میرا علم تمام مخلوق میں میری نسبت ہے
(۲)...... میری تو نسبت بھی ہے عظیم شریف سردار لوگوں سے
(۳)...... وہ ایسے شہنشاہ ہیں جب گفتگو کرتا ہو تو بڑے بڑے خطیبوں کو خاموش کر دیتے ہیں۔
(۴)...... وہی لوگ ہیں جن کے لئے نبی نے دعا کی اپنی شرافت کے لئے نبی کی دعا کافی ہے۔

بغداد میں رہ کر درس دیتے رہے حتیٰ کہ اسی سال تین صفر جمعہ کی شب وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ان کی ایک آنکھ بھینگی تھی اس سلسلے کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

(۱)۔ بغیر میرے کسی قصور کے مجھ سے تمہاری بے تعلقی تمہارے بدنیت ہونے پر دلالت کرتی ہے۔
(۲)۔ تمہاری زندگی کی قسم جس قدر میں بیدار ہوا ہوں اس سے مجھے اپنی ایک آنکھ پر خطرہ ہو گیا ہے۔
(۳)۔ اگر مجھے تمہارے دیکھنے کا خوف نہ ہوتا تو مجھے اس کے پھوڑنے میں کوئی فائدہ نہ تھا۔

بعض کا قول ہے کہ یہ اشعار ابن حجی کے نفس ہیں وہ ایک بھینگے شخص تھے ہیں ان کا ایک شعر اپنے ایک بھینگے غلام کے بارے میں ہے اس کی ایک آنکھ سے ان آنکھوں کو کوئی بڑی بیماری ہے جو ایک آنکھ ہماری آنکھیں کی ہوئی ہیں۔

علی بن عبدالعزیز: ...... یہ علی بن عبدالعزیز ابو الحسن الجرجانی الشاعر الماہر الری کے قاضی تھے اور حدیث کا سماع کیا علوم میں اتنی ترقی کی کہ وہ ان میں بے مثال شعر و علم بن گیا ان کے اشعار میں سے چند عمدہ اشعار:

(۱)...... لوگ کہتے ہیں تمہاری طبیعت میں انقباض ہے انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو ذلت کے مقام سے دور ہو گیا۔
(۲)...... میں لوگوں کو دیکھتا ہوں جو ان سے قریب ہو گیا وہ ذلیل ہو گیا جس کو عزت نفس نے شریف بنایا وہی شریف بن سکا۔
(۳)۔ مجھ سے علاج پیدا ہوا میں اسے مطلب برآری کے لئے سیڑھی بناؤں تو میں اس وقت علم کی بے قدری کرنے والا ہوں گا۔
(۴)...... جب مجھ سے کہا گیا کہ یہ لالچ ہے میں نے کہا میں بھی دیکھتا ہوں لیکن آزاد شخص پیاس برداشت کر لیتا ہے۔
(۵)۔ میں نے ہر کسی واس کی خدمت کرنے کے لئے علم حاصل نہیں کیا تو میں نے اس لئے علم حاصل کیا ہے کہ میری خدمت کی جائے۔
(۶)...... کیا یہ ممکن ہے کہ میں محنت کر کے ایک درخت لگاؤں اور اس کے بدلے ذلت حاصل کروں پھر تو جاہل رہنا ہی بہتر ہے۔
(۷)۔ اگر اہل علم اس کی حفاظت کرتے تو وہ بھی ان کی حفاظت کرتا اگر وہ لوگوں کے دلوں میں اس کی عظمت بٹھاتے تو وہ خود بھی عزت پاتے۔
(۸)...... لیکن انہوں نے اس کی بے عزتی کی تو وہ بے عزت ہوئے اور انہوں نے لالچ میں آ کر اس کو گندہ کر دیا حتی کہ وہ بھی ترش روئی سے پیش آیا۔
(۹)۔ میں نے زندگی کی لذت کو نہ پہچانا یہاں تک کہ میں نے گھر اور کتاب کو ہم نشین بنا لیا۔
(۱۰)... میرے نزدیک علم سے زیادہ بلند کوئی شے نہیں ہے اس کے سوا کوئی مونس نہیں ملتا۔
(۱۱)۔ اگر تم دل کی ذخیرہ اندوزی کرنا چاہو گے زمانہ کے لئے۔
(۱۲)...... تو صبر کے ذریعے خوشحالی کے زمانہ کا انتظار کرو۔
(۱۳)... اگر تم نے ایسا کر لیا تو تم سردار بن جاؤ گے۔

اسی سال وفات پائی تابوت کو جرجان لے جایا گیا اور وہیں دفن ہوئے۔

واقعات ۳۹۳ھ

اسی سال خلیفہ الطائع للہ کی وفات ہوئی جیسا کہ ہم عنقریب بیان کریں گے اسی زمانہ میں سالار لشکر نے شیعوں کو عاشورہ کے موقع پر اور جاہل سنیوں کو باب بصرہ و باب شعیر کے سامنے اٹھارہ ذی الحجہ کو حضرت مصعب بن زبیر کے یوم شہادت پر ماتم کرنے سے منع کر دیا چنانچہ دونوں فریقوں نے

اس حکم پر عمل کیا گیا۔

سال رواں ہی میں محرم کے آخر میں بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو غالب محمد بن خلف کو وزارت سے معزول کر کے اس پر ایک لاکھ دینار جرمانہ کیا۔ اسی سال صفر کے شروع میں عراق میں گرانی بہت ہو گئی گندم کا اتنا قحط ہوا کہ اس کا ایک کر ایک سو بیس دینار میں فروخت ہونے لگا۔

اسی زمانہ میں سلطان محمود نے عمید الدولہ ابو الحسن علی بن ... سے سالانہ جو بیس ہزار دینار کا مطالبہ کیا تھا اس نے قبول کر کے اپنی رعایا پر تقسیم کر دیا۔ سال رواں ہی میں ابو العباس الفضل رازی سے بھاگ کر بدر بن حسنویہ کے پاس آ گیا۔ بدر نے اس کا اکرام کیا اور ... ابو الفضل کی جگہ پر وزیر بنا دیا۔

اسی سال حاکم نے دمشق اور شام کی فوجوں پر ابو محمد الاسود کو نائب حاکم بنا دیا ... کے بعد ابو محمد نے ایک مغربی شخص کو شیخین کی توہین کرنے پر سزا دے کر شہر میں گشت کرایا ہے حاکم نے شیعہ سنیوں کے درمیان لڑائی بھڑکنے کے خوف سے ... کر کے ابو محمد کو معزول کر دیا۔ اسی سال بھی بدوؤں کے خوف سے کسی عراقی نے حج ادا نہیں کیا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن احمد بن محمد: ابراہیم بن احمد بن محمد ابو اسحاق طبری الفقیہ المالکی ہیں بغداد کے مشہور لوگوں میں سے ہیں قرات کے شیخ ہیں منصور ... محدثین ... سے حدیث کا سماع کیا دارقطنی نے ان سے پانچ سو جز احادیث کی تخریج کی کریم تھے اہل علم پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے۔

الطائع للہ عبد الکریم بن المطیع: ... جن کو خلافت سے معزول اور مجبور کر کے گھر بٹھا دیا گیا ... سال کی عمر میں عید الفطر کی شب وفات پائی ... خلافت ... بڑے بڑے لوگوں نے شرکت کی رصافہ میں دفن ہوئے۔

محمد بن عبد الرحمن بن عباس بن زکریا: محمد بن عبد الرحمن بن عباس بن زکریا ابو طاہر المخلص بہت زیادہ احادیث روایت کرنے والے شیخ ہیں بغوی، ابن صاعد اور ایک جماعت سے احادیث کی سماعت کی ان سے برقانی، ازہری، ... تنوخی نے احادیث روایت کی صالحین میں سے تھے اسی سال اٹھاسی سال کی عمر میں رمضان میں وفات پائی۔

محمد بن عبد اللہ: محمد بن عبد اللہ ابو الحسن سلامی بغداد کے شاعر ہیں عضد الدولہ کی مدح میں قصیدے لکھے ہیں۔

میمونہ بنت شاقولہ الواعظہ: ... حافظہ قرآن تھیں ایک ... میں کہا کہ یہ کپڑا جو میرے بدن پر ہے مسلسل ... سال سے استعمال کر رہی ہوں اس کا ... اب تک یہ کپڑا نہیں پھٹا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرنے والے شخص کے جسم پر کپڑا جلدی پرانا نہیں ہوتا۔

ان کے لڑکے کا قول ہے کہ ہمارے گھر کی دیوار گرنے کے قریب ہو گئی میں نے والدہ سے کہا کیوں نہ ہم اس کی تعمیر درست کر لیں تاکہ اس ... درست ہو جائے والدہ نے ایک پرچی پر کچھ لکھ کر دیوار میں کسی جگہ رکھ دیا ... دیوار ... سال تک قائم رہی والدہ کی وفات کے بعد میں نے اس پرچی کو نکال کر دیکھا تو اس پر قرآن کی یہ آیت لکھی ہوئی تھی:

اللہ ہی آسمانوں اور زمینوں کو ... تھامے ہوئے ہے ... (سورۃ فاطر آیت ۴۱)

اے آسمانوں اور زمین کو روکنے والے اللہ اس دیوار کو گرنے سے روکے رکھ۔

واقعات ۳۹۴ھ

اسی سال بہاء الدولہ نے ابو احمد الحسین بن احمد بن موسیٰ الموسوی کو قاضی القضاۃ، موسم حج کی نگرانی، مظلوموں کی فریادرسی، طالبین کی نقابت ان عہدوں پر فائز کیا۔ یہ تقرری شیراز میں ہوئی جب تقرری نامہ بغداد خلیفہ کے سامنے آیا تو خلیفہ نے ان کو قاضی القضاۃ تسلیم نہیں کیا جس کی وجہ سے ان کا معاملہ موقوف ہوگیا۔

اسی زمانہ میں ابوالعباس بن واصل نے بلاد بطیحہ سے مہذب الدولہ کو نکال کر خود بادشاہ بن گیا۔ مہذب الدولہ کے لشکروں نے ان سے دوبارہ ملک چھیننے کی کوشش کی لیکن ابوالعباس نے ان کو شکست دے دی ان کے اموال پر قبضہ کرلیا جو تیس ہزار دینار پچاس ہزار درہم تھے۔

اسی زمانہ میں عراقی حاجیوں کا ایک قافلہ بڑی شان وشوکت کے ساتھ روانہ ہوا ان کے ساتھ دو نوجوان بہت عمدہ قرآن پڑھنے والے بھی تھے ایک کا نام ابوالحسن الرفا دوسرے کا نام ابوعبداللہ بن زجاجی تھا راستہ میں بدوؤں کا امیر الاصیفر ان کے درمیان حائل ہوگیا ان دونوں نوجوانوں نے اس خیال سے کہ یہ حجاج سے کچھ لے کر ان کو چھوڑ دے۔ اس کے سامنے بیٹھ کر بہت عمدہ آواز میں قرآن کی تلاوت کی اس کو بہت پسند آئی اس نے ان سے پوچھا بغداد میں تمھاری گھریلو زندگی کیسی ہے انہوں نے کہا الحمد اللہ بہت اچھی ہے لوگ ہمیں سونا چاندی ہدیہ میں دیتے ہیں پھر اس نے پوچھا کسی نے آج تک تمھیں دس لاکھ دینار دیئے ہیں انہوں نے جواب دیا ایک ہزار درہم بھی نہیں دیئے انہوں نے کہا میں تمھیں اس وقت دس لاکھ دینار دیتا ہوں اور تمھاری وجہ سے سب حجاج کو چھوڑتا ہوں اگر تم نہ ہوتے تو میں دس لاکھ دینار لے کر بھی ان کو نہیں چھوڑتا چنانچہ اس نے دس لاکھ دینار دے کر سب کو چھوڑ دیا راستے میں کسی نے بھی حاجیوں کو کچھ نہیں کہا تمام لوگ ان قاریوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صحیح سالم حج پر پہنچ گئے۔

وقوف عرفہ کے موقع پر انہوں نے بڑے اچھے انداز شیریں زبان میں تلاوت کی لوگوں پر بڑا اثر ہوا چاروں اطراف سے لوگ ان کی تلاوت سننے کے لئے جمع ہوگئے لوگوں پر گریہ طاری ہوگیا لوگوں نے ان کے قافلہ والوں سے کہا کہ ان دونوں کو سفر میں ایک ساتھ نہیں لانا چاہیے کیونکہ اگر کوئی حادثہ پیش آگیا تو دونوں ہلاک ہوجائیں گے اگر ایک ہوگا تو وہی حادثہ کا شکار ہوگا دوسرا محفوظ رہے گا۔ اسی سال خطبہ میں گزشتہ سالوں کی طرح مصریوں کا نام لیا گیا۔

امیر عراق نے بدوؤں کے خوف سے مدینہ جانے کے بجائے جلدی عراق جانے کا ارادہ کیا لوگوں کو مدینہ کی عدم حاضری پر بڑا دکھ ہوا اس موقع پر ان دونوں قاریوں نے مدینہ کے راستے پر کھڑے ہوکر قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی:

> مدینہ والوں اور اس کے آس پاس بدوؤں کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ آپ ﷺ کی ذات پاک سے منہ موڑتے ہوئے اپنی جانوں کی فکر میں لگ جائیں۔ (سورۃ التوبہ آیت ۱۲۰)

یہ سن کر لوگوں پر ایک حالت طاری ہوگئی زاروقطار رونے لگے سب لوگ امیر سمیت مدینہ حاضر ہوئے وہاں سے فارغ ہوکر صحیح سالم اپنے وطن پہنچ گئے۔ واللہ اعلم۔

واپسی میں امیر نے ان دونوں قاریوں کے ساتھ ابی بکر بن بہلول کو عام امامت کے لئے اور رمضان تراویح کے لئے مقرر کردیا ابی بکر بن بہلول بھی بہت عمدہ قاری تھے۔ عمدہ قرآت کی وجہ سے نمازیوں کا ان کے پیچھے ایک بڑا مجمع ہوتا تھا یہ تینوں قاری باری باری امامت کرتے ہر رکعت میں تیس آیت کی بقدر تلاوت کرتے نماز تراویح سے بہت دیر میں فارغ ہوتے ایک روز جامع منصور میں بہلول نے یہ آیت پڑھی:

> "کیا مومنین کے لئے اب بھی یہ وقت نہیں آیا کہ ذکر اللہ اور جو کچھ حق کی طرف سے نازل ہوا ہے ان کے دل میں ڈر پیدا ہو۔" (سورۃ الحدید آیت ۱۶)

ایک صوفی شخص نے ان سے اس آیت کے دوبارہ پڑھنے کو کہا دوبارہ آیت پڑھی سن کر صوفی نے کہا قسم خدا اب وہ وقت آگیا ہے اس کے بعد اس صوفی کی روح نکل گئی۔

شیخ ابن لمقابلہ جو بہت مرد وقاری تھے کے ساتھ بھی اسی طرح کا واقعہ پیش آیا ہے جنہوں نے اپنی زندگی میں جو بیچ رہ کر قدم ہی بی پنجاب کی قادر نے ایک صوفی شخص نے واجد میں کہا کہ کیوں نہیں تم جدا ہوئے وقت آ گیا ہے یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر ہو گئی پھر بیہوش ہو گیا اس وقت اس کی روح نکل چکی تھی۔

خواص کی وفات

ابو علی الاسکافی ۔۔۔ یہ علی ناصکانی لقب موفق ہے بہاء الدولہ کے خواص میں سے تھے۔ بہاء الدولہ نے ان کو بغداد کا والی بنایا تو بہت مال وصول کیا پھر بھاگ کر بطیحہ چلے گئے دو سال وہاں رہے پھر بغداد آ گئے۔ بہاء الدولہ نے دوبارہ وزیر بنا دیا، بڑے جنگ جیتنے والے تھے پھر بہاء الدولہ نے جرم سے اسی سال ان کو قتل کر دیا

واقعات ۳۹۵ھ

اسی سال مہذب الدولہ بغداد واپس آ گیا ابن واصل نے اس سے کوئی مزاحمت نہیں کی ابن واصل نے مہذب الدولہ کو ساتھ پچاس ہزار دینار دینے کا وعدہ کیا۔ اسی زمانے میں افریقہ میں غلہ کی گرانی بہت ہوئی کہ تنور اور حمام بند ہو گئے ہلاکت کے خوف سے بہت سے لوگ نقل مکانی کر گئے رہنے والوں میں سے اکثر غلہ کی گرانی کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ سے ہم حسن عافیت کی درخواست کرتے ہیں اسی سال مجاہد اہل ... کو شہر سے نکالا ہوگئے۔ خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

خواص کی وفات

محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر کے حالات[1] ۔ محمد بن احمد بن موسیٰ بن جعفر ابوالعباس البخاری الملاحمی ہے مشہور حفاظ حدیث میں سے ہیں بغداد آ کر محمد بن اسحاق بن القواس سے احادیث بیان کیں۔ ہیثم بن کلیب وغیرہ سے روایت کی ان سے دارقطنی وغیرہ نے احادیث بیان کی ہیں مشہور محدثین میں سے تھے اسی سال بخاری میں ۸۰ سال کی عمر میں شعبان میں وفات پائی۔

محمد بن اسمٰعیل ۔۔۔ یہ محمد بن اسماعیل علی بن حسین بن حسن بن قاسم ابن ابی الحسن العلوی ہمدان میں پیدا ہوئے بغداد میں پلے بڑھے جعفر خلدی وغیرہ سے حدیث لکھی شیخ ابو بکر ابن ابی ہریرہ سے احادیث کا سماع کیا ابو علی بن ابی ہریرہ سے فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی پھر شام آ کر صوفیا کی صحبت اختیار کی صوفی زاہد بن گئے پھر حج پر تشریف لے گئے اسی سال محرم میں وفات پائی۔

ابوالحسین احمد بن فارس ۔ یہ ابوالحسین احمد بن فارس ابن زکریا بن محمد بن حبیب الحمدانی الرازی لغت میں کتاب مجمل کے مصنف ہمدان میں اقامت اختیار کی اور وہ اور رسائل لکھے۔ مقامات کے مصنف بدیع نے ان سے علم ادب پڑھا ان کے عمدہ اشعار میں سے چند شعروں کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱) میرے قریب سے پتلی کمر والی گٹھے ہوئے بدن والی ایک ترکی عورت گزری جو ترکی آدمی کی طرف نسبت کر رہی تھی۔
(۲) وہ میری طرف فاترہ سے دیکھ رہی تھی جو نحوی کی دلیل پیش کرنے سے کمزور تھی۔
(۳) جب تم کسی حاجت کے لئے کسی کو قاصد بنا کر بھیجو اور تم اس حاجت کے عاشق اور فریفتہ ہو۔

(۴) تو ہی مجھ ادھیڑ عمر کو ناتمام کر دیگا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ سنہ ۳۹۱ یا ۳۹۵ میں ان کی وفات ہوئی لیکن اول قول زیادہ مشہور ہے۔

واقعات ۳۹۶ھ

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال یکم شعبان جمعہ کی شب طلوع ہوئے۔ ایک بہت بڑا ستارہ جنوب مشرق میں زہرہ ستارہ کی طرح تھا اس کی شعاعیں چاند کی طرح زمین پر پڑتی تھیں۔ پندرہ روز کے بعد وہ غائب ہو گیا اسی زمانہ میں پورے بغداد کا قاضی ابو محمد اکفانی کو بنا دیا گیا۔

اسی زمانہ میں قادر نے مجلس منعقد کر کے قرواش کو معتمد الدولہ کا لقب دے کر کوفہ کا امیر بنا دیا۔ اسی سال شریف رضی اور مرتضی کو ذو الحسبین اور ذو المجدین کا لقب دے کر عمدہ لباس کا تحفہ بھی دیا گیا۔

اسی سال محمود سبکتگین نے ملتان پر حملہ کر کے اس کے بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا بہت مال لوٹا ملتان کے ایک بادشاہ کو بھاگتے ہوئے گرفتار کر لیا اس کے ملک کے بتوں کو توڑ دیا۔ اس کے کفر پر قائم رہنے کے باعث ہاتھ کی چھوٹی انگلی کاٹ کر اسے ذلیل کرنے کے لئے اسے رہا کر دیا۔

اسی سال خطبہ میں حاکم العبیدی کا نام لیا گیا اس نے ایک نئی چیز ایجاد کی کہ اس کے نام پر کھڑے ہو جائیں گے اور مصر والوں کو سجدہ کا بھی حکم دیا چاہے نماز میں ہوں یا بازار میں ہوں۔

خواص کی وفات

ابو سعید اسماعیلی:..... ابراہیم بن اسماعیل ابو سعید جرجانی ہیں جو اسماعیلی سے مشہور دارقطنی کی زندگی میں بغداد آ کر اپنے والد سے روایت کی ان سے قاضی تنوخی نے روایت کی ہے۔ ثقہ فقیہ اور مذہب شافعی پر عمل کرنے والے تھے۔ عربی زبان کے ماہر فیاض، اہل علم پر خوب خرچ کرنے والے اپنے علاقے کے تمام لوگوں کے بھی سردار تھے۔

خطیب کا قول ہے کہ میں نے شیخ ابو الطیب سے سنا ابو سعید اسماعیلی بغداد آئے فقہاء نے ان کے اعزاز میں دو مجلسیں منعقد کیں ایک کا امیر ابو حامد اسفرائنی کو اور دوسری کا امیر ابو محمد البافی کو بنایا۔ البافی نے اپنے صاحبزادے کے ذریعے معافی بن زکریا الجریری کو پیغام بھیجا کہ وہ اس مجلس میں شرکت کریں۔ یہ مجلس کی رونق بخشیں۔ اس کے ساتھ یہ دو شعر بھی لکھے۔

(۱) اگر قاضی محترم اپنے دوست اور ساتھی پر کرم فرمائیں تو وہ اس کو اپنے لئے شرف گردانیں گے۔

(۲) مجھے آپ سے ایک کام بھی ہے جسے میرا لڑکا بیان کرے گا اس میں احسان مندی کا آپ سے سوال کیا گیا ہے۔ جریری نے جواب میں دو شعر لکھ بھیجے

(۱) شیخ نے اپنے ایک بیٹے اور قریبی عزیز کو حکم کیا ہے اگر کوشش میں اسے ترک کروں تو گنہگار ہوں گا۔

(۲) میں نشانات تک آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہو جاؤں گا وقت مقررہ پر جلد پہنچنے کی کوشش کروں گا۔

ابو سعید رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں محراب میں نماز مغرب پڑھ رہے تھے جس وقت ایاک نعبد و ایاک نستعین پر پہنچے تو ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی اللہ ان پر رحم فرمائے۔

[illegible]

محمد بن احمد ... یہ محمد بن احمد ابن محمد بن جعفر بن محمد بن بحیر ابو عمرو المزکی النیشاپوری ہیں جو بحیری سے مشہور ہیں طلب علم کے لئے دور دراز علاقوں کے سفر کئے حافظ ثقہ ثبت تھے بغداد وغیرہ میں احادیث بیان کیں اسی سال ماہ شعبان میں تہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو عبد اللہ بن مندہ ... الحافظ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ ابو عبد اللہ الاصفہانی الحافظ ہیں حافظ بلند قدر دور دراز علاقوں کے سفر کئے متعدد محدثین سے احادیث کا سماع کیا تاریخ مشہور تصانیف پر کتابیں لکھیں ابو العباس جعفر بن محمد کا قول ہے کہ ابن مندہ سے بڑا حافظ میں نے نہیں دیکھا اسی سال صفر میں اصفہان میں وفات پائی۔

واقعات ۳۹۷ھ

اس سال ابو رکوہ نے مصر کے حاکم عبیدی کے خلاف بغاوت کی اس کا قصہ یہ ہے کہ یہ ہشام بن عبد الملک بن مروان اموی کے خاندان سے تھا اس کا نام ولید تھا ابو رکوہ لقب تھا۔ ابو رکوہ اس وجہ سے کہ یہ صوفیوں کی طرح اپنے ساتھ سفر میں چھاگل (پانی کا برتن) رکھتا تھا۔ بلاد مصر میں حدیث کا سماع کیا پھر مکہ و یمن و شام کا سفر کیا ان پریشانیوں کے باوجود جو اس سے بیعت لینا چاہتا تھا وہ اس شخص میں یہ محسوس کرتا کہ آگے چل کر اموی خاندان کے لئے حکومت کے قیام کی کوشش کرے گا تو وہ اس کی بیعت کر لیتا اور پھر مصر میں عرب کے قبیلوں میں سے کسی محلہ میں رہتا بچوں کو تعلیم دیتا لوگوں کے سامنے دین سے لگاؤ کی عبادت تقویٰ پرہیزگاری ظاہر کرتا لوگوں کو غیب کی باتیں بھی سناتا حتیٰ کہ لوگ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کی عزت کرنے لگے پھر اس نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی ان کے سامنے اموی حکومت کے قیام کا ارادہ ظاہر کیا ان لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کر کے اسے امیر المؤمنین کے خطاب سے پکارا الثائر بامر اللہ المنتصر من اعداء اللہ اس کا لقب رکھا۔

پھر وہ ایک لشکر عظیم کے ساتھ برقہ میں داخل ہوا لوگوں نے دولاکھ دینار جمع کر کے اس کے حوالے کر دیئے درہم پر اس کا لقب منقش کر دیا جمعہ کے دن اس نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں موجودہ حاکم الحاکم پر لعنت کی اس قدر لعنت کے بعد سولہ ہزار افراد اس کے ساتھ ہو گئے۔

مصر کے بادشاہ کو جب اس کے معاملات کی باتوں کا علم ہوا تو اس نے ابی رکوہ کے مقابلہ کے لئے لشکر ابو الفضل بن عبد اللہ کے پاس بھیجا آٹھ ہزار اور پانچ ہزار گھڑ سوار بھیجے تا کہ ابو رکوہ سے جنگ کر کے برقہ کی طرف مائل ہو جائے جب یہ لشکر ابو الفضل کے پاس پہنچا تو وہ ابو رکوہ سے الگ ہو گیا اس نے ابی رکوہ کو کہا کہ تم میں مصر کے بادشاہ سے لڑنے کی طاقت نہیں جب تک آپ ہمارے ساتھ ہوں گے ہم اسی طرح گرفت میں رہیں گے لہٰذا آپ جہاں جانا چاہیں چلے جائیں ابو رکوہ نے کہا میں اکیلا جانا چاہتا ہوں اس لئے میرے ساتھ دو شہسوار بھیج دو چنانچہ ابو الفضل نے دو شہسواروں کے ساتھ اسے بھیج دیا پیچھے ایک شخص کو بھیج دیا جس نے اس کو گرفتار کر کے مصر کے حاکم کے پاس پہنچا دیا۔ حاکم مصر نے اونٹ پر سوار کر کے اس کو شہر کا گشت کرایا پھر بعد میں اسے قتل کر دیا۔

اس کے بعد حاکم مصر نے ابو الفضل کا بڑا اکرام کیا اس کے نام جاگیریں الاٹ کیں اتفاق سے ابو الفضل بیمار ہو گیا مصر کے بادشاہ نے دو مرتبہ اس کی عیادت کی جب صحت یاب ہو گئے تو بعد اس کو قتل کر دیا اس کے ساتھی کے پاس پہنچا دیا یہ اس کی غداری کا بدلہ تھا۔ اسی سال رمضان میں قرواش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابو الحسن علی بن مزید کو حاکم بنا دیا سند الدولہ اس کا لقب رکھا۔

اسی زمانہ میں سبکتگین نے ترکی بادشاہ ایلک خان الخان کو شکست دے کر خراسان سے نکال دیا بہت سے ترکوں کو قتل کر دیا گیا اسی زمانہ میں ابو العباس کو قتل کیا گیا اس کا سر بہاء الدولہ کے سامنے رکھا گیا اس نے خراسان اور دوسرے علاقوں کا والی بنا دیا۔

اسی سال حاجیوں پر راستہ میں خوف طاری ہوا آخر کار عرب جنگلی بدوؤں اور امیروں کے درمیان حائل ہو گئے حتیٰ کہ عرفہ کے دن وہ اپنی حسرت کے ساتھ واپس گھر آ گئے تھے۔ اسی سال خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

عبد الصمد بن عمر بن اسحاق ... یہ عبد الصمد بن عمر بن اسحاق ابو القاسم الدینوری الواعظ الزاہد حافظ قرآن تھے مذہب شافعی کی تعلیم

ابو سعید اصطخری سے حاصل کی حدیث کا سماع نجاد سے کیا ان سے ضمیری نے حدیث روایت کی یہ ثقہ صالح تھے یہ وہ شخص صدق پاک دامنی تعلق دنیا سے کنارہ کشی امر بالمعروف نہی عن المنکر حسن اعتقاد وغیرہ میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔

ایک روز ایک شخص ان کی خدمت میں سو دینار لے کر آیا ابو القاسم نے کہا کہ مجھے ان کی ضرورت نہیں اس نے عرض کیا اپنے ساتھیوں پر تقسیم کر دیں انہوں نے کہا کہ زمین پر رکھ دو پھر اعلان کیا جس کو جتنی ضرورت ہے اس کے بقدر دینار اٹھا لے لوگ اپنی اپنی ضرورت کے مطابق اٹھاتے رہے حتیٰ کہ سارے دینار ختم ہو گئے اس کے بعد ان کے لڑکے نے آ کر کسی ضرورت کا اظہار کیا ابو القاسم نے کہا بنیے کے پاس چلے جاؤ اس سے کھجور کا ربع رطل ادھار لے آؤ حالانکہ اس سے پہلے کسی نے ان کے لڑکے کو مرغی اور حلوہ خریدتے ہوئے دیکھا تھا اس پر اس نے بڑا تعجب کیا اور وہ شخص اس کے پیچھے چلا چلتے چلتے ابو القاسم کے لڑکے ایک گھر میں داخل ہو گئے جس میں ایک عورت اور یتیم بچے تھے اس نے وہ سامان ان کو دے دیا۔

شروع میں ابو القاسم اجرت پر دوائیں کوٹ کر اس سے گزارہ کرتے تھے وفات کے وقت کہنے لگے اے باری تعالیٰ اس دن سے میں آپ سے چھپتا پھرتا تھا اسی سال تیس ذی الحجہ بروز بدھ وفات پائی جامع منصور میں ان کی نماز جنازہ ہوئی مقبرہ امام احمد میں مدفون ہوئے۔

ابو العباس بن واصل ...... سیراف البصرہ وغیرہ کے حاکم تھے شروع میں کرخ میں کسی کے خادم تھے ان کا خیال تھا کہ یہ عنقریب حاکم بنیں گے ان کے ساتھی مذاق کے طور پر ان سے کہتے جب تم حاکم بن جاؤ گے تو تم مجھے کیا دو گے کوئی کہتا کہ مجھے فلاں علاقہ کا گورنر بنا دینا کوئی کہتا مجھے اپنا خادم رکھ لینا اتفاق تھا تقدیر نے ان کا ساتھ دیا حتیٰ کہ یہ سیراف البصرہ کے حاکم بن گئے۔ مہذب الدولہ سے بلاد بطیحہ چھین لئے اس کو وہاں سے اتنا تنگ کر کے نکالا کہ وہ راستہ میں بیل پر سوار ہونے پر مجبور ہو گیا ابن واصل نے اس کی تمام جائیداد پر قبضہ کر لیا پھر اھواز پر حملہ کر کے بہاء الدولہ کو شکست دیدی۔ شعبان میں اس کو قتل کر کے اس کے سر کو تمام شہروں کا گشت کرایا گیا۔

واقعات ۳۹۸ھ

اسی سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے بلاد ہند پر حملہ کر کے اس کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا بہت سا مال نفیس جواہرات حاصل کئے ایک ایسا گھر بھی ملا جس کی چوڑائی پندرہ ہاتھ اور لمبائی تیس ہاتھ تھی۔ سبکتگین جب یہ سارا کچھ لے کر غزنہ پہنچا تو اس نے یہ ساری چیزیں اپنے گھر کے صحن میں رکھ دیں بادشاہ کے ساتھیوں کو اس کے دیکھنے کی اجازت دی دیکھ کر ان کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

اسی سال گیارہ ربیع الاول بروز بدھ بغداد میں زمین پر ڈیڑھ ہاتھ اولے پڑے ایک ہفتہ تک بھی وہ پگھل نہ سکے اس کے اثرات تکریت کوفہ عبادان شہروں تک پہنچے۔ سال رواں میں چوروں اور ڈاکوؤں نے زور پکڑا حتیٰ کہ مساجد سے بھی چوری ہونے لگی پھر پولیس نے اس پر قابو پایا ان کے ہاتھ کاٹ دیے اور آنکھیں نکال دیں۔

مصحف ابن مسعود اور اس کے حالات کا قصہ جو شیخ ابی حامد اسفرائنی کے ایک فتویٰ کے سلسلہ میں پیش آیا جس کو ابن الجوزی نے منتظم میں ذکر کیا ہے

اسی سال دس رجب کو اہل سنت اور شیعوں کے درمیان زبردست فتنہ پیدا ہوا اس کا مختصر قصہ یہ ہے کہ بعض ہاشمی شیعوں کے شیخ ابو عبداللہ بن نعمان جو ابن المعلم سے مشہور شیعوں کے فقیہ، ادیب، درب ریاح کی مسجد میں رہتے تھے کے پاس گئے اس نے تنگ کیا یعنی ان کے ساتھی کھڑے ہو گئے کرخ والے بھی ان کے خلاف کھڑے ہو گئے یہ سب جمع ہو کر قاضی ابو محمد الاکفانی اور شیخ ابو حامد اسفرائنی کے گھر آ گئے ایک بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا شیعوں نے ایک

مصحف کا ان کو دکھایا اور دعویٰ کیا کہ یہ مصحف عبداللہ بن مسعود ہے جو تمام مصاحف سے مختلف تھا اس پر تحقیق ہوئی اور غور و فکر کرنے کے لئے فقہاء جب اشراف، قضاۃ اور فقہاء جمع ہوئے تو مصحف سب کے سامنے پیش کیا گیا اور شیخ ابو حامد اسفرائینی ان سب کی موجودگی میں اس کے جلانے کا حکم دیا چنانچہ اس کو جلا دیا گیا اس واقعہ سے شیعہ بھڑک اٹھے اور وسط شعبان میں اس مصحف کے جلانے والوں کے لئے بددعائیں کرنے لگے اور گالیاں دینے لگے ان کی ایک جماعت نے ابو حامد کو تکلیف پہنچانے کے لئے ان کے گھر کا رخ کیا وہ گھر بار چھوڑ کر دار القطن چلے گئے۔ شیعہ یا حاکم یا منصور کے نعرے لگانے لگے۔ یہ ان کی اس ذہنی شرارت کا خلیفہ کو علم ہوا تو اس نے اہل سنت کی حفاظت کے لئے کچھ پولیس کی نفری روانہ کی شیعوں کے کئی مکانات جلا دیئے گئے۔ خلیفہ نے سالار لشکر کو شیعی خطیب ابن المعلم کے جلا وطن کرنے کا حکم دیا بعد میں تو وہی سفارش بھی کر دی۔ شیخین اور حضرت علی کے نام پر سوال کرنے والوں کو سزا دینے کا حکم بھی دیا شیخ ابو حامد اپنے گھر واپس آ گئے۔

اسی سال شعبان میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے افراد ہلاک ہو گئے لوگوں کا بہت سامان ضائع ہو گیا۔ دقوقا میں بہت تیز زہریلی صفت آندھی چلی جس سے متعدد مکانات اور کھجور و زیتون کے درخت گر گئے۔ کچھ شیراز کا بعض حصہ گر گیا اسی طرح شیراز کے ایک مقام پر سخت طوفانی ہوا آئی جس کی وجہ سے سب دریاؤں میں بہت سی کشتیاں غرق ہو گئیں۔ اسی سال واسط میں ایک سو چھ درہم کے وزن کے برابر اولے گرے اسی طرح بغداد میں رمضان میں سخت بارش آئی جس سے پرنالے بہہ پڑے۔

سال ہذا میں قمامہ کا ویران کیا جانا ۔۔۔ عام لوگوں کو اس میں نوحہ ماری کی اجازت دی گئی تو بیت المقدس کے پاس ایک گرجا گھر کا نام ہے خلیفہ نے اس کے گرانے کا حکم دیا اور اس کا سبب یہ تھا کہ نصاریٰ اپنے مذہب کے مطابق سال میں ایک بار آگ سے یوم السبت مناتے ہیں ان کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ آگ آسمان سے اتری ہے حالانکہ یہ ان کی چالاکی ہوتی ہے وہ ریشم کے دھاگوں میں چھپے ہوئے پرانے کپڑوں میں گندھک بلسان کے درخت کا تیل ملا کر ان کے رواج کے مطابق آتش کے کیف پر ڈال کر لوگ آگ لگاتے ہیں اور وہ آگ چمک کر جلتی ہے اسی طرح استعمال ہوتی ہے اسی طرح اس کے علاوہ بھی بلاد مصر میں جتنے گرجا گھر تھے منہدم کئے گئے مصر میں اعلان کیا گیا کہ جو شخص خوشی سے اسلام میں داخل ہونا چاہے ہو جائے اور اپنے دین کے ساتھ بلاد روم چلا جائے گا جو بلاد روم جانا چاہتا تھا اور جو یہاں پر خلیفہ کی طرف سے کئے مقرر کردہ قوانین کے مطابق پابندی کرے جس کی تفصیل یہ ہے کہ نصرانی چار رطل وزن کی صلیب لٹکائیں اور یہودی پانچ رطل وزن کے لکڑ کی گردن میں لٹکا کر چلیں گھوڑوں پر سوار نہ ہوں لیکن کچھ عرصہ گزرنے کے بعد یہ حکم منسوخ کر کے گرجوں کے بنانے کی اجازت دی اسی طرح مساجد کے لوٹانے کو دوبارہ بنانے کی اجازت دی۔ خلیفہ نے کہا کہ ہم نے اپنی مساجد کو بدعتوں سے پاک کرنے اور ان کے باطل کے خراب ہونے کی وجہ سے یہ حکم نافذ کیا۔

ابو محمد الباجی ۔ ان کا تذکرہ ہو چکا ہے یہ عبداللہ بن محمد ابو الباجی البخاری الخوارزمی ائمہ شافعیہ میں سے ہیں ابو القاسم دارکی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ان کی ایک بڑی ادبی دنیا ادیب۔ فصاحت شعر میں بہت۔ ایک مرتبہ کچھ دوستوں سے ملنے کے لئے گئے تو وہ گھر پر نہیں ملے چند اشعار ان کے نام لکھ آئے

(۱) ہم ملاقات کے لئے آئے تھے لیکن ملاقات نہ ہو سکی ہم جدائی پر شدت سے عنایت کے طالب ہیں۔
(۲) اگر تم غائب ہو گئے تو میں غائب نہیں ہوا اگر تم غائب نہ ہوتے تو ہم بھی غائب ہو گئے کیا اچھا ہو تو ہمارے درمیان جدائی ہوگی۔

اسی سال محرم میں وفات ہوئی ان کے حالات ہم نے طبقات شافعیہ میں بیان کر دیئے۔

عبداللہ بن احمد ۔۔ یہ عبداللہ بن احمد ابن علی بن حسین ابو القاسم جو صیدلانی مشہور ہوئے۔ ابن صاعد سے سب سے آخر میں روایت کرنے والے یہی ہیں ثقاہت میں سے تھے جن سے ازہری نے روایت کی کہ یہ ثقہ مامون صالح تھے اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر رجب میں وفات ہوئی۔

الببغاء الشاعر: یہ عبدالواحد بن نصر بن محمد ابوالفرج المخزومی ہیں لقب ببغاء ہے۔ ادیب اور فاضل شاعر تھے۔ اسی سال شعبان میں وفات پائی۔ ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱) اے وہ شخص جس کی سیرت و صورت ایک ہو گئی ہے تو جس طرف بھی جاتے ہو میری آنکھوں کا میلان اسی طرف جاتا ہے۔

(۲) میرے سانس تمہارے رخساروں کے پیچھے ہوتے ہیں یہ دلیل تمہارا دل پلکوں سے چھلنی ہوئی ہے۔

(۳) میرے اندر جان باقی نہیں ہے جس سے تیری خواہش کی شکایت کروں جب ہوا سے بھی تو اسی کی شکایت کی جاتی ہے۔

محمد بن یحییٰ: یہ محمد بن یحییٰ ابو عبداللہ جرجانی علماء و عباد میں سے ہیں ابوبکر رازی کے شاگرد تھے فقیہ القدوری ان کے درس میں بیٹھتے تھے آخری عمر میں فالج کا حملہ ہو گیا تھا وفات کے بعد امام ابوحنیفہ کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

بدیع الزمان: یہ احمد بن حسین بن سعید ابوالفضل الہمدانی الحافظ جو بدیع الزمان سے مشہور ہوئے بہترین رسائل اور مقامات کے مصنف، ان ہی کے طرز پر حریری نے کتاب لکھی ان کے پیشرو ہونے کا شکریہ ادا کیا ان کے فضل کا اعتراف کیا۔ ابن فارس سے لغت کی تعلیم حاصل کی پھر فضلاء عصر میں سے ہو گئے۔

بعض کا قول ہے کہ ان کو زہر دیا گیا تھا جس کی وجہ سے ان پر سکتہ طاری ہو گیا تھا جلدی سے ان کو دفن کر دیا گیا قبر میں یہ ہوش میں آ گئے لوگوں نے ان کی آواز سنی کر انہیں قبر سے نکال لیا جب وفات ہوئی تو قبر کے ہولناک کے خوف سے انہوں نے داڑھی پکڑی ہوئی تھی گیارہ جمادی الثانی بروز جمعہ وفات ہوئی۔

واقعات ۳۹۹ھ

اسی سال رجب کے آخر میں ابو علی بن ثمال کو حاکم عبیدی نے حسن بن مفرج کے ذریعے قتل کرا دیا، یہ قتل کرانا اپنی بیعت کا اشارہ بن گیا پھر حلب کا بادشاہ عباس بن مرداس ان کو نکال کر خود بادشاہ بن گیا۔

اسی سال عمر بن عبدالواحد کو بصرہ کے قضاۃ کے عہدے سے معزول کر کے ابوالحسن بن ابی الشوارب کو ان کی جگہ متعین کر دیا۔ لوگ ان میں سے ایک کو مبارکباد دینے جاتے تھے اور دوسرے سے تعزیت کرتے تھے اس موقع پر عصفری نے چند اشعار کہے جن کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) میرے پاس اس موقع کی مناسبت سے ایک بات ہے۔

(۲) ایک سے تعزیت کی جا رہی ہے دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی ہے۔

(۳) ایک تکلیف کا دوسرا راحت کا اظہار کر رہا ہے۔

(۴) دونوں جھوٹے ہیں ہم میں سے کون سچا۔ یہ ساتویں صدی میں تحت آ گئی جس نے بغداد کے راستوں میں سرخ کچھ چھپا

اس سال بھی حج کے لیے قافلہ روانہ ہوا آندھی چلی اور شدید بارش ہو گئی یہاں تک کہ وہ ہر طرف سے گھر گئے انہوں نے حج سے مایوس ہو کر چھوڑا جس کی وجہ سے حج کا قافلہ واپس آ گیا۔ سال رواں ابو علی نے بصرہ کے چھ سو افراد پر مشتمل قافلہ کو لوٹ لیا ان کو ہزار دینار دے کر چھوڑا۔ اسی سال بھی خطبہ میں مصریوں کا نام لیا گیا۔

خواص کی وفات

عبداللہ بن بکر بن محمد بن حسین ... یہ عبداللہ بن بکر بن محمد بن حسین ابو احمد الطبرانی نے بغداد وغیرہ میں حدیث سنی آپ بااعتماد لوگوں میں سے تھے آپ سے دارقطنی عبدالغنی بن سعید نے سماع کیا پھر شام میں ایک پہاڑ کے نزدیک مرتے دم تک اللہ کی عبادت میں مشغول رہے۔ اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن الحسین یہ محمد بن علی بن حسین ابو مسلم ہیں یہ ابن ابی داؤد کے کاتب تھے بغوی ابن صاعد ابن درید اور ابن ابی داؤد اور ابن مجاہد وغیرہ سے روایت کی علم زہد حدیث کی معرفت کا دعویٰ کرتے تھے ان کی کتابوں سے روایت پر لوگوں نے اعتراض کیا ہے لیکن کہا گیا ہے کہ ان کی غرض فاسد نہ تھی۔ صوری کا قول ہے کہ آخر میں ان پر غلط ہو گیا تھا۔

ابوالحسن علی بن ابی سعید کے حالات[1] یہ ابوالحسن علی بن ابی سعید عبدالواحد بن احمد بن یونس بن عبدالاعلی الصدفی مصری ہیں چار جلدوں پر مشتمل کتاب التاریخ الکبیر کے مصنف ہیں ان کے والد حفاظ حدیث اور کبار محدثین میں سے تھے مصر والوں کے لئے ایک مفید تاریخ لکھی جس کے علم کی کمائی تھے خود علم نجوم میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ اس کے بڑے عالم بن گئے علم الرصد کا بہت شوق اس کے وجود کا قائل ہونا [illegible] پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوتے تھے بہت ہوتی تو [illegible] پر لکڑی باندھ کر رکھتے تھے [illegible] گدھے پر سوار ہو کر [illegible] پڑتے تھے [illegible] کا بڑا اکرام کرتا ان کی ظاہری صورت [illegible] تھے۔ ان [illegible] کے اشعار [illegible] ہیں:

(۱) اے ہوا اپنے بیٹھے ہوئے عاشق کا ایک خط اس کے معشوق کے پاس لے جا۔

(۲) اپنے [illegible] سے لوگوں کو زندگی بخشنے والے شخص پر میری جان قربان ہو اس شخص پر جس کی ذات اور خوشبو سے دنیا معطر ہوئی۔

(۳) قسم ہے میری زندگی کی کہ اس کے بعد میری زندگی کا پیالہ بے مصرف ہو گیا [illegible] اس سے ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے میں نے اس سے خود کو دور کر دیا ہے۔

قادر باللہ کی والدہ [illegible] ان کا تعلق [illegible] شعبان [illegible] وفات ہوئی [illegible]۔

واقعات ۴۰۰ھ

اسی سال ربیع الثانی میں دجلہ کا پانی بہت کم ہو گیا چھوٹے چھوٹے جزیرے نظر آنے لگے دجلہ کے اوپر کے حصے میں کشتیوں کا چلنا مشکل ہو گیا [illegible]

اسی سال [illegible] ابو محمد بن سہلان [illegible] کی تکمیل ہوئی۔

---

[1] [illegible]

سن رواں میں رمضان میں لوگوں کو خلیفہ القادر باللہ کی وفات کی جھوٹی خبر ملی اس جھوٹ کو ختم کرنے کے لئے نماز جمعہ کے بعد خلیفہ نے تمام مجلس منعقد کی اس وقت ان پر چادر اور ہاتھ میں لکڑی تھی اس دوران شیخ ابو حامد اسفرائنی آئے انہوں نے بادشاہ کے سامنے زمین کو بوسہ دیا پھر قرآن کی اس آیت کی تلاوت کی:

> "اگر باز نہ آئے منافقین اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اور وہ لوگ جو مدینہ میں جھوٹی جھوٹی خبریں اڑایا کرتے ہیں تو ہم ضرور آپ کو ان پر مسلط کر دیں گے پھر یہ لوگ آپ کے پاس مدینہ میں بہت ہی کم رہنے پائیں گے۔" [illegible]
> یہ آیت سن کر لوگ خوشی میں روتے ہوئے گھروں کو واپس ہو گئے۔

اسی سال یہ خبر مشہور ہوئی کہ خلیفہ نے جعفر بن محمد الصادق کے مدینہ والے گھر سے قرآن اور دیگر آلات نکالنے کا حکم دیا جو گھر سے ان کی وفات کے بعد سے اب تک نہیں نکالا تھا قرآن کے ساتھ ایک لکڑی کا پیالہ بھی تھا جس کے کنارے پر لوہے کے تختے لگے ہوئے تھے اور ایک چمڑے کی ڈھال ایک چھوٹی اور بڑی اور ایک تخت بھی تھا جو لوگ یہ ساری چیزیں اٹھا کر مصر لے گئے۔ خلیفہ نے ان کے لئے انعامات کا اعلان کیا جو قیمتی تھے اور باقی چیزیں اپنے پاس رکھ لیں اور اب تک ان کا تذکرہ یا اظہار لوگوں سے پوشیدہ رکھا اور وقت بھی نہیں سے واپس کر دیا۔

اسی سال خلیفہ نے علماء کے لئے ایک جگہ بنوائی فقہاء اس میں جمع ہوتے تھے تین سال بعد اس میں موجود علماء کو قتل کر دیا گیا اس کے بعد اس زمانے میں جو شیخ مسجد بنی تھی وہ ازہر جامع کی طرف جو شیخ ہوں کے منسوب ہوا۔

اسی سال ذی الحجہ میں ہشام بن عبدالرحمن اموی کو خلافت سے معزول کر کے جیل ڈالنے کے بعد وہ بادشاہ بنا دیا گیا۔ اس سال خطبہ میں مصر شام کے حکمران کا نام لیا گیا

خواص کی وفات

ابو احمد الموسوی النقیب...... حسین بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن جعفر الموسوی ہیں۔ رضی اور مرتضیٰ کے والد ہیں بارہا نقابت طالبیین کے عہدہ پر رہ چکے ہیں۔ بار بار مقرر کئے جاتے پھر معزول کئے جاتے آخری مرتبہ بھی نقیب بنائے گئے۔ ۹۷ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے لڑکے مرتضیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ مشہد حسین میں دفن کئے گئے۔ ان کے لڑکے مرتضیٰ نے ایک بحر میں مرثیہ لکھا اس کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

(۱) اللہ کا سلام ایسی جسد پر ہو جس کے لئے صبح کا وقت اس سلام کے تحفے کو شام تک پیش کرے۔
(۲) ایسی قبر پر جو قبلہ رو کی طرف مائل ہے جو عبادت اور بھلائی کا سرچشمہ ہے۔
(۳) جو ایسا شخص ہے جو صرف حلال چیزوں سے سیراب ہوتا رہا اس کا توشہ بھی صرف پاک اور حلال چیزیں ان کا تھا۔
(۴) اور ان کی پیٹھ کی جھوٹ سے گندی نہیں ہوئی اور نہ ان کے لئے کوئی شراب دوسری شراب سے نہیں ملائی گئی۔
(۵) اس کی پیٹھ پر گناہوں کا بوجھ نہیں اس کے اعضاء بدن گناہوں سے پاک ہیں۔
(۶) تمام کاموں میں ان کے بہت مرتبہ رضا طلب اور کامیابی کو دروازہ سے تھاما ہوا ہے۔
(۷) یہ ایسی قوم ہے جس کے دل اللہ کے ذکر اور رونے دھونے سے آباد ہیں ایسی بہادر جو تم کو ڈھونڈتے ہیں ان کی مدد کرتے ہیں
جب کلام اور صبر جاری ہیں جنگوں اور اشعار بولتے ہیں بلکہ تمدحت ہیں

الحجاج بن ہرمز ابو جعفر...... عراق پر بہاء الدولہ کے نائب حاکم تھے کردوں اور بدوؤں سے لڑنے میں پیش پیش تھے معتمد الدولہ کے زمانے میں ان کی صفوں کے کئی لوگوں میں سے تھے۔ لڑائی کے فن سے پورے پورے واقف انتہائی ہوشیار بڑے بہادر بہت زیادہ بلند ہمت صحیح رائے اور مشورہ

کے مالک تھے سن ۳۷۲ھ میں بغداد سے نکلے وہاں بہت سے فتنے برپا تھے ایک سو پانچ سال کی عمر میں بصرہ میں وفات پائی۔

ابو عبداللہ الجُمحی المصری المتاجر ...... بہت بڑے مالدار تھے ارض حجاز میں وفات پائی حسن بن علی کی قبر کے پاس مدینہ میں دفن ہوئے۔ ان کے قرآن پڑھنے کا انداز گداز بھرا تھا ان کی آواز بہت شیریں تھی۔

واقعات ۴۰۱ھ

اس سال محرم کے چوتھے جمعہ کو موصل کے حاکم قرواش بن مقلد کے حکم سے خطبہ میں حاکم عبیدی کا نام لیا گیا کیونکہ اس نے اپنے امام پر اس کے بارے میں بہت زور دیا تھا ابن الجوزی نے اس خطبہ کو حرف بحرف بیان کیا ہے خطبہ کے آخری الفاظ کا ترجمہ یہ ہے ان کے آباء مہدی پر درود بھیجو پھر اس کے لڑکے قائم پر پھر منصور پر پھر اس کے لڑکے معز پر پھر اس کے لڑکے عزیز پر پھر اس کے لڑکے وقت کے بادشاہ حاکم پر پھر ان سب کے لئے خوب دعا کرو۔ خصوصاً حاکم کے لئے اسی طرح انبار مدائن وغیرہ میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا ہے۔ کیونکہ حاکم عبیدی نے خطوط اور تحفے تحائف بھیج کر قرواش کو خطبہ میں اپنا نام لینے پر راضی کر لیا تھا چنانچہ حاکم کا نام خطبہ میں لیا گیا۔

جب قادر باللہ عباسی کو اس کا پتہ چلا تو اس نے خط کے ذریعے قرواش کو اس پر سرزنش کی۔ بہاء الدولہ کو لکھا کہ وہ عمید جیوش کو لشکر کے ساتھ بھیجے تاکہ وہ قرواش سے جنگ کرے جب قرواش کو اس کا علم ہوا تو اس نے معذرت کرتے ہوئے اپنا اعلان واپس لے لیا اور حسب سابق خطبہ میں حاکم کے بجائے قادر کے نام لینے کا حکم دیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال پچیس رجب کو دجلہ کا پانی بہت اوپر آ گیا رمضان تک زیادہ ہوتے ہوتے اکیس ہاتھ تک پہنچ گیا بغداد کے کئی گھروں میں پانی داخل ہو گیا۔ اسی زمانہ میں وزیر ابو نصر بغداد واپس آیا۔ اسے فخر الملک عمید جیوش کا لقب دیا گیا۔ سال رواں ہی میں ابو الفتوح حسن بن جعفر علوی نے بغاوت کر کے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی راشد باللہ لقب رکھا۔ اسی سال عراق والوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا خطبہ میں حاکم کا نام لیا گیا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن محمد بن عبید ...... یہ ابراہیم بن محمد بن عبید ابو مسعود الدمشقی الحافظ الکبیر کتاب الاطراف علی الصحیحین کے مصنف بغداد، کوفہ، بصرہ، واسط، اصفہان، خراسان وغیرہ شہروں کا طلب حدیث کے لئے سفر کیا حافظ صادق اور بلند علم کے مالک تھے بہت کم روایت ان سے مروی ہیں ان سے ابو القاسم الازہری ابو بکر البرقانی وغیرہ نے احادیث کا سماع کیا۔

اسی سال ماہ رجب میں بغداد میں وفات پائی نماز جنازہ کے لئے ابو حامد کے نام وصیت کی تھی چنانچہ ابو حامد نے نماز جنازہ پڑھائی حلقہ کے قریب جامع منصور میں دفن کئے گئے ابن عساکر نے ان کے حالات بیان کئے ان کے حالات میں تاریخی کلمات بیان کئے۔

عمید الجیوش الوزیر کے حالات[1] ...... یہ حسن بن ابی جعفر ہرمز کا استاذ ولادت ۳۵۰ھ والد عضد الدولہ کے دربان تھے سن ۳۹۲ھ میں بہاء الدولہ کے وزیر بنے اس وقت شہر کے حالات بہت خراب تھے فتنہ بازی کا بازار گرم تھا انہوں نے شہر کے حالات درست کئے پھر جلد ہی شر کے لوگوں کو سختی کی اسی طرح کافی حد تک حالات پر قابو پا لیا۔

---

[1] المنتظم ص ۲۰۰۔ ۱۶ العبر ۳/ ۷۸

ایک خادم کو کلی تھیلی میں دو درہم دے کر پورے بغداد میں چکر لگانے کا حکم دیا اور یہ کہا کہ اگر کوئی شخص ان دو درہم کو چھیننے کا ارادہ کرے تو سارے دو درہم اس کو دیدے اور اس جگہ شناخت کر کے مجھے بتا دے چنانچہ خادم نے دو درہم لے کر پورے بغداد کا چکر لگایا لیکن کوئی ناخوش گوار واقعہ پیش نہیں آیا خلیفہ نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

اسی طرح سالار لشکر نے دیلمی ترک فوجیوں کو ماتم کرنے اور عمید الدولہ کے لیے خطبہ دینے سے بھی روک دیا، یہ سالار لشکر عادل منصف تھا۔

خلف الواسطی کے حالات[1] ..... یہ خلف بن محمد بن علی بن حمدون ابو محمد الواسطی ہیں واسط اور اس کے اطراف کے طبقہ سے ہیں۔ وہ دراز علاقوں کا سفر کر کے حدیث جیسے عظیم علم سے حدیث کا سماع کیا پھر بغداد پھر شام اور مصر کا سفر کیا لوگوں نے ان کی کتب کی ہوئی احادیث سے لکھی ایک کتاب (اطراف الصحیحین) کے نام سے تصنیف کی معرفت تام اور حافظہ بہت اچھا تھا کچھ عرصہ بعد بغداد آ کر علمی مشغلہ چھوڑ کر تجارت شروع کر دی تھی کہ اسی مشغلہ میں اسی سال وفات پائی اللہ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے ان سے ازہری نے روایت کی۔

ابو عبید الہروی ..... غریبین کے مصنف احمد بن محمد بن محمد ابو عبید الہروی اللغوی البارع ہیں۔ ادب اور لغت کے ماہر تھے ان کی تصنیف کردہ کتاب الغریبین قرآن و حدیث کے غرائب پر مشتمل ان کی تبحر علمی اور جلالت شان پر دلالت ہے، ابو منصور ازہری کے شاگردوں میں سے تھے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ ابو عبید دوستوں کے ساتھ گپ شپ اور خلوت میں ناجائز چیزوں کا استعمال کرتے اہل ادب کی مجلس میں شریک ہوتے تھے واللہ اعلم اللہ تعالیٰ ان کی لغزشوں کو معاف فرمائے ۴۰۱ھ ماہ رجب میں وفات پائی۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ اسی سال یا گزشتہ سال بستی شاعر کی وفات ہوئی آگے انہیں کے حالات ذکر کیے گئے ہیں۔

علی بن محمد بن الحسین بن یوسف الکاتب ..... یہ ابو الفتح البستی شاعر انوکھی انداز نظم والنثر کتب کے مصنف ہیں ہم نے ان کے حالات بیان کر دیے ابن خلکان نے ان کو مختصر ذکر کیا ہے ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

(۱) ..... اپنی اصلاح کرنے والا اپنے حاسد کو ذلیل کرتا ہے عقلمند پر لازم ہے کہ وہ ناقص اور ادب سے محروم ہو جاتا ہے جس سے واقف ہونا نیک بختی کی علامت ہے عزت تمنا پر منحصر ہے اور رشوت حاجت کی رسی ہے پاک دامنی کو اخلاق حمیدہ پر فضیلت ہوتا ہے۔

ان کے اشعار میں سے چند یہ ہیں:

(۱) ..... اگر کسی انسان کا قلم حرکت میں آ جائے تو تجھے بڑے بڑے بہادر جیالے ایسے لگیں گے جن کو ان کے ماموں نے حرکت دی۔
(۲) ..... اگر دو کسی کو قلم عطا دے بیٹھے لوگوں کے پیسوں سے درج شدہ تمام تاجیں ان کی قدردانی کرنے لگیں۔
(۳) ..... جب تم کسی قوم سے گزرو تو گزرے ہوئے حالات کے بارے میں بات کرے۔
(۴) ..... تم ایک زمانے کو دوست کو دیکھو کہ ان کی طبیعتوں میں دشمنوں سے دشمنی کے داخل ہے۔

واقعات ۴۰۲ھ

اسی سال محرم میں وزیر فخر الملک نے رافضیوں کی اس محرم کو بدعات کرنے کی اجازت دے دی۔ ماتم کرنا نوحہ کرنا ٹاٹ کے ٹکڑے لٹکانا صبح سے شام تک بازاروں کو بند کرنا عورتوں کو منہ پر چپیڑیں مارتے ہوئے شہر کے چکر لگانا وغیرہ اللہ تعالیٰ ان کو برباد کرے اسی زمانہ میں قاہرہ میں ر

---

[1] تاریخ بغداد ۸/۳۳۳، ۳۳۴ کشف الظنون ۱/۱۶۷

ابن مقلد عقیلی نے مسجد کوفہ کی تعمیر کا حکم ان الفاظ کے ساتھ دیا کہ پہلے کی طرح شان و شوکت سے اس کی تعمیر کی جائے۔

فاطمین کے نسب پر ائمہ بغداد اور علماء کا طعن کرنا اسی سال ربیع الثانی میں علماء کی مجلس میں فاطمین یعنی مصر کے بادشاہوں پر عیب طعن کرنے کا فیصلہ کیا گیا کیونکہ حقیقت میں ان کا نسب حضرت علی سے ثابت نہیں تھا یہ فیصلہ علماء فقہاء محدثین اور صالحین کے مشترکہ اجلاس میں کیا گیا سب نے متفق ہو کر کہا کہ مصر کا حاکم منصور بن نزار بن معد بن اسماعیل بن عبیداللہ بن سعید نے بلاد مغرب میں جا کر اپنا نام عبیداللہ لقب مہدی رکھا اس کا اور اس کے سلف کا حضرت علی سے بالکل نسب ثابت نہیں یا یہ کہ ان سے بھاگے ہیں تو کسی کو ان کے اہل بیت سے ہونے کا علم نہیں اس لئے ان کے جھوٹے دعاوی ہونے شائع تھے ہے سادات لوگوں کو جھٹلانے اور کذب کی خبریں مرتب بلاد مغرب میں اتنی کثرت سے مشہور ہوئی تھیں کہ کوئی بھی ان سے دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا اور کوئی بھی ان کی تصدیق کرنے کے لئے تیار نہیں تھا۔

مزید یہ بھی لکھا گیا کہ مصر کا یہ حکمران اور اس کے متبعین ملحد اور مذہب اہل زندیق فرقہ معطلہ سے تعلق رکھنے والے اسلام کا انکار کرنے والے عقیدہ ثنویت کے لحاظ سے مجوسی اور بت پرست حدود کو پامال کرنے والے حرام کاریوں اور شراب کو مباح کرنے والے لوگوں کو قتل کرنے والے انبیاء کو گالی دینے والے سلف پر بھی طعن کرنے والے خدائی کا دعویٰ کرنے والے ہیں۔

یہ فیصلہ ۴۰۲ھ میں ایک بڑے مجمع کی موجودگی میں کیا گیا جن میں سے رضی، مرتضی، ابن الازرق الموسوی، ابو طاہر بن ابی الطیب، محمد بن محمد بن عمر و بن ابی یعلیٰ قاضیوں میں سے ابو محمد بن الاکفانی، ابو القاسم جزری، ابو العباس بن الشہوری فقہاء میں سے ابو حامد اسفرائینی، ابو محمد بن الکسفلی، ابو الحسن القدوری، ابو عبداللہ الصیمری، ابو عبداللہ بیضاوی، ابو علی بن حمکان گواہوں میں سے ابو القاسم التنوخی نے اس اجلاس میں شرکت کی بڑے بڑے حضرات نے اس فیصلے پر دستخط کئے یہ ابو الفرج ابن الجوزی کی عبارت کا خلاصہ ہے۔

صاحب کتاب کا قول ہے کہ جس طرح اس فیصلے سے ان کا کذب ظاہر ہوا اسی طرح حضرت حسین کے عراق کے سفر اختیار کرنے کے موقع پر انہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے دیئے جانے والے مشورہ سے بھی ان کا کذب ظاہر ہوتا ہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حسین کو عراق جانے کے وقت مشورہ دیا تھا کہ آپ عراق نہ جائیں کیونکہ مجھے ان لوگوں کی طرف سے آپ کی جان کا خطرہ ہے اور آپ کے نانا کو دنیا و آخرت کا مشورہ دیا گیا تو انہوں نے دنیا پر آخرت کو ترجیح دی آپ انہیں کی اولاد سے ہیں اس لئے آپ بھی دنیا پر آخرت کو ترجیح دیں حضرت ابن عمر کا یہ بہترین مشورہ ظاہر کر رہا ہے کہ خلافت اہل بیت میں سے صرف محمد بن عبداللہ المہدی کو ملے گی جو نزول عیسیٰ کے وقت آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے کیونکہ اہل بیت کو دنیا سے دور رکھا جائے گا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ فاطمین زنادقہ تھے مصر پر حکومت کرنے کی وجہ سے اہل بیت میں سے نہیں ہیں جیسا کہ علماء کے فیصلے سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔

قاضی باقلانی نے بھی ان لوگوں کے رد میں کشف الاسرار وہتک الاستار کتاب لکھ کر ان کے دعووں کی قلعی کھول کر رکھ دی اور ان کے تمام عیوب کا پردہ چاک کر دیا کہ وہ بیچارے ایک مقام پر فرماتے ہیں فاطمین ظاہراً رافضی لیکن حقیقتاً کافر محض ہیں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

اسی سال رجب شعبان رمضان میں وزیر فخر الملک نے فقراء مساکین مساجد اور عام مقامات میں رہنے والوں کو خوب صدقات دیئے خود مساجد اور مقامات کا دورہ کیا کافی محتاجوں کو مال دیا گیا سوق الدقیق کے نزدیک ایک بہت بڑا مکان جلایا گیا اسی سال شوال میں سخت آندھی چلی جس نے دس ہزار کھجور کے درختوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔

اسی زمانہ میں غزنی کے حاکم محمود بن سبکتگین کا واقعہ آیا کہ وہ ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ دشمن کے مقابلہ میں ہو رہے تھے کہ اچانک پانی ختم ہو گیا پیاس کی شدت سے ساتھی ہلاک ہونے لگے کہ اللہ نے بارش کر دی جس سے ہم نے خود بھی جانوروں کو بھی سیراب کیا اس کے بعد ہمارا دشمن سے آمنا سامنا ہوا ان کے ساتھ سات سو ہاتھی تھے لیکن ان کے باوجود وہ شکست کھا گئے اللہ نے مسلمانوں کو دشمن کے مال غنیمت سے بہت مالا مال کیا۔

اسی سال بھی شیعوں نے اٹھارہ ذی الحجہ کو حسب سابق بڑی شان و شوکت سے عید غدیر منائی یہ جرأت انہیں ان کے وزیر فخر الملک اور بہت سے ترکوں کی طرف سے حاصل ہوئی۔

خواص کی وفات

الحسن بن الحسن بن علی بن عباس ...... ابن بنت ابو محمد النوبختی سن ولادت ۳۲۰ محاملی وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ان سے برقانی نے روایت کی یہ بھی کہا گیا کہ یہ شیعہ معتزلی تھے مگر ان کا میرے سامنے جھوٹ ظاہر نہیں ہوا ان سے ازہری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ یہ بھی کہا ہے کہ یہ رافضی بدمذہب تھے عتیقی کا قول ہے کہ حدیث میں ثقہ اور معتزلی تھے۔

عثمان بن عیسیٰ ابو عمرو الباقلانی ...... بڑے مشہور زاہدوں میں سے تھے ان کے کھجور کے باغ تھے ان سے ان کا گزر بسر ہوتا تھا دیہاتوں میں جا کر مزدوری بھی کرتے تھے بہت بڑے زاہد و عابد تھے صرف نماز جمعہ کے لئے مسجد سے باہر نکلتے مسجد میں چراغ بھی نہیں تھا ایک سردار نے مسجد میں روشنی کے لئے ان کو تیل دیا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اس قسم کے دیگر واقعات بھی ان کے بارے میں مشہور ہیں۔

وفات کے بعد ان کے پڑوسی نے اپنے مرے ہوئے پڑوسی کو خواب میں دیکھا اس نے عثمان بن عیسیٰ کے بارے میں پوچھا اس نے جواب دیا تم کس کے بارے میں پوچھتے ہو قبر میں رکھنے کے بعد سے ہم یہ سن رہے ہیں کہ فردوس اعلیٰ کی طرف چلو فردوس اعلیٰ کی طرف چلو اسی سال چھیالیس سال کی عمر میں رجب میں وفات پائی۔

محمد بن جعفر بن محمد ...... محمد بن جعفر بن محمد بن ہارون بن فروہ بن ناجیہ ابو الحسن النحوی ابن نجار التمیمی کوفی سے مشہور تھے انہوں نے ابن درید، صولی اور نفطویہ وغیرہ سے روایت کی اسی سال جمادی الاولیٰ میں ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابو الطیب سہل بن محمد ...... یہ ابو الطیب سہل بن محمد الصعلوکی النیساپوری ہیں ابو یعلیٰ خلیلی کا قول ہے اسی سال وفات پائی ہم نے ان کے حالات سن ۳۸۷ھ کے ذیل میں بیان کر دیئے ہیں۔

واقعات ۴۰۳ھ

اسی سال سولہویں محرم کو الشریف الرضی ابو الحسن الموسوی کو تمام ممالک میں طالبین کے نقابت کے عہدہ پر فائز کیا۔ اس کا تقلید نامہ وزیر فخر الملک کے گھر میں پڑھ کر سنایا گیا سیاہ جوڑا اسے خلعت دیا گیا طالبین کا سب سے پہلا شخص تھا جسے سیاہ خلعت دی گئی۔

اسی سال بنی خفاجہ کے امیر ابو فلیتہ (اللہ اس کا برا حشر کرے) کی قوم میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے لایا گیا اس جماعت نے گزشتہ سال حاجیوں کے راستہ میں رکاوٹ ڈالی تھی اور پانی کے چشموں میں ایلوا ڈال کر ناکارہ کر دیا جس کی وجہ سے پندرہ ہزار پیاسے حاجی پیاس کی شدت سے ہلاک ہو گئے تھے باقی ماندہ کو پکڑ کر انہوں نے بری حالت میں جانوروں کا چرواہا بنا لیا ان کا تمام مال لوٹ لیا وزیر نے ان کو جنگل میں بند کر دیا ان کا پانی بند کر دیا پھر صاف شفاف پانی دکھا دکھا کر ان کو سولی پر لٹکایا اور وہ پانی پانی کرتے ہوئے مر گئے ان کی بداعمالیوں کی پوری پوری سزا انہیں دی گئی۔ خلیفہ نے عرنیین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کی روشنی میں ان کو بہترین بدلہ دیا۔ اس کے بعد جو حاجی ان کے پاس گرفتار تھے انہیں واپس لایا گیا اس عرصہ میں ان کی عورتوں نے شادی کر لی تھی اور ان کا مال تقسیم ہو گیا تھا ان کی عورتیں انہیں واپس کی گئیں۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال رمضان میں مشرق سے مغرب جاتے ہوئے ایک ستارہ گرا اس کی روشنی چاند کی طرح تھی اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اس کے بعد وہ غائب ہو گیا۔ انہیں کا قول ہے کہ اسی زمانہ میں ماہ شوال میں بعض نصاریٰ کی عورتوں کا انتقال ہو گیا عورتیں صلیب لے کر ان پر علی الاعلان نوحہ کرنے لگیں۔ بعض ہاشمیین نے انہیں روکا تو اس نصرانی سردار کے ایک غلام نے ان کو لوہے کے گرز مارے جس سے ان

کے سر پھٹ گئے اور خون بہنے لگا، وہ جدا ہو گئے مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا تو وہ شکست کھا کر اپنے گرجوں میں گھس گئے۔ لیکن عام لوگ گرجوں میں داخل ہو گئے اور انہیں لوٹ لیا مسلمانوں نے شہروں میں نصرانیوں کا پیچھا کیا تا کہ وہ ابن ابی اسرائیل کو پکڑنے کی کوشش کی ان کے غلاموں نے مقابلہ کیا جس سے بغداد میں فتنہ پھیل گیا مسلمانوں نے جامع مسجد میں قرآن پڑھتے ہوئے بعض مقامات پر جمع ہو کر شکایت کی۔ پھر مسلمانوں نے خلیفہ سے مدد طلب کی خلیفہ نے ابن ابی اسرائیل کو حاضر ہونے کا حکم دیا لیکن اس نے انکار کر دیا خلیفہ نے بغداد سے نکل کر اس سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا فتنہ بہت پھیل گیا تو نصرانیوں کے بہت سے گھر لوٹ لئے گئے پھر ابن ابی اسرائیل حاضر ہو گیا اس نے بہت سا مال دے کر معافی طلب کر کے جان چھڑائی اس کے ساتھ ہی فتنہ ختم ہو گیا۔

سال رواں ہی میں یمین الدولہ محمود کا خلیفہ کے پاس خط آیا کہ مصر کے حاکم کی طرف سے ایک قاصد پیغام لے کر آیا ہے کہ مجھ پر اس کی اطاعت قبول کرو میں نے اس پر تھوک دیا اور خط کو جلوا دیا، قاصد کو سخت باتیں کہیں۔

اسی سال ابو الطیب مروان کردی کو آمد میافارقین دیار بکر وغیرہ کا حاکم بنا دیا گیا ایک امیر اس کی اس پر خط بھیجتے رہے اسی سال بھی راستے میں جانے کی وجہ سے عراق خراسان سے کوئی حج پر نہیں گیا۔ کیونکہ فخر الملک کی اصلاح کے لئے باہر گیا ہوا تھا۔

اسی سال بلاد اندلس میں امویوں کی حکومت ختم ہو گئی ان دولتوں میں سلیمان بن حکم بن سلیمان بن عبدالرحمن الناصر اموی حاکم تھا لوگوں نے قرطبہ کے ہاتھ پر بیعت کی المستعین باللہ اس کا لقب رکھا۔ اسی زمانے میں بغداد کے حاکم بہاء الدولہ کا انتقال ہو گیا ان کے بعد اس کا لڑکا سلطان الدولہ ابو شجاع کو امیر بنا لیا۔

سال رواں ہی میں ترکوں کے بادشاہ اعظم ایلک خان کا انتقال ہو گیا اس کی جگہ اس کا بھائی طغان خان حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سردی میں چادر کے بغیر نکلنے سے گھر میں داخل ہوا پھر سردی کی وجہ سے اس کی وفات ہو گئی اس کے بعد اس کی جگہ منوچہر حاکم بنا فلک المعالی اس کا لقب رکھا خلیفہ نے محمود بن سبکتگین کا نام لیا شمس المعالی قابوس عالم فاضل ادیب شاعر تھا اس کے چند اشعار ترجمے کے ساتھ درج ذیل ہیں:

(۱)... زمانے کے عیوب پر ہمیں عار دلانے والے سے کہہ دو کہ زمانے کو ہم سے خطرہ محسوس ہو گیا ہے۔
(۲)... سمندر کے اوپر مردار نظر آتے ہیں لیکن تہہ میں موتی ہوتے ہیں۔
(۳)... اگر زمانے نے ہمیں مصائب کے ہاتھ کا کھلونا بنا دیا اور ہمیں تکلیف دی تو یہاں سے ہمیں کوئی نقصان نہیں۔
(۴)... آسمان میں بے حساب ستارے ہیں لیکن چاند اور سورج کو گہن لگتے ہیں۔
(۵)... تمہارے بعد کے خیالات ہماری محبت کو بدل کر رکھ دیتے ہیں کیونکہ میں نے دل میں محبت کی حرارت محسوس کی ہے۔
(۶)... میرے بدن کے تمام حصوں میں عشق کا مادہ بھر گیا ہے گویا میرے تمام اعضاء فطری طور پر قلب صفت سے متصف ہیں۔

خواص کی وفات

محمد بن علی ابو الحسن السلمی: ... یہ مکہ کی حدود کے شیخ تھے پھر خراسان آ گئے قرآن خوب پڑھا اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کی ان کی زہد پسندی کی طرح میں کرامات بھی بہت ملتی تھیں ایک مرتبہ شریف مرتضی کے ساتھ ایک بادشاہ سے ملاقات کے لئے جا رہے تھے دو شخصوں کے اوپر سے گذر ہوا تو کہنے لگے تمام بدکار عورتوں کے شوہر ہیں کرخی نے کہا یہ لوگ شریف ہیں ساتھیوں نے پوچھا آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہنے لگے کہ ان کو ان کی ماں سے بدکار عورتوں کے شوہر ہونے کا کیسے علم ہوا۔

الحسن بن حامد بن علی بن مروان کے حالات ( ) ...... یہ حسن بن حامد بن علی بن مروان ابو عبداللہ الوراق الحنبلی حنبلی طلبہ کے استاد ہیں

زمانہ میں ان کے قریب تھے ان کی تصنیف کی ہوئی مشہور و معروف کتابیں ہیں جیسے کتاب الامتاع فی اختلاف الصحابہ جو چار جلدوں پر مشتمل ہے جامع اصول فقہ اور اصول دین پر بھی انہوں نے کتابیں لکھی ہیں ابو علی بن فرات ان کی خدمت میں رہے ہیں لوگوں کے نزدیک علم شان کے مالک ہو شان کے ہاں بلند مقام ہو گئے تھے حوادث کا صرف اسی سے گذر بسر کرتے تھے ابوبکر شافعی اور ابن مالک قطیعی وغیرہ سے حدیث روایت کی۔

اسی سال حج پر تشریف لے گئے جب لوگوں کو راستے میں پانی کی پیاس لگی تو سخت گرمی میں ایک حجر کے سائے تلے بیٹھ گئے۔ کسی ایک شخص تھوڑا سا پانی لے کر آیا ابن حامد نے اس سے پوچھا کہاں سے لائے ہو اس نے کہا یہ قیمت وصول کرنے کا نہیں ہے پانی پی لو ابن حامد نے کہا یہ وقت اپنے ذات کا ہے بغیر پانی پیے اسی وقت واقعہ ہو گیا انتقال ان پر ہو گیا۔

الحسین بن حسن یہ الحسین بن حسن بن محمد بن حلیم ابو عبداللہ الحلیمی (المنہاج فی اصول دیانت) کتاب کے مصنف ہیں مشائخ شافعیہ میں سے تھے جرجان میں پیدا ہوئے پھر بخارا لائے گئے جہاں احادیث کا سماع کیا گیا کہ اپنے زمانہ میں شیخ المحدثین بن گئے پھر بخارا کے قاضی بنے۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ حسین بن حسن ماوراء النہر وغیرہ علاقوں کے حاکم تھے اپنے مذہب پر پورا عبور حاصل تھا ان سے حاکم عبداللہ نے روایت کی ہے۔

فیروز ابو نصر:۔ ان کے لقب بہاء الدولہ بن عضد الدولہ الدیلمی بغداد وغیرہ کے حاکم رہے ہیں انہوں نے ہی طائع کی خلافت سے معزول کر کے قادر کو خلیفہ بنایا تھا لوگوں پر بڑا ظلم کیا کرتے اتنی رقم جمع کر دی تھی کہ ان سے پہلے بنی بویہ میں سے کسی نے جمع کی ہو بہت بخیل تھے اسی سال جمادی الثانی میں بیالیس سال کی عمر پا کر ارجان میں وفات پائی نسیان کی بیماری کی وجہ تھی مشہد علی میں اپنے والد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

قابوس بن وشمگیر ..... اس کے ارکان دولت اس سے منحرف ہو گئے انہوں نے اس کے لڑکے منوچہر کے ہاتھ پر بیعت کر لی پھر اسی کے ذریعے قتل کرا دیا جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں یہ قابوس نے علم نجوم کے حساب لگایا تھا کہ جس سے اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس کا لڑکا اس کو قتل کرے گا۔ اپنی اولاد میں سے دارا پر شک تھا کیوں کہ وہ اس کا نافرمان تھا لیکن منوچہر پر ذرہ برابر شک نہیں تھا کیوں کہ اس کی طبیعت میں باپ کی اطاعت بھی تھی سبحان اللہ تقدیر یوں ہی اسی منوچہر کے ہاتھوں قتل ہوا ابن اثیر نے ان کے کچھ اشعار بھی نقل کیے ہیں۔

القاضی ابو بکر الباقلانی ..... یہ قاضی ابو بکر الباقلانی محمد بن طیب ابو بکر الباقلانی مذہب شافعی پر متکلمین کے سردار تھے مذہب شافعیہ میں علم کلام پر ان کی مشہور تصنیف ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ روزانہ رات تک بیس ورق لکھنے سے پہلے رات کو نہیں سوتے تھے اسی بنا پر ان تصانیف کی تعداد زیادہ ہے جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) التبصرہ (۲) دقائق الحقائق (۳) التمہید فی اصول الفقہ (۴) شرح الابانہ (۵) مجموع الکبیر اور مجموع الصغیر۔

ان کی کتب میں سے سب سے عمدہ باطنیہ کے رد پر (کشف الاسرار وهتک الاستار ہے) فروعات میں ان کے مذہب کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) شافعی ہیں (۲) مالکی ہیں یہ دوسرا قول ابوذر الہروی سے منقول ہیں۔

محمد بن حبیب قطیعی نے ان کے بارے میں بہت بڑی عجیب بات کہی ہے کہ قاضی ابو بکر نے [illegible] لکھے ہیں واقعی یہ بڑے ذہین و فطین شخص تھے۔ خطیب وغیرہ کا قول ہے عضد الدولہ نے اپنے دور حکومت میں ان کو شاہ روم کے پاس اپنا سفیر بنا کر بھیجا جب روم کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ شاہ روم نے دربار میں داخل ہونے کا راستہ ایسا بنایا ہوا ہے کہ داخل ہونے والا شخص جھکے بغیر داخل نہیں ہو سکتا انہوں نے عزم مصمم کر لیا کہ خدا تعالیٰ کے سامنے جھکنے کی طرح ہم ان کے سامنے نہیں جھکیں گے چنانچہ قریب پہنچنے کے بعد باقلانی گھوم گئے بادشاہ کی طرف پیٹھ کر لی الٹے پاؤں داخل ہو گئے جب قریب پہنچے تو سیدھے ہو گئے شاہ روم نے ان کے علم و صلاحیت کا اندازہ لگا لیا تھا اس نے ان کی بڑی تعظیم کی بعض کا قول ہے [illegible]

ہونے کے لئے ان کے سامنے جانے کا آ ہنا قبل اس کا کر دیا گیا۔ تلاش کرانے سے وہ پُر خوف ہوا کہ کہیں مجھ سے بادشاہ کی موجودگی میں نامناسب حرکت سرزد نہ ہو جائے چنانچہ اپنی حفاظت کرتے کرتے ان کا پاؤں زخمی ہو گیا جس سے خوب خون نکلا اب خوشی کے بجائے تکلیف محسوس ہونے لگی لیکن پھر حضرت امام کی کا اظہار نہیں ہونے دیا۔ بادشاہ کو بڑا تعجب ہوا بعد میں تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے از خود دینے کے ۔ سے بچنے کے لئے پاؤں زخمی کیا اب بادشاہ کو ان کی اولوالعزمی اور عالی شان کا یقین ہو گیا عاجز کر دیا اپنا آدمی کر کر ان کی اسے وقت ضرور بغیر نہیں رہ سکتا تھا۔

شاہ روم کی موجودگی میں ایک پادری نے سوال کیا تمہارے نبی کی بیوی نے کیا کیا اور ان پر لگائے گئے الزام کی حقیقت کیا ہے باقلانی نے فی البدیہہ جواب دیا ہمارے سامنے دو عورتوں پر الزام لگایا (۱) حضرت مریم (۲) حضرت عائشہ پر اللہ تعالیٰ نے دونوں کی براءت بیان فرمادی فرق یہ ہے کہ حضرت عائشہ زوج والی بلا اولاد تھیں حضرت مریم بلا زوج اولاد والی تھیں اب اگر کسی کا ذہن حضرت عائشہ کے بارے میں مشکوک ہے تو حضرت مریم کے بارے میں اس کا ذہن بطریق اولیٰ مشکوک ہونا چاہیے۔ الحمد للہ ان کی براءت آسمان سے وحی کے ذریعے نازل ہوئی۔

باقلانی نے ابو بکر بن مالک قطیعی، ابو محمد بن ماسی وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا ایک مرتبہ قطیعی نے ان کو بوسہ دے کر فرمایا باقلانی نے بدعتی عقیدوں کا بھرپور جواب دیا ہے ان کے لئے دعا کی۔ وفات اسی سال ذیقعدہ بروز ہفتہ ہوئی اپنے گھر میں دفن کئے گئے۔ پھر مقبرہ باب حرب میں منتقل کئے گئے۔

محمد بن موسیٰ بن محمد کے حالات (۱) . یہ محمد بن موسیٰ بن محمد ابو بکر خوارزمی، حنفیہ کے شیخ اور ان کے فقیہ تھے احمد بن علی الرازی سے حدیث کا علم حاصل کیا بغداد میں بالاتفاق حنفیہ کے شیخ یہی تھے بادشاہوں کے ہاں ان کی بڑی عزت تھی رضی اور صیمری ان کے شاگردوں میں سے ہیں ابو بکر شافعی وغیرہ سے حدیث کا علم حاصل کیا ثقہ دیندار تھے۔ سلف کے طرز پر بڑی محنت و تندہی سے چلتے تھے اعتقاد کے بارے میں ان کا قول تھا ہمارا دین بڑھیوں کی طرح ہے ہمیں علم کلام سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تدریس کا انداز بہت اچھا تھا بار ہا عہدہ قضاء کی پیشکش ہوئی لیکن انکار کر دیا۔ اسی سال اٹھارہ جمادی الاولیٰ جمعہ کی شب چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

الحافظ ابو الحسن علی بن محمد بن خلف ...... المعافری القابسی ہیں الملخص کے مصنف، اصل میں قیروانی ہیں لیکن ان کے چچا قابسی عمامہ باندھتے تھے اس وجہ سے قابسی مشہور ہو گیا حفظ حدیث میں ماہر نیک صالح لیکن نابینا تھے اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی چند روز تک لوگ ان کی قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن پڑھتے رہے اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہے۔

الحافظ ابن الفرضی . ابو الولید عبداللہ بن محمد بن یوسف بن نصر الازدی القرطبی قرطبہ کے قاضی تھے بے شمار احادیث کے سماع کر کے احادیث جمع کیں اور تاریخ پر کتابیں لکھیں۔ المؤتلف والمختلف، مشتبہ النسب وغیرہ کتابیں بھی ان کی تصنیف کردہ ہیں۔ اپنے وقت کے علماء شمار ہوتے تھے بربریوں کے ہاتھوں قتل ہو کر رتبہ شہادت پر فائز ہوئے زخمی حالت میں پڑے ہوئے لوگوں نے ان سے آپ علیہ السلام کی ایک حدیث سنی:

> "جو کوئی شخص اللہ کے راستے میں زخمی ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے اپنے راستے میں زخمی ہونے والوں کو کہ وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا جس کا رنگ خون کی طرح ہوگا لیکن اس کی خوشبو مشک کی طرح ہو گی۔ خانہ کعبہ کا غلاف پکڑ کر انہوں نے اللہ سے شہادت کی دعا کی جو قبول ہو گئی۔"

ان کے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے:

( ) .... گناہوں کا اسیر خطاؤں کے ساتھ جس سے آپ واقف ہیں آپ کے دروازے پر کھڑا ہوا ہے۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۳/ ۲۴۷ شذرات الذہب ۳/ ۱۷۷ العبر ۳/ ۸۲، ۸۴

(۲) ...... ان گناہوں سے خوف زدہ ہو کر جو آپ سے پوشیدہ نہیں ہے ان کے بارے میں خوف اور امید کے ساتھ۔

(۳) ...... آپ کے ماسوا کون ہے جس سے خوف کیا جائے یا امید کی جائے آپ کے فیصلوں میں کسی کو پارنے کی اجازت ہے۔

(۴) ...... اے میرے آقا قیامت کے دن اعمال ناموں کے کھولنے کے وقت مجھے رسوا نہ کرنا۔

(۵) ...... قبر کی تاریکی میں میرا تعاون کرنا جب اقارب کنارہ کش اور تعلق رکھنے والے دور ہو جائیں گے۔ ق

(۶) ...... اگر آپ نے میری بخشش نہ کی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

واقعات سن ۴۰۴ھ

اس سال ربیع الاول میں شروع میں جمعرات کے دن خلیفہ قادر خلافت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے ارکان دولت اور درباریوں کو ان کے سامنے حاضر کیا گیا۔ حسب عادت ان پر سات خلعتیں کی گئی سیاہ عمامہ باندھا گیا تلوار لٹکائی گئی سر پر منقش تاج رکھا گیا دو کنگن پہنائے گئے ایک بار ڈالا گیا ہاتھ میں دو جھنڈے دیے گئے پھر ایک تختی تلوار دی خادم نے کہا ان کی گردن میں لٹکا دیا ان کے اور ان کے بعد آنے والے لوگوں کے لئے باعث شرف ہو کہ ان کے ہاتھوں پر مشرق اور مغرب فتح ہوں گے یہ جشن امراء وزراء کی موجودگی کی وجہ سے ایک تاریخی دن تھا۔

اس سال میں محمد بن سبکتگین نے بلاد ہند پر حملہ کر کے فتح حاصل کی دشمنوں کو قتل کیا کچھ کو گرفتار کیا مال غنیمت لے کر صحیح سالم واپس آ گیا خلیفہ سے خط خراسان وغیرہ علاقوں پر حکومت کی درخواست کی خلیفہ نے اس کی درخواست کو قبول کر لیا۔

سال رواں میں ابو خفاجہ نے بیادہ کوفہ میں فساد برپا کیا کوفہ کے نائب ابو الحسن بن مزید نے از خود ان کا مقابلہ کر کے ان میں سے کئی لوگوں کو قتل کر دیا محمد بن یماصہ اور ان کے بڑے بڑے سرداروں کو گرفتار کر لیا باقی ماندہ فرار ہو گئے ان پر اللہ نے گرم لو چلا دی ان میں سے بھی پانچ سو ہلاک ہو گئے۔ اسی سال ابو الحسن محمد بن حسین اقساسی نے لوگوں کو حج کروایا۔

الحسن بن احمد ...... یہ الحسن بن احمد ابن جعفر بن عبد اللہ ابن البغدادی سے مشہور احادیث کا سماع کیا زاہد عابد مجاہدہ نفس کے مالک تھے غلبہ نیند کے بعد سوتے تھے پانی کے بغیر غسل خانہ میں داخل ہو کر کپڑے نہیں دھوتے تھے حسین بن عثمان بن علی ابو عبد اللہ المقری الحصری الجاحدی کے پوتے تھے ابن مجاہد سے بچپن ہی میں قرآن حفظ کر لیا تھا ان کے سب سے آخری اور چھوٹے شاگرد یہی تھے اسی سال جمادی الاول میں ایک سو سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی مقبرہ وزراء دین میں دفن ہوئے۔

علی بن سعید اصطخری ...... علی بن سعید اصطخری معتزلہ کے شیخ تھے قادر باللہ کے حکم پر باطنیہ کے رد میں ایک کتاب لکھ کر خلیفہ سے حصہ یا وصول کیے دربار میں رہتے تھے اسی سال ۸۰ سال کی عمر سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

واقعات ۴۰۵ھ

اس سال مصر کے حاکم نے عورتوں پر گھر سے باہر نکلنے حماموں اور آمدورفت سے جھانکنے پر پابندی لگا دی موزے بنانے والوں کو عورتوں کے موزے بنانے سے روک دیا مزید حماموں میں بھی عورتوں کے داخل ہونے پر پابندی عائد کر دی اس کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والی عورتوں کو قتل کر دیا بعض حمام گرا دیے عورتوں کے حالات پر کڑی نظر رکھنے کے لئے بوڑھی عورتوں کو مقرر کیا ان کو تاکید کی گئی کہ جس شخص کے ساتھ کسی عورت کے ناجائز تعلقات ہوں ان دونوں کے نام صیغہ حکومت کے پاس نوٹ کرا دیں جن جن کی شکایات موصول ہوئیں ان کو قتل کر دیا گیا مزید حکم تھی

کاربدوں نے از خود شہر کا گشت کرنا شروع کر دیا اس دوران متعدد مرد عورتوں اور بچوں کو ہلاک کر دیا ان اقدامات کے بعد بے حیا مردوں اور عورتوں کے لئے جب تو زمانے تنگ ہو گئے شہر میں اس قسم کا ایک واقعہ پیش آیا تھا کہ ایک عورت ایک شخص کی محبت میں ہلاک ہونے لگی تو اسے قاضی ابو محمد بن سعید الاکفانی کے سامنے لایا گیا اس عورت نے خلیفہ کی قسم کھا کر کہا خدا کے لئے ایک بار میری بات سن لیجئے۔ خلیفہ کی بہ کے عمال پر رحم آ گیا چنانچہ اس کو اپنے سامنے حاضر کیا اور عورت کرلا کر خوب روئی اور کہنے لگی اے قاضی میرا ایک بھائی بازاروں میں رہتا ہے میں آپ کو حق حاکم کا واسطہ دے کر سوال کرتی ہوں ایک بار آپ بھائی سے ملاقات کی مجھے اجازت دیں تاکہ موت سے پہلے ایک بار دیکھ لوں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر دے گا اس کی باتیں سن کر قاضی کا دل پسیج گیا اور دو آدمیوں کو اس کے ساتھ جانے کے لئے مقرر کیا چنانچہ عورت ان دونوں شخصوں کے ساتھ چلی گئی کہ ایک گھر کے پاس پہنچی کر عورت نے اس گھر کو کھلا کر چابی ہاتھ میں لے لی اور ان دونوں مردوں کے ساتھ بیٹھی رہی حتیٰ کہ معشوق کے گھر پہنچ گئی اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کیا ان سے کہا تم مجھے جانے دو میرے بھائی کا گھر ہے۔ عاشق معشوق دونوں مل گئے معشوق نے عورت سے پوچھا تم یہاں کیسے پہنچ گئیں؟ اس نے کہا قاضی کے سامنے مکر و فریب سے کام لے کر یہاں تک پہنچ گئی شام کے وقت عورت کا شوہر گھر آیا تو تالا لگا ہوا پایا پڑوسی سے پوچھا تو اس نے ساری باتیں بتا دیں وہ شخص اسی وقت قاضی کے پاس گیا اور اس نے قاضی سے کہا کہ میں اسی وقت فی الفور آپ سے اپنی عورت کا مطالبہ کرتا ہوں وہ اپنے معشوق کے پاس چلی گئی ہے یا تو اس کو حاضر کریں ورنہ میں حاکم مصر کو بتا دوں گا اب قاضی کو اپنی جان کا خطرہ ہو گیا قاضی پیچھے گیا۔ بادشاہ کے پاس حاضر ہو کر رونے لگا اور بادشاہ سے معذرت کرنے لگا بادشاہ نے پوچھا کیا واقعہ پیش آیا ہے قاضی نے عورت کے ساتھ پیش آنے والی ساری باتوں سے قاضی کو آگاہ کر دیا۔ قاضی نے ان دونوں شخصوں کو حکم دیا کہ وہاں جاؤ اور جس حالت میں بھی ہوں ان کو پکڑ کر میرے سامنے حاضر کیا جائے چنانچہ وہ دونوں چلے گئے گھر پہنچ کر انہوں نے دونوں کو بدمستی میں مشغول پایا۔ فوراً دونوں کو پکڑ کر بادشاہ کے سامنے حاضر کر دیا دونوں غیر اختیاری طور پر بادشاہ سے معافی مانگنے لگے لیکن بادشاہ نے عورت کو بٹکل میں جلانے اور مرد کو مار مار کر ختم کرنے کا حکم دیا اس واقعہ کے بعد بادشاہ کی وفات تک عورتوں پر بڑی سختی برتی گئی۔ یہ بھی ابن الجوزی نے ذکر کی ہیں۔

اس سال رجب میں قاضی ابو محمد الاکفانی کی وفات کے بعد ان کی جگہ ابوالحسن احمد بن ابی الشوارب کو بصرہ کا قاضی بنایا گیا۔ اسی زمانہ میں فخر الدولہ نے شرقیہ مسجد کی تعمیر کرائی اور اس میں شاہانہ محل کی تحریر لگائی۔

خواص کی وفات

بکر بن شاذان بن بکر۔۔۔ ابوالقاسم المقری البغدادی ابوبکر شافعی، جعفر خلدی سے احادیث کا سماع کیا ان سے ازہری خلال نے احادیث کا سماع کیا ثقہ دین دار صالح و زاہد تھے قرآن کی تلاوت کے شوقین تھے اسی سال ۸۰ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی باب حرب میں دفن کئے گئے۔

بدر بن حسنویہ بن حسین ابو النجم الکردی۔۔۔ یہ ہمدان کے بہترین والیوں بادشاہوں میں سے تھے اصلاحیت اور سخاوت میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے خلیفہ قادر نے ان کی نسبت ابوالنجم لقب ناصر الدولہ کیا تھا ایک جھنڈا عطا کیا تھا ان کے دور حکومت میں بڑا امن تھا حتیٰ کہ مسافر ان کے لوٹ یا گھوڑے سامان سے لدے ہوتے اگر تھک جاتے تو ان کے مالک سامان کے ہمراہ ان کو یہیں چھوڑ کر چلے جاتے کافی وقت کے بعد آ کر دیکھتے تو سامان میں کسی قسم کی کمی نہیں آتی۔

ایک بار چند امراء نے ملک میں فساد مچایا انہوں نے ان سب کی ضیافت کی سب آ گئے کھانا لایا گیا لیکن روٹی نہیں تھی کافی دیر بعد انہوں نے روٹی کے بارے میں پوچھا ابوالنجم نے کہا جب تم کھیتوں اور رعیت کے ساتھ یہ ظلم کرو گے تو روٹی کہاں سے آئے گی آئندہ ظلم کرنے والے کی گردن اڑا دی جائے گی۔

ایک مرتبہ ابوالنجم نے راستہ میں جاتے ہوئے ایک شخص کو سر پر لکڑیاں اٹھائے ہوئے روتے ہوئے دیکھا اس سے رونے کی وجہ پوچھی اس نے کہا میری روٹیاں آپ کے کسی فوجی نے چھین لی ہیں ابوالنجم نے پوچھا اس کو دیکھ کر پہچان لو گے اس نے کہا ہاں ابوالنجم نے تمام فوجیوں کو ایک تنگ گھاٹی کے پاس سے گزرنے کا حکم دیا جب وہ فوجی گزر رہا تو اس لکڑہارے نے پہچان لیا بادشاہ نے اسی وقت اس کو گھوڑے سے اترنے اور سر پر لکڑیاں رکھ کر اس کے گھر تک چھوڑ کر آنے کا حکم دیا اس فوجی نے پیسوں کے ذریعے سے بہت اپنی جان چھڑانی چاہی لیکن وہ نہیں مانا اس سے تمام فوجیوں کو زبردست سبق ملا ابوالنجم ہر جمعہ کو فقراء اور مساکین پر دس ہزار درہم خرچ کرتے صدقہ کی شکل میں۔ نیز ماہانہ بیس ہزار درہم رکھے ہوئے تھے ہر سال عضد الدولہ کے خاندان سے بیس فقراء کو حج کراتے تھے یہ ان کی حکومت کا حصہ تھا عضد الدولہ کی سالانہ تین ہزار درہم جوتوں اور کو دیتے تا کہ اور بغداد کے مسافروں کو مشکلات نہ ہوں سالانہ ایک ہزار دینار حرمین کے مجاوروں اور حجاز کے راستے میں پانی کے انتظام اور کنوؤں کی صفائی پر خرچ کرتے تھے راستوں میں پانی کی جگہوں پر آبادی کا انتظام کرتے تھے اپنے دور حکومت میں دو ہزار مسجدیں تعمیر فرمائیں اس کے علاوہ فقہاء علماء قضاۃ فقراء مساکین کے لئے مستقل طور پر وظیفے مقرر کئے ہوئے تھے آپ کے ساتھ بہت نمازیں پڑھنے والے اور ذکر کرنے والے تھے اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے بیس ہزار گھوڑے پال رکھے تھے اسی سال ۸۰ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی مشہد علی میں دفن کئے گئے میراث میں چودہ ہزار بدرہ جس میں سے چالیس سے زائد بدرہ نقد تھے جوڑے ایک بدرہ دس ہزار درہم کا ہوتا ہے

حسن بن حسین بن حمکان۔۔۔ ابوعلی ہمدانی بغداد کے فقہاء شافعی میں سے تھے علم حدیث حاصل کیا ان سے ابو حامد مروزی نے حدیث کا سماع کیا ازہری نے احادیث روایات کی ہیں یہ بھی کہا کہ یہ حدیث میں کمزور تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم۔۔۔ ابومحمد الاسدی جو ابن الاکفانی سے مشہور ہیں بغداد کے قاضی القضاۃ تھے ان کی ولادت ۳۱۶ھ ہے قاضی محاملی محمد بن مخلد ابن عقدہ وغیرہ سے روایت کی ہے ان سے قاضی اور تنوخی نے روایات کی طلب علم پر ایک لاکھ دینار خرچ کئے پاکدامن دین دار تھے کتاب و سنت کا بہت خیال رکھتے اسی سال پچاسی سال کی عمر میں وفات پائی چالیس سال تک حاکم رہے چھ سال نیابت میں آخر مستقل طور پر رہے۔

عبدالرحمن بن محمد۔۔۔ یہ عبدالرحمن بن محمد بن محمد بن عبداللہ بن ادریس بن سعد الحافظ الاستراباذی ہیں جو ادریسی سے مشہور تھے طلب حدیث کے لئے دور دراز کے سفر کئے۔ علم پر خوب توجہ دی اصم وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا سمرقند میں رہ کر ایک تاریخ لکھی خطیب کی بغداد میں آمد پر سفیان کی ان سے ازہری اور تنوخی نے احادیث روایت کی ثقہ حافظ تھے۔

ابو النصر عبدالعزیز بن عمر کے حالات[1]۔۔۔ احمد بن نباتہ مشہور شاعر تھے سیف الدولہ کی تعریف کی میرا خیال ہے کہ یہ خطیب ابن نباتہ یا کسی اور کے بھائی تھے یہ مشہور شعر ان ہی کا ہے

"جو تلوار سے نہیں مرا تو وہ کسی اور چیز سے مر گیا صرف اس بات کا اختلاف ہے ورنہ موت تو ایک ہی ہے"

عبدالعزیز بن عمر بن محمد بن نباتہ۔۔۔ ابو نصر السعدی الشاعر ان کے مشہور اشعار میں سے چند اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہیں۔

(۱) جب تم دشمن کا مقابلہ نہ کر سکو تو اس سے حسن اخلاق سے پیش آؤ نرمی اختیار کرو اس لئے کہ مزاج میں موافقت ہو جاتی ہے

(۲) جیسے کہ پانی آگ سے کہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں پھر بھی وہ گرم ہو جاتا ہے حالانکہ اس کی طبیعت میں جلانا ہے

عبدالغفار بن عبدالرحمن ابو بکر الدینوری الفقیہ السفیانی۔۔۔ بغداد کے جامع منصور میں مذہب سفیان ثوری کے مطابق فتویٰ دیتے

والے آخری شخص تھے۔ جامع منصور کی دیکھ بھال بھی انہی کے ذمہ تھی۔ اسی سال وفات پائی جامع حاکم کے قریب دفن کئے گئے۔

امام حاکم نیساپوری: ...... یہ محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بن نعیم بن حاکم ابو عبداللہ الحاکم الضبی المعروف ابن البیع سے مشہور نیساپور کے رہنے والے مستدرک کتاب کے مصنف ذی علم حافظ وحدیث کی ولادت ۳۲۱ھ میں ہوئی ۳۳۰ھ سے احادیث کا سماع شروع کر دیا تھا مقصد احادیث کا سماع یا طلب حدیث کے لئے دور دراز ملکوں کے سفر کئے متعدد بڑی بھاری کتابیں لکھیں چند یہ ہیں۔ (۱) مستدرک (۲) علوم الحدیث (۳) الاکلیل (۴) تاریخ نیساپور ایک بڑی جماعت سے احادیث روایت کی دار قطنی ابن ابی الفوارس وغیرہ جن سے ملاقات کی ہے ان کی تعداد دو ہزار کے قریب ہے ان کے شیوخ کی تعداد بادشاہ کے برابر کی تھی۔

خطیب کا قول ہے کہ ابن البیع ثقہ تھے شیعہ کی طرف مائل تھے ابو اسحاق ابراہیم بن محمد نے ہم سے بیان کیا ہے کہ حاکم ابو عبداللہ نے چند حدیثیں جمع کر کے فرمایا یہ احادیث شیخین کی شرط کے مطابق تھیں انہوں نے اپنی کتاب میں ان احادیث کی تخریج کا التزام کیا ہے جن میں سے (حدیث طیر اور حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ) بھی ہے لیکن اصحاب حدیث نے اس کا انکار کیا ہے۔

محمد بن طاہر المقدسی کا قول ہے کہ حاکم کا قول ہے حدیث الطیر بخاری کی شرط کے باوجود بھی صحیح ہے ابن طاہر کا قول ہے کہ حدیث طیر موضوع حدیث ہے کوفہ کے جاہل لوگوں نے حضرت انس سے اس کو روایت کیا ہے حاکم کو اگر یہ بات معلوم نہیں ہوئی تو وہ جاہل ہیں اگر معلوم ہے تو پھر سراسر کاذب ہیں۔

ابو عبدالرحمن سلمی کا قول ہے میں حاکم کے پاس گیا کہ وہ فرقہ کرامیہ میں اتنا مستغرق ہو گئے ہیں کہ اس سے نکلنے کی صورت نہیں پاتے میں نے انہیں مشورہ دیا ہے کہ اگر آپ اپنی کتاب میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کر دیں تو آپ اس مشکل سے نکل سکتے ہیں انہوں نے جواب دیا مشکل ہے اسی سال چوراسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن کج کے حالات[1] ...... یہ یوسف بن احمد بن کج ابو القاسم القاضی امام شافعیہ میں سے ہیں اپنے مذہب میں مختلف اقوال ہیں۔ ان کے لئے ایک عظیم تصنیف ہے۔ جو ان کے مذہب کی نہایت میں معتبر سمجھی جاتی ہے بعد کی موت کے بعد حالات کی تبدیلی کی وجہ سے انہوں نے موقع پا کر اسی سال ۲۷ رمضان کو انہیں قتل کر دیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

...... ختم شد ......

اللہ کے فضل و کرم سے البدایہ والنہایہ کا گیارہواں حصہ ختم ہوا اس کے بعد بارہواں حصہ شروع ہو جائے گا

جس کی ابتداء چار سو چھ ہجری کی تاریخ سے شروع ہوگی

---

[1] شذرات الذہب ۳/۱۷۷، ۱۷۸، الکامل ۹/۲۴۷۔

البدایہ والنہایہ

(معروف بہ)

تاریخ ابن کثیر

(حصہ دوازدہم)

حافظ عماد الدین ابوالفداء اسماعیل بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

المتوفی ۷۷۴ھ

تاریخ ابن کثیر..... حصہ دوازدہم

۴۰۶ ہجری کے واقعات

اس سال ۲۶ محرم منگل کے دن اہل سنت اور روافض کے درمیان سخت فساد واقع ہوا لیکن وزیر فخر الملک نے اس فتنہ کو اس شرط پر دبا دیا کہ وہ نعش اٹھانے جیسی حرکات، ٹاٹ لٹکانا اور نوحہ وغیرہ عاشوراء کے دن نہیں کریں گے۔

اور اس مہینے میں بصرہ میں ایک شدید قسم کی وبا پھیلی جس نے قبریں کھودنے والوں اور لوگوں کو مردوں کو دفن کرنے سے عاجز کر دیا۔ جون کے مہینے میں شہر بادلوں سے گھر گیا اور شدید بارش ہوئی اور تین صفر کے دن مرتضیٰ علویوں اور حج کے نگران مقرر ہوئے اور یہ کام ان کے بھائی رضی کے پاس تھے وہ ان کے سپرد کر دیے گئے اور ان کی ولایت کا عہد سپہ سالاروں اور معزز اشخاص کی موجودگی میں پڑھا گیا۔

اور اس سال چودہ ہزار ترکی حاجیوں کی جمعیت ہلاک ہوئے اور چھ ہزار ترکی اس لیے بچ گئے کہ انہوں نے اونٹوں کا پیشاب پی کر اپنی جان بچائی تھی۔

اس سال محمود بن سبکتگین نے ہندوستان میں جہاد کیا تو ان کے راہنماؤں نے دھوکا دیا اور دریائی گہرائیوں میں لے گئے پھر ایک جزیرے میں پہنچے اور کئی دن تک پانی اور ان کا لشکر پانی میں چھپا رہا اور لشکر کے بہت سے افراد پانی میں غرق بھی ہو گئے۔ البتہ آخر کار وہ آزاد ہو گئے اور بہت جدوجہد کے بعد خراسان واپس لوٹے۔

اور اس سال عرب کے شہروں میں لوٹ مار اور فساد کی وجہ سے عراق سے کوئی بھی قافلہ حج کے لئے روانہ نہیں ہوا اور اس سال بہت سے معزز اشخاص فوت ہوئے۔

شیخ ابو حامد اسفرائینی کے حالات وواقعات[1] ان کا نام احمد بن محمد بن احمد ہے۔ یہ اپنے زمانے میں شافعیہ کے امام تھے اور

---

[1] الأنساب [illegible] تاريخ بغداد [illegible] تاج العروس [illegible] وتقصيد الكشاف [illegible] معجم [illegible] تهذيب الأسماء واللغات [illegible] دول الإسلام [illegible] شذرات الذهب [illegible] طبقات الإسنوي [illegible] طبقات ابن هداية الله [illegible] طبقات ابن الصلاح [illegible] طبقات السبكي [illegible] طبقات الشيرازي [illegible] معجم البلدان [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

۳۴۴ھ میں پیدا ہوئے۔ ۳۶۳ھ یا ۳۶۴ھ میں ابھی یہ چھوٹے ہی تھے کہ بغداد آ گئے۔ پھر انہوں نے ابوالحسن بن مرزبان اور ابوالقاسم دارکی سے فقہ پڑھی اور روز بروز ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ شافعیہ کے امام بن گئے عوام و خواص میں ان کا بڑا مقام تھا یہ فقیہ اور بہت بڑے امام تھے۔ انہوں نے تقریباً پچاس جلدوں میں مزنی کی شرح لکھی ان کی ایک اور تصنیف ہے جو اصول فقہ میں ہے۔

اور ابوالفضل وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ خطیب بغدادی نے بتایا کہ میں نے کئی مرتبہ ان کو دیکھا اور ربیع الاول کے شروع میں عبداللہ بن مبارک کی مسجد میں ان کے سبق میں حاضر ہوا۔ اور ان سے ازہری اور خلال نے ہمیں بیان کیا اور میں نے کسی کہنے والے سے سنا کہ ان کے سبق میں سات سو افراد فقہ سیکھنے کے لئے حاضر ہوتے تھے اور لوگ کہتے تھے کہ اگر ان کو امام شافعی دیکھ لیتے تو بہت خوش ہوتے۔ ابوالحسن قدوری نے کہا کہ شافعیہ میں ابو حامد سے بڑا کوئی فقیہ نہیں پایا گیا اور ان کے تفصیلی حالات طبقات الشافعیہ میں ذکر کئے گئے ہیں۔ اور ابن خلکان نے بیان کیا کہ ابوالحسن قدوری نے فرمایا کہ شیخ ابو حامد اسفرائینی امام شافعی سے زیادہ فقیہ اور گہری نظر رکھنے والے ہیں۔ شیخ ابو اسحاق نے کہا کہ قدوری کی یہ بات مسلم نہیں ہے کیونکہ حامد اور ان جیسوں کی امام شافعی کے ساتھ کوئی نسبت نہیں جیسا کہ شاعر نے کہا ہے۔

وہ شہر میں ربیع کے قطائع میں اترتے تھے اور اس میں دور تر مقام پر اترا۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ ان کی بہت سی تصانیف ہیں مثلاً التعلیقۃ الکبریٰ، کتاب البستان یہ چھوٹی سی کتاب ہے اور اس میں بہت سے عجائبات ہیں۔ ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ کسی مناظرے میں کسی فقیہ نے ان پر کوئی اعتراض کیا تو انہوں نے یہ شعر کہے:

> "آپ نے لوگوں کے سامنے کھلی کھلی بدسلوکی کی اور جرأت سے کام لیا اور معذرت پوشیدہ طور پر کی اور جو غلطی ہوئی تھی اس پر پردہ ڈالا
> جو شخص یہ کہتا ہے کہ وہ اپنے عذر کو مخفی رکھ کر اپنی بدسلوکی مٹا دے گا وہ بہت بڑی غلطی پر ہے"۔

ابو حامد اسفرائینی کی وفات — ابو حامد اسفرائینی ۱۹ شوال ۴۰۶ھ کو فوت ہوئے اور میدان میں ان کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد ان کو ان کے گھر میں دفن کیا گیا پھر ۴۱۰ھ میں باب حرب کے قبرستان میں ان کو منتقل کر دیا گیا۔ علامہ ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ان کی عمر ۶۱ سال چند ماہ تھی۔

ابو احمد الفرضی — آپ کا نام گرامی عبید اللہ بن محمد بن احمد بن علی بن مہران ہے اور آپ کی کنیت ابو مسلم اور نسبت فرضی اور مقری ہے۔ آپ نے محاملی اور یوسف بن یعقوب سے حدیث پڑھی اور ابوبکر بن انباری کی مجلس سبق میں حاضر ہوئے۔ آپ معتمد امام و متقی باوقار اور بہت بھلائی والے تھے۔ اکثر قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے۔ پھر آپ نے حدیث کا سماع کیا اور جب آپ شیخ ابو حامد اسفرائینی کے پاس ملاقات کے لئے گئے تو وہ ننگے پاؤں آپ کے پاس آئے اور مسجد کے دروازے پر آپ سے ملے آپ نے اسی سال سے زیادہ عمر پائی۔

شریف رضی[1] — ان کا نام محمد بن طاہر بن احمد حسین بن موسیٰ ابوالحسن علوی ہے بہاء الدولہ نے رضی کو "ذوالحسبین" اور ان کے بھائی مرتضیٰ کو "ذوالمجدین" کا لقب دیا تھا۔ یہ اپنے والد کے بعد بغداد میں طالبیوں کے نگران مقرر ہوئے اور بڑے شاعر رافضی اور شیعی تھے اور وہ اس مدحیہ کا انکار کرتے رہے یہاں تک کہ اس نے شیخ ابو حامد اسفرائینی اور قاضی ابوبکر کو ان دونوں کے پاس بھیجا اور اس نے ان کے روبرو مؤکد قسمیں کھائیں کہ اس نے یہ قصیدہ نہیں کہا اور اللہ تعالیٰ حقیقی صورت حال کو بہتر جاننے والے ہیں۔

شریف رضی کی وفات — ان کی وفات پانچ محرم الحرام کو ۴۷ سال کی عمر میں ہوئی اور ان کے جنازے میں وزیر و قضاۃ حاضر ہوئے وزیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کو انباریین کی مسجد کے قریب ان کے گھر میں دفن کیا گیا اور جو کام ان کے سپرد تھے وہ ان کے بھائی مرتضیٰ کے سپرد کر دیئے گئے اور حج کی امارت اور دوسرے مناصب بھی ان کے سپرد کر دیئے گئے اور مرتضیٰ نے اپنے بھائی رضی کا بہت اچھا مرثیہ کہا ہے۔

---

(۱) ایضاح المکنون ۱/۴۳۶، اعیان الشیعۃ ۴۴/۱۵۳، ۱۸۵، روضات الجنات ۵۲۳، ۹۰، ۵، الذریعۃ ۹۲۸، ۱۹، شذرات الذہب ۳/۱۸۲، ۱۹۳، العبر ۳/۹۵، الکامل فی التاریخ ۹/۲۶۱، ۲۶۲، کتاب الرجال ۲۰۳، المحمدون من الشعراء للقفطی ج ۸۹، المنتظم ۷/۲۷۹، المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۴۲، ۱۴۹، ۳۶۹، وفیات الاعیان ۴/۴۱۴، ۴۲۰، یتیمۃ الدہر ۳/۱۳۱، ۱۵۱

بادیس بن منصور الحمیری کے حالات و واقعات[1]..... ان کی کنیت ابوالمعز مناد اور نام بادیس بن منصور ہے یہ بلاد افریقہ کے حاکم کا نائب اور بلاد افریقہ کے نائب کا بیٹا تھا۔ حاکم نے ان کو نصیر الدولہ کا لقب دیا تھا۔

یہ بڑے ہمت بلند حوصلہ اور با عزت شخصیت تھے جب نیزے کو حرکت دیتے تھے تو اس کو توڑ دیتے تھے۔

بادیس بن منصور کی وفات یہ بدھ ۴۰۶ھ ذی القعدہ کے آخر میں اچانک ایک رات فوت ہو گئے اور کہا جاتا ہے کہ زناتہ کے کسی نیک بندے نے آپ پر ان کے خلاف بد دعا کی تھی۔ ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا معز سلطنت پر تخت نشین ہوا۔

۴۰۷ھ کے واقعات

اس سال ربیع الاول میں کربلا میں حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا مزار اور اس سے ملحقہ مقامات جل گئے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ لوگوں نے دو بڑی بڑی شمعیں روشن کیں اور وہ رات کو پردے پر گر پڑیں جس سے سارا گرد و نواح کی چیزیں جل گئیں حتی کہ جو کچھ وہاں تھا تباہ ہو گیا۔ اور اسی مہینے میں بغداد میں دارالقطن اور باب البصرہ وغیرہ میں بہت سی جگہیں جل گئیں اور سامرا کی جامع بھی جل گئی۔

اس سال مسجد حرام کے رکن یمانی کو پراگندہ کرنے کا واقعہ بھی پیش آیا اور اسی طرح اس سال مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک کے سامنے کی دیوار بھی گر گئی اور بڑا گنبد بیت المقدس کی چٹان پر گر گیا اس طرح کے عجیب و غریب اتفاقات اس سال ہوئے۔

اس سال بلاد افریقہ میں رہنے والے شیعوں کو قتل کر دیا گیا اور ان سے ان کا مال چھین لیا گیا اور ان میں سے کوئی بھی نہ بچا بجز جو غیر معروف شخص بچ گئے۔

اس نے ایک ہزار آدمیوں کو کپڑے پہنائے اور یہ بہت زیادہ نماز پڑھنے والا تھا۔ یہ پہلا وہ شخص ہے جس نے پندرہ شعبان کی رات شکر کی تقسیم کی تھی۔ یہ جہت کی طرف نکل گئے تھے۔ اور سلطان الدولہ نے اہواز میں ان سے مطالبہ کیا اور اس سے چھ لاکھ سے کچھ زیادہ دینار لیے جو جواہر اور دوسرے سامان و متاع کے علاوہ تھے۔

وزیر فخر الملک کی وفات سلطان الدولہ نے جب ان کو قتل کروایا تو اس وقت ان کی عمر ۵۲ سال چند ماہ تھی۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ ان کے ہلاک ہونے کا سبب یہ تھا کہ ان کے کسی غلام نے کسی شخص کو قتل کر دیا تھا مقتول کی بیوی ان کے پاس مدد کے لئے آئی اور اپنا واقعہ ان سے کہتی رہی لیکن یہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے تو ایک دن اس عورت نے ان سے کہا کہ وزیر کیا آپ نے اس بات پر غور کیا ہے جو میں نے آپ تک پہنچائی ہے۔ آپ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی میں نے وہ معاملہ اللہ کے حضور پیش کر دیا ہے اور میں اس کے فیصلے کی منتظر ہوں۔ جب ان کو گرفتار کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے مقدمے کا فیصلہ کر دیا ہے پھر جو کچھ ان کے ساتھ ہونا تھا ہوا۔

۴۰۸ھ کے واقعات

اس سال بغداد میں اہل سنت اور روافض کے درمیان بڑا فتنہ و فساد ہوا جس میں فریقین کے بہت سے لوگ مارے گئے۔ اور اسی سال ابو المظفر بن قراخان نے بلاد ماوراء النہر وغیرہ کی حکمرانی سنبھالی اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ سب کچھ اس کے بھائی طغان خان کی وفات کے بعد ہوا۔

---

[1] المنتظم، الاعلام للزرکلی [illegible]، البیان المغرب [illegible]، تاریخ ابن خلدون [illegible]، الحلة السیراء [illegible]، الکامل لابن الاثیر [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible]، وفیات الاعیان [illegible]

طغان خان ترک بادشاہ صاحب فضیلت تھا، اہل دین اور اہل علم سے محبت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ اس نے ترکوں سے جنگ کی اور ان میں سے دو لاکھ افراد قتل ہوئے اور ایک لاکھ کو قیدی بنا لیا گیا اور بہت سے سونے چاندی کے برتن غنیمت میں ان کے ہاتھ آئے جس کی مثل کسی نے حکومت نہیں کی۔ جب یہ فوت ہو گئے تو ترکوں کے بادشاہ مشرقی ممالک پر غالب آ گئے۔

اس سال جمادی الاولیٰ میں ابوالحسن احمد بن محمد مہذب الدولہ نے علی بن نصر کو اس کے والد کی وفات کے بعد بطائح کا حاکم مقرر کیا پھر ان کے چچا زاد بھائی نے ان سے جنگ کی اور ان پر غلبہ حاصل کر لیا اور ان کو قتل کر دیا لیکن وہ بھی زیادہ دیر تک زندہ نہ رہا اور قتل ہو گیا۔ اس کے بعد یہ شہر بغداد کے حکمران سلطان الدولہ کے پاس واپس آ گئے۔ اور ابو العباس نے ان کی ... کی طرف چلے گئے اور انہوں نے ترکوں کے ساتھ جنگ کی۔

اس سال نور الدولہ قرواش بن ابوالحسن نے علی بن مزید کو اس کے والد کے فوت ہونے کے بعد حاکم مقرر کیا اور اسی سال سلطان الدولہ بغداد واپس آئے اور فوجوں کے اوقات میں خلل پڑا۔ شروع کیا لیکن یہ طریقہ جاری نہ رہ سکا اور انہوں نے قرواش کی ... سے پچاس ہزار دینار مصر پر ... کیا اور اسی سال شہروں میں فساد اور اعراب میں لوٹ مار اور حکومت کی کمزوری کی وجہ سے اہل عراق میں سے کوئی بھی حج کے لئے نہیں نکلا۔

علامہ ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ ہمیں سعد اللہ بن علی بزاز نے بتایا ان کو ابوبکر طریثیثی نے ان کو ہبۃ اللہ بن حسن طبری نے بتایا کہ اس سال ۴۰۹ھ کو خلیفہ قادر باللہ نے فقہاء معتزلہ سے توبہ کا مطالبہ کیا اور انہوں نے معتزلہ کے مذہب سے رجوع کا اعلان کیا اور اعتزال اور رفض اور اسلام کے خلاف باتوں سے بے تعلقی کا اعلان کیا اور اس کے متعلق ان سے تحریریں لی گئیں کہ جب کبھی وہ اس کی مخالفت کریں گے تو ان کو ایسی سزا اور عقوبت دینا جائز ہوگی جس سے دوسرے لوگ عبرت اور نصیحت حاصل کر لیں گے۔ محمود بن سبکتگین نے بھی اسی بارے میں امیر المومنین کے حکم پر عمل کیا اور اسی طریقہ کو خراسان میں جاری کیا جس پر اس کو بلاد خراسان وغیرہ کا نائب مقرر کیا تھا معتزلہ رافضہ اسماعیلیہ قرامطہ جہمیہ اور مشبہ کو قتل کرنے میں اور اس نے ان کو صلیب دی اور ان کو قید کیا اور جلاوطن کیا اور خطباء کو ان پر لعنت کرنے کا حکم دیا اور اہل بدعت کے تمام گروہوں کو ان کے شہروں سے جلاوطن کیا اور یہ اسلام میں ایک طریقہ جاری ہو گیا۔

اور اسی سال معززین اشخاص میں سے حاجب کبیر فوت ہوئے جن کے حالات و واقعات درج ذیل ہیں۔

حاجب کبیر شاباشی ابو نصر کے حالات و واقعات

یہ شرف الدولہ کے غلام تھے اور بہاء الدولہ نے ان کو "سعید" کا لقب دیا تھا یہ بہت زیادہ صدقہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کا قرب اور رضا حاصل کرنے کے کاموں پر وقف کرنے والے تھے۔ ان کے کاموں میں سے ایک کام یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زمین کو قبرستان بنانے کے لئے وقف کیا تھا اس زمین سے بہت فصل اور غلہ آتا تھا انہوں نے تکریت پر پل اور شفاخانے اور بازار مسجد وغیرہ کو تعمیر کروایا تھا اور جب فوت ہوئے تو ان کو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا اور انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر کوئی عمارت وغیرہ نہ بنائی جائے لیکن لوگوں نے ان کی وصیت کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان کی قبر پر ایک گنبد بنا دیا۔ یہ گنبد ان کی وفات کے ۲۰ سال بعد گر گیا اور عورتیں ان کی قبر پر جمع ہو کر روتی اور طواف کرتی تھیں۔

ایک مرتبہ جب وہ طواف کر کے واپس لوٹیں تو انہیں میں سے ایک بوڑھی عورت نے جو اندھی تھی خواب دیکھا کہ ایک ترکی اپنی قبر سے نکل کر ان کی طرف آیا، جس کے پاس کوڑا ہے اس نے ان پر حملہ کیا اور ان کو طواف کرنے پر ڈانٹا، بوڑھی عورت نے دیکھا تو وہ حاجب سعید تھے تو وہ اٹھ کر بیدار ہو گئی۔

۴۰۹ھ کے واقعات

ماہ محرم الحرام جمعرات کے دن دارالخلافہ کے اندر ایک جلوس میں اہل سنت کے مذہب کے بارے میں ایک کتاب پڑھی گئی اس میں لکھا تھا جو قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل ہے وہ کافر ہے اس کا خون حلال ہے۔

اس سال پندرہ جمادی الاولیٰ کو تنگین سمندر میں سیلاب آگیا اور پانی ابلہ کے قریب آگیا اور پھر بصرہ میں داخل ہو گیا۔

اس سال محمود بن سبکتگین نے ہندوستان سے جہاد کیا۔ اس نے اور ہندوستان کے بادشاہ نے ایک دوسرے پر حملے کئے۔ لوگوں نے بہت بڑی جنگ کی آخر کار یہ جنگ ہندوستان کی بہت بڑی شکست کے بعد ختم ہوئی اور مسلمان کافروں کو اپنی مرضی کے مطابق قتل کرنے لگے اور بہت سا سونا چاندی اور ہیرے جواہرات مسلمانوں نے

غنیمت میں حاصل کئے اور دو سو ہاتھی بھی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ جو لوگ بھاگ رہے تھے مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور بہت سے کفر خانے منہدم کر دیے۔ پھر محمود بن سبکتگین کامیابی اور فتح و نصرت سے سرفراز ہو کر غزنہ واپس لوٹ آئے۔

اس سال بھی شہروں میں فساد اور اعراب کی لوٹ مار کی وجہ سے کوئی بھی شخص عراق کے راستے سے حج کے لئے نہیں گیا۔ اور اس سال بہت سے معزز اشخاص فوت ہوئے۔

خواص کی وفات

رجاء بن عیسیٰ کے حالات و واقعات...... آپ کی کنیت ابو العباس اور نسبت انصناوی ہے مصر کی ایک بستی انصنا کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے آپ کو انصناوی کہا جاتا ہے۔ پھر آپ بغداد آگئے اور حدیث کا درس دیا آپ سے حفاظ حدیث نے احادیث کا سماع کیا۔ آپ ثقہ مالکی کے فقیہ اور حکام کے ہاں عادل اور پسندیدہ تھے۔ اس کے بعد آپ اپنے شہر واپس لوٹ آئے اور یہیں فوت ہوئے جب آپ فوت ہوئے تو آپ کی عمر ۹۰ سال سے زائد تھی۔

عبداللہ بن محمد بن ابی علان کے حالات و واقعات...... آپ کی کنیت ابو احمد ہے۔ آپ اہواز کے قاضی تھے اور مالدار تھے آپ کی بہت سی تصانیف ہیں ان میں سے ایک رسول اللہ ﷺ کے معجزات کے بارے میں بھی جس میں آپ نے آنحضرت ﷺ کے ایک ہزار معجزات جمع فرمائے۔ آپ معتزلہ کے بڑے شیوخ میں سے تھے۔ آپ کی وفات ۴۰۹ھ میں ہوئی اس وقت آپ کی عمر ۸۹ سال تھی۔

علی بن نصر بن ابو الحسن کے حالات و واقعات...... ان کا لقب "مہذب الدولہ" تھا۔ یہ بادیہ بطیحہ کے حاکم اور اچھے اخلاق کے مالک تھے۔ لوگ مصائب و مشکلات میں ان کے شہروں کی طرف رجوع کرتے تھے یہ ان کو اپنے شہروں کو پناہ دیتے اور ان کی داد رسی کرتے تھے ان کے بڑے احسانات میں سے ایک احسان یہ ہے کہ جب امیر المومنین قادر طائع سے بھاگ کر بطائح میں اترے اور ان سے پناہ طلب کی تو انہوں نے ان کو اپنے ہاں پناہ دی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور ان کی خدمت کرتے رہے یہاں تک کہ وہ امیر المومنین بن گئے اور یہ ان کا بڑا کارنامہ تھا۔ انہوں نے ۳۲ سال چند ماہ بطائح پر حکومت کی۔

مہذب الدولہ علی بن نصر کی وفات...... ان کی وفات ۴۰۹ھ میں ہوئی ان میں اس وقت ان کی عمر ۷۳ سال تھی۔ ان کی موت کا سبب یہ بنا تھا کہ انہوں نے رگ سے خون نکلوایا تھا جس کی وجہ سے آپ کا بازو پھول گیا اور زخم بگڑ گیا اور آپ انتقال کر گئے۔

عبدالغنی بن سعید کے حالات وواقعات[1]...... آپ کا پورا نام عبدالغنی بن سعید بن علی بن بشر بن مروان بن عبدالعزیز ہے۔ آپ کی کنیت ابو محمد اور نسبت ازدی مصری ہے آپ حدیث اور فنون حدیث کے عالم تھے۔ اس میں آپ کی بہت سی مشہور تصانیف ہیں۔ ابو عبداللہ صوری بیان کرتے ہیں کہ میری آنکھوں نے ان جیسا [illegible] نہیں دیکھا اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ میں نے مصر میں ان جیسا کوئی نوجوان نہیں دیکھا جس کو عبدالغنی کہا جاتا ہے گویا کہ وہ آگ کا شعلہ ہے۔ آپ ان کی بہت تعریف کرتے تھے۔ حافظ عبدالغنی کی ایک تصنیف ہے جس میں حاکم کے اوہام کا ذکر ہے۔ جب حاکم کو اس کتاب کا پتہ چلا تو وہ یہ کتاب لوگوں کو پڑھ کر سناتے تھے اور عبدالغنی کے علم و کمال کا اعتراف اور ان کا شکریہ ادا کرتے تھے۔ عبدالغنی نے ان پر جو بھی اعتراضات کیے تھے ان کے متعلق شکر کرتے تھے اللہ تعالیٰ دونوں پر رحم فرمائے آپ ۲۸ ذوالقعدہ ۳۳۲ھ میں پیدا ہوئے اور صفر ۴۰۹ھ میں فوت ہوئے رحمہ اللہ تعالیٰ۔

محمد بن امیر المومنین کے حالات وواقعات ان کی کنیت ابوالفضل ہے۔ ان کے والد نے ان کو اپنے بعد اپنا ولی عہد بنا دیا تھا اور آپ کے نام کا سکہ چلایا گیا اور خطباء نے منبروں پر آپ کا خطبہ دیا۔ آپ کا لقب غالب باللہ تھا لیکن غالب آنا آپ کے مقدر میں نہیں تھا۔

محمد بن امیر المومنین کی وفات...... یہ ۴۰۹ھ میں فوت ہوئے تب ان کی عمر صرف ۲۷ سال تھی۔

ابوالفتح محمد بن ابراہیم بن محمد بن یزید کے حالات وواقعات...... ابوالفتح بزاز طرسوسی "ابن البصری" کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے بہت سے مشائخ سے علم حدیث حاصل کیا جس وقت یہ بیت المقدس میں مقیم تھے اس وقت صوری نے ان سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ اور صحیح شخصیت تھے۔

۴۱۰ھ کے واقعات

اس سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا خط آیا جس میں ہندوستان کے ان شہروں کا ذکر تھا جن کو انہوں نے گزشتہ سال فتح کیا تھا۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ وہ ہندوستان کے ایک شہر میں داخل ہوئے تو اس میں ایک ہزار بلند و بالا محلات اور ہزار بت خانے تھے اور ان بت کدوں میں بہت زیادہ تعداد میں بت تھے اور ایک بت پر ایک لاکھ دینار کے برابر سونا تھا اور چاندی کے بت ایک ہزار سے زائد تھے اور ہندوؤں کے ہاں ایک بت بڑا معظم ہے جو اپنی جہالت کی وجہ سے اس کی عمر تین لاکھ سال بتاتے ہیں ہم نے ان سے یہ سب کچھ چھین لیا اور اس کے علاوہ بھی بہت سا مال ان سے چھینا جس کو شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اور مجاہدین نے اس جہاد میں مال غنیمت میں بہت سا مال حاصل کیا اور شہر میں آگ لگا دی جس سے سارا شہر جل گیا اور صرف نشانات باقی رہ گئے ہیں۔

ہندوؤں میں سے جو لوگ قتل ہوئے ان کی تعداد پچاس ہزار اور جو مسلمان ہوئے ان کی تعداد بیس ہزار کے قریب ہے۔ اور جنھیں غلام بنایا گیا تھا جب ان کا خمس یعنی پانچواں حصہ نکالا گیا تو ان کی تعداد ۵۳ ہزار تھی۔ اور ہاتھیوں میں سے ۳۵۶ ہاتھی قبضے میں آئے تھے اور اموال حاصل ہوئے اور بہت بڑی تعداد میں سونا بھی ہاتھ میں آیا۔

---

[1] الانساب ۸/۱۹۸، ۱۹۹ (الازدی)، تاریخ دمشق [illegible]، تاریخ التراث العربی لزکین ۱/۴۲۳، تذکرۃ الحفاظ ۳/۱۰۴۷، حسن المحاضرۃ ۱/۳۵۳، شذرات الذہب ۳/۱۸۸، طبقات الحفاظ ۴۱۰، العبر ۳/۱۰۰، عیون التواریخ ج ۱۲/ ۳۰، کشف الظنون ۳/۱۷۲۳، [illegible] للنووی ۱/۲۰۵، المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۵۸، مرآۃ الجنان ۳/۲۲، المنتظم ۷/۲۹۱، النجوم الزاہرۃ ۴/۲۴۴، ہدیۃ العارفین ۱/۵۸۹، وفیات الاعیان ۳/۲۲۳، ۲۲۴)۔

اس سال ہی تاتر میں ابو الفوارس کا وصیت نامہ پڑھا گیا اور اسے قوام الدولہ کا لقب دیا گیا۔ اور اس نے اسے ایک جھنڈا دیا جو کرمان کی حکومت کی طرف سے بطور ہدیہ اس کے پاس آیا تھا۔ اور اس سال بھی عراق سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

اس سال جن بڑی بڑی شخصیات کا انتقال ہوا انہیں سے "اصیفر" ہے جو حجاج بن یوسف کا خادم تھا۔

احمد بن موسیٰ بن مردویہ بن فورک ... آپ کی کنیت ابوبکر لقب حافظ اور نسبت اصبہانی ہے۔ آپ ۴۱۰ھ رمضان المبارک میں فوت ہوئے۔

ہبۃ اللہ بن سلامہ ... ان کی کنیت ابوالقاسم ہے۔ یہ نابینا مہمان نواز اور مفسر قرآن تھے آپ سب لوگوں سے زیادہ علم نحو اور تفسیر کے حافظ تھے اور جامع المنصور میں آپ کے درس کا ایک حلقہ تھا۔

علامہ ابن الجوزی نے ان کے بارے میں بیان کیا ہے کہ ہمارا ایک شیخ تھا جس کو ہم سلام کرتے تھے اس کا ایک ساتھی فوت ہو گیا انہوں نے اس کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ انہوں نے پوچھا کہ قبر میں منکر نکیر کے ساتھ کیا گزری؟ اس نے کہا کہ انہوں نے مجھے بٹھایا اور مجھ سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قسم دو کہ مجھے چھوڑ دو۔

جب میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قسم دے کر اللہ تعالیٰ کو پکارا تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس نے دو عظیم ہستیوں کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور چلے گئے۔

۴۱۱ھ کے واقعات

اس سال مصر کا حاکم قتل ہوا۔ اور یہ قصہ یوں پیش آیا کہ جب ۲۷ شوال کو منگل کی رات آئی تو حاکم بن عزیز فاطمی جو مصر کا حکمران تھا گم ہو گیا۔ مسلمان اس کے قتل ہو جانے پر بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ ظالم، جابر، متعدی اور سرکش شیطان تھا۔ ہم اس کی بری خصلتوں میں سے چند کا ذکر کریں گے اور اس کی ملعون سیرت بھی بیان کریں گے اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کرے۔

وہ اپنے افعال و اقوال اور احکام میں بہت متردد تھا، اور ظلم کرنے والا تھا اور فرعون کی طرح خدائی کا دعویٰ کرنا چاہتا تھا۔ اپنی رعایا کو اس نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ جب خطبہ میں اس کا نام لے تو لوگ صفوں میں اس کے نام کی تعظیم اور احترام میں کھڑے ہو جائیں۔ یہی حال اس کے زیر تسلط جتنے بھی ممالک تھے سب میں اس نے یہ حکم جاری کیا تھا حتیٰ کہ حرمین شریفین بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھے۔ اور اہل مصر کو اس نے خاص طور پر یہ حکم دیا تھا کہ جب وہ اس کے نام کی تعظیم اور اکرام میں کھڑے ہوں تو اسے سجدہ کرتے ہوئے گر جائیں اور جب یہ سجدہ کریں تو ان کے ساتھ بازار کے رذیل لوگ جو جمعہ پڑھنے نہیں آتے تھے وہ بھی سجدہ کریں۔ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو تو سجدہ نہیں کرتے تھے جو ذات سجدہ کے لائق ہے لیکن حاکم کو سجدہ کرتے تھے جو سجدہ کے بجائے لعنت کا مستحق تھا۔

اور ایک وقت اس نے اہل کتاب کو حکم دیا کہ وہ دین اسلام کی طرف لوٹ آئیں سو بہت سے گئے پھر بعد میں ان کو ان کی اجازت دے دی گئی کہ وہ اپنے دین کی طرف لوٹ جائیں۔ اور عیسائیوں کے گرجا گھر جو اس نے گرا دیے تھے ان کو تعمیر کروایا اور پہلے قمامہ کو بہت منہدم کیا اور پھر اس کو دوبارہ تعمیر کروایا۔ پہلے مدارس کو بنوایا اور ان میں فقہاء اور مشائخ کو درس و تدریس کی خدمت کے لئے مقرر کیا اور پھر تمام مشائخ کو قتل کر دیا اور مدارس کو ویران کر دیا۔ اور لوگوں پر لازم کیا کہ وہ دن کے وقت بازاروں کو بند رکھیں اور رات کو کھلے رکھیں لوگ اس کے اس حکم پر طویل زمانے تک عمل کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گزرا جو دن کے وقت بڑھئی کا کام کر رہا تھا۔ یہ اس کے پاس کھڑا ہو گیا اور اس سے کہا کیا میں نے تم کو دن کے وقت کام کرنے سے منع نہیں

کیا۔ بعض نے کہا: اسے یہ مقصد تھا کہ جب لوگ دن کو اسباب معیشت کی فکر کرتے تھے تو رات کو سو جاتے تھے اور جب لوگوں نے رات کو اسباب معاش تلاش کرنے شروع کر دیے تو وہ دن کو جاگتے رہتے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ بعض کی اس بات پر یہ چیز اس کو چھوڑ دیا۔ اور لوگوں کو پہلے معمول کی طرف لوٹا دیا کہ وہ دن کو اسباب معاش کی فکر کریں اور رات کو کام نہ کریں اور دن کو بیدار رہیں، رات کو سو جائیں۔ درحقیقت یہ سب کچھ اس کے مزاج کی تبدیلی کے نتیجے اور لوگوں کا امتحان لینے کے لئے تھا تاکہ وہ یہ دیکھے کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہیں یا نہیں۔ اور پھر بسا اوقات اس سے بڑے بڑے کاموں کی طرف ترقی کریں اور خود وہ نگرانی کیا کرتا تھا: گدھے پر بازاروں کا چکر لگاتا تھا اور دیکھ کرتے پر کی صورت میں۔ اور جب وہ کسی کو کاروبار میں خیانت کرتے ہوئے پاتا تو اس کے ساتھ ایک حبشی غلام ہوتا تھا جس کا نام مسعود تھا، وہ اسے حکم دیتا کہ وہ اس کے ساتھ برا کام کرے۔ اور یہ اس کا ایک بیہودہ اور ملعون کام تھا جو آج تک کسی نے نہیں کیا۔ وہ عورتوں کو گھروں سے نکلنے سے روکتا تھا۔ اور اس نے انگوروں کے درختوں کو کاٹ دیا تھا کہ ان سے شراب نہ بنے۔ اور لوگوں کو ملوخیہ کھانے سے منع کیا تھا اور جن چیزوں سے انسانی دماغ خراب ہوتا ہے ان میں سے انگور اور ان کو باہر نکلنے سے روکتا اور شراب کو ناپسند کرتا تھا اور حمام والے اس سے بہت زیادہ بغض رکھتے اور خطوط میں اس کو اور اس کے آباء و اجداد کو بڑی گالیاں قصوں کی شکل میں لکھتے تھے۔ جب وہ ان خطوط کو پڑھتا تو لوگوں پر اس کو بہت زیادہ غصہ آتا۔ ایک مرتبہ یہ ہوا کہ اہل مصر نے کاغذ سے ایک عورت کی شبیہ بنائی جو چادر اور موزے پہنے ہوئے تھی۔ اور اس کے ہاتھ میں ایک کاغذ لگا دیا جس پر گالی گلوچ اور طعن تشنیع سے بھرا ہوا رقعہ لکھا ہوا تھا۔ جب اس نے عورت کو دیکھا تو اس کو حقیقی عورت خیال کیا اور اس کی ایک طرف سے گزر کر اس کے ہاتھ سے وہ رقعہ لے لیا، جب اس کو پڑھا تو اس کے غصے کی انتہا نہ رہی اور اس نے اس عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا لیکن جب اس کو دیکھا کہ وہ کاغذ سے بنی ہوئی تھی تو اس کا غصہ اور بڑھ گیا۔

پھر اس کے بعد جب وہ واپس گیا تو اس نے حبشیوں کو حکم دیا کہ وہ مصر جائیں اور مصر کو آگ لگا دیں اور جو مال و متاع اور قیمتی اشیاء ہیں ان کو لوٹ لیں۔ حبشی مصر گئے، وحشیوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی۔ اہل مصر نے ان سے تین دن شدید جنگ کی اور آگ اپنا کام کرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ اس کو سزا دے۔ وہ ہر دن باہر ۰۰ سے قریب ہو کر دیکھتا رہتا اور کہتا ان غلاموں کو اس کا حکم کس نے دیا؟ پھر لوگ مسجدوں میں جمع ہوئے اور قرآن مجید اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی۔ ترک اور مشارقہ کو ان پر ترس آیا اور انہوں نے ان کے ساتھ مل کر گھروں اور قیمتی اشیاء کی حفاظت کرتے ہوئے ان کے ساتھ جنگ کی اور حالات بہت زیادہ خراب ہو گئے۔ پھر یہ حاکم اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے سوار ہوا اور فریقین میں صلح کروائی اور غلاموں کو روکا اور کہتا تھا کہ غلاموں نے جو کچھ کیا ہے اس کی اجازت اور حکم کے بغیر کیا ہے حالانکہ وہ ان کو خفیہ طور پر بھیجتا تھا اور اندرون خانہ ان کو یہ اشارہ کرتا تھا جب حالات بہتر ہوئے اس وقت تک مصر ایک تہائی کے قریب جل چکا تھا اور نصف کے قریب لٹ گیا تھا اور بہت سی لڑکیاں اور عورتیں قیدی بنا لی گئیں اور ان کے ساتھ زیادتی کی گئی اور ان کی عزت کو تار تار کیا گیا حتیٰ کہ ان میں سے بعض نے عزت و آبرو کی حفاظت کے لئے خود کشی کر لی اور مردوں نے قیدی عورتوں کو خرید لیا۔

علامہ ابن الجوزی بیان کرتے ہیں کہ پھر حاکم ظلم و ستم میں اس حد تک بڑھ گیا تھا کہ اس کو خیال آیا کہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے۔ جاہل لوگ جب اسے دیکھتے تو کہتے یا واحد یا احد یا محیی یا ممیت (اے اکیلے، اے یکتا، اے زندہ کرنے والے، اے مارنے والے) اللہ تعالیٰ ان سب کو برباد کرے

اس ملعون کے قتل کا واقعہ۔۔۔ اس کا شر اور ظلم و ستم بڑھتا گیا یہاں تک کہ اس کی بہن بھی اس کے ظلم و ستم کا شکار ہو گئی۔ یہ اس پر بدکاری کی تہمت لگاتا تھا اور اس سے سخت کلامی کرتا تھا۔ اس سے تنگ آ کر اس کی بہن اس کے قتل کا منصوبہ بنانے لگی۔ اس نے سب سے بڑے امیر "ابن دواس" کو خط لکھا اور دونوں نے اس کو قتل کرنے اور ہلاک کرنے پر اتفاق کر لیا۔ اس نے اپنے دو بہادر حبشی غلاموں کو تیار کیا اور ان سے کہا کہ جب رات آئے تو تم کوہ مقطم پر موجود رہنا کیونکہ وہ اس رات ستاروں میں غور و فکر کرنے کے لئے اس پہاڑ پر جاتا ہے اور اس کے ساتھ صرف سواری اور ایک بچے کے علاوہ کوئی نہیں ہوتا۔ تم اسے قتل کر دینا اور اس کے ساتھ ان دونوں کو بھی ہلاک کر دینا۔ انہوں نے اس بات پر اتفاق کر لیا۔

جب وہ رات آئی تو اس نے اپنی والدہ سے کہا کہ اس رات مجھ پر قتل کا خطرہ ہے اگر میں اس سے بچ گیا تو اسی سال عمر پاؤں گا۔ پھر بھی مصر سے خزانہ اپنے پاس لے لو اس لئے کہ تیرے بارے میں سب سے زیادہ خوف اپنی بہن سے ہے اور اپنے بارے میں بھی سب سے زیادہ اسی سے

ڈرتا ہوں۔ پس اس نے اپنے خاص ذاتی ابن دواس کے پاس شخص کو بھیجا اور صندوقوں میں اس کے پاس تحریر بھیجی کیونکہ حاکم کے میرے متعلق برے ارادات تھے۔ اس کی بہن نے اس سے کہا کہ اے میرے محبوب بیٹے اگر واقعہ اسی طرح ہے تو آج رات اس کا کام تمام کر دو اور میرے معاملہ پر رحم کرو۔ اس کی بہن اس سے بہت محبت کرتی تھی۔ اس نے کہا کہ میں ایسا ہی کروں گا۔

اس کا یہ معمول تھا کہ وہ ہر رات محل سے نکل کر دور تک چکر لگاتا تھا۔ اس نے محل کا ایک چکر لگایا اور محل میں واپس آ گیا پھر ایک تہائی رات تک سویا، جب تہائی رات گزرنے کے بعد بیدار ہوا تو اپنی ماں سے کہا کہ اگر تو آج رات وہاں نہ گیا تو ہلاک ہو جائے گا، پس وہ اٹھا اور گھوڑے پر سوار ہو گیا اور پھر سوار ہو کر نکلا اور بچے کو اپنے ساتھ لے گیا اور جب مقطم پہنچ گیا تو وہاں ان دو غلاموں نے اس کا استقبال کیا اور اس کو سواری سے نیچے اتار لیا اور اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ اور اس کے پیٹ کو پھاڑ دیا اور بچے کو ابن دواس کے پاس لے آئے۔ اور ابن دواس حاکم کی بہن کے پاس لے گیا اور اس نے اسے اپنے گھر کی نشست گاہ میں دفن کر دیا۔

اس کے بعد اس کی بہن نے وزیر، امراء اور معززین شام کی دعوت کی اور انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ پھر انہوں نے حاکم کے بیٹے ابو الحسن علی سے بیعت کی اور اس نے اللہ کے دین کو غلبہ دینے کی وجہ سے "ظاہر" کا لقب اختیار کیا اور وہ دمشق میں تھا اس نے اسے وہاں سے بلایا اور لوگوں کو بتایا کہ حاکم نے مجھے کہا ہے کہ وہ تم سے سات دن غائب رہے گا اور پھر واپس لوٹ آئے گا، لوگ مطمئن ہو گئے۔ وہ سواروں کو پہاڑ کی طرف بھیجتی وہ پہاڑ پر چڑھتے پھر واپس آ جاتے اور کہتے کہ ہم نے اس کو فلاں جگہ پر چھوڑا ہے اور اس کے بعد اس کی ماں سے کہتے کہ ہم نے اس کو فلاں جگہ پر چھوڑا ہے جس پر لوگ مطمئن ہو گئے۔

اس کا بھتیجا دمشق آیا اور اپنے ساتھ ایک کروڑ دینار اور دو کروڑ درہم لایا۔ جب وہ اس کے گھر پہنچا تو اس نے اسے اس کے باپ کے دادا "معز" کا تاج اور عظیم جوڑا پہنا دیا اور تخت پر اس کو بٹھا دیا گیا اور اس سے امراء اور رؤساء نے بیعت کی اور اس نے انہیں اموال بھیجے اور ابن دواس کو بڑا خلعت دیا اور اپنے بھائی کا اس نے تمام امور کا مشیر بنا دیا۔ پھر اس نے غلاموں سے ایک دستہ ابن دواس کی خدمت میں بھیجا کہ وہ اس کے سامنے اپنی تلواروں کے ساتھ کھڑا ہو، پھر وہ اس دن اس سے کہنے لگے کہ یہ ہمارے آقا کا قاتل ہے اور انہوں نے تلواروں سے اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ جو کچھ اس نے چاہا انہوں نے ایسا ہی کیا۔ وہ ہر وہ شخص جو اس کے بھائی کے قتل کے راز سے واقف تھا اس کو قتل کر دیا گیا۔ پھر اس کی عزت اور عظمت بڑھ گئی اور اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ پس حاکم کو قتل کیا گیا اس وقت اس کی عمر ۳۷ سال تھی اور اس نے ۲۵ سال حکومت کی تھی۔

۴۱۲ھ کے واقعات

اس سال قاضی ابو جعفر احمد بن محمد سمنانی نے بغداد میں باب الطاق کی قضاء اور حسبت کا کام سنبھالا اور اسے جوڑا دیا گیا۔

اس سال علماء اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے شہنشاہ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین سے کہا کہ آپ زمین کے بادشاہوں میں سے سب سے بڑے بادشاہ ہیں اور ہر سال بلاد کفر کے بہت سے شہر آپ فتح کرتے ہیں اور حج کا راستہ ۱۰ سال کے عرصے سے معطل ہے کیونکہ راستے میں قتل و غارت اور لوٹ مار ہوتی ہے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں جاتا۔ اس کا فتح کرنا دوسرے شہروں کی نسبت زیادہ ضروری ہے۔ پس انہوں نے قاضی القضاۃ ابو محمد ناصحی کو تیار کر کے بھیجا کہ وہ اس سال حج کے امیر ہوں گے اور ان کے ساتھ صدقات کے علاوہ تیس ہزار دینار بھیجے۔ لوگ حج کے لئے ان کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب وہ فید مقام پر پہنچے تو اعرابیوں نے انہیں روک لیا اور قاضی ابو محمد ناصحی نے ان کے ساتھ پانچ ہزار دینار پر مصالحت کی۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور ان کے سردار جماز بن عدی نے حاجیوں کو گھیرے میں لے لیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک چکر لگایا اور عرب کے شیطانوں کو برانگیختہ کیا تو سمرقند کا ایک غلام ابن عفان اس کی طرف بڑھا اور اس کو تیر مارا جو اس کے دل میں پیوست ہو گیا اور وہ زمین پر ڈھیر ہو گیا اور عرب شکست کھا گئے اور لوگوں نے سفر جاری رکھا اور حج کر کے صحیح سلامت واپس لوٹ آئے۔

ابوسعد مالینی کے حالات (۱)...... ان کا نام احمد بن محمد بن احمد بن اسماعیل بن حفص ہے۔ ابوسعد ان کی کنیت اور مالینی نسبت ہے۔ مالین ہرات کی ایک بستی کا نام ہے آپ ان حفاظ حدیث میں سے ہیں جنہوں نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز علاقوں کا سفر کیا اور بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ آپ قابل اعتماد، نیک اور صالح شخصیت کے مالک تھے۔ آپ کی وفات ۴۱۲ھ شوال کے مہینے میں مصر میں ہوئی۔

حسن بن حسین کے حالات...... ان کا پورا نام حسن بن حسین بن محمد بن حسین بن رامین القاضی ہے اور کنیت ابومحمد اور نسبت استراباذی ہے۔ یہ بغداد میں آئے اور اسماعیلی وغیرہ کو حدیث پڑھائی۔ یہ بڑے شافعی اور نیک صالح شخص تھے۔

حسن بن منصور بن غالب کے حالات...... ان کا لقب ذوالسعادتین تھا، یہ ۳۵۳ھ میں سیراف میں پیدا ہوئے پھر بغداد کے وزیر بن گئے اور قتل ہو گئے۔ ان کے باپ سے اسی ہزار دینار کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

حسین بن عمرو کے حالات...... ان کی کنیت ابوعبداللہ غزال ہے انہوں نے نجاد، خلدی، اور ابن سماک وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ قابل اعتماد، نیک اور ذکر کے وقت بہت رونے والے تھے۔

محمد بن عمر کے حالات...... ان کی کنیت ابوبکر اور نسبت عنبری ہے۔ یہ بہت بڑے شاعر، ادیب اور دانشمند تھے۔
ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

> میں نے زمانہ اور اہل زمانہ کو گہری نظر سے دیکھا اور میں نے زمانہ اور اہل زمانہ کو پہچان لیا اور میں نے اپنی عزت کو اپنی ذلت سے پہچان لیا۔ اسی وجہ سے میں دوست کو دور کر دیتا ہوں، نہ میں اسے دیکھتا ہوں اور نہ وہ مجھے دیکھتا ہے اور خواہشات کا حصول تو الگ رہا میں نے تو اس سے بھی بے رغبتی کی جو اس کے ہاتھ میں ہے۔ پس انہوں نے غلبہ حاصل کرنے والوں پر تعجب کیا اور دور والوں نے قریب والوں کو دیا۔ اور وہ بھیڑ کے درمیان سے نکل گیا اور غلبہ میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ بہت صفات کے مالک تھے پھر یہ ان سے الگ ہو گئے اور اپنے قصیدوں میں ان کی مذمت بیان کی جس کا ذکر میں نے "تلبیس ابلیس" میں کیا ہے۔
یہ جمادی الاولیٰ ۴۱۲ھ جمعرات کے دن فوت ہوئے۔

محمد بن احمد بن محمد بن احمد کے حالات وواقعات (۲)...... آپ کی کنیت ابوالحسن بزار ہے۔ اور پورا نام محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رزق بن عبداللہ بن یزید بن خالد ہے، آپ "ابن رزقویہ" کے نام سے مشہور تھے۔
خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے شیخ جن سے میں نے ۴۰۳ھ میں احادیث لکھیں محمد بن احمد ہیں۔ اور یہ قرآن کے درس دیتے تھے اور فقہ شافعی پڑھاتے تھے۔ آپ قابل اعتماد، سچے احادیث کو بہت زیادہ سماع کرنے والے اور لکھنے والے تھے۔ آپ اچھے اعتقاد اور مذہب والے، بکثرت قرآن پاک کی تلاوت کرنے والے اور اہل بدعت پر سختی کرنے والے تھے کچھ عرصہ آپ پورے انہماک

---

(۱) (الأنساب (الماليني) تاريخ ابن عساكر ۲/۳۶/۲، تاريخ بغداد ۴/۱ تا ۳۷۱، ۳۷۲، تاريخ جرجان ۸۲، ۸۳ تذكرة الحفاظ ۳/۱۰۷۰ تا ۱۰۷۲، تهذيب تاريخ ابن عساكر ۱/۳۳۶ تا ۳۳۷، حسن المحاضرة ۱/۳۵۳، الرسالة المستطرفة ۷۱، شذرات الذهب ۳/۱۹۵، طبقات الحفاظ ۴۱۷، طبقات السبكي ۴/۵۹، ۶۰، العبر ۳/۱۰۷، اللباب ۳/۱۵۵، معجم البلدان ۵/۴۲، المنتظم ۸/۳، النجوم الزاهرة ۴/۲۵۶، هدية العارفين ۱/۷۲)

(۲) (تاريخ بغداد ۱/۳۵۱، تذكرة الحفاظ ۳/۱۰۵۲، شذرات الذهب ۳/۱۹۱، العبر ۳/۱۰۸، المنتظم ۸/۳، ۵، النجوم الزاهرة ۴/۲۵۶، الوافي بالوفيات ۲/۱۰)

کے ساتھ درس حدیث میں مشغول رہے۔ آپ فرماتے تھے کہ میں بچپن سے معرفت کے ذکر، قرآن پاک کی تلاوت اور انہیں حدیث پڑھنے کی وجہ سے محبت کرتا ہوں۔

ایک مرتبہ کسی بادشاہ نے علماء کے لئے کچھ بھیجا سب نے اسے قبول کر لیا لیکن آپ نے اس میں سے کچھ بھی قبول نہیں کیا۔

محمد بن احمد بن محمد بن احمد کی وفات...... آپ ۶ جمادی الاولیٰ سوموار کے دن ۴۱۲ھ کو فوت ہوئے۔ فوت ہونے کے وقت آپ کی عمر ۸۷ سال کی تھی۔ اور آپ کو معروف کرخی کے مقبرے کے قریب دفن کیا گیا۔

ابوعبدالرحمٰن السلمیؒ (۱)...... ان کا پورا نام محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ ہے اور کنیت ابوعبدالرحمٰن السلمی ہے اور نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ انہوں نے اصم وغیرہ سے احادیث روایت کیں اور ان سے بغداد کے مشائخ ازہری اور عشاری وغیرہ نے احادیث روایت کیں۔ اور ان سے امام بیہقی وغیرہ نے بھی روایت کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی بیان کرتے ہیں کہ یہ صوفیاء کے حالات میں بہت دلچسپی رکھتے تھے اور انہوں نے صوفیوں کے طریقے پر تفسیر لکھی اور سنن اور تاریخ میں کتابیں تصنیف فرمائیں اور شیوخ کا ترجمہ اور ابواب وضع فرمائے۔ آپ کا گھر مشہور و معروف تھا اور اس میں صوفیاء رہتے تھے اور اسی گھر میں ان کی قبر ہے۔ پھر علامہ ابن جوزی نے بیان کیا کہ لوگ ان کی روایت کو ضعیف کہتے تھے۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن یوسف قطان سے حکایت کی ہے کہ یہ ثقہ نہیں تھے اور انہوں نے اصم سے بہت تھوڑا سنا لیکن ان سے روایت کرتے تھے۔ پھر جب حاکم فوت ہو گئے تو ان سے بہت سی چیزیں روایت کرتے تھے۔ اور صوفیوں کے لئے احادیث وضع کیا کرتے تھے۔

ابوعبدالرحمٰن السلمی کی وفات...... علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ان کی وفات تین شعبان ۴۱۲ھ میں ہوئی۔

ابوعلی حسن بن علی دقاق نیشاپوری کے حالات و واقعات...... یہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور احوال اور معرفت کی باتیں کرتے تھے۔ ان کے کلام میں سے یہ ہے کہ "جو شخص کسی کے سامنے اس کی وجہ سے تواضع کرتا ہے اس کا ایک تہائی دین چلا جاتا ہے۔ کیونکہ اس نے اپنی زبان اور اعضاء و جوارح کو اس کے سامنے جھکایا ہے۔ اور اگر دل سے بھی اس کی عظمت کا اعتقاد رکھا پھر دل کو بھی اس کے لئے جھکایا تو اس کا سارا دین چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد "فاذکرونی اذکرکم" کے متعلق فرمایا کہ "تم مجھے یاد کرو جب تک زندہ ہو میں تمہیں یاد کروں گا اس حال میں کہ تم مٹی کے نیچے مدفون ہو گے اور تمہیں تمہارے رشتہ دار اور دوست احباب چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ اور فرمایا کہ سب سے بڑا غم یہ ہے کہ تو چاہے لیکن تجھے نہ چاہا جائے یا تو قریب ہو لیکن تجھے دھتکار دیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وتولی عنهم وقال یا اسفی علی یوسف" کے بارے میں یہ شعر کہا۔

"ہم لیلیٰ کے مجنوں ہوئے لیکن وہ کسی اور کی مجنوں ہو گئی۔ اور جس کو ہم چاہتے تھے وہ دوسرے کی مجنوں ہو گئی۔"

---

(۱) (الانساب [illegible]، تاریخ الاسلام [illegible]، تاریخ بغداد [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]، دول الاسلام [illegible]، سیر اعلام النبلاء [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الاولیاء [illegible]، طبقات السبکی [illegible]، طبقات المفسرین للداودی [illegible]، طبقات المفسرین للسیوطی [illegible]، العبر [illegible]، عیون التواریخ [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، کشف الظنون [illegible]، لسان المیزان [illegible]، مختصر دول الاسلام [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، المنتظم [illegible]، میزان الاعتدال [illegible]، النجوم الزاہرہ [illegible]، ہدیۃ العارفین [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible])

اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد:

حفت الجنة بالمكاره

جنت ناپسندیدہ کاموں سے گھری ہوئی ہے

کے بارے میں فرمایا کہ جب مخلوق اللہ تعالیٰ تک مشقتیں برداشت کرنے کے بغیر نہیں پہنچ سکتی تو اہل دل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد "جبلت القلوب على حب من احسن اليها" کے متعلق فرمایا اس شخص پر تعجب ہے جو اللہ تعالیٰ کو محسن سمجھتے ہوئے بھی اس کی طرف مکمل طور پر متوجہ نہیں ہوتا۔ میں نے کہا کہ ان کی اس حدیث کے متعلق گفتگو صحیح ہے لیکن حدیث ساری کی ساری صحیح نہیں ہے۔

صریع الدلال شاعر(۱): اس کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام علی بن عبدالواحد ہے۔ یہ بغداد کا فقیہ اور بے حیا شاعر تھا جو "صریع الدلال" کے نام سے مشہور تھا۔ خوبصورت بے شرم لوگوں پر فریفتہ تھا اس کا ایک قصیدہ مقصورہ ہے جس میں اس نے ابن درید کے قصیدہ مقصورہ (جس شعر کا قافیہ الف مقصورہ ہو) کا مقابلہ کیا ہے۔ اس قصیدہ میں اس نے یہ چند شعر کہے ہیں۔

"مالدار کا ایک ہزار درہموں کا بوجھ جس کو وہ چھوڑتا ہے مسکین کے لیے حقیری چیز کے گم ہو جانے سے زیادہ نفع مند ہے۔ جو شخص مرغا کو ذبح کیے بغیر کھاتا ہے تو وہ بچھڑا کے ساتھ ہی تنگ آ جاتا ہے۔ جس شخص کی آنکھ میں سوئی چبھ جائے اس سے پوچھو کہ اندھا پن کیا ہوتا ہے۔ داڑھی جو سے جس طرح لگے والے بال جیسے گدی کے پیچھے ہوتی ہے۔"

یہاں تک کہ اس نے قصیدہ کو اس شعر پر ختم کیا جس کی وجہ سے اس سے حسد کیا گیا اور وہ شعر یہ ہے۔

"جس طرح بوسا الداری کو جانے دو اور گناہ برابر ہیں۔"

صریع الدلال شاعر کی وفات: ...... ۴۱۲ھ میں مصر آیا اور خلیفہ ظاہر لاعزاز دین اللہ تعالیٰ کے لیے قصیدہ بنانے کی وجہ سے مدح سرائی کی۔ اور اسی سال رجب کے مہینے میں یہ فوت ہو گیا۔

۴۱۳ھ کے واقعات

اس سال ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا اور عمومی مصیبت آئی اور وہ یہ کہ حاکم کے ساتھیوں میں سے ایک مصری شخص نے مصری حاجیوں کی ایک جماعت کے ساتھ برے کام کا عزم کر لیا۔ یہ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ جب حج سے واپسی کا پہلا دن تھا تو اس شخص نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب یہ حجر اسود کے پاس بوسہ دینے کے لیے پہنچا تو اس نے حجر اسود پر اپنے ایک گرز کے ساتھ تین ضربیں لگائیں اور کہا کہ ہم کب تک اس پتھر کی عبادت کریں گے؟ اور مجھے اس کام سے جس کو میں کر رہا ہوں نہ محمد ﷺ روک سکتے ہیں اور نہ ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ بے شک آج میں بیت اللہ اور مسجد کو گرا دوں گا۔ اس نے ارادہ کیا تو اکثر حاضرین اس سے ڈر کر پیچھے ہٹ گئے کیونکہ وہ لمبا تھا وہاں موجود طاقتور لوگ بھی مرعوب ہو گئے اور وہ سرخ رنگ والا اور سنہری بالوں والا شخص تھا۔ مسجد کے دروازے پر سواروں کی ایک جماعت ٹھہری ہوئی تھی تاکہ اگر یہ شخص اس کام سے روکا جائے یا کوئی تکلیف پہنچائے تو وہ اس کی مدد کریں۔ پھر اہل یمن میں سے ایک شخص خنجر لے کر اس کی طرف بڑھا اور اسے خنجر گھونپ دیا پھر دوسرے لوگوں نے بھی اس پر حملہ کر دیا اور اس کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اس کو آگ میں جلا دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس کے ساتھیوں کا پیچھا کیا اور ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا۔

---

(۱) [illegible] المنتظم ۸/۲۳۳، [illegible] حسن المحاضرة ۱/۵۶۳، شذرات الذهب ۳/۱۹۶، العبر ۳/۱۱۴، [illegible] ۳/۱۰۴، [illegible] سیر [illegible] الوافی بالوفیات [illegible] وفیات الاعیان ۳/۳۸۳، [illegible]

پھر اہل مکہ نے مصری قافلے کو لوٹ لیا اور یہ لوٹ مار صرف مصری قافلوں تک محدود نہیں رہی بلکہ دوسروں کی طرف بھی تجاوز کر گئی اور بڑی گڑبڑ اور فتنہ و فساد پیدا ہو گیا۔ پھر جن لوگوں نے فقراء اور بے دینی کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی تھی ان کی تلاش کے بعد حالات پرسکون ہو گئے۔ اس واقعہ کے دوران حجر اسود سے ناخن کے برابر تین ٹکڑے گر پڑے اور اس کے پیچھے گندم گوں زردی مائل رنگ ظاہر ہو گیا جو خشخاش کی طرح تھا۔ بنو شیبہ نے ان ٹکڑوں کو لے لیا اور کستوری اور مشک کے ساتھ ان کو گوندھا اور حجر اسود میں جو دراڑیں پڑ گئی تھیں ان کو اس سے پر کر دیا اور حجر اسود جڑ کر مضبوط ہو گیا اور آج تک اسی حالت پر قائم ہے۔ اگر کوئی حجر اسود کو غور سے دیکھے تو وہ نشانات دیکھ سکتا ہے۔

اس سال اس شفاخانے کا افتتاح ہوا جس کو وزیر مؤید الملک ابو علی الحسن نے تعمیر کیا تھا جو واسط میں شرف الملک کا وزیر تھا۔ اس نے شفاخانے کی ضرورت کی اشیاء مثلاً مسہلات، مشروبات، ادویات اور جڑی بوٹیاں وغیرہ مہیا کیں اس سال بہت سی معروف شخصیات فوت ہوئیں۔

ابن البواب کاتب کے حالات و واقعات (1) ...... اس کو ”صاحب الخط“ کے ساتھ منسوب کیا جاتا ہے، اس کا نام علی بن ہلال ابوالحسن ابن البواب ہے، یہ ابوالحسین بن سمعون واعظ کا ساتھی اور دوست تھا بہت سے لوگوں نے اس کی امانت اور دیانت کی تعریف کی ہے، اس کا خط اور لکھنے کا طریقہ ہماری معلومات سے بھی زیادہ مشہور ہے، اور اس کا خط عربی کے لحاظ سے ابو علی بن مقلہ کے خط سے زیادہ واضح تھا۔ ابن مقلہ کے فوت ہونے کے بعد اس سے بڑا کوئی کاتب دنیا میں نہیں تھا سوائے چند ملکوں کے تمام ممالک میں لوگ اس کے طریقے پر لکھتے ہیں۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ اس سال دو جمادی الاخریٰ ہفتے کے دن فوت ہوا اور باب حرب کے قبرستان میں اس کو دفن کیا گیا۔ بعض نے اشعار کے اندر اس کا مرثیہ کہا ہے۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

”جن دلوں کو تو نے خوش کیا وہ جلے ہوئے ہیں اور جن آنکھوں کو تو نے ٹھنڈا کیا ہے آنکھیں بے خوابی ہے زندگی کو میں نے اس حالت میں چھوڑا ہے کہ اس میں حرکت باقی نہیں رہی اور رات سے اس حالت میں جدا ہوا ہوں کہ اس میں سحر باقی نہیں رہی۔“

ابن خلکان کا بیان ہے کہ اس کو ”الستری“ کہا جاتا تھا کیونکہ اس کا باپ وزراء کے پردے پر ملازم تھا اور اس کو ابن البواب بھی کہا جاتا ہے۔ اس نے کتابت عبداللہ بن محمد بن اسد بن علی بن سعید بزاز سے سیکھی تھی۔ اور ابن اسد نے نجاد وغیرہ سے سماع کیا تھا اور ۴۱۰ھ میں فوت ہوا تھا اور ابن البواب ۴۱۳ھ میں فوت ہوا اور بعض نے کہا کہ ابن البواب ۴۲۳ھ میں فوت ہوا۔ ایک شخص نے اس کا مرثیہ کہا ہے۔

”کاتبوں نے تیرے فوت ہونے کو کثرت زمانے کی علامت محسوس کیا اور زمانہ اس کی صحت کو تسلیم ہوتے گزر گیا اس لئے تجھ پر غم کی وجہ سے دواتیں سیاہ ہو گئیں اور قلم ٹوٹ گئے۔“

اس کے بعد ابن خلکان نے سب سے پہلے عربی لکھنے والے کا ذکر کیا۔ بعض نے کہا کہ سب سے پہلے عربی لکھنے والے حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں اور بعض نے کہا کہ قریش میں سے حرب بن امیہ بن عبد شمس ہے۔ اس نے عربی لکھنا اہل حیرہ کے ایک شخص اسلم بن سدرۃ سے سیکھا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ تو نے کس سے سیکھا؟ تو اس نے کہا کہ اس کے موجد مرامر بن مروۃ سے جو اہل انبار میں سے تھا۔

لہٰذا عربی کتابت کا اصل موجد انبار تھا۔ ہیثم بن عدی کا بیان ہے کہ حمیر کا بھی ایک رسم الخط تھا جس کو وہ ”مسند“ کہتے تھے اور وہ متصل غیر منفصل یعنی ملے ہوئے حروف تھے۔ اور وہ لوگوں کو اس خط کے سیکھنے سے روکتے تھے۔

لوگوں کی کتابت کی بارہ قسمیں ہیں (۱) عربی (۲) حمیری (۳) یونانی (۴) فارسی (۵) رومانی (۶) عبرانی (۷) رومی (۸) قبطی (۹) بربری (۱۰) ہندی (۱۱) اندلسی (۱۲) چینی۔ ان میں سے بہت سی تحریرات کا اب وجود ہی نہیں ہے اور بہت کم تعداد میں تحریرات باقی ہیں جو لوگ جانتے ہیں۔

---

(1) دائرۃ المعارف الاسلامیۃ ۱/ ۲۰۳، دول الاسلام ۱/ ۲۴۶، شذرات الذہب ۳/ ۱۹۹، صبح الاعشیٰ ۳/ ۱۳، العبر ۳/ ۱۱۳، معجم الادباء ۱۵/ ۱۲۰-۳۴، مفتاح السعادۃ ۱/ ۸۵، ۸۲، المنتظم ۸/ ۱۰، النجوم الزاہرۃ ۴/ ۲۵۷، ۲۵۸، وفیات الاعیان ۳/ ۳۴۲-۳۴۴

علی بن عیسیٰ کے حالات و واقعات ...... ان کا پورا نام علی بن عیسیٰ بن محمد بن [illegible] ہے کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ "سکری" کے نام سے مشہور تھے۔ یہ شاعر بھی تھے۔ قرآن اور قراءات کے حافظ تھے۔ انہوں نے باقلانی کی صحبت اختیار کی۔ ان کے اکثر اشعار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی مدح اور روافض کی مذمت میں ہیں۔ ان کی وفات اسی سال شوال کے مہینے میں ہوئی اور معروف کرخی کی قبر کے قریب مدفون ہوئے۔ انہوں نے وصیت کی تھی کہ ان کی قبر پر ان کے یہ اشعار لکھے جائیں۔

"اے شخص تو کب تک میری بلاغت پر مصر رہے گا اور عیب کا کام کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ کا قرب اختیار کر اور اس کے سامنے پیش ہونے سے پہلے حساب و کتاب کے دن سے ڈر۔ معاشی والی زندگی مجھے دھوکے میں نہ ڈال دے اس لئے کہ سلامت شخص بعد [illegible] سے [illegible] ہوا ہے۔ ہر زندہ آدمی نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔

شائستہ آدمی کی نہ ہی موت دور [illegible] کرتی۔ جان لے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے جو عنقریب جلدی ہی بغیر کسی خوف کے آ جائے گی۔ بلاشبہ دوست کی ملاقات محبوب ہے جو ڈرنے والے کا مطلوب ہے۔

محمد بن احمد بن محمد بن منصور کے حالات و واقعات ...... ان کی کنیت ابوالعفر [illegible] ہے۔ یہ "عتیقی" کے نام سے مشہور تھے اور ۳۶۷ھ میں پیدا ہوئے اور ایک طویل مدت تک طرسوس میں مقیم رہے۔ وہاں پر اور دوسرے شہروں میں سماع حدیث کیا۔ انہوں نے تھوڑی سی احادیث بھی بیان کی ہیں۔

ابن المعلم کے حالات و واقعات ...... یہ رافضیوں کے شیخ اور ان کے مصنف تھے اور ان کی [illegible] کے حافظ تھے۔ اور کرد کے بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا اعتماد تھا کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ شیعیت کی طرف مائل تھے اور ان کی مجلس میں بہت سے فرقوں کے علماء کی بہت بڑی تعداد حاضر ہوتی تھی۔ ان کے تلامذہ میں سے شریف رضی اور مرتضیٰ ہیں اور مرتضیٰ نے ان کی وفات کے بعد ان کا مرثیہ کہا ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

> "اس سخت مصیبت کے لئے کون ہے جس کے لئے میں نے تلوار اٹھائی ہے۔
> اور ان معانی کے لئے کون ہے؟ جس سے میں نے مہر توڑی ہے۔ اور عقلوں کو بند ہو جانے کے بعد کون پر اعتماد کرتے ہوئے انجام
> دکھاتا ہے۔ اور ان کون دوست کہلانے والا ہے جب وہ مصائب میں تلوار کھینچتا ہے"۔

۴۱۳ھ کے واقعات

اس سال شرف الدولہ بغداد آیا اور خلیفہ اس سے ملنے کے لئے گئے اور اس کے ساتھ امراء، قضاۃ، فقہاء، وزراء اور رؤساء تھے۔ جب وہ شرف الدولہ کے سامنے آیا تو اس نے کئی بار اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا۔ لشکر اور لوگ دونوں جانب کھڑے تھے۔ اور اسی سال یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کا خط خلیفہ کے پاس آیا جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ وہ بلاد ہند میں داخل ہو گیا ہے اور بہت سے شہروں کو فتح کر لیا ہے اور بہت سے لوگ قتل بھی ہوئے ہیں۔ ان کے ایک بادشاہ نے اس سے [illegible] مصالحت کر لی [illegible] بہت [illegible] ہاتھی بھی ہیں اس کے پاس لے کر آیا ہے۔ ان ہدایا میں ایک قمری جیسا پرندہ بھی ہے۔ جب اس کو دسترخوان کے پاس بٹھایا جائے اور کھانے میں زہر ہو تو اس کی آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں۔

ان دنوں میں ایک [illegible] جب [illegible] تو اس سے ایک [illegible] ہوئے [illegible] جاتے تو [illegible] ہوتے ہیں۔ اس سال [illegible] چند لوگوں نے [illegible] سے [illegible] آ گئے۔

حسن بن فضل بن سہلان کے حالات ...... ان کی کنیت ابو محمد اور نسبت رامہرمزی ہے۔ یہ سلطان الدولہ کا وزیر تھا اس نے حضرت حسین کے مزار کے پاس فصیل کی دیوار تعمیر کی تھی۔ اسی سال شعبان میں اس کو قتل کر دیا گیا۔

حسن بن محمد بن عبداللہ کے حالات و واقعات ...... ان کی کنیت ابو عبداللہ اور حناطی طبری ان کی نسبت ہے فقہ شافعی کے فقیہ تھے۔ انہوں نے ابو حامد اسفرائنی سے فقہ پڑھی۔ یہ مسکین، نیک اور دنیا سے بے رغبتی اختیار کرنے والے تھے۔ انہوں نے شیخ ابو حامد اسفرائنی کی وفات کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارک مسجد میں ربیع الاول کے موسم میں درس دیا تھا۔ یہ طلبہ کا اکرام کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ کسی طالب علم نے ان سے کسی ضرورت کی شکایت کی کہ اس کا اور بیوی کا خرچہ ختم ہو گیا ہے۔ انہوں نے اس طالب علم کا ہاتھ پکڑا اور اس کو کسی تاجر کے پاس لے گئے اور اس سے پچاس دینار قرض مانگا۔ تاجر نے کہا کہ پہلے کچھ کھانا کھائیں چنانچہ دسترخوان بچھ گیا اور انہوں نے کچھ کھایا۔ کھانے کے بعد تاجر نے اپنی لونڈی سے کہا کہ مال لے کر آؤ۔ وہ کچھ مال نکال کر لائی۔ تاجر نے اس میں سے پچاس دینار وزن کر کے شیخ کو دے دیئے جب وہ جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو اچانک طالب علم کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ حناطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میرے دل میں اس لونڈی کی محبت سے بے سکونی پہنچی ہے۔ وہ واپس تاجر کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ ہم ایک اور آزمائش میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ تاجر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ طالب علم لونڈی پر فریفتہ ہو گیا ہے چنانچہ تاجر نے لونڈی کو نکلنے کا حکم دیا اور شیخ کے سپرد کر دیا اور کہا کہ ممکن ہے جو کچھ طالب علم کے دل میں اس لونڈی کے بارے میں پیدا ہوا تھا ہو سکتا ہے وہی کچھ لونڈی کے دل میں طالب علم کے بارے میں بھی پیدا ہو جاتا۔ ابھی دن قریب ہی تھے کہ طالب علم کا نفقہ اس کے باپ کی طرف سے سات سو دینار آ گیا۔ اس نے تاجر کو لونڈی کی قیمت ادا کی جو اس کو دے دی گئی اور قرض کی رقم بھی پوری پوری ادا کر دی۔ یہ اسی سال ربیع الآخر میں فوت ہوئے اور باب حرب کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

علی بن عبداللہ بن جہضم کے حالات[1] ...... ابو الحسن ہمدانی کی "بہجۃ الاسرار" کے مصنف اور مکہ مکرمہ میں صوفیاء کے شیخ تھے اور اسی سال ان کی وفات ہوئی۔

علامہ ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ یہ کذاب تھے اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ہی صلوٰۃ الرغائب کی حدیث گھڑی تھی۔

قاسم بن جعفر بن عبدالواحد کے حالات[2] ...... ابو عمر ان کی کنیت ہے اور ہاشمی بصری ان کی نسبت ہے یہ بصرہ کے قاضی تھے اور بہت سی احادیث کا سماع کیا۔ یہ قابل اعتماد اور امانتدار تھے انہوں نے سنن ابی داؤد کو ابو علی لؤلؤی سے روایت کیا اور اسی سال فوت ہو گئے۔ جس وقت یہ فوت ہوئے اس وقت ان کی عمر نوے سال سے متجاوز تھی۔

محمد بن احمد بن حسن بن یحییٰ بن عبدالجبار کے حالات ...... ان کی کنیت ابو الفرج ہے۔ یہ "ابن سمیکہ" کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ یہ قابل اعتماد تھے۔ اسی سال ربیع الاول میں ان کی وفات ہوئی اور باب حرب کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

محمد بن احمد کے حالات ...... ابو جعفر نسفی اپنے زمانے میں حنفیہ کے عالم تھے اور اختلافی مسائل میں ان کا ایک طریقہ تھا۔ یہ زاہد اور متقی شخص تھے۔ انہوں نے ایک رات فقر و فاقہ کی وجہ سے اضطراب میں گزاری۔ ایک فرع کے بارے میں ان کو اشکال تھا وہ ان کے سامنے آ گئی اور اس کے بارے میں غور و فکر کرنے لگ گئے۔ ان کا اشکال حل ہو گیا اور بہت خوشی سے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ بادشاہ کہاں ہے؟ ان کی بیوی نے ان سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے؟ انہوں نے وہ بات بتائی جو ان کو حاصل ہوئی تھی تو اس نے ان کی حالت پر تعجب کیا۔ ان کی وفات اسی سال

---

[1] تاریخ الاسلام (وفیات سنہ [illegible]) [illegible] تذکرۃ الحفاظ [illegible] المنتظم [illegible]

[illegible] میزان الاعتدال [illegible] المنتظم [illegible]

[2] [illegible] تاریخ الاسلام [illegible] شذرات الذہب [illegible] المنتظم [illegible]

شعبان میں ہوئی۔

علان بن محمد کے حالات...... ان کا پورا نام علان بن محمد بن جعفر ابن سعدان ہے اور کنیت ابو الفتح خازن ہے۔ انہوں نے اسماعیل صفار، نجاد اور ابن الصواف وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ ثقہ تھے۔ ان کی وفات اس سال صفر میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹۲ سال تھی۔

۴۱۵ھ کے واقعات

اس سال وزیر، ترکوں کی جماعت، علویوں، شریف مرتضیٰ، نظام الحضر ابوالحسن زینبی، قاضی القضاۃ ابوالحسن بن ابی الشوارب اور شرف الدولہ کے پاس بیعت کی تجدید کے لئے حاضر ہونے پر مقرر کر دیا۔ جب خلیفہ کو اس بات کا علم ہوا تو اس کو وہم ہو گیا کہ کہیں یہ بیعت کسی خاص نیت سے نہ ہو۔ چنانچہ اس نے قاضی ابو جعفر سمنانی کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کو میرے پاس حاضر ہونے سے منع کریں۔ اس کے بعد وزیر اور خلیفہ شرف الدولہ کے درمیان اختلاف ہو گیا لیکن پھر صلح و صفائی ہو گئی اور ہر ایک نے دوسرے سے بیعت کی تجدید کی۔ اور اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی قافلہ حج کرنے نہیں گیا۔ اتفاق سے اسی سال محمود بن سبکتگین کی طرف سے ایک امیر حج کے قافلے میں شامل ہوا۔ اور مصر کے بادشاہ نے محمود بن سبکتگین کے لئے ایک جوڑا بھیجا۔ جب وہ بادشاہ کے پاس لے کر آیا تو بادشاہ نے اسے خلیفہ قادر کی طرف بھیج دیا اور اسے آگ سے جلا دیا۔

احمد بن محمد بن عمر بن حسن کے حالات و واقعات [1] ان کی کنیت ابو الفرج ہے۔ یہ ابن المسلمۃ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ ۳۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد، احمد بن کامل، نجاد، مخلص کی اور ابن نجیح وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ ثقہ اور قابل اعتماد تھے اور بغداد کے مشرقی جانب رہائش پذیر تھے۔ ہر سال کے شروع میں محرم الحرام میں علماء کی مجلس کرایا کرتے تھے۔ یہ متقی، فاضل اور بہت نیک تھے۔ ان کا گھر ہر وقت اہل علم سے بھرا ہوا ہوتا تھا۔ انہوں نے فقہ ابو بکر رازی حنفی سے پڑھی۔ یہ صائم الدہر تھے اور ہر روز ساتواں حصہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے اور پھر تہجد کی نماز میں اس کو دہراتے تھے۔ ان کی وفات اسی سال ذوالقعدہ میں ہوئی۔

احمد بن محمد بن احمد کے حالات و واقعات (۲)...... ان کا پورا نسب نامہ یوں ہے: احمد بن محمد بن احمد بن قاسم بن اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن سعید بن ابان الضبی اور ان کی کنیت ابوالحسن المحاملی ہے۔ یہ محامل کی طرف منسوب ہے جس پر لوگوں کو سفر میں اٹھایا جاتا تھا۔ انہوں نے فقہ ابو حامد اسفرائینی سے حاصل کی۔ اور اس میں مہارت حاصل کی حتیٰ کہ ابو حامد اسفرائینی کہتے تھے کہ یہ فقہ میں مجھ سے زیادہ حافظ ہے۔ ان کی بہت سی مشہور تصنیفات ہیں۔ ان میں "اللباب"، "الاوسط" اور "المقنع" شامل ہیں۔ اختلافی مسائل کے بارے میں بھی ان کی ایک تصنیف ہے ابو حامد اسفرائینی پر ایک بڑا حاشیہ بھی لکھا ہے۔

---

[1] تاریخ بغداد [illegible] تاریخ التراث العربی [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] الکامل [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاهرة [illegible]

[2] [illegible] تهذیب الاسماء واللغات، شذرات الذهب [illegible] طبقات الاسنوی [illegible] طبقات ابن الصلاح [illegible] طبقات [illegible] طبقات الشافعیة [illegible] الکامل [illegible] المنتظم [illegible] وفیات الاعیان [illegible]

ابن خلکان نے بیان کیا ہے یہ ۳۶۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱ ذوالحجہ ۴۱۵ھ بروز بدھ کے دن [illegible] کی عمر میں فوت ہو گئے۔

عبیداللہ بن عبداللہ کے حالات و واقعات ...... ان کی کنیت ابوالقاسم اور لقب ہے "ابن النقیب" کے نام سے مشہور تھے اور اہل سنت کے سرداروں میں سے تھے۔ جب ان کو اہل تشیع کے فقیہ ابن معلم کی موت کی خبر پہنچی تو اللہ کے سامنے سجدہ شکر ادا کیا اور مبارکباد دینے کے لئے بیٹھ گئے۔ اور کہا کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ میں ابن معلم کی موت کو دیکھنے کے بعد کس وقت مرتا ہوں۔ انہوں نے ایک لمبا عرصہ عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ان کی پیدائش کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ میں ۳۰۵ھ میں پیدا ہوا تھا اور کہا کہ مجھے خلفاء میں سے مقتدر، قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع، طائع، قادر اور غالب باللہ یاد ہیں کہ جن کی ولی عہدی کا خطبہ دیا جاتا تھا۔

عبیداللہ بن عبداللہ کی وفات ...... ان کی وفات ۴۱۵ھ شعبان کے مہینے میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۱۱۰ سال تھی۔

عمر بن عبداللہ بن عمر کے حالات و واقعات ...... ان کی کنیت ابوحفص دلال ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے شبلی کو اپنے اشعار پڑھتے سنا وہ اشعار یہ ہیں۔

> جو ایک چیز کا نام ہم رکھا گیا ہے پر مغفرت سے ہم نے اس کے متعلق وہ سنا جو اس نے کہا اے میرے دوست! اگر جاتو گا
> تو ہمیشہ رہے جس کو تم دیکھتے ہو تو وہ اس کا ہو دنیا کے باقی رہنے کی امید کرتا ہے اور امید کرنے والا امید سے پہلے ہی مر
> جاتا ہے۔

محمد بن حسن کے حالات ...... ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور اقساسی علوی ان کی نسبت ہے۔ حاجیوں کی امارت کے بارے میں شریف مرتضیٰ کا نائب تھا انہوں نے کئی سال لوگوں کو حج کروایا۔ ان کا فصیح کلام اور اشعار بھی ہیں یہ حضرت زید بن علی بن حسین کی نسل سے تھے۔

۴۱۶ھ کے واقعات

اس سال بغداد میں بدمعاش اور آوارہ لوگ مضبوط ہو گئے۔ انہوں نے گھروں کو کھلم کھلا لوٹ لیا اور بادشاہ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اس سال ربیع الاول میں شرف الدولہ بن بہاء الدولہ جو بغداد اور عراق وغیرہ کا حکمران تھا فوت ہو گیا۔ اس کے بعد بغداد میں شر و فساد بڑھ گیا اور خزانوں کو لوٹ لیا گیا۔ آخر کار جب جلال الدولہ ابوطاہر حکمران بنا تو حالات پرسکون ہوئے اور منبروں پر اس کا خطبہ دیا گیا اور اس وقت وہ بصرہ کا امیر تھا اور اس نے اپنے بیٹے کو وزیر شرف الملک ابوسعید بن ماکولا کو وزیر بنایا اور علم الدین سعد الدولہ امین الملۃ شرف الملک وغیرہ کے القاب دیئے۔ یہ پہلا شخص ہے جس کو بہت سے القاب دیئے گئے۔ پھر اس نے خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اس کے باپ سلطان الدولہ کے ولی عہد ابوکالیجار سے بیعت توڑ دے کیونکہ بہاء الدولہ نے ان کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ اس نے جواب میں خاموشی اختیار کی لیکن حکمران کے ارادے کی موافقت کی اور ابوکالیجار سے بیعت توڑ دی۔ اس سال ۲ شوال جمعہ کے دن ابوکالیجار کا خطبہ دیا گیا۔ پھر بدمعاش اور آوارہ لوگوں نے بغداد کے معاملات خراب کر دیئے اور انہوں نے ان باتوں کو گھر والوں پر لازم کیا لوگ ان سے مطالبہ کرنے سے ڈرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی فریاد کرتا تو اس کی فریاد رسی نہ کی جاتی معاملات بہت سنگین ہو گئے۔ پولیس والے بغداد سے بھاگ گئے اور ترکوں نے بھی کوئی خاطر خواہ مدد نہ کی۔ گلیوں کے دروازوں پر تالے لگا دیئے گئے لیکن یہ بھی کارگر ثابت نہ ہوئے۔ شریف مرتضیٰ کا گھر جلا دیا گیا اور وہ وہاں سے منتقل ہو گیا اور نرخ بہت گراں ہو گئے۔ عراق اور خراسان سے اس سال حج بھی کسی نے نہیں کیا۔

سابور بن ازدشیر کے حالات[1] … یہ بہاء الدولہ کے تین مرتبہ وزیر بنے۔ اور شرف الدولہ کے بھی وزیر رہے۔ یہ کاتب صاحب امانت اور زمانے سے بچنے والے، بہت نیک اور سلیم الطبع تھے۔ جب مؤذن کی آواز سنتے تو تمام کام چھوڑ کر نماز کی طرف متوجہ ہو جاتے۔ انہوں نے ۳۸۱ھ میں علم کے لئے ایک گھر وقف کیا تھا اور اس میں بہت سی کتابیں رکھی تھیں اور بہت سا مال بھی اس پر وقف کیا تھا۔ یہ گھر ۷۰ سال باقی رہا۔ پھر ۴۵۰ھ میں ملک طغرل بیگ کے آنے پر جلا دیا گیا۔ یہ دشمنوں کے درمیان صلح کرانے کے شوقین تھے مگر اپنے عمال کو تکبر اور غرور کے خوف سے بہت جلد معزول کر دیتے تھے۔ انہوں نے نوے سال کی عمر میں ۴۱۶ھ میں وفات پائی۔

عثمان نیشاپوری کے حالات و واقعات ان کی نسبت حیرانی ہے۔ یہ واعظ تھے لوگوں کو وعظ نصیحت کرتے تھے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے وعظ و نصیحت کے متعلق بہت سی اچھی اچھی کتابیں تصنیف کی ہیں لیکن ان میں بہت سی موضوع احادیث اور گھٹیا قسم کی باتیں ہیں۔ البتہ یہ خود نیک اور صالح تھے۔ خلفاء اور بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا احترام و مرتبہ تھا۔ بادشاہ محمود بن سبکتگین جب ان کو دیکھتا تو ان کے احترام میں کھڑا ہو جاتا۔ ان کا ایک بیمارخانہ تھا جس میں غلاموں سے پن چکی چلتی تھی۔ ان کے شہر نیشاپور میں وبا پھیلی، یہ ثواب کے حصول کے لئے مردوں کو غسل دیتے تھے۔ انہوں نے تقریباً دس ہزار مردوں کو غسل دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

محمد بن حسن بن صالحان کے حالات ان کی کنیت ابو منصور ہے۔ یہ شرف الدولہ اور بہاء الدولہ کے وزیر تھے۔ یہ بہت خوش اخلاق، خوش سیرت اور بہت نمازیں پڑھنے والے وزیر تھے۔

نمازوں کو ان کے اوقات میں ادا کرنے کا اہتمام کرتے تھے۔ علماء اور شعراء کی بہت قدر کرتے تھے۔ یہ اس سال ۹۰ سال کی عمر پا کر فوت ہو گئے۔

ملک شرف الدولہ کا ذکر … ان کی کنیت ابو علی ہے۔ یہ بہاء الدولہ کے فرزند تھے۔ ان کو تخت نصیب ہو گیا تھا۔ یہ اسی سال کی ۲۲ ربیع الآخر کو ۲۳ سال تین ماہ بیس دن کی عمر پا کر فوت ہو گئے۔

شاعر تہامی کے حالات[2] … آپ کا نام علی بن محمد ہے۔ تہامی نسبت اور ابو الحسن کنیت ہے۔ اس کا ایک مشہور دیوان ہے۔ اس نے اپنے بیٹے کے بارے میں مرثیہ کہا تھا جو چھوٹی عمر میں ہی فوت ہو گیا۔ اس مرثیہ کا پہلا شعر یہ ہے:

مخلوقات میں موت کا حکم جاری ہے۔ یہ دنیا ٹھہرنے کے لئے نہیں ہے۔

اس کے بعض شعر یہ ہیں:

”میں اپنے حاسدوں پر اس گرمی کی وجہ سے رحم کرنے والا ہوں جو وہ کینے کی وجہ سے اپنے دلوں میں چھپائے بیٹھے ہیں۔ انہوں نے میرے ساتھ اللہ کا معاملہ دیکھا ہے۔ ان کی آنکھیں جنت میں ہیں اور دل دوزخ میں ہیں۔“

اس کے بعض اشعار دنیا کی مذمت کے بارے میں ہیں:

”دنیا کی پیدائش کدورت پر ہوئی ہے اور تو اسے کدورتوں اور گندگی سے صاف دیکھنا چاہتا ہے۔ جو زمانے کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔ جب تو کسی محال کام کی امید کرتا ہے تو امید کی بنیاد گرنے

---

[1] الكامل في التاريخ [illegible]، المنتظم [illegible]، مرآة الجنان [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، وانظر فيه معنى سابور بن أزدشير

[2] [illegible] دمية القصر [illegible]، [illegible] في محاسن أهل العصر [illegible] شذرات الذهب [illegible]، العبر [illegible]، المختصر في أخبار البشر [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، وفيات الأعيان [illegible]

والے لکھا رہے ہیں لکھا ہے۔

اس نے اپنے بیٹے کی موت کے بعد اس کے متعلق کہا ہے

"میں نے اپنے دشمنوں کی ہمسائیگی کی اور اس نے اپنے رب کی ہمسائیگی کی لیکن میری اور اس کی ہمسائیگی میں بڑی دوری ہے۔"

ابن خلکان کا بیان ہے کہ کسی شخص نے خواب میں اسے اچھی حالت میں دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تجھے یہ مقام کیسے حاصل ہوا؟ اس نے کہا اس شعر کی وجہ سے "میری اور تیری ہمسائیگی میں بڑی دوری ہے۔"

۴۱۷ھ کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں عیاروں کا معاملہ بڑھ گیا اور یہ ساتھی اور ترکوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ ترکوں نے ان کے لئے قلعہ شکن مشینوں کا مظاہرہ کیا جیسا کہ جنگ میں کیا جاتا ہے اور ان کے بہت سے گھروں کو جلا دیا جن میں یہ ساتھی آباد لوگوں نے پناہ لے رکھی تھی اور کرخ کا بہت بڑا حصہ بھی جلا دیا اور کرخ والوں کو لوٹا گیا اور یہ لوٹ مار دوسرے لوگوں تک بھی پہنچ گئی۔ اور بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو گیا لیکن امیر سے ان کی صلح ختم ہو گیا اور کرخ کے باشندوں پر فتنہ پھیلانے کی وجہ ایک لاکھ دینار جرمانہ عائد کیا گیا۔

اور اس سال ربیع الآخر کے مہینے میں ابو عبد اللہ حسین بن علی صیمری کو قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کے پاس حاضر ہوا اس سے قبل اور اس سے معتزلہ کے مذہب سے توبہ کا مطالبہ کیا گیا تھا کیونکہ اس کے بارے میں شبہ تھا کہ وہ معتزلی ہو چکا ہے۔

اس سال ایک شدید سردی آئی اور دجلہ کی آبادی اور شمال کے آخر میں سخت سردی کے سبب چکیاں رک گئیں اور ذوالقعدہ تک جاری رہا اس مدت میں پانی جم گیا اور لوگوں نے سخت مشقت برداشت کی۔ بارش بھی رک گئی اور سیلاب مؤخر ہو گیا اور بہت سے لوگ کام کرنے سے رک گئے۔ شہروں میں فساد اور حکومت کی کمزوری کی وجہ سے اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا

اس سال جن مشہور شخصیات نے وفات پائی ان میں قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب بھی ہیں۔

احمد بن محمد بن عبد اللہ کے حالات و واقعات[1] ...... آپ قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کی کنیت ابو الحسن اور نسبت قرشی اموی ہے ابن الاکفانی کے بعد بغداد میں آپ دو سال قاضی القضاۃ کے عہدے پر رہے آپ بہت کم گو تھے۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ انہوں نے ابو عمر اور ابو عبد الباقی بن قانع سے سماع حدیث کیا لیکن بہت کم بیان کیا۔

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ ابو العلاء واسطی سے روایت کیا ہے کہ ابو الحسن بن ابی الشوارب محمد بن عبد الملک بن ابی الشوارب کی نسل سے تعلق رکھتے تھے اور آپ کی نسل سے چوبیس آدمی ہوئے ان میں سے بعض بغداد کے قاضی القضاۃ ہیں۔

ابو العلاء نے بیان کیا ہے کہ ہم نے عدالت، عفت، شرافت، صداقت اور پاکدامنی میں ابو الحسن کی مثل نہیں دیکھا۔ قاضی واسطی جوان کے دوست اور ساتھی تھے انہوں نے یوں بیان کیا ہے کہ ایک نیک آدمی نے ان کے لئے بہت بھاری امانت رکھی تھی میں اسے ان کے پاس لے گیا لیکن انہوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میں نے بہت کوشش کی لیکن انہوں نے قبول نہ کی اور مجھ سے کہا کہ میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اس بات کا ذکر کسی سے نہ کرنا جب تک میں زندہ ہوں۔ چنانچہ واسطی نے ایسا ہی کیا اور ان کی موت کے بعد اس کا ذکر کیا ہے حالانکہ قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کو ان دنوں اس کی ضرورت تھی لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس کو قبول نہیں کیا۔

---

[1] [illegible]

قاضی القضاۃ ابن ابی الشوارب کی وفات ...... ان کی وفات اسی سال شوال میں ہوئی۔

جعفر بن ابان کے حالات ...... ان کی کنیت ابومسلم ہے اور نسبت ختلی ہے۔ انہوں نے ابن بطہ سے سماع حدیث کیا اور فقہ شافعی ابو حامد اسفرائنی سے پڑھی۔ یہ ثقہ اور دیندار تھے۔ اسی سال رمضان المبارک میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد بن احمد بن عبدویہ کا ذکر ...... ان کی کنیت ابو حازم ہے نسبت ہذلی اور نیشاپوری ہے۔ انہوں نے ابن نجید اسماعیلی اور بہت سے لوگوں سے سماع حدیث کیا اور خطیب بغدادی وغیرہ نے ان سے سماع حدیث کیا۔ لوگ ان کی ثقاہت اور اثبات سے فائدہ اٹھاتے تھے اسی سال عید الفطر کے دن ان کی وفات ہوئی۔

علی بن احمد بن عمر بن حفص کا ذکر(1) ...... ان کی کنیت ابو الحسن مقری ہے۔ یہ "حمامی" کے نام سے مشہور تھے انہوں نے نجاد، خلدی اور ابن مالک وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ یہ نیک صاحب فضل اور اچھا اعتقاد رکھنے والے تھے۔ قرآت کی اسانید اور ان کے علو میں منفرد تھے۔ ان کی وفات اسی سن شعبان میں ہوئی اس وقت ان کی عمر ۸۹ سال تھی۔

صاعد بن حسن کا ذکر ...... انہوں نے لغت میں القالی کی امالی کی طرز پر "کتاب الفصوص" تصنیف فرمائی۔ انہوں نے یہ کتاب منصور بن ابی عامر کے لئے تصنیف فرمایا تھا اس نے ان کو اس پر پانچ ہزار دینار انعام دیا تھا۔ پھر اسے کہا گیا کہ آپ کذاب متہم ہیں کسی شاعر نے ان کے بارے میں کہا ہے:

"کتاب الفصوص پانی میں ڈوب گئی ہے اور اسی طرح ہر بھاری چیز پانی میں ڈوب جاتی ہے"۔

جب صاعد کو اس شعر کی اطلاع ملی تو اس نے کہا۔

"وہ اپنی اصل کی طرف لوٹ آئی ہے۔ معدنوں کی گہرائی سے نگینے ہی نکلتے ہیں"۔

میں نے کہا کہ آپ نے اس کتاب کا نام یہ اس لئے رکھا ہے تاکہ یہ جواہر کی موتی کے مشابہ ہو جائے لیکن یہ اپنی ضعف بلاغت ورقم کے باوجود کذب سے متہم تھے اسی لئے لوگوں نے ان کی کتاب کو قبول نہیں کیا اور یہ مشہور نہیں ہوئی۔ یہ ظریف الطبع مزاح کرنے والے اور حاضر جواب تھے۔ ایک مرتبہ کسی نابینے شخص نے ان سے بطور مذاق پوچھا کہ شریف آدمی ایک ٹانگ پر کیسے کھڑا ہوتا ہے؟ انہوں نے تھوڑی دیر سر جھکایا اور کہنے لگے اس نے یہ سوال اپنی طرف سے گھڑا ہے پھر اس کی طرف سر اٹھا کر کہا وہ شخص جو بہت عورتوں کے پاس جاتا ہے اور ان عورتوں کو دوسری عورتوں کے پاس بھی جانے دیتا ہے۔ یہ شخص یہ جواب سن کر شرمندہ ہو گیا اور حاضرین ہنس پڑے۔ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔

قفال مروزی کے حالات(2) ...... یہ شافعیہ کے بڑے ائمہ میں سے تھے۔ علم و زہد اور حفظ و تصنیف میں سب سے بڑھ کر تھے۔ طریقہ خراسانیاں کی طرف منسوب ہے اور ان کے شاگردوں میں سے شیخ ابو محمد جوینی، قاضی حسین اور ابو علی ہیں۔

---

(1) الاکمال: ۳/ ۹۲، الانساب: ۴/ ۲۰۲، تاریخ بغداد: ۱۱/ ۳۲۹، ۳۳۰، تاریخ التراث العربی لسزکین: ۱/ ۲۸، دول الاسلام: ۱/ ۲۴۸، شذرات الذهب: ۳/ ۲۰۸، العبر: ۳/ ۱۲۵، غاية النهاية: ۱/ ۵۲۱، ۵۲۲، الکامل فی التاریخ: ۹/ ۳۵۶، اللباب: ۱/ ۳۸۹، معرفة القراء الکبار: ۱/ ۳۷۶، ۳۷۷، المنتظم: ۸/ ۲۸۹)

(2) ایضاح المکنون: ۲/ ۸۸، الانساب: ۱۰/ ۲۱۲، البدایۃ المختصر: ۲/ ۱۵۰، تاریخ ابن الوردی: ۱/ ۳۳۰، دول الاسلام: ۱/ ۲۴۸، روضات الجنات: ۴۴۸، شذرات الذهب: ۳/ ۲۰۷، طبقات الاسنوی: ۲/ ۲۹۴، طبقات ابن هداية الله: ۱۳۵، طبقات ابن الصلاح ورقة ۱۰ ب، طبقات السبکی: ۵/ ۵۳، طبقات العبادی: ۱۰۵، العبر: ۳/ ۱۲۴، مفتاح السعادة: ۲/ ۳۲۳، المختصر فی اخبار البشر: ۲/ ۱۵۴، النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۶۵، هدية العارفین: ۱/ ۴۵۵، وفیات الاعیان: ۳/ ۴۶)

ابن خلکان کا بیان ہے کہ امام الحرمین نے ان سے علم حاصل کیا لیکن یہ قول محل نظر ہے کیونکہ امام الحرمین کی عمر اس بات کی تکذیب کرتی ہے اس لئے کہ قفال اس سن میں فوت ہوا ہے اور اس کی عمر نوے سال تھی اور اس کو سجستان میں دفن کیا گیا جبکہ امام الحرمین ۴۱۹ھ میں پیدا ہوئے ہیں۔ ان کو قفال اس لئے کہا جاتا تھا کہ یہ پہلے قفل (تالے) بنایا کرتے تھے۔ انہوں نے تیس سال کی عمر میں فقاہت پائی۔

۴۱۹ھ کے واقعات

اس سال بغداد میں اتنے بڑے اولے پڑے جنہوں نے بہت سی کھیتوں اور پھلوں کو تباہ کر دیا اور بہت سے جانور مر گئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک اولہ ملا جس کا وزن ایک رطل سے کچھ زیادہ تھا اور واسط میں جو اولے پڑے وہ آدمی کی ہتھیلی کے برابر تھے اور بغداد میں تو انڈے کے برابر تھے۔

رمضان میں ترکوں نے جلال الدولہ کی شکایت کی اور خلیفہ سے مطالبہ کیا کہ اس کو معزول کر دے کیونکہ وہ اپنے کام میں بڑا سست اور لاپرواہ ہے اور اس کے دور میں حالات خراب ہو رہے ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ابو کالیجار کو امیر بنا دیں جس کا اس سے پہلے انہوں نے مطالبہ کیا تھا۔ خلیفہ نے اس بارے میں ٹال مٹول سے کام لیا اور ابو کالیجار کو خط لکھا کہ وہ اپنے کام کا تدارک کرے اور معاملہ ہاتھ سے نکلنے سے پہلے بغداد آ جائے۔ انہوں نے جلال الدولہ کا امیر بنانے کے بارے میں خلیفہ سے اصرار کیا اور بغداد میں اس کا خطبہ پڑھا، حالات خراب ہو گئے اور معاملہ بہت گرم ہو گیا۔

اس سال محمود بن سبکتگین غزنوی کی طرف سے خط آیا کہ وہ بلاد ہند میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے ہندوؤں کے سب سے بڑے بت "سومنات" کو توڑ دیا ہے جس کی طرف ہندو دور دراز علاقوں سے چل کر آتے تھے جیسے لوگ بیت اللہ کی طرف آتے ہیں۔ وہ اس کے پاس بہت سا مال خرچ کرتے تھے جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا اور اس پر دس ہزار بستیاں اور ایک مشہور شہر وقف تھا۔ اس کے خزانے مال سے بھرے ہوئے تھے اور اس کے پاس ایک ہزار آدمی خدمت کرتے تھے اور تین سو آدمی اس کا حج کرنے والوں کے سر مونڈتے تھے اور تین سو آدمی اس کے دروازے پر گاتے اور رقص کرتے تھے۔ جب اس کے دروازے پر گھنٹیاں بجائی جاتیں تو جو اس کی تعداد کئی ہزار ہوتی تھی جو اس کی اطراف سے آتے تھے۔ ہندو یہ بیان کرتے ہیں کہ اس تک پہنچنے میں ایک مہینے کا سفر اور بہت سے صحرا واقع ہیں۔

سلطان محمود غزنوی کو جب اس بت اور اس کی عبادت کرنے والوں کے بارے میں خبر پہنچی اور اس بات کا پتہ چلا کہ راستے میں بہت سے جنگل اور بہت بڑا خطرناک جنگل اور خطرناک زمین ہے اور یہ سب کچھ طے کر کے ہی اس بت تک پہنچا جا سکتا ہے تو اس نے اس کا قصد کر لیا۔

جب اس نے اپنی فوج کو اس کام کے لئے اکٹھا کیا تو تیس ہزار جنگجو تیار ہو گئے جو رضاکاروں کے علاوہ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو محفوظ رکھا اور وہ بت کے شہر تک پہنچ گئے اور عبادت کرنے والوں کے گھروں میں اتر گئے۔ یہ دیکھتے ہیں کہ وہ بت اکیلا ہے جو بڑے شہر کے برابر ہے۔

اس نے بیان کیا کہ ہم نے بہت جلد اس پر قبضہ کر لیا اور پچاس ہزار ہندو مارے گئے۔ ہم نے اس بت کو توڑ دیا اور اس کے نیچے آگ لگا دی۔

بہت سے لوگوں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ ہندوؤں نے سلطان محمود غزنوی کو بہت سے مال کی پیشکش کی تاکہ وہ اس بت کو چھوڑ دے اور بعض امراء نے سلطان کو اس مال کے لینے اور بت کو چھوڑ دینے کا مشورہ دیا لیکن سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کروں گا۔ جب صبح ہوئی تو سلطان محمود غزنوی نے کہا کہ میں نے اس بارے میں غور و فکر کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ قیامت کے دن مجھے اس نام سے پکارا جائے کہ کہاں ہے محمود جس نے بت کو توڑا تھا؟ یہ زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ یوں پکارا جائے کہ کہاں ہے محمود جس نے دنیا حاصل کرنے کے لئے بت کو چھوڑ دیا تھا؟ چنانچہ انہوں نے بت کے توڑنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور اس کو توڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔ جب اس کو توڑا تو اس میں بہت سے قیمتی ہیرے جواہرات اور سونا چاندی ملے جن کی قیمت ان کو پیش کی گئی رقم سے کئی گنا زیادہ تھی۔ اور ہم آخرت میں ان کے لئے بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں جہاں کا ایک مثقال دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اور اس کے ساتھ دنیا میں بھی ان کو اچھی تعریف حاصل ہوئی اور ایمان کا مرتبہ بلند ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور جنت میں ان کا ٹھکانہ ہو۔

۱۲ رمضان المبارک کے دن جلال الدولہ بغداد آیا اور خلیفہ نے دجلہ میں اس کا استقبال کیا۔ اکابر اور امراء بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب

جلال الدولہ خلیفہ کے سامنے آیا تو اس نے کئی بار زمین کو بوسہ دیا، پھر دارالملک کی طرف چلا گیا اور خلیفہ اپنے گھر واپس آ گیا۔ جلال الدولہ نے حکم دیا کہ تین نمازوں کے اوقات میں اس کے لئے طبل بجایا جائے جیسا کہ عضد الدولہ کی بابت مشہور ہے اور اس کے زمانے میں ہوتا تھا۔ اور خلیفہ کے لئے پانچ وقت طبل بجائے جاتے تھے۔ جلال الدولہ نے بھی اس کا ارادہ کیا اور اسے بتایا گیا کہ اس طرح خلیفہ سے برابری ہو جائے گی۔ پھر اس نے پانچ وقت طبل بجانے کا پختہ ارادہ کر لیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اس سال شدید اولے پڑے یہاں تک کہ پانی، نبیذ اور جانوروں کے پیشاب جم گئے۔ بڑے بڑے تالاب اور دجلہ کے کنارے منجمد ہو گئے۔ اس سال اہل عراق سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

احمد بن محمد بن عبید اللہ کا ذکر..... ان کا لقب "مہتدی باللہ" ہے اور کنیت ابو الفضل ہے۔ ۳۸۶ھ میں جمعے کے دن ان کا خطبہ دیا گیا۔ اس کے بعد متعدد جمعات میں ان کا بھی ایک خطبہ دیا گیا۔ جب لوگ ان کا خطبہ سنتے تھے تو رو رو کر بے حال ہو جاتا تھا۔ ان کی آواز میں عجیب قسم کی دل سوزی تھی جو دل کی سمت کھنچا چلا آتا۔

حسین بن علی بن حسین کے حالات[1]..... ان کی کنیت ابو القاسم ہے اور نسبت مغربی ہے۔ یہ وزیر تھے۔ ذوالحجہ ۳۷۰ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور جب مصر کے بادشاہ حاکم نے ان کے والد اور چچا کو قتل کیا تو یہ مصر سے بھاگ کر مکہ آ گئے اور پھر مکہ سے شام چلے گئے۔ یہ کئی مقامات پر وزیر رہے۔ اشعار بھی کہتے تھے۔ ایک نیک شخص اور ان کے درمیان مذاکرہ ہوا تو انہوں نے ان کو یہ شعر سنایا۔

"اگر تو غنی ہو کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو جس حالت پر ہے اسی پر راضی رہ"۔

یہ مناصب مراتب اور بادشاہوں سے الگ رہے۔ ان کو ان کے ایک دوست نے ایک مرتبہ کہا کہ آپ نے اپنے زمانہ شباب میں مناصب مراتب اور بادشاہ کو چھوڑ دیا تو انہوں نے یہ شعر کہے۔

"میں نے کچھ عرصہ جہالت اور بیکاری کے سفر میں رہا پھر میری بیداری کا وقت قریب آ گیا اور میں نے ہر گناہ سے توبہ کی کہ شاید اس کی برکت سے برائی بات ۴۵ سال بعد مٹ جائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل بڑا احسان کرنے والے ہیں"۔

حسین بن علی بن حسین کی وفات..... ان کی وفات رمضان المبارک ۴۱۸ھ میں میافارقین میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۴۸ سال تھی اور مشہد علی میں ان کو دفن کیا گیا۔

محمد بن حسین بن ابراہیم کے حالات..... ان کی کنیت ابو بکر وراق ہے اور "ابن خفاف" کے نام سے مشہور تھے۔ انہوں نے قطیعی وغیرہ سے روایت کی ہے۔ لوگ ان پر احادیث اور متون کے وضع کرنے کی تہمت لگاتے تھے۔ یہ قول خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ہے۔

ابو القاسم لالکائی کا ذکر[2]..... ان کا نام ہبۃ اللہ بن حسن بن منصور رازی ہے۔ یہ طبری الاصل تھے اور شیخ ابو حامد اسفرائنی کے شاگردوں

---

[1] (الإشارة إلى من نال الوزارة ۴۳، إعتاب الكتاب ۲۰۹، بغية الطلب ۵/ ۲۳۰۱، بغية المختصر ۱/ ۵۰۰، تتمة اليتيمة ۱/ ۴۳، تهذيب تاريخ دمشق ۴/ ۳۳۲، خريدة القصر ۱/ ۱۸۸ - ۱۹۰، الخلاصة في محاسن أهل الجزيرة القسم الرابع للمجد ... ۵۴۵ و ۵۱۰، رجال النجاشي ۱۵، المذهب ۲۶ - ۳۰۹۲، ۳۰۴۳، شذرات الذهب ۳/ ۲۱۰، العبر ۳/ ۱۲۸، البلاغة ۱۸۱، الكامل في التاريخ ۹/ ۳۴۳، ۳۴۱، ۳۳۵، لسان الميزان ۲/ ۳۰۱، المختصر في أخبار البشر ۲/ ۱۵۵، معجم الأدباء ۱۰/ ۷۹، المنتظم ۸/ ۳۲، النجوم الزاهرة ۴/ ۲۶۷، وفيات الأعيان ۲/ ۱۷۲، ۱۷۷)

[2] (تاريخ بغداد ۱۴/ ۷۰، تذكرة الحفاظ ۳/ ۱۰۸۳، ۱۰۸۵، الرسالة المستطرفة ۴۸، شذرات الذهب ۳/ ۲۱۱، طبقات الشافعية ۲۴۰، العبر ۳/ ۱۲۰، الكامل في التاريخ ۹/ ۳۶۹، كشف الظنون ۱۸۵۰، ۱۰۴۳، المنتظم ۸/ ۳۲، هدية العارفين ۲/ ۵۰۹، واللالكائي: نسبة إلى بيع اللوالك التي تلبس في الأرجل - كما في اللباب ۳/ ۱۲۰. أي صانع النعال)

کی سے تھے۔ حدیث لکھتے اور پڑھتے تھے آپ حدیث میں مشغول رہے اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں لیکن کتابوں کے مشہور ہونے سے پہلے ہی وفات ہو گئی۔ ان کی ایک کتاب سنت اور اس کی تفصیلات میں بھی ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے سلف صالحین کا حدیث پڑھنے کا طریقہ بیان کیا ہے جس نے احادیث کو بخوبی پڑھنا ہے۔ اور آپ سے عوالی روایت ہے۔

ابو القاسم لالکائی کی وفات ..... ان کی وفات اسی سال ۴۱۸ھ رمضان المبارک میں دینور میں ہوئی۔ ایک شخص نے خواب میں ان کو دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ میں نے پوچھا کس وجہ سے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس تھوڑی سی سنت کی وجہ سے جس کو میں نے زندہ کیا تھا۔

ابو القاسم بن امیر المومنین قادر کا ذکر...... یہ کم عمری یا بلوغت کی بات کو فوت ہوئے لوگوں نے کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی کئی لوگ ان کے جنازہ میں پیدل چلے۔ ان کے والد کو ان کے فوت ہونے کا بہت صدمہ ہوا اور کئی دن تک محل میں جانے بند کر دیے۔

ابن طباطبا شریف کا ذکر..... یہ فاضل تھے اور ان کے بہت سے اچھے اشعار ہیں۔

ابو اسحاق کے حالات و واقعات[۱]..... ان کا نام ابراہیم بن محمد بن مہران ہے اور کنیت ابو اسحاق اور نسبت اسفرائینی ہے۔ یہ استاد، امام اور علامہ تھے فقہ شافعی کے امام اور متکلمین میں سے ہیں۔ اصولی تھے اور اصول کلام میں بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں۔ "الجامع" کو کئی جلدوں میں جمع فرمایا۔ اصول فقہ میں بھی ان کا ایک حصہ ہے۔ انہوں نے اکثر اسفار کیے اور ان سے بیہقی وغیرہ نے روایت کی۔ شیخ ابو الطیب طبری، امام حاکم نیشاپوری نے ان سے علم حاصل کیا اور ان کی تعریف کی۔

ابو اسحاق کی وفات..... اس سال ۴۱۸ھ عاشوراء کے دن نیشاپور میں فوت ہوئے پھر ان کو ان کے شہر میں منتقل کر دیا گیا اور وہاں کے قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔

امام قدوری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات و واقعات ..... قدوری کی مشہور کتاب کے مصنف ہیں۔ آپ کا نام احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان ہے اور ابو الحسین کنیت ہے اور نسبت قدوری ہے۔ آپ "المختصر" کے مصنف ہیں جسے حفظ کیا جاتا ہے۔ آپ امام، ماہر عالم اور مناظر تھے۔ آپ ہی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حنفیوں میں سے شیخ ابو حامد اسفرائینی کے ساتھ مناظرے کی ذمہ داری لی تھی۔ شیخ ابو حامد ان کی بہت تعریف کرتے تھے اور کہتے تھے کہ آپ امام شافعی سے زیادہ سمجھنے والے اور گہری نظر رکھنے والے ہیں۔

امام قدوری کی وفات ..... ان کی وفات اسی سال ۵ رجب اتوار کے دن ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۵۶ سال تھی اور ابو بکر خوارزمی حنفی کے پہلو میں دفن ہوئے۔

۴۱۹ھ کے واقعات

اس سال فوجیوں اور جلال الدولہ کے درمیان جنگ برپا ہو گئی اور انہوں نے اس کے گھر کو لوٹ لیا اور طویل معاملات شروع ہو گئے تا آنکہ

---

[۱] الوافی بالوفیات ۱/۱۰۳، تبیین کذب المفتری ۲۴۳-۲۴۴، تہذیب الاسماء واللغات ۲/۱۶۹، شذرات الذہب ۳/۲۰۹، طبقات الاسنوی ۱/۵۸، طبقات الشافعیۃ ۴/۲۵۶-۲۶۲، طبقات ابن قاضی شہبہ ۱/۱۸۰، طبقات الشیرازی ۱۲۶، طبقات العبادی ۱۰۴، العبر ۳/۱۲۸، کشف الظنون ۱/۱۲۱، اللباب ۱/۵۵، المختصر فی اخبار البشر ۲/۱۵۶، مرآۃ الجنان ۳/۳۱، معجم البلدان ۱/۱۷۷، ہدیۃ العارفین ۱/۸، طبقات الفقہاء ۱۰۶، وفیات الاعیان ۱/۲۸)

اس کو شہر سے نکالنے پر اتفاق ہو گیا اور اس کے لئے ختم حال کرانے کا حکم فرما دیا گیا اور دن کے وقت شہر سے نکالا، اس حال میں کہ اس کے ہاتھ میں پنکھا تھا اور لوگ اس کی طرف التفات نہیں کرتے تھے اور مدتوں اس کے بارے میں سوچتے تھے۔ جب وہ اس کو سوار ہونے کا حکم ہوا تو لوگوں کو اس کی حالت پر رحم آگیا اور انہوں نے اس کے سامنے زمین کو بوسہ دیا اور خلیفہ کے بعد اس کا معاملہ ٹھیک ہو گیا۔

گزشتہ سال اطراف سے کھجوروں کے درخت تباہ ہونے کی وجہ سے اس سال گرانی بہت ہو گئی اور تین رطل کھجوریں ایک جلالی دینار کے عوض فروخت ہوئیں۔ اور اس سال بھی بہت اولے پڑے جس سے کھجوروں کے بہت سے درخت تباہ ہو گئے۔

اس سال عراق اور دیار مصر سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا البتہ خراسان سے بعض لوگوں نے حکمران مصر کے منصوبے کی راہ سے سفر کیا اور جا پہنچے اور حج کیا۔

حمزہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات۔۔۔ ان کی کنیت ابو الخطاب ہے۔ بہاء الدولہ اور علماء نجوم کے ہاں ان کا بڑا اعتماد اور مرتبہ تھا حتیٰ کہ وزراء بھی ان سے ڈرتے تھے اور بادشاہ تک پہنچنے میں ان کو وسیلہ بناتے تھے لیکن پھر ان کو دور دھکیل دیا گیا اور سامرا کے کرخ میں اجنبی، مظلوم الحال اور مفلوک الحال ہو کر فوت ہو گئے اور سارا مقام و مرتبہ اور عزت و وجاہت ختم ہو گئی۔

محمد بن محمد بن ابراہیم بن مخلد کا ذکر[1]۔۔۔۔ ان کی کنیت ابو الحسن ہے، مشائخ حدیث سے انہوں نے کثرت سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ علم میں منفرد تھے اور بہت مالدار تھے۔ بغداد میں طویل عرصے سے دور گئے اور مصر منتقل ہو گئے۔ ایک سال مصر میں رہ کر پھر واپس بغداد آگئے۔ عمال نے ان سے قرض لینے پر اتفاق کر لیا اور ان پر تنگی کی جس نے ان کو مظلوم الحال اور تنگ دست بنا دیا حتیٰ کہ جب فوت ہوئے تو کفن کے لئے بھی ان کے پاس رقم نہیں تھی اور کوئی چیز انہوں نے ترکہ میں نہیں چھوڑی۔ قادر باللہ نے ان کے لئے کفن بھیجا تھا۔

مبارک الانماطی کا ذکر۔۔۔۔ یہ بہت زیادہ مالدار تھے تقریباً تین لاکھ دینار کے مالک تھے جب یہ فوت ہوئے تو ان کی وارث ان کی صرف ایک بیٹی تھی جو بغداد میں رہتی تھی اور یہ مصر میں فوت ہوئے۔

ابو الفوارس بن بہاء الدولہ کا ذکر۔۔۔۔ یہ بہت ظالم شخص تھا، جب یہ نشے میں ہوتا تھا تو اپنے ساتھیوں میں سے کسی کو باندھ کر دو سو کوڑے مارتا اور اس سے پہلے اس سے طلاق کی قسم لیتا تھا کہ وہ اس کو پہنچنے والی تکلیف کی کسی کو اطلاع نہ کرے گا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کے خواص میں سے کسی نے زہر دیا تھا جس سے یہ مر گیا تھا۔ اس کے فوت ہونے کے بعد لوگوں نے اس کے بھائی ابو کالیجار کے شعار کا اعلان کر دیا۔

ابو محمد بن سہلان کا ذکر۔۔۔۔ یہ پہلے وزیر تھا اور اس کو "معتمد الدولة" "ملک الدولة" "رشید الامة" "وزیر الوزراء" "عماد الملک" کا لقب دیا گیا۔ پھر اس کو جلال الدولہ کے سپرد کر دیا گیا اس نے اس کو قید کر دیا۔ اسی سال اس کی وفات ہوئی ہے۔

ابو عبداللہ معلم کا ذکر۔۔۔۔ یہ اسی سال فوت ہوئے ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے مختصر حالات لکھے ہیں۔

ابن غلبون شاعر کا ذکر۔۔۔۔ ان کا نام ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بن غالب ہے اور کنیت ابو محمد اور نسبت شامی اور مصری ہے۔ یہ بڑے عمدہ شعر کہتے تھے ان کا ایک مجموعہ دیوان ہے انہوں نے ایک شخص کے بارے میں مدحیہ قصیدہ ترتیب دیا تھا پھر اسے دوسرے شخص کی طرف منتقل کر دیا اس قصیدے کو "قوام العصر" کہا جاتا ہے اس میں انہوں نے ایک شعر کا اضافہ کیا۔

"تیرے لئے بہت سے مناقب ہیں مگر تو نے صرف دو پر کیوں اکتفا کیا ہے" تو کسی نے ان کا جواب دیا۔ کسی نے کسی کو دیا، اس نے

---

[1] تاریخ بغداد: ۳/ ۲۳۱، ۲۳۲، شذرات الذهب: ۳/ ۱۹۷، العبر: ۳/ ۱۱۳، المنتظم: ۸/ ۷، النجوم الزاهرة: ۴/ ۲۰۰، الوافي بالوفيات: ۱/ ۸۰

قصیدہ آپ کے بارے میں نہیں کہا تھا بلکہ دوسرے شخص کے بارے میں کہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ یہ ایک شعری قصیدہ ہے ان کے چند اشعار ایک بخیل کے بارے میں ہیں جو ان کے پاس رہتا تھا۔

" ایک بخیل جس کو مجھ سے زخم پہنچا ہے، جس طرح مجھ کو اس سے زخم پہنچا تھا میں نے زمانے کے ستم کے مطابق مہمان نوازی کی رات بسر کی اس کے گھر میں شریف آدمی پہنچ گیا ہے وہ اجنبی اور غم سے نڈھال ہو کر کہنے لگا کہ وہ بھوکی شرم تمہیں آئی تو نے میری طرف کیوں سفر کیا ہے؟ میں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے اور آپ کا قول ہمارے لئے کامیابی والا ہے "سفر کرو تمہیں غنیمت حاصل ہوگی" اس نے کہا کہ پوری حدیث یوں ہے "روزہ رکھو صحت یاب ہو جاؤ گے"۔

۴۲۰ھ کے واقعات

اس سال مشرق کی طرف شدید بارشیں ہوئیں اور بڑے اولوں کے ساتھ بڑے بڑے اولے بھی گرے۔ علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ میں نے ایک اولے کا اندازہ کیا تو وہ ایک سو رطل کے برابر تھا اور زمین میں تقریباً ایک ہاتھ دھنس گیا تھا۔

اس سال سلطان محمود غزنوی کی طرف سے خط آیا کہ اس نے اہل رے کے باشندوں میں سے باطنیہ اور روافض کو بری طرح قتل کر دیا اور سولی پر لٹکانا شروع کر دیا ہے اور ان کے سردار رستم بن علی دیلمی سے بہت سا مال بھی لے لیا ہے اور ان سے تقریباً ایک کروڑ دینار حاصل ہوئے ہیں اور اس کے حرم میں پچاس آزاد عورتیں تھیں جن سے ۳۳ بچے اور بچیاں پیدا ہوئیں وہ اس کو جائز سمجھتے تھے۔

اس سال رجب میں بہت سے ستارے ٹوٹے جو تیز روشنی والے اور سخت آواز والے تھے اور شعبان میں آندھی بادل اور ہوا کا زور رہا اور لوگ جو مسافر ہوتا وہ لوگوں کا مقابلہ کرتے کرتے کمزور ہو گئے۔ ۸ رجب سوموار کے دن دجلہ کا پانی خشک ہو گیا اور تھوڑا سا پانی باقی رہ گیا۔ چکیاں نیچے سے رک گئیں اور دریا کا عبور مشکل ہو گیا۔

اس دن علماء اور قاضی دارالخلافہ میں جمع ہوئے اور ان کے سامنے خلیفہ قادر باللہ کا خط پڑھا گیا جس میں وعظ و نصیحت اور اہل بصرہ کے مذاہب کا ذکر تھا اور اہل بدعت پر رد اور جو خلق قرآن کے قائل تھے ان کو فاسق قرار دیا گیا تھا بشر مریسی اور عبدالعزیز بن یحییٰ کنانی کے درمیان جو مناظرہ ہوا تھا اس کا حال بیان کیا گیا تھا۔ پھر اس نے اپنی گفتگو وعظ و نصیحت امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ختم کر دی۔ اور حاضرین یہاں سے اٹھ کر چلے گئے۔

ذوالقعدہ کے شروع میں سوموار کے دن پھر اسی طرح سب جمع ہوئے اور ان کے سامنے ایک طویل خط پڑھا گیا جو سنت کے بیان اور اہل بدعت کے رد اور بشر مریسی اور کنانی کے درمیان مناظرے، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، صحابہ کرام کے فضائل، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم کے فضائل پر مشتمل تھا اور عشاء کے بعد اس سے فارغ ہوئے اور موافقت بیان سے دستخط لئے اور شیعہ خطباء کو اس نے معزول کر دیا اور اہل سنت خطباء کو مقرر کیا والحمد للہ والمنۃ علی ذالک وغیرہ۔ اور مسجد براثا میں فتنہ شروع ہو گیا شیعوں نے سنی خطیب کو اینٹوں سے مارا اور اس کی ناک توڑ دی اور کندھے کو الگ کر دیا۔ خلیفہ نے شیعوں سے انتقام لیا اور ان کو ذلیل و رسوا کیا حتی کہ انہوں نے اپنے کئے پر معذرت کی اور کہا کہ بعض بیوقوفوں نے یہ کام کیا ہے۔

اس سال اہل عراق اور خراسان سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

حسین بن ابی القیس کا ذکر ...... ان کی کنیت ابوعلی الواسطی ہے۔ یہ عبادت گذار، زاہد اور صاحب حال شخص تھا ایک مرتبہ وزیر ان کے پاس آیا اور ان کے ہاتھ کو بوسہ دینے لگا تو اس نے ہاتھ کھینچ لیا۔ وزیر نے کہا کہ میں کیسے اس ہاتھ کو بوسہ نہ دوں جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے سامنے دراز نہیں ہوا۔

علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کے حالات ...... ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت "ربعی اور نحوی" ہے۔

انھوں نے سب سے پہلے ابو سعید سیرافی سے پھر ابو علی فارسی سے نحو پڑھی یہاں تک کہ ان کے پاس یہ بات پہنچی کہ انھوں نے کہا کہ اس کو کہہ دو اگر وہ مشرق سے مغرب تک سفر کرے تو اپنے سے بڑا نحوی کسی کو نہیں پائے گا۔

ایک دن یہ دجلہ کے کنارے چل رہے تھے کہ اچانک انھوں نے شریف رضی اور شریف مرتضیٰ کو کشتی میں دیکھا اور ان کے ساتھ عثمان بن جنی بھی تھے انھوں نے رضی اور مرتضیٰ سے کہا کہ عجیب بات ہے کہ عثمان تمہارے ساتھ ہے اور علی تم سے دور کنارے پر چل رہا ہے" وہ دونوں ہنس پڑے اور کہا اللہ کے نام کے ساتھ"۔

علی بن عیسیٰ بن فرج بن صالح کی وفات...... اس سال محرم الحرام میں ان کی وفات ہوئی اس وقت ان کی عمر ۹۲ سال تھی اور آپ باب الدیر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے جنازے کے پیچھے صرف تین آدمی تھے۔

اسد الدولہ کے حالات...... ان کا نام صالح بن مرداس بن ادریس ہے اور کنیت ابو علی ہے اور نسبت کلابی ہے یہ حلب میں بنی مرداس کے پہلے بادشاہ تھے۔ انھوں نے اس کو ۴۱۴ھ میں وہاں کے نائب ظاہر بن حاکم عبیدی سے چھینا تھا پھر مصر سے بہت بڑا لشکر ان سے جنگ کے لئے آیا اور جنگ ہوئی اسد الدولہ ۴۲۰ھ میں قتل ہو گیا اور ان کا بیٹا نصر ان کا قائم مقام ہوا۔

۴۲۱ھ کے واقعات

سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال...... اس سال عظیم بادشاہ مجاہد فاتح سلطان محمود غزنوی کا انتقال ہوا اس سال ربیع الاول کے مہینے میں بڑے عظیم ولی بادشاہ مؤید و منصور، سرحدوں پر چوکیاں قائم کرنے والے یمین الدولہ ابو القاسم محمود بن سبکتگین جو غزنہ کے بادشاہان اور بڑے بڑے ممالک کے بادشاہ اور ہند میں سے اکثر کو فتح کرنے والے اور بتوں کو توڑنے والے ہندوؤں اور ان کے بڑے بڑے بادشاہوں کو شکست دینے والے سلطان کا انتقال ہو گیا۔

- آپ دو سال مرض الموت میں مبتلا رہے اور ان دو سالوں میں بستر پر نہیں لیٹے اور نہ ہی تکیہ استعمال کیا بلکہ بیٹھ کر ٹیک لگاتے تھے یہاں تک کہ اسی حالت میں آپ کا انتقال ہو گیا۔ یہ آپ کی مضبوطی، مستقل مزاجی اور قوت عزم کی وجہ سے تھا آپ نے ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کے بعد آپ کا بیٹا محمد ولی عہد بنا لیکن کچھ ہی عرصے کے بعد اس کے بھائی مسعود بن محمود نے اس سے جنگ کی اور اپنے باپ کے ممالک پر قابض ہو گیا۔ اس کے علاوہ بلاد [illegible] کے بہت سے بڑے ممالک کا بھی حکمران تھا جس نے خود فتح کیے تھے۔ اس سال کے آخر تک مشرق و مغرب میں کئی ملک اس کے زیر تسلط آ گئے۔ ہر طرف اور ہر ملک سے تحفے اس کے پاس سلام کے لئے لائے اور اس سال وفات پانے والوں میں مختصر سے اس کے باپ کا ذکر بھی آئے گا۔

اس سال جس میں کہ سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کی طرف جہاد کیا اللہ تعالیٰ نے بہت سے شہروں پر قبضہ کرا دیا اور ان کے ایک بڑے شہر پر بھی قبضہ کر لیا جس کا نام سومنات تھا اس میں ایک لاکھ [illegible] ان کے لشکر کے ساتھ داخل ہوئے۔ انھوں نے وہاں کے [illegible] کو [illegible] اس میں تمام انواع و اقسام کے عطر، کستوری اور [illegible] جواہرات کو منتقل نہ کر سکے اس کے باوجود [illegible] اہل شہر [illegible] ہو سکی [illegible] جس کی لمبائی [illegible] ایک [illegible] ہے۔

اور ہندوؤں کی اس کے بارے میں [illegible] کہ یہ شہر سب سے [illegible] یہاں تک کہ بیان کیا جاتا ہے کہ انھوں نے [illegible] ہندوستان کا سب سے بڑا شہر [illegible] کہ اس کے [illegible] سب سے بڑا شہر [illegible]

ہے۔ اس موسم کی وجہ یہ ہے کہ نیا گورنر ہے اور بادشاہ کے قتل سے شہر والے اس قدر ظالم ہو گئے اور شہر والوں کو تکلیف دی گئی کہ دیکھا نہیں جا سکتا۔

اس سال روافض نے اپنی بڑی بدعت شائع کی اور انہوں نے بازاروں کو بند کر دیا اور کوچوں میں انہوں نے پیٹنے کا عمل کیا۔ اہل سنت ان سے مقابلے کے لئے شہر پر غالب آ گئے اور سخت جنگ ہوئی اور فریقین کے بہت سے آدمی مارے گئے اور ان کے درمیان سخت فساد واقع ہو گیا۔

اس سال امیر المومنین القادر باللہ فوت ہو گئے۔ انہوں نے اپنے بیٹے ابو جعفر القائم بامر اللہ کو قضاۃ اور علماء اور امراء کی موجودگی میں اپنے بعد اپنا ولی عہد بنایا اور اس کے متعلق خطبہ دیا اور سلطان کے پاس بھی لکھ بھیجا۔ اس سال شاہ روم ایک لاکھ جنگجوؤں کے ساتھ قسطنطنیہ سے آیا اور حلب تک پہنچ گیا۔ حلب پر اس وقت شبل الدولہ نصر بن صالح بن مرداس حکمران تھا۔ لشکر نے ایک دن کی مسافت پر پڑاؤ ڈالا۔ شاہ روم کا ارادہ یہ تھا کہ وہ سارے بلاد شام پر قبضہ کر کے ان کو عیسائی مذہب کی طرف لوٹائے۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جب کسریٰ ہلاک ہو جائے تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا" اور قیصر وہ ہے جس نے بلاد روم کے ساتھ شام پر بھی قبضہ کیا تھا لہٰذا شاہ روم کے لئے اب اس طرف کوئی راستہ نہ تھا۔ جب وہ حلب میں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر شدید پیاس کو مسلط کر دیا اور ان کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا۔ اور یہ اس طرح ہوا کہ اس کے ساتھ وزیر متفق تھا۔ لشکر کی ایک جماعت نے اس کے قتل کا منصوبہ بنایا تاکہ وہ اس کے بعد اقتدار حاصل کر لے۔ پس بادشاہ گھبرا گیا اور فوراً واپس چلا گیا۔ اور عربوں نے ان کا پیچھا کیا اور ان سے بہت سا مال لوٹا۔ جو انہوں نے ان سے لوٹا اس میں چار سو خچر تھے جو بادشاہ کے کپڑوں اور سامان سے لدے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے اکثر بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور ان کو ہر طرف سے لوٹا گیا۔ وللہ الحمد والمنۃ۔

اس سال جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے کو اس کا نائب مقرر کیا اور اپنے وزیر ابو علی بن ماکولا کو بطائح کی طرف بھیجا اور اس نے اس کو فتح کر لیا اور بصرہ تک پانی میں چل کر آیا۔ اس وقت بصرہ پر ابو کالیجار کا نائب حکمران تھا۔ بعد ازاں ترکوں نے ان کو شکست دی۔ پھر جلال الدولہ خود مقابلے کے لئے آ گیا اور اس سال شعبان میں بصرہ میں داخل ہو گیا۔

اس سال غزنہ میں شدید سیلاب آیا اور بہت سی کھیتیاں اور پل تباہ ہو گئے اور اس سال رمضان المبارک میں مسعود بن محمود سبکتگین نے ایک کروڑ درہم صدقہ کئے اور اپنے شہروں کے علماء اور فقہاء کو اپنے باپ کی عادت کے مطابق بہت سا مال دیا اور بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اس کی سلطنت بہت وسیع ہو گئی اور اس کا نام بہت مشہور ہو گیا اور اس کی فوج بہت بڑھ گئی اور اس کی شان میں اضافہ ہو گیا۔ اس سال بہت سے کرد بغداد میں آ گئے اور انہوں نے رات کے وقت ترکوں کے گھوڑوں کو چوری کر لیا۔ بعد ازاں ترکوں نے ان کو پکڑ لیا اور ان سے گھوڑے واپس لے لئے حتیٰ کہ بادشاہ کا گھوڑا بھی واپس لے لیا۔

اس سال سیر علی پر عبادہ کا پل گر گیا اور اس سال مصر میں آنے والے ترکوں اور مغاربہ کے درمیان جنگ ہو گئی۔ مغاربہ نے مصاحف اٹھا لئے اور ترکوں نے انہیں تیر مارے اور بہت سا قتل عظیم ہوا۔ بعد ازاں فریقین کے درمیان صلح ہو گئی۔ اس سال شدید گرمی ہو گئی اور گھروں کو کھلا چھوڑ دیا گیا۔ آندھیوں اور گرد آلود ہواؤں کی کثرت ہو گئی۔ اس سال بھی حج معطل ہو گیا اور اہل عراق کی طرف ایک جماعت اعراب کے ساتھ جنگل کے راستوں پر چل کر حج کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

احمد بن عبداللہ بن احمد کے حالات …… ان کی کنیت ابو الحسن ہے اور "ابن ابی الکرات" کے نام سے مشہور تھے۔ صاحب کرامات اور معاملات تھے۔ جب یہ کسی درخت کے پاس سے گزرتے تو اس کا پھل گر جاتا اور لوگوں کو روزانہ مسجد میں وعظ کیا کرتے تھے جہاں وہ قبلہ رخ بیٹھتے تھے۔ یہ ابن مسکرا کا قول ہے۔

ابن مسکرا کا بیان ہے کہ انہوں نے وعظ و نصیحت کے متعلق کچھ کتابیں بھی لکھی ہیں اور بہت سی حکایات ان کی ہیں اور بیان کیا کہ میں نے ابو الحسن احمد بن عبداللہ کرامات کو یہ شعر کہتے ہوئے سنا۔

"میں اللہ سے کیا کروں میں تو گناہوں میں مشغول ہوں بہر حال اس شخص کے لئے ہے جو مطلوب کے حصول میں کامیاب ہو گیا

ہے خوشبوؤں نے راحت سکون خوشبو اور بخور کی پرچھائی میں ہے رونے پہنچا اور غم پہنچ گئی لوگوں سے جب غائب ہونے کے بعد تیرا چاند دیکھا تو خوش ہوئے۔ اور میرا چاند غیب کے پردوں کے پیچھے چھپا ہوا ہے اسی لئے میں نے ملاقات کو کہا کہ غائب ہو جانا اب جو قسمیں سے دنیا کے رنج اور غم کو اپنا نصیب بنایا ہے۔ میری زندگی اور موت میرے لئے بخشی اور اسے میرے حبیب اس شخص پر عادت کر جو بڑی وسعت سے تجھ پر اصرار کرنے والا ہے"۔

حسین بن محمد خلیع کا ذکر...... یہ شاعر تھا۔ اس کا بہت اچھا دیوان بھی ہے۔ اس نے طویل عمر پائی اور اس سال فوت ہوا۔

سلطان محمود غزنوی کے حالات و واقعات ...... ان کا نام ابو القاسم محمود بن سبکتگین ہے۔ ان کی کنیت ابو القاسم اور لقب "یمین الدولہ" اور "امین الملۃ" ہے۔ بلاد غزنہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کے حکمران تھے۔ ان کی فوج کو "سامانیہ" کہا جاتا تھا کیونکہ ان کا باپ ان پر حکمران بن گیا تھا اور اس کی وفات ۳۸۷ھ میں ہوئی۔ اس کے فوت ہونے کے بعد اس کا بیٹا محمود ان پر حکمران بن گیا اور اپنی رعایا میں عدل و انصاف کو جاری کیا اور اسلام کی مدد و نصرت کے لئے مکمل طور پر تیار ہو گیا اور ہندوستان اور اس کے علاوہ بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اس کا مقام بڑھ گیا اور سلطنت وسیع ہو گئی اور رعایا پھیل گئی۔ اور ان کے عدل و انصاف اور جہاد اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا اس کی وجہ سے ان کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ اپنے تمام ملک میں خلیفہ قادر باللہ کا خطبہ دیتے تھے۔ مصر سے فاطمیوں کے قاصد ان کی توجہ حاصل کرنے کے لئے ان کے پاس خطوط اور ہدایا لے کر آتے تھے۔ یہ ان کے ہدایا اور خطوط کو جلا دیتے۔ انہوں نے ہندوستان کے شہروں میں عظیم فتوحات حاصل کیں جو اس سے پہلے اور اس کے بعد کسی بادشاہ کو حاصل نہیں ہوئیں۔ اور ان سے بہت سا مال غنیمت حاصل کیا جس کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔ مال غنیمت میں ہیرے جواہرات اور قیدی اور غنیمتیں حاصل ہوئیں۔ انہوں نے بہت سے بتوں کو توڑا اور ان کے زیورات لے لئے۔ یہ ہم اس سے پہلے ان کے زمانے کے حالات میں متفرق طور پر بیان کر چکے ہیں۔

جن بتوں کو انہوں نے توڑا ان میں سے بڑا بت "سومنات" تھا۔ اس سے جو زیور حاصل ہوئے ان کی قیمت بیس کروڑ دینار کے برابر تھی۔ انہوں نے ہندوستان کے بڑے بادشاہ "صیبال" کو بھی شکست دی اور ترکوں کے بڑے بادشاہ "ایلک خان" کو مغلوب کیا۔ اور سامانیہ کی حکومت کو تباہ کیا حالانکہ انہوں نے بلاد سمرقند اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں پر اپنی حکومت جاری کی تھی۔ آخر کار وہ ہلاک ہو گئے۔

انہوں نے نہر جیحون پر ایک پل تعمیر کروایا جس کے تعمیر کرنے سے خلفاء اور بادشاہ عاجز آ گئے تھے۔ اس کی تعمیر پر دو کروڑ دینار خرچ کئے۔ یہ کسی اور کے لئے ممکن نہیں تھا۔ ان کے لشکر میں چار سو ہاتھی تھے۔ اور یہ عظیم اور خوفناک بات تھی۔ ان کے کاموں کی لمبی تفصیل ہے جس کو یہاں بیان نہیں کیا جا سکتا۔

یہ نہایت پاکدامن اور دیانتدار تھے۔ گناہگاروں سے نفرت کرتے تھے اور ان سے کوئی چیز قبول نہیں کرتے تھے اور ان سے محبت کرتے تھے اور متعلق وہ ستان گوارا کرتے تھے۔ علماء اور محدثین سے محبت رکھتے تھے اور ان کا اکرام کرتے تھے اور ان کی مجلسوں میں بیٹھتے تھے۔ کسی کو یہ جرأت نہ تھی کہ ان کی سلطنت میں اعلانیہ طور پر کوئی معصیت کرے اور یہ کہ شراب پیئے۔ وہ فضول کھیل کود کو پسند نہیں کرتے تھے۔

نیک لوگوں اور علماء کو پسند کرتے تھے اور ان سے حسن سلوک کرتے تھے۔ پہلے حنفی تھے بعد میں ابو بکر قفال صغیر کے ہاتھ پر شافعی ہو گئے جیسا کہ امام الحرمین وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ ان کا اعتقاد کرامیہ کے مذہب پر تھا اور جو لوگ ان سے ملاقات کرتے تھے ان میں ابو بکر بن ہیصم بھی شامل تھا۔ اس کے اور ابو بکر بن فورک کے درمیان عرش کے مسئلے میں سلطان محمود غزنوی کے سامنے مناظرے ہوئے تھے جس کا ابن ہیصم نے اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔ سلطان محمود غزنوی ابن ہیصم کے قول کی طرف مائل تھے اور ابن فورک کے کلام پر ملامت کی اور جہمیہ کی طرف مائل ہونے کی وجہ سے اس کے اخراج کا حکم دیا اور بہت زیادہ اس کے خلاف تھے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے شکایت کی کہ بادشاہ کا بھتیجا رات کو اس کے گھر میں اس کے اور اس کے اہل خانہ کے پاس آ جاتا ہے اور

سے نکال دیتا ہے اور اس کی بیوی سے خلوت کرتا ہے اور وہ اس معاملے میں بہت پریشان ہے جب بھی میں کسی خلیفہ یا امیر کے پاس شکایت کرتا ہوں تو بادشاہ کے خوف سے کوئی بھی اس پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہیں کرتا۔ جب سلطان محمود غزنوی نے اس کی یہ بات سنی تو بہت زیادہ غضبناک ہو گئے اور اس شخص سے کہا کہ جب وہ تیرے گھر آئے تو میرے پاس آ جانا اور مجھے آگاہ کرنا اور تجھے میرے تک پہنچنے سے روکے نہ کسی کی بات نہ سننا اگرچہ رات کو آئے تو میرے پاس رات کو بھی آ جانا اور مجھے آگاہ کرنا۔ پھر بادشاہ دربانوں کے پاس گئے اور انہیں کہا کہ جب یہ شخص رات کو یا دن کو میرے پاس آئے تو اس کو میرے پاس پہنچنے سے منع نہ کرنا۔ اس کے بعد وہ شخص خوش خوش اپنے گھر چلا گیا۔ ابھی ایک یا دو راتیں ہی گزری تھیں کہ وہ نوجوان پھر اس کے پاس آ گیا اور اس کو گھر سے نکال دیا اور اس کی بیوی سے خلوت کی۔ وہ روتا ہوا بادشاہ کے پاس گیا۔ دربانوں نے اس سے کہا کہ بادشاہ سوئے ہوئے ہیں۔ اس نے دربانوں سے کہا کہ کیا بادشاہ نے تمہیں حکم نہیں دیا تھا کہ جب رات کو یا دن کو جس وقت بھی آؤں تو مجھے بادشاہ کے پاس جانے سے نہ روکا جائے سو انہوں نے بادشاہ کو بیدار کیا اور بادشاہ اس کے ساتھ گئے حتیٰ کہ اس کے گھر آ گئے انہوں نے دیکھا کہ وہ نوجوان اس کی بیوی کے ساتھ ایک ہی بستر میں ہے اور ان دونوں کے پاس شمع جل رہی ہے بادشاہ آگے بڑھے اور شمع بجھا دی۔ پھر اس نوجوان کے سر کو کاٹ دیا اور اس شخص سے کہا کہ مجھے پانی پلاؤ۔ وہ ان کے پاس پانی لے کر آیا اور انہوں نے وہ پانی پیا پھر واپس آنے لگے تو اس شخص نے پوچھا کہ آپ نے شمع کیوں بجھائی تھی؟ انہوں نے کہا کہ وہ میرا بھانجا تھا اور مجھے یہ پسند تھا کہ میں اس کو بحالت ذبح نہ دیکھوں۔ پھر اس نے پوچھا کہ آپ نے جلدی سے پانی کیوں مانگا تھا بادشاہ نے کہا کہ میں نے اپنے نفس پر لازم کر لیا تھا کہ جب تک میں تیری مدد نہ کروں اس وقت تک نہ میں کھاؤں گا اور نہ ہی پیوں گا۔ میں ان دنوں میں پیاسا رہا تھا یہاں تک کہ وہ ہوا جو تو نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اس کے بعد اس شخص نے بادشاہ کو دعائیں دیں اور بادشاہ اپنے گھر واپس آ گیا اور اس واقعہ کی کسی کو خبر تک نہ ہوئی۔

سلطان محمود غزنوی کی وفات...... سلطان محمود غزنوی کو سوء مزاج کا مرض تھا اس کی وجہ سے ان کو دو سال تک دست لگتے رہے۔ ان دو سالوں میں وہ بستر پر نہیں لیٹے تھے اور نہ ہی کسی چیز پر ٹیک لگاتے تھے وہ ایک تکیے پر ٹیک لگاتے تھے جو ان کے لئے رکھا جاتا تھا اور اپنی مسند میں حاضر ہوتے تھے اور حسب عادت لوگوں میں فیصلے کرتے تھے حتیٰ کہ اسی حالت میں اس سال ۲۳ ربیع الآخر کو فوت ہو گئے اپنی وفات کے وقت ان کی عمر ۶۳ سال تھی۔ انہوں نے ۳۳ سال حکومت کی اور اپنے پیچھے بہت سا مال چھوڑا جس میں بہت سے قیمتی جواہرات تھے اور بعض موتی اور جوہر کی قیمت بہت زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کرے۔

ان کے بعد ان کا بیٹا محمد ولی عہد بنا پھر ان کے دوسرے بیٹے مسعود بن محمود کی حکومت قائم ہو گئی۔ وہ اپنے باپ کی طرح تھا۔ ایک عالم نے اس کی سیرت، زمانے، فتوحات اور ممالک کے بارے میں ایک کتاب لکھی ہے۔

۴۲۲ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ قادر باللہ فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے قائم باللہ کی خلافت کی تفصیل بعد میں آئے گی۔

اس سال اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ ہوئی اور اہل سنت غالب رہے۔ روافض پسپا ہو گئے اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور شریف مرتضیٰ۔ پھر لوٹ مار ہوئی اور عوام نے یہودیوں کے گھروں کو لوٹ لیا کیونکہ انہوں نے روافض کی مدد کی تھی اور لوٹ مار بہت سے گھروں تک تجاوز کر گئی اور فتنہ بہت زیادہ پھیل گیا اس کے بعد حالات پرسکون ہو گئے۔

اس سال عیار بے خوف ہو گئے اور شہر کے اطراف میں آ گئے اور وہ لوگوں کی حکومت کے ساتھ لڑائی شروع ہو گئی انہوں نے بہت سے کاموں کی جرأت کی اور گھروں کو راتوں میں لوٹا۔

قائم باللہ کی خلافت کے احوال[1] اس کی کنیت ابوجعفر اور نام عبداللہ ہے۔ اس کے باپ ابوالعباس احمد بن مقتدر بن معتضد بن امیر ابواحمد موفق بن متوکل بن معتصم بن ہارون رشید بن مہدی بن منصور کی وفات کے بعد آپ کے لئے خلافت کی بیعت لی گئی۔ اس کے والد کا انتقال اس سال بارہ ذوالحجہ کی رات ۸۶ سال دس ماہ گیارہ دن کی عمر میں ہوا۔

اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد کسی خلیفہ نے اتنی عمر پائی ہے۔ ۸۶ سال میں سے ۴۱ سال تین ماہ بیس دن اس نے حکومت کی اور اتنا عرصہ حکومت بھی کسی نے نہیں کی۔ اس کی ماں ام ولد تھی جس کا نام تمنی تھا، عبدالواحد بن مقتدر کی لونڈی تھی۔

یہ بردبار، سخی اور اہل علم اور اہل دین سے محبت رکھنے والا تھا۔ لوگوں کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا تھا اور اعتقاد میں سلف کے طریقے پر تھا اور اس بارے میں اس کی تصانیف بھی ہیں جو لوگوں کو سنائی جاتی ہیں۔ یہ سفید خوبصورت [illegible] داڑھی والا تھا اور داڑھی کو [illegible] میں خضاب لگاتا تھا۔ قائم اللیل اور بہت زیادہ صدقہ کرنے والا اور اہل سنت سے محبت رکھنے والا تھا اور بدعت اور اہل بدعت سے بغض و عداوت رکھنے والا تھا۔

یہ بکثرت روزہ رکھتا تھا اور اپنی جاگیروں سے محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرتا تھا اور ان جاگیروں سے حرمین کے مجاوروں، جامع المنصور اور جامع الرصافہ کو بھیجتا تھا اور اپنے گھر سے عام لباس میں نکلتا تھا اور نیک لوگوں کی قبروں کی زیارت کرتا تھا اور ہم اس کی سیرت اور کردار کا کچھ بیان اس کی حکومت کے بیان میں ۳۸۱ھ کے ذیل میں کر چکے ہیں۔

اور وہ اس کے مذکور بیٹے کی بیعت کی مضبوطی کے لئے اور اس کی وصیت کے جو اس نے کی ہے اس کی تحریر میں سات دن تک بیٹھا اور اس کی ماں کا نام "قطر الندی" کہا جاتا ہے یا بدر الدجی، وہ ارمنی تھی۔ اس نے اس سال اس کی خلافت کو [illegible] اس کی پیدائش ۱۸ ذوالقعدہ ۳۹۱ھ جمعہ کے دن ہوئی۔ پھر [illegible] اشراف اور بڑے لوگوں کی موجودگی میں اس کے لئے بیعت لی گئی اور سب سے پہلے مرتضیٰ نے اس کی بیعت کی اور اسے یہ چند اشعار سنائے۔

> "ایک پہاڑ گزر گیا اور ختم ہو گیا اور تیری صورت میں ایک پہاڑ [illegible] ہم [illegible] سے چاشت کا سورج باقی رہ گیا ہے، خوشی کے مقام میں ہمارے لئے صدمہ [illegible] فوت ہونے کے مقام میں ہوتی ہیں۔ اے وہ ہاتھ جس نے تلوار کو نیام میں کر دیا ہے، تیرے بعد ہمارے لئے ایک اصلی تلواروں سے ہے اور جب ہم بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو ہم نے تیری [illegible] سے ہدایت کے راستوں کو پہچان لیا [illegible] کے ساتھ ہمیں ملا دیا کہ تیری عمر نوجوانی کی عمر ہے۔"

اور اس نے اس سے بیعت کی اجرت طلب کی اور خلیفہ کے پاس اس کو دینے کے لئے کچھ نہ تھا کیونکہ اس کے باپ نے کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی اور قریب تھا کہ اس کی وجہ سے لوگوں کے درمیان جنگ ہو جاتی یہاں تک کہ [illegible] قریب [illegible] دیا تب [illegible] جو [illegible] خلیفہ نے ابوطالب محمد بن ایوب کو [illegible] اور ابن ماکولا کو [illegible] اہل مشرق سے [illegible] ایک جماعت کے [illegible] ساتھ مل کر انہوں نے [illegible]

---

[1] [illegible] المنتظم [illegible] الکامل [illegible] البدایۃ والنہایۃ [illegible] العبر [illegible] [illegible] الاسرات الحاکمۃ [illegible] [illegible] [illegible]

حسین بن جعفر کا ذکر۔۔۔ اس کی کنیت ابوعلی ہے یہ جلال الدولہ کا وزیر تھا۔ اس کے غلام اور لونڈی نے ایک منصوبہ بندی کے تحت ۵۷ سال کی عمر میں اس کو قتل کر دیا۔

عبدالوہاب بن علی کے حالات(۱)**۔۔۔** ان کا پورا نسب نامہ عبدالوہاب بن علی بن نصر بن احمد بن حسین بن ہارون بن مالک تغلبی عراقی۔ یہ بہت ظریف تھے، ان کی نسبت تغلبی ہے، بغدادی ہیں اور مالکیہ کے ائمہ میں سے تھے، ان کی بہت سی کتابیں ہیں جن میں سے ایک کتاب التلقین ہے جس کو طلبہ حفظ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بھی اصول و فروع میں ان کی کتابیں ہیں۔ یہ بغداد میں ایک عرصہ تک مقیم رہے اور بادرایا اور باکسایا کے قاضی مقرر رہے۔ پھر تنگی معاش کی وجہ سے بغداد سے نکل گئے اور مصر آ گئے۔ مصر میں مغاربہ نے ان کا اعزاز و اکرام کیا اور ان کو بہت سا مال دیا اور یہ بہت مالدار ہو گئے۔ بغداد کے شوق میں انہوں نے یہ چند اشعار کہے۔

> "ہر جگہ میں بغداد کو سلام ہو اور میری طرف سے اس کا دوگنا سلام کا حق ہے اللہ کی قسم میں اس سے ناراضگی کی وجہ سے جدا نہیں ہوا۔ میں اس کے دونوں کناروں کو جاننے والا ہوں۔ لیکن وہ مجھ پر تنگ ہو گئی اور ارزاق اس میں مدد نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک دوست کی طرح تھا جس کے قریب ہونے کو میں پسند کرتا تھا اور اس کے اخلاق اسے دور لے جاتے تھے اور مخالفت کرتے تھے۔"

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ قاضی عبدالوہاب نے ابن سماک سے سماع حدیث کیا۔ اور میں نے ان کی طرف سے لکھا۔ وہ ثقہ تھے اور مالکیہ میں ان سے بڑا فقیہ نہیں دیکھا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ جب یہ مصر پہنچے تو ان کو بہت سا مال حاصل ہو گیا اور ان کی حالت بہتر ہو گئی۔ ان کو [illegible] کا مرض ہو گیا تھا ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ نزع میں تھے اور کہتے تھے "لا الٰہ الا اللّٰہ"۔ راوی کا بیان ہے کہ آپ کے بہت سے عمدہ اشعار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

> "اور سونے والی کو میں نے بوسہ دیا تو وہ بیدار ہو گئی اور کہا کہ آؤ اور چور کو حد کے لئے تلاش کرو۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تجھ پر فدا ہوں غاصب ہوں اور انہوں نے غاصب کے بارے میں واپسی کے سوا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے اسے لے لو اور گنہگار کی تلاش سے رک جاؤ اگر تو راضی نہیں ہے تو گن کر ہزار لے لے۔ اس نے کہا کہ قصاص کے متعلق عقل گواہی دیتی ہے کہ وہ مجرم کے جگر پر شہد سے زیادہ لذیذ ہے۔ پس میرا دایاں ہاتھ اس کی کمر کی تھیلی بن کر رات گزارتا رہا اور میرا بایاں ہاتھ ہار کا درمیانی حصہ بن کر رات گزارتا رہا۔ اس نے کہا کیا مجھے بتایا نہیں گیا کہ تو زاہد ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں۔ میں ہمیشہ زہد سے بے رغبتی کرتا رہوں گا۔"

اور ابن خلکان نے قاضی عبدالوہاب کے یہ شعر لکھے۔

> "بغداد مالداروں کے لئے اچھا گھر ہے اور مفلسوں کے لئے تنگی کا گھر میں حیران ہو کر اس کی گلی کوچوں میں چلتا رہا گویا کہ میں بے دین کے گھر میں مصحف ہوں۔"

---

(۱) [illegible] الأعلام [illegible] الديباج المذهب [illegible] شذرات الذهب [illegible] طبقات الشيرازي [illegible] الكامل في التاريخ [illegible] كشف الظنون [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

۴۲۳ھ کے واقعات

اس سال محرم الحرام کو رافضیوں نے حسب وقت پر نوحہ کرنے کی وجہ سے اہل بغداد نے فساد اٹھایا اور بڑی لڑائیاں ہوئیں اور اموات کثرت سے ہوئیں۔ شہر والے ان روافض سے اپنی [illegible] کثرت سے ہوا اور ان کے جلوسوں سے [illegible] اور [illegible] پھر گئے۔

اس سال صفر میں لوگوں کو فتنہ و فساد کے خوف کا خطرہ ہو گیا لیکن بغداد کے باشندوں کی کثرت کے باعث [illegible] فساد [illegible] رک گیا۔

اس سال فوج اور جلال الدولہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا اور اس نے بغداد سے جدا ہونے کا قصد کیا اور اپنی بہت سی چیزیں روانہ کر دیں اور لوگوں نے اسے باز رکھا [illegible] بغداد سے [illegible] غلاموں نے [illegible] کہ وہ ان کے پاس آ جائے اور جب وہ آیا تو حالات بگڑ گئے [illegible] لوگوں میں سے کوئی [illegible] اور انہوں نے جلال الدولہ کے گھر [illegible] لوٹ لیا [illegible] ہو گئی [illegible] اس کے وزیر نے اس کو بغداد آنے کا مشورہ دیا اور اس نے وزیر کی بات مان لی۔ پھر آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی کثرت ہوئی اور مصائب سنگین ہو گئے اور شہر میں قتل و غارت شروع ہو گئی اور جلال الدولہ معاشی طور پر کمزور ہو گیا یہاں تک کہ اس کو اپنے کپڑے بازار میں فروخت کرنے پڑے [illegible] بدگمان ہو گیا اور ان سے [illegible] طلب کرنے لگا لیکن اس کے لئے یہ ممکن نہ ہوا۔ جب جلال الدولہ کی [illegible] تو انہوں نے جلال الدولہ سے خط و کتابت کی اور اس سے معذرت کرنے لگے اور انہوں نے شہر میں اس کی [illegible] کے مطابق اس کا خطبہ دیا اور خلیفہ نے ملک ابوکالیجار کی طرف قاصد بھیجے۔ خلیفہ نے لوگوں کو [illegible] کی طرف بھیجا جس میں قاضی ابوالحسن ماوردی بھی شامل تھے۔ انہوں نے اس سے وحشت محسوس کرتے ہوئے سلام کیا اور اس نے [illegible] کہا کہ اس کو سلطان اعظم اور ملک الامم کا لقب دیا جائے۔ ماوردی نے کہا یہ ممکن نہیں ہے کیونکہ سلطان معظم تو خلیفہ ہیں اسی طرح ملک الامم بھی خلیفہ ہیں۔ پھر انہوں نے اس کو ملک الدولہ کا لقب دینے پر اتفاق کیا [illegible] اور اس نے ماوردی کے ساتھ تحائف بھیجے جس میں ایک کروڑ [illegible] اور [illegible] شامل تھے [illegible] لشکر نے جب خلیفہ سے [illegible] بات کہی تو خلیفہ کے لئے ان [illegible] کو پورا کرنا مشکل ہو گیا پس انہوں نے اس کا خطبہ بند کرنے کا قصد کر لیا اور جمعہ [illegible] پڑھا گیا [illegible] اس کا خطبہ پڑھا گیا اور شہر میں فتنہ [illegible] اور لوگوں کی [illegible] کثرت ہو گئی۔

اس کے بعد اس سال ربیع الآخر میں [illegible] قریب [illegible] جلال الدولہ نے [illegible] اور کہا کہ وہ [illegible] اور [illegible] شہرت کو پسند کرتا ہے [illegible] جلال الدولہ [illegible] کی وجہ سے جھگڑا ہوا تو پھر اس نے خلیفہ سے معذرت کر لی [illegible] دونوں [illegible] فساد پر مصالحت [illegible] اور جب [illegible] بغداد [illegible] نرخ بہت گراں ہو گئے اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال بلاد ہند، غزنہ، خراسان، جرجان، رے اور اصبہان میں بڑی وبا پھیلی جس سے تھوڑی سی مدت میں چالیس ہزار افراد ہلاک ہو گئے [illegible] موصل [illegible] اور بغداد [illegible] چیچک [illegible] جس سے کوئی گھر خالی نہیں رہا [illegible] بیماری جون، جولائی، اگست، ستمبر اور اکتوبر میں [illegible] اور [illegible] زیادہ ہو گئی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے المنتظم میں لکھا ہے کہ اس سال اہل اصبہان میں سے ایک شخص نے خواب میں کسی پکارنے والے کو بلند آواز سے پکارتے ہوئے سنا کہ اے اہل اصبہان خاموش [illegible] وہ شخص خوفزدہ ہو کر بیدار ہو گیا اور کسی شخص کو اس خواب کی تعبیر کا پتہ نہ چلا [illegible] ایک شخص [illegible] یہ شعر پڑھا [illegible] اور اہل اصبہان [illegible] نے [illegible] کے شعر پڑھے۔

[illegible]

پھر تھوڑی ہی مدت [illegible] مسعود بن محمود [illegible] اور اس نے بہت سے لوگوں کو قتل [illegible]
[illegible]

سے نجات حاصل کر لی۔

اس سال ماوراء النہر میں ترکوں کا بادشاہ قدر خان فوت ہو گیا۔

روح بن محمد بن احمد کا ذکر[1]... ان کی کنیت ابو زرعہ ہے اور نسبت رازی ہے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ انہوں نے ایک جماعت سے سماع حدیث کیا اور یہ ہمارے پاس حج کرنے آئے تھے میں نے ان کے لئے احادیث لکھیں اور یہ سچے ذی علم اور ادیب تھے۔ یہ شافعی مذہب کے مطابق فقہ سکھاتے تھے اور اصبہان کے قاضی مقرر ہوئے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ ۴۲۳ھ میں فوت ہوئے۔

علی بن محمد بن حسن کا ذکر... ان کی نسبت بصری ہے اور یہ "نعیمی" کے نام سے مشہور تھے، یہ حافظ شاعر اور متکلم اور فقہ شافعی کے فقیہ تھے۔ برقانی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ وہ ہر چیز میں کامل تھے لیکن جھگڑالو تھے۔ اور انہوں نے ایک جماعت سے سماع حدیث کیا اور ان کے اشعار میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

> "جب کمینوں اور گھٹیا لوگوں کے ہاتھ تجھے پیاسا رکھیں تو سیری اور سیرابی سے تجھے قناعت کافی ہوگی۔ تو ایسا شخص بن جس کا پاؤں زمین پر ہو اور خیالات ثریا میں ہوں۔ صاحب ثروت کی سخاوت کا انکاری ہو تو دیکھے گا کہ جو کچھ اس کے ہاتھ میں ہے وہ اس کا انکاری ہے۔ بے شک زندگی کے پانی کو بہانا عزت و آبرو کے پانی بہانے سے کم تر ہے۔"

محمد بن طیب کا ذکر... ان کی کنیت ابوبکر صباغ ہے۔ انہوں نے نجاد اور ابوبکر شافعی سے حدیث پڑھی ہے۔ یہ سچے اور باشعور تھے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ انہوں نے نو سو عورتوں سے نکاح کیا اور ۹۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ [illegible]

علی بن ہلال کا ذکر... یہ مشہور کاتب تھے۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ اس سال فوت ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ ۴۱۳ھ میں فوت ہوئے ہیں جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

۴۲۴ھ کے واقعات

اس سال آوارہ اور بدمعاش لوگوں کی وجہ سے حالات بہت خراب ہو گئے اور ان کا معاملہ بڑھتا چلا گیا اور انہوں نے بہت سی آگ زنی کی اور ان کے لیڈر برجمی کی حکومت مضبوط ہو گئی اور اس نے ترکوں میں سے پولیس کے سردار کو قتل کر دیا۔ دولت دین خیانتیں بڑھ گئیں اور لوگوں نے اپنے گھروں کی حفاظت کی اور ان کی وجہ سے مصیبت بہت بڑھ گئی۔ برجمی کا یہ حال تھا کہ وہ کسی عورت کو تکلیف نہیں دیتا تھا اور نہ اس کے پاس سے کچھ لیتا تھا اور ان میں قدرے مروت کی بات تھی اور یہ اس قول کا مصداق ہے۔

> "شر کے بعض حصے بعض سے بہتر ہوتے ہیں۔"

اس سال جلال الدولہ نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے عزیز کو بصرہ کی طرف بھیجا اور اس نے بصرہ میں اپنے باپ کا خطبہ قائم کیا۔ اس سال اور اس کے بعد والے سال میں ابو کالیجار کا خطبہ ختم ہو گیا اور وہیں سے اس کے بیٹے کو نکال دیا اور ترکوں نے ملک جلال الدولہ کے ساتھ بیعت توڑ کر اپنی اجرتیں وصول کیں اور انہوں نے اس کو اس کے گھر سے نکال دیا۔ [illegible] مسجد میں [illegible] پر ملامت کی اور اس کی بیوی کو [illegible]

---

[1] [illegible]

[illegible]

شریف مرتضیٰ کے گھر چلا گیا اور رات وہیں گزاری پھر ترکوں نے اس سے مصالحت کر لی اور اس کے لئے اطاعت اور فرمانبرداری کی قسم کھائی اور اسے اس کے گھر واپس لوٹا دیا۔ آمد و رفت بند ہو گئی اور بدمعاش لوگوں کی کثرت ہو گئی اور انہوں نے لوگوں پر بہت زیادتی کی۔ اس سال بھی شہروں میں فسادات کی وجہ سے اہل عراق اور خراسان سے کوئی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

احمد بن حسین بن احمد کے حالات...... ان کی کنیت ابوالحسین واعظ ہے جو کہتے تھے اور صوفیاء کے طریقے پر گفتگو کرتے تھے بعض ائمہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے اور ان کی طرف کذب کی نسبت کی ہے۔ یہ اسی سال ۹۲ سال کی عمر میں فوت ہوئے اور باب حرم کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

۴۲۵ھ کے واقعات

اس سال سلطان محمود غزنوی رحمۃ اللہ علیہ نے بلاد ہند میں علم جہاد بلند کیا اور بہت سے قلعوں کو فتح کیا۔ اس نے ایک مضبوط قلعے کا محاصرہ کیا تو ایک بوڑھی جادوگرنی قلعے سے باہر نکلی اس نے ایک جھاڑو پکڑی اس نے اس کو پانی میں بھگو کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چھڑک دیا۔ سلطان محمود غزنوی اسی رات شدید بیمار ہو گئے اور انہوں نے اس قلعے سے کوچ کیا۔ جب وہ اس قلعے سے کافی دور ہو گئے تو مکمل طور پر صحت یاب ہو گئے اور صحیح سلامت غزنہ واپس لوٹ آئے۔

اس سال بساسیری کو بغداد کی مشرقی جانب کی حفاظت پر مامور کیا گیا کیونکہ ڈاکوؤں نے حالات خراب کر دیئے تھے اور اسی سال خان تبت سیف الدولہ اس کے باپ کے فوت ہونے کے بعد حکمران بنا دیا گیا اور وہ اپنے چچا قدر خان کے پاس گیا اس نے اسے قائم رکھا اور معاملات ٹھیک ہو گئے۔

اس سال شاہ روم ارمانوس ہلاک ہو گیا اور اس کی جگہ ایک شخص حکمران بنا جو شاہی خاندان سے نہیں تھا کسی وقت وہ صراف تھا البتہ وہ شاہ قسطنطین کی نسل سے تھا۔ اس سال مصر اور شام میں بہت زیادہ زلزلے آئے اور انہوں نے بہت سی چیزوں کو منہدم کر دیا اور بہت سے لوگ ملبے کے نیچے آ کر مر گئے اور رملہ کا ایک تہائی حصہ گر گیا اور اس کی جامع مسجد ویران ہو گئی اور اس کے باشندے بھاگتے ہوئے باہر نکل گئے اور آٹھ دن اس کے باہر قیام کیا۔ پھر جب حالات بہتر ہو گئے تو وہ واپس آ گئے اور بیت المقدس کی دیوار کا کچھ حصہ گر پڑا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے محراب کا بہت بڑا حصہ گر گیا اور حضرت ابراہیم کی مسجد کا ایک ٹکڑا بھی گر گیا اور جامع مسجد عسقلان کا مینار اور غزہ کے مینارے کی چوٹی گر پڑی اور نابلس کی آدھی عمارت گر پڑی اور بارزاد بستی اس کے باشندوں اور چارپایوں سمیت زمین میں دھنس گئی اور اسی طرح بہت سی بستیوں کا حال ہوا۔

بلاد افریقیہ میں بہت گرانی ہو گئی اور نصیبین میں کالی آندھی چلی جس نے قوت والے درختوں اور باغوں کے درختوں کو اکھیڑ دیا اور بہت سے مضبوط محل گر گئے اور اس نے ان کے باشندوں کو پھینک دیا اور وہ ہلاک ہو گئے پھر اس کے ساتھ اولوں کی بہت تعداد میں بارش ہوئی اور سمندر سے تین میل تک پانی ہٹ گیا اور لوگ مچھلیوں کے پیچھے بھاگے تو سمندر ان پر لوٹ آیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

عراق میں بہت کثرت سے اموات ہوئیں یہاں تک کہ جس گھر میں تمام افراد مر چکے تھے اس گھر کا دروازہ بند کر دیا گیا اور اس سے زیادہ اموات بغداد میں ہوئیں۔ ذوالحجہ کے مہینے میں بغداد کے ستر ہزار اشخاص مر گئے اور اسی سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی یہاں تک کہ نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ لوگوں نے مجانیق استعمال کئے اور ان کے ساتھ جنگ ہوئی اور وہ اہل سنت کے آدمی اور ترک کے سپاہی تھے۔ ان عربوں نے شہروں کے راستوں پر قبضہ کر لیا اور وہ لوٹ مار کرنے لگے اور ان کی وجہ سے حاجیوں کا راستہ بند کر دیا گیا اور اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

احمد بن محمد بن احمد بن غالب کے احوال(۱)۔۔۔ ان کی کنیت ابوبکر برقانی ہے۔ آپ خوارزمی تھے اور ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے اور احادیث کا سماع کثرت سے کیا اور تحصیل علم اور حدیث کے لئے شہروں کا سفر کیا اور بہت زیادہ کتابیں لکھیں۔ آپ قرآن، حدیث، فقہ اور نحو کے عالم تھے ثقہ تھے آپ کی بہترین اور نافع تصنیفات ہیں۔

ازہری کا بیان ہے کہ جب برقانی فوت ہوئے تو یہ سب جمع کیا گیا اور میں نے ان سے بڑا ثبت کسی کو نہیں دیکھا اور کسی نے کہا ہے کہ حدیث کا علم رکھنے والوں میں سے آپ سے بڑھ کر پختہ کسی کو نہیں دیکھا۔ جب جمعرات کے دن آپ کی وفات ہوئی تو ابوعلی بن ابی موسیٰ ہاشمی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور جامع منصور کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور آپ سے بہت سے اشعار بیان کئے گئے ہیں۔

> ”میں حدیث کی کتابوں سے اپنی پیاس نہیں بجھاتا ہوں اور میں ان سے حصول برکت اور ثواب عظیم کی امید رکھتا ہوں اور میں ہمیشہ ان کی تصنیف کو ترجیح دیتا ہوں کہ آپ ان میں مشغول رکھتے ہیں اور میں حدیث کو کتاب کی ترتیب سے محقق اور ان کی سند کے مطابق تصنیف کرتا ہوں۔ اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ جمع فرمایا ہے اسے پوری کوشش اور محنت سے تصنیف کیا ہے اور اس میں امام بخاری کی پیروی کی ہے اور امام مسلم اپنی تصنیف مسلم کی وجہ سے مخلوق کی زینت اور مخلوق کے راہنما ہیں۔ اور میرا امام مسلم سے بھی تعلق ہے کیونکہ میں نے آپ کو مقصود پر عمل کرنے والا پایا ہے کیونکہ امام مسلم نے صرف احادیث کو جمع فرمایا ہے تراجم وغیرہ قائم نہیں کئے اور میں سردار کائنات محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود کی کتب لکھنے کی وجہ سے ثواب کی امید رکھتا ہوں۔“

احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن سعید کے حالات۔۔۔ ان کی کنیت ابوالعباس اور نسبت ابیوردی ہے۔ یہ شافعیہ کے ائمہ میں سے تھے اور ابوحامد اسفرائینی کے شاگردوں میں سے تھے۔ جامع المنصور میں تلاوت کے لئے آپ کا حلقہ ہوتا تھا۔ اور موسم حج میں روپے [illegible] تھے انہوں نے ابن اکفانی کی نیابت میں بغداد کی حکومت سنبھالی اور احادیث کا سماع بھی کیا۔ آپ بڑے عفیف تھے۔ خوبصورت، فصیح اللسان اور فقر پر صبر کرنے والے اور اسے چھپانے والے تھے۔ اور بہت اچھے اشعار کہتے تھے آپ آیت ”یحسبهم الجاهل اغنیاء من التعفف تعرفهم بسیماهم لا یسئلون الناس الحافا“ کے مصداق تھے۔

جمادی الاخریٰ میں آپ کی وفات ہوئی اور باب حرب کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا۔

ابوعلی بندنیجی کا ذکر۔۔۔ ان کا نام حسن بن عبداللہ بن یحییٰ ہے اور کنیت ابوعلی اور نسبت بندنیجی ہے جو شافعیہ کے ائمہ میں سے تھے اور ابوحامد اسفرائینی کے شاگرد تھے۔ ابوحامد کے شاگردوں میں ان کی مثل کوئی نہیں تھا۔ انہوں نے فقہ کا علم بیان کیا ہے۔ بندنیجی کو قاضی بنایا اور بغداد میں آپ کے۔ آپ بڑے نیک اور متقی تھے۔ اس سال جمادی الاولیٰ میں آپ کی وفات ہوئی۔

عبدالوہاب بن عبدالعزیز کا ذکر۔۔۔ ان کی کنیت ابوالفرج اور نسبت تمیمی ہے۔ یہ حنبلی فقیہ اور واعظ تھے انہوں نے اپنی اسناد سے مسلسل حدیث بیان کی ہے ”حنان وہ ہے جو اس سے اعراض کرے وہ اس کی طرف متوجہ ہو اور منان وہ ہے جو سوال سے پہلے ہی عطا کرے“ ان کی وفات شوال میں ہوئی اور امام احمد بن حنبل کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

قرواش بن مقلد کے احوال۔۔۔ یہ مقلد بن مسیب معتمد الدولہ کے فرزند ہیں ان کی کنیت ابومنیع عقیلی ہے انہوں نے اپنے [illegible] ان کی

---

(۱) الانساب ۲: ۱۵۷، ۱۵۸؛ تاریخ بغداد ۴: ۳۷۳-۳۷۶؛ تاریخ دمشق ۲: ۲۲۵؛ تذکرة الحفاظ ۳: ۱۰۷۴-۱۰۷۶؛ دول الاسلام ۱: ۲۵۳؛ شذرات الذهب ۳: ۲۲۸؛ طبقات الاسنوی ۱: ۲۲۲، ۲۲۳؛ طبقات ابن الصلاح ورقة ۵۸؛ طبقات الحفاظ ۴۱۸؛ طبقات السبکی ۴: ۴۷-۴۸؛ طبقات الشیرازی ۱۲۷؛ العبر ۳: ۱۵۷؛ عیون التواریخ ۱۳: ۱۲۸؛ اللباب ۱: ۱۳۴؛ المنتظم ۸: ۷۹؛ معجم البلدان ۱: ۳۸۸؛ الوافی بالوفیات ۷: ۲۲۱؛ النجوم الزاهرة ۴: ۲۸۰؛ هدية العارفين ۱: ۷۲.

حکومت مضبوط تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے پانچ لاکھ دینار چھوڑے ہیں ان کے بعد ان کا بیٹا ان کا قائم مقام بنا ہے اس نے اپنے چچا قرواش کے ذریعے قوت حاصل کی اور اس کے معاملات ٹھیک ہو گئے انہوں نے ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

۴۲۶ھ کے واقعات

اس سال محرم میں بغداد کے عیاروں اور اعرابیوں نے راہزنی کی کثرت سے وارداتیں کیں یہاں تک کہ عورتوں نے جو زیور پہنا ہوا ہوتا تھا اس کو بھی چھین لیتے تھے۔ اور اگر کسی کو قید کرتے تو اس کے پاس جو کچھ ہوتا وہ لے لیتے اور اس کی جائیداد کا تاوان وصول کرتے۔ تو اب لوگوں کی مصیبتیں بڑھ گئیں اور ان کا شر بڑھ گیا۔ اور ماہ صفر کو دجلہ میں سیلاب آ گیا اور زمینوں میں دو ہاتھ تک پانی بلند ہو گیا اور بصرہ میں تین دن کے اندر بہت سے مکانات غرق ہو گئے۔

اور اس سال شعبان میں مسعود بن محمود کا خط آیا کہ اس نے ہندوستان میں بہت فتوحات حاصل کر لی ہیں۔ اور ان میں سے پچاس ہزار کو قتل اور ستر ہزار کو قید کر لیا۔ اور مال غنیمت میں بہت کچھ حاصل ہوا ہے۔

اس سال اہل عراق اور آوارہ لوگوں کے درمیان جنگ ہوئی اور بغداد کی کئی جگہوں میں آگ لگ گئی اور حالات خراب ہو گئے۔

اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی شخص حج کے لئے نہیں گیا۔

احمد بن کلیب شاعر کے حالات و واقعات …… یہ عشق میں ہلاک ہونے والوں میں سے ہے۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ احمد بن کلیب جو ہے ایک لڑکے کے عشق میں گرفتار ہو گیا تھا جس کا نام اسلم بن ابی جعد تھا اور بنی خلد سے تعلق رکھتا تھا اور ان میں وزارت بھی تھی یہ بادشاہوں کے وزراء اور دربان تھے۔ اس نے اس لڑکے کے بارے میں اشعار کہے جسے لوگوں نے بیان کیا۔

یہ نوجوان اسلم مشائخ کی مجلس میں تحصیل علم کے لئے جاتا تھا۔ اور جب اسے ان اشعار کا علم ہوا جو ابن کلیب نے اس کے بارے میں کہے تھے تو وہ لوگوں سے شرم محسوس کرنے لگا۔ اور اپنے گھر میں گوشہ نشین ہو گیا اور کسی سے ملاقات نہیں کرتا تھا ابن کلیب کا اس کے ساتھ عشق اور بڑھ گیا یہاں تک کہ وہ اس عشق کی وجہ سے سخت بیمار ہو گیا اور لوگ اس کی عیادت کے لئے آنے لگے اور ان کو علم نہ تھا کہ اس کو کیا بیماری ہے اس کی عیادت کرنے والوں میں علماء اور مشائخ بھی تھے انہوں نے اس کے مرض کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ میں کس وجہ سے بیمار ہوں اور میری دوا کیا ہے اگر اسلم میرے پاس آ کر مجھے ایک نظر دیکھ لے اور میں اس کی طرف ایک نظر دیکھ لوں تو ٹھیک ہو جاؤں گا۔ ان علماء نے اس میں مصلحت سمجھی کہ وہ اسلم کے پاس جائے اور ملاقات پر اس کو آمادہ کرے اگرچہ ملاقات پوشیدہ طور پر ایک بار ہی ہو۔ یہ عالم اسلم کو ملاقات کے لئے زور دیتا رہا یہاں تک کہ وہ ملاقات کے لئے آمادہ ہو گیا۔ وہ دونوں اس کی طرف چل پڑے جب وہ اس کے محلے میں داخل ہوئے تو اس لڑکے نے بزدلی دکھائی اور اس کے پاس جانے سے شرم محسوس کرنے لگا اور اس نے عالم سے کہا کہ میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا حالانکہ اس نے مجھے رسوا کیا ہے اور میرے نام کو شہرت دی ہے اور یہ شک اور تہمت کی جگہ ہے اور میں تہمت کی جگہ پر جانا پسند نہیں کرتا۔ اس عالم نے بہت چاہا کہ وہ اس کے پاس چلا جائے لیکن اس نے عالم کی بات نہیں مانی۔ یہاں تک کہ عالم نے اس سے کہا کہ وہ مر رہا ہے اور جب تو اس کے پاس جائے گا تو زندہ کر دے گا۔ اس نے کہا کہ وہ مر جائے اور میں نہیں چاہتا کہ میں ایسی جگہ جاؤں جہاں جانے کی وجہ سے مجھ پر اللہ کا غضب اور ناراضگی ہو۔ اور اس نے اس کے پاس جانے سے انکار کر دیا اور اپنے گھر واپس لوٹ آیا اور وہ شخص ابن کلیب کے پاس گیا اور جو کچھ اسلم نے اس کے ساتھ کیا تھا اس کا تذکرہ کیا اور اس سے پہلے ابن کلیب کا غلام اس کے پاس آیا تھا۔ اور اس نے معشوق کے آنے کی خوشخبری سنائی تھی جس سے وہ بہت خوش ہوا تھا لیکن جب اس کو اس کے واپس لوٹ جانے کا علم ہوا تو اس کی گفتگو تبدیل ہو گئی اور دل مضطرب ہو گیا۔ اور جو شخص ان کے درمیان ملاقات کی کوشش کر رہا تھا اس کو ابن کلیب نے کہا کہ اے ابو عبد اللہ میں جو کچھ کہوں اس کو غور

سے کتنا دور ہو گیا۔ پھر اس نے یہ اشعار کہے:

"اے عالم جو بیمار کے لئے راحت کا سبب ہے محبت میں بیمار ہوں اور مجھ پر نرمی کر تیرا وصل مجھے خالق عزوجل کی رحمت سے بھی زیادہ محبوب ہے"۔

اس شخص نے اس سے کہا کہ تو ہلاک ہو، اللہ تعالیٰ سے ڈر تجھے پتہ ہے تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ پھر وہ شخص اس کے پاس سے چلا گیا اور ابھی گھر کے وسط میں ہی تھا کہ اس نے چیخ ماری اور زندگی اور اس راحت پر دنیا سے رخصت ہو گیا اور یہ بہت بڑی لغزش اور بڑی سخت مصیبت ہے اگر انسان اسے جان لے ہم نے اس کو ذکر کیا ہے کیونکہ اس میں عقلمندوں کے لئے عبرت ہے اور محقق صاحب البصیرت لوگوں کے لئے تنبیہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس کی رحمت اور عافیت کا سوال کریں اور شیطان اور نفس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ خاتمہ بالخیر نصیب فرمائیں بے شک وہ کریم اور سخی ہے۔

حمیدی کا بیان ہے کہ ابو علی حسن بن احمد نے مجھے کچھ اشعار سنائے اور انہوں نے کہا کہ محمد بن عبدالرحمن نے ابن کلیب سے یہ اشعار سنائے تھے۔ اور اس نے اصمعی کی طرف منسوب کی کتاب التصحیف پڑھی تھی۔

"یہ کتاب التصحیف ہے جس کا ہر لفظ خوبصورت اور عمدہ ہے میں نے اسے خوش ہو کر پڑھا ہے جس کی کسی نے اپنی مدح میں تصنیف کی ہے"۔

حسن بن احمد کے حالات(۱) ...... ان کا پورا نام حسن بن احمد بن ابراہیم بن حسن بن محمد بن شاذان بن حرب بن مہران ہے۔ یہ مشائخ حدیث میں سے ہیں اور انہوں نے کثرت سے احادیث سنی ہیں یہ ثقہ اور قابل اعتماد تھے ایک دن ایک عجمی نوجوان ان کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا ابو علی بن شاذان کے پاس جاؤ اور انہیں میرا سلام کہو اور میری طرف سے بھی ان کو سلام کہو۔ پھر وہ نوجوان واپس چلا گیا اور شیخ نے رونا شروع کر دیا اور کہا کہ مجھے نہیں معلوم کہ میرا کون سا عمل ہے جس کی وجہ سے میں اس کا مستحق ہوا ہوں۔ البتہ میں حدیث پڑھتا ہوں اور جب رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک لیا جاتا ہے تو ان پر درود بھیجتا ہوں۔ اس خواب کے دو یا تین ماہ بعد ان کا انتقال ہو گیا جس وقت ان کا انتقال ہوا اس وقت ان کی عمر ۸۷ سال تھی اور باب الدیر کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

حسن بن عثمان کا ذکر(۲) ...... ان کی کنیت ابو عمر ہے یہ لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور "ابن الفلو" کے نام سے مشہور تھے انہوں نے ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا۔

---

(۱) تاریخ بغداد ۷/۲۷۹، ۲۸۰، تبیین کذب المفتری ۲۴۵، تذکرة الحفاظ ۳/۱۰۷۵، العبر [illegible] دول الاسلام ۱/۲۵۴، شذرات الذهب [illegible] طبقات الحنابلة [illegible] الكامل في التاريخ [illegible] المنتظم ۸/۸۶، النجوم الزاهرة ۴/۲۸۰۔

(۲) تاریخ بغداد [illegible] حلية [illegible] تتمة المختصر [illegible] المختصر لابن مكتوم [illegible] تذكرة الحفاظ ۳/۱۰۸۰، دول الاسلام [illegible] سلم الوصول [illegible] شذرات الذهب ۳/۲۳۰، طبقات الاسنوي [illegible] طبقات المفسرين لابن قاضي شهبة [illegible] طبقات السبكي [illegible] طبقات المفسرين للداودي [illegible] طبقات المفسرين للسيوطي [illegible] غاية النهاية لابن الجزري [illegible] كشف الظنون [illegible] مرآة الجنان [illegible] المختصر في أخبار البشر [illegible] معجم الأدباء [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] هدية العارفين [illegible] الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ یہ لوگوں کو وعظ کہتے تھے اور فصیح اللسان تھے اور آپ میں قناعت اور فیاضی کی شان تھی۔ آپ امراء کو اسراف اور ظلم کی بنا پر ملامت کرتے تھے۔ آپ اشعار بھی کہتے تھے، ان کے چند اشعار یہ ہیں۔

"میں بادشاہ کے پاس اس کے عزت والے گھر میں فقر کے ساتھ داخل ہوا اور میں اپنے ساتھ سواروں اور پیادوں کو نہیں لایا۔ اور میں نے کہا میرے فقر اور اپنی بادشاہت کے درمیان دیکھو۔ صرف اتنا فرق ہے جتنا امیر بننے اور امارت سے معزول ہونے میں فرق ہے"۔

ان کی وفات اس سال ۹۶ سال کی عمر میں ہوئی اور باب حرب کے قبرستان میں امام احمد کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

۴۲۷ھ کے واقعات

اس سال محرم الحرام میں نہر عیسیٰ کا دوسرا پل مکمل ہو گیا جو ٹوٹ چکا تھا اور اس پر اخراجات کی ذمہ داری ابو الحسن قدوری حنفی نے لی تھی۔ اور محرم ہی میں اس کے بعد آوارہ لوگوں کا معاملہ پھر خراب ہو گیا اور انہوں نے گھروں کو لوٹنا شروع کر دیا اور ان کا شر بہت زیادہ بڑھ گیا۔

اس سال مصر کے بادشاہ ظاہر لاعزاز دین اللہ علی بن حاکم فاطمی کا انتقال ہو گیا اور وفات کے وقت اس کی عمر ۳۳ سال تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مستنصر اس کا ولی عہد بنا اس وقت اس کی عمر صرف سات سال تھی اور اس کا نام معد اور کنیت ابو تمیم تھی اور حکومتی ذمہ داری اس کے سامنے فوج کے سپہ سالار افضل نے سنبھالی اور اس کا نام بدر بن عبداللہ جمالی تھا۔

خلیفہ ظاہر نے جب ابو القاسم علی بن احمد الجرجرائی کو اپنا وزیر بنایا تھا اس کے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کٹے ہوئے تھے۔ اس نے وزارت کا عہدہ ۴۱۸ھ میں سنبھالا تو خلیفہ ظاہر اور اس کے بیٹے کے زمانے میں بھی وزارت کے عہدے پر رہا یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے وزارت کے زمانے میں عفت اور پاکدامنی کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ اور قاضی ابو عبداللہ قضاعی جو کتاب الشہاب کے مصنف ہیں وہ اس کی طرف سے علامت دیتے تھے اور اس کی علامت "الحمد لله شكر النعمة" تھی۔ حاکم نے کسی جنایت کی وجہ سے جو اس سے سرزد ہوئی تھی ۴۰۴ھ میں اس کے ہاتھ کہنیوں سے کاٹ دیے تھے۔ پھر ۴۰۹ھ میں الحاکم نے اس کو عامل مقرر کر دیا پھر جب ۲۷ شوال ۴۱۱ھ میں حاکم کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد جرجرائی کے معاملات میں تبدیلی آئی یہاں تک کہ ۴۱۸ھ میں وزیر بن گیا۔ ایک شاعر نے اس کی ہجو اور مذمت میں اشعار کہے ہیں:

> "اے احمق کرنے والے تیری ذات غرور سے بچ اور حماقت اور بے شرمی کو چھوڑ دے۔ کیا تو نے اپنے آپ کو ثقہ لوگوں میں شمار کیا ہے اور جو کچھ تو نے کہا ہے اس میں اپنے آپ کو اچھا گمان کرتا ہے کیا امانت اور تقویٰ کی وجہ سے تیرے دونوں ہاتھ کہنیوں سے کاٹے گئے ہیں"۔

احمد بن محمد بن ابراہیم ثعالبی کا تذکرہ[1] ...... ان کو ثعلبی بھی کہا جاتا ہے اور یہ ان کا لقب بھی ہے اور یہ مفسر نیشاپوری کی نسبت سے مشہور ہیں ان کی تفسیر اور قصص الانبیاء علیہم السلام میں کتاب العرائس ہے اس کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں۔

انہوں نے احادیث کا سماع کثرت سے کیا ہے اس لئے ان کی کتابوں میں بہت سی عجیب و غریب چیزیں پائی جاتی ہیں۔ عبدالغافر بن اسماعیل فارسی نے ان کا تذکرہ نیشاپوری کی تاریخ میں کیا ہے اور ان کی تعریف کی ہے اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ صحیح النقل اور قابل اعتماد تھے۔ ان کی وفات ۴۲۷ھ میں ہوئی۔ اور بعض حضرات نے کہا کہ ان کی وفات اسی سال ۲۳ محرم بدھ کے دن ہوئی۔ ان کے لئے بہت اچھے خواب دیکھے گئے۔ سمعانی کا بیان ہے کہ نیشاپوری بڑے جرح و تعدیل والے تھے۔ لہٰذا ابو سعید سمعانی نے ان کو ثقہ بتانے کا حکم دیا۔

---

[1] (الوفیات ۱/۸۰، شذرات الذهب ۳/۲۳۰-۲۳۱، طبقات المفسرين ۱/۶۶، ۱۸۰، مختصر طبقات المفسرين - ۲۷، المنتظم ۸/۹۲، الوافي بالوفيات ۷/۳۰۷)

۴۲۸ھ کے واقعات

اس سال ماہ صفر میں بروز جمعہ [illegible] (جمعہ) [illegible] تیز ہوا [illegible] سال کے [illegible] بڑی مرغی [illegible] اور [illegible] پھیل گئی۔ اور اسی سال جلال الدولہ اور فوج کے درمیان جدائی ہو گئی اور فوج نے ابو کالیجار کا خطبہ شروع کر دیا پھر انہوں نے دوبارہ خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ ابو المعالی بن عبد الرحیم کو وزیر بنا دیا۔ اور کرخ کی طرف جلال الدولہ سے بہت سے لوگ اپنے ساتھ ملا لیے [illegible] بنی عقیل [illegible] اور قرواش بن مقلد [illegible] تھے اور بغداد کی [illegible] جانب سے داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا پھر [illegible] ان دونوں نے خلیفہ القائم باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ابو منصور بن ابو کالیجار نے جلال الدولہ کی بیٹی سے پچاس ہزار دینار مہر پر نکاح کیا اور دونوں کے درمیان اتفاق ہو گیا اور اختلافات ختم ہو گئے اور معاملہ [illegible] ہو گیا۔

اس سال جمادی الآخرہ میں بارش ہوئی اور بارش کے ساتھ ایک رطل اور دو رطل کے برابر چھینٹیاں تھیں۔ اس سال شاہ مصر نے کوفہ کی نہر کی مرمت کے لیے مال بھیجا اور مدینہ [illegible] کا بھی [illegible] خلیفہ [illegible] اجازت دے تب نہر کی مرمت پر اس مال کو خرچ کیا جائے پھر خلیفہ نے فقہاء کو جمع کیا اور ان سے اس بارے میں پوچھا تو فقہاء نے کہا کہ یہ مال مسلمانوں کا ہے جو مسلمانوں کی مصالح میں ہی خرچ کیا جائے [illegible] یہ مال مسلمانوں کی مصلحت میں خرچ کرنے کی اجازت دے دی۔

اس سال کردوں نے بغداد پر حملہ کر دیا اور مشرقی جانب جو جنگل تھی ان لوگوں [illegible] وہاں سے [illegible] اور [illegible] شہر میں فتنہ فساد پھیل گیا اور اہل عراق اور خراسان سے کوئی شخص اس سال حج کے لیے نہیں گیا۔

احمد بن محمد قدوری کا ذکر: ان کی کنیت ابو الحسین اور نسبت قدوری، حنفی فقیہ، بغدادی ہے۔ انہوں نے تھوڑی حدیث بیان کی ہے [illegible] تھے۔ خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں [illegible] معروف [illegible] ان کی وفات کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔ ان کو ان کے گھر درب خلف میں دفن کیا گیا۔

حسن بن شہاب بن حسن [illegible]: ان کی کنیت ابو علی اور نسبت عکبری ہے یہ فقیہ حنبلی اور شاعر تھے۔ ان کی پیدائش ۳۳۵ھ میں ہوئی۔ ابو بکر بن مالک وغیرہ سے احادیث سنیں۔ برقانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ یہ ثقہ اور امانت دار تھے [illegible] کرتے تھے [illegible] کی کتابت [illegible] تین راتوں میں لکھ کر [illegible] درہم میں فروخت کرتے تھے۔

جب یہ فوت ہوئے تو سلطان نے ان کے ترکے سے دوسرے مال کے علاوہ ایک ہزار دینار لیے۔ اور انہوں نے حنابلہ کے فقہ [illegible] والوں کے لیے اپنے مال کے تہائی حصے کی وصیت کی اور اسے خرچ نہیں کیا گیا۔

لطف اللہ احمد بن عیسیٰ کا ذکر: ان کی کنیت ابو الفضل اور نسب ہاشمی ہے۔ انہوں نے [illegible] کی خطابت اور قضاء کا منصب [illegible] آپ [illegible] تھے اور آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ آپ اچھے [illegible] حکایات و اشعار بیان کرتے تھے۔ آپ نے اس سال صفر میں وفات پائی۔

محمد بن احمد کا ذکر: ان کا پورا نام محمد بن احمد بن علی بن موسیٰ بن عبد المطلب ہے کنیت ابو الحسن اور نسبت ہاشمی ہے۔ آپ [illegible] قضاۃ میں سے تھے۔

[illegible] المنتظم [illegible] تاریخ بغداد [illegible] تتمة المختصر [illegible] مرآة الجنان [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] شذرات الذهب [illegible] العبر [illegible] المختصر في أخبار البشر [illegible] الكامل في التاريخ [illegible]

محمد بن حسن کا ذکر ...... ان کا پورا نام محمد بن حسن بن احمد بن علی ہے۔ ان کی کنیت ابوالحسن اور نسبت اہوازی ہے آپ ابن ابی علی اصبہانی کے نام سے مشہور تھے۔ ان کی پیدائش ۳۳۵ھ میں ہوئی اور بغداد آئے۔ ابوالحسن تمیمی نے اپنے حدیث کے کچھ اجزاء ان کے لئے تخریج کی اور برقانی نے انہیں آپ سے سنا مگر آپ کا کذب واضح ہو گیا یہاں تک کہ بعض نے آپ کا نام جراب الکذب رکھا۔ آپ بغداد میں سات سال تک رہے پھر اہواز چلے گئے اور اہواز ہی میں آپ کا انتقال ہوا۔

مہیار دیلمی شاعر کے احوال ...... اس کا نام مہیار بن مرزویہ، کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ "دیلمی" کے نام سے مشہور تھا۔ پہلے یہ مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا لیکن اسلام قبول کرنے کے بعد اس نے روافض کا طریقہ اختیار کیا اور رافضی کے مذہب کی تائید میں اشعار کہتا تھا اور اشعار میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم وغیرہ کو (العیاذ باللہ) گالیاں دیتا تھا یہاں تک کہ ابوالقاسم بن برہان نے اس کو کہا "اے مہیار تو جہنم کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے کی طرف منتقل ہو گیا ہے پہلے تو مجوسی تھا پھر مسلمان ہو گیا اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالیاں دینا شروع کر دیں۔" اس کا گھر کرخ میں درب رباح کے کوچے میں تھا۔ اس کا ایک مشہور دیوان بھی ہے۔ اور اس کے کہے اشعار میں سے یہ شعر بھی ہیں:

"میں تمہارے بارے میں صبر سے مدد طلب کرتا ہوں حالانکہ وہ مطلوب ہے اور میں تم سے خیر مانگتا ہوں حالانکہ وہ سلب کر لی گئی ہے۔ اور میں تمہارے پاس دل کو تلاش کرتا ہوں جس کو میں نے ضائع کر دیا ہے حالانکہ کوئی چیز ضائع (گمشدہ) کرنے کے بعد واپس نہیں لی جاتی۔ میں تمہاری محبت کی مقدار کو نہیں پہچانتا تھا یہاں تک کہ میں نے جدائی اختیار کی اور بعض جدائیاں انسان کی تادیب کرتی ہیں۔" اور مہیار کے چند اشعار یہ ہیں:

"اے خیمہ زمین میں اونٹنی پر سوار دوشیزہ کی اپنی طرف سے ہے کیا عشق سے غافل شخص جانتا ہے کہ عشق میں گرفتار شخص نے کیسے رات گزاری؟ ہم تو کوچ کر گئے ہم میں اور تم میں دل کا ٹوٹنا برابر تھا لیکن وہ بیدار ہو رہے ہوتے تھے"

پھر ہم سفر کرتے ہوئے تم سے جدا ہو گئے اور انہوں نے دلوں کو پیچھے چھوڑ دیا جو ان کے بارے میں صبر سے آشنا ہونے سے انکاری تھے اور جس وقت سے میں نے بتایا تھا جب اس کی آبادی سے فراغت ہو گئی اور میرا صرف ایک یاد کا تعلق جو ختم ہو چکا تھا باقی رہ گیا تو میں اداس ہو گیا۔ میں نے اس کے چلے جانے کو چاہا اور ایسے میں کیسے ممکن تھا اس کا گزرنا تو منہ زور تھا۔

علامہ ابن جوزی کا بیان ہے کہ اس کے اکثر اشعار اچھے ہوتے تھے لیکن میں نے صرف یہی پر اکتفا کیا ہے۔ اس کی وفات اسی سال جمادی الآخر میں ہوئی۔

عبداللہ بن حسن کا ذکر ...... ان کی کنیت ابوالحسن ہے۔ یہ "صاحب" کے نام سے مشہور تھے آپ اہل فضل اہل ادب اور عمدہ اشعار کہتے تھے آپ کے چند اشعار یہ ہیں۔

اے ملاقات کی رات جس کی خوشبو میں ہر رات پھیلی ہوئی ہے جب میری رات مسرت کے ساتھ تمام ہوئی تو مجھے پیار تھا جاگتے ہوئے ہو گئے زمانے کو برا کہا جاتا ہے اور اس کا ابتدائی حصہ چلا جاتا اور ختم ہو جاتا ہے گویا وہ ستاروں کے پھول ہیں جن کی چمک سے شعلے حرکت کرتے ہیں اور بہار کی کلی کی طرح وہ مہک رہا ہے گویا وہ مشک لگا ہوا کپڑا ہے۔ گویا ہوا ان کا دامن جلنے کے لئے چلا ہوا کپڑا ہے۔ وہ جیسے ہر کوئی کرتا ہے جو جسم میں کستوری کی خوشبو لگی ہے گویا وہ بھاپ میں لپٹا ہوا کپڑا اچھا ہوا سرخ ہے اور وہ ملاقات میں مسکراتا ہے پھر اگر تو اس کی طرف دیکھے تو وہ تجھے خوش کرے گا۔ میں نے اپنے دل سے عہد کیا کہ میں اس کے حسن کا مشاہدہ شراب پینے کی شرط پر کنٹرول کرنے والا ہے حتیٰ کہ رات شکست خوردہ ہو کر چلی گئی اور صبح چلتے ہوئے آ گئی۔ اور بے جان اگر خوش قسمتی میں اس کو چھوڑ دیا جاتا تو اس کی طرح حساب کرتا ہے پھر جب زمانہ اس کے پاس آ جاتا ہے تو وہ عذاب بن جاتا ہے۔

ابو علی سینا کے حالات و واقعات(۱) … یہ مشہور طبیب اور فلسفی ہیں ان کا نام حسین بن عبداللہ بن سینا رئیس ہے۔ یہ طب میں بہت ماہر تھے۔ ان کے والد اہل بلخ میں سے تھے جو بعد میں بخارا آ گئے تھے۔ انہوں نے بخارا سے ہی تعلیم حاصل کی۔ قرآن کریم حفظ کیا اور خوب اچھی طرح یاد کیا۔ جب انہوں نے قرآن کریم حفظ کیا تو ان کی عمر دس سال تھی۔ پھر انہوں نے حساب، جبر و مقابلہ، اقلیدس اور مجسطی وغیرہ کا علم حاصل کیا اس کے بعد ابو عبداللہ ناتلی حکیم سے حکمت سیکھی اور اس میں مہارت حاصل کی اور اپنے زمانے کے لوگوں پر فوقیت لے گئے۔ اس کے بعد تحصیل علم کے لیے ان کے پاس آنے لگے اس وقت ان کی عمر ۱۶ سال تھی۔ انہوں نے سامانی بادشاہ امیر نوح بن نصر کا علاج کیا تھا جس پر بادشاہ نے ان کو بہت انعام دیا تھا اور اپنے کتب خانے کا انچارج مقرر کر دیا تھا۔ انہوں اس میں بہت سی عجیب و غریب کتابیں دیکھیں جو دوسرے کتب خانوں میں نہیں تھیں۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ انہوں نے بعض کتابوں کی اپنی طرف نسبت کر لی حالانکہ وہ ان کی تصانیف نہیں تھیں۔ البتہ ان کی الٰہیات اور طبیعیات پر بہت کتابیں ہیں۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ کل ملا کر ان کی سو سے زائد تصانیف ہیں جن میں القانون، الشفاء، النجاة، اشارات، سلامان، ابسال اور حی بن یقظان وغیرہ شامل ہیں۔ آپ اسلام کے فلاسفہ میں سے تھے۔ انہوں نے ایک قصیدہ اپنے بارے میں کہا تھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

> میں بلند مقام سے تیری طرف اترا ہوں اور عزت و قوت والی ہے وہ ہر عارف کی آنکھ میں چھپی ہوئی ہے۔ اور اس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹا رکھا ہے۔ میں ناپسندیدگی کے باوجود تیرے پاس آیا ہوں۔ بسا اوقات اس نے تیری جدائی کو ناپسند کیا ہے حالانکہ وہ بے راحت ہے۔

ابو علی بن سینا کا ایک اور قصیدہ ہے جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

> دن میں ایک مرتبہ کھایا کر اور کھانا ہضم ہونے سے پہلے دوبارہ کھانے سے بچ جس قدر ہو سکے اپنی منی کی حفاظت کر۔
> اس لئے یہ زندگی کا پانی ہے جو رحموں میں بہایا جاتا ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے اس سال رمضان المبارک میں جمعہ کے دن ۵۸ سال کی عمر میں قولنج سے ہمدان میں وفات پائی۔ بعض نے کہا ہے کہ ان کی وفات اصبہان میں ہوئی۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد الفلاسفہ میں ان کے کلام کا حصر کیا ہے۔ پھر اپنی مشہور کتاب "تہافت الفلاسفہ" میں بیس مجالس میں ان پر رد کیا ہے اور ان میں سے تین میں ان کی تکفیر کی ہے اور لکھا ہے کہ یہ عالم کے قدیم ہونے، معاد کے عدم کے قائل تھے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کو جزئیات کا علم نہیں اور باقی مجالس میں ان کی بدعات کا تذکرہ کیا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ انہوں نے موت کے وقت کفریات سے توبہ کر لی تھی۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) تتمة اليتيمة ۴/۳۹۲، مصباح السعادة ۱/۵۵۵، اعيان الشيعة ۲۶/۳۶۸، تاريخ حكماء الإسلام للبيهقي ۵۲-۷۲، تاريخ الحكماء للشهرزوري ۲۴۳-۲۲۹، تاريخ مختصر الدول لابن العبري ۳۲۵، تاريخ فلاسفة الإسلام ۵۳-۹۲، تاريخ الفلسفة في الإسلام ۱۲۳-۱۸۸، تتمة المختصر ۱/۵۱۴، تاج التراجم ۱۹، الجواهر ۱/۲۳۲، الحكماء ۱۰۱-۱۱۹، خزانة الأدب ۴/۴۶۶، دائرة المعارف الإسلامية ۱/۲۰۳، دول الإسلام ۱/۲۵۵، الفريدة ۲/۸۳، ۲۹، ۲۳/۸۴، روضات الجنات ۲۳۰-۲۴۷، شذرات الذهب ۳/۲۳۴، الشقائق النعمانية ۱/۴۵۶، طبقات الشيعة ۱۷۶، طبقات الفقهاء لطاش كبري ۷۰، العبر ۳/۱۵۶، عيون الأنباء في طبقات الأطباء ۴۳۷، عيون التواريخ ۱۲/۵۹، الفهرس التمهيدي ۵۳۰، ۵۴۳، ۵۴۴، لسان الميزان ۲/۲۹۱، الكامل في التاريخ ۹/۴۵۸، المختصر في أخبار البشر ۲/۱۵۹، مرآة الجنان ۳/۴۷، المستدرك على ابن الأثير ۱۸۵، ميزان الاعتدال ۱/۵۳۹، النجوم الزاهرة ۵/۲۵، هدية العارفين ۱/۲۹۸، ۲۹۹، الوافي بالوفيات ۱۲/۳۹۱، وفيات الأعيان ۲/۱۵۷.

۴۲۹ھ کے واقعات

اس سال سلاجقہ کی حکومت کی ابتداء ہوئی اور اسی سال رکن الدولہ ابو طالب طغرل بیگ محمد بن میکائیل بن سلجوق نے نیشاپور پر قبضہ کیا اور اس کے تخت شاہی پر بیٹھ گئے اور اپنے بھائی داؤد کو خراسان کی طرف بھیجا اور اس کی بادشاہت پر قبضہ کر لیا اور ملک مسعود بن محمود بن سبکتگین سے اسے چھین لیا۔

اس سال مصری فوج نے حلب پر دھاوا بول کر شبل الدولہ نصر بن صالح بن مرداس کو قتل کر دیا اور حلب پر قبضہ کر لیا اور اس سال خلیفہ سے جلال الدولہ نے مطالبہ کیا کہ اسے ملک الملوک کا لقب دیا جائے۔ سوال کا یہ مطالبہ انکار کرنے کے بعد قبول کر لیا گیا۔ اس سال خلیفہ نے قضاۃ اور فقہاء کو اپنے پاس بلایا اور ان کے ساتھ نصاریٰ اور یہود کے ہمراہ ان کو بھی [illegible] کیا اور وہ خیانتیں پابند کر دیے گئے۔ اس سال رمضان المبارک میں جلال الدولہ کو خلیفہ کے حکم سے شہنشاہ اعظم اور ملک الملوک کا لقب دیا گیا۔ اور منبروں پر اس کا خطبہ دیا گیا۔ [illegible] اس سے نفرت کرنے لگے اور خطیبوں کو اینٹوں سے مارا گیا جس کی وجہ سے فتنہ فساد ہونے لگا [illegible] نے قضاۃ اور فقہاء سے اس کے متعلق فتویٰ طلب کیا تو ابو عبداللہ الصیمری نے فتویٰ دیا کہ اس کا (ملک الملوک وغیرہ) کہنا جائز ہے اور نیت اور ارادہ کا اعتبار ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''ان اللّٰہ قد بعث لکم طالوت ملکا'' اور فرمایا ''وکان وراء ھم ملک'' اور جب زمین میں بادشاہ ہوں تو ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ بعض بعض پر فوقیت رکھتے ہوں اور بعض بعض سے بڑے ہوں۔ اور اس میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وجہ سے خالق اور مخلوق کے درمیان مشابہت لازم آتی ہو۔ قاضی ابو الطیب طبری نے لکھا ہے کہ ''ملک الملوک'' کا اطلاق کرنا جائز ہے اور اس کا معنی زمین کے بادشاہوں کا بادشاہ ہوگا۔ اور جب ''قاضی القضاۃ'' اور ''اقضی القضاۃ'' کہا جا سکتا ہے تو ''ملک الملوک'' کہنا بھی جائز ہے۔ اور جب لفظ سے اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے مراد ''زمین کے بادشاہ'' ہوں تو اب خالق اور مخلوق میں مشابہت کا شبہ اس سے زائل ہو گیا۔ اور اسی قبیل سے ان کا یہ قول ہے ''اللّٰھم اصلح الملک'' یعنی کلام کو اس کی طرف پھیرا جائے گا جو مخلوق میں سے بادشاہ ہے [illegible] اس کی اصلاح فرما۔ تمیمی حنبلی نے بھی اسی طرح کی بات لکھی ہے۔ ماوردی رحمۃ اللہ علیہ جو ''الحاوی الکبیر'' کے مصنف ہیں ان سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے اس کی اجازت دی ہے۔ اور ان سے مشہور ہے جس کو علامہ ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ منصور بن عطا [illegible] نے نقل کیا ہے کہ وہ اس سے منع کرتے تھے اور اس کے عدم جواز پر مصر تھے باوجودیکہ وہ جلال الدولہ کے قریبی اور اس کے پاس کثرت سے آتے جاتے تھے اور جلال الدولہ کے ہاں ان کا بڑا احترام تھا۔ پھر اس کی مجلس میں آنے سے رک گئے یہاں تک کہ جلال الدولہ نے ان کو بلایا جب وہ اس کے پاس آئے تو ان کے چہرے سے خوف جھلک رہا تھا کہ کہیں وہ ان کے ساتھ برے طریقے سے پیش نہ آئے جب انہوں نے جلال الدولہ کا سامنا کیا تو اس نے کہا کہ میں جانتا ہوں کہ آپ کا میرے ساتھ [illegible] میرے یہاں مقام و مرتبہ کے باوجود ان لوگوں کی موافقت سے بچنا ہے جنہوں نے ''ملک الملوک'' کے لقب کو جائز قرار دیا [illegible] دین اور حق کی محبت کی وجہ سے ہے اور آپ کے نزدیک حق ہر چیز سے مانع ہے اور اگر آپ لوگوں میں سے کسی اور کی طرف مائل ہوتے تو مجھے مائل کرتے اور اس بات نے میرے نزدیک آپ کی محبت، عزت اور قدر و منزلت کو بڑھا دیا ہے۔

میں نے کہا کہ شیخ ماوردی نے عدم جواز کا فتویٰ اس حدیث کی وجہ سے دیا جو اس کے بارے میں مروی ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم کو سفیان بن عیینہ نے ابو الزناد کے حوالے سے بیان کیا اور انہوں نے اعرج سے اور اعرج نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ''قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا نام وہ ہوگا۔ جس کو ''ملک الاملاک'' کے نام سے پکارا جائے گا۔ امام زہری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عمرو شیبانی سے ''اخنع اسم'' کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا سب سے ذلیل اور [illegible] امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن مدینی سے روایت کیا ہے اور علی بن مدینی نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی تخریج احمد بن حنبل کی سند سے کی ہے [illegible] اس حدیث کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے برا اور ذلیل شخص وہ ہوگا جس کو ملک الاملاک کے نام سے پکارا جائے گا کیونکہ بادشاہت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے'' امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے ابن جعفر نے بیان کیا اور محمد بن جعفر وغیرہ نے عوف سے اور انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ کا شدید غضب ہوگا اس شخص پر جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا اور دوسرا اس شخص پر ہوگا جس نے اپنا نام ملک الاملاک رکھا ہوگا۔ اس لئے کہ بادشاہت صرف اللہ کے لئے ہے۔

ثعالبی صاحب یتیمۃ الدہر کے احوال [1] ان کا نام عبدالملک بن محمد بن اسماعیل ہے۔ کنیت ابومنصور اور نسبت ثعالبی اور نیشاپوری ہے۔ یہ لغت کے امام تھے اور بڑے پرہیزگار تھے۔ ان کی نظم و نثر اور بلاغت و فصاحت میں تصانیف ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کتاب ''یتیمۃ الدہر فی محاسن اہل العصر'' ہے جس کے بارے میں کسی نے کہا ہے۔

''یتیمۃ الدہر'' کے شعراء قدیم ابکار میں بے مثل ہیں۔ وہ مر گئے لیکن ان کے اشعار آج تک زندہ ہیں اسی لئے اس کا نام یتیمہ رکھا گیا ہے''

ان کا نام ثعالبی اس لئے رکھا گیا ہے کیونکہ وہ رفوگر تھے اور لومڑیوں کے چمڑوں کو سیتے تھے۔ ان کے بہت سے عمدہ اشعار ہیں۔ یہ ۳۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور اسی سال یعنی ۴۲۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

استاذ ابومنصور کا ذکر [2] ...... ان کا نام عبدالقاہر بن طاہر بن محمد ہے۔ بغداد کے رہنے والے تھے اور فقہ شافعی کے امام تھے۔ اصول فقہ میں امامت کا درجہ رکھتے تھے۔ علوم کثیرہ میں ماہر تھے ان میں علم حساب اور علم الفرائض بھی شامل ہے۔ بہت مالدار تھے اور اہل علم پر بہت خرچ کرتے تھے۔ متعدد علوم میں انہوں نے درس دیا اور تصانیف کیں۔ انہوں نے ابواسحاق اسفرائنی سے علم حاصل کیا اور ان سے ناصر مروزی وغیرہ نے علم حاصل کیا۔

۴۳۰ھ کے واقعات

اس سال ملک مسعود بن محمود اور ملک طغرل بیگ سلجوقی کے درمیان جنگ ہوئی۔ ملک طغرل بیگ کے ساتھ اس کا بھائی داؤد بھی تھا۔ مسعود نے ان دونوں کو شکست دی اور ان کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کر دیا۔ اور اسی سال شبیب بن وثاب نے قائم بامر اللہ کا حران اور رحبہ میں خطبہ دیا اور فاطمی عبیدی کا خطبہ ختم کر دیا۔ اور اسی سال ابومنصور بن جلال الدولہ کو ملک العزیز کا خطاب دیا گیا اور وہ واسط میں مقیم تھا۔ یہ وہ جیسے بغداد کا امیر بادشاہ تھا۔ جب انہوں نے نافرمانی، سرکشی اور بغاوت کی اور اس کا نام ''ملک الاملاک'' رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے بادشاہت سلب کر لی۔

---

[1] نسمۃ السحر [illegible]، تتمۃ الیتیمۃ ۲/ ۲۹۱، یتیمۃ الدہر فی محاسن أهل العصر [illegible] ۳۹۳ وفیات الأعیان ۳/ ۲۳، شذرات الذہب ۳/ [illegible]، طبقات النحویین واللغویین [illegible]، العبر ۳/ [illegible]، مرآۃ الجنان ۳/ [illegible]، المختصر فی أخبار البشر ۲/ [illegible]، سیر أعلام النبلاء [illegible]، معاهد التنصیص ۳/ [illegible]، مفتاح السعادۃ ۱/ [illegible]، هدیۃ العارفین ۱/ ۶۲۵، [illegible]

[2] [illegible]، مفتاح السعادۃ [illegible]، [illegible] کشف الظنون [illegible] طبقات الشافعیۃ [illegible] طبقات ابن الصلاح [illegible] طبقات ابن قاضی شہبۃ [illegible] طبقات السبکی [illegible] هدیۃ العارفین [illegible] وفیات الأعیان [illegible]

پادشاہت دوسروں میں منتقل ہوگئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم"

"اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو تبدیل نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ خود ہی اپنے آپ کو تبدیل کر لیں"۔ (سورۃ الرعد آیت نمبر ۱۱)

اس سال خلیفہ نے قاضی ابوعبداللہ بن ماکولا کو خلعت عطا کیا۔ اور اس سال بغداد میں ایک انگشت کی مقدار برف باری ہوئی۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ جمادی الآخر میں بنو سلجوق بلادِ خراسان اور بلادِ جبل کی پادشاہت کے مالک بن گئے اور اطراف کو تقسیم کر دیا۔ یہ سلجوقیوں کی پہلی پادشاہت تھی اور اس سال عراق اور خراسان سے کوئی بھی حج کے لئے نہیں گیا اور نہ ہی اہل شام اور اہل مصر سے سوائے چند افراد کے کوئی حج کے لئے گیا۔

حافظ ابونعیم اصبہانی کا ذکر[1] ...... ان کا نام احمد بن عبداللہ بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران ہے۔ اور ان کی کنیت ابونعیم اور نسبت اصبہانی ہے۔ احادیث کے حافظ اور بہت ہی مشہور کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک "حلیۃ الاولیاء" ہے جو بہت جلدوں میں ہے اور آپ کی وسعت روایت کثرت شیوخ اور مخارج حدیث پر آپ کی بروقت اطلاع پر دلالت کرتی ہے۔ اور ان کی ایک کتاب "معجم الصحابۃ" بھی ہے جس کا قلمی نسخہ میرے پاس ہے اور اسی طرح ان کی ایک کتاب "صفۃ الجنۃ و دلائل النبوۃ" بھی ہے۔ طب نبوی میں بھی ان کی ایک کتاب ہے اور اس کے علاوہ بھی ان کی بہت ہی مفید تصانیف ہیں۔

خطیب بغدادی کا بیان ہے کہ ابونعیم مسموع کو مجاز کے ساتھ خلط ملط کر دیتے تھے اور ایک کو دوسرے سے واضح نہیں کرتے تھے۔ عبدالعزیز نخشبی کا بیان ہے کہ ابونعیم نے مسند حارث بن ابی اسامہ کی سند ابوبکر بن خلاد سے مکمل طور پر نہیں سنی تھی لیکن انہوں نے پوری مکمل کی ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ انہوں نے کثرت سے احادیث سنیں اور بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ اور عقائد میں یہ اشعریین کے مذہب کی طرف بہت زیادہ مائل تھے۔

ابونعیم کی وفات ...... ان کی وفات ۲۸ محرم ۴۳۰ھ کو ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۹۴ سال تھی کیونکہ ابن خلکان کے بیان کے مطابق ان کی پیدائش ۳۳۶ھ میں ہوئی تھی۔ ان کی ایک کتاب "تاریخ اصبہان" بھی ہے اور ابونعیم نے اپنے والد کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ مہران مسلمان ہو گئے تھے اور ان کا ولاء عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کے لئے تھے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ "اصبہان" اس کی اصل فارسی میں "سپاہان" ہے یعنی لشکروں کے جمع ہونے کی جگہ۔ اور اسکندر نے اس کو آباد کیا تھا۔

حسن بن حفص کا ذکر ...... (ابوالفتوح علوی امیر مکہ حسن بن حسین ابوعلی رخجی) دو سال شرف الدولہ کے وزیر رہے پھر معزول کر دیئے گئے۔ اپنے زمانے کے بڑے عظیم مرتبے کے انسان تھے آپ نے ہی مارستان واسط تعمیر کروایا اور اس میں طبیبوں اور دوائیوں وغیرہ کا بندوبست کروایا اور اس کی ضرورت کے بقدر اس کے لئے مال وقف کیا۔ اس سال آپ کا انتقال ہوا جبکہ آپ کی عمر اسی سال کے قریب تھی۔ رحمہ اللہ۔

حسین بن محمد بن حسن[2] ...... ابن علی بن عبداللہ مؤدب، آپ کی کنیت ابو احمد ہے آپ نے صحیح بخاری ابوالہیثم محمد کشمیہنی سے سنی۔ ان سے

---

[1] [illegible] الشعلة [illegible] سير [illegible] تذكرة الحفاظ [illegible] [illegible] تاريخ الاسلام [illegible] [illegible] طبقات الحفاظ [illegible] [illegible] لسان الميزان [illegible] [illegible] المنتظم [illegible] مرآة الجنان [illegible] [illegible] ميزان الاعتدال [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] هدية العارفين [illegible] الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الاعيان [illegible]

[2] تاريخ بغداد [illegible]، المنتظم [illegible]

علاوہ ازیں بہت سے محدثین سے بھی احادیث کی سماعت کی، جمادی الاولیٰ میں انتقال ہوا باب حرب میں دفن کیے گئے۔

عبدالملک بن محمد: ابن عبداللہ بن محمد بن بشر بن مہران، ابوالقاسم کنیت ہے واعظ تھے نجاد اور نجاد بن احمد اور آجری وغیرہ سے احادیث سنیں، ثقہ صدوق تھے شرفاء بھی حکام کے پاس آتے جاتے تھے مگر آپ دنیا کی رغبت سے خوف خدا کی وجہ سے بچتے رہے اسی سال ماہ ربیع الثانی میں انتقال ہوا ۹۰ سال سے متجاوز عمر تھی، رصافہ کی جامع مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی جنازے میں حاضر ہونے والے مجمع کی تعداد بہت زیادہ تھی، باب حرب کے پہلو میں دفن کیے گئے آپ نے خود اسی بات کی وصیت کی تھی۔

محمد بن حسین بن خلف: ابن الفراء، یہ قاضی ابو یعلی حنبلی کے والد تھے، دارقطنی اور ابن شاہین سے حدیث کی سماعت کی، خطیب نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ ان (سے حدیث لینے) میں کوئی حرج نہیں میں نے ان کی اصول (ثبت) دیکھے ہیں جن میں ان کا سماع تھا، لیکن یہ خبر ملی ہے کہ انہوں نے مصر میں احادیث بیان کرنے میں تساہل کی جب احادیث لکھنے والوں سے صحیفے خرید کر ان سے روایت کرنے لگے اعتزال کی طرف مائل تھے، مصر کے شہر تنیس میں انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ: ابوبکر دینوری زاہد تھے خوشحالی کی زندگی تھی لوگ آپ کی تعریف کیا کرتے تھے بغداد کے حاکم جلال الدولہ آپ کی زیارت کے لیے آیا کرتے تھے ایک دفعہ آپ نے اس سے کہا کہ لوگوں سے نئے ٹیکس کی عادت ختم کر دے جن کی قیمت دو ہزار دینار تھی اس نے آپ کی خاطر ختم کر دیئے۔

جب انتقال ہوا تو اہل بغداد جنازے پر ٹوٹ پڑے کئی دفعہ نماز جنازہ پڑھی گئی باب حرب میں دفن کیے گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

فضل بن منصور[1]: ابو رضی کنیت ہے ابن ظریف کے نام سے مشہور تھے ظریف الطبع شاعر تھے آپ کے اشعار میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

اے شہادت دینے والے شخص جسے تمہیں نصیحت کی گئی اور ایسی مصیبت میں مبتلا نہیں کیا جاتا مگر خیر خواہی کی وجہ سے اور شریف لوگوں کے یہ اوصاف ہیں مروت کی باتیں ہیں جن کو تو نے طویل سمجھا کیا تم ایسے آدمی سے وفا کی امید کرتے ہو جس کی طبیعت ہی بخل پر ڈھالی گئی ہے تم حسن اخلاق بیان کرتے ہو اپنے چہروں کی تعریف کرتے ہو اور بھلائی کا ذکر ہے اسی لئے تم رزق سے محروم کیے جاتے ہو کہ تم دعا یا برائی کی جہت سے کام چلاتے ہو تم [illegible] کی حفاظت [illegible] نہیں دیکھا کسی کو کہ وہ اس میں کامیاب ہو کر لوٹے اگر میری بات میں تمہیں شک ہے تو کسی وضاحت کے ذریعے میری تکذیب کرو۔

ہبۃ اللہ بن علی بن جعفر: ابوالقاسم بن ماکولا جلال الدولہ کی دو دفعہ وزارت کی، حافظ قرآن تھے اشعار سے اور تاریخ سے واقف تھے اسی سال ماہ جمادی الاولیٰ میں ایک گھر کے کمرے میں ان کا گلا گھونٹ دیا گیا۔

ابن بواب[2]: ان کے علاوہ بھی بہت سی تصانیف ہوئی ہیں روایت کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک قیمتی مصحف لکھا ہے جس کی آپ

---

(۱) [illegible]

(۲) الانساب [illegible] معجم الادباء [illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible] شذرات الذہب [illegible] طبقات [illegible] کشف الظنون [illegible] مفتاح السعادۃ [illegible] الوافی بالوفیات [illegible] وفیات الاعیان [illegible]

اس کے خلاف کوئی دلیل قائم کرتے ہو مسکرا دیا اور کہا اس پر تو اس نے یہ شعر پڑھا:

"کیا بات ہے کہ تم بھی اس کے خلاف کوئی حجت قائم کرتے ہو تو مجھ سے [illegible] کی وجہ سے [illegible]
[illegible] ہے [illegible] یہ [illegible] کی قدر [illegible] ہے۔"

ابوالحسن علی بن ابراہیم بن سعید بن یوسف الحوفی النحوی...... انہوں نے نحو میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے۔ اعراب القرآن دس جلدوں میں اور تفسیر القرآن بھی انہی کی تصنیف ہے۔ عربی لغات و ادب میں امام تھے اور ان کی تصانیف بہت ہیں جن سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ حوفی مصر کے اطراف شرقیہ کی طرف منسوب ہے اور اس کا قصبہ [illegible] مشہور ہے۔ [illegible] کا نام حوف ہے [illegible] حوفی ہے اور یہ شرقیہ [illegible] سے [illegible] ہے۔

۴۳۰ھ کے حالات

اس سال رجب میں پانی زیادہ ہو کر [illegible] تک پہنچ گیا اور ان کو [illegible] پہنچ [illegible] اور اسی سال [illegible] سے بہت سے لوگ مارے گئے اور بہت [illegible] تھے [illegible] ہو گئے۔ [illegible] نے بہت سے [illegible] اور [illegible] بھی پیچھے نہیں رہی۔ [illegible] آسمان سے باتیں کرنے لگی۔

اسی سال ملک ابوطاہر نے [illegible] حضرت امام حسین کی زیارت کی۔ اس کے علاوہ [illegible] پیدل گئے [illegible]۔

اہل عراق میں سے کسی نے اس سال حج نہیں کیا۔

حوفی ...... اعراب القرآن کے مصنف(۱)...... اسی سال [illegible]
[illegible] کا ذکر۔

اسماعیل بن احمد ...... ابن عبداللہ ابوعبدالرحمن الحیری الضریر نیشاپوری [illegible] میں سے تھے [illegible] ۴۲۳ھ میں حج کرتے ہوئے بغداد آئے خطیب بغدادی نے [illegible] تین مجلسوں میں آپ سے [illegible] صحیح البخاری [illegible] کشمیہنی [illegible] اسماعیل کے [illegible] ہیں اور [illegible]
آپ کا اسی سال انتقال ہوا [illegible]۔

بشریٰ الفاتنی(۲)...... آپ کا نام بشریٰ بن مسیس [illegible] رومیوں کے قیدیوں میں سے تھے [illegible] آپ نے [illegible] کی ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی خطیب بغدادی نے آپ سے احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے

---

(۱) معجم الادباء [illegible] الانساب [illegible] بغیۃ الوعاۃ [illegible] تلخیص ابن مکتوم [illegible] حسن المحاضرۃ [illegible] شذرات الذہب [illegible] طبقات المفسرین للسیوطی [illegible] طبقات المفسرین للداؤدی [illegible] طبقات النحاۃ لابن قاضی شہبۃ [illegible] العبر [illegible] اللباب [illegible] کشف الظنون [illegible] معجم [illegible] معجم البلدان [illegible] مفتاح السعادۃ [illegible] ہدیۃ العارفین [illegible]

(۲) [illegible] الانساب [illegible] تاریخ بغداد [illegible] المختصر [illegible] العبر [illegible] اللباب [illegible] المنتظم [illegible] الوافی بالوفیات [illegible]

[illegible]

محمد بن علی [illegible]

آغاز ۳۳۲ھ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

---

(۱) [illegible]

چنانچہ مسعود کے لشکر نے کرمان کی طرف چلا ان سے قتال کیا اور انہیں شکست دے کر قید کر دیا اپنے چچا محمد ان کے بیٹے احمد اور اپنے تمام چچا زاد بھائیوں کو قتل کر دیا عبدالرحمن اور دوسرے امراء کو چھوڑ دیا وہاں ایک بستی تعمیر کی جس کا نام مسعود آباد رکھا پھر غزنہ کی طرف کوچ کیا شعبان میں غزنہ پہنچا اور اپنے والد محمود کی طرح عدل و انصاف قائم کیا لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اطراف کے روساء نے آپ کی اطاعت قبول کی بعض اس نے اپنے ہاتھ سے اپنے ہاتھوں فتح کیے ہیں یہ اس کی سلطنت کا ایک حصہ ہے۔

اسی سال حمودی ولاۃ نے افریقہ کے حکمران معز بن بادیس پر حملہ کیا چنانچہ بادیس نے ان کی طرف لشکر کشی کی اور تقریباً دو سال تک ان کا محاصرہ کیے رکھا اس سال بادیس کے افریقہ میں تخت حکومت پر قابض ہوئی اور بغداد میں کرخ اور باب البصرہ کے سنیوں اور روافض میں ایک عظیم جنگ ہوئی اور جو کی بغداد میں فریقین کے لوگ قتل کیے گئے اہل عراق اور اہل خراسان میں سے کسی نے حج نہیں کیا اس سال جن لوگوں کا انتقال ہوا ان کا تذکرہ۔

محمد بن حسین ابن الفضل بن عباس ابو یعلی البصری ہیں بصرہ کے رہنے والے تھے صوفی تھے اپنی عمر کا بڑا حصہ سفر میں گزارا اور بڑھاپے میں بغداد آئے وہاں ابوبکر بن ابی حدید دمشقی اور ابوالحسین بن جمیع غسانی کی روایت سے احادیث بیان کیں ثقہ صدوق تھے اچھے اشعار کہتے تھے۔

آغاز ۴۲۳ ہجری

اس سال طغرل بیگ جرجان و طبرستان کا بادشاہ ہوا پھر شوال میں نیشاپور لوٹ آیا اسی سال شمس الدولہ بن علاء الدولہ ابو جعفر کا انتقال ہوا اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کا بیٹا اس کے بعد دونوں بھائی ابو کالیجار اور ابو منصور میں اختلاف ہوا اسی سال ابو کالیجار نے جلال الدولہ پر قبضہ کر لیا اسی سال بغداد میں خلیفہ کے خلاف ترکوں نے بغاوت کی جس سے بہت سے لوگ پریشان ہوئے اسی سال تنوری کا ایک بہت بڑا واقعہ پیش آیا جو شہر میں تھا اسی سال بغداد کا ایک شخص جو حج کو جاتا تھا آیا اس نے بتایا کہ وہاں کے بڑے لوگوں میں سے ہے چنانچہ بغداد والوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس نے قحط و طعام کا انتظام کیا اس نے بتایا کہ وہ ترک اور عقاب بن علاء کی اولاد ہیں اور ترک کے دور کے شہروں میں رہتے ہیں اس نے یہ بھی بتایا کہ ان رات ان کے ہاں چھ گھنٹوں کے ہوتے ہیں ان کی دن لمبے ہیں اور مختصر بھی اور سیرابی کے کھیتیاں اور پھل ہوتے ہیں اسی سال اعتقاد قادری سے خلیفہ قائم نے جمع کیا تھا پڑھا گیا اور معتزلہ پر علماء و صوفیہ کے خطوط لیے گئے کہ یہ مسلمانوں کا اعتقاد ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ فاسق و کافر ہے سب سے پہلے اس پر شیخ ابوالحسن علی بن عمر قزوینی نے لکھا ان کے بعد دوسرے علماء نے لکھا شیخ ابوالفرج ابن جوزی نے پورا اعتقاد اپنی نظم میں تفصیل سے ذکر کیا ہے اس میں سلف کے عقائد کا ایک اچھا مجموعہ ہے۔

بہرام بن منافیہ … ابو منصور ابو کالیجار کے وزیر تھا عفیف پاک دامن عادل تھا فیروز آباد میں کتابوں کا ایک ذخیرہ وقف کیا جو سات ہزار جلدوں پر مشتمل تھا ان میں سے چار ہزار ورق ابو علی اور ابو عبداللہ بن مقلہ کے خط سے تھے۔

محمد بن جعفر بن حسین … بحرانی نام سے معروف تھے خطیب بغدادی وغیرہ نے بیان کیا ہے کہ یہ محمد بن جعفر بن شعر دمشق سے بغداد میں آئے یہاں ملاقات کی اور ان سے روایت کی بہت اچھے اشعار کہتے تھے ان کے اشعار میں سے بعض درج ذیل ہیں۔

میرے قلب کا اس بنا پر جو آنکھ بیٹھ کر جلتے رہنے کی بجائے عذاب میں رہی لوگ کہتے ہیں کہ میں نے اس کی خواہش کو محبت سے چھپا رکھا ہے۔ لیکن حقیقت میں میرا تو دشمنی سے اور جو چاہتا تھا زندگی کے بدلے میں اس کی رضا طلب کی ہے اور اس نے غضب کے بدلے میں اپنی موت دی ہے۔

مسعود الملک بن مالک محمود[1]: ابن ملک سبکتگین، غزنہ کے حکمران تھے اور ان کے حکمران کے بیٹے تھے چچا اور بھائی محمد بن محمود نے قتل کیا اور حکمران ان کے بیٹے مودود بن مسعود نے اپنے باپ کا انتقام لیا چنانچہ اپنے باپ کے قاتل اپنے چچا اور ان کے گھر والوں کو قتل کر دیا اور خود تو اسی طرح حکمران ہوا کہ کوئی اس کا مقابل نہ تھا۔ امیر المومنین [illegible] کی بیٹی کی عمر کافی طویل ہوئی اور اسی سال رجب کے مہینے میں ایک نوے سال کی عمر میں (لکھا گیا ہے کہ اس میں جنون والا پیدا ہو گیا تھا مگر ان کے غائب ہونے کی وجہ سے انتقال ہوا) [illegible] اور رصافہ میں دفن کی گئیں۔

آغاز ۴۳۳ ہجری

اس سال ملک جلال الدولہ نے ابو طاہر کو حکم دیا کہ [illegible] کے اموال سے ٹیکس وصول کرے اور خلیفہ کے آدمیوں کو ان پر قبضہ کرنے سے روک دیا خلیفہ قائم بامر اللہ اس کی وجہ سے بہت پریشان ہوا اور بغداد سے نکلنے کا عزم کر لیا اسی سال تبریز میں سخت زلزلہ آیا جس سے شہر کی فصیل، قلعے اور گھر منہدم ہو گئے اور دارالامارۃ کا کافی حصہ گر گیا، پچاس ہزار آدمی ہلاک ہوئے شہر کے لوگوں نے اس سخت مصیبت کی وجہ سے ٹاٹ کے کپڑے پہنے۔

اسی سال سلطان طغرل بیگ نے خراسان کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا جن میں خوارزم، دھستان، طبس، رے، بلاد جبل، کرمان اور اس کے مضافات اور قزوین وغیرہ شامل ہیں ان تمام شہروں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کی شہرت پھیل گئی اور شان و شوکت خوب بڑھ گئی۔ اسی سال ملک ابا کالیجار بن [illegible] نے [illegible] سے [illegible] کا علاقہ چھین کر اس پر قبضہ کر لیا۔

اہل عراق اور مصر، شام وغیرہ کے لوگوں نے اس سال حج نہیں کیا اور نہ ہی اس سے پہلے سالوں میں کیا۔ اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان میں سے بعض کا ذکر۔

ابو ذر ہروی[2]: حافظ عبداللہ بن احمد بن محمد مالکی بہت سے محدثین سے احادیث سنیں مختلف شہروں کے سفر کیے، مکہ میں مقیم ہو گئے، عرب میں شادی کی ہر سال حج کرتے اور حج کے ایام میں تنہا مقیم رہتے اور لوگوں کو احادیث سناتے، اہل مغرب نے آپ ہی سے اشعری مذہب حاصل کیا، کہتے تھے کہ میں نے یہ مذہب باقلانی سے حاصل کیا ہے حافظ تھے ذی قعدہ میں انتقال ہوا۔

محمد بن الحسین: ابن محمد بن جعفر ابو الفتح شیرازی، قطیعہ کے نام سے معروف تھے، شہروں کا سفر کیا، بہت سے محدثین سے احادیث سنیں، ظریف الطبع تھے، [illegible] کے راستے پر چلتے، کہتے تھے جب میں پیدا ہوا تو میرا نام قطیعہ رکھا گیا مگر [illegible] والد نے میرا نام محمد رکھا۔

---

(۱) تاریخ ابن خلدون [illegible]، سیر اعلام النبلاء [illegible]، العبر [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]، وفیات الاعیان [illegible]

(۲) تاریخ بغداد [illegible]، تاریخ التراث العربی [illegible]، الدیباج المذہب [illegible]، سیر اعلام النبلاء [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الحفاظ [illegible]، العبر [illegible]، العقد الثمین [illegible]، کشف الظنون [illegible]، النجوم الزاہرہ [illegible]، ہدیۃ العارفین [illegible]

آغاز ۴۳۵ھ میں

اس سال خلیفہ کے نائب کی طرف سے روانہ کئے گئے ملک طغرل بیگ نے جلال الدولہ کی طرف خط لکھا جس میں اسے رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کی تاکید کی اور اسے ظلم کرنے سے منع کیا اور کہا کہ وہ کسی ناپسندیدہ معاملے کو دیکھے تو رعایا کے ساتھ اپنا سلوک درست کرے۔

ابو کالیجار اپنے بھائی جلال الدولہ کے بعد

بغداد کا بادشاہ اسی سال جلال الدولہ ابو طاہر بن بہاء الدولہ کا انتقال ہوا اس کے بعد اس کا بھائی ابو کالیجار ابن بہاء الدولہ بغداد کا وارث ہوا بغداد میں امراء کے سامنے اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، امراء نے ملک عزیز ابو منصور بن جلال الدولہ کو بغداد سے خارج کر دیا چنانچہ وہ بغداد سے نکل کر کسی اور جگہ چلا گیا جہاں ۴۴۱ ہجری میں اس کا انتقال ہوا اسے قریش کے قبرستان میں اپنے باپ کی قبر کے پاس دفن کیا گیا۔ اسی سال ملک مودود بن مسعود نے ایک بڑا لشکر خراسان کی طرف بھیجا سلجوقی الپ ارسلان بن داؤد کو اس کی طرف بھیجا گیا۔ ان دونوں لشکروں میں جنگ عظیم ہوئی۔

اس سال ماوراء النہر میں ترک جو مسلمانوں کے شہروں پر (مسلمانوں کے شہروں میں) آتے جاتے تھے اور انہیں تنگ کرتے رہتے تھے ان میں سے دس ہزار خیمے مسلمان ہوئے عید الاضحیٰ میں انہوں نے بیس ہزار بکریاں ذبح کیں یہ لوگ مختلف شہروں میں پھیل گئے البتہ تاتاری جو چین کے علاقوں میں آباد تھے ان میں سے کوئی بھی مسلمان نہ ہوا۔

اسی سال روم کے بادشاہ نے قسطنطنیہ سے بہت سے لوگوں کو نکال دیا جو تین سال سے کم عرصے سے وہاں مقیم تھے۔ اسی سال افریقہ کے حکمران معز بن بادیس نے خلیفہ عبیدی کے نام کا خطبہ بند کر دیا اور قائم کا خطبہ جاری کروا دیا۔ خلیفہ نے اس کی طرف خلعت اور جھنڈا بھیجا جس میں اس کی تعظیم و توصیف تھی۔ اسی سال خلیفہ قائم بامر اللہ نے جلال الدولہ کی موت سے پہلے ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی کو ملک طغرل بیگ کی طرف بھیجا تاکہ طغرل بیگ، جلال الدولہ اور ابو کالیجار کے درمیان صلح کروا دے، ابو الحسن جرجان میں طغرل بیگ سے ملا، سلطان نے خلیفہ کے احترام میں شہر سے چار فرسخ آگے نکل کر اس کا استقبال کیا، چنانچہ ماوردی نے ... ابو الحسن جب واپس خلیفہ کے پاس آیا تو سلطان کی اطاعت اور اس کے کرم کے بارے میں بتایا۔ اس سال انتقال کرنے والے مشہور لوگ۔

حسین بن عثمان ...... بن علی بن احمد بن عبد العزیز بن ابو منصور الکیسانی ابو سعد یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے علم حدیث حاصل کرنے کے لئے دور دراز کا سفر کیا بغداد میں ایک عرصے تک مقیم رہے اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے، خطیب بغدادی نے آپ سے روایت کی ہے اور آپ کو صدوق قرار دیا ہے، آخر عمر میں مکہ منتقل ہو گئے تھے اسی سال مکہ کے راستے میں انتقال ہوا۔

عبد اللہ بن ابی الفتح[1] .. احمد بن عثمان بن فرج بن الازہر ابو القاسم الازہری مشہور محدث ہیں صیرفی کے نام سے مشہور ہیں، ابو بکر بن مالک اور دوسرے بہت سے محدثین سے احادیث سنیں ثقہ صدوق تھے دین دار اور اچھی سیرت والے تھے ماہ صفر کی رات اسی سال اسی برس کی عمر میں انتقال ہوا۔

---

[1] الانساب ۱/۲۰۶، ۲۰۷، الازہری ۱/۱۰۸؛ سیر الذہبی؛ تاریخ بغداد ۱۰/۳۸۵؛ شذرات الذہب ۳/۲۵۵؛ العبر ۳/۱۸۲؛ طبقات ۳/۳۸۵؛ انساب ۳/۳۸۵؛ المنتظم ۸/۱۰۸؛ النجوم الزاہرہ ۵/۳۶؛

سلطان جلال الدولہ[1]: ابو طاہر بن بہاء الدولہ بن بویہ دیلمی عراق کے حکمران تھے عبادت گزار اور پرہیز گار تھے نیک لوگوں سے محبت کرتے تھے ان کی زیارت کے لئے جاتے ان سے دعا کی درخواست کرتے، ان پر مصیبتیں آئیں اپنے گھر سے نکالا گیا ایک عرصہ بغداد سے باہر نکال دیا گیا پھر دوبارہ لوٹ آئے جگر کے ورم میں مبتلا ہوا جس کی وجہ سے اس سال پانچ شعبان کو شب جمعہ میں انتقال ہوا اکیاون سال چند مہینے عمر ہوئی ان میں سترہ سال گیارہ مہینے عراق پر حکمرانی کی۔

آغاز ۴۳۶ھ

اس سال ابو کالیجار بغداد داخل ہوا پانچوں اوقات میں نوبت بجانے کا حکم دیا اس سے پہلے بادشاہوں نے بھی ایسا نہ کیا تھا صرف عضد الدولہ کے لئے تین اوقات میں نوبت بجایا جاتا تھا پانچوں اوقات میں نوبت بجانا صرف خلیفہ کے لئے تھا، رمضان میں وہ بغداد میں داخل ہوا فوج میں اموال کثیرہ تقسیم کئے اور تین ہزار دینار خلیفہ کی طرف بھیجے فوج کے سردار بساسیری [illegible] خلیفہ سے [illegible] خلیفہ نے اسے محیی الدولہ کا لقب دیا، بہت سے شہروں میں امراء نے اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جمعہ ان میں بھی اس کا خطبہ پڑھا گیا سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ باقی رہا۔

اسی سال طغرل بیگ نے ابو القاسم علی بن عبداللہ جوینی کو اپنا وزیر بنایا یہ اس کا پہلا وزیر تھا اس کے بعد ابو الفتح احمد بن یوسف صاحب مقرر کیا [illegible] کی موت کے بعد سلام قبول کیا، اسی سال نقیب الطالبین ابو احمد عدنان بن شریف رضی نے اپنے چچا مرتضی کی وفات کے بعد [illegible] اسی سال [illegible] باب الطاق کی قضاء کے ساتھ جوڑ دیا [illegible] کرخ کی قضاء کا بھی [illegible] اسی سال امیر [illegible] مرا [illegible] تب مسلمانوں نے خلیفہ کے دیوان [illegible] اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا، اس سال جن شخصیتوں کا انتقال ہوا ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں۔

حسین بن علی: ابن محمد بن جعفر ابو عبداللہ صیمری، "صیمری" بصرہ میں ایک نہر کی طرف نسبت ہے جس کا نام صیمر ہے آپ بہت سی بستیوں کے [illegible] آپ حنفی فقیہ تھے [illegible] ابن شاہین وغیرہ سے احادیث روایت کیں، صدوق تھے حسن معاشرت و حسن عبادت کے ساتھ متصف تھے، علماء کے حقوق کا خیال رکھتے تھے شوال میں پچاسی سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

عبدالوہاب بن منصور(۳): ابن احمد ابو الحسن اہوازی ابن المشتری کے نام سے معروف تھے اہواز اور اس کے مضافات کے علاقوں کے قاضی تھے مذہباً شافعی تھے بادشاہ کے ہاں آپ کو بڑی قدر و منزلت حاصل تھی صدوق تھے مالدار تھے حسن سیرت کے حامل تھے۔

---

(۱) البدایۃ [illegible] المنتظم [illegible] شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible] الکامل فی التاریخ [illegible]

[illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

شریف مرتضیٰ (۱): علی بن حسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب شریف موسوی، مرتضیٰ ذوالمجدین (دو شرافتوں والے) تھا اپنے بھائی ذوالحسبین سے بڑے تھے امامیہ و معتزلہ کے مذہب پر عمدہ شعر کہتے تھے اس پر مناظرہ کرتے۔ ان کے ہاں تمام مذاہب پر مناظرہ ہوتا تھا شیعہ مذہب کے اصول و فروع پر ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے شیعہ مذہب میں ان کے تفردات نقل کئے ہیں جن میں سے بعض یہ ہیں: سجدہ صرف زمین پر یا جنس زمین پر جائز ہے، پتھروں سے استنجاء صرف پاخانے میں جائز ہے پیشاب میں نہیں، کتابیات حرام ہیں اہل کتاب کے ذبائح اسی طرح ان کے اور دوسرے کفار کے تیار کردہ کھانے حرام ہیں، طلاق صرف دو گواہوں کی موجودگی میں ہو سکتی ہے طلاق معلق واقع نہیں ہوتی اگرچہ شرط پائی جائے، جو شخص عشاء کی نماز پڑھے بغیر سو جائے اور نصف رات گزر جائے اس پر قضاء واجب ہے اور اس پر واجب ہے کہ نماز قضا کرنے کے کفارے کے طور پر صبح روزہ رکھے۔ اگر عورت اپنے بال کاٹ دے تو اس پر قتل خطا کا کفارہ واجب ہوگا، جس شخص نے مصیبت میں اپنا کپڑا پھاڑا اس پر کفارہ یمین واجب ہوگا، جس شخص نے بے خبری کی وجہ سے ایسی عورت سے شادی کر لی جس کا شوہر موجود تھا اس پر واجب ہے کہ پانچ درہم صدقہ کرے، چور کے انگلیوں کے پورے کاٹے جائیں گے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ میں نے یہ تفردات ابو الوفاء بن عقیل کے طریق سے نقل کئے ہیں۔ یہ سب مسائل تعجب خیز ہیں اجماع کے خلاف ہیں۔ ان سے بھی زیادہ تعجب انگیز بات یہ ہے کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی مذمت کرتا ہے۔ اس کے بعد ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عمر بن خطاب و عثمان رضی اللہ عنہما و عائشہ صدیقہ و حفصہ رضی اللہ عنہن کی تکفیر کے بارے میں اس کے اقوال قبیحہ ذکر کئے۔ اگر اس نے توبہ نہیں کی تو اللہ تعالیٰ اسے اور اس کے ہم مسلک نجس و ناپاک روافض کو رسوا کرے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ہمیں ابن ناصر نے ابو الحسن طیوری سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم بن برہان کو کہتے ہوئے سنا کہ میں شریف مرتضیٰ کے پاس گیا میں نے دیکھا کہ وہ دیوار کی طرف رخ کئے ہوئے کہہ رہا ہے: "ابوبکر و عمر کو حکمران بنایا گیا تو انہوں نے عدل کیا، ان سے رحم طلب کیا گیا انہوں نے رحم کیا لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ وہ اسلام لانے کے بعد مرتد ہو گئے۔ میں اس سے اٹھ کر واپس چلا آیا ابھی میں گھر کی چوکھٹ تک نہ پہنچا تھا کہ ایک چیخ کی آواز اس پر پڑی" اس سال اکیاسی سال کی عمر میں انتقال ہوا ابن خلکان نے اسے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کی تعریف بھی کی ہے جیسا کہ ان کی عادت ہے کہ شعراء کی تعریف کرتے ہیں، اور اس کے عمدہ اشعار بھی ذکر کئے اور یہ بھی کہ "کہا جاتا ہے کہ کتاب نہج البلاغہ کے واضع یہی ہیں۔

محمد بن احمد..... ابن شعیب بن عبداللہ بن الفضل ابو منصور رویانی شیخ ابو حامد اسفرائینی کے ساتھی ہیں خطیب بغدادی کہتے ہیں "یہ بغداد میں رہے اور احادیث بیان کیں ہم نے ان سے احادیث لکھیں صدوق تھے قطیعۃ الربیع میں رہتے تھے اسی سال ربیع الاول میں انتقال ہوا باب حرب میں دفن کئے گئے۔

---

(۱) ایضاح المکنون [illegible]، انباہ الرواۃ [illegible]، اعیان الشیعۃ [illegible]، بغیۃ الوعاۃ [illegible]، تاریخ الاسلام وفیات ۴۳۶ھ، تاریخ بغداد [illegible]، تتمۃ المختصر [illegible]، تتمۃ الیتیمۃ [illegible]، تذکرۃ [illegible] للعصامی [illegible]، جمہرۃ انساب العرب [illegible]، [illegible]، الدرجات الرفیعۃ [illegible]، دمیۃ القصر [illegible]، دول الاسلام [illegible]، الذریعۃ [illegible]، الذخیرۃ فی محاسن اہل الجزیرۃ القسم الرابع المجلد الثانی [illegible]، روضات الجنات [illegible]، العبر [illegible]، عیون التواریخ [illegible]، فہرست الطوسی [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، کتاب [illegible]، کشف الظنون [illegible]، لسان المیزان [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، معجم الادباء [illegible]، المنتظم [illegible]، منہج المقال [illegible]، [illegible]، میزان الاعتدال [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]، نزہۃ الالباء [illegible]، [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible]، وفیات الاعیان [illegible]۔

ابوالحسین بصری معتزلی[1] ... محمد بن علی بن طیب، ابوالحسین بصری متکلم معتزلہ کے شیخ اور ان کے مؤید و معتبر تھے، بہت سی تصانیف کے مصنف تھے، بغداد میں ان کا انتقال ہوا، اسی سال ربیع الآخر میں انتقال ہوا، قاضی ابو عبداللہ صیمری نے نماز جنازہ پڑھائی، شونیزی میں دفن کئے گئے، صرف ایک حدیث روایت کی ہے جسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اس طرح ذکر کیا ہے "ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن طیب نے کہ ... ابراہیم کے بھتیجے ہلال بن محمد پر حدیث پڑھی گئی اس حال میں کہ میں سن رہا تھا ان سے کہا گیا آپ کو حدیث بیان کی ہے ابو مسلم کجی، ابو خلیفہ فضل بن حباب جمحی، ابو علاثہ مازنی اور زریق نے ابو مسعود بدری سے انہوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نبوت کی باتوں میں سے جو باتیں لوگوں نے پائی ہیں ان میں سے یہ بات ہے کہ 'جب تم حیا نہ کرو تو جو چاہے کرو' علاثہ کا نام محمد ہے، مازنی کا نام محمد بن حامد ہے اور زریق ابو محمد بن محمد بن خالد بصری ہیں۔

آغاز ۴۳۷ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ سلجوقی نے اپنے بھائی ابراہیم کو بلاد جبل کی طرف بھیجا چنانچہ ابراہیم نے وہاں جا کر قبضہ کیا اور وہاں کے حکمران کرشاسف ابن علاء الدولہ کو وہاں سے نکال باہر کیا وہ نکل کر کردوں کے پاس چلا گیا پھر ابراہیم نے دینور کی طرف رخ کیا اس پر قبضہ کر کے اس کے حکمران ابو شوک کو بھی وہاں سے نکال دیا چنانچہ وہ نکل کر حلوان گیا ابراہیم نے وہاں بھی اس کا پیچھا کیا اور حلوان پر بھی قبضہ کیا اس کا گھر جلا دیا اس کے اموال پر قبضہ کیا، یہ صورت حال دیکھ کر سلطان ابو کالیجار نے سلجوقیوں کے خلاف قتال کی تیاری شروع کی لیکن قوت کی کمی کی وجہ سے وہ اس پر قادر نہ ہو سکا کیونکہ اس سال گھوڑوں میں ایک بیماری پھیل گئی جس کی وجہ سے تقریباً بارہ ہزار گھوڑے مر گئے بغداد میں مردہ گھوڑوں کی بدبو کی وجہ سے تعفن ہو گیا اسی سال روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بہت سے لوگ قتل کر کے یہود کے گھروں ... ان کے پرانے کپڑے جلا دیئے واسط میں نصاریٰ کے ایک بڑے شخص کا انتقال ہوا مسلمانوں کے لوگ تعزیت کے لئے وہاں ایک مسجد کے دروازے پر بیٹھے تو بدوی اس کا جنازہ نکالا اس کی حفاظت کے لئے ترکوں کی ایک جماعت اس کے ساتھ تھی عوام نے اس پر حملہ کر کے ترکوں کو شکست دی، میت کو کھینچ کر کفن سے نکال کر جلا دیا اور اس کی راکھ دجلہ میں پھینک دی، اس کے بعد کنیسوں کی طرف گئے انہیں لوٹا ترک ان کے مقابلے سے عاجز آ گئے اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ... قادر بن محمد بن قادر نیز مصر کا حکمران اسی سال انتقال ہوا وغیرہ۔

خدیجہ بنت موسیٰ ... ابن عبداللہ الواعظ تھیں، بنت بقال کے نام سے مشہور تھیں، ام سلمہ کنیت تھی، خطیب بغدادی کہتے ہیں: "میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں۔"

احمد بن یوسف سلیکی منازی ... شاعر و کاتب تھے، احمد بن مروان کردی کے وزیر تھے، میافارقین اور دیار بکر کے حکمران تھے، فاضل، ذکی، لطیف، نیک تھے، کئی دفعہ قسطنطنیہ سفیر بن کر گئے اور بہت سی نادر کتابیں حاصل کیں جو جامع آمد اور میافارقین میں وقف کیں، ایک دن ابو العلاء معری

[illegible] المنتظم [illegible] تاريخ بغداد [illegible] شذرات الذهب [illegible] الأعلام [illegible] وفيات الأعيان [illegible] طبقات المعتزلة [illegible] الكامل في التاريخ [illegible] كشف الظنون [illegible] ميزان الاعتدال [illegible] لسان الميزان [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] الوافي بالوفيات [illegible]

کے پاس گئے تو انہیں کہا میں لوگوں سے علیحدہ ہو جانا چاہتا ہوں اور وہ مجھے تکلیف دیتے ہیں میں نے ان کے لئے دنیا چھوڑ دی ہے وزیر نے کہا: آخرت بھی، کہنے لگے اے قاضی! آخرت بھی؟ کہا: ہاں آخرت بھی ان کا ایک دیوان ہے جس کی نظم کمال ہے قاضی فاضل نے اس جیسا بیان لکھا ہے لیکن نہ لکھ سکے اسی سال انتقال ہوا۔ وادی بزاعہ کے بارے میں ان کے اشعار میں سے بعض یہ ہیں:

> تند دھوپ کی تپش سے ہمیں اس وادی نے بچایا جو شدید گرمی کے بچانے والی ہے ہم اس وادی کے ایک بڑے درخت کے نیچے ٹھہرے تو وہ ہم پر جھک گیا جیسے دودھ پلانے والی عورتیں بچے پر جھکتی ہیں۔ ہم نے پیاس پر ایسا ٹھنڈا سیال پانی پیا جو ندیم کے لئے شراب کے لذیذ ہونے سے زیادہ لذیذ ہے سورج ہم سے دور کرتا ہے جہاں سے آنے کی جہت سے روکتا ہے اور نسیم کو اجازت دیتا ہے اس کی کنکریاں تمام کنواری موتی ہیں شہزادوں کو وہ ایسے پریشان ہوتے ہار کے کنارے کو چھونے لگتی ہیں تعجب میں ڈال دیتی ہیں۔

ابن خلکان کہتے ہیں "یہ شعر اپنے باب میں انتہائی عمدہ ہیں"۔

آغاز ۴۳۸ھ

اس سال کا آغاز اس حال میں ہوا کہ بغداد میں اموات بہت کثرت سے تھیں یہاں تک کہ خوفناک حد تک بڑھ گئے متعفن ہو گئے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ بعض اوقات لوگ طبیب بلا کر لاتے تھے کہ جانور کا علاج کریں اور انہیں جو کا پانی پلا کر ان کا علاج کرتے۔ اسی سال سلطان ابن طغرل بیگ نے اصبہان کا محاصرہ کیا تو اہل شہر نے اس بات پر صلح کی کہ وہ اسے مال پیش کریں اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے تو انہوں نے صلح قبول کر لی۔ اسی سال قرمیسین اور دینور کا بادشاہ ہوا اسی سال نئی قوت پر ایک شخص امیر ہوا جسے عجب بن ذی منج بن شمال کہا جاتا تھا یہ بدران بن سلطان بن رحمہ کے بجائے امیر ہوا اور یہ سب سے زیادہ لوگوں کو بچانے والا تھا وہ کہتے تھے انصاف کا کوئی فائدہ نہ ہے۔

شیخ ابو محمد جوینی [1] شافعیہ کے امام ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ الجوینی، امام الحرمین ابو المعالی عبدالملک بن ابی محمد کے والد تھے ان کی نسل اس قبیلے سے ہے جسے سنبس کہا جاتا ہے یہ جوین نیشاپور کے علاقوں میں ہے مختلف شہروں میں مشائخ کی ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی اپنے والد سے پڑھا فقہ ابو یعقوب ابیوردی سے پڑھی پھر ابو بکر عبداللہ بن احمد قفال کے پاس گئے پھر نیشاپور واپس ہوئے اور مناظرے کی مجلس قائم کی لوگ ان سے ڈرتے تھے ان کے سامنے سنجیدگی اختیار کی جاتی تھی بہت سے علوم میں کثیر تعداد میں کتابیں تصنیف فرمائیں زاہد تھے دین کے معاملے میں بہت سخت تھے حتیٰ کہ بعض اوقات وہ اپنے شاگردوں کو نکال دیتے تھے ان کا ذکر میں نے طبقات شافعیہ میں کیا ہے اور ان کی تعریف میں ائمہ کے اقوال بھی نقل کیے ہیں اسی سال کے ماہ ذیقعدہ میں انتقال ہوا۔ ابن خلکان کہتے ہیں "انہوں نے ایک تفسیر کبیر لکھی ہے جو مختلف انواع علوم پر مشتمل ہے فقہ میں ان کی تصنیف "التذكرة والتبصرة" ہے مختصر المختصر، الفرق والجمع "سلسلة" وغیرہ ان کی تصانیف ہیں فقہا اصحاب مذہب و حدیث کے امام تھے کئی سال اور عمر میں انتقال ہوا سمعانی نے انساب میں لکھا ہے کہ ۴۳۴ھ میں انتقال ہوا۔

---

[1] الأنساب [illegible]، تبيين كذب المفتري [illegible]، تتمة المختصر [illegible]، دمية القصر [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، طبقات الإسنوي [illegible]، طبقات ابن قاضي شهبة [illegible]، طبقات ابن هداية الله [illegible]، طبقات السبكي [illegible]، طبقات العبادي [illegible]، طبقات الفقهاء للشيرازي [illegible]، طبقات ابن الصلاح [illegible]، العبر [illegible]، الكامل في التاريخ [illegible]، كشف الظنون [illegible]، معجم البلدان [illegible]، مفتاح السعادة [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، هدية العارفين [illegible]، وفيات الأعيان [illegible]

آغاز سن ۴۳۹ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ اور ابو کالیجار کے درمیان صلح ہوئی، طغرل بیگ نے ابو کالیجار کی بیٹی سے شادی کی اور ابو کالیجار کے بیٹے ابو منصور نے طغرل بیگ کے بھائی سلطان داؤد کی بیٹی سے شادی کی، اس سال کردوں نے ابو الشوک کے بھائی سرخاب کو قید کر کے ابراہیم ینال کے سامنے پیش کیا، ینال نے اس کی ایک آنکھ نکالنے کا حکم دیا، اسی سال ابو کالیجار نے بطیحہ کے علاقوں پر قبضہ کر لیا، وہاں کے حکمران ابو المظفر نے (ابو کالیجار کی اطاعت) کر کے اسے اپنا بنا لیا۔ اسی سال ایک آدمی جس کا نام اصیفر تھا ظاہر ہوا اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جن کا ذکر کتابوں میں ہے، ایک مخلوق کثیر کو اس نے گمراہ کیا بہت سے شہروں سے اموال لوٹ کر تقویت حاصل کی اور عروج پایا لیکن کمزور پڑ گیا، اسے قید کر لیا گیا اور آمد کے حکمران نصر الدولہ بن مروان کے سامنے پیش کیا گیا، اس نے اسے قید کر دیا۔ اس سال چوپایوں کے مرنے کی وجہ سے عراق میں شدید گرانی آ گئی اموات ہوئیں کہ بازار بند ہو گئے مریضوں کی ضرورت کی اشیاء کم پڑ گئیں موصل میں قحط پڑا، وہاں صرف چار سو آدمی نماز جمعہ پڑھتے تھے اور صرف ایک سو آدمی باقی رہ گئے تھے، اس سال سخت مہنگائی ہوئی، بغداد میں روافض اور اہل سنت میں فتنہ فساد ہوا جس میں بہت سے لوگ مارے گئے عراق کے لوگوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن مشہور لوگوں نے وفات پائی ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

احمد بن محمد بن عبداللہ بن احمد۔ کنیت ابو الفضل تھی ہاشمی تھے قاضی بھی تھے رشید کی اولاد میں سے تھے سجستان کے قاضی رہے۔ انہوں نے احادیث کی سماعت کی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے اپنے بارے میں یہ شعر سنایا

> لوگوں نے مجھ سے کہا کہ تم سخاوت میں میانہ روی اختیار کرو، اس لئے کہ تم انصاف کرنے والے ہو اور فیصلے کرنے والا ظلم نہیں کرتا۔ میں نے انہیں جواب دیا کہ میں اس خاندان کا فرد ہوں جن کی جود و سخاوت کا جھنڈا بلند ہے۔ خدا کی قسم میں مخلوق کا انعام اس فضل کو سمجھتا ہوں جسے ان کے زمانہ سے پہلے مشہور کیا۔

عبدالواحد بن محمد بن یحییٰ بن ایوب ابو القاسم بغدادی مشہور شاعر تھے ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

> اے بغداد تیرے بارے میں گناہ دو سماعی ہیں اگر تو انہیں بھول گیا ہے تو اللہ نے انہیں محفوظ کر لیا ہے۔ بغداد سے وہ ان ضرورتوں کے بغیر جس میں تو کھڑا ہوگا میرے آنسو بہتے ہیں تو وہ میرے دل کو خون آلود کر دیتا ہے جب میرے دل پر اس کے ذکر ہوتا ہے اور میں انسان ہوں پھسل جاتا ہوں تو میں استغفراللہ کہتا ہوں۔

محمد بن حسن بن علی ... ابن عبدالرحیم ابو سعد وزیر سلطان جلال الدولہ کے چھ مرتبہ وزیر رہے چھپن سال کی عمر میں جزیرہ ابن عمر میں وفات پائی

محمد بن احمد بن موسیٰ ابو عبداللہ شیرازی واعظ تھے خطیب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں بغداد آئے تو وہاں اپنا زہد و تقویٰ ظاہر کیا، بہت سے لوگ دکھاوے کی خاطر بھی ان کی وجہ سے فتنے میں پڑ گئے، وہ ان کی مجلس میں حاضر ہوتے، وہ کہا کرتے تھے کہ جو بھی کوئی چیز پیش کی جاتی وہ قبول کر لیتا، اس طرح اس کے پاس بہت مال جمع ہو گیا، وہ اس قسم کا ایک کپڑے پہنتا، بہت سے ساتھ نکل پڑے جن کی تعداد بڑھ گئی اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ جہاد کرنا چاہتا ہے ایک جماعت مغربی کے پیچھے ہو گیا اور ان شہروں کی طرف گیا جہاں کے لوگ اس کے لئے نکل آتے، آذربائیجان کی طرف گیا لوگوں کا ایک لشکر اس کے گرد جمع ہو گیا وہیں اس سال اس کی وفات ہوئی۔

خطیب کہتے ہیں کہ بغداد میں انہوں نے احادیث بیان کی ہیں، میں نے ان سے کچھ احادیث لکھیں میرے بعض ساتھیوں نے ان کی طرف سے

مجھے معلوم نہیں سنائی دیتی سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ضعیف تھا پھر انہوں نے کسی کا شعر پڑھا

جب تو لذات میں نفس کی اطاعت کرے گا تو تیری نسبت کی جائے گی۔ بے عقل و دانائی کی طرف اور جب تو ہر داعی کی
دعوت قبول کرے گا تو وہ تجھے دعوت دے گی جس کے ذکر سے حیا آئے گی۔

محمد بن حسین...... ابن محمد بن عون ابو الحسن بزاز نے محمد بن حسن اور دوسرے محدثین سے سماعت کی صدوق تھے۔

محمد بن علی بن ابراہیم...... ابو الخطاب جبلی شاعر ہیں ان کے بعض اشعار یہ ہیں۔

محبت جو کچھ ہو اس کی ملامت کی جاتی ہے محبوب جو ظلم کرے اسے برداشت کیا جاتا ہے
وہ محبت کرتا ہے اور بیماری و خشکی کی شکایت کرتا ہے یہ وہ محبت ہے جو جسم کو لاغر کرے وہ عقل لے جاتی ہے

شام کی طرف سفر کیا معرۃ نعمان سے گزرا تو ابو العلاء معری نے اشعار کے ذریعے اس کی تعریف کی انہوں نے فی البدیہہ اشعار کہے، بغداد سے سفر کے وقت خوبصورت آنکھوں والے تھے واپسی پر نابینا ہو چکے تھے، اسی سال ذی قعدہ میں وفات پائی کہا جاتا ہے کہ رافضی تھے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

شیخ ابو علی سنجی(۱)...... حسین بن شعیب بن محمد اپنے زمانے میں شوافع کے شیخ تھے ابو بکر قفال سے علم حاصل کیا، ابن حداد کی کتاب "الفروع" کی شرح لکھی جس کی ابتدا سے پہلے ان کے شیخ شرح لکھ چکے تھے ان سے پہلے قاضی ابو طیب طبری نے اس کی شرح کی تھی ابو علی سنجی نے ابن قاص کی کتاب تلخیص کی بھی ایک عمدہ شرح لکھی، کتاب المجموع ان کی تصنیف ہے علامہ غزالی نے اپنی کتاب "وسیط" اسی سے اخذ کی ہے۔

ابن خلکان کہتے ہیں "یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے مراوزہ کے طریقے کو جمع کیا" ۴۳۰ھ کے بعد انتقال ہوا۔

آغاز سن ۴۲۱ھ

اس سال ماہ جمادی الثانی میں سلطان محمود کا انتقال ہوا جو حکمران غزنہ تھے بیمار ہو گئے تھے ان دنوں میں بھی وہ ٹیک لگانے کے لیے تکیے پر بٹھائے گئے، جمعرات کی رات انتقال ہوا اور محلات میں لائے گئے، بادشاہوں نے اس کے قبضے کے علاوہ سارے قلعے چھڑا دیے اس کے بعد اس کا بیٹا ابو نصر وارث ہوا، ملک کا خطاب دیا گیا، القادر کے اتفاق میں داخل ہوا تو خلیفہ نے سات خلعتوں سے نوازا، انگوٹھی اور طوق پہنائے، اس کے سر پر تاج رکھا، اس کے بیٹے کے لیے بیعت کی۔ اس کے بعد وہ گھر لوٹا لوگوں نے آ کر مبارکباد دی۔ اسی سال شیراز کے گرد فصیل تعمیر کی گئی جو لمبائی میں ۱۲ ہزار ہاتھ چوڑائی میں ۸ ہاتھ اور عرض میں ۶ ہاتھ تھی اس کے گیارہ دروازے تھے۔

اسی سال ابراہیم بن ینال نے مملکت روم کے ساتھ جہاد کیا ایک لاکھ جانیں اور چار ہزار زرہیں مال غنیمت میں حاصل ہوئیں ایک قول کے مطابق ۱۹ ہزار زرہیں غنیمت میں آئیں۔ قسطنطنیہ کے اور ہمدان کے درمیان صرف ۱۵ دن کا فاصلہ رہ گیا، غنیمت کا مال دس ہزار چھکڑوں پر لادا گیا۔ اسی سال ذخیرۃ الدین ابو العباس احمد خلیفہ قائم بامر اللہ کے لئے اس کے والد کے بعد ولی عہد ہونے کا خطبہ پڑھا گیا اور اس پر اس کو مبارکباد دی گئی۔

اس سال رافضیوں اور اہل سنت میں قتل و قتال ہوا، بغداد میں خوب فتنے برپا ہوئے، اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان میں سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

---

(۱) الانساب: ۷/۱۷۴، تہذیب الاسماء واللغات: ۲/۲۶۱، طبقات ابن ہدایۃ اللہ: ۱۳۲، ۱۳۳، طبقات السبکی: ۴/۳۴۴، عیون التواریخ: ۱۲/۱۶۷، الشذرات: ۳/۲۴۲، معجم المؤلفین: ۳/۲۹۲، ہدیۃ العارفین: ۱/۳۰۸، اور فی بالوفیات: ۲/۱۳۴)

حسن بن عیسیٰ بن المقتدر[1] ابو محمد عباسی ۳۳۳ھ میں ماہ محرم میں پیدا ہوئے، انہوں نے اپنے استاد احمد بن منصور سکری، ابو الحرب عبد الوہاب کاتب سے سماعت کی، فاضل دیندار تھے، حفاظ کی خبروں کے حافظ تھے، لوگوں کے اوقات کے عالم تھے، صالح تھے، خلافت کے حصول پر قدرت کے باوجود آپ نے عزلت اختیار کیا اور اس پر قدرو کو ترجیح دی، اس سال نوے سال کی عمر میں انتقال ہوا، انہوں نے یہ وصیت کی تھی کہ انہیں باب حرب میں دفن کیا جائے، چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے قریب دفن کیے گئے۔

عبید اللہ بن عمر بن احمد بن عثمان ۔۔ کنیت ابو القاسم تھی، واعظ تھے، ابن شاہین کے نام سے معروف تھے، ابو بکر بن مالک، ابن ماہی، بغوی سے احادیث کی سماعت کی، خطیب بغدادی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے احادیث لکھی ہیں، صدوق تھے، ۳۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور اس سال ربیع الثانی میں انتقال ہوا، باب حرب میں دفن کیے گئے۔

علی بن حسن ۔۔ ابن محمد بن منتاب، ابو القاسم ابن ابی عثمان دقاق کے نام سے مشہور ہیں، انہیں قصاب کہتے ہیں۔ انہوں نے قطیعی وغیرہ سے احادیث سنیں، صدوق دیندار تھے۔

محمد بن جعفر بن ابو الفرج[2] ۔۔۔۔ وزیر تھے، ذوالسعادات لقب تھا، فارس و بغداد میں ابو کالیجار کے وزیر رہے، بڑے اچھے با مروت، عمدہ اشعار کہنے والے اور نرم خو تھے، ان کی خوبیوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک شخص نے ترکہ میں ایک بچہ چھوڑ کر وفات پائی، اس کے پاس تقریباً ایک لاکھ دینار تھے۔

کسی نے وزیر کی طرف لکھا "فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے پیچھے ایک بچہ ہے جس کی عمر آٹھ ماہ ہے اور تقریباً ایک لاکھ دینار ترکہ چھوڑا ہے، اگر وزیر صاحب سمجھیں تو بچے کے بالغ ہونے تک یہ رقم قرض لے لیں" وزیر نے رقعہ کی پشت پر لکھا "مرنے والے پر اللہ رحم کرے، یتیم کے نقصان کو پورا کرے، یتیم کے مال کو بڑھائے اور خیانت سے چغلی کرنے والے پر لعنت کرے، ہمیں یتیموں کے مال کی کوئی ضرورت نہیں" قید رہے، رمضان کے مہینے میں قتل کیے گئے، اکیاون سال عمر تھی۔

محمد بن محمد بن ابراہیم[3] ۔۔ ابن غیلان بن عبد اللہ بن غیلان بن حکیم بن غیلان، ابو طالب بزاز کے بھائی تھے، ایک جماعت سے احادیث بیان کرتے ہیں، وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے ابو بکر شافعی سے احادیث بیان کی ہیں، صدوق دیندار صالح تھے، کثیر المال ہونے کے باوجود وہ غیلان کے پاس ایک ہزار دینار تھے، وہ ان اشرفیوں کو ایک تھالی میں ڈالتے اور چومتے پھر واپس اپنی جگہ رکھ دیتے، دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے اجزاء غیلانیات کی تخریج کی ہے وہ مشہور اجزاء ہیں، چورانوے سال کی عمر میں پیر کے دن چھ شوال کو اس سال انتقال ہوا، بعض نے کہا ہے کہ ان کی عمر سو سال تھی، واللہ اعلم۔

سلطان ابو کالیجار ۔۔ ابن سلطان الدولہ ابن بہاء الدولہ، آپ کا نام مرزبان تھا، چالیس سال اور چند مہینے عمر پائی، [illegible] ہوا، چار سال [illegible] سے عمر ان رہے، یہ قلعہ جس میں [illegible] ان کا مال تھا لوٹ لیا گیا، اس کے [illegible]۔

---

[1] الانساب [illegible]، المنتظم، تاریخ بغداد [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، العبر [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، اللباب [illegible]، [illegible] [illegible]

[2] الکامل فی التاریخ [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرہ [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible]

[3] الانساب [illegible]، العبر، تاریخ بغداد [illegible]، تاریخ التراث العربی لسزکین [illegible]، [illegible] المختصر [illegible]، دول الاسلام [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، اللباب [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرہ [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible]

آغاز سن ۴۴۱ھ

اس سال اہل کرخ سے یہ کہا گیا کہ وہ نوحہ کی بدعت چھوڑ دیں اس پر اہل کرخ اور باب بصرۃ کے لوگوں میں سخت فساد اور قتال ہوا اہل کرخ نے کرخ کے گرد فصیل تعمیر کی اور اہل سنت نے قلائین بازار کے گرد، فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے کی عمارتیں توڑ ڈالیں اور [illegible] جاتے ہوئے اینٹیں اٹھا کر لے گئے اور ایک دوسرے پر [illegible] گیا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم کی مدح میں اشعار لکھے گئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) پھر دونوں میں فساد ہوا فریقین نے ایک دوسرے کے گھروں پر حملہ [illegible] اس سال سلطان طغرل بیگ اور اس کے بھائی میں جنگ ہوئی اس کے بھائی نے فوج کثیر جمع کی لیکن آخر کار قلعے میں بند ہو گیا اور چار مہینے کے محاصرے کے بعد سلطان نے اسے زبردستی گرفتار کر لیا لیکن پھر اس کے ساتھ احسان و اکرام کا معاملہ کیا اور اچھی تکریم کے ساتھ اپنے پاس ٹھہرایا۔

روم کے بادشاہ نے طغرل بیگ کی طرف روم کے کسی بادشاہ کے فدیے کے بارے میں لکھا جسے ابراہیم بن ینال نے قید کیا تھا اور بہت مال خرچ کیا، سلطان نے بادشاہ ابخاز کو کسی فدیہ کے بغیر اسے واپس کر دیا، اس پر بادشاہ روم نے بہت سے ہدایا بھیجے اور قسطنطنیہ کی مسجد کی تعمیر کا حکم دیا تاکہ مسجد میں نمازیں پڑھی جانے لگیں اور سلطان طغرل بیگ کے نام کا خطبہ بھی پڑھا جانے لگا، یہ عجیب معاملہ جب دوسرے بادشاہوں کو معلوم ہوا تو انہوں نے طغرل بیگ کی زبردست تعظیم کی اور [illegible] نے [illegible] میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔

اس سال سلطان مودود بن مسعود بن محمود بن سبکتگین اپنے والد کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا اس وقت وہ چھوٹا تھا [illegible] پھر بادشاہت اس کے چچا علی بن مسعود کی طرف منتقل ہو گئی۔ اس سال معز [illegible] شہر حلب پر قابض ہوئے اور اس کے حکمران ثمال بن صالح بن مرداس کو جلا وطن کر دیا۔ اس سال بساسیری اور [illegible] کے درمیان جنگ ہوئی۔ اس سال بساسیری نے قرواش کے قبضے سے انبار چھین کر اس پر قبضہ کیا اور اس کے امور کی اصلاح کی۔ اس سال ماہ شعبان میں بساسیری نے خراسان کے راستے سے [illegible] کا قصد کیا اور [illegible] قابض ہوا اور مال کثیر حاصل کیا جسے سعدی بن ابی شوک نے محفوظ کر رکھا تھا۔

ابن الجوزی کہتے ہیں اس سال ماہ ذی الحجہ میں [illegible] رات کی تاریکی میں [illegible] آسمان کے کنارے پر [illegible] آگ کی طرح کوئی چیز ظاہر ہوئی، لوگ گھبرا گئے اور دعا و استغفار اور گریہ زاری میں مشغول ہو گئے [illegible] ختم ہو گیا اس سے پہلے تیز آندھی چلی جس نے بہت سے درخت گرا دیئے اور [illegible] مکانات [illegible] بہت سے [illegible] اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال جن شخصیات کا انتقال ہوا ان کا ذکر

احمد بن محمد بن منصور [1] ابو الحسن العتیقی کے نام سے معروف ہیں [illegible] عتیق کی طرف نسبت ہے [illegible] احادیث سنیں صدوق تھے، اس سال صفر میں انتقال ہوا اور اسی برس سے متجاوز تھی۔

علی بن الحسین [2] ابو القاسم علوی [illegible] کے نام سے مشہور ہیں خطیب نے کہا ہے کہ انہوں نے ابن مظفر سے احادیث سنیں اور لکھیں صدوق تھے [illegible] اور شیعہ [illegible] تھے، اس سال رجب میں انتقال ہوا عمر [illegible] سال سے زیادہ تھی۔

---

[1] [illegible] الکامل [illegible] المنتظم [illegible]

[2] [illegible]

عبدالوہاب بن قاضی ماوردی...... ابوالفائز کنیت ہے ۴۳۶ھ میں ابن ماکولا کے پاس شہادت دی انہوں نے ان کے باپ کے احترام میں ان کی شہادت کو جائز قرار دیا اسی سال محرم میں انتقال ہوا۔

حافظ ابوعبداللہ محمد صوری[۱]...... محمد بن علی بن عبداللہ بن محمد ابو عبداللہ صوری عمر کا ایک حصہ گذرنے کے بعد طلب حدیث میں مشغول ہوئے مختلف شہروں کا سفر کیا بہت سی تصانیف لکھیں، احادیث لکھیں تصانیف لکھیں، حافظ عبدالغنی مصری سے استفادہ کیا اور عبدالغنی نے ان کی تصانیف کا کچھ حصہ لکھا علمائے حدیث میں بڑا مقام رکھتے تھے، جوانی کی حالت میں طلب حدیث کا قصد کیا بڑھاپے میں بھی اعمال صالحہ کرنے پر بڑے قوی تھے نیز عیدین اور ایام تشریق کے علاوہ دوسرے ایام میں ہمیشہ روزہ رکھتے ان کے ساتھ حسن اخلاق و حسن معاشرت کے حامل تھے، ان کی ایک آنکھ کی بینائی ختم ہوگئی تھی دوسری آنکھ سے جز کی طرح لکھتے تھے۔

ابوالحسین طیوری کہتے ہیں: کہا جاتا ہے کہ خطیب بغدادی کی تاریخ کے علاوہ اکثر کتابیں ابوعبداللہ صوری کی کتابوں سے مستفاد ہیں، ان کا انتقال ہو چکا تھا انہوں نے کتابوں کی بارہ گٹھڑیاں اپنے بھائی کے پاس چھوڑی تھیں خطیب بغدادی نے انہیں کچھ دے کر ان کی بعض کتابیں لیں اور انہیں اپنی کتابوں میں نقل کر دیا، ان کے اشعار میں سے بعض یہ ہیں:

جوانی اپنے حسن کے ساتھ رخصت ہوگئی اور بڑھاپا اپنے عیبوں کے ساتھ آ پہنچا میرا دل اس کے کھونے کی وجہ سے غمزدہ
ہے اس کی وجہ سے تکلیف آزردہ ہے اگرچہ اس زمانے نے اپنے فیصلے میں ظلم نہیں کیا اور نہ وقت آیا ہے

لیکن زندگی کے قریب ہونے کی خبر دینے والا آیا ہے یعنی ہلاکت جو میرے لئے اس کی خبر کے قریب ہونے کی وجہ سے اگر میں گنہگار ہوں تو
بہت نافرمانی ہوئے ہوتا تو میں مجھے خوف دامن گیر رہتا لیکن میری پشت بوجھل ہے ان گناہوں سے جو میری حماقت نے مرتے کے ساتھ کئے ہیں

وہ جو شخص گمراہی ہوئی بھول پر رہتا ہے اور اپنے پیچھے زمانے کو یاد کرتا ہے (تو کرے)، لیکن میرا دکھ وہ جو حالت تم میری دیکھ رہے ہو وہ جوانی کے کھونے کی وحشت کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ ان گناہوں کی وجہ سے ہے جو اس نے مجھ پر لکھے ہیں اپنے شیطانی حملوں سے بعض میری ہلاکت ہے اگر میرے مالک نے اپنی رضامندی کے ذریعے مجھ پر کرم نہ کیا اور میرے گناہوں اور معاصی اپنی رحمت و مغفرت میں نہ چھپا لیا اور اس جنت کو میرا ٹھکانہ نہ بنایا جس میں اس کی رضامندی اور مغفرت حاصل کرنے والے داخل ہوں گے، میرے پاس کوئی حجت نہیں ہے سوائے نبی کے احسان کے ساتھ حسن ظن کے میں اس کی توحید کا اقرار کرتا ہوں اگلی بادشاہت کی عظمت سے واقف ہوں، میں اس کی اہل بیت کی اور اصحاب اور دوستوں کی محبت کرتا ہوں اس کے ذریعے بڑا اچھا گمان کی کامیابی کی امید رکھتا ہوں جسے اس کے عرشی بندوں کے لئے تیار کیا گیا ہے جو ہرگز اعلیٰ نہیں رکھے گا تاکہ انکار کرنے والوں کو وہ ان مومنوں کو جو اس کی جنتوں کا اقرار کرتے ہیں ان کا ایمان نجات دلا دیگا اور اپنے شیطان کا بھی ہوگا، ان کے یہ اشعار بھی ہیں:

تو کہہ دے اس شخص کو جو حدیث سے عناد رکھتا ہے اور اس سے تعلق رکھنے والوں پر نکتہ چینی کرتا ہے کیا تو علم کی بنیاد پر یہ کہتے
ہو کہہ رہا ہے یا جہالت پر جہالت بیوقوف آدمی کی عادت ہے کیا ان لوگوں پر عیب لگایا جاتا ہے جنھوں نے دین کی باطل
باتوں سے اور مسیح مجازی سے حفاظت کی اور نبی کے قول اور روایات کی طرف ہر عالم و فقیہ رجوع کرتا ہے۔

ان کی موت کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے پچھنے لگوائے جس سے ان کے ہاتھ میں ورم پڑ گیا (پھول گیا) کہا جاتا ہے پچھنا لگانے والے آلہ کسی اور کے لئے زہر آلود کیا گیا تھا لیکن اس نے غلطی سے ان کے پچھنے لگا دیئے جس کی وجہ ان کی موت واقع ہوئی، انہیں مارستان لے جایا گیا وہیں انتقال ہوا جامع منصور کے مقبرے میں دفن کئے گئے عمر ساٹھ سال سے زیادہ تھی۔

---

[۱] الانساب: ۸/۱۰۱، تاریخ بغداد: ۳/۱۰۳، تاریخ التراث العربی لسزکین: ۱/۱۹۱، تذکرۃ الحفاظ: ۳/۱۱۱۴، ۱۱۱۷، دول الاسلام: ۱/۲۰۹، شذرات الذہب: ۳/۲۹۷، طبقات الحفاظ: ۴۲۸، العبر: ۳/۱۹۷، ۲۰۸، الکامل فی التاریخ: ۹/۶۲۱، اللباب: ۲/۲۵۰، ۲۵۱، معجم البلدان: ۳/۴۳۳، المنتظم: ۸/۱۳۳، ۱۳۵، النجوم الزاہرہ: ۵/۶۰)

آغاز سن ۴۴۳ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے ایک سال کے محاصرے کے بعد اصبہان فتح کیا اور "رے" سے اپنا باقی ماندہ سامان وہیں منتقل کر کے اسے اپنا دارالسلطنت بنا لیا اور اس کی فصیل کا ایک حصہ گرا دیا اور کہا "فصیل کا وہ شخص محتاج ہوتا ہے جس کی قوت کمزور ہو میری حفاظت کے لئے میرا لشکر اور میری تلوار ہی کافی ہے۔ اصبہان میں ابو منصور قرامرز بن علاء الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ تھا سلطان نے اسے نکال دیا اور اپنے بعض علاقے اسے دے دیئے۔

اسی سال ملک رحیم اھواز کی طرف گیا جہاں ایرانی لشکر نے اس کی اطاعت کی اسی سال قلعہ [illegible] پر قابض ہوئے ابو منصور بن ابو کالیجار کو گرفتار کیا اور دارالامارۃ کو تباہ و برباد کیا اسی سال عرب مستنصر فاطمی کی اجازت سے افریقی ممالک میں داخل ہوئے ان میں اور معز بن بادیس میں طویل جنگیں ہوئیں اور کئی سالوں تک زمین میں فساد برپا رہا۔

اس سال بغداد میں روافض اور اہل سنت کی آپس میں صلح ہوئی اور سب کے سب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مقابر کی زیارت کے لئے گئے اور کرخ میں سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر راضی ہوئے اور یہ عجیب بات ہے ممکن ہے کہ ان کی طرف سے تقیہ ہو اسی سال بغداد میں قیمتوں کے نرخ بہت گھٹ گئے تھے اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال انتقال کرنے والی شخصیات میں سے بعض یہ ہیں۔

علی بن عمر بن حسن ... ابو حسن حربی قزوینی کے نام سے مشہور ہیں، محرم ۳۶۰ھ میں پیدا ہوئے اسی رات ابوبکر آجری کا انتقال ہوا۔ ابوبکر شاذان اور ابو حفص بن زیات سے احادیث کی سماعت کی [illegible] تھے اللہ تعالیٰ کے بڑے نیک بندوں میں سے تھے بڑے صاحب کرامت تھے قرأت قرآن اور روایت حدیث میں مشغول رہتے صرف نماز کے لئے گھر سے باہر نکلتے اس سال شعبان میں انتقال ہوا ان کی موت پر بغداد بند کر دیا گیا اور لوگ ان کے جنازے میں شریک ہوئے وہ دن مشہور دن تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

عمر بن ثابت ... ثمانینی نحوی ضریر "اللمع" کے شارح ہیں نحو کے بڑے عالم تھے ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ "انہوں نے ابن جنی کے کلام کی شرح کی ہے علم نحو میں بلند مرتبہ رکھتے تھے ان کی نسبت جزیرہ ابن عمر کے مضافات میں جبل جودی کے پاس ایک بستی کی طرف ہے جسے "ثمانین" کہا جاتا ہے یہ ان ثمانین (اسی لوگوں) کی بستی ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار تھے۔

قرواش بن مقلد[1] ... ابو منیع موصل کوفہ وغیرہ کا حکمران تھا جاہل لوگوں میں سے تھا مصر کے حکمران حاکم نے اس سے خط و کتابت کی تو اسے اپنی طرف مائل کیا اپنے علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھوایا پھر اسے چھوڑ دیا اور خلیفہ سے معذرت خواہی کی خلیفہ نے اس کی معذرت قبول کی اس نے دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھا عرب نے اسے ملامت کی تو کہنے لگا "میں نے کیا کیا ہے؟ میں نے تو وہ کام کیا ہے جو شریعت میں مباح ہے معز فاطمی کے زمانے میں عذاب میں مبتلا ہوا اور اس کا مال و متاع لوٹ لیا گیا اس کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا قریش بن بدران بن مقلد حکمران بنا۔

مودود بن مسعود ... ابن محمود بن سبکتگین غزنہ کا حکمران تھا اسی سال وفات پائی اس کے بعد اس کے چچا عبدالرشید بن محمود نے امور سلطنت سنبھالے۔

---

[1] دیکھئے المنتظم [illegible]، [illegible] المختصر [illegible]، دول الاسلام [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، العبر [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، [illegible] المختصر فی اخبار البشر [illegible]، [illegible] [illegible] [illegible]۔

آغاز سن ۴۴۳ھ

اس سال ماہ صفر میں روافض اور اہل سنت کے درمیان جنگ ہوئی فریقین سے خاصی تعداد میں لوگ مقتول ہوئے، جس کا سبب یہ ہوا کہ روافض نے برج نصب کر کے اس پر سونے سے یہ عبارت لکھی "محمد ﷺ و علی رضی اللہ عنہ خیر البشر ہیں، جو اس بات سے راضی ہے وہ شکر گزار ہے اور جو اس سے انکار کرے وہ کافر ہے"۔ اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو محمد ﷺ کے ساتھ اس طرح ملانے کو ناپسند کیا، چنانچہ جنگ چھڑ گئی اور ربیع الاول تک جاری رہی۔ ایک ہاشمی بھی قتل کئے گئے جنہیں امام احمد کے پاس دفن کیا گیا۔ اہل سنت نے ان کی تدفین سے واپس آ کر موسیٰ بن جعفر کی قبر اکھاڑ ڈالی اور موسیٰ و محمد جواد کی قبریں جلا ڈالیں، اسی طرح بنو بویہ کی قبریں، وزراء کی قبریں، جعفر بن منصور، محمد امین اور اس کی والدہ زبیدہ کی قبریں اور ان کے علاوہ اور بہت سی قبریں بھی جلا ڈالیں، روافض نے بھی مقابلے میں بہت فتنہ و فساد پھیلایا، پرانی قبریں اکھاڑ دیں اور ان میں مدفون صالحین کی لاشیں جلا دیں، یہاں تک کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کا بھی ارادہ کیا لیکن نقیب نے اتہام کے خوف سے انہیں روک دیا، روافض پر ایک عیار جس کا نام قطیعی تھا مسلط ہو گیا وہ ان کے امراء کا پیچھا کرتا اور انہیں ہر طرف سے قتل کر دیتا، کوئی اس پر قابو نہ پا سکا تھا انتہائی شجاع و بہادر اور حیلے باز تھا اور دبیس بن علی بن مزید، جو کہ رافضی تھا، اسے جب یہ خبر پہنچی تو اس نے خلیفہ کے نام خطبہ منقطع کروا دیا، اس سے مراسلت کی گئی چنانچہ اس نے دوبارہ جاری کروا دیا۔

اسی سال رمضان میں سلطان طغرل بیگ کی طرف سے خلیفہ کی طرف قاصد آئے جنہوں نے خلیفہ کے اس احسان کا شکریہ ادا کیا کہ اس نے سلطان کی طرف خلعتیں بھیجیں، سلطان نے خلیفہ کی طرف بیس ہزار اور اس کی بیوی کی طرف پانچ ہزار اور رئیس الرؤساء کی طرف دو ہزار دینار بھیجے، سلطان طغرل بیگ نے جب "رے" کی تعمیر کروائی تھی تو وہاں سے سونے اور جواہر کا بہت بڑا خزانہ ملا تھا جو اس کی عظمت و قوت کا سبب تھا۔

اس سال وفات پانے والی شخصیات

محمد بن محمد بن احمد: ابوالحسن بصروی، شاعر تھا، "بصروی" ایک بستی بصریٰ کی طرف نسبت ہے جو بادن شہر کے نام کے ساتھ، بغداد میں سکونت اختیار کی، عمدہ اشعار کہے ہیں، بعض اشعار حسب ذیل ہیں: ہم دنیا اور اس کی خواہش کو دیکھتے ہیں تو مائل ہو جاتے ہیں، کوئی دل شہوات (خواہشات) سے خالی نہیں، جبکہ جن چیزوں کا تو مالک ہے ان کی زیب و زینت تجھے دھوکے میں نہ ڈالے اور آسودہ حال نرم گوشوں والی زندگی (تجھے دھوکے میں نہ ڈالے)، جب تیرے پاس زائد مال آ جائے تو تیرے سب لئے کچھ کھانا پینا ہے جب تیری کوئی چیز حاصل ہو جائے جس میں سلامتی ہو تو کثیر مال و دولت کی کمی میں بھی ہے۔

آغاز سن ۴۴۴ھ

اسی سال کتاب "الکشف عن ذکرۃ الخلفاء المصریین" لکھی گئی اور یہ لکھا گیا ہے کہ وہ جھوٹے مدعی ہیں ان کی سیادت علی کی طرف کوئی صحیح نسبت نہیں، اس کتاب کے بہت سے نسخے لکھے گئے جن میں فقہاء، قضاۃ اور بلند مرتبہ لوگوں کی تحریریں تھیں۔

اس سال رجان، اہواز وغیرہ شہروں کے مضافات میں سخت زلزلے آئے جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں عمارتیں اور محلات کے کنگرے وغیرہ گر پڑے، ایک معتبر آدمی نے بتایا کہ محلے میں بیٹھے دیکھتے دیکھتے اس کا ایوان پھٹ گیا حتیٰ کہ اس سے آسمان دکھائی دینے لگا، پھر دوبارہ بغیر کسی تغیر کے اپنی اصلی حالت پر

آگیا اور بغداد میں اہل سنت اور روافض کے درمیان دوبارہ جنگ ہوئی بہت سے مکانات جلا دیئے گئے قتل وغارتگری ہوئی روافض نے مساجد پر لکھا "محمد و علی خیر البشر ہیں" اور "حی علی خیر العمل" کے الفاظ کے ساتھ اذان دی گئی، [illegible] روافض پر مسلط ہو کر انہیں قتل کرنے لگے۔

اس سال انتقال کرنے والی شخصیات حسن بن علی [1] ... ابن محمد بن علی بن وہب بن شبل بن فروہ بن واقد ابو علی تمیمی واعظ تھے ابن مذہب کے نام سے معروف تھے تین سو پچپن ہجری میں پیدا ہوئے مسند امام احمد ابو بکر بن مالک قطیعی سے نقل کی، انہوں نے عبداللہ بن امام احمد سے اور انہوں نے اپنے والد احمد بن حنبل سے نقل کی، ابو بکر بن مالک، ابن شاہین اور دار قطنی وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی وہ دیندار صالح شخص تھے، خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے کہ ان کا مسند احمد کا قطیعی سے سماع ثابت ہے لیکن انہوں نے اپنا نام [illegible] میں لاحق کیا ہے ابن جوزی کہتے ہیں کہ یہ ان کے سماع میں عیب نہیں اس لئے کہ جب ان کا سماع ثابت ہو چکا تو اگلے اجزاء میں بھی الحاق کرتا جس میں ان کا سماع ثابت ہو چکا ہے۔

خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر بہت سی باتوں کا عیب لگایا ہے جن کی کوئی حاجت نہیں۔

علی بن حسین ... ابن محمد ابو الحسن بغدادی شافعی کے نام سے معروف ہے بصرہ میں اقامت اختیار کی اور ان کے پاس علی بصرہ [illegible] گئے اس نے مختلف علوم سے یہ ظاہر کیا کہ وہ صاحب حال وصاحب کشف ہے [illegible] اور اسی کے [illegible] کرے اس کے ساتھ وہ طبیعت کا [illegible] تھا اس سال انتقال ہوا اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے۔

قاضی ابو جعفر [2] ... محمد بن احمد بن محمد قاضی ابو جعفر سمنانی شیخ ابو الحسن اشعری کے طریقے پر متکلم تھے دار قطنی اور دوسروں سے حدیث سنی، عالم فاضل [illegible] تھے موصل میں قاضی کے منصب پر فائز ہوئے ان کے گھر میں ان کی مجلس مناظرہ ہوا کرتی تھی آخر عمر میں بینائی جاتی رہی موصل میں جب وہاں کے قاضی تھے ربیع الاول میں انتقال ہوا چھیاسی سال عمر پائی واللہ اعلم۔

آغاز سن ۴۴۵ھ

اس سال اہل سنت اور روافض میں پھر قتل و قتال اور جلاؤ ہوا اسی سال خبر پہنچی [illegible] عراق کا قصد کر چکا ہے۔ اس سال سلطان طغرل بیگ کے سامنے شیخ ابو الحسن اشعری کی نسبت سے ایسی باتیں ذکر کی گئیں جو قرآن و سنت اور دین کے شایان شان نہیں تھیں سلطان نے ان پر لعنت کا حکم دیا اور اہل نیشاپور نے اس بات کی صراحت کی کہ ایسی باتوں کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے ابو القاسم قشیری جیسے اکابرین علماء اس معاملے سے بہت رنجیدہ ہوئے چنانچہ انہوں نے اہل سنت کی آزمائش کی شکایت میں ایک رسالہ تصنیف کیا۔ سلطان نے علمائے اشاعرہ کی ایک جماعت طلب کی جس میں قشیری بھی تھے ان سے شیخ ابو الحسن اشعری کے ان عقائد کے بارے میں پوچھا جو ان کے سامنے ذکر کئے گئے تھے علماء نے بتایا کہ شیخ کے یہ عقائد نہیں اور نہ ہی شیخ ان کے قائل ہوئے، سلطان نے کہا ہم نے اس شخص پر لعنت

---

[1] الأنساب للسمعاني، تاريخ بغداد [illegible]، دول الإسلام [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، العبر [illegible]، الكامل في التاريخ [illegible]، اللباب [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، الوافي بالوفيات [illegible]

[2] الأنساب [illegible]، تاريخ بغداد [illegible]، تبيين كذب المفتري [illegible]، تاج التراجم [illegible]، الجواهر المضية [illegible]، الفوائد البهية [illegible]، الكامل في التاريخ [illegible]، اللباب [illegible]، المنتظم [illegible]، معجم البلدان [illegible]، الوافي بالوفيات [illegible]، والسمناني بكسر السين وسكون الميم كما في الأصل وضبط السمعاني بفتح السين والميم، نسبة إلى سمنان وهي قرية [illegible] في العراق

کی، پھر ان کو قتل کر دیا۔

اسی سال (ملک طغرل بک نے) [illegible] کی فصیل پر قبضہ جمانے کا ارادہ کیا۔ نے تبریز سے کوچ کر کے [illegible] کیا تھا اور وہاں سے [illegible] کے بھائی ابو سعید واثق پر [illegible] خوارزم میں [illegible] سے [illegible] کی طرف توجہ کی۔ جنہوں نے شہر پر حملہ کیا تو انہیں مغلوب کر کے ان سے ان کے اموال چھین لئے۔ اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔ اس سال وفات پانے والی شخصیات میں سے بعض یہ ہیں۔

احمد بن عمر بن روح: ابو الحسین نہروانی دار العرب[1] میں رہتے [illegible] کی نگرانی کرتے تھے۔ اچھے عمدہ اشعار بھی کہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک دن نہروان کے کنارے پر کھڑا تھا۔ ایک آدمی کو دیکھا جو کشتی پر سوار تھا۔ اشعار یہ پڑھتے ہوئے سنا۔

وہ میرے قتل ہی کے طالب ہیں لیکن مجھے ان کی طلب آسان ہو گئی میں نے اسے روک کر کہا ان اشعار میں مزید اضافہ کرو تو وہ پھر پڑھنے لگا۔

کیا بعید ہے قتل پر بخاوت کے طالب ہو گئے جنہوں نے دوری اور میری آنکھوں کی نیند غصب کر لی۔ وہ میرے قتل ہی کے خواہاں ہیں تو ان کے لئے میری طلب آسان ہو گئی۔

اسماعیل بن علی: بن حسین بن محمد بن زنجویہ ابو سعید رازی سمان کے نام سے معروف ہیں معتزلہ کے شیخ تھے بڑی قوم کی امامت کی، چار ہزار شیوخ سے روایت لکھیں، علم کے عارف و فاضل تھے ان کا کلام ہے کہ جس شخص نے حدیث نہیں لکھی اس نے اسلام کی حلاوت کا مزہ نہیں چکھا۔ حنفی المذہب تھے فقہ، اسماء الرجال اور حساب کے عالم تھے۔ ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں ان کے احوال ذکر کئے ہیں جن میں انہوں نے ان کی بڑی تعریف کی ہے۔

عمر بن شیخ ابی طالب مکی: محمد بن علی بن عطیہ نے ابو الحسن بن شاذان وغیرہ سے احادیث کی سماعت کی، صدوق تھے، [illegible] تھی۔

محمد بن احمد: [illegible] ابو طالب [illegible] کے نام سے معروف تھے ابو القاسم ازہری کے بھائی ہیں اسی سال سے پہلے [illegible]

محمد بن ابو تمام: [illegible] نقیب تھے اپنے والد کی وفات کے بعد ان کے قائم مقام ہوئے۔

آغاز سن ۴۳۶ھ

اس سال سلطان طغرل بک نے [illegible] پر قبضہ کے بعد [illegible] جہاں سے مال غنیمت اور [illegible] حاصل کئے [illegible] اس سال قریش بن بدران نے انبار پر قبضہ کیا اور موصل میں طغرل بک کا خطبہ [illegible] خلافت کے خلاف [illegible] کی طرف [illegible] ساتھ [illegible] اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا

---

[1] [illegible]

اس سال وفات پانے والی شخصیات میں سے بعض

حسین بن جعفر بن محمد۔۔۔ ابن داؤد ابو عبداللہ سلماسی، ابن شاہین اور ابن حبیب دارقطنی سے احادیث کی سماعت کی، ثقہ اور امین تھے، نیکی کے کاموں میں بہتر حالت میں تھے اور کثرت صدقہ میں مشہور تھے۔ انہیں شہادت (گواہی دینے) پر آمادہ کیا گیا تو انہوں نے انکار کر دیا، اپنے مال میں سے نفقے کے لئے ہر مہینے میں دس دینار ان کے پاس ہوتے تھے۔

عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن [۱]۔۔۔ ابو عبداللہ اصفہانی، ابن لبان کے نام سے معروف تھے، ابو حامد اسفرائنی کے تلامذہ میں سے تھے، قرآن کے قاری ہوتے ہوئے لوگوں کو تراویح پڑھاتے تھے، ان کے جانے کے بعد نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز پڑھتے رہتے، بعض دفعہ پورا ہفتہ گذر جاتا اور وہ زمین پر ایک دفعہ بھی نہ لیٹتے۔

آغاز سن ۴۴۷ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ بغداد کا بادشاہ ہوا، طغرل بیگ سلجوقی بادشاہوں میں پہلا شخص ہے جو بغداد اور عراق کا بادشاہ بنا۔ اس سال خلیفہ اور بساسیری میں کشیدگی بڑھ گئی اور ترک اس سے یکبارگی برگشتہ ہو گئے، انہیں ابن المسلمہ (وزیر اعظم) نے اس کے مخفی عیوب ذکر کئے اور یہ بھی ذکر کیا کہ اس نے اطاعت کے لئے مصریوں سے خط و کتابت کی ہے اور عباسیوں کی اطاعت کے ساتھ دو رنگی ہے، خلیفہ نے کہا اس میں اس کی ہلاکت ہے۔

اس سال اہواز کے مضافات میں شیراز تک قحط پھیل گیا یہاں تک کہ شیراز میں ایک کر ایک ہزار دینار میں بکا گیا، اس سال بھی ہر سال کی طرح اہل سنت و روافض کے درمیان فتنہ برپا ہوا اور معاملہ بگڑ گیا، حکومت دونوں فریقوں میں اصلاح نہ کر سکی، اسی سال حنابلہ اور اشاعرہ میں فتنہ عظیم برپا ہوا جس میں حنابلہ کا پلہ بھاری رہا اور اشاعرہ کا نیچا۔ حتیٰ کہ ان کو اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ جماعت یا جمعے میں شریک ہوں۔

خطیب نے ذکر کیا ہے کہ ارسلان ترکی جو بساسیری کے نام سے معروف تھا اس کا عروج کمال کو پہنچا، چونکہ قدیم ترکوں میں سے اس کا کوئی ہم مثل موجود نہ تھا اس لئے اس نے بڑی قوت حاصل کی اور اس کی بڑی شہرت ہوئی، عرب و عجم اس سے ڈرنے لگے، عراق، اہواز وغیرہ میں منبروں پر اس کے لئے دعا کی جانے لگی، پھر خلیفہ کی اطاعت سے نکل گیا، خلیفہ کے سامنے کا اہل دل سے انکار کرنے لگا اور خلیفہ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا، یہ چاہتا تھا کہ خلیفہ پر مکمل اختیار حاصل کرے، تب خلیفہ نے رکن الدین ابو طالب محمد بن میکائیل بن سلجوق ملقب طغرل بیگ سے مدد و کتابت کی اور اسے عراق کی طرف پیش قدمی کرنے پر ابھارا، اس پر بساسیری کی فوج منتشر ہو کر بغداد سے آئی اور انہوں نے مغربی جانب میں واقع بساسیری کے محل کو جلا کر اس کی عمارت ختم کر دی۔ ماہ رمضان ۴۴۷ھ میں سلطان طغرل بیگ بغداد پہنچا، راستے میں امراء، وزراء اور دربانوں نے اس سے ملاقات کی، سلطان بڑے کروفر سے بغداد میں داخل ہوا، بغداد میں پہلے اس کا اور پھر ملک رحیم کا خطبہ پڑھا گیا، پھر ملک رحیم کا خطبہ ختم کر دیا گیا اور اسے قید کر کے قلعے میں پہنچا دیا گیا، جو بویہ کا آخری بادشاہ تھا، ان کی حکمرانی کی مدت تقریباً ایک سو دس سال رہی۔ ملک رحیم پر ان دیلمیوں کی بغداد کی بادشاہت ختم ہوئی اور حکومت کی تقسیم کے بعد سلطان طغرل بیگ آیا جس میں داخل ہوا اس کے ساتھ بہت سے ترک ان کے گھروں میں ٹھہرے جو اس کے ساتھ آئے ہوئے تھے، ترکوں میں اور عوام میں فتنہ و فساد برپا ہوا، شرقی جانب کا حصہ لوٹ لیا گیا۔

---

(۱) الانساب [illegible]، تاریخ بغداد [illegible]، [illegible] المنتظم [illegible]، طبقات الشافعیہ [illegible]، طبقات الاسنوی [illegible]

(۲) طبقات السبکی [illegible]، العبر [illegible]، [illegible] الکامل فی التاریخ [illegible]، کشف الظنون [illegible]

شذرات الذہب [illegible]

بساسیری کی حالت یہ ہوئی کہ وہ خلیفہ سے بھاگ کر رحبہ کی طرف چلا گیا اور مصر کے حکمران کو لکھا کہ وہ اس کے لئے عراق میں دعوت قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو حکمران مصر نے اسے صدقہ میں پانا ناپسند کیا کہ وہ اس کا والی ہو جائے کہ وہ اپنے ارادے کو پورا کرنے کے لئے قوت حاصل کر لے۔

اسی سال ذیقعدہ کے مہینے میں ابو عبداللہ محمد بن علی بن محمد دامغانی کو ابن ماکولا کی وفات کے بعد قاضی القضاۃ بنایا گیا اور اس پر عمدہ خلعتیں دی گئیں پھر خلیفہ نے سلطان طغرل بیگ کو بغداد میں داخل ہونے کے ایک دن بعد خلعتیں عطا کیں۔

اس مہینے خلیفہ قائم بامر اللہ کے بیٹے ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد کا انتقال ہوا اپنے باپ کا ولی عہد تھا تخت آرائی میں جمع ہوا۔ اسی سال ابو کالیجار کی بیعت کی گئی اور یمن کے علاقوں کے ... پر قبضہ ہو گیا ... مستنصر کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی سال زلزلوں کا ایک قصبہ کے قریب فساد پھیلا اور لوگوں کے ... ہونے لگے یہاں تک کہ ایک رطل پانی ... درہم کا ہو گیا۔ اس سال مکہ میں مہنگائی نے خوب زور پکڑا، اشیاء خورد و نوش ختم ہو گئیں یہاں تک کہ ... نے قریب ... لوگوں نے کھانے کی ... رکھ کر مسجد حرام سے ... کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال انتقال کرنے والی شخصیات

حسن بن علی ...... ابن جعفر بن علی بن محمد بن دلف بن ابی دلف، قاضی القضاۃ تھے، ابن ماکولا کے نام سے مشہور تھے، شافعی تھے، بصرہ میں قاضی ہوئے پھر قادر کے زمانہ خلافت میں ۴۲۰ھ میں بغداد میں قاضی القضاۃ ہوئے، قادر کے بیٹے قائم نے انہیں اپنے عہدے پر برقرار رکھا یہاں تک کہ اس سال ان کا انتقال ہوا، اسی سال کی عمر میں انتقال ہوا، ستائیس سال قاضی رہے، انتہائی عفت دار اور صالح تھے کسی سے ہدیہ قبول نہ کرتے حتیٰ کہ خلیفہ سے بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے ابو علی ابن شہاب سے حدیث کی سماعت کی، اچھے اشعار کہتے تھے ان کے کچھ اشعار یہ ہیں۔

ہر بڑھاپے کے بعد پھر بن گیا
پھر بڑھاپا اُسے پہنچنے سے مستغنی نہ کرسکا
اُس نے اپنے رخسار خضاب سے سیاہ کر دیے
لیکن خضاب کی سیاہی نے اسے کوئی نفع نہ دیا
اُس نے جوانی کے لئے یہ لطف ظاہر کیا
لیکن اُسکے احباب قلب میں اضافہ ہوا
اللہ کو انعام ہو پر لطف
ہوئی کے بشرین جسے کے دلوں پر
اس کا عزم ایک دن پھر گیا اور میرے
قلب میں حسرت دائم باقی رہ گیا

علی بن محسن بن علی[1] ...... ابن محمد بن ابو القاسم التنوخی، ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں یہ تنوخ بہت سے قبیلوں کا نام ہے جو بحرین میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے کی امداد و معاونت پر ایک دوسرے کے حلیف ہو گئے۔ اسی لئے ان کا نام تنوخ رکھا گیا تھا۔ سو چھپن ہجری میں بصرہ میں پیدا ہوئے ۳۷۰ھ میں حدیث کی سماعت کی، ۲۶ برس کی عمر میں حکام کے ہاں ان کی شہادت قبول کی گئی، مدائن وغیرہ میں قضاء کے عہدے پر فائز ہوئے۔ صدوق ثقہ تھے لیکن اعتزال اور تشیع کی طرف مائل تھے۔

---

[1] [illegible] تاریخ بغداد [illegible] المنتظم [illegible] شذرات الذهب [illegible]

[illegible] النجوم الزاهرة [illegible] وفيات الاعيان [illegible]

آغاز سن ۴۴۸ھ

ماہ محرم شروع ہونے سے آٹھ دن پہلے بروز جمعرات خلیفہ نے سلطان طغرل بیگ کی بھتیجی خدیجہ سے ایک لاکھ دینار مہر پر نکاح کیا اس عقد میں طغرل بیگ کے وزیر عمید الملک کندری، قاضی القضاۃ دامغانی، ماوردی اور رئیس الرؤساء ابن مسلمہ وغیرہ شریک ہوئے جب شعبان کا مہینہ آیا تو رئیس الرؤساء (وزیر اعظم) سلطان طغرل بیگ کے پاس گیا اور اس سے کہا "امیر المؤمنین کہتے ہیں اللہ پاک کا فرمان ہے (بیشک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مالکوں تک پہنچاؤ) چنانچہ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں امانت آپ کے قصر عالیشان میں منتقل کر دوں۔ سلطان نے کہا ہم حاضر ہیں۔ چنانچہ خلیفہ کی والدہ دلہن کو لینے کے لئے سلطان کے قصر گئی لیکن اس کے ساتھ رخصت ہو کر آئی اس کے ساتھ وزیر عمید الملک اور حشم و خدم تھے یہ لوگ خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے وزیر نے دلہن کے بیٹھنے کی طرف سے خلیفہ سے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ لڑکی کے ساتھ لطف و احسان کا معاملہ فرمائیں جب لڑکی خلیفہ کے سامنے گئی تو زمین کو بوسہ دیا خلیفہ نے اسے اپنے قریب کر کے اپنے پاس بٹھایا اور اس پر موتی نچھاور کئے اور قیمتی جواہر کا تاج پہنایا اگلے دن اسے عجم کے موجود ہونے کے تحفہ جات (ترکی کا زیور) اور ایسے پیالے عطا کئے جن میں جواہر اور یاقوت جڑے ہوئے تھے اور ہر سال اپنی جاگیروں میں سے بارہ ہزار دینار کی آمدنی اس کے نام کر دی۔

اسی سال سلطان نے "دار المملکہ" (شاہی محل) تعمیر کرنے کا حکم دیا اس کی تعمیر کے لئے بہت سے محلے بے آباد کئے گئے اور لوگوں کے گھروں سے اور ہر جانب سے لکڑیاں اکٹھی کر لی گئیں اور اینٹیں بھی جمع کی گئیں۔ اس سال بغداد میں سخت مہنگائی ہوئی لوگوں پر خوف طاری ہو گیا بہت زیادہ وبا اور گرمی ہوئی بہت سے لوگ بغیر غسل اور کفن کے دفن کئے گئے ہر قسم کی اشیاء خورد و نوش بہت مہنگی ہو گئیں بڑی تعداد میں لوگ قحط کا شکار بن گئے فضا غبار آلود ہو گئی علامہ ابن جوزی کہتے ہیں "یہ مہنگائی اور وبا مکہ، عراق، دیار بکر، موصل، بلاد روم، خراسان، جبال تک حتیٰ کہ پوری دنیا تک پھیل گئی مصر سے اطلاع پہنچی کہ تین چوروں نے کسی گھر میں نقب لگائی صبح کو وہ مردہ پڑے ہوئے پائے گئے ایک نقب کے پاس ایک سیڑھی پر اور ایک ان کپڑوں پر مرا ہوا تھا جو اس نے لے جانے کے لئے لپیٹے تھے لیکن اسے موت نے مہلت نہ دی۔

اس سال وزیر اعظم نے کرخ میں سیاہ جھنڈے نصب کرنے کا حکم دیا اہل کرخ اس کی وجہ سے بہت بے چین ہوئے اور وزیر اعظم اہل رافض کے لئے بہت تکلیف کا باعث تھا۔ سلطان طغرل بیگ کا وزیر عمید الملک کندری ان کی طرف سے دفاع کرتا تھا اس سال [illegible] کے وقت تیز آندھی چلی غبار آلود ہوا اٹھا اور دنیا تاریک ہو گئی یہاں تک کہ لوگوں نے چراغ جلائے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے "جمادی الاولیٰ کے دوسرے عشرے میں صبح کے وقت ایک ستارہ نمودار ہوا جس کی لمبائی تقریباً دس ہاتھ اور چوڑائی ایک ذراع کی تھی نصف رجب تک وہ نظر آتا رہا۔ پھر مضمحل ہو گیا۔

اسی سال روافض پر یہ لازم کیا گیا کہ وہ اذان میں "حی علی خیر العمل" کے کلمات چھوڑ دیں اور انہیں حکم دیا گیا کہ ان کا مؤذن "حی علی الفلاح" کے بعد فجر "الصلوۃ خیر من النوم" کہے ان کی مساجد سے "محمد وعلی خیر البشر" کے کلمات مٹا دیے گئے۔ اور بصرہ کے دروازے سے کرخ کے دروازے تک اشعار پڑھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مدح میں اشعار اور قصائد پڑھنے لگے۔ یہ سب بغاوت کے بعد ہوا کیونکہ روافض کی قوت کم ہو گئی اس لئے کہ بنو بویہ جو حکام تھے وہ روافض کی مدد کرتے اور ان کو تقویت پہنچاتے تھے ان کی حکومت ختم ہو چکی تھی اور ان کے بعد سلجوقی ترک آئے جو اہل سنت سے محبت کرتے اور ان کی قدر کرتے تھے رئیس الرؤساء (وزیر اعظم) نے یہ بھی حکم دیا کہ وہ روافض کے شیخ ابو عبداللہ بن جلاب کو قتل کر دے چنانچہ اسے اس کی دکان کے دروازے پر قتل کیا گیا ابو جعفر طوسی بھاگ گئے اور ان کے ۳ گھروں کو لوٹ لیا گیا۔

اسی سال بساسیری، قریش بن بدران کو ساتھ لے کر بڑے لشکر کے ساتھ موصل کی طرف چلا اس کے ساتھ نور الدولہ دبیس بھی تھا وہاں کے قریب سنجار تھا جو سلطان طغرل بیگ کے چچا زاد بھائی قتلمش نے ان کی مدد کی لیکن بساسیری نے دونوں کو شکست دے کر موصل پر قبضہ کر لیا اور

مصریوں کا خطبہ پڑھا اور اپنے کاتب کو قید خانے سے نکالا اس نے قاضی کی امید پر اسلام کا اظہار کیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا چنانچہ قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح کوفہ، واسط وغیرہ دوسرے شہروں میں بھی اس سال مصریوں کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ طغرل بیک نے بساسیری سے مقابلے کے لئے موصل پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ خلیفہ نے حالات کی تنگی اور مہنگائی کی وجہ سے اُسے روکنا چاہا لیکن وہ نہ مانا اور ایک لشکر جرار لے کر موصل کی طرف نکلا اتنے میں تو باقی اور تنگی بھی تھی۔ اس کا لشکر کثرت کی وجہ سے راستے میں بستیوں کو لوٹتا جاتا تھا بعض اوقات عورتوں پر بھی حملہ کرتے۔ خلیفہ نے سلطان کی طرف پیغام بھیج کر اسے ان امور سے روکا۔ سلطان نے لشکر کی کثرت کی وجہ سے معذرت خواہی کی۔ اتفاق سے سلطان نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی سلام کیا تو آپ ﷺ نے اعراض فرمایا۔ سلطان نے عرض کیا "یا رسول خدا کیا وجہ ہوئی کہ آپ اعراض فرما رہے ہیں؟" تو آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے حاکم بنایا مگر تو اس کی مخلوق پر نرمی نہیں کرتا اور اللہ عزوجل کے جلال سے نہیں ڈرتا۔ سلطان گھبرا کر اٹھا اور وزیر کو حکم دیا کہ وہ لشکر میں یہ منادی کر دے کہ کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔ موصل پہنچنے سے پہلے بہت سے شہر فتح کئے پھر موصل فتح کر کے اپنے بھائی داؤد کے سپرد کر دیا۔ اس کے بعد بلاد بکر کے بہت سے علاقے فتح کئے۔

اسی سال مغربی ممالک میں ملثمین کی حکومت کا ظہور ہوا انہوں نے دین کے اعزاز اور کلمۂ حق کا اظہار کیا اور بہت سے شہروں پر جس میں سجلماسہ اس کے مضافات اور سوس وغیرہ بھی شامل ہیں قبضہ حاصل کیا اور وہاں کے باشندوں کو قتل کیا۔ ملثمین کا سب سے پہلا بادشاہ ابوبکر بن عمر تھا اس نے سجلماسہ میں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ ۴۶۲ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد ابونصر یوسف بن تاشفین حاکم بنا اور امیر المسلمین کا لقب اختیار کیا اس نے بڑی قوت حاصل کی مغربی ممالک میں اس کا مرتبہ بہت بلند ہوا۔

اسی سال بغداد میں سلطان کے حکم سے اہل ذمہ پر لازم کیا گیا کہ وہ اپنا نشان پہنیں۔ اسی سن ذخیرۃ الدین کی وفات کے بعد اس کا ایک لڑکا باندی سے پیدا ہوا اور اس کا نام عبداللہ مقتدی بامر اللہ ہے۔ اس سال بھی مہنگائی اور ہلاکت بغداد میں اور دوسرے شہروں میں جاری رہی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال انتقال پانے والی شخصیات

علی بن احمد بن علی بن سلک(۱): ... آپ کی کنیت ابوالحسن المؤدب ہے فالی کے نام سے مشہور ہیں "امالی" کتاب کے مصنف ہیں فالہ ایک بستی ہے جو ایذج کے قریب واقع ہے۔ ایک مدت تک بصرہ میں مقیم رہے۔ وہاں عمر بن عبدالواحد ہاشمی اور دوسرے محدثین سے احادیث سنیں پھر بغداد آ کر مقیم ہو گئے تھے۔ بہت سے فضائل کے حامل تھے۔ آپ کے اچھے شعروں میں سے بعض یہ ہیں۔

جب مجالس کے چہرے تبدیل ہو گئے اور ان مجالس کے وہ عالم نہ رہے جنہیں میں جانتا تھا میں نے دیکھا کہ وہ بھری ہوئی ہیں ایسے لوگوں سے علاوہ ان کے جو ان کی انتہا تک جانے والے تھے تو میں نے ایک قدیم مشہور شعر پڑھا اس حال میں کہ میری آنکھیں آنسوؤں کے جاری ہونے کی وجہ سے بھری ہوئی تھیں۔ جیسے کہ خیمے تو انہیں لوگوں کے خیموں کی طرح ہیں لیکن میں قبیلے کی عورتوں کو دیکھتا ہوں کہ وہ ان خیموں کی عورتیں نہیں ہیں۔

تدریس کے لئے ہر قسم کا بد فہم آدمی مسند نشین ہو گیا۔ جسے فقیہ و مدرس کا نام دیا جانے لگا پھر اہل علم کے لئے حق ہے کہ وہ مثال دیں کہ ایک قدیم شعر جو ہر مجلس میں مشہور ہے: "وہ کمزور ہو گئی یہاں تک کہ اس کی کمزوری کی وجہ سے اس کی کمر ظاہر ہو گئی اور ہر مفلس اس کا سودا کرنے لگا"۔

محمد بن عبدالواحد بن محمد الصباغ ... آپ شافعی کے فقیہ تھے کتاب "الشامل" کے مصنف یہ نہیں اس کے مصنف متاخرین میں سے ہیں

---

(۱) [illegible] تاریخ بغداد [illegible] تاج العروس [illegible] [illegible] العبر [illegible] کشف الظنون [illegible] معجم البلدان [illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible]

اور یہ ابو العباس طرازی کے شاگردوں میں سے ہیں شہر کی جامع مسجد میں ان کے حلقے کا سلسلہ تھا قاضی القضاۃ ابو منصور علی کے پاس سے گزرے تو انہوں نے آپ کو سید یا ابن شاذان اور دوسرے محدثین سے حدیث حاصل کی ہے آپ جلیل القدر اور ثقہ تھے۔

ہلال بن محسن:…… ابن ابراہیم بن ہلال ابو الحسن کاتب صابی (صاحب تاریخ) تھے مؤرخ بھی تھے آپ کے والد بھی صابی (ستارہ پرست) تھے اور ایک عرصہ گزرنے کے بعد مسلمان ہوئے اور خوب مسلمان ہوئے آپ نے حالت کفر میں بہت سے مشائخ سے علم حاصل کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مشائخ کے پاس ادب پڑھنے کے لئے آتے تھے پھر جب بعد میں مسلمان ہو گئے تو آپ کو اس کا بہت فائدہ ہوا اور یہی آپ کے اسلام قبول کرنے کا سبب بنا جیسا کہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے طویل سند کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ وہ آپ کو عقل کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور اسلام قبول کرنے کا کہہ رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ عقل مند ہوتے ہوئے اس دین کو کیوں چھوڑ رکھا ہے جس کی حقانیت پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔ آپ ﷺ نے انہیں خواب میں اس کی نشانیاں بھی دکھائیں جو انہوں نے بیداری کی حالت میں دیکھیں جن میں ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا تم اس کا نام محمد رکھنا چنانچہ ان کے ہاں بچہ پیدا ہوا جس کا نام انہوں نے محمد رکھا اور کنیت ابو الحسن رکھی اور بھی بہت سی چیزیں ہیں جنہیں ابن جوزی نے تفصیل سے ذکر کیا ہے پھر آپ مسلمان ہوئے اور خوب مسلمان ہوئے آپ سچے تھے انتقال کے وقت عمر نوے سال سے زیادہ تھی جن میں سے چالیس سے زیادہ سال حالت اسلام میں گزرے۔

۴۴۹ھ کے واقعات و حادثات

اس سال بھی مہنگائی اور ہلاکت بغداد اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں مسلسل جاری رہی یہاں تک کہ اکثر مکان ویران ہو گئے وہاں کے رہائشی پورے پورے لوگ اہل و عیال سمیت مر گئے گھروں کے دروازے بند ہو گئے اور یہاں کی صورتحال بھی ہر جگہ پھیل گئی رفتہ رفتہ بات یہاں تک پہنچ گئی کہ پورا آدمی ایک رات میں ایک رطل روٹی پاتا تھا لوگ بھوک کی وجہ سے بیمار ہوئے اور مردار کتا تک کھانے پر مجبور ہو گئے تھے ایک دفعہ ایک عورت کے پاس کتے کی ران پائی گئی جو کہ پکی ہوئی تھی جب کہ ایک آدمی نے حمام کے آتشدان میں ایک بچی کو بھون کر کھایا۔ پانچ آدمیوں کے قریب ایک مردہ پرندہ گرا تو انہوں نے اسے پکا یہاں تک کہ بھونا اور تقسیم کر کے کھا گئے۔

ہمدانی کی ایک کتاب میں ہے کہ اس سال اس موت میں ایک دن میں اٹھارہ ہزار انسان مر گئے جبکہ مجموعی طور پر اس وقت سے لے کر اب تک اس بلا عظیم کی وجہ سے شمار کئے جانے پر پتہ چلا کہ ایک کروڑ پچاس لاکھ کے قریب انسان موت کے منہ میں جا چکے ہیں اس شہروں میں جانے والے لوگ صاف خالی بازار، خالی سڑکوں، بند دروازوں، وحشت اور عدم انسیت کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ماوراء النہر سے آنے والی خبر کے مطابق اس وباء عظیم سے ان علاقوں میں بہت سی مخلوق مر گئی ہے اس کا بیان ہے کہ یہ وباء ماوراء النہر اور اس کے مضافات اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں بری طرح پھیل گئی ہے یہاں تک کہ اکثر گھر بند ہو گئے اس کا سب سے بڑا سبب بھوک تھا فقیر لوگ کبھی کتے بھون کر کھاتے کبھی کفن چوری کرتے اور کبھی مردوں کو بھون کر کھاتے۔ لوگوں کا دن رات مردوں کے ان کی تجہیز و تکفین کرنے اور مردے دفنانے کے علاوہ اور کوئی کام ہی نہ رہا تھا گویا کہ ایک گڑھا کھودا جاتا تھا اور اس میں بیس تیس آدمیوں کو ایک ہی ساتھ دفن کر دیا جاتا تھا۔

ان حالات کی وجہ سے انسان کا بیٹھے بیٹھے ایک دم دل بہت پاتا تھا اور دل سے نکل کر دماغ تک جاتا اور پھر انسان کی موت واقع ہو جاتی اس صورت حال کو دیکھ کر لوگوں نے توبہ کی اور اپنا زیادہ مال صدقہ کر دیا لیکن ان کے صدقہ کو قبول کرنے والا کوئی نہ تھا فقیر کو جب سونا یا کپڑے اور درہم دیئے جاتے تو وہ کہتا کہ مجھے تو ایک روٹی کا ٹکڑا چاہیئے جو کہ میری بھوک مٹا دے لیکن وہ اسے نہ ملتا تھا پھر لوگوں نے شراب بہا دی آلات لہو و لعب توڑ دیئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے قرآن پاک کے لئے مسجدوں میں جمع ہو گئے لیکن گھر ایسے

میں شراب ہوتی تو وہ گھر والے عام طور پر مرجاتے تھے۔

ایک مریض پر سات دن بہت سخت گذرے تو اس نے اپنے ہاتھ سے ایک مکان کی طرف اشارہ کیا لوگوں نے دیکھا کہ اس مکان میں ایک شراب کا مٹکا تھا جس کو انہوں نے بہا دیا تو مریض کی جان اس سے آسانی سے نکل گئی۔ ایک شخص کا مسجد میں انتقال ہوا لوگوں نے دیکھا کہ اس کے پاس ۵۰۰۰۰ درہم تھے تو وہ درہم لوگوں کے سامنے پیش کیے گئے لیکن کسی نے بھی اس کو قبول نہیں کیا اس کے بعد وہ درہم کو مسجد ہی میں رکھ دیا گیا لیکن ۹ دنوں تک کوئی لینے والا نہیں آیا ۹ دنوں کے بعد چار آدمی لینے آئے لیکن وہ چاروں وہیں مرگئے اور ان میں سے کوئی بھی زندہ مسجد سے باہر نہیں نکل سکا۔

اس زمانہ میں شیخ ابو محمد عبدالجبار بن محمد کے پاس ۷۰۰ طلبہ علمی اشتغال رکھتے تھے لیکن شیخ اور بارہ طلبہ کے علاوہ سب کے سب موت کے منہ میں چلے گئے۔ جب سلطان دبیس بن علی صلح کرنے کے بعد دوبارہ اپنے وطن آئے تو انہوں نے اپنے شہر کو بہت خستہ حالت میں پایا کیونکہ وہاں لوگوں کی آبادی طاعون کے پھیلنے کی وجہ سے بہت کم ہوگئی تھی، تو انہوں نے ایک قاصد کرد و اعراب کے علاقوں میں بھیجا وہاں سے ایک جماعت ملی اس جماعت نے اسے قتل کر دیا اور بھون کر کھا گئے۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ۲۳ جمادی الثانیہ بروز بدھ قطیعہ عیسیٰ، سوق الطعام، کنیس، اصحاب السقط، باب الشعیر، سوق العطارین، سوق العروس، الانماطیین، خشابین، جزارین، تمارین، قطیعہ، سوق محول، نہر زجاج، سویقہ غالب، الصفارین، الصباغین اور ان کی علاوہ دوسری جگہیں بھی جل گئیں۔ یہ آگ لوگوں کے لئے بھوک، مہنگائی اور بیماریوں کے بعد ایک نئی مصیبت ثابت ہوئی۔ لوگ کمزور پڑتے گئے اور آگ تیز سے تیز ہوتی ہوئی یہاں تک کہ آگ نے سب کو جلا کر رکھ دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اس سال بغداد میں مکاروں کی کثرت ہوئی اور وہ لوگوں کی دولت کو کھلم کھلا لوٹنے لگے وہ مکار رات دن لوگوں کے گھروں پر حملے کرنے لگے۔ اسی دوران ابو جعفر طوسی شیعہ متکلم کے گھر پر بھی حملہ کیا گیا اور اس کی کتابیں اور رجسٹر جن کو وہ اپنی گمراہی اور بدعات کو پھیلانے میں استعمال کرتا وہ سب کی سب کتب جلا دی گئیں اور وہ ایسے ہم خیال لوگوں کو ان کی تبلیغ کرتا تھا۔ اسی سن میں ملک طغرل بیگ بھی موصل سے لوٹ کر بغداد پہنچا تو راستے میں عوام اور خواص نے اس کا خوب استقبال کیا رئیس الرؤساء نے بادشاہ کی طرف سے زیورات سے مزین لباس پیش کیا جس کو اس نے پہن لیا اور پہن کر زمین کو بوسہ دیا۔ پھر اس کے بعد دار الخلافہ آیا تو خلیفہ کی طرف سے سواری لائی گئی اس پر بیٹھ کر خلیفہ کے پاس حاضر ہوا۔ جب وہ خلیفہ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ خلیفہ تو سات گز لمبی چارپائی پر جلوہ افروز ہے اور اس کے کندھے پر نبوی چادر ہے جبکہ ہاتھ میں چھڑی تھی۔ اس نے پھر زمین کا بوسہ دیا اور بادشاہ کے تخت کے علاوہ دوسرے تخت پر بیٹھ گیا جو کہ بادشاہ کے تخت سے کچھ دور تھا۔ پھر خلیفہ نے رئیس الرؤساء سے کہا کہ اس سے کہو کہ امیر المؤمنین تمہاری کوششوں کی تعریف کرتے ہیں تمہارے فعل کے شکر گذار ہیں، تمہاری قربت سے خوش ہیں، جن ممالک کا اللہ تعالیٰ نے انہیں والی بنایا ہے وہ وہی ممالک انہوں نے تمہارے زیر کر دیے ہیں اور تمہیں والی بنا دیا ہے پس جن ممالک کا تمہیں والی بنایا ہے ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا اس کے ساتھ ساتھ شہروں کی ترقی، لوگوں کی اصلاح، عدل و انصاف کا پرچار اور ظلم کی روک تھام کے لئے اپنی کوششیں جاری رکھنا اس کے بعد عمید الدولہ نے جو کچھ خلیفہ نے اسے کہا تھا اس کو اچھی طرح سمجھا دیا تو وہ کھڑا ہو گیا اور زمین کو بوسہ دے کر کہا کہ میں امیر المؤمنین کا غلام اور خدمت گذار ہوں اور انہی کے اوامر و نواہی پر عمل کرنے والا ہوں، جس چیز کا انہوں نے مجھ کو اہل بنایا اور خدمت لی وہ میرے لئے باعث شرف ہے پس اب میں اللہ ہی سے مدد اور توفیق کا طلبگار ہوں پھر خلیفہ نے اسے حکم دیا کہ وہ بادشاہانہ لباس پہننے کے لئے تیار ہو جائے تو وہ اٹھ کھڑا ہوا اور مہمان خانے پہنچ گیا، وہاں اس کو سات جوڑے اور تاج پہنایا گیا پھر وہاں سے لوٹا اور خلیفہ کا ہاتھ چومنے کے بعد تخت پر جلوہ افروز ہو گیا اس نے زمین کا بھی بوسہ لینا چاہا مگر تاج کی وجہ سے یہ اس کے لئے ممکن نہ ہو سکا۔ پھر خلیفہ نے اپنی تلوار نکال کر اس کے گلے میں ڈال دی اور اس کو بادشاہ شرق و غرب کا خطاب دیا گیا۔ اس کے بعد تین جھنڈے لائے گئے تو ان میں سے ایک جھنڈے کو خلیفہ نے اپنے ہاتھ سے باندھ لیا اور بادشاہ کے سامنے عہد پیش کیا گیا جسے وہیں پڑھ کر بھی سنایا گیا۔ اس عہد میں خلیفہ بادشاہ کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور رعایا کے درمیان عدل و انصاف سے کام لینے کی وصیت کی۔ پھر وہ کھڑا ہوا خلیفہ کے ہاتھ کو چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھا اس کے بعد عظیم شان و شوکت کے ساتھ اپنے گھر جانے کے لئے کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ حجاب اور

اس کا یہ لشکر تھا اور لوگ اس کو سلام کرنے آتے تھے اس نے بھی خلیفہ کے واسطے عظیم تحائف بھیجے جس میں سے پہلا تحفہ پچاس ہزار دینار کا تھا دوسرا تحفہ پچاس ترکی غلاموں کا تھا جو کہ اپنی سواریوں ہتھیاروں اور پیٹیوں وغیرہ کے ساتھ تھے۔ تیسرا تحفہ پانچ سو کپڑوں کا تھا جو کہ کئی اقسام پر مشتمل تھے۔ اور بھی بہت سا مال پانچ ہزار درہم تھے اور بہت سی قیمتی اشیاء کے تحفے وغیرہ دیئے۔

اس سن میں ملک مصری نے اپنے وزیر ابو محمد الحسن بن عبد الرحمن البازوری کو گرفتار کرلیا اور اس کا تقریباً تین ہزار درہم مال لے لیا اس کے کئی ساتھیوں کا محاصرہ کیا گیا یہ وزیر حنفی فقیہ تھا اہل علم اور اہل حرمین سے اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ کئی شیخ ابو یوسف القزوینی اس کی تعریف و توصیف بیان کیا کرتے تھے۔

اس سن میں وفات پانے والے لوگ

احمد بن عبداللہ بن سلیمان[1] ... ابن محمد بن سلیمان بن احمد بن سلیمان بن داؤد بن المطہر بن زیاد بن ربیعہ بن الحارث بن ربیعہ بن انور بن اسحم بن ارقم بن النعمان بن عدی بن غطفان بن عمرو بن بریح بن جذیمہ بن تیم اللہ بن اسد بن وبرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ ابو العلاء المعری التنوخی الشاعر جو کہ ذہانت میں مشہور ہیں لغوی ادیب اور شعر میں صاحب دیوان اور تصانیف ہیں، جمعہ کے روز غروب آفتاب کے وقت ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے آپ کو چار سال یا سات سال کی عمر میں چیچک کے مرض نے آلیا جس کی وجہ سے ان کی نظر بالکل ختم ہوگئی انہوں نے گیارہ سال یا بارہ سال کی عمر میں شعر گوئی شروع کی اور ۳۹۹ھ میں بغداد آئے اور وہاں تقریباً ایک سال سات مہینے رہائش پذیر رہے پھر وہاں سے شہر معرہ لوٹ آئے اور گوشہ نشین ہوکر رہنے لگا کیونکہ اس نے شعر کہہ کر ایک بیہودہ سوال کیا جو اس کی قلت عقل و بے علمی کے بارے میں دلالت کرتا تھا شعر یہ تھا۔

اس بات میں تناقض ہے جس کے سامنے ہمارے لئے سکوت اس میں اور خاموشی ہی بہتر ہے اور یہ کہ ہم اپنے مولیٰ سے آگ کی پناہ
لیں ہاتھ کی دیت پانچ سو درہم ہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ اسے چوتھائی دینار کے عوض کاٹ دیا جاتا ہے۔

یہ بات اس کی حماقت پر دلالت کرتی ہے کہ ہاتھ کی دیت پانچ سو دینار ہے تو اگر وہ صرف چوتھائی دینار چوری کرتا ہے تو پھر اس کا ہاتھ کیوں کاٹا جاتا ہے۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئی کہ حکم کی اور مصلحت کی کیا وجہ ہے یہ اس کی کج فہمی تھی۔ یہ بات اس لئے ہے جب ہاتھ پر زیادتی کی جائے تو اس کی دیت بہت زیادہ ہونی چاہئے تاکہ لوگ ظلم سے رک جائیں ہاں البتہ جب ہاتھ خود ہی چوری کرے تو اس کے مناسب یہ ہے کہ اس کی قیمت بہت کم ہو جائے تاکہ لوگ

---

(۱) إنباه الرواة ۱/[illegible]، إيضاح المكنون ۲/[illegible]، الإنصاف والتحري لابن العديم، الأنساب ۱۲/[illegible]، التنوخي ؛ ورد المصري ؛ أعلام النبلاء [illegible]، بغية الوعاة [illegible]، تاريخ بغداد [illegible]، تتمة اليتيمة ۱/[illegible]، تاريخ الإسلام [illegible]، تتمة المختصر [illegible]، دمية القصر [illegible]، دول الإسلام ۱/[illegible]، روض المناظر لابن الشحنة [illegible]، روضات الجنات [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، طبقات النحويين واللغويين لابن قاضي شهبة [illegible]، العبر [illegible]، عقد الجمان للعيني [illegible]، الفهرست لابن خير [illegible]، كشف الظنون [illegible] وغيرها، الكامل في التاريخ [illegible]، لسان الميزان [illegible]، اللباب [illegible]، المعري [illegible]، معاهد التنصيص [illegible]، مفتاح السعادة [illegible]، مرآة الجنان [illegible]، ميزان الاعتدال [illegible]، مسالك الأبصار [illegible]، المختصر في أخبار البشر [illegible]، معجم الأدباء [illegible]، معجم البلدان [illegible]، المنتظم [illegible]، نزهة الجليس [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، نكت الهميان [illegible]، نزهة الألباء [illegible]، هدية العارفين [illegible]، وفيات الأعيان [illegible]، الوافي بالوفيات [illegible]، وانظر تعريف القدماء بأبي العلاء الذي نشرته وزارة الثقافة المصرية بتحقيق عدد من الأساتذة)

دوسروں کے احسان سے دور ہیں وہ لوگوں کے احسان تلے دبا ہوا نہیں۔ اسی وجہ سے بعض کا یہ قول مشہور ہے کہ متنبی تو محض فصاحت کا استاد تھا لیکن جب اس نے خیانت کی تو اس کی قیمت گر گئی۔ جب فقہاء نے اس کو اس کی اس حرکت پر اور اس جیسی دوسری باتوں پر بدترین قرار دیا تو اس نے انکار کر دیا تو وہ بھاگ گیا اور اپنے شہر واپس چلا گیا جہاں اپنے گھر میں مقیم ہو گیا وہ اپنے گھر سے خوف کی وجہ سے نکلتا بھی نہیں تھا۔ ایک دن کی بات ہے کہ وہ خلیفہ کے پاس بیٹھا تھا خلیفہ متنبی کو ناپسند کرتا تھا اور اس کی تذلیل کرتا تھا جبکہ ابو العلاء متنبی سے محبت کرتا تھا اس کی قدر و منزلت بلند سمجھتا تھا بلکہ اس کی مدد بھی کرتا تھا۔ تو ایک دن باتوں باتوں میں متنبی کا ذکر چھڑ گیا اب خلیفہ نے تو اس کی خوب مذمت کی تو ابو العلاء نے کہا کہ اگر متنبی کا کوئی قصیدہ بھی نہ ہو تب بھی اس کے لئے وہ قصیدہ کافی ہے جس کے شروع میں یہ ہے "لک یا منازل فی القلوب منازل"۔

اس کی یہ بات سن کر خلیفہ غضبناک ہو گیا اور اس کے بارے میں حکم دیا کہ پاؤں سے پکڑ کر چہرے کے بل گھسیٹا جائے اور حاضرین سے کہا کہ اس کو میرے پاس سے نکال دو اور پھر کہا کیا تم جانتے بھی ہو کہ اس قصیدہ کا ذکر کر کے اس نے کیا بات کہنی چاہی تھی۔ پھر اس نے اس کو بتایا کہ متنبی کے اس شعر سے وہ کیا کہنا چاہ رہا تھا؟ اس نے شعر سے مراد متنبی کے قصیدہ کی طرف اشارہ کیا تھا وہ یہ ہے:

ترجمہ: "جب تو میری برائی کسی کم عقل سے سنے تو سمجھ لینا کہ یہ بھی میرے بہتر ہونے کی دلیل ہے کیونکہ ایسے لوگ اس کے دشمن بھی ہوتے ہیں"۔

اس کے بعد خلیفہ نے کہا کہ متنبی کے اور بھی اس سے بہتر قصائد ہیں مگر وہ مجھے پسند آ جاتا تھا۔ یہ بات خلیفہ کے اہل ادب کی ذہانت کی بات تھی۔ جبکہ خلیفہ نے اس کا مقصد سمجھ لیا تھا معری بھی ذہین لوگوں میں سے تھا۔ معری نے برہمن فلاسفہ کے طریقہ پر چلتے ہوئے گوشت دودھ انڈے اور شہد سے کوئی حیوانی چیز کو گوشت نہیں کھایا۔ یہ بات مشہور ہے کہ اس نے سفر سے آتے ہوئے ایک گرجا گھر میں ایک راہب سے ملاقات کی۔ اس راہب نے رات کو اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور اس میں اسلام کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیا وہ راہب پودوں وغیرہ سے اپنی غذا حاصل کرتا تھا گوشت و دیگر حیوانی اشیاء ترک کرتا تھا۔ اور شہد وغیرہ بطور میٹھی چیز کے استعمال کیا کرتا تھا وہ بھی کم۔ وہ بھی صرف ناشتہ کیا جاتا تھا۔ گوشت ترک کر دیا۔ معری کا کہنا ہے: پوشیدہ ہونا چاہئے۔ وہ ذکاوت کے بہت اعلیٰ درجہ پر فائز تھا جبکہ یہ بھی باتیں اس کی طرف سے نقل کی گئی ہیں کہ جس نے اپنے تخت کے نیچے ایک درہم رکھا اور کہا کہ آسمان ایک درہم کی مقدار نیچے ہو گیا یا زمین ایک درہم کی مقدار بلند ہو گئی۔ جب کبھی اس نے یہ محسوس کیا کہ اس وقت زمین سے ایک درہم کی مقدار بلند ہو گئی ہے تو یہ بات ایسی ہے کہ جس کی کوئی اصل نہیں۔

"اسی طرح اس کے بارے میں یہ بات بھی ذکر کی جاتی ہے کہ وہ سفر کے دوران ایک جگہ سے گزر رہا تھا تو اس نے ایک دم اپنا سر جھکا لیا تو لوگوں نے اس سے ایسا کرنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ یہاں کوئی درخت ہے تو لوگوں نے کہا نہیں۔ پھر لوگوں نے غور سے دیکھا تو پتہ چلا کہ جس جگہ اس نے سر جھکایا تھا اس جگہ ایک درخت کی جڑ تھی جبکہ درخت کا نشان تک نہیں تھا اور پہلے اس جگہ سے ایک مرتبہ گزرا تھا تو اس کے ساتھیوں نے اس کو اسی جگہ سر جھکانے کو کہا تھا جس جگہ اس نے اب گزرتے ہوئے سر جھکایا تھا اب چونکہ وہ اسی جگہ سے دوسری مرتبہ گزر رہا تھا تو اس نے اس خوف سے کہ اسے کوئی چیز نہ لگ جائے اپنا سر جھکا لیا لیکن یہ بات بھی ثابت نہیں ہے۔

حقیقی بات یہ ہے کہ وہ ذہین تو تھا لیکن ضعیف (یا کمزور) ایمان تھا اس کی تصنیفات بھی بہت تھیں جن کا کچھ حصہ شعر میں تھیں۔ اس کے بعض اشعار سے اس کی زندقیت اور دین سے دور ہونے کے بارے میں پتہ چلتا تھا جبکہ بہت سے لوگ اسی کی طرف سے یہ عذر بھی بیان کرتے تھے کہ جو اس نے کہا وہ بطور کھیل کود اور دل لگی کے لئے کہا حالانکہ وہ دل کا ایسا نہیں تھا جیسا کہ اس نے زبان سے ظاہر کیا، باطنی طور پر وہ مسلمان ہی تھا۔ جب ابن عقیل کے پاس اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے کہا کہ اسے کس چیز نے مجبور کیا تھا کہ وہ مسلمانوں کے ملک میں وہ کفریہ باتیں کرے جس سے لوگ اس کی تکفیر کرنے لگیں حالانکہ ایسی باتیں تو منافقین بھی اپنی کم عقلی اور کم علمی کے باوجود اپنے آپ کو محفوظ رکھنے کے لئے نہیں کرتے اس لئے وہ اپنی بری عادات لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں کرتے اور ان کو لوگوں سے پوشیدہ رکھتے ہیں جب کہ اس نے اپنے کفر کا کھلم کھلا اظہار کر دیا جس کی وجہ سے لوگ اس کی تکفیر کے لئے اس پر مسلط ہو گئے اور اس کو زندیق کہنے لگے اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس کا ظاہر اس کے باطن کی طرح تھا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کسی نے اس کی ایک کتاب دیکھی جس کا نام اس نے "**الفصول والغایات فی معارضة**

السور والآیات" ہے جس کو اس نے حروف معجم کی ترتیب پر لکھا ہے جس کے آخری کلمات نہ بہت عمدہ ہیں اور نہ بے ہودہ ہیں۔ یعنی ہاں یہ جو بات میں نے اس کی ظاہری و باطنی شکل کو دیکھ کر غور کیا۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے اس کی ایک اور کتاب "لزوم ما لا یلزم" کا بھی مطالعہ کیا ہے پھر ابن جوزی نے اس کے کچھ اشعار بیان کیے ہیں جو کہ دین اسلام اور بعثت کی باتوں کو لغو قرار دینے والے خیالات ہیں ان میں سے چند اشعار یہ ہیں۔

جب تیرے رزق سے عاقل کو حصہ نہیں ملتا، تو مجنون اور احمق کو رزق دیتا ہے تو ایسے شخص کا کوئی گناہ نہیں اے آسمان کے پروردگار جو تجھ سے اس چیز کا مشاہدہ کرتا ہے جس کی خواہش نہیں کی جاتی تو وہ زندیق بن جاتا ہے۔

مزید کہتا ہے کہ:

خبردار! بے شک مخلوق گمراہی میں مبتلا ہے اور عقلمند جو دیکھتا ہے جو کچھ اسے پیش آتا ہے صاحب تورات موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے جس نے ان پر التزام کیا۔ وہ خسارہ میں ہوا موسیٰ علیہ السلام کے آدمیوں نے کہا کہ ان پر وحی نازل ہوئی۔ بعض لوگوں نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھتے ہیں ہدایت اللہ کے پتھروں کا حج کے لئے دور دراز سے آتے ہیں جیسے گھومنے کے اور ان کی چوکھٹوں پر سجدہ کرتے ہیں۔ جب عقلمند آدمی اپنی عقل سے سوچتا ہے تو وہ سب کو تعجب لگنے میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

مزید کہتا ہے کہ:

راہ راست سے حنفی بھٹک گئے اور نصاریٰ ہدایت یافتہ نہیں ہیں یہودیوں نے گمراہی اختیار کی اور مجوسی راہ راست سے دور نکل گئے ہیں۔ اہل زمین میں دو ایسے ہیں جو عقلمند ہیں دین دار نہیں اور دوسرے ہیں جو دیندار ہیں لیکن انہیں عقل نہیں۔

مزید کہتا ہے کہ:

رسولوں کے بیانات کو حق و سچ نہ سمجھنا اس لئے کہ انہوں نے جھوٹی بات کو لکھا ہے لوگ آسودگی اور عیش میں زندگی گزار رہے تھے لیکن انہوں نے محال چیزیں لا کر انہیں پھینک کر لوگوں کی زندگی کو بے رونق بنا دیا۔

اس بات کا جواب دیتے ہوئے میں نے کہا کہ:

رسولوں کے بیانات کو جھوٹی بات نہ سمجھو اس لئے کہ انہوں نے سچی بات لوگوں تک پہنچائی ہے لوگ بہائم کی طرح جہالت و بے سمجھی کی زندگی گزار رہے تھے جب رسول ان کے پاس حق بات لے کر آئے تھے وہ اچھی طرح سمجھاتے تھے۔

اس نے مزید کہا کہ:

شریعتوں نے ہمارے درمیان بغض پیدا کر دیا ہے اور ہمیں وراثت میں مختلف قسم کی دشمنیاں دی ہیں۔ کیا روم کی عورتوں کو بطور مال غنیمت عربوں کے لئے حلال کر سکتے ہو آیا، لیکن نبیوں کے کلام نے ایسا کیا ہوا۔

مزید کہا کہ:

میں یہ ترغیب، آدم علیہ السلام اور ان کے بیٹوں کے لئے نہیں کر رہا ہوں بلکہ میں تو اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ وہ سب گھٹیا لوگ تھے۔

مزید کہا کہ:

ہوش سے کام لو اے گمراہو! ہوش سے کام لو اس لئے کہ تمہارے یہ دین پہلے زمانے کا ایک فریب ہے۔

مزید کہا کہ:

زمانے کی گردش دو محبت کرنے والوں کو جدا کر دیتی ہے بھلا اے میرے اور اس کے درمیان فیصلہ کرنے والے تو جان بوجھ کر لوگوں کو قتل کرنے سے بعید تر ہے۔

لیکن ان کو موت دینے کے لئے دو فرشتوں کے ساتھ بھیجتا ہے تو نے گمان کیا کہ مرنے کے بعد لوگوں کو دوبارہ لوٹانا ہے اور ان حالتوں میں سے کسی حالت میں کسی کو بھی نفع نہیں دیا۔

مزید کہا کہ:

> ہم سے ملائکہ جو راہ راست پا گئی ہیں تو کیونکہ مخلوق پر رحم دلوں کے لئے ان پر حق ہے کہ ان پر درود بھیجے۔ زمانے نے ہمیں توڑ پھوڑ دیا یہاں تک کہ ہم شیشہ ہو گئے لیکن ایسا شیشہ جس کو دوبارہ پگھلا کر ڈھالا نہیں جا سکتا۔

مزید کہا کہ:

> کچھ قومیں ایسی ہوتی ہیں جنہیں بقول معمولی سمجھتی ہیں ملائکہ نوجوان نہیں جانتے کہ ہلاکت کے لئے ہے محمد کی کتاب، موسیٰ علیہ السلام کی کتاب ابن مریم علیہا السلام کی کتاب اور زبور کے لئے ہلاکت ہے۔

مزید کہا کہ:

> تمہارا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ کی طرف سے عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ کو مبعوث کیا گیا لیکن انہوں نے اللہ کے نام پر لوگوں کو ذریعہ بنایا اور انہوں نے اپنے دین لوگوں کے سامنے ایک حیلہ بنا کر پیش کیا۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے علاوہ دیگر لوگوں نے اس کے اشعار سے بہت سی ایسی چیزیں ذکر کی ہیں جو کفر پر دلالت کرتی ہیں بلکہ ان میں ہر ایک چیز سے اس کی زندیقیت، دین سے نکل جانے اور کفر کا اظہار ہوتا ہے یہاں تک کہ اس نے یہ وصیت بھی کی کہ اس کی قبر پر یہ لکھا جائے۔

ھذا جناہ ابی علی   وما جنیت علی احد

اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے باپ نے اس کی ماں سے شادی کی اور اس کو دنیا میں پہنچایا تو یہ سب مصائب اس کو درپیش ہوئے اور اس نے کسی پر یہ جنایت نہیں کی۔ یہ سب باتیں کفر و الحاد ہیں اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس نے ان سب باتوں کو چھوڑ دیا تھا اور ان سے توبہ کر لی تھی اس لئے کہ اس نے ایک قصیدہ ایسا کہا تھا جس میں اس نے ان سب باتوں سے معذرت کر لی تھی اور ان سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ وہ یہ قصیدہ ہے جس میں وہ کہتا ہے کہ اے وہ ذات جو تاریک رات کی اندھیری میں مچھروں کے پروں کے پھیلانے کو دیکھتی ہے جو ان کے سینوں میں ان کے دلوں کی جگہ کو دیکھتی ہے اور کمزور ہڈیوں میں گودے کو دیکھتی ہے مجھ پر توبہ کرنے کی وجہ سے مہربانی فرما اور اس کے ذریعے سے میرے ان گناہوں کو معاف کر جو مجھ سے پہلے زمانہ میں ہوئے۔

اس کی وفات اسی سن میں معرۃ النعمان کے مقام پر ہوئی اور ۸۶ سال کی عمر میں ہوئی۔ اس کی وفات کے بعد اس کے ساتھیوں اور شاگردوں نے اس پر مرثیے کہے اور اس کی قبر پر ۷۰ مرثیے پڑھے گئے۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے اس کے مرثیہ میں کہا کہ اگر چہ تو نے زہد و تقویٰ کی وجہ سے خونریزی کا انکار کیا لیکن آج تو نے میری آنکھ سے خون بہا دیا ہے۔

ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ جنہوں نے اس کے مرثیے کہے ہیں وہ یا تو ایسے ہیں جو اس کی باتوں کو ٹھیک سمجھنے والے ہیں یا وہ ایسے ہیں جو اس کے معاملات سے ناواقف رہے ہیں یا اس کے مذہب و مسلک کے مطابق کافر و گمراہ ہو گئے ہیں۔ کسی شخص نے ایک دفعہ خواب میں ایک اندھے شخص کو دیکھا اس کے کندھے پر سے دو اژدہے لٹک رہے تھے۔ انہوں نے اپنا منہ اس کی طرف اٹھایا ہوا تھا اور اس کے گوشت کو نوچ نوچ کر کھا رہے تھے جبکہ وہ شخص مدد کے لئے چلا رہا تھا کسی کہنے والے نے خواب میں ہی کہا کہ یہ معری ہے۔

ابن خلکان نے بھی اس کے بارے میں کچھ ذکر کیا ہے اور عادت کے مطابق جیسے کہ ہم نے بیان کیا ہے اس کا سب شعراء میں بیان کیا ہے اس کی تصنیف شدہ بہت سی کتابوں کا ذکر بھی کیا ہے ایک شخص نے اس کی ایک کتاب پر سو سال بعد واقفیت پائی جس کا نام الایک والغصون ہے جو ہمزہ اور ردف کے ساتھ مشہور ہے پھر اس نے عربی اپنے والد صاحب سے سیکھی پھر شام حلب میں محمد بن عبد اللہ بن سعد النحوی سے علم لغت حاصل کیا اس سے ابو القاسم علی بن المحسن التنوخی نے علم حاصل کیا اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی نے بھی اس سے پڑھا۔ اس نے بتایا ہے کہ اس نے پینتالیس سال تک برہمنوں کے طریقہ پر چلتے ہوئے گوشت نہیں کھایا۔ اس نے وصیت کی کہ اس کی قبر پر یہ لکھا جائے "اس کے باپ نے اس کی ماں سے نکاح کر کے اسے دنیا میں پہنچا دیا اس لئے یہ مصیبتوں میں گرفتار ہو گیا اور اس نے یہ گناہ کسی کے ساتھ نہیں کیا۔

ابن خلکان نے کہا کہ یہ بات بھی حکماء کے اعتقاد سے تعلق رکھنے والی ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ بچہ کو اس دنیا میں لانے کے لئے

وجہ زندقہ۔ ابن جوزی نے [illegible] جیسا کہ اس طرح کے بیہودہ خیالات اور معتقدوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جس پر کہا کہ یہ بات اس کی گمراہی پر دلالت کرتی ہے کہ اس نے اپنا عقیدہ تبدیل نہیں کیا تھا بلکہ وہ آخر وقت تک ملحد رہا اور اسی عقیدہ پر قائم تھا اور اس سے اپنا یہ عقیدہ چھوڑا نہیں تو جیسا کہ بعض لوگوں نے ذکر کیا ہے واللہ تعالیٰ ہی تو بہتر اور باطنی امور کو بہتر جانتے ہیں۔ ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اس کی [illegible] آخری عمر میں ہوئی تھی اور اس کی قبر پر عقیدہ غالب بھی تھا جس کا [illegible] ابن خلکان نے ان کے اچھے اشعار کا بھی تذکرہ کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

”کسی عمر کی وجہ سے اپنے لئے بلند مرتبے کے طلبگار مت بنو اس لئے کہ ایک آدمی کا [illegible] بغیر شکست کے نکلتا ہے اور ان کے درجے ہمارے نظر کے حقیقت میں دو اور دونوں کا حال ایک ہی ہے پس ان کا تجربہ بہرحال یہ سب تجربات ہے۔“

استاد ابو عثمان صابونی[1] ... اسماعیل بن عبدالرحمٰن بن احمد بن اسماعیل بن عامر بن عابد ابو سعید نیشاپوری۔ جو کہ حافظ واعظ اور مفسر بھی تھے۔ وہ جب حج کو جاتے ہوئے دمشق تشریف لائے تو وہاں حدیث بیان کی اور لوگوں کو وعظ و نصیحت کی۔ ابن عساکر رحمہ اللہ نے ان کے حالات بہت اچھی طرح قلمبند کیے ہیں۔ خود ان کے بارے میں بہت سی اچھی چیزیں مثلاً اقوال واشعار وغیرہ ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ”جب میں [illegible] سوال وعظ میں سے [illegible] تم سے نکلی اور اچھائی کی امید رکھو حالانکہ تم بھی اسی ذات کے بندے ہو جس ذات کا بندہ میں ہوں تو پھر کسی کی وجہ سے عزت کی طرف دوڑتے ہو!“

ابن عساکر رحمہ اللہ نے امام حرمین سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں کسی مذہب کو اختیار کرنے کے بارے میں متردد تھا جب میں اس وقت کم عمر ہی تھا۔ ایک شخص نے خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت کی آپ فرما رہے تھے کہ ابو عثمان الصابونی کا مذہب اختیار کرو۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

سن ۴۵۰ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سال بغداد میں بساسیری کی حیثیت کا فتنہ ظاہر ہوا جو کہ سلطان ترکی کا [illegible] تھا۔ واقعہ اس طرح پیش آیا کہ ابراہیم ملک طغرل بیک کے بھائی پر اپنی [illegible] کرتا تھا اور اس نے موصل کو چھوڑ دیا تھا جس پر کہ اس کے بھائی نے اسے [illegible] بلایا تھا اور [illegible] ہوگیا۔ اس پر اس کے بھائی نے اسے بلایا اور خلیفہ سے اس کو [illegible] کی [illegible] لیکن [illegible] اسی دوران بساسیری امیر عرب قریش بن بدران کے ہمراہ موصل [illegible] پھر اس نے اس سے [illegible] ملک طغرل بیک بہت تیزی سے ان کے مقابلے پر [illegible] بساسیری اور قریش اس سے ڈر کر بھاگ نکلے۔ اس نے نصیبین تک ان دونوں کا پیچھا کیا۔ اس کے بھائی ابراہیم سے چھوڑ کر [illegible] سب بساسیری کے [illegible] تھا۔

پھر ملک طغرل بیک اپنے بھائی کی تلاش کے لئے [illegible] یہاں تک کہ اس نے اپنی فوج کو پیچھے چھوڑ دیا تو وہ منتشر ہوگئی بہت [illegible] پھر خبر آئی کہ اس کے بھائی نے اس پر غلبہ پا لیا ہے اس لئے طغرل بیک ہمدان میں محصور ہو گیا ہے [illegible] اس خبر سے پریشان ہو گئے [illegible] اور یہ اطلاع بھی آئی کہ بساسیری بغداد آنے کا ارادہ رکھتا ہے [illegible] قریب پہنچ گیا ہے۔ [illegible] لشکر نے [illegible] بھاگ نکلنے کا ارادہ کر لیا طغرل بیک کی بیوی الخاتون نے

---

[1] الأنساب ۸/۵، تاریخ دمشق [illegible]، تهذیب تاریخ ابن عساکر ۳/۳۰، تتمة المختصر [illegible] دول الإسلام [illegible] شذرات الذهب ۳/۲۸۲، طبقات ابن قاضی شهبة ورقة [illegible] طبقات الشافعية للسبکي [illegible] طبقات المفسرين للداودي [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] العبر [illegible] معجم الأدباء [illegible]

اسے گرفتار کرنا چاہا تو وہ اسے چھوڑ کر عرب کی جانب فرار ہو گیا۔ اس کا گھر لوٹ لیا گیا۔ جامعین میں جو خطبہ تھا اسے ختم کر دیا گیا۔ اذان و مؤذنین کے رد و بدل ہو گئی۔

اور اپنے شہر [illegible] جیسے ہی پہنچ گئی۔ جس کے بعد خلیفہ کی [illegible] ہمدان [illegible] کی مدد کی [illegible] فوج مدد سے محروم تھی اس کے ساتھ تھوڑی تھی۔ اب صورت حال یہ تھی کہ بغداد میں کوئی قبول کرنے والا نہ رہا تو خلیفہ نے بھی وہاں سے نکلنے کا عزم کیا اور کوشش کی کہ وہاں نہ رہیں۔

بعد میں اس نے اپنے گھر میں اپنے اہل کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی جس دوران وہ [illegible] خلعت میں رہا۔ جب شہر میں ترکوں کا خاتمہ ہو گیا تو لوگوں سے کہا گیا کہ جو بغداد سے جہاں جانا چاہے چلا جائے۔ لوگ سخت پریشان ہوئے۔ عورتیں مرد اور بچے رونے لگے اور بہت سے لوگ غربی جانب پیدل چل کر چلے گئے۔ پل کے ذریعے دریا پار کرنے کی اجرت ایک دینار تھی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ اس رات خلیفہ کے گھر کے اوپر سے قمریاں باہر کی طرف نکلیں روتے ہوئے اڑ گئیں۔ رئیس الرؤساء کو [illegible] خلیفہ کا یہاں سے [illegible] بہتر ہے [illegible] نے یہ بات قبول نہیں کی اور وہ عوام کی ایک جماعت سے خدمت لیتے تھے اور ان کو [illegible] سے بہت سا اسلحہ بھی فراہم کیا۔ اسی سال آٹھ ذی قعدہ بروز اتوار بساسیری بغداد آیا اور اس کے ساتھ سفید مصری جھنڈے بھی تھے اس کے سر پر جو جھنڈا تھا اس پر مستنصر باللہ ابو تمیم معد امیر المؤمنین کا نام لکھا ہوا تھا۔ وہ کرخ کے مقابل اترا [illegible] نے اس سے ملاقات کی اور اس سے درخواست کی کہ وہ ان کے پاس سے گزرے۔ چنانچہ وہ کرخ میں داخل ہوا وہاں سے دجلہ کے کنارے کی طرف نکل گیا۔ وہاں خیمہ لگایا۔ لوگوں کا حال اس وقت یہ تھا کہ وہ بھوک اور شدید تکلیف سے دوچار تھے۔ قریش بن بدران تقریباً دو سو سواروں کے ساتھ باب [illegible] کے قریب پہنچا۔ بساسیری نے اپنی رہائش [illegible] کیا تھا اور [illegible] کے لوٹنے کا لالچ دیا [illegible] اہل سنت کے گھروں کو لوٹ لیا۔ قاضی القضاۃ دامغانی کا گھر بھی لوٹ لیا گیا۔ کئی رجسٹروں اور فیصلے کی کتابوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا اور عطاروں کے ہاں فروخت کر دیا گیا۔ خلیفہ کے غلام متعلقین کے گھر بھی لوٹ لئے گئے۔ روافض نے اذان میں دوبارہ حی علی خیر العمل مقرر کر دی۔ پورے بغداد اور اس کے مضافات میں جمعہ اور دیگر جماعتوں کے لئے یہی اذان دی گئی۔ بغداد اور اس کے علاوہ دیگر شہروں میں خلیفہ مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا گیا [illegible] دار الخلافہ کا محاصرہ کیا گیا۔ وزیر ابو القاسم بن مسلمہ جس کا لقب رئیس الرؤساء تھا چند سپاہی اور جوان کے ساتھ خادم تھے ان کے ساتھ اس کی حفاظت میں [illegible] پھر خلیفہ [illegible] سوار ہو کر [illegible] اس کے سر پر جھنڈا تھا اس کے ہاتھ میں [illegible] تلوار تھی [illegible] عباسیوں کی جماعت [illegible] ٹوٹے ہوئے تھے ان کے پاس تیروں [illegible] خلیفہ نے امیر عرب قریش سے امان کی درخواست کی [illegible] اس کے اہل اور [illegible] ان کو ایک خیمہ میں رکھ دو۔ بساسیری نے اس کی مذمت کی اور کہا کہ تم جانتے ہو کہ میرے اور تیرے درمیان اس بات پر اتفاق ہوا تھا کہ تو میری رائے کے بغیر کوئی کام نہیں کرے گا اور میں تیری رائے کے بغیر کوئی اقدام نہیں کروں گا۔ اب جبکہ ہم مالک ہو گئے ہیں تو یہ میرے مقصد [illegible] پھر بساسیری نے قاسم بن مسلمہ کو پکڑ لیا [illegible] اونٹ پر [illegible] اس کی شدید مذمت کی [illegible] تکلیف [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اشیاء [illegible] کپڑے اسباب اور [illegible] بھی چھین لئے گئے۔

اس کے بعد بساسیری اور قریش اس بات پر متفق ہو گئے کہ خلیفہ کو امیر حدیثہ عانہ کے پاس لے جائیں۔ وہ محارش بن مجلی العقیلی تھا۔ جو قریش بن بدران کے چچا زادوں میں سے تھا وہ ایک دیندار آدمی تھا جس میں [illegible] مروت تھی۔ جب خلیفہ کو اس بات کا پتہ چلا تو وہ قریش کے پاس آیا اور کہا کہ بغداد سے نکلنے [illegible] پھر انہوں نے اس کو اپنے ساتھیوں کے ساتھ حدیثہ عانہ کے دروازے میں لے گئے۔ پھر وہ محارش کے پاس پورا ایک سال رہا۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے کوئی نہیں تھا۔ خلیفہ سے روایت ہے اس نے کہا کہ جب میں حدیثہ عانہ میں تھا تو میں ایک رات نماز پڑھنے کھڑا ہوا تو میں نے اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے [illegible] کی مٹھاس محسوس کی۔ پھر میں نے جو کچھ مجھے ملا تھا اللہ تعالیٰ سے

دعا مانگی میں نے کہا کہ اے اللہ مجھے میرے وطن لوٹا دے۔ مجھے میرے اہل اور میری اولاد کو اکٹھا کر دے ہمارے اجتماع کو آسان بنا دے، محبت کے باغ کو دوبارہ سرسبز بنا دے، قرب کی رونقوں کو آباد کر دے، صبر کو جلدی دور فرما دیجئے اور بدسلوکی کو دور فرما دیجئے۔ راوی فرماتے ہیں میں نے ایک کہنے والے کو دریائے فرات کے کنارے پر کہتے ہوئے سنا کہ ہاں ہاں تو میں نے کہا کہ یہی وہ آدمی ہے جو کسی سے بات کر رہا ہے پھر میں نے اس سوال واحتمال شروع کئے۔ تو میں نے اس چیخنے والے سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا ایک سال تک ایک سال تک میں نے کہا کہ یہ ہاتف ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے وہ بات کہلوائی جس کا امر ہوا اور ایسے ہی ہوا، کیونکہ وہ اپنے گھر سے اس سال ذیقعدہ میں نکلا اور اگلے سال ذیقعدہ میں واپس گھر آ گیا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ نے جتنی مدت حدیثہ عانہ میں گذاری اس کے بارے میں کچھ اشعار کہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

''جن سے میں امیدیں رکھتا تھا ان کے بارے میں میرے گمان خراب نکلے جس سے میں نے مستقل دوستی کی اس کا خیال بھی نہ آیا۔ تم زمانہ کی گردش سے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ میں نے کسی کو کسی پر شفقت و محبت کرتے نہیں دیکھا۔

میرے خیال میں زمانہ ایک گذرگاہ ہے۔ جب مجھے اپنی کامیابی نظر آتی ہے تو وہ وعدہ گاہ کوئی ہے میں نے اپنے جتنے دن بھی وہاں گزارے، اس میں اپنے آپ کو آنے والی امیدوں سے بہلاتا تھا۔ اس شخص کی برائی بیان کر جو امیدوں میں راحت پاتا ہے اور صبح وشام امیدوں میں ہی لگا رہتا ہے۔

بساسیری اور اس کے ہم خیال بغداد میں تھے، وہ عید الاضحیٰ کے دن سوار ہوا اس نے خطباء اور مؤذنوں کو سفید لباس پہنایا۔ اسی طرح اس کے ساتھیوں نے بھی سفید لباس پہنا، اس کے سر پر مصری جھنڈے تھے، خلیفہ مصری کا خطبہ دیا گیا، شیعوں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا جبکہ اذان بھی سارے عراق میں (حی علی خیر العمل) یعنی شیعوں کے طریقے کے مطابق ہوئی، بساسیری نے اہل بغداد سے زبردست انتقام لیا۔ جو لوگ اس کے مخالف تھے ان سب کو غرق کر دیا۔ جو لوگ اس سے محبت و ہمدردی رکھتے تھے ان کو رزق کی فراہمی میں خوب کشادگی سے کام لیا اور انصاف کو ظاہر کیا۔

جب ۲۸ ذی الحجہ اتوار کا دن آیا تو اس کے سامنے وزیر ابن مسلمہ (جس کا لقب رئیس الرؤساء تھا) کو پیش کیا گیا۔ وہ اونی جبہ اور سرخ اونٹ کی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے تھا، اس کی گردن میں تعویذ کی طرح چمڑے کا ہار تھا۔ پس اسے سرخ اونٹ پر بٹھا کر شہر بھر کا طواف کرایا گیا، اس کے پیچھے پیچھے ایک شخص اسے چمڑے کے ٹکڑے سے مارتا ہوا اچھل رہا تھا۔ جب وہ کرخ سے گذرا تو اس کی پرانے جوتوں سے پٹائی لگائی گئی، اس کے چہرہ پر لوگوں نے تھوکا، اس کو لعنت اور گالیاں بکیں اور اس کو دار الخلافہ کے سامنے کھڑا کیا گیا وہ اس وقت بھی قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کر رہا تھا (ترجمہ) (اے اللہ آپ ہی تمام جہاں کے مالک ہیں جس کو چاہتے ہیں حکومت دیتے ہیں جس سے چاہتے ہیں چھین لیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں عزت دیتے ہیں جس کو چاہتے ہیں ذلیل کر دیتے ہیں، آپ کے ہاتھ میں تمام بھلائی ہے اور بیشک آپ ہی ہر چیز پر قادر ہیں'' جب اس کو شہر بھر میں پھرا دیا گیا تو پھر اس کو معسکر لایا گیا اور اسے بیل کی کھال سینگوں سمیت پہنائی گئی، اس کی باچھوں میں کنڈیاں لٹکائی گئیں، اسے لکڑی کی طرف لے جایا گیا اور سارا دن بے چین رہا بالآخر انتقال کر گیا رحمہ اللہ اس کی آخری بات جو اس نے کہی تھی کہ ''تمام تعریف اللہ تعالیٰ کی ہے جس نے مجھے نیک بختی کے ساتھ زندہ رکھا اور شہید کی موت عطا فرمائی۔ اس سال سرزمین عراق میں زبردست اولے باری ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے غلے تباہ ہو گئے۔ بعض کسان بھی مارے گئے، اسی سال دریائے دجلہ میں بھی سخت سیلاب آیا اور اس سال بغداد میں بھی اس فتنہ سے پہلے ایک ماہ تک زلزلوں کے جھٹکے محسوس کیے جاتے رہے اس کی وجہ سے بہت سے گھر منہدم ہو گئے، یہ خبر بھی آئی کہ اس زلزلے کے جھٹکے ہمدان واسط تکریت اور عانہ تک محسوس کیے گئے، بیان کیا گیا کہ اس کی شدت سے چکیاں رک گئیں۔ اس سال بغداد میں لوٹ کھسوٹ بھی بہت ہوئی یہاں تک کہ سامنے چلتے ہوئے آدمی کی لکڑی چھین لی جاتی تھی۔ اسی مصیبت میں شیخ ابو نصر بن الصباغ جو جمعہ پڑھنے جا رہے تھے ان کی لکڑی بھی اچک لی گئی۔

اسی سال کے آخر میں سلطان طغرل بیگ اپنے بھائی سے جنگ لڑنے کے لئے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا اور اس پر غلبہ حاصل کر لیا لوگ خوشی میں ایک دوسرے سے ملنے لگے، لیکن انہوں نے بساسیری کے خوف سے اس کا برملا اظہار نہ کیا۔ طغرل بیگ نے اپنے فوت شدہ بھائی داؤد کی اولاد سے ابراہیم کے مقابلہ میں مدد چاہی پس وہ مل کر اس پر غالب آ گئے اور سن ۴۵۱ھ کے شروع میں اس کو قید کر لیا اور اپنے چچا طغرل بیگ کی حکومت میں شامل ہو گئے تو وہ انہیں عراق لے گیا ان کے حالات کا مزید تذکرہ اسی سال میں انشاء اللہ آئے گا۔

اس سال فوت ہونے والے افراد

الحسن بن محمد ابو عبد اللہ نسوی المعروف .. شافعی المذہب تھے فتنہ بساسیری کے زمانہ میں بغداد میں قتل ہوئے اور آپ یوم عرفہ جمعہ کے دن دفن کیے گئے۔

داؤد اخو طغرل بیگ [1] ۔ یہ بھائیوں میں سب سے بڑا تھا۔ اسی سال اس کا بھی انتقال ہوا۔ اور اس کی اولاد اس کی جانشین بنی۔

ابو الطیب الطبری [2] ..... فقیہ شافعی مذہب کے شیخ وہ طاہر بن عبد اللہ بن طاہر بن عمر تھا۔ یہ ۳۴۸ھ میں آمل طبرستان میں پیدا ہوئے انہوں نے علم حدیث ابو احمد الغطریفی سے جرجان میں اور ابو الحسن الماسرجسی سے نیشاپور میں حاصل کیا اسی طرح ابو علی الزجاجی الطبری اور ابو القاسم بن کج سے علم فقہ پڑھا۔ پھر بغداد میں شیخ ابو حامد اسفرائینی سے علم الخلاف پڑھا اور مختصر مزنی و فروع ابن الحداد کی شرح لکھی۔ اصول، جدل، مذہب کے علاوہ بہت سے دیگر مختلف علوم میں کتابیں لکھیں بغداد میں دار قطنی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ ابو عبد اللہ الصیمری کے انتقال کے بعد کرخ میں چوتھائی شہر کے قاضی بنے۔ وہ [illegible] دیندار، محقق اور اصول فقہ اور اس کی فروع کے عالم تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اچھے اخلاق اور اچھی طبیعت کے بھی مالک تھے۔ دن رات علم کی تعلیم میں مشغول رہنے والے تھے۔ انہوں نے طبقات شافعیہ کا ترجمہ کیا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے ان سے ایک حکایت نقل کی ہے۔ وہ ان کے استاد تھے۔ [illegible] کے بعد حلقہ میں بٹھایا گیا۔ ابو طیب [illegible] بھی مسلمان ہو گئے۔ وہ بتاتے ہیں بہت کم ہی شخص اٹھتے تھے۔ ان کا ایک موزہ درست کرنے کے لیے موچی والے کے پاس تھا۔ جب وہ لینے جاتے تو اسی طرح بہت دیر لگاتی۔ شیخ جب بھی اس کے پاس سے گزرتے تو وہ ان کے موزہ کو اٹھا کر پانی میں ڈبو دیتا اور کہتا کہ شیخ ابھی تھوڑی دیر میں اس کو ٹھیک کرتا ہوں۔ شیخ نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے موزہ اس لیے دیا ہے کہ تو اس کو ٹھیک کرے نہ کہ اس لیے کہ اس کو تیرنا سکھائے۔

ابن خلکان نے بتایا کہ شیخ اور ان کے بھائی کا صرف ایک عمامہ اور ایک قمیض تھی۔ اگر شیخ قمیض پہن لیتے تو بھائی گھر میں بیٹھ جاتا تھا اور اگر بھائی پہن لیتا تو شیخ گھر میں بیٹھے رہتے۔ جب کپڑے دھوتے تو جب تک کپڑے خشک نہ ہو جاتے دونوں گھر میں ہی رہتے تھے اور اسی بارے میں ابو الطیب نے یہ کہا: یہ کیسی قوم ہے جو اپنی خوبصورتی کے کپڑے سے محروم ہے تو اس سے پہلے قناعت کہ گھر ہی میں رکھی ہے انہوں نے ایک سو دو سال کی عمر میں وفات پائی۔ اس عمر میں بھی ان کی عقل، سمجھ اعضاء وغیرہ ٹھیک ٹھاک تھے۔ وہ موت تک فتویٰ دینے میں مشغول رہے۔ انہوں نے ایک دفعہ کشتی کا سفر کیا جب اس سے نکلے تو آپ نے ایسی چھلانگ لگائی جو جوان بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو ابو الطیب نے کہا: تو

---

[1] انظر ترجمته في: المنتظم [illegible] نهاية [illegible] دول الإسلام [illegible] الكامل [illegible] مختصر دولة آل سلجوق [illegible] معجم الأنساب والأسرات الحاكمة [illegible] المختصر [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

[2] الأنساب [illegible] تاريخ بغداد [illegible] تاريخ العلماء [illegible] تهذيب الأسماء واللغات [illegible] دول الإسلام [illegible] روضات الجنات [illegible] شذرات الذهب [illegible] طبقات الشيرازي [illegible] طبقات ابن الصلاح [illegible] طبقات السبكي [illegible] طبقات الشيرازي [illegible] طبقات العبادي [illegible] العبر [illegible] الكامل في التاريخ [illegible] كشف الظنون [illegible] المختصر في أخبار البشر [illegible] مرآة الجنان [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] هدية العارفين [illegible] الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

انہوں نے جواب دیا کہ یہ اشعار ہیں جن کی ہم نے جوانی میں حفاظت کی یہاں تک کہ ہم بڑھاپے میں ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ رحمہ اللہ۔

القاضی الماوردی [1] ...... آپ حاوی کبیر کے مصنف ہیں۔ نام علی بن محمد بن حبیب ابو الحسن الماوردی البصری ہے حضرت شافعی کے مسلک سے تھے آپ اصول و فروع، تفسیر، احکام سلطانیہ اور دین و دنیا کے آداب کے بارے میں بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے فقہ کو الاقناع میں چار ہزار ورقوں میں پھیلا دیا ہے حضرت بہت سے شہروں میں حاکم بھی رہے تھے ان کی شخصیت بارعب، باوقار اور بردبار تھی۔ ان کے تقویٰ اور رعب کی وجہ سے ان کے اصحاب نے کبھی بھی ان کا رخسار کھلا ہوا نہیں دیکھا۔ طبقات میں ہم نے ان کے حالات مکمل تفصیل سے لکھ دیئے ہیں حضرت چھیاسی سال کی عمر میں ماہ ربیع الاول سے رخصت ہوئے اور باب حرب میں انہیں دفن کیا گیا۔

رئیس الرؤساء ابو القاسم بن المسلمۃ ...... [2] نام علی بن الحسین بن احمد بن محمد بن عمر تھا خلیفہ قائم بامر اللہ کے وزیر تھے۔ انہوں نے سب سے پہلے ابو احمد الفرضی وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد ایک قابل اعتماد بہترین گواہ بنے تو قائم بامر اللہ نے آپ کو کاتب اور وزیر بنایا اور رئیس الرؤساء شرف الوزراء، جمال الوریٰ کا لقب دیا۔ بہت سے علوم و فنون اور درست رائے میں کمال حاصل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بہت خوبصورت بھی تھے آپ بارہ سال ایک ماہ تک وزارت کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر بساسیری نے بڑا برا کر کے قتل کیا۔ جیسا کہ اس کی تفصیل گزر چکی ہے۔ انہوں نے ۵۲ سال ۵ ماہ عمر پائی۔

منصور بن الحسین ...... ابو الفوارس الاسدی حاکم جزیرہ تھے اسی سال انہوں نے وفات پائی لوگوں نے ان کے بعد ان کے بیٹے کو قائم مقام بنایا۔

سن ۴۵۱ھ میں پیش آنے والے واقعات

یہ سال اس حالت میں شروع ہوا کہ بغداد بساسیری کی حکومت میں تھا۔ اس میں مصر کے فاطمی حکمران کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ اور خلیفہ عباسی کا حدیثہ عانہ میں خطبہ دیا جاتا تھا۔ جب ۱۲ صفر کا دن آیا تو اس نے قضاۃ، ابو عبد اللہ دامغانی اور سرکردہ لوگوں کی جماعت کو بلایا اور ان سے حاکم مصر مستنصر باللہ کی بیعت لی پھر دار الخلافہ آیا یہ سارے لوگ بھی اس کے ساتھ تھے۔ اس نے حکم دیا کہ دار الخلافہ کے تاج کو توڑ دیا جائے۔ جب بعض لوگ اسے توڑنے لگے تو اس سے کہا گیا کہ اس کے توڑنے میں مصلحت سے زیادہ برائی ہے تو اس نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر وہ قبروں کی زیارت کرنے چلا گیا۔ اس نے نہر عیسیٰ کو مجدد کرنے کا ارادہ کیا تاکہ اپنی نذر پوری کرنے کے لئے واسط کی طرف سے آئے تو اس نے حکم دیا کہ ابن مسلمہ کے بیٹے کو بھی قتل کر دیا جائے اور اسے دجلہ پر رکھا جائے خلیفہ کی ماں نے اس کو خط لکھا اس کی عمر بہت زیادہ ہو چکی تھی ۹۰ سال اس کی عمر ہو گئی اور بھی کسی جگہ پوشیدہ تھی تو اس نے اس خط میں فقر و فاقہ اور تنگی حال کے بارے میں شکایت کی تھی۔ تو اس کی ماں کی طرف ایک آدمی بھیجا اسے حریم میں لے آئے اور ایک باندی بھی اس کی خدمت کے لئے متعین کی اور روزانہ اس کے لئے روٹی کے بارہ رطل اور گوشت کے چار رطل متعین کئے۔

---

[1] الانساب ورقہ ۵۰۳، تاریخ بغداد ۱۲/۱۰۲، تتمۃ المختصر ۱/۵۴۱، دول الاسلام ۱/۲۶۵، روضات الجنات ۳۸۳، شذرات الذہب ۳/۲۸۵، [illegible] طبقات الاسنوی ۲/۳۸۷، طبقات ابن ہدایۃ اللہ ۱۵۱، طبقات المفسرین للداودی ۱/۴۲۳، طبقات المفسرین للسیوطی ۲۵، طبقات الفقہاء للشیرازی ۱۳۱، طبقات ابن الصلاح ورقہ ۶۶ ب، طبقات ابن قاضی شہبۃ ورقہ ۳۷، طبقات السبکی ۵/۲۶۷، العبر ۳/۲۲۳، کشف الظنون [illegible] لسان المیزان ۴/۲۶۰، معجم الادباء ۱۵/۵۲، المنتظم ۸/۱۹۹، مختصر تاریخ دول الاسلام [illegible] المختصر فی اخبار البشر [illegible] میزان الاعتدال ۳/۱۵۵، مفتاح السعادۃ ۱/۳۴۴، النجوم الزاہرۃ ۵/۶۴، ہدیۃ العارفین ۱/۶۸۹، وفیات الاعیان ۳/۲۸۲-۲۸۴

فصل

جب سلطان طغرل بیگ نے ہمدان کے محاصرہ سے چھٹکارا پایا تو اس نے اپنے بھائی ابراہیم کو قید کر کے گرفتار کر لیا اور قتل بھی کر دیا۔ تب اس نے اپنی حکومت پر قابو پا کر دلی خوشی محسوس کی اب ان شہروں میں طغرل بیگ کے لئے کوئی خطرہ نہیں تو اس کے بعد اس نے قریش کو خط لکھ کر حکم دیا کہ وہ خلیفہ کو اس کے وطن پر لوٹا دے۔ اور اگر کبھی بھی اس کا کہا ایسا نہیں کیا گیا تو پھر سخت سزا کے لئے تیار ہو جائے۔ قریش نے اس کو نرمی سے خط لکھا اور اس کے پاس آیا کہنے لگا کہ میں بساسیری کے خلاف اپنی قدرت کی حد تک آپ کے ساتھ ہوں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر غلبہ عطا کر دے۔ لیکن مجھے خوف ہے کہ میں اس معاملہ میں جلدی کروں جس میں خلیفہ کے لئے کوئی خرابی ہو یا اس پر کوئی ایسی بات منسوب ہو جائے کہ جس کی مذمت میرے اوپر آئے لیکن اس کے باوجود جو آپ نے مجھے حکم دیا ہے میں اس پر اپنی قدرت کی حد تک ضرور عمل کروں گا۔ طغرل بیگ نے اسے خلیفہ کی بیوی خاتون کو اس کے گھر لوٹانے کا حکم دیا۔ پھر قریش نے بساسیری کو خط لکھ کر خلیفہ کے واپس لوٹانے کا مطالبہ کیا اور بادشاہ طغرل بیگ سے ڈرایا اور اس سے کہا کہ تو نے ہمیں مستنصر فاطمی کی اطاعت کی دعوت دی ہوئی ہے حالانکہ وہ ہم سے دور ہے اور اس کے درمیان چھ سو فرسخ کا فاصلہ ہے اور ہمارے پاس ان کے ہاں سے کوئی قاصد نہیں آیا ہے جبکہ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے اس کو بھیجا اس پر اس نے غور نہیں کیا حالانکہ یہ بادشاہ ہمارے پیچھے گھات میں ہے اور قریب ہے اس کا ایک خط میرے پاس آیا تھا جس کا عنوان یہ ہے کہ الی الامیر الجلیل علم الدین ابی المعالی قریش بن بدران مولیٰ امیر المومنین من شاہنشاہ المعظم ملک المشرق والمغرب طغرل بیگ ابی طالب محمد بن میکائیل بن سلجوق۔ خط کے سرے پر سلطان کی تحریر میں اس طرح لکھی ہوئی تھی "حسبی اللہ ونعم الوکیل"۔ اور خط میں ہے کہ اب تقدیر نے ہمیں ہر دو جہتی دشمن کی ہلاکت کی طرف لگائی ہیں۔ اب ہمارے ذمہ صرف سیدنا مولانا القائم بامر اللہ امیر المومنین کی خدمت کے دوران کے تخت عزت پر ان کی امامت کی اطلاع دیتے ہیں کیا اور کوئی کام باقی نہیں رہا ہے تب یہ کام ہمارے ذمہ ہے اور اس میں کوتاہی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ جب کہ تمام مشرقی افواج اور گھوڑوں کو لے کر اس عظیم مہم پر آ گئے ہیں۔ اور ہم امیر جلیل علم الدین سے اس کی کامیابی کی ضمانت چاہتے ہیں جس کی انہیں توفیق دی گئی ہے اور وہ اس میں منفرد بھی ہیں۔ یہ بھی ہم چاہتے ہیں وہ امیر المومنین کی خدمت اور اس کے ساتھ رہنے کا وعدہ نبھا کر رہے یا تو وہ اس کی عزت و امامت کے ساتھ واسطہ اس کی خلافت کی جگہ بغداد لے آئے اور وہ اس کے امر کا متولی اس کے حکم کو چلانے والا اور اس کی تلوار و قلم کا اقتدار نافذ کرنے والا بن جائے یہی ہمارا مقصد ہے وہ ہمارا خلیفہ ہے اور یہ اس کی خدمت ہے جو اس کے سامنے والے کی ہے۔ ہم آپ کو پورے علاقے کا والی بنا دیں گے اور اس کی خشکی و تری کے نصف محاصل آپ کے لیے ہوں گے۔ ہمیں کوئی علاقہ یا ان مملکت کی زمینوں میں سے ایک بالشت زمین کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر وہ آپ کی مدد و نصرت کے خواہاں ہوں پھر اگر کسی شخص کی قسمت خلل کر کے مخالفت کرے تو ہمیں اس کی خدمت کا موقع نصیب ہو اس بات پر عمل پیرا ہو جاؤ اور امیر جلیل کا اقتدار ہے وہ جہاں ہم سے مل جائیں گے وہ جہاں چاہیں گے۔ ہم پورے عراق کا ان کو والی بنا دیں گے۔ جبکہ خدمت امامیہ میں ان کو فرصت دیں گے پھر ہم اپنی آنکھوں کو مشرق ممالک کی طرف کریں گے کیونکہ یہی ہماری ہمت کا تقاضا ہے۔

اس وقت قریش نے مہارش بن مجلی کو خط لکھا اور کہا کہ مصلحت کی بات یہی ہے کہ تم خلیفہ کو میرے حوالے کر دو۔ خلیفہ اب تک مہارش بن مجلی کے پاس ہی تھا تاکہ میں خلیفہ کے ذریعے اپنے اور تمہارے لیے امان لے لوں۔ مہارش نے اس بات کو ماننے سے انکار کیا اور کہا کہ مجھے بساسیری نے دھوکہ دیا ہے کیونکہ اس نے مجھ سے بہت سی اشیاء کے بارے میں وعدہ کیا تھا جن کو میں نے ابھی پورا ہوتے نہیں دیکھا اس لئے میں خلیفہ کو تمہارے پاس نہیں بھیجوں گا۔ میری گردن میں اس کے بہت سے عہد ہیں جنہیں میں نہیں چھوڑ سکتا۔ مہارش آدمی بڑا نیک تھا اس نے خلیفہ سے کہا کہ مصلحت کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بدر بن مہلہل کے گھر چلیں اور وہاں پہنچ کر سلطان طغرل بیگ کے معاملہ میں غور کریں۔ اگر وہ بغداد پر غالب آ گیا تو ہم بغداد میں داخل ہو جائیں گے اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو ہم اپنی جانوں کا خیال کر کے کوئی سوچ کریں گے۔ مہارش نے کہا کہ میں تو بساسیری سے خوف محسوس کرتا ہوں کہ دوبارہ وہ آ جائے تو ہمیں پکڑ لے جائے۔ خلیفہ نے اس سے کہا کہ جو کام مصلحت کے مطابق ہو وہی کریں۔ وہ دونوں ذی القعدہ

تو وہاں سے نکل کر حدیثہ سے ہوتے ہوئے عانہ تک گئے پھر اپنے قبیلے کے قلعہ پر پہنچ گئے۔

وہاں انہیں سلطان طغرل بیگ کے قاصد ملے جو مقرر کردہ تحائف لے کر آئے تھے پھر یہ خبر آئی کہ سلطان طغرل بیگ بغداد میں داخل ہو گیا ہے وہ دن کیا ہی عجیب دن تھا مگر یہ ہوا کہ فوج نے خلیفہ کے گھر کے علاوہ پورے شہر میں لوٹ مار کی، بہت سے تاجروں سے مطالبے کئے گئے اور ان کے بہت سے اموال چھین لیے گئے جبکہ انہوں نے دارالملک کی تعمیر شروع کر دی۔ سلطان نے خلیفہ کے لئے بہت سی سواریاں، گھوڑے وغیرہ کی قسموں میں سے بہت سے خیمے اور کپڑے اور عمدہ چیزیں جن کی ضرورت ہوتی ہیں وہ سب وزیر عمید الملک الکندری کے ہاتھ بھیجیں جب یہ سب چیزیں خلیفہ کے پاس پہنچیں تو انہوں نے ان کے پاس پہنچنے کے لیے ان کا بھائی ان کے ساتھ روانہ ہوئے کہ خیمہ لگوا اور خلیفہ اپنی شان کے مطابق کپڑے پہن لے پھر آگے بھیجے اور اس سے اجازت لیتے، اس کی گھڑیوں بعد اجازت دے دی جب انہوں نے یہ کام کر لیا تو وزیر اپنے ساتھیوں کے ساتھ آئے اور ان سب نے خلیفہ کے سامنے زمین کو چوما اور اس کو یہ خوشخبری دی کہ سلطان آپ کی سلامتی اور بقا اور واپسی پر بہت خوش ہے اور اس کے بعد عمید الملک نے بادشاہ کو خط لکھا اور اب تک کی کاروائی سے آگاہ کیا اس نے چاہا کہ خلیفہ اپنی طرف سے اس کے حصے میں لکھ دے کیونکہ اس سے بادشاہ کی آنکھیں زیادہ ٹھنڈی ہوں گی۔ وزیر نے اپنی دوات طلب کی اور اس کے ساتھ کوئی چیز پیش کی پھر کہا کہ یہ قلم ہے اور تلوار کی خدمت ہے تو خلیفہ اس بات سے بڑا حیران ہوا اپنے اس مقام سے چند روز بعد چلے جب وہ نہروان پہنچے تو سلطان وہیں گیا تا کہ خلیفہ کا استقبال کرے، جب سلطان خلیفہ کے خیموں میں پہنچا تو اس نے زمین کو خلیفہ کے سامنے سات بار چوما۔

خلیفہ نے بھی اٹھایا اور سلطان کے آگے گدی کو رکھا۔ پھر سلطان نے اسے پکڑ کر چوما۔ پھر خلیفہ کی منشا کے مطابق اس پر بیٹھ گیا۔ بادشاہ نے خلیفہ کو کی بیش قیمت سرخ یاقوت کی لڑی دی تو خلیفہ نے اسے اپنے سامنے رکھ لیا اور موتیوں کے ۲۰ دانے نکالے اور کہا کہ سلطان ارسلان خاتون بھی بادشاہ کی بیوی ہے جو کہ خلیفہ کی خدمت کرتی ہے اس نے ان سے درخواست کی کہ وہ ان کی تسبیح پڑھا کرے۔ علاوہ ازیں وہ دیر سے آنے کی وجہ سے معذرت کرنے لگا کیونکہ اس کے بھائی نے نافرمانی کی تھی، اس نے اسے قتل کر دیا اور جب بھائی کی موت بھی اتفاقاً ہو گئی تو میں بھائی کے بعد اس کی اولاد کی تربیت میں مشغول رہا۔ میں یہاں تک دیر سے آیا ہوں کیونکہ امیر المومنین کی خدمت میں لگا رہا۔ میں اب نکلتا ہوں اور بساسیری کتے کے پیچھے جاؤں گا اور اسے قتل کر دوں گا ان شاء اللہ پھر شام جاؤں گا اور مصر کے بادشاہ کو بدلے سے مقابلے سے جو مناسب ہو گی دوں گا۔ خلیفہ نے اس کے لئے دعا کی۔ خلیفہ نے بادشاہ کو جو تلوار اس کے پاس تھی دی۔ یہ وہی تھی جو سوار خلافت میں اس کے پاس بچ گئی تھی۔ بادشاہ نے باقی فوج کے لئے اجازت طلب کی کہ وہ خلیفہ کی خدمت کرے تو حرکات کی جانب سے پردے ہٹا دیے گئے۔ جب ترکوں نے خلیفہ کو دیکھا تو زمین کو چوما پھر وہ ذوالقعدہ کے دن بغداد میں داخل ہو گئے۔ وہ بڑی خوشی کا دن تھا ساری فوج اور قاضی وغیرہ اس کے ساتھ تھے۔ سلطان اس کے خچر کی لگام پکڑ کر چلا یہاں تک کہ اسے باب النوبی تک پہنچا دیا۔

جب خلیفہ دارالمملکت میں پہنچ گیا تو اب سلطان نے اس سے بساسیری کے مقابلہ پر جانے کی اجازت طلب کی جبکہ اس نے کوفہ کی جانب سے فوج بھیجی کہ اسے شام میں داخل نہ ہونے دے۔ عام لوگ اس مہینے کی ۲۹ تاریخ کو نکلے تھے جبکہ بساسیری واسط میں رہ کر غلہ جمع کر رہا تھا اور سلطان سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو رہا تھا یہ سمجھ کر کہ بادشاہ طغرل بیگ اور اس کی فوج کوئی حیثیت نہیں رکھتی تھی کہ وہ اس سے لڑے جبکہ یہ بات اس لئے تھی کہ اللہ تعالیٰ اسے ہلاک کرنا چاہتے تھے ان شاء اللہ۔

سلطان طغرل بیگ کے ہاتھوں بساسیری کا قتل[1] ...... جب سلطان اس کے پیچھے وہاں پہنچا تو پہلا دستہ آیا اس نے واسط شہر میں ملاقات کی جو اس کے ساتھ تھے جن میں بنی خفاجہ تھے پس انہوں نے جنگ کی اور اس کے ساتھی شکست کھا گئے اور بھاگ گئے۔ بساسیری نے خود گھوڑے سے

---

[1] المنتظم [illegible]، دول الاسلام [illegible]، العبر [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، الکامل لابن الاثیر [illegible]، معجم الانساب والاسرات الحاکمہ [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، مختصر تاریخ دولۃ آل سلجوق [illegible]، النجوم الزاہرہ [illegible]، الوافی بالوفیات [illegible]، وفیات الاعیان [illegible]

پر سوار ہو کر جان بچائی۔ پھر لوگوں نے اس کا پیچھا کیا ایک نے اس کے گھوڑے کو مارا جس سے گھوڑا زمین پر گر پڑا اور وہ جلدی سے آیا اور اس نے اس کے چہرے پر ضرب لگائی اور اس کو نہ پہچانا ان میں سے جس کا نام کمشتکین تھا اس نے اس کو قید کر لیا اس کا سر کاٹا اور اس کو سلطان کے پاس لے گیا اور ترکوں نے اس کی فوج سے اتنا مال غنیمت حاصل کیا کہ وہ اس کے اٹھانے سے عاجز تھے۔

جب بساسیری کا سر بادشاہ کے پاس پہنچا تو اس نے حکم دیا کہ اسے بغداد لے جایا جائے اور اسے نیزے پر رکھ کر گلیوں میں گھمایا جائے اور اس کے ڈھول، بگل اور نفیل بجانے والے بھی ہوں اور مرد و عورتیں اس پر خوشی منانے کے لئے گھروں سے نکلیں۔ پس ایسا ہی ہوا اسے خلیفہ کے گھر سامنے لٹکا دیا گیا بساسیری کے ساتھ ہو کر بغاوت کی تھی جو اس کے ساتھی تھے وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ بساسیری بغداد واپس آئے گا۔

پس وہ بھی ہلاک کر دیے گئے، ان کے اموال چھین لیے گئے اور اس کے بہت کم ساتھی ہی بچ پائے اور ابن مزید خود بطیحہ فرار ہو گیا، اس کے ساتھ بساسیری کی اولاد اور اس کی بیوی بھی تھی یہ بتاتے ہیں کہ ان سے سب کچھ چھین لیا تھا اور ان کے پاس کوئی چیز نہیں چھوڑی تھی۔ پھر ابن مزید کو سلطان کی طرف سے امن دے دیا گیا وہ بادشاہ کے ساتھ بغداد آیا۔ پھر فوجیوں نے واسط، بصرہ اور اہواز کے درمیان جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ اس کی فوج کی شکست اور ان کا ضرورت سے زیادہ انتشار و فساد تھا، پھر جب خلیفہ دارالخلافہ لوٹ آیا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ عہد کیا کہ وہ زمین پر اب نہیں سوئے گا۔ اور جب وہ روزہ دار ہو تو کوئی اس کا کھانا لے کر نہیں آئے گا اور نہ کوئی وضو اور غسل کے سلسلہ میں اس کی مدد کرے گا۔ بلکہ وہ یہ سارے کام خود کرے گا۔ پس خود ہی اس کا اہتمام کیا۔ اور خلیفہ نے اللہ تعالیٰ کے نام پر یہ عہد بھی کیا کہ جس نے اس کے ساتھ برا کیا وہ اس کو سزا نہیں دے گا۔ جو کوئی اس پر ظلم کرے گا اس سے ظلم کا بدلہ نہیں لے گا اور کہا کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں میری نافرمانی کی تو تو نے اسے اپنے اللہ کی اطاعت کے مثل سزا نہیں دی۔

اس سال میں ملک الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق نے اپنے والد کے انتقال کے بعد اپنے چچا طغرل بیگ کے مقرر کرنے سے حکومت سنبھالی۔ اس کے اور بھائی بھی تھے جن کے نام سلیمان، قاروت بیگ اور یاقوتی ہیں۔ بادشاہ طغرل بیگ نے ام سلیمان سے شادی کر لی۔ اسی سال مکہ میں سخت گرانی ہوئی یہاں تک کہ گندم کا ایک صاع ایک دینار میں بکتا تھا۔ اس سال اہل عراق میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

ارسلان ابوالحارث البساسیری ترکی کے حالات

یہ بہاؤ الدولہ کا ایک غلام تھا۔ شروع میں یہ بسا شہر کے ایک آدمی کا غلام تھا تو اس کی طرف منسوب کرتے ہوئے اس کو بساسیری کہا جانے لگا۔ اس نے مظفر (کامیاب و بادشاہ) کا لقب حاصل کیا۔ یہ خلیفہ قائم بامر اللہ کے زمانہ میں بڑی حیثیت والا آدمی بن گیا تھا۔ خلیفہ اس کے مشورہ کے بغیر کسی بات کا فیصلہ نہیں کرتا تھا۔ پورے عراق کے منبروں پر اس کا خطبہ دیا جاتا تھا۔ پھر اس نے سرکشی، بغاوت، نافرمانی اور تکبر کیا اور خلیفہ اور مسلمانوں کے خلاف بغاوت پر اتر آیا اور اسماعیلیوں کی حکومت کی طرف دعوت دینے لگا۔ پھر اسی سال اس کی مقررہ مدت ختم ہو گئی، یہ ذوالقعدہ ۴۵۰ھ میں اپنے لشکر سمیت بغداد داخل ہوا پھر مکمل ایک سال بعد ذوالقعدہ ۴۵۱ھ کو ان کا خروج ہوا جبکہ طغرل بیگ کے ہاتھوں خلیفہ بغداد سے نکالا گیا اور اتفاق کی بات ہے کہ طغرل بیگ سے دو دن پہلے اس سال میں بساسیری کو قتل واقع ہوا۔ اور یہ اس کے زوال کا سبب ہے۔

الحسن بن الفضل ..... ابو علی الشرمقانی المؤدب المقری ہیں۔ قرآن کے متعدد قرأت اور اس کے اختلاف کے ماہر تھے یہ بہت تنگ دست تھے ایک روز ان کے استاد ابو علی نے دیکھا کہ وہ دریائے دجلہ کے کنارے سے سبزیاں کھا رہے ہیں تو اس نے ابن المسلمہ کو آپ کے حال کی خبر دی تو ابن مسلمہ نے اپنے ایک غلام کو بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ اس کی مسجد والی الماری کی طرف جائے اور اس کی ایک دوسری چابی بنوائے۔ پھر وہ روزانہ اس میں مسجد کی تین رطل روٹیاں، مرغی اور حلوہ رکھ دیتا۔ جب ابو علی الشرمقانی نے یہ خیال کیا کہ یہ کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے اور یہ کھانا جو الماری میں ملتا ہے یہ جنت سے آتا ہے اور اس نے ایک مدت تک اسے چھپائے رکھا اور یہ شعر پڑھتے

کہ کون لوگ ہیں جنھوں نے اسے راز سے باخبر کیا ہے اور اس نے اسے افشا کر دیا ہے جبکہ ان لوگوں نے اسے زندگی بھر راز ہی کا حق کسی کو نہ بتایا انھوں نے اس کو دور کر دیا پھر وہ ان کا قرب پانے میں کامیاب نہ ہو سکا جبکہ انھوں نے اس کو بدل بھی دیا ہے اب حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ نصیحت وصیت بن گئی۔

دن گزرتے رہے یہاں تک کہ ایک دن ایسا آیا کہ ابن علاف نے آپ سے آپ کے مسئلہ میں مذاکرات کیے گفتگو کے دوران اس نے ان سے کہا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں حالانکہ آپ تو فقیر آدمی تھے اور اشعار سے کرنے لگے مزاحمت نہ کی۔ تنہا بے کام اپنی تحصیل نہیں بدلی۔ پھر ابن علاف نے اصرار کیا تو انھوں نے بتایا کہ مجھے ہر روز بصرہ انباری سے جنت کا کھانا مل جاتا ہے جو میرے لئے کافی ہو جاتا ہے۔ یہ ایک کرامت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کا اکرام کیا ہے۔ انھوں نے ان سے کہا کہ ابن الحسد کو بدلیے کیونکہ وہ یہ کام کرتا ہے اور اس نے ان کے سامنے صورت حال کی وضاحت کی تو اس امر نے ان کو مشغول کر دیا لیکن انھوں نے اسے عجیب نہیں سمجھا۔

علی بن محمود بن ابراہیم بن ماجرہ: ابوالحسن روزنی شیخ الصوفیہ۔ آپ روزن نامی بستی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے جماعت صوفیہ نے شیخ ابوالحسن کے بیٹا تھا انھوں نے عبدالرحمن السلمی کی صحبت اختیار کی اور فرمایا کہ میں نے بارہ سو کے قریب اساتذہ کی صحبت حاصل کی ہے ہر شیخ سے ایک حکایت حفظ کی تھی۔ ان کی ۸۵ سال کی عمر میں ۱۰ رمضان المبارک میں انتقال ہوا۔

محمد بن علی[1]: ابن الفتح بن محمد بن علی بن ابی طالب عشاری۔ جو کہ قد و قامت میں طویل ہونے کی وجہ سے العشاری سے مشہور ہیں انھوں نے دارقطنی وغیرہ سے سماع حدیث کیا۔ یہ فاضل بہت صالح اور نیک آدمی تھے اسی سال جمادی الاولیٰ کے مہینہ میں ان کا انتقال ہوا انھوں نے ۸۰ سال سے کچھ زائد عمر پائی۔

ابوعبداللہ الدونی القرشی[2]: الحسین بن محمد بن عبدالواحد دونی ایک گاؤں جس کا نام دون تھا اس کی طرف منسوب کر کے آپ دونی کہلاتے ہیں یہ شہر سجستان کے مضافات میں ہے قرشی، شیخ الحرانی جو ابو حکیم عبداللہ بن ابراہیم تھے جو کہ علم ریاضی و میراث میں امام تھے لوگوں نے آپ سے ان علوم میں فائدہ بھی اٹھایا۔ اسی سال فتنہ بساسیری میں بغداد کے اندر شہید ہونے سے فوت ہوئے۔

۴۵۲ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

۱۲ صفر بروز جمعرات بساسیری کے قتل کے بعد اس کا سر شہر لایا گیا اس پر سلطان بغداد آئے۔ ۱۲ تاریخ کو خلیفہ اپنے گھر میں بیٹھا اور ملک طغرل بیگ کو دعوت دی۔ اس میں بہت بڑا دستر خوان بچھایا اس دعوت میں تمام خواص اور سب نے شرکت کی اس دعوت کے بعد ۸ ربیع الاول بروز جمعرات سلطان نے لوگوں کی دعوت کی ۹ جمادی الاخریٰ بروز منگل امیر عدة الدین ابوالقاسم عبداللہ بن ذخیرة الدین بن امیر المؤمنین القائم بامر اللہ آئے اور اس کی پھوپھی بھی ساتھ آئی اس وقت اس کی عمر ۴ سال تھی لوگوں نے ان کا استقبال ان کے دادا کی عظمت شان کی وجہ سے کیا۔ اس کے بعد اس نے

---

[1] الأنساب ۸/ ۴۹۵، تاریخ بغداد ۳/ ۱۰۷، شذرات الذهب ۳/ ۲۸۹، طبقات الحنابلة ۲/ ۱۹۰، العبر ۳/ ۲۲۶، الكامل [illegible] لسان الميزان ۵/ ۳۰۲، المنتظم ۸/ ۲۱۹، ميزان الاعتدال ۳/ ۶۵۶، الوافي بالوفيات ۴/ ۱۲۳؛

[2] الإكمال [illegible] الأنساب [illegible] تاج العروس ۹/ ۲۱۳، دول الإسلام [illegible] شذرات الذهب ۳/ ۲۸۴ [illegible] طبقات [illegible] معجم [illegible] صفات [illegible] طبقات [illegible] العبر ۳/ ۲۲۶، القاموس المحيط [illegible] الكامل لابن الأثير ۹/ ۱۵، [illegible] معجم البلدان ۲/ ۴۹۳، المنتظم ۸/ ۲۱۸ [illegible] ۳/ ۱۲۸؛

خلافت منتقل ہوئی اور اس کا نام المقتدی بامر اللہ رکھا گیا۔ اور رجب میں ابو الحسن محمد بن ہلال الصابی نے لائبریری کو وقف کیا۔ یہ کتب خانہ غربی بغداد کی ایک سڑک ابن ابی عوف میں ہے جس میں ایک ہزار کتابیں منتقل کی گئیں۔

(یہ کتب خانہ (دار الذخیرہ) کتب خانے کے عوض میں بنایا گیا جو کرخ میں جل گیا تھا) اور شعبان میں محمود بن نصر نے حلب اور اس کے قلعہ پر اپنی حکومت قائم کی جبکہ یہ سب علاقے فاطمیوں کے ہاتھوں سے چھینے گئے تھے۔ اس سال عراق کا کوئی بھی فرد حج نہ کر سکا ہاں مگر ایک جماعت حج پر جانے والی تھی جو مصریوں کے ہمراہ ابھی چلی گئی۔

اس سال وفات پانے والے افراد

ابو منصور الجیلی ...... یہ ابو حامد کے شاگردوں میں سے ہیں اور باب طاق اور دار الخلافہ کے قاضی بھی تھے انھوں نے اساتذہ کی ایک بڑی جماعت سے درس حدیث پڑھا۔ خطیب نے کہا کہ ہم نے ان سے احادیث لکھیں یہ ثقہ راوی تھے۔

الحسن بن محمد ...... ابن ابو الفضل محمد القرشی ابو الولید حدیث پڑھے ہوئے تھے۔ غریب روایت سے مشکوک قرض داروں اور شک کو بڑی ذہانت سے معلوم کرنے میں بہت مہارت رکھتے تھے جیسا کہ ان سے یہ بات نقل کی گئی ہے کہ ان کے سامنے ایک ایسی جماعت کو پیش کیا گیا جس پر چوری کا الزام تھا آپ ایک گھڑا لائے جس میں پانی ڈالا جاتا تھا اس سے سارا جماعت کے سارے افراد ایک ایک کر کے گزارے گئے پھر انہوں نے اس کے بارے میں حکم دیا کہ یہی چوری کرنے والا ہے اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ یہ بہت بہادر ہے۔ چنانچہ بات ویسے ہی تھی۔ ایک مرتبہ ایک شخص کو لایا گیا جسے آپ کے سامنے قتل کر دیا گیا تھا تو قاضی ابو طیب کے سامنے آپ پر دعویٰ کیا گیا اس نے قصاص کا حکم دیا تو انہوں نے اپنے مال کا ایک بڑا حصہ اس کے بدلے میں دیا یہاں تک کہ چھٹکارا حاصل کر لیا۔

محمد بن عبید اللہ[1] ...... ابن احمد بن محمد بن عمروس ابو الفضل البزاز بغدادی مالکی فقہا کی امارت آپ تک پہنچی ہے۔ یہ بہت اچھے قاری اور مستند اہل حدیث تھے انہوں نے ابن حبابہ مخلص اور ابن شاہین سے سماع حدیث کیا ہے۔ ابو عبد اللہ دامغانی نے ان کی شہادت قبول کی اور وہ بڑے عقل مند آدمی تھے۔

قطر الندیٰ ...... اسے علم الدیٰ اور خطر سے بھی موسوم کیا جاتا ہے خلیفہ قائم بامر اللہ کی ماں ہے یہ بہت بوڑھی تھی اس کی عمر ۹۰ سال کے لگ بھگ تھی یہ بھی تھی جو ابو العباس امیری کے زمانے میں خانہ جل ہو گئی تھی پھر اس نے اس کا کچھ وظیفہ مقرر کر دیا تھا اور خدمت کے لیے دو لونڈیاں بھی دی تھیں۔ ان کے مرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ان کو بیٹے سے ملا کر آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں۔ بیٹے سے ملاقات کے بعد بھی بیمار رہی پھر اس سال انتقال ہوا۔ جنازے میں اس کے بیٹے خلیفہ نے شرکت کی جنازے میں رش بہت تھا۔

۴۵۳ھ میں پیش آنے والے واقعات و حادثات

اسی سال ملک طغرل بیگ نے خلیفہ کی بیٹی کو شادی کا پیغام بھیجا جس سے خلیفہ بے قرار پریشان ہو گیا اور کہنے لگا کہ ایسی بات کبھی نہیں ہونی چاہیے

---

[1] الانساب [illegible]، تاریخ بغداد [illegible]، [illegible] ترتیب المدارک [illegible]، الدیباج المذہب [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الشیرازی [illegible] [illegible] الکامل لابن الاثیر [illegible]، المنتظم [illegible]

تھی۔ پھر خلیفہ نے اس سے بہت سی چیزوں کا مطالبہ کیا کہ تمہیں یہ بھی دینا ہوگا جیسا کہ اس کی فوت شدہ بیوی کی تھیں واسط کی جاگیریں اور تین لاکھ دینار بھی دینے ہوں گے۔ اور یہ بات بھی کی کہ بادشاہ اسے بغداد ہی میں رکھے گا ایک دن کے لیے بھی کہیں نہیں لے جائے گا۔ ان میں سے کچھ باتوں پر اتفاق ہو گیا اس کے بعد بادشاہ نے اپنے بھائی داؤد کی بیٹی جو اب خلیفہ کی بیوی تھی کے ہاتھ ایک لاکھ دینار سونے چاندی کے برتن نقدی اور بہت سی لونڈیاں اور جواہرات جن میں ایک ہزار ایک سو موتی تھے بھیجے ان میں سے سات سو ٹکڑے جواہر کے تھے ہر ٹکڑے کا وزن ۲ مثقال سے ۱۰ مثقال کے درمیان تھا۔ اور ان کے ساتھ بہت سی قیمتی اشیاء بھی بھیجی گئیں۔ لیکن خلیفہ چونکہ اس کے [illegible] کی وجہ سے تنگ کر رکھا تھا عمید الملک وزیر اپنے عہدے پر [illegible] سے ناراض ہو گیا۔ اور طویل جنگیں شروع ہو گئیں جن کا نتیجہ یہ تھا کہ سلطان خلیفہ کو ناراض کر کے بغیر کسی سبب اور سامان کے خاتون اور بھتیجے کا [illegible] دارالخلافہ سے دارالملک منتقل کر دے یہاں تک کہ یہ بات طے ہو گئی کہ خلیفہ نے بغداد سے نکل جانے کا عزم کیا تو اس وجہ سے پریشان ہو گئے اور بغداد سے چلے گئے یہی عمید الملک کے پاس سلطان کا خط آیا جس میں اس نے اسے گرانی کرنے اور اس کے ساتھیوں کو ڈانٹا تھا اور لوٹنے میں بہت ظلم کا حکم دیا۔ اس نے خاتون کو دارالملک لے جانے کی جرأت بھی کر لی۔ غرض یہ ہے کہ اس نے [illegible] سمجھا جو اسے [illegible] سے آئے جس میں بادشاہ ہے۔ یہ معاملہ خلیفہ سے ناراضگی کی وجہ سے ہوا تھا۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سال ماہ رمضان المبارک میں ایک انسان نے خواب میں آنحضرت ﷺ کی زیارت کی۔ آپ کھڑے تھے اور آپ کے سامنے تین آدمی اور تھے ان میں سے ایک آدمی اس شخص کے پاس آیا اور کہا کیا تو کھڑا نہیں ہوگا۔ اس نے کہا کہ میں معذور ہوں کھڑا نہیں ہو سکتا تو اس نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ اب کھڑا ہو تو وہ کھڑا ہو گیا اور جاگ گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ اپنی معذوری سے بری ہو چکا ہے اور سب اپنی ضرورت کے لیے خوب چلتا پھرتا ہے۔ ربیع الاول کے مہینے میں خلیفہ نے ابوالفتح منصور بن احمد بن دارست اہوازی کو وزیر بنایا اسے لباس پوشاک وغیرہ دی اور مجلس وزارت میں بٹھایا۔ [illegible] سے یہاں تک کہ [illegible] آ گئے [illegible] نے اپنے کچھ لوگوں کو [illegible] تاریکی [illegible] تمیم بن معز المعز افریقی ملک کا والی بنا جب کہ اسی سال ابن نصر احمد بن مروان کردی دیار بکر کا [illegible] اسی سال قریش بن بدران موصل اور نصیبین کا والی بنا۔ اور اسی سال [illegible] (جس کا لقب [illegible] ہے) [illegible] اس نے المرتضیٰ [illegible] اور اسی سال ابو اسحاق [illegible] خلیفہ [illegible] مصر [illegible] ۲۶ ہزار دینار [illegible] اور اس سال بھی کوئی عراقی شخص حج کو نہ جا سکا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن مروان۔ ابو نصر کردی، دیار بکر اور میافارقین کا حکمران تھا۔ اس کا لقب نصر الدولہ تھا۔ اس نے [illegible] میں ان علاقوں پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ وہ انتہائی خوش حال ہو گیا کہ اس زمانے میں اس سے زیادہ کوئی خوشحال نہ تھا۔ اور نہ ہی اس کے ہمسروں میں سے کوئی اس کی خوشحالی تک پہنچ سکا۔ اس کے پاس پانچ سو لونڈیاں اور پانچ سو خادم تھے۔ ان کے علاوہ خادمات الگ تھیں۔ اس کے پاس گانے والیاں بھی کثرت سے تھیں جن کی قیمت پانچ ہزار دینار تھی۔ اس سے بھی زیادہ اس کے پاس کھیل کے آلات اور برتن وغیرہ تھے ان کی قیمت تقریباً دو لاکھ دینار سے زیادہ تھی۔ اس نے بہت سے بادشاہوں کی بیٹیوں سے نکاح کیے اور بادشاہوں سے بہت زیادہ مصالحت کرنے والا تھا۔ جب دشمن اس کی طرف قصد کرنے کا ارادہ کرتے تو وہ ان کے پاس اتنا مال بھیجتا کہ وہ صلح کر لیتا اور واپس چلے جاتے۔

اس نے ملک طغرل بیگ کو بھی ایک عظیم ہدیہ بھیجا تھا جب وہ عراق کا بادشاہ بنا تھا اس میں یاقوت کی ایک لڑی بھی تھی جو قبل ازیں تھی۔ اس نے اس سے بہت سی چیزیں اور ایک لاکھ دینار وغیرہ دے کر خریدی تھی۔ ابوالقاسم مغربی نے بھی [illegible] وزیر بنایا تھا اور ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر نے بھی

ایک ہزار دینار دیا تھا اس کا زیر سلطنت علاقہ سب سے زیادہ پرامن و خوشحال رہا، انصاف والا تھا، اس کے پاس یا الفاظ آتی کہ ہوئے ہیں اور سردیوں میں اون والوں کو عطا کرتے ہیں جو بستیوں میں ہوتے ہیں۔ تو ایسے میں لوگ انھیں شکار کر لیتے ہیں تو اس نے شوربوں کے کھولنے کا موسم گرما میں بکثرت غلہ ڈالنے کا حکم دیا اور وہ موسم سرما میں ان کے موسم میں اسی طرح صرف کرتا تھا۔ اس نے تقریباً ۹۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

ابن خلکان نے کہا کہ اندلس کے تاریخ دانوں نے بیان کیا ہے کہ اس نے اپنی زندگی میں ایک آدمی کے سوا کسی سے مدد نہیں مانگی۔ اور کثرت لذات میں مصروف رہنے کے باوجود بھی اس کی کر وفات ہوئی اس کی تین سو اٹھائیس لونڈیاں تھیں ان میں سے ہر ایک کے پاس سال میں ایک دفعہ رات گزارتا تھا۔ اس نے بہت ساری اولاد اپنے پیچھے چھوڑی۔ وہ اسی زندگی گزارتا رہا یہاں تک کہ اسی سال کی ۲۹ شوال کو فوت ہو گیا۔

سن ۴۵۲ھ میں پیش آنے والے حادثات

اس سال ملک طغرل بیگ کے بہت خطوط آئے جن میں اس نے خلیفہ کی علامت انصاف اور اس کی عدم موافقت کی شکایت کی اس نے یہ بھی بتایا کہ آپ کے پاس دوسرے ملک نے اس کے ساتھ کیا لڑائی کی۔ بعد ازاں قاضی القضاۃ ابو عبداللہ الدامغانی تھے۔ جب خلیفہ نے یہ بات دیکھی کہ ملک طغرل نے اپنے کارندوں کو خلیفہ کے اموال کی نگرانی کے لئے بھیجا ہے تو اس نے بادشاہ کو اس بات کا جواب دیا جو وہ چاہتا تھا۔ جب بادشاہ کو وہ جواب ملا تو وہ بہت خوش ہوا اور اس نے اپنے کارندوں کو یہ پیغام بھیجا کہ وہ خلیفہ کی اطاعت کریں اس طرح اتفاق کی بات آگے آگے بڑھ کر اتفاق ہو گیا۔

خلیفہ نے وقار پر اصرار کیا۔ شعبان کے مہینے میں بادشاہ کی موجودگی میں عقد ہوا۔ خلیفہ نے ایک بڑی دعوت کا اہتمام کیا۔ جب دلہن کو لایا گیا تو بادشاہ اس کے احترام میں کھڑا ہو گیا اور اس نے دو رکعت پڑھ کر زمین کو بوسہ دیا، خلیفہ کے لئے بہت دعا کی پھر اس کا عقد چار پر مقدم ہوا۔ اسی سال ۱۳ شعبان جمعرات کے دن کا واقعہ ہے۔ پھر بادشاہ نے اپنی بیٹی جو کہ خلیفہ کی بیوی تھی، اس کو اس سال میں بہت سے تحفے تحائف دے کر بھیجا جن میں جواہر و بہت سا سونا، خوشبو اور عطیہ اور ان کی ماں اور ان کے گھر والوں کے لئے بھیجے۔ اس کے بعد بادشاہ نے اعلانیہ طور پر کہا کہ میں جب تک زندہ ہوں خلیفہ کا غلام ہوں، اپنے جسم کے کپڑوں کے سوا کوئی چیز میری نہیں۔ اسی سال خلیفہ نے اپنے وزیر کو معزول کر دیا اور ابو نصر محمد بن جہیر کو وزیر بنایا اس نے اسے وزارت سے بچایا۔ اسی سال نامعلوم طور پر گرانی رہی یہاں تک کہ بصرہ میں گندم قیراط کی ایک ہزار رطل کے عوض فروخت ہوئی اور اس سال کسی نے حج نہیں کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

ثمال بن صالح ...... معز الدولہ صاحب حلب آپ بہادر ہونے اور باوقار شخص تھے۔ ابن جوزی نے فرمایا کہ ایک دفعہ فراش آپ کے ہاتھ دھلانے کے لئے آگے بڑھا تو لوٹے کی ٹونٹی ان کے دانتوں پر لگی اور وہ ٹوٹ کر تھال میں گر گئے تو حضرت نے اسے معاف کر دیا۔

الحسن بن علی بن محمد[1] ...... ابو محمد الجوہری شعبان ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے اساتذہ کی ایک جماعت سے حدیث سنی، موصل میں بہت سے شیوخ سے ملے جن میں ابو بکر بن مالک القطیعی بھی ہیں اور وہ آخری شخص ہیں جن سے انہوں نے روایت کی ہے۔ ان کی وفات اسی سال ذیقعدہ میں ہوئی۔

---

(۱) الانساب ۳/۴۹۱، تاریخ بغداد ۷/۳۹۳، الجوهري ۳/۸۳۸، القصي عول الاسلام ۱/۴۴۰، شذرات الذهب ۳/۲۹۲، العبر ۳/۲۲۸، الکامل ۱۰/۲۲، کشف الظنون ۱/۳۰۲، اللباب ۱/۱۲۳، المنتظم ۸/۲۴۷، ۲۴۸۔

الحسین بن ابی یزید...... ابو علی الدہان۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا تو میں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اسلام پر موت نصیب کرے تو آپ ﷺ نے فرمایا اور سنت پر۔

سعد بن محمد بن منصور ابو محمد الجرجانی اپنے زمانے کے رئیس تھے انہوں نے بادشاہ محمود بن سبکتگین کے پاس ۴۰۶ھ کی حدود میں بحیثیت سفیر گئے۔ یہ علامہ فقیہ اور محدث تھے ایک جماعت نے آپ سے تخریج کی۔ اور آپ نے ایک جماعت سے حدیث روایت کی۔ اس کے علاوہ کئی شہروں میں آپ کی مجلس مناظرہ منعقد ہوتی اور ان کو استرآباد میں اسی سال ماہ رجب میں ظلماً قتل کر دیا گیا۔

۴۵۵ھ میں پیش آنے والے حادثات

اس سال سلطان طغرل بیگ بغداد آیا اور خلیفہ سے ملاقات کا عزم کیا۔ لیکن پھر اپنے اس ارادہ کو ملتوی کر دیا پھر اپنے بجائے اپنے وزیر عمید الملک کو بھیجا۔ اس سال میں لوگوں کو فوج سے بہت اذیت ہوئی فوج نے قتل، حرام چیزوں سے چھیڑ چھاڑ کی یہاں تک کہ انہوں نے مسلمانوں میں عورتوں پر ستم کیے پتا چلتا ہے کہ ان سے بہت زیادہ حد درجے کی زیادتیاں ہوئیں۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

بادشاہ طغرل بیگ کی خلیفہ کی بیٹی کے پاس آمد

جب سلطان بغداد میں قیام پذیر ہو گیا تو اس نے اپنے وزیر عمید الملک کو خلیفہ کے پاس اس مطالبہ کے لئے بھیجا کہ اپنی بیٹی دارالمملکت منتقل کر دے خلیفہ اس بات سے گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ تم نے صرف حصول مرتبے کے لئے عقد کا مطالبہ کیا تھا اور اب تم نے اس کی رخصتی کا مطالبہ کرنے کا التزام کیا ہے۔ یہ بات کئی روز تک بادشاہ اور خلیفہ کے معاملہ میں حرج رہا۔ اس کے بعد بادشاہ نے ایک مہر بھی نقد دیا اور ایک لاکھ پچاس ہزار درہم سے زیادہ نقدی اور دیگر تحائف وغیرہ بھی بیٹی کیلئے بھیجیں۔

۱۵ صفر کو بنت خلیفہ کی بیٹی کو دارالمملکت بھیجا گیا تو اس کے لئے دجلہ سے دارالمملکت تک خیمے لگائے گئے جب وہ گھر میں داخل ہونے وقت زمین اور بگل بجائے گئے جب وہ داخل ہو گئی تو اسے سونے سے جڑے ہوئے تخت پر بٹھایا گیا دلہن کے چہرہ پر برقع تھا۔ بادشاہ طغرل بیگ اس کے پاس آیا اور سامنے کھڑے ہو کر زمین کو بوسہ دیا۔ دلہن نہ اس کے لئے کھڑی ہوئی اور نہ سے دیکھا۔ اس کے بعد وہ بیٹھے بغیر مڑ کر کمرے میں آیا حاجب اور ترک دولہن کے قریب اس کے سامنے رقص کر رہے تھے۔ خلیفہ نے اپنی بیٹی کی خاطر ان کے ہمراہ اس کے لئے دو موتی اور سرخ یاقوت کا ایک بڑا انگوٹھی بھیجا پھر دوسرے دن اس کے پاس آیا اور زمین کو بوسہ دیا۔ اس کے سامنے والے تخت پر جو کہ چاندی سے جڑا ہوا تھا اس پر بیٹھ گیا اس کے بعد باہر نکل گیا۔ اس نے دلہن کے لئے بہت سے قیمتی جواہر اور سونے سے بنی ہوئی ایک قبا جس میں موتی لگے ہوئے تھے بھیجی اسی طرح ہر روز اس کے پاس آتا اور زمین کو بوسہ دیتا اس کے سامنے تخت پر تھوڑی دیر بیٹھتا پھر باہر چلا جاتا اور تحائف وغیرہ بھیجتا۔ سات دن تک دلہن کو بھی کچھ لوازمات پہنچی اور مسلسل بادشاہ کی جانب سے ضیافتیں ہوتی رہیں اور اس نے تمام امراء کو تحفے وغیرہ دیئے پھر اسے سر درد ہوا تو ایک مرض بھی لاحق ہو گیا اس نے خلیفہ سے دلہن دوسرے ملک اپنے ساتھ لے جانے کی اجازت طلب کی اور کہا کہ پھر اس کے ساتھ واپس آ جاؤں گا۔ خلیفہ نے بہت دکھ اور غم کے ساتھ اجازت دی تو وہ اسے لے گیا۔ اس کے ساتھ دارالمملکت سے صرف تین لونڈیاں اس کی خدمت کے لئے تھیں اس کے جانے سے اس کی والدہ کو بھی دکھ ہوا۔ خلیفہ سلطان کی موت کی دعا مانگتا تھا کہ اللہ تعالیٰ اسے واپس نہ لائے۔

جب ۲۳ رمضان اتوار کی شب آئی تو اچانک اطلاع آئی کہ طغرل بیگ ۸ رمضان کو فوت ہو چکا ہے جس کے بعد بعض نمازیوں نے قصد کر دیا خصوصاً

سے تمیمی کی اور اس کے ساتھ اور سبب کو قتل بھی کر دیا اور بہت سا سامان لوٹ لیا۔ لیکن وہ محلہ کا دروازہ کے وقت ختم ہوگئی۔ کمان پر بیٹھ کر کہا۔ نے بیٹے گے۔ یہاں تک کہ اسی حالت میں بیمار ہوگیا اس کے بعد اس کے بھتیجے سلیمان بن داؤد کی بیعت کی گئی۔ بادشاہ طغرل بیگ مرحوم نے اس کی سرپرستی اور وصیت بھی کی تھی۔ کیونکہ اس نے اس کی ماں سے نکاح کیا تھا۔ اب سلیمان بن داؤد پر سب کا اتفاق ہوگیا اب اس کے بھائی کی طرف سے ہی خوف باقی رہ گیا تھا اور ملک عضد الدولہ الپ ارسلان بن داؤد اور فوج اس کی حمایت میں تھی رئیس جبل نے اس کا خطبہ پڑھا اس کے ساتھ اس کا وزیر نظام الملک ابو علی الحسن بن علی بن اسحاق بھی تھا۔ جب الکندری نے اس کی قوت حکومت کو دیکھا تو رے میں اس کا خطبہ پڑھا اس کے بعد اس کے بھائی کا خطبہ دیا۔

سلطان طغرل بیگ بڑا بردبار، بوجھ برداشت کرنے والا، بادشاہوں کی حفاظت کرنے والا، نمازوں کا پابند، پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے والا اور سفید کپڑے پہننے کا پابند تھا۔ انتقال کے وقت اس کی عمر ستر سال تھی اس کی کوئی اولاد نہ تھی اس نے ۳۰ سال امر شاہی کی موجودگی ۸ سال بغداد پر حکومت کی اس کے انتقال کے بعد حالات بہت خراب ہوگئے اعراب نے سواد بغداد اور پوری زمین عراق پر فساد پھیلانا شروع کر دیے اور لوٹ مار کرتے تھے تجارتی حالت میں دور دور تک آپ کو خطرہ میں ڈالتا تھا۔ لوگ اس صورت حال سے بہت پریشان ہوگئے۔

اس سال ارض واسط اور شام میں شدید زلزلے آئے اور طرابلس کی فصیل کا ایک حصہ گر پڑا اس سال لوگوں میں طرح طرح کی زیادہ اموات واقع ہوئیں یا تو جھپک کی وجہ۔ یہ موت اچانک ایک ہی وقت واقع ہو جاتی۔ مصر میں بھی ایک شدید وبا پھوٹی جس کی وجہ سے وہاں روزانہ تقریباً ایک ہزار جنازے اٹھنے لگے۔ اسی سال اصل کی طرف رجوع کریں حاکم مصر کا خطبہ بحال ہوگیا اور ملک کافی مقدار میں خوراک لیے اور وہاں کے والوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ اس سال میں خلیفہ کی بیوی الپ ارسلان نے اس کے پاس سے اپنے چچا کے پاس جانے کا مطالبہ کیا کیونکہ اس نے اسے چھوڑ دیا تھا اور اس کی قدر نہیں پہچانی۔ بادشاہ نے اس کو وزیر الکندری کے ساتھ اس کے چچا کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ وہاں پہنچی تو اس کا باپ تخت پر تھا اس نے خلیفہ کو ملامت کرنے کا خط کے لئے بھیجا کہ اس نے اسے حقیر جانا تو خلیفہ نے اسے لکھا کہ " میری جوانی کا عروج اور مستی ختم ہوگئی اب جوانی سے دوبارہ نئے دل امیدیں کی جو تھی۔ اس زمانے نے میرے اندر سے حدت کو ختم کر دیا ہے اور کمزوری کر دی ہے میں نے اپنا جوانی کا دور گزار دیا ہے اور سکون کی تلاش پر میری طرف سے سلام ہو۔

اس سال وفات پانے والے افراد

زہیر بن علی بن الحسن بن حزام ابو نصر الجزامی ... یہ بغداد تشریف لائے شیخ ابو حامد الاسفرائینی سے علم فقہ پڑھا۔ شیخ ابی داؤد کی خبر سے بصرہ میں پڑھی۔ انہوں نے بہت سی حدیثیں بیان کیں اہل مشکلات اور فتویٰ لوگوں میں آپ سے رجوع کیا جاتا تھا۔ ان کی وفات اسی سال سرخس میں ہوئی۔

سعید بن مروان ... مروان آمد یہ بات مشہور ہوگئی تھی کہ آپ کو زہر دیا گیا تھا۔ رشتہ میں اور قتل نے اس سے خدمت لیا جس نے ان کو زہر دیا تھا اس کو پاش پاش کر دیا۔

الملک ابو طالب ... محمد بن میکائیل بن سلجوق طغرل بیگ سلجوقی سلاطین کے پہلے بادشاہ تھے آپ بہت صدقہ کرنے والے اور پکے نمازی تھے نماز کو اول وقت پڑھنے کے پابند تھے پیر اور جمعرات کے روزے رکھا کرتے تھے لوگوں کی تکلیفوں کو برداشت کرنے والے تھے مساجد کی حفاظت کرنے والے تھے اپنے افعال اور اعمال میں نیک بخت تھے۔ مسعود بن محمود کے زمانے میں انہوں نے تمام بلاد خراسان پر اپنی حکومت قائم کی۔ اس نے اپنے بھائی داؤد اور اپنے شریک بھائی ابراہیم بن ینال اور اس کے بھائیوں کی اولاد کو بہت سے شہروں میں نائب بنایا۔ پھر خلیفہ نے اس کو

بغداد کی بادشاہت پیش کی جیسا کہ یہ واقعہ تفصیل سے گزر چکا ہے۔ انہوں نے اسی سال ۸ رمضان المبارک کو ۷۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کی بادشاہت کا زمانہ ۳۰ سال کا تھا جن میں ۸ دن کم ۸ سال عراق کی بادشاہت کی ہے۔

سن ۴۵۶ھ میں پیش آنے والے واقعات وحادثات

اس سال سلطان الپ ارسلان نے اپنے چچا کے وزیر عمید الملک الکندری کو گرفتار کر لیا اور اس کے گھر میں قید کر دیا۔ پھر اس کی طرف آدمی بھیجا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اس نے نظام الملک کی وزارت کو کامل اعتماد سمجھا جو کہ ایک بہترین وزیر تھا اور علماء وفقراء کا احترام کرتا تھا۔ جب ملک شہاب الدولہ قتلمش نے نافرمانی کی اور اطاعت سے نکل گیا اور الپ ارسلان کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو الپ ارسلان اس سے ڈر گیا لیکن وزیر نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ! مت ڈرو کیونکہ میں نے تمہاری خدمت میں ایک ایسی فوج پیش کر دی ہے کہ جس نے جب کسی لشکر سے مقابلہ کیا خواہ وہ لشکر کیسا ہی ہو اس کو شکست دی ہے۔ بادشاہ نے اس سے کہا کون لوگ ہیں۔ وزیر نے کہا کہ وہ ایسی فوج ہے جو تیرے لئے دعا کرتی ہے اور اپنی نمازوں اور تنہائیوں میں تیرے لئے مدد کرتی ہے، وہ علماء، فقراء اور نیک لوگ ہیں۔ یہ بات سن کر بادشاہ کا دل خوش ہو گیا۔ جب اس نے قتلمش سے جنگ کی تو اسے بڑی شکست دی اور ان کی بہت سی فوج کو قتل کر دیا، قتلمش بھی معرکہ میں مارا گیا۔ اب سب لوگ الپ ارسلان کی حکومت پر متفق ہو گئے تھے۔ اسی سال بادشاہ نے اپنے بیٹے ملک شاہ اور اپنے وزیر نظام الملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ جہاد کرنے بھیجا انہوں نے بہت زیادہ قلعوں کو فتح کیا اور بہت زیادہ مال غنیمت حاصل کیا، مسلمان ان کی اس نصرت سے بہت خوش ہوئے۔ اس نے ماوراء النہر کے حاکم کو خط لکھا کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی میرے بیٹے سے کر دے تو وہ اس کی طرف بھیج دی گئی یعنی شادی ہو گئی۔ اور اس نے دوسرے بیٹے کا نکاح حاکم غزنی کی بیٹی سے کر دیا اسی کی وجہ سے سلجوقی اور محمودی دو بادشاہ آپس میں ایک دوسرے سے مل گئے۔

اس سال الپ ارسلان نے خلیفہ کی بیٹی کو اس کے باپ کے گھر جانے کی اجازت دے دی، اس کے ساتھ محقق ابن عمرو اور امراء کو بھیجا وہ بڑی شان و شوکت سے بغداد پہنچی، لوگ اس کو دیکھنے کے لئے گئے جب وہ وہاں پہنچی تو اہل بغداد، ولی عہد، خلیفہ اور اس کے گھر والے اس بات سے بہت خوش ہوئے۔ خلیفہ نے الپ ارسلان کے لئے منبر پر خطبوں میں دعا کے لئے حکم دیا اور اس طرح دعا کی گئی کہ اے اللہ! سلطان معظم، عضد الدولہ، تاج الملۃ الپ ارسلان ابو شجاع محمد بن داؤد کی اصلاح فرما۔ پھر خلیفہ نے بادشاہ کی طرف تشریف لقب لکھا اور ابن محمد بن عبد الرحیم اور موفق خادم کے ہمراہ اس کے لئے خلعت اور تحائف بھیجا۔ اور سلطان الپ ارسلان کی حکومت عراق پر قائم ہوئی۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ ماہ ربیع الاول میں بغداد کے دیہات میں یہ بات پھیل گئی کہ کردوں کی ایک قوم شکار کے لئے نکلی ہے انہوں نے جنگل میں ایک سیاہ خیمہ دیکھا اس خیمہ سے شدید تھپڑوں اور بہت شور کی آواز سنائی دے رہی تھی اور کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ جنوں کا بادشاہ سیدوک مر چکا ہے اور کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس میں اس پر تھپڑ نہ مارے گئے اور اس کی وجہ سے ماتم کی مجلسیں نہ لگیں۔

اور انہی حالات پر مسلسل قائم رہے یہاں تک کہ انہوں نے اپنے آپ کو اپنے بادشاہوں کے نزدیک بھی مبغوض بنا لیا تو لوگوں نے ان کو شہر سے نکال دیا یہاں تک کہ ان کی وفات ان کے ایک گاؤں میں اسی سال ہوئی، وفات کے وقت ان کی عمر تقریباً ۷۰ سال سے زائد ہو چکی تھی۔ یہ بھی عجیب بات ہے کہ آپ فروعی مسائل میں ظاہری مذہب سے تعلق رکھتے تھے اور قیاس جلی وغیرہ سے کوئی بات نہیں فرماتے تھے یہ وہ بات تھی جس نے آپ کو علماء کی نظر میں گرا دیا تھا۔ ان کے نظر و تصرف میں بھی بہت سی غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ اس کے باوجود بھی وہ لوگوں سے باب الاصول، آیات الصفات اور احادیث الصفات میں بہت تاویلات کیا کرتے تھے اس لئے کہ وہ پہلے آدمی تھے جنہوں نے علم منطق کو کسی طرح حاصل کیا تھا یہ علم انہوں نے محمد بن حسن المذحجی الکنانی القرطبی سے حاصل کیا تھا اس بات کو ابن ماکولا اور ابن خلکان نے ذکر کیا ہے اسی وجہ سے ان کا ذہن باب الصفات میں بہت خراب تھا۔

عبدالواحد بن علی بن برہان[1]...... ابوالقاسم نحوی، یہ بہت بڑے اخلاق کے مالک تھے، انہوں نے کبھی شلوار کبھی ٹوپی نہیں پہنی، کسی کی بخشش و ہدیہ کو قبول نہ کیا، ان کے بارے میں یہ بھی مشہور تھا کہ وہ بے ریش لڑکوں کو بوسے اور معانقے سے پیار کیا کرتے تھے، ابن عقیل نے کہا کہ ان کا تعلق مرجۂ معتزلہ کے مذہب سے تھا، وہ دوزخ میں کفار کے ہمیشہ رہنے کی نفی کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمیشہ کا عذاب نہیں ہو سکتا ہے جس کے لئے شفاعت کا جواز نہ ہو جبکہ کفار کے لئے اس بات کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت رحمت بیان کی ہے، اور اللہ تعالیٰ کے قول وخالدین فیہا ابداً اس کی تاویل ابداً من الآباد کرتے تھے، ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابن برہان اصحاب احمد کی تعریف کرتے تھے اور مسلمانوں کے عقائد کے مخالف تھے، اس لئے انہوں نے اجماع کی مخالفت کی ہے، پھر اس نے ان کی گفتگو بیان کی ہے اور دیگر امور بھی بیان کئے، واللہ اعلم۔

ابن جوزی کا فرماتے ہیں کہ نابالغ لڑکے حرم بغداد سے قبرستان کی طرف گئے، وہ گنتی میں تقریباً دس ہزار تھے، جو کچھ نیکیاں دیتے اور اپنے زیادہ بھلائی دیتے، پھر وہاں سے واپس لوٹے، وہ اسی طرح کی حرکتیں کرتے رہے، اس کے علاوہ واسط، خوزستان اور دوسرے علاقوں میں بھی ایسا ہی کیا گیا۔
راوی فرماتے ہیں کہ یہ بات ایک عجیب ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بروز جمعہ ۲ شعبان عبدالصمد کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگوں نے ابو علی بن ولید پر حملہ کر دیا جو کہ مذہب معتزلہ کا مدرس تھا، لوگوں نے اس کو گالیاں بکیں اور لعنت بھیجی کیونکہ وہ لوگوں کو جامع مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتا تھا اور یہ عجیب و غریب مذہب پڑھاتا تھا، اس کی توہین کی اور اس کو گھسیٹا اور جامع منصور میں معتزلہ پر لعنت بھیجی گئی، ایک دفعہ ابو سعید بن ابی امامہ بیٹھ کر معتزلہ پر لعنت و ملامت کرنے لگے۔ شوال میں خبر آئی کہ سلطان نے ایک بڑے لشکر سے جنگ شروع کی ہے جس میں تقریباً ایک ہزار گھڑ سوار تھے اور اس نے ان کے بہت سے آدمیوں کو مار دیا اور تقریباً ۱۵۰ کو قید کر لیا۔

ذوالقعدہ کے مہینے میں بغداد اور اس کے علاوہ دوسرے عراق کے شہروں میں تیز شدید ہوا چلی، بہت بڑی آندھیاں آئیں جس سے کھجوریں کم ہو گئیں، سو درختوں میں گر پڑ گئیں، ہوا خراب ہو گئی، اس مہینے میں ابوالقاسم محمد بن محمد بن عبداللہ علوی کو طالبیوں کی نقابت، حج کے انتظام اور مظالم کی خلافت دی گئی اور اسے طاہر ذوالمناقب کا لقب دیا گیا، عزت میں اس کا حکم نامہ پڑھا گیا اور اس سال اہل عراق نے حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

ابن حزم ظاہری...... وہ امام حافظ علامہ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف بن معدان بن سفیان بن یزید ہیں۔ مولیٰ یزید بن ابی سفیان صخر بن حرب اموی ہیں، آپ کے دادا خلف ایران کے رہنے والے تھے، وہ مسلمان ہو گئے، جو بنو امیہ کے پیچھے پیچھے مغربی ممالک میں داخل ہونے والے ان میں سے پہلے آدمی تھے، ان کا باپ شہر قرطبہ کا تھا، ابن حزم ابھی قرطبہ میں رمضان کے آخر میں پیدا ہوئے ۳۸۴ھ، قرآن شریف پڑھا، علوم نافعہ شرعیہ میں مشغول رہے، ان سب میں مہارت پیدا کی، اپنے ہم عصروں سے آگے بڑھ گئے اور مشہور کتب تصنیف کیں، یہ بات مشہور ہے کہ انہوں نے ۴۰۰ کتابیں لکھیں، جس کی تقریباً اسی ہزار ورق تھے، شعر عرب و لغت، ادیب، طبیب، شاعر اور فصیح تھے، ان کی علم

---

[1] الاکمال [illegible]، انباہ الرواۃ [illegible]، بغیۃ الوعاۃ [illegible]، تاریخ بغداد [illegible]، تتمۃ المختصر [illegible]، تلخیص ابن مکتوم [illegible]، الجواہر المضیئۃ [illegible]، دمیۃ القصر [illegible]، دول الاسلام [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات ابن قاضی شہبۃ [illegible]، الطبقات السنیۃ رقم [illegible]، طبقات الفقہاء [illegible]، العبر [illegible]، فوات الوفیات [illegible]، الفوائد البہیۃ [illegible]، کتاب اعلام الاخیار رقم [illegible]، کشف الظنون [illegible]، الکامل لابن الاثیر [illegible]، لسان المیزان [illegible]، میزان الاعتدال [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، المختصر فی اخبار البشر [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]، نزہۃ الالباء [illegible]، معجم الادباء [illegible]

طب اور منطق میں بھی کمال تھا، وہ وزارت، ریاست، وجاہت، مال، اولاد اور بڑی ثروت والے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے۔ شیخ ابوعمر بن عبدالبر النمری کے ہم عصر تھے اور شیخ ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی سے دشمنی رکھتے تھے ان دونوں کے درمیان مناظرات بھی ہوئے جن کا ذکر بہت طویل ہے۔ ابن حزم اپنی زبان اور قلم سے علماء پر بہت عیب لگایا کرتے تھے۔ اس بات نے ان کے اہل زمانہ کے دل میں حسد پیدا کر دیا تھا۔

۴۵۷ھ کے واقعات وحادثات

اس سال عراقیوں کی ایک جماعت مصریوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئی لیکن ان کے لئے جانا ممکن نہ ہوسکا۔ وہ کوفہ کی طرف مڑ گئے اور واپس آ گئے۔ اس سال بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی تعمیر کا کام شروع ہوا، اس کی وجہ سے بہت سے گھر جو دریا کے کنارے کے ساتھ تھے توڑ دیئے گئے اور بصرہ کا دروازہ بھی توڑ دیا گیا۔ اس سال تمیم بن معز بن بادیس، الناصر بن علناس بن حماد کے حامیوں اور زناتہ کے درمیان خوب جنگیں ہوئیں۔ نقیب [illegible] نے بغداد سے لوگوں کو حج کرایا۔ اس سن میں عمید الملک الکندری کو قتل کیا گیا۔ اس کا نام منصور بن محمد ابو نصر الکندری ہے یہ بادشاہ طغرل بیگ کا وزیر تھا۔ ایک مدت تک عمل دخل میں رہا۔ جب وہ قتل ہوئے تو ان کی لاش اٹھا کر ان کے گاؤں کندر لے جایا گیا اور وہاں ان کے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔ جو طریثیث کے مضافات میں ہے جب کہ ان کا سر مرو میں ہے جو کہ نیشاپور سے قریب ہے، سلطان نے اس کی آمدنی وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔ وہ ذہین، فصیح اور شاعر تھا، اسے بہت سے فضائل حاصل تھے، بہت زیادہ حاضر جواب تھا۔ جب بادشاہ طغرل بیگ نے اسے خلیفہ کے پاس اس کی بیٹی کا رشتہ طے کرنے کے لئے بھیجا تھا اور خلیفہ نے اس سے انکار کر دیا تو اس نے بطور مثال شاعر کے اشعار سنائے: ”کوئی بھی انسان اپنی پرچھائیں کو پا نہیں سکتا۔ ہوا کیا اس رخ پر چلتی ہیں جو کشتیوں کے خلاف ہوتا ہے۔“ خلیفہ یہ سن کر خاموش ہو گیا اور سر جھکا کر بیٹھ گیا۔ جب اسے قتل کیا گیا تو اس نے مرنے سے پہلے [illegible] اس نے کہا: ”آپ لوگ میرے معاملے سے بخوبی واقف ہیں، تو موت نے لوگوں پر دنیا کو تنگ کر دیا ہے میں [illegible] ملاحوں کے [illegible] حکومت ملی ہے۔“

بادشاہ طغرل بیگ نے اسے خوارزم شاہ کی بیوی کے پاس نکاح کا پیغام دے کر بھیجا تو اس نے اس سے خود ہی نکاح کر لیا تو بادشاہ نے اس کو خصی کر دیا۔ اس کو اس کے عہدہ پر قائم رکھا اور اس کے آلۂ تناسل کو خوارزم میں دفن کیا گیا۔ اس کا خون بہہ گیا جب اس کو مرو الروذ میں قتل کیا گیا، اس کے جسم کو اس کے گاؤں میں دفن کیا گیا۔ اس کے سر کو اٹھا کر نیشاپور لایا گیا اور وہاں دفن کیا گیا۔ اس کے سر سے جو بھیجا نکالا گیا اس بھیجے کو اٹھا کر کرمان لایا گیا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ایک مقرر دن تمام مخلوق کو جمع کرے گا چاہے وہ کہیں بھی ہوں اور جس حیثیت میں ہوں اور جس صفت پر ہوں۔

۴۵۸ھ کے حادثات واقعات

یوم عاشوراء میں کرخ والوں نے اپنی دکانیں بند کر دیں اور رافضی حضرت حسین پر نوحہ کرنے کے لئے جمع ہو گئے جیسا کہ ان کے ہاں اس دن کی بدعت پہلے سے چلی آ رہی تھی۔ جب عام لوگوں کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اس کو ناپسند کیا اور خلیفہ کو خط لکھ کر ان کے خلاف درخواست کی تو خلیفہ نے بھی اسے ناپسند کیا اور لوگوں سے اس بات پر معذرت کی کہ اسے اس کا علم نہیں تھا۔ جب اسے اس کا علم ہوا تو اس نے اس کا تدارک کر دیا۔ اہل کرخ دیوان میں آئے اور اس بات کی معذرت کرنے لگے اور یہ طے پایا کہ جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دے گا یا بدعات کی تشہیر کرے گا اس کا خون ہدر قرار دیا جائے گا۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ ربیع الاول میں باب الازج میں ایک بچی پیدا ہوئی جس کے دو سر، دو چہرے، دو گردنیں اور پورے بدن پر چار ہاتھ تھے۔ اس کے بعد وہ مر گئی۔ جمادی الاولیٰ یا الآخریٰ میں خراسان میں زلزلہ آیا جو کئی دن تک رہا جس سے پہاڑ پھٹ گئے اور لوگوں کی ایک جماعت پوری کی پوری

ہلاک ہوگئی کئی بستیاں زمین میں دھنس گئیں۔ لوگ صحراؤں کی طرف چلے گئے اور وہاں رہائش پذیر ہوگئے۔ اسی دوران میں آگ لگ گئی۔ ایک سو دکانیں اور چھ سو گھر جل گئے۔ لوگوں کو بہت زیادہ نقصان ہوا اور لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو لوٹا۔ راوی کہتے ہیں کہ ماہ شعبان میں دمشق میں فتنہ شروع ہوگیا جامع کے قریب والے مکانات جل گئے اور جامع دمشق بھی جل گیا۔ اسی طرح ابن جوزی فرماتے ہیں یہ مسجد مشہور ہے۔ جامع دمشق میں آگ ۱۵ شعبان ۴۶۱ھ کو تین سو سال بعد لگی جو بات بیان ہوئی مشہور ہے وہ یہ کہ فاطمی اور عباسی لڑکوں کے ساتھ لڑ پڑے اور دارالامارہ جو خضراء ہے اس میں آگ پھینک دی گئی جس سے وہ جل گیا اور آگ پھیلتی گئی یہاں تک کہ جامع تک آگ پہنچ گئی تو اس کی چھتیں گر گئیں۔ خوبصورتی فنا ہوگئی۔ سنگ مرمر ختم ہوگئے اور ایک ویران جگہ بن گئی اور وہ ولید کی مشغولیت گئی۔ کیونکہ بنو امیہ اور بنو عباس کی یادگار اور خوش منظری کے بعد وہ ایک اجاڑ جگہ بن گئی اس کے مناسب ہونے کی وجہ سے صرف گھوڑوں اور گدھے والوں کی راہ گزر بن گئی ہے حالانکہ یہ جگہ جب سے اس کی ولید بن سلیمان رضی اللہ عنہ نے بنیاد رکھی تھی پیدا ہونے والوں اور [illegible] اس زمانے میں روئے زمین پر جامع اموی سے زیادہ کوئی چیز حسین اور خوش منظر نہیں تھی یہاں تک کہ اس کو جلا دیا گیا جس سے وہ طویل مدت تک خراب پڑی رہی۔ پھر بادشاہوں نے اس کی نئے سرے سے تعمیر شروع کرائی یہاں تک کہ بادشاہ عادل ابوبکر بن ایوب کے زمانہ میں اس پر فرش ۱۲۰ کیا گیا اور اب سے اس موجودہ زمانہ تک اس کے نشانات کی خوبصورتی میں لگے رہے۔ ایک وقت ایسا آیا کہ اس کی ہر چیز پہلی کی طرح ہوگئی۔ اس کے بعد اس میں امیر سیف الدین تنکز نائب الشام کے زمانہ ۷۳۰ھ تک اس کی خوبصورتی کا کام ہوتا رہا۔ اسی طرح اس سے پہلے بھی ہوا تھا اور اس کے بعد بھی تھوڑے عرصہ تک ہوتا رہا۔

اس سال بغداد میں قیمتیں بہت زیادہ چڑھ گئیں جگہ جگہ میں بہت کم ہوگئی۔ اس سال بادشاہ الپ ارسلان نے اپنے بعد اپنے بیٹے ملک شاہ کی بادشاہی پر بیعت کرائی۔ وہ لوگوں کے آگے آگے چلا اور امراء اس کے آگے آگے تھے۔ وہ گویا کہ غلام تھے۔ اس سال امیر ابو غالب الحسین بن نظام الملک [illegible] کے پہرہ میں رہا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

حافظ کبیر ابو بکر بیہقی...... احمد بن حسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ ابو بکر البیہقی۔ ان کی تصانیف لوگوں کے درمیان سارے شہروں میں مشہور تھیں۔ یہ ۳۸۴ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ میں اکیلے حفظ، فقہ اور تصنیف میں بے مثال تھے۔ فقیہ، محدث اور اصولی بھی تھے۔ حاکم ابو عبداللہ نیشاپوری سے علم حاصل کیا۔ ان کے علاوہ دوسروں سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ بہت کتابیں تصنیف کیں ایسی کہ ان سے پہلے کسی نے نہ کی تھیں، نہ کوئی ان کے مرتبہ تک پہنچا ہے۔ ان میں سے ایک کتاب السنن الکبیر ہے، دوسری نصوص الشافعی ہے، تین جلدوں میں ہے۔ اس کے علاوہ السنن الصغیر، الآثار، المدخل، الآداب، شعب الایمان، خلافیات، دلائل النبوۃ، البعث والنشور وغیرہ چھوٹی بڑی مفید کتابیں ہیں جن کا مقابلہ نہ کیا جاسکتا۔ جلالت میں ان کے قریب پہنچا جاسکتا ہے۔ حضرت حق گو آدمی تھے، دنیا کم رکھتے تھے، عبادت اور اس میں کثرت کرنے والے تھے۔ نیشاپور میں فوت ہوئے۔ اسی سال جمادی الاولیٰ میں ان کا تابوت بیہق منتقل کردیا گیا۔

حسن بن غالب...... ابن علی بن غالب بن منصور بن صعلوک ابو علی التمیمی، ابن مبارک المقری کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔ انہوں نے ابن سمعون کی صحبت اختیار کی اور قرآن پاک کو حروف پر پڑھا جس کی وجہ سے ان پر ملامت کی گئی۔ علماء نے ان پر جھوٹ کا تجربہ بھی کیا۔ جھوٹی روایات میں جھوٹ کی تہمت بھی لگی۔ ابو بکر الخطیب بھی آپ پر نکیر کرنے والوں میں شامل تھے۔ انہوں نے ان کے متعلق حروف شاذہ پڑھنے کی دستاویز لکھی۔ ابو محمد سمرقندی نے بتایا کہ یہ کذاب تھے۔ ان کا ۸۶ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور باب الحرب کے پاس دفن کیے گئے۔ [illegible] نے کہا کہ انہوں نے علم فقہ ابو منصور محمد العنبری المروزی سے حاصل کیا۔ پھر ان پر حدیث کے شوق کا غلبہ ہوگیا تو اسی سے مشہور ہو گئے اور علم حدیث کی طلب میں سفر بھی کیا۔

قاضی ابو یعلیٰ بن فراء حنبلی[1] محمد بن حسین بن محمد بن خلف ابن احمد الفراء القاضی ابو یعلیٰ حنبلی مذہب کے شیخ تھے اور اپنے زمانہ میں ان کے مذہب کی بنیاد تھے یہ ۳۸۰ھ محرم میں پیدا ہوئے انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں اور ابن حبابہ سے روایت کرتے ہیں ابن جوزی فرماتے ہیں کہ آپ بڑے قاضی عالم تھے جنہوں نے ابن ماکولا اور ابن الدامغانی کے پاس شہادت دی تو انہوں نے قبول کیا انہوں نے منصب خلافت کے بارے میں غور وفکر کرنے کا عہدہ سنبھالا اور امام تھے امام حنبل کے مسلک کے مطابق ان کی بہت اچھی تصنیفات ہیں۔ مدرسہ میں درس و تدریس کا کام کئی سال تک کرتے رہے آپ کی کوشش سے چاروں مسلک (حنفی شافعی مالکی اور حنبلی) مکمل ہو جاتے ہیں ان کی کتابیں اور شاگرد پھیل گئے۔ امامت، تقویٰ، سنجیدگی، تحمل، خشوع و خضوع اور حسن ارادہ کے جامع تھے۔ [illegible] سے مکمل [illegible] کرتے تھے۔ اسی سال ماہ رمضان میں ۷۸ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ آپ کے جنازہ میں قضاۃ اعیان کی بہت کثرت تھی۔ ان کے جنازہ کا دن بہت گرم دن تھا آپ کے جنازہ کے ساتھ جانے والوں میں سے بعض نے سخت گرمی کی وجہ سے جنازہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انہوں نے اپنے تین بیٹے سوگوار چھوڑے جن کے نام یہ ہیں۔ عبداللہ، ابوالقاسم، ابوالحسین اور ابو حازم کچھ لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا تو انہوں نے کہا کہ میرے رب نے مجھ پر رحم کیا میری مغفرت کی میرا اکرام کیا اور میرے درجات کو بلند کیا اور اپنی انگلیوں سے گننے لگے پوچھا علم کی وجہ سے تو انہوں نے کہا کہ نہیں بلکہ صداقت کی وجہ سے۔

ابن سیدہ[2] لغت میں محکم کے مؤلف ہیں۔ ابوالحسن علی بن اسماعیل اندلسی فن لغت میں امام اور حافظ تھے لیکن نابینا تھے۔ عربی اور لغت کا علم انہوں نے والد صاحب سے حاصل کیا تھا ان کے والد صاحب بھی نابینا تھے ابو العلاء صاعد بغدادی سے تعلق رکھا۔ ان کی کتاب محکم کی جمع اس میں ہے ان کی ایک شرح حماسہ بھی ہے جو کئی جلدوں پر مشتمل ہے ان کی اور بھی کئی کتابیں ہیں انہوں نے کتاب الغریب ابو عمر طلمنکی کے سامنے حفظ سنایا۔ لوگ اس بات پر بہت حیران ہوئے۔ جبکہ وہ شیخ کتاب سے دیکھ رہا تھا۔ بعض لوگوں نے اس کی قرأت کو ان سے زبانی سنا۔ اتوار کی شام ماہ ربیع الاول میں ۶۰ سال کی عمر میں وفات پائی جبکہ بعض لوگوں کے نزدیک ان کی وفات ۴۴۸ھ کو ہے لیکن پہلا قول صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

سن ۴۵۹ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ابو سعد المستوفی جو شرف الملک کے لقب سے مشہور ہیں انہوں نے بغداد میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کا مزار تعمیر کیا اس پر ایک

---

[1] الأنساب [illegible]، تاريخ بغداد [illegible]، تتمة المختصر [illegible]، دول الإسلام [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، طبقات الحنابلة [illegible]، العبر [illegible]، مختصر طبقات الحنابلة للنابلسي [illegible]، المختصر في أخبار البشر [illegible]، سير أعلام النبلاء [illegible]، [illegible]

[2] [illegible] بغية الوعاة [illegible]، بغية الملتمس [illegible]، تتمة المختصر [illegible]، تلخيص ابن مكتوم [illegible]، جذوة المقتبس [illegible]، دول الإسلام [illegible]، [illegible] شذرات الذهب [illegible]، [illegible]، طبقات [illegible]، الفهرست لابن خير [illegible]، كشف الظنون [illegible]، [illegible]، مسالك الأبصار [illegible]، مطمح الأنفس [illegible]، في مجلة [illegible]، [illegible]، المختصر في أخبار البشر [illegible]، معجم الأدباء [illegible]، المغرب في حلى المغرب [illegible]، نكت الهميان [illegible]، [illegible]، وفيات الأعيان [illegible]

گنبد بنایا نیز اس کے مقابل ایک مدرسہ تعمیر کروایا۔ ابو جعفر بن البیاضی جب امام صاحب کے مزار کی زیارت کرنے گئے تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے "کیا تو نے نہیں دیکھا کہ علم ضائع ہو چکا ہے لیکن اس کو جمع کیا اس غائب آدمی نے جو اب قبر میں سو رہا ہے اسی طرح یہ زمین بھی کسی وقت مردہ تھی اسے عمید ابو سعد کی سخاوت نے زندہ کیا ہے"۔ اس سال خوب گرم ہوائیں چلیں جس سے بہت سے لوگ مر گئے۔ پھر بھی بغداد سے آنے والی کھیپوں اور کھیتی کے بہت سے درخت خراب ہو گئے اس سال میں مشہور بزرگ معروف کرخی کی قبر جل گئی اس کا سبب یہ ہوا کہ گھر والوں نے اپنے مریض کے لئے جو کا پانی تیار رکھا تھا کہ اسی دوران آگ بھڑک کر لکڑیوں کو جا لگی اس کی وجہ سے مزار جل گیا۔ اس سال ملک حلب حران اور خراسان کے مضافات میں مہنگائی اور ہلاکت شروع ہو گئی چوپایوں کے اندر بھی ہلاکتیں پھیل گئیں ان کے سر اور آنکھیں پھول جاتیں نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ جنگلی گدھوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا کرتے تھے جبکہ وہ اس کے کھانے کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے منتظم میں لکھا ہے کہ بروز جمعۃ المبارک ۱۰ ذی القعدہ عمید ابو سعد نے لوگوں کو جمع کیا کہ وہ بغداد میں نظامیہ کے درس میں حاضر ہو جائیں۔ اس کی تدریس فقہ کے لئے ابو اسحاق شیرازی کو مقرر کیا جب لوگ اچھی طرح جمع ہو گئے تو ابو اسحاق پڑھانے کے لئے آگے اسی دوران میں ایک فقیہ نوجوان شیخ سے ملا اس نے کہا کہ اے میرے سردار آپ ایک غصب کی ہوئی جگہ پر پڑھانے جا رہے ہیں جب شیخ نے یہ بات سنی تو جانے کے ارادہ کو ترک کر دیا اور گھر واپس چلے گئے۔ اس کے بعد شیخ ابو نصر صباغ کو پڑھانے کے لئے مقرر کیا گیا۔ جب نظام الملک کو یہ اطلاع ملی تو وہ عمید پر ناراض ہوا اور شیخ ابو اسحاق کے پاس پیغام بھیجا۔ پس اسے اس سال ذوالحجہ میں وہ بدستور نظامیہ کی تدریس پر مقرر کر دیا گیا۔ لیکن شیخ یہاں فرض نماز نہیں پڑھا کرتے تھے مگر کسی دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ انہیں پتا تھا کہ جگہ مغصوبہ ہے۔ یہاں میں ابن صباغ نے صرف ۲۰ دن تدریس کی، پھر ابو اسحاق بعد ازاں دوبارہ لوٹ آئے تھے۔ اس سال ماہ ذی قعدہ میں مکی امیر ابن ابو ہاشم کو قتل کر رہے تھے اس میں خلیفہ قائم بامر اللہ عباسی کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس سال بالقصد خطیب نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

محمد بن اسماعیل بن محمد ابو علی طرسوسی ان کو عراقی کہا جاتا ہے اس لئے کہ آپ عمر بھر وہاں رہا اور آپ کا قیام بھی زیادہ طویل مدت تک رہا اور اس میں حدیث انہوں نے ابو عمر بن مہدی سے حاصل کی اور علم فقہ ابو طیب طبری سے حاصل کیا اس کے بعد شیخ ابو حامد اسفرائنی سے حاصل کیا۔ بعد میں یہ شہر طرطوس کے قاضی بھی بنائے گئے۔ یہ اعلیٰ درجے کے فقہاء و فضلاء میں سے تھے۔

سن ۴۶۰ھ کے واقعات و حادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ماہ جمادی الاولیٰ میں فلسطین میں زلزلہ آیا تھا۔ اس زلزلہ نے شہر رملہ کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد کے کنگرے گرا دیے۔ یہ وادی تیماء اور علا تک پھیل گیا زمین بھی ان کے بہت سے خزانے نکلنے کے لئے پھٹ گئی اس زلزلے کے جھٹکے مصر اور کوفہ تک محسوس کیے گئے بعض تاجروں کا کہنا ہے کہ جس میں زلزلہ ذکر کیا تھا اس میں انہوں نے لکھا کہ رملہ سارا کا سارا زمین میں دھنس گیا ہے یہاں تک کہ اس زلزلے سے تھوڑے سے ہی گھر محفوظ رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ پچیس ہزار باشندے بھی ہلاک ہو گئے ہیں اور بیت المقدس پھٹ گیا لیکن پھر دوبارہ جڑ گیا ہے۔ سمندر ایک دن کی مسافت کے مطابق پیچھے چلا گیا اور زمین میں دھنس گیا۔ پانی کی جو جواہر وغیرہ زمین سے نکل آئے لوگ اس جگہ جا کر وہ جواہر وغیرہ اٹھانے لگے تو سمندر پلٹ آیا جس نے بہت سے لوگوں کو ہلاک کر دیا اور جمادی الآخرۃ ۱۵ تاریخ کو امام قادری الاعتقاد کو پڑھا گیا جس میں اہل سنت کا مذہب ہے۔ اس میں اہل بدعت پر تنقید کی گئی ہے۔ ابو مسلم لیثی البخاری المحدث نے حاضرین کو امام ترمذی کی کتاب التوحید پڑھ کر سنائی۔ وزیر ابن

بھیج دیئے تب ملکی جماعت و معطلی کلام والوں کے سامنے ان کا ذکر ہوا تو انہوں نے موافقت کا اعتراف کیا۔ پھر اعتقاد قادری شریف ابو جعفر بن المقتدی باللہ کے سامنے باب بصرہ میں پڑھ کر سنائے گئے اس لئے اس نے یہاں کے مصنف خلیفہ القادر باللہ سے سنا تھا۔

اس سال خلیفہ نے اپنے وزیر ابو الفرج محمد بن محمد بن جہیر کو معزول کر دیا۔ جس کا لقب فخر الدولہ تھا۔ خلیفہ نے اسے بہت سی باتوں پر عتاب کا پیغام بھیجا تو اس نے فلاں کے بارے میں اس سے معذرت کی وزارت کی اعتزال سے خوشی آنے لگا تو اسے یہ جواب دیا گیا کہ جہاں جانا چاہے چلا جائے اس نے ابن مزید کو منتخب کیا۔ اس کے ساتھیوں نے اپنی جائداد بیچ دی اپنی عورتوں کو طلاق دے دی اپنے گھروں سے اہل و اولاد کو لے کر کشتی میں سفر کرنے کے لئے روانہ ہوئے تا کہ وہاں سے حلہ جائیں۔ لوگ اس کے جانے کی وجہ سے رو رہے تھے۔ جب وہ دارالخلافہ سے گذرا تو اس نے کئی دفعہ زمین کو بوسہ دیا جبکہ خلیفہ کھڑکی سے یہ منظر دیکھ رہا تھا جبکہ وزیر کہہ رہا تھا کہ اے امیر المومنین میرے بڑھاپے پر میری لمبی عمر اور میری اولاد پر رحم فرمایئے پھر اسے دبیس بن مزید کی سفارش سے اگلے سال دوبارہ وزارت دے دی گئی۔ شعراء نے اس کی تعریف کی اور لوگ اس کے وزارت کے عہدے پر واپس آنے سے بہت خوش تھے۔ گویا کہ وہ ایک جشن کا دن تھا۔

متوفین

عبدالملک بن محمد بن یوسف بن منصور [1]..... جن کا لقب شیخ اجل ہے یہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے کاموں میں جلدی کرنے والے اہلسنت پر احسان کرنے کے ساتھ ساتھ اہل بدعت پر سختی و ملامت کرنے پوشیدہ حال لوگوں کو تلاش کر کے ان کے ساتھ نیکی اور صدقہ کرنے والے تھے اپنی اس حد تک پوشیدہ رکھتے تھے کہ زمانہ بھر میں مشہور تھے۔ آپ کے عجیب واقعات میں ایک یہ بات ہے کہ آپ ہر انسان کو ہر روز دس دینار دیا کرتے تھے ابن رضوان الکاتب آپ کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ جب شیخ فوت ہو گئے تو ایک آدمی ابن رضوان کے پاس آیا اس نے رضوان سے کہا کہ جو مجھے شیخ دیا کرتے تھے وہ اب تم دیا کرو رضوان نے اس سے کہا کہ شیخ تو انتقال کر چکے ہیں اب میں تمہیں کچھ نہیں دوں گا تو وہ آدمی شیخ اجل کی قبر پر آیا قرآن شریف کی کچھ آیات پڑھیں شیخ کے لئے دعا اور رحم کی درخواست کی پھر اٹھ جانے کے لئے مڑا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کاغذ ہے جس میں دس درہم پڑے ہوئے ہیں۔ اس نے ان کو اٹھایا اور رضوان کے پاس لے جا کر سارا قصہ جو پیش آیا تھا سنایا رضوان نے کہا کہ یہ مجھ سے اس دن شیخ کی قبر کے پاس گر گئے تھے۔ تم ان کو اب لے لو اور ہر مہینے مجھ سے دس درہم لیا کرو۔

اس سال ماہ محرم ۶۵ برس کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ آپ کی وفات کا دن بھی بڑا عظیم دن تھا اتنی مخلوق جنازہ میں شریک تھی کہ ان کی تعداد اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ رحمہ اللہ رحمۃ واسعۃ۔

ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی... شیعہ مسلک کے فقیہ تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار میں یہ دفن کئے گئے جب ۴۴۸ھ میں آپ کا گھر اور کتابیں اور کرسی کلام جلا دیا گیا تو اس وقت سے لے کر اس سال کے محرم تک وہیں جوار میں رہے اور وہیں دفن ہوئے۔

سن ۴۶۱ھ کے واقعات و حادثات

اس سال ۱۵ شعبان کی شب جامع دمشق میں آگ بھڑک اٹھی جبکہ جب یہ ہوا کہ غلاموں اور عباسی لڑکوں کے آپس میں لڑ پڑے تو دار الملک خضراء میں جو جامع کی قبلہ کی جہت سے جامع سے ملا ہوا تھا آگ بھڑک گئی جس سے وہ جل گیا۔ پھر آگ جامع تک پھیل گئی جس کی وجہ سے اس کی چھتیں گر گئیں اس

---

(۱) تاریخ بغداد ۱۰/ ۴۳۲، المنتظم ۸/ ۲۵۱، [illegible] المختصر ۲/ ۱۸۶، النجوم الزاہرہ ۵/ ۸۲، [illegible]
تراجم رقم (۱۸۹۵)

نے سنہری تیج ختم کر دیے اور اس کے نشانات میں تغیر آ گیا اور رنگ دار پتھر جو کہ اس کی دیواروں پر تھے ٹوٹ کر گر گئے اور دوسرے پتھروں سے تبدیل ہو گئے۔

اس کی چھتیں سونے کی سنہری تھیں۔ اس کی دیواریں بھی سنہری رنگ اور تصویروں والی تھیں۔ جن میں دنیا کے سارے ملک تھے۔ جب انسان داخل ہوتا اور کسی بھی شہر کی طرف نظر اٹھاتا تو اسے جامع میں اس کی تصویر کی شکل میں پاتا۔ اسی طرح [illegible] کے اوپر [illegible] تھا کیونکہ دیکھنے والے کعبہ کے [illegible] دیکھتے ہیں [illegible] محراب کے اوپر ہے جبکہ دوسرے شہر دائیں بائیں ہیں۔ ہر [illegible] اپنے پھل [illegible] کے لحاظ سے مناسب جگہ پر ہے۔ اس میں ہر پھلدار اور غیر پھلدار درخت کی تصویر موجود ہے جس میں اس کے پھول اور پھل منقش تھے۔ اس کے صحن کی طرف کھلنے والے دروازوں پر پردے لٹکے ہوئے تھے۔ دیواروں کی بنیادوں سے ان کے نصف تک پردے تھے باقی دیواریں رنگین پتھروں سے [illegible] تھیں جبکہ اس کی چھت ساری کی ساری رنگین پتھروں کی تھی۔ اس میں عام فرش نہ تھا [illegible] کی کہ اس سے بہتر کوئی عمارت دنیا میں نہیں بنائی گئی یا بادشاہوں نے محلات بھی اس طرح نہیں بنائے گئے تھے۔

لیکن جب اس میں آگ لگی تو اس کا حال بالکل تبدیل ہو کر متضاد ہو گیا سردی کے موسم میں اس کی زمین [illegible] اور گرمیوں کے موسم میں اس کی زمین غبار آلود ہو جاتی ہے۔ اس میں گڑھے پڑ گئے اور اسی طرح ایک زمانہ تک پڑی رہی۔ یہاں تک کہ عادل بن ابو بکر بن ایوب کے زمانے میں ہجرت کے چھ سو سال بعد اس کا فرش دوبارہ بنوایا گیا۔ جس کے سنگ مرمر کے ٹکڑے اور لکڑیاں وغیرہ وہاں سے [illegible] تھیں ان کو دیواروں پر پیوست کر دیا گیا۔ یہاں تک کہ [illegible] کے زمانے میں اس کام سے فارغ ہوا۔ جب اس نے [illegible] تو اس کا [illegible] نگرانی کا کام بھی اس کے حوالے کیا۔ اس نے دارالحدیث وغیرہ کی بھی نگرانی کی۔ ۷۳۰ھ سے اس زمانہ تک اس میں [illegible] خوبصورتی کے [illegible] ہوتے رہے۔ [illegible] نائب شام کے زمانہ میں اس کی حالت بالکل ٹھیک ہو گئی۔ جیسے بیان ہوا کہ ہم نے ۴۶۱ھ میں جو کچھ بیان کیا ہے ابن جوزی نے اس کی تاریخ بیان کی ہے [illegible] نے بھی اس سال میں یہی بات بیان کی ہے۔ [illegible] شیخ [illegible] ذہبی [illegible] اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے اسی طرح بیان کیا ہے واللہ اعلم۔

اس سال جمادی الاولیٰ میں ابو الوفاء بن عقیل پر جو کہ ان کے بڑے [illegible] تھے [illegible] کیونکہ وہ ابو علی بن ولید متکلم المعتزلی کے پاس آتے جاتے تھے ان لوگوں نے ان پر [illegible] کی تہمت لگائی [illegible] وہ ان کے پاس اس لیے آتے جاتے تھے کہ ان سے علم کلام کا مطالعہ کریں [illegible] پریشان [illegible] قریب تھا کہ [illegible] کی [illegible] حالت [illegible] ان کے [illegible] درمیان [illegible] ۴۶۵ھ ہجری تک چھپے رہے اس کے بعد انہوں نے توبہ [illegible] یہاں تک کہ [illegible] امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار میں داخل ہو گئے [illegible] یہاں تک کہ [illegible] پہنچ گئی۔ اس نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا۔ [illegible] یہاں تک کہ [illegible] ایک [illegible] فروخت ہوئی۔ اس سال ابو [illegible] العلوی نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

الفورانی صاحب الابانۃ [1] ابو القاسم عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن فوران الفورانی المروزی، مسلک شافعی کے امام تھے۔ ابانۃ کتاب

---

[1] [illegible] ٣/١٣٢ [illegible] طبقات الشافعية [illegible] طبقات ابن قاضي شهبة [illegible] طبقات النووي الورقة ٦٩، طبقات الإسنوي [illegible] كشف الظنون [illegible] الكامل في التاريخ ١٠/٥٨ [illegible] لسان الميزان [illegible] المختصر في أخبار البشر [illegible] هدية العارفين [illegible] الأنساب [illegible]

کے مصنف ہیں جس میں ایسی منقول غریب اور اقوال موجود ہیں جو کسی اور کتاب میں نہیں پائی جاتیں۔ اصول فقہ اور علم میں بڑے محقق تھے آپ نے قفال سے حاصل کیا۔ امام الحرمین آپ کے پاس آتے تھے جس وقت آپ بیمار تھے فقہ بیان کی طرف متوجہ ہوئے امام کو اس بات نے بہت تعجب میں ڈالا۔ وہ نہایہ میں ان کی بہت غلطیاں نکالتے تھے۔ ابن خلکان نے بیان فرمایا ہے کہ جب بھی آپ نے نہایہ میں دیکھا کہ بعض مصنفوں نے یہ کہا ہے اس میں وہ غلطی پر ہیں اسی طرح ان میں عیب گیری کی ہے وہاں آپ کی مراد ابوالقاسم الفورانی ہوتے ہیں۔ فورانی نے اسی سال ماہ رمضان میں مرو شہر میں ۷۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ ان کے شاگرد ابوسعد عبدالرحمن بن محمد مامون المتولی مشہور تھے۔ شیخ ابو اسحاق کے بعد نظامیہ سے پہلے بغداد میں بھی انہی نے یہ ایک کتاب لکھی جس کا نام تتمۃ الابانہ رکھا ہے اس میں شیخ کی کتاب حدود کی تک پہنچائی تھی کتاب کے پورا کرنے سے پہلے انتقال فرما گئے۔ ان کے بعد اسعد العجلی وغیرہ نے اس کو پورا کیا ہے جو تمام اس تک پہنچ سکے ہیں ان کے دور وجود میں انہوں نے اس کا نام تتمۃ التتمہ رکھا ہے۔

سن ۴۶۲ھ کے واقعات و حادثات

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال کے حوادث میں سے ایک حادثہ یہ ہوا کہ ۱۱ جمادی الاولیٰ بمطابق ۱۸ مارچ بروز منگل تین بجے کے وقت رملہ اور اس کے مضافات میں عظیم زلزلہ آیا جس سے اس کا اکثر حصہ تباہ ہو گیا اور شہر کی دیوار گر گئی، بیت المقدس اور تنیس تک یہ زلزلہ پھیل گیا جبکہ ایلہ شہر زمین میں دھنس گیا، سمندر کنارے سے ہٹ گیا یہاں تک کہ اس کی زمین نظر آنے لگی تو لوگ اس میں چلنے پھرنے لگے لیکن سمندر پھر دوبارہ پلٹ کر آیا اور متغیر ہو گیا۔ جامع مصر کے کونوں میں سے ایک کونہ گر گیا اس زلزلہ کے ساتھ ساتھ دوسرے زلزلے بھی آتے رہے۔ اس سال شاہ روم قسطنطنیہ سے لشکر لے کر شام گیا وہاں اس نے منبج میں قیام کیا۔ ارض روم اور منبج کے درمیان جو بستیاں تھیں اس نے ان علاقوں کے آدمیوں کو قتل کر دیا، ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا لیا۔ حلب اور دوسرے مقامات میں لوگ اس سے بہت ڈرنے لگے۔ وہ سولہ دن وہاں رہا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل اور رسوا کر کے واپس بھیج دیا۔ یہ اس وجہ سے ہوا کہ اس کے پاس خوراک کم تھی اس لئے اس کی اکثر فوج بھوک سے ہلاک ہو گئی تھی۔ وللہ الحمد والمنہ۔

اس سال امیر مکہ کے پاس مال وغیرہ کی تنگی ہو گئی اس وجہ سے اس نے کعبہ کے پردوں پر سے اور میزاب الکعبہ کے دروازے سے سونا اتارنا شروع کر دیا پھر اس سے دراہم و دنانیر بنا لیے گئے۔ اسی طرح حاکم مدینہ نے بھی مسجد نبوی کی قندیلوں کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا۔ اس سال مصر میں بھوک بہت زیادہ ہو گئی تو انہوں نے مردار کھانے شروع کر دیے، گدھے وغیرہ کھانے شروع کر دیے۔ کتا ان دنوں پانچ دینار میں بکتا تھا۔ ایک دفعہ گھی کی قیمت مرد و عورت کی حد سے تجاوز کر گئی۔ یہ حالات ختم ہو گئے صاحب مصر کے پاس سوائے تین گھوڑوں کے اور کچھ باقی نہ رہا، ان کے پاس اس سے پہلے گھوڑے اور گدھے بہت بڑی تعداد میں تھے۔ ایک دن وزیر اپنے خچر سے اترا تو غلام بھوک کی شدت سے کمزور ہو جانے کی وجہ سے اس سے غافل ہو گیا۔ اتنے میں تین آدمی آئے انہوں نے خچر کو پکڑ کر ذبح کر کے کھا لیا لیکن وہ پکڑے گئے اور انہیں سولی دے دی گئی۔ جب صبح ہوئی تو ان کی ہڈیاں ہی پڑی تھیں، لوگوں نے ان کا گوشت اتار کر کھانا شروع کر دیا۔ ایک شخص کے بارے میں یہ بات پتہ چلی کہ وہ عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے ان کے سر اور ہاتھ پاؤں دفن کر دیتا ہے جبکہ ان کے گوشت کو بیچ دیتا ہے تو اسے بھی قتل کر کے اس کا گوشت کھا لیا گیا۔ دیہاتی لوگ غلہ لاتے تھے لیکن اس کو شہر کے اطراف میں ہی فروخت کر دیتے تھے، شہر میں داخل ہونے کی ہمت نہ کرتے تھے اس خوف سے کہ کہیں انہیں لوٹ نہ لیا جائے۔ کوئی بھی شخص اپنی مردہ کو دن میں دفن کرنے کی ہمت نہ کرتا تھا، ان حالات میں خفیہ طور پر دفن کرتا تھا تاکہ اس کو کوئی کھا نہ جائے۔ حاکم مصر اس قدر محتاج ہو گیا یہاں تک کہ اس کی اپنی ذاتی قیمتی اشیاء بیچ دی گئیں، اسی ہزار جلد اور بیس ہزار تلواریں اور بہت سے جواہر کے ٹکڑے بازار میں ہزاروں کے حساب سے فروخت کر دی گئیں۔ اسی طرح بہت سی اشیاء بھی فروخت ہو گئیں۔ ان میں کتابیں بھی تھیں، ان میں سے کچھ اشیاء خلیفہ کی تھیں جو بغداد میں قحط کے وقت لوٹی گئی تھیں۔ اس سال ملک الپ

ارسلان کی جانب سے خلیفہ کی طرف پیغام آیا کہ اس کی بیٹی اور خلیفہ کے بیٹے ولی عہد کا نام ابو احمد تجویز ہوا تھا نیز کمک قہستان کے علاوہ لیکن دین پناہ رکھا تھا جس پر اعلان کیا گیا کہ سے اس کا نام ہو گیا۔ اس سال صاحب مکہ کا قاصد امیر الپ ارسلان کے پاس آیا اور اس وقت خراسان میں تھا اس نے اطلاع دی کہ مکہ میں القائم بامر اللہ اور سلطان کا خطبہ شروع کر دیا گیا ہے جبکہ مصری خطبہ کا سلسلہ منقطع کر دیا گیا ہے۔ ارسلان نے اس کو تیس ہزار دینار اور قیمتی خلعت دی اس کے علاوہ اس کو ہر سال دس ہزار دینار دینے کا اعلان کیا۔ اس سال عمید الدولہ ابن جہیر کا نکاح نظام الملک کی بیٹی سے بغداد میں ہوا۔ اس سال لوگوں نے ابا خوفری کی قیادت میں حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

الحسن بن علی ...... ابو الجوائز الواسطی۔ بغداد میں ایک طویل عرصہ تک رہے۔ آپ شاعر، ادیب اور خوش وضع آدمی تھے۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اس سال ان کا ایک سو دس سال کی عمر میں انتقال ہوا۔ ان کے اچھے اشعار میں سے کچھ شعر یہ ہیں: "آج کل لوگوں پر بہت افسوس کرتا ہوں حالانکہ اس نے میرے ساتھ جو عہد کی اس ذات کی قسم جس نے مجھے اس کے لئے وقف کر دیا کہ جب بھی میرے دل میں اس کا خیال آیا اس نے مجھے حیران کر دیا۔"

محمد بن احمد بن علی ...... یہ ابن بشران النحوی یا ابن الخالہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں ۳۸۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ادب کے بڑے اچھے عالم تھے، لغت میں آپ سب کا مرجع تھے۔ ان کے بہت اچھے اشعار بھی تھے ان میں کچھ یہ ہیں: "اے ملامت کو پسند کرنے والے مجھے چھوڑ جانے سے پہلے کہ زندگی کا لطف ہے، ملاقات والوں کی جماعت بھی ایک جگہ جمع نہیں ہوتی مگر وہ جلدی دور ہو جاتے ہیں۔ البتہ زندگی تو ایک ختم ہونے والے سایہ کی طرح ہے جس میں قرار نہیں۔ ان کو چھوڑ دے دنیا مجھے بھلانے والی ہے میں کوچ کر جاؤں گا اس لئے کہ ان کے ذکر کے سوا میری کوئی مراد نہیں میں نے کہا اے میری لذت ان کی جدائی سے دور ہو جاؤ گویا کہ میری زندگی کی صفائی ان کے بعد کدورت ہے اور میرے دل کو ان سے قرب کی بیماری ہے تو اگر دوستوں کو بچھانے تو میں ان کو بچھاتا۔ اے کاش کہ ان کے اوقات جدائی کے روز قربان کر دیئے جاتے تو میں جنگل میں درندوں کو دیکھتا، بیداری کی گھڑی آتی تو آنے والی قیامت ہے اے جدائی کی موت تو بھی بچھڑنے والی آگ ہے۔ حریری کہتے ہیں کہ "میں نے ساری مخلوق میں سے کسی دوست کو آزمایا تو دوست تک پہنچنے کے لئے میری کوشش بے کار گئی۔ ہاں اگر کسی کو جائز دوست کر دیا جائے لیکن وہ "دوا" کے حق میں دوست نہیں ہوتا۔ پس میں نے عاشقوں کی محبت کو تین طلاقیں دی ہیں۔ اس طرح اپنی پوری حفاظت کرنے کی وجہ سے طلاق بائنہ ہو گئی ہے۔

سن ۴۶۳ھ کے واقعات و حادثات

...... روم کا بادشاہ ارمانوس ہجوم کر کے فرنگی لشکروں کے ساتھ بڑے سازوسامان اور تیاری کے ساتھ آیا اس کے ساتھ ۳۵۰۰۰ بطریق بھی تھے ہر بطریق کے ساتھ دو ہزار سے پانچ سو تک سوار تھے اس کے ساتھ پینتیس ہزار فرنگی تھے قسطنطنیہ میں بسنے والے ۱۵۰۰۰ غازی بھی تھے، نیز اس کے ساتھ ۱۰۰۰۰۰ آدمی ایسے تھے جو نقب زن تھے اس کے علاوہ کھدائی کا کام بھی کیا کرتے تھے ۱۰۰۰ روزگاری بھی تھے اس کے ساتھ ۴۰۰ چھکڑے نعل اور میخیں اٹھائے ہوئے تھے اس کے علاوہ ۲۰۰۰ چھکڑے جو اسلحہ، زینیں اور منجنیقیں اٹھائے ہوئے تھے ان میں ایک منجنیق کی بارہ سو آدمیوں پر مشتمل تھی اس کا عزم یہ تھا کہ (اللہ تعالیٰ اس کا برا کرے) اسلام اور مسلمانوں کو بالکل ختم کر دے گا اور اس نے تمام شہروں یہاں

تک کہ بغداد کو بھی اپنے جرنیلوں کو جاگیر بنا دیا تھا۔ بغداد کے نائب خلیفہ سے خیر کا عہد لیا تو اس نے اس سے کہا کہ اس شیخ سے نرمی سے پیش آنا کیونکہ وہ ہمارا ساتھی ہے۔ پھر جب عراق و خراسان کی حکومت ان کے لئے مستحکم ہو جائے گی تو وہ شام پر مکمل طور پر حملہ کر دیں گے جس سے اس کو مسلمانوں کے قبضے سے واپس لے لیں گے لیکن تقدیر پکار پکار کر کہہ رہی تھی کہ (تیری زندگی کی قسم وہ اپنی بدمستی میں بھٹک رہے ہیں)۔ سلطان الپ ارسلان نے اس کے لشکر میں جو کہ ۲۰۰۰۰ کے قریب تھا بروز بدھ ۲۵ ذیقعدہ مقام زہوہ میں اس سے ملاقات کی۔ بادشاہ سلطان رومی کثرت سے خوفزدہ ہو گیا تو فقیہ ابو نصر محمد بن عبد الملک بخاری نے یہ مشورہ دیا کہ جنگ کا وقت جمعہ کے دن زوال کے بعد رکھا جائے جس وقت کہ خطیب مجاہدین کے لئے دعا کر رہے ہوں۔ جب وہ وقت آیا تو فریقین آمنے سامنے کھڑے ہو گئے اور جوان ایک دوسرے کے سامنے آ گئے ایسے وقت میں سلطان اپنے گھوڑے سے اترا اللہ تعالیٰ کو سجدہ کیا اپنے چہرہ کو مٹی میں لت پت کیا اللہ سے دعا کی اس سے مدد مانگی تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر مدد نازل کر دی، ان کی مشکیں انہیں دے دیں جس سے انہوں نے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ ان کا بادشاہ ارمانوس قیدی بنا لیا گیا۔ اس کو ایک رومی غلام نے گرفتار کیا۔ جب اسے سلطان الپ ارسلان کے سامنے پیش کیا گیا تو اس نے اپنے ہاتھ سے اسے تین کوڑے مارے اور کہا اگر میں تیرے سامنے قیدی بنا کر کھڑا کیا جاتا تو تو کیا کرتا تو اس نے کہا کہ ہر برے کام کرتا۔ سلطان نے کہا کہ میرے بارے میں تیرا کیا گمان ہے اس نے کہا کہ یا تو مجھے قتل کر دیگا اور اپنے ملک میں مجھے رسوا کرے گا یا تو مجھے معاف کر دیگا مجھ سے فدیہ لے کر مجھے میرے ملک بھیج دیگا۔ ارسلان نے کہا کہ میں نے معافی اور فدیہ کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا۔ تو اس نے اپنی جان کا فدیہ ۱۵۰۰۰۰۰ دینار دیا۔ اس کے بعد سلطان کے سامنے آیا اس نے اسے پانی پلایا تو اس نے ارسلان کے سامنے زمین کو بوسہ دیا پھر اعزاز و اکرام کی وجہ سے خلیفہ کی طرف سے بھی زمین کو بوسہ دیا۔ ملک ارسلان نے اس کو ۱۰۰۰۰ دینار دینے کا اعلان کیا تاکہ وہ ان سے تیاری کر لے۔ ایک جماعت اس کے جرنیلوں کی بھی آزاد کر دی نیز ایک فرسخ تک خود بھی اس کے ساتھ ساتھ چلا۔ اس کے ساتھ ایک لشکر کو بھی بھیجا۔ جو اس کے ملک تک اس کی حفاظت سے چھوڑ آئے۔ ان کے پاس ایک جھنڈا بھی تھا جس میں کلمہ لکھا ہوا تھا۔ جب وہ اپنے ملک پہنچا تو اس نے دیکھا کہ رومیوں نے کسی اور شخص کو اپنا بادشاہ بنا لیا تھا تو اس نے سلطان کو معذرت نامہ بھیجا اس کے علاوہ تقریباً ۳۰۰۰۰۰ دینار کا سونا اور جواہر بھیجے نیز خود پرہیزگاری اختیار کر کے اون کا لباس پہن لیا۔ پھر اس نے شاہ ارمن سے مدد مانگی تو اس نے اسے پکڑ کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔ پھر اسے سلطان کے پاس بھیجا کہ اس کے ذریعے قربت حاصل کرے۔ اس سال محمود نے خلیفہ قائم بامر اللہ اور سلطان الپ ارسلان کا خطبہ دیا تو خلیفہ نے اسے خلعت و تائید وغیرہ بھیجے اس سال ابو الغنائم نقیب الاشراف نے لوگوں کو حج کرایا۔ اس نے مکہ میں خلیفہ قائم بامر اللہ کا خطبہ دیا۔ مصریوں کے خطبہ کا وہاں سے خاتمہ ہو گیا۔ حالانکہ تقریباً سو سال سے وہاں مصریوں کا خطبہ ہوتا تھا جس کا اب خاتمہ ہو گیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن علی[1]... ابن ثابت بن احمد بن مہدی ابوبکر الخطیب البغدادی مشہور حفاظ میں سے تھے۔ تاریخ بغداد اور دیگر مفید کتابوں کے

---

[1] المنتظم [illegible]، الأنساب [illegible]، الاستدراك [illegible]، تاريخ دمشق [illegible]، تبيين كذب المفتري [illegible]، تذكرة الحفاظ لابن عبد الهادي [illegible]، سير أعلام النبلاء [illegible]، تاريخ [illegible]، تذكرة الحفاظ [illegible]، تهذيب ابن عساكر [illegible]، [illegible] للكوثري [illegible]، دول الإسلام [illegible]، الرسالة المستطرفة [illegible]، روضات الجنات [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، طبقات الأسنوي [illegible]، [illegible]، طبقات السبكي [illegible]، الطبقات [illegible]، العبر [illegible]، الفهرست [illegible]، كشف الظنون [illegible]، الكامل في التاريخ [illegible]، اللباب [illegible]، مرآة الجنان [illegible]، معجم الأدباء [illegible]، المختصر في أخبار البشر [illegible]، [illegible]، [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، الوافي [illegible]، وفيات الأعيان [illegible]، هدية العارفين [illegible]

مصنف تھے جو تقریباً ساٹھ کتابیں ہیں بعض کے بیان کے مطابق ۱۰۰ ہیں واللہ اعلم۔ ۳۹۲ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ ایک قول یہ ہے کہ ۳۹۱ھ میں ہوئی انہوں نے پہلی بار ۴۰۳ھ میں سماع کیا۔ بغداد میں نشوونما پائی۔ ابو طالب طبری اور ان کے علاوہ شیخ ابو حامد اسفرائینی کے اصحاب سے علم فقہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ بہت سی حدیثوں کا سماع بھی کیا۔ آپ نے بصرہ و نیشاپور و اصفہان، ہمدان، شام و حجاز کا سفر کیا اور خطیب کا لقب پایا کیونکہ یہ درب ریحان میں خطبہ دیا کرتے تھے جب کہ مکہ مکرمہ میں قاضی ابو عبداللہ محمد بن سلامہ القضاعی سے حدیث کا سماع کیا۔ صحیح بخاری کریمہ بنت احمد کو پانچ دن میں پڑھ کر سنائی۔ اس کے بعد بغداد گئے تو وزیر ابو القاسم بن مسلمہ کے ہاں ایک مرتبہ پایا۔ جب یہود خیبر نے یہ دعویٰ کیا کہ ان کے پاس آپ ﷺ کا ایک خط ہے جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ یہود سے جزیہ نہ لیا جائے تو ابن مسلمہ نے خطیب کو اس خط کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس نے پوچھا کہ جھوٹا ہونے کی کوئی دلیل بھی ہے؟ فرمایا اس لئے کہ حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہے حالانکہ وہ تو جنگ خیبر میں مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ خیبر سات ہجری کو فتح ہوا تھا جبکہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فتح مکہ کے روز مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح اس میں سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی بھی شہادت ہے حالانکہ وہ تو جنگ خیبر سے قبل ہی جنگ خندق کے سال میں (۵ ہجری) فوت ہو چکے تھے۔ لوگوں نے جب یہ سنا تو ہکا بکا رہ گئے خطیب نے اس میں سبقت کی اسی طرح محمد بن جریر نے بھی سبقت کی جیسا کہ میں اس کو دوسری کتاب میں بیان کر چکا ہوں۔

جب ۴۵۱ھ میں بغداد کے اندر بساسیری کا فتنہ ہوا تو خطیب شام چلے گئے تھے وہاں، جامع مسجد دمشق کی شرقی اذان گاہ میں قیام فرمایا تھا خطیب لوگوں کو حدیث پڑھ کر سناتے تھے آپ بلند آواز کے مالک تھے ان کی آواز مسجد کے چاروں اطراف میں سہولت سے سنی جاتی تھی ایک روز ایسا اتفاق ہوا کہ آپ لوگوں کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فضائل سنانے لگے تو روافض جو کہ فاطمیین کے پیروکار تھے انہوں نے آپ پر چڑھائی کر دی مزید یہ کہ آپ کے قتل کا ارادہ بھی کر لیا لیکن شریف زینبی کے ذریعے ان کی سفارش کی گئی تو اس نے ان کو پناہ دے دی۔ اس کے بعد آپ کی رہائش دار العقیقی میں تھی۔ پھر آپ دمشق سے نکل صور شہر کے اندر مقیم ہو گئے۔ ابو عبداللہ کی بہت سی تصنیفیں آپ نے اپنے خط میں تحریر کیں اس میں وہ اپنی بیوی سے بھی مدد لیتے تھے۔ آپ اس کے بعد بھی مسلسل ۴۶۲ھ تک شام میں مقیم رہے۔ پھر بعد میں واپس چلے گئے اپنی تمنا کی ہوئی باتوں میں سے تین باتیں بیان کیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ ہزار دینار کے مالک بن جائیں جبکہ جامع منصور میں تاریخ بھی پڑھائیں۔ تو وہ ہزار دینار یا اس کے برابر سونے کے مالک ہو گئے۔ جب ان کی موت کا وقت آیا تو ان کے پاس ۲۰۰ دینار موجود تھے۔ اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کی کہ وہ حدیث پڑھنے اور پڑھانے والوں کو دے جائیں۔ انہوں نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ اس وصیت کو نافذ کرے کیونکہ یہاں ان کا کوئی وارث نہ تھا۔ اس کی بات قبول کر لی گئی۔ ان کی بہت سی مفید تصنیفات ہیں ان میں سے چند یہ ہیں کتاب التاریخ، کتاب الکفایہ، الجامع، شرف اصحاب الحدیث، المتفق والمفترق، السابق واللاحق، تلخیص المتشابہ فی الرسم، فضل الوصل، روایۃ الآباء عن الابناء، روایۃ الصحابہ عن التابعین، اقتضاء العلم للعمل اور الفقیہ والمتفقہ وغیرہ ابن جوزی نے انہیں المنتظم میں بیان کیا ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ یہ بات مشہور ہے کہ ان تصانیف کا بڑا حصہ ابو عبداللہ الصوری کا ہے یا ابتداء ان کی ہے لیکن خطیب نے اس کو مکمل کیا اس لئے اپنا بنا لیا۔ خطیب اچھے قاری، فصیح زبان والے اور ادب کو جاننے والے تھے شعر بھی کہتے ہیں۔ آپ شروع میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر قائم تھے پھر بعد میں مذہب شافعیہ کی طرف منتقل ہو گئے پھر وہ امام احمد کے اصحاب پر حتی الامکان جرح کرنے لگے ان کی مذمت میں ان کے عجیب فقہی حیلے ہیں پھر ابن جوزی امام احمد کے اصحاب کا بدلہ لینے کے واسطے شروع ہوئے۔ وہ خطیب کے عیوب ان کے خفیہ حیلوں ان پر دنیا کی محبت کا غلبہ اور دنیا والوں کی طرف میلان کو بیان کرنے لگے جن کا ذکر طویل ہے ابن جوزی نے ان کے اشعار میں سے ایک عمدہ قصیدہ بیان کیا ہے اس کے اول میں فرماتے ہیں کہ ”میری عمر کی قسم“ میں جس گھر کے ساتھ کھڑا ہوا اس کے نشانات نے اور نہ ہی منازل کے نشانات نے مجھے غمگین کیا ہے۔ نہ ہی خیموں کے نشان نے بلکہ میرے آنسو تو اس لئے بہائے ہیں کہ میں نے خوب صورت عورتوں کے زمانے کو یاد کیا۔ نہ عشق نے میرے اوپر کسی دن قابو پایا ہے نہ میں نے اس کی فرمانبرداری کی ہے کہ وہ میری لگام کو موڑے نہ میں نے اس کو اپنے بارے میں لالچ دی ہے لوگوں میں اس کے بے شمار مقتول ہیں میں نے عشق اڑانے والوں میں اس کے کارنامے دیکھے ہیں جبکہ جس ذلت سے انہیں واسطہ پڑتا ہے وہ بھی دیکھی ہے میں نے ہر محبت کرنے والا دیکھا موجودگی میں حفاظت کرنے والا اور زبان کی حفاظت کرنے والا بھائی تلاش کیا۔ مگر میں نے تو بھائیوں سے دور یا نزدیک دونوں

طرح سے کر ظلم ہی دیکھا۔ ہمارے زمانہ کے علماء میں کوئی ایسا نہیں جو تم صورتوں کا ایسا تک بغیر کسی وجہ کے دیکھو گے۔ یہ ان سب کی تعریف وہ مصنف ہے جس پر کسی کو بتا کر اللہ اس قول کے سوا ایسے ہیں جب میں نے حوادثات روزگار کی تکالیف پر شریف آدمی کو موافقت کرتے ہوئے نہ پایا تو میں نے اپنے زمانہ کی مصیبتوں پر شریفانہ طریقے سے صبر کیا اور ان پر میں نے کسی گھبراہٹ ہونے کا اظہار نہ کیا۔ میں مصیبت میں پریشان ہونے والا نہیں ہوں میں انہیں کہتا ہوں رک جاؤ تو میرے لئے یہی کافی ہے لیکن میں تنگ حال ہوں مضبوط دل کڑی ہوں، خوددار ہوں اس رزق کو پسند نہیں کرتا جو میری آبرو ریزی کے بغیر حاصل ہو جنت کی ذلت سے دوزخ کی آگ میں، وہ زیادہ بہتر ہے۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں عادت کے مطابق ان کے بہت اچھے حالات بیان کیے ہیں۔ اس نے آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کیے ہیں: "ذی والے پر دنیا کی خوشحالی کی وجہ سے رشک نہ کرو جس کی لذت جلد ختم ہو جاتی ہے زمانہ بدلنے میں بہت تیز ہوتا ہے مخلوق کے مابین اس کا کیا واضح ہے کتنے خوش ہونے والے ہیں کہ جن کی موت اس میں واقع ہوئی ہے۔ کتنے ہی گے جس کو ارشاد نے ہلا دیا اس کے قریب آنے سے روکے گئے ہیں۔" ان کی وفات اس سال ماہ ذی الحجہ میں پیر کے دن چاشت کے وقت ۷۲ سال کی عمر میں اسی حجرہ کے اندر جس میں آپ درب السلسلہ میں مدرسہ نظامیہ کے پڑوس میں رہتے تھے۔ لوگ ان کے جنازہ میں جمع ہو گئے۔ جنازہ اٹھانے والوں میں شیخ ابواسحاق شیرازی بھی تھے۔ آپ بشر حافی کی قبر کی جانب دفن کیے گئے جو قبر ایسے شخص کی تھی جسے اس نے اپنے لئے تیار کر رکھا تھا جب اس سے پوچھا گیا کہ وہ یہ جگہ خطیب کے لئے چھوڑ دے تو اس نے انکار کیا اور اس کو اس نے یہ کہا بھی نہ کیا یہاں تک کہ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ تجھے اللہ کی قسم اگر میں پوچھتا ہوں کہ اگر آج خطیب بشر کے پاس بیٹھے ہوتے تو تو ان کی جانب کیسے بیٹھتا؟ اس نے کہا کہ خطیب کے نیچے۔ اس آدمی نے کہا کہ تو اپنی جگہ خطیب کو بخش دو۔ اس طرح اس نے وہ جگہ خطیب کو مہیا کر دی۔ پھر وہ اس میں دفن کیے گئے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ خطیب ان لوگوں میں سے تھے جن کے بارے میں یہ شعر کہا گیا ہے کہ "تو ہمیشہ ہی تاریخ میں نگاہ اور نظر پر شفقت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے تجھے تاریخ میں لکھے ہوئے دیکھا۔"

حسان بن سعید[1] ...... ابن حسان بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن محمد منیع بن خالد بن عبدالرحمن بن خالد ابن الولید المخزومی المنیعی، آپ زمانہ جوانی میں پرہیزگاری و تجارت کے جامع تھے یہاں تک کہ اپنے زمانہ کے لوگوں کے سردار بن گئے۔ پھر سرداری کو چھوڑ دیا اس کے بعد عبادت پرہیزگاری، نیکی، صلہ رحمی اور صدقہ وغیرہ کی جانب مشغول ہو گئے اسی طرح مسجدیں اور خانقاہیں بنوائیں۔ حتیٰ کہ بادشاہ آپ کے پاس آتا تھا اور آپ سے برکت حاصل کرتا تھا جب مہنگائی ہو گئی تو آپ ہر روز بہت زیادہ روٹیاں اور جو بن پاتے تھے محتاجوں کو صدقہ کر دیتے۔ حضرت تقریباً ہر سال ایک ہزار لوگوں کو کپڑے پہناتے تھے اسی طرح بیواؤں وغیرہ کو بھی کپڑے پہناتے تھے۔ یتیم لڑکوں اور فقراء کی لڑکیوں کو جہیز بھی دیا کرتے تھے اس کے علاوہ انہوں نے نیشاپور کے علاقے سے بہت سارے ٹیکس معاف کروا دیئے اس کے علاوہ آپ نہایت گری ہوئی حالت والے اور غریب لوگوں میں رہتے تھے۔ شہوات کو بالکل چھوڑ چکے تھے۔ اسی حالت میں مسلسل رہے یہاں تک کہ اس سال ماہ صفر میں ان کا انتقال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی رحمت سے ڈھانپ لے۔ ان کے درجات کو بلند کرے اور آپ کو آپ کی کوششوں میں کامیاب کرے۔

اسمٰعیل بن محمد بن حسن بن حمزہ ...... ابوعلی طبری، اپنے زمانے کے شافعی مذہب کے فقیہ تھے۔

محمد بن وشاح بن عبداللہ ...... ابوعلی آپ ابوتمام محمد بن علی بن حسن الزینبی کے آزاد کردہ تھے محدثین کا سماع بھی کیا تھا، ادیب و شاعر بھی تھے ان کو مذہب معتزلہ و شیعیت کی طرف منسوب کیا جاتا ہے ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں: "میں نے لاٹھی اٹھائی لیکن یہ لاٹھی میں نے کمزوری کی وجہ سے نہیں اٹھائی اور نہ میں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہوا ہوں۔ اور لیکن اپنے آپ کو اس کے اٹھانے کا پابند کیا ہے تاکہ اسے

---

(۱) الانساب (السمعانی)، تذكرة الحفاظ ۳: ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، شذرات الذهب ۳: ۳۱۲، ۳۱۳، العبر ۳: ۲۵۳، ۲۵۴، طبقات السبكي ۴: ۲۹۹، ۳۰۲، الكامل في التاريخ ۱۰: ۹۲، اللباب ۳: ۲۹۵، ۲۹۶، مرآة الجنان ۳: ۸۷، معجم البلدان ۵: ۲۱۵، المنتظم ۸: ۲۶۸، الوافي ۱۱: ۳۶۲

بتاؤں گا کہ عظیم سفر پر ہے۔

الشیخ الاجل ابو عمر عبدالبر النمری ۔۔۔ یہ آپ بہت بڑی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں ان میں سے چند التمہید، الاستذکار اور الاستیعاب وغیرہ ہیں۔

ابن زیدون(۱) ۔۔۔۔ شاعر احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب ابن زیدون۔ ماہر شاعر اندلسی قرطبی تھے یہ امیر معتضد بن عباد جو کہ اشبیلیہ کے مصنف ہیں ان کے ساتھ رہتے رہے۔ ان کے پاس ایک رتبہ پایا کہ وزیر کی جگہ پر بیٹھ گئے۔ پھر یہ ابن زیدون ان کا اور ان کے بیٹے کا وزیر بن گیا۔ وہ قصیدہ فراقیہ کے مصنف ہیں جس میں وہ یہ کہتے ہیں کہ "تم ہم سے دور ہو گئے ہو اور ہم تم سے، مگر ہمارے پہلو تمہارے شوق کے غلبہ سے سیراب نہیں ہوئے۔ نہ ہی ہماری آنکھیں خشک ہوئی ہیں۔ قریب ہے کہ جب تم سے سرگوشی کریں ہمارے دل تو غم ان کا کام تمام کر دے کہ تم نے ہم سے بےوفائی کی پس تمہاری جدائی کی وجہ سے ہمارا زمانہ تبدیل ہو کر سیاہ ہو گیا حالانکہ تمہارے ساتھ تو ہماری راتیں بھی سفید تھیں۔ ہم گزشتہ کل تک جدائی کے بارے میں کوئی خوف نہیں رکھتے تھے البتہ آج ملاقات کی کوئی امید بھی نہیں رکھتے' یہ ایک طویل قصیدہ ہے اس میں انکی مہارت سے کلام لایا گیا ہے کہ جو اسے یا اس کے مشابہ کو سنے وہ اپنے اوپر سمجھا جاتا ہے اس لئے کہ تمام لوگ دوست، معشوق اور شہر، اہل وغیرہ سے جدا ہو گئے ہیں۔

کریمہ بنت محمد(۲) ۔۔۔ ابن محمد بن ابی حاتم المروزیہ نیک عورت تھیں صحیح بخاری جنہوں نے علامہ کشمیہنی سے پڑھی تھی انہوں نے خطیب اور امام ابو المظفر سمعانی رحمہ اللہ جیسے بزرگوں سے تعلیم حاصل کی۔

سن ۴۶۳ھ کے واقعات و حوادث

اس سال شیخ ابو اسحاق الشیرازی حنابلہ کی صحبت میں فساد پھیلانے والوں، شراب کا کاروبار کرنے والوں سودی کاروبار کرنے والوں اور زنا اور رنڈیوں کی کمائی کے خلاف نکل کھڑے ہوئے۔ انہوں نے ان سب کے بارے میں بادشاہ کو پیغام بھیجا تو خلافت کے بارے میں بادشاہ نے کئی خطوط بھیجے۔ اس سال بغداد میں ایسا عظیم زلزلہ آیا کہ اس سے شہر تہ و بالا الٹ پلٹ ہو گئی اس سال مہنگائی بہت زیادہ ہو گئی جگہ جگہ لوگوں کو بہت جلد پھیلنے والی بیماریاں لگ گئیں۔ یہاں تک کہ ایک غریب چرواہا صبح کو اپنی بکریاں چرانے کے لئے نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ سب مر گئی ہیں۔ اس سال بہت سے سیلاب بھی آئے اور پڑے۔ علاوہ ازیں کیڑے مکوڑوں نے کھیتوں اور پھلوں کو بالکل تباہ کر دیا۔ اس سال امیر عدۃ الدین خلیفہ کے صاحبزادے ہیں انہوں نے سلطان الپ ارسلان کی بیٹی "سفری خاتون" سے نکاح کر لیا اور دعوت نکاح نیشاپور میں انجام پائی۔ سلطان کا وکیل نظام الملک تھا جبکہ ان کا وکیل عمید الدولہ ابن جہیر تھا۔ جب نکاح ہوا تو لوگوں پر بہت سی چیزیں لٹائی گئیں۔

---

(۱) بدائع المكنون ۱/۵۸۳، اعتاب الكتاب ۲۰۷، بغية الملتمس ۱۸۶: ۴۸۷، تتمة المختصر ۱/۲۹۳، ۵۹۳، جذوة المقتبس ۱۲۰، ۱۲۳، الخريدة ۲/۳۸۳، دائرة المعارف الإسلامية ۱/۱۸۹، الذخيرة ۱/۱/۳۳۶، ۴۸۹، شذرات الذهب ۳/۳۱۲، ۳۱۳، العبر ۳/۲۵۲، قلائد العقيان ۷۰، كشف الظنون ۷۸۸، ۱۳۸۳، كنوز الأجداد ۲۵۲، ۲۶۰، ابن زيدون: لعلي عبد العظيم، المختصر في أخبار البشر ۲/۱۸۵، نفح الطيب ۱/۲۷۴ وغيرها، والمطرب المغرب، النجوم الزاهرة ۵/۸۸، وفيات الأعيان ۱/۱۳۹، ۱۴۰، الوافي ۷/۸۸: ۱۳؛

(۲) الاكمال ۷/۱۷۰، تاج العروس ۲/۴۸۳ مادة (كرم)، ۹/۳۲۳ مادة (كشميهن)، تتمة المختصر ۱/۵۶۵، شذرات المعتز ۸۹/۳، دول الإسلام ۱/۲۷۰، شذرات الذهب ۳/۳۱۴، العبر ۳/۲۵۴، العقد الثمين ۸/۳۰۱، القاموس المحيط مادة (كشميهن)، الكامل ۱۰/۶۸، المختصر في أخبار البشر ۲/۱۸۸، المنتظم ۸/۲۷۰]

اس سال وفات پانے والے افراد

ابو منصور نیشاپوری...... وہ یہ گمان کرتے تھے کہ وہ حضرت عثمان بن عفان کی اولاد میں سے تھے، یہ ابوبکر الحیری وغیرہ سے حدیثیں روایت کرتے تھے۔ یہ قابل بھروسہ راوی تھے۔ اس سال محرم میں ان کا انتقال ہوا۔ عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔

محمد بن احمد(۱)...... ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ، ابوالحسن ہاشمی۔ جامع منصور کے خطیب تھے، یہ نیکی و تقویٰ میں بلند پائے کے عادل تھے۔ ابن رزقویہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں جبکہ خطیب ان سے روایت کرتے ہیں۔ قابل بھروسہ راوی، عادل آدمی تھے۔ آپ نے ابن الدامغانی اور ابن ماکولا کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے قبول کر لی۔ ۹۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ بشر حافی کی قبر کے قریب ان کو دفن کیا گیا۔

محمد بن احمد بن شاذہ...... ابن جعفر ابو عبداللہ اصبہانی۔ دجیل کی قضاء آپ کے سپرد کی گئی۔ شافعی المذہب تھے۔ ابو عمر بن مہدی سے روایت کیا کرتے تھے۔ بغداد میں ان کا انتقال ہوا، باب ابرز کی طرف منتقل کیا گیا جو کہ اس کا ایک محلہ ہے۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سن ۴۶۵ھ کے واقعات وحادثات

۱۱ محرم بروز جمعرات ابوالوفاء علی بن محمد بن عقیل الحنبلی العقیلی دیوان تشریف لائے۔ انہوں نے اپنے بارے میں ایک خط لکھا کہ جس میں یہ بتایا کہ وہ مذہب معتزلہ سے توبہ کر چکے ہیں اور یہ بات بھی کہ وہ حلاج کے اہل حق وغیرہ ہونے سے رجوع کرتے ہیں اور یہ بھی کہ انہوں نے اس کتاب سے بھی رجوع کر لیا ہے جو انہوں نے اس کے لئے تیار کی تھی۔ حلاج اپنی زندقیت کی وجہ سے علماء اہل زمانہ کے اجماع سے قتل کر دیا گیا۔ وہ علماء اس کو قتل کرنے میں اور اس پر الزام لگانے میں حق بجانب تھے۔ البتہ وہ گناہگار تھا۔ حنبلیوں کی ایک جماعت نے بھی اس کے خلاف گواہی دی اور وہ دیوان سے شریف ابو جعفر کے گھر واپس آئے تو اس کو سلام کیا، اس سے صلح کی، معذرت بھی کی اس لئے اس نے ان کی تعظیم کی۔

بادشاہ الپ ارسلان کی وفات اور اس کے بیٹے ملک شاہ کی حکومت

بادشاہ اسی سال ماوراء النہر کے علاقوں سے جنگ کے ارادے سے نکل کھڑا ہوا۔ کسی مقام پر پہنچ کر وہ یوسف خوارزمی نامی شخص پر غصہ ہو گیا تو اس کو اپنے سامنے بلا کر اس کی غلطیوں پر ڈانٹنا شروع کر دیا پھر اس کے بارے میں حکم دیا کہ اس کے لئے چار کھونٹیاں لگا کر اس کے درمیان اس کو سولی پر لٹکا دیا جائے۔ اس شخص نے بادشاہ سے کہا کہ اے مجبور! مجھ جیسے شخص کو ایسے قتل کیا جاتا ہے؟ بادشاہ اس بات سے بہت غضبناک ہو گیا، اس کو چھوڑنے کا حکم دیا، تیر کمان اٹھا کر اس پر تیر مارا، جو نشانے پر نہیں لگا۔ یہ شخص یوسف کھڑا تھا، بادشاہ کے سامنے آ گیا تو سلطان نے اس کے خوف سے کھڑے ہو کر اترنے کا ارادہ کیا لیکن ٹھوکر کھا کر گر گیا، پھر یوسف نے آگے بڑھ کر ایک خنجر اس کو دے مارا جس سے وہ گھائل ہو گیا جبکہ وہاں جو ترک کے لوگ موجود تھے انہوں نے پکڑ کر یوسف کو قتل کر دیا۔ سلطان بری طرح زخمی ہو گیا تھا اس وجہ سے وہ ہفتہ کے دن ۱۰ ربیع الاول کو اسی سال انتقال

---

(۱) [تاریخ بغداد: ۱/۳۵۶؛ الکامل: ۱۰/۲۲؛ المنتظم: ۸/۲۸۵، ۲۸۶؛ النجوم الزاہرۃ: ۵/۹۰.]

کر کہا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب ختا کے لوگ ان کے پاس سے گزرے تو اس کی فوج نے ان کی بہت سی اشیاء کو لوٹ لیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو جلد مار دیا اور وہ مر گیا۔

جب ارسلان مر گیا تو اس کے بیٹے ملک شاہ نے حکومت سنبھال لی۔ امراء اس کے آس پاس کھڑے ہو گئے۔ وزیر نظام الملک نے اس سے کہا اے سلطان بات کیجئے اس نے کہا کہ تم میں سے جو بڑا ہے وہ میرا باپ ہے جو درمیانہ ہے وہ بھائی ہے اور جو چھوٹا ہے وہ میرا بیٹا ہے میں تمہارے ساتھ وہ کروں گا جو پہلے کبھی نہیں کیا۔ وہ لوگ سوچ میں پڑ گئے تو اس نے بات کو دہرایا تو انہوں نے اس کی فرمانبرداری کو قبول کر لیا۔ اس کی بادشاہت کے بوجھ کو نظام الملک نے برداشت کیا اور فوج کے نفقہ میں سات لاکھ دینار کا اضافہ کیا۔ اس کے بعد مرو چلا گیا وہاں ارسلان کو دفن کیا۔

جب اس کی موت کی اطلاع بغداد پہنچی تو لوگوں نے تعزیت پر گرام اور ماتم کیا اور بازار بند کر دیے گئے۔ خلیفہ نے کچھ گھبراہٹ کا اظہار کیا۔ سلطان کی بیٹی جو کہ خلیفہ کی بیوی تھی اس نے کپڑے پھاڑ دیے اور مٹی پر بیٹھ گئی۔ ملک شاہ کے خطوط خلیفہ کے پاس آئے جس میں اس نے اپنے باپ کے بارے میں افسوس کیا۔ ساتھ میں یہ سوال بھی کیا کہ عراق وغیرہ میں اس کے لئے بیعت لے لی جائے۔ خلیفہ نے یہ کام کر لیا۔ ملک شاہ نے وزیر نظام الملک کو خلعت دی اس کے علاوہ بہت سے تحفے بھی دیے جن میں ۲۰۰۰۰ دینار بھی تھے۔ اس کو ایک قسم کا لقب دیا جس کا مطلب امیر کبیر والا ہے اس طرح اس نے اچھا رویہ اختیار کیا۔ جب قاروت کے پاس اپنے بھائی ارسلان کی موت کی اطلاع پہنچی تو وہ ایک بڑا لشکر لے کر اپنے بھتیجے سے لڑنے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ پس ان دونوں کے درمیان جنگ ہوئی تو قاروت کے ساتھی شکست کھا گئے پس قاروت قید ہو گیا تو اس کے بھتیجے نے اس کو اندھا کر کے قید میں ڈال دیا۔ اس کے بعد کمان کی تانت سے قتل کر دیا۔

اس سال اہل کرخ اور باب البصرہ اور قلائین کے درمیان خوب جنگیں ہوئیں جن میں بہت سے لوگ مارے گئے کرخ کا ایک بہت بڑا حصہ جل گیا اہل کرخ کے حامیوں نے باب البصرہ والوں سے انتقام لیا اس طرح کہ ان کا مال کثیر لوٹ لیا اس وجہ سے کہ جو کچھ انہوں نے ان کے ساتھ کیا تھا۔

اس سال بیت المقدس میں دعوت عباسیہ قائم کر دی گئی اس سال حاکم سمرقند تکین نے شہر ترمذ پر اپنی حکومت قائم کر لی۔

اس سال وفات پانے والے افراد

سلطان الپ ارسلان .... سلطان عالم ان کا لقب تھا ابن داؤد جغری بیگ بن میکائیل بن سلجوق الترکی یہ اتنا بڑا صاحب لشکر کثیر ممالک کا بادشاہ تھا۔ اس نے اپنے چچا طغرل بیگ کے بعد ۱۰ سال تک حکومت کی یہ انصاف پسند تھا اور لوگوں کے ساتھ نیک سلوک کرتا تھا۔ ان کے ساتھ ساتھ کریم رحم دل اور اپنی رعایا پر شفیق تھا فقیروں سے اچھا سلوک کرنے والا اپنے اہل و عیال اور غلاموں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا تھا اپنی نعمتوں کی بھلائی کے لئے بہت دعائیں کرنے والا بہت صدقات دینے والا ہر رمضان میں فقراء کو ۱۵۰۰۰ دینار دینے والا تھا اس کے زمانے میں کوئی ظلم ہوتا ہوا نظر نہیں آتا تھا۔ ملک و رعیت پر شفقت کی خاطر بستیوں میں ایک قصہ بھی لئے بغیر شکایت کرنے والا تھا۔ ایک دفعہ بعض لوگوں نے ان کی کوئی تحریر وزیر نظام الملک کے بارے میں بطور شکایت کے ڈالی جس میں اس کا تمام حال تھا اس کے بارے میں ذکر کیا تو بادشاہ نے اسے بلا کر کہا کہ اگر یہ درست ہے تو تم اپنے اخلاق و احوال کی اصلاح کر لو اگر وہ جھوٹے ہوں تو تم ان کی غلطی کو معاف کر دینا۔ وہ بادشاہ کی عادت کے سلسلہ میں بہت زیادہ سخت تھے ایک دفعہ ایک غلام نے دوسرے کے کپڑے اٹھا لئے تو اس نے اس کو سولی پر چڑھا دیا اس سے دیگر سارے غلام اس کی سطوت کے خوف سے باز آ گئے اس نے اپنی اولاد میں ملک شاہ، ایاز، تکش، بوری برس، ارسلان ارغو، سارہ، عائشہ اس کے علاوہ ایک اور بیٹی کو چھوڑا اس نے اس سال ۴۱ سال کی عمر میں وفات پائی اپنے والد صاحب کے ساتھ "رے" میں دفن کیے گئے۔ رحمہ اللہ۔

ابو القاسم قشیری (۱) ..... صاحب رسالہ عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ ابو القاسم القشیری ان کی والدہ قبیلہ بنو سلیم کی تھیں۔ بچپن ہی تھے کہ آپ کے والد فوت ہو گئے۔ ادب و عربی میں تعلیم حاصل کی، ابو علی الدقاق کے ساتھ رہے، علم فقہ ابو بکر بن محمد طوسی سے حاصل کیا۔ علم کلام ابو بکر بن فورک سے حاصل کیا، بہت سی کتابیں بھی تصنیف کیں، ان کی ایک تفسیر ہے اور ایک رسالہ ہے جس میں بہت سے نیک لوگوں کے حالات بیان کئے ہیں۔ امام الحرمین اور ابو بکر بیہقی کی صحبت میں انہوں نے حج کیا، لوگوں کو وعظ بھی کیا کرتے تھے۔ اس سال نیشاپور میں ۷۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا، اپنے شیخ ابو علی الدقاق کی جانب دفن کئے گئے۔ آپ کے بعد احترام کی وجہ سے گھر والے ایک طویل مدت بعد آپ کے کتب خانہ میں داخل ہوئے۔ ان کا ایک گھوڑا تھا جس پر وہ سواری کیا کرتے تھے جو کسی نے ہدیہ دیا تھا، جب ان کا انتقال ہو گیا تو گھوڑے نے بھی چارہ کھانا چھوڑ دیا یہاں تک چند دنوں بعد مر گیا، یہ بات ابن جوزی نے ذکر کی ہے۔ ابن خلکان رحمہ اللہ آپ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے، آپ کے کچھ شعر بھی نمونے کے طور پر نقل کیے ہیں "اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب کرے جب میں تم سے ملاقات کرتا تھا، جبکہ محبت کی وجہ سے ملامت کرنے والوں کے ہاتھوں میں کھلے تھے ہم نے ایک زمانہ تک قیام کیا، اس وقت آنکھیں ٹھنڈی تھیں، اب ایسے دن آ گئے ہیں کہ آنکھیں پر نم ہیں" مزید کہتے ہیں کہ "کاش کہ جو کچھ ہمارے درمیان تھا تو اس میں ایک ساعت ہمارے ساتھ ہوتا اور ہمارے آخری فراق کو دیکھتا تو مجھے یقین ہو جاتا کہ آنسو بھی باتیں کرتے ہیں جبکہ بعض باتیں آنسو ہیں" مزید کہتے ہیں کہ "جب عشق لمبا ہو جائے تو وہ سکون پہنچاتا ہے جبکہ محبت میں سکون پانے والا کوئی نہیں، میں نے اس کی ملاقات میں زیادہ سے زیادہ جو پایا ہے وہ تمنائیں ہیں جو خواب کے لچھے کی طرح پوری نہیں ہوتی۔

ابن صر بعر (۲) ..... شاعر تھے ان کا نام علی بن حسن بن علی بن فضل ابو منصور الکاتب ہے جبکہ ابن صر بعر سے مشہور ہیں نظام الملک آپ سے کہا کرتے تھے آپ صردر ہیں صر بعر نہیں، ایک شخص ان کی ہجو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے "اگر چہ لوگوں نے پہلے تیرے باپ کا لقب رکھا کہ کسی کے بخل کی وجہ سے صر بعر کا نام دے بیٹھے جو اس نے بخل میں جمع کیا تھا تو اسے بکھیرتا ہے جو اس کا نام شعر بکھرا ہے" ابن جوزی" نے فرمایا کہ یہ بیان پر ظلم ہے کیونکہ ان کے شعر حسن کی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں پھر مصنف نے اس کے اچھے اشعار ذکر کئے ان میں سے چند یہ ہیں" نعمان اور اس کی رہائش کے بارے میں گفتگو کرو بیشک دوستوں کی باتیں قصے ہوتے ہیں، جب بھی تمہاری زمین کی طرف سے ہوا چلی ہے تو میں اس کی تلاش کرتا ہوں وہ کستوری اور عطر والی ہے"۔

---

(۱) إنباه الرواة ۲/ ۱۹۳، الأنساب ۱۰/ ۱۹۵، تاريخ بغداد ۱۱/ ۸۳، تاريخ أبي الفداء ۲/ ۱۹۰، تاريخ الخميس ۲/ ۳۵۸، ۳۵۹، تبيين كذب المفتري: ۲۷۱، ۲۷۶، تلخيص ابن مكتوم ۱۱۳، تتمة المختصر ۱/ ۵۶۰، دمية القصر ۲/ ۹۹۳، ۹۹۸، دول الإسلام ۱/ ۲۷۲، دول الإسلام (۱۱۱)، الرسالة المستطرفة: ۱۹۰، روضات الجنات: ۴۴۳، شذرات الذهب ۳/ ۳۱۹، ۳۲۲، طبقات الأسنوي ۲/ ۳۱۳، ۳۱۵، طبقات الأولياء ۲۵۷، ۲۶۱، طبقات السبكي ۵/ ۱۵۳، ۱۶۲، طبقات ابن الصلاح ورقة ۱۱۰، طبقات المفسرين للداودي ۱/ ۳۴۸، ۳۴۴، طبقات الشافعية لابن قاضي شهبة: ۲۰۳، طبقات المفسرين للسيوطي ورقة ۲۱، ۲۲، العبر ۳/ ۲۵۹، الكامل ۱۰/ ۸۸، كشف الظنون ۲۴۰، ۳۲۰، ۱۵۵۱، اللباب ۳/ ۳۸، مرآة الجنان ۳/ ۹۱، ۹۳، مسالك الأبصار ۵/ ۸۹، ۹۱، مفتاح السعادة ۲/ ۱۸۶، ۱۹۰، معجم السفر ۱/ ۱۷۸، المنتظم ۸/ ۲۸۰، النجوم الزاهرة ۵/ ۹۱، ۹۲، نفحات الأنس ۳۵۲، هدية العارفين ۶/ ۶۰۷، ۶۰۸، وفيات الأعيان ۳/ ۲۰۵، ۲۰۸، مقدمة الرسالة القشيرية، طبع الدكتور عبد الحليم محمود ومحمود بن الشريف، والقشيري بضم القاف وفتح الشين وسكون الياء وفي آخرها الراء هذه النسبة إلى قشير بن كعب بن ربيعة بن عامر بن صعصعة قبيلة كبيرة)

(۲) انظر: المختصر ۲/ ۱۹۰، دمية القصر ۱/ ۵۹۸، ۶۰۶، شذرات الذهب ۳/ ۳۲۲، العبر ۳/ ۲۵۹، الكامل ۱۰/ ۸۸، ۸۹، المختصر في أخبار البشر ۲/ ۱۸۴، المنتظم ۸/ ۲۸۱، ۲۸۲، النجوم الزاهرة ۵/ ۹۳، صفة العذاري ۱/ ۱۶۱، ۱۹۲، وفيات الأعيان ۳/ ۳۸۵، ۳۸۶)

راوی کہتے ہیں کہ یہ قرآن کے حافظ تھے جبکہ ابن شیران وغیرہ سے حدیثیں بھی پڑھی تھیں، بہت سی احادیث بیان بھی کیں ایک روز وہ اور ان کی والدہ ایک سواری پر سوار ہو رہے تھے، دونوں مقام مشرعہ تنور میں اس سے گر پڑے اور دونوں ہی انتقال کر گئے، اور وہیں دفن ہوئے۔ یہ اس سال مصر کے محیط کا واقعہ تھا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عقیل کی ایک تحریر پڑھی ہے، اس میں لکھا تھا کہ ہمارا ایک ساتھی رصافہ میں تھا جس پر الحاد کی تہمت تھی۔ ابن خلکان نے اس کے کچھ شعر ذکر کیے ہیں اور ان کی اس فن میں تعریف کی ہے۔ واللہ اعلم تعالیٰ۔

محمد بن علی[۲] ..... ابن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد بن المہتدی باللہ ابو الحسین، جو کہ ابن الغریق کے نام سے مشہور تھے۔ ۳۷۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ دار قطنی سے علم حدیث پڑھا تھا آخری شخص ہیں دنیا کے جنہوں نے دار قطنی اور ابن شاہین سے روایت نقل کی ہیں۔ یہ اس میں متفرد ہیں۔ دوسرے لوگوں سے بھی انہوں نے علم حدیث پڑھا ہے عاقل بھروسہ مند، نماز روزہ میں بہت کثرت کرنے والے تھے، بنو ہاشم کے راہب کہلائے جاتے تھے وہ بہت علم و عقل رکھنے والے، کثرت سے تلاوت کرنے والے، غمزدہ اور بہت زیادہ رونے والے تھے ان کے پاس دنیا بھر سے طلبہ آتے تھے آپ کی سننے کی طاقت کمزور پڑ گئی تھی تو لوگوں کو حدیث سنانے لگے تھے ایک آنکھ بھی ان کی خراب ہو چکی تھی۔ سولہ سال کی عمر میں پہلا خطبہ دیا۔ ۳۹۶ھ میں امام کے سامنے گواہی دی۔ ۴۵۰ھ میں فیصلوں کا کام سنبھالا جامع منصور و جامع رصافہ میں ۷۱ سال کی عمر تک خطیب رہے جبکہ ۶۵ سال تک نائب رہے۔ اس سال ذی القعدہ کے آخر میں ان کی وفات ہوئی، عمر ۹۶ سال سے کچھ زیادہ تھی ان کے جنازہ کا دن ایک عظیم دن تھا آپ کے بارے میں لوگوں نے اچھے خواب دیکھے، اللہ تعالیٰ ان پر اور ہم پر رحم کرے ان کی اور ہماری غلطیوں کو معاف فرمائے، وہ قریب دعاؤں کو قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

۴۶۶ھ کے واقعات و حادثات

اس سال محرم میں خلیفہ نے ایک جلسہ عام کیا اس کے سر کے پاس کھڑا تھا امیر عدۃ الدین ابوالقاسم عبداللہ بن محمد بن القائم تھا اس وقت اس کی عمر ۱۸ سال تھی، وہ بہت حسین تھا، امراء و کبراء حاضر ہوئے خلیفہ نے سلطان ملک شاہ کا جھنڈا اپنے ہاتھوں سے باندھا، اس دن بڑی بھیڑ ہوئی، لوگوں نے آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دی۔

بغداد کا غرق ہونا ..... جمادی الآخرۃ میں خوب بارش ہوئی اور زبردست سیلاب آیا، دریائے دجلہ بھر پڑا اس میں اضافہ بھی ہو گیا، یہاں تک کہ بغداد کا ایک بڑا حصہ غرق ہو گیا، لوگ بھاگنے کے لیے دار الخلافۃ آ گئے، نوجوان عورتیں بے پردہ چہرے کھلے کی جانب چل گئیں، خلیفہ اپنے جلسہ گاہ سے بلند جگہ کھڑا ہوا اسے چلنے کا کوئی راستہ نہیں ملا تو ایک خادم اسے اٹھا کر تاج کی طرف لے گیا۔ وہ ایک عبرت اور دہشت ناک منظر تھا لوگوں کے بہت سے اموال تباہ و برباد ہو گئے، بغداد کے کچھ لوگ اور مسافر ملبے کے نیچے آ کر مر گئے پانی کی سطح پر بہت سی لکڑیاں، جنگلی جانور اور سانپ آ گئے، دونوں جانبوں میں بہت سے مکانات گر گئے، بہت سی قبریں بھی ڈوب گئیں ان میں سے ایک خیزران کی قبر بھی دوسرا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مقبرہ تھا۔ المہدی کی جامع کی کھڑکیوں سے پانی داخل ہو گیا جب کہ سیلاب نے موصل میں بھی بہت سی چیزوں کو تباہ و برباد کر دیا اور ایک بار سنجار کی دیوار سے ٹکرایا اور اسے گرا دیا اس کے دروازہ کو چار فرسخ کے فاصلہ پر پہنچا دیا۔ اس سال ماہ ذی الحجہ میں بصرہ کی زمین پر بہت سخت آندھی آئی جس کی وجہ سے ۱۰۰۰۰ کھجور کے درخت جڑ سے اکھڑ گئے۔

---

(۱) (التاریخ بغداد: ۳/۱۰۹، ۱۰۹، الانساب: ... ۲۲۴، دول الاسلام: ۱/۲۷۲، الرسالۃ المستطرفۃ: ۱۱۸، شذرات الذہب: ۳/۳۲۴، العبر: ۳/۲۶۰، الکامل: ۱۰/۸۸، المنتظم: ۸/۲۸۳، الوافی بالوفیات: ۴/۱۲۴)

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن محمد بن الحسن السمنانی [۱]...... یہ اشعری تھے۔ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ یہ بات عجیب ہے کہ قاضی القضاۃ ابن دامغانی نے ان کی بیٹی سے شادی کی۔ تو اس نے ان کو نائب قاضی بنا دیا۔ قاضی سمنانی شریف اور سب سے بہتر چال ڈھال والے تھے۔ ۸۰ سال سے زائد عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

عبید اللہ بن احمد بن علی [۲]...... ابن سلیمان ابو الفضل الکاتب المقری سے تعلق رکھنے والے تھے، بہت سی احادیث بیان کی تھیں۔ اپنی یادداشت کی بنیاد پر احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ خطیب نے ان سے ایک حدیث لکھی ہے۔ اپنے شہر میں معزز قابل بھروسہ شریف اور مرتبہ والے آدمی تھے۔

لبابہ بنت...... علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ بغداد کی ایک نیک خاتون تھیں، عورتوں میں وعظ کیا کرتی تھیں۔ پڑھی لکھی تھیں۔ یہ پچاس سال تک دن میں روزے رکھتی رہیں جبکہ رات بھر روتی بھی رہتی تھیں اور جو کی روٹی سے افطار کیا کرتی تھیں۔ خشک انجیر پر گزارا کرتی تھیں اور زیتون کھایا کرتی تھیں، تھوڑا بہت تیل اور انگور بھی کھا لیا کرتی تھیں۔ کبھی کبھار تھوڑا سا گوشت بھی کھا لیا کرتی تھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ابن سمعون ان کے جنازہ میں شریک ہوئے اور نیک لوگوں کے قبرستان میں ان کو دفن کیا گیا۔

۴۶۷ھ کے واقعات

اس سال ماہ محرم میں خلیفہ قائم بامر اللہ بہت سخت بیمار ہو گیا، اس کا حلق پھول گیا، اس نے فصد کھلوانے سے انکار کر دیا، لیکن وزیر فخر الدولہ مسلسل اس کا اصرار کرتا رہا یہاں تک کہ وہ راضی ہو گیا، اس کی حالت بہتر ہو گئی، لوگ اس کی بیماری سے گھبرا گئے تھے، اس کو صحت مل جانے سے خوش ہوئے۔ اسی مہینے خطرناک سیلاب آیا جس کی وجہ سے لوگوں نے بڑی مشکل کا سامنا کیا، جبکہ پہلے زلزلے کی وجہ سے منہدم شدہ تعمیرات بھی ٹھیک نہیں ہوئی تھیں۔ لوگ ریگزاروں میں چلے گئے اور بارش میں ٹیلوں کی چوٹیوں پر بیٹھ گئے۔ جامع منصور میں پانی آ گیا جس سے پانی کے قریب ۱۱ گز اونچا ہو گیا اسی طرح جامع رصافہ اور دوسری مساجد اور مکانات بھی پانی میں ڈوب گئے۔

خلیفہ قائم بامر اللہ کی وفات...... جب خلیفہ نے بدھ ۸ رجب کو بیماری کی وجہ سے فصد کھلوائی جیسا کہ اسے عام طور پر قربانی کے سال میں ہو جایا کرتی تھی۔ اس کے بعد سو گیا تو اس کی رگ پھٹ گئی، جب جاگا تو اسے اپنی قوت ختم ہوتی محسوس ہوئی اور اب تقریباً موت کے قریب ہے

---

[۱] تاریخ بغداد: ۳۸۲/۱، تاریخ الذہبی: ۳۵۹/۲، تاریخ الاسلام: ۱/۱۹۱، ۱۹۲، الجواہر المضیۃ: ۲۵۲/۱، الکامل: ۹۳/۱۰، المنتظم: ۲۸۵/۸، طبقات الشافعیۃ ۳۰ (والسمنانی بکسر السین وسکون المیم کما فی الاصل وعند یاقوت وابن الاثیر وعند السمعانی بفتح المیم هذه النسبة الی سمنان قریة بالعراق وهناك مواضع اخرى ايضا اسمها سمنان. انظر معجم البلدان: ۲۵۱/۳)

[۲] الاکمال: ۲۸۷/۷، الانساب: ۳۴۳/۱۰، تاریخ ابن عساکر: ۱۰/۴۳، ۱۱۹، ۱۲۵، تبصیر المنتبہ: ۲۰۹/۳، تذکرة الحفاظ ۱۱۸۰/۳، دول الاسلام: ۲۷۵/۱، شذرات الذہب: ۳۲۶/۳، طبقات الحفاظ: ۴۳۹، العبر: ۲۶۱/۳، الکامل فی التاریخ: ۹۳/۱۰، کشف الظنون: ۲۰۱۹، اللباب: ۸۳/۲، المنتظم: ۲۸۸/۸، النجوم الزاہرۃ: ۹۶/۵)

گیا تھا۔ اس نے اپنے پوتے ولی عہد عدۃ الدین ابو القاسم عبداللہ بن محمد بن القائم کو بلایا۔ قضاۃ و فقہاء کو اس کے پاس حاضر کیا اور اس کے بارے میں وہاں اپنے بعد ولایت کا عہد لیا انہوں نے اس پر عہد کیا اس کے بعد جمعرات شعبان کی ۱۳ تاریخ کو خلیفہ نے ۷۶ برس ۳ ماہ ۲۵ دن کی عمر میں وفات پائی۔ اس کی مدت خلافت ۴۴ برس ۸ ماہ ۲۵ دن تھی۔ اس سے پہلے کسی عباسی خلیفہ نے اتنی مدت خلافت نہیں کی تھی جبکہ اس کے باپ کی خلافت اس سے پہلے ۴۱ سال کی تھی ان دونوں کا کل مجموعہ ۸۶ سال چند ماہ بنتا ہے یہ بنو عباس کے لئے بڑی لمبی مدت ہے۔ خلیفہ قائم بامر اللہ خوبصورت حسین سفید سرخی مائل چہرہ روشن پیشانی والا فصیح متقی پرہیزگار ادیب کاتب بلیغ اور شعر کہنے والا تھا جیسے کہ پہلے اس کے کچھ اشعار ذکر کیے جا چکے ہیں اس وقت ۴۵۰ھ میں حدیثہ عانہ میں تھا۔ وہ انصاف پسند اور لوگوں کے ساتھ بہت احسان کرنے والا تھا۔ خلیفہ کو اس کی وصیت کے مطابق شریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ حنبلی نے غسل دیا تھا۔ جب اس نے غسل دے دیا تو اس کے آگے مال و اسباب ڈھیر پیش کیے گئے لیکن اس نے کچھ بھی قبول نہ کیا اور جمعرات کے دن صبح کے وقت خلیفہ کا جنازہ پڑھا گیا جبکہ اس کو اس کے اجداد کے پاس دفن کیا گیا پھر اسے رصافہ لے جایا گیا اب تک اس کی قبر پر زیارت کرنے لوگ جاتے ہیں۔ اس کی موت کی وجہ سے بازار بند کیے گئے اس کے علاوہ ماتم منائے گئے اس کی موت پر ہاشمی اور دیگر قبیلوں کی عورتوں نے نوحہ کیا وزیر ابن جہیر اور اس کا بیٹا تعزیت کرنے آئے تو زمین پر بیٹھ گئے لوگوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے یہ ایک سخت دن تھا۔ یہ صورت حال تین دن تک چلتی رہی۔ یہ خلیفہ دین و مذہب اور حکومت کے لحاظ سے بنی عباس کے بہترین لوگوں میں تھا۔ فتنہ بساسیری کے وقت اس کی آزمائش ہوئی جبکہ اس کو گھر سے نکالا گیا اس کی بیوی بچوں اور وطن سے جدا کیا گیا۔ اس نے مکمل ایک سال حدیثہ عانہ میں رہائش اختیار کی پھر اللہ تعالیٰ نے اسے دوبارہ عزت وخلافت کی دولت عطا فرمائی۔ ایک شاعر فرماتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ نے اس کی نعمتوں کو دوبارہ لوٹا دیا جیسے قریش نے اعادہ کیا۔ وہ بھی انہی جیسے انسان تھے۔ اس قسم کے واقعات پہلے سلف صالحین کے ساتھ بھی پیش آچکے ہیں۔ جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (ترجمہ آیت) "ہم نے آزمایا سلیمان علیہ السلام کو جبکہ ان کے تخت پر ڈالا ایک جسم کو، پھر انہوں نے رجوع کیا۔ ہم نے یہ خلاصہ ذکر کیا ہے اس کا جو کہ مفسرین نے سورہ "ص" کی تفسیر میں لکھا ہے ہم نے اس پر تفصیلی کلام کیا ہے۔ ۴۵۰ھ میں جب فتنہ بساسیری اور قصہ بھی مکمل بیان کیا تھا۔

مقتدی بامر اللہ کی خلافت(۱) ...... وہ ابو القاسم عدۃ الدین عبداللہ ابن امیر ذخیرۃ الدین ابو العباس محمد بن الخلیفہ القائم بامر اللہ ابن القادر عباسی ہیں۔ ان کی والدہ ام ولد تھی جس کا نام ارجوان تھا اسے قرۃ العین کہا جاتا تھا اس نے اپنے اس بیٹے اور اس کے بعد دو بیٹوں المستظہر والمسترشد کا زمانہ خلافت بھی پایا۔ اس کا والد جب فوت ہو گیا تھا جبکہ یہ حمل میں تھا۔ جب لڑکا پیدا ہوا تو اس سے اس کا دادا بلکہ تمام مسلمان بہت خوش ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے قادری گھرانے کی خلافت کو مسلمانوں پر خلافت سے باقی رکھا کیونکہ ان کے علاوہ جو لوگ تھے وہ بازاروں میں گھوما کرتے تھے عوام کے ساتھ گلیوں میں مصروف رہتے تھے ان جیسے لوگوں کی خلافت لوگوں پر قائم ہونے کو دل ناپسند کرتے تھے۔ یہ بچہ پلا بڑھا تو قائم بامر اللہ کی گود میں پلا۔ اس نے اپنی شان کے مطابق اس کی تربیت کی بالآخر خلافت کی اس کو بیعت کر لی۔ جب مقتدی خلافت کا متولی ہوا تو اس کی عمر ۱۹ سال کی تھی۔ وہ بہت زیادہ خوب صورت و نیک سیرت تھا۔ اس کی بیعت بروز جمعہ اسی سال ۱۳ شعبان کو کی گئی۔ وہ دار الشجر میں سفید قمیص و طیلسان میں مسند پر چار موتیوں والی چادر میں بیٹھا۔ وزراء امراء اشراف اور بزرگ لوگ آئے اس سے بیعت کی سب سے پہلے شریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ حنبلی نے اس کی بیعت کی اور ایک شاعر کا شعر پڑھا "جب ہمارا ایک سردار مر جاتا ہے تو دوسرا کھڑا ہو جاتا ہے" اس کے بعد اس پر کچھ طاری ہو گیا اس کے بعد کہا گیا جب ہوش آیا تو خلیفہ نے وہ شعر مکمل کیا وہ دوسرا اتنی کہا جو شریف لوگ کر گئے ہیں وہ کام کرتا ہے جو شریف لوگ کر گئے ہیں۔ اہل علم میں سے شیخ ابو اسحاق شیرازی، شیخ ابو نصر ابن الصباغ الشافعیان اور شیخ ابو محمد التمیمی الحنبلی نے ان کی بیعت کی۔ وہ آگے آیا تو عصر کی نماز پڑھائی اس کے بعد اس کے

---

(۱) تاریخ الخلفاء ۴۲۳، ۴۲۵، ۴۲۶، حسن المحاضرہ ۱/ ۴۹۶، ۵۱۹، ۱۲۲، تاریخ الخمیس ۲/ ۳۵۹، خلاصۃ الذہب المسبوک ۲۶۸، شذرات الذہب ۳/ ۳۸۰، ۳۸۱، العبر ۳/ ۳۱۲، ۳۱۳، فوات الوفیات ۲/ ۱۹، ۲۲۰، المختصر ۲/ ۱۹۹، ۲۰۰، الکامل ۱۰/ ۳۷، ۴۲، ۴۲۹، ۴۳۱، معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ ۴۲، المنتظم ۸/ ۲۹۱، ۲۹۳، المختصر ۸/ ۹، ۲/ ۱۹، ۲۰۲، النجوم الزاہرۃ ۵/ ۱۲۹، ۱۳۰

دار کا تابوت انتہائی سکون آرام سے لایا گیا جس میں کوئی چیخ و پکار نہیں ہوئی نماز جنازہ پڑھی گئی پھر قبرستان لے جایا گیا۔ خلیفہ مقتدی متدین و شجاع تھا اس کا سارا زمانہ برکت والا تھا، رزق فراوانی سے تھا اس کی خلافت بڑی باعظمت تھی دوسرے بادشاہ اس کے سامنے چھوٹے تھے اور عاجزی سے رہتے تھے حرمین شریفین بیت المقدس، مکمل شام میں اس کا خطبہ دیا جاتا تھا۔ اس کی قیادت میں مسلمانوں نے "الرحا و انطاکیہ" دشمنوں سے چھین لئے تھے۔ بغداد اس کے علاوہ دوسرے شہر آباد ہو گئے۔

اس نے ابن جہیر کو وزیر بنایا پھر شجاع کو بنایا لیکن پھر ابن جہیر ہی کو وزیر بنایا، دامغانی اس کا قاضی اس کے بعد ابوبکر الشاشی اس کا قاضی بنا یہ سب بہترین قاضی اور امراء تھے۔ اس سال ماہ شعبان میں بغداد سے خطا کار فساد کرنے والی عورتوں کو نکالا گیا اس نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے آپ پر بے حیائی و رسوائی کا اعتراف کریں شرابوں، گانوں اور زنا کے اڈے تباہ و برباد کر دیئے۔ جبکہ انہیں ذلت و حقارت سے غربی جانب ٹھہرایا۔ حمام کے گنبدوں کو گرا دیا، غلط کھیلنے سے روک دیا لوگوں کو حکم دیا کہ وہ حماموں میں اپنی عورات سے اجتناب کریں حمام والوں کو منع کیا کہ وہ فضلات دجلہ میں نہ پھینکیں اس نے انہیں پانی کی گندگی کی وجہ سے کنویں کھودنے کو ان پر لازم کیا تاکہ پینے کے پانی کی حفاظت ہو سکے۔ اس سال ماہ شوال میں بغداد کے بہت سے علاقوں میں آگ لگ گئی یہاں تک کہ وہ دار الخلافہ میں بھی پہنچ گئی اس کی وجہ سے بہت سے مکان اور دکانیں جل گئیں شہر واسط میں تو جگہ آگ لگی۔ اسی وجہ سے وہاں ۲۱ آدمی ۹۰ [illegible] گئے اس کے علاوہ اور دوسری بہت سی اشیاء بھی جل گئیں۔

اس سال بادشاہ ملک شاہ کے لئے رصد گاہ بنائی گئی جس پر نجومیوں کی ایک جماعت نے اتفاق کیا اس پر بہت زیادہ مال و دولت بھی خرچ کیا وہ رصد گاہ استعمال ہوتی رہی یہاں تک کہ بادشاہ مر گیا تو وہ بند ہو گئی۔ اس سال ماہ ذی الحجہ میں دوبارہ مصریوں کا خطبہ دیا گیا، خطبہ عباسیین بند ہو گیا یہ اس وجہ سے ہوا کہ حاکم مصر کی حکومت مضبوط ہو گئی حالانکہ وہ پہلے مہنگائی وغیرہ کی وجہ سے کمزور ہو گئی تھی۔ جب قیمتیں سستی ہو گئیں تو لوگ واپس مصر آ گئے، وہاں زندگی خوشگوار ہو گئی جبکہ دو ماہ اس کا خطبہ مکہ مکرمہ میں ۴۰ سال ۵ ماہ سے جاری تھا عنقریب وہ پہلے جیسے ہو جائیں گے جیسا کہ اس کی تفصیل آگے آئے گی۔ اس سال وباء کی وجہ سے اور دجلہ کے پانی کی کمی کی وجہ سے لوگ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس سال لوگوں نے شریف ابو طالب حسنی بن محمد زینبی کی اقتداء میں حج کیا اور حرمین شریفین میں خلیفہ المقتدی کی بیعت لی

اس سال وفات پانے والے افراد

خلیفہ قائم بامر اللہ...... عبد اللہ، ہم نے کچھ احوال اس کے اس کی وفات کے موقع پر بیان کر دیئے ہیں۔

الداؤدی[1]...... صحیح بخاری کے راوی ہیں، پورا نسب نامہ اس طرح ہے عبد الرحمن بن محمد بن مظفر بن محمد بن داؤد ابو الحسن بن ابو طلحہ الداؤدی۔ ۳۷۴ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سی حدیثیں سنی ہوئی تھیں۔ شیخ ابو حامد اسفرائینی و ابوبکر القفال سے علم فقہ حاصل کیا۔ ابو علی الدقاق و ابو عبد الرحمن السلمی کی صحبت اختیار کی، بہت سی چیزیں لکھیں۔ پڑھایا بھی فتویٰ نویسی کا کام بھی کیا، کتابیں تصنیف کیں لوگوں کو وعظ و نصیحت بھی کی، نظم و نثر میں ان کو بڑی دست مہارت حاصل تھی، ان سب کے باوجود ذکر بہت کرتے تھے ان کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی تھی۔ ایک دن ان کے پاس وزیر نظام الملک آ کر روبرو بیٹھ گئے تو شیخ نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنے بندوں پر مسلط کیا ہے تو اس کا خیال رکھنا کہ تم ان کی حاجات کو کس طرح پورا کرتے ہو۔ ان کی وفات اسی سال بوشنج میں ہوئی ۹۰ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ ان کے اچھے اشعار میں سے ایک یہ ہے "لوگوں کے اکٹھا ہونے میں ایک نور تھا نور ختم ہو گیا تو تاریکی پھیل گئی۔ لوگ اور زمانہ دونوں بگڑ گئے ہیں۔ لوگوں اور زمانہ کو سلام ہو۔

---

(۱) (الأنساب: ۲۹۳/۵-۲۹۴، السياق: الورقة ۹۳ب، شذرات الذهب: ۳۴۷/۳، طبقات الإسنوي: ۵۲۵/۱-۵۲۶، طبقات ابن الصلاح الورقة ۱۵۷أ، طبقات النووي الورقة: ۸۹ب-۹۱أ، طبقات السبكي: ۱۱۷/۵-۱۲۰، العبر: ۲۶۳/۳-۲۶۵، فوات الوفيات: ۲۹۵/۲-۲۹۶، اللباب: ۴۸۱/۱، المنتخب الورقة: ۱۹۰، المنتظم: ۲۹۶/۸، المجتبه: ۱۰۰، النجوم الزاهرة: ۹۹/۵)

ابوالحسن علی بن الحسن[1] ...... ابن علی بن ابوطیب الباخرزی مشہور شاعر تھے ابتداء میں شیخ ابو محمد الجوینی سے اشتغال رکھا پھر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد کتابت وشعر وشاعری کی طرف متوجہ ہو گئے تو اپنے اہل زمانہ پر اس میں سبقت لے گئے ان کا ایک شعری دیوان ہے۔ اس میں سے ایک یہ ہے "میں تیری پلکوں کے نوکیلے پن کی شکایت کرتا ہوں جیسے تم تیرے رخساروں میں ستارے ہیں جبکہ میں تیرے موتیوں جیسے دانتوں کے لئے روتا ہوں پھر اب بھی یہ وہم ہو کر جھی کا مدغم کیسے ہو سکتا ہے۔

۴۶۸ھ کے واقعات وحادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ شعبان میں موت اور ٹڈیوں کی تعداد میں اضافہ ہوا پھر باغات وغیرہ کھا گئیں لوگوں کی بڑی مخلوق میں الا ماشاء اللہ بھوکے رہ گئے اس حالت میں باجرہ کے آٹے سے خوب بنا کر کھایا گیا پہلے پیداوار بالکل چڑی تھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ٹڈی کو نقصان پہنچانے سے روک دیا وہ ادنیٰ تھی لیکن کوئی بھی نقصان نہیں کرتی تھی یہاں تک کہ چلی گئیں۔ راوی کہتے ہیں کہ دمشق میں زبردست مہنگائی ہو گئی جو کئی سال تک جاری رہی۔ اس سال نصر بن محمود بن صالح بن مرداس شہر حلب کا حاکم بنا بعد میں اس کو اس نے وہاں سے قلعہ یا اقصیٰ دار قلعہ میں ہوا۔ اس سال اتسیس شہر دمشق کا حاکم بنا وہاں سے معلّی بن حیدرہ نائب مستنصر عبیدی کو شہر بانیاس تک بھاگنا پڑا اس میں مقتدی کا خطبہ دیا گیا جب سے عبیدی مصریوں کا خطبہ منقطع ہے اللہ ہی کے لئے تمام تعریفات واحسان ہیں مستنصر نے اپنے نائب کو بلایا اس کو اپنے پاس قید کر لیا یہاں تک کہ وہ جیل ہی میں مر گیا۔

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اتسیس وہی ہے جس کا نام اقسیس بن اوق بن الخوارزمی ہے اس کا خطاب ملک معظم ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے ممالک شام کو فاطمیوں کی غلامی سے چھڑایا تھا۔ وہاں سے حی علی خیر العمل والی اذان بند کر دی جاتی اور اذان پر بعد شام اور دمشق کے منبروں سے دی جاتی تھی۔

یہ سلسلہ گزشتہ سو سال سے جاری تھا مسجد اور دروازوں پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر لعنت کے کلمات لکھے ہوئے تھے (نعوذ باللہ) سلطان نے ان تمام چیزوں کی بندش کا حکم دیا تو یہ سب ختم ہو گیا۔ اس نے انصاف کو عام کیا سنت کو ظاہر کیا وہ پہلا شخص تھا جس نے قلعہ دمشق کی بنیاد رکھی حالانکہ اس سے قبل مسلمانوں کے لئے وہاں کوئی قلعہ نہیں تھا جس کے ذریعے مسلمان دشمنوں سے بچاؤ کرتے۔ اس قلعہ کو اس نے اسی جگہ میں بنایا تھا جس میں آج تک موجود ہے قلعہ کی جگہ باب الحدید ہے جسے باب الحدید بھی کہا جاتا ہے یہ جگہ دار العقیقی کے سامنے ہے جس کی ابتداء اس نے اگلے سال ہوئی جس کو اس کے بعد ملک مظفر شمس بن الپ ارسلان سلجوقی نے مکمل کیا جس کی تفصیل آنے والی ہے۔ اس سال لوگوں نے حج کیا اور امیر جنگلی تھا جو ترکی ہیں وہ کرطیے کے بہترین معروف تھے۔ اس نے خلیفہ کو شعر میں بھگا دیا اور ان کے لئے عذاب ثابت کیا یہاں تک کہ ان کے سر صرف دو ترک رہ گئے۔ اس کے بعد بیت المقدس کو فتح کیا۔ جب وہ ایک گھاٹی میں آیا تو چند مصریوں نے اس کو پکڑ لیا۔ اس نے ان کے ساتھ زبردست قتال کیا اور بری طرح شکست دی۔ اس کے بعد وہ الرملہ میں رہتا تھا۔ ابن ساعی نے اپنی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سال بلاد رملہ سے عباسیوں کا خطبہ شروع کر دیا گیا جبکہ مصریوں کا خطبہ ختم کر دیا گیا۔

---

[1] الانساب ۲/ ۲، تاریخ الادب العربی لبروکلمان ۵/۲، ۴۷، من الحسنا رسالۃ الطیب ۹۸، شذرات الذهب ۳/ ۳۲۸، الشعر العربی فی العراق وبلاد العجم ۱/ ۱۵۰، طبقات الاسنوی ۱/ ۳۲۲، ۲۳۹، طبقات السبکی ۵/ ۲۵۷، ۲۵۸، العبر ۳/ ۲۶۵، کشف الظنون ۱/ ۷۸۸، عقد الجمان ۲/ ۳۰۲، مرآة الجنان ۳/ ۹۵، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ۱۸۵، ۱۸۶، معجم الادباء ۱۳/ ۳۳، ۳۸، مفتاح السعادة ۱/ ۲۶۳، منتخب السیاق ۳۰، معجم البلدان ۱/ ۴۹۲، النجوم الزاهرة ۵/ ۹۹، هدیة العارفین ۱/ ۶۹۲، الوافی ج ۱۲/ ۳۰، وفیات الاعیان ۳/ ۳۸۷، ۳۸۸

اس سال وفات پانے والے افراد

محمد بن علی ...... ابن احمد بن اسمٰعیل بن موسیٰ ابو تمام بن ابی القاسم ابن القاضی ابی علی جو کہ ہاشمی خاندان کے سردار تھے۔ وہ شریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ الفقیہ الحنبلی کے چچا زاد بھائی تھے۔ حدیث کے راوی بھی تھے۔ ابو بکر بن عبدالباقی نے ان سے علم حدیث حاصل کیا اور باب حرب میں دفن کیے گئے۔

محمد بن القاسم ...... ابن حبیب بن عبدوس ابو بکر الصفار۔ یہ نیشاپور کے تھے۔ انہوں نے حاکم، عبدالرحمٰن سلمی اور دیگر لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ علم فقہ ابو محمد الجوینی سے پڑھا اور ان کے حلقہ میں جانشین ہوا کرتے تھے۔

محمد بن محمد بن عبداللہ ...... ابو الحسن البیضاوی شافعی مسلک کے تھے۔ ابو الطیب کے نواسے تھے۔ علم حدیث پڑھے ہوئے تھے۔ آپ ثقہ، معتبر راوی اور اچھے آدمی تھے۔ اسی سال کے شعبان میں ان کا انتقال ہوا۔ ابو نصر بن الصباغ نے ان کا جنازہ پڑھایا۔ نماز جنازہ میں ابو عبداللہ الدامغانی مقتدی بن کر شریک ہوئے اور اپنے آبائی گاؤں قطیعہ الکرخ میں دفن کیے گئے۔

محمد بن نصر بن صالح ...... امیر حلب کے بیٹے تھے۔ وہ ۴۶۷ھ میں وہاں کے مالک ہوئے تھے۔ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت اور با کردار تھے۔

مسعود بن المحسن[1] ...... ابن حسن بن عبدالرزاق بن جعفر البیاضی۔ یہ شاعر تھے۔ ان کے چند اشعار یہ ہیں: "میرا کوئی ساتھی اور مددگار سوائے رات کے نہیں۔ جب کہ یہ بھی میری طرف سے بھٹک جاتے۔ میں محبوب کے بھائی سے شکایت کرتا ہوں اور وہ تنگی کے بعد آئے۔ وہ شکایت کرتا ہے۔ اے وہ شخص جس کی جدائی میں میں نے اپنی کمزوری کو چھپا لیا ہے یہاں تک کہ میں عیادت کرنے والوں سے بھی پوشیدہ ہو گیا ہوں۔ میں بے خوابی سے عاری ہو گیا ہوں لہٰذا تو نے میری آنکھوں کی پلکوں کو بھلا دیا تو نیند کیسے آ سکتی ہے۔ اگر یوسف علیہ السلام اپنی خوبصورتی کی وجہ سے عورتوں کے ہاتھ کاٹنے کا سبب بنے تھے تو تم میرے جگر کے ٹکڑے کرنے والے بن گئے۔"

ابو الحسن المفسر[2] ...... علی بن حسن بن احمد بن علی بن مویہ الواحدی۔ ابن خلکان فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نسبت کس طرف

---

[1] تتمة المختصر ١/٥٦٩، ٥٧٠، خريدة القصر ١/١٤٣، شذرات الذهب ٣/٣٣٢، الكامل لابن الأثير ١٠/١٠٣، ٢٠٢، المختصر ٢/١٩٤، مرآة الجنان ٣/١٠١، المنتظم ٨/٣٠١، ٣٠٢، النجوم الزاهرة ٥/١٠٣، وفيات الأعيان ٥/١٩٤، ٢١٠، واليافعي: قال ابن خلكان: انما قيل له ذلك لأن أحد أجداده كان في مجلس بعض الخلفاء مع جماعة من العباسيين وكلهم لابسون السواد فانه كان لابس بياضا، فقال الخليفة: من ذلك البياضي؟ فثبت الاسم عليه واشتهر به.

[2] إشارة الوزراء ٢٢٥، ٢٢٦، إيضاح المكنون ٢/٣٢٤، إشارة التعيين الورقة ٣١، معجم الأدباء ١٢/٢٥٧، البلغة للفيروزآبادي ١٣٥، تتمة المختصر ١/٥٦٩، تاريخ الخميس ٢/٣٥٩، تلخيص ابن مكتوم ٢٥، دمية القصر ١/٢٠١، دول الإسلام ٢/٣، روضات الجنات ٤٨٣، شذرات الذهب ٣/٣٣٠، طبقات الأسنوي ٢/٣٨٠، طبقات النحاة لابن قاضي شهبة ٢/٥٣، طبقات المفسرين للداودي ١/٣٩٤، طبقات الشافعية لابن قاضي شهبة ٢٦ب، طبقات السبكي ٥/٢٤٠، طبقات المفسرين للسيوطي ٢٣، طبقات ابن هداية الله ١٨٠، العبر ٣/٢٦٧، غاية النهاية ١/٥٢٣، الفلاكة والمفلوكين ١١٤، كشف الظنون [illegible]، الكامل لابن الأثير ١٠/١٠٠، المختصر في أخبار البشر ٢/١٩٤، مرآة الجنان ٣/٩٦، مسالك الأبصار [illegible]، مفتاح السعادة [illegible]، معجم الأدباء [illegible]، النجوم الزاهرة ٥/١٠٤، معاهد التنصيص [illegible]، وفيات الأعيان ٣/٣٠٣، [illegible] قال ابن خلكان: [illegible] ذكر أبو أحمد العسكري [illegible] والواحدي نسبة إلى [illegible]

ہے الواحدی تین تفاسیر کے مصنف ہیں البسیط، والوسیط، والوجیز، انہیں سے امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں کے نام رکھے ہیں نیز اسباب النزول اور التحبیر فی شرح الاسماء الحسنیٰ بھی آپ کی کتابیں ہیں حضرت نے دیوان متنبی کی بھی شرح لکھی اور شروح کی کثرت کے باوجود ان کی شرح کے مثل کوئی دوسری شرح نہیں، راوی نے کہا کہ آپ کی تصانیف میں قدرتی طور پر سعادت مندی رکھی گئی ہے ان کی تصانیف کے بہترین ہونے پر لوگوں کا اجماع ہے اور اساتذہ اپنے اسباق کے دوران ان کا ذکر کرتے ہیں۔ انہوں نے علم تفسیر الثعلبی سے پڑھا پھر بعد میں یہ ایک مدت تک بیمار رہے۔

ناصر بن محمد...... ابن علی ابو منصور ترکی الصاغری۔ وہ حافظ محمد بن ناصر کے والد تھے انہوں نے قرآن پڑھا اور احادیث کا سماع بھی کیا انہوں نے جامع منصور میں الخطیب سے علم تاریخ حاصل کیا، وہ بڑے خوش مزاج اور نیک صالح آدمی تھے۔ یہ حضرت اسی سال ذی قعدہ کے مہینے میں عین جوانی میں تیس سال سے پہلے وفات پا گئے۔ بعض لوگوں نے ان کی شان میں ایک طویل مرثیہ پڑھا علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے اسے المنتظم میں مکمل تحریر کیا ہے۔

یوسف بن محمد بن الحسن(1)...... ابوالقاسم الہمدانی، انہوں نے سماع کیا اور کتابوں کی تصنیف وتالیف کا کام کیا۔ ان کا بھی اسی سال انتقال ہوا، یہ انتقال کے وقت تقریباً ۹۰ سال کے تھے۔

۴۶۹ھ کے واقعات

اس سن میں قلعہ دمشق کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ اصل میں بات یہ ہے کہ جب ملک معظم آتسز بن اوف خوارزمی نے گذشتہ سال جب دمشق عبیدیین سے چھینا تھا تو اس نے اس سال دمشق میں اس عظیم قلعہ کا تعمیراتی کام شروع کروا دیا تھا۔ جبکہ آج کل اس قلعہ کی جگہ پر ایک شہر کا دروازہ قائم ہے، جو کہ باب الحدید کے نام سے معروف ومشہور ہے وہ دروازہ آج کل کے دار رضوان کے سامنے تھا جو کہ البرابیہ کا باب سے نکلتا تھا۔ قلعہ کی تعمیر ابھی مکمل نہ ہونے پائی تھی کہ بادشاہ مظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان السلجوقی نے اس سے یہ ملک چھین لیا، پھر اس نے اس کی عمارت کو بہت خوبصورت انداز میں مکمل کروایا۔ اور اس قلعہ میں دار رضوان بادشاہ کے لئے تعمیر کروایا۔ یہ عمارت نورالدین محمود بن زنگی کے زمانہ تک اسی حالت پر قائم رہی۔ اس کے بعد ملک صلاح الدین بن یوسف بن ایوب نے اس میں کچھ جدید تعمیر کا کام کروایا۔ پھر اس کے نائب ابن مقدم نے امور المملکت کے لئے نیا گھر بنوایا۔ بعد میں صلاح الدین کے بھائی ملک عادل نے اور اس کی اولاد نے اس کے برجوں کو آپس میں تقسیم کر لیا۔ ان میں سے ہر بادشاہ نے اس میں نیا برج بنوایا۔ ہر ایک نے بہت اعلیٰ، بلند و مضبوط بنوایا۔ بادشاہ ظاہر بیبرس نے اس کے مغربی جانب والے قلعے کو از سر نو تعمیر کروایا۔ اس کے بعد بادشاہ اشرف بن قلاوون کے دور حکومت میں اس کے نائب الشجاعی نے اس کا شمالی حصہ، نیلا گنبد اور اس کے آس پاس کا حصہ تعمیر کروایا۔ اس سال ماہ محرم میں خلیفہ بہت سخت بیمار پڑ گیا، لوگوں نے اس کے معاملے میں الٹی سیدھی باتیں پھیلا دیں۔ اس صورت حال میں بادشاہ باہر نکل آیا، لوگوں نے جب اس کو سامنے دیکھا تو مطمئن ہو گئے اس سال دریائے دجلہ میں پانی ساڑھے اکیس ہاتھ اوپر چڑھ گیا، تو لوگوں نے اپنے مال وغیرہ منتقل کرنے شروع کر دیئے۔ دار الخلافہ کے بارے میں لوگ ڈرنے لگے کہ یہ ڈوب نہ جائے، اس لئے رات کو خلیفہ قائم بامر اللہ کا تابوت شہر رصافہ کے قبرستان منتقل کر دیا گیا۔

اس سال حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان فتنے شروع ہو گئے۔ ہوا یوں کہ ابن قشیری بغداد آیا اور بیٹھ کر نظامیہ پر اعتراض کرنے لگا، اور بیٹھ کر حنابلہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ اور انہیں فرقہ مجسمہ کی طرف منسوب کرنے لگا۔ ابو سعید صوفی نے اس کی مدد کی۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی بھی کچھ اس طرف مائل ہو گئے۔ اور نظام الملک کو خط بھیج کر حنابلہ کی شکایت کی جس میں ان کے خلاف اس سے مدد مانگی۔ ایک جماعت شریف ابو جعفر بن ابو موسیٰ شیخ حنبلی کے پاس گئی جبکہ وہ اپنی مسجد میں تھے، دوسرے لوگوں نے آپکا دفاع کیا اس کی وجہ سے لوگ آپس میں لڑنے لگے اور بازار [illegible] کا

---

(1) [illegible] ۳۳/۱۳، العبر ۲۶۸/۳، المنتظم: ۳۰۲/۸، وقد تصحف فيه الى الهمداني بالدال المهملة

ایک درزی قتل ہو گیا۔ دیگر لوگ بھی زخمی ہو گئے۔ فتنہ پھوٹ پڑنے سے شیخ ابو اسحاق اور ابو بکر شاشی نے اپنے ایک خط میں جو فخر الدولہ کی طرف سے تھا نظام الملک کو اس واقعہ پر مذمت کی اور وہ اپنے بنائے ہوئے مدرسے کی طرف اس بات کو منسوب کرنا نہیں چاہتا تھا۔ شیخ ابو اسحاق نے ان فتنوں کی وجہ سے غصہ میں آ کر بغداد سے جانے کا ارادہ کیا۔ تو خلیفہ نے اس کو پیغام بھیجا جس میں اس کو تسلی دی۔ پھر خلیفہ نے اسکو، شریف ابو جعفر کو، ابو سعد صوفی کو اور ابو نصر القشیری کو وزیر کے پاس جمع کیا۔ وزیر علی ابو جعفر کی تعظیم کرتے ہوئے اس کے افعال اقوال کی طرف زیادہ متوجہ ہوا۔ یہ دیکھ کر شیخ ابو اسحاق کھڑے ہوئے اور بولے کہ میں وہ شخص ہوں جسے آپ جانتے ہو جبکہ میں جوان تھا، یہ میری اصول میں کتابیں ہیں جس میں میں نے اشعریہ کے خلاف باتیں لکھیں ہیں۔ پھر انہوں نے ابو جعفر کے سر چوما۔ ابو جعفر نے اس سے کہا آپ نے سچ کہا لیکن جب آپ فقیر تھے تو آپ نے اپنی دل کی بات ظاہر نہیں کی تھی اب چونکہ سلطان اور نظام الملک کی طرف سے آپ کی مدد و نصرت ہو گئی ہے۔ اور آپ سیر ہو گئے ہیں اس لئے آپ نے اپنے دل کی بات کو ظاہر کر دیا۔ اس کے بعد ابو سعد صوفی نے بھی کھڑے ہو کر شریف ابو جعفر کے سر کو چوما اور نرمی سے مخاطب ہوا، لیکن وہ ان کی طرف غصہ سے متوجہ ہوا اور کہا کہ اے شیخ جب فقہا مسائل اصول میں بات کرتے ہیں تو انہیں ایک ملکہ حاصل ہوتا ہے لیکن آپ تو صرف سماع والے اور ڈھیلے ڈھالے قسم کے آدمی ہو تو ہم میں سے کون تیرے باطل سے مقابلہ کرے گا۔ پھر اس نے وزیر سے کہا کہ آپ ہمارے درمیان کب صلح کراؤ گے اور ہمارے درمیان صلح کیسے ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ہم ان چیزوں کو واجب سمجھتے ہیں اور ان کا اعتقاد رکھتے ہیں، یہ لوگ ان کو حرام قرار دیتے ہیں اور ان اعمال کے مرتکب کی تکفیر کرتے ہیں اور خلیفہ کے دادا القائم اور القادر نے لوگوں کے سامنے کھلم کھلا اپنے مذہب کا اقرار کیا جو کہ اہل سنت والجماعت اور سلف صالحین کے مطابق تھا، ہم بھی اسی مذہب پر قائم ہیں جیسا کہ اہل عراق واہل خراسان اس مذہب پر متفق ہیں۔ اسی مذہب کو تمام کچہریوں میں لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا گیا۔ پس وزیر نے یہاں کا سارا معاملہ بتانے کے لئے بادشاہ کو خط بھیجا۔ بادشاہ کا جوابی خط آیا جس میں ساری جماعت کا اور خصوصاً شریف ابو جعفر کا شکریہ ادا کیا گیا تھا۔ پھر خلیفہ نے ابو جعفر کو سلام پیش کرنے کے لئے اور اس کی دعا سے تبرک حاصل کرنے کے لئے دار الخلافہ طلب کر لیا۔

علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ اس سال ماہ ذی قعدہ میں، بغداد، واسط اور سواد میں امراض کثرت سے پھیل گئے جبکہ ملک شام سے بھی ایسے ہی خبر آئی۔ اس سال بغداد سے بری باتیں اور بے [illegible] عورتیں نکال دی گئیں۔ فاسق و فاجر لوگ بھی وہاں سے بھاگ گئے۔ اسی سال نصر بن محمود بن مرداس نے اپنے والد کی وفات کے بعد حلب پر اپنی حکومت قائم کر لی۔ اسی سال امیر علی بن ابو منصور بن قرامرز بن علاؤ الدین بن کاکویہ نے السّت خاتون سے نکاح کیا جو کہ بادشاہ الپ ارسلان کی کے چچا داؤد کی بیٹی تھی اور خلیفہ القائم بامر اللہ کی بیوی تھی۔ اس سال بادشاہ دمشق اقسیس نے مصر کا محاصرہ کیا۔ وہاں کے حاکم المستنصر باللہ کو پریشان کیا لیکن پھر دمشق واپس آ گیا اور اس سال امیر جنفل ترکی مقطع کوفی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

اسفہید وست بن محمد بن الحسن ابو منصور الدیلمی ...... شاعر تھے انہوں نے عبد اللہ بن حجاج اور عبد العزیز بن نباتہ وغیرہ سے ملاقات کی جو کہ شاعر تھے۔ یہ شیعہ تھے، بعد میں انہوں نے توبہ کر لی اور اپنے ایک قصیدہ میں انہوں نے اپنے اعتقاد کے بارے میں بتایا ”جب مجھ سے میرے اعتقاد کے بارے میں پوچھا جاتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ میرا مذہب وہی ہے“ جو نیک لوگوں کا مذہب ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ محمد ﷺ کے بعد سب سے بہتر انسان حضور کا صدیق اور ان کا غار کا ساتھی ہے پھر ان کے بعد تین شخص (عمر فاروق، عثمان غنی، علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ مخلوق میں بہترین ہیں وہ پاکیزہ لوگوں کے سردار اور معزز ہیں۔ یہی میرا عقیدہ ہے اور اسی میں اپنی کامیابی اور جہنم کی آگ سے آزادی کی امید رکھتا ہوں۔

طاہر بن احمد بن بابشاذ(۱) ...... ابو الحسن المصری النحوی، یہ مصر میں جامع عمرو بن العاص کی چھت سے گر گئے تھے اور اسی سال رجب میں فوراً ہی انتقال کر گئے۔ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے بتایا کہ یہ مصر میں اپنے اہل زمانہ کے درمیان امام نحو تھے۔ آپ کی نحو پر بہت ہی مفید کتابیں ہیں جن میں ان کا مقدمہ اور اس کی شرح اور زجاجی کی شرح الجمل بھی شامل ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ آپ کا مصر میں یہ کام ہوتا تھا کہ جو بھی خط دیوان انشاء میں لکھے جاتے تھے وہ پہلے آپ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے۔ تو ان خطوط میں جو کمی وغیرہ رہ جاتی تھی اس کی اصلاح فرما دیتے تھے۔ ان کے بعد ان خطوط کو متعین کئے گئے پتے پر روانہ کیا جاتا تھا۔ اس کام پر ان کو بھی خاصی تنخواہ ملتی تھی اور ایک عمدہ مرتبہ تھا۔ ایک دفعہ کی بات ہے کہ آپ اپنے دوستوں کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک بلی آ گئی تو انہوں نے اس کے واسطے کوئی چیز پھینکی بلی نے اسے اٹھایا اور تیزی سے بھاگ گئی۔ پھر وہ دوبارہ آ گئی۔ انہوں نے دوبارہ اس کے واسطے کوئی چیز پھینک دی بلی اس کو بھی جلدی سے لے گئی۔ تیسری مرتبہ پھر آ گئی۔ اس بار بھی انہوں نے اس کے لئے کچھ پھینک دیا۔ اور بالآخر ان کی وفات اسی سال جمادی الاخریٰ کے مہینے میں نیشاپور ہی میں ہوئی۔

لیکن ساتھ میں وہ یہ بات بھی جان گئے کہ یہ خود سارا نہیں کھا رہی، اس لئے انہوں نے اس کا تعاقب کیا تو کیا دیکھتے ہیں جہاں بلی جا رہی تھی وہاں ایک اور اندھی بلی تھی۔ اس بات انہیں بہت زیادہ تعجب ہوا۔ شیخ نے کہا یا سبحان اللہ یہ ایک چوپایہ جانور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا رزق دوسرے کے ذریعے اس تک پہنچایا تو کیا وہ مجھے رزق نہیں دیگا۔ حالانکہ میں اس کا بندہ ہوں اور اس کی عبادت کرتا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے تمام مراتب چھوڑ دیئے اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا اور جامع عمرو بن العاص کے ایک کمرہ میں عبادت اور اشتغال وغیرہ میں لگ گئے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ علم نحو میں آپ کی تعلیقات کو جمع کیا گیا ہے جو کہ تقریباً 15 جلدوں پر مشتمل ہیں۔ آپ کے شاگرد جیسے ابن بری وغیرہ ان کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔ ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور انہیں تعلیق الغرفہ کے نام سے پکارتے ہیں۔

عبداللہ بن محمد بن عبداللہ(۲) ...... ابن عمر بن احمد بن مجمع بن محمد بن یحییٰ بن معبد بن ہزار مرد ابو محمد الصریفینی جو کہ ابن معلم کے نام سے بھی مشہور ہیں متعدد مشہور مشائخ احادیث میں سے ایک ہیں یا یہ درازی عمر کی وجہ سے مشائخ کی جماعت سے منفرد ہیں وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے الجعدیات کو ابن حبابہ عن ابی القاسم البغوی عن علی بن الجعد کے طریق سے بیان کیا ہے، وہ اس کا سماع ہے اس کی وجہ سے بہت لوگوں نے ان کی طرف سفر کیا۔ حفاظ کی ایک جماعت نے ان سے اس کا سماع کیا جن میں خطیب بھی داخل ہیں۔ وہ ثقہ، مجموعہ، راوی اور اچھے طریقے پر چلنے والے تھے۔ سلف اہل کے تھے ان کی وفات صریفین کے مقام پر ۸۵ سال کی عمر میں ہوئی۔

حیان بن خلف(۳) ...... ابن حسین بن حیان بن محمد بن حیان بن وہب بن حیان ابو مروان القرطبی بنی امیہ کے غلام، تھے تاریخ [illegible]

---

(۱) انباہ الرواۃ ۲/۹۵ – ۹۷، اشارۃ التعیین الورقہ ۲۲، ۲۳، بغیۃ الوعاۃ ۲/۱۷، تتمۃ المختصر ۱/۵۶۸، تلخیص ابن مکتوم ۹۸، ۹۹، حسن المحاضرۃ ۱/۵۳۲، روضات الجنات ۳۴۸، شذرات الذہب ۳/۳۳۳، طبقات ابن قاضی شہبۃ ۲/۱۸، العبر ۳/۲۷۱، الفلاکۃ والمفلوکین ۱۱۲، کشف الظنون ۱/ق ۱۱، ۲۴۴، ۴۰۳، ۴۰۵، ۲/۱۲۱۲، ۱۴۵۳، ۱۹۰۲، الکامل لابن الاثیر ۱۰/۱۰۲، خزانۃ البغدادی ۳/۹۶، معجم الادباء ۱۲/۱۷، ۱۹، المنتظم ۸/۳۰۹، المختصر ۲/۱۹۳، مسالک الابصار ۴/۲۵۹، ۲۶۱، النجوم الزاہرۃ ۵/۱۰۵، نزہۃ الالباء ۳۶۱، وفیات الاعیان ۲/۵۱۵ – ۵۱۷، الوافی بالوفیات ۱۶/۳۹۰، قال ابن خلکان وبابشاذ بباءین موحدتین بینہما الف ثم شین معجمۃ وبعد الالف الثانیۃ ذال معجمۃ وہی کلمۃ عجمیۃ تتضمن الفرح والسرور.

(۲) الانساب المتفقہ ۸۱، الانساب ۸/۲۹۱، تاریخ بغداد ۱۰/۱۲۹، شذرات الذہب ۳/۳۳۳، العبر ۳/۲۷۰، الکامل ۱۰/۱۰۱، اللباب ۲/۲۳۰، معجم البلدان ۳/۴۰۳، المنتظم ۸/۳۰۹ – ۳۱۰.

(۳) بغیۃ الملتمس ۲۶۵، جذوۃ المقتبس ۲۰۰، الذخیرۃ ۱/۲/۵۷۳، ۶۰۲، شذرات الذہب ۳/۳۳۳، الصلۃ ۱/۱۵۳، ۱۵۴، العبر ۳/۲۷۰، کشف الظنون ۱/۲۵۹، ۴۶، ۹۴، نفح الطیب انظر الفہرس، تراجم اندلسیۃ لعبد اللہ عنان ۱/۲۸۱، وفیات الاعیان ۲/۲۱۸، الوافی ج ۱۳ [illegible]

جو کہ ۹۰ جلدوں پر مشتمل ہے اس کے مصنف تھے حافظ ابو علی الغسانی ان کی فصاحت وبلاغت اور سچائی کی تعریف کیا کرتے تھے۔ فرمایا کہ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا کہ تین دن کے بعد مبارکباد پیش کرنا محبت کی تحقیر ہے، اسی طرح تین بعد تعزیت کرنا مصیبت کو بھڑکاتا ہے۔ ابن خلکان نے فرمایا کہ یہ اس سال ماہ ربیع الاول میں فوت ہوئے، بعض لوگوں نے انہیں خواب میں دیکھا تو ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میری مغفرت ہوگئی ہے۔ تاریخ پر تو میں پریشان و نادم ہوں، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے مجھے معاف فرما دیا اور میرے گناہوں سے درگزر کیا۔

ابونصر السجزی الوائلی ...... ان کی نسبت سجستان کے ایک گاؤں کی طرف ہے اس کو وائل کہا جاتا ہے انہوں نے بہت سی حدیثیں سنیں بہت سی کتابیں تصنیف کیں، پھر باہر چلے گئے اور حرم میں مقیم ہوگئے ان کی ایک تصنیف "کتاب الابانہ" ہے جو کہ اصول میں ہے، ان کی فروع میں بھی تصنیفات ہیں بعض لوگ حفاظ میں الصوری پر ان کو ترجیح دیتے ہیں۔

محمد بن علی بن الحسین(۱) ...... ابوعبداللہ الانماطی، جو کہ ابن سکینہ کے نام سے زیادہ مشہور تھے یہ ۳۹۰ھ میں پیدا ہوئے۔ یہ بہت زیادہ احادیث سننے والے تھے ۷۹ سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

سن ۴۷۰ھ کے واقعات وحادثات

ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سال ماہ ربیع الاول میں ایک مسجد محلہ توثہ کی غربی جانب دو کھجور کے درختوں پر بجلی گر گئی جس سے ان کے اوپر والے حصے جل گئے لوگوں نے اوپر چڑھ کر آگ کو بجھایا اس کی شاخوں کو اتارا تو وہ بجلی سے بھڑک رہی تھیں۔ راوی نے فرمایا کہ نظام الملک کی جانب سے ایک خط شیخ ابواسحاق الشیرازی کے پاس آیا جو ان کے اس خط کے بارے میں تھا، جو انہوں نے حنابلہ کے بارے میں لکھا۔ پھر ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے مضمون کے بارے میں بتایا کہ کسی کے مذہب کو بدلنا اور اسے دوسرے مذہب پر لانا ممکن ہوتا ہے اس علاقے کے اکثر لوگ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے پیروکار ہیں۔ ان کی عظمت شان اور رفعت ائمہ اور عوام کسی سے پوشیدہ نہیں، اتباع سنت کے معاملہ میں بھی آپ کی شان بالکل واضح ہے یہ بات انہوں نے ایک طویل کلام میں بتائی ہے مزید کہا کہ اس سال ماہ شوال میں حنابلہ اور نظامی فقہاء کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ دونوں میں سے ہر ایک فریق کو عوام کی حمایت حاصل تھی ان کے مابین اس جنگ میں تقریباً ۲۰ آدمی مارے گئے جبکہ مزید زخمی بھی ہوئے اس کے بعد جنگ رک گئی۔ راوی نے کہا کہ ۹ شوال کو خلیفہ المقتدی کے ہاں ان کا بیٹا المستظہر ابوعباس احمد پیدا ہوا۔ اس خوشی میں شہر کو مزین کیا گیا وزیر مبارک باد وصول کرنے کے لئے بیٹھا۔ پھر اتوار کے دن ۲۶ شوال کو اس کے ہاں ایک دوسرے بچے کی پیدائش ہوئی، اس کا نام ابو محمد ہارون رکھا گیا۔ راوی نے کہا ہے کہ اس سال تاج الدولہ ارسلان شام کا والی بنا۔ اس نے حلب کا محاصرہ کیا جنفل مقطع الکوفی نے اس سال لوگوں کو حج کرایا۔ ابن جوزی ذکر فرماتے ہیں کہ وزیر ابن جہیر نے ایک بڑا منبر بنایا تاکہ اس پر بیٹھ کر مکہ میں خطبہ دیا جائے جب وہ مکہ پہنچا تو مصریوں کا خطبہ دوبارہ شروع ہو چکا تھا۔ اس لئے اس نے وہ منبر توڑ کر جلا دیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن محمد بن احمد بن یعقوب ...... ابن احمد ابوبکر اسیر بوری المقری یہ آخری آدمی ہیں جنہوں نے ابوالحسن بن معروف سے روایت کی ہے۔ یہ قابل بھروسہ، عبادت گزار اور اچھے طور طریقے والے آدمی تھے خطیب نے آپ کے بارے میں لکھتے ہوئے کہا کہ آپ بہت سچے آدمی تھے۔

---

(۱) تاج العروس ۹/۴۲۰، مادۃ (سکن)، المنتظم: ۸/۳۱۰۔

ان کا اسی سال ۸۹ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

احمد بن محمد [1] ابن احمد بن عبداللہ ابوالحسن بن النقور بزاز اور مسند حدیث میں سے ہیں۔ بہت سے شیوخ سے حدیث سنی [illegible] سے حدیث روایت کی اور ایک [illegible] منفرد ہیں جیسے نسخہ طالوت بن عباد، کامل ابن طلحہ الجحدری، ہدبہ اور ابی الحسن بن بکر [illegible] آپ بہت [illegible] تھے۔ پڑھنے پر ایک دینار لیتے تھے۔ اس لیے کہ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے حدیث پڑھانے پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ان کو دیا تھا کیونکہ یہ اسی کی وجہ سے کمائی وغیرہ کرنے سے قاصر رہتے تھے۔ ان کی وفات ۹۰ سال کی عمر میں ہوئی۔

احمد بن عبدالملک [2] ابن علی بن احمد ابو صالح مؤذن نیشاپوری حافظ، انہوں نے بہت زیادہ تصنیف و تالیف کی۔ جنہوں نے تقریباً ہزار شیوخ سے لکھا، یہ وعظ کیا کرتے تھے اور اذان دیتے تھے، ۸۱ سال سے زیادہ عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

عبداللہ بن حسن بن علی ابوالقاسم بن ابی محمد الخلال آخری شخص ہیں جنہوں نے ابو حفص الکتانی سے حدیث روایت کی ہیں۔ انہوں نے بہت سے شیوخ [illegible] سے روایت کی ہے اور [illegible] ثقہ تھے۔ ۸۵ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، باب حرب میں دفن کیے گئے۔

عبدالرحمٰن بن مندہ ابن محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن ابراہیم ابوالقاسم بن ابی عبداللہ الامام، انہوں نے اپنے والد صاحب اور مختلف شہروں کے لوگوں سے حدیث کا سماع کیا۔ ان کی طرف سفر کر کے بہت سے لوگ آئے۔ یہ بادشاہوں سے [illegible] احتیاط کرنے والے، مذہب کے پیروکار، شب بیدار، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذریعے [illegible] عبداللہ [illegible] کے زمانے [illegible] ۸۶ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ ان کے جنازہ میں لوگوں کی اتنی بڑی تعداد شریک ہوئی جسے اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عبدالملک بن محمد ابن عبداللہ بن یوسف بن محمد بن المظفر بن علی ابوالقاسم [illegible]۔ یہ ثقہ امین [illegible] میں سے ایک تھے۔ [illegible] انہوں نے بہت سی حدیثیں سماع کیں اور آپ اکثر طلبہ کے واسطے حدیثیں پڑھا کرتے تھے (پڑھواتے تھے)۔ آپ اسی سال محرم میں [illegible] سال کی عمر میں فوت ہوئے اور ابراہیم الحربی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

شریف ابو جعفر حنبلی [3] عبدالخالق بن عیسیٰ بن احمد بن محمد بن عیسیٰ بن احمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس بن عبدالمطلب، ابو جعفر بن ابی موسیٰ الہاشمی الحنبلی، یہ ان آئمہ اور عبادت گزار متقیوں میں سے تھے جو دیانت، افضل عبادات، اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم کرنے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں مشہور تھے۔ آپ اللہ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ ۴۱۱ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے قاضی ابو یعلیٰ سے علم حاصل کیا۔ آپ نے قاضی [illegible] دامغانی کے پاس گواہی دی تو انہوں نے قبول کیا۔ اس کے بعد انہوں نے شہادت چھوڑ دی۔

---

[1] سیر اعلام النبلاء [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]، دول الاسلام ۲/۴، شذرات الذہب [illegible]، العبر [illegible]، الکامل [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرۃ ۵/۱۰۴۔

[2] الاعلام [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]، طبقات الشافعیۃ [illegible]، دول الاسلام [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الاسنوی [illegible]، طبقات الحفاظ [illegible]، العبر [illegible]، الکامل [illegible]، معجم الادباء [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرۃ ۵/۱۰۵۔

[3] دول الاسلام ۲/۵، ذیل طبقات الحنابلۃ ۱/۱۵، شذرات الذہب ۳/۳۳۶، العبر [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاہرۃ ۵/۱۰۶۔

دینداری اور امانت میں مشہور تھے جب خلیفہ قائم بامر اللہ کے انتقال کا وقت آیا تو انہوں نے یہ وصیت کی کہ ان کو شریف ابو جعفر غسل دیں، ان کے واسطے خلیفہ نے بہت سی چیزوں اور عظیم مال کی وصیت کی لیکن انہوں نے کچھ بھی قبول نہ کیا۔ جب حنابلہ اور اشعریہ کے درمیان جنگ ہوئی ابن قشیری کی وجہ سے تو انہیں دارالخلافہ میں اعزاز و اکرام سے قید کر کے رکھا گیا ان کے پاس فقہاء وغیرہ آ کر ان کے ہاتھ و سر کو بوسہ دیا کرتے تھے۔ مسلسل یہیں رہے یہاں تک کہ بیمار ہو گئے تو آپ کو اپنے گھر والوں کے پاس جانے کی اجازت مل گئی۔ حضرت اپنے گھر میں ۱۵ صفر بروز جمعرات اس سال انتقال کر گئے۔ ان کو امام احمد رحمہ اللہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔ لوگ آپ کی قبر کے پاس ہر جمعہ کی رات کو آ کر بار بار ختم کرتے۔ قبر کے پاس ختم پڑھا کرتے تھے یہاں تک سردی کا موسم آ گیا تو جو کچھ اس وقت تک آپ کی قبر پر پڑھا گیا اور آپ کے لئے بخشا گیا وہ دس ہزار ختم تھے۔ واللہ اعلم۔

محمد بن محمد بن عبد اللہ ...... ابو الحسن بیضاوی یہ شیخ الکرخ میں فقہائے شافعیہ میں سے ایک تھے۔ ان کے والد کے پاس ان کو دفن کیا گیا۔

سن ۴۷۱ھ کے واقعات

اس سال سلطان ملک المظفر تاج الملوک تتش بن الپ ارسلان السلجوقی دمشق کے بادشاہ نے اور وہاں کے بادشاہ اقسیس کو قتل کر دیا۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ اقسیس نے اس کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ وہ مصریوں کے خلاف اس کی مدد کرے جب وہ پہنچا تو اقسیس اس کے استقبال کے لئے باہر نہ نکلا۔ تو ارسلان نے اس کے قتل کا حکم دے دیا پس اقسیس اسی وقت قتل کر دیا گیا۔ اس کے خزانے میں ایک سرخ یاقوت کا پتھر ملا جس کا وزن ۱۷ مثقال تھا، جبکہ ساٹھ موتیوں کے دانے بھی نکلے ان میں سے ہر ایک ایک مثقال سے زیادہ تھا۔ اس کے علاوہ ۵۰۰۰۰ دینار اور ۲۰۰ سونے کی زینیں وغیرہ بھی نکلیں۔ وہ یا اقسیس ہے جو اتسز بن اوف الخوارزمی ہے ان کا لقب معظم تھا وہ نیک بادشاہ تھے نیک سیرت اور اچھی عادات کے مالک تھے۔ انہوں نے رافضیت کو شام کے علاقوں سے ختم کیا، حی علی خیر العمل والی اذان انہوں نے ملک شام میں بند کرائی۔ تمام صحابہ سے راضی ہونے کا حکم دیا۔ انہوں نے دمشق میں وہ قلعہ بھی تعمیر کیا جو شام محروسہ میں اسلام کا قلعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے، ان کی قبر کو رحمت سے تر کرے، ان کا ٹھکانہ جنت الفردوس میں بنائے۔ اس سال وزیر ابن جہیر نظام الملک کے حکم سے معزول کر دیا گیا اس وجہ سے کہ اس نے شافعیہ کے خلاف مدد کی تھی، پھر جب مقتدی نے نظام الملک سے اس کے لوٹانے کے بارے میں درخواست کی تو اس کے لڑکے کو لوٹایا گیا جبکہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ اس سال سعد الدولہ جو ہرامیر بغداد آیا۔ اس کی خوشی میں اوقات نماز میں اس کے گھر کے سامنے ڈھول بجائے گئے۔ اس نے خلیفہ کی بے ادبی کی اور گھوڑوں کی رسیاں باب الفردوس پر باندھیں۔ خلیفہ کو اس کا معاملہ کے بارے میں لکھا گیا تو خلیفہ کی جانب سے ایک خط آیا جس میں اس پر ڈانٹ تھی۔ اس سال مقطع الکوفہ جنقل الترکی کی قیادت میں لوگوں نے حج کیا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائے۔

اس سال وفات پانے والے افراد

سعد بن علی(۱) ...... ابن محمد بن علی بن حسین بن ابو القاسم الزنجانی۔ انہوں نے آفاق کا سفر کیا اور بہت حدیثیں حاصل کیں۔ وہ امام، حافظ،

---

(۱) (الاکمال ۴/ ۲۲۹، الأنساب ۶/ ۳۰۵، تبصیر المنتبه ۲/ ۶۶۱، تذکرة الحفاظ ۳/ ۱۱۷۴، ۱۱۸۰، دول الإسلام ۲/ ۵، شذرات الذهب ۳/ ۳۳۹، ۳۴۰، العقد الثمین ۴/ ۵۳۵، ۵۳۶، العبر ۳/ ۲۷۴، المنتخب ۱/ ۲۲۳، المنتظم ۸/ ۳۲۰، النجوم الزاهرة ۵/ ۱۰۹، والزنجانی بفتح الزای وسکون النون وفتح الجیم وفی آخر هانون هذه النسبة الی زنجان وهی بلدة علی حدود اذربیجان من بلاد الجبل)

عبادت گزار تھے۔ پھر [illegible] کی طرح بیت المقدس شریف سے لگے رہے اور لوگ ان سے برکت حاصل کرتے تھے۔ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ لوگ تبرک حاصل کرنے کی خاطر ان کے ہاتھ پاؤں چومتے تھے۔

سلیم بن الجوزی: یہ نسبت دجیل کے کسی گاؤں کی طرف ہے۔ وہ عبادت گزار پرہیز گار تھے۔ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ ایک مدت تک [illegible] کے ایک سانس پر روزہ گزارا کرتے تھے انہوں نے حدیث کا سماع کیا اور ان سے بھی سماع کیا گیا۔

عبداللہ بن سمعون: ابو محمد القاضی المالکی القیروانی۔ بغداد تشریف لاتے ہوئے باب حرب میں دفن کئے گئے۔ وہ نیک پرہیز گار عالم تھے۔

۴۷۳ھ کے واقعات وحادثات

اس سال بادشاہ غزنہ ملک محمد بن مسعود بن محمود بن سبکتگین نے ہندوستان کے کئی قلعوں پر قبضہ کر لیا پھر اپنے ملک کی طرف مال غنیمت لے کر پہنچا۔ اس سال امام جعفر بن المقتدی بامر اللہ کی پیدائش ہوئی۔

اس کی پیدائش پر بغداد کو خوب سجایا گیا۔ اس سال صاحب موصل امیر شرف الدولہ مسلم بن قریش بن بدران عقیلی اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال منصور بن مروان اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال سلطان نے ابن علان یہودی ضامن بصرہ کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس کے خزانہ میں سے چار لاکھ دینار نکلے۔ بصرہ کے [illegible] کے لئے ایک [illegible] گھوڑوں کو ہر سال ضامن ہوا۔ اس سال عمید الدولہ بن نظام الملک نے حرم سے [illegible] پر قبضہ کر لیا۔ اس سال لوگوں نے جعفر بن المقتدی کی بیعت کی اور مکہ سے مصریوں کا خطبہ ختم کر دیا۔ اب مکہ مکرمہ میں مقتدی اور سلطان ملک شاہ سلجوقی کا خطبہ شروع ہوا۔

اس سال فوت ہونے والے افراد

عبدالملک بن الحسن بن احمد بن خیرون: ابو منصور۔ بہت سی حدیثوں کا سماع کیا تھا۔ وہ ثقہ عبادت گزار تھے۔ مسلسل روزے رکھتے تھے اور ہر دن ایک قرآن شریف کا ختم کیا کرتے تھے رحمہ اللہ۔

محمد بن محمد بن احمد[1]: بن حسین بن عبدالعزیز بن مہران بن العکبری۔ انہوں نے ہلال حفار، ابن رزقویہ اور شاذان وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا۔ ابو الفضل بن ناصر کہتے ہیں کہ وہ شاعر بھی تھے ان کے چند اشعار یہ ہیں۔ "جو لوگ پہلے گزر چکے ہیں اور جنہوں نے ہمیں اپنا جانشین بنایا ہے ہم ان کے بارے میں طویل غور وفکر کرتے ہیں، وہ لوگ موت کے بعد ذکر ہونے کی وجہ سے زندہ ہیں ہم چونکہ گمنام ہیں اس لئے زندہ ہو کر بھی مردہ ہیں"۔ اس سال رمضان میں ان کا انتقال ہوا ان کی عمر ۸۰ سال تھی۔

ہیاج بن عبیداللہ[2]: شام کے خطیب تھے حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ وہ اپنے زمانے کے پرہیز گاروں فقیہوں اور عبادت گزاروں

---

[1] الأنساب [illegible] تاریخ بغداد [illegible] لسان المیزان [illegible] العبر [illegible] الکامل في التاریخ [illegible] المنتظم [illegible] وله ترجمة [illegible] في النجوم الزاهرة [illegible]

[2] الأنساب [illegible] الأنساب [illegible] تبصير المنتبه [illegible] شذرات الذهب [illegible] العبر [illegible] العقد الثمين [illegible] طبقات الإسنوي [illegible] طبقات السبكي [illegible] اللباب [illegible] معجم البلدان [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] وله ترجمة في: الأنساب واللباب ومعجم البلدان: هياج بن محمد بن عبيد وفي البداية: هياج بن عبيد الله.

میں سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ کافی عرصہ تک مکہ مکرمہ میں رہتے ہوئے وہاں فتوے دیتے رہے۔ روزانہ تین بار پیدل عمرہ کیا کرتے تھے جب سے وہ مکہ آئے انہوں نے جوتے وغیرہ نہیں پہنے۔ وہ شہریوں کے ساتھ پیدل جا کر حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کرتے تھے اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر طائف جا کر زیارت کیا کرتے تھے۔ کوئی چیز ذخیرہ نہیں کرتے تھے صرف ایک ہی قمیض پر اکتفاء کیا کرتے تھے۔ اہل روافض کے کسی فتنہ میں مکہ کے ایک امیر نے آپ کو مارا جس سے آپ کافی دن تک بیمار رہے اور پھر انتقال کر گئے ۸۰ سال سے کچھ زیادہ عمر پائی۔ رحمہ اللہ

سن ۴۷۳ھ کے واقعات وحادثات

اس سال سلطان ملک شاہ کا بھائی خراسان کے بعض علاقوں کا حکمران بنا۔ اس سال واعظین کو وعظ کی مجلس کرنے کی اجازت مل گئی جنہیں فتنہ ابن قشیری میں مجلس وغیرہ کرنے سے روک دیا گیا تھا۔ اس سال نوجوانوں کی ایک جماعت کو گرفتار کر لیا گیا جنہوں نے ایک شخص عبدالقادر ہاشمی کو اپنا امیر بنایا ہوا تھا۔ جنہوں نے دور دراز علاقوں سے اس کے ساتھ خط و کتابت کی جو شخص اس کے لئے محنت و کوشش وغیرہ کرتا اسے ابن رسول کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ جامع براثا کے پاس جمع ہوا کرتے تھے ان کے بارے میں یہ خوف ہوا کہ وہ کہیں مصریوں کے حمایتی نہ ہوں اس لئے ان کی گرفتاری کا حکم جاری کیا گیا۔ لوگوں نے جنقل کی زیر قیادت حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن محمد بن عمر — ابن محمد بن اسماعیل ابوعبداللہ بن الاخضر المحدث علی بن شاذان سے انہوں نے احادیث سن رکھی تھیں۔ وہ ظاہریہ کے مذہب پر چلتے تھے۔ تلاوت خوب کرتے تھے نیک سیرت آدمی تھے دنیا سے کم تعلق والے اور قناعت پسند تھے۔ رحمہ اللہ۔

الصلیحی — یمن پر غالب ہونے والے۔ ابوالحسن علی بن محمد بن علی جس کا لقب صلیحی تھا ان کے والد یمن کے قاضی تھے سنی تھے یہ ان کے بعد انہوں نے علم سیکھا، بہت سے علوم میں مہارت حاصل کی جبکہ یہ قرامطی شیعہ کے مذہب پر تھا۔ اس کے بعد یہ پندرہ سال حاجیوں کی رہنمائی کے کام میں لگا رہا۔ لوگوں میں اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ وہ جلد ہی یمن پر قبضہ کر لے گا۔ اس کے قتل کے بعد بلاد یمن میں حاکم تہامہ نجاح آ گیا قلیل سی مدت میں تمام بلاد یمن میں اپنی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ۴۵۵ھ میں اس کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ بادشاہ مصر نے مستنصر عبیدی کا خطبہ دیا۔ اس سال وہ ۲۰۰۰ شہسواروں کے جھنڈ میں حج کرنے نکلا تو سعید بن نجاح کی مختصر جماعت نے حج کے موسم میں ان سے چھیڑ چھاڑ کی تو وہ جنگ کے لئے تیار ہو گیا۔ اس میں یہ اور اس کا بھائی مارے گئے۔ سعید بن نجاح نے اس کے بعد اس کے ملک اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ صلیحی کے کچھ اشعار یہ ہیں "میں نے سفید ہندی تلواروں کا ان کے گندمی نیزوں سے نکاح کر دیا ہے ان کے سر جوڑائی میں کٹے اور بکھرے پڑے ہیں۔ اسی طرح بندیوں کا نکاح جائز نہیں ہوتا مگر جبکہ عورتوں کو طلاق ہو"۔

محمد بن الحسین(۱) — ابن عبداللہ بن احمد بن یوسف بن الشبلی ابوعلی، جو کہ بغدادی شاعر تھے۔ انہوں نے اسناد حدیث کا کام کیا،

---

(۱) الأنساب ۷/۲۵۲، الأنساب المتفقة ۸۲، ۸۳، البدر السافر ۱۹۱، دمية القصر ۱/۲۰۰، ۴۰۸، طبقات الأطباء ۳۳۳، ۳۲۰، فوات الوفيات ۳/۳۲۰، ۳۲۲، کشف الظنون ۴۹۹، ۸۱۳، اللباب ۲/۱۸۳، المحمدون من الشعراء ۲۴۰، معجم الأدباء ۱۰/۲۳-۲۵، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد ۸۹، النجوم الزاهرة ۵/۱۱۱، وفيات الأعيان ۴/۳۹۳، الوافي بالوفيات ۳/۱۳، ۱۹

ان کے [illegible] ہیں ان میں سے [illegible] کی علامت [illegible] کرنے والے [illegible] دونوں حال [illegible] اور خوشی [illegible] ظاہر کرنے والوں [illegible] کے دل میں [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] اپنی زندگی ختم [illegible] چھوڑ [illegible] جیسے [illegible] کا [illegible] ہو جاتا ہے [illegible] واقفیت ہے [illegible]

یوسف بن الحسن [illegible] ابوالقاسم [illegible] میں سے تھے [illegible] ۳۹۵ھ میں [illegible] پیدائش ہوئی [illegible] سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا۔

سن ۴۷۴ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ابو کامل منصور [illegible] اپنے باپ کے علاقوں کا تحول [illegible] سلطان اور خلیفہ نے اس کو خلعت دی۔ اس سال [illegible] مسلم بن قریش [illegible] حران میں [illegible] اس سال [illegible] دمشق [illegible] فتح کر لیا۔ اس سال خلیفہ نے ابن جہیر کو [illegible] کے پاس بھیجا [illegible] شادی [illegible] کے [illegible] ان کے [illegible] ہوئی۔

اس سال وفات پانے والے افراد

داؤد بن سلطان ملک شاہ: ان کے باپ نے ان کی موت پر بہت غم کیا [illegible] تک کہ [illegible] قتل کرنے کا ارادہ [illegible] سے [illegible] بغداد [illegible] تعزیت کے لئے بیٹھا گیا۔

القاضی ابوالولید الباجی[1]: سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب [illegible] الباجی [illegible] مالکی کے فقیہ تھے۔ [illegible] ۴۲۶ھ میں [illegible] مشرق کا سفر کیا [illegible] بہت سی حدیثیں [illegible] قاضی ابوالطیب طبری [illegible] تین سال [illegible] بغداد [illegible] قاضی ابوجعفر [illegible] حاصل کیا۔ خطیب بغدادی نے [illegible] احادیث [illegible] علم [illegible] حاصل [illegible] زندگی [illegible] ۳ [illegible] اپنے [illegible] تصنیفات کی [illegible] المنتقی [illegible] احکام الفصول [illegible] التعدیل والتجریح [illegible] ان کی پیدائش ۴۰۳ھ [illegible]

---

[1] [illegible]

اسی سال ماہ رجب کو انتقال کر گئے۔

ابو الاعز دبیس بن علی بن مزید: ان کا لقب نور الدولہ تھا۔ اسی سال ۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا ان میں سے ساٹھ سال تک امیر رہے۔ ان کے بعد ان کا بیٹا منصور مقرر ہوا جس کا لقب بہاء الدولہ تھا۔

عبد اللہ بن احمد بن رضوان: ابو القاسم بغدادی۔ یہ امراء میں سے تھے تین سال فالج کی بیماری میں مبتلا رہے۔ بیماری کے دنوں میں یہ ایک جگہ میں رہتے تھے جہاں سے مسجد کو دیکھ پاتے تھے اور اذان سن پاتے تھے۔

۴۷۵ھ کے واقعات و حادثات

اس سال مؤید الملک آ کر اپنے باپ کے مدرسہ میں رہا۔ تین نمازوں کے اوقات میں اس کی آمد کی خوشی میں دروازہ پر ڈھول بجائے جاتے تھے۔ اس سال شیخ ابو اسحاق شیرازی کو قاصد بنا کر سلطان ملک شاہ اور وزیر نظام الملک کے پاس روانہ کیا گیا۔ شیخ ابو اسحاق جب بھی کسی شہر سے گزرتے تو شہر والے اپنے بچوں اور عورتوں کو لے کر باہر آ جاتے ان سے ملاقات کر کے تبرک حاصل کرتے۔ ان کی سواری کو چھو کر بھی برکت لیتے اور آپ کی سواری کے پاؤں کے نیچے سے مٹی بھی لے لیتے۔ اسی طرح جب شیخ ساوہ پہنچے تو وہاں کے لوگ ان کے استقبال کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہاں جس بازار سے بھی گزرتے تو لوگ ان کو اپنی عمدہ اشیاء ہدیہ میں پیش کرتے یہاں تک کہ موچیوں کے پاس سے گزرے تو انہوں نے اپنے چھوٹے سلیپر ہدیہ دیئے تو شیخ ان پر تعجب کرتے۔ اسی سال خلیفہ کی طرف سے سلطان ملک شاہ کی بیٹی کے لئے رشتہ طلب کیا گیا۔ اس کی ماں نے ۴ لاکھ دینار کا مطالبہ کیا۔ اس کے بعد ۵۰۰۰۰ ہزار دینار پر اتفاق رائے ہو گیا۔ اس سال بادشاہ نے اپنے بھائی تکش سے جنگ کی اسے قید کر لیا لیکن پھر چھوڑ دیا جبکہ تکش اور اس کے علاقوں میں قبضہ کر لیا۔ اسی سال لوگوں نے جنقل کی زیر قیادت حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

عبد الوہاب بن محمد[1]: ابن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ ابو عمرو حدیث کے گھرانے کے حافظ تھے انہوں نے دور دراز کا سفر کیا۔ بہت سی حدیثیں لکھیں اصبہان میں ان کی وفات ہوئی۔

ابن ماکولا[2]: الامیر ابو نصر علی بن ہبۃ اللہ بن جعفر بن علکان بن محمد بن دلف بن ابی دلف العجلی امیر سعد الملک ابو نصر بن ماکولا یہ اہل حدیث اور سادات امراء میں سے تھے انہوں نے چکر لگا کر سفر کئے اور احادیث بہت سنیں۔ الاکمال فی المختلف من اسماء

---

[1] دول الاسلام [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، معجم [illegible]، المنتظم [illegible].

[2] تاريخ ابن عساكر [illegible]، تتمة المختصر [illegible]، تاريخ بروكلمان من النسخة العربية [illegible]، دول الاسلام [illegible]، الرسالة المستطرفة [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، طبقات ابن قاضي شهبة [illegible]، طبقات الحفاظ [illegible]، فوات الوفيات [illegible]، كشف الظنون [illegible]، الكامل [illegible]، مختصر الاكمال [illegible]، مرآة الجنان [illegible]، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد [illegible]، المنتظم [illegible]، معجم الادباء [illegible]، المختصر في اخبار البشر [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، هدية العارفين [illegible]، وفيات الاعيان [illegible].

بال کتاب لکھی۔ یہ ایک بڑی عمدہ کتاب ہے اتنی عمدہ کتاب کسی نے نہیں لکھی تھی کسی نے اس میں غلطیاں نہیں نکالیں مگر ابن نقطہ نے اپنی کتاب جس کا نام استدراک ہے اس میں غلطیاں نکالی ہیں۔ اس سال ان کے غلاموں نے ان کو رملہ میں قتل کر دیا ان کی پیدائش ۴۲۰ھ میں ہوئی ۵۵ سال زندہ رہے۔ ابن خلکان نے کہا کہ ان کو ۴۷۵ھ میں قتل کیا گیا بعض نے کہا کہ ان کا قتل ۴۸۷ھ میں ہوا۔ ابن خلکان نے بتایا کہ ان کا باپ قائم بامر اللہ کا وزیر تھا۔ جبکہ ان کا چچا عبداللہ بن حسین بغداد کا قاضی تھا۔ مزید کہا کہ مجھے یہ معلوم نہیں کہ ان کو امیر کا نام کیوں دیا گیا ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ یہ اپنے دادا امیر ابی دلف کی طرف منسوب ہوں۔

یہ اصل میں جربا ذقان کے تھے۔ ماہ شعبان میں عکبرا شہر ۴۲۱ھ میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے فرمایا کہ خطیب بغدادی نے جو کتاب المؤتلف تصنیف کی اس میں انہوں نے دار قطنی اور عبدالغنی کی دو کتابوں المؤتلف والمختلف کے درمیان تطبیق دی ہے اس کے بعد ابن ماکولا آئے انہوں نے خطیب پر اضافہ کیا جس کا نام کتاب الاکمال رکھا۔ وہ انتہائی مفید شکوک کو دور کرنے والی اور منضبط کتاب ہے۔ اس جیسی کتاب نہیں لکھی گئی۔ یہ امیر اس فضیلت کے بعد کسی دوسری فضیلت کا محتاج نہیں۔ اس کتاب میں ان کی کثرت اطلاع وضبط وتحریر واتقان کے بارے میں ان کی مہارت کا پتہ چلتا ہے۔ کچھ اشعار بھی ان کی طرف منسوب ہیں جن میں سے چند یہ ہیں" اس زمین سے اپنے خیمے نکال لے جس میں تیری توہین ہوتی ہو۔ ذلت سے کنارہ کشی کر کیونکہ اس سے دوری رہنا چاہیے۔ جب ملک میں نقصان ہو جائے تو وہاں سے نکل جا۔ خوشبودار لکڑی اپنے ملک میں ایندھن بن جاتی ہے۔

۴۷۶ھ کے واقعات وحادثات

اس سال عمید الدولہ ابن جہیر وزارت خلیفہ کی طرف سے معزول کر دیا گیا تو وہ اپنے بیوی بچوں کو لے کر سلطان کے پاس چلا گیا۔ ان لوگوں نے بادشاہ کے وزیر نظام الملک کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو وزیر نے اس کے بیٹے فخر الدولہ کو بلاد بکر کا امیر بنا دیا۔ وہ خلعتوں، ڈھولوں اور فوجوں کے ساتھ وہاں گیا اور حکم دیا کہ ابن مروان سے لے اور اس میں اپنا خطبہ دے۔ سکہ پر اپنا نام لکھے پس اس نے مسلسل کوششوں کے بعد ان سے چھین لیا اس کا ملک ان کے ہاتھوں برباد ہو گیا جیسا کہ اس کا بیان آگے آئے گا اور وزارت خلیفہ پر ابو فتح مظفر ابن رئیس الرؤساء بیٹھے۔ پھر شعبان میں ان کو معزول کر دیا گیا۔ ان کے بعد ابو شجاع محمد حسین کو وزیر بنایا گیا اس کو ظہیر الدین کا لقب دیا۔ جمادی الاخری میں مؤید الملک۔ ابو سعید عبدالرحمن ابن المامون امیر بنایا، جو کہ نظامیہ کی مدرس میں شیخ ابو اسحاق شیرازی کے بعد متولی تھا۔ اس سال حران والوں نے شرف الدولہ مسلم بن قریش کی نافرمانی کی تو وہ آیا اس نے محاصرہ کر کے اس کو فتح کر لیا۔ اس کی دیوار گرا دی۔ قاضی ابن حلبہ اور اس کے دونوں بیٹوں کو دیوار شہر پر سولی دے دی۔ اس سال شوال میں ابی محاسن بن ابی رضا کو قتل کر دیا گیا یہ اس لئے ہوا کہ اس بادشاہ سے نظام الملک کی چغلی کی تھی۔ اس نے بادشاہ سے کہا کہ نظام کو میرے سپرد کر دو تا کہ میں اس سے تیرے واسطے ایک کروڑ دینار لے لوں۔ نظام الملک کو یہ پتہ چلا تو اس نے ایک بڑی دعوت کی۔ اپنے ہزاروں ترک غلاموں کو اس میں بلایا۔

پھر سلطان سے عرض کیا کہ یہ سب تیرا مال ہے جو تو نے مدارس وخانقاہیں وغیرہ وقف کی ہیں یہ سب دنیا میں تیرے شکر کا باعث اور آخرت میں تیرے اجر کا باعث ہوگا۔ میرے سارے اموال وغلام تیرے ہیں میں تو ایک پیوند والی چادر اوڑھ کر بھی گذارہ کر سکتا ہوں۔ سلطان نے جب یہ باتیں سنیں تو ابو محاسن کے قتل کا حکم دے دیا حالانکہ وہ اس کے ہاں صاحب مرتبہ بھی تھا۔ اس کا خاص وشان وشوکت رکھنے والا آدمی تھا۔ بادشاہ نے اس کے باپ ابو الفضل کو عدالت سے معزول کر دیا۔ اس کی جگہ مؤید الملک کو مقرر کیا۔ اس سال لوگوں نے امیر جنقل الترکی مقطع الکوفہ کی زیر قیادت حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

شیخ ابو اسحاق الشیرازی (۱)۔ یہ ابراہیم بن علی بن یوسف فیروز آبادی ہیں، فارس کے ایک گاؤں کا نام ہے بعض لوگ اسے بڑا شہر کہتے ہیں۔ شافعی مذہب کے شیخ تھے، شہر بغداد میں نظامیہ کے مدرس تھے۔ شیخ ۳۹۳ھ میں بقول بعض لوگوں کے مطابق ۳۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ شیراز میں ابو عبداللہ بیضاوی سے علم فقہ حاصل کیا، اس کے بعد ۴۱۵ھ میں بغداد آئے اور وہیں قاضی ابوطیب طبری سے علم فقہ حاصل کیا۔ ابن شاذان اور برقانی سے علم حدیث سنی، وہ نیک، عبادت گزار، پرہیزگار اور بڑی شان والے، باعزت و قلیل المزاح متقی تھے۔ [illegible] صاحب تصنیف اور بہت سے علوم ان کے نام ہیں، انہوں نے بہت سی مفید تصنیفات کی ہیں جیسے المهذب في المذهب، التنبيه، النكت في الخلاف، اللمع في أصول الفقه، التبصرة والطبقات، تلخیص وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ امام نووی نے ان کے فضائل تفصیل سے شرح مہذب کے ابتداء میں لکھ دیئے ہیں۔ ان کی وفات ۲۱ جمادی الآخرۃ اتوار کی رات ابو المظفر ابن رئیس الرؤساء کے گھر میں ہوئی، انہیں غسل دیا گیا، ان کی نماز جنازہ دار الخلافہ کے باب الفردوس میں ادا کی گئی، نماز جنازہ میں مقتدی بامر اللہ بھی شریک تھے۔ نماز جنازہ پڑھانے کے لئے ابو الفتح مظفر ابن رئیس الرؤساء کو آگے بڑھا دیا گیا۔ انہوں نے اسی دن وزیر کا منصب سنبھالا ہوا تھا۔ اس کے بعد جامع القصر میں ان کی نماز جنازہ دوبارہ پڑھی گئی۔ باب ابرز میں بڑے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ رحمہ اللہ۔ شعراء نے آپ کی وفات پر مرثیے کہے اور بعد میں بھی تعریف کی۔ یہ خود بھی بہت اچھے شعر کہتے تھے۔ ابن خلکان نے ان کے شعر بیان کیے ہیں۔ [illegible] کے بارے میں پوچھا انہوں نے جواب دیا [illegible] جواب [illegible] شرح [illegible] بیان کئے گئے ہیں۔

ابن خلکان فرماتے ہیں کہ جب یہ فوت ہوئے تو فقہاء نے نظامیہ میں ان کی تعزیت کی، مؤید الملک نے ابو سعید متولی کو ان کے قائم مقام مقرر فرمایا۔ جب یہ خبر نظام الملک کو پہنچی تو اس نے یہ لکھ کر بھیجا کہ مدرسہ کو ان کے غم میں ایک سال بند رکھا جائے، اس نے حکم جاری کیا، اب ان کی جگہ شیخ ابو نصر ابن صباغ مقرر کر دیے گئے۔

طاہر بن حسین: ابن محمد بن عبداللہ القواس، قرآن پڑھے ہوئے تھے، حدیث بھی سنی تھی، قاضی ابوطیب طبری سے علم فقہ حاصل کیا تھا، پھر انہوں نے تمام زندگی وعظ و درس کا کام کیا، ان کا جامع منصور میں مناظرہ اور فتویٰ کا حلقہ تھا، عزت و پرہیزگاری میں ایک آدمی تھے، وہ بالکل [illegible] مشہور ہے ۸۰ سال کی عمر میں ان کا انتقال ہوا، امام احمد رحمہ اللہ کے قریب ان کو دفن کیا گیا، اللہ تعالیٰ ان پر ہمیشہ رحم فرمائے۔

محمد بن احمد بن اسماعیل (۲): یہ ابو طاہر انباری خطیب جو ابو الصقر کے نام سے مشہور ہیں۔ بہت سے شہروں کے چکر لگائے، بہت سی

---

(۱) [illegible] تبيين كذب المفتري ۲۷۶، ۲۷۸، تهذيب الأسماء واللغات [illegible] دول الإسلام [illegible] طبقات الشافعية [illegible] كشف الظنون [illegible] المختصر لأبي الفداء [illegible] معجم البلدان [illegible] المستفاد من ذيل تاريخ بغداد [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] وفيات الأعيان [illegible] الإمام الشيرازي [illegible] مقدمة كتاب طبقات الفقهاء، بيروت [illegible]

(۲) [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاهرة [illegible]

حدیثیں سنیں، وہ قابل بھروسہ، نیک، صاحب فضل، با مروت گزرے تھے۔ خطیب بغدادی نے ان سے حدیثیں سنیں۔ ان کی بہت سی تصنیفیں بھی روایت کیں۔ ماہ جمادی الاخریٰ میں انتقال کر گئے۔ عمر تقریباً ۹۰ سال تھی۔

محمد بن احمد بن حسین بن جرادہ۔۔۔۔۔ بغداد کے ایک رئیس تھے اور مالداروں میں سے ایک تھے ان کا مال تقریباً تین لاکھ دینار تھا۔ یہ اصل میں عکبرا کے تھے بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔ وہاں آپ کا ایک بہت ہی بڑا گھر تھا جو تیس کمروں پر مشتمل تھا۔ اس میں ایک حمام ایک باغ اور دو دروازے تھے ہر دروازے پر ایک مسجد تھی جب ایک مسجد کا مؤذن اذان دیتا تھا تو وسعت کی وجہ سے دوسری مسجد میں آواز نہیں آتی تھی۔ ۴۵۰ھ میں فتنہ بساسیری کے وقت خلیفہ القائم کی بیوی اس کی حفاظت میں آ گئی تھی تو اس نے امیر قریش بن بدران کو ۱۰۰۰۰ دینار دیئے۔ یہ بدران امیر عرب بھی تھا۔ تاکہ ان کے گھر کی حفاظت کرے۔ انہوں نے ایک مسجد بغداد میں بنوائی جو کہ انہی کے نام سے مشہور ہے۔ بہت سے لوگوں نے اس مسجد میں قرآن ختم کیا ہے۔ یہ بغداد کے بابرکت لوگوں میں سے تھے۔ وفات اسی سال ماہ ذوالقعدہ کو ہوئی۔ باب حرب میں امام احمد کی قبر کے قریب دفن کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا رحم فرمائے۔

۴۷۷ھ کے واقعات و حادثات

اس سال خلیفہ کے وزیر فخر الدولہ بن جہیر اور ابن مروان صاحب دیار بکر کے درمیان جنگ ہوئی۔ ابن جہیر بادشاہ عرب پر غالب آ گیا۔ ان کی دولت کو قبضہ میں لیا۔ شہروں پر بھی قابض ہو گئے۔ سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید الاسدی اس کے ساتھ تھا اس نے عرب کے بہت سے لوگوں کا فدیہ دے دیا۔ شعراء نے اس کی اس مدد کی تعریف کی۔

اس سال بادشاہ ملک شاہ نے فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ قسیم الدولہ آق سنقر بھی ان کے ساتھ تھا جو ترک تھا۔ شام و موصل کی طرف جاتے تھے۔ وہ موصل گئے۔ اس سال ماہ شعبان میں سلیمان بن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے چاہا کہ اس کے قبضہ سے آزاد کرائے لیکن سلیمان نے اسے شکست دے دی اور قتل کر دیا۔ یہ مسلم ایک نیک سیرت بہترین بادشاہ تھا۔

بڑا ان میں اس کے بعد سے ... ان کی حکومت ... ان کے بعد ان کا بھائی ابراہیم بن قریش حاکم بنا، وہ بہت عرصہ سے قید میں تھا لیکن آزاد ہو کر بادشاہ بن گیا۔ اس سال سلطان محمود بن ملک شاہ ماہ رجب کو سنجار میں پیدا ہوئے۔ ترمذ کے بادشاہ کے بھائی تکش نے سرکشی کی تو سلطان نے اسے پکڑ لیا اس کی آنکھوں میں سلائی پھیر کر جیل میں ڈال دیا۔ اس سال لوگوں نے امیر ... حسین ... کی اقتداء میں حج کیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں نے ... کے بارے میں شکایت کی کہ سفر کے دوران ان پر سختی کرتا ہے اور ان سے ٹیکس لیتا ہے۔ ... اس نے ... ان کا سفر طے کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن محمد بن دوست۔۔۔۔۔ ابو سعید نیشاپوری، صوفیت میں شیخ تھے۔ نیشاپوری شہر میں ان کی ایک خانقاہ تھی، جس کے دروازے سے ... سیادت ... اہل ... کیا کرتے تھے۔ انہوں نے کئی دفعہ حج کیا ... راستے سے حج کیا جب ... مکہ کا راستہ بند کر دیا گیا تھا اور فقراء کی ایک جماعت لیے ... عرب سے ... چلے ... اسی سال ان کا انتقال ہوا۔ عمر ۹۰ سال سے کچھ زیادہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنا رحم فرمائے۔ انہوں نے وصیت کی کہ ان کے بیٹے ابو سعد کو خلیفہ بنایا جائے۔ ان کے لیے خانقاہ کی مسند پر بٹھایا گیا۔

ابن الصباغ[1] ...... شامل کتاب کے مصنف تھے عبدالسید بن محمد بن عبدالواحد بن احمد بن جعفر ابو الامام ابو نصر بن ابو الصباغ فقیہ پورا نسب نامہ ہے۔ ۴۰۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بغداد میں ابو طیب طبری سے فقہ حاصل کیا یہاں تک کہ عراق میں شافعیہ پر سبقت لے گئے۔ بہت ہی مفید کتابیں تصنیف کیں ان میں سے ایک "الشامل فی المذہب" ہے۔ وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے اس کو نظامیہ میں پڑھایا۔ اسی سال ان کا انتقال ہوا۔ کرخ میں ہی اپنے گھر کے اندر دفن کیے گئے۔ پھر باب حرب منتقل کر دیئے گئے۔ ابن خلکان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ عراقی لوگوں کے فقیہ تھے ابو اسحاق کے مشابہ تھے بلکہ ابن صباغ مذاہب کے بارے میں ان سے زیادہ علم رکھتے تھے اس معاملہ میں یہی لوگوں کا مرجع تھے فقہ میں الشامل فی الفقہ نیز اصول فقہ میں عمدہ کتاب کے مصنف تھے۔ نظامیہ کی تدریس کے پہلی بار بھی نگران بنے تھے لیکن بیس دن بعد معزول کر کے ان کی جگہ شیخ ابو اسحاق کو نگران بنا دیا گیا۔ جب اسحاق کا انتقال ہوا تو ابو سعد المتولی نگران بنے۔ اس کے بعد ابن متولی کی وجہ سے ابن صباغ کو معزول کر دیا گیا۔ شیخ ابن الصباغ قابل بھروسہ عقل والے نیک آدمی تھے ۴۰۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ آخری عمر میں آنکھوں سے معذور ہو گئے تھے۔

مسعود بن ناصر[2] ...... بن عبداللہ بن احمد بن اسماعیل ابو سعد السجزی۔ حافظ حدیث تھے۔ حصول حدیث میں سفر بھی کیے، جس میں بہت سی احادیث سنیں۔ کئی عمدہ کتابیں جمع کیں۔ ان کی لکھائی بہت اچھی تھی۔ نقل روایت بھی بہترین تھی اور حافظ بھی تھے۔

۴۷۸ھ کے واقعات وحادثات

اس سال ماہ محرم میں ارجان میں زلزلہ آیا جس کی وجہ سے بہت سے مرد اور ان کے مویشی ہلاک ہو گئے اسی سال عراق، شام، حجاز وغیرہ میں امراض جیسے بخار، برسام، طاعون وغیرہ بہت زیادہ پھیلے جبکہ ان امراض کے بعد اچانک موت واقع ہو جاتی تھی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ جنگلات میں وحشی جانور بھی مرنے لگے اس کے بعد چوپائے بھی مرنا شروع ہو گئے یہاں تک کہ گوشت اور دودھ وغیرہ کم پڑنے لگے۔ اس صورت حال کے باوجود اہل سنت اور روافض کے درمیان جنگ چھڑ گئی جس میں کافی لوگ موت کے منہ میں چلے گئے۔ ماہ ربیع الاول میں ایک تیز ہوا چلی جس کی وجہ سے بہت تباہی ہوئی، کھجوروں وغیرہ کے بہت سے درخت بھی اس نے گرا دیئے۔ بعض شہروں میں ایک گرج دار آواز آئی تھی کہ کچھ لوگ سمجھے شاید قیامت آ گئی ہے پھر یہ کیفیت ختم ہو گئی۔ (تمام تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے) اس سال خلیفہ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا جس کا نام عبداللہ حسین رکھا گیا۔ اس کی خوشی میں بغداد کو سجایا گیا۔ طبل اور ڈھول وغیرہ بجائے گئے، صدقات خوب کثرت سے دیئے گئے۔ اس سال فخر الدولہ ابن جہیر بہت سے قلعوں کا مالک بنا۔ جن میں آمد، میافارقین وجزیرہ ابن عمر ہیں۔ جو مروانیوں کا تھا اسی سال ابن جہیر کے ہاتھوں فتح ہو گیا اس سال ماہ رمضان میں ابو بکر محمد بن مظفر شامی بغداد کے قاضی القضاۃ بنے جبکہ سابق قاضی القضاۃ ابو عبداللہ دامغانی کا انتقال ہو چکا تھا۔ ان کو دیوان میں خلعت دی گئی۔ اس سال لوگوں نے جنفل کی زیر قیادت حج کیا۔ اس نے آتے ہوئے بھی اور جاتے ہوئے بھی حضور ﷺ کی زیارت کی۔ یہ خیال ظاہر کیا کہ یہ میرا آخری حج ہے اور ایسا ہی ہوا۔

اس سال خلیفہ مقتدی بامر اللہ کا ہر محلہ میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر نئے سرے سے شروع کرنے کے بارے میں شاہی حکم آیا۔ اس نے

---

[1] المختصر [illegible]۔ تہذیب الاسماء [illegible]۔ طبقات [illegible]۔ دول الاسلام [illegible]۔ شذرات الذہب [illegible]۔ طبقات الاسنوی [illegible]۔ طبقات ابن ہدایۃ اللہ [illegible]۔ طبقات السبکی [illegible]۔ العبر [illegible]۔ الکامل [illegible]۔ کشف الظنون [illegible]۔ النجوم الزاہرۃ [illegible]۔ ہدیۃ العارفین [illegible]۔ وفیات الاعیان [illegible]

[2] الاعلام [illegible]۔ الانساب [illegible]۔ المستطرف [illegible]۔ تذکرۃ الحفاظ [illegible]۔ طبقات الحفاظ [illegible]۔ العبر [illegible]۔ مرآۃ الجنان [illegible]۔ المنتظم [illegible]۔ النجوم الزاہرۃ [illegible]

دشمنوں پر غلبہ پانے کا [illegible] کر دیا۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] سے نکال دیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن محمد بن الحسن ابن محمد بن فورک ابو بکر الفورکی، استاد ابو بکر بن فورک کے نواسے تھے بغداد میں مقیم رہے۔ یہ متکلم ہونے کی وجہ سے لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے ان کی وجہ سے مختلف مذہب والوں کے درمیان جنگ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] بے [illegible] [illegible] رکھتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کرتے تھے [illegible] [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] [illegible] [illegible] کرنے والے تھے۔ ساٹھ سال سے زیادہ عمر میں ان کا انتقال ہوا۔ اشعری کی قبر کے پاس [illegible] دفن ہوئے۔

الحسن بن علی ابو محمد المروزی اپنے زمانے کے [illegible] [illegible] تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا کرتے تھے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا کرتے تھے اپنے [illegible] [illegible] ان سے [illegible] کرتے تھے [illegible] بہت زیادہ صدقہ کرنے والے [illegible] پڑھنے والے اور نیک تھے۔ [illegible] سال عمر پائی۔ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] گیا ہے۔

ابو سعد المتولی[1] عبد الرحمن بن المامون بن علی ابو سعد المتولی، تتمہ کے مصنف تھے ابو اسحاق شیرازی کے بعد نظامیہ میں [illegible] کئے گئے [illegible] بہت سے علوم میں ماہر تھے۔ اسی سال ماہ شوال میں ان کی وفات ہوئی [illegible] سال عمر پائی۔ قاضی ابو محمد [illegible] نے نماز جنازہ پڑھائی۔

امام الحرمین[2] عبد الملک بن شیخ ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف بن محمد بن حیویہ ابو المعالی الجوینی۔ [illegible] [illegible] [illegible] امام الحرمین لقب اس لئے تھا کہ یہ چار سال مکہ کے پڑوس میں رہے۔ ۴۱۹ھ میں ان کی پیدائش ہوئی۔ بہت سی حدیثیں سنیں [illegible] اپنے والد ابو محمد الجوینی سے فقہ حاصل کیا اور ان کے بعد ان کی جگہ درس دیتے رہے۔ قاضی حسین سے فقہ حاصل کی۔ بغداد آئے وہاں [illegible] پڑھا۔ مکہ گئے [illegible] [illegible]

---

[1] [illegible] [illegible] [illegible] طبقات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] طبقات السبکی [illegible] العبر [illegible] الکامل [illegible] کشف الظنون [illegible] [illegible] [illegible] مرآۃ الجنان [illegible] [illegible] [illegible] الوافی [illegible] وفیات الاعیان [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[2] [illegible] [illegible] الانساب [illegible] تاریخ [illegible] [illegible] کشف الظنون [illegible] [illegible] دول الاسلام [illegible] [illegible] [illegible] طبقات [illegible] طبقات الاسنوی [illegible] طبقات السبکی [illegible] العبر [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] مفتاح السعادۃ [illegible] معجم البلدان [illegible] [illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible] [illegible] [illegible] وفیات الاعیان [illegible] [illegible] [illegible]

چار سال رہے پھر دوبارہ نیشاپور آ گئے تو تدریس، خطابت وعظ ان کی سپرد کر دی گئیں۔ انہوں نے "نہایت المطلب فی درایۃ المذہب، البرہان فی اصول الفقہ، اس کے علاوہ دوسرے علوم میں بھی کتابیں لکھیں۔ طلباء ان سے علمی اشتغال رکھنے کے ساتھ ساتھ دور دراز سے سفر کر کے ان کے پاس آتے تھے۔ ان کی مجلس درس میں ۳۰۰ طلباء آتے تھے طبقات میں میں نے ان کے حالات مکمل بیان کر دیے ہیں۔ انکی وفات اسی سال ۲۵ ربیع الاول کو ۵۷ سال کی عمر میں ہوئی۔ اپنے گھر میں ہی دفن کیے گئے۔ پھر اپنے والد کے پہلو میں منتقل کر دیے گئے ابن خلکان نے کہا ہے کہ ان کی والدہ باندی تھیں ان کے والد نے انہیں اپنی کمائی کے ذریعے شیخ سے خریدا تھا۔ ان کی ماں کو حکم دیا تھا کہ اس بچے کو تمہارے سوا کوئی دودھ نہ پلائے اتفاق سے ایک عورت ان کے گھر آئی اس نے ان کو ایک دفعہ دودھ پلا دیا۔ شیخ ابو محمد نے آ کر اس بچے کو اٹھایا، اسے الٹا کیا اس کے پیٹ پر اپنا ہاتھ رکھا اس کے حلق میں اپنی انگلی ڈالی۔ وہ مسلسل لگے رہے یہاں تک کہ بچے نے اس عورت کا دودھ قے کر دیا۔ امام الحرمین بھی کبھی اپنی مجلس مناظرہ میں کمزوری و تھکاوٹ پاتے تو کہتے ہیں کہ یہ اسی عورت کے دودھ پلانے کے آثار ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ جب وہ حجاز سے اپنے شہر نیشاپور آ گئے تو محراب ان کے حوالے کر دیا گیا۔ خطابت، تدریس، جمعہ کی مجلس مذاکرہ بھی ان کی سپرد کر دی گئی۔ تیس سال تک بغیر کسی مخالفت کے وہاں رہے۔ ہر فن میں کوئی نہ کوئی کتاب لکھی۔ ان کی ایک کتاب نہایہ ہے کہ اس جیسی مذہب اسلام میں اب تک کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ حافظ ابو جعفر نے کہا کہ میں نے شیخ ابو اسحاق شیرازی سے سنا کہ وہ امام حرمین سے کہتے تھے "اے مشرق مغرب کو فائدہ پہنچانے والے تو آج اماموں کا بھی امام ہے" ان کی تصانیف یہ ہیں الشامل فی اصول الدین، البرہان فی اصول الفقہ، تلخیص التقریب، الارشاد، عقیدۃ النظامیہ اور غیاث الامم اور ان کے علاوہ بھی کچھ کتابیں ہیں جن کو آپ نہ مکمل کر سکے نہ ہی ان کا نام رکھا۔

ان کے بیٹے ابو القاسم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی، ان کے سوگ میں بازار بند کر دیے گئے، ان کے شاگردوں نے اپنے قلم توڑ دیے دواتیں بھی توڑ دیں۔ وہ طلباء کل ۴۰۰ تھے جو ان کی وفات کے غم میں ایک سال تک علمی اشتغال سے رکے رہے۔ ان پر بہت مرثیے پڑھے گئے انہیں سے ایک کا قول یہ ہے کہ "مخلوقات کے دل آگ پر ہیں اور مخلوق کی زندگی راتوں کی طرح ہے کیا اہل علم کی شاخ پھل دے گی جبکہ امام ابو المعالی آج انتقال کر گئے ہیں۔

محمد بن احمد بن عبید اللہ بن احمد[1] ...... ابو علی بن الولید، مذہب معتزلہ کے شیخ، ان کے مذہب کے مدرس تھے اہل سنت نے ان پر نکیر کی اس کے بعد وہ ۵۰ سال گھر میں چھپ کر گزارے یہاں تک کہ ان کا اس سال ذوالحجہ میں انتقال ہو گیا۔ الشونیزی کے مقبرہ میں دفن ہوئے یہ وہی شخص تھے جنہوں نے اور شیخ ابو یوسف قزوینی معتزلی مفسر نے جنت میں لڑکوں کی حلت کے بارے میں مناظرہ کیا اس لیے کہ وہ اہل جنت کے لیے لڑکوں کے ساتھ ان کے کولہوں میں وطی کرنے کو حلال سمجھتے تھے جیسا کہ ابن عقیل نے ان دونوں سے روایت کیا ہے۔ یہ ان دونوں کے پاس حاضر تھا تو وہ اس کے حلال ہونے کی طرح مائل ہو گیا۔ اس لیے کہ یہ فعل وہاں فساد سے محفوظ ہے۔ امام ابو یوسف اللہ نے فرمایا کہ یہ نہ دنیا میں حلال ہے نہ آخرت میں حلال ہو سکتا ہے جبکہ ان کے کولہے آخرت میں کہاں ہوں گے۔ یہ عضو بھی تو دنیا میں بندوں کی ضرورت کی وجہ سے بنائے گئے ہیں اس لیے کہ یہ انسان کے لیے گندگی نکالنے کی جگہ ہے جنت میں کسی بھی قسم کی کوئی گندگی نہ ہو گی ہاں البتہ ان کے کھانے کے جو فاضل مادے ہوں گے وہ ان کی کھالوں سے پسینہ بن کر بہہ جائیں گے۔ وہ وہاں دھلے ہوئے ہوں گے کولہوں کی انہیں وہاں کوئی ضرورت نہ ہو گی۔ اس مسئلہ کی مکمل صورت نہیں ہو سکتی۔ اس شخص نے ایک حدیث اپنے شیخ ابو الحسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی سند سے شعبہ کے طریق سے روایت کی اس طرح کہ شعبہ نے روایت کی منصور سے انہوں نے ربعی سے انہوں نے ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم حیا نہ کرو تو جو جی چاہے کرو۔ اس کو قعنبی نے شعبہ سے روایت کیا ہے ان سے قعنبی کے سوا اس حدیث کو کسی نے روایت نہیں کیا۔ جب وہ [illegible] ان کے پاس آیا تو وہ گڑھے میں پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے ان سے کہا۔ حدیث سنائیے۔ انہوں نے ان کار

---

(۱) شذرات الذہب: ۳۶۲/۳، العبر ۲۹۱/۳، ۲۹۲، الکامل ۱۰/ ۱۳۶، لسان المیزان ۵/ ۵۶، المنتظم ۲۲۰/۱۶، المغنی فی الضعفاء ۵۳۸/۲، میزان الاعتدال ۴۶۳/۳، النجوم الزاہرۃ ۱۲۱/۵، الوافی ۸۲/۲، ۸۱)

کیا گیا وعظ کرتے ہوئے اس کو حدیث بتائی یا التزام بھی کیا کہ وہ ان سے کسی کو حدیث نہیں سنائے گا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ قعنبی نے علم حدیث پڑھنے سے پہلے ان کے پاس سے گذرے قعنبی اس وقت شراب کے عادی تھے تو انہوں نے شعبہ سے حدیث سنانے کو کہا تو انہوں نے انکار فرمایا۔ قعنبی نے چھری نکال لی اور کہا سنا دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ شعبہ نے انہیں یہ حدیث سنائی جس کو سن کر انہوں نے توبہ کر لی ان کے اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رہنے لگے اس لئے شعبہ رحمۃ اللہ علیہ سے موقع چھوٹ گیا۔ اس حدیث کے علاوہ ان سے مزید احادیث سننے کا اتفاق نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

ابو عبداللہ دامغانی القاضی[1] ۔۔ محمد بن علی بن حسین بن عبدالملک بن عبدالوہاب بن حمویہ دامغانی۔ بغداد کے قاضی القضاۃ تھے ۳۹۸ ہجری میں پیدا ہوئے۔ علم فقہ علی بن محمد الصیمری اور ابو الحسن قدوری سے حاصل کیا۔ انہوں نے ابن الباقر و خطیب وغیرہ سے احادیث سنیں فقہ میں بہت ماہر تھے نہایت وسیع عقل کے مالک تھے تواضع پسند تھے فقہاء کی جماعت ان کے سامنے پڑھتی۔ صحیح زبان والے، عبادات میں کثرت کرنے والے تھے۔ اپنے ابتدائی طالب علمی کے زمانہ میں فقیر تھے ہجری ۴۴۷ میں ابن ماکولا کے ۔ ۔ امارت قضا امیر وزیری کی۔
خلیفہ قائم بامر اللہ ان کا اکرام کرتا تھا۔ بادشاہ طغرل بیگ ان کی عزت کرتا تو وہ عہدہ پر رہے ۔ خلیفہ اقبال ۔ ۔ ۔ کے ساتھ تیس سال تک رہے پھر نہ ۔ ۔ اسی سال ۲۴ رجب کو انتقال کر گئے۔ عمر ۸۰ سال کے قریب تھی اپنے گھر میں باب الطاق کے پاس دفن ہوئے پھر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔

محمد بن علی المطلب ۔۔ ابو سعد وزیر علم و ادب ۔ ۔ پڑھے ہوئے تھے پھر انہوں نے ان سب کو چھوڑ کر عبادت نماز روزہ و صدقہ کرنے لگے یہاں تک کہ اسی سال پچاسی سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

محمد بن طاہر العبزی ۔۔ ابن دمشقی کے نام سے مشہور ہیں۔ ابن صباغ سے علم فقہ حاصل کیا تھا شامی کے نائب تھے قاضی ۔ ۔ ۔ دامغانی کے سامنے گواہی دی تو انہوں نے طلب کر لی۔

منصور بن دبیس ۔۔۔ ابن علی بن مزید ابو الاعز، جو کہ سیف الدولہ کے بعد امیر بنے۔ کثرت سے نماز پڑھنے والے صدقہ دینے والے تھے۔ اسی سال رجب میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کو شعر و ادب میں بڑی فضیلت حاصل تھی ان کے اشعار میں سے کچھ یہ ہیں "اگر میں بڑی چیز نہ اٹھاؤں اور لشکر کی قیادت نہ کروں اور بڑی مصیبت پر صبر نہ کروں اور ۔ ۔ ۔ ظلم کرنے والے کو اس کے ظلم سے باز نہ رکھوں۔ ۔ ۔ ۔ تو میرے واسطے نہ بلند ۔ ۔ ۔ چھائی ۔ ۔ ۔ ہے۔"

عبد اللہ بن احمد السمرقندی ۔۔ قاضی القضاۃ ۔ ۔ ۔ خلیفہ کے ۔ ۔ ۔ تھے بہت سی احادیث کی روایت کی۔ اس سال محرم میں وفات پائی۔ ۷۰ سال سے کچھ زائد عمر پائی۔ ان کے بہترین اشعار میں سے کچھ یہ ہیں "میں نے اپنے رب سے ۔ ۔ ۔ کی امید کی تھی کیونکہ اس بارے میں حضور ﷺ سے روایت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس عمر تک پہنچایا اس واسطے اس کا شکر ہے ۔ ۔ ۔ کے ساتھ ساتھ تیس سال مزید عطا کیے۔ میں اس کے وعدہ کا منتظر ہوں تاکہ وہ وفا کی طرح اپنا وعدہ مجھ سے پورا کرے۔"

---

[1] الأنساب ۵/۲۹۱، تاریخ بغداد ۳/۱۰۹، تاریخ العبسی ۲/۶۹، العبر [illegible]، [illegible] ۳/۳۱۹، [illegible] اللباب [illegible]، [illegible] الجنة [illegible]، العبر ۳/۳۱۹، الکامل [illegible]، اللباب [illegible]، [illegible] المنتظم ۹/۲۲، النجوم الزاهرة ۵/۱۴۲، الوافی ۴/۱۲۳۔ والدامغانی بفتح الدال المهملة وسکون الألف وفتح المیم والغین المعجمة وسکون الألف وبعدها نون، نسبة إلى دامغان وهی بلدة کبیرة بین الری ونیسابور [illegible]

سن ۴۷۹ھ کے واقعات وحادثات

اس سال تتش صاحب دمشق اور سلیمان بن قتلمش حلب، انطاکیہ اور اس کی دوسری طرف کے علاقوں کے بادشاہ کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ سلیمان کی فوج شکست کھا گئی۔ وہ خود اس خنجر سے جو اس کے پاس تھا قتل ہو گیا تو اب سلطان ملک شاہ اصبہان سے حلب تک بادشاہ بن گیا تھا۔ ان ممالک کا بھی بادشاہ بن گیا جو راستہ میں پڑتے تھے جیسے حران، رہا اور قلعہ جعبر وغیرہ۔ جعبر ایک بوڑھا آدمی تھا جو کہ اندھا ہو چکا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ وہ ڈاکو تھا جو اس میں چھپتا تھا۔ اس میں قلعہ بند ہو گیا تھا۔ بادشاہ نے سابق ابن جعبر کے بارے میں گرفتاری کا حکم نامہ جاری کیا۔ اس نے انکار کیا۔ بادشاہ نے اس پر منجنیقیں وغیرہ نصب کر دیں، جس سے اس نے قلعہ فتح کر لیا۔ سابق کے قتل کا حکم دیا لیکن اس کی بیوی نے کہا کہ اگر اس کو قتل کرتا ہے تو مجھے بھی ساتھ ہی قتل کر دیں۔ لوگوں نے اس کو اٹھا کر سر کے بل پھینک دیا تو وہ ٹوٹ گیا پھر اس کے بعد اس نے ان لوگوں میں جدائی کا حکم دیا لیکن عورت نے بھی اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا۔ کچھ لوگوں نے اس کو ملامت کی تو اس نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے کہ کوئی ترکی مجھ تک پہنچے۔ یہ بات میرے لئے بعد میں قابل شرم ہو، اس لئے اس نے اس کو پسند کیا۔ بادشاہ نے قسیم الدولہ آقسنقر ترکی کو حلب کا نائب مقرر کیا۔ وہ نور الدین شہید کا دادا تھا۔ اور محمد بن شرف الدولہ مسلم کو رحبہ، حران، رقہ، سروج اور خابور کا نائب بنایا۔ اپنی بہن زلیخا خاتون کا اس سے نکاح کر دیا۔ فخر الدولہ بن جہیر کو دیار بکر سے معزول کیا۔ عمید ابو علی البلخی کو وہاں کا امیر مقرر کیا۔ سیف الدولہ صدقہ بن دبیس الاسدی کو خلعت دی۔ اس کو اپنے باپ کی جگہ برقرار رکھا۔ اس سال ذی قعدہ میں وہ بغداد پہنچا وہ پہلی بار کسی دوسرے شہر میں آیا تھا اجتماعات وقبور وغیرہ کی زیارت کی۔ خلیفہ کے پاس گیا اس کے ہاتھ کو چوما اور اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا۔ خلیفہ نے اس کو قیمتی خلعت دی، لوگوں کے بہت سے معاملات اس کے سپرد کئے خلیفہ نے اپنے وزراء کو اس کے سامنے پیش کیا جبکہ نظام الملک اس کے سامنے ہی کھڑا تھا خلیفہ ایک ایک کر کے اپنے امراء کا ان کے ناموں کے ساتھ تعارف کرواتا گیا یہ بھی بتایا کہ اس کے پاس کتنی فوج اور لشکر وغیرہ ہیں پھر خلیفہ اس کو ایک قیمتی خلعت دے کر وہاں سے چلا گیا۔ مدرسہ نظامیہ پہنچا اگرچہ اس نے اس مدرسہ کو پہلے نہیں دیکھا تھا خلیفہ نے اس کو پسند تو کیا لیکن اسے چھوٹا قرار دیا۔ وہاں کے لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا۔ اللہ تعالیٰ کی تعریف کی اور دعا کی اللہ تعالیٰ اس کو خاص اپنی ذات کے لئے بنائے۔ اپنی کتابوں کی الماری کے پاس آیا اپنی سنی ہوئی احادیث میں سے کچھ املاء کروائیں ابو القاسم علی بن حسین الحسنی العلوی بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد آئے۔ ابو سعد متولی کے بعد مدرسہ نظامیہ میں مدرس لگ گئے۔

ماہ ربیع الآخر میں جامع قصر کا منارہ کھولا گیا۔ اس میں اذان دی گئی۔ اس سال عراق، شام اور جزیرہ میں سخت زلزلے آئے۔ بہت سی آبادیاں گر گئیں۔ زیادہ تر لوگ ریگستان چلے گئے تھے لیکن دوبارہ واپس آ گئے۔ امیر خمارتکین الحسنائی کی قیادت میں لوگوں نے حج کیا مصریوں کا خطبہ مکہ اور مدینہ سے ختم کر دیا گیا۔ وہ لوہے کی چادریں جو کعبہ کی دیوار میں تھیں اکھاڑ دی گئیں اور دوسری نئی لگائی گئیں۔ ان میں مقتدی کا نام لکھا گیا۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص بطائح واسط کے درمیان ڈاکہ ڈالتے ہوئے دیکھا گیا حالانکہ اس کا الٹا ہاتھ کٹا ہوا تھا بہت تیزی سے تیرا کرتا تھا۔ دجلہ میں وہ غوطے لگاتا تھا، ۲۵ گز لمبی چھلانگ لگاتا۔ وہ نرم اور چکنی دیوار پر آرام سے چڑھ جاتا تھا کوئی اس کو پکڑنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا وہ عراق سے صحیح سالم نکل گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اس سال جامع منصور میں ایک فقیر مر گیا۔ اس کی گدڑی میں ۲۰۰ مغربی دینار لگے تھے جو بڑے بڑے تھے۔ اوڑھے ہونے والے تھے اس سال سیف الدولہ نے سلطان جلال الدولہ ابو الفتح ملک شاہ کے واسطے ایک عظیم دعوت کی جو کہ ہزار بکریوں اور سو اونٹوں پر اور تین ہزار چینی کی بوریوں پر مشتمل تھی پرندوں، وحشی جانوروں کی کئی اقسام بھی دعوت میں رکھی گئیں۔ چینی کے بعد بھی بہت ساری چیزیں پیش کیں۔ سلطان نے انہیں سے کچھ چیزیں کھائیں پھر اس نے اشارہ کیا اور لوگوں نے سب کچھ اچک لیا۔ اس کے بعد وہاں سے اٹھ کر ایسی جگہ گیا جہاں ریشم کے بڑے شاندار خیمے تھے ایسے کہ بادشاہ نے ان سے پہلے کبھی ایسے خیمے نہیں دیکھے تھے۔ اس میں ۵ چاندی کے ٹکڑے تھے، ایسے رنگ تھے جو خوشبودار لکڑی ومشک وعنبر کی شکل تھے۔ اس کے علاوہ اور بھی چیزیں تھیں اس میں ایک خاص دعوت کی گئی۔ اس دعوت میں سلطان نے خوب کھایا۔ اس کو ۲۰۰۰۰ دینار دیے گئے۔ خیمہ ان کے مکمل سامان کے ساتھ اس کو پیش کر دیے گئے اور وہ چلا گیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

امیر جعبر بن سابق القشیری ..... سابق الدین ان کا لقب تھا طویل مدت تک قلعہ جعبر کے مالک رہے ان کی طرف اس کی نسبت کی گئی ہے اس کو اس سے پہلے دوسریہ کہا جاتا تھا اس وقت نسبت نعمان بن منذر کی طرف تھی۔ یہ امیر بوڑھا اور نابینا ہو گیا اس کے دو ظالم بیٹے تھے ان کے بعد سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان نے اس کو طلب کرتے ہوئے شکست دی تھی اور قلعہ چھین لیا تھا۔ اس کو قتل بھی کر دیا گیا تھا جیسا کہ تفصیل گزر چکی ہے۔

امیر جنفس [illegible] ..... حاجیوں کے امیر تھے کوفہ کی فتح میں سبقت کرنے والے تھے ان کی عربوں کے ساتھ کئی جنگیں ہوئیں جو ان کی شجاعت کو ظاہر کرتی ہیں ان کے دلوں میں رعب پڑ گیا اور وہ بے شہروں میں متفرق کر دیئے گئے۔ وہ نیک سیرت نمازوں کے پابند اور تلاوت قرآن کریم کثرت سے کرتے تھے۔ مکہ کے راستہ میں ان کی اچھی یادگاریں ہیں چشموں کی مرمت کروانے کے لئے اسی کی جگہیں ہیں جن کی حاجیوں کو راستے میں ضرورت پیش آتی ہے۔

ان کا مذہب احناف پر ایک مدرسہ ہے جو کہ کوفہ میں ہے ان کے مزار کے پاس واقع ہے۔ علاوہ ازیں شرقی جانب دریائے دجلہ کے قریب ایک مسجد بنائی جو کہ کرخ کے گھاٹ سے قریب ہے۔ اس سال جمادی الاولیٰ میں ان کا انتقال ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ جب نظام الملک کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو کہا کہ ترکوں کا ایک بڑا آدمی انتقال کر گئے۔

علی بن فضال المجاشعی[1] ..... ابو علی نحوی المغربی ہیں ان کی اچھی کتابیں ہیں جو ان کی پختگی علم اور ذہانت اور مہارت پر دلالت کرتی ہیں حدیثیں بھی روایت کی ہیں۔ اس سال ربیع الاول میں ان کا انتقال ہوا اور باب ابرز میں دفن کئے گئے۔

علی بن احمد التستری[2] ..... یہ اہل بصرہ میں مال و دولت کے اعتبار سے سب سے بڑے تھے۔ ان کی کشتیاں وغیرہ سمندر میں چلا کرتی تھیں۔ قرآن شریف پڑھے ہوئے تھے حدیثیں بھی سن رکھی تھیں سنن ابوداؤد کے روایت کرنے والے آپ واحد تھے۔ اس سال رجب میں ان کا انتقال ہوا۔

یحییٰ بن اسماعیل الحسینی ..... زید بن علی بن حسین کے مذہب کے فقیہ تھے ان کو اصول و حدیث میں بھی معرفت تھی۔

---

[1] ارشاد الاریب [illegible]، الاکمال لابن ماکولا [illegible]، [illegible] انباہ الرواۃ [illegible]، بغیۃ الوعاۃ [illegible]، معجم ابن عساکر [illegible]، روضات الجنات [illegible]، شذرات الذہب ۳/۳۶۳، طبقات المفسرین للسیوطی [illegible]، طبقات المفسرین للداؤدی [illegible]، طبقات ابن قاضی شہبۃ [illegible]، العبر ۳/۲۹۵، کشف الظنون [illegible]، الکامل [illegible]، [illegible]، معجم الادباء [illegible]، [illegible]، المنتظم [illegible]، مرآۃ الجنان ۳/۱۲۳، النجوم الزاہرۃ [illegible]، [illegible] الفارسی [illegible]، الوافی [illegible]، المجاشعی بضم المیم وفتح الجیم وسکون الالف وکسر الشین المعجمۃ والعین المہملۃ ہذہ النسبۃ الی مجاشع بن دارم بن مالک بن حنظلۃ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم وقد عرفت [illegible] المجاشعی۔

[2] شذرات الذہب ۳/۳۶۳، العبر ۳/۲۹۵، الکامل [illegible]، المنتظم [illegible]، والتستری بضم التاء وسکون السین وفتح التاء وکسر الراء [illegible] ہذہ النسبۃ الی تستر بلدۃ من کور الاہواز من خوزستان یقال لہا الناس شوشتر [illegible]۔

سن ۴۸۰ھ کے واقعات و حادثات

اس سال محرم میں بادشاہ ملک شاہ کی بیٹی کا سامان دارالخلافہ منتقل کیا گیا جو کہ ۱۳۰ سے زائد اونٹوں پر مشتمل تھا جن پر رومی ریشم کے جھول تھے ان میں بہت سارے سونے اور چاندی کے برتن بھی تھے 74 خچر بھی تھے جن پر شاہی ریشم کے کئی اقسام کے جھول تھے۔ ان کی گھنٹیاں و قلادے سونے و چاندی کے تھے ان میں سے چھ پر ۱۲ چاندی کے صندوق تھے ان میں کئی قسم کے جواہرات تھے خچروں کے سامنے ۳۳ گھوڑے تھے جن میں سونے کی رکابیں جو جواہرات سے مزین تھیں بڑے بڑے شاہی خیمے تھے جن پر سونے کی مرصع چادریں تھیں۔

بادشاہ نے ان سے ملاقات کرنے ابو شجاع کو بھیجا اس سے صحبت لی گئی تو شریف ابو نصر جو دارالخلافہ پہنچا اس نے کام مکمل کر لیا۔ نظام الملک وزیر اور دیگر امراء حاضر ہوئے۔ ان کے سامنے شمعیں و مشعلیں اتنی زیادہ تھیں کہ شمار سے باہر تھیں امیرزادیاں آئیں ان میں سے ہر ایک اپنی جماعت میں تھی اپنی باندیوں کے ساتھ ان کے سامنے بھی شمعیں و مشعلیں تھیں۔ پھر سب سے آخر میں خاتون سلطان کی بیٹی خلیفہ کی بیوی آئی وہ تختی جھول والے ہودج میں تھی۔ اس پر بہت قیمتی ۳۱۳ جواہر تھے اس ہودج کو ۲۰۰ ترکی باندیاں گھیرے ہوئے تھیں جو عجیب و غریب مزین سواریوں میں تھیں جو نہایت خوبصورت و بہت دلکش نظر آتی تھیں۔ وہ دارالخلافہ کی شان کے ساتھ نمودار ہوئی۔ حرم ظاہر کو کئی خوب مزین کیا گیا شمعیں روشن کی گئیں۔ یہ خلیفہ کے لئے نہایت عظیم جشن والی رات تھی۔ دوسرے دن خلیفہ نے سلطان کے امیروں کے لئے کھانا اور ایک بڑی دعوت کا انتظام کیا کہ شاید ہی پہلے کسی نے کیا ہو۔ حاضرین دعوت سب اس میں شامل ہوئے۔ بادشاہ کی بیوی ام عروس نے خاتون کو خلعت دی یہ بھی ایک جشن کا دن تھا۔ بادشاہ شکار پر گیا ہوا تھا چند دن اور یہاں پہلے سال اس کا یہاں آنا ہوا۔ ماہ ذی القعدہ میں خلیفہ کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کے لئے شہر کو سجایا گیا اسی سال سلطان ملک شاہ کے ہاں بھی ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام محمود رکھا گیا یہ وہی ہے جو ملک شاہ کے بعد بادشاہ بنا۔ اس سال سلطان نے اپنے بیٹے ابو شجاع احمد کو اپنے بعد ولی عہد مقرر کیا۔ اس کو ملک الملوک، عضد الدولہ، تاج الملۃ اور عدۃ امیر المؤمنین کے القاب دیئے گئے۔ منبروں پر اس کے خطبے دیئے گئے۔ اس کے نام کے زر سے طلباء پر سونا بکھیرا گیا۔ اس سال تاجیہ کی عمارت باب ابرز میں شروع کی گئی۔ ایک باغ لگایا گیا۔ کھجور اور دیگر پھلوں کے باغ لگائے گئے سلطان کے حکم سے فصیل تعمیر کی گئی۔ واللہ اعلم۔

اس سال وفات پانے والے افراد

اسماعیل بن ابراہیم ...... بن موسیٰ بن سعید ابو القاسم نیشاپوری علم حدیث کے لئے جہاں بھر کا سفر کیا یہاں تک کہ ماوراء النہر کے علاقوں سے بھی آگے گئے۔ ادب و لغت ان میں ان کو بڑی مہارت تھی اس سال جمادی الاولیٰ میں نیشاپور میں ان کا انتقال ہوا۔

طاہر بن حسین البندنیجی ...... ابو الوفا شاعر تھے ان کے نظام الملک کی تعریف میں قصیدے تھے ایک شعر والا قصیدہ اور قافیوں کے بغیر تھا۔ ان میں سے پہلا یہ ہے "شیریں ہے ملامت کی تلخی کر دو جانتے کہ ملامت کیا ہوتی ہے تو ملامت نہیں کرتے۔" محمد و آدم نے ان کی ملامت کو کھایا۔ ماہ رمضان میں آپ نے اپنے شہر میں ۸۰ سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔

محمد بن امیر المؤمنین المقتدی ...... ان کو چیچک کا مرض لاحق ہو گیا اسی مرض میں (۸) سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ ان کے والد اور لوگ سب تعزیت پر بڑے غمگین تھے و تعزیت کے لئے بیٹھے۔ بادشاہ نے ان کی طرف پیغام بھیج کر کہا کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ذات بہترین نمونہ ہے۔ اس وقت کو یاد رکھنا چاہئے۔ جب آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم فوت ہوئے تو آپ کا کیا طرز عمل تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آپ

لوگ ہیں جن پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں" (سورۃ البقرۃ۔ الآیۃ ۱۵۶) اس نے لوگوں کے سامنے پکا عزم کیا۔ چنانچہ لوگ چلے گئے۔

محمد بن محمد بن زید[1] ...... ابن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، ابوالحسن الحسینی۔ مرتضیٰ ذوالشرفین ان کا لقب تھا۔ ۴۰۵ھ میں پیدا ہوئے۔ احادیث کا بہت زیادہ سماع کیا۔ خود اپنے اساتذہ کو پڑھ کر سناتے تھے۔ حافظ ابوبکر الخطیب کی صحبت اختیار کی جس کی وجہ سے علم حدیث میں ان کو زبردست معرفت ہوگئی۔ ان کی مرویات میں سے کچھ حدیثیں خطیب نے سنیں پھر وہ سمرقند منتقل ہو گئے۔ اصبہان اور دیگر شہروں میں احادیث املاء کرائیں آپ عقل کامل، احسان وانسانیت کے مالک تھے۔ زبردست اموال، وسیع املاک اور کثیر نعمتوں میں رہتے تھے تقریباً ۴۰ گاؤں ان کی زیر ملکیت تھے کثرت سے صدقہ، نیکیاں اور علماء وفقراء کے ساتھ نیک سلوک کرنے والے تھے۔ ان کے مال صامت کی زکوۃ عشر کے علاوہ ۹۰۰۰ دینار بنتی تھی۔ ان کی ملکیت میں ایک ایسا باغ تھا کہ اس جیسا کسی کے پاس نہیں تھا۔ ماوراء النہر کے بادشاہ نے ان سے وہ باغ طلب کیا۔ جس کا نام خضر بن ابراہیم تھا۔ عاریۃً صرف سیر کرنے کے لئے مانگا تھا لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میں اس کو وہ باغ دوں تو وہ شراب نوشی کا دور چلائے گا حالانکہ یہ جگہ پہلے علم حدیث وعلم دین والوں کا ٹھکانہ تھا۔ تو سلطان نے اس سے اعراض کیا۔ کینہ سے کام لیا پھر اس کو اپنے پاس آنے کی دعوت دی تاکہ اس سے بعض امور پر تبادلہ خیال کرے، جب وہ اس کے پاس آ گیا تو اسے پکڑ لیا قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کی ساری ملکیت آمدنی اور مال وغیرہ پر قبضہ کر لیا وہ کہا کرتا تھا کہ میرے نسب کی حقیقت اسی مقابلہ میں ظاہر ہوئی۔ بیشک میں نعمتوں میں پلا۔ ہم جیسے آدمیوں پر آزمائش ضرور آتی ہے اس کے بعد اس کا کھانا پانی بند کر دیا گیا یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا۔ رحمہ اللہ۔

محمد بن ہلال بن المحسن ...... ابوالحسن صابی، غرس النعمۃ ان کا لقب تھا۔ اپنے والد اور ابن شاذان سے احادیث کا سماع کیا۔ بہت کثرت سے صدقہ کرنے میں مشہور تھے۔ اس کا انتقال اپنے باپ کی تاریخ پر ہوا۔ جس کا انتقال ثابت بن سنان کی تاریخ پر ہوا تھا جس کا انتقال ابن جریر طبری کی تاریخ پر ہوا تھا اس نے بغداد میں ایک گھر بنوایا جس میں مختلف علوم وفنون کی ۴۰۰۰ کتابیں رکھیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ۷۰۰۰۰ ہزار درہم ورثہ میں چھوڑے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مزار کے پاس مدفون ہوئے۔

ھبۃ اللہ بن علی ...... ابن محمد بن احمد بن المجلی ابونصر، خطبات وطوائح کے بہت سے مشائخ سے احادیث سنیں۔ جوانی ہی میں روایت کی نوبت آنے سے قبل ہی انتقال کر گئے تھے۔

ابوبکر بن عمر امیر الملثمین ...... فرغانہ کی سرزمین پر تھے ان کے تابع ایک ایسا جن ہو گیا تھا جو کسی اور بادشاہ کے قابو میں نہیں ہوا تھا جب وہ ۵۰۰۰۰ دشمن کی فوج سے قتال کرنے جاتے تو وہ بھی ساتھ جاتا تھا وہ اس کی طاعت کا اعتقاد رکھتا تھا۔ اس کے باوجود وہ حدود قائم کرتے تھے، محارم اسلام کی حفاظت کرتے تھے دین میں پکے تھے ان کے اعتقاد اور دین کے صحیح ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی سیرت لوگوں میں شرعی سیرت تھی۔ دولت عباسیہ کے ساتھ موالات تھی۔ ان کے حلق میں ایک غزوہ میں تیر لگا۔ جس نے ان کو اس سال موت کے گھاٹ اتار دیا۔

فاطمہ بنت علی[2] ...... مؤدبہ کاتبہ تھیں۔ بنت اقرع کے نام سے مشہور تھیں۔ ابو عمر بن مہدی وغیرہ سے انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ وہ ابن بواب کے طریقے پر منسوب کر کے لکھی جاتی تھیں لوگ اس کو اسی طرح یعنی بنت اقرع لکھتے تھے۔ اس کے خط کے ذریعے ہی ہجری سے لے کر ملک روم تک مصالحت ہو جایا کرتی تھی۔

---

(۱) ایضاح المکنون ۲/۹۱، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۰۹، ۱۲۱۲، دول الاسلام ۲/۱۰، شذرات الذهب ۳/۳۹۵، العبر ۳/۲۹۴، طبقات الحفاظ ۴۳۵، المنتخب، الورقۃ ۱۳ ب، المنتظم ۹/۲۰، ۴۲، ھدیۃ العارفین ۲/۷۴، الوافی ۱/۱۳۳)

(۲) شذرات الذهب ۳/۳۶۵، العبر ۳/۲۹۹، الکامل ۱۰/۱۴۲، المنتظم ۹/۲۰)

ایک دفعہ انہوں نے جب المستنصر العلوی کو ایک خط لکھا تو انہوں نے ان کو ۱۰۰۰ دینار دیے۔ اس سال بغداد شہر میں ماہ محرم میں انتقال ہوا اور باب ابرز میں دفنائی گئیں۔

سن ۴۸۱ھ کے واقعات وحادثات

اس سال اہل سنت اور روافض کے مابین جنگ ہوئی۔ مقتدی بامر اللہ نے تقسیم جنگیں ہوئیں۔ ماہ ربیع الاول میں شہزادے حرم سے نکال دیے گئے۔ وہ خلافت کے لئے قابل تھے۔ اس سال مسعود ابن ملک المؤید ابن ابراہیم بن مسعود بن محمود بن سبکتگین اپنے باپ کے بعد بلاد غزنہ کا بادشاہ تھا۔ اس سال سلطان ملک شاہ نے شہر سمرقند فتح کیا۔ امیر خمارتکین کی زیر قیادت لوگوں نے حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

احمد بن السلطان ملک شاہ: یہ اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ اس کی وفات گیارہ سال کی عمر میں ہوئی۔ لوگوں نے سات دن اس کی تعزیت کی۔ کوئی گھوڑے پر سوار نہیں ہوا اور لوگ بازاروں میں اس پر نوحہ کرتے تھے۔

عبداللہ بن محمد: ابن علی بن محمد ابو اسماعیل انصاری الہروی۔ انہوں نے حدیث روایت کی اور تصنیف بھی کی۔ ہر رات کو زیادہ دعا کرتے تھے۔ ان کی وفات ماہ ذوالحجہ میں ہرات میں ہوئی۔ اس وقت ان کی عمر ۸۴ سال تھی۔ اس سال وزیر ابو احمد کی زیر قیادت لوگوں نے حج کیا۔

۴۸۲ھ کے واقعات وحادثات

ماہ محرم میں ابو بکر شاشی نے مدرسہ تاجیہ جو باب ابرز میں ہے درس دیا جس کو صاحب تاج الدین ابو الغنائم نے بنایا تھا۔ مدرسہ شافعی مذہب پر تھا۔ اس سال روافض و اہل سنت کے درمیان بڑے فتنے ہوئے۔ لوگوں نے قرآن شریف اٹھا لیے اور بہت سی جنگیں شروع ہو گئیں جن میں بے شمار لوگ قتل ہوئے۔

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے منتظم میں محمد ابن عقیل سے روایت کی ہے کہ اس سال تقریباً دو سو آدمی مارے گئے۔ کرخ والوں نے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنہم اجمعین کو گالیاں دیں۔ لعنت ہو ان کرخ والوں پر جنہوں نے یہ کیا ہے۔ یہ بات اس لئے بتائی گئی ہے کہ روافض کی سرکشی اس کی خباثت، اہل اسلام اور مسلمانوں سے ان کی دشمنی کا پتہ لگے۔ جیسا کہ کافروں سے ان کی دوستی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ جو دین اسلام اور اس کی شریعت سے نکلے ہوئے ہیں۔

اس سال سلطان ملک شاہ سمرقند اور ماوراء النہر کی ایک بڑی جماعت کا مالک بن گیا جن کے ساتھ بڑی خطرناک جنگیں لڑ چکا ہے۔ اس سال مصریوں کے لشکر نے شام کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس کے قریب کا علاقہ تعمیر کر لیا گیا۔ اس سال خاتون بادشاہ کی بیٹی خلیفہ کی بیوی نے اپنے باپ کو پیغام بھیجا جس میں اس نے خلیفہ کے اعراض کرنے کے بارے میں لکھا تھا تو اس کے باپ (بادشاہ) نے عراقی صاحب اور امیر عراق کو ان کے پاس بھیجا کہ وہ خاتون کو بادشاہ کے پاس لے آئیں۔ خلیفہ نے اس کو قبول کر لیا۔ خلیفہ نے اس کے ساتھ ایک مرد اور ایک امراء کی ایک

جماعت روانہ کی۔ خلیفہ کا بیٹا ابو الفضل امیر بن کر نکلے۔ ابن رضوان نے اس کو نہروان تک رخصت کیا۔ یہ ماہ ربیع الاول کی بات ہے جب خاتون اپنے باپ کے پاس پہنچی تو ذوالقعدہ میں اصبہان کے مقام پر انتقال کر گئی۔ اس کی وجہ سے سات دن بغداد میں سوگ رہا۔ خلیفہ نے دو امیروں کو بادشاہ کے پاس اس بچی کی تعزیت کرنے کے لئے بھیجا۔ اس سال لوگوں نے [illegible] کیا۔

عبد الصمد بن احمد بن علی[1] ... طاہر کے نام سے مشہور تھے نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ زاہد تھے محدثین سے سننے کے لئے سفر کیے احادیث کی تخریج بھی کی۔ موت نے ان کو ہمدان کے مقام پر بھری جوانی میں اچک لیا۔

علی بن ابی یعلیٰ[2] ... ابو القاسم الدبوسی حنفی کے مذہب کا استاد ہے۔ بہت احادیث روایت کیں۔ وہ ماہر فقیہ اور زبردست مناظر تھے۔

عاصم بن الحسن[3] ... ابن محمد بن علی بن عاصم بن مہران، ابو الحسین العاصمی۔ کرخ کے رہنے والے تھے باب شعیر میں رہائش پذیر ہوئے۔ ۳۹۷ھ میں پیدا ہوئے۔ فضیلت و ادب والے تھے۔ خطیب وغیرہ سے احادیث کا سماع کیا۔ امام و حافظ تھا ان کے اشعار میں سے یہ بھی ہیں "اے میرے محبوب! ہماری قوم پر ایک مدت ہر ... پہنچ جانے کی وجہ سے ہلاکت وہ انہی اوقات باقی ہے جب قافلہ جا چکے ہوتے ہیں، جب سے جدا ہوئے ہیں میری آنکھوں سے آنسو بند نہیں ہوئے بلکہ آنکھیں بالکل تر ہو جاتی ہیں کیا تم ... وہ چلے گئے تو میرے آنسو مسلسل رخسار کی طرف جاری تھے میرا دل ان کے پیچھے ... تھا۔ انہوں نے مجھ سے بدلہ لیا ... کہ میں ان کی جدائی برداشت کروں ... جلاد ان کے پاس ... میں نے ان پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا دل قرض میں دے دیا لیکن انہوں نے جو قرض لیا تھا وہ واپس نہیں کیا۔

محمد بن احمد بن حامد[4] ... ابن عبید ابو جعفر البخاری المتکلم المعتزلی بغداد میں اقامت پذیر تھے قاضی اطلب کے نام سے مشہور تھے۔ وہ جزوی مسائل میں حنفی تھے لیکن اصولاً معتزلی تھے۔ اس سال بغداد میں ان کا انتقال ہوا اور باب حرب میں دفن کیے گئے۔

محمد بن احمد بن عبداللہ ... ابن محمد بن اسماعیل الاصبہانی۔ سمرقند نام سے مشہور تھے گھومنے پھرنے اور سفر کرنے والے حافظ ہیں کثرت سے احادیث سنیں، کتابیں جمع کیں، بہت سی ... اختیار کی وہ نیک اور کثرت سے عبادت کرنے والے تھے۔ اس سال ذوالقعدہ کی تیرہ تاریخ میں وفات پائی۔ واللہ اعلم۔

۴۸۳ھ کے واقعات و حادثات

اس سال ماہ محرم میں قاضی ابو عبد اللہ الطبری کے پاس وزیر نظام الملک کا پیغام نظامیہ کی تدریس کے بارے میں آیا تو انہوں نے درس پڑھایا۔ بعد

---

[1] تذكرة الحفاظ ۱۲۲۴/۴، طبقات الحفاظ ۴۴۸، المنتظم ۵۰/۹

[2] الأنساب [illegible]، طبقات الأسنوي [illegible]، طبقات السبكي [illegible]، الكامل لابن الأثير [illegible]، اللباب [illegible]، معجم البلدان [illegible]، المنتظم [illegible]، النجوم الزاهرة ۱۲۹/۵

[3] [illegible]، الأنساب [illegible]، البداية [illegible]، دول الإسلام [illegible]، شذرات الذهب [illegible]، العبر [illegible]، اللباب [illegible]، المختصر [illegible]، المنتظم [illegible]، المستفاد من ذيل تاريخ بغداد [illegible]، مرآة الجنان [illegible]، النجوم الزاهرة [illegible]، هدية العارفين [illegible]

[4] الجواهر المضية [illegible]، الطبقات السنية [illegible]، كشف الظنون [illegible]، لسان الميزان [illegible]، ميزان الاعتدال [illegible]، المنتظم [illegible]، هدية العارفين [illegible]، والبخاري نسبة إلى بخارى ... وهي بلدة بين بخارى وسمرقند على مرحلة من بخارى.

کی فقیہ ابو محمد شیرازی اور شیخ ابو نصر میں اپنی تدریس کے بارے میں شاہی حکم لے کر آئے اس بات پر اتفاق ہوا کہ دونوں ایک ایک دن پڑھائیں گے۔ ماہ جمادی الاولیٰ میں اہل بصرہ میں ایک شخص ظاہر ہوا جس کا نام بلیا تھا وہ نجوم میں ماہر تھا۔ اس نے وہاں کے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا لوگ یہ سمجھ بیٹھے کہ وہ مہدی ہے۔ اس نے بصرہ کی بہت سی چیزیں جلا دیں ان میں سے ایک وہ کتب خانہ تھا جو کہ مسلمانوں کے لئے وقف تھا۔ اس کتب خانے کی طرح پورے عالم اسلام میں کوئی کتب خانہ نہیں تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سی چیزیں جلا کر دیں جیسے کہ [illegible] وغیرہ تھے۔ اس سال ابو سعد مظفر [illegible] کو اس کے باپ کی وفات کے بعد [illegible] کی خدمت میں خلعت دی گئی۔ اس سال یہود کے محلے پر قبضہ لیا گیا تاکہ مسجد میں اس کی حفاظت کے لئے رکاوٹ بن جائے۔ دشمنوں نے ان [illegible] کے فتوی کو بدل دیا ان میں سے ایک شخص کے جو کہ شافعی مذہب کے فقیہ تھے ان کو معلوم تھا کہ مسجد کی حفاظت کیسے کی جاتی ہے تو ان کے علاوہ کسی کو فتوی نہیں دیا گیا۔ حتی کہ فتوی دینے میں آپ ﷺ کے اس قول سے استدلال فرمایا جو آپ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دروازے کے علاوہ سب دروازے بند کر دیئے جائیں۔ حسب عادت اس سال لوگوں نے خمارتکین کی زیر قیادت حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

وزیر ابو نصر بن جہیر[1] ...... ابن محمد بن جہیر عمید الدولہ مشہور وزیر تھے خلیفہ القائم کے وزیر بنائے گئے تھے پھر ان کے بیٹے مقتدی کے بھی وزیر بنے۔ اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے ان کو معزول کر دیا۔ ان کے بیٹے فخر الدولہ کو دیار بکر وغیرہ کا امیر مقرر کیا۔ موصل میں ان کا انتقال ہوا پھر ان کی پیدائش بھی یہیں ہوئی تھی۔ کئی شہروں پر دشاہ میں [illegible] کی کا قتل کیا ہوا تھا جیسا کہ پہلے ہو چکا ہے۔

۴۸۴ھ کے واقعات وحادثات

اس سال بجر نے واسط شہر والوں کو اپنی اطاعت کے لئے دعوت دی یہ وہی شخص ہے جس نے بصرہ کو جلا دیا تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں لکھا کہ وہ زمانے کا مہدی ہے جو کہ حق کی طرف بلاتا ہے یہ وہی ہے جو کتاب سے مخلوق کو حق کی ہدایت دیتا تھا۔ اگر تم اطاعت کرو گے تو امان پاؤ گے۔ اگر ان کار کرو گے تو تمہیں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ اس لئے اللہ پر ایمان لاؤ اور مہدی پر ایمان لاؤ۔ اس سال ذمیوں کو غیار پہننے اور زنار باندھنے کا پابند کیا گیا۔ اسی طرح حجام وغیرہ میں ان کی عورتوں پر بھی پابندی لگائی گئی۔ ماہ جمادی الاولیٰ میں شیخ ابو حامد محمد بن محمد غزالی طوسی اصبہان سے نظامیہ کی تدریس کے لئے بغداد تشریف لائے۔ نظام الملک نے ان کو زین الدین شرف الائمہ کا لقب دیا۔ ابن جوزی نے کہا کہ ان کا کلام مقبول تھا۔ ان کی ذکاوت بہت زیادہ تھی۔ اس سال رمضان شریف میں وزیر ابو شجاع کو وزارت عظمیٰ سے معزول کر دیا گیا۔ اس نے معزول ہوتے وقت یہ شعر پڑھا۔ اس نے جب اس عہدہ کا چارج سنبھالا تھا تو اس کا کوئی دشمن نہ تھا اب اس نے چارج چھوڑا ہے تو کوئی دوست نہیں ہے پھر وہ [illegible] کا خط اس کے پاس آیا اس نے کہا تھا کہ وہ بغداد سے [illegible] نکل جائے اس لئے وہ وہاں سے نکل کر کئی شہروں پر گیا مگر کوئی بھی جگہ سے پسند نہ آئی تو اس نے حج کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد نظام الملک اس سے خوش ہو گیا تو اس کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ آ جائے اور وہ آنے کے بعد وزارت میں نظام کا شریک ہوگا۔ ابن الموصلایا اس کا

---

[1] الانساب ۳/ ۴۹۹، تاریخ ابن خلدون ۳/ ۴۷۰، [illegible] المختصر ۲/ ۱۰۱، شذرات الذهب ۳/ ۳۹۱، [illegible] الکامل [illegible] المختصر ۳/ ۹۹ [illegible] النجوم الزاهرة ۵/ ۱۳۲، الوافي بالوفيات [illegible] وفيات الأعيان [illegible]

[illegible] میں: [illegible] سے پچھلے سال کے شروع میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اس سال رمضان میں سلطان ملک شاہ وزیر نظام الملک کے ساتھ بغداد آیا۔ اس کا استقبال کرنے کے لئے قاضی القضاۃ ابو بکر شاشی اور ابن الموصلایا مسلمان باہر نکلے۔ آس پاس کے (بادشاہ) اسلام کرنے آئے ان میں سے ایک اس کا بھائی تاج الدولہ تتش حاکم دمشق تھا۔ اس کے علاوہ حاکم حلب اور قسیم الدولہ آق سنقر بھی تھا۔ ذوالقعدہ میں سلطان ملک شاہ اس کا بیٹا اور پوتا جو خلیفہ سے تھا ایک بڑے مجمع کے ساتھ کوفہ سے نکلے۔ اس سال ابو منصور بن جہیر کو وزیر بنایا گیا۔ اس بار اس کو دوسری مرتبہ مقتدی کا وزیر بنایا۔ خصوصی طور پر نظام الملک اس کے پاس آیا اس کے گھر میں باب عامہ میں مبارکباد دی۔ [illegible] بادشاہ نے جلد میں میلاد [illegible] بڑی بڑی آگیں اور بہت سی شمعیں جلائی گئیں۔ رات کی محفلوں میں بہت سی گانے والی عورتیں جمع کیں۔ یہ رات بڑی عجیب اور عجیب پر رونق تھی۔ جس میں بہت سے شاعروں کو دعوت دی گئی تھی جنہوں نے نظمیں پڑھیں رات کے بعد جب صبح ہوئی تو اسی خبیث مجرم کو زندہ کیا جس نے [illegible] اور یہ دعویٰ بھی کیا تھا کہ وہ مہدی ہے [illegible] پر لٹکا دیا [illegible] گیا اور لوگوں کو گالیاں بکتا تھا لوگ اسے برا بھلا کہہ رہے تھے۔ اس کے سر پر [illegible] بڑی ٹوپی تھی لوگوں نے اس کو بہت گھمایا پھرایا اس کے بعد سولی دے دی۔ اس سال سلطان ملک شاہ نے جلال الدولہ کے [illegible] کی تعمیر کا حکم [illegible] بادشاہ کی طرف منسوب تھا۔ اس سال امیر المسلمین یوسف بن تاشفین نے حاکم بلاد مغرب کے بعد بہت سے اندلس کے شہروں پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کے بادشاہ معتمد بن عباد کو قید کر دیا اور اس کے اہل خانہ کو قتل [illegible] بادشاہ معتمد بہت زیادہ صفات کا حامل تھا جن میں کرم، ادب [illegible] اچھے اخلاق نرمی اور رعیت کے ساتھ احسان کرنا وغیرہ وغیرہ شامل ہیں۔ لوگوں نے اس کے بارے میں غم کا اظہار کیا اس مصیبت پر شعراء نے بھی کلام کیا۔

اس سال فرنگ کے لوگوں نے مغربی ممالک کے ایک شہر صقلیہ پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کا بادشاہ انتقال کر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا قائم مقام بنا۔ وہ لوگوں میں مسلمان بادشاہوں کی طرح رہنے لگا گویا کہ وہ انہیں میں سے ہے اس لئے کہ اس نے مسلمانوں سے [illegible] تھا۔ اس سال شام وغیرہ میں کالی آندھی [illegible] بہت سی عمارتیں گر گئیں جن میں انطاکیہ کی دیواریں [illegible] برج بھی شامل تھے ان کے گرنے کے نتیجے میں بہت سی مخلوق دب کر مر گئی۔ اس سال لوگوں نے [illegible] کی زیارت حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے افراد

عبدالرحمن بن احمد ... کنیت ابو طاہر تمیمی۔ اصبہان میں پیدا ہوئے۔ سمرقند میں علم فقہ حاصل کیا پھر سلطان ملک شاہ کے ہاتھوں اس کی فتح کے سبب بنے۔ وہ سادات شافعیہ میں سے تھے، بہت سی موشگافیاں کی ہوئی تھیں۔ عبدالوہاب [illegible] بچے زمانہ ان سے بڑا انصاف پسند فقیہ عالم نہیں دیکھا یہ بڑا فصیح تھا بہت زیادہ مروت والے تھے بغداد میں فوت ہوئے وزیر [illegible] جنازہ میں [illegible] شریک ہوئے سوائے نظام الملک کے [illegible]۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی کی جانب [illegible] کئے گئے۔ بادشاہ کی قبر پر آیا ابن عقیل نے کہا کہ میں نے نظام الملک کی جانب بیٹھ کر تعزیت کی جبکہ بادشاہ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ میں نے اس بات پر علم کی وجہ سے جرأت کی۔

محمد بن احمد بن علی ...... ابو منصور المروزی قرأت میں امام تھے۔ اس فن میں کئی کتابیں تھیں انہوں نے اس کے لئے بہت سے سفر کیے اتفاق سے ایک سفر میں وہ سمندر میں غرق ہونے لگے اسی دوران [illegible] اچانک ان کی نظر [illegible] پر پڑی [illegible] چاہتا تھا تو انہوں نے وضو کی نیت سے پانی میں ڈبکی لگائی جب اوپر اٹھے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لکڑی ہے اس پر چڑھ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی عبادت کی وجہ سے سلامتی عطا فرمائی اس لئے بھی کہ انہوں نے [illegible] کے بعد کافی مدت [illegible] تقریباً ۹۰ سال سے [illegible] عمر میں انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ بن الحسن[1] ... ابو بکر الناصح، فقیہ حنفی، مناظر، متکلم، معتزلی تھے، نیشاپور میں قضاء کے عہدہ پر فائز رہے لیکن اپنے تعصب، بدکلامی اور رشوت خوری کی وجہ سے معزول کر دیے گئے۔ اس کے بعد رے کے قاضی بنے، بہت سی احادیث کی اجازت لی ہوئی تھی، بخاری سے تھے۔ آپ نے اسی سال رجب میں انتقال فرمایا۔

ارتق بن اکسب الترکمانی ... ارتقیہ کے بادشاہوں کا دادا جو حصن میں ماردین کے مالک تھے، بہادر اور بلند ہمت والے تھے۔ بہت سے علاقوں پر غلبہ حاصل کیا۔ ابن خلکان نے آپ کے حالات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔

۴۸۵ھ واقعات و حادثات

اس سال بادشاہ ملک شاہ نے طغرل بیگ کی مشہور بازار کی دیوار دار الملک کی جانب کرنے کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی دکانیں بنا دی گئیں اور مسجد نئے سرے سے بنوائی۔ اس جامع کو بھی نئے سرے سے تعمیر کا حکم دیا جو جامع دار السلام کے ہاتھوں ۵۳۳ھ میں پایہ تکمیل کو پہنچی تھی۔

نظام الملک نے اپنے لئے ایک عظیم عمارت کی تعمیر کا کام شروع کروایا اسی طرح تاج الملوک ابو الغنائم نے بھی ایک عظیم عمارت کی تعمیر شروع کروائی اور بغداد میں مقیم رہے۔ ماہ جمادی الاولیٰ میں بغداد کے مختلف علاقوں میں زبردست آگ لگ گئی۔ اس کے بجھنے تک لوگوں کی بہت ساری چیزیں جل گئیں جیسے مکانات وغیرہ جل گئے تھے ان کے مطابق دوبارہ انہوں نے تعمیر کروائی اور ... بادشاہ اصبہان گیا۔ اس کے ساتھ خلیفہ کا بیٹا ابو الفضل جعفر بھی تھا۔ پھر رمضان میں دوبارہ بغداد آگیا۔ عاشورا کے دن وہ ماہ ... میں قتل کی اطلاع کے بعد ایک دیلمی لڑکے نے وزیر نظام الملک پر حملہ کر دیا اور اس پر چھری سے وار کیا تو تھوڑی ہی دیر بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ بچے کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔ ... نیک امراء میں سے تھا۔ اس کے حالات لکھتے ہوئے ہم اس کے بارے میں ذکر کریں گے۔ بادشاہ رمضان میں اصبہان سے بغداد آیا لیکن وہ دشمنوں کے لئے تیار کر کے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اسے ایسا پایا اس طرح ہوا کہ جب اس کی سواری بغداد پہنچی تو لوگ اسے سلام کرنے اور اس کی آمد پر مبارک باد دینے آئے۔ خلیفہ نے بھی اسے مبارک باد کا پیغام بھیجا لیکن بادشاہ نے اس کی طرف پیغام بھیجا کہ تم فوراً خود بغداد سے نکل جاؤ اور جہاں جانا چاہتے ہو چلے جاؤ۔ خلیفہ نے اسے پیغام بھیجا اور اس سے ایک مہینے کی مہلت مانگی تو بادشاہ نے دس دن کی مہلت دینے سے بھی انکار کر دیا۔ خلیفہ نے ... کے ذریعے پیغام بھیج کر دس دن کی مہلت مانگی۔ انکار کرتے کرتے اس نے اجازت دے دی۔ ابھی یہ مدت پوری نہ ہوئی تھی کہ بادشاہ عید کے دن شکار کھیلنے نکلا۔ وہاں اس کو شدید بخار ہو گیا تو اس نے فصد کروایا لیکن وہ اسی مرض میں اس دن سے پہلے پہلے مر گیا۔ اس کی موت کے بعد بیوی خاتون نے فوج کا کنٹرول سنبھال لیا۔ ہر طرح کے اموال و املاک کو بھی قبضہ میں رکھا۔ خلیفہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کا بیٹا محمود اپنے باپ کے بعد بادشاہ ہے اور اس کے نام سے منبروں پر خطبہ دیا جائے۔ خلیفہ نے اس بات کو قبول کر لیا۔

بادشاہ محمود کی عمر اس وقت صرف پانچ سال تھی۔ پھر اس کی والدہ اس لڑکے کو فوج کے ساتھ اصبہان تک لے گئی تاکہ پکی حکومت پختہ ہو جائے وہاں ... میں شامل ہو کر وزراء اور امراء کی مرضی پوری ہوئی۔ تمام شہروں میں یہاں تک کہ حرمین میں بھی اس لڑکے کا خطبہ دیا گیا۔ تاج الملک ابو الغنائم المرزبان بن خسرو کو اس لڑکے کا وزیر بنایا۔ اس کی ماں نے خلیفہ کو پیغام بھیجا کہ تمام امور اس کے سپرد کر دئیے جائیں۔ خلیفہ نے اس بات سے انکار کیا۔ غزالی نے اس بات کی حمایت کی، علماء نے اس بات کے جواز کا فتویٰ دیا، فتویٰ دینے والوں میں ایک عالم المطلب بن محمد الحنفی بھی تھے لیکن غزالی کے قول پر عمل کیا گیا۔ بادشاہ کے ... اس کے دوسرے بیٹے برکیارق کی طرف ہو گئے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ ... خاتون اس کا بیٹا اور ان کے ساتھ فوج کی ایک مختصر جماعت باقی رہ گئی۔ اس مختصر جماعت پر خاتون نے ۳۰۰۰۰۰۰ دینار دے کر اسماعیل بن یاقوتی سے

---

[1] الجواہر المضیۃ ۲/۶۵، شذرات الذہب ۳/۳۷۳، العبر ۳/۳۰۳، الفوائد البہیۃ ۱۷۹، ... الکامل فی التاریخ ...
المنتظم ۹/۶۴

قتل کرنے کے لئے نکلے غرق ہو گئے۔ اسی مجلس میں ان کی ہزیمت ہوئی تو وہاں خاتون اور اس کے بیٹے نے شکست کھائی۔ صحیح بخاری میں ہے کہ "وہ قوم ہرگز کامیاب نہیں ہوگی جس کی امارت عورت کے ہاتھ میں ہو۔" پھر [illegible] بنو خفاجہ نے حاجیوں کے ساتھ کی کاروائی کی۔ حاجیوں کی جماعت نے امیر خمار تکین کے ساتھ مل کر ان سے قتال کیا اور انہیں شکست دے دی اور دیہاتیوں کے اموال لوٹ لیے گئے (اللہ تعالیٰ کے لئے تمام تعریفات ہیں ان کے احسانات ہیں) اس سال بصرہ میں سخت برف باری ہوئی۔ ایک ٹکڑے کا وزن پانچ رطل سے لے کر تیرہ رطل تک ہوتا تھا۔ کھجوریں اور دوسرے رنگ کے پھل اس کی وجہ سے تباہ ہو گئے۔ اس سال بہت سے بلاد میں ہوا کی آندھی آئی جس نے دس ہزار کھجور کے درخت اکھاڑ پھینکے۔ ہم سب خدا کے لئے ہیں اور اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں "جو کوئی مصیبت تمہارے اوپر آتی ہے وہ تمہارے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے اور بہت سے گناہوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے"۔ اس سال ملک تاج الدولہ تتش حاکم دمشق نے شہر حمص، قلعہ عرقہ اور قلعہ افامیہ کو لے لیا۔ اس کے ساتھ قسیم الدولہ آقسنقر بھی تھا۔ بادشاہ نے ایک لشکر تیار کر کے سعد الدولہ [illegible] کے ساتھ یمن بھیجا۔ وہ وہاں پہنچ گئے لیکن وہاں ان کا برتاؤ اچھا نہیں رہا۔ سعد کوہرائین جس نے ان شہروں میں پہنچ کر [illegible] وہ مر گیا (تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہی احسان کرنے والا ہے۔

اس سال وفات پانے والے افراد

جعفر بن یحییٰ بن عبداللہ[1] ۔۔۔ ابو الفضل المکی، جو کہ حکاک کے نام سے مشہور تھے۔ طلب حدیث کے سلسلہ میں شام، عراق، اصبہان اور دیگر ملک کے سفر کیے۔ بہت سی احادیث سنائیں اور ابو نصر السجزی سے تخریج کی۔ آپ متقن، ثقہ، ادیب اور [illegible] تھے، عمدہ طریقہ سے خط و کتابت کیا کرتے تھے۔ یہ بہت شریف اور مروت والے انسان تھے۔ تقریباً ۸۰ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

نظام الملک الوزیر[2] ۔۔۔ الحسن بن علی بن اسحاق ابو علی۔ بادشاہ الپ ارسلان اور اس کے بیٹے ملک شاہ کے ۲۹ سال تک وزیر رہے۔ باتدبیر وزیر تھے۔ سن ۴۰۸ھ میں طوس کے مقام پر پیدا ہوئے۔ ان کے والد صاحب محمود بن سبکتگین کے ساتھ دیہاتی تھے۔ انہوں نے اپنے اس بیٹے کو علم میں مشغول کیا۔ ۱۱ سال کی عمر میں انہوں نے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا۔ اس کے بعد علم قرأت، علم فقہ شافعی مذہب کے مطابق سیکھا، علم حدیث، لغت اور نحو بھی حاصل کیا۔ بلند ہمت آدمی تھے، پہلے کئی چھوٹے عہدوں پر فائز رہے پھر مراتب میں ترقی کرتے رہے یہاں تک کہ سلطان الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق کے وزیر بنے۔ ان کے بعد ان کے بیٹے ملک شاہ کے ۲۹ سال وزیر رہے۔ اتنے عرصہ میں بھی ان پر کوئی مصیبت نہیں آئی۔ نیشاپور اور دیگر شہروں میں مدارس قائم کیے۔ ان کی مجلس علماء و فقہاء سے اس طرح بھری ہوتی تھی کہ دن کا زیادہ تر حصہ ان ہی کے ساتھ گزرتا تھا۔ ان سے کہا گیا کہ ان لوگوں نے آپ کو بہت سے ضروری کاموں سے روک دیا ہے تو انہوں نے کہا کہ یہ لوگ دنیا و آخرت کا حسن ہیں اگر میں ان کو اپنے سر پر بھی بٹھاؤں تو یہ بھی بڑی بات نہ ہوگی۔

جب ان کے پاس ابو القاسم قشیری اور ابو المعالی جوینی آتے تو وہ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے تھے اپنے ساتھ ان کو مجلس میں بٹھاتے

---

[1] روضة الناظر [illegible]؛ شذرات الذہب ۳/ [illegible]؛ العبر ۳/ [illegible]؛ العقد الثمین ۳/ [illegible]؛ مرآة الجنان ۳/ [illegible]؛ المنتظم ۹/ [illegible]؛ الوافی بالوفیات ۱۱/ [illegible]

[2] آداب [illegible]؛ اعیان الشیعة [illegible]؛ الانساب [illegible]؛ تذکرة [illegible]؛ تاریخ [illegible]؛ تاریخ دولة آل سلجوق [illegible]؛ التذکرة [illegible]؛ الذہبی [illegible]؛ دول الاسلام [illegible]؛ [illegible]؛ شذرات الذہب [illegible]؛ طبقات السبکی [illegible]؛ صفات [illegible]؛ العبر ۳/ [illegible]؛ الکامل فی التاریخ [illegible]؛ معجم البلدان [illegible]؛ المنتظم [illegible]؛ المختصر [illegible]؛ النجوم الزاہرة [illegible]؛ الوافی بالوفیات [illegible]؛ وفیات الاعیان ۲/ ۱۲۸۔۱۳۱]

تھے۔ جب ابوعلی فارمذی آتے تو بھی کھڑے ہو جاتے، ان کو اپنی جگہ پر بٹھاتے خود ان کے سامنے بیٹھ جاتے۔ اس بارے میں ان سے پوچھ گچھ کی گئی، اس نے کہا کہ جب وہ دو میرے پاس آتے ہیں تو میری خوب تعریف کرتے ہیں تعظیم کرتے ہیں میری شان میں ایسی باتیں کہتے ہیں جو مجھ میں نہیں ہوتیں تو میں ان کی تعریف سے بشری تقاضے کی بنا پر پھول جاتا ہوں۔ جب میرے پاس ابوعلی فارمذی آتے ہیں تو وہ مجھے میرے عیب اور ظلم ذکر کرتے ہیں۔

تو میں اس سے دلی طور پر ٹوٹ جاتا ہوں اور اپنی بہت سی برائیوں سے باز آجاتا ہوں۔ وہ نمازوں کے ان کے اوقات کی حفاظت کے ساتھ پڑھنے کے پابند تھے۔ اذان کے بعد سوائے نماز کے کسی اور کام میں مصروف نہیں ہوتے تھے، پیر اور جمعرات کے روزے پابندی سے رکھتے تھے۔ ان کے بہت سے اوقاف تھے جن کی آمدنی کی وہ صدقات کرتے تھے۔

صوفیاء کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں ان سے پوچھ گچھ کی گئی تو انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ کی بات ہے کہ میں کسی بادشاہ کی خدمت کرتا تھا تو ایک دن میرے پاس ایک صوفی آیا، اس نے کہا کہ تم کب تک ایسے لوگوں کی خدمت کرتے رہو گے جنہیں کل کتے کھا جائیں گے۔ ایسے لوگوں کی خدمت بھی کرو جن کی خدمت کرنے سے تمہیں فائدہ ہو صرف انہی کی خدمت نہ کرو جنہیں کل کتے کھا جائیں گے۔ اس کی یہ بات مجھے سمجھ نہ آئی۔ اتفاق سے وہ امیر اس رات نشے میں ہو گیا اور ویران رات بے ہوش ہو کر نکلا، اس کے کچھ کتے تھے جن سے وہ رات میں مسافروں کا شکار کرتا تھا۔ آج انہوں نے اس کو نہیں پہچانا اور اس کو چیر پھاڑ ڈالا، صبح جب ہوئی تو کتے اس کو کھا چکے تھے۔

انہوں نے کہا کہ میں بیابانی شیخ ہو جاتا ہوں اور بغداد وغیرہ کی مختلف جگہوں سے احادیث کا سماع کیا۔ لیکن وہ کہتے تھے کہ میں یہ بات جانتا ہوں کہ میں حدیث روایت کرنے کا اہل نہیں ہوں البتہ اس کی خواہش ہے کہ آپ ﷺ سے نقل کرنے والے سلسلے میں شامل ہو جاؤں۔ یہ بات بھی کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک دن خواب میں شیطان کو دیکھا تو اس سے کہا کہ تیرا بیڑا غرق ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے پیدا کر کے اپنے سامنے آدم علیہ السلام کو سجدہ کا حکم دیا، لیکن تو نے انکار کر دیا۔ حالانکہ مجھے سامنے اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اس کے باوجود بھی میں اسے روزانہ کئی مرتبہ سجدے کرتا ہوں۔ پھر یہ شعر پڑھا جس کا مطلب ہے کہ جو قابل نہیں ہوتا اس کے ساتھ احسان کرنا بھی گویا گناہ کرنا ہے۔

ایک دفعہ مقتدی بامر اللہ نے ان کو اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ اللہ تم سے راضی ہو امیر المؤمنین کی رضا کے صدقے سے۔ وہ ہزاروں ہزاروں کے مالک تھے۔ ان کے کئی بیٹے تھے پانچ وزیر تھے۔ ان کا بیٹا احمد سلطان محمد بن ملک شاہ کا وزیر تھا، اس کے ساتھ ساتھ امیر المؤمنین مسترشد باللہ کا بھی وزیر تھا۔ وزیر نظام الملک بادشاہ کے ساتھ رمضان کی پہلی رات میں اسی سال اصبہان سے بغداد کا ارادہ کر کے نکلا۔ جب دسواں دن آیا تو نہاوند کے قریب ایک گاؤں سے گزر رہے تھے۔ وزیر نے بادشاہ کے ساتھ ساتھ سواری پر چلتے ہوئے کہا کہ یہاں صحابہ کرام کی ایک بڑی تعداد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں قتل ہوئی تھی۔ پس خوشخبری ہے ان کے لئے جو ان میں تھا۔ اتفاق سے ایک ابوطاہر دیلمی گزرا کہ ایک بچہ اس کے پاس مانگنے والوں کی ہیئت میں آیا، اس کے پاس [illegible] تھا جب وہ بچہ اس کے قریب پہنچا تو اس کے دل پر ایک چھری کا وار کیا اور بھاگ نکلا خیمہ کی رسی سے ٹکرا کر گر گیا۔ اسے تو پکڑ کر قتل کر دیا گیا لیکن اس کے بعد وزیر کی طبیعت بگڑی اور بادشاہ وزیر کے پاس عیادت کرنے آیا تو اس نے بادشاہ کے سامنے ہی دم توڑ دیا۔ بادشاہ اس کے معاملے میں مشکوک ہو گئے لوگ کہتے تھے اسی نے وزیر کے خلاف سازش کی ہے لیکن بعد میں بادشاہ کی مدت بھی طویل نہیں ہوئی وہ بھی صرف پینتیس دنوں بعد چل بسا۔ اس واقعہ میں عقلمند لوگوں کے لئے عبرت ہے۔ بادشاہ نے خلیفہ کو بغداد سے بھی نکالنے کا عزم کر لیا تھا البتہ وہ اپنے اس عزم کو (موت کی وجہ سے) پورا نہ کر سکا۔ جب اہل بغداد کو نظام کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہو گئے۔ وزیر، رؤسا، وغیرہ نے تین دن اس کا سوگ منایا۔ شعراء نے اپنے قصائد میں اس کے مرثیے پڑھے۔ ان شعراء میں ایک مقاتل بن عطیہ بھی ہے وہ کہتا ہے کہ "وزیر نظام الملک بے مثال موتی تھا اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت سے ڈھالا تھا۔ زمانہ عاجز ہو گیا اور اس کی قیمت کو نہ پہچان سکا اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے اس قیمتی موتی کو دوبارہ سیپی میں لوٹا دیا"۔

بے شمار لوگوں نے اس کی تعریفیں کیں یہاں تک کہ ابن عقیل اور علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ نے بھی اس کی تعریفیں کیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

بے شمار لوگوں نے اس کی تعزیت کی یہاں تک کہ ابن عقیل وغیرہ اور ابن جوزی نے حکایت کی ہے کہ اس کی تعریف میں بہت اشعار کہے گئے اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

عبد الباقی بن محمد بن الحسن[1] ابن ناقیا بغدادی ابو القاسم شاعر تھے۔ ۴۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت ماہر تھے۔ لوگوں نے ان پر الزام لگایا کہ وہ پہلے لوگوں کے مذہب پر تھے اور اس کے علاوہ الٰہیات کی تعلیم نہیں کرتے تھے۔

آسمان میں کوئی پانی نہیں پایا جاتا اور نہ وہاں شراب ہے اور نہ کوئی نہر ہے۔ آسمان سے وہ جنت مراد لیتے تھے جو کہ اس سے بھی [illegible] ہے [illegible] سے [illegible] ابن جوزی نے ان سے نقل کیا ہے [illegible] بات نقل کی ہے کہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب ان کا انتقال ہوا تو [illegible] ان کے [illegible] ان کے ہاتھ پر [illegible] کی طرف منسوب [illegible] اللہ تعالیٰ سے توفیق کے ساتھ ان کے انجام سے [illegible] کے لئے [illegible] سے [illegible] لکھا ہوا ہے۔

مالک بن احمد بن علی[2] ابن ابراہیم ابو عبد اللہ البانیاسی الشامی ان کا دوسرا نام ابو الحسن تھا جو کہ ان کی والدہ نے رکھا تھا لیکن جو نام ان کے والد صاحب نے رکھا تھا وہی غالب رہا۔ بہت سے مشائخ سے احادیث کا سماع کیا۔ یہ آخری عمر تک [illegible] نے [illegible] صحت سے احادیث کی بازار ریحانیین میں آگ لگنے سے ان کی موت واقع ہوئی۔ ۸۰ سال عمر پائی۔ محدثین کے نزدیک ثقہ تھے۔

السلطان ملک شاہ[3] جلال الدین والدولہ ابو الفتح ملک شاہ۔ ابو شجاع الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق ترکی کا بیٹا تھا۔ اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا اور اس کی حکومت بلاد ترک سے بلاد یمن تک پھیلی ہوئی تھی سارے جہاں کے بادشاہ اس سے مصالحت کرتے تھے۔ یہاں تک کہ روم کے بادشاہ بھی۔ سلطان نے بادشاہی میں اس سے مراعات کرتے تھے۔ ان کی حکومت پاکیزہ تھی۔ راستے پر امن تھے اور [illegible] اچھی سیرت کے بادشاہ مسکین ضعیف اور مظلوموں کی حوائج پوری کرنے کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

[illegible] عام مجلس اور [illegible] ختم کر دیئے [illegible] ابو فضل [illegible] بلکہ [illegible] جائے تو [illegible] عطا کیا جائے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] اسی طرح [illegible] شکار [illegible] کیا گیا۔ اس نے [illegible] کئے [illegible] ۱۰۰۰۰ شکار اس نے کئے تھے ۱۰۰۰۰ اور ہر [illegible] اس نے صدقہ کر دیئے۔ [illegible] سے [illegible] کی [illegible] ان کا کھانے کے علاوہ [illegible] اور [illegible] ان کے اعمال [illegible] لوگوں کے [illegible] بہت اچھے تھے۔ اسی وجہ سے ایک کسان نے اس سے شکایت کی کہ غلاموں نے اس کی [illegible] چھین لی ہے۔ سلطان نے تفتیش کی تو پتہ چلا کہ وہ تربوز ایک مہمان کے خیمہ میں ہیں۔ وہ کسان کو [illegible] لے گئے۔ [illegible] اس سے پوچھا کہ یہ تربوز کہاں سے آئے تھے؟ اس نے کہا کہ غلام لے کر آئے تھے۔ بادشاہ نے [illegible] اس نے [illegible] کو [illegible] کا حکم دیا۔ بادشاہ نے حاجب کو حکم دیا [illegible] کسان کے [illegible] اس سے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کسان [illegible] کی [illegible] ہو گئی۔

---

[1] الانساب ۲/[illegible]، شذرات الذہب ۳/[illegible]، العبر ۳/[illegible]، اللباب ۱/[illegible]، المنتظم ۹/[illegible]

[2] [illegible] المعرفۃ [illegible] تاریخ [illegible] تتمۃ المختصر ۲/[illegible] دول الاسلام ۲/[illegible] شذرات الذہب ۳/[illegible] نکت [illegible] التاریخ [illegible] المختصر [illegible] معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ [illegible] مختصر [illegible] النجوم الزاہرۃ ۵/[illegible] وفیات الاعیان ۵/[illegible]

کسان اس کو اٹھا کر نکلا اور اس کے ہاتھ میں دربان بھی تھا، دربان نے اپنے آپ کو دربان سے ۳۰۰ دینار دے کر آزاد کرا لیا۔ جب بادشاہ نے اپنے بھائی سے قتال کا ارادہ کیا تو طوس مقام سے گذرا، وہاں علی بن موسیٰ رضا کی قبر کی زیارت کرنے آئے ان کے ساتھ نظام الملک بھی تھا۔

بادشاہ نے نظام سے کہا" تو نے اللہ تعالیٰ سے کیا دعا مانگی" نظام نے کہا" آپ کی کامیابی کی دعا مانگی ہے" بادشاہ نے کہا" لیکن میں نے یہ دعا مانگی ہے کہ اگر میرا بھائی مسلمانوں کے لئے زیادہ بہتر ہے تو اللہ تعالیٰ اسے کامیابی دیں اور اگر میں مسلمانوں کے حق میں زیادہ بہتر ہوں تو مجھے کامیابی سے نوازیں" اپنے لشکر کو لے کر اصبہان سے اٹھا کیں کی طرف پیش قدمی کی، لاکھوں کی تعداد میں لشکر تھا لیکن کسی ایک لشکری کے بارے میں بھی یہ پتہ نہیں چلا کہ اس نے رعایا میں سے کسی پر ظلم کیا ہو۔ ایک دفعہ ایک ترکمانی نے آپ سے مدد طلب کرتے ہوئے کہا" فلاں شخص نے میری بیٹی کے ساتھ زنا کیا ہے ترکمانی یہ چاہتا تھا کہ بادشاہ اسے اس کے قتل کرنے پر قدرت دیں، بادشاہ نے کہا" اگر تیری بیٹی چاہتی تو اسے روک سکتی تھی اگر تو قتل ہی کرنا چاہتا ہے تو اپنی بیٹی کو بھی اس کے ساتھ قتل کر" ترکمانی خاموش ہو گیا، بادشاہ نے پھر کہا" کیا تم اس سے بہتر کام کرو گے" کہنے لگا" وہ کیا؟" بادشاہ نے کہا" زنا تو ہو چکا اب تو اپنی بیٹی کی اس کے ساتھ شادی کروا دے میں ان دونوں کو بیت المال سے ان کی ضرورت کے بقدر مہر دوں گا چنانچہ ترکمانی نے ایسا ہی کیا۔

کسی واعظ نے آپ کے سامنے بیان کیا کہ ایک دفعہ کسریٰ سفر کے دوران جبکہ وہ اپنے لشکر سے علیحدہ ہو گیا تھا ایک بستی کے پاس سے گذرا، ایک گھر کے دروازے پر کھڑے ہو کر اس نے پانی مانگا ایک لڑکی نے گنے کا شربت اسے دیا۔ کسریٰ نے رس پیا تو اسے بہت پسند آیا لڑکی سے پوچھا" تم یہ کیسے بناتے ہو" لڑکی نے کہا" ہم آسانی سے ہاتھوں سے نچوڑ دیتے ہیں" کسریٰ نے دوبارہ منگوایا جب لڑکی چلی گئی اس نے سوچا کہ ان سے یہ جگہ لے کر انہیں کوئی دوسری جگہ دے دینی چاہیے لڑکی کو کچھ دیر ہو گئی جب واپس آئی تو اس کے پاس کچھ بھی نہ تھا، کسریٰ نے کہا کیا ہوا؟ کہنے لگی لگتا ہے ہمارے بادشاہ کی نیت خراب ہو گئی ہے اس لئے گنے کا رس نکالنا میرے لئے مشکل ہو گیا ہے، لڑکی کو پتہ نہ تھا کہ یہی بادشاہ ہے کسریٰ نے کہا دوبارہ جاؤ اس بار تم لے آؤ گی اس کے جانے کے بعد بادشاہ نے اپنی نیت تبدیل کر دی، چنانچہ وہ گئی اور فوراً دوسرا گلاس لے آئی۔ کسریٰ اسے پی کر واپس لوٹ گیا۔

قصہ سننے کے بعد بادشاہ نے واعظ سے کہا یہ قصہ تو میرے لئے مناسب ہے لیکن رعایا کو یہ قصہ بھی سناؤ کہ ایک دفعہ کسریٰ ایک باغ کے پاس سے گذر رہا پیاسا تھا اس پر زردی آ گئی تھی باغ والے نے کہا" ابھی تک بادشاہ نے باغ میں سے اپنا حق وصول نہیں کیا اس لئے میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا؟" یہ قصہ سن کر لوگوں کو بادشاہ کی ذہانت پر بہت تعجب ہوا۔ ایک دفعہ دو کسانوں نے امیر خمار تگین کے خلاف اس سے مدد چاہی کہ اس نے ان کا بہت سا مال چھین لیا ہے اور ان کے دانت توڑ دیئے ہیں کہنے لگے ہم نے دنیا میں آپ کے انصاف کی شہرت سنی ہے اگر آپ اللہ کے حکم کے مطابق ہمیں انصاف دلوا دیں تو ٹھیک ہے ورنہ ہم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے آپ کے خلاف مدد چاہیں گے دونوں آپ کے گھوڑے کی رکاب پکڑ کے کھڑے ہو گئے آپ نے گھوڑے سے اتر کر کہا، میری آستین پکڑو اور کھینچتے ہوئے مجھے نظام الملک کے گھر لے چلو کسان ڈر گئے لیکن آپ نے اصرار کیا کہ ایسا ہی کرو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، نظام کو جب آپ کے آنے کی خبر ملی تو جلدی سے باہر نکلا، آپ نے اس سے کہا میں نے تجھے اس لئے وزیر بنایا ہے کہ تو مظلوم کو ظالم سے انصاف دلوائے، نظام نے اسی وقت خمار تگین کو معزول کر دیا اور اسے لکھا کہ ان کسانوں کا مال لوٹا دے، کسانوں کو کہا کہ اگر گواہی ثابت ہو جائے تو تم بھی اس کے دانت توڑ دو، خود آپ نے انہیں ۱۰۰ سو دینار دیئے ایک دفعہ آپ نے ٹیکس ختم کر دیا تو وصول کنندہ نے کہا" آپ نے جو ٹیکس ختم کیا ہے اس کی مالیت چھ سو دینار سے بھی زیادہ ہے آپ نے کہا تیرا ناس ہو مال سارا اللہ کا ہے بندے بھی اسی کے بندے ہیں ملک بھی اسی کے ہیں، میں تو صرف یہ چاہتا ہوں کہ میرے لئے یہ اللہ کے ہاں باقی رہ جائے جو مجھ سے اس معاملے میں جھگڑے گا اس کی گردن اڑا دوں گا، ایک دفعہ ایک خوبصورت عورت نے آپ کو گانا سنایا سن کر جھوم اٹھے دل اس عورت کا مشتاق ہو گیا، برا ارادہ کیا تو عورت نے کہا مجھے اس بات سے غیرت آتی ہے کہ اتنا خوبصورت چہرہ جہنم میں جائے، حلال اور حرام میں ایک کلمے ہی کا فرق ہے چنانچہ آپ نے قاضی کو بلوا کر اس سے شادی کر لی۔

بغداد میں تاجیہ کا بانی

مرزبان بن خسرو تاج الملک[1] وزیر ابو غنائم تاجیہ کے بانی تھے اس کے مدرس ابوبکر شاشی تھے۔ شیخ ابو اسحاق کا مقبرہ آپ ہی نے بنوایا۔

سلطان ملک شاہ نے نظام الملک کی وفات کے بعد آپ کو وزیر بنانا چاہا۔ لیکن بہت جلد ہی آپ کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس نے آپ کے بیٹے محمود کو وزیر بنایا۔ جب اس کا بھائی برکیارق اس پر غالب آ گیا تو نظام کے غلاموں نے آپ کو قتل کر دیا اور آپ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ یہ اسی سال ماہ ذی الحج کا واقعہ ہے۔

عبداللہ بن عبدالوارث[2]۔۔۔ ابن علی بن احمد ثوری ابو القاسم شیرازی آفاق میں پھرنے والوں اور مختلف ممالک کے سفر کرنے والوں میں سے تھے۔ حافظ وقت، زیادہ متقی و پرہیز گار تھے۔ حسن اعتقاد حسن سیرت کے حامل تھے۔ ان کی ایک اچھی تاریخ کی کتاب ہے۔ بغداد اور دوسرے شہروں سے طلبہ نے ان کی طرف سفر کیے ہوتا تھا۔

آغاز ۴۸۶ھ سے ۴۸۸ھ

اسی سال ایک شخص اردشیر بن منصور ابو الحسین عبادی حج سے واپسی پر بغداد کے نظامیہ گئے لوگوں کو وعظ کیا اور مدرسے کے مدرس غزالی اس کی مجلس میں شریک ہوئے۔ لوگوں کا ایک ہجوم ان کی مجلس میں جمع ہو گیا اور بعد کی مجلسوں میں بڑھتے چلے گئے۔ بہت سے لوگوں نے اپنے کاروبار چھوڑ دیئے، بعض اوقات ان کی مجلس میں تیس ہزار سے زیادہ افراد شریک ہوتے۔

بہت سے لوگ تائب ہوئے۔ مساجد کی پابندی کی۔ شراب بہادی گئی۔ لہو و لعب کے آلات توڑ دیئے گئے، ذاتی طور پر نیک انسان تھے، عبادت گزار تھے۔ بڑے درجے کے زاہد تھے۔ نیک سیرت تھے۔ لوگ ان کے وضو کے بچے ہوئے پانی پر ٹوٹ پڑتے تھے اور بسا اوقات جس تالاب سے وہ وضو کرتے لوگ برکت کے لئے اس سے پانی لے لیتے۔ ابن الجوزی نقل کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے کسی ساتھی کو شامی شہتوت اور برف کھانے کا شوق ہوا تو اس نے سارا شہر چھان مارا مگر کہیں سے بھی اس کو مطلوبہ چیز نہ مل سکی۔ جب وہ لوٹا تو اس نے شیخ کو خلوت میں پایا اور پوچھا کہ کیا کوئی شخص آج شیخ کے پاس آیا ہے؟

تو اسے بتایا گیا "ایک عورت آئی تھی" اس عورت نے کہا کہ میں نے اپنے ہاتھ سے سوت کاتا ہے اور اس کو بیچا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ شیخ کے لئے کوئی عمدہ چیز خریدوں لیکن شیخ نے اسے منع کر دیا تو وہ رونے لگی تو شیخ کو اس پر رحم آ گیا اور کہا "جاؤ اور خرید لاؤ" اس عورت نے کہا کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ شیخ نے کہا "جو آپ لانا چاہیں" تو وہ عورت گئی اور برف اور شامی شہتوت لے آئی شیخ نے لے کر تناول فرمایا۔ شیخ کے حضور میں میرے ساتھی کا قول ہے "ایک دن میں شیخ کے پاس آیا تو وہ شہتوت پڑے تھے، میں نے دل ہی دل میں کہا" اے کاش

---

[1] [illegible] الکامل فی التاریخ ۱۰/ [illegible] معجم الانساب والاسرات الحاکمۃ ۳۳۶ المنتظم ۹/ [illegible]
[illegible]

[2] [illegible] تذکرۃ الحفاظ ۴/ [illegible] الانساب [illegible] شذرات الذہب ۳/ [illegible] العبر ۳/ [illegible] الکامل فی التاریخ ۱۰/ [illegible] کشف الظنون [illegible] المستفاد من ذیل تاریخ بغداد [illegible] المنتظم ۹/ [illegible]

بچا ہوا شوربہ مجھے دے دیں تاکہ میں اس کو حفظ قرآن کے لئے پی لوں" تو انہوں نے اپنا بچا ہوا مجھے دے دیا اور کہا "اس نیت پر پیو" وہ کہتے ہیں کہ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے حفظ قرآن سے نواز دیا۔ وہ تحصیل کرنے والے اور بہت عبادت گزار تھے۔ پھر اتفاقاً انہوں نے سونے کے کڑے جیسے زیورات کو بیچ سونے کے بدلے میں بیچنے پر کلام کیا تو انہیں شہر میں رہنے سے منع کر دیا گیا اور وہ شہر بدر ہو گئے۔

اسی سال تتش بن الپ ارسلان نے سلطنت میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ سے بھی مطالبہ کیا کہ وہ عراق میں بھی اس کے نام کا خطبہ پڑھوائے۔ لیکن خلیفہ نے اس کے بھتیجے کی وجہ سے اس مطالبہ پر عمل کرنے سے توقف کیا۔ اس کے بعد تتش بن الپ ارسلان "رحبہ" کی طرف نکلا اور اس کی معیت اور ساتھ میں حلب کا حکمران "آقسنقر" اور رہا کا حکمران "بوزان" بھی تھا۔ اس نے رحبہ فتح کیا اور پھر موصل کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں موصل پر ابراہیم بن قریش بن بدران سے چھین لیا۔

اور اس کے بعد تتش کے لشکر کو شکست اور بہت سے امراء کو سولی پر لٹکا کر قتل کیا اسی طرح دیار بکر پر بھی قبضہ کر لیا اور پھر ابن فخر الدولہ ابن جہیر کو وزیر بنایا اور اس کے بعد ہمدان اور خلاط پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد آذربائیجان پر بھی قبضہ کر لیا تو اس کا معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ اس کے بعد "آقسنقر" اور "بوزان" علیحدہ ہو کر "برکیارق" سے جا ملے اور "تتش" اکیلا رہ گیا۔ اس کے بھائی "برکیارق" نے اس میں کمزوری کی اس پر "تتش" واپس لوٹا تو اس کو قسیم الدولہ آقسنقر اور بوزان حلب کے دروازوں پر ملے تتش نے دروازے سے لوٹ کے "آقسنقر" اور "بوزان" کو قید کر لیا اور اس کے بعد سولی پر لٹکا دیا اور "بوزان" کا سر اپنے ساتھ لیا اور "حران" اور "الرھا" کا دورہ کیا اور ان دونوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اسی سال روافض اور اہلسنت کے مابین فتنہ واقع ہوا۔ اور ان کے درمیان بہت زیادہ فتنہ فساد بڑھ گیا۔ شعبان کی دو تاریخ کو خلیفہ کے بیٹے المسترشد باللہ ابو منصور الفضل بن ابی العباس احمد المستظہر پیدا ہوئے۔ خلیفہ بہت خوش ہوئے۔ ذی القعدہ میں سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہوئے وزیر ابو منصور بن جہیر نے باہر نکل کر ان کے آنے پر خلیفہ کی طرف سے مبارکباد دی۔ اسی سال سرزمین شام کے شہر "صور" پر "المستعلی العبیدی" نے قبضہ کر لیا اور اہل عراق میں سے کوئی بھی حج کرنے نہ جا سکا۔

جن شخصیات کا اس سال انتقال ہوا ان میں چند ایک درج ذیل ہیں۔

جعفر ابن المقتدی باللہ

سلطان ملک شاہ کی بیٹی "الخاتون" کے بطن سے تھے۔ جمادی الاولیٰ میں انتقال فرمایا۔ وزیر اور ارکان سلطنت تین دن تک ان کے سوگ میں بیٹھے رہے۔

سلیمان بن ابراہیم

ابن محمد بن سلیمان ابو مسعود اصفہانی(۱) ...... بہت سے محدثین سے سماعت کی تصنیف کا مشغلہ بھی رہا۔
صحیحین کی تخریج بھی کی۔ علم حدیث سے گہری وابستگی رکھتے تھے۔ ابن مردویہ، ابو نعیم اور ابو علی سے بھی سماعت کی اور خطیب وغیرہ نے روایت کی۔ ذی القعدہ میں اکیانوے سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔

---

(۱) الانساب [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الحفاظ [illegible]، العبر [illegible]، لسان المیزان [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، المغنی فی الضعفاء [illegible]، المنتظم [illegible]، میزان الاعتدال [illegible]، تذکرۃ الحفاظ [illegible]

عبدالواحد بن احمد بن الحسن

شیرازی ابوسعد شافعی فقیہ تھے ابواسحاق شیرازی کی صحبت اختیار کی اور حدیث روایت کی۔ یہ معروف اہل خیر کے تصنیف کرنے والے تھے، نہایت نیک تھے کہ میرے پاس آتے تو ننگے پاؤں کی لذت کے لئے ننگے پاؤں چلے۔ جب یہاں انتقال ہوا تو "حرب" کے قریب دفن کیے گئے۔

علی بن احمد بن یوسف..... کنیت ابوالحسن ہکاری تھی بغداد آئے اور یہیں قیام رہا حدیث کی سماعت کی متعدد حفاظ حدیث نے ان سے روایت حدیث کی۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں بیت المقدس میں دیکھا تو پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی وصیت کر دیجئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ امام احمد بن حنبل کے مذہب سے اعتقاد رکھو اور اہل بدعت سے بچو۔ آپ کا انتقال محرم میں اسی سال ہوا۔

علی بن محمد بن محمد [1] ابوالحسن الخطیب الانباری، ابن الاخضر کے نام سے مشہور تھے ابو محمد الاخضی سے سماعت کی سب سے آخر میں ان سے حدیث سننے والے یہی ہیں۔ اسی سال شوال میں پچانوے سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

ابونصر علی بن ہبۃ اللہ ابن ماکولا..... ۴۲۰ھ میں پیدا ہوئے۔ بہت سے محدثین سے سماعت کی اور حفاظ حدیث میں شمار کیے جاتے تھے "المؤتلف" میں ان کی کتاب "الاکمال" ہے۔

آقسنقر اتابک..... لقب قسیم الدولہ سلجوقی تھا، حاجب کے نام سے معروف تھے، حلب، دیار بکر اور جزیرے کے حکمران تھے، ملک نور الدین زنگی بن آقسنقر کے والد تھے، ابتداءً سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے قریبی اصحاب سے تھے، پھر ان کا مرتبہ بلند ہوا یہاں تک کہ وزیر نظام الملک کے ایماء پر حلب اور اس کے مضافات کا والی بنا دیا۔ اچھی سیرت اور پاک طینت تھے رعایا ان کی حکمرانی میں امن کی زندگی گزار رہی تھی انہیں عدل و انصاف سے محبت تھی۔ ان کی موت دمشق کے حکمران سلطان تاج الدولہ تتش کے ہاتھوں ہوئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ سلطان نے اپنے بھتیجے برکیارق بن ملک شاہ کے ساتھ جنگ کے لئے آپ سے اور حران اور رہا کے حکمران سے مدد طلب کی لیکن ان دونوں نے اس کا ساتھ نہ دیا اور چھوڑ کر بھاگ گئے، سلطان واپس دمشق چلا گیا، پھر جب سلطان کو قدرت حاصل ہوئی اور یہ دونوں لوٹے تو اس نے "حلب" کے قریب ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کر کے سوائے حلب کے باقی شہروں پر قبضہ کر لیا، بعد میں آقسنقر زنگی کے بیٹے کا محل ہونے پر یہ ۴۸۷ ہجری کا واقعہ ہے ابن خلکان نے لکھا ہے کہ "حران" اور "رہا" کے حکمران بوزان دونوں سلطان ملک شاہ کے غلام تھے جب تتش حلب کا بادشاہ ہوا تو اس نے ان کو حلب میں اپنا نائب بنا دیا لیکن آپ نے انکار کر دیا اس پر تتش نے جو دمشق کا بھی حکمران ہو چکا تھا آپ کی طرف کوچ کیا اور اسی سال جمادی الاولیٰ میں جنگ میں قتل کر دیا۔ جب آپ قتل کر دیے گئے تو آپ کے بیٹے عماد الدین زنگی نے آپ کو دفن کیا جس کی نسبت ابو نور الدین کی تھی آپ کے بیٹے نے فصیل بنا دی پھر آپ کو شہر میں منتقل کیا پھر یہیں دفن کیا۔

افواج کے سردار بدر جمالی..... مصری افواج کے سردار تھے شامی ممالک کے چلانے والے تھے۔ عقل مند اور کریم شخص تھے۔ مستنصر کے زمانے میں یہ اس درجہ ترقی کر گئے کہ تمام امور انہی کی زیر نگرانی آ گئے۔ اسی سال ذیقعدہ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد ان کا بیٹا افضل قائم مقام رہا۔

خلیفہ مقتدی..... ان کے حالات گزر چکے۔

---

[1] (تذکرۃ الحفاظ ۱۱۹۹/۴ - المعجم المشتبہ ۴۲۲/۲ ، ۶۰۳ ، للسباقی ، الورقہ ۶۱ ، شذرات الذہب ۳۸۴/۳ ، النجوم الزاہرہ رقم ۵۵۳ ، العبر ۳۱۳/۳ ، المنتظم ۷۹/۹)

۴۸۸ھ کے واقعات

اسی سال یوسف بن ابق ترکمانی دمشق کے حکمران تتش کی طرف سے بغداد آیا تاکہ بغداد میں اس کی حکومت قائم کرے۔

تتش مقام "ری" میں اپنے بھتیجے سے جنگ کے لیے جا پہنچا تھا چنانچہ اس کا نائب جب بغداد پہنچا تو لوگ اس سے مرعوب ہو گئے۔ اس نے آتے ہی خلیفہ کے سامنے زمین بوسی کی۔ لیکن عوام اس سے دور رہ کر جنگ کے لیے تیار ہو گئے اس سے پہلے کہ بات بڑھتی تتش کے بھتیجے نے آ کر خبر دی کہ جنگ میں سب سے پہلے تتش ہی ہلاک ہوا ہے لہٰذا اس کے نائب سے اب لڑنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔

تتش کی وفات ۱۷ صفر المظفر ۴۸۸ھ کو ہوئی۔

اسی سال ۱۹ ربیع الاول کو بغداد میں ابو منصور فضل بن مستظہر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کو ذخیرۃ الدین کا لقب بھی دیا گیا۔

ربیع الثانی میں وزیر ابو منصور نے حریم کے گرد والی فصیل بنوائی اور لوگوں کو حریم کے گرد مکانات اور تعمیر کرنے کی اجازت دے دی۔

اسی سال امام غزالی ذوالقعدہ میں بغداد سے نظامیہ کی تدریس سے الگ ہو کر زمانے سے کنارہ کش ہو کر اچھے لباس کے بجائے موٹا لباس پہن کر بیت المقدس کی طرف چلے گئے آپ کی جگہ آپ کے بھائی نے تدریس کے فرائض انجام دیے اس کے بعد امام غزالی آئندہ سال حج کر کے وطن واپس آ گئے اسی عرصے میں آپ نے کتاب الاحیاء تصنیف فرمائی لوگوں کا ایک جم غفیر روزانہ آپ کے پاس آ کر آپ سے سماع کرتا۔

اسی زمانے میں عراق کے [illegible] قاضی ابی الفرج عبدالرحمن بن محمد بن عبداللہ بن السختی پر خلعت کی گئی اور شرف القضاۃ کا لقب دیا گیا اور الحریم وغیرہ کا دوبارہ آپ کو قاضی بنایا گیا۔

سال رواں ہی میں کرخ کے ایک شخص یا دوسرے لوگوں نے ہجوم کر کے ایک دوسرے سے علاقے کی طرف کھینچ کر کھانا پینا تو بڑا عجیب واقعہ ہے۔

اسی برس سمرقند کے حاکم احمد بن خاقان کو حکومت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا کیوں کہ گواہی سے اس کا زندیق ہونا ثابت ہو گیا تھا اس کی جگہ اس کے چچازاد بھائی مسعود کو حاکم بنایا گیا۔

اسی سال ترکی افریقہ میں داخل ہوئے انہوں نے یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس سے عہد شکنی کی جس کی وجہ سے دونوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں بالآخر ترکوں نے اس پر قبضہ کر لیا اور وہ اس کے بادشاہ بن گئے ان کا لیڈر مشرق کے کسی سردار کا بیٹا شاہ ملک تھا اس نے مصر میں خدمت گزاری کی پھر ایک جماعت کے ہمراہ مغرب کی طرف چلا گیا وہاں پر اس نے جو کچھ کیا اس کا بیان ہو چکا۔

اسی سال عراق کے باشندوں میں سے کسی نے حج نہیں کیا۔

خواص کی وفات

الحسن بن احمد بن خیرون کے حالات[۱] ...... یہ حسن بن احمد بن خیرون ابو الفضل جو ابن الباقلانی سے مشہور ہیں۔ بے شمار احادیث کا سماع کیا ان کی طرف سے خطیب نے لکھا حدیث میں معرفت تامہ حاصل تھی ثقہ تھے اصفہانی کے نزدیک معتبر تھے پھر ان کے جنازے کے بعد یہ بات اسی سال رجب میں بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

تتش ابو المظفر ...... یہ تتش ابو المظفر تاج الدولہ ابن الپ ارسلان دمشق وغیرہ کے حاکم رہے ہیں ایک عورت سے شادی کی اتفاقاً شادی کے فوراً بعد اس عورت کا انتقال ہو گیا اس موقع پر تتش نے ایک شعر کہا

---

(۱) تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۲۰۳، ۱۲۰۱، شذرات الذہب ۳/۳۸۴

ترجمہ: ..... جس روز ترقیوں میں اللہ کے راز ہیں دشمنوں کا کلام سہی ان کے علاوہ مجھ میں ہر شے ان کی طرف توجہ مت کرو۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ یہ مشرقی علاقوں کے حکمران تھے آتسز نے مصر کے حکمران کی جانب سے ان سے مدد طلب کی تاکہ لشکر کے ساتھ جنگ کرنے میں مدد طلب کی جب یہ اس کی مدد کے لئے دمشق آیا تو آتسز کے مقابلہ میں نکل پڑا آتسز نے اس کی گرفتاری اور قتل کا حکم دیا وہ ۴۷۱ھ میں دمشق اور اس کے مضافات کا حاکم بن گیا پھر آتسز نے جنگ کر کے اسے قتل کر دیا۔ پھر اس نے وہاں کے بھائی نے بلاد ری کی آپس میں جنگ کی اس نے اپنے بھائی کو شکست دی لیکن خود بھی میدان جنگ میں قتل کر دیا گیا اس کا لڑکا رضوان حلب کا بادشاہ بن گیا اسی کی طرف جو رضوان منسوب ہوئے ہیں رضوان نے اس کے بعد دقاق تک بادشاہت کی اس کے بھائی کی مدد سے اکثر شہر زہر دے کر ان کو ہلاک کر دیا اس کے بعد اس کا لڑکا تاج الملوک بوری چار سال تک ... پھر اس کے بعد اس کے لڑکے شمس الملوک اسماعیل نے تین سال تک اس پر بادشاہت کی اس کے بعد اس کی والدہ نے اسے قتل کروا دیا اس کی والدہ کا نام زمرد خاتون تھا جو دقاق کی لڑکی تھی۔ پھر اس نے اپنے بھائی شہاب الدین محمود بن بوری کو حاکم بنا دیا اس نے چار سال تک حکومت کی پھر اس کا بھائی محمد بن بوری ظفر بن ایک سال تک حلب پر بادشاہ رہا اس کے بعد ۵۴۳ھ کی ابتدا میں مجیر الدین ابق اس پر بادشاہ بنا مسلسل تین سال تک اس کی حکومت رہی پھر نور الدین محمود زنگی نے اس سے حکومت چھین لی جیسا کہ عنقریب اس کا بیان آئے گا اور اتابک معین الدین کے زمانہ میں نور الدین کا بھتیجا تھا دمشق میں مدرسہ معینیہ اور غور میں اصطبل بھی معین الدین کی طرف منسوب ہے۔

رزق اللہ بن عبدالوہاب کے حالات[1] ..... بن عبدالعزیز ابو محمد التمیمی مقری، واعظ، محدث ہیں اور مذہب حنبلی کے فقیہ ہیں ولادت ۴۰۰ھ جس مصر میں ان کے دادا سے ملاقات کے لئے گئے تھے خوبصورت اور لوگوں کی محبوب شخصیت ہیں۔ ان کے بہت سے اشعار ہیں بہت بڑے عالم تھے۔ عربی زبان پر عبور حاصل تھا گفتگو کا اچھا سلیقہ تھا اپنے آباء سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مسلسل روایت کی (ترجمہ: علم عمل کو آواز دیتا ہے اگر انسان عمل سے اس کا جواب دے تو علم باقی رہتا ہے ورنہ علم رخصت ہو جاتا ہے) خلیفہ کے مقربین میں سے تھے ہمیشہ وقت کے خلیفہ کے پاس جاتے تھے اسی سال ۱۵ جمادی الاولیٰ ۸۸ سال کی عمر پا کر انتقال کے وقت اپنی قلیفہ کی اجازت سے اپنے گھر میں باب مراتب کے سامنے دفن کئے گئے ابن عبدالعزیز کے گھر کے پاس لوگوں نے اللہ کی قدرت کا جنازہ پڑھایا۔

ابو یوسف القزوینی کے حالات[2] ..... یہ عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن بندار الشیخ معتزلہ کے شیخ ہیں عبدالجبار بن احمد ہمدانی سے تعلیم حاصل کی مصر کا سفر کیا چالیس سال تک وہاں پر متعدد فوائد حاصل کئے سات سو جلدوں پر مشتمل ایک تفسیر لکھی ابن الجوزی کا قول ہے کہ ابو یوسف قزوینی نے اس تفسیر میں بڑی عجیب باتیں لکھی ہیں اور قرآن پاک کی آیت (واتبعوا ما تتلوا الشیاطین علی ملک سلیمان) کی پوری تفسیر ایک جلد میں لکھا گیا۔

(تجریدات الذہب ۳ ص۳۸۹۔ [illegible])

ابن عقیل کا قول ہے کہ ابو یوسف قزوینی کو علم اور شعر و ادب پر مکمل عبور حاصل تھا ابو عمر بن مہدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ۹۶ سال کی عمر میں بغداد میں وفات پائی۔

ابو شجاع الوزیر کے حالات[3] ..... محمد بن حسین بن عبداللہ بن ابراہیم ابو شجاع لقب ظہیر الدین ہے مقام ولادت اہواز علماء اور وزراء میں سے تھے علماء اور فقہاء پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والے تھے شیخ ابو اسحاق شیرازی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا متعدد کتب تصنیف کیں ان میں سے ایک کتاب وہ ہے جس میں آپ نے تجارب الامم کے آخر میں خلیفہ مقتدی کے وزیر رہے ... دینار کی ... ہر ماہ ... خرچ کرتے تھے ... ایک شخص نے ابو شجاع

---

[1] المنتظم [illegible] العبر [illegible]

[2] طبقات المفسرین [illegible]

[3] کشف الظنون [illegible] الوافی بالوفیات [illegible]

سے کہا ہمارے نزدیک ایک بیوہ رہتی ہے اس کے چار بچے ننگے بھوکے ہیں ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے فوراً اپنے خاص آدمی کے ذریعہ ان کے پاس کھانے کے لئے کھانا اور لباس بھیجا سخت سردی کے باوجود کپڑے اتار کر بیٹھ گئے قسم بخدا جب تک مجھے ان کی خیریت معلوم نہیں ہوگی اس وقت تک کپڑے نہیں پہنوں گا حتیٰ کہ اس شخص نے آ کر بتایا کہ وہ خیر خیریت سے ہیں انہوں نے آپ کو خوب دعائیں دی ہیں اس کے بعد خوش ہو کر کپڑے پہنے۔

ایک بار ابوشجاع کے پاس کہیں سے میٹھی پوری آئیں جس سے فقراء کا دل خراب ہوا ابوشجاع نے ساری پوریاں اٹھا کر مسجد میں بھیج دیں وہاں پر فقراء اور محتاجوں نے ان کو کھایا۔

ان کی کچہری میں فقہاء ضرور ہوتے جب کوئی مشکل امر پیش آ جاتا تو ان سے پوچھ کر فیصلہ کرتے سب سے عاجزی اور انکساری سے پیش آتے وزارت سے معزولی کے بعد حج پر گئے تو واپسی میں مدینہ ہی میں ٹھہر گئے کچھ عرصہ بعد بیمار ہو گئے جب مرض زیادہ ہو گیا تو روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر قول خداوندی تلاوت کرکے

> ترجمہ:...... اگر وہ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا آپ کے پاس آتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش طلب کرتا تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔ (سورۃ البقرۃ آیت ۱۰۳)

عرض کیا یا رسول اللہ میں گناہوں سے توبہ کرنے کے لئے آپ کے سامنے حاضر ہو گیا ہوں قیامت کے روز آپ کی سفارش کی امید رکھتا ہوں اسی روز انتقال فرمایا جنت البقیع میں مدفون ہوئے۔

القاضی ابوبکر الشاشی ...... محمد بن مظفر بن بکران الحموی ابوبکر الشاشی ہیں سن ولادت ۴۰۰ھ ہے اپنے شہر میں فقہ کی تعلیم حاصل کی سن ۴۱۷ھ میں حج پر تشریف لے گئے اس کے بعد بغداد پہنچ کر ابوالطیب طبری سے مزید فقہ کی تعلیم حاصل کی اور احادیث کا سماع کیا ابن الدامغانی کے پاس گواہی دی تو انہوں نے قبول کرلی پچپن سال تک مسجد میں لوگوں کو فقہ پڑھاتے رہے دامغانی کی وفات کے بعد ابوشجاع وزیر نے خلیفہ مقتدی کو انہیں قاضی بنانے کا مشورہ دیا چنانچہ خلیفہ نے ان کو قاضی بنا دیا تمام لوگوں سے زیادہ پاکدامن تھے بادشاہ وغیر بادشاہ کسی کا ہدیہ قبول نہیں کرتے تھے اپنا سادہ کھانا اپنا سادہ لباس استعمال کرتے قضاء کی تنخواہ نہیں لیتے تھے تن تنہا تمام امور از خود نمٹاتے کوئی ان کا نائب نہیں تھا کسی سے لڑتے جھگڑتے نہیں تھے۔

گواہوں کے بغیر منکرین پر قرائن سے تہمت ثابت ہونے پر انہیں سزا دیتے جب تک وہ انکار سے باز نہ آ جاتے مذہب شافعیہ سے اس پر دلیل پیش کرتے اس پر انہوں نے ایک کتاب بھی تصنیف فرمائی اس بارے میں ابن عقیل نے ابوبکر شاشی کی حمایت کرتے ہوئے ارشاد خداوندی ان کان قمیصہ قد من قبل (سورۃ یوسف آیت ۲۶) سے دلیل پیش کی ایک بار وقت کے بڑے فقیہ مناظر مطلب بن محمد بن اسامہ فرغانی نے قاضی ابوبکر شاشی کے سامنے کسی معاملہ میں گواہی دی قاضی ابوبکر نے ان کی گواہی قبول نہیں کی قاضی ابوبکر نے وجہ بیان کی کہ تم نے ریشم کے کپڑے اور سونے کی انگوٹھی پہنی ہوئی ہے مدعی نے کہا بادشاہ اور اس کا وزیر نظام الملک بھی تو انگوٹھی اور ریشم پہنتے ہیں قاضی ابوبکر نے کہا قسم بخدا اگر وہ دونوں سبزی کے ایک گٹھے پر بھی گواہی دیں تو میں ان کی گواہی قبول نہیں کروں گا۔

ایک بار ایک بہت بڑے فقیہ کی گواہی قاضی ابوبکر نے رد کر دی انہوں نے کہا کسی حاکم نے میری گواہی رد نہیں کی تم نے ایسا کیوں کیا قاضی ابوبکر نے کہا میں نے تمہیں برہنہ غسل خانہ میں غسل کرتے دیکھا اس وجہ سے تمہاری گواہی قبول نہیں کی۔

قاضی ابوبکر نے اسی سال دس شعبان منگل کے روز اٹھاسی سال کی عمر میں وفات پائی ابن شریح کے نزدیک مدفون ہوئے۔

ابوعبداللہ الحمیدی کے حالات[1] ...... یہ محمد بن ابی نصر فتوح بن عبداللہ بن حمید اندلسی اندلس کے قریب جزیرہ میورقہ کے رہنے والے تھے بغداد پہنچ کر احادیث کا سماع کیا بہت بڑے حافظ الحدیث ادیب ماہر پاکدامن تھے (الجمع بین الصحیحین) مصنفات ابن حزم و الخطیب وغیرہ متعدد کتب کے مصنف تھے اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر سترہ ذی الحجہ منگل کی شب داعی اجل کو لبیک کہا بغداد میں بشر حافی کی قبر کے پاس مدفون ہوئے۔

---

(۱) شذرات الذهب: ۳۲۹/۳ العبر ۳۲۳/۳

عبداللہ ابن الشیخ ابی الوفاء ابن عقیل . . . حافظ قرآن اور فقیہ تھے جوانی میں فوت ہو گئے والد نے ان کی موت پر بڑی صبر کی تکلیف برداشت کی [illegible] ہوئی تو ایک روز ان کی اولاد نے عرض کیا اے ابو الوفاء آپ نے بڑے صبر سے کام لیا [illegible] میں نے اس سے محبت کی لیکن اللہ کو میرے سے زیادہ اس کا حق تھا اس لئے آپ مجھے اور میرے بیٹے کا حال پوچھا والد نے کہا آپ کی بات سے مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ نے ان کا مرتبہ کا خیال رکھا واللہ اعلم۔

واقعات ۴۸۹ھ : ابن الجوزی نے منتظم میں لکھا ہے کہ جاہل نجومیوں نے فیصلہ سنایا کہ اس سال طوفان نوح کی مانند طوفان آئے گا تمام لوگوں میں یہ خبر مشہور ہو گئی خلیفہ مستظہر نے ابن عیسون نجومی کو بلا کر اس خبر کے بارے میں سوال کیا اس نے کہا طوفان نوح اس وقت آیا تھا جب برج حوت میں سات ستارے جمع ہوئے تھے اب ان میں سے چھ جمع ہوئے ہیں زحل جمع نہیں ہوا اس لئے ایک شہر میں طوفان ضرور آئے گا اور سب سے قریب بغداد ہی ہے اس لئے بغداد میں آنے کا خطرہ ہے اس کے بعد خلیفہ نے وزیر کو حکم دیا جن مقامات سے سیلاب [illegible] خطرہ تھا ان مقامات کی اصلاح کا حکم دیا لوگ طوفان کے منتظر تھے اسی دوران خبر آئی کہ وادی مناقب کے قریب حاجیوں کا قافلہ سیلاب کی زد میں آگیا پہاڑوں سے [illegible] کے علاوہ تمام حاجی سب ہلاک ہو گئے خلیفہ نے نجومی کو خلعت دی اور اس کے لئے سالانہ وظیفہ مقرر کر دیا۔

اسی زمانہ میں امیر قوام الدولہ ابو سعید کربوقا نے موصل شہر کا محاصرہ [illegible] شرف الدولہ محمد بن مسلم بن قریش کو قتل کر دیا اور نو ماہ کا محاصرہ کرنے کے بعد سے غرق کر دیا۔

سال رواں ہی میں تمیم بن معز مغربی نے قابس شہر سے اپنے بھائی عمر کو نکال کر اس کا بادشاہ بن گیا ابن خطیب نے اس موقع پر چند اشعار کہے۔

ترجمہ : (۱) تم نے عمر کی دعا سے قابس شہر فتح کرنے پر [illegible] ہونے کے باوجود شکر کیا۔

(۲) [illegible] کے پاس [illegible] میں [illegible] صرف [illegible] اور [illegible] ہیں۔

(۳) اللہ جانتا ہے کہ [illegible] نے صرف اپنے والد کے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] چاہتے ہیں۔

(۴) [illegible] میں [illegible] کرنے والے شخص کے لئے شہروں کی [illegible] حاصل ہیں۔

اسی سال ماہ شعبان میں شیخ ابو عبداللہ طبری نے [illegible] فخر الملک بن نظام الملک کے حکم سے نظامیہ میں درس دیا۔

اسی زمانے میں خلیفہ نے سیف الدولہ صدقہ بن مزید بن منصور بن دبیس کے شہروں پر حملہ کیا [illegible] حضرت حسینؓ کے مزار کا قصد کیا [illegible] منکرات اور فساد کا ارتکاب کیا سیف الدولہ صدقہ بن مزید نے ان پر حملہ کر کے قبر کے پاس ان کا قتل عام کیا [illegible] ایک عجیب بات پیش آئی خفاجہ میں سے ایک شخص نے گھوڑے سمیت فصیل سے چھلانگ لگا دی لیکن نہ اس کا اور نہ گھوڑے کا کوئی نقصان ہوا۔ اس سال امیر [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا۔

عبداللہ بن ابراہیم بن عبداللہ کے حالات[۱] . . . یہ ابو حکیم خبری کے نام سے مشہور ہیں خبر ایران کا ایک شہر ہے حدیث کا سماع کیا ابو محمد شیرازی سے فقہ، فرائض، لغت، ادب کے ماہر تھے متعدد کتب کے مصنف تھے صاحب مذہب تھے اجرت پر قرآن لکھتے تھے ایک روز لکھتے لکھتے قلم دوات سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے فرمانے لگے بخدا اگر اسی حالت میں میری موت آجائے تو بڑی اچھی ہو چنانچہ اسی وقت ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

عبدالمحسن بن احمد الشیحی کے حالات[۲] . . . یہ عبدالمحسن بن احمد الشیحی التاجر ہیں [illegible] سے مشہور بغداد میں بے شمار احادیث کا سماع کیا [illegible] روایتیں خطیب سے لی ہیں انہوں نے ہی خطیب کی تاریخ بغداد [illegible] خطیب نے ان کے ہاتھ لکھی ہوئی تاریخ بغداد

---

[۱] شذرات الذہب ۳/۳۹۲، النجوم الزاہرۃ ۵/۱۶۱

[۲] شذرات الذہب ۳/۳۹۲، المنتظم ۹/۱۰۲

ان کو صحیح کیا اور اپنی مصنفات میں ان سے روایتیں کیں ان کا نام خطیب نے عبدالصمد لکھا ہے ثقہ تھے۔

عبدالملک بن ابراہیم کے حالات(۱) ...... عبدالملک بن ابراہیم ابن احمد ابوالفضل ہیں جو ہمدانی سے مشہور ہیں فقہ کی تعلیم ماوردی سے حاصل کی علوم شرعیہ حساب وغیرہ میں خوب ماہر تھے ابو عبید کی (غریب الحدیث) ابن فارس کی (مجمل) کے حافظ تھے پاکدامن دنیا سے کنارہ کش تھے خلیفہ مقتدی نے قاضی القضاۃ ہونے کے عہدہ کی پیشکش کی لیکن عبدالملک نے کمزوری اور زیادتی عمر کی معذرت کر کے انکار کر دیا طبعاً بہت ظریف تھے ان کا قول ہے میرے والد ادب سکھانے کے لئے مجھے مارنے کے لئے ڈنڈا ہاتھ میں لیتے پھر اس کی نیت کرتے تب سے فارغ ہونے سے پہلے ہی میں بھاگ جاتا ہوں اسی سال رجب میں وفات پائی ابن سریج کے نزدیک دفن ہوئے۔

محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور کے حالات(۲) ...... یہ محمد بن احمد بن عبدالباقی بن منصور ابوبکر الدقاق ہیں ابن الخاضبہ سے مشہور اچھی قرأت کرتے تھے خطاطی تھا نقل کرنے میں بڑی مہارت تھی علوم قرأت و حدیث کے جامع تھے خطیب اور صاحب قلم سے علم حاصل کیا۔

انہی کا قول ہے بغداد کے غرق ہونے کے ساتھ میرا گھر اور میری کتابیں بھی غرق ہو گئیں جس کی وجہ سے مجھے لکھنے کی ضرورت پیش آئی چنانچہ میں نے صحیح مسلم سات بار لکھی ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے ایک شخص پکار کر کہہ رہا ہے ابن الخاضبہ کہاں ہے چنانچہ میں حاضر ہوا تو مجھے جنت میں داخل کر دیا گیا اس کے بعد میں جنت میں گدی کے بل لیٹ گیا اور میں نے سوچا کہ اب لکھنے کے کام سے میں نے راحت حاصل کر لی اتنے میں میری آنکھ کھل گئی قلم میرے ہاتھ میں تھی اور کاغذ میرے سامنے تھی۔

ابوالمظفر السمعانی کے حالات(۳) ...... یہ منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد بن محمد ابوالمظفر السمعانی اہل مرو کے باشندے ہیں اپنے والد سے حنفی فقہ کی تعلیم حاصل کی کچھ عرصہ بعد شافعی المسلک بن گئے ابو اسحاق اور ابن الصباغ سے تعلیم حاصل کی متعدد فنون کے ماہر تھے انہوں نے ایک قرآن کی تفسیر لکھی حدیث میں (کتاب الانتصار) اصول فقہ میں (البرہان و القواطع) لکھی الاصطلام بھی ان ہی کی تصنیف ہے نیشاپور شہر میں ان کا وعظ ہوتا تھا۔

ان کا قول ہے میں نے کبھی کوئی چیز بھی بھولی نہیں جو چاہتا ہوں احادیث صفات کے بارے میں ان سے سوال کیا گیا جواب میں فرمایا تم ابو مصعب کے مذہب اور لکھنے کے شوق کو لازم پکڑو ان سے استفادہ کے بارے میں سوال کیا گیا جواب میں دو شعر کہے۔

(۱) تم سعدی کے علاقہ کے بارے میں معذرت کرنے کے لئے میرے پاس آئے ہو اس بارے میں تم مجھے بخیل پاؤ گے۔
(۲) ...... سعدی کی تمنا کرنے والے کی موت ہے جو پاکدامنی اور حسن جمع کی جامع ہے ابوالمظفر نے اسی سال ربیع الاول میں
وفات پائی مقبرہ مرو میں دفن کئے گئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

واقعات ۴۹۰ھ

اسی سال خوارزم میں کی بادشاہت کی ابتداء ہوئی اس طرح کہ برکیارق اپنے چچا ارسلان ارغون بن الپ ارسلان کے قتل کے بعد خراسان کا بادشاہ بنا پھر اس نے حکومت اپنے بھائی ملک سنجر کے سپرد کر دی امیر قماج کو اتالیق مقرر کیا ابوالفتح علی بن حسین طغرائی کو وزیر بنایا امیر حبشی بن التونتاق کو خراسان کا والی بنایا اور خوارزم شہر کا والی شاب کو بنایا جو محمد بن انوشتکین سے مشہور تھا اس کا والد سلاجقہ کے سرداروں میں سے تھا محمد بن انوشتکین ادب

---

(۱) تاریخ بغداد ۱/۸ ۴۲، لسان المیزان ۴/۵۵۶

(۲) الانساب ۵/۱۲۹، اللباب ۱/۴۲۸، ۴۹

(۳) شذرات الذہب ۳/۳۹۳، النجوم الزاہرہ ۵/۱۶۰

فضیلت حسن سیرت کا مالک تھا خوارزم کی ولایت کے بعد اس کا لقب خوارزم شاہ رکھا گیا یہ اس خاندان کا سب سے پہلا بادشاہ تھا جس نے اچھی سیرت اپنائی لوگوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا اس کے بعد اس کا لڑکا محمد بھی اسی کے نقش قدم پر چلا اس نے لوگوں کے درمیان عدل قائم کیا اور مذکورہ خوبیوں کی وجہ سے بادشاہ اور لوگوں کا محبوب بن گیا اور بہت اونچا مقام حاصل کر لیا اسی سال الملک رضوان ابن تاج الدولہ تتش نے خلیفہ فاطمی مستعلی کے لئے خطبہ دیا۔

اسی سال شوال میں باب نوبی کے نزدیک ایک باطنی شخص کو قتل کیا گیا کیونکہ اس کے بارے میں اپنے مذہب کے پرچار کرنے پر دو عادل گواہوں (ان میں سے ایک ابن عقیل تھے) نے گواہی دی تھی قتل کے وقت یہ شخص کہتا کلمہ پڑھنے کے باوجود تم مجھے قتل کرتے ہو پھر ابن عقیل نے قرآن کی یہ آیت پڑھی:

ترجمہ: ...... جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو کہنے لگے ہم خدائے واحد پر ایمان لائے۔ (سورۃ غافر آیت ۸۴)

اسی زمانے میں رمضان میں بڑے سرداروں میں سے برسق کو قتل کیا گیا یہ بغداد کا پہلا کوتوال تھا اسی سال خمارتگین حسنائی نے لوگوں کو حج کرایا۔

سال رواں ہی میں محرم کو بہ سلسلہ ولایہ ابوالمظفر ابن الجلال العطار ابی طاہر ابن بیہ کے خلاف چند الزامات ثابت ہونے کی وجہ سے اس کا گھر لوٹ لیا گیا اس کا خون بہایا گیا اس کا گھر منہدم کر کے اس کی جگہ حنفیہ اور شافعیہ کے لئے دو مسجدیں بنا دی گئیں بادشاہ ملک شاہ نے اسے دامغان اور دیہاتوں وغیرہ جاگیر کے طور پر دیئے تھے۔

احمد بن محمد بن حسن کے حالات[1] ...... احمد بن محمد بن حسن ابن علی ابن زکریا بن دینار ابویعلی العبدی البصری ابن الصواف سے مشہور ہیں ولادت ۴۰۰ ہجری ہے حدیث کا سماع کیا زاہد صوفی فقیہ درس صاحب دیانت اور ماہر فنون تھے خاص طور پر دینی علوم کے عالم تھے اسی سال نوے سال کی عمر میں رمضان میں وفات ہوئی۔

المعمر بن محمد ...... یہ المعمر بن محمد ابن المعمر بن احمد بن محمد ابوالغنائم الحسینی حدیث کا سماع کیا حسن سیرت و صورت کے مالک بہت بڑے عابد تھا اور رقیق القلب تھا ان کا شمار مشہور لوگوں میں تھا اسی سال سے اوپر عمر گزار کر وفات پائی ۳۲ سال نقیب رہے سادات قریش میں سے تھے ان کے بعد ان کے لڑکے ابوالفتوح حیدرہ آئے الرضی ذی الفخرین یہ ان کا لقب رکھا گیا شعراء نے اشعار میں ان کا مرثیہ کہا ہے جسے ابن جوزی نے ذکر کیا ہے۔

یحییٰ بن احمد بن محمد البستی کے حالات ...... حدیث کا سماع کیا طلب حدیث کے لئے دور دراز کا سفر کیا ثقہ صالح صدوق ادیب تھے ایک سو دو سال تک عمر پائی اس کے باوجود ہوش و حواس بجا تھے قرآن اور حدیث کا درس دیتے تھے۔ (شذرات الذہب ۳: ۳۹۵، العبر ۳: ۳۲۹)

واقعات ۴۹۱ھ

اسی سال جمادی الاولیٰ میں بعض فرنگیوں نے شہر کا محاصرہ کئے رکھا اور بعض کے کافروں کی مدد سے انطاکیہ شہر پر قبضہ کر لیا اس کا حاکم یاغی سیان اپنا خاندان اہل و عیال چھوڑ کر کچھ لوگوں کے ساتھ بھاگ گیا لیکن راستے میں اپنی جان پر بہت شرمندہ ہوا تب اس پر بے ہوشی ہو کر گھوڑے سے گر گیا اس کے ساتھی اسی حالت میں اس کو چھوڑ کر چلے گئے ایک چرواہے نے اس کا سر تن سے جدا کر کے فرنگی بادشاہ کے سامنے لا کر رکھ دیا۔

جب موصل کے حاکم قوام الدولہ کربوقا کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے فرنگیوں کے مقابلہ میں لشکر تیار کیا حمص اور دمشق کے حاکم دقاق اور جناح الدولہ بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے چنانچہ لشکر تیار ہو کر فرنگیوں کے مقابلہ میں روانہ ہوا کربوقا کی بد سلوکی کی وجہ سے مسلمانوں کا شیرازہ بکھر گیا فرنگی غالب آئے جنہوں نے مسلمانوں کو قتل کر دیا دشمن کے بہت سے مال پر قبضہ کر لیا اس کے بعد فرنگیوں نے معرۃ النعمان کا محاصرہ کر کے اس پر

---

[1] شذرات الذہب ۳: ۳۹۴، العبر ۳/۳۲۸

کی قیمت گر گئی۔ جب اس بحر آش تمیر کا بادشاہ برکیارق کو علم ہوا تو اسے اس پر بے حد افسوس ہوا اس نے وزیر ابن جہیر اور امراء بغداد کو فرنگیوں سے مقابلہ کی تیاری کا حکم دیا چنانچہ مغربی بغداد میں بعض لشکر مکمل تیاری کئے ہوئے پہنچ بھی گئے لیکن وہ صدقہ ذکر شہروں کو واپس لوٹ گئے کیونکہ ان کو خبر پہنچی تھی کہ ایک گروہ فرنگیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اس سال خمارتگین نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

طراد بن محمد بن علی کے حالات [1]: یہ طراد بن محمد بن علی ابن الحسن بن محمد بن عبدالوہاب بن سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الامام بن محمد بن علی بن عباس ابو الفوارس بن طلحہ الحسن بن ابی القاسم بن ابی تمام الزینبی ہیں یہ زینب بنت سلیمان بن علی بن عبداللہ بن عباس کی اولاد سے ہیں اور وہ عبداللہ بن محمد بن ابراہیم الامام بن محمد بن عبداللہ بن عباس کی والدہ ہیں بے شمار احادیث کا سماع کیا اور بڑی بڑی کتابیں لکھیں ایک جماعت سے روایت میں تفرد اختیار کیا اور دور سے لوگ ان کے پاس استفادہ کے لئے آتے مختلف شہروں میں حدیث کا املاء کرایا ان کی مجلس میں سادات اور بڑے بڑے علماء شریک ہوتے حتیٰ کہ ابو عبداللہ دامغانی جیسے حضرات بھی اور مدت دراز تک طالبین کے نقیب رہے ۹۳ سال سے زائد عمر میں وفات پائی مقابر الشہداء میں دفن ہوئے۔

المظفر ابو الفتح ابن رئیس الرؤساء ابی القاسم...... ابن المسلمہ ان کے گھر علماء وغیرہ اور زاہدوں کی آمد و رفت رہتی تھی اسی سال شیخ ابو اسحاق شیرازی نے وہاں جلوہ کیا تھا ابن المسلمہ شیخ ابو اسحاق کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

واقعات ۴۹۲ھ

اسی سال فرنگیوں نے بیت المقدس پر قبضہ کیا...... سن ۴۹۲ھ تئیس شعبان بروز جمعہ چاشت کے وقت فرنگیوں نے (ان پر لعنت ہو) بیت المقدس پر قبضہ کر لیا اس کے وسط میں ساٹھ ہزار سے زائد مسلمانوں کو قتل کر دیا (اور گھروں کے اندر گھس گئے اور بڑی تباہی کی)

ابن الجوزی کا قول ہے فرنگیوں نے اس دوران گرجے کے صحن سے چالیس قندیلیں اٹھالیں جن میں ہر ایک قندیل چھ ہزار چھ سو درہم وزن کی تھی اسی طرح انہوں نے چالیس رطل شامی وزن کا ایک تنور بھی پایا اور تیس چاندی کی قندیلیں لے گئے لوگ فرنگیوں کے خلاف بادشاہ اور خلیفہ سے مدد طلب کرتے ہوئے شام سے عراق کی طرف بھاگے ان میں قاضی ابو سعید ہروی بھی تھے بغداد کے عوام یہ خوفناک خبر سن کر ڈر گئے اور رونے لگے اس موقع پر ابو سعید ہروی نے ایک کلام لکھا جو دیوان اور منبروں پر پڑھا گیا جسے سن کر لوگ بلند آواز سے رو پڑے خلیفہ نے فقہاء کو دوسرے شہروں کے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دینے کے لئے مختلف شہروں کی طرف روانہ کیا چنانچہ ابن عقیل جیسے بڑے بڑے فقہاء نے مختلف مقامات کا دورہ کیا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا فانا للہ وانا الیہ راجعون اس موقع پر ابوالمظفر ابیوردی نے چند اشعار کہے۔

(ترجمہ)۔ (۱) ہم نے بہنے والے آنسوؤں میں خون ملا دیا اب ہم سے بچ نکلنے کا کوئی امکان نہ رہا۔

(۲) ۔ انسان کا سب سے بڑا ہتھیار آنسو ہے جو تلواروں کے ذریعہ بھڑکائی جانے والی جنگ کے وقت انسان کے چہرے سے گرتا ہے۔

---

(۱) شذرات الذہب ج۳ ص۳۹۶ المنتظم ۹/۱۲۰۔ ۳۲

(۳) اے جماعت! مسلمین تمہارے پیچھے کوہانوں کو کھروں سے ملا دینے والی جنگیں ہیں۔

(۴) وہ آنکھ نرم بستروں پر کیسے سو سکتی ہے جس نے ہر سونے والے کو بیدار کر دیا۔

(۵) شام میں تمہارے بھائی گھوڑوں کی پشتوں اور گدھوں کے پیٹوں پر قیلولہ کرتے ہیں۔

(۶) رومیوں نے انہیں رسوائی سے دوچار کر کے بڑی تکلیف دی ہے اور تم صلح کرنے والے کی طرح تواضع کا دامن کھینچتے ہو۔

(۷) نیزے اور تلواروں کی ضرب کے نیچے کے درمیان وقفہ تھا اتنا وقفہ کہ جس سے بچے بوڑھے ہو جاتے تھے۔

(۸) ان جنگوں سے جو شخص جان بچانے کی نیت سے غائب رہا وہ بعد میں شرمندہ ہونے والے شخص کی طرح دانت پیسے گا۔

(۹) مشرکین کے ہاتھوں میں سونتی ہوئی تلواریں ہیں جن میں سے کچھ عنقریب مشرکین کے گردنوں اور کھوپڑیوں کے ہام میں پہنچ جائیں گی۔

(۱۰) عیسیٰ امان لینے والوں کے ستون چیر رہا ہے بلکہ بلند آواز سے آل ہاشمؓ پکار رہا ہے۔

(۱۱) میرے سامنے میری قوم دشمنوں کی طرف نیزے بلند نہیں کرتی حالانکہ دین ہی بالکل کمزور ہو چکا ہے۔

(۱۲) وہ آگ سے جان بچانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ موت بھی تو ایک لازمی ضرب ہے

(۱۳) کیا عرب کے سردار مصیبت پر خوش ہیں اور عجم کے بہادر ذلت کو پسند کرتے ہیں۔

(۱۴) جب غیور لشکر دین کا دفاع نہ کریں اور محارم سے غفلت کریں تو ان پر تہمت لگائی جائے۔

(۱۵) جب جنگ کا تنور گرم ہونے کے وقت انہوں نے ٹھنڈ میں بیچارگی کی تو پھر وہ غنیمت کی رغبت میں آپ کے پاس کیوں نہیں آئے۔

اسی سال سلطان سنجر کے سگے بھائی بادشاہ محمد بن ملک شاہ کی حکومت کا آغاز ہوا اس کا اثر و رسوخ چھا گیا۔ اسی سال ذی الحجہ میں اس کے نام پر خطبہ پڑھا گیا۔

اسی زمانہ میں محمد بن ملک شاہ نے رے کا رخ کیا وہاں پہنچ کر اپنے بھائی برکیارق کی والدہ زبیدہ خاتون سے آمنا سامنا ہوا تو ملک شاہ نے زبیدہ کے گلا گھونٹنے کا حکم دیا اس وقت زبیدہ کی عمر چالیس سال تھی اسی سال ذی الحجہ میں محمد بن ملک شاہ کے برکیارق کے ساتھ پانچ بڑے معرکے ہوئے۔

اسی زمانہ میں بغداد میں غلہ کی گرانی اتنی زیادہ ہوئی کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو گئی۔ سال رواں ہی میں لوگوں میں ایک شدید وبا پھیلی حتیٰ کہ لوگوں کے لیے مردوں کو دفن کرنا مشکل ہو گیا۔

خواص کی وفات

السلطان ابراہیم بن السلطان محمود[1] ۔۔۔ یہ ابن مسعود بن السلطان محمود بن سبکتگین غزنہ کے حاکم اطراف ہند اور اس کے اردگرد علاقوں پر ان کا بڑا رعب، عزت بڑی شان و شوکت تھی۔ ایک زمانہ میں بادشاہ برکیارق نے اپنے دور حکومت میں الکیا الہراسی کو محمود بن سبکتگین کے پاس بھیجا الکیا الہراسی نے محمود بن سبکتگین کے عہد سلطنت کا مشاہدہ کیا ان کا رہن سہن پایا دیگر امور دیکھے تو دیکھا الکیا الہراسی کہتے ہیں میں نے ان

---

[1] النجوم الزاہرہ ۵/۱۶۶، العبر ۳/۳۳۴

سب چیزوں کے باوجود ایک عجیب بات دیکھی کہ محمود بن سبکتگین نے ان کے سامنے ایک حدیث بیان کی چنانچہ فرمایا جنت میں حضرت سعد بن معاذ کا رومال ان سب چیزوں سے اچھا ہوگا اس کے بعد محمود بن سبکتگین لوٹ گئے۔

انہی کا قول ہے محمود بن سبکتگین جس علاقہ میں جاتے لوگ اس میں مسجد یا مدرسہ یا مسافر خانہ بناتے ہوئے پاتے۔

محمود نے اسی سال ساٹھ سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی چالیس سال تک انہوں نے حکومت کی۔

عبدالباقی بن یوسف کے حالات[1] ...... یہ عبدالباقی بن یوسف ابن علی بن صالح ابوتراب المراغی ہیں ولادت ۴۰۲ھ ہے ابو الطیب طبری سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ان سے اور دوسروں سے حدیث کا سماع کیا اس کے بعد نیشاپور کو مسکن بنایا انہیں واقعات اور لطائف بہت یاد تھے سلف کی طرح گزارا کرتے اور تھوڑی دنیا پر کفایت کرنے والے تھے۔

ایک بار عبدالباقی کے پاس ہمدان کی قضاء کا پیغام آیا جواب دیا۔ میں ملک الموت کے ہاتھ پر اللہ کے دربار کا منتظر ہوں قسم خدا کی اس ستون کے پاس راحت قلب کے ساتھ ایک گھڑی بیٹھنا میرے نزدیک عراق کی حکومت سے بہتر ہے کسی طالب علم کو ایک ہی مسئلہ کی تعلیم دینا میرے نزدیک روئے زمین کی ساری چیزوں سے بہتر ہے قسم خدا دنیا میں مشغول قلب کبھی فلاح نہیں پائے گا علم تو صرف دلیل ہے جس عالم نے دنیا سے کنارہ کشی اختیار نہیں کی اسے علم سے کوئی فائدہ نہیں ہوا اگرچہ وہ عالم ہے لیکن اس کا علم صرف ظاہری علم ہے حقیقی علم تو اس کے علاوہ ہے قسم خدا ظالموں کی حکومت سے ہاتھ پاؤں کا کٹ جانا آنکھوں کا نکل جانا میرے نزدیک بہتر ہے۔

ابوالقاسم امام الحرمین ...... ایک باطنی شخص نے نیشاپور میں انہیں قتل کر دیا تھا اللہ ان پر اور ان کے والدین پر رحم فرمائے۔

واقعات ۴۹۳ھ

اسی سال سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہوا اور دیوان الملک میں جمعہ کے خطبہ میں اس کے بھائی محمد کے بجائے اسی کا نام لیا گیا خلیفہ نے اس کے پاس بڑے قیمتی تحائف بھیجے اس موقع پر عوام و خواص کو بڑی مسرت ہوئی لیکن برکیارق خود بیمار تھا اور اس کے بھائی محمد کی وجہ سے پریشان تھا کیونکہ حکومت اس کی طرف متوجہ تھی اور لوگوں کی اس کے پاس آمد و رفت رہتی تھی دوسرا یہ کہ برکیارق بالکل مفلس ہو گیا تھا فوجی تنخواہ کا مطالبہ کر رہے تھے برکیارق نے وزیر ابن جہیر پر جرمانہ عائد کرنے کا عزم کر لیا لیکن اس نے خلیفہ کا سہارا لے کر اس سے جان چھڑا لی بالآخر برکیارق اور وزیر ابن جہیر میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار دینار پر صلح ہو گئی۔

اس کے بعد ہمدان کے قریب ایک جگہ پر برکیارق اور اس کے بھائی محمد کے درمیان مقابلہ ہوا محمد نے اسے شکست دے دی برکیارق بمشکل پچاس گھڑسواروں کے ساتھ جان بچانے میں کامیاب ہوا اسی معرکے میں سعد الدولہ جوہر آئین الخادم قتل ہوا جو حکومت میں قدیم تھا تیس ہزار کا والی بردبار، حسن سیرت کا مالک تھا لیکن فن کا علم نہیں تھا تیر کا ہدف بنا [illegible] اس کے سر میں تیر لگا تھا۔

اس کی شکست کی وجہ سے برکیارق کی قوت کمزور ہو گئی پھر صدقہ بن مزید اس کے پاس آ گیا امیر داد نے بھی پندرہ ہزار فوج کے ہمراہ اس کی حمایت کا اعلان کر دیا، برکیارق نے اپنے بھائی محمد کے ساتھ سنجر سے مقابلہ کیا سنجر نے انہیں شکست دے دی برکیارق ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا امیر داد کو گرفتار کر لیا گیا سنجر کے سرداروں میں سے ایک سردار برغش نے اسے قتل کر دیا اس کے بعد برکیارق کی قوت کمزور ہو گئی اس کی جماعت منتشر ہو گئی چنانچہ جب بغداد میں اس کا نام خطبے سے ختم کر دیا گیا اور دوبارہ محمد کا نام خطبہ میں شروع ہو گیا۔

اسی زمانہ میں رمضان میں وزیر عمید الدولہ ابن جہیر اپنے دو بھائیوں زعیم الرؤساء ابوالقاسم اور ابوالبرکات الکافی کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا ان

---

[1] اللباب ۳/۹۰؛ المنتظم: ۹/۱۱۰

سے بہت زیادہ وصول کیا گیا اور قلعہ میں قید کر کے ان کو ایذا دی گئی یہاں تک کہ شوال میں ان کا انتقال ہو گیا۔

اسی سال ماہ رمضان کو بولیس سپہ سالار امیر بلکابک سرمز کو ایک باطنی شخص نے اصفہان میں خنجر مار کر قتل کر دیا اس نے ان سے جان بچانے کی بہت کوشش کی اسی وجہ سے اس رات کے علاوہ وہ زرہوں کے پیچھے زرہ پہنتا تھا اسی رات اس کے خاندان میں سے ایک جماعت بھی قتل ہوئی یہاں تک کہ اس کے گھر سے نکلے پانچ جنازے تھے۔

اسی سال ۲ ذی القعدہ میں ترکی بادشاہ تین شخصوں کے ساتھ آیا سقمان بن ارتق صاحب ماردین دقاق بن تتش صاحب دمشق اور جس نے دمشق اور حمص کی سمت فرنگیوں سے مقابلہ کیا، شکست دی فرنگیوں نے ان میں سے بہت سوں کو قتل کر دیا صرف تین ہزار کے قریب بچے تھے ان میں سے بھی کچھ زخمی ہو گئے اور فرنگی بادشاہ نے ان کو قید کر لیا۔ انا للہ۔

اس زمانے میں امیر التونتاش ترکی شافعی المسلک نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

عبد الرزاق الغزنوی الصوفی: یہ خانقاہ عتاب کے شیخ تھے متعدد بار حج کیا ایک سو سال کی عمر میں وفات پائی میراث میں کچھ بھی نہیں چھوڑا حتیٰ کہ کفن بھی نہیں تھا نزع کے وقت بیوی نے کہا آج ہم رسوا ہو جائیں گے شیخ نے وجہ پوچھی بیوی نے جواب دیا کفن نہ ہونے کی وجہ سے شیخ نے کہا اگر کفن ہوتا تو پھر ہم رسوا ہوتے۔

ابن الکبش: یہ شیخ ابو الحسن البسطامی کا ساتھی ہے ان کے اوپر صرف اون کا لباس استعمال کرتے زہد کا اظہار کرتے وفات کے بعد ان کے سر کے نیچے سے دینار نکلے لوگوں نے دونوں شخصوں کے حال پر تعجب کیا پہلے والا تو قوم کے سامنے دوسرے سے زیادہ رسوا ہوا۔

ابو منصور عمید الدولہ ابن جہیر: یہ محمد بن ابی الفتح محمد بن جہیر الوزیر ابو منصور ہیں برگزیدہ وزیروں میں سے تھے تین خلیفوں کے دور میں ان میں سے دو کے وزیر رہے یہ عمدہ اور متحمل مزاج تھے مگر زیادتی کی وجہ سے ان پر اعتراض تھا چنانچہ وزیر بنے آخری بار دار المملکت کے قید خانہ میں ڈال دیے گئے مر کر وہاں سے نکلے۔

ابن جزلہ الطبیب کے حالات[1]: یہ طب پر المنہاج نامی کتاب کے مصنف یحییٰ بن عیسیٰ بن جزلہ ہیں مذہباً نصرانی تھے شیخ ابو علی بن الولید المعتزلی کے پاس علم منطق پڑھنے کے لیے آتے تھے ابو علی اسلام کی حقانیت کی دلیل دے کر انہیں اسلام لانے کی دعوت دیتے چند دنوں کی کوشش کے نتیجے میں اسلام لائے اور انہوں نے اس کا اظہار کیا اور اپنی تحریر کو ثابت رکھا اس کے بعد یہ مفت لوگوں کا علاج کرتے تھے بعض مرتبہ اپنی طرف سے لوگوں کو دوائی دیتے انہوں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے لیے اپنی کتابیں وقف کرنے کی وصیت کی۔

واقعات ۴۹۴ھ

اسی سال اصفہان اور اس کے اردگرد علاقوں میں باطنیوں کی تکلیف بہت بڑھ گئی بادشاہ نے ان کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا لوگوں کو ان کے گھروں اور مالوں کے لوٹنے کی اجازت دے دی اور بادشاہ نے لوگوں میں یہ اعلان کیا کہ اگر کوئی باطنی کسی کے ہاتھ لگ جائے تو اسی وقت اسے قتل کر

---

[1] المنتظم ج ۹ ص ۶۶-۵ ، وطبقات الاطباء ۲/۲۴۷ ، ۲۲۰)

کے پیروکار بھی تھے۔ باطنیوں نے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا سب سے پہلے انہوں نے سن ۴۸۳ھ میں ایک قلعہ پر قبضہ کیا تو باطنیہ کے ایک داعی حسن بن صباح نے اس پر قبضہ کیا پہلے اس نے مصر جا کر وہاں سے تعلیم حاصل کی پھر یہاں اصفہان کے مضافات میں آ گیا وہاں وہ کسی بے وقوف جاہل نا سمجھ کم عقل کو تلاش کرتا تھا اس طرح جو مل جاتا اسے اخروٹ، شہد اور کلونجی ملا کر کھلاتا یہاں تک کہ اس کے مزاج میں حرارت پیدا ہو جاتی اور اس کا دماغ خراب کر دیتا پھر اس کے سامنے اہل بیت کا تذکرہ کرتا اور بعض گمراہوں کی جھوٹی باتیں بیان کرتا تھا کہ اہل بیت مظلوم ہیں کیوں کہ اللہ اور اس کے رسول نے جو حق ان کے لئے مقرر کیا تھا وہ انہیں نہیں ملا جب خوارج حضرت علی کے لئے لڑ سکتے ہیں تو اپنے امام حضرت علی کے لئے لڑنے کا زیادہ حقدار ہے اور وہ مسلسل اسے شہد پلاتا رہتا اور اس پر مستقل حدت رہتی کہ وہ اپنے والدین سے زیادہ اس کا معتقد بن جاتا اور اس کے سامنے کچھ خلاف عادت چیزیں جو سیکھے ہوئے تھے ظاہر کرتا تھا، اسی طرح حالات چلتے رہے حتیٰ کہ اس نے ایک بڑی جماعت تیار کر لی۔

سلطان ملک شاہ حسن بن صباح کو دھمکی دیتا رہا اور لوگوں کو گمراہ کرنے سے منع کرتا رہا اور علماء کرام کے فتاویٰ جات اس کے پاس بھیجتا رہا ایک بار جب سلطان ملک شاہ کا قاصد اس کے پاس خط لے کر گیا اور وہ خط اس کے سامنے پڑھ دیا گیا تو اس نے اپنے ارد گرد بیٹھے ہوئے نوجوانوں سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو اس کے آقا کے پاس بھیجوں ان کے جوانوں میں سے ایک سے کہا تم اپنے آپ کو قتل کر دو اس نے چھرا نکال کر اپنے گلے میں گھونپ دیا اس کی جان نکل گئی پھر دوسرے کو ایک جگہ سے چھلانگ لگانے کا حکم دیا اس نے قلعہ کے اوپر سے چھلانگ لگائی اس کی روح نکل گئی پھر بادشاہ کے ایلچی کو کہا تمہارے خط کا یہ جواب ہے اس کے بعد بادشاہ نے اس سے خط و کتابت کرنا چھوڑ دی ابن الجوزی نے اسی طرح بیان کیا ہے عنقریب فاتح مصر سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ساتھ پیش آنے والے واقعہ کا بیان آئے گا اسی طرح آقائے مصر کو سنان صاحب الایوان کے ساتھ اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تھا اس کا بیان بھی آئے گا۔

ماہ رمضان: اسی سال ماہ رمضان میں خلیفہ مستظہر نے جامع قصر کو کھولنے، بسم اللہ ذکر کرنے اور اس میں نماز تراویح پڑھنے کا اعلان کیا اور خواتین کو رات کے وقت تفریح کے لئے گھروں سے نکلنے سے منع کر دیا۔

اس سال کے شروع میں سلطان برکیارق بغداد میں داخل ہو گیا اس کے لئے خطبہ دیا گیا اس کے بھائی محمد اور سنجر بھی اس کے پاس پہنچ گئے اس وقت وہ بیمار تھا وہ دونوں مغربی بغداد چلے گئے اس کے بعد خطبہ میں برکیارق کے بجائے محمد اور سنجر کا نام لیا گیا برکیارق واسط کی طرف فرار ہو گیا جن مقامات اور شہروں سے اس کا لشکر گزرا وہاں کے لوگوں نے ان پر لوٹ مار کی بعض علماء نے لوگوں کو لوٹ مار سے منع بھی کیا لیکن وہ باز نہیں آئے۔

اس زمانے میں فرنگی بادشاہ بہت سے قلعوں قیساریہ، سروج وغیرہ کا مالک ہو گیا اس کے بعد بیت المقدس پر قبضہ کرنے والا فرنگی بادشاہ کندفری نے عکا کا رخ کیا اس کا محاصرہ کر لیا اسی دوران اس کی گردن میں تیر آ کر لگا اسی وقت اس کا دم نکل گیا اللہ اس پر لعنت کرے۔

مشہور لوگوں کی وفات

احمد بن محمد: ... یہ احمد بن محمد بن عبدالواحد بن الصباغ ابو منصور ہیں حدیث کا سماع کیا اور قاضی ابو الطیب طبری سے فقہ کی تعلیم حاصل کی پھر اپنے چچا ابو نصر بن الصباغ سے تعلیم حاصل کی بہت فضل والے بلند پایہ عالم تھے اچھے اخلاق والے تھے وہ کرخ کے قاضی، مغربی بغداد کے منصب پر رہے ہیں۔

عبداللہ بن حسن: ... یہ عبداللہ بن حسن ابن ابی منصور ابو محمد الطبسی ہیں وہ بہت زیادہ احادیث کا سفر کر کے احادیث جمع کیں پھر ان کو تصنیفی شکل دی بہت سے فوائد والے تھے عادل ثقہ صدوق محدث کے عالم تھے حسن اخلاق کے مالک تھے۔

عبدالرحمن بن احمد کے حالات[1]: ...... یہ عبدالرحمن بن احمد بن محمد ابو محمد الرزاز السرخسی ہیں مرو پہنچ کر حدیث کا سماع کیا لوگوں کو حدیث کا

---

[1] شذرات الذهب ۳/۴۰۰، معجم البلدان ۱/۴۸۵

املا کرایا، دور دور سے طالبانِ حدیث کے سلسلہ میں ان کے پاس آتے تھے مذہب شافعیہ کے حافظ و عبادت گزار متقی تھے فقہ ان پر ختم کر دے۔

عزیزی بن عبد الملک ...... یہ عزیزی بن عبد الملک مشہور ابو المعالی الجیلی القاضی، لقب شیذلہ ہے، بغداد میں شافعی، اصول میں اشعری، اہل باب الازج کے پاس بیٹھا کرتے، اہل باب الازج کے پاس یہ بیٹھا کرتے تھے۔ عوام کی بڑی سختی تھی ایک مدت تک انہوں نے ... پڑھ کر وعظ کہا پر یہ کہتے کہ مذہب ازج میں داخل ہو کر جہاں چاہے قاضی ہو، ایک بار عزیزی نے عجیب طرح کا قول کہا کہ اگر کوئی شخص انسان کو نہ دیکھنے کی قسم اٹھانے کے بعد باب الازج کے لوگوں کو دیکھ لے تو وہ حانث نہیں ہوگا، الشریف نے عزیزی سے کہا چالیس روز تک کسی قوم کے ساتھ رہنے والا شخص ان ہی میں سے شمار ہوتا ہے اسی لیے لوگ ان کی وفات پر بڑے خوش ہوئے۔

محمد بن احمد ...... یہ محمد بن احمد بن عبد الباقی بن حسن بن محمد بن طوق ابو الفضائل الربعی الموصلی، شیخ ابو اسحاق الشیرازی سے فقہ حاصل کیا، قاضی ابو الطیب طبری سے احادیث کا سماع کیا، ثقہ صالح اور متعدد کتب کے مصنف تھے۔

محمد بن حسن ...... یہ محمد بن حسن ابو عبد اللہ المرادی ہیں، یہاں آئے، عبادت گزار متقی صالح تھے ان کی کرامات اور کشف مشہور ہیں، قاضی ابو یعلیٰ بن الفراء سے حدیث وغیرہ کا علم حاصل کیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ ایک بار ابو عبد اللہ کے چھوٹے بچے نے ان سے ہرن کا گوشت کھانے کا مطالبہ کیا، والد نے کہا کل تک انتظار کرو، چنانچہ دوسرے روز ہرن ابو عبد اللہ کے گھر آ کر دروازہ پر بیٹھ گیا، انہوں نے لڑکے سے کہا ہرن آ گیا ہے۔

محمد بن علی بن عبید اللہ کے حالات[1] ...... یہ محمد بن علی بن عبید اللہ بن احمد بن صالح بن سلیمان بن ودعان ابو نصر الموصلی القاضی ہیں، ۴۰۳ میں بغداد آئے، یہ ابن ودعان کے چچا ... اربعین والا رسالہ روایت کی، ان کے چچا ابو الفتح بن ودعان سے نقل کیا، زید بن رفاعہ الہاشمی سے یہ روایات چوری کر کے ان کی اسناد کے ساتھ ان کا بیان کرنا شروع کر دیا جب یہ مشہور تھیں اگرچہ ان میں سے سچا کچھ بھی نہیں۔

محمد بن منصور کے حالات ...... یہ محمد بن منصور ابو سعد المستوفی شرف الملک الخوارزمی، جلیل القدر کثیر المال تھے، احناف کے امام پر مدرسہ وقف کیا، اس کے لئے بہت سی کتابیں وقف کیں، بغداد میں باب الطاق کے نزدیک ایک مدرسہ بنایا، امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر قبہ بنایا، جنگلوں میں سرائے بنوائے اور متعدد بڑے کام کئے، بہت سا مال خرچ کیا، پھر سب کام چھوڑ کر عبادت وغیرہ میں وفات تک مشغول رہے، اسی ماہ صفر ۴۹۴ھ۔

محمد بن منصور المعمری ...... یہ محمد بن منصور المعمری ابو سعد خراسان سے مشہور طغرل بیگ کے زمانہ میں بغداد آئے، ابو الحسین علی بن احمد بن مسرور سے احادیث بیان کیں، ... کا درس ... ابو بکر بن ابی المظفر السمعانی اور ان کے ... کے امام مدرسہ وقف کیا، ابن الجوزی کا قول ہے کہ ... اسی میں ان کی قبر ہے، اسی سال شوال میں داعی اجل کو لبیک کہا۔

نصر بن احمد کے حالات[2] ...... یہ نصر بن احمد بن عبد اللہ بن بطر ابو الخطاب البزاز القاری، ان کی ولادت ۳۹۸ھ ہے، یہ ثقہ اور ... کے راوی ... سے متفرد ہیں، دور دراز سے لوگ ان کے پاس حدیث کے سلسلہ میں آتے تھے، ان کا ... ۔

(شذرات الذہب ۳/۴۰۲-۴۰۳)

---

(۱) (اللسان ۳/۲۷۵، میزان الاعتدال ۳/۶۵۸، ۶۵۹)

(۲) (شذرات الذہب ۳/۴۰۲، العبر ۳/۳۴۱)

واقعات ۴۹۵ھ

اسی سال محرم میں ابوالحسن علی بن محمد (جو الکیا الہراسی سے مشہور تھے) کو نظامیہ کی تدریس سے فارغ کر کے گرفتار کر لیا گیا کیونکہ خلیفہ کے پاس کسی نے ان پر باطنی ہونے کا الزام لگایا تھا لیکن علماء کی ایک جماعت نے (جس میں ابن عقیل بھی تھے) ان کے باطنی نہ ہونے کی گواہی دی جس کی وجہ سے خلیفہ کی طرف سے معزولی کے بعد ان کی رہائی کا حکم آیا۔

اسی زمانہ میں گیارہ محرم منگل کے روز خلیفہ مستظہر نے محل پر چادر اوڑھ کر ہاتھ میں چھڑی لئے دارالخلافہ میں مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوا۔ ملک شاہ کے بیٹے محمد اور سنجر نے اس کے سامنے آکر زمین کو بوسہ دیا خلیفہ نے ان دونوں پر خلعت کی تلوار لٹکا کر موتیوں کا ہار ایک گھوڑا دیا، تخت اس سے محروم کیا اور محمد کو حکومت سپرد کی جس پر خلیفہ نے دروازہ بند کر دیا اس کے علاوہ تمام امور کا نائب بنایا اس کے بعد محمد اسی ماہ کی ۱۷ تاریخ کو باہر آیا لوگ خوف زدہ ہو گئے کہ اس کے ساتھ برکیارق بھی نکل آیا محمد اور برکیارق میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر وہ شکست کھا گیا اس کے ساتھ برا سلوک ہوتا گیا جیسا کہ آئے گا۔

اسی سال ماہ ذی الحجہ میں قاضی ابوالحسن بن الدامغانی نے قاضی ابویعلیٰ کے لڑکے ابوالحسین اور ابوحازم کی گواہی قبول کی۔ اس برس یحییٰ بن عبداللہ القزوینی کا ظہور ہوا جو فروع میں شافعی اصول میں اشعری تھا اس نے لوگوں میں وعظ کیا جس کی وجہ سے بغداد میں اشعریہ اور حنابلہ کے درمیان جنگ ہوئی۔

اس سال سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن دبیس نے ہیت اور حلہ کے حاکم [illegible] سے لوگوں کو نجات دی۔

ابوالقاسم صاحب مصر کے حالات (۱)۔ ... یہ ابوالقاسم مصر کے عبیدی خلیفہ تھے لقب المستعلی تھا اسی سال ذی الحجہ میں وفات ہوئی ان کے بعد ان کا لڑکا ابوعلی منصور حاکم بنا الآمر باحکام اللہ اس نے اپنا لقب رکھا۔

محمد بن ہبۃ اللہ کے حالات :۔ یہ محمد بن ہبۃ اللہ ابو نصر البندنیجی الضریر الفقیہ الشافعی شیخ ابی اسحاق سے انہوں نے روایتیں لی ہیں پھر چالیس سال تک مکہ میں درس و تدریس اور فتویٰ کا کام کرتے رہے حدیث کی روایت کی اور شعر بھی کہے ان کے شعروں میں سے چند شعر ترجمہ کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

اے میرے دوست تیرا یہ حال ہے میرے بیماری سے تنگ ہو کر آیا ہوں اپنے رب سے عہد کر کے توڑ رہا ہوں میں شہوت کے مقابلہ میں عاجز آچکا ہوں کیونکہ میری عمر موت کے مقابلہ میں میرا اثاثہ کافی ہے اور شوق کی بعید مسافت ہے۔

واقعات ۴۹۶ھ

اس سال سلطان برکیارق نے اپنے بھائی محمد کا اصفہان میں محاصرہ کر لیا اس کے باشندوں پر رزق تنگ ہو گیا غلہ کی گرانی بھی بہت ہو گئی، سلطان محمد نے اصفہان کے لوگوں سے مال کا مطالبہ کیا دوسری طرف وہ محاصرہ میں بھی تھے گویا ان پر بیک وقت خوف بھوک اور مالی نقصان کی آگئی، پھر سلطان محمد اصفہان سے بھاگ گیا اس کے بھائی برکیارق نے اپنے غلام ایاز کو اس کے تعاقب میں بھیجا لیکن وہ جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ اسی سال ماہ صفر میں قاضی القضاۃ ابوالحسن بن الدامغانی کے القاب میں تاج الاسلام کا اضافہ کیا گیا۔

اسی سال ماہ ربیع الاول میں سلطانین کا نام خطبہ سے ختم کر کے صرف خلیفہ کا نام اور اس کے لئے دعا پر اکتفا کیا گیا پھر دونوں بھائی

---

(۱) [المنتظم ۱۰/۱۰۰۔ الوافی بالوفیات ۵/۱۷۶]

برکیارق اور محمد میں جنگ ہوئی تو شکست کھا گیا پھر دونوں میں صلح ہو گئی۔

اس سال دمشق کے حاکم دقاق بن تتش نے رحبہ شہر پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانہ میں ابوالمظفر الخجندی الواعظ کو رے میں علوی نے قتل کر دیا یہ فقیہ شافعی، مدرس، عالم و فاضل تھے نظام الملک ان کی زیارت کے لئے آتا اور ان کی تعظیم کرتا۔ اس سال خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

احمد بن علی کے حالات[1] ۔۔۔ یہ احمد بن علی بن عبداللہ بن سوار ابوطاہر المقری علوم القرآن وغیرہ کے مصنف ثقہ ثبت امین، بہت بڑے عالم تھے عمر اسی سال سے متجاوز تھی۔

ابوالمعالی ۔۔۔ یہ نیک صالح زاہد صاحب کرامات و مکاشفات تھے۔ بڑے عابد بقدر ضرورت دنیا پر قناعت کرنے والے تھے گرمی سردی صرف ایک کرتہ پہنتے تھے سخت سردی میں کانپتے رہتے تھے پر سوال نہ کرتے۔

ایک بار رمضان میں فاقہ کی نوبت آگئی مجبوراً کسی ساتھی کے پاس قرض کے سلسلہ میں جانے کا ارادہ کیا اسی وقت ان کے سر پر ایک پرندہ آ کر اس نے کہا اے ابوالمعالی میں فلاں بادشاہ ہوں آپ اس کے پاس نہ جائیں صبح ہم خود اس کو آپ کے پاس لے آئیں گے چنانچہ صبح وہ شخص ان کے پاس آگیا ابن الجوزی نے یہ واقعہ صحیح طریق سے منتظم میں ذکر کیا ان کی وفات اسی سال ہوئی۔ احمد کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

السیدۃ بنت القائم بامر اللہ ۔۔۔ امیر المومنین طغرل بیگ نے ان سے شادی کی درخواست میں ان کی بڑی عزت کرنے کا بہت زیادہ معمول تھا خلیفہ ان کی عزت کرتے تھے بیت الخلافہ میں ان کا انتقال ہوا۔

واقعات ۴۹۷ھ

اسی سال فرنگیوں نے شام پر حملہ کا ارادہ کیا (اللہ ان پر لعنت کرے) مسلمانوں نے ان کا مقابلہ کر کے بارہ ہزار فرنگیوں کو قتل کر دیا۔

ترجمہ ۔۔۔ اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے کوئی بھلائی حاصل نہیں کی واپس کر دیا اسی واقعہ میں رہا کا حاکم بھی گرفتار کیا گیا۔

اسی زمانہ میں واسط کا خوبصورت منارہ گر گیا لوگ اس پر فخر کیا کرتے تھے اس کے گرنے کے وقت لوگوں کے رونے کی آوازیں اور چیخ پکار کی آوازیں سنی گئیں اس کے باوجود جانی نقصان نہیں ہوا معتضد کے زمانہ ۳۰۴ھ میں یہ منارہ بنایا گیا تھا۔

اسی سال دونوں بادشاہوں برکیارق اور محمد کے درمیان صلح ہوئی امیر ایلغازی پر بیعت کی گئی اسی زمانہ میں عکا وغیرہ ساحل پر قبضہ کیا گیا۔ ساحل والوں کی مدد کے لئے سیف الدولہ صدقہ بن منصور نے واسط شہر پر قبضہ کیا۔

اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم دقاق بن تتش کی وفات ہوئی اس کے غلام طغتکین نے اس کے چھوٹے لڑکے کو اس کی جگہ پر حاکم بنایا اس کے بعد پھر طغتکین دمشق میں ایک عرصہ تک اس کا نائب رہا۔

اسی سال تمیم نے اپنے وزیر ابوالفتح المظفر بن علی کو معزول کر کے غزنی کی طرف جلا وطن کر دیا اسی زمانہ میں ابوالمظفر الامام القزوینی نے دیوان الخلافت [illegible] والی مصر [illegible] ابن المعلم الملاق [illegible] قتل کیا گیا اس کی ہیاریں بڑی عجیب تھیں اسی سال امیر خمارتکین نے لوگوں کو حج کرایا۔

---

[1] [illegible] المنتظم [illegible] مطبوعہ القاہرہ [illegible]

ازہر بن منصور ... ابوالحسن المروزی الواعظ پہلے گذر چکا کہ انہوں نے بغداد آ کر لوگوں کو وعظ کیا اور ۴۹۰ھ میں لوگوں نے ان کو پسند کیا معلوم ہوا ہے کہ ان کے حالات اچھے تھے۔

اسماعیل بن محمد ...... ابن احمد بن عثمان ابوالفرج القومسانی ہمدان کے باشندے تھے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا وہ حافظ اسماء الرجال اور مختلف فنون کے ماہر امین تھے۔

العلاء بن حسن بن وہب ابن الموصلایا ابو سعد الدولہ خلفاء کے کاتب رہے، اولاً نصرانی تھے پھر ۴۵۶ھ میں اسلام لے آئے ایک عرصہ تقریباً ۶۵ سال تک ریاست میں رہے بہت فصیح اللسان تھے صدقہ کا بہت معمول تھا لمبی عمر کر وفات پائی۔

محمد بن احمد بن محمد ... ابوعمر النہاوندی ایک طویل عرصہ تک بصرہ کے قاضی رہے بڑے فقیہ تھے ابوالحسن الماوردی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان کی وفات ۴۹۹ یا ۵۰۰ھ ہے۔

واقعات ۴۹۸ھ

اسی سال برکیارق کی وفات ہوئی۔ انہوں نے اپنے چھوٹے لڑکے کو جانشین بنایا جس کی عمر اس وقت چار سال چند ماہ تھی بغداد میں اس کے نام پر خطبہ دیا گیا خطبہ میں اس کے نام پر ابو المظفر ملک شاہ کے گئے امیر ایاز کو اس کا اتالیق بنایا گیا جلال الدولہ کا لقب رکھا گیا۔
پھر سلطان محمد بغداد آیا ارکان دولت اس کے استقبال اور اس سے صلح کرنے کے لیے بغداد سے باہر آئے [illegible] بیعت کی مغربی بغداد میں اس کے اور مشرقی بغداد میں اس کے بھتیجے کے نام کا خطبہ دیا گیا پھر امیر ایاز قتل کر دیا گیا خلافت و حکومت محمد ہی کے پاس رہ گئی اور صدقہ بن مزید کے پاس [illegible] سلطنت میں لوگوں کو ان کی طرف رغبت دلانے کے لیے مقرر ہوئے۔
اسی سال آخر رجب ۴۹۸ھ میں اسمعیلیوں پر لگائی جانے والی پابندی اٹھا لی گئی لیکن اس کا سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ اسی سال رملہ میں فرنگیوں اور مصریوں میں جنگ ہوئی جس میں مصریوں نے فرنگیوں کے بہت سے آدمی قتل کئے پھر فرنگیوں نے ان پر غلبہ پا کر ان کے متعدد افراد قتل کر دیے۔

خواص کی وفات

السلطان برکیارق بن ملک شاہ کے حالات[1] ... برکیارق رکن الدولہ السلجوقی ان کو بچپن ہی سے حکومت میں بڑے سخت حالات کا سامنا کرنا پڑا اور بغداد میں ان کے نام کا خطبہ دیا گیا پھر ختم کر دیا گیا وفات کے وقت ان کی عمر چوبیس سال چند ماہ تھی وفات سے پہلے ان کا لڑکا ملک شاہ خلیفہ بنایا لیکن چھوٹی عمر ہونے سے اس کی حکومت چل نہیں سکی۔

عیسیٰ بن عبداللہ ... ابن القاسم ابوالولید الغزنوی اشعری تھے بغداد سے اپنے شہر کے ارادہ سے نکلے لیکن راستہ میں ہی اسفرائن مقام پر وفات ہوئی۔

محمد بن احمد بن ابراہیم ... یہ محمد بن احمد بن ابراہیم ابن سلفہ الاصبہانی ابواحمد ہیں۔ شیخ [illegible] ثقہ تھے [illegible] نظام سے

---

(۱) المنتظم ج ۹ ص ۱۴۹ ، الکامل ج ۸ ص ۱۹۰

حدیث کا سماع کیا، یہ باادب، ماہر، متقی اور ثقہ لوگوں میں سے ہیں۔

ابو علی الغسانی الجیانی الحسین بن محمد: یہ ابن احمد الغسانی الاندلسی ہیں (تقیید المهمل علی الالفاظ) کے مصنف ہیں، یہ بہت مفید کتاب ہے، خوشخط تھے، لغت، شعر و ادب کے ماہر تھے، یہ شہر قرطبہ میں حدیث کا سماع کرتے رہے، [illegible] جمعہ کی شب [illegible] (۷۱) سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن حسین بن ابی الصقر کے حالات(۱): یہ ابو الحسن الواسطی ہیں، حدیث کا سماع کیا، شیخ ابو اسحاق الشیرازی سے فقہ حاصل کی، ادب میں بھی ماہر تھے، ان کے اشعار ہیں۔

(۱) [illegible]

واقعات ۴۹۹ھ

اس سال نہاوند کے مضافات میں ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا، اپنے ساتھیوں کے نام [illegible] رکھے، جاہلوں اور عوام کی ایک جماعت نے اس کی اتباع کی، اپنی جائیداد فروخت کر کے اس کی مدد کی، اس شخص کا دعوی [illegible] آنے والے [illegible] بالآخر قتل کر دیا گیا۔

اسی سال ایک دوسرے شخص نے الپ ارسلان کی اولاد سے ہونے اور بادشاہت کا دعوی کیا [illegible] قتل کیے گئے، ایک شخص نے نبوت کا دوسرے نے بادشاہت کا دعوی کیا لیکن دونوں کا حسرت ناک انجام ہوا۔

اسی زمانہ میں دجلہ کا پانی بہت اوپر آگیا، بہت سے غلات اور گھر ختم ہو گئے [illegible] بہت زیادہ ہو گیا۔

اسی زمانہ میں [illegible] حلب [illegible] کا محاصرہ [illegible] اسی سال [illegible] بغداد میں ایک بادشاہ [illegible] کیا۔

اس سال امیر سیف الدولہ صدقہ [illegible] لوگوں کو حج کرایا۔

ابو [illegible] المظفر: دمشق وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا [illegible]

محمد بن احمد کے حالات(۲): یہ محمد بن احمد بن علی بن عبدالرزاق ابو منصور الخیاط ہیں، قرآن کے ماہر قاری تھے [illegible]

---

(۱) النجوم الزاہرة ۵/۱۹۱، الوافی بالوفیات ۴/۱۴۴

(۲) شذرات الذهب ۳/۴۰۴، ۴۰۵، العبر ۳/۳۵۳

بخشش کیسے ہوئی فرمایا میں نے سورۃ فاتحہ کی تعلیم دی جس کی وجہ سے اللہ نے میری مغفرت فرما دی۔

محمد بن عبیداللہ بن حسن یہ محمد بن عبیداللہ بن حسن بن الحسین ابو الفرج البصری، بصرہ کے قاضی تھے، ابو الطیب طبری، ماوردی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، طلب حدیث کے لئے سفر بھی کیا، عابد تھے اور بڑے خشوع سے نماز ادا کرتے تھے۔

مہارش بن مجلی حدیثہ عانہ کے امیر العرب تھے ان ہی کے پاس فتنہ کے زمانہ میں قائم بامر اللہ نے امانت رکھوائی، بعد میں جب خلیفہ کے پوتے نے تو اس نے ان کا بہت اکرام کیا، ان لوگوں کے احسان کا بدلہ دیا، مہارش کو کثرت سے نمازیں پڑھنے اور تلاوت کرنے کا معمول تھا اسی سال اسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۵۰۰ھ

ابن جوزی نے سنن ابی داؤد میں ابو ثعلبہ خشنی کی سند سے آپ علیہ السلام کا ارشاد نقل کیا ہے میری امت کو اللہ تعالیٰ نصف یوم سے عاجز نہیں کرے گا۔ دوسری حدیث حضرت سعد بن ابی وقاص کے حوالے سے بیان کی آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا میری امت اپنے رب کے پاس عاجز نہیں آئے گی ان شاء اللہ یہ اسے نصف یوم مؤخر کر دے، حضرت سعد سے نصف یوم کی تحدید کے بارے میں دریافت کیا گیا جواب دیا نصف یوم پانچ سو سال کا ہوگا، یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ذکر کردہ مدت سے زیادتی کی نفی نہیں بلکہ جو پایا گیا اس کا تقاضا ہوا ہے۔ کیونکہ آپ علیہ السلام نے قیامت کی جو علامات بیان کی ہیں وہ جگہ جگہ ہوں ان کا ہونا ضروری ہے، ہمارے زمانہ کے بعد قرب قیامت کا اکثر آثار ظاہر ہونے کے طلب گار ہیں۔

اسی زمانہ میں سلطان ملک شاہ نے باطنیہ کے متعدد قلعوں کا محاصرہ کیا ان میں سے بہت سے فتح کئے، باطنیہ کے بہت سے افراد قتل کیا، ان قلعوں میں سے ایک بہت مضبوط قلعہ تھا جسے اس کے والد نے اصبہان کے قریب ایک پہاڑ کی چوٹی پر بنایا تھا کیوں کہ ایک بادشاہ کے ساتھ ایک کتا تھا جو اس کے سامنے سے بھاگا تلاش کرتے کرتے اس پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ گئے وہاں پر کتا اور اس کے ساتھ ایک رومی ایلچی تھا وہ کہنے لگا اگر یہ پہاڑ ہمارے ملک میں ہوتا تو ہم اس پر قلعہ بناتے، اسی وقت بادشاہ نے اس پر قلعہ بنانے کا ارادہ کر لیا تاکہ ایک کروڑ دینار خرچ کر کے قلعہ تیار کر دیا، اس کے بعد ایک باطنی شخص احمد بن عبد الملک بن عطاش نے اس پر قبضہ کر لیا جس کی وجہ سے مسلمان پریشان ہو گئے، اس کے بعد بادشاہ کے پوتے سلطان محمد نے ایک سال تک اس کا محاصرہ کئے رکھا آخر اسے فتح کر لیا اس باطنی کی کھال ادھیڑ کر اس میں بھوسہ بھر دیا گیا پھر اسے شہر کا گشت کرایا گیا، اس کے بعد اس قلعہ کو بالکل منہدم کر دیا، اس باطنی کی بیوی نے قلعہ کے اوپر سے خود کو گرا کر اپنے جواہر سمیت ہلاک کر دیا، باطنیوں کا اس قلعہ سے وہ قبضہ لیے تھے اور کچھ عرصہ اس کا محاصرہ رہا اس قلعہ پر بارہ سال تک قبضہ رہا تھا۔

سال رواں ہی میں بنی خفاجہ اور بنی عبادہ میں لڑائیاں ہوئیں عبادہ نے خفاجہ پر غلبہ پا لیا ان سے گزشتہ کا بدلہ لیا۔ علاوہ ازیں اسی سال محاصرہ کے بعد سیف الدولہ صدقہ نے تکریت شہر پر قبضہ کر لیا۔

اسی زمانہ میں سلطان محمد نے موصل امیر جاولی سقاوہ کو جاگیر میں دے کر اس کی طرف اسے بھیجا جو اس پر قابض امیر جکرمش سے قتال کر کے اسے شکست دی موصل اس سے چھین لیا اس کے بعد اس کو قتل کر دیا، یہ امیر جکرمش بہترین سیرت، عمدہ حسن اخلاق کے امراء سے تھا اس کے بعد قلیج ارسلان بن قتلمش نے موصل کا محاصرہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا جاولی نے موصل سے فرار ہو کر رحبہ پر قبضہ کر لیا، پھر جاولی قلیج سے جنگ کی طرف قتال کرنے کے لئے آیا، جاولی نے اسے شکست دی، قلیج نے نہر خابور میں گھوڑا ڈال دیا اور اپنے آپ کو ہلاک کر دیا۔

اسی برس رومی اور فرنگیوں میں بے شمار بڑی بڑی لڑائیاں ہوئیں فرنگیوں کے متعدد افراد ہلاک ہوئے، بالآخر رومی فرنگیوں پر غالب آ گئے۔ وللہ الحمد۔

فخر الملک ابوالمظفر کا قتل(۱) ...... اسی سال ماہ محرم میں فخر الملک ابوالمظفر ابن نظام الملک کو قتل کیا گیا یہ نظام کے بیٹوں میں سب سے بڑا تھا اور سلطان سنجر شاہ بن ملک شاہ کا وزیر تھا روزہ کی حالت میں ایک باطنی شخص نے اس کو قتل کیا۔ گذشتہ رات فخر الملک نے خواب میں حضرت حسین بن علی کو دیکھا وہ فرما رہے تھے جلدی آجاؤ آج رات افطار ہمارے پاس کرنا صبح ہونے کے بعد یہ بیان کیا بہرحال اسی وقت روزہ کی نیت کر لی اور ان کے بعض ساتھیوں نے مشورہ دیا کہ آج آپ گھر سے نہ نکلیں شام کے وقت کسی کام سے گھر سے نکلے ایک شخص کو ہاتھ میں رقعہ تھامے فریاد کرتے ہوئے دیکھا فخر الملک نے اس سے پوچھا کیا کام ہے اس نے رقعہ ان کو دیا۔ جب فخر الملک اس رقعہ کو پڑھ رہے تھے کہ اس نوجوان نے خنجر سے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ اس نوجوان کو پکڑ کر فیصلے کے لئے بادشاہ کے پاس لے گئے تو اس نے بادشاہ کے سامنے قتل کا اقرار کرتے ہوئے کہا کہ مجھے اس قتل پر فخر الملک کے بعض ساتھیوں نے تیار کیا تھا حالانکہ وہ جھوٹا تھا بادشاہ نے اس نوجوان کو اور جن لوگوں کے بارے میں اس نے نشان دہی کی تھی سب کو قتل کر دیا۔

اسی زمانہ میں مستظہر خلیفہ نے وزیر ابوالقاسم علی بن جہیر کو وزارت سے معزول کر کے اس کا گھر لوٹنے کا اعلان کیا۔ یہ گھر وزیر نے بہت سے لوگوں کے گھروں کو منہدم کر کے بنایا تھا اس واقعہ میں عقلمندوں کے لئے بڑی عبرت اور نصیحت ہے خلیفہ نے اس کی جگہ قاضی ابوالحسن الدامغانی اور ان کے ساتھ ایک دوسرے شخص کو مقرر کیا اس سال محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان کے امیروں نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

احمد بن محمد بن مظفر ...... یہ احمد بن محمد بن مظفر ابوالمظفر الخوافی الفقیہ الشافعی ہیں۔ ابن خلکان کا قول ہے احمد اپنے زمانہ کے صاحب بصیرت لوگوں میں سے تھے امام الحرمین سے فقہی تعلیم حاصل کی جن کے علاوہ تلامذہ میں سے تھے طوس اور اس کے مضافات کے قاضی رہے ان کا مناظرہ کرنے اور مد مقابل کو لاجواب کرنے میں مشہور تھے۔ (الخوافی) خاء کے زبر کے ساتھ نیشاپور کی بستیوں میں سے ایک بستی خواف کی طرف منسوب ہے۔

جعفر بن محمد کے حالات(۲) ...... ابن الحسین بن احمد بن جعفر السراج ابو محمد القاری البغدادی ہیں، آپ کی ولادت ۴۱۶ھ ہے قرآن پاک کی روایات میں بڑے ماہر مشائخ اور مشکلات سے مختلف شہروں میں بے شمار احادیث کا سماع کیا۔ حافظ ابوبکر خطیب نے ان کے مسموعات کے اجزاء کی تخریج کی یا یہ لکھنے والے۔ جید محدث۔ ادیب۔ شاعر اور نظم کہنے والے تھے آپ نے القراءات کے بارے میں نظم کی صورت میں ایک کتاب لکھی اسی طرح التنبیہ۔ الخرقی وغیرہ بھی آپ کی تصانیف میں سے ہیں اسی طرح مصارع العشاق وغیرہ بھی آپ نے لکھی آپ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(۱) ... جن لوگوں نے اپنی جہالت سے قتل کیا وہ اولوں پر عیب لگانے لگے۔
(۲) ... اور مختلف قسم کی تہمتوں سے علماء نے اہل حدیث کو بھی تہمت لگانے لگے۔
(۳) ... اگر تم روایات کا تذکرہ کرو جو محمد کی طرف منسوب ہیں تو اہل حدیث شمار کرتے۔
(۴) ... تو تم گمراہی کی بدعتوں کو روشن دیکھتے۔
(۵) ... ہر شخص جہالت کی وجہ سے کہتا ہے کہ وہ ظلم کا مددگار ہے۔
(۶) ... میں نے ان کا نام اہل حدیث مقرر کیا۔

---

(۱) تاریخ الاسلام ۴۹۲۔۵۰۰ دول الاسلام: ۲/۳۰
(۲) شذرات الذہب ۴/۱۱، ۵۰۰ العبر ۳/۳۵۵

(۷) یہ لوگ نیکیوں اور خیروں پر آسودہ رحمت کے سحاب ہیں۔
(۸) یہ سب امت کے نقباء ہیں آپ کے حوض کوثر سے سیراب ہو کر واپس لوٹیں گے۔

ابن خلکان نے جعفر بن محمد کے عمدہ اشعار میں سے دو شعر نقل کئے ہیں۔

(۱) نوجوانی کے بعد جب آدمی کے بالوں پر سفیدی نمایاں ہو تو اپنی داڑھی کو خضاب لگاتا ہے۔
(۲) اس کے لئے یہی بات کافی ہے کہ وہ اپنی داڑھی کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے۔

عبدالوہاب بن محمد ...... یہ عبدالوہاب بن محمد ابن عبدالوہاب بن عبدالواحد بن محمد الشیرازی الفارسی ہے، حدیث کا سماع کیا اور تعلیم حاصل کی، ۴۸۳ھ میں نظام الملک نے مدرسہ نظامیہ کی تدریس ان کے سپرد کی، طویل عرصہ تک تدریس کے فرائض نبھاتے رہے، احادیث لکھتے تھے لیکن اس میں بہت غلطی کرتے تھے، ایک بار حدیث املاء کرائی اور صنعوا کتابی کی جگہ ظفر لکھی پھر کہا کتاب لفظ ہے پھر اس کی تفسیر کی کہ وہ اس سے زیادہ روشن ہے۔

محمد بن ابراہیم ...... ابن عبیداللہ سعدی الشاعر جس کی تہامی شاعر سے ان کی ملاقات ہوئی ہے جس کے اچھے اشعار کا معارضہ کرنے والے کو بہت پسند کرتا تھا محمد بن ابراہیم نے یمن، عراق، حجاز، خراسان میں اقامت اختیار کی، ان کے دو شعر ہیں۔

(۱) میں نے کہا میں بار بار کی آمد سے گرانبار ہو گیا اس نے کہا میرا آنا تو احسانات سے گرانبار ہو گیا۔
(۲) میں نے کہا تو نے لمبا کر دیا اس نے کہا میں نے احسان کیا میں نے کہا تو نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اس نے کہا میری محبت کی رسی کو۔

یوسف بن علی ...... ابوالقاسم زنجانی فقیہ اور پاکباز تھے، شیخ ابو اسحاق شیرازی نے قاضی ابی الطیب سے نقل کیا ہے کہ ہم ایک دن جامع منصور میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک نوجوان آیا اس نے بارش کے بارے میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث بیان کر کے کہا یہ حدیث غیر مقبول ہے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی چھت سے ایک سانپ آ گرا لوگ خوف کی وجہ سے بھاگ گئے سانپ نے اس نوجوان کا رخ کیا لوگوں نے نوجوان سے کہا توبہ کر تو اس نے کہا میں توبہ کرتا ہوں تب جا کر وہ سانپ گیا لیکن کوئی پتہ نہیں چلا کہ وہ سانپ کہاں گیا، ابن الجوزی نے شیخ ابی الحسن الانصاری سے یہ واقعہ نقل کیا ہے۔

واقعات ۵۰۱ھ

اس سال خلیفہ نے وزیر ابوالمعالی ہبۃ اللہ بن محمد بن مطلب کو دوبارہ منصب پر بحال کیا اس کی تعظیم و تکریم کی اس زمانہ میں سلطان محمد بغداد آیا وزیر اور سرکردہ لوگوں نے اس کا استقبال کیا اس کے اہل سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا اس کے لشکر میں سے کسی نے تعرض نہیں کیا بادشاہ تکریت اور حلہ کے حاکم صدقہ بن منصور اسدی سے اس وجہ سے ناراض ہوا کہ اس نے بادشاہ کے ایک دشمن ساوہ کے حاکم ابودلف سرخاب بن کیخسرو الدیلمی کو پناہ دی تھی بادشاہ نے صدقہ حاکم سے اپنے دشمن کو حوالہ کرنے کا مطالبہ کیا لیکن اس نے حوالے نہیں کیا۔

اس کے بعد بادشاہ نے صدقہ کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجا جس نے صدقہ کو شکست دے دی حالانکہ اس کا لشکر بیس ہزار گھڑسوار اور تیس ہزار پیادہ لوگوں پر مشتمل تھا صدقہ خود اس معرکہ میں قتل کیا گیا اس کے بڑے بڑے سرداروں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی اس کی بیوی سے پانچ لاکھ دینار اور جواہرات وصول کئے۔

ابن الجوزی کا قول ہے اسی سال ایک آدمی ظاہر ہوا جو لوگوں کو ان کے اعمال کی بات بتاتا تھا بیشتر لوگوں نے مختلف طریقوں سے اس کا

امتحان لیا لیکن کوئی شخص کامیاب نہیں ہوئی اس کے بعد علماء اور خواص نے انگوٹھی کے نقوش مٹا دیئے، اور ہوتی میں ہم غرق وغیرہ کے ذریعہ ان کو آزمایا گیا لیکن اس نے سب کچھ بتا دیا حتیٰ کہ ایک شخص نے ذکر کیا کہ ہاتھ پر تحفظ اس سے پوچھا اس نے کہا یہ اپنے اہل و عیال کے پاس سے جاتا تھا۔

اسی سال طرابلس کا امیر فخر الملک ابو علی فرنگیوں کے خلاف مسلمانوں سے مدد طلب کرنے کے بعد بغداد آیا بادشاہ غیاث الدین محمد نے اس کا بہت اکرام کیا، اس پر خلعت کی اور فرنگیوں سے مقابلہ کرنے کے لئے زبردست طریقے سے اس کی مدد کی۔

خواص کی وفات

تمیم بن معز بن بادیس ... یہ افریقہ کے حاکم علم، کرم، احسان کے اعتبار سے اچھے بادشاہوں میں سے تھے، چھیالیس سال بادشاہ رہے، ستر سال عمر پائی، ایک سو سے زائد لڑکے اور ساٹھ لڑکیاں چھوڑیں، وفات کے بعد ان کا لڑکا یحییٰ حاکم بنا، ایک شاعر نے دو شعروں میں تمیم کی خوب تعریف کی۔

(۱) تمیم کی وفات کے بارے میں جو کچھ روایات سے جو کچھ ہم نے سنا وہ اس سے بہت مختلف ہے۔
(۲) سحاب بارش برسا اور تمیم کی تحلیل سے ان باتوں کو واپس کرتے ہیں۔

صدقہ بن منصور کے حالات(۱) ... یہ صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید الاسدی امیر سیف الدولہ عرب وغیرہ کے حاکم، بہت کریم، اپنے وقت کا خیال رکھنے والے تھے، پناہ گزینوں کے لئے محافظ تھے، ان کی حکومت میں غیر مامون شخص امن والا ہو جاتا تھا، مشکل کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے، خط صاف نہیں تھا، بہت عمدہ کتابیں انہوں نے جمع کی تھیں، غیرت کی وجہ سے نکاح میں صرف ایک عورت رکھی، ملک یمین کے طور پر صرف ایک باندی رکھی، ان کی بہت زیادہ تعریف کی گئی ہے، ایک جنگ کے موقع پر ان کے غلام برغش نے ان کو قتل کیا، وفات کے وقت ستر سال عمر تھی۔

واقعات ۵۰۲ھ

اسی سال ۲۲ شعبان بروز جمعہ خلیفہ مستظہر نے سلطان محمد کی بہن ملک شاہ کی لڑکی سے شادی کی، ایک لاکھ دینار مہر مقرر ہوا، اسی کی مجلس عقد نکاح اصفہان میں منعقد کیا گیا۔

اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم طغتکین اور فرنگیوں کے درمیان لڑائیاں ہوئیں، سال رواں ہی میں سعید بن حمید العمری نے الحلہ السیفیہ پر قبضہ کیا، اسی برس دجلہ کا پانی چڑھ آیا جس کی وجہ سے غلے تباہ ہو گئے اور بھوک بہت ہوئی، اس سال امیر قیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

الحسن العلوی ... حسن علوی ابو ہاشم ہمدان کے امیر رئیس تھے بہت بڑے مالدار، ایک بادشاہ نے ان پر نوے لاکھ دینار جرمانہ عائد کیا تھا، انہوں نے وہ ساری رقم زمین وغیرہ کے فروخت کئے بغیر ادا کر دی۔

---

(۱) شذرات الذہب: ۴/ ۲/ ۳

الحسن بن علی...... یہ حسن بن علی بن ابی الفوارس بن خازن، خوشخط کے مشہور کاتب ہیں اسی سال ذی الحجہ میں وفات پائی۔
ابن خلکان کا قول ہے حسن بن علی نے اپنے ہاتھ سے پانچ سو ختم لکھے اچانک وفات پائی۔

الرویانی صاحب البحر...... یہ عبدالواحد بن اسماعیل ابو المحاسن الرویانی طبرستان کے باشندے ہیں شافعی فقیہ تھے ان کی ولادت ۴۱۵ھ ہے مختلف علاقوں کا سفر کیا حتیٰ کہ ماوراء النہر تک پہنچے علوم حاصل کئے بے شمار احادیث کا سماع کیا مذہب پر کتابیں لکھیں ان ہی میں سے البحر فی الفروع ہے یہ کتاب غرائب وغیرہ کو شامل ہے اس کتاب کے بارے میں مشہور ہے بحر سے حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں انہی کا قول ہے اگر تمام کتب شافعیہ جل جائیں تو میں تمام کتب کو اپنے حفظ سے لکھ سکتا ہوں۔ محرم جمعہ کے روز جامع طبرستان میں عبدالواحد کے کسی رشتہ دار نے غلطی سے انہیں قتل کر دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے فقہ میں ان کے استاذ ناصر مروزی ہیں انہی کی موجودگی میں حاشیہ بھی لکھا نظام الملک ان کی بڑی شان و شوکت والے اعلیٰ مقام کے مالک تھے اصول اور فروع میں کتابیں تصنیف کیں ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ (۱) بحر المذہب۔ (۲) کتاب مناصیص الامام الشافعی۔
(۳) کتاب الکافی۔ (۴) حلیۃ المؤمن۔
خلافیات پر بھی انہوں نے کتابیں لکھیں۔

یحییٰ بن علی کے حالات[1]...... یہ یحییٰ بن علی بن محمد بن حسن بن بسطام الشیبانی التبریزی ابو زکریا لغت کے امام ہیں ابی العلاء وغیرہ ان کے استاد ہیں۔ ایک جماعت (جن میں منصور بن جوالیقی بھی ہیں) نے آپ سے تربیت پائی ابن ناصر کا قول ہے نقل میں ثقہ تھے ان کی متعدد تصانیف ہیں۔
ابن خیرون کا قول ہے ان کا مذہب اچھا نہیں تھا اسی سال جمادی الثانی میں وفات پائی باب ابرز کے پاس شیخ ابی اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

واقعات ۵۰۳

اس زمانہ میں فرنگیوں نے طرابلس شہر پر قبضہ کر کے اس کے مردوں کو قتل کر دیا بچوں اور عورتوں کو قیدی بنا لیا سامان اور اموال پر قبضہ کر لیا اس کے دس روز بعد فرنگیوں نے جبلہ شہر پر قبضہ کر لیا فخر الملک ابن عمار یہاں سے بھاگ کر دمشق کے حاکم طغتکین کے پاس چلا گیا اس نے اس کا خوب اکرام کیا اس کے نام پر بستیاں الاٹ کیں۔
سال رواں ہی میں ایک باطنی شخص نے وزیر ابو النصر ابن نظام الملک پر حملہ کر کے اس کو زخمی کر دیا اس باطنی کو گرفتار کر کے اسے شراب پلائی گئی اس نے باطنیوں کی ایک جماعت کے بارے میں اس حملہ میں شریک ہونے کا اقرار کیا سب کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔
اس برس امیر تیماز نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

احمد بن علی...... احمد بن علی ابن احمد ابوبکر الطوثی ہیں۔ یہ اپنے بچپن میں بڑا کام کیا کرتے تھے یعنی تصویر کشی بنانے کے فن میں کام کرتے تھے

---

[1] شذرات الذہب، اللباب: ۱/۲۰۶ ـ ۲۰۸۔

ان کی کچھ املاک تھی جن سے اپنی ضروریات پوری کرتے، قاضی ابو یعلیٰ سے حدیث کا سماع کیا، ابن عقیل سے کچھ فقہ کی تعلیم بھی حاصل کی۔ حج کے موقع پر قبروں کی زیارت کرتے ہوئے جب فضیل بن عیاض کی قبر کے پاس سے گزرتے تو اس کی ایک جانب میں اپنی چھڑی سے لکیر کھینچ کر کہتے یہی جگہ، یہی جگہ۔

بعض کا قول ہے کہ احمد بن علی نے اسی سال حج کے موقع پر احرام کی حالت میں وقوف عرفہ کیا اسی روز شام کو وفات ہو گئی اس کے بعد غسل، کفن دے کر خانہ کعبہ کا طواف کرایا گیا پھر اسی علاقہ کی ایک جگہ پر فضیل بن عیاض کے پہلو میں انہیں دفن کر دیا گیا بغداد میں ان کی وفات کی اطلاع پہنچنے پر لوگوں کی ایک وافر تعداد نے ان کا غائبانہ نماز جنازہ ادا کیا، اگر بغداد میں ان کی وفات ہوتی تو شاید لوگوں کی اتنی بڑی تعداد ان کے نماز جنازہ میں شرکت نہ کرتی۔

محمد بن عبد الکریم ...... محمد بن عبد الکریم ابن سعد ابو الفتیان الرواسی حافظ طلب حدیث کے سلسلہ میں دنیا کے کونے کونے میں گئے، احادیث کی تخریج کی، ان کا انتخاب کیا، اللہ تعالیٰ نے علوم میں بہت فصاحت عطا فرمائی تھی، ثقہ تھے جن سے ابو حامد غزالی نے کتاب الصحیحین سنی تھی، اسی سال سرخس میں ان کی وفات ہوئی۔

محمد المعروف باقی حماد ...... یہ محمد دباغ حماد کے نام سے مشہور ہیں، اکابر صلحاء میں سے تھے انہیں دق کا مرض تھا، ایک بار خواب میں آپ علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو شفایاب ہو گئے۔

اس کے بعد چالیس سال تک اپنی مسجد میں رہے صرف جمعہ کے لئے مسجد سے نکلتے، لوگوں سے اختلاط بالکل ترک کر دیا، اسی سال ان کی وفات ہوئی، ایک کونہ میں امام ابو حنیفہ کی قبر کے نزدیک دفن ہوئے۔

واقعات ۵۰۲ھ

اس سال کے شروع میں بغداد سے فقہاء کی ایک جماعت جس میں ابن الزاغونی بھی تھے، نے جہاد و فرنگیوں سے قتال کرنے کے لئے شام جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ ان کو اطلاع ملی تھی کہ فرنگیوں نے بہت سے شہروں پر قبضہ کر لیا ان ہی میں سے صیدا شہر بھی تھا جس پر انہوں نے ربیع الاول میں قبضہ کیا تھا لیکن پھر ان میں سے اکثر فرنگیوں کی تعداد کی زیادتی کی خبر سن کر واپس آ گئے۔

اسی سال میں خلیفہ کی دلہن خواہر ملک شاہ بغداد آئی، وہ اپنے بھائی سلطان محمد کے گھر میں ٹھہری اس کا سامان بہت زیادہ تھا ستائیس خچروں پر لاد کر لایا گیا، اس موقع پر بغداد خوب سجایا گیا، ماہ رمضان کی شب وہ خلیفہ کے ہاں آئی یہ ایک تاریخی رات تھی۔

سال رواں ہی میں ابو بکر الشاشی نے تاج کے ساتھ نظامیہ میں درس دیا، درس میں فقہاء اور بڑے بڑے سردار شریک ہوئے۔ اس سال قیماز نے حج کرایا لیکن خراسانی لوگ اس سال پانی کی کمی کی وجہ سے حج نہیں کر سکے۔

خواص کی وفات

ادریس بن حمزہ ...... یہ ادریس بن حمزہ ابو الحسن الشامی الرملی العثمانی مذہب شافعیہ کے بڑے علماء میں سے تھے فقہ کی تعلیم ابو الفتح نصر بن ابراہیم سے پھر ابو اسحاق شیرازی سے حاصل کی، تعلیم کے سلسلہ میں خراسان گئے حتیٰ کہ ماوراء النہر تک پہنچ گئے، سمرقند میں اقامت اختیار کی اسی کے مدرسہ میں اس سال وفات تک تدریس دیتے رہے۔

علی بن محمد …… یہ علی بن محمد ابن علی بن عماد الدین ابوالحسن الطبری جو الکیا الہراسی سے مشہور ہوئے شافعیہ کے فقہاء کبار میں سے ہیں، سن ولادت ۴۵۰ ہے، امام الحرمین کے شاگرد ہیں، علی بن محمد اور امام غزالی امام کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں، دونوں بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں درس دیتے رہے، ابوالحسن فصیح خوبصورت، بلند آواز تھے۔ نیشاپور میں مدرسہ نظامیہ کی ستر سیڑھیاں تھی ہر سیڑھی پر چڑھتے وقت شیطان پر سات بار لعنت کرتے۔ مناظر محقق، مدرس تھے، اکابر فضلاء و سادات فقہاء میں سے تھے، انہوں نے ایک کتاب لکھی جس کی صرف ایک جلد میں امام احمد کے تفردات پر رد کیا، اس کے علاوہ بھی ان کی تصانیف ہیں۔

ایک مرتبہ باطنیہ کی مدد کرنے کے سلسلے میں ان پر تہمت لگی جس کی وجہ سے ان کو تدریس سے معزول کر دیا گیا، پھر علماء کی ایک جماعت نے (جس میں ابن عقیل بھی تھے) ان کی برأت پر گواہی دی جس کی وجہ سے ان کی تدریس بحال کر دی گئی، اسی سال محرم کے شروع میں جمعرات کے روز چون سال کی عمر میں وفات پائی شیخ ابی اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔ ابن خلکان کا قول ہے کہ ابوالحسن کو احادیث یاد تھیں احادیث کے ذریعہ لوگوں سے مناظرہ کرتے تھے ابوالحسن کا ابن خلکان کا قول ہے جب حدیث کے شہسوار مقابلہ کے میدان میں جولانی کرتے ہیں تو ہواؤں کے اڑنے کی جگہ پر قیاس کرنے والوں کے سر اڑ جاتے ہیں۔

سلفی سے منقول ہے ابوالحسن سے فتویٰ طلب کیا گیا کہ کیا کاتبان حدیث فقہاء کی وصیت میں داخل ہوں گے انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں اس لئے کہ آپ علیہ السلام کا فرمان ہے چالیس احادیث یاد کرنے والے انسان کو اللہ رب العزت عالم کی شکل میں اٹھائیں گے۔

یزید بن معاویہ کے بارے میں ان سے پوچھا گیا تو انہوں نے ان کے بارے میں تلاعب اور فسق ظاہر کیا، اس کو گالی دینے کو جائز رکھا، لیکن امام غزالی نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے مذکورہ چیزوں سے منع کیا، کیوں کہ یزید مسلمان ہے، حضرت حسین کے قتل پر اس کا راضی ہونا ثابت نہیں، اگر ثابت ہو بھی جائے تو پھر بھی لعنت کرنا جائز نہیں، کیوں کہ قاتل پر لعنت نہیں کی جاتی خصوصاً جب کہ توبہ کا دروازہ کھلا ہو اللہ غفور الرحیم ہے۔

امام غزالی کا قول ہے یزید پر رحمت بھیجنا جائز بلکہ مستحب ہے اور ہم اس پر جملہ مسلمین، مسلمات کے ضمن میں رحمت کرتے ہیں خصوصاً نماز میں، ابن خلکان نے الکیا کے حالات میں یہ بات اسی طرح تفصیل سے ذکر کی ہے۔ الکیا بلند شان بڑی عزت والا شخص تھا۔

واقعات ۵۰۵ھ

اسی سال بادشاہ غیاث الدین نے موصل کے حاکم امیر مودود کے ساتھ ایک بہت بڑا لشکر (جس میں مختلف علاقوں کے حاکم امراء، وزراء بھی تھے) شام کی طرف فرنگیوں کے مقابلہ میں روانہ کیا سب کا امیر موصل کے حاکم مودود کو بنایا، چنانچہ انہوں نے فرنگیوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے چھین لئے، ان کے متعدد افراد کو قتل کر دیے، وللہ الحمد۔

دمشق میں داخل ہونے کے وقت امیر مودود جامع دمشق میں نماز پڑھنے کے لئے گیا، ایک باطنی شخص سائل کے بھیس میں اس کے پاس آیا، اس سے سوال کیا تو اس نے کچھ دیا لینے کے لئے قریب ہوتے وقت اس نے مودود کے دل میں تیر مارا، اسی وقت امیر مودود کا انتقال ہو گیا، اسی روز جامع کی چھت سے ایک نابینا شخص پکڑا گیا جس کے ہاتھ میں زہر آلود چاقو تھا، کہا گیا ہے کہ وہ خلیفہ کو قتل کرنا چاہتا تھا۔

اسی سال خلیفہ کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی خوشی میں ڈھول باجے بجائے گئے لیکن اس کا انتقال ہو گیا کیوں کہ دنیا اسی طرح فانی ہے وزیر پہلے مبارکبادی کے لئے پھر اس کی تعزیت کے لئے بیٹھا۔ اسی سال وزیر احمد بن النظام کو رمضان میں چار سال گیارہ ماہ وزیر بننے کے بعد معزول کر دیا۔

اسی سال فرنگیوں نے صور شہر کا محاصرہ کیا جو مصریوں کے قبضہ میں تھا اور ان کی طرف سے عز الملک الاعز امیر حاکم تھا، اس نے فرنگیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ اس کے پاس تیر اور دیگر سامان جنگ ختم ہو گیا، اس موقع پر دمشق کے حاکم طغتکین نے سامان اور آلات جنگ کے ذریعہ اس کی مدد کی جس کی وجہ سے عز الملک الاعز کا دل مضبوط ہو گیا، بالآخر شوال میں فرنگی اسے چھوڑ کر چلے گئے۔

اسی سال سالار لشکر قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا، یہ سال فراوانی اور مہنگائی والا سال تھا۔

غزالی کی وفات

محمد بن محمد بن محمد کے حالات (۱) ..... یہ محمد بن محمد بن احمد ابو حامد الطوسی الغزالی ہیں۔ آپ کی ولادت ۴۵۰ھ ہے۔ امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، متعدد علوم میں مہارت حاصل کی۔ بہت سے فنون پر ان کی تصنیف شدہ کتب ہیں۔ آپ ہر لحاظ سے دنیا کے ذہین ترین لوگوں میں سے تھے، جوانی ہی میں آپ سرداری تک ترقی کر گئے۔ چونتیس سال کی عمر میں سن ۴۸۴ھ میں مدرسہ نظامیہ میں درس دیا، بڑے بڑے ابو الخطاب اور ابن عقیل جیسے علماء آپ کے درس میں شریک ہوتے، یہ دونوں حنابلہ کے سرداروں میں سے ہیں، یہ آپ کی فصاحت و بلاغت پر حیران ہو جاتے تھے۔ ابن الجوزی کا قول ہے ان دونوں حضرات نے امام غزالی کے کلام کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

اس کے بعد امام غزالی دنیا سے یکسو ہو کر عبادات اور اعمال آخرت کی طرف مشغول ہو گئے، کتابت کے ذریعہ روزی کماتے۔ پھر شام چلے گئے اور یہاں دمشق اور بیت المقدس میں ایک عرصہ تک رہے۔ اسی دوران آپ نے کتاب احیاء علوم الدین لکھی یہ ایک عجیب کتاب ہے جو شریعت کے علوم کثیرہ، تصوف اور اعمال قلوب کی خفیف باتوں پر مشتمل ہے لیکن ان میں دیگر کتب فروع کی طرح غریب، منکر اور موضوع احادیث بھی ہیں جن سے حلال و حرام پر استدلال کیا جاتا ہے، البتہ موضوع کتب ترغیب و ترہیب کے اعتبار سے دیگر کتب کے مقابلہ میں آسان ہوتی ہے۔

ابو الفرج ابن الجوزی، محمد ابن الصلاح نے کتاب احیاء علوم الدین کی بہت مذمت کی، المازری اور طرطوشی نے تو اس کے جلانے کا ارادہ کر لیا تھا ان کا کہنا تھا کہ یہ کتاب صرف امام غزالی کے علوم کے احیاء کا ذریعہ ہے ہمارے علوم کے احیاء کا ذریعہ تو کتاب اللہ اور سنت رسول ہے جیسا کہ میں نے طبقات میں ان کے حالات میں بیان کر دیا ہے۔

ابن شکر نے کتاب احیاء علوم الدین کے کئی مقامات کا کھوٹ بیان کیا ہے اور ایک مفید کتاب میں اس کھوٹ کو واضح کیا ہے خود امام غزالی کا قول ہے میں حدیث میں کم پونجی رکھتا ہوں، بعض کا قول ہے امام غزالی نے آخری عمر میں حدیث کا سماع اور صحیحین کو پڑھنا شروع کر دیا تھا۔

ابن الجوزی نے احیاء علوم کے خلاف ایک کتاب لکھی اس کا نام اعلام الاحیاء باغلاط الاحیاء رکھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ اس کے بعد امام غزالی کو نیشاپور جانے کا حکم دیا چنانچہ آپ نے نیشاپور آ کر مدرسہ نظامیہ میں درس دیا، پھر اس کے بعد آپ اپنے شہر طوس واپس چلے گئے، وہاں آپ نے خانقاہ بنوائی، خوبصورت مکانات خریدا اس میں پھلدار باغ بنوایا، پھر تلاوت قرآن کریم اور احادیث کے یاد کرنے میں مشغول ہو گئے۔ امام غزالی کی وفات اسی سال چودہ جمادی الثانی پیر کے روز ہوئی اور طوس میں دفن کئے گئے (اللہ ان پر رحم فرمائے) نزع کی حالت میں کسی نے امام غزالی سے وصیت کی درخواست کی آپ نے فرمایا: اخلاص کو لازم پکڑو۔ مسلسل یہی بات کہتے کہتے آپ کی وفات ہوئی۔

واقعات ۵۰۶ھ

اس سال جمادی الثانی میں ابن الطبری کی مدرسہ نظامیہ کے اہتمام پر بحالی اور الشاشی کو تدریس سے معزول کر دیا گیا۔ اسی زمانہ میں ایک عابد شیخ یوسف بن ایوب الہمدانی بغداد تشریف لائے انہوں نے لوگوں کو وعظ کیا جس کی وجہ سے عوام میں انہیں بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔ یہ مسلکاً حنفی تھے، شیخ ابو اسحاق شیرازی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر عبادات اور زہد میں مشغول ہو گئے۔

ایک مرتبہ ایک شخص ابن السقاء نے ان سے کسی مسئلہ میں مناظرہ کیا، شیخ یوسف نے اس کو کہا خاموش ہو جا مجھے تیری باتوں سے کفر کی بو

---

(۱) المنتظم ۵/۲۰۳، وفیات الاعیان ۴/۲۱۶-۲۱۹)

محسوس ہو رہا ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہونے کے بارے میں مجھے خطرہ ہے اس کے بعد انتقال سے پہلے ان کا اعتقاد درست ہو گیا وہاں پر غشی طاری ہوئی انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک مرتبہ شیخ ابو داؤد کے حلقے کے بعد ابن ابو بکر شاشی کے ہم نوؤں نے آکر شور کیا کہ مذہب اشعری پر آپ نے بحث کرنی ہے تو کیجئے ورنہ خاموش ہو جاؤ شیخ ابو داؤد نے کہا کہ ابن جوزی سے درد بھری بات سننے کے چند ہی دنوں بعد ان دونوں کا انتقال ہو گیا۔

اس سال بھی سالار لشکر طر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا لوگوں نے بڑی تکلیف برداشت کی۔

مشہورین کی وفات

صدقہ بن منصور: یہ ابن اسماعیل بن صاعد ابو العلاء خطیب اصبہانی ہیں بغداد آ کر حدیث کا سماع کیا اور ان کی وفات کے بعد وعظ، تدریس، فتاویٰ و نصیحت کا کام سنبھالا ابو المعالی الجوزی نے ان کی تعریف کی خوارزم کے قاضی بنے ہیں۔

محمد بن موسیٰ بن عبداللہ: یہ محمد بن موسیٰ بن عبداللہ بن عبداللہ بلاساغونی الترکی الحنفی ہیں جو دمشق کے مشہور قاضی ہیں ابن عساکر نے ان سے ایک حدیث روایت کی اور بیان کیا کہ ابو عبداللہ کو بیت المقدس کا قاضی بنایا گیا لوگوں کو ان سے تکلیف پہنچی تو ان کو معزول کر کے دمشق کا قاضی بنا دیا گیا، یہ کرامی تھے دمشق میں اقامت اختیار کی اور کہا کہ اگر مجھ کو ملک و سلطان کی حکومت ملے تو شافعیوں سے جزیہ وصول کروں گا ابن عساکر کا قول ہے ابو عبداللہ نے جامع دمشق میں کرامی امام مقرر کرنے کا ارادہ کیا لیکن دمشق کی عوام نہیں مانے لوگوں نے ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اور دارالخیل میں نماز پڑھی، دارالخیل جامع دمشق سے پہلے مدرسہ امینیہ کی طرف تھا اس کو چار درہم دے گئے تھے۔

ابو عبداللہ کہا کرتے تھے کہ اگر میری حکومت ہوتی تو میں اصحاب شافعی سے جزیہ لیتا، اصحاب مالک سے بھی ان کے تعلقات اچھے نہیں تھے، راوی کا بیان ہے قضاۃ کے معاملہ میں ان کا سلوک اچھا نہیں تھا ان کی وفات اسی سال جمادی الاولیٰ بروز جمعہ ہوئی، راوی کا بیان ہے کہ میں جامع میں ان کے جنازہ میں شریک ہوا اس وقت میری عمر ۱۲ سال تھی۔

الاسعد بن معمر: یہ ابو سعد بن ابی الفوارس ہیں فصیح و بلیغ ظریف ادیب اور حسین تھے ان کا خط اچھا تھا سوانح پڑھنے کے شوقین تھے، اسی سال ربیع الاول میں وفات پائی باب حرب کے نزدیک دفن کئے گئے۔

ابو علی المصری: عابد زاہد اور کرامت کرنے والے تھے بعد میں علم کیمیا کی جستجو میں لگ گئے ان کو گرفتار کر کے ان پر ظلم کیا گیا اس کے بعد ان کو کوئی پتہ نہیں چلا۔

نرجس: خلیفہ مستظہر باللہ کی ام ولد تھی، یہ امام مقتفی کی والدہ شریف النفس تھی اسی سال بارہ شوال بروز جمعہ کو وفات پائی۔

ابو سعد السمعانی: یہ حافظ کبیر عبدالکریم بن محمد بن ابی المظفر المنصور عبدالجبار السمعانی المروزی الفقیہ الشافعی الواعظ حفاظ اعلام میں سے تھے، طلب حدیث کے لئے اسفار کئے بہت سے شہر گئے، حدیث کا سماع کیا تقریباً چار ہزار شیوخ سے احادیث لکھیں تفسیر تاریخ انساب وغیرہ پر کتابیں لکھیں، خطیب بغدادی کی تاریخ پر ذیل لکھا، ابن خلکان نے ان کی چند مفید تصانیف کا تذکرہ کیا ہے ان میں ایک وہ کتاب بھی ہے جس میں ابو سعد نے ایک ہزار شیوخ سے ایک ہزار احادیث جمع کیں، ان پر سند اور متن کے اعتبار سے کلام بھی کیا ہے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۲ ص ۲۸۰ تا ۲۸۴)

واقعات ۵۰۷ھ

اسی سال مسلمانوں اور فرنگیوں کے درمیان ایک جنگ ہوئی جس میں بڑا معرکہ ہوا جس میں فرنگیوں [illegible] دمشق کے بادشاہ طغتکین [illegible] اور ملک مودود حاکم موصل اس لشکر کے امیر بھی تھے انہوں نے فرنگیوں کو ایسی [illegible] شکست دی کہ ان کے بے شمار افراد قتل کر دیے اور غنیمت میں ان کا بہت سا مال لوٹ لیا اور ان کے علاقوں پر قبضہ کر لیا وللہ الحمد والمنۃ۔ اس کے بعد یہ دمشق واپس آ گئے۔

ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ اسی سال جمعہ کے دن مودود کو قتل کیا گیا اور اس کا بیان یہ ہے کہ مودود اور طغتکین جب جامع مسجد میں نماز سے فارغ ہو کر ہاتھ میں ہاتھ ڈالے [illegible] تو ایک باطنی نے حاکم موصل کو قتل کر دیا اور ایک قول یہ ہے کہ طغتکین نے [illegible] فرنگیوں کی طرف سے [illegible] واللہ اعلم [illegible]۔

اسی زمانہ میں حلب کا امیر رضوان بن تتش اپنے والد کے بعد [illegible] ارسلان کی بادشاہت کا [illegible] ہو گیا۔

اسی سال بغداد میں [illegible] کے [illegible] لوگوں کو [illegible] کر دیا۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن ابی نصر ابی بکر بن الحسین البیہقی ..... یہ ثقہ محدثین سے حدیث کا سماع کیا اس سلسلے میں شہروں کا سفر کیا اور [illegible] فضلاء اہل حدیث میں سے تھے [illegible] تھے اسی سال اپنے شہر بیہق میں وفات پائی۔

شجاع بن ابی شجاع کے حالات[1] ... یہ شجاع بن ابی شجاع فارس بن حسین [illegible] ابو غالب الذہلی [illegible] سے حدیث کا سماع کیا اور فن حدیث کے فاضل تھے [illegible] خطیب کے [illegible] کرنے میں لگے [illegible] انہوں نے ابن حجاج کا شعر [illegible] مرتب کیا تھا اسی سال [illegible] سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن احمد کے حالات ... یہ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن اسحاق بن حسین بن منصور بن معاویہ بن محمد بن عثمان [illegible] معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب الاموی ابو المظفر بن ابی العباس الابیوردی الشاعر [illegible] کے عالم [illegible] تاریخ [illegible] اور انساب العرب [illegible] تصنیف کی المختلف والمؤتلف کے بارے میں [illegible] ان پاک سے مشرق اور مغرب کی بادشاہت کا سوال کرتے تھے ایک بار انہوں نے خلیفہ المقتدی بامر اللہ کی طرف [illegible] سے ختم کر دیا تو عاری ہو گیا ان کے اشعار میں سے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

محمد بن طاہر کے حالات[2] ... یہ محمد بن طاہر بن علی بن احمد ابو الفضل المقدسی الحافظ ان کی ولادت ۴۴۸ھ [illegible]

---

[1] (الانساب: ۹۸/۶، تاریخ اسلام: ۱۸۰/۳)

[2] (تاریخ اسلام: ۳/۱۸۲، ۱۸۴، تذکرۃ الحفاظ: ۴/۱۲۴۲، ۱۲۴۵)

تھی حدیث کا سماع کیا، طلب حدیث کے سلسلہ میں دنیا کے کونے کونے میں گئے۔ بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، فن حدیث کے شہسوار تھے، بہت عمدہ عمدہ کتابیں تصنیف کیں، اس کے علاوہ سماع کی اباحت اور تصوف پر بھی کتاب لکھی، ان دونوں کتابوں میں منکر احادیث ذکر کی ہیں، ان کے علاوہ دوسری کتب میں بھی احادیث ذکر کی ہیں، ائمہ حضرات نے ان کے مذہب پر تنقیدی کلمات کہے ہیں۔

ابن الجوزی نے اپنی کتاب میں ان کی صفۃ التصوف ۔ نامی کتاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اسے جو بھی دیکھے گا وہ آدمی ان کو دیکھ کر ہنس پڑتا تھا، یہ بھی کہا کہ مذہب اباحتی تھا، لوگوں نے ان کی تعریف صرف حافظہ کی وجہ سے کی ہے ورنہ ان کی جرح کرنا اولیٰ ہے۔ سلفی کا بیان ہے کہ ابو سعد سمعانی نے ان کا تذکرہ کیا ہے، بلا وجہ ان کا دفاع کیا ہے، اس سے پہلے ان کا قول ہے کہ میں نے اپنے شیخ اسماعیل بن احمد الطلحی سے ابو طاہر کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے ان کی بہت تعریف کی حالانکہ وہ ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے، راوی کا بیان ہے کہ ہم نے ابو الفضل بن ناصر کو یہ کہتے سنا کہ ابن طاہر سے احتجاج نہیں کیا جاتا، ابو طاہر نے امردوں کے دیکھنے کو جائز کہا ہے، اس وجہ سے میں ان کا مذہب اباحت کا قائل، اس کے بعد ابن طاہر کے چند اشعار نقل کئے۔

(۱) تراویح کے شخص نے تصوف وغیرہ کو چھوڑ دے۔
(۲) راہ زن کے در کا قصد کر جہاں پر یادگاری مذاہب پائے جاتے ہیں۔
(۳) کافر کے ہاتھ سے خالص شراب نوش کر، وہ تجھے طہر اور گناہ سے دور شراب پلائے گا۔
(۴) پھر چل کر والی ہرن کی سارنگی کی آواز سن، ہم نے کہا کہ اس کی آواز ان میں سے بھی زیادہ تیز ہے۔
(۵) لوگوں کو امرؤ القیس کے اشعار سناؤ کیونکہ وہ لوگوں میں مشہور ہے اور اس کے اشعار کا تذکرہ بھی ان کے پاس لکھے ہوئے ہیں۔
(۶) اگر مجھے تاسف ہوئے اہل بادیہ عراقی قوم میں سے جل چاہتا ہوں۔ سمعانی کا قول ہے کہ امید ہے کہ ابو طاہر نے تمام باتوں سے توبہ کر لی ہوگی، ابن الجوزی کا قول ہے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ ابو طاہر کے بارے میں اتنی جرح ذکر کر کے توبہ کی امید پر اس کی طرف سے معذرت کی جائے۔

ابن الجوزی نے ذکر کیا ہے کہ ابو طاہر وفات کے وقت یہ اشعار پڑھتے تھے تم دوست نہیں تھے تم نے یہاں سے بھی کچھ ایسا ہی، اسی سال ربیع الاول میں حج سے واپسی پر بغداد میں الجمعہ کے روز وفات پائی۔

ابو بکر الشاشی کے حالات ...... یہ مستظہری کے مصنف محمد بن احمد بن حسین الشاشی ہیں، اپنے زمانے میں شافعیہ کے امام تھے، ان کی ولادت محرم ۴۲۹ھ ہے، ابو یعلی بن الفراء، ابو الخطیب، ابو اسحاق الشیرازی سے حدیث کا سماع کیا، ابن نصر سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، شامل کو اس کے مصنف ابن الصباغ کے سامنے پڑھا، اس کو اپنی کتاب میں مختصر کیا، وہ کتاب انہوں نے خلیفہ مستظہر کے لئے لکھی تھی، اس کا نام حلیۃ العلماء بمعرفۃ مذاہب الفقہاء ہے جو المستظہری سے مشہور ہے، ابو بکر نظامیہ میں تدریس کرتے رہے، ہم مختصراً ان کے چند اشعار پیش کرتے ہیں۔ (البدایہ ج ۱۲ ص ۲۰۵)

(۱) اے نوجوان عمر تھوڑی ہے، ضعیف و کاہل ہونے کے وقت میں علم حاصل کر۔
(۲) لوگوں کا خاموش رہنا اور تیرا بولنا تیرے فخر اور شرف کے لئے یہی کافی ہے۔

ابو بکر نے اسی سال ماہ شوال ہفتہ کی صبح وفات پائی اور باب ابرز کے قریب ابو اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

المؤتمن بن احمد ...... یہ ابو نصر المؤتمن بن احمد بن علی بن حسین بن عبید اللہ الساجی المقدسی ہیں، بے شمار احادیث کا سماع کیا، احادیث کی تخریج کی، سنن کی تخریج بھی کی، عمدہ عالم تھے، سیرت اچھی تھی، ثقہ تھے، شیخ ابو اسحاق شیرازی سے فقہ حاصل کی، اصفہان وغیرہ کا سفر کیا، چند گنے چنے حفاظ میں سے تھے، خصوصاً متن کے سلسلہ میں ابن طاہر نے ان پر اعتراض کیا ہے، ابن الجوزی کا قول ہے کہ ابن طاہر نے زیادتی کی ہے۔

اسی سال ماہ صفر ہفتہ کے روز مؤتمن کی وفات ہوئی، باب حرب کے نزدیک دفن کئے گئے۔ واللہ اعلم

واقعات ۵۰۸ھ

اس سال بغداد میں زبردست آگ لگ گئی۔ اسی زمانہ میں ارض جزیرہ میں زبردست زلزلہ آیا جس کی وجہ سے تیرہ برج رہا کے، بہت سے گھر حران کے، اور مکان مختلف جگہوں کے بہت سے مکانات منہدم ہو گئے، بالس کا نصف قلعہ سب کا سب ہلاک ہو گیا جس کے نیچے بے شمار افراد ہلاک ہو گئے۔

سال رواں ہی میں حلب کے حاکم تاج الدولہ الپ ارسلان بن رضوان بن تتش کو اس کے ایک غلام نے قتل کر دیا اس کے بعد اس کا بھائی سلطان شاہ بن رضوان حاکم بنا۔

اسی زمانہ میں سلطان سنجر بن ملک شاہ اور غزنہ کا بادشاہ ارسلان شاہ بعد شدید قتال کے جب اس کے تمام ملک پر قابض ہو گیا اس نے وہاں کے بادشاہوں سے بہت مال وصول کیا یہاں پانچ تاج تھے ہر ایک ایک کروڑ کا تھا، تیرہ سو سونے چاندی کے تخت تھے، تیرہ سو ہاتھی جڑے ہوئے تھے، چالیس روز وہ وہاں رہا پھر اس نے سلجوقی خاندان کے ایک شخص بہرام شاہ کو وہاں کا حاکم بنا دیا، سنجر کے علاوہ سلجوقیوں میں سے کسی کے نام کا خطبہ نہیں دیا گیا اور آل محمود سبکتگین کے بادشاہ تھے کسی بادشاہ کو ان کے خلاف قدم بڑھانے کی جرأت نہیں ہوتی تھی اور یہ سبکتگین تھے۔

سال رواں ہی میں سلطان محمد نے الامیر آقسنقر البرسقی کو موصل اور جزیرہ کا حاکم بنایا اور فرنگیوں سے اس کو قتال کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سال کے آخر میں اس نے فرنگیوں سے مقابلہ کر کے رہا، سروج اور سمیساط پر قبضہ کر لیا اور ماردین لوٹ لیا، اس کے بعد ایلغازی کے بیٹے ایاز کو گرفتار کر لیا۔ سلطان محمد نے اس کو دھمکانے کے لئے آدمی بھیجا تو وہ بھاگ کر دمشق کے حاکم کے پاس چلا گیا اور دونوں نے سلطان محمد کی نافرمانی پر اتفاق کر لیا، ان دونوں اور حمص کے نائب حاکم کے درمیان جھڑپیں ہوئیں پھر ان میں صلح ہو گئی۔ اسی زمانہ میں فرنگی بادشاہ مرعش کی وفات کے بعد اس کی بیوی بادشاہ بن گئی۔

اس سال سالار لشکر امیر ابو الخیر یمن الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

واقعات ۵۰۹ھ

اس سال سلطان غیاث الدین محمد بن ملک شاہ نے ہمدان کے حاکم برسق بن برسق کو ایک بڑے لشکر کے ہمراہ دمشق کے حاکم طغتکین اور ایلغازی سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا کیونکہ ان دونوں نے بادشاہ کی نافرمانی کی تھی اور یہ بھی حکم دیا کہ ان سے فارغ ہو کر فرنگیوں سے قتال کرے، جب شام کے قریب قافلہ پہنچا تو وہ دونوں بھاگ کر فرنگیوں کے ساتھ مل گئے۔ امیر برسق نے کفرطاب فتح کر کے بزور قوت اسے فتح کر لیا، عورتوں اور بچوں کو گرفتار کر لیا، انطاکیہ کا حاکم روجیل پانچ سو سوار اور دو ہزار پیادہ کے ساتھ آیا اس نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا بہت لوگوں کو قتل کر دیا، بہت سامان چھین لیا، امیر برسق تھوڑی سی جماعت کے ساتھ بھاگ گیا اور اس کا لشکر تتر بتر ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی برس ذیقعدہ میں سلطان محمد بغداد آیا، دمشق کے حاکم طغتکین اس کے پاس معذرت کرنے کے لئے آیا، بادشاہ نے اس پر خلعت کی، اس سے خوش ہو گیا، اس کی ذمہ داری بحال رکھی۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن محمد...... ابن احمد بن علی ابو عثمان الاصبہانی، طلب حدیث کے لئے سفر کیا، جامع منصور میں ۲۳ مجلسوں میں وعظ کیا، محدث تھے۔

نے ان سے املاء حدیث کی درخواست کی ماہ شعبان میں وفات پائی۔

نجیب بن عبداللہ المستظہری ...... یہ امام المستظہر کے آزاد کردہ ہیں، بڑے عابد تھے محمد بن طاہر نے ان کی تعریف کی ہے سلفی کا بیان ہے کہ انہوں نے اصحاب حدیث کے لئے کچھ کتابیں وقف کیں۔

عبداللہ بن المبارک کے حالات[1] ...... ابن موسیٰ ابوالبرکات السقطی، یہ بغداد کے محدثین میں سے تھے احادیث کا سماع کیا اس سلسلہ میں سفر بھی کیا، لغت کے ماہر تھے اصحاب حدیث کے نزدیک ضعیف کہے گئے۔

یحییٰ بن تمیم بن المعز بن بادیس ...... افریقہ کے حاکم اور اپنے بادشاہوں میں سے تھے فقراء اور علماء سے بہت محبت کرتے تھے ان کا وظیفہ مقرر کیا ہوا تھا، باون سال کی عمر میں تیس بیٹے اور بیٹیاں چھوڑ کر وفات پائی، ان کے بعد ان کا لڑکا علی حاکم بنا۔

واقعات ۵۰۱ھ

اس سال بغداد میں آگ لگی جس میں متعدد مکانات منہدم ہو گئے ان میں [illegible] کا مکان [illegible] بھی تھیں، کتابیں محفوظ رہیں، کیونکہ فقہاء نے ان کو اٹھا لیا تھا۔

اسی زمانہ میں سلطان محمد کی مجلس میں عراق کے حاکم کو ایک باطنی شخص نے قتل کر دیا۔

سال رواں میں ماہ محرم کو طوس شہر میں علی بن موسیٰ کے مزار پر اہل سنت اور شیعوں میں بڑی زبردست لڑائی ہوئی جس میں بہت سے لوگ مارے گئے۔ اسی سال فارس کے حاکم کی وفات کے بعد ان کے حاکم کی طرف سے فارس پر قبضہ کے خوف سے سلطان محمد فارس گیا۔

اسی سال [illegible] نے لوگوں کو حج کرایا، یہ سال [illegible] اور یہ اس سال ختم ہوا والحمد للہ۔

خواص کی وفات

عقیل بن الامام ابی الوفاء ...... علی بن عقیل الحنبلی ہیں، بہت ذہین تھے قرآن کے حافظ تھے معانی قرآن سے خوب واقف تھے، وفات کے بعد آپ کے والد نے صبر و شکر سے کام لیا ایک قاری نے تعزیت میں یہ آیت پڑھی: قالوا یا ایہا العزیز ان لہ ابا شیخا کبیرا تو ابن عقیل خوب روئے۔

علی بن احمد بن محمد ...... یہ علی بن احمد بن محمد ابوالقاسم ہیں، اہل بغداد میں سب سے آخر میں حسن بن عرفہ کے جزء کو انہوں نے ہی روایت کیا، کچھ چیزوں میں منفرد بھی ہیں اسی سال ستانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

محمد بن منصور ...... یہ محمد بن منصور بن محمد بن عبدالجبار ابوبکر السمعانی ہیں، مشہور محدثین علماء میں سے ہیں، حدیث کا سماع کیا، احادیث بیان کیں، نظامیہ میں لوگوں کو وعظ کیا، مرو میں ایک سو چالیس مجلسوں میں املاء کرایا، حدیث میں معرفت رجال حاصل تھی، ادیب شاعر فاضل تھے، لوگوں کی محبوب شخصیت تھی، مرو میں تینتالیس سال کی عمر میں وفات پائی۔

---

(۱) میزان الاعتدال ۲/۴۶۲ لسان المیزان: ۳/۱۸۱

محمد بن احمد بن طاہر...... یہ محمد بن احمد بن طاہر بن احمد بن منصور ابو منصور الخازن ہیں، اصحاب کے فقیہ اور کرخ میں ان کے مفتی ہیں، تنوخی، ابن غیلان سے حدیث کا سماع کیا، اسی سال رمضان میں وفات پائی۔

محمد بن علی بن محمد...... ابو بکر النسوی المعروف الشاشی ہیں، حدیث کا سماع کیا، بغداد میں گواہوں کا تزکیہ کرتے تھے، فاضل ادیب شخص تھے۔

محفوظ بن احمد کے حالات...... یہ محفوظ بن احمد ابن الحسن ابو الخطاب الکلوذانی ہیں، حنابلہ کے امام اور متعدد کتب کے مصنف ہیں، جوہری وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، قاضی ابو یعلی سے فقہ حاصل کی، ان کی روایت کو نقل کرتے تھے، مفتی، مدرس، مناظر تھے، اصول اور فروع پر کتابیں لکھیں، ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، ایک قصیدہ میں انہوں نے اپنا عقیدہ و مذہب بیان کیا ہے، اسی قصیدہ کے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

(المنتظم ۱۰/۱۹۹ ۔ شذرات الذہب ج ۴ ص ۲۷)

(۱) .. دوست امام کی کرنے والے کی سفارش قبول کر یا چھوڑ دے۔

(۲). سحری کی یاد کرتے ہوئے سوتا ہے یہ بدعت شخص کا مشغلہ ہے اگر تو قیامت کے دن کی تنگی سے عذاب سے بچنا چاہتا ہے تو مسائل کو جان اور میری بات پر عمل کر انشاء اللہ کامیاب ہو جائے گا۔

یہ پورا قصیدہ ذکر کیا گیا ہے جو بہت طویل ہے، اسی سال جمادی الثانی میں اٹھتر سال کی عمر میں وفات پائی، جامع منصور میں نماز جنازہ ادا کی گئی، امام احمد کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

واقعات ۵۱۱ھ

اسی سال نو صفر کو چاند کو کلی طور پر گرہن ہوا، ۱۱ کو جمعہ کی رات میں فرنگی حماہ کے پڑوس پر حملہ کر کے متعدد افراد کو قتل کر کے اپنے شہر واپس لوٹ گئے۔

ماہ جمادی الاولیٰ میں بغداد میں سخت زلزلہ آیا، مشرقی بغداد میں بہت سی عمارتیں منہدم ہو گئیں، غلہ کی گرانی بھی بہت ہو گئی، اسی زمانہ میں استاد رضوان بن تتش کی وفات کے بعد حلب پر قبضہ کرنے والے لؤلؤ الخادم کو ترکوں کی ایک جماعت نے قتل کر دیا، وہ ایک لشکر کے ساتھ حلب سے جعبر جا رہا تھا کہ اس کے غلاموں نے ارنب ارنب (خرگوش خرگوش) پکار کر اس کو تیروں سے قتل کر دیا، ظاہر یہ کیا کہ وہ خرگوش کو تیر مار رہے تھے۔

اسی برس بلاد عراق و خراسان اقلیم واسع کے حاکم غیاث الدین السلطان محمد بن ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق کی وفات ہوئی، یہ پسندیدہ بادشاہوں میں سے تھا، سیرت، عدل، رحم، حسن اخلاق و معاشرت کے اعتبار سے اچھا تھا، وفات کے وقت اپنے لڑکے محمود کو بلا کر گلے سے لگایا اور دونوں رونے لگے، پھر حکومت کے تخت پر بیٹھنے کا اسے حکم دیا، اس وقت اس کی عمر چودہ سال تھی، وہ تخت پر بیٹھ گیا، اس کے سر پر تاج رکھا اور کنگن پہنائے اور حاکم بنا دیا، والد کی وفات کے بعد اس نے خزانے کھول کر وزراء اور لشکر کے حوالے کر دیا، اس کی حکومت مستحکم ہو گئی، بغداد وغیرہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، سلطان محمد نے کل عمر ۳۷ سال چار ماہ کچھ ایام پائی۔

اسی زمانے میں ملک العادل نور الدین محمود بن زنگی بن آق سنقر دمشق میں پیدا ہوا۔

مشہورین کی وفات

القاضی المرتضیٰ...... یہ ابو محمد عبداللہ بن القاسم بن المظفر بن علی بن القاسم الشہرزوری قاضی جمال الدین الشہرزوری کے والد ہیں اور الموصلی ہیں

زنگی کے زمانہ میں دمشق کے قاضی رہے ہیں، بغداد میں فقہ کی تعلیم حاصل کی سماع کا شائق تھے، ماہر و عمدہ اچھی نظم کہنے والے تھے، علم تصوف پر انہوں نے ایک قصیدہ کہا ہے، قلوب پر گفتگو کیا کرتے تھے، ابن خلکان نے فصیح اور عمدہ ہونے کی وجہ سے پورا قصیدہ ذکر کیا ہے اس کے ابتدائی چند اشعار درج ذیل ہیں:

(۱) ...... آگ روشن رات تاریک ہوگئی حدی خواں اکتا گیا اور میں حیران ہوگیا۔
(۲) ...... میں نے اسے دیکھا جدائی کی وجہ سے میری فکر علیل میری آنکھ بیدار تھی۔
(۳) ...... میرا دل زخمی اور میرا عشق بیمار تھا۔
(۴) ...... اے رات میں تمہاری زیارت کو آیا تو زمین میرے لئے سمیٹ دی گئی۔
(۵) ...... میں نے اپنے لگام کو دامن سے الجھ کر گرنے کے بعد موڑا۔
(۶) ...... اے دل کب تک نصیحت فائدہ نہیں دے گی مذاق چھوڑ دو اس نے تمہیں کتنا نقصان پہنچایا۔
(۷) ...... کسی دشمن نے زخم سے تجھ کو شفا نہیں دی اور تو شراب کی وجہ سے سر کا درد محسوس نہیں کرتا حتی کہ تو ہوش میں آ جائے یہ قاضی مرتضی نے اسی سال وفات پائی۔ ابن خلکان کا قول ہے خریدہ میں عماد الدین نے بیان کیا ہے کہ قاضی مرتضی کی وفات سن ۵۲۰ھ کے بعد ہوئی۔

محمد بن سعد ...... یہ محمد بن سعد ابن نبہان ابو علی الکاتب ہیں، احادیث کا سماع کیا اور انہیں روایت بھی کیا سو سال عمر پائی، موت سے پہلے ہی حالت تبدیل ہوگئی تھی، ان کے عمدہ اشعار ہیں، ان کے ایک قصیدہ کے چند اشعار یہ ہیں:

(۱) ...... اللہ نے میرا رزق مقدر کردیا ہاں میں رزق سے بچتا ہوں۔
(۲) ...... حتی کہ اپنے مقدر رزق کو تجاوز کیے بغیر اس سے لے لیتا ہوں۔
(۳) ...... وہ لوگوں نے کہا میں مجلس میں ان کے پاس جاتا تھا جن میں میں جاتا تھا۔
(۴) ...... ابن نبہان اپنے معبود کے پاس چلا گیا اللہ اس پر اور ہم پر رحم کرے۔

امیر الحاج ...... یہ یمن بن عبداللہ ابو الخیر المستظہری ہے، فیاض کریم قابل تعریف صاحب رائے روشن ذہن تھا، ابی نصر اصبہانی کی مدد سے ابی عبداللہ حسین بن طلحہ النعالی سے حدیث کا سماع کیا، وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے۔ امیر الحاج جب ایلچی بن کر اصبہان گئے تو وہاں پر احادیث بیان کیں اسی سال ربیع الثانی میں وفات پائی، اصبہان میں دفن کیے گئے۔

واقعات ۵۱۲ھ

اسی سال خلیفہ مستظہر کے حکم سے سلطان محمد بن ملک شاہ کے نام پر خطبہ دیا گیا اسی زمانہ میں دبیس بن صدقہ اسدی نے حلہ وغیرہ میں سلطان محمود سے اپنے والد کی ذمہ داریاں دینے کا مطالبہ کیا چنانچہ اس نے وہ ذمہ داریاں اس کو سونپ دیں جس کی وجہ سے اس کا مرتبہ بڑھ گیا۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات ...... یہ ابو العباس احمد بن مقتدی ہیں فاضل، ذہین ماہر خوبیوں کے مالک تھے، انہوں نے ہی خط منسوب لکھا، ان کا دور حکومت عیدوں کے مانند تھا، امور خیر میں دوسروں سے سبقت کا مادہ تھا، سائل کو واپس نہیں کرتے تھے، حسن اخلاق کے مالک تھے، چغلخوروں کی باتوں پر توجہ نہیں دیتے تھے، کام کرنے والوں پر اعتماد نہیں کرتے تھے، امور خلافت کو کنٹرول کر کے احسن طریقے سے نبھایا، ان کے پاس بہت علم تھا، ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، ان کی خلافت کے بیان میں ہم نے ان کے اشعار نقل کیے ہیں ابن عقیل، ابن سنی جیسے لوگوں نے انہیں غسل دیا، ان کے لڑکے منصور الفضل نے نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں، ان کے حجرہ میں ان کو دفن کیا گیا۔

سلطان الپ ارسلان کی وفات کے بعد خلیفہ قائم کی وفات، سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد خلیفہ مقتدی کی وفات، سلطان محمد کی وفات کے بعد سلطنت الٹ گئی کہ مستظہر کی وفات کا اثبات میں سے ہے۔ خلیفہ مستظہر کی کل عمر اکتالیس سال تین ماہ گیارہ دن تھی۔

امیر المومنین کی خلیفہ مسترشد کی خلافت ...... یہ مستظہر کے لڑکے ابو منصور الفضل ہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا والد کی وفات کے بعد ان کے لئے بیعت لی گئی منبروں پر ان کے نام کا خطبہ دیا گیا۔ والد کی وفات کے بعد تیئیس سال خلیفہ رہے۔ قاضی القضاۃ ابوالحسن الدامغانی نے ان کے لئے بیعت خلافت لی۔ خلافت مضبوط ہونے کے بعد ان کا بھائی ابوالحسن تین نفر کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر فرار ہوگیا۔ دبیس بن صدقہ بن منصور بن دبیس بن علی بن مزید الاسدی کے پاس حلہ چلا گیا۔ اس نے اس کے بھائی کا خوب اکرام کیا۔ خلیفہ مسترشد کو اس سے بڑی پریشانی ہوئی۔ اس نے نقیب النقباء کے ذریعے دبیس سے اپنے بھائی کے سلسلہ میں بات چیت کی لیکن خلیفہ کا بھائی وہاں سے بھی فرار ہوگیا۔ اس کے بعد خلیفہ مسترشد نے اپنے بھائی کے تعاقب میں ایک لشکر روانہ کیا۔ لشکر نے خلیفہ کے بھائی کو جنگل کی طرف جانے پر مجبور کیا۔ جنگل میں اسے شدید پیاس لگی۔ دو بدوؤں کی اس سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے خلیفہ کے بھائی کو پانی پلایا اور اسے خلیفہ کے پاس بغداد لے آئے۔ دونوں بھائی معانقہ کر کے رو پڑے۔ خلیفہ نے اس گھر میں اس کے قیام کا انتظام کیا جس میں خلافت سے پہلے رہتے تھے۔ اس سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا۔ اس کو خوش کر دیا۔ خلیفہ کا بھائی گیارہ ماہ بغداد سے باہر رہا۔ اس کے بعد بالاتفاق خلیفہ مسترشد کی خلافت بحال اور مضبوط ہوگئی۔

سال رواں میں بغداد میں غلہ کی گرانی خوب ہوئی۔ بارش کی کمی ہوئی۔ اشیاء نایاب ہوگئیں۔ مفسدین نے بغداد میں زور پکڑا اور ڈاکے ڈال کر لوٹ مار اور چوری کی، حتیٰ کہ مفسدین پولیس کے قابو سے باہر ہو گئے۔ اس سال امام نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

خلیفہ المستظہر ...... ان کی وفات اسی سال ہوئی جیسا کہ پہلے گزر چکا۔

ارجوان الارمنیہ ...... یہ مستظہر کی دادی اس کے والد مقتدی کی والدہ ہیں۔ قرۃ العین سے مشہور تھیں۔ بہت نیکی کرنے والی تھیں۔ تین حج کئے۔ اپنے لڑکے مقتدی، پوتے مستظہر، پڑپوتے مسترشد کا دور خلافت بھی دیکھا۔

بکر بن محمد بن علی ...... یہ ابو بکر محمد بن علی ابن الفضل ابو الفضل الانصاری ہیں حدیث روایت کی۔ امام ابو حنیفہ کے مذہب میں ان کی مثال دی جاتی تھی۔ عبدالعزیز بن محمد الحلوانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مذاکرہ اور مراجعت کے بغیر جس سے سوال کیا جاتا اسباق کھول دیتے تھے۔ بعض مرتبہ مسئلہ کی ابتدائی حالت میں چار سو اوراق لکھتے تھے۔ اسی سال شعبان میں وفات پائی۔

الحسین بن محمد بن عبدالوہاب ...... البارع یہ حافظ قرآن تھے، احادیث کا سماع کیا۔ ابو عبداللہ الدامغانی سے فقہ حاصل کر کے اس میں کمال پیدا کیا اور مشہور رہے۔ امام ابوحنیفہ کی قبر کے پاس درس دیتے رہے۔ ان کے اوقات میں غور کیا۔ اپنے زمانہ میں خلیفہ کے امام تھے۔ اور قاصد ان کی طرف بھیجے، بادشاہوں کے پاس گئے۔ طالبین اور عباسیین کے نقیب بنے۔ چند ماہ بعد نقابت سے مستعفی ہو گئے۔ پھر ان کے بعد ان کے بھائی طراد نقیب بنے۔ اسی سال صفر میں نوے سال کی عمر پا کر وفات پائی۔ ان کے لڑکے ابوالقاسم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں علماء امراء نے شرکت کی۔ گھر کے اندر امام ابوحنیفہ کی قبر کے نزدیک دفن کئے گئے۔

یوسف بن احمد ابو طاہر ...... یہ یوسف بن احمد ابو طاہر الخزری سے مشہور ہیں۔ خلیفہ مستظہر کے وزیر تھے لیکن مسترشد کے ولی عہد ہونے کے باوجود اس کی خاطر خواہ عزت نہیں کرتے تھے۔ جب مسترشد خلیفہ بنا تو اس نے ابن الخزری پر ایک الزام عائد کیا۔ کچھ دنوں کے بعد

ابن الجزری کے غلام نے تعرض کر کے ایک گھر کی طرف اشارہ کیا اس گھر سے چوالیس ہزار دینار برآمد ہوئے خلیفہ نے ان پر قبضہ کر لیا پھر اسی سال چند دنوں کے بعد ابن الجزری کی وفات ہو گئی۔

ابوالفضل بکر بن خازن کے حالات[1] ...... یہ ادیب لطیف شاعر تھے ان کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

(۱) میں اس کے گھر گیا ہر شخص خندہ پیشانی سے مجھ سے ملا۔
(۲)... غلام کے چہرے پر خوشی آقا کے چہرے کی خوشیوں کے مقدمات کا نتیجہ ہے۔
(۳) میں نے اس کی جنت اور مترنم نغموں کی زیارت کی ہے جس نے اس کی رضامندی اور مالک کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔

واقعات ۵۱۳ھ

اسی سال سلطان محمود بن محمد اور اس کے چچا سلطان سنجر کے درمیان متعدد لڑائیاں ہوئیں اور آخر فتح سنجر کو ہوئی اسی سال سولہ جمادی الاولیٰ کو بغداد میں اس کے چچا کے نام کے بعد اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ میں فرنگیوں نے حلب پر حملہ کر کے اس پر قبضہ کر لیا اس کے باشندوں کو قتل کر دیا اس کے بعد ماردین کے حاکم ایلغازی بن ارتق نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ فرنگیوں پر حملہ کر کے انہیں شکست دے دی جس قلعہ میں جا کر انہوں نے پناہ لی وہیں پر ماردین کے حاکم نے انہیں گھیر لیا ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا ستر سے اوپر اس کے سرداروں کو گرفتار کر لیا مقتولین میں ان کا ایک امیر کبیر جال بھی تھا اس کا سر بغداد لایا گیا بعض شعراء نے اس موقع پر بہت اچھے اشعار کہے۔

(۱) تو جو کہنا چاہتا ہے کہ تیری بات مقبول ہے خالق کے بعد تجھ پر شکر ادا کرنا لازم ہے۔
(۲) جس وقت انہوں نے اس کی مدد کی قرآن خوش ہو گیا اس کے افراد کے گم ہونے کی وجہ سے انجیل رو پڑی۔

اسی سال بغداد کے کوتوال الامیر منکوبرس کو قتل کیا گیا جو بہت بڑا ظالم بد خو بداخلاق تھا سلطان محمود بن محمد نے اسے باندھ کر چند جرموں کی وجہ سے قتل کیا ان میں سے ایک جرم یہ تھا کہ اس نے اپنے والد کی باندی سے عدت پوری ہونے سے پہلے شادی کر لی سلطان محمود نے بہت اچھا کیا جو اس کو قتل کر کے ایک ظالم کے ظلم سے مسلمانوں کو نجات دلائی۔

سال رواں ہی میں ابوالقاسم علی بن ابی طالب بن محمد الزینبی کو بغداد کا قاضی القضاۃ بنایا گیا ابوالحسن دامغانی کی وفات کے بعد اس پر خلعت کی گئی۔ اسی زمانہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے دو بیٹوں حضرت اسحاق حضرت یعقوب کی قبریں ظاہر ہوئیں لوگوں نے ان کا مشاہدہ کیا ان کے جسم صحیح سالم ابھی تک بوسیدہ نہیں ہوئے تھے ان کے پاس سونے چاندی کی قندیلیں تھیں۔ یہ واقعہ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور منتظم سے تفصیلاً اس کو نقل کیا ہے۔

مشہور لوگوں کی وفات

ابن عقیل ...... یہ ابن عقیل علی بن عقیل بن محمد ابوالوفاء ہیں بغداد میں حنابلہ کے شیخ تھے الفنون وغیرہ کتب کے مصنف تھے ان کی ولادت ۴۳۱ھ ہے ابن شیطا سے قرآن پڑھا ابوبکر محمد بن بشران سے حدیث کا سماع کیا قاضی ابویعلیٰ بن فراء سے فقہ کی تعلیم حاصل کی ابن برہان سے ادب عبدالملک ہمدانی سے فرائض پڑھا ابوطاہر بن العلاف سے وعظ سیکھا ابن سمعون کی صحبت اختیار کی ابوالولید معتزلی سے اصول پڑھا ہر مذہب کے علماء سے آپ

---

[1] (تاریخ الاسلام: ۳۳۳/۴۳، شذرات الذهب: ۵۸/۴)

کے تعلقات تھے اس بارے میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی آپ فکر نہیں کرتے تھے اسی وجہ سے اپنے ساتھیوں سے فائق ہو گئے فنون [illegible] میں اپنے زمانے کے امام تھے اس کے باوجود پاکدامن، باحیا، حسین، جمیل، حسن اخلاق کے مالک تھے۔

ایک دن ابن عقیل نے لوگوں کو وعظ کرتے ہوئے فرمایا [illegible] ہو گیا جس کی وجہ سے آپ نے [illegible] یہ وفات تک اللہ نے آپ کو [illegible] کے ہاتھ نامحرم عورت [illegible] اسی سال جمادی الاولیٰ کے [illegible] جمعہ [illegible] آپ نے وفات پائی آپ کی عمر اسی سے تجاوز کر گئی تھی آپ کا جنازہ [illegible] امام احمد کی قبر کے نزدیک [illegible] دفن [illegible] ہے۔

ابوالحسن علی بن محمد الدامغانی...... قاضی القضاۃ ابن قاضی القضاۃ تھے [illegible] ۴۴۹ھ میں ولادت ہوئی [illegible] بغداد کے باب طاق کے قاضی بنائے گئے اس وقت ان کی عمر ۲۶ سال تھی، اس کے علاوہ [illegible] چار خلفاء کے دور حکومت میں مسلسل قاضی [illegible] رہے [illegible] میں [illegible] واقع تھے۔ چوبیس سال چار ماہ قاضی رہے، امام ابوحنیفہ کی قبر کے نزدیک ان کی قبر ہے۔

المبارک بن علی کے حالات[1] ...... ابن الحسین ابو سعید المخرمی [illegible] حنبلی فقیہ، مناظر، مفتی، مدرس تھے [illegible] کتابیں [illegible] کے مالک تھے، [illegible] فیصلے کرتے تھے باب ازج [illegible] شیخ عبدالقادر الجیلی الحنبلی کے [illegible] مدرسہ [illegible] قضاء سے معزول کر دیے گئے [illegible] ان سے مطالبہ کیا گیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اسی سال محرم میں وفات پائی امام احمد کی قبر کے پاس ابوبکر الخلال کے پہلو میں دفن کیے گئے۔

واقعات ۵۱۴ھ

اسی سال وسط ربیع الاول میں اسد آباد کی گھاٹی کے پاس دو بھائی محمد بن ملک شاہ کے بیٹے سلطان محمود اور مسعود کے درمیان زبردست معرکہ ہوا بالآخر مسعود کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، اس کا وزیر استاد ابو اسماعیل اور امراء کی ایک جماعت گرفتار ہو گئی، سلطان محمود نے وزیر ابو اسماعیل کے قتل کا حکم دیا چنانچہ ساٹھ سال سے زائد عمر میں اسے قتل کر دیا گیا [illegible] ہے۔

اس کے بعد سلطان محمود نے اپنے بھائی مسعود کو اپنے پاس آنے کا پیغام بھیجا اور [illegible] جب وہ آیا تو دونوں رو پڑے اور دونوں میں صلح ہو گئی۔

سال رواں میں حلہ کے امیر دبیس نے شہروں میں لوٹ مار کی پھر روانہ ہو کر بغداد آ گیا [illegible] دار الخلافہ کے سامنے [illegible] اپنے باپ کے [illegible] خلیفہ نے اس کی [illegible] کے لئے [illegible] بھیجا [illegible] سلطان محمود کے درمیان صلح کرا دی، جب سلطان محمود بغداد آیا تو دبیس نے اس سے امان طلب کی [illegible] اس کے بعد دبیس نے سلطان کا [illegible] لوٹ لیا جس کی وجہ سے سلطان خود اس کے مقابلے میں نکلا اور [illegible] کرنے کے لئے اپنے ساتھ ایک ہزار کشتیاں لیں لیکن دبیس بھاگ کر ایلغازی کے پاس چلا گیا ایک سال اس کے پاس رہا اس کے بعد حلہ آ گیا خلیفہ اور سلطان کے پاس معذرت نامہ بھیجا لیکن انہوں نے قبول نہیں کیا سلطان نے لشکر بھیج کر اس کا محاصرہ کر لیا [illegible] گیا۔

اسی سال تفلیس کے قریب کرج اور مسلمانوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی کرج کے ساتھ قبچاق کے کفار بھی تھے انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قتل کر دیا ان کا بہت سا مال لوٹ لیا چار ہزار کے قریب مسلمان گرفتار کر لئے انا للہ وانا الیہ راجعون کرج نے ان علاقوں کو لوٹ لیا [illegible] تفلیس کا محاصرہ کر کے رکھا وہاں کے قاضی اور خطیب نے امان طلب کی تو ان کو قتل کر کے زبردستی اس کو فتح کر لیا اس

---

[1] (شذرات الذہب: [illegible] العبر [illegible])

کے عام باشندوں کو قتل کر دیا، بچوں کو قیدی بنا لیا، اموال پر قبضہ کر لیا، لا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

اسی برس جوسلین فرنگی عرب اور ترکمان پر حملہ کر کے ان کو قتل کر دیا ان کا مال لوٹ لیا، یہی رہا کا حاکم تھا۔ اسی زمانہ میں آوارہ گردوں نے بغداد میں دن رات اعلانیہ طور پر گھروں کو لوٹ لیا، حسبنا اللہ ونعم الوکیل۔

اسی سال بلاد مغرب میں محمد بن تومرت کی حکومت کی ابتدا ہوئی جس کی تفصیل یہ ہے کہ محمد بن تومرت نو عمری میں بلاد مغرب سے بغداد آ کر مدرسہ نظامیہ میں داخل ہو گیا، علم پڑھنا شروع کر دیا امام غزالی وغیرہ سے اصول اور فروع کی تعلیم شروع کی عبادت، زہد، تقویٰ کا اظہار کرنے لگا اور امام غزالی پر حسن لباس کی وجہ سے اعتراضات کرنے لگا، خصوصاً نظامیہ کی تدریس کی خلعت پر بہت اعتراض کئے، اس کے بعد حج کر کے اپنے شہر واپس چلا گیا، وہاں پر امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا کام کیا قرآن کی تعلیم دی لوگوں کو فقہ پڑھایا، لوگوں میں اس کی شہرت ہو گئی، افریقہ کے حاکم نے اس سے ملاقات کی اس کا اکرام کیا اس سے دعاؤں کی درخواست کی اس کی وجہ سے بھی اس کی شہرت ہو گئی۔

محمد بن تومرت اپنے ساتھ صرف عصا اور چھاگل رکھتا، صرف مساجد میں قیام کرتا، ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا حتیٰ کہ وہ اپنے شاگرد عبدالمومن بن علی کے ساتھ مراکش پہنچ گیا، وہاں پر اس نے دوسرے شہروں کے مقابلہ میں برائیاں زیادہ دیکھیں، ان میں سے ایک یہ کہ مرد چہرہ پر کپڑا ڈال کر اور عورتیں بلا پردہ گھومتی تھیں اس نے اس پر تنقید کی حتیٰ کہ ایک بار اس کے پاس سے مراکش کے حاکم کی لڑکی دوسری عورتوں کے ساتھ سواریوں پر بے پردہ گذری اس نے سواریوں کو مارنا شروع کیا حتیٰ کہ بادشاہ کی لڑکی سواری پر سے گر گئی بادشاہ نے اسی وقت اس کو اور فقہاء کو بلایا، ان کی موجودگی میں اس مسئلہ میں اس سے بات کی اس نے فقہاء کو لاجواب کر دیا، پھر بادشاہ کو وعظ کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ بادشاہ رو پڑا اس کے باوجود بادشاہ نے اس کو جلاوطن کر دیا، اس نے بادشاہ کی مخالفت شروع کر دی، لوگوں کو اس سے لڑنے کے لئے تیار کیا اس کے ساتھ بہت سے لوگ تیار ہو گئے۔

بادشاہ نے اس کے مقابلے میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا لیکن محمد بن تومرت نے اسے شکست دیدی، اس کے بعد اس کا مرتبہ بڑھ گیا، لوگوں میں مشہور ہو گیا، اس نے اپنا نام مہدی، جماعت کا نام جیش الموحدین رکھا توحید پر کتاب لکھی عقیدہ کا نام مرشدہ رکھا، پھر اس کی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ لڑائیاں ہوتی رہیں، بعض معرکوں میں اس نے ستر ہزار تک آدمی قتل کئے۔

محمد بن تومرت کا کہنا تھا فرشتہ اس کے پاس آ کر اسے قرآن اور موطا پڑھاتا ہے ایک کنویں میں فرشتے اس کی اس بات کی گواہی دیتے ہیں جب وہ اس کے پاس سے گزرا تو لوگ اس نے پہلے سے وہاں کھڑے کئے ہوئے تھے جب ان سے سوال کیا تو انہوں نے اس کے بارے میں گواہی دی پھر، جب اس نے ان کو کنویں کے پاٹ بند کرنے کا اشارہ کیا جو لوگ اس کے ساتھ تھے سب ہلاک ہو گئے، اسی وجہ سے کہا گیا ہے ظالم کی اعانت کرنے والے پر اللہ اسی ظالم کو مسلط کرتا ہے۔

اس کے بعد ابن ترتوت نے مراکش کا محاصرہ کرنے کے لئے ابو عبداللہ تومرتی اور عبدالمومن کی سربراہی میں ایک لشکر تیار کیا چنانچہ انہوں نے مراکش کا محاصرہ کر لیا مراکش کے عوام ان کے مقابلہ میں نکل آئے دونوں طرف سے شدید جنگ ہوئی ابن ترتوت کے متعدد افراد ہلاک کر دیئے گئے جن میں عبداللہ التومرتی بھی تھا بعد میں مقتولین میں وہ نہیں ملا، اس کے ساتھیوں نے کہا فرشتے اس کو اٹھا کر لے گئے، حالانکہ عبدالمومن نے اس کو دفن کر دیا تھا، جس وقت لشکر تیار کیا تھا اس وقت وہ قریب المرگ تھا عبداللہ تومرتی کے قتل پر اس کو بڑا رنج ہوا اس کے بعد عبدالمومن کو حاکم بنا دیا، امیر المومنین اس کا لقب رکھا، نوجوان، حسین، عقلمند تھا اس کے بعد ابن ترتوت کا انتقال ہو گیا اس کی عمر اکاون سال تھی، دس سال وہ حاکم رہا۔

عبدالمومن نے حاکم بننے کے بعد لوگوں سے اچھا برتاؤ کیا، حسن اخلاق کا معاملہ کیا جس کی وجہ سے اس کی حکومت کا دائرہ وسیع ہو گیا اس نے مراکش کے حاکم سے عداوت بدستور قائم رکھی سن ۳۵ تک دونوں میں لڑائیاں ہوئیں، اس کے بعد تاشفین کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا لڑکا یوسف بن تاشفین حاکم بنا، عبدالمومن نے اس کی طرف لشکر کشی کی، بالآخر مراکش شہر فتح کر لیا، اس جنگ میں بے شمار افراد ہلاک ہوئے، ان کا بادشاہ اسحاق بھی قتل ہوا جو مرابطین کا سب سے آخری بادشاہ تھا، ستر سال وہ حاکم رہا، مرابطین کے چار شخصوں نے اس پر حکومت کی علی اس کا لڑکا یوسف، اس کے دو لڑکے ابو سفیان، اسحاق، عبدالمومن نے مراکش کو وطن بنا لیا، یہاں پر اس کی حکومت مضبوط ہو گئی سن ۴۳ میں اس نے دکالہ قبیلہ کے ذریعہ کامیابی

حاصل کر لی گیا ایک بہت بڑا لشکر تھا جو دو ہزار پیدل اور تین ہزار شہسواروں پر مشتمل تھا یہ بڑا ہی ... بہر حال عبد المومن نے ان کو قتل کر کے بچوں کو قید کیا اور ان کا مال لوٹ لیا حتیٰ کہ خوبصورت لڑکی چند درہم میں فروخت ہونے لگی۔

میں نے سیرت کے بارے میں ابن تومرت کے نام سے ایک کتاب دیکھی جس میں ابن تومرت کے حالات تھے اور مغرب پر قبضہ کی تفصیل تھی مگر اس کے اسباب و احوال ... تھے جن سے اس کا نیک ہونا معلوم ہوتا تھا حالانکہ لوگوں کے احوال بیان ہوئے ان میں ... اس کا برا ہونا ... ہے۔

مشہورین کی وفات

احمد بن عبد الوہاب بن السبتی ..... یہ ابو البرکات، حدیث کی اسناد بیان کیں خلیفہ مستظہر کی اولاد کے استاد تھے مسترشد نے اپنے دور حکومت میں ان کو وزیر بنانا چاہا بہت مالدار تھے صدقہ کرنے کا معمول تھا اہل علم کی خبر گیری رکھتے تھے وہ اپنا گھر وراثت میں چھوڑ گئے ان میں سے تیس ہزار دینار مکہ مدینہ کے لئے وقف کئے اسی سال چھپن سال کی عمر میں وفات پائی ابو علی بن صدقہ نے نماز جنازہ پڑھائی باب حرب کے قریب دفن کئے گئے۔

عبد الرحیم بن عبد الکریم ..... عبد الرحیم بن عبد الکریم بن ہوازن ابو نصر القشیری ہیں اپنے والد اور امام الحرمین سے تعلیم حاصل کی ایک جماعت سے احادیث روایت کیں ذہین و فطین تھے، حاضر جواب، تیز اللسان تھے بغداد آ کر لوگوں کو وعظ کیا جس کی وجہ سے حنابلہ اور شوافع میں فتنہ کھڑا ہو گیا اس کے نتیجے میں الشریف ابو جعفر بن ابی موسیٰ گرفتار کر لیا گیا تھا دبانے کے لئے ابن القشیری کو وطن روانہ کیا گیا اس فتنے کے بعد وہ اپنے شہر واپس آ گئے۔ اسی سال وفات پائی۔

عبد العزیز بن علی ..... یہ عبد العزیز بن علی بن حامد ابو حامد غزنوی ہیں مالدار ہونے کے ساتھ فیاض بھی بہت تھے صاحب رعب تھے خلیفہ کے مقربین میں سے تھے روایت حدیث ... کا کام کرتے رہے شہر کے مختار تھے ... میں وفات پائی۔

واقعات ۵۱۵ھ

اسی سال سلطان محمود نے امیر ایلغازی کو شہر میافارقین جاگیر میں دیا اور صلاح الدین یوسف بن ایوب کے قبضہ کرنے تک یہ شہر اسی کی اولاد کے پاس رہا اسی زمانہ میں خلیفہ مسترشد نے موصل شہر آقسنقر برسقی کو فرنگیوں سے لڑنے کے لئے جاگیر میں دیا۔ سال رواں میں ایلغازی کے بھتیجے ملک بن بہرام نے رہا شہر کا محاصرہ کر کے اس کے حاکم جوسلین فرنگی کو امراء کی ایک جماعت سمیت گرفتار کر لیا پھر ان کو قلعہ خرتبرت میں بند کر دیا۔

اسی برس مسلسل کئی روز تک تیز سرخ ہوا چلی جس نے بہت سے افراد اور جانور ہلاک کر دیئے اسی سال حجاز میں سخت زلزلہ آیا جس کی وجہ سے رکن یمانی اپنی جگہ سے ہل گیا حتیٰ کہ اس کا بعض حصہ گر گیا اور اسی طرح مسجد نبوی کا بھی کچھ حصہ منہدم ہو گیا۔

اسی زمانہ میں کرک میں ایک علوی شخص کا ظہور ہوا اس نے فقہ وغیرہ کی تعلیم مدرسہ نظامیہ میں حاصل کی تھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرتا رہا بہت سے افراد نے اس کی اتباع کی ... ابن ... نے ... کی طرف سے جلا وطن کر دیا۔

اسی سال اصفہان میں بادشاہ کا گھر جل گیا ... سب جل گیا اس سے ایک جامع مسجد بھی جل گئی یہ جامع بہت بڑا تھا اس میں دو ہزار ... کی لکڑی لگی ہوئی تھی اس میں جلنے والی اشیاء میں سے پانچ سو قرآن کریم کے نسخے بھی تھے ان میں ایک نسخہ وہ بھی تھا جو حضرت ابی بن کعب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ...۔

اسی برس شعبان میں خلیفہ مسترشد بڑی شان و شوکت کے ساتھ خلافت کی مسند پر جلوہ افروز ہوا اور دو بھائی سلطان محمود اور مسعود نے آگے بڑھ کر زمین کو بوسہ دیا، دونوں اس کے سامنے کھڑے ہو گئے خلیفہ نے محمود پر سات خلعتیں کی ایک بار ڈالا اور دو کنگن پہنائے، ایک تاج عطا کیا، اسے کرسی پر بٹھایا، اس کو نصیحت کرتے ہوئے یہ آیت (فمن يعمل مثقال ذرة خيرا يره ومن يعمل مثقال ذرة شرا يره) پڑھ کر سنائی، رعایا کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا، اپنے ہاتھ سے اس کو دو جھنڈے دیئے، اس کو بادشاہت کا قلادہ ڈالا، دونوں بھائی ملاقات سے فارغ ہو کر آداب شاہی بجالاتے ہوئے اعزاز و اکرام کے ساتھ دارالخلافہ سے باہر آئے اس حال میں کہ بڑی شان و شوکت سے لشکر ان کے آگے آگے چل رہا تھا۔

اس سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

ابن القطاع اللغوی ابوالقاسم علی بن جعفر بن محمد...... یہ ابن الحسین بن احمد بن محمد بن زیادۃ اللہ بن محمد بن اغلب السعدی الصقلی ثم المصری اللغوی ہیں کتاب الافعال کے مصنف، وہ کتاب الافعال جس کے ذریعے ابن الحسین نے ابن القوطیہ پر سبقت حاصل کی ان کی متعدد تصانیف ہیں، سن ۵۰۰ کے اوائل میں مصر آئے مصری باشندوں نے ان کا خوب اکرام کیا، دینی احکام میں سست تھے ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، اسی سال سے متجاوز عمر میں وفات پائی۔

ابوالقاسم شہنشاہ...... یہ ابوالقاسم شہنشاہ الافضل ہیں جو امیر الجیوش کے لڑکے ہیں، فاطمین کی حکومت کے منتظم تھے ان ہی کی طرف قیسریہ امیر الجیوش (جو مصر میں ہے) منسوب ہے عام لوگ اس کو مرجوش کہتے ہیں، ان کے والد اس جامع کے بانی تھے جو اسکندریہ کی سرحد پر سوق العطار میں واقع ہے، اسی طرح عسقلان میں ان کے والد مشہد الرأس کے بھی بانی تھے، ابوالقاسم کے والد صور شہر پر مستنصر کے نائب تھے بعض کا قول ہے عکا کے نائب تھے، پھر مستنصر نے موسم سرما میں ابوالقاسم کے والد کو اپنے پاس بلایا، اس کے بعد مستنصر ان کے والد کو دیار مصر کا نائب بنا کر خود سمندری سفر پر چلا گیا، ابوالقاسم کے والد نے محنت کر کے حکومت کی خرابیوں کو درست کیا، پھر سن ۴۸۲ھ میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد ان کے بیٹے لڑکے ابوالقاسم وزیر بنائے گئے جو شجاعت و خودداری میں اپنے والد کی مانند تھے، ابوالقاسم نے ہی مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی کو حاکم بنایا، اس نے امور سلطنت احسن طریقہ سے نبھائے جس کی وجہ سے حکومت مضبوط ہو گئی، مستعلی عادل حسن سیرت کا مالک اور فیاض تھا، واللہ اعلم۔

ایک موقع پر کسی نے ابوالقاسم پر حملہ کر کے اسے زخمی کر دیا، اس نے اس کا علاج کرایا پھر سن ۵۱۵ھ میں کسی نے اس کو قتل کر دیا، اپنے والد کی وفات کے بعد ابوالقاسم اٹھائیس سال وزیر رہا، اس کا گھر آج بھی مصر میں دارالوکالہ کے نام سے مشہور ہے، ابوالقاسم نے ورثہ میں بے حساب مال چھوڑا، سونا، چاندی کے ڈھیر، نشان زدہ گھوڑے، چوپائے، کھیتیاں، قیمتی جواہرات، یہ ساری چیزیں خلیفہ فاطمین کے خزانہ میں جمع کر دی گئیں، جمع کرنے والے کو کچھ بھی نہ ملا، خلیفہ نے ابوالقاسم کی جگہ پر ابو عبداللہ بطائحی کو وزیر بنایا، مامون اس کا لقب رکھا۔

ابن خلکان کا بیان ہے ابوالقاسم نے بے حساب مال چھوڑا اس میں سے کچھ چیزیں یہ تھیں، چھ کروڑ دینار، دو سو پچاس درہم کے اردب، ستر خاص ریشم کے کپڑے، تیس اونٹنیاں، عراقی سونے کے ٹکڑے، سونے کی دوات جس میں بارہ ہزار دینار کے جواہرات لگے ہوئے تھے۔ سونے کی سو میخیں ایک میخ کا وزن سو مثقال تھا دس نشستوں میں لگی ہوئی تھیں جن پر خلیفہ بیٹھتا تھا، ہر میخ پر سونے کا رومال بندھا ہوا تھا، ہر رومال کا رنگ پوشاک کے لباس جیسا تھا پانچ سو اس کے جوڑوں کے صندوق تھے، غلام، گھوڑے، خچر، کشتیاں، عطر دیگر زیورات تو بے حساب تھا، اسی طرح گائے، بھینس، بکریاں بھی بے شمار تھیں، وفات کے روز اس کے صرف دودھ کا حساب تین لاکھ دینار بنتا تھا سونے کی سوئیوں کے دو بڑے بڑے صندوق بھرے ہوئے تھے جن کے ذریعہ عورتوں پر نشان لگایا جاتا ہے۔

عبدالرزاق بن عبداللہ...... یہ عبدالرزاق بن عبداللہ ابن علی بن اسحاق الطوسی ہیں، جو نظام الملک کے بھتیجے تھے، امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، مفتی، مدرس اور مناظرہ تھے، ملک سنجر کے وزیر رہے ہیں۔

خاتون السفریہ ...... سلطان ملک شاہ کی لونڈی تھی یعنی دو بادشاہوں محمد اور سنجر کی والدہ تھی لوگوں پر مال خرچ کرنے والی نیز احسان کرنے والی تھی۔ تجار کے ساتھ ہر سال حج پر جاتی تھی۔ اس میں دینداری، بھلائی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اس کے اور اس کی والدہ کے درمیان ایک عرصہ سے رابطہ منقطع تھا۔ اس لئے اپنی والدہ سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتی رہتی تھی کہ اس کو کسی ذریعے سے اس کا پتہ معلوم ہو گیا اور ایک بھاری رقم خرچ کر کے اسے اپنے پاس بلایا۔ جب اس کی والدہ اس کے گھر پہنچی تو خاتون السفریہ اس کا امتحان لینے کے لئے باندیوں کے درمیان بیٹھ گئی۔ والدہ نے آواز سن کر اسے پہچان لیا جلدی سے اٹھ کر اپنی والدہ کے پاس آ گئی دونوں نے معانقہ کیا دونوں کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس کے بعد اس کی والدہ نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ جزاہا اللہ خیراً۔

ترکوں اور عجمیوں کی حکومت میں اس کی والدہ دو بادشاہوں کے جننے میں منفرد تھی۔ اس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہے، جیسے ولادہ عبسیہ نے عبدالملک کے لئے ولید اور سلیمان کو جنم دیا۔ شاہ فرند نے ولید کے لئے یزید اور ابراہیم کو جنم دیا۔ دونوں خلیفہ بنے۔ خیزران نے مہدی کے لئے ہادی اور رشید کو جنم دیا۔

الطغرائی .... قصیدہ لامیۃ العجم کے مصنف، حسین بن علی بن عبدالصمد مؤید الدین الاصبہانی المنشی فخر الکتاب المعروف بالطغرائی سے مشہور ہیں۔ ایک عرصہ تک موصل کے وزیر رہے ہیں۔ ابن خلکان نے ان کا قصیدہ لامیہ جو طغرائی نے سن ۵۰۵ھ میں تالیف کیا ذکر کیا ہے جس میں طغرائی نے اپنے احوال و عادات بیان کئے ہیں اس کے ابتدائی تین شعر درج ذیل ہیں:

(۱) رائے کی اصالت نے غلطی سے میری حفاظت کی اور فضل کے زیورات نے بیکار ہونے کے وقت مجھے زینت بخشی۔
(۲) شروع میں اور آخر میں میری بزرگی نمایاں ہے جیسے سورج دوپہر کے سورج کی طرح روشنی پھیلاتا ہے۔
(۳) میں الزوراء میں کس لئے اقامت کروں جہاں میری نہ رہائش نہ اونٹنی کچھ بھی نہیں ہے۔

واقعات ۵۱۶ھ

اس سال سلطان طغرل بیگ نے اپنے بھائی سے بغاوت کرنے کے بعد دوبارہ اس کی اطاعت قبول کر لی اور آذربیجان کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں سلطان محمود نے آقسنقر البرسقی کو موصل کے ساتھ واسط شہر بھی جاگیر کے طور پر دے دیا اور عماد الدین زنگی کو اس کا معاون مقرر کیا۔ اس نے وہاں کے لوگوں سے حسن اخلاق کا معاملہ کیا، کفایت شعاری سے کام لیا۔ اسی سال صفر میں سلطان محمود ابو طالب السمیرمی کے وزیر کو ایک باطنی شخص نے قتل کر دیا۔ وزیر ہمدان جا رہا تھا۔ اس کی اہلیہ سو باندیوں کے ساتھ سونے کی کشتی پر سوار تھی جب اسے شوہر کے قتل کی خبر ملی تو وہ بہت عزت مند ہونے کے بعد ذلیل ہو کر واپس لوٹی۔ بادشاہ نے اس کی جگہ شمس الملک عثمان بن نظام الملک کو وزیر بنا دیا۔

سال رواں میں مسترشد اور دبیس بن صدقہ کے درمیان لڑائی ہوئی۔ دبیس نے بری شکست دی۔ اس کے لشکر میں سے ایک جماعت قتل کر دی۔ بادشاہ منصور بن صدقہ نے دبیس کے بھائی اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ ان دونوں کو قلعہ میں بند کر دیا۔ دبیس نے وہاں کے لوگوں کو تکلیف میں مبتلا کیا، شہروں کو لوٹ لیا، اپنے بال کاٹ لئے، سیاہ لباس پہن لیا، لیکن خلیفہ کے گھر کی اینٹ سے اینٹ بجا دی۔ اسی صورت حال کے پیش نظر بغداد میں جہاد کے لئے نکلنے کا اعلان کر دیا گیا۔ خلیفہ سیاہ جبہ پہن کر سر پر عمامہ باندھے ہاتھ میں چھڑی لئے ہوئے کمر پر پٹکا باندھ کر ایک بڑے لشکر کے ساتھ نکلا۔ اس موقع پر خلیفہ کے ساتھ اس کا وزیر نظام الدین احمد بن نظام الملک، نقیب النقباء علی بن طراد الزینبی، شیخ الشیوخ صدرالدین اسماعیل بن احمد بھی تھے۔ اس کے علاوہ آقسنقر البرسقی بھی لشکر کے ساتھ خلیفہ کے ساتھ ہو گیا۔ اس نے لشکر کو ترتیب دیا اور خلیفہ کے سامنے کھڑا کر دیا۔

مقابل دبیس بھی آ پہنچا۔ اس حال میں کہ عورتیں اس کے سامنے ڈھول بجا رہی تھیں، ہیجڑے ہاتھوں میں لہو و لعب کے آلات لئے ہوئے تھے۔ فریقین میں جنگ شروع ہو گئی۔ خلیفہ نے تلوار سونت کر نعرہ تکبیر بلند کیا اور آگے بڑھا۔ عنتر بن ابی العسکر نے خلیفہ کے میمنہ پر حملہ کر کے اسے

شکست دے دی اس کے امیر کو قتل کر دیا، پھر دوبارہ حملہ کر کے دوبارہ شکست دے دی، اس کے بعد خلیفہ کی طرف سے عمادالدین زنگی نے حملہ کر کے عمر، بدلیس بن زائدہ کو گرفتار کر لیا، دبیس کو عظیم شکست دی گئی، انہوں نے خود کو پانی میں ڈال دیا، کثیر ان میں سے پانی میں غرق ہو گئے، خلیفہ نے اپنے سامنے گرفتار شدگان کی گردن اڑانے کا حکم دیا، دبیس کی بیویاں اور باندیاں بھی گرفتار کر لی گئیں۔

اس کے بعد خلیفہ واپس ہوا، آئندہ سال دس محرم کو بغداد پہنچا، خلیفہ سوار ہو کر بغداد سے باہر چلا گیا، دبیس خوف زدہ ہو گیا اس نے پہلے غزیہ کا قصد کیا پھر مشغل کے ساتھ صلح کیا اور ان ہی کے ساتھ بصرہ پہنچ گیا، وہاں اس نے امیر کو قتل کر کے لوٹ مار کا بازار گرم کیا لیکن برشقی سے خوف زدہ ہو کر بصرہ چھوڑ کر جنگل کی طرف چلا گیا، پھر فرنگیوں سے مل گیا، حلب کے محاصرے میں ان کے ساتھ شریک رہا، پھر انہیں بھی چھوڑ کر سلطان محمود کے بھائی طغرل بیک کے پاس جا کر ٹھہرا۔

اس زمانے میں ملک سلطان حسام الدین تمرتاش بن ایلغازی ابن ارتق نے اپنے والد کی وفات کے بعد قلعہ ماردین پر قبضہ کیا اور اس کے بھائی سلیمان نے میافارقین پر قبضہ کیا۔ اسی برس قلعہ ذی القرنین کے قریب دیار بکر میں تانبے کی کان ظاہر ہوئی۔ سال رواں ہی میں دو شخصوں کی ایک جماعت بغداد آئی، بغداد میں انہیں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی۔ اس سال ظفر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

عبداللہ بن احمد کے حالات[1] ...... یہ عبداللہ بن احمد بن عمر بن ابی الاشعث ابو محمد السمرقندی ابوالقاسم کے بھائی ہیں، حفاظ حدیث میں سے تھے، بڑی کوشش سے دور دراز سے بھی احادیث نقل کرتے تھے، ایک مدت تک خطیب کی صحبت میں رہے، احادیث جمع کر کے تصنیف و تالیف کا کام کیا، اسی سال ربیع الاول میں ہفتے کے روز بہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

علی بن احمد السمیرمی ...... سمیرمی اصفہان کی ایک بستی کی طرف منسوب ہے، یہ سلطان محمود کے وزیر تھے، اعلانیہ ظلم و فسق کرنے والے تھے، انہوں نے لوگوں پر بہت سے ٹیکس عائد کئے، مدت سے منسوخ شدہ ٹیکس دوبارہ بحال کر دیئے، ان کا قول تھا کہ بد عادتی پر زیادتی اور بہت زیادہ ٹیکس لگانے سے مجھے حیا آتی ہے۔

ہمدان روانگی کے وقت علی بن احمد نے نجومیوں کو بلا کر حساب لگوایا، نجومیوں نے آپ کی جلدی واپسی کے لئے آپ کے جانے کے وقت رہنے کا تخت لگوایا چنانچہ علی بن احمد سفر پر روانہ ہوئے اس حال میں کہ آپ کے آگے آگے گھوڑ سوار اور ہمراہ چار سو گھڑ سوار تھے، ساز و سامان کے ساتھ غلام آگے آگے چل رہے تھے، لیکن ان چیزوں میں سے کسی چیز نے اسے نفع نہیں دیا بلکہ ایک باطنی شخص نے اسے قتل کر دیا، بعد میں اس باطنی کا بھی انتقال ہو گیا، علی بن احمد کی بیویاں ننگے سر ننگے چہرہ سونے کی کشتیوں پر دوڑیں ہوئیں۔ اللہ نے ان کی بد اعمالیوں کی وجہ سے ان کی عزت کو ذلت میں ان کے خوف سے خوشی کو غم میں تبدیل فرما دیا، یہ ماہ صفر کے دنوں کا واقعہ ہے، ان کی حالت ابوالعتاہیہ کے قول کے زیادہ مشابہ ہے، جو اس نے مہدی کی وفات پر خیزران اور ان کی باندیوں کے بارے میں کہا تھا:

(۱) وہ ریشمی لباس کے ساتھ روانہ ہوئیں واپسی میں ان پر ٹاٹ تھے اور ہر حرکت کرنے والے شخص کے لئے ہلاکت کا دن ہے۔
(۲) اگر چہ تجھے عمر نوح مل جائے پھر بھی تو نے مرنا ہے اگر تو نے نوحہ کرنا ہے تو اپنے نفس کا نوحہ کر۔

صاحب مقامات کے حالات[2] ...... یہ القاسم بن علی بن محمد بن عثمان ابو محمد الحریری، مشہور آفاقی کتاب مقامات کے

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۶۲، شذرات الذہب ۴/۴۹
[2] [illegible] ۴/۳۰، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۵۷

مصنف ہیں اتنی عجیب ہے کہ فصاحت میں بیان سے کچھ بڑھ جاتی ہیں۔ قاسم بن علی بن محمد بصری بالتفصیل کنیت ابو محمد، آپ کی ولادت ۴۴۶ ہے۔ حدیث کا سماع کیا، لغت و نحو کی تعلیم حاصل کی اور کتاب لکھی جس کی وجہ سے آپ تمام معاصرین پر فوقیت لے گئے۔

اس کے بعد بغداد میں خلیفہ کے دروازہ میں کاتبوں کے ساتھ انشاء پردازی کا کام کرتے رہے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جن کی بدیہہ گوئی کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا تھا آپ کی طبیعت اور فکر و تدبر کا پتہ نہ چل سکا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ قاسم بن علی نے کتاب لکھی، ادب و بلاغت کی تعلیم حاصل کی، ذکاوت و فطانت اور فصاحت حسن بیان میں اپنے ساتھیوں پر فوقیت حاصل کی، مقامات کتاب لکھی اس کا مطالعہ کرنے والا شخص آپ کی فصاحت، تحریر کی عمدگی اور ذہانت کا صحیح طور پر اندازہ کر سکتا ہے۔ قاسم بن علی نے اسی سال بصرہ میں وفات پائی۔

بعض کا قول ہے کہ ابوزید اور حارث بن ہمام ان دونوں کا کوئی وجود نہیں ہے، کتاب مقامات تمثیل کے باب سے ہے۔

بعض کا قول ہے کہ ابوزید مطہر بن سلام السروجی کا وجود تھا جو فضل اور لغت کا ماہر تھا۔ واللہ اعلم۔

ابن خلکان نے ذکر کیا ہے کہ ابوزید کا نام مطہر بن سلام تھا جو بصری، مشہور ادیب، نحو اور لغت کا ماہر تھا، حریری کا بصرہ میں اس کے پاس آنا جانا تھا۔ حارث بن ہمام نے اپنی تعریف کی ہے کیونکہ حدیث شریف آیا ہے: تم میں سے ہر شخص حارث اور ہمام ہے۔ ابن خلکان نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ یہ لفظ محفوظ نہیں ہے، ناموں میں سب سے صحیح نام حارث اور ہمام ہیں، کیونکہ ہر شخص فاعل ہونے کی وجہ سے حارث ہے، اور ہمام ہمامت سے ماخوذ ہے جس کے معنی ارادہ کرنے کے ہیں۔

بعض کا قول ہے کہ قاسم بن علی نے سب سے پہلے انتالیسواں مقامہ لکھا جس کا نام حرامیہ ہے۔ اس مقامہ کے لکھنے کا سبب یہ تھا کہ بصرہ کی مسجد میں دو چادروں والا فصیح اللسان شخص آیا تو قاسم نے اس سے نام پوچھا جس نے ابوزید سروجی نام بتایا تو قاسم نے اس کے بارے میں مقامہ حرامیہ لکھا، اس کے بعد خلیفہ کے وزیر جلال الدین بن عمید الدولہ ابو علی الحسن بن ابی العز بن صدقہ نے پچاس مقامات کی تکمیل کا مشورہ دیا۔

ابن خلکان کا قول ہے کہ میں نے اس کے حاشیہ پر مصنف کے خط میں یہی بات دیکھی۔ بعض کا قول ہے مشورہ دینے والے وزیر کا نام شرف الدین ابونصر انوشروان بن محمد بن خالد بن محمد القاشانی ہے جو مسترشد کا وزیر تھا لیکن اول قول صحیح ہے۔ بعض کا قول ہے: جب حریری نے چالیس مقامات تحریر کئے بغداد آنے کے بعد لوگوں نے ان کی تصدیق نہیں کی، ایک وزیر نے ان کو فی البدیہہ مقامہ تیار کرنے کا حکم دیا، چنانچہ حریری قلم دوات لے کر ایک کونے میں بیٹھ گیا لیکن اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوا، پھر حریری نے اپنے شہر آنے کے بعد دس مقامات اور تیار کئے چنانچہ یہ پچاس ہو گئے۔ مقامات کی تکذیب کرنے والے شاعروں میں سے ایک شاعر ابوالقاسم علی بن افلح نے حریری کے بارے میں چند شعر کہے۔

(۱) ربیعۃ الفرس سے ہمارا ایک شیخ ہے جو ہوس کی وجہ سے اپنی داڑھی نوچتا ہے۔

(۲) اللہ نے اسے مشان میں بولنے والا بنایا ہے جیسے بغداد کے درمیان اس پر گونگے ہونے کی تہمت لگائی ہے۔

مشان بصرہ میں ایک جگہ کا نام ہے حریری اس کے دیوان کا مسودہ تھا۔ بعض کا قول ہے کہ حریری بد اخلاق شخص تھا، اتفاق سے ایک شخص اس کے پاس آیا، اس نے حریری کو حقیر خیال کیا، حریری اس کی بات کو سمجھ گیا جس پر حریری نے دو شعر کہے۔

(۱) تو پہلا شخص نہیں ہے جسے چراگاہ نے دھوکا دیا ہو جو چلا گیا اب تلاش کر، ورنہ تو شخص نہیں ہے جس کو زی کی بزرگی نے حیران کر دیا

(۲) میرے علاوہ دوسرے شخص کو منتخب کرے میں معیدی کی طرح عجیب شخص ہوں، میرے متعلق سن اور مجھے نہ دیکھیں۔ بعض کا قول ہے معیدی عرب میں ایک بدصورت گھوڑے کا نام ہے۔ واللہ اعلم۔

بغوی المفسر ..... یہ حسین بن مسعود بن محمد الفراء بغوی ہیں، تفسیر، شرح السنۃ، التہذیب فی الفقہ، الجمع بین الصحیحین، المصابیح فی الصحاح وغیرہ کے مصنف ہیں۔ قاضی حسین سے علوم حاصل کر کے ان میں مہارت حاصل کی، وقت کے علامہ تھے، دیندار متقی زاہد عابد صالح تھے۔ اسی سال شوال سن ۵۱۰ھ میں وفات پائی، طالقان میں قاضی حسین کے ساتھ دفن کئے گئے۔

واقعات ۵۱۷ھ

اسی سال ماہ محرم کو خلیفہ دبیس سے جنگ جیت کر بڑی شان و شوکت کے ساتھ بغداد واپس آیا۔ اسی زمانہ میں خلیفہ نے اپنے بارہ بچوں کی ختنہ کرانے کا ارادہ کیا، اس کی خوشی میں سات روز تک کر کے بغداد شہر خوب آراستہ کیا گیا۔

سال رواں ہی میں اسعد میہنی مدرسہ نظامیہ میں مدرس اور مناظر بن کر آیا، الباقرحی کو مدرسہ نظامیہ کی تدریس سے فارغ کر دیا گیا، اسعد نے مدرسہ نظامیہ میں تمام طلباء کے علاوہ باقی سب کو مدرسے سے نکال دیا، اس کی وجہ سے عامۃ کے درمیان کشیدگی پیدا ہو گئی، لوگوں نے اس کو بہت برا خیال کیا۔

اسی سال سلطان محمود بلاد کرخ کی طرف گیا، اس کا بچوق سے اختلاف ہو گیا، سلطان محمود نے اس سے قتال کر کے اس کو شکست دے دی۔ اس کے بعد وہ ہمدان واپس آ گیا۔ اسی زمانہ میں دمشق کا حاکم طغتکین نے حماۃ شہر کے حاکم قرجان کی وفات کے بعد اس پر قبضہ کر لیا، حماۃ شہر کا حاکم ظالم اور غاصب تھا۔

سال رواں ہی میں علویوں کے نقیب علی بن افلح کو دبیس کا جاسوس ہونے کی وجہ سے نقابت سے معزول کر دیا گیا، اس کا گھر بھی منہدم کر دیا گیا عباسیوں کے نقیب علی بن طراد زینبی کو علویوں کا بھی نقیب بنا دیا گیا۔

خواص کی وفات

احمد بن محمد کے حالات ...... یہ احمد بن محمد ابن علی بن صدقہ التغلبی جو ابن الخیاط الشاعر الدمشقی کے لقب سے مشہور ہیں ان کے اشعار کا دیوان مشہور ہے۔

ابن عساکر کا قول ہے دمشق میں احمد بن علی کے اشعار پر شعراء کے شعر ختم تھے ان کے عمدہ اشعار تھے ان کو متقدمین کے اشعار اور ان کے حالات بھی یاد تھے، ابن خلکان نے ان کے ایک قصیدہ کے بڑے عمدہ اشعار نقل کئے ہیں اگر احمد بن علی کا اس کے علاوہ دوسرا قصیدہ نہ ہوتا تو بھی ایک قصیدہ ان کی کامیابی کے لئے کافی تھا۔ وہ اشعار درج ذیل ہیں:

(۱) ...نجد کی باد صبا سے اس کے دل کے لئے امان طلب کرو قریب ہے کہ اس کی ذہانت اس کی عقل کے ساتھ پرواز کر جائے۔

(۲) اس شمیم سے بچا کیوں کر جب وہ چلتی ہے تو اس کی سب سے آسان مصیبت ہوتی ہے۔

(۳) ...اے میرے دوست اگر تم محبت کرتے تو تمہیں عشق کا معاملہ کی مشکل سے معلوم ہو جاتا ہے۔

(۴) کیا یاد کرتا ہے جو پرشوق لالی ہے اور عشق مشتاق ہوتا ہے اور محبت جس سے تعلق پیدا کرتی ہے وہ اسے عاشق بنا دیتی ہے۔

(۵) ..محبت کی امید اور امید کی پرواہ ہے اور ملاقات کا تکرار ہے وعدے کے پورا ہوتی ہے۔

(۶) قافلہ میں ایک شخص ہے جس کے پہلو میں سوز عشق لئے ہوئے ہے اور جب اسے عشق کا داعی آواز دیتا ہے وہ اسے لبیک کہتا ہے۔

(۷) دل کی جانب سے آنے والی توجہ مصاحبت کے بغیر اس کے لئے علاج کو لئے ہوتی ہے۔

(۸) ...تیز دل کے درمیان ایک جاب پوش رنج بکھیرے ہوئے ہے وہ دل میں اس کے خروش سے اس کے بھینچنے کی مانند کیفیت ہے۔

(۹) ...جب میں نے قبیلے میں اس کی محبت کی وجہ سے لڑکی کی آواز سنی کی اس نے غیرت دلائی احمد بن محمد نے اسی سال رمضان میں ستاسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۵۱۸ھ

اسی سال آمد شہر میں باطنیہ کا ظہور ہوا آمد کی عوام نے باطنیہ سے قتال کر کے ان کے سات سو افراد قتل کر دیئے۔ اسی زمانہ میں خلیفہ کے خادم سعد الدولہ یرنقش زکوی کو دبیس کے بھائی منصور بن صدقہ نے اسے دار الخلافہ میں پہنچانے کے لئے اسے سپرد کیا۔ یہ خبر بھی آئی کہ دبیس نے طغرل بیگ سے مدد طلب کی ہے تا کہ وہ دونوں بغداد پر قبضہ کا پروگرام بنا لیں۔ لوگوں نے ان دونوں سے لڑنے کے لئے تیاری کی۔ اس نے آقسنقر کو موصل آنے کا حکم دیا۔ البرسقی نے عماد الدین زنگی بن آقسنقر کو نائب بنایا۔

اسی زمانہ میں ربیع الاول میں حلب کا حاکم حسام تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق آیا۔ بلک بن بہرام کے بعد یہ حلب کا حاکم بنا تھا۔ بلک بن بہرام نے قلعہ منبج کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اس کے حلق میں ایک تیر آ کر لگا جس کی وجہ سے اسی وقت اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد تمرتاش کو حلب کا حاکم بنا دیا گیا۔ اس کے بعد اس نے ماردین کا رخ کیا جس کی وجہ سے حلب اس کے ہاتھ سے نکل گیا، آقسنقر نے موصل کے ساتھ اسے لے لیا۔

سال رواں ہی میں خلیفہ نے قاضی ابو سعید ہروی کو سلطان سنجر کی لڑکی کا پیغام نکاح دینے کے لئے بھیجا، خلیفہ نے شب زفاف کے لئے دجلہ کے کنارے ایک گھر کی تعمیر شروع کی۔ اسی سال جمال الدولہ اقبال مسترشدی نے لوگوں کو حج کرایا۔

احمد بن علی بن برہان: ابو الفتح جو ابن الحمامی سے مشہور ہیں، اپنی نوجوانی میں حنبلی تھے، امام احمد کے مذہب پر خوب مہارت حاصل کی پھر ان کے ساتھیوں نے ان پر کچھ اعتراضات کئے جس کی وجہ سے انہوں نے مذہب شافعیہ کی طرف رخ پھیر لیا، امام غزالی اور شاشی وغیرہ سے تعلیم حاصل کر کے اس میں مشغول ہو گئے علوم میں خوب مہارت حاصل کی مرجع بن گئے، زینبی کے پاس گواہی دی انہوں نے قبول کی، نظامیہ میں ایک ماہ تدریس کی۔ اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی باب ابرز کے پاس دفن کئے گئے۔

عبداللہ بن محمد بن جعفر: یہ عبداللہ بن محمد بن جعفر ابو علی الدامغانی ہیں حدیث کا سماع کیا اپنے والد کے پاس گواہی دی، کرخ میں اپنے بھائی کے نائب بنے پھر سب کچھ چھوڑ کر باب النوبی کے دیوان پر مقرر کئے گئے پھر معزول کئے گئے پھر دیوان بنائے گئے اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔ احمد بن محمد بن ابراہیم ابو الفضل المیدانی کتاب الامثال کے مصنف اس بارے میں ان کا کوئی ہمسر نہیں تھا ان کے عمدہ اشعار ہیں اسی سال پچیس رمضان بدھ کے روز وفات پائی۔

واقعات ۵۱۹ھ

اس سال دبیس اور طغرل بیگ نے بغداد پر قبضہ کا ارادہ کیا جب بغداد کے قریب پہنچے تو خلیفہ خود ایک بڑے لشکر کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آیا، اس مقابلہ میں کوئی خون نہیں بہا دونوں جنگل میں بے غم کھڑے رہے پیدل چلنے کے بعد وہ سوار ہو گئے، جس صبح بغداد پر لوٹ مار کا پروگرام بنایا تھا اسی رات اللہ نے بارش برسا دی، اسی رات سلطان طغرل بیگ بیمار ہو گیا اس کی فوج منتشر ہو گئی اور وہ انتہائی ذلت کے ساتھ واپس ہو گئے، دبیس اور طغرل سنجر کے پاس خراسان چلے گئے، سنجر نے ان کے لئے ان کے سلسلہ میں خلیفہ اور بادشاہ سے بات کی دبیس کو ایک قلعہ میں بند کر دیا۔ اس کے بعد یہ خبر آئی کہ خلیفہ ملک کو واپس کرنا چاہتا ہے اور دونوں سے مقابلہ کرنے کے لئے ان کی طرف گیا ہے، اس خبر سے سنجر کے دل میں بدگمانی پیدا ہو گئی لیکن اس کے باوجود اس نے اپنی لڑکی کی شادی خلیفہ سے کی۔

اسی زمانہ میں قاضی ابو سعید بن نصر بن منصور الہروی کو ہمدان میں باطنیوں نے قتل کر دیا یہ وہی ہیں جو خلیفہ کی جانب سے ملک سنجر کی لڑکی کا

پیغام لکھ کے رکھ گئے تھے۔

آقسنقر البرسقی ...... حلب کے دس کے فدائی باطنیوں نے جمعہ کے روز ان کے اپنے جامع میں قتل کیا، یہ ترکی تھا، اچھی سیرت کا مالک تھا پابند صلوٰۃ تھا اللہ تعالیٰ کی محبت میں فقراء پر خوب دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا رعایا کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا اس کے بعد اس کا لڑکا عز الدین مسعود حاکم بنا، سلطان محمود نے اس کو اس کے والد کی جگہ پر برقرار رکھا۔

بلال بن عبدالرحمان ...... ابن شریح بن المرتضیٰ احمد بن محمد بن ابراہیم بن سلیمان بن بلال ابن رباح آپ علیہ السلام کے مؤذن [illegible] تک پہنچتے ہیں یہ بلند آواز والے خیر پر [illegible] سریلی آواز والے تھے اسی سال سمرقند میں وفات پائی۔

القاضی ابو سعید ہروی ...... احمد بن نصر مشہور فقیہ اور بڑے علماء میں سے ہیں ہمدان میں باطنیہ نے انہیں قتل کیا۔

واقعات ۵۲۰ھ

اس سال سلطان محمود اور خلیفہ نے سنجر کے خلاف مراسلت کی اور یہ دونوں سنجر کے خلاف متحد ہو گئے، سنجر کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے اپنے بھتیجے کو اس سے منع کیا خلیفہ سے مقابلہ کرنے کا مشورہ دیا اور یہ کہ وہ محمود سے علیحدہ ہو کر عراق آ جائیں گا۔ سلطان محمود کو چچا کی بات سمجھ میں آ گئی جس کی وجہ سے اس نے اپنا ارادہ ترک کیا تو خلیفہ بھی تیار ہوا، سلطان محمود نے بغداد میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو خلیفہ نے خط کے ذریعہ قحط خرابی کا عذر کر کے اسے بغداد میں داخل ہونے سے منع کر دیا لیکن سلطان محمود نے اس کی بات نہیں مانی بلکہ بغداد کی طرف اس نے سفر شروع کر دیا جب وہ بغداد کے قریب پہنچا تو خلیفہ گھر سے نکل کر مغربی جانب چلا گیا، سلطان محمود اور عوام نے خلیفہ کی اس بات کو پسند نہیں کیا، عید الاضحیٰ کے موقع خلیفہ نے خود ایک فصیح و بلیغ خطبہ دیا، جامع کے خطباء نے اس کے پیچھے تکبیریں کہیں، یہ ایک یادگار دن تھا، ابن الجوزی نے حاضرین کی ایک جماعت اور اس خطبہ کے حاضرین سے بالتفصیل اس خطبہ کو بیان کیا ہے، خطبہ سے فارغ ہو کر خلیفہ نے اونٹ ذبح کیا، اور خیمہ میں چلا گیا، لوگوں پر رقت طاری ہو گئی انہوں نے خلیفہ کے لئے توفیق اور نصرت کی دعائیں کیں۔

سلطان محمود ۱۰ ذی الحجہ منگل کے روز بغداد میں داخل ہو گیا اور اپنے لشکر کے ہمراہ لوگوں کے گھروں میں داخل ہو گیا، ان کی خواتین کی بے حرمتی کی، پھر سلطان محمود نے خلیفہ سے صلح کے بارے میں مراسلت کی لیکن اس نے انکار کر دیا، خلیفہ لشکر کے ہمراہ اس کے مقابلہ میں اتر آیا، ترکیوں سے اس نے قتال کیا، عام لوگ بھی خلیفہ کے ساتھ تھے، خلیفہ نے ترکیوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا، اسی موقع پر عماد الدین زنگی واسط سے کشتیوں میں ایک بہت بڑا لشکر لے کر سلطان محمود کی مدد کے لئے پہنچ گیا، جب اس کی خبر پہنچی تو اس نے صلح کا پیغام بھیجا چنانچہ سلطان اور خلیفہ کے درمیان صلح ہو گئی، اس سے عوام میں خوشی کی لہر دوڑ گئی، سلطان محمود نے خلیفہ سے معذرت کی پھر آئندہ سال سلطان محمود بیماری کے باعث ہمدان چلا گیا، وہاں پر سلطان محمود نے [illegible] کی عمر میں قطب [illegible] لوگوں نے اس پر اعتراضات کئے، شیخ ابوالقاسم علی بن یعلیٰ علوی بلخی نے سلطان محمود کو [illegible] کرد [illegible] تھا، اس نے خطبہ دیا، یہ ایک یادگار دن تھا۔

ابن الجوزی کا قول ہے اس روز بہت بڑا مجمع تھا۔ اسی سال دمشق کے مدبر طغتکین اور فرنگیوں کے درمیان جنگ ہوئی طغتکین نے فرنگیوں کے بہت سے افراد قتل کر دیئے ان کا بہت سا مال غنیمت میں لے لیا۔

احمد بن محمد بن محمد ...... الشیخ الطوسی الغزالی ابو حامد غزالی کے بھائی، بہت بڑے عالم و زاہد تھے ان کی متعدد کرامتیں مشہور ہیں ایک:
بادشاہ محمود کے گھر میں وعظ کیا اس نے آپ کو ایک ہزار دینار ہدیہ میں دیئے گھر سے باہر نکلے تو دیکھا گھوڑے کی زین سونے کی تھی اور [illegible] بات نے

ساتھ [illegible] ابو الفتح [illegible] ابن الجوزی [illegible] یہاں تک کہ [illegible] انہوں نے لے لیا۔

ایک دن ابو الفتح [illegible] ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے ابو الفتح کی کرامات سے انکار نہیں لیکن ان کا کلام بے ہودہ تھا [illegible] احادیث موضوعہ، حکایات فارغہ پر مشتمل ہوتا تھا اور ابن الجوزی نے ان کی [illegible] بھی بیان کی ہیں جو [illegible] ہیں۔

جب ان کو کوئی مشکل امر پیش آتا تو بیداری میں آپ علیہ السلام کی زیارت کرتے اس بارے میں آپ ﷺ سے مشورہ کرتے تو آپ ﷺ ان کو صحیح بات بتا دیتے اور یہ ابلیس کی مدد [illegible] تھا ابن الجوزی نے اس پر اعتراضات کئے ہیں اور ان کے بارے میں طعن و تشنیع کی ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ احمد بن محمد کی طرف امرد لڑکوں سے محبت اور مشاہدہ کی نسبت کی گئی ہے۔ ابن خلکان کا بیان ہے احمد بن محمد [illegible] خوش الحان واعظ تھے۔ نیز صاحب کرامات و مکاشفات تھے فقیہ بھی تھے لیکن وعظ کا ان پر غلبہ تھا اپنے بھائی کے زاہد بننے کے بعد نظامیہ میں ان کی جگہ پر تدریس کی۔ احیاء علوم الدین کو مختصر کر کے ایک جلد میں مرتب کیا اس کا نام لباب رکھا گیا۔ کتاب الذخیرۃ فی علم البصیرۃ بھی ان کی تصنیف ہے۔ اور شہروں کا سفر کرتے، صوفیاء کی خدمت بھی کی، بہرحال یہ تنہائی اور گوشہ نشینی کو پسند کرتے تھے۔

محمد بن علی: یہ احمد بن علی ابن محمد الوکیل (جو ابن برہان سے مشہور ہیں) ابو الفتح الفقیہ الشافعی ہیں فقہ میں ان کے استاذ غزالی اور الکیا شاشی تھے اصول میں بڑی مہارت تھی۔ کتاب الذخیرۃ فی اصول الفقہ ان ہی کی تصنیف ہے۔ [illegible] ایک واسطے [illegible] کتاب میں بھی پڑھا ہے۔

بہرام بن بہرام: ابو شجاع البیع ہیں۔ حدیث کا سماع کیا۔ امام احمد کے اصحاب کے لئے کلواذی میں مدرسہ بنایا اپنی زمین کا کچھ حصہ فقہاء کے لئے وقف کیا۔

صاعد بن سیار: بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم ابو العلاء الاسحاقی الہروی الحافظ ہیں۔ حدیث کا سماع کیا۔ باب ہراۃ کے قریب غورج بستی میں وفات پائی۔

واقعات ۵۲۱ھ

اس سال کے شروع میں سلطان محمود اور خلیفہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔ خلیفہ مغربی جانب والے خیمہ میں چلے گئے۔ [illegible] سلطان [illegible] ایک لشکر نے دارالخلافہ میں داخل ہو کر [illegible] میں ایک ہزار جنگجو [illegible] نوجوان تھے انہوں نے خوب لوٹ مار کی [illegible] طلب کرنی ہوتی [illegible] کہ وہ [illegible] میں داخل ہو گئے۔

ابن الجوزی کا قول ہے میں نے یہ سارا منظر خود دیکھا ہے کہ خلیفہ لشکر کے ساتھ نکلا، کشتی لائی گئی، بغداد میں چیخ و پکار شروع ہو گئی [illegible] عام لوگوں نے بھی بادشاہ کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کیا، آخر سلطان کا لشکر شکست کھا گیا اس کے امراء کی ایک جماعت قتل کر دی گئی، بہت گرفتار بھی ہوئے۔ سلطان اس کے وزیر اس کے طبیب ابو البرکات کا گھر لوٹ لیا گیا [illegible] بھی اٹھا لی گئیں [illegible] ہو گئے۔ سلطان کی طرف سے [illegible] بغداد کی ناکہ بندی [illegible] اسی طرح [illegible] لوگوں نے سلطان کو گالیاں [illegible] باطنی فرقہ اور [illegible] کی جماعت [illegible] خلیفہ [illegible] محرم [illegible] حصول [illegible] گئے۔

اس کے بعد سلطان نے خلیفہ سے امان اور صلح طلب کی [illegible] کسی بھی صلح کا خواہاں [illegible] امام نے [illegible] صلح کی خوشخبری دی [illegible] خلیفہ نے نقیب [illegible] قاضی القضاۃ [illegible] شیخ [illegible] کو صلح کے لئے بھیجا، سلطان نے [illegible] قبول کر کے

رکھا اس کی وجہ سے لوگوں کو پہلے جیسے حالات کا خطرہ ہو گیا بغداد کا کوتوال یرنقش سلطان کو بغداد کی عوام کے بارے میں ان کے گھروں کو لوٹنے کے لئے ورغلاتا رہا لیکن اس سلطان نے اس کی بات کا اثر قبول نہیں کیا۔ سلطان نے اس وفد کو بلایا چنانچہ خلیفہ کا وفد مغرب کے وقت اس کے پاس پہنچا قاضی نے نماز مغرب کی امامت کی اس کے بعد سلطان کو خلیفہ کا خط پڑھ کر سنایا دونوں طرف سے معاہدہ طے پا کر قسموں کے ساتھ صلح نامہ لکھا گیا۔

اس کے بعد سلطان کا لشکر انتہائی خراب حالت میں بغداد میں داخل ہوا انہوں نے کہا اگر صلح نہ ہوتی تو ہم بھوک کی وجہ سے مر جاتے۔ سلطان نے عوام سے عدل باری کا مظاہرہ کیا خلیفہ نے لشکر کا لوٹا ہوا مال واپس کرنے کا حکم دیا اور یہ کہ جس نے کسی چیز کو چھپایا تو اس کا خون معاف ہے خلیفہ نے علی بن طراد کو جس کو پہلے وزارت سے معزول کرنے کے بعد تحفے تحائف دے کر سلطان کے پاس بھیجا۔ سلطان نے خلیفہ کے قاصد کا اکرام کیا اس کے دروازے پر تین وقت نوبت بجانے کا حکم دیا اور بڑی فراخدلی کا مظاہرہ کیا۔

اس کے بعد سلطان محمود بغداد میں بیمار ہو گیا طبیب نے اس کو ہمدان منتقل ہونے کا مشورہ دیا چنانچہ ماہ شوال میں سلطان بغداد سے ہمدان منتقل ہو گیا۔ بغداد کی شحنگی اور علاقہ واسط عماد الدین زنگی کے حوالے کر گیا اسی نے زنگی کو موصل کا حاکم بنا دیا۔

اسی سال حسن بن سلیمان نے نظامیہ میں درس دیا۔

اسی سال میں ابو الفتوح الاسفرائینی واعظ بن کر بغداد آیا اس نے وعظ میں منکر احادیث بیان کیں اس سے توبہ کروا کر بغداد سے دوسرے شہر منتقل ہونے کا حکم دیا۔ اشعری کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ دوسرے شہر گئی۔ بعد ازاں بغداد واپس آ کر واعظ کی حیثیت سے اسے لے آئی جس کی وجہ سے بغداد میں فتنہ کھڑا ہو گیا حتیٰ کہ بازار میں لوگوں نے اسے پتھر مارے یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ تقریر میں اس واعظ نے جو اسباب بتائے تھے ان کو لوگوں نے پسند نہیں کیا۔ اسی دوران شیخ عبدالقادر جیلی نے بغداد میں وعظ کیا تو ان کا وعظ لوگوں کو بہت پسند آیا پھر لوگوں نے ان کو وعظ کے لئے مقرر کر دیا۔

سال رواں ہی میں سلطان سنجر نے بارہ ہزار باطنیوں کو قتل کیا اسی سال قطز الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

محمد بن عبدالملک ...... ابن ابراہیم ابن احمد ابو الحسن بن ابی الفضل الہمدانی الفرضی۔ حدیث کے ثمرات سے تاریخ کے مصنف ہیں ابن الجوزی نے اپنے شیخ عبدالوہاب سے نقل کیا ہے کہ محمد بن عبدالملک پر اعتراض کیا گیا ہے۔ اسی سال شوال میں اچانک وفات پائی۔ ابن شریح کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

فاطمہ بنت الحسین ابن الحسن ابن فضلویہ ...... انہوں نے خطیب ابن مسلمہ وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا ان کی خانقاہ تھی جس میں زاہدہ خواتین کا اجتماع ہوتا تھا۔ ابن الجوزی نے ان سے مسند شافعی کا سماع کیا۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد ...... یہ ابن السید البطلیوسی نحوی ہیں کتاب المسلسلات فی اللغۃ وغیرہ کے مصنف ہیں انہوں نے مثلث کو دو جلدوں میں جمع کیا قطرب پر اس میں بہت زیادتی کی ابو العلاء کی سقط الزند کی بھی انہوں نے شرح لکھی ہے جو مصنف کی شرح سے بھی عمدہ ہے۔ اسی طرح ابن قتیبہ کی ادب الکاتب کی بھی ابو محمد نے شرح لکھی ہے۔ ابن خلکان نے ان کے دو شعر نقل کئے ہیں:

(۱) صاحب علم کا موت کے بعد اس کی ہڈیاں بوسیدہ ہونے کے بعد بھی اس کا نام زندہ رہتا ہے۔

(۲) جاہل آدمی زمین پر چلنے کے باوجود اور زندہ ہونے کے باوجود مردوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

واقعات ۵۲۲ھ

اس سال کے شروع میں سنجر کا قاصد خلیفہ کے پاس آیا [illegible] بغداد میں سنجر کے نام کا خطبہ [illegible] ابو الفتوح [illegible] اس نے [illegible] خطبہ دیا جاتا ہے اسی زمانے میں خلیفہ کے وزیر ابن صدقہ کی وفات ہو گئی [illegible] بنایا گیا۔

اس سال [illegible] میں سلطان نے اپنے بھتیجے سے ملاقات کی [illegible] اس شہر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ سلطان محمود، سنجر اور خلیفہ کے درمیان [illegible] اور [illegible] موصل کی حکومت [illegible] [illegible] ہو گئے۔

اس سال [illegible] دمشق [illegible] فرنگیوں کے خوف [illegible] دیوار بنائی گئی۔

اس سال بھی گزشتہ سال کی طرح [illegible] لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

حسن بن علی بن صدقہ کے حالات [1] ۔ حسن بن علی بن صدقہ [illegible] خلیفہ مسترشد کے وزیر تھے۔ [illegible] ابن الجوزی نے ان کے دو اشعار نقل کیے ہیں [illegible] ہے۔

(۱) [illegible]

(۲) [illegible] ہو گیا۔

حسین بن محمد ۔ یہ حسین بن علی ابن ابی القاسم [illegible] سے حدیث [illegible] ان کا [illegible] سے [illegible] کے بارے [illegible] طرف سے [illegible] سے پوچھا گیا کہ آپ حج کا ارادہ [illegible] اسی سال رمضان میں [illegible] وفات پائی۔

طغتکین الاتابک کے حالات [2] ۔۔۔ یہ دمشق کے حاکم [illegible] تھے بڑے بہادر [illegible] فرنگیوں سے جہاد کرنے والے تھے ان کے بعد ان کا بیٹا تاج الملوک بوری حاکم بنا۔

---

[1] شذرات الذهب: ۴/۶۶، العبر ۴/۵۰

[2] شذرات الذهب: ۴/۶۵، العبر ۴/۵۰

واقعات ۵۲۳ھ

اسی سال محرم میں سلطان محمود بغداد آیا، خلیفہ کو دبیس سے راضی کر کے یا اسے موصل کا حاکم بنانے کی کوشش کی، خلیفہ راضی نہیں ہوا اور اس نے صاف جواب دے دیا، اسی وجہ سے دبیس بغداد نہیں آیا اس کے بعد دبیس بغداد آ گیا، لوگوں نے اسے لعن طعن کی اور اس کے سامنے اس کو گالیاں دی۔

عماد الدین زنگی بھی بغداد پہنچ گیا، اس نے سلطان اور خلیفہ کو سالانہ ایک لاکھ دینار اور تحفے تحائف دیے، اور موصل کی حکومت کا ان سے مطالبہ کیا، خلیفہ نے اس کا مطالبہ مان لیا اور اس پر خلعت کی، اس کے بعد وہ واپس آ گیا، حلب اور حماۃ کا حاکم بن گیا، حلب کے سابق حاکم سونج بن تاج الملوک کو گرفتار کر لیا گیا، پچاس ہزار دینار دے کر اس نے رہائی حاصل کی۔

اسی زمانہ میں ربیع الآخر کے آخر میں سلطان نے نقیب النقباء پر مستقل طور پر خلعت کی، اس کے علاوہ عباسیین میں سے کوئی بھی وزیر نہیں رہا۔ اسی زمانہ میں رمضان میں دبیس لشکر کے ہمراہ حلہ کی طرف آیا، اس نے اس پر قبضہ کر لیا اور تین سو شہسواروں کے ساتھ حلہ میں داخل ہو گیا، اس کے بعد اس نے اموال جمع کرنے اور بستیوں سے غلات سمیٹنا شروع کیے، چنانچہ پانچ لاکھ دینار جمع ہو گئے اور دس لاکھ شہسواروں سے اس نے خدمت لی، اس علاقہ پر اس کا اثر و رسوخ بڑھ گیا، اس کے بعد دبیس نے خلیفہ کو راضی کرنے اور اس کے پاس مال بھیجنے کی کوشش کی، لیکن خلیفہ راضی نہیں ہوا اور اس نے مال قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اس کے بعد سلطان نے اس کی طرف لشکر روانہ کیا، دبیس شکست کھا کر جنگل کی طرف فرار ہو گیا، لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے بصرہ میں لوٹ مار کی جس میں اس نے سلطان اور خلیفہ کا مال لوٹ لیا اس کے بعد وہ جنگل کی طرف چلا گیا پھر اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ اسی زمانہ میں دمشق کے حاکم نے چھ ہزار باطنی قتل کر دیے، اور ان کے سرداروں کو باب القلعہ پر لٹکا دیا، اللہ نے اہل شام کو ان کے شر سے نجات دی۔

اسی برس فرنگیوں نے دمشق شہر کا محاصرہ کر لیا، دمشق کے باشندوں نے نکل کر ان کا مقابلہ کیا، شدید جنگ ہوئی، دمشق والوں نے خلیفہ سے مدد طلب کرنے کے لئے عبداللہ ابو الفتح کو تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا، خلیفہ نے ان سے وعدہ کیا کہ وہ عنقریب سلطان کے پاس تمہاری فوجی مدد کے سلسلے میں خط لکھ دے گا لیکن اس نے خط نہیں لکھا، حتی کہ اللہ نے غیب سے مسلمانوں کی مدد فرمائی، چنانچہ مسلمانوں نے خود ان کو شکست دی، ان کے دس ہزار افراد قتل کر دیے صرف چالیس آدمی جان بچانے میں کامیاب ہوئے، وللہ الحمد انطاکیہ کا حاکم بیمند قتل کیا گیا۔

اسی سال دبیس کے فتنے کی وجہ سے حج کا وقت تنگ ہونے کی وجہ سے مسلمان بہت پریشان ہوئے، حتی کہ یرنقش الزکوی بجاق نامی شخص نے مسلمانوں کو حج کرایا۔

اسعد بن ابی نصر ...... یہ اسعد بن ابی نصر المیہنی ابو الفتح ہیں، اپنے زمانہ میں شافعیہ کے امام تھے، ابی المظفر السمعانی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، سردار بنے، علوم میں مہارت حاصل کی، تمام ساتھیوں سے سبقت لے گئے بغداد میں نظامیہ کی تدریس سنبھالی، عام و خاص میں مقبولیت حاصل کی، خلافیات پر حاشیہ لکھا، ایک عرصہ بعد نظامیہ کی تدریس سے معزول کر دیے گئے، اس کے بعد ہمدان چلے گئے، وہیں اس سال انتقال فرمایا۔

واقعات ۵۲۴ھ

اس سال بغداد میں اتنا سخت زلزلہ آیا کہ بہت سی عمارتیں منہدم ہو گئیں۔ اسی زمانہ میں موصل میں زور دار بارش ہوئی بعض مقامات پر بجلی بھی گری، جس کی وجہ سے بہت سے مکانات جل گئے اور اس بارش سے متعدد افراد ہلاک ہو گئے اور لوگ وہاں سے بھاگ گئے۔ سال رواں ہی میں بغداد میں کثرت سے دو ڈنگ والے بچھو نمودار ہوئے، جن سے لوگ بہت خوف زدہ ہو گئے۔ اسی زمانہ میں سلطان سنجر نے سمرقند شہر پر قبضہ کر لیا، اس

کے سپرد کر دیا محمود بن خاقان بھی تب ہی یہیں تھا اور عماد الدین زنگی نے جزیرہ کے متعدد شہروں کو فتح کرلیا جو فرنگیوں کے قبضہ میں تھے عماد الدین زنگی نے ان سے سخت جنگیں لڑیں ان تمام میں اللہ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی۔ جس وقت وہ شام آئے تو عماد الدین زنگی نے ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا شعراء نے شعروں میں عماد الدین زنگی کی تعریف کی۔

مصر کے حاکم کا قتل..... ۲ ذوالقعدہ کو خلیفہ فاطمی الآمر باحکام اللہ بن المستعلی حاکم مصر کو چونتیس سال کی عمر میں باطنیوں نے قتل کر دیا۔ ان کی مدت خلافت ۲۹ سال ساڑھے پانچ ماہ تھی عبیداللہ مہدی کا دسواں لڑکا تھا اس کے قتل کے بعد دیار مصر پر اس کے غلاموں میں سے ایک ارمنی غلام غالب آگیا۔ چنانچہ کچھ عرصہ تک اس نے تمام امور پر قبضہ کر کے رکھا حتیٰ کہ ابوعلی احمد بن افضل بن بدر الجمالی نے آ کر حافظ ابوالمیمون عبدالمجید بن الامیر ابی القاسم بن المستنصر کو خلیفہ بنایا اس وقت اس کی عمر اٹھاون سال تھی۔ لیکن خلیفہ بنانے کے بعد بدر جمالی نے خود تمام امور پر قبضہ کر لیا اس کو اس کی نشست گاہ تک محدود کر دیا حتیٰ کہ بدر جمالی نے دارالخلافہ سے تمام اموال اپنے گھر منتقل کئے، حافظ محض نام کا خلیفہ رہ گیا۔

خواص کی وفات

ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد...... ابواسحاق الکلبی آپ غزہ کے رہنے والے تھے عربی زبان سے متبحر تھے آپ نے ترکوں کے بارے میں یہ عمدہ اشعار کہے ہیں۔

(۱). ترکی فوج کے جوانوں کے حسن نے ہمارے لئے آواز اور شہرت نہیں چھوڑی وہ ایسے لوگ ہیں اگر ان سے ملاقات کی جائے تو وہ خوبصورت فرشتے ظاہر ہوتے ہیں اگر ان سے مقابلہ کیا جائے تو وہ عفریت ظاہر ہوتے ہیں۔

(۲)..... جس نے تیرے چہرے سے مجھے عشق کے لئے چنا ہے مجھ پر ظلم کرنے والا کاش اس نے محبت کو ہمارے درمیان تقسیم کیا ہوتا۔

(۳). میں نے تیرے چہرے کو دیکھا ہے میں اس کے حسن سے عقل زائل ہو جاتی ہے جب وہ قریب آتا ہے تو مجھے ہرن کی نگاہ ملتی ہے۔

(۵) یہ زندگی تو صرف جاری ہونے والا بہا جانے والا پانی ہے۔

(۶). گزشتہ کو نہ ہونے کی مانند ہے جس کی امید ہے وہ غائب ہے جس میں تو موجود ہے تیری قیامت وہی ہے۔

(۷). لوگوں نے کہا آپ شعر کیوں نہیں پڑھتے میں نے کہا ضرورت کی وجہ سے اسباب کا دروازہ بند ہے۔

(۸). گھر ویران ہو گئے اگر میں نے کسی کی ملاقات چھوڑ دی تو کوئی خوبصورت شخص کہتا ہے۔

(۹). عجیب بات ہے کہ اسے خریدا نہیں جاتا کساد بازاری کے باوجود اس میں خیانت ہوتی چوری کی جاتی ہے۔ ابواسحاق کی وفات اسی سال بلاد بلخ میں ہوئی اور وہیں دفن کئے گئے۔

ابن خلکان نے آپ کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں۔

(۱)..... تیرا شباب وہی ہے جو تیرے لئے کافی ہے جو سب سے عمدہ تھا وہ جا چکا وہ تو جوانی کی صبح اور گئے ہوئے یاروں سے جا ملا۔

(۲) تو کوئی بھلائی سے اس کی چادر کو پھاڑ دے اور اٹھے ستارہ کو دیکھا کہ اندھیروں میں نکل گیا۔

(۳)..... اس کی مسکراہٹ سے صاف روشن ہو گیا اس نے روشنی میں گھر سے ہونے والے دن لے۔

حسین بن محمد..... یہ حسین بن محمد بن عبدالوہاب بن احمد بن محمد بن حسین بن عبیداللہ بن قاسم بن عبیداللہ بن سلیمان بن وہب ابوعبداللہ البارع ہیں البارع کے نام سے مشہور ہیں قراءت پڑھیں اور احادیث کا سماع کیا نحو، لغت، ادب میں معرفت تام حاصل کی اور البارع کے عمدہ اشعار بھی ہیں اسی سال اسی سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی۔

محمد بن سعدون بن مرجی کے حالات[1] ۔۔ یہ محمد بن سعدون بن مرجی ابو عامر العبدری القرشی الحافظ اصلاً بلاد مغرب یورپ کے شہر میورقہ کے باشندے تھے، وہ ابو علی طراد الزینبی اور حمیدی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، حدیث میں خوب مہارت تھی، فروع میں ظاہری مذہب اختیار کیا، اسی سال ربیع الثانی میں بغداد میں وفات پائی۔

واقعات ۵۲۵ھ

اسی سال دبیس جنگل میں راستہ بھول گیا، ایک دیہاتی سردار نے اسے قید کر کے دمشق کے حاکم بوری بن طغتکین کے حوالہ کر دیا، اس نے موصل کے حاکم زنگی بن آقسنقر کو پچاس ہزار دینار میں فروخت کر دیا، اس کے پاس پہنچ کر دبیس کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا، کیونکہ ان دونوں کی آپس میں دشمنی تھی، لیکن خلاف عادت موصل کے حاکم زنگی نے اس کا اعزاز و اکرام کیا، کافی رقم اسے دی، اس کے بعد خلیفہ کا قاصد دبیس کی تلاش کرتے ہوئے موصل کے حاکم کے پاس پہنچ گیا، اس نے دبیس کو اس ایلچی کے ساتھ بھیج دیا، اس کے بعد اس کو قلعہ میں بند کر دیا گیا۔

سلجوقی سلاطین میں دو بھائی محمود اور مسعود میں کشیدگی ہو گئی، دونوں نے جنگ کی تیاری کر لی لیکن پھر بعد میں دونوں میں صلح ہو گئی۔ اسی زمانہ میں ملک محمود بن ملک شاہ کی وفات ہو گئی، اس کی جگہ اس کا لڑکا داؤد مقرر ہوا، اس کے والد کے وزیر کو اس کا اتابک مقرر کیا، متعدد شہروں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

مشہورین کی وفات

احمد بن محمد بن عبدالقاہر الصوفی ۔۔۔ حدیث کا سماع شیخ ابو اسحاق شیرازی سے کیا، فقہ حاصل کی، خوبرو شیخ تھے، چہرہ عبادت اور علم کے نور سے روشن تھا، ابن الجوزی کا قول ہے مجھے احمد بن محمد نے چند اشعار سنائے۔

(۱) ہر حال میں اللہ سے کام لو حتیٰ کہ مصائب اور تکالیف ختم ہو گئی۔
(۲) اگر تم نے بھلائی حاصل کرنی ہو تو صرف عزیمت کی وجہ سے حاصل کی جائے، اگر تم میرے سے دور رہو تو غفلت کی وجہ سے عاجز رہے گا۔
(۳) لوگوں کے سونے کے وقت میں نے نیند کا بستر ترک کیا، میں اپنے مولیٰ کے پاس اپنے فقر کی شکایت کرنے کے لئے دوڑا۔
(۴) میں نے عرض کیا اے میرے مولیٰ آپ ہر مصیبت کے وقت میرا سہارا ہیں، مشکلات کے دور کرنے کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔
(۵) مصائب میں مبتلا ہونے کے وقت میں نے آپ کی طرف ہاتھ پھیلایا ہے، ضروریات آپ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلائے جاتے ہیں۔
(۶) اے میرے مولیٰ مجھے خالی ہاتھ واپس نہ کرنا، آپ کی سخاوت کا دریا ہر ایک کو سیراب کرتا ہے۔

الحسن بن سلیمان ۔۔۔۔۔ یہ حسن بن سلیمان ابن عبداللہ بن عبدالغنی ابو علی الفقیہ نظامیہ کے مدرس تھے، جامع قصر میں ان کا وعظ ہوتا تھا، فتویٰ دیا کرتے تھے، عقل کی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، [illegible] اسی سال ماہ رجب میں اجل کو لبیک کہا، قاضی ابو العباس بن الرطبی نے غسل دیا، ابو اسحاق شیرازی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

حماد بن مسلم کے حالات[2] یہ حماد بن مسلم الرحبی الدباس ہیں، ان سے احوال، مکاشفات، غیب کی باتوں پر مطلع ہونے کا تذکرہ

---

[1] تذکرۃ الحفاظ: ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۵۔ العبر: ۴/ ۶۴
[2] العبر ۴/ ۶۳۔ النجوم الظاہرۃ: ۵/ ۲۴۶

جاتا ہے، ابن الجوزی ان پر اعتراضات کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ عبداللہ یہ علوم شرعیہ سے عاری ہیں، صرف حساب کے کاموں میں خرچ کرنے والے ہیں یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ابن حمل نصاریٰ سے نفرت کا اظہار کرتے تھے عبداللہ بیان کیا کرتا تھا کہ ابن حمل مردود ہے۔

ابن الجوزی کا قول ہے لوگ جو دکھ زمانے پیش کرتے تھے جنہیں وہ قبول کر لیا کرتا تھا پھر اسے دنیا سے نہ ڈرانے کے لیے بند کر دیے اور مرنے کی قسموں سے پہلے کہا اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا تھا، اسی سال رمضان میں وفات پائی اور خوبصورت جنازہ میں دفن ہوا۔

علی بن المستظہر باللہ ..... یہ خلیفہ مسترشد باللہ کے بھائی ہیں، اسی سال رجب میں اکیس سال کی عمر میں وفات پائی، وفات پر ڈھول باجے بند کر دیے گئے کچھ دن تک لوگ ان کی تعزیت کے لیے بیٹھے۔

محمد بن احمد ..... یہ محمد بن احمد ابو الفضل الماہانی ہیں، یہ مشائخ میں سے ہیں، امام الحرمین وغیرہ سے فقہ حاصل کی، طلب حدیث کے لیے دور دراز کے سفر کیے، درس تدریس میں مشغول رہتے تھے، اسی سال نوے سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی، مرو کی بستی ماہان میں دفن کیے گئے۔

محمود السلطان ابن السلطان ملک شاہ کے حالات [1] ..... یہ نیک بادشاہوں میں سے تھا، اس میں علم، بردباری اور صلاحیت تھی، تین روز تک لوگ اس کی تعزیت کے لیے بیٹھے، اللہ ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

ہبۃ اللہ بن محمد ..... یہ عبداللہ بن محمد بن عبدالواحد بن عباس بن حصین ابوالقاسم الشیبانی ہیں، علی بن مذہب سے ابی بکر بن مالک کی عبداللہ بن محمد بن حنبل سے مسند کے راوی ہیں، انہوں نے بہت پہلے سماع کیا کیونکہ ان کی ولادت ۴۳۲ھ ہے، اول الشیخ ان کے والد نے ان کے بھائی کے ساتھ مشائخ کی ایک بڑی جماعت کے پاس بھیج کر حدیث کا سماع کرایا، ابن الجوزی وغیرہ نے ان سے احادیث روایت کیں، ثقہ صحیح السماع تھے، اسی سال چورانوے سال کی عمر میں بدھ کے روز ظہر و عصر کے درمیان حسن آخرت ثمرہ پایا، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

واقعات ۵۲۶ھ

اسی سال مسعود بن محمد بن ملک شاہ بغداد آیا، نیز قراجا الساقی اور سلجوق شاہ ابن محمد بھی حکومت حاصل کرنے کی نیت سے بغداد آئے اور عماد الدین زنگی بھی ان دونوں سے ملنے کی نیت سے بغداد آیا، لیکن ساقی نے اس سے جنگ کر کے اسے شکست دے دی اور زنگی خوف زدہ ہو کر تکریت کی طرف فرار ہو گیا، وہاں پر قلعہ کے نائب دزدار فاتح بیت المقدس صلاح الدین یوسف کے والد نجم الدین ایوب نے اس کی خدمت کی حتیٰ کہ زنگی پھر اپنے شہر واپس چلا گیا، نجم الدین ایوب کے یہاں آنے میں یہی حکمت تھی، وہ حلب میں تھا تو اس نے اس کی خدمت کی، پھر کچھ عرصہ دوسری جگہ پیش آنے والا واقعہ عنقریب آئے گا۔ اس کے بعد مسعود اور سلجوق شاہ نے آپس میں صلح کر لی اور دونوں نے ملک سنجر کا رخ کیا، ملک سنجر کے لشکر کی تعداد ایک لاکھ ساٹھ ہزار تھی، ان دونوں کے لشکر کی تعداد تیس ہزار کے قریب تھی، پھر دونوں فریقوں میں جنگ ہوئی، دونوں طرف سے چالیس ہزار آدمی قتل ہوئے، سنجر کے لشکر نے ساقی کو گرفتار کر کے سنجر کے سامنے قتل کر دیا، اس کے بعد طغرل بن محمد شاہی تخت پر بیٹھا اور بغداد کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، سنجر اپنے شہر واپس چلا گیا، طغرل نے دبیس اور زنگی کو خط کے ذریعے بغداد پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ وہ دونوں ایک لشکر کے ہمراہ بغداد کی طرف روانہ ہوئے، خلیفہ خراسان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کو شکست ہوئی، خلیفہ نے ان کے لشکر کی ایک جماعت قتل کر دی، اللہ نے مسلمانوں کی ان کے شر سے حفاظت فرمائی، والحمد للہ۔

اسی سال حافظ فاطمی کے وزیر ابو علی بن افضل بن بدر الجمالی کو قتل کیا گیا، اس نے جو اموال اپنے گھر منتقل کیے تھے حافظ نے ان پر قبضہ کر لیا اور

---

[1] شذرات الذہب: ۴/۷۶، العبر: ۴/۶۶

کے بعد اس نے ابوالفتح یانس الحافظی کو وزیر بنا کر امیر الجیوش کا لقب دے دیا، پھر سازش کے ذریعے اسے بھی قتل کر دیا، اس کے لڑکے حسن کو وزیر بنایا، اس کے لئے ولی عہد کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی زمانہ میں مسترشد نے اپنے وزیر علی بن طراد الزینبی کو معزول کر کے بڑی رکاوٹ کے بعد انوشیروان بن خالد کو وزیر بنایا۔

اسی برس شمس الملوک اسماعیل بن بوری بن طغتکین اپنے والد کی وفات کے بعد دمشق کا بادشاہ بنا، اس نے یوسف بن فیروز کو وزیر بنایا، یہ نیک بادشاہ تھا، بہت سے شہروں کو اس نے فتح کیا، اس کے بھائیوں نے اس کا بہت ساتھ دیا۔

خواص کی وفات

احمد بن عبیداللہ کے حالات[1]۔۔۔ یہ احمد بن عبیداللہ بن محمد بن عبیداللہ بن محمد بن احمد بن حمدان بن عمر بن عیسیٰ بن ابراہیم بن عتبہ بن فرقد سلمی جو ابن کادش العکبری ابوالعز بغدادی سے مشہور ہوئے، یہ بہت زیادہ احادیث کا سماع کیا، احادیث کو خوب اچھی طرح یاد کر کے روایت کرتے تھے، اسناد میں سب سے آخر میں روایت کرنے والے یہی ابن کادش ہیں، بہت سے لوگوں نے ان کے بارے میں تعریفی کلمات کہے ہیں جن میں محمد بن خشاب بھی ہیں، محمد بن ناصر نے ان پر اعتراض کرتے ہوئے کہا ہے کہ انہوں نے خود موضوع حدیث روایت کرنے کا اقرار کیا ہے۔ عبدالوہاب انماطی کا قول ہے یہ احادیث کو خلط ملط کرتے تھے، اسی سال جمادی الاولیٰ میں وفات پائی۔

محمد بن محمد بن حسین۔۔۔۔ یہ محمد بن محمد بن حسین ابن القاضی ابو یعلیٰ ابن الفراء الحنبلی ہیں، ماہ شعبان میں سن ۴۵۱ھ میں پیدا ہوئے، والد وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، فقیہ، مدرس، مناظر، متقی پرہیزگار تھے، ان کے پاس ایک گھر تھا جس میں رہتے تھے، ایک رات کسی نے ان کو قتل کر کے ان کے مال پر قبضہ کر لیا، لیکن اللہ نے ان کے قاتل کو ظاہر کر دیا، لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔

واقعات ۵۲۷ھ

اس سال صفر میں سلطان محمود بغداد آیا، اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا، خلیفہ نے اس کو خلعت دی، سلطنت اس کے سپرد کر دی، لوگوں پر انعام و اکرام نچھاور کیے گئے، سلطان داؤد بن محمود کو بھی خلعت دی گئی۔ اسی زمانہ میں دبیس نے واسط میں ایک بہت بڑا لشکر جمع کیا، خلیفہ نے اس کے مقابلہ میں لشکر روانہ کیا جس نے اس کے لشکر کو شکست دے دی، اس کا لشکر منتشر ہو گیا، اس کے بعد خلیفہ نے زنگی سے موصل چھیننے کا ارادہ کیا، زنگی نے اس کو تحائف اور اموال پیش کیے لیکن اس نے قبول نہیں کیے، پھر اس کو خطرہ لاحق ہوا کہ سلطان مسعود نے دبیس سے صلح کر لی اور اس پر خلعت کی، خلیفہ بھی سلامتی کے ساتھ بغداد واپس آ گیا۔

اسی سال حنابلہ کے امام ابن الزاغونی کا انتقال ہوا، علامہ ابن الجوزی نے ان کے حلقہ کو طلب کیا، ان میں کسی ایک نے بھی جواب نہیں دیا لیکن ابن الجوزی نے ان کے علاوہ کسی دوسرے کا نام لیا تھا لیکن وزیر انوشیروان نے ابن الجوزی کو مقرر کر دیا، پچاس سال ابن الجوزی نے مختلف مقامات پر وعظ کیا، لوگوں نے ان کا وعظ بہت پسند کیا جس کی وجہ سے ان کا حلقہ وسیع ہو گیا۔

اسی زمانہ میں شمس الملوک اسماعیل حاکم دمشق نے زنگی کے قبضے سے حماۃ شہر چھین لیا، جب یہاں سے فارغ ہوا تو ترکمان نے طرابلس شہر پر حملہ کیا، قومس فرنگی ان کے مقابلہ میں نکلا، انہوں نے اسے شکست دے دی، اس کے ساتھیوں کی ایک جماعت قتل کر دی، پھر ایک مدت تک اس کا محاصرہ کر کے

---

(۱) از شذرات الذہب ۸۹/۴، العبر ۶۸/۴

[illegible] میں لوٹ گئے اسی سال تاج الملوک بوری بن طغتکین کے بیٹے شمس الملوک [illegible] سے آپ [illegible] زمانہ میں باطنیہ نے حکومت کے لئے شام میں قدموس قلعہ خرید لیا انہوں نے اپنے [illegible] فرنگیوں میں [illegible] شہر بانیاس [illegible] ان سے قتال کر کے [illegible] بہت سا مال غنیمت کے طور پر [illegible] گیا اسی طرح [illegible] کا نام [illegible] اسی سال بھی گزشتہ سالوں کی طرح امیر نظر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خاص خاص لوگوں کی وفات

احمد بن سلامہ کے حالات[1] یہ احمد بن سلامہ بن عبید اللہ بن مخلد بن ابراہیم ابو العباس بن الرطبی ہیں۔ بغداد میں علی ابی اسحاق اور ابن الصباغ سے اور ابو نصر بن [illegible] سے فقہ حاصل کی۔ اس کے بعد آپ خلیفہ کے بیٹوں اور خلفاء کے مکتب بنے آپ [illegible] تربیت فرماتے تھے اسی سال رجب میں اس دار فانی سے رخصت ہوئے۔ ابو اسحاق کے پہلو میں دفن ہوئے۔

اسعد بن ابی نصر بن ابی الفضل۔۔ یہ اسعد بن ابی نصر بن ابی الفضل ابو الفتح المیہنی مجد الدین ائمہ شافعیہ میں سے ہیں۔ التعلیقہ والطریقہ کتاب کے مصنف ہیں۔ سن ۵۱۵ھ سے سن ۵۲۳ھ تک بغداد کے نظامیہ میں تدریس کی، پھر معزول کر دیئے گئے لیکن آپ کے ساتھی کہتے ہیں یہ بات پہلے گزر چکی ہے سن ۵۱۵ھ میں آپ نظامیہ کے مدرس بنے اور سن ۵۲۳ھ میں آپ نے وفات پائی۔ ابن خلکان کا قول ہے سن ۵۲۷ھ میں آپ نے وفات پائی۔

ابن الزاغونی الحنبلی۔۔۔۔ یہ ابن الزاغونی الحنبلی علی بن عبید اللہ بن نصر بن السری ابو الحسن الزاغونی کے نام سے مشہور ہیں آپ قاری تھے، حدیث کا درس کیا، فقہ لغت کی تعلیم حاصل کی۔ ابن الزاغونی نے اصول و فروع پر متعدد کتب تصنیف فرمائیں، [illegible] بہترین [illegible] تھے ان کے جنازے میں لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔

حسن بن محمد۔۔۔۔ یہ حسن بن محمد ابن ابراہیم ابو علی البارع اصبہان کے قراء میں سے تھے، احادیث کا سماع کیا، حدیث کے [illegible] بہت کی تخریج بھی کی۔ حسن نے تاریخ پر بھی کتاب لکھی، [illegible] ان کا اچھا قرأت کی [illegible] اسی سال اصبہان میں وفات پائی۔

علی بن یعلی۔ علی بن یعلی ابن عوض ابو القاسم العلوی الہروی ابی الحسین سے مسند احمد، ابی عامر ازدی سے ترمذی کا سماع کیا نیشاپور میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے بعد میں بغداد [illegible] علی بن یعلی کو [illegible] قبولیت حاصل ہوئی [illegible] انہوں نے بہت سا مال [illegible] بھی جمع کر لیا۔

ابن الجوزی کا قول ہے مجھے وعظ میں سے [illegible] یہ پہلے شخص ہیں اور میں نے بچپن ہونے کے باوجود ان کے سامنے تقریر کی۔

محمد بن احمد یہ محمد بن احمد ابن یحیی ابو عبد اللہ العثمانی الدیباجی المقدسی سے مشہور ہوئے۔ اصلاً اشعری تھے بغداد میں لوگوں کو وعظ کرتے تھے ابن الجوزی کا قول ہے ایک مجلس میں میں نے ان سے یہ اشعار سنے۔

(۱) مجھے روتے ہوئے دیکھو تو [illegible] نے کا حق ہے گناہوں نے میرا [illegible] کر دیا۔
(۲) میری جان نے گناہوں کی [illegible] اور مجھے بڑھاپے نے موت کی خبر دی۔

---

[1] [illegible] ۱۲۸۸، [illegible] ۹/۲۹۲، ۲۹۷

(۳) جب بھی میں نے کہا کہ میرا زخمی دل ٹھیک ہو گیا تو گناہوں نے میرا دل دوبارہ زخمی کر دیا۔
(۴) کامیابی اور آسودگی حشر میں امن اور سکون کے ساتھ رہنے والے شخص کے لئے ہے۔

محمد بن محمد ..... یہ محمد بن محمد ابن الحسین بن محمد بن محمد بن خلف بن احمد بن ابی یعلی بن الفراء الملقب ابن القاضی ہیں ان کی ولادت ۴۵۷ھ ہے حدیث کا سماع کیا اور آپ متقی زاہد فقیہ تھے۔

ابو محمد عبد الجبار ..... ابن ابی بکر محمد بن حمدیس الصقلی الازدی الشاعر ہیں، ابن خلکان نے آپ کے عمدہ اشعار ذکر کئے ہیں۔
(۱) گویا ہوا اس کے ہاتھوں سے پکڑ لے رات نے صبح کی خوشخبری دینے والے کی صوت کی خبر دی ہے۔
(۲) صبح سعدی لذتوں کی طرف جا اور ان کے لئے لہو و لعب کے تیز رفتار سے چلنے والے گھوڑوں پر سوار ہو جا۔
(۳) قبل اس کے کہ چاشت کے وقت کا سورج لہو و لعب کے نقاب کو کھول دے کیونکہ ان کے چہرے سے بادہ مغانی میں سے ایک شعر یہ ہے۔
دوسرا یہ ہے کہ میں نے نرگس آنکھوں سے گل دماں نے تیرے لئے گل کو زخم آلود کیا اور وہ بہت قتل کرنے والا ہے۔

واقعات ۵۲۸ھ

اس سال خلیفہ اور زنگی کے درمیان صلح ہو گئی۔ اسی زمانہ میں زنگی نے بہت سے قلعوں کو فتح کیا اور فرنگیوں کی ایک جماعت قتل کر دی۔ سال رواں ہی میں شمس الملوک نے تیرات فتح کیا اور فرنگیوں کے بہت سے شہروں کو لوٹ لیا۔
اسی برس سلجوق شاہ بغداد آیا۔ شاہی کیمپ میں اس نے قیام کیا۔ خلیفہ نے اس کا اکرام کیا۔ اس کے بعد بغداد سے چلے گئے۔ اس کے بعد سلطان مسعود بھی بغداد آ گیا۔ اس کے اکثر ساتھی خچروں کے کم ہونے کی وجہ سے اونٹوں پر سوار تھے۔ اسی سال موصل کی حکومت سلیمان بن مہارش العقیلی کی اولاد کو مل گئی جن کی اصل حکومت ان کے دادا نے کی تھی۔ اسی زمانہ میں ابن طراد کو دوبارہ وزیر بنایا گیا۔
سال رواں ہی میں اقبال مسترشدی پر بادشاہوں کی خلعت دی گئی۔ ملک العرب سیف الدولہ کا اس کو لقب دیا گیا۔ پھر وہ خلعت پر سوار ہو کر دیوان گیا۔ اسی سال ملک طغرل کی حکومت مضبوط اور ملک مسعود کی حکومت کمزور ہو گئی۔

خواص کی وفات

احمد بن علی بن ابراہیم ..... یہ احمد بن علی بن ابراہیم ابو الوفاء الفیروز آبادی مشائخ صوفیاء میں سے ہیں رباط الزوزنی کی خانقاہ میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ان کا کلام شیریں تھا۔ صوفیہ کے حالات، سیرت، اشعار سے اچھی طرح واقف تھے۔

ابو علی الفارقی ..... یہ ابو علی الفارقی الحسن بن ابراہیم بن برہون ہیں۔ ان کی ولادت ۴۳۳ھ ہے اور فارق کے مصنف ابی عبد اللہ محمد بن بیان الکازرونی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر شیخ ابی اسحاق اور ابن الصباغ سے حاصل کی۔ آپ ابو علی فارقی مہذب اور الشامل کا تکرار کرتے تھے۔ بعد میں واسط کے قاضی بنا دیئے گئے۔ حسن سیرت کے مالک تھے۔ اوقات اپنے اعمال اور نقل سے بھرپور فائدہ اٹھاتے تھے۔ اسی سال محرم میں پچانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

عبد اللہ بن محمد ..... یہ عبد اللہ بن محمد ابن احمد بن حسن ابو محمد بن ابی بکر الشاشی حدیث کا سماع کیا۔ اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ مناظر

منطقی اصولی و متکلم، واعظ فصیح، سمجھدار تھے۔ ابن الجوزی نے ان کے وعظ، نظم و نثر اور الفاظ کے حسن کی تعریف کی ہے۔ پچاس سال کی عمر کے قریب اسی سال محرم میں وفات پائی، اپنے والد کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

محمد بن احمد ... یہ محمد بن احمد بن علی بن ابی بکر الصلحان ابو الحسن الحلاج البغدادی سے مشہور ہیں، حدیث کا سماع کیا، قاری بھی تھے۔ نیک سیرت زاہد عابد تھے۔ تو ان سے دعا کرائی جاتی تھی اور لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے تھے۔

محمد بن عبد الواحد الشافعی ... یہ محمد بن عبد الواحد الشافعی ابو رشید ہیں، اہل طبرستان کے باشندے تھے، ان کی ولادت ۴۳۳ھ ہے۔ حج کیا اور ایک مدت مکہ میں اقامت اختیار کی، بہت سی احادیث کا سماع کیا۔ ابو رشید زاہد لوگوں سے کنارہ کش، گوشہ نشین تھے۔ ایک بار یہ کچھ تاجروں کے ساتھ دریائی سفر پر گئے، راستے میں ایک جزیرہ پر ٹھہر گئے۔ ابو رشید نے کہا مجھے یہیں چھوڑ دو میں یہاں اللہ کی عبادت کروں گا۔ تاجروں نے اپنے ساتھ جانے پر بہت اصرار کیا لیکن ابو رشید نہیں مانے۔ بالآخر انہوں نے ان کو وہیں چھوڑ دیا اور خود سفر پر روانہ ہو گئے۔ لیکن ہوا نے تاجروں کو ابو رشید کے پاس لا کر چھوڑ دیا۔ تاجروں نے ابو رشید سے کہا کہ تم نے یہاں ٹھہرنا ہی ہے تو اس وقت تو ہمارے ساتھ چلو بعد میں دوبارہ آ جانا چنانچہ ابو رشید ان کے ساتھ چلے گئے، ان کو چھوڑ کر دوبارہ اسی جزیرے کے پاس آ کر مقیم ہو گئے۔ ایک مدت تک ٹھہرنے کے بعد دوبارہ اپنے شہر چلے گئے۔
بعض کا قول ہے کہ ابو رشید اس جزیرہ میں موجود اشیاء سے خوراک حاصل کرتے تھے، وہاں پر ایک اژدھا بھی تھا جو انسانوں کو کھاتا تھا، اسی طرح وہاں پر ایک پانی کا چشمہ تھا جس سے ابو رشید پانی پیتے اور وضو کرتے تھے۔ ان کی قبر آمل میں مشہور ہے۔ لوگ ان کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

ام خلیفہ ... یہ مسترشد کی والدہ ہیں، اسی سال ماہ شوال میں شب جمعہ وفات پائی۔

واقعات ۵۲۹ھ

اسی سال مسترشد کی وفات ہوئی، اس کا لڑکا راشد خلیفہ بنا، کیونکہ سلطان مسعود اور خلیفہ کے درمیان کشیدگی تھی جس کی وجہ سے خلیفہ نے بغداد سے اس کا خطبہ ختم کرنے کا ارادہ کیا۔ اتفاقاً سلطان مسعود کے بھائی طغرل بن محمد بن ملک شاہ کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے سلطان مسعود دوسرے شہروں کی طرف چلا گیا اور ان کا مالک بن گیا۔ اب اس کا حوصلہ بڑھ گیا، پھر اس نے خلیفہ سے بغداد چھیننے کے لئے لشکر جمع کرنا شروع کر دیا۔ جب خلیفہ کو اس کا علم ہوا تو وہ خوف زدہ ہو گیا، اس نے اس کی تیاری شروع کر دی۔ امراء کی ایک جماعت ملک محمد سے خوف زدہ ہو کر خلیفہ کے پاس آ گئی۔
خلیفہ پہلی جمادی کو ایک عظیم لشکر کے ہمراہ بغداد سے نکلا، یہ لشکر تھا جو امراء پر مشتمل تھا، اس کے آگے آگے چلتے رہے حتیٰ کہ خلیفہ خیمہ میں داخل ہو گیا۔ خلیفہ نے ایک جماعت آگے بھیجی، ملک مسعود نے بھی دبیس بن صدقہ بن منصور کی ماتحتی میں ایک جماعت مقابلہ کے لئے آگے کی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دس رمضان کو دونوں میں جنگ شروع ہو گئی، بڑی شدید لڑائی ہوئی لیکن دونوں جانبوں سے صرف پانچ آدمی ہلاک ہوئے۔
اس کے بعد خلیفہ نے مسعود کے لشکر پر حملہ کر کے اسے شکست دی، اس کا لشکر واپس چلا گیا، پھر مسعود کے لشکر نے خلیفہ کے لشکر پر حملہ کر کے اسے شکست دی اور خلیفہ گرفتار ہو گیا۔ مسعود کے لشکر نے اموال اور حیوانات پر قبضہ کر لیا جس میں چار کروڑ دینار کے علاوہ سامان وغیرہ بھی تھا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ چاروں طرف یہ خبر مشہور ہو گئی، بغداد میں خبر پہنچی، لوگ خوف زدہ ہو گئے اور وہ بے حال ہو گئے، عوام نے منبروں کے پاس آ کر انہیں توڑ دیا، جماعت میں حاضر ہونے سے رک گئے، خواتین بے پردہ سر خلیفہ اور اس کی گرفتاری پر نوحہ کرنے نکلیں، ایک بہت بڑا فتنہ برپا ہو گیا۔ عام بستیوں میں بھی یہی صورت حال رہی۔
بالآخر ملک سنجر نے اپنے بھتیجے کو خط کے ذریعے اس امر عظیم کے انجام سے متنبہ کیا اور خلیفہ کو دوبارہ خلافت واپس لوٹانے کا حکم دیا، جب خط ملک

مسعود نے خلیفہ کے لئے خیمہ لگایا اس میں ایک تخت رکھا، خلیفہ کو سیاہ لباس پہنایا، اسے سواری پر سوار کیا، گھوڑے کی لگام اس کے ہاتھ میں دی، لشکر اس کے آگے آگے پیدل چل رہا تھا حتیٰ کہ خلیفہ تخت پر بیٹھ گیا، ملک مسعود نے اس کے سامنے کھڑے ہو کر زمین کو بوسہ دیا، خلیفہ نے اس پر خلعت کی۔ دبیس کو ہاتھ بندھا کر لایا گیا اس کے دائیں اور بائیں جانب دو دو امیر تھے، تلوار سونتی ہوئی تھی، ایک کفن تھا خلیفہ کو خوش کرنے کے لئے اس کے سامنے ڈالدیا، سلطان نے آگے بڑھ کر دبیس کی سفارش کی، اس کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے: اے امیر المومنین معافی چاہتا ہوں میں یقیناً مجرم ہوں قدرت ہوتے ہوئے معاف کرنا اصل ہے، خلیفہ نے معافی کا اعلان کر دیا اور وہ کہہ رہا تھا آج تم پر کوئی سرزنش نہیں اللہ تمہیں معاف کرے گا، اس کے بعد دبیس نے کھڑے ہو کر خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دینے کی درخواست کی خلیفہ نے اجازت دے دی، دبیس نے خلیفہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر اپنے چہرہ اور سینہ پر پھیرا، گذشتہ غلطیوں سے درگزر کا سوال کیا معاملہ صاف ہو گیا یہ خبر چاروں طرف پھیل گئی، اس سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ذی الحجہ کے شروع میں ملک سنجر نے ایلچی کے ذریعہ اپنے بھتیجے کو خلیفہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اسے جلد واپس کرنے کے بارے میں پیغام بھیجا اور بغداد تک خلیفہ کی خدمت کے لئے کچھ غلام بھی بھیجے ان کے ساتھ دس باطنی بھی ہو گئے۔ جب یہ غلام خلیفہ کے پاس پہنچے تو باطنیوں نے اس پر حملہ کر دیا، خیمہ میں ہی اسے قتل کر دیا اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے، لوگوں کو صرف اس کے نشانات ہی ملے، خلیفہ کے ساتھیوں میں سے عبید اللہ بن سکینہ کو بھی قتل کر دیا، پھر ان باطنیوں کو پکڑ کر جلا دیا گیا۔ بعض کا قول ہے انہیں خلیفہ کے قتل کے لئے تیار کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

خلیفہ کی موت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، لوگوں کا غم خلیفہ مسترشد پر بڑھ گیا، عورتیں برہنہ چہرہ بغداد میں نوحہ کرتی رہیں، خلیفہ باب مراغہ کے پاس سترہ ذی الحجہ جمعرات کے روز قتل کیا گیا اس کے اعضاء بغداد لائے گئے اس کے لڑکے خلیفہ راشد کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے بعد تین دن تک لوگ اس کی تعزیت کے لئے بیٹھے رہے، خلیفہ مسترشد بہادر، بلند ہمت، فصیح و بلیغ، شیریں گفتار، بہت بڑا عابد، عام و خاص سے محبت کرنے والا تھا، خلیفہ ہونے کے ساتھ خطیب بھی آخری خلیفہ تھا، اس کی عمر ۴۵ سال ۳ ماہ تھی۔ مدت خلافت سترہ سال چھ ماہ بیس یوم تھی، اس کی والدہ ترکی ام ولد تھی۔

راشد باللہ کی خلافت ...... ابو جعفر منصور بن مسترشد ہیں، ان کے والد نے ولی عہد ان کو بنایا تھا، خلعت دینے کا بھی ارادہ کیا تھا لیکن ان کو اس کا موقع نہیں مل سکا، کیونکہ اس نے دعوت نہیں کیا، ان کے والد کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، بغداد میں منابر پر ان کے نام کا خطبہ دیا گیا، اس وقت راشد کی عمر کافی تھی اور وہ صاحب اولاد تھا، راشد سفید رنگ، طاقتور، خوبصورت نوجوان تھا، اس سال عرفہ کے روز راشد کو جنازہ لایا گیا، باب النوبہ میں لوگوں کی ایک بڑی تعداد نے ان کی نماز جنازہ ادا کی، دوسرے روز عوام غم سے نڈھال حالت میں عید کے لئے نکلے، راشد کی حکومت کے شروع میں رافضیوں نے کچھ زور پکڑا۔

احمد بن محمد بن حسین ...... یہ احمد بن محمد بن حسین ابن عمر ابو المظفر بن ابی بکر الشاشی، اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، ان کے بھائی کی وفات نے ان کی ہمت توڑ کے رکھ دی اس لئے ابن احمد روایت حدیث کی عمر کو نہیں پہنچ سکے۔

اسماعیل بن عبداللہ ...... یہ اسماعیل بن عبداللہ ابن علی ابو القاسم الحاکم امام الحرمین سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اسماعیل امام غزالی کے شاگرد تھے اور غزالی ان سے احترام و اکرام کا معاملہ کرتے تھے، اسماعیل فقیہ، زاہد، عابد، متقی تھے، طوس میں وفات پائی امام غزالی کے پہلو میں دفن کئے گئے۔

دبیس بن صدقہ ...... یہ دبیس بن صدقہ ابن منصور بن دبیس علی بن مزید ابو الاعز الاسدی الامیر ہیں، زبیدوں کے گھرانے سے تھے، بہادر، نڈر تھے، دبیس نے بہت سے کارنامے انجام دیئے، خلیفہ کے خوف سے جنگلات کی طرف نکل گئے، خلیفہ کی وفات کے بعد دبیس صرف چوبیس یوم زندہ رہے، ایک وقت سلطان نے ان پر الزام لگایا تھا کہ دبیس نے زنگی کو خط کے ذریعہ سلطان کے پاس آنے سے منع کیا ہے اس کو سلطان سے خوف زدہ بھی کیا، اسے جان بچانے کا حکم دیا سلطان نے ایک ارمنی غلام کو اس کے پاس بھیجا، غلام نے دبیس کو خیمہ میں سر جھکائے ہوئے تفکرات میں مبتلا پایا، غلام نے بات کرنے سے پہلے ہی تلوار دبیس پر سونت لی اور سر تن سے جدا کر دیا، بعض کا قول ہے کہ سلطان نے دبیس کو اپنے پاس بلوا کر باندھ کر اپنے

ہونے تک کرایا کرتا تھا۔

طغرل السلطان ابن السلطان محمد بن ملک شاہ ۔۔۔ اس سال محرم کے مہینے میں وفات پائی۔

علی بن محمد الشروجانی ۔۔ یہ عابد و زاہد تھے ابن الجوزی نے نقل کیا ہے کہ علی بن محمد کا قول ہے جب قدرت کا تعلق کسی چیز سے ہو جاتا ہے تو اس میں ان سے دریافت کیا گیا کہ علی بن محمد اس بات سے نا آشنا ہو گئے ہیں عالم کو معذور سمجھا گیا۔

الفضل ابو منصور ۔ امیر المؤمنین المسترشد باللہ ان کے حالات گزر چکے۔

واقعات ۵۳۰ھ

اس سال خلیفہ راشد اور سلطان مسعود کے درمیان جنگ ہوئی کیونکہ مسعود نے خلیفہ کے پاس خط لکھا کہ جس وقت میں نے تمہارے والد کو گرفتار کیا تھا اس وقت اس نے میرے نام چار لاکھ دینار کی تحریر لکھی تھی اب میں تم سے اپنے اس حق کا مطالبہ کرتا ہوں خلیفہ راشد نے اس کا انکار کرتے ہوئے کہا اب ہمارے اور تمہارے درمیان تلوار فیصلہ کرے گی۔

سلطان کو جب خلیفہ کا جواب موصول ہوا تو اس نے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا خلیفہ نے بھی امراء کو مسعود کا مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا عماد الدین زنگی بھی آیا اور خلیفہ کے امراء جمع ہو گئے اسی دوران سلطان داؤد بن محمود بن محمد بن ملک شاہ بھی خلیفہ کے پاس پہنچ گیا خلیفہ نے بغداد میں اس کے نام پر خطبہ دیا اور اس کو خلعت دی اس کی بادشاہت پر بیعت لی اس سے خلیفہ اور مسعود کے درمیان کشیدگی میں اضافہ ہو گیا خلیفہ بغداد سے نکل کر اس کے ساتھ طریق خراسان کی طرف گئے جبکہ شعبان کے آخر میں وہ موصل اور سلطان داؤد اصفہان کی جانب نکلا۔

جب خلیفہ کو سلطان محمود کے لشکر کی روانگی کی اطلاع ملی تو عماد الدین زنگی نے خلیفہ کو بڑے خوبصورت انداز میں اپنے ساتھ موصل جانے کا مشورہ دیا اتفاق سے ان کی غیر موجودگی میں مسعود چار شوال کو بغداد میں داخل ہو گیا اس نے سب کچھ سمیت بغداد پر قبضہ کر لیا۔ پھر خلیفہ کی عیوب کو ہاتھوں سے بیان کیا اور ان سب کے سامنے کے بجائے بھی لکھا ہوا اور قضاۃ کو جمع کر کے انہیں خلیفہ راشد کا خط دکھایا کہ جب میں مسعود سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے جاؤں گا تو خلافت سے دستبردار ہو جاؤں گا اس پر علماء نے خلیفہ راشد کو خلافت سے دستبردار ہونے کا فتویٰ دے دیا چنانچہ جو لوگ حاضر تھے انہوں نے فتویٰ کی روشنی میں راشد کو خلافت سے معزول کر دیا اور اس کی خلافت ختم ہو گئی۔ سلطان نے اپنے چچا مقتفی بن المستظہر کو بلایا اور اپنے بھتیجے راشد کی جگہ بٹھا کے ہاتھ پر بیعت خلافت لی۔

مقتفی لامر اللہ کی خلافت ۔۔ یہ ابو عبداللہ بن المستظہر ہیں ان کی والدہ ام ولد تھیں جن کا نام نسیم تھا اور ان کی یہ بھی کہا جاتا تھا خلافت کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی راشد کے خلافت سے دستبردار ہونے کے دو دن بعد ان کے ہاتھ پر بیعت خلافت لی گئی ذیقعدہ جمعہ کے روز ان کے نام پر منابر پر خطبہ دیا گیا مقتفی ان کا لقب رکھا گیا کیونکہ ان کا قول تھا کہ میں نے خواب میں آپ ﷺ کی زیارت کی ہے آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ عنقریب تمہیں خلافت ملے گی اس وقت تم میری اقتداء کرنا اس خواب کے چھ روز بعد ان کو خلافت مل گئی اسی وجہ سے انہوں نے اپنا لقب مقتفی رکھا۔

ایک عجیب فائدہ کے متعلق انتباہ ۔۔۔ دو بھائیوں کے خلیفہ بننے کی بہت سی مثالیں ہیں، جیسے مسترشد اور مقتفی، سفاح اور منصور، ہادی اور رشید، معتصم کے دو بیٹے واثق اور متوکل، اسی طرح تین بھائیوں کے خلیفہ بننے کی بھی مثالیں موجود ہیں، جیسے رشید کے تین بیٹے امین، مامون، معتصم، متوکل کے تین بیٹے منتصر، معتز، معتمد، معتضد کے تین بیٹے مکتفی، مقتدر، قاہر، مقتدر کے تین بیٹے راضی، متقی، مطیع، البتہ چار بھائیوں کے خلیفہ

بنے، اس کی صرف ایک مثال ہے عبدالملک بن مروان کے لڑکے ولید، سلیمان، یزید، ہشام۔
مقتفی کی خلافت منعقد ہونے کے بعد راشد مسلسل آوارگی کے ساتھ آخر کار اسی سال ذی الحجہ میں موصل میں داخل ہوا۔

خواص کی وفات

محمد بن حمویہ: ... یہ محمد بن حمویہ ابو عبداللہ الجوینی ہیں۔ حدیث کے راوی ہیں، صدوق، علم و زہد میں مشہور تھے۔ صاحب کرامات ہیں۔ بغداد آئے، واپسی پر اہل بغداد کے لئے دو شعر کہے۔

(۱) میرے جانے کے بعد اگر تمہاری طرف میرا کوئی حصہ بچا ہے تو میرے دل کی سب نعمتیں تمہاری طرف ہوں گی۔
(۲) اگر تمہیں چاہو تو میری طرف سے تمہیں سلام قبول ہو۔

محمد بن عبداللہ: ... یہ محمد بن عبداللہ بن احمد بن حبیب ابوبکر العامری ہیں، ابن الخباز سے مشہور ہوئے، حدیث کا سماع کیا، صوفیہ کے طرز پر وعظ کرتے تھے، ابن الجوزی جیسے حضرات ان کی تربیت میں رہے ہیں، ابن الجوزی نے ان کی تعریف کی ہے، ان کے کچھ شعر یہ ہیں۔

(۱) عشق میں میری کیسی حالت ہو گئی ہے، صورت بن گئی ہے جیسے کسی کی علامت سے نصیب داشتی کھو جاتی ہے۔
(۲) میں اس کی محبت میں مشغول ہو کر کیسے شکایت کروں، میرے اسم سے وہ میری عمر و حیات میں ادا کر کے ہو جاتی ہے، مجھے اقرار حدیث میں معرفت تھی۔

محمد بن عبداللہ نے کتاب الشہاب کی شرح لکھی، انہوں نے ایک خانقاہ بنوائی تھی جس میں زاہدین عابدین کی ایک جماعت رہتی تھی، بوقت وفات تقویٰ اور اخلاص کی اپنے مریدین کو وصیت کی، پھر ان پر نزع شروع ہو گئی، پیشانی عرق آلود ہو گئی، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر کسی شاعر کا یہ شعر پڑھا: میں نے تیرے سامنے ہاتھ پھیلا دیئے فضل کا سوال کرتا ہوں، تو مجھے خالی واپس کر کے دشمنوں کو خوش نہ کر۔

اس کے بعد فرمانے لگے میں مشائخ کی ایک جماعت دیکھ رہا ہوں، ان کے سامنے تختیاں پڑی ہیں، وہ میرے انتظار میں ہیں، اس کے بعد وفات ہو گئی، یہ وقت سولہ رمضان بدھ کا دن تھا، خانقاہ میں دفن کئے گئے، پھر ۵۵۴ھ میں خانقاہ سمیت غرق ہو گئی۔

محمد بن الفضل: ... ابن احمد بن محمد بن ابی العباس ابو عبداللہ الصاعدی الفراوی ہیں، ان کا تعلق فراوہ کی سرحد سے تھا، بعد میں نیشاپور میں داخل ہوئے، پڑھے لکھے تھے، محمد اور ابو المحمد نے حدیث کا سماع کیا، فقیہ، متقی، مناظر، واعظ، ظریف، خوبصورت، خوب سیرت، نفیس تھے، ایک ہزار سے زائد مجالس کو حدیث کا املا کیا، اطراف سے ان کے پاس طلبا آتے تھے حتیٰ کہ ان کے بارے میں مشہور ہو گیا کہ الفراوی ایک ہزار راوی ہیں، یعنی کا قول ہے، ان کی انگوٹھی میں یہ لکھا ہوا تھا، صحیح مسلم کا تیس سے زائد مرتبہ درس دیا، نوے سال کی عمر میں شوال میں وفات پائی۔

واقعات ۵۳۱ھ

اس سال اصفہان میں اچانک اموات بہت ہوئیں جس کی وجہ سے متعدد مکان بند ہو گئے۔ اسی زمانہ میں خلیفہ نے خاتون فاطمہ بنت محمد بن ملک شاہ سے ایک لاکھ دینار پر نکاح کیا، تقریب میں اس کا بھائی سلطان مسعود، ارکان دولت، وزراء، امراء شامل تھے، لوگوں پر مختلف قسم کی چیزیں نچھاور کی گئیں۔

اسی برس اہل خراسان نے رمضان کے تیس روزے رکھے کیونکہ آسمان صاف ہونے کے باوجود چاند نظر نہیں آیا، ابن الجوزی کا قول ہے ایسا کبھی نہیں ہوا۔

اسی برس المقتفی کا وزیر شرف الدین الزینبی [illegible] بھاگ گیا [illegible] نے قبضہ کر کے وہاں سے [illegible] شہروں سے [illegible] سلطان [illegible] مسعود نے اسے [illegible] کر کے [illegible] ڈال دیا پھر اسے چھوڑ دیا تو اس نے [illegible] اختیار کی اور گھر بیٹھ گیا، خلیفہ نے اس کی جگہ [illegible] کو وزیر بنایا [illegible] الفضل اس کا لقب رکھا اس سے پہلے کسی وزیر کا یہ لقب نہیں رکھا گیا، کچھ عرصہ بعد خلیفہ اور اس وزیر کے درمیان بھی کشیدگی پیدا ہو گئی [illegible] رہی حتیٰ کہ خلیفہ نے اسے بھی [illegible] کر دیا [illegible] خوش [illegible] گیا۔

اسی سال عماد الدین زنگی چند شہروں کا مالک بنا۔ سال رواں کی شب [illegible] شام میں ایک سیاہ بادل ظاہر ہوا جس سے تاریکی چھا گئی [illegible] پھر اس کے بعد سرخ بادل ظاہر ہوا جس نے [illegible] کر دیا، اس کے بعد تند ہوا چلی جس نے بہت سے درختوں کو اکھاڑ کر پھینک دیا اس کے بعد زوردار بارش ہوئی جس میں بڑے بڑے اولے پڑے۔ اسی برس روم کے بادشاہ نے شام پر حملہ کر کے فرنگیوں کے قبضے سے متعدد شہروں کو فتح کر لیا [illegible] کے بادشاہ ابن لیون نے رومی بادشاہ کا ساتھ دیا۔

خواص کی وفات

احمد بن محمد بن ثابت: یہ احمد بن محمد بن ثابت ابن الحسن ابو سعد الخجندی ہیں، فقہ کی تعلیم اپنے والد امام ابو بکر [illegible] الاصفہانی سے حاصل کی، بغداد آئے [illegible] مدرس بنے اور معزول ہوئے، حدیث کا سماع کیا اور واعظ بھی تھے۔ اسی سال شعبان میں ستر سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

عبد اللہ بن احمد: یہ عبد اللہ بن احمد بن عمر ابو القاسم السمرقندی ہیں [illegible] شیخ تھے، بہت سے محدثین سے حدیث کی سماعت کی [illegible] ابو الحسین ابن النقور [illegible] سے روایت کرنے والے سب سے آخری راوی بھی یہی ہیں، الخطیب نے ان سے احادیث بیان کی ہیں، یہ بہت ثقہ [illegible] تھے [illegible] وفات تک اپنے حواس اور قویٰ سے فائدہ حاصل کرتے رہے تھے، اسی سال جمادی الاولیٰ میں چھیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

واقعات ۵۳۳ھ

اسی سال معزول خلیفہ راشد قتل کیا گیا، تفصیل اس کی یہ ہے کہ ملک داؤد اور امراء کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر کہنے لگی کہ مسعود سے قتال کرنا ضروری ہے چنانچہ راشد مراغہ تک [illegible] دونوں میں جنگ ہوئی، مسعود نے راشد کو شکست دے کر اس کے لشکر کو منتشر کر دیا، ایک جماعت قتل کر دی جس میں صدقہ بن دبیس بھی تھا، اس کے بھائی محمد کو حلہ کا حاکم بنا دیا، خلیفہ راشد بھاگ کر اصفہان میں داخل ہو گیا [illegible] میں سے ایک خراسانی خادم نے اس پر حملہ کر کے زخمی کر دیا بعد میں اس کا زخم ٹھیک بھی ہو گیا، لیکن ۲۵ رمضان کو کسی نے اسے قتل کر دیا، اصفہان کے باہر شہرستان میں اس کو دفن کر دیا، یہ خوبصورت، ذی وجاہت [illegible] بارعب چہرہ والا تھا، اس کی والدہ ام ولد تھی۔

اسی سال [illegible] القاری نے [illegible] خلاف حج منایا [illegible] کیونکہ اس سال بادشاہوں کے اختلاف کی وجہ سے [illegible] خلاف [illegible] تھا۔ اسی زمانے میں شام، جزیرہ اور عراق میں سخت زلزلہ آیا جس سے بہت سے مکانات گر گئے [illegible]

مر گئے۔ اسی برس محرم میں عماد الدین زنگی نے حمص شہر پر قبضہ کر لیا اور رمضان میں دمشق کے حاکم کی والدہ ست زمرد خاتون سے شادی کی، اس کی طرف الخاتونیہ البرانیہ منسوب ہے۔

ماہ شعبان میں رومی بادشاہ نے حلب سے چھ میل کے فاصلے پر بزاعہ شہر پر قبضہ کر لیا، قتل اور گرفتاری سے بچنے والے افراد نے بغداد آکر مسلمانوں سے مدد طلب کی، بغداد میں خطبہ دینے کی بجائے رونا پیٹنا ہوا۔

اسی سال سلطان مسعود نے طغرل بن دبیس بن صدقہ کی بیٹی سے شادی کی، اس کی خوشی میں سات روز تک بغداد آراستہ کیا گیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے اس کی وجہ سے بغداد میں خوب فساد پھیلا، کچھ عرصہ بعد اس نے چچا کی لڑکی سے شادی کی اس موقع پر بھی تین روز تک بغداد آراستہ کیا گیا۔ اسی زمانے میں قلعہ تکریت میں سلطان ناصر صلاح الدین یوسف، ایوب بن شادی کے ہاں پیدا ہوا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ

احمد بن محمد ۔۔۔ یہ احمد بن محمد بن احمد بن ابی الفتح الدینوری حنبلی ہیں، حدیث کا سماع کیا، ابو الخطاب محفوظ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، فتوے کا کام بھی کیا، بڑے علماء بھی مناظرے سے بچ گئے، اسعد میہنی ان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ دینوری نے ہر ایک کی دلیل توڑ دی۔ ابن الجوزی بھی ان کی تربیت میں رہے ہیں انہوں نے ان کے اشعار سنائے۔

(۱) بلا کوشش کے تو فقیہ مناظر بننا چاہتا ہے جنون کی مختلف قسمیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔
(۲) بلا مشقت حاصل نہیں ہو سکتا تو علم کیسے حاصل ہوگا۔

عبدالمنعم عبدالکریم کے حالات[۱] ۔۔۔ یہ عبدالمنعم بن عبدالکریم ابن ہوازن ابو المظفر القشیری ہیں۔ ان میں سے باقی رہنے والے سب سے آخری شخص ہیں، اپنے والد ابوبکر بیہقی وغیرہ سے حدیث کا سماع کیا، ان سے عبدالوہاب انماطی نے سماع کیا، ابن الجوزی کو اجازت دی، نوے سال کے قریب عمر پائی۔

محمد بن عبدالملک ۔۔۔ یہ محمد بن عبدالملک ابن محمد بن عمر ابو الحسن الکرخی مختلف شہروں میں بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، فقیہ مفتی تھے۔ ابی اسحاق شافعی وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی شاعر و ادیب تھے، ان کی متعدد تصانیف ہیں، الفصول فی اعتقاد الائمۃ الفحول اس میں اعتقاد کے باب میں سلف کے مذاہب بیان کئے ہیں نیز عجیب عجیب چیزیں بھی اس میں ذکر کی ہیں، انہوں نے تفسیر اور فقہ پر بھی کتاب لکھی، نماز فجر میں قنوت کے قائل نہیں تھے۔ کہتے تھے کہ یہ حدیث سے ثابت نہیں ہے اور ایسے بھی ہو سکتا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے جب حدیث صحیح ہو تو وہی میرا مذہب ہے میری بات چھوڑ دو۔ اور یہ بڑے حسین و جمیل اخلاق کے مالک تھے، ان کے دو شعر درج ذیل ہیں۔

(۱) اس کا گھر مجھ سے دور ہونے کے باوجود اس کے حسن کا خیال میرے دل میں جاگزیں ہے۔
(۲) دل بھرنے کے بعد اس سے ملنے کا خیال ہوا تو حسن زائل ہو چکا تھا نوے سال کے قریب عمر میں وفات پائی۔

خلیفہ راشد کے حالات[۱] ۔۔۔ یہ خلیفہ راشد منصور بن مسترشد ہیں، اصفہان میں قتل کئے گئے۔ سبب قتل میں مختلف اقوال ہیں:

(۱) راشد کو زہر دیا گیا۔

---

(۱) الانساب: ۱۰/۱۵۶۔ الخلیفہ: الورقة: ۱۹۲۔ شذرات الذهب: ۴/۹۹۔ طبقات الاسنوی: ۲/۲۱۸، ۳۱۹۔ طبقات السبکی: ۴/۱۹۲، ۱۹۳۔ العبر: ۴/۸۸۔ المنتظم: ۱۰/۷۵۔

(۳) بو خفیہ سے قتل کیا۔

(۴) آپ کی حکومت کے اندر ہی قتل کیا۔ ابن الجوزی نے بیان کیا کہ عوام کی زبان سے یہ بات مشہور ہے کہ ہر چھٹا خلیفہ معزول کیا جاتا ہے اور قتل ہوتا ہے۔ ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے اس امر کے قول میں غور کیا تو یہ بات ثابت پائی کہ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے ان کے بعد عمر، عثمان، علی اور حسن تو حسن کو معزول کر کے قتل کیا گیا اس کے بعد معاویہ، یزید، معاویہ بن یزید، مروان، عبدالملک بن مروان اور عبداللہ بن زبیر میں سے عبداللہ بن زبیر معزول کئے گئے اور قتل کیے گئے اس کے بعد ولید، سلیمان، عمر بن عبدالعزیز، یزید، ہشام اور ولید بن یزید میں سے ولید بن یزید معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد بنی عباس کے سفاح، منصور، مہدی، ہادی، رشید اور امین میں سے امین معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد مہتدی، معتمد، معتضد، مکتفی اور مقتدر میں سے مقتدر معزول اور قتل کئے گئے، اس کے بعد قاہر، راضی، متقی، مستکفی، مطیع اور طائع میں سے طائع معزول ہوئے، اس کے بعد قادر، قائم، مقتدی، مستظہر، مسترشد اور راشد میں سے راشد معزول اور قتل کئے گئے۔

نوشروان بن خالد کے حالات[۲]: یہ ابو نصر انوشروان بن خالد بن محمد القاشانی القینی ہیں جو وزیر ابو العز ہیں۔ جس وقت حریری نے ایک کتاب کا نام ... سب سے پہلے سلطان محمود اور خلیفہ مسترشد کے وزیر تھے، نہایت قابل، با ادب، صاحب فضیلت تھے۔ نوشروان نے ہی حریری کو مقامات کی تصنیف کا حکم دیا تھا کیونکہ ایک روز حریری بصرہ کے ایک محلہ کی مسجد بنی حرام میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ایک شخص اس کے پاس آیا اس نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا میں ابو زید ہوں، پھر حریری نے مقامات کا ایک مقامہ تیار کیا جو دنیا میں مشہور ہوا، جب نوشروان نے اس کو دیکھا تو اسے اچھا لگا اسی وجہ سے اس نے حریری کو مزید مقامات تیار کرنے کا حکم دیا، یہاں تک کہ حریری نے پچاس مقامات پورے کر دیئے۔ انہوں نے ہی نوشروان کی مدح میں یہ اشعار کہے۔

(۱) کاش یہ احساس اس آدمی کو ہوتا کہ کاش وہ ہوتا اگرچہ اس میں تکلیف اور تنگی والے کے لئے راحت ہو۔

(۲) تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے گھر دور ہونے کے بعد سے میرا قرب تمہارے ساتھ کتنی شدت سے بڑھ گیا ہے۔

(۳) میں شوق کی تکلیف برداشت کرنے والے پر حیران ہوں جو احوال اور ذکر ... باندھتا ہے۔

(۴) ملاقات کا زمانہ مجھے یاد آتا ہے اس کی بہت سی ... کو ظاہر کرتے ہوئے ... ہے۔

(۵) مجھے ہر وقت تمہارا خیال رہتا ہے یہاں تک کہ افسوس ... کا ... نہیں رہا۔

(۶) قسم بخدا اگر میں تمہارے شوق کا ... تو ... رب ... ہوتا۔

(۷) میرے خطوط کے لکھنے پر ... ہونے سے ... اور ... دیتے ہیں۔

(۸) اگر میں ... سے ... تو آپ کی ... سے ... ہے۔

(۹) اور ... تمہاری طرف چلنے کے وقت مجھے غم کے ساتھ تمہاری طرف ... دیا۔

(۱۰) میں نے اپنے خط کو پیغام رساں کا نائب بنایا ... ہے۔

(۱۱) اسی طرح ... میری ... سے ... کرتے ہیں۔

(۱۲) میں ... تمہارے ... بات ... ہے۔

---

(۱) تاریخ الخلفاء: ۴۳۹، ۴۴۷، تاریخ الخمیس ۲/۳۶۲، تاریخ دولة آل سلجوق ۱۷۸، ۱۸۱، [illegible] ۳/۱۲، دول الاسلام: ۲/۵۲، ۵۳، شذرات الذہب: ۴/۱۰۰، ۱۰۱، العبر: ۴/۸۹، ۹۰، الفخری: ۳۰۱، فوات الوفیات: ۴/۹۸، ۱۹۹، المنتظم: ۱۰/۴۶)

(۲) شذرات الذہب: ۴/۱۰۱، العبر: ۴/۹۰، الفخری: ۳۰۶، الکامل ۱۱/۷۰، ۷۱، کشف الظنون ۲/۱۲۴۰، ۱۲۴۱، المنتظم: ۱۰/۷۹، النجوم الزاہرۃ: ۵/۲۶۱، [illegible]: ۱/۲۲۸، وفیات الاعیان: ۱/۲۲۴)

واقعات ۵۳۳ ھ

اس سال جنزہ شہر میں سخت زلزلہ آیا جس کے سبب دو لاکھ تیس ہزار افراد ہلاک ہوئے اور اس جگہ پر سیاہ پانی بن گیا۔ حلب کے باشندوں نے ایک رات میں ۸۰ بار زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے اسی زمانہ میں سلطان محمود نے بہت سے ٹیکس معاف کئے۔ لوگوں نے اسے بہت دعائیں دیں۔

اسی برس سلطان سنجر اور خوارزم شاہ میں سخت معرکہ ہوا سنجر نے خوارزم کو شکست دے کر اس کے لڑکے کو قتل کر دیا جس پر والد کو سخت صدمہ ہوا۔ ماہ شوال میں دمشق کے حاکم شہاب الدین محمود ابن تاج الملوک بوری بن طغتکین کو اس کے خواص میں سے تین آدمیوں نے قتل کر دیا وہ پکڑے گئے انہیں سولی دی گئی ایک بھاگ گیا۔ اسی سال یہود و نصاریٰ کو ملازمتوں سے معزول کیا گیا ایک ماہ سے پہلے ہی دوبارہ بحال کر دیا گیا۔ اس سال قحط عام نے لوگوں کو تنگ کیا۔

خواص کی وفات

زاہر بن طاہر کے حالات[1] ...... یہ زاہر بن طاہر بن محمد ابو القاسم بن ابی عبدالرحمن بن ابی بکر الشحامی المحدث المستملی ہیں شہروں کا سفر کرنے والے متعدد مشائخ سے حدیث کا سماع کیا نیشاپور میں ایک ہزار مجالس کا املاء کرایا ابو سعید سمعانی نے ان پر نماز غلط پڑھنے پر اعتراض کیا ابن الجوزی نے جواب دیا کہ یہ بیمار تھے بعض کا قول ہے بیماری کی وجہ سے نمازوں کو جمع کر لیتے تھے اسی سال ربیع الثانی میں ۸۵ سال کی عمر میں نیشاپور میں وفات پائی۔

یحییٰ بن یحییٰ بن علی ...... یہ یحییٰ بن یحییٰ ابن الصائغ ابو القاسم الکاتب ہیں مسترشد نے ان پر خلعت کر کے جمال الملک کا لقب دیا بیت چار کر دیئے ان کا گھر ان کے پہلو میں تھا اس کو گرا کر ایک مکان ساخت کرایا جس کی ٹیپ چونا خلیفہ نے انہیں لکڑی، پتھر اور سامان دیا اور بعد مردوں کی طرح اس پر محرم اشعار لکھے اس کے دروازہ پر مندرجہ ذیل اشعار لکھے ہوئے تھے۔

(۱) اگر میرے گھر کو دیکھنے والے تعجب کریں تو میرا باطن اس سے عجیب تر ہے۔

(۲) وہ دنیا گویا میں اس کے ہاتھ میں پہلی ہوں جس سے برسنے والا بادل شرما جاتا ہے۔

(۳) اس کے اخلاق کا باغ بھی اور حسن کے دیار تو میرے دست تھا۔

(۴) اس کے بیٹے نے میرے چہرے کا ایسا نور دے کر آفتاب پہنایا جو زمانہ میں غروب نہیں ہوتا۔

نقش پر یہ اشعار لکھے ہوئے تھے:

(۱) یہ گھر تو دوران کی مروت سے ہے کرامت کا اچھا گھر بنا رہے۔

(۲) دنیا میں یہی تیرے لئے کافی ہے آخرت کے لئے کچھ تیار کر لے۔

(۳) جو مصیبتیں نے پورے کئے ہیں اللہ ان کو تم گوارا کر لا۔

ایک دوسری جگہ یہ اشعار تھے:

---

[1] (۱) التاریخ ... : ۶/۲۳۹ . دول الاسلام ۲/۳۵ . المنتظم ... ۱۰/۲۲۵ . شذرات الذهب: ۴/۱۰۲ . العبر ۴/۹۱، ۹۲ . کشف الظنون: ۱/۲۴۷ . ... : ۱۱/۴۷ . لسان المیزان: ۲/۴۷۰ . المنتظم: ۱۰/۸۹، ۸۰ . میزان: ۲/۶۳)

(۱) قلعہ کے باغات کی طرح ایک کلی ہے جس نے اپنے حسن سے ماریہ سے خوبصورتی لی ہے۔

(۲) اس نے اس کے پاس ملاحت کا راستہ روکنے کے لئے اسے خود رات زمانہ دیئے۔

(۳) اسے مشرق اور مغرب میں بلایا جاتا تھا۔

(۴) وہاں حسن اور خود پھر نکلنے بات کو پہچان آئے۔

(۵) اسے بہت شمال سے جب فضل کرتا ہے جب عطیہ کرتا ہے تو چڑھتا ہے۔

(۶) جب وفا زمانے تیرے بدلے عمر اس سے مصالحت کرنا تو صلح وال سے گھٹو رہے۔

حکم یہ تھا اس کی یہ تمنا پوری نہیں ہو گئی جبکہ وزیر شعری خلیفہ نے اس سے مروت کی اس پر تہمت لگائی خلیفہ نے اس کا گھر ویران کرنے کا حکم دیا ایک دیوار بھی باقی نہیں رہی بلکہ وہ حسن اور آنکھوں کی ٹھنڈک بننے کے بعد ویران ہو گیا پھر اس کی تمام شان و شوکت ختم ہو گئی ہے جس کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہے شعر یہ بنیاد والے گھر کی بھی حکمت ہوتی ہے اس طرح ختم ہو گیا اس کی بھی ابن الجوزی نے اس کی نظم کے کچھ اشعار منتخب کلمات ذکر کئے ہیں چند اشعار یہ ہیں۔

(۱) عشق کو عشق کے عاشقوں کے لئے چھوڑ دے جنہوں نے اس کی مشق کر کے اسے مشکل بنا دیا ہے۔

(۲) تو تجربہ بعض چیزوں میں اپنے عمر کو ضائع کرتا ہے تو تجربہ کار پر بات مشکل ہو جاتی ہے۔

(۳) اگر مجھ میں جدائی کی طاقت نہیں رکھتا تو میرے ساتھ بہت سے کام کو پانے والے ہیں جس کا حصول مشکل ہوتا ہے۔

(۴) بلبلوں کو مجھے اعتبار دیتے وہ سے لعل پر قربان کرے اس کا الٹ پلٹ ہو جو مجھے سوا کرتا ہے۔

(۵) مجھ سے بچنے والی خوشبو کو جو کام اور کی کار روشن کرنے والا قول سے سا سے خوش کرتا ہے۔

(۶) یہ شمار حسن والا ہو تھیلی ہے جو میرے پاس لاؤ سے اور سے بعد کی طرح رابطہ اختیار کر۔

(۷) ایک ساعت کے لئے ہمارے پاس ہو کہ ہم گھر پر یاد کریں اور ملے نہ گیا۔

(۸) اس جگہ کو میں نے رونے کے لئے تیار کیا ہے جو ان کے لئے میں نے گروی کئے ہیں۔

(۹) ہمارا زمانہ بہت اچھا تھا افسوس زمانہ نے کچھ نہ لائے۔

(۱۰) ہمارے دو ساتھیوں کا گلہ ہوئے کہ ایک ایسا دن ہے جس میں ہماری ملاقات ہوگی اور دن ہجر و فراق کا آخر ہوگا۔

واقعات ۵۳۴ھ

اس سال زنگی نے دمشق کا محاصرہ کیا اس کا سبب یہ ہوا کہ شمس الدین بن ملوک ختلغ نے اسے مضبوط کیا اتفاق سے دمشق کے بادشاہ جمال الدین محمود بن بوری بن طغتکین کا انتقال ہو گیا معین الدین نے اپنے بھائی مجیر الدین ابق کے پاس بعلبک میں پیغام بھیجا اس نے دمشق پر قبضہ کر لیا اس کے بعد زنگی بعلبک چلا گیا اس نے بعلبک پر قبضہ کر کے نجم الدین ایوب صلاح الدین کو اس کا نائب مقرر کر دیا اسی سال رمضان میں خلیفہ راشد ... سلطان مسعود کے پاس آیا کچھ مدت تک بغداد رہا۔

اسی زمانہ میں ایک مرد صالح کی نماز جنازہ کا اعلان کیا گیا لوگ نماز جنازہ پڑھنے کے لئے شیخ عبدالقادر کے مدرسے میں جمع ہو گئے اتفاق سے ایک شخص کو چھینک آئی اور وہ شخص ٹھیک ہو گیا پھر ایک دوسرے شخص کا جنازہ لایا گیا لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھ لی۔

اسی سال پوری دنیا میں پانی کی قلت ہو گئی۔ اسی سال شوال میں حماۃ کے حاکم تقی الدین عمر شاہنشاہ بن ایوب بن شادی کے ہاں بچے کی ولادت ہوئی۔

خواص کی وفات

احمد بن جعفر ...... یہ احمد بن جعفر ابن الفرج ابوالعباس الحربی، عابدین زاہدین میں سے ہیں، صاحب کرامت تھے، ایک سال حج پر نہ جانے کے باوجود لوگوں نے عرفات میں ان کو دیکھا۔

عبدالسلام بن فضل ...... یہ عبدالسلام بن فضل ابوالقاسم الجیلی ہیں، حدیث کا سماع کیا، الکیا الہراسی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، اصول و فروع میں مہارت حاصل کی، البصرہ کے قاضی بنے، ماہر فقہاء میں ان کا شمار ہوتا تھا۔

واقعات ۵۳۵ھ

اس سال چادر اور چھڑی بغداد لائی گئی کی مسترشد کے واقعہ میں، سلطان سنجر نے ان دونوں کو اپنے پاس حفاظت سے رکھا ہوا تھا، اس سال اس نے چادر اور چھڑی بغداد بھیج دی۔

اس زمانے میں مخزن کتاب کے مؤلف کمال الدین ابی الفتوح ابن طلحہ کی طرف منسوب مدرسہ کمالیہ کی تعمیر مکمل ہوئی شیخ ابوالحسن الخلی نے اس میں تدریس شروع کی، ہر دو قسم کے لوگ ان کے پاس پڑھنے کے لئے آتے تھے۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن محمد ...... یہ اسماعیل بن محمد ابن علی ابوالقاسم التیمی الطلحی الاصبہانی ہیں، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، اس مقصد میں دوسرے شہروں میں بھی گئے، کتابیں بھی تصنیف فرمائیں، اصبہان میں تین ہزار کے قریب مجلسوں کو حدیث کا املاء کرایا، حدیث، فقہ، تفسیر، لغت کے امام تھے، حافظ و اتقان کی صفت کے ساتھ متصف تھے، عید الاضحیٰ کی شب وفات پائی، غسل دینے والے نے آپ کی شرمگاہ سے کپڑا اٹھایا تو آپ نے ہاتھ سے اس کو ڈھک دیا، بعض کا قول ہے آپ نے اپنا ہاتھ شرمگاہ پر رکھ دیا۔

محمد بن عبدالباقی ...... یہ محمد بن عبدالباقی بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن الربیع بن ثابت بن وہب بن مشجعہ بن الحارث بن عبداللہ بن کعب بن مالک الانصاری ہیں، حدیث کا سماع کیا، مشائخ کی ایک جماعت سے سماع میں منفرد ہیں، جامع قصر میں حدیث کا املاء کرایا، متعدد علوم کے عالم تھے، بچپن میں رومیوں نے انہیں گرفتار کر لیا تھا، انہوں نے ان سے کلمہ کفر کہلوانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہیں ہوئے، اسیری کے دوران محمد بن عبدالباقی نے رومی خط سیکھ لیا، آپ کہا کرتے تھے عبادات کی خدمت کرنے والے شخص کی بطور خدمت کرتے ہیں، ابن الجوزی نے ان سے یہ تین باتیں نقل کی ہے۔

(۱) تجھے زبان کی حفاظت کرنا اور مذہب کے بدلے سے بچنا لازم ہے۔

(۲) ان تین باتوں پر تین شخصوں سے آزمایا جا چکا ہے منسوب مکتب سے۔

(۳) ...... موت کا ایک دن مقرر ہے جو ایک لمحہ بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا، اگر بولنے والا شیر مجھ سے دشمنی کرے تو وقت مقررہ سے پہلے مجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

ابن الجوزی کا قول ہے کہ محمد بن عبد الباقی کی عمر ترانوے سال تھی اس وقت تک ان کی عقل و ہوش و حواس صحیح تھے۔ اسی سال رجب کو وفات پائی۔ عام الناس نے نماز جنازہ میں شرکت کی بشر کی قبر کے قریب دفن ہوئے۔

یوسف بن ایوب کے حالات[1]۔ ۔ ۔ یہ یوسف بن ایوب ابن الحسین بن زہرہ ابو یعقوب الہمدانی۔ شیخ ابو اسحاق سے فقہ حاصل کی۔ فقہ اور مناظرہ میں ماہر تھے پھر سب کچھ ترک کر کے عبادت، صالحین کی صحبت، قیام کرنے پہاڑوں میں چلے گئے، کچھ عرصہ بعد دوبارہ بغداد آگئے، وہاں وعظ کیا، لوگوں میں بڑی پذیرائی حاصل ہوئی، اسی سال ربیع الاول میں ہرات کی ایک بستی میں وفات پائی۔

واقعات ۵۳۶ھ

اسی سال سلطان سنجر اور خوارزم شاہ میں سخت معرکہ ہوا، خوارزم نے سنجر کو شکست دے کر مرو پر قبضہ کر لیا، پھر سنجر کو قتل کر دیا، خوارزم نے فقہاء حنفیہ کے ساتھ برا سلوک کیا، خوارزم کا لشکر تین لاکھ جرار جانبازوں پر مشتمل تھا۔ اسی زمانہ میں دجیل کی کھدائی بہروز نے، بغداد کے کوتوال امیر صاحب حجاب الحریم الدولہ کی خلعت دی، پھر بہروز اور سلطان مسعود نے کشتی میں سوار ہو کر اس نہر کی سیر کی۔ سلطان بہت خوش ہوئے کیونکہ اس نے اس نہر پر تیس ہزار دینار خرچ کئے تھے۔ اسی برس حکمرانوں کے مخالف وزیر ابن طراد الزینبی نے اپنا کام چھوڑ کر دیا۔ عبادت کر کے گھر میں گوشہ نشین ہو گئے۔

سال رواں ہی میں خلیفہ کی اجازت سے عباسیین کی مسجد میں نماز جمعہ ادا کی گئی۔ اس سال قطز نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

اسماعیل بن احمد بن عمر کے حالات[2]۔ ۔ ۔ ۔ یہ اسماعیل بن احمد بن عمر ابن الاشعث ابو القاسم بن ابی بکر السمرقندی الدمشقی ثم البغدادی ہیں۔ بے شمار مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، کچھ مشائخ سے سماع میں منفرد ہیں، ان کا سماع صحیح تھا، جامع منصور میں تین سو کے قریب مجالس کا حدیث کا املاء کرایا۔ بیاسی سال کی عمر میں وفات پائی۔

یحییٰ بن علی کے حالات[3]۔ ۔ ۔ ۔ یہ یحییٰ بن علی ابن محمد بن علی ابو محمد بن الطراح المدیر ہیں۔ ان کی ولادت ۴۵۹ھ ہے۔ متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا، دوسروں کو سماع کرایا، شیخ حسین، کامل، بارعب بہت عزت والے تھے اسی سال رمضان میں وفات پائی۔

---

[1] الانساب ۳۳۶/۲، جامع کرامات الاولیاء ۲۵۹/۲، دول الاسلام ۵۲/۲، ۵۵، شذرات الذهب ۱۱۰/۴، طبقات الاسنوی ۵۱۳/۲، طبقات الشعرانی ۱۵۹/۱، العبر ۹۸/۴، الکامل ۸۰/۱۱، اللباب ۱۸۹/۱، المنتظم ۱۰۲/۱۰، النجوم الزاهرة ۲۶۸/۵، وفیات الاعیان ۷۸/۷، ۸۱)

[2] تهذیب تاریخ دمشق ۱۳۰/۳، دول الاسلام ۵۵/۲، ذیل تذکرة الحفاظ لابن فهد مکی، شذرات الذهب ۱۱۰/۴، طبقات السبکی، الکامل لابن الاثیر ۲۰/۱۱، المنتظم ۹۸/۱۰، مرآة الزمان ۱۱۹/۸، النجوم الزاهرة ۲۶۹/۵، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ۸۵، ۸۶، فوائد الوفیات ۹۸/۱)

[3] شذرات الذهب ۱۱۳/۴، العبر ۱۰۰/۴، المنتظم ۱۰۲/۱۰، النجوم الزاهرة ۲۶۸/۵)

واقعات ۵۳۷ھ

اسی سال عماد الدین زنگی نے حدیثہ پر قبضہ کر کے آل مہارش کو وہاں سے موصل لے گیا وہاں پر اپنی طرف سے نائب مقرر کیے۔

واقعات ۵۳۸ھ

اسی سال سلطان مسعود نے زنگی سے موصل اور شام لینے کی کوشش کی اسی سلسلے میں سلطان مسعود نے اس سے ایک لاکھ دینار پر صلح کر لی۔ زنگی نے بیس ہزار ادا کر دیئے باقی چھوڑ دیئے کیونکہ اس کا لڑکا سیف الدین غازی سلطان مسعود کی خدمت کرتا تھا۔ اسی زمانہ میں زنگی نے بلاد بکر میں سے ایک شہر پر قبضہ کیا [illegible] اسی میں ملک سنجر نے خوارزم کا محاصرہ کیا پھر اس سے صلح کر کے محاصرہ ختم کر دیا۔
اسی زمانہ میں ایک شخص نے ایک بچے کے ساتھ بدفعلی کی اس شخص کو منارہ کی چوٹی سے گرا دیا گیا۔ اسی برس ۲۲ ذیقعدہ سوموار کے دن سخت زلزلہ آیا۔ اسی سال نظر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا۔

خواص کی وفات

عبدالوہاب بن مبارک کے حالات[1]...... یہ عبدالوہاب بن مبارک بن احمد ابوالبرکات الانماطی الحافظ تھے، ثقہ، دیندار، متقی، ذی علم، حسن اخلاق کے مالک تھے، چھیاسی سال کی عمر میں اسی سال محرم میں وفات پائی۔

علی بن طراد کے حالات[2]...... یہ علی بن طراد بن محمد الزینبی الوزیر ابوالقاسم ہیں، مستظہر کے دور میں وہ جماعتوں کے نقیب تھے، مسترشد کے وزیر رہے ہیں اس سال رمضان میں ۸۶ سال کی عمر میں وفات پائی۔

الزمخشری محمود کے حالات[3]...... یہ الزمخشری محمود بن عمر بن محمد بن عمر ابوالقاسم الزمخشری، الکشاف فی التفسیر، اور المفصل فی النحو وغیرہ کے مصنف ہیں ان کے علاوہ بھی ان کی متعدد تصانیف ہیں...... بہت سے مشائخ سے حدیث کا سماع کیا، مکہ میں اقامت اختیار کی، مسلکاً

---

(1) التکملة [illegible] دول الإسلام [illegible] ذیل تاریخ بغداد [illegible] ذیل طبقات الحنابلة [illegible] شذرات الذهب [illegible] معجم الشیوخ [illegible] المنتظم [illegible] مناقب أحمد [illegible]

(2) الأنساب [illegible] دول الإسلام [illegible] دیوان [illegible] العبر [illegible] الکامل فی التاریخ [illegible] النجوم الزاهرة [illegible]

(3) [illegible] إنباه الرواة [illegible] الأنساب [illegible] تذکرة الحفاظ [illegible] النجوم الزاهرة [illegible] روضات الجنات [illegible] شذرات الذهب [illegible] طبقات المعتزلة [illegible] طبقات المفسرین للسیوطی [illegible] طبقات المفسرین للداودی [illegible]

معتزلی تھے اپنے اس مذہب کی زمخشری نے تفسیر میں صراحت کی اور اس پر متفاخر بھی تھے، اسی سال عرفہ کی شب خوارزم میں وفات پائی کل عمر ان کی ۷۶ سال تھی۔

واقعات ۵۳۹ھ

اسی سال اتابک زنگی نے فرنگیوں کے قبضہ سے جزیرہ کے قلعوں رہا وغیرہ پر قبضہ کیا، بہت سے فرنگیوں کو قتل کر دیا، بہت سوں کو گرفتار کر لیا، بہت سارا مال غنیمت حاصل کیا، جس سے مسلمانوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس سال نظر الخادم نے لوگوں کو حج کرایا، امیر مکہ ابو فلیتہ القاسم نے حملہ کیا اور حرم میں طواف کرتے ہوئے لوگوں کو لوٹ لیا۔

ابراہیم بن محمد بن منصور کے حالات[1]: یہ ابراہیم بن محمد بن منصور بن عمر ابو الولید الکرخی ہیں، ابو سعد متولی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی حتیٰ کہ فقہ اور نقل میں یکتائے زمانہ بن گئے، اسی سال وفات پائی۔

سعد بن محمد کے حالات[2]: … یہ سعد بن محمد بن عمر ابو منصور البزار ہیں، حدیث کا سماع کیا، غزالی، شاشی، متولی، الکیا سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، نظامیہ کے مدرس بھی رہے ہیں، یہ باوقار اور اچھے صاحب اخلاق، صاحب سکون تھے، ان کا جنازہ ایک تاریخی جنازہ تھا، ابو اسحاق کے پاس دفن کیے گئے۔

عمر بن ابراہیم … یہ عمر بن ابراہیم ابن محمد بن احمد بن علی بن حسین بن علی بن حمزہ بن یحییٰ بن حسین بن زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب، قرشی العلوی ابوالبرکات الکوفی ثم النحوی ہیں، متعدد محدثین سے حدیث کا سماع کیا، بہت سی کتب کے مصنف تھے، دمشق میں ایک عرصہ تک رہے۔

فقہ، حدیث، تفسیر، لغت کے ماہر تھے، نحو پر بھی ان کی تصانیف ہیں، ہاں اعتقاد کے لحاظ سے زیدی مذہب تھے، اسی سال ننانوے سال کی عمر میں شعبان میں وفات پائی۔

واقعات ۵۴۰ھ

اسی سال علی بن دبیس نے اپنے بھائی محمد کا محاصرہ کیا اور مسلسل اس کا محاصرہ کر کے حلہ پر قبضہ کر کے اس کا بادشاہ بن گیا۔ اسی دوران سلطان مسعود سے حاکم عباس اور محمد شاہ بن محمود کی ملاقات کے خوف سے بغداد آ گیا، پھر رمضان میں وہاں سے چلا گیا۔

اس سال امیر الجیوش کے غلام مظفر خادم نے گذشتہ سال نظر اور امیر مکہ میں جنگ کی وجہ سے لوگوں کو حج کرایا۔

---

[1] الانساب ۱۰/۳۹۳، شذرات الذهب ۴/۱۲۰، العبر ۴/۱۰۵، المنتظم ۱۰/۱۱۳، النجوم الزاهرة ۵/۲۷۱]

[2] دول الاسلام ۲/۵۵، شذرات الذهب ۴/۱۲۲، طبقات السبکی ۷/۲۹۰، العبر ۴/۱۰۷، الکامل فی التاریخ ۹/۳۰۰۔

خواص کی وفات

احمد بن محمد کے حالات[1] ... یہ احمد بن محمد بن الحسن بن علی بن احمد بن سلیمان ابو سعد الاصبہانی ثم البغدادی، حدیث کا سماع کیا، سلف کے طریقہ پر تھے، بڑی عبادت، تکلفات سے دور، بعض مرتبہ ٹوپی پہن کر بازار چلے جاتے، گیارہ حج کیے، حدیث کا املاء کیا کرتے تھے، کثرت سے روزہ رکھتے، اسی سال اسی سال کی عمر میں نہاوند میں ربیع الاول کے مہینے میں وفات پائی۔

علی بن احمد ... یہ علی بن احمد بن الحسین بن احمد ابو الحسن الیزدی، ابوبکر شاشی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، حدیث کا سماع کر کے دوسروں کو سماع کرایا، ان کے اور ان کے بھائی کے پاس صرف ایک قمیص تھی، اپنی اپنی ضرورت کے مطابق دونوں باری باری اسی قمیص کو پہنتے تھے۔

موہوب بن احمد کے حالات[2] ... یہ موہوب بن احمد بن محمد بن خضر ابو منصور الجوالیقی، اپنے زمانہ کے شیخ اللغۃ تھے، شیخ ابو زکریا تبریزی کی وفات کے بعد نظامیہ کے شیخ اللغۃ بنے، مقتفی کو امامت کراتے تھے، خلیفہ ان کو خط پڑھ کر سنایا کرتے تھے، یہ عاقل، متواضع، خاموش، متفکر شخص تھے، ربیع کے ایام میں جامع قصر میں ان کا حلقہ لگتا تھا، زبان میں لکنت تھی، ان کے پہلو میں مغربی خوابوں کی تعبیر بتانے والا بیٹھتا تھا، یہ بھی لکنت میں مبتلا تھے لیکن مجلس میں فائدہ کا ان پر غلبہ رہتا تھا، کسی ادیب نے ان دونوں کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں:

(۱) بغداد کا گناہ ہرگز معاف نہیں ہوگا، اس کے عیوب چھپ نہیں سکتے۔
(۲) جو لکنت کے باوجود لغت کا املاء کرتا ہے، مغربی خوابوں کی تعبیر بیان کرتا ہے۔
(۳) ایک لکنت کا اسیر ہو کر فصاحت سے بات کرتا ہے، ایک بیداری کے وقت اونگھ میں تعبیر کرتا ہے۔

واقعات ۵۳۱ھ

اس سال ربیع الاول کے شروع میں مسترشد کا بنایا ہوا محل جل گیا جو بہت خوبصورت تھا، خلیفہ مقتفی نے اپنی خاص لونڈیوں کے ساتھ اس میں تین روز قیام کیا تھا، اسی دوران ایک باندی کے ہاتھ میں شمع تھی جو کسی لکڑی سے لگ گئی جس کی وجہ سے آگ لگی، جس میں محل جل گیا، اللہ کے فضل و کرم سے خلیفہ، اہل و عیال بچ گئے، صبح ہوتے ہی خلیفہ نے بہت کچھ صدقہ خیرات کیا، بہت سے قیدیوں کو آزاد کیا۔

اسی زمانہ میں رجب میں خلیفہ اور سلطان مسعود کے درمیان جھگڑا ہوگیا، خلیفہ نے جماعات مساجد کی طرف پیغام بھیجا، تین روز تک وہ بند رہیں، اس کے بعد دونوں نے صلح کر لی، سال رواں ابن العبادی واعظ نے بغداد میں جمعہ کے روز سلطان مسعود کی موجودگی میں وعظ و تقریر کی، سلطان مسعود نے لوگوں پر بہت زیادہ ٹیکس عائد کیا تھا، اس نے تقریر کے دوران بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا: اے عالم کے بادشاہ! آپ بعض مرتبہ خوش ہو کر گویا کو اتنا انعام دیتے ہیں جتنا آپ نے مسلمانوں پر ٹیکس لگایا ہے، آپ مجھے گویا سمجھیں اور اس وقت آپ خوش بھی ہیں تو آپ اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے مجھے یہ ٹیکس معاف کر دیں، بادشاہ نے کہا معاف کر دیا، لوگوں نے قریب سے دعا کی، پھر ایک تحریر نامہ لکھا

---

[1] تذکرۃ الحفاظ [illegible] دول الاسلام [illegible] شذرات الذہب [illegible] العبر [illegible] الکامل [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible] نوادر المخطوطات [illegible]

[2] [illegible] تذکرۃ الحفاظ [illegible] تلخیص ابن مکتوم [illegible] تتمۃ المختصر [illegible] تاریخ بروکلمان [illegible] ذیل طبقات الحنابلہ [illegible] شذرات الذہب [illegible] طبقات ابن قاضی شہبہ [illegible] العبر [illegible]

کیا [illegible] آپس میں لڑائی ہو گئی۔

اس سال [illegible] بہت [illegible] کثرت سے [illegible] آ گیا لوگوں کے گھر خراب ہو گئے اس کی وجہ سے بعض [illegible] ہو گئیں۔

اسی زمانے میں حاکم حلب و موصل وغیرہ ملک عماد الدین زنگی ابن آق سنقر الاتابک کو قتل کر دیا گیا اس نے قلعہ جعبر کا محاصرہ کر رکھا تھا جس کا صاحب [illegible] مالک العقیلی تھا زنگی کے چند خادموں نے [illegible] قتل کر دیا [illegible] کا قول ہے کہ زنگی اس وقت نشے کی حالت میں تھا۔ واللہ اعلم۔ زنگی [illegible] حسن سیرت کا [illegible] بہادر [illegible] عراق کے بادشاہوں نے [illegible] تھے اور اس کی [illegible] اس کے بعد اس کا لڑکا سیف الدین غازی موصل [illegible] نور الدین محمود [illegible] ان کے والد نے اس کو فتح کیا تھا اس کے انتقال کے بعد [illegible] کو مغلوب کر لیا۔

اسی سال مغرب کے [illegible] عبد المومن [illegible] کے بعد جزیرہ اندلس پر قبضہ کر لیا۔ [illegible] میں فرنگیوں نے طرابلس الغرب شہر پر قبضہ کر لیا۔

اسی سال [illegible] نور الدین محمود [illegible] دمشق کے حاکم [illegible] سلطان مسعود نے اپنے [illegible] طغرل بیگ [illegible] کے حاکم [illegible] عباس کا [illegible] بہت [illegible] کے ساتھ [illegible] بہت زیادہ قتل [illegible] کا انتقال ہو گیا [illegible] اس سال [illegible]۔

خواص کی وفات

زنگی بن آق سنقر [illegible] ان کے حالات پیچھے بیان ہو چکے نور الدین محمود کے والد تھے شیخ ابو شامہ نے [illegible] میں تفصیل سے ان کے حالات بیان کیے ہیں۔

سعد الخیر کے حالات[1] یہ سعد الخیر محمد بن سہل بن سعد ابو الحسن المغربی الاندلسی [illegible] مختلف شہروں کا سفر [illegible] ابن الجوزی [illegible] روایت [illegible] وفات [illegible] نماز جنازہ کی امامت کی شیخ عبد القادر [illegible] نماز جنازہ میں لوگوں کی ایک جماعت نے شرکت کی۔

شافع بن عبد الرشید کے حالات[2] یہ شافع بن عبد الرشید بن القاسم ابو عبد اللہ الجیلی الشافعی [illegible] غزالی وغیرہ سے علم حاصل کیا [illegible] جامع منصور [illegible] ان کا حلقہ [illegible] ابن الجوزی کا قول ہے میں ان کے حلقہ میں حاضر ہوتا تھا۔

---

[1] [illegible] شذرات الذہب [illegible] تاریخ بغداد [illegible]

[2] [illegible] طبقات الشافعیۃ [illegible] المنتظم [illegible]

عبداللہ بن علی ..... یہ عبداللہ بن علی ابن احمد بن عبداللہ ابو محمد سبط ابی منصور الزاہد ہے قرأت پڑھیں اور اس کے بارے میں کتابیں لکھیں، بے شمار احادیث کا سماع کیا اور عمدہ کتابیں تصنیف کیں، اپنی مسجد میں پچاس سال سے زائد مدت تک لوگوں کو قرآن کی تعلیم دی، ابن الجوزی کا قول ہے کہ میں نے عبداللہ بن علی کی قرأت سے اچھی کسی کی قرأت نہیں سنی، ان کے جنازہ میں بہت سے لوگ شریک ہوئے۔

عباس شحنۃ الری ..... موصل تک کے علاقوں پر قبضہ کر لیا، پھر مسعود نے انہیں قتل کر دیا، وہ عادل، رعایا پر خوب خرچ کرنے والے، ان کا بہت زیادہ خیال رکھنے والے تھے، انہوں نے باطنیوں کو قتل کر کے ری میں ان کے سروں کا منارہ بنا دیا، لوگوں نے ان کے قتل پر بڑے دکھ کا اظہار کیا۔

محمد بن طراد ..... یہ محمد بن طراد ابن محمد الزینبی ابوالحسن نقیب النقباء ہیں جو علی بن طراد وزیر کے بھائی ہیں، انہوں نے اپنے چچا ابی نصر وغیرہ سے متعدد احادیث کا سماع کیا، نوے سال کے قریب عمر پائی۔

وجیہ بن طاہر کے حالات ..... یہ وجیہ بن طاہر بن محمد ابوبکر الشحامی زاہد کے بھائی ہیں، بے شمار محدثین سے حدیث کا سماع کیا، حدیث کی معرفت حاصل تھی، یہ شیخ خوبصورت، اللہ کے خوف سے رونے والے، بہت بڑے ذاکر، عمل و قول کے جامع تھے، اسی سال بغداد میں وفات پائی۔

واقعات ۵۳۲ھ

اسی سال فرنگیوں نے جزیرہ اندلس کے بہت سے قلعوں پر قبضہ کیا، اسی زمانہ میں نورالدین زنگی نے سواحل پر بہت سے قلعے فرنگیوں سے چھینے۔
اسی برس مستنجد باللہ کے والد کی وفات کے بعد اس کے لئے ولی عہد کا خطبہ دیا گیا۔ سال رواں ہی میں عون الدین یحییٰ بن ہبیرہ نے دیوان الزمام کی کتابت کا کام سنبھالا اور وہ عمید الدین یحییٰ بن جعفر الحربی صاحب المخزن کا مددگار تھا۔
اسی سال افریقہ میں قحط کی گرانی بہت ہوئی اس کے سبب متعدد افراد ہلاک ہو گئے، گھر خالی ہو گئے، قبیلے منتشر ہو گئے۔ اسی سال سیف الدین غازی نے ماردین کا محاصرہ کرنے کے بعد اس کے حاکم حسام الدین تمرتاش بن ارتق کی لڑکی سے شادی کر لی، اس پر اس سے صلح کر لی، اس کی بیوی اسے موصل لایا گیا، اس وقت وہ بہت بیمار تھا، اس سے دخول کرنے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا، اس کے بعد اس کا بھائی قطب الدین مودود موصل کا حکمران بنا اس نے بھی اس سے نکاح کیا۔ ابن الجوزی کا قول ہے اس سال صفر میں خواب میں کسی شخص کو کوئی کہہ رہا ہے احمد بن حنبل کی زیارت کرنے والے کی بخشش ہو گئی، راوی کہتا ہے کہ ہر عام و خاص نے ان کی زیارت کی، ابن الجوزی کا قول ہے اس دن وہاں پر میں نے بھی مجلس منعقد کی تھی اس میں ہزاروں لوگ جمع ہو گئے۔

خواص کی وفات

اسعد بن عبداللہ ..... یہ اسعد بن عبداللہ ابن احمد بن محمد بن عبداللہ بن عبدالصمد ابن المہتدی باللہ ابو منصور ہیں، بے شمار احادیث کا سماع کیا، یہ نیک صالح انسان تھے، وفات تک اپنے حواس اور قوی سے بہرہ مند رہے، انہوں نے ایک سو سات سال کے قریب عمر پائی۔

ابو محمد عبداللہ بن محمد کے حالات[1] ...... یہ ابو محمد عبداللہ بن محمد ابن خلف بن احمد بن عمر اللخمی الاندلسی الحافظ ہیں۔ اقتباس الانوار والتماس الازہار فی انساب الصحابۃ ورواۃ الآثار کتاب کے مصنف ہیں یہ بڑی اچھی ترتیب میں سے عمدہ تصنیف ہے۔ آپ جمادی الاولیٰ میں بروز جمعہ المریہ میں شہید کر دیئے گئے۔

نصر اللہ بن محمد کے حالات[2] ...... یہ نصر اللہ بن محمد بن عبدالقوی ابو الفتح اللاذقی المصیصی الشافعی ہیں۔ شیخ نصر بن ابراہیم المقدسی سے صور میں فقہ حاصل کی ان سے اور ابو بکر خطیب سے حدیث کا سماع کیا بغداد اور اصبہان میں بھی حدیث کا درس دیا۔ شام کے مشائخ میں سے تھے۔ اصول و فروع میں فقیہ تھے ۹۲ سال کی عمر پا کر اسی سال وفات پائی۔

عبداللہ بن علی کے حالات[3] ...... یہ عبداللہ بن علی ابن محمد بن حمزہ ابو السعادات ابن الشجری النحوی ہیں۔ آپ کی ولادت ۴۵۰ھ ہے۔ حدیث کا سماع کیا نحاۃ کی ریاست آپ پر ختم ہو گئی ہے۔ انہی کا قول ہے کہ میں نے ایک شعر جو مذمت میں کہا ہے کہ قول سے بھی زیادہ بلیغ تھا

ترجمہ: ...... میں حلف اٹھاتا ہوں جو تمہارے پاس ضائع ہو گئی ہے حالانکہ گدھوں کے پاس محفوظ ہوگی ہے۔

واقعات ۵۴۳ھ

اسی سال مجیر الدین ابق اتابک دمشق نے حلب کے حاکم نور الدین سے فرنگیوں کے خلاف مدد مانگی چنانچہ وہ فوراً ان کے مقابلہ میں نکلا اور بصری میں ان سے لڑائی کر کے انہیں شکست دی اور واپس آ گیا مگر وہ مقام پر قیام پذیر رہا دمشق کے بادشاہ مجیر الدین ابق نے تکلف کر کے اس کی خدمت کی، دمشق نے نور الدین کی عزت کا مشاہدہ کیا تھا کہ وہ اپنے لئے اس کی تمنا کرنے لگے۔ اسی زمانہ میں فرنگیوں نے مہدیہ پر قبضہ کیا اس کا حاکم حسن بن علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز بن بادیس بن منصور بن یوسف بن بلکین تھا اپنے اہل و عیال کے ساتھ وہاں سے فرار ہو گیا اور چند مال کے ساتھ شہروں میں ہلاک ہو گیا عرب قوموں نے انہیں کھا لیا۔ یہ بنی بادیس کا آخری بادشاہ تھا ان کی حکومت کی ابتداء ۳۶۰ھ میں ہوئی تھی۔ فرنگی مہدیہ کے دروازوں سے بغیر رکاوٹ شہر میں داخل ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سال رواں ہی میں فرنگیوں نے ستر ہزار جانبازوں کے ساتھ دمشق کا محاصرہ کر لیا اور جرمنی کا بادشاہ بھی اتنے ہی لوگوں کے ساتھ ان کے ساتھ تھا۔ اس وقت دمشق کا بادشاہ مجیر الدین ابق تھا اور اس کا اتالیق معین الدین انر تھا یہ اسی سال ماہ ربیع الاول ہفتہ کے روز کا واقعہ ہے، دمشق کا بادشاہ ایک لاکھ تیس ہزار جانبازوں کے ساتھ ان کے مقابلہ میں نکلا اور ان کے درمیان شدید لڑائی ہوئی۔ پہلے روز دو سو مسلمان قتل ہوئے اور فرنگی بے شمار قتل ہوئے، ایک مدت تک جنگ جاری رہی۔ مصحف عثمانی جامع کے صحن میں لایا گیا۔ اس کے ارد گرد لوگوں نے چیخ و پکار سے دعائیں کیں، خواتین اور بچے ننگے سر

---

[1] بغیۃ الملتمس ۳۴۱ تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۰۷، ۳۰۸ تاج العروس ۵/۱۴۴ کشف الظنون ۱۴۳ معجم البلدان ۳/۲۵۳ معجم ابن الابار ۲۲۴، ۲۳۳ نفح الطیب ۳/۳۲۲، ہدیۃ العارفین ۱/۴۵۱ وفیات الاعیان ۳/۱۰۶، ۱۰۷)

(۲) انباہ الرواۃ ۲/۳۵۴، ۳۵۷ غایۃ النہایۃ ۵۵ البدر السافر ق ۲۱۹ بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۳۴ معجم ابن عساکر ۲۰۸ تاریخ بروکلمان ۵/۱۵۵ وفیات الاعیان ۳/۲۳۱ شذرات الذہب ۴/۱۳۲، ۱۳۳ طبقات ابن قاضی شہبہ ۲/۲۹۰ العبر ۴/۱۱۶، کشف الظنون ۱/۱۹۲، المنتظم ۱۰/۱۳۰ معجم الادباء ۱۹/۲۸۲، ۲۸۳ مرآۃ الجنان ۳/۲۷۵، ۲۷۷ ہدیۃ العارفین ۲/۴۵۵)

[3] الاسنوی ۲/۴۲۱، ۴۲۲ تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۹۳، دول الاسلام ۲/۵۸ العبر ۴/۱۱۷ شذرات الذہب ۴/۱۳۱ طبقات السبکی ۷/۳۲۰، ۳۲۱)

مرد و زن دعائیں کرتے رہے۔ سب شہروں میں مدد بھیجنے کی درخواست کی۔ دمشق کے ناظم نے حلب کے حاکم نورالدین محمود اور اس کے بھائی موصل کے حاکم سیف الدین غازی سے مدد طلب کی۔ وہ دونوں فوراً بیس ہزار جانبازوں کے ساتھ ان کی مدد کو نکلے۔ جب فرنگیوں کو ان کی آمد کا علم ہوا تو وہ شہر چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ لیکن انہوں نے ان کا تعاقب کر کے ان کے بے شمار افراد قتل کر دیئے۔ الیاس نامی ان کے پادری کو بھی قتل کر دیا۔ اسی نے فرنگیوں کو دمشق کا محاصرہ کرنے پر برانگیختہ کیا تھا اور دلیل یہ پیش کی تھی کہ مجھے خواب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دمشق کی فتح کا وعدہ کیا ہے۔ یہ بھی اسی موقع پر قتل کیا گیا (اللہ اس پر لعنت کرے) اور اس سے فرنگیوں کا مقصود دمشق شہر پر قبضہ کرنا تھا۔ لیکن اللہ نے اپنی قدرت اور طاقت سے اس کی حفاظت فرمائی۔ اسی کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

ترجمہ:..... اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کا ایک دوسرے سے دفاع کرتا رہتا ہے تو نصاریٰ کے خلوت خانے اور عبادت خانے اور یہود کے عبادت خانے اور مسجدیں جن میں اللہ کا نام بکثرت لیا جاتا ہے سب منہدم ہو گئے ہوتے۔ دمشق شہر پر کفار قبضہ نہیں کر سکتے کیونکہ اس کے بارے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ جنگوں اور فتنوں کے وقت اسلام کا قلعہ ہے اور اسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

فرنگیوں نے بھی اس موقع پر دمشق کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا۔ مقتولین میں فقیہ کبیر ملقب بہ حجۃ الدین شیخ المالکیہ بھی تھے۔ اسی طرح ابوالحجاج یوسف بن دوناس الفندلاوی مالکی بھی دشمن سے جنگ میں قتل ہوئے اور باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔

دمشق کے حاکم مجیرالدین نے فرنگیوں سے دمشق کے بدلے بانیاس علاقہ پر صلح کر لی۔ انہوں نے دمشق چھوڑ کر بانیاس کا علاقہ لے لیا۔ اسی سال سلطان مسعود اور اس کے وزراء کے درمیان اختلاف ہو گیا۔ جس کی وجہ سے وہ اس سے جدا ہو گئے۔ انہوں نے بغداد میں عوام سے قتال کر کے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد امراء کی طرف بھیجا تو انہوں نے بادشاہ سے معذرت کرتے ہوئے اس کے ساتھ جنگ سے انکار کر دیا۔ پھر وہ شہروں کی طرف چلے گئے۔ شہروں میں پھیل گئے۔ وہاں پر انہوں نے لوٹ مار کی جس کی وجہ سے عراق میں قحط کی تنگی ہوئی۔ اسی سال رمضان میں ابوالحسن علی بن احمد بن علی بن الدامغانی کو بغداد کا قاضی القضاۃ بنایا گیا۔ یہ تقرری الزینبی کی وفات کے بعد ہوئی۔

اسی سال غور کے حاکم سوری بن حسین نے غزنی شہر پر قبضہ کیا۔ اس کا مالک بہرام شاہ بن مسعود نے فرغانہ کے حاکم سے مدد طلب کی۔ فرغانہ کا حاکم لشکر لے کر آیا اس نے سوری سے قوت چھین کر اسے گرفتار کر کے سولی پر لٹکا دیا۔ سوری فراخ دل اور سخاوت میں خوب دل کھول کر خرچ کرنے والا تھا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور افراد

ابراہیم بن محمد کے حالات[1] ..... یہ ابراہیم بن محمد بن نبہان بن محرز الغنوی الرقی ہیں۔ حدیث کا سماع کیا۔ امام غزالی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ امام غزالی کی تصنیف کو لکھا اور ان کو آپ کے سامنے پڑھا۔ ابراہیم ادب سے شعر سے مانوس تھے۔ اسی سال ذی الحجہ میں اسی سال کے قریب عمر پا کر وفات پائی۔

شاہان شاہ بن ایوب ..... یہ شاہان شاہ بن ایوب بن شادی نورالدین کے ساتھ شہید کیے گئے۔ یہ حافظ عز الدین کے والد ہیں جو خطاء بیگ وقف کرنے والے ہیں۔ اور التقویہ کے وقف کرنے والے تقی الدین عمر کے ہیں۔

علی بن حسین کے حالات[2] ..... یہ علی بن حسین بن محمد بن علی الزینبی ابو القاسم الاکمل بن ابی طالب نقیب النقباء ابی الحسن نظام الحضر

---

[1] تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۹۶۔ شذرات الذہب ۴/۱۳۵۔ طبقات السبکی ۷/۳۹ العبر ۴/۱۱۸ الکامل فی التاریخ ۱۱/۱۲۷ المنتظم ۱۰/۱۳۳ الوافی بالوفیات ۶/۱۱۸]

[2] تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۲۹۶ الجواہر المضیئہ ۲/۵۶۸ دول الاسلام ۲/۵۸ شذرات الذہب ۴/۱۳۵ الطبقات السنیہ رقم ۱۴۸۳ الکامل ۱۱/۱۲۶ المنتظم ۱۰/۱۳۵ ۱۳۲ النجوم الزاہرۃ ۵/۲۸۲)

کی ابن مجیب المظفر ابالی القاسم بن قاضی ابی تمام العباسی بغداد کے قاضی القضاۃ تھے حدیث کا سماع کیا فقیہ و محدث تھے، باوقار خوبصورت صاحب پسندیدہ مذہب کریم انسان تھے خلیفہ کے ساتھ ان کا معاملہ کا سفر ہوا تھا اس پر بہت فیصلے کیے، پھر بغداد آ گئے، اسی سال سے زائد عمر پا کر وفات پائی، جنازہ میں لوگوں کے ایک جم غفیر نے شرکت کی۔

ابوالحجاج یوسف بن دوباس کے حالات[1] یہ ابوالحجاج یوسف بن دوباس الفندلاوی دمشق میں مالکیہ کے شیخ تھے، اس سال فرنگیوں کے حملہ کے قریب نیرب کے مقام پر قتل کیے گئے، یہ اور شیخ عبدالرحمن حلحولی زاہد ہی میں سے تھے۔

واقعات ۵۴۴ھ

اس سال قاضی عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض الیحصبی السبتی قاضی کی وفات ہوئی، علماء مالکیہ کے شیخ تھے، متعدد کتب کے مصنف تھے، جیسے شرح مسلم، مشارق الانوار وغیرہ، ان کے عمدہ اشعار بھی ہیں، بہت سے علوم کے امام تھے مثلاً نحو، لغت، حدیث، ادب، تاریخ، ان کی ولادت ۴۷۶ھ میں ہوئی، جمادی الآخری یا رمضان میں جمعہ کے دن وفات پائی۔

اس زمانہ میں حلب کے بادشاہ نورالدین محمود بن زنگی نے فرنگیوں کے شہروں پر حملہ کر کے بہت سے فرنگیوں کو قتل کر دیا جن میں انطاکیہ کا حاکم البرنس بھی تھا، ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا، فرنگی نے دمشق کے حاکم معین الدین سے مدد طلب کی، اس نے امیر مجاہد الدین بزان بن مامین کی قیادت میں لشکر بھیجا، اس لشکر نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا، شعراء نے اس غزوہ کے بارے میں خوب اشعار کہے، ابن منیر اور دیگر شعراء نے بھی اشعار کہے، ابوشامہ نے روضتین میں وہ اشعار نقل کیے ہیں، اسی سال مصر کا خلیفہ الحافظ فوت ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا الظافر اسماعیل ابوالمنصور مصر کا خلیفہ بنا، الظافر بامر اللہ اس کا لقب رکھا گیا، اس پر خلعت دی گئی۔

سال رواں ہی میں بادشاہ مسعود بن محمود نے امراء اور ترکمان کی ایک جماعت (جس میں علی بن دبیس تھا) کے ساتھ بغداد کا رخ کیا، خلیفہ سے خطبہ کا مطالبہ کیا، خلیفہ نے انکار کر دیا، خلیفہ کے پاس قطع کر آ گئے، پھر خلیفہ نے سلطان مسعود کے پاس خط لکھا، اس نے آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس نے تاخیر کی، وقت تنگ ہو گیا، معاملات بہت کشیدہ ہو گئے، ملک محمد نے اپنے بھتیجے کو خلیفہ کے پاس آنے سے سختی سے منع کر دیا، وہ سال کے آخر میں آیا، اس وقت معاملات درست ہو گئے، کشیدگی خوشی میں تبدیل ہو گئی۔

اس برس [illegible] لوگ ذات الجنب کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، مریض بات کرنے سے پہلے ہی مر جاتا۔

اسی سال موصل کے حاکم سیف الدین غازی بن زنگی کا انتقال ہوا، ان کا بھائی قطب الدین مودود بن زنگی حاکم بنا، اس نے اپنے بھائی کی بیوی خاتون بنت تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق سے شادی کی، اس کے بھائی نے اس عورت سے دخول نہیں کیا تھا، قطب الدین کی اس بیوی سے ہونے والی ساری اولاد موصل کی حاکم بنی، اس عورت نے چودہ بادشاہوں کے سامنے دوپٹہ اتارا تھا۔

اس برس نورالدین نے سنجار فتح کیا، اس کے بھائی قطب الدین مودود نے اس سے واپس لینے کے لیے لشکر تیار کیا، پھر دونوں میں اس بات پر صلح ہوئی کہ قطب الدین نے اپنے بھائی کو سنجار کے بدلے میں حمص دے دیا، اور سنجار قطب الدین کے پاس رہا، اور نورالدین اپنے شہر حلب آ گیا، پھر اس نے فرنگیوں سے لڑائی کر کے ان کے بہت سے افراد قتل کر دیے، انطاکیہ کا حاکم برنس گرفتار کر لیا گیا، شعراء نے اس پر اس کی تعریف کی، ابن القیسرانی نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ کہا جس کے ابتدائی اشعار درج ذیل ہیں۔

---

[1] تاریخ ابن الملاطسی ۳۳۶، شذرات الذہب ۱۳۶/۴، العبر ۱۲۰/۴، اللباب ۳۴۴/۱، معجم البلدان ۴/ ۴۲۸، مرآۃ الزمان ۲۰۹/۸۔

(۱) یہ عزائم ہیں نہ کہ شور کرنے والی گھوڑیاں یہ باتوں کے بجائے حلق کاٹتے ہیں۔

(۲) ...یہ ایسے ہیں جب یہ خطاب کریں تو ان کے سامنے فصحا اور خطیب بے وقعت ہو جاتے ہیں۔

(۳) ...اے عادل الدین تو نے اس کی چوٹی سے تنگی سے مصافحہ کیا ہے جس کا ستارہ اس کے مدار سے ہٹ جاتے ہیں۔

(۴) ...اور تجھے تو لوگ اعتماد بیعت پر حق کی بھلائی پر تعمیر کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی سفیدیوں نے اسے گدلا دیا۔

اسی سال نور الدین نے حماۃ کے قریب قلعہ فامیہ فتح کیا۔ اسی سال مصر کے حاکم حافظ لدین اللہ عبد المجید بن ابی القاسم ابن المستنصر کی وفات ہوئی اس کے بعد اس کا لڑکا ظافر اسماعیل حاکم بنا اور ابن علاء فضل ابن امیر الجیوش نے حاکم مصر حافظ پر غلبہ پالیا تھا۔ تین دن تک اس کے نام پر خطبہ پایا گیا آخر کار اس نے آذان میں حی علی خیر العمل کہا۔ حافظ نے قتل کیا تھا جب اس پر چوٹ لگائی جاتی تھی تو اس سے آواز اس میں موجود اس سے نکلی۔

اسی زمانے میں امیر نظر الخادم حجاج کے قافلے کو لے کر لوٹ رہا تھا کہ بیمار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے حجاج کا امیر اپنے غلام قیماز کو بنا کر خود واپس آ گیا۔ بغداد پہنچنے کے چند دن بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ وہاں کے عرب حاجیوں کی واپسی پر انہوں نے راستہ میں رکاوٹ پیدا کی۔ قیماز نے ان کے مقابلے میں پست ہمتی کا مظاہرہ کیا اور اپنے لئے ان سے امان لے کر حاجیوں کو ان کے سپرد کر گیا اور انہوں نے لوگوں کو قتل کیا اور ان کے سامان لوٹ لئے بہت کم لوگ صحیح سلامت واپس لوٹے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اسی برس معین الدین انر اتابک طغتکین کے غلاموں میں سے تھا۔ دمشق میں انتقال ہو گیا یہ طغتکین کے غلاموں میں سے تھا اور سلطنت کا قائد تھا۔ نور الدین کا والد تھا اس نے باب الخرج میں مدرسہ معینیہ وقف کیا تھا۔ اس کی قبر شاہی مقبرے کے متولیوں کے سامنے میں علویہ میں واقع ہے۔ معین الدین کی وفات کے بعد وزیر رئیس مؤید الدولہ علی ابن الصوفی اور اس کے بھائی زین الدولہ حیدرہ کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ ان دونوں اور ملک مجیر الدین ارتق میں نفرت پیدا ہو گئی دونوں نے عام اور دو بڑے گروہوں پر مشتمل لشکر تیار کیا۔ جنگ ہوئی بہت افراد ہلاک ہوئے۔ پھر دونوں میں صلح ہو گئی۔

خواص کی وفات

احمد بن نظام الملک کے حالات [1] ......یہ احمد بن نظام الملک ابو الحسن علی بن حسن ہیں یہ مسترشد اور سلطان محمود کے وزیر تھے حدیث کا سماع کیا اچھے وزرا میں سے تھے۔

احمد بن محمد کے حالات [2] ......یہ احمد بن محمد ابن الحسین الارجانی تستر کے قاضی تھے حدیث روایت کی اور ان کے عمدہ اشعار ہیں جو اچھے معانی لئے ہوئے ہیں۔

(۱) ...مصائب کے وقت میں نے لوگوں کو تو لی کو خاص کی کو تجربہ میں آزمایا۔

(۲) میں بھی برے وقت اور مصائب سے گزرا ہوں میں نے تجربہ کی آزمائش ہے کوئی مددگار۔

(۳) میں نے تکلیف کے وقت لوگوں کو قول ہو سے خالی پایا اور خوشی میں حسد کرنے والا پایا۔

---

[1] المنتظم ۱۰/۱۳۸، ۱۳۹ = الکامل فی التاریخ ۱۱/۱۴۳ = مرآۃ الزمان ۸/۲۰۲ طبقات ۶/۴۳

[2] الانساب ۱/۱۷۳، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۰۲، تتمۃ المختصر ۲/۷۷، تاریخ بروکلمان ۵/۳۳ دول الاسلام ۲/۶۲، شذرات الذہب ۴/۱۴۰، طبقات السبکی ۶/۵۴ طبقات الاسنوی ۱/۱۰۹، العبر ۴/۱۱۳ الکامل ۱۱/۱۴۷

(۴) ... میں نے دنیا کی محبت چھوڑ دی کسی کی طرف متوجہ ہوئے بغیر میں چل دیا۔
(۵) اے میری دونوں آنکھو تم ایک نظر سے خوش ہوئے ہو جس نے میرے دل کو زخم کھات پر لا دیا ہے۔
(۶) اے میری دونوں آنکھو میرے دل سے دور ہو جاؤ، کیوں کہ کیا یہ ٹھیک ہے کہ قتل میں کوشش کرتا جاتا ہے۔

قاضی عیاض بن موسیٰ السبتی کی وفات بھی اسی سال ہوئی مشہور کتب کے مصنف ہیں ان کے چند اشعار ہیں:
(۱) ... اللہ ہی جانتا ہے کہ جب سے میں نے تم کو نہیں دیکھا میں کتنا بے چین ہوں۔
(۲) اگر میں مجبور نہ ہوتا تو ہوا کے ذریعہ اڑ کر تمہارے پاس پہنچ جاتا، کیوں کہ تمہاری جدائی میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ان کے حالات ابن خلکان نے بڑے اچھے انداز میں بیان کئے ہیں۔

عیسیٰ بن ھبۃ اللہ ..... یہ عیسیٰ بن ھبۃ اللہ ابن عیسیٰ ابو عبداللہ النقاش ہیں حدیث کا سماع کیا، ان کی ولادت ۴۵۰ھ ہے، ابن الجوزی کا قول ہے عیسیٰ خوش مزاج، خوش اخلاق انسان تھے ان کی نادر عمدہ عمدہ باتیں ہیں، مجلسوں کی صحبت میں رہے، میرے پاس بھی ان کی آمد و رفت تھی۔ مجھ سے خط و کتابت بھی رہتی تھی، ایک بار میں نے بڑی تعظیم و تکریم کے ساتھ ان کے پاس خط لکھا، عیسیٰ نے اس کے جواب میں لکھا کہ مقصد آپ نے تعظیمی کلمات کہہ کر مجھے استہزاء کا نشانہ بنا دیا، اس خط میں مندرجہ ذیل اشعار بھی تھے۔
(۱) ... جب تو نے خوشی محسوس کی تو یہی میری موت کا سبب بنی۔
(۲) ... آپ نے مجھے دیکھا کہ چراغ کے بجھنے سے پہلے اس سے شعلہ نکلتا ہے۔

غازی بن آقسنقر ..... موصل کا حاکم ملک سیف الدین جو کہ حلب و دمشق کے حکمران نور الدین محمود کا بھائی تھا۔ سیف الدین بہترین بادشاہ اور سیرت و صورت اور نیت کے اعتبار سے عام بادشاہوں سے بہت بہتر تھا۔ نہایت بہادر اور قوت والا تھا، فوج کے لئے روزانہ ایک سو بکریاں اور غلاموں کے لئے بھی بکریاں ذبح کرواتا تھا۔ عید کے دن ایک ہزار بکریاں ذبح کرواتا۔ گائے اور مرغیوں کی تعداد ان کے علاوہ تھی۔ اطراف کے بادشاہوں میں یہ پہلا بادشاہ تھا جس نے اپنے سر پر جھنڈا اٹھایا اور سپاہی کے لئے کمر اور تلوار کے ساتھ سوار ہونا لازم کیا۔
سیف الدین نے موصل میں ایک مدرسہ اور ایک خانقاہ تعمیر کرائی، حیص بیص (یہ سعد بن محمد بن سعد ہیں جو کہ اہل بغداد کا مشہور شاعر تھا لقب ابوالفوارس تھا، شروع میں فقہ سے شغف تھا پھر شعر اور ادب، ایک دن کہا حیص بیص کا معنی تکلیف اور پریشانی ہے۔ اس نے لوگوں کے لئے کہا تھا یہ لوگ کیسے حیص بیص میں ہیں۔ چنانچہ اس کا نام ہی حیص بیص پڑ گیا) نے جب اس کی مدح کی تو اسے ایک ہزار دینار اور خلعت انعام میں دیے۔ جمادی الآخر کے مہینے میں بخار میں مبتلا ہو کر اس کا انتقال ہو گیا اور اسی مدرسے میں مدفون ہوا۔ اس وقت اس کی عمر چالیس سال تھی اور اپنے باپ کے بعد اس نے تین سال چھ ماہ حکومت کی، اللہ اس پر رحم کرے۔

نظر الخادم ..... یہ تیس سال سے زائد عرصے تک حجاج کرام کے امیر رہے۔ حدیث سنی اور ابن الطیوری کو حدیث بیان کی، علم و صدقہ سے محبت کرنے والے شخص تھے، حاجی ان کے ساتھ بہت آرام، راحت اور امن میں ہوتے تھے، یہی سبب ہے کہ خلفاء اور بادشاہوں کے ہاں ان کا بڑا مقام اور عزت تھی۔ گیارہ ذوالقعدہ منگل کی رات انتقال ہوا اور رصافہ میں انہیں دفن کیا گیا۔

۵۴۵ھ کے واقعات

اس سال افامیا کا مضبوط قلعہ نور الدین محمود کے ہاتھوں فتح ہوا۔ بعض مورخین کے مطابق ایک سال پہلے فتح ہوا تھا۔ اس سال نور الدین نے دمشق پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا مگر کامیاب نہ ہو سکا لیکن اس نے وہاں کے حاکم مجیر الدین ابق اور اس کے نائب ابن الصوفی کو خلعت دی اور اپنا خطبہ وہاں

پڑھوایا اور اپنے سکے کو بھی جاری کروایا۔

اسی سال قلعہ اعزاز بھی فتح کیا اور بادشاہ جوسلین کے بیٹے کو گرفتار کر لیا مسلمان بہت خوش ہوئے۔

اس کے بعد اس نے جوسلین کو بھی گرفتار کر لیا جس کی بھی مسلمانوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اس نے جوسلین کے زیر قبضہ بہت سے شہر فتح کئے۔ اسی سال محرم میں یوسف دمشقی مدرسہ نظامیہ میں تدریس کے لئے آئے وہاں انہیں خلعت عطا ہوئی۔ مگر چونکہ اس میں خلیفہ و سلطان کا حکم نہ تھا اس لئے انہیں روک دیا گیا اور وہ گوشہ نشین ہو گئے اور کسی مدرسے کی طرف نہیں گئے۔ امیر خلیفہ کی اجازت اور سلطان کے حکم پر مدرسہ شیخ ابو النجیب نے سنبھال لیا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ اس سال یمن میں خون کی بارش ہوئی جس نے لوگوں کے کپڑے سرخ رنگ دیئے۔

۵۴۵ھ میں وفات پانے والے بڑے لوگ

حسن بن ذوالنون۔۔۔۔ یہ ابن ابی القاسم بن ابو الحسن ابو المفاخر نیشاپوری ہیں یہ بغداد آئے اور وعظ کیا، شاعر و بڑی بلاغت کے حامل تھے۔ آپ کو پسند کر لیا گیا مگر چھان بین سے پتہ چلا کہ یہ معتزلی ہیں لہٰذا شہرت کم ہو گئی ان کی وفات بغداد میں خانہ حنفی میں ہوئی۔ ابن جوزی نے ان سے کچھ اشعار سنے:

مات الكرام ومروا وانقضوا ومضوا
ومات من بعدهم تلك الكرامات
وخلفوني في قوم ذوي سفه
لو ابصروا طيف ضيف في الكرى ماتوا

ترجمہ:۔۔۔ بھلے لوگ مر گئے گذر گئے ختم ہو گئے اور چلے گئے ان کے بہت اچھے کام بھی ختم ہو گئے اور وہ مجھے ان بے وقوف لوگوں میں چھوڑ گئے جو نیند میں بھی اگر مہمان کو دیکھیں تو مر جائیں۔

عبدالملک بن عبدالوہاب۔۔۔ یہ قاضی بہاؤ الدین حنبلی ہیں فقہ حنبلی اور فقہ حنفی دونوں کے ماہر تھے اور دونوں کی جانب سے مناظرہ کیا کرتے تھے۔ ان کو مدرسہ کے قبرستان میں اپنے باپ دادا کے ساتھ دفن کیا گیا۔

عبدالملک بن ابی نصر بن عمر۔۔۔۔ یہ ابو المعالی الجیلی ہیں جو کہ فقیہ عابد غریب و نیک شخص تھے جن کو کچھ بھی نہ تھا حتیٰ کہ ہر قسم کی مساجد میں رات گذارا کرتے تاکہ کسی میں مقیم نہ ہوں۔ یہ عبادت کرتے اور جسم پر داغ لگ گیا تھا۔ اہل علم ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔

فقیہ ابوبکر ابن العربی۔۔۔۔ یہ ابوبکر ابن عربی المالکی ترمذی کے شارح اور فقیہ عالم زاہد و عبادت گذار شخص تھے آپ نے فقہ میں مہارت کے بعد حدیث کا علم حاصل کیا امام غزالی کے شاگرد بنے مگر امام غزالی کو فلاسفہ سے متہم کرتے اور کہتے کہ یہ ان کے پیٹ میں داخل ہو گیا اور وہاں سے نہیں نکل سکا۔

۵۴۶ھ کے واقعات

۵۴۶ھ میں سلطان نورالدین کی فوج نے اسماعیلی علاقوں پر حملہ کیا دشمن کے بہت سے لوگ مارے گئے اور یہ علاقہ ہاتھ آ گیا۔ اسی سال اس نے کئی مہینوں تک دمشق کا محاصرہ کئے رکھا۔ مگر پھر محاصرہ چھوڑ کر حلب چلا گیا اور برہان بلخی کے ہاتھوں صلح ہو گئی۔ اسی سال انگریزوں اور مسلمانوں کی جنگ

جبکہ اس میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بے شمار لوگ شہید ہوئے۔ یہ واقعہ نور الدین پر بہت شاق گزرا، اس نے قسم کھائی کہ جب تک انتقام نہ لے لے گا تب تک نرم بستر پر نہیں سوئے گا، پھر امراء اور سلطان کے مددگاروں کا ایک گروپ جو سلطان ترکمان کی ماتحت تھی، اسی مسلسل حکومت میں فرنگی حکمران جوسلین کو پکڑ لیا پھر نور الدین نے حملہ کر کے ترکمانوں سے جوسلین کو چھین لیا۔ اور اپنے سامنے اسے ذلیل حالت میں کھڑا کیا، اور بعد میں جیل میں ڈال دیا، اس کے بعد نور الدین اس کے علاقے کی طرف گیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور اس کے مال پر بھی قبضہ کر لیا۔

اس سال ذوالحجہ میں ابن العبادی نے جامع المنصور میں تقریر کی، قریب تھا کہ جلسہ الٹ جاتا، لیکن اللہ کے لطف و کرم سے لوگ بچ گئے اس سال قیماز ارجوانی لوگوں کے حج کا امیر تھا۔

۵۴۶ھ میں وفات پانے والے

شیخ برہان الدین ابو الحسن بلخی … اس سال دمشق کے شیخ الاحناف برہان الدین ابو الحسن بلخی وفات پا گئے پہلے یہ صادریہ میں مدرس تھے پھر خاتونیہ برانیہ میں مدرس ہوئے بڑے عالم، باعمل انسان اور متقی پرہیزگار شخص تھے باب الصغیر کے قبرستان میں مدفون ہوئے۔

۵۴۷ھ کے واقعات

اس سال سلطان مسعود کا انتقال ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سلطان ملکشاہ بن محمود (اس کے بھائی) نے حکومت سنبھالی پھر سلطان محمد نے حکومت سے لی اور اس پر قابض ہو گیا جس نے امیر خاص بیگ کو قتل کر دیا اور اس کی دولت چھین کر اسے کتوں کے سامنے پھینک دیا۔

خلیفہ واسط میں داخل ہوا اور مقتفی کی اطاعت کی گئی اور فوج کے ساتھ بڑی شان سے واسط داخل ہوا وہاں کے حالات درست کیے اور پھر کوفہ اور حلہ پر حملے کیے پھر وہاں سے بغداد آ گیا۔ اسی سال مغرب کے حکمران عبد المومن نے بجایہ پر قبضہ کر لیا یہ بنو حماد کا علاقہ تھا اس کا آخری حکمران یحییٰ بن عبد العزیز بن حماد تھا اس کے بعد عبد المومن نے جبل اور فتح کے ذریعے صنہاجہ کا محاصرہ کر کے یحییٰ کے مال و دولت پر قابض ہو گیا۔

اسی سال سلطان نور الدین زنگی اور فرنگیوں کا خونی معرکہ ہوا جس میں آپ نے فرنگیوں کو شکست دی اور بے شمار مار ڈالے۔ اسی سال سلطان سنجر اور غور کے پہلے بادشاہ علاء الدین الحسین بن الحسین کے درمیان جنگ ہوئی۔ سلطان سنجر نے شکست دے کر اسے گرفتار کر لیا۔ جب اسے سلطان سنجر کے سامنے لایا گیا سلطان نے کہا کہ اگر تم مجھے پکڑ لیتے تو کیا سلوک کرتے؟ تو اس نے چاندی کی ایک ہتکڑی نکال کر کہا کہ تجھے یہ پہناتا! اس پر سلطان سنجر نے اسے چھوڑ دیا۔ چنانچہ پھر غزنی گیا اور اس کے حکمران بہرام شاہ سبکتگین سے غزنی چھین کر اپنے بھائی سیف الدین کے حوالے کر دیا اس کے چلے جانے کے بعد اہل شہر نے بغاوت کر کے سیف الدین کو بہرام شاہ کے حوالے کر دیا بہرام نے اس کو سولی دے دی اور پھر کچھ دن بعد خود بھی مر گیا۔ یہ حالات سن کر علاء الدین دوبارہ غزنی آیا تو خسرو بن بہرام شاہ غزنی چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چنانچہ علاء الدین نے شہر میں داخل ہو کر تین دن تک لوٹ مار کی اور بہت سے لوگ قتل کر دیے اور شہریوں کو خوب ذلیل و خوار کیا چنانچہ شہریوں نے شہر سے دور ایک گھاٹی میں پناہ لی اور وہاں ایک قلعہ تعمیر کر لیا جو کہ آج تک معروف ہے یہاں تک کہ بنی سبکتگین کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ ان کی حکومت ۳۹۹ھ سے لے کر ۵۴۷ھ تک رہی۔

یہ لوگ یعنی سبکتگین کے بادشاہ کفار سے خوب جہاد کرتے تھے، مال و دولت، فوج اور سامان ان کے پاس کافی سے زیادہ تھے، بت شکنی کی اور کفار کو خوب برباد کیا اور اتنا جہاد کر دیا تھا جو دوسرے بادشاہوں نے نہیں کیا تھا حالانکہ یہ لوگ بہت پہلے ہی کے رہنے والے تھے اور پانی وغیرہ خوب تھا چنانچہ ان کا سب

منتقل ہو گیا اور ان کے پاس چلا گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہہ دیجئے اے اللہ بادشاہت کے مالک تو جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے تو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے (سورۃ آل عمران آیت ۲۶)۔

پھر علاؤ الدین نے غور، غزنہ، سجستان اور خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت وسیع ہو گئی سلطان کی گرفتاری کے بعد سے اس کی عظمت میں اضافہ ہو گیا تھا۔ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ اس سال مرغی نے ایک انڈا دیا جو ... دو انڈے ... مرغی کے بچے ... یہ عجیب بات ہے۔

اس سال وفات پانے والے بڑے لوگ

المظفر بن اردشیر ..... جو ابو منصور العبادی واعظ تھے، حدیث کا سماع کر کے بغداد آئے، یہاں حدیث بیان کی اور وعظ کیا اور لوگ ان کی مجلس میں بڑی کثرت سے حاضر ہوا کرتے تھے چنانچہ اس کی بڑی شہرت ہو گئی۔ ابن جوزی نے لکھا ہے کہ ان میں سے ایک مجلس میں ... نے بھی ان کی مجلس کی۔ ابن جوزی نے اس پر اعتراض کیا ہے اور تنقیص کی ہے قرآن کی ... بات کی ... ایک مرتبہ ... بارش ہوئی تو لوگ بارش سے بچنے کے لیے دیواروں کی طرف چلے گئے تو انہوں نے کہا کہ تم لوگ ... سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی عمر پچاس سے کچھ اوپر ہو چکی تھی کہ انتقال ہو گیا۔

سلطان مسعود ..... (تاریخ ابن خلدون (۵۳۵ھ) شذرات الذہب (۴/۱۴۵) (الکامل ۱۱/۱۶۰) وغیرہ) اس سال جمادی الآخر کے اخیر میں بدھ کے دن سلطان مسعود کا انتقال ہو گیا جو کہ عراق وغیرہ کا حکمران تھا اسے اتنی طاقت اور خوش قسمتی حاصل ہوئی جو پہلے اور کسی حکمران کے حصے میں نہیں آئی اور پھر طویل مصیبتوں کا سلسلہ شروع ہو گیا (جیسا کہ گزرا) اس نے ایک جنگ میں خلیفہ مسترشد کو بھی گرفتار کر لیا تھا جیسا کہ گزرا۔

یعقوب خطاط کاتب ..... اس سال یعقوب خطاط کا نظامیہ میں انتقال ہو گیا اور اس کی میراث حاصل کرنے کے لیے لوگ جمع ہو گئے اور فقہاء نے انہیں روک دیا چنانچہ ایک بڑی جنگ ہوئی اور انجام کار شیخ ابو النجیب کو معزول کر دیا گیا اور مدرسے میں لے جا کر مار پیٹ کی گئی۔

۵۴۸ھ کے واقعات

اس سال سلطان سنجر کی ترکوں سے جنگ ہوئی جس میں ترکوں نے اس کی فوج کے ساتھ بہت برا سلوک کیا اور ان کی لاشوں کے ٹیلے بن گئے اور ان کے امرا کو انہوں نے ... قتل کر دیا اس کے بعد جب ... ترکوں کے سامنے ... ہو گئے اور ... آپ ... میں ... سے ... ان کے ... تھے چنانچہ سلطان نے ... ان کے پاس ... مرو میں داخل ہوئے جو خراسان کا دار الحکومت تھا وہاں ایک شخص نے اس سے پوچھا کہ کیا مرو شہر جاگیر میں دو گے؟ تو اس نے کہا کہ یہ دار الحکومت ہے اس کو دینا ممکن نہیں۔ اس بات پر لوگ ہنس پڑے ... سلطان سنجر حکومت چھوڑ کر ... چلا گیا اور فقیر بن گیا۔ چنانچہ ترکوں نے شہر پر قبضہ کر کے اسے لوٹ لیا اور ویران کر کے چھوڑ دیا ... پھر سلیمان شاہ کو بادشاہ بنایا مگر ...

اسے جدا ہونے سے معزول کر دیا پھر سلطان سنجر کے بھانجے خاقان محمود بن ارسلان کو حکمران مقرر کر دیا۔ پھر حالات بگڑ گئے اور ان ممالک کے ہر کونے پر کسی نہ کسی شخص کا قبضہ ہو گیا ہے۔ سب شہروں کی تنظیم ختم ہو گئی۔

اس سال عبد المومن اور بلاد مغرب کے عربوں کی آپس میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ اس سال انگریزوں نے غزہ کے ساحل کی طرف سے عسقلان پر قبضہ کر لیا۔ اس سال خلیفہ مقتفی نے کرخ واسط کیا اور وہاں کے حالات درست کئے پھر بغداد واپس آیا۔ اور لوگوں کے ساتھ حج پر گیا حج کے قافلے میں قیماز ارجوانی گیا تھا۔

اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات...... اس سال دو اہم مشہور شعراء کی وفات ہوئی جو اپنے زمانے کے فن اور سحر میں مشہور تھے۔

شعراء...... ان دونوں میں سے ایک تو ابو الحسن احمد بن منیر اطرابلسی تھا جو کہ حلب میں رہتا تھا۔ دوسرا ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن صغیر قیسرانی حلبی تھا جو دمشق میں رہتا تھا۔

علی بن سلار...... علی بن سلار حاکم مصر ظافر کا وزیر تھا اس کا لقب عادل تھا۔ ظافر اسلام دمشق کے مدرسہ شافعیہ کا بانی تھا۔ یہ عادل اپنے نام کی ضد تھا بڑا ظالم اور صاحب قہر شخص تھا ابن خلکان نے اس کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

۵۴۹ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ مقتفی ایک بڑا لشکر لے کر تکریت پہنچا اور اس کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ وہاں اس کی ترکوں اور ترکمانوں سے جنگ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے فتح عطا فرمائی پھر وہ بغداد واپس آ گیا۔

سلطان نور الدین دمشق میں...... اس سال مصر میں ان کے خلیفہ ظافر کو عباس نے قتل کر دیا اور اس کے بعد اس کے پانچ سالہ بیٹے کو خلیفہ قرار دے کر اسے فائز کا لقب دیا۔ پھر خلیفہ مقتفی نے سلطان نور الدین زنگی کو مصر اور شام کے علاقوں کی امارت کا پروانہ عطا کر کے روانہ کر دیا۔

آگ بھڑک اٹھی...... اس سال ایک رات عشاء کے بعد بہت بڑی سرخ ہوا آئی جس میں آگ تھی اور زمین ہل گئی لوگ خوف زدہ ہو گئے کہ کہیں یہ قیامت نہ ہو، دجلہ کا پانی بھی سرخ ہو گیا تھا اور واسط میں زمین سے خون نکلا جس کا سبب پتہ نہ لگ سکا۔ ملک سنجر کے بارے میں خبر ملی کہ وہ ترکوں کی قید میں بڑی ذلت اور مسکینی کی حالت میں ہے اور مستقل اپنی حالت پر رو رہا ہے۔

اسی سال نور الدین محمود نے دمشق کو حاکم مجیر الدین اُتق سے چھین لیا اس کی وجہ یہ ہوئی کہ [illegible] حکومت کی کمزوری اور قلعے میں اس کا محاصرہ پہنچنے کی وجہ سے حاصل ہوئی کہ مجیر الدین اور اس کے وزیر مؤید الدین نے کیا [illegible] ہر قسم کی [illegible] دمشق پر جزیہ وصول کرتے تھے [illegible] کہ شہر کو نور الدین زنگی کے حوالے کر دیں گے چنانچہ اتفاق یہ ہوا کہ انگریزوں نے عسقلان پر قبضہ کر لیا۔ جب نور الدین کو اس کا علم ہوا تو اسے رنج ہوا مگر وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتا تھا کیونکہ درمیان میں دمشق حائل تھا۔ نور الدین دمشق کا محاصرہ کرنے سے ڈرتا تھا کہ عوام کو اس سے رنج و تکلیف ہو گی۔ اور وہ مجیر الدین کو انگریزوں کی طرف بھیجنے سے بھی ڈرتا تھا کیونکہ [illegible] کے قبضے میں [illegible] ہو چکا تھا۔

یہ بات اس طرح بھی کہی گئی ہے کہ نور الدین زنگی دمشق پر قبضہ کرے کیونکہ اس سے نور الدین کو طاقت ہو جاتی اور انگریز

الدین پر حاوی نہ ہو سکتے تھے بہرحال نورالدین نے امیر اسدالدین شیرکوہ کو ایک ہزار سواروں کے ساتھ صلح کی گفتگو کے لئے بھیجا مگر مجیرالدین نے اس پر توجہ نہیں دی نہ اہمیت دی اور نہ ہی شہر کے بڑے لوگوں میں سے کوئی اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ چنانچہ شیرکوہ نے اس حرکت کی اطلاع نورالدین کو دے دی چنانچہ نورالدین فوج لے کر آیا اور دمشق کے علاقے میں عیون الاساریہ (یا عیون الفاسریہ) میں اترا۔ اور مشرقی دروازے سے داخل ہو گیا۔

نورالدین دمشق میں ۱۰ صفر بروز اتوار ۵۴۹ھ کو داخل ہوا۔ ادھر مجیرالدین قلعہ میں محصور ہو گیا مگر نورالدین نے اسے وہاں سے اتارا اور حمص شہر کی امارت دے کر اسے وہاں بھیج دیا۔ اور قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا یوں اس کا قبضہ دمشق پر مستحکم ہو گیا۔ اس نے شہر میں امان اور صلح کا اعلان کر دیا اور ان کے ٹیکس معاف کر دیے اور منبروں پر پڑھ کر سنایا جس سے لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور انہوں نے نورالدین کو خوب دعائیں دیں۔ ادھر فرنگی حاکموں نے بھی اس کو مبارکبادی ارسال کی قرب کی خواہش کی اور فرمانبرداری کا اظہار کیا۔

اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

رئیس مؤید الدولہ ..... مجیرالدین ابق کا دمشق میں وزیر تھا نام علی بن صوفی تھا۔ اس نے بادشاہ پر کئی مرتبہ حملہ کیا جس سے بات بہت بڑھ گئی تھی اور پھر دونوں کے درمیان صلح ہو گئی۔ جیسا کہ گزرا۔

عطا خادم ..... یہ دمشق کا ایک امیر تھا مجیرالدین کے حکم سے یہی معاملات کا نگران تھا اور اسی کا حکم چلتا تھا۔ بعد میں یہ بعلبک پر نائب کے فرائض انجام دیتا تھا۔ ظالم و غاصب شخص تھا۔ مشرقی دروازے کے باہر مسجد عطا اسی کے نام سے منسوب ہے۔

۵۵۰ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ خوب تیار ہو کر دقوقا روانہ ہوا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دقوقا کے باشندے اس کے پاس آئے کہ وہ محاصرہ چھوڑ کر چلا جائے کیونکہ عوام کے باشندے فوجیوں کے ہاتھوں پہلے ہی بڑی تعداد میں مارے جا چکے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ نے ان کی بات مان لی اور وہاں سے چلا گیا۔ دو ماہ بعد بغداد واپس آ گیا پھر وہاں سے حلوان کو گیا فوج اس کے آگے آگے تھی۔ سلیمان شاہ نے کہا کہ میں تیرا ولی عہد ہوں اگر آپ مجھے برقرار رکھیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں بھی ایک امیر ہوں۔ اسی طرح سلیمان شاہ نے اس سے جنگ کرنے کا وعدہ کیا۔

یہ خلیفہ کے آگے جاتا تھا جیسے پروانے کے آگے چلتے۔ چنانچہ خلیفہ نے اس کے معاملات کو سیدھا اور مضبوط کیا اور مشہد (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی زیارت سے سلام کا اشارہ کیا۔ یا تو وہ اپنے نئے دوست کی معیت سے عاری تھا پھر قبروں کی کوئی اہمیت اس کے دل میں نہ تھی وغیرہ۔

نورالدین کا بعلبک پر قبضہ ..... اس سال کے شروع میں نورالدین زنگی نے بعلبک کو فتح کر لیا۔ واقعہ یوں ہوا کہ نجم الدین ایوب وہاں شہر اور قلعہ کا نائب تھا اس نے تقاضا کیا کہ کوئی شخص قلعہ سپرد کر دے تو وہ اس پر قبضہ کر لے۔ مجیرالدین نورالدین سے خط و کتابت کرتا رہا۔ نورالدین نے پہلے شہر کو پھر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور نجم الدین کو اپنے پاس بلا کر عزت و توقیر دی اور اس کے بھائی اسدالدین کی وجہ سے اس کا بڑا اکرام کیا۔ بلاشبہ دمشق کی فتح میں اسدالدین شیرکوہ کا بڑا ہاتھ تھا۔ اس نے شمس الدولہ توران شاہ بن نجم الدین کو دمشق کا کوتوال بھی بنا دیا اور اس کے بعد اس کے بھائی صلاح الدین یوسف ابن ایوب کو دمشق کا کوتوال بنایا اور اسے اپنے خواص میں جگہ دی۔ سفر ہو یا اقامت اس سے الگ نہیں ہوتا تھا کیونکہ وہ بہت خوبصورت تھا چوگان کا زبردست کھلاڑی تھا۔ نورالدین گھوڑوں کی تربیت کے لئے چوگان

پسند کرتے تھے کیونکہ اس میں تیزی سے آگے بڑھنے اور اچانک پہنچنے کی تربیت ہوتی ہے۔ صلاح الدین کے زمانہ نوجوانی میں ایک شاعر نے اس [illegible] میں یہ اشعار کہے۔

شاعر عرقلہ حسان بن نمیر کلبی ہے

ويد لحبا لعوم الشام
فاني لكم ناصح في مقالي
فإياكم وسمي النبي يوسف
رب الحجى والكمال
فذاك مقطع أيدي النساء
وهذا مقطع أيدي الرجال

ترجمہ: ... اے شام کے چہرو! غور اختیار کرو میں اپنی بات میں تمہاری خیر خواہی کر رہا ہوں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہمنام سے بچنا جو کہ عقلمند اور صاحب کمال شخص ہے۔ حضرت یوسف تو عورتوں کی انگلیاں کٹوانے والے تھے اور یہ یوسف (مردوں) کے ہاتھ کاٹ دیتا ہے۔

صلاح الدین نے اس کے بھائی توران شاہ کو یمن کے علاقوں کا بادشاہ بنایا اس نے شمس الدولہ کا لقب بھی دیا تھا۔

اس سال وفات پانے والی اہم شخصیات

محمد بن ناصر: ... ابن محمد بن علی الحافظ، ابوالفضل بغدادی ہیں۔ شعبان ۴۶۷ھ کو پیدا ہوئے اور بہت کچھ سماع کیا اور بہت سے مشائخ سے سنا۔ یہ حافظ، بہترین یادداشت کے مالک، سنت کے پابند، کثرت سے ذکر الٰہی کرنے والے، جلد آنسو بہانے والے انسان تھے جن لوگوں نے ان سے حدیث حاصل کی ان میں علامہ ابن جوزی شامل ہیں۔ انہوں نے مسند احمد وغیرہ جیسی بڑی کتب انہی سے سنیں۔ ابن جوزی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے۔ اور ابوسعد سمعانی کے قول کا بھی جواب دیا ہے کہ محمد بن ناصر لوگوں کی غیبت پسند کرتے تھے۔ ابن جوزی نے جواب دیا کہ لوگوں پر جرح و تعدیل کرنا غیبت میں نہیں آتا لیکن سمعانی امام احمد کے اصحاب سے متعصبانہ پسند کرتے ہیں ہم بے انصافی اور تعصب سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔ محمد بن ناصر ۱۸ شعبان منگل کی رات ۸۳ سال کی عمر میں فوت ہوئے کئی بار جنازہ [illegible] کے بعد باب حرب میں مدفون ہوئے۔

مجلی بن جمیع ابوالمعالی: المخزومی الارسوفی ثم المصری، مصر کے قاضی اور شافعی فقیہ تھے الذخائر نامی کتاب کے مصنف تھے جس میں بہت سی نادر باتیں ہیں اور بہت مفید کتاب ہے۔

۵۵۱ھ کے واقعات

محرم کے مہینے میں سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ بغداد آیا ([illegible]) اپنے [illegible] گئے ہوئے تھے۔ بغداد میں وزیر ابن ہبیرہ نے سلطان کا استقبال کیا اور سلطان کو خلیفہ تک پہنچایا خلیفہ کے روبرو حاضر ہو کر سلطان نے زمین کو بوسہ دیا [illegible] نصیحت، خیر خواہی اور اطاعت کی بیعت کا حلف اٹھایا۔ اس کے علاوہ اس کو شاہی خلعت سے نوازا اور دونوں میں یہ طے پایا کہ عراق میں

خلیفہ کی حکومت ہوئی اور خراسان کے بیشتر علاقے سلطان سنجر کے [illegible] وہیں سلطان کی حکومت ہوئی۔

سلطان سلیمان شاہ کی گرفتاری...... اس کے بعد سلطان سلیمان شاہ کے لئے بغداد میں خطبہ پڑھا گیا، سنجر کے بعد سلیمان شاہ پہلا بادشاہ ہے جس کے لئے بغداد میں خطبہ پڑھا گیا اور [illegible] میں سلیمان شاہ [illegible] سے [illegible] کیا۔

بغداد سے روانگی کے بعد سلطان سلیمان شاہ اور محمد بن محمود بن ملک شاہ کی آپس میں جنگ ہوئی۔ محمد نے سلیمان کو شکست دی اور سلیمان شکست کھا کر بھاگا اسی دوران اس کی ملاقات موصل کے حکمران قطب الدین مودود بن زنگی کے نائب سے ہوئی جس نے اسے گرفتار کر لیا اور موصل کے قلعہ میں قید کر دیا اور وہاں بھی اس کی خوب خدمت اور مناسب مدارات کی۔ [illegible] کی خدمت کی [illegible] میں سے ہے۔

المہدیہ پر قبضہ...... اسی سال مغربی علاقوں میں [illegible] کے بعد فرنگیوں نے مہدیہ نامی شہر پر قبضہ کر لیا، جبکہ دوسری طرف عبدالمومن بن علی نے [illegible] اس قلعہ کو فتح کر لیا اور فرنگیوں (نصرانیوں) کو وہاں سے مار بھگایا واضح رہے کہ یہ نہایت مضبوط اور محفوظ ترین قلعوں میں شمار ہوتا تھا، اس قلعہ کی فتح کے [illegible] اس کے [illegible] جنگ اور قتل و غارت گری ہوئی۔ چنانچہ اس فتح پر شعراء نے عبدالمومن کی خوب مدح سرائی کی۔

سنجر کا فرار...... اسی سال سنجر غزوں کی قید سے [illegible] فرار ہو کر [illegible] اپنے ملک مرو آ گیا۔ جبکہ دوسری طرف مغربی علاقوں کے حکمران عبدالمومن نے اپنی اولاد کو مختلف علاقوں کا حکمران بنا دیا ان میں سے ہر ایک [illegible] علاقوں میں اپنے باپ کے نائب کے طور پر حکومت [illegible] ہو گئے۔

بغداد کا محاصرہ...... محمد بن محمود بن ملک شاہ نے بغداد میں المقتفی کے پاس پیغام بھیجا اور مطالبہ کیا کہ بغداد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا جائے، المقتفی نے اس کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا، چنانچہ وہ ہمدان سے [illegible] بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ [illegible] کر بھاگنے لگے جبکہ خلیفہ نے بغداد کی حفاظت کا انتظام شروع کر دیا [illegible] محمد [illegible] آ گیا اور محاصرہ کر لیا [illegible] جنگ کی تیاری باندھ کر جنگ شروع کی اور شہر کی طرف تیر برسانے شروع کر دیے۔ اہل بغداد نے خلیفہ کے ساتھ مل کر جنگ کی اور [illegible] مقابلہ کیا اور [illegible] گھیرے رہے۔

ابھی یہ جنگ بھی جاری ہی تھی کہ محمد کو اطلاع ملی کہ اس کے بھائی نے اس کی غیر موجودگی میں ہمدان پر قبضہ کر لیا ہے [illegible] لشکر سمیت بغداد سے واپس [illegible] علاقوں سے [illegible] اپنے علاقوں پر چلا گیا۔

بغداد کی بدحالی...... محمد کی واپس روانگی کے بعد بغداد میں وبا پھوٹ پڑی اور لوگ کثرت سے مرنے لگے، بہت سے علاقوں میں آگ لگ گئی اور قحط جیسی [illegible] بغداد کی حالت [illegible] خراب ہو گئی۔

دوسری طرف اسی سال [illegible] کے بیٹے ابو [illegible] کو [illegible] جہاں وہ تین سال سے قید تھا [illegible] آپ کی ملاقات لوگوں سے ہوئی، شعراء نے اس کی مدح سرائی کی، ان شاعروں میں [illegible] شاعر بھی تھا جس نے ابو [illegible] کی [illegible] اشعار کہے تھے، پہلا شعر یہ تھا:

ترجمہ: [illegible] جاتے ہیں کہ [illegible] ہی ہوا کرتا تھا۔

دوسرے ایک شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ

[illegible] بیٹھے ہیں۔

[illegible] گیا۔

مشہور و معروف لوگ جن کی اس سال وفات ہوئی

علی بن الحسین[1]: ... ابو الحسن علی بن الحسین الغزنوی الواعظ جو بغداد میں مقبول عام واعظ تھے مقتفی باللہ کی بیوی نے ان کے لئے باب الازج کے قریب خانقاہ تعمیر کروائی تھی اور اس پر خوب مال خرچ کیا تھا ان کی شہرت دور دور تک پھیل یہاں تک کہ سلطان بھی ان سے ملنے آتا تھا۔

آپ وعظ بہت اچھا کہتے تھے، ہر طرح کے لوگ آپ کا وعظ سننے آتے تھے۔ ان کے وعظ کی بعض باتیں ابن جوزی نے بھی نقل کی ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے ان کو یہ کہتے سنا کہ ”تم کا امیر اقبال کے بڑے بڑے امیروں اور چوروں سے بہتر ہے اس کے بعد انہوں نے چند اشعار پڑھے۔

ترجمہ: ... بچہ جب پیدا ہو جائے تو اس کے لئے میرے دل میں کیسی کیسی خواہشات جنم لیتی ہیں پھر تو اس کی اچھی تربیت چاہتا ہوں لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ جیسے وہ بڑا ہو باپ مرتا جائے۔

ایک مرتبہ فرمایا کہ میری قوم میرے ہجر کی وجہ سے مجھ سے حسد کرتی ہے کیونکہ میں اپنے شہر میں زبردست شہسوار کی طرح ہوں، میں تو رات بھر جاگتا ہوں اور وہ سوتے رہتے ہیں۔ بھلا جاگنے والا اور سونے والا برابر ہو سکتے ہیں؟

فرمایا کہ آپ کہا کرتے تھے کہ تم لوگ یہود و نصاریٰ سے میل جول کرتے ہو حالانکہ جب تمہارا میل جول ان سے ہے تو وہ تمہارے نبی کو گالیاں دیتے ہیں اور پھر اگلی قبل تم کو دے دیتے ہیں جو کہ بیچتے ہیں۔ پھر کہنے لگے سنو! کیا میں نے (میری بات کا پیغام) پہنچا دیا؟

فرمایا کرو، اپنے آپ کو شیعہ بھی کہا کرتے تھے، پھر ان کے وعظ کو روکنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن پھر اجازت دے دی گئی، لیکن لوگوں پر حسن ظن ہو گیا حالانکہ ان کی طرف بہت سے لوگ مائل تھے یہاں تک کہ سلطان بھی ان کی تعظیم کرتا اور ان کو اپنی مجلس میں بٹھاتا تھا۔

سلطان مسعود کی وفات کے بعد مقتفی کی بادشاہت میں ان کے زمانے میں ان کی بہت زیادہ توہین کی گئی اور اسی سال ان کی وفات ہوگئی۔

ابن جوزی کہتے ہیں کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ نزع کی حالت میں آپ سینے میں شرابور ہو جاتے تھے لیکن حالت پھر جلدی سنبھل جاتی تھی اس وقت آپ کے جسم و منہ کے کچھ حصے بھی بیمار تھے، وفات کے بعد اپنی خانقاہ میں تدفین عمل میں آئی۔

محمود بن اسماعیل بن قادوس: ... ابو الفتح دمیاطی مصر کے کاتب (سیکرٹری) اور میر منشی تھے قاضی الفاضل ان کو اپنا معلم بھی کہا جاتا تھا۔ قاضی فاضل نے اپنے مجموعے میں آپ کا تذکرہ کیا ہے۔

اور لوگ شیعی مذہب کی نسبت بھی ان کی طرف منسوب کرتے ہیں ان کے بارے میں آپ نے اشعار کہے ہیں جو یہ ہیں کہ فرعون کی وجہ سے مذہب کی نسبت کو خراب کرنے والا ہے ایک مرتبہ ایسے مرتبے پر پہنچا جیسے وہ جبر کے خلاف ہو گیا۔

شیخ ابو البیان[2]: ... نبا بن محمد ابن الحورانی کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں، زاہد عابد، لغت اور فاضل ادب تھے، آپ نے ذاتی طور پر قرآن کریم کی تعلیم کے بعد شافعی مذہب کی کتب ”کتاب التنبیہ“ کی تعلیم حاصل کی، لغت سے بہت اچھی واقفیت رکھتے تھے۔

---

[1] دیکھیں شذرات الذہب [illegible] المنتظم [illegible] البدایہ [illegible] ۲۲۲، ۲۲۳

[2] دیکھیں الوافی بالوفیات [illegible] تاج العروس [illegible] المنتظم [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible] طبقات الشافعیہ [illegible] مختصر [illegible] العبر [illegible]

معاصر سب سے زیادہ ذکر کرتے تھے لوگ آپ کے کلام کو آپ کے حوالے سے نقل کیا کرتے تھے، میں نے ان کی خود اپنے ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب کی ورقی دیکھی ہے جس میں ان کے اشارات اور معانی عجیب وغریب انداز سے پڑھا کرتے تھے جو تحقیق سے ثابت تھا آپ نے نہایت عمدہ اور بہترین زندگی گزاری دمشق کے اندر واقع ان کی خانقاہ میں سلطان نور الدین محمود آپ کو ملنے آیا تو اس کے ساتھ مال و اسباب بھی وقف کیا۔

ان کی وفات اسی سال ۳ ربیع الاول بروز منگل اسی سال یعنی ۵۵۱ھ میں ہوئی باب صغیر کے قریب واقع قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔ آپ کی وفات سے لوگ ایسے غمگین ہو گئے تھے گویا آج ہی قیامت کا دن ہو۔ میں نے ان کا تذکرہ طبقات شافعیہ میں بھی کیا ہے۔

عبدالغافر بن اسماعیل [۱]..... عبدالغافر بن اسماعیل بن عبدالغافر بن محمد بن عبدالغافر بن احمد بن سعید الفارسی ابوالحسن فقیہ امام الحرمین سے علم حاصل کیا اپنے نانا شیخ ابوالقاسم القشیری سے بھی سماعت حاصل کرتے رہے، اور بہت سے شہروں کا سفر بھی کیا اور لوگوں کو علم کی روشنی سے منور بھی کیا۔ "المفہم فی غریب المسلم" کے نام سے ایک کتاب بھی تصنیف کی۔ نیشاپور کے خطیب بھی رہے۔ بڑے فصحاء میں سے تھے، متدین اور حافظ بھی تھے۔

۵۵۲ھ کے واقعات

اس سال کا آغاز ہوا تو جنگ و جدل جاری تھی جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ شاہ محمد بن محمود بغداد کا محاصرہ کیے ہوئے تھے جبکہ دوسری طرف خلیفہ اور بغداد کی طرف سے زبردست مزاحمت کا سامنا تھا جنگ و قتال کا تانتا بندھا ہوا تھا کہ زبردست جنگ کی نوبت بھی نہیں آئی تھی بہرحال لشکر منتشر ہو گیا سلطان واپس چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دوبارہ مجتمع کر دیا لوگوں پر آسانی اور سہولت کے دروازے کھول دیے۔ ابن جوزی نے اس سال کے حالات بہت سی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔

شام کی تباہی: اس سال شام میں زبردست زلزلہ آیا جس سے لاتعداد لوگ ہلاک ہو گئے جن کی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے۔ صرف حلب کا ایک معلم جس کے طلاب مکتب میں تھے اللہ کریم کے حکم سے ہلاک ہو گئے اور معلم اکیلا باقی بچا۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ شیزر نامی شہر میں صرف ایک خاتون اور اس کا خادم زندہ بچے، باقی تمام افراد مر گئے، اہل کیفا اپنے شہروں سمیت ہلاک ہو گئے۔ ایک بڑی چٹان دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور اس کے اندر سے بہت سے مکانات اور گھر بھی ظاہر ہو گئے۔

اور فرماتے ہیں کہ "اس طرح باقی شہروں میں سے بھی اکثر تباہ ہو گئے، شام کے کئی علاقوں کی فصیلیں اور دیواریں منہدم ہو گئیں، یہاں تک کہ حماۃ میں بچوں کا ایک مدرسہ بھی تباہ ہو گیا اور کوئی زندہ نہ بچ سکا (اموات کی کثرت کی وجہ سے) کوئی اس مدرسے کے بارے میں پوچھنے تک نہیں آیا۔"

شیخ ابو شامہ نے اپنی کتاب الروضتین میں اس کا ذکر کیا ہے اور اس واقعہ کے بارے میں شعراء نے جو قصیدے لکھے ہیں ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

بعلبک اور شیزر پر قبضہ...... اسی سال شیزر کے تمام علاقوں پر اس کے مالک نور الدین کا قبضہ ہوا اور سلطان محمود بن زنگی نے محاصرے کے بعد شیزر کے قلعہ پر قبضہ کیا اور بنو ابی البقاء کے زیر کنٹرول شہر بعلبک پر بھی قبضہ کر لیا یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ ۵۵۰ھ کا ہے جیسا کہ پیچھے گزر چکا واللہ اعلم۔

اسی سال نور الدین بھی بیمار ہوا (اس کی بیماری کے غم میں) پورا شام بھی بیمار ہو گیا لیکن پھر اسی سال اللہ تعالیٰ نے نور الدین کو شفا عطا فرمائی تو

---

[۱] دیکھیں: المنتظم [illegible] اور تاریخ الاسلام [illegible] اور تذکرۃ الحفاظ [illegible] اور الکامل [illegible] اور [illegible] شذرات الذہب [illegible] اور طبقات السبکی [illegible] اور طبقات الاسنوی [illegible] اور [illegible] طبقات [illegible] اور کشف الظنون [illegible] اور معجم المؤلفین [illegible] اور [illegible] اور وفیات الاعیان [illegible]

مسلمانوں کے قیدی رہا ہو گئے اور لوگ خوش ہو گئے نورالدین نے اپنے بھائی موصل کے گورنر قطب الدین مودود کو یہاں کا گورنر بنایا اسی سال خلیفہ نے خانہ کعبہ کے لیے سونے کا اعلیٰ دروازہ بنوایا اور پرانے دروازے سے اپنے لیے تابوت بنوایا۔

اسی سال اسماعیلیوں نے خراسان کے حاجیوں کے قافلے پر حملہ کیا اور قتل و غارت گری کی یہاں تک کہ کسی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا ان میں عبادت گزار اور زاہد کامل عالم۔

خراسان میں قحط: اسی سال خراسان میں زبردست قحط پڑا یہاں تک کہ حشرات الارض اور مردار کھانے کی نوبت آ گئی ایک آدمی نے کسی علوی کو ذبح کر ڈالا اور بازار میں بیچا لیکن جب اس کا معاملہ کھلا تو اس کو قتل کر دیا گیا۔

بانیاس کی فتح: ابو شامہ نے ذکر کیا ہے کہ بانیاس کی فتح اسی سال نورالدین کے ہاتھوں ہوئی دمشق کے محاصرہ کے دوران معین الدین نے بانیاس کو دمشق بچانے کے لیے فرنگیوں کے حوالے کر دیا تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نورالدین نے بانیاس کو جیتا تھا اور خوب مال غنیمت حاصل کیا تھا۔

اسی سال شیخ ابو الوقت عبد الاول بن عیسیٰ بن شعیب السجزی بغداد تشریف لائے لوگوں نے وزیر کے گھر بیٹھ کر ان سے بخاری کا درس لیا اور لوگوں نے قیماز کے ساتھ حج کیا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

احمد بن محمد: احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد بن اسمٰعیل ابو الولید الخلمی سمرقند سے تعلق تھا حدیث اور فقہ کا علم حاصل کیا اور فتوے دیا کرتے تھے بہت نیک سیرت تھے بغداد تشریف لائے اور لوگوں کو وعظ سنایا اور اپنے شہر کی طرف واپس چلے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ بدبختوں نے قتل کر دیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔

احمد بن بختیار: احمد بن بختیار بن علی بن محمد ابو العباس الماندائی الواسطی واسط کے قاضی تھے حدیث کا علم حاصل کیا علم ادب اور لغت میں کامل مہارت رکھتے تھے اس کے علاوہ علم تاریخ وغیرہ میں کتابیں بھی تصنیف کیں ثقہ اور صدوق تھے بغداد میں انتقال ہوا نظامیہ میں ان کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔

سلطان سنجر[1]: ابو الحارث سنجر بن ملک شاہ بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائیل بن سلجوق الترکی ان کا نام احمد تھا اور لقب سنجر ۴۷۹ھ رجب کے مہینے میں ولادت ہوئی ساٹھ سال سے زیادہ حکومت کی ۲۰ سال تک اقالیم کے حکمران رہے پھر پانچ سال غزوں کی قید میں رہے پھر فرار ہو کر واپس اپنے ملک مرو پہنچے اور اسی سال یعنی ۵۵۲ھ میں ربیع الاول میں وفات پائی ان کی تدفین ایک گنبد میں ہوئی جو انہوں نے بنوایا تھا اور اس کا نام دار الآخرۃ رکھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ۔

---

[1] مزید معلومات کے لیے دیکھیں الانساب [illegible] والمنتظم لابن الجوزی [illegible] اور تاریخ ابن خلدون [illegible] اور [illegible] اور تاریخ العروس [illegible] اور دول الاسلام [illegible] اور شذرات الذهب [illegible] اور العبر [illegible] اور الکامل [illegible] اور المنتظم [illegible] اور مختصر تاریخ دولۃ آل سلجوق [illegible] اور [illegible] اور النجوم الزاهرة [illegible] اور وفیات الاعیان [illegible] اور سیر اعلام النبلاء [illegible]

محمد بن عبداللطیف [1] ..... محمد بن عبداللطیف بن محمد بن ثابت ابوبکر الخجندی الشافعی، بغداد میں مدرسہ نظامیہ کی تدریس سپرد کی گئی۔ بہت اچھے مناظر تھے نیک لوگوں کے ٹھہرنے کی جگہ میں وعظ کیا کرتے تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں کہ وعظ کہنے میں ماہر تھے ان کا حال ان علماء سے زیادہ مشابہ تھا جو وزیر ہوا کرتے ہیں، بادشاہوں کے پاس رہے یہاں تک کہ ان کی رائے اور مشورے سے احکامات کا صدور ہوتا تھا اصفہان میں اچانک وفات پائی۔

محمد بن المبارک ..... محمد بن المبارک بن محمد بن الخل ابوالحسن بن الخل الفقیہ، حدیث کی تعلیم حاصل کی اور شاشی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، عرصہ دراز تک درس و تدریس اور امامت سے تعلق رہا، اسی سال محرم میں وفات پائی اور اسی سال ان کے بھائی شیخ ابوالحسین بن الخل الشاعر واسطی بھی فوت ہوئے۔

یحییٰ بن عیسیٰ ..... یحییٰ بن عیسیٰ بن ادریس ابوالبرکات الانباری الواعظ، قرآن، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی، اور صالحین کے طریقے پر لوگوں کو وعظ کہنے کے لئے منبر پر چڑھتے ہوئے رونا شروع کر دیتے اور جب تک وعظ سے فارغ ہو کر نیچے نہ اتر آتے روتے رہتے، زاہد تھے عبادت گزار تھے، پرہیزگار تھے، نیکی کا حکم دیتے برائی سے روکتے تھے سلطان قتلغ نے ان کو ایک ہزار دینار دیئے تو انہوں نے واپس کر دیئے انہوں نے فقہاء اشعریہ کے اصول پر... ان کے چار بیٹے تھے (۱) ابوبکر (۲) عمر (۳) عثمان (۴) علی چاروں کو قرآن کریم حفظ کروایا اور بہت سے لوگوں نے ان سے قرآن کریم ختم کیا، سارا سال ان کی بیوی صوم الدہر (ہمیشہ روزہ) رکھتی تھیں، سخت عبادت کیا کرتی تھیں اور حفاظ کے بعد افطار کیا کرتی تھیں، صاحب الحال و کرامت بزرگ تھے، ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ نے دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے بھی اب زندہ نہ رکھنا چنانچہ شوہر کی وفات سے چھ دن بعد ان کا بھی انتقال ہو گیا، یہ خود بھی بہت نیک خاتون تھیں، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

۵۵۳ھ کے واقعات

اس سال ابن برجم الایوانی کے ترکمان ساتھیوں کا فساد بہت بڑھ گیا، خلیفہ مقتفی لامر اللہ نے ان کے خلاف ایک زبردست لشکر تیار کیا اور ان پر حملہ آور ہوا اور ان کو زبردست شکست سے دوچار کیا اور بہت سے قیدیوں کو لے کر واپس ہوئے ان میں بڑے بڑے سرکش لوگ بھی شامل تھے۔

محمود اور غز کی جنگ ..... اس سال سلطان محمود اور غز کی زبردست جنگ ہوئی اور زبردست قتال ہوا جو کئی شہروں میں ہوا، پھر وہ لوگ مرو میں جا کر ٹھہرے اور سلطان کو اپنے پاس بلایا، سلطان خوف زدہ ہو گیا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے کو ان کے پاس بھیجا، انہوں نے سلطان کے بیٹے کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اس کے بعد سلطان بھی ان کے پاس جا پہنچا، چنانچہ سب لوگ سلطان کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی تعظیم کی۔

مؤید اور ابوالقاسم کی جنگ ..... اس سال مرو میں ایک شافعی فقیہ مؤید بن الحسین اور علویوں کے نقیب ابوالقاسم زید بن الحسن کے درمیان جنگ ہوئی جس میں بہت سے لوگ قتل ہوئے، بہت سے مدرسوں، مسجدوں اور بازاروں کو جلا دیا گیا اور مؤید شافعی شکست کھا کر قلعوں کی طرف بھاگ گیا۔

---

[1] دیکھئے: تحفۃ المختصر ۳/۴۲، شذرات الذہب ۴/۱۶۳، طبقات سبکی ۶/۱۲۴، ۱۳۳، طبقات اسنوی ۱/۴۹۰، العبر ۴/۱۴۹، الکامل فی التاریخ ۱۱/۲۲۸، المنتظم ۱۰/۱۲۹، المختصر ۳/۳۳، الوافی بالوفیات ۳/۲۸۴۔ خجندی خجند نامی شہر کی طرف نسبت ہے جو مشرقی علاقوں میں دریائے سیحون کے کنارے پر واقع تھا۔ یہ کوفہ کے علاقے کے ساتھ ملحقہ بھی کہا جاتا تھا (دیکھئے الانساب ۵/۵۲۲)

مستضیٔ کی پیدائش ...... اسی سال ذوالحجہ میں ابوالعباس احمد بن المستضیٔ بامراللہ کی ولادت ہوئی اسی سن مقتفی کا قافلہ کھینچتے ہوئے انبار کی طرف روانہ ہوا اور پھر اس نے فرات کو پار کیا اور حسین سے ملاقات کی اور اسے ملا اور پھر وہاں سے بغداد کی طرف واپس آ گیا۔
وزیر اس کے ساتھ تھا۔ اسی سال بھی قیماز ارجوانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

فرنگیوں کی شکست ...... اسی سال مصری لشکر نے عسقلان میں فرنگیوں کو شکست دی، یہ شکست ناقابل فراموش تھی اس بارے میں سلطان صالح ابوالغارات فارس الدین طلائع بن رزیک کی مثال تھا شعرا نے اس زبردست کامیابی پر قصیدے لکھے۔

سلطان کی دمشق واپسی ...... اسی سال سلطان نورالدین حلب سے دمشق آیا اس وقت سلطان صحت یاب ہو چکا تھا سلطان کی صحت یابی کی خبر سے مسلمان بہت خوش و پرسکون ہوئے۔ اس کے بعد سلطان فرنگیوں سے جنگ کرنے نکلا لیکن اس کے لشکر کو شکست ہوئی، چند ساتھیوں کے ساتھ سلطان دشمنوں کے نرغے میں رہا انہوں نے اس مختصر جماعت پر تیر اندازی شروع کر دی، پھر اچانک فرنگی خوفزدہ ہو گئے کہ کہیں یہ سلطان کی جنگی چال نہ ہو اور سلطان کی طرف بڑھیں اور پیچھے سے کمین گاہ میں چھپا ہوا سلطان کا لشکر حملہ آور ہو جائے چنانچہ سلطان کو اسی حال میں چھوڑ کر وہ بھاگ نکلے۔

اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

عبدالاول بن عیسیٰ[1] ...... عبدالاول بن عیسیٰ بن شعیب بن ابراہیم بن اسحاق ابوالوقت السجزی الصوفی الہروی، بخاری اور مسند دارمی کے راوی ہیں ان کے علاوہ مسند عبد بن حمید کے منتخب حصوں کی بھی روایت کی، بغداد تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے مذکورہ کتابیں سنیں۔ بڑے متقی تھے بہترین اخلاق اور سیرت والے تھے حدیث کی تعلیم پر صبر کرنے والے تھے۔
ابن جوزی فرماتے ہیں کہ مجھے ابوعبداللہ محمد بن الحسین التکریتی الصوفی نے بتایا کہ انہوں نے ان کی نسبت اپنی طرف کی پھر ان کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے وقت ان کے آخری کلمات یہ تھے "اے کاش! میری قوم جان لیتی کہ رب نے میری مغفرت فرما دی اور مجھے عزت والوں سے بنا دیا۔"
(سورۂ یٰس آیت ۲۶، ۲۷)

نصر بن منصور ...... نصر بن منصور بن حسن بن محمد بن عبدالخالق العطار ابوالقاسم الحرانی، بہت مالدار تھے، اپنے مال سے نکلنے والے صدقات اور زکوٰۃ وغیرہ سے بہت سے اچھے نیکی کے کام کیا کرتے تھے۔ اکثر اوقات قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول رہا کرتے تھے، نماز با جماعت کی بہت پابندی کیا کرتے تھے تقریباً اسی سال عمر پائی، ان کے بارے میں بہت سے اچھے خواب دیکھے گئے۔

یحییٰ بن سلامہ ...... یحییٰ بن سلامہ بن حسین بن ابوالفضل الشافعی الحصکفی (حصن کیفا) کی طرف نسبت ہے، آپ ادب وغیرہ بہت سے علوم میں امامت کے درجے پر فائز تھے، نظم و نثر میں کمال رکھتے تھے، تاہم ان کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ غالی شیعہ تھے۔ ابن جوزی نے ان کی نظم کا ایک نمونہ نقل کیا ہے جس کا ترجمہ ملاحظہ ہو "جس دن انہوں نے میرے جگر کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے تقسیم کر دیئے۔ چنانچہ ان کے جانے کے بعد میرے پاس جگر باقی نہیں۔ پلکوں پر سفر کرتے ہوئے دل میں آ ٹھہرے اور یہاں بٹھانے میں میرے آنسوؤں کے پاس آئے۔ اور میرے آنسو بہہ

---

[1] دیکھیے الانساب للسمعانی۔ المشتبہ للذہبی۔ تذکرة الحفاظ [illegible]۔ دول الاسلام [illegible] شذرات الذہب [illegible]، العبر [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، اللباب [illegible]، المنتظم [illegible]، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، النجوم الزاہرة [illegible]

جلا دیتے ہیں اور میرا عجز ظاہر ہوتا ہے اور میری بیماری کو انہوں نے شروع کیا اور میرا عشق نہ ختم ہونے والا ہے اور میری آنکھ خون سے تر ہے اور اس کی غمازی ہوتی ہے ان میں سے ایک نازک ہرن نے مجھے چاہا اس نازک ہرن کو شاید ہی کسی کی کمر دوہری ہوتی ہے اور اس کا چہرہ صاف ہے اور اس کی پلکیں لال ہیں اس کے گال کی سرخی سے اوپر اس کی کچھ جھلک ہوتی ہے اور اس پر اس کی گھنگریالی لٹ لگی ہوئی ہے گویا اس سے مہکنے والی خوشبو اور اس کا لعاب مشک اور شراب ہیں اور اس کے دانت (مقابل اور چمک دمک میں) اولوں کی مانند ہیں۔

گزرتے ہوئے اس کی سرین اس کو پانی دار بناتی ہے اور دل میں اس کے اٹھنے بیٹھنے سے بے قرار ہے اس کا قد راست بید کی طرح سیدھا اور درست ہو کر جھومتا ہے اور اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے۔

یہ نظم بہت طویل ہے بہر حال پھر اس انداز تغزل کو بدلتے ہوئے اہل بیت اور بنو ہاشم کی مدح میں مشغول ہو جاتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں۔

اے اہل بیت کی محبت کے بارے میں مجھ سے پوچھنے والے مجھے قسم ہے کہ میں علی الاعلان ان کی محبت کا اقرار کروں گا انکار نہ کروں گا۔

تو (سن) ان لوگوں کی محبت تو جسم (گوشت) اور (خون) کی طرح مجھ میں ملی ہوئی ہے اور وہ ہدایت اور اصلاح کا راستہ ہے پہلے حیدر (یعنی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) ہیں پھر حسنین (یعنی ان کے دونوں صاحبزادے) اور ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے ہیں۔

پھر جعفر صادق اور ابن جعفر موسیٰ ہیں اور ان کے بعد ان کے صاحبزادے علی ہیں پھر ان سے رضا اور ان کے بیٹے ہیں اور پھر علی اور ان کے بیٹے المسعد ہیں پھر حسن ہاشمی اور ان کے پیچھے پیچھے محمد بن الحسن ہے جو پوشیدہ ہیں۔ یہ سب میرے امام اور سردار ہیں اور گو کوئی جماعت مجھے مذمت کرے تو ان کا قول باطل ہے۔

یہ امام نبی کی جنس کی جہت سے ہیں دوسرے ناموں کی عزت کرتا ہوں ان کے نام خوبصورت موتیوں کی لڑی کی مانند ترتیب سے پروئے ہوئے ہیں۔

وہ اللہ کے بندوں پر اس کی حجت ہیں اور اللہ کی طرف جانے کا راستہ اور سیدھا راستہ ہیں وہ ایسی قوم ہیں جن کی فضیلت اور بزرگی لوگوں پر ایسی عیاں ہے کہ مشرق و مغرب سب اسے یکساں سمجھتے ہیں۔

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جن کا مزار ہر زمین میں ہے جس کی پاکی ان کا اعزاز ہر دل میں موجود ہے

وہ ہر قوم میں سے دونوں مشعر اور مروہ اور مسجد بھی انہی کی ہے

مکۃ ابطح مسجد خیف جمع اور بقیع الغرقد بھی انہی کا ہے

اس کے بعد نہایت لطیف طریقے سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کا قصہ بیان کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ

اے مصطفی (ﷺ) کے گھر والو! اے میری امیدو! تمہاری محبت پر مجھے اعتماد ہے۔

کل اللہ کی جناب میں آپ کی آل میرا وسیلہ ہوں گے پھر میں کیوں خوفزدہ ہوں جبکہ میں آپ سے قوت حاصل کرتا ہوں۔

آپ سے تعلق رکھنے والا آخرت میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور آپ کا مخالف دوزخ کی آگ میں ہمیشہ جلتا رہے گا میری آپ سے محبت کی وجہ سے قربت کی وجہ سے نہیں ہے (کیونکہ اگر ایسا ہوا تو پھر) میں بدبخت ہوں گا خوش قسمت نہیں۔

چنانچہ کوئی ناصبی یہ نہ سمجھے کہ میں نے اس کی تائید کی ہے اور نہ ہی کوئی خارجی ایسا گمان کرے کیونکہ جناب نبی کریم ﷺ کے بعد خلفاء راشدین میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی سب سے افضل ترین مخلوق ہیں۔

انہوں نے مزید لکھا ہے کہ اسلام کی تباہی کی وجہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین کے ارکان کو ڈھا دیا اگر کوئی رسول اللہ (ﷺ) کے ساتھیوں کے بارے میں خیانت سے کام لے گا تو آخرت میں رسول اللہ ﷺ اس کے مخالف ہوں گے۔ یہی میرا عقیدہ ہے اس پر ثابت رہو تاکہ کامیاب ہو جاؤ گے اور یہی میرا طریقہ ہے اس پر چلو گے تو ہدایت پا جاؤ گے۔

مذہب شافعی ہی میرا مذہب ہے کیونکہ آپ کے اقوال نہایت خوش ہیں۔

میں نے صرف اصول میں ہی فرمایا تھا کہ میں کسی کا معتقد ہوں سو طالب علم اور مرشد دونوں کو میری اتباع کرنی چاہیے۔ جب کوئی کا لہجہ

نمازی کی سستی کرتا ہے تو میں اللہ کا حکم سے علیات ہوتے ہوا اور آگے بڑھتے ہوئے لوگوں کو دیکھتے ہیں۔ جب میرا اہل گم ہو جائے تو آپ مجھے پریشان بہت زیادہ قدم زدہ ہاتھوں کو کھاتے ہوئے نہ دیکھیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ملی ہوئی سلامتی عطا فرمائی تو آپ مجھے فرحہ محسوس کرتے ہوئے بھی نہ دیکھیں گے تو ہماری انسانیت کا حال کھیتی کی طرح سے ہو جائے۔

۵۵۴ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ مقتفی کی شدید بیماری ہونے کے بعد صحت یاب ہوا اس کی خوشی میں بغداد شہر کو سجایا گیا اور خوب صدقہ و خیرات بھی کئے گئے۔

بغداد کی تباہی۔۔۔ اسی سال عبدالمومن نے مہدیہ کا شہر فرنگیوں کے ہاتھ سے واپس چھین لیا۔ انہوں نے اس شہر پر ۵۴۳ھ میں قبضہ کیا تھا علاوہ ازیں عبدالمومن نے مغرب میں خوب قتل عام کیا یہاں تک کہ مقتولوں کی ہڈیوں سے ایک بہت بڑا ٹیلہ بن گیا۔ اسی سال بغداد میں بڑے بڑے اولے پڑے جو اتنے بڑے بڑے تھے کہ ایک اولے کا وزن پانچ رطل تھا اور ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو بغداد کے آدھ رطل کے برابر تھے چنانچہ اس اولہ باری کی وجہ سے بہت سی کھیتی باڑی تباہ ہو گئی۔ خلیفہ واسط کی طرف چلا گیا وہاں بازار کا معائنہ بھی کیا اور جامع مسجد کا بھی اسی سال گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے اس کی پیشانی پر چوٹ آئی لیکن جلدی صحت یاب ہو گیا۔

بغداد میں سیلاب سے تباہی۔۔۔۔۔ ربیع الثانی میں دریائے دجلہ میں سیلاب آیا چنانچہ بغداد کی بہت سی بستیاں اس سیلاب میں ڈوب گئیں حتیٰ کہ لوگوں نے کشتیوں کی صورت اختیار کر لی۔ اس میں امام احمد بن حنبل کی قبر بھی ڈوب گئی اور بہت سی قبریں بالکل تباہ ہو گئیں اور ان میں موجود لاشیں پانی کی سطح پر تیرنے لگیں جیسا کہ ابن الجوزی نے کہا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس سال بیماریاں اور اموات کثرت سے ہوئیں۔

اس سال روم کا بادشاہ ایک زبردست لشکر لے کر شام کی طرف روانہ ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو مغلوب کر کے واپس بھیجا اور یہ سب کچھ قحط خوراک کی وجہ سے ہوا تھا اس میں مسلمانوں نے شاہ روم کے بھانجے کو بھی گرفتار کر لیا تھا اور تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ پھر تو اس سال بھی قیماز الارجوانی نے لوگوں کو حج کرایا۔

اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے سرکردہ لوگ

احمد بن معالی۔۔۔۔۔ احمد بن معالی بن برکہ الحربی ابو العباس نے ابو الخطاب الکلوذانی سے علم فقہ حاصل کیا اور خوب ماہر ہو گئے۔ عربیت کے عالم تھے مناظرہ نویسی اور املاء وغیرہ میں مشغول رہے پھر شافعی مسلک اختیار کر لیا لیکن پھر دوبارہ حنبلی ہو گئے۔ بغداد میں وعظ کیا کرتے تھے اسی سال بغداد میں وفات پائی۔ ان کی وفات کا واقعہ اس طرح ہوا کہ آپ اپنی سواری پر ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ اچانک زین کی لکڑی ان کے سینے میں لگی جس سے ان کی وفات ہو گئی۔

سلطان محمد بن محمود بن محمد بن ملکشاہ۔۔۔۔۔ سلطان جب بغداد کے محاصرے سے واپس ہمدان کی طرف لوٹا تو دق کے مرض میں مبتلا ہو گیا اور جانبر نہ ہو سکا چنانچہ اسی سال ذوالحجہ میں اس کا انتقال ہو گیا۔ وفات سے چند دن پہلے اس نے لشکر کو اور اپنے خزانے کو اپنے سامنے حاضر کیا

جو کچھ جن کا وہ مالک تھا اور ان کا حساب بھی کیا جائے۔ خود ایک جگہ بیٹھ گیا چنانچہ اس کا لشکر پورے کر و فر کے ساتھ تیار ہوا اور تمام مال و دولت کو حاضر کیا گیا جن میں تمام ہاتھی، گھوڑے، غلام اور ان کی قیمتی چیزیں بھی موجود تھیں۔

سلطان یہ سب دیکھ کر رونے لگا اور کہنے لگا کہ یہ تمام مال و دولت اور لشکر وغیرہ سب مل کر بھی مجھے میرے رب کے قہر سے نہیں بچا سکتے نہ یہ چیزیں اس قابل ہیں کہ میری عمر میں تھوڑا سا بھی اضافہ کر سکیں۔ پھر بہت شرمندہ ہوا اور خلیفہ کے ساتھ ہونے والے معاملات پر افسوس کا اظہار کرنے لگا۔ بغداد کا محاصرہ اور اہل بغداد کی تکالیف سے اس کو دلی افسوس ہوا۔

پھر کہنے لگا کہ اگر موت کا فرشتہ یہ مال و دولت زر و جواہر اور خزانے بطور فدیے کے میری جان کے بدلے قبول کر لے تو میں سب کا سب اس کو دے دوں اور یہ خوبصورت لونڈیاں اور غلام بھی میرے بدلے قبول کر لے تو اس سارے مال کی سخاوت کر دوں۔ پھر ان آیات کی تلاوت کی:

”مجھے میرے مال نے کچھ فائدہ نہ دیا اور میری بادشاہت بھی مجھ سے چھن گئی۔“ (سورۃ الحاقہ: آیت ۲۸-۲۹)

پھر سب مال و اسباب میں سے بہت سا مال تقسیم کر دیا اور پھر اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کا ایک بچہ بھی تھا۔ چنانچہ فوجوں اور امراء نے اس کے بھتیجے سلیمان شاہ بن محمد بن ملک شاہ کو بادشاہ بنانے کا فیصلہ کیا جو موصل میں قید تھا لہٰذا اس کو قید سے نکالا گیا اور بادشاہ بنایا گیا۔ اور بغداد اور عراق کے علاوہ ان علاقوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جاننے والے ہیں۔

۵۵۵ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ مقتفی بامر اللہ کی وفات ہوئی۔

ابو عبداللہ محمد بن المستظہر باللہ ...... حلق کی کسی بیماری میں مبتلا ہو گیا تھا، وہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کے حلق میں کوئی دانہ نکل آیا تھا۔ چنانچہ ۲ ربیع الاول اتوار کی رات اس کا انتقال ہوا اس وقت اس کی عمر ۳ دن کم چھیاسٹھ سال کی تھی اور دارالخلافہ میں تدفین عمل میں آئی پھر عام قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔

اس کی حکومت ۲۴ سال تین ماہ اور ۱۶ دن رہی، وہ نہایت اچھا، بہادر اور دلیر آدمی تھا اور معاملات خود ہی حل کرتا تھا، جنگوں میں شرکت کرتا، علماء و محدثین کے ساتھ بیٹھتا اور ان پر بہت مال خرچ کرتا تھا۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے سلطان سے بے نیاز ہو کر خود عراق پر حکومت کی۔ اس کی یہ حکومت سلجوقیوں کے زمانے سے لے کر اس کی موت تک رہی وہ مسند خلافت پر متمکن ہوا اور فوجیں اور امراء اس کے رعب کے ساتھ چلتے تھے۔

قدر مشترک ...... اس کے اور اس کے باپ میں بہت سی چیزیں قدر مشترک تھیں۔ مثلاً دونوں کو ایک بیماری ہوئی اور دونوں کی وفات ربیع الاول میں ہوئی۔ جس طرح اس کے باپ المستظہر سے تین ماہ پہلے سلطان محمود کی وفات ہوئی تھی اسی طرح اس سے ٹھیک تین ماہ پہلے سلطان محمد شاہ کی وفات ہوئی۔ اس کے باپ کی وفات بغداد کی غرقابی کے ایک سال بعد ہوئی تھی اور اس کی بھی۔

لطیفہ: ابن الجوزی کا بیان ہے کہ کسی نے خواب میں کسی کو کہتے سنا کہ جب تین پانچ ہو جائیں گے تو مقتفی مر جائے گا یعنی خمسہ (پانچ) اور خمسون (پچاس) اور خمسمائۃ (پانچ سو) اور یہی اس کا سن وفات ہے یعنی ۵۵۵ھ۔

ابوالمظفر یوسف بن المقتفی المستنجد باللہ کی خلافت ...... جب اس کے باپ المقتفی کی وفات ہو گئی جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اتوار کے دن صبح ۲ ربیع الاول ۵۵۵ھ اس کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ بنو عباس کے بڑے لوگوں نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی پھر وزراء، قاضی، علماء اور امراء نے بیعت کی۔ اس وقت اس کی عمر ۴۵ سال تھی۔ یہ ایک نیک انسان تھا اور ایک طویل مدت سے اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ خلیفہ بننے کے بعد اس نے اپنے باپ کی تعزیت کی۔ اس کے علاوہ جب جمعہ کے خطبے میں اس کا نام آیا تو لوگوں پر دراہم و دینار نچھاور کیے گئے۔ اس کے باپ کے بعد اس سے

بھی استعمال ہوتی ہے۔

اس نے وزیر ابن ہبیرہ کی تعریف میں [illegible] سے پہلے [illegible] اس سے پہلے [illegible] قاضی القضاۃ ابن الدامغانی [illegible] نے اس کی جگہ ابو جعفر بن عبدالواحد کو قاضی بنایا۔ یہ بہت بڑا بزرگ تھا [illegible] اس کے علاوہ بھی کوئی حکومت کا [illegible] تھا۔ [illegible] اسی سال ذی الحجہ [illegible] میں اس کی وفات ہوئی۔

اسی سال ماہ شوال میں [illegible] کا [illegible] ہوا [illegible] ارسلان شاہ بن طغرل کے لئے خطبہ پڑھا گیا۔ [illegible] کی وفات ہوئی۔

مصر کا فاطمی خلیفہ الفائز ابو القاسم عیسیٰ بن اسماعیل الظافر [illegible] اس کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اس کی عمر ۱۱ سال تھی اس کا دور حکومت ۶ سال اور [illegible] پر مشتمل تھا۔ اس کی حکومت کا [illegible] تھا اس کی وفات کے بعد العاضد خلیفہ بنا جو فاطمیوں کا آخری خلیفہ تھا۔ اس کا نام ابو محمد عبداللہ بن یوسف ابن الحافظ تھا۔ اس کا باپ خلیفہ نہ تھا اور یہ ابھی [illegible] بالغ ہوا تھا چنانچہ اس کی حکومت کا انتظام الملک الصالح طلائع بن رزیک [illegible] اس کے لئے بیعت لی اور اپنی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا اور اتنا جہیز دیا جس کی تعریف بیان کرنا ممکن نہیں [illegible] اپنے [illegible] کی وفات کے بعد [illegible] کے ہاتھوں [illegible] حکومت [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہوا۔

خسرو شاہ بن بہرام شاہ اسی سال خسرو شاہ بن مسعود بن ابراہیم بن محمود بن سبکتگین کی وفات ہوئی۔ اس کا تعلق شاہی خاندان [illegible] اس کے آباؤ اجداد سب کے سب حکمران تھے [illegible] بہت نیک سیرت تھا، علم اور اہل علم سے محبت رکھتا تھا۔ اسی سال ماہ رجب میں اس کی وفات ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ملک شاہ بادشاہ بنا۔ چنانچہ علاء الدین الحسین بن الحسین الغوری نے اس پر چڑھائی کی اور غزنی کا محاصرہ [illegible] واپس لوٹ گیا۔

سلطان محمد بن سلطان محمود بن محمد بن ملکشاہ اسی سال [illegible] سلطان محمد بن محمود بن ملکشاہ السلجوقی کی وفات ہوئی۔ اس کی وفات ہمدان میں [illegible] سے ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ [illegible] تھا [illegible] اسی سال [illegible] کی وفات بھی ہوئی۔

قیماز بن عبداللہ ارجوانی اسی سال امیر مجاہد قیماز بن عبداللہ ارجوانی کی وفات بھی ہوئی۔ یہ خلیفہ کے میدان میں [illegible] کھیلتے ہوئے گھوڑے سے گرا اس کا دماغ اس کے کانوں [illegible] سے بہہ گیا چنانچہ اسی وقت اس کی وفات ہوگئی۔ یہ بہت نیک آدمی تھا لوگ اس کی وفات پر بہت غمزدہ ہوئے [illegible] بے شمار لوگوں نے شرکت کی۔ اس کی وفات کا واقعہ اسی سال شعبان میں ہوا [illegible] اس کی جگہ [illegible] کے اہم [illegible] اسی سال [illegible] دیا۔

اسی سال امیر [illegible] شیرکوہ بن شادی نے حج کیا۔ یہ سلطان نور الدین زنگی کی فوجوں کا سالار اعظم تھا [illegible] اس نے خوب صدقہ [illegible] دیئے۔

[illegible] اسی سال دمشق کے قاضی زکی الدین ابو الحسن علی بن محمد بن یحییٰ ابو الحسن القرشی نے عہدہ قضاء سے استعفیٰ دے دیا [illegible] اس کی جگہ قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ الشہرزوری کو دمشق کا قاضی بنا دیا [illegible] بہت صدقہ خیرات [illegible] کا صدقہ جاریہ اس کی وفات کے بعد بھی جاری ہے۔ دمشق میں مسجد [illegible] کی سمت [illegible] الملک العادل نور الدین [illegible] جہاں [illegible] کے بعد [illegible] کا اجتماع ہوا کرتا تھا اسی کی طرف منسوب ہے [illegible] سب سے زیادہ [illegible] جاتے ہیں۔

اس سال وفات پانے والے بڑے بڑے لوگ

الامیر مجاہد الدین ... امیر مجاہد الدین بزان بن مامین الکردی، شامی لشکر کے سالاروں میں سے ایک تھے، نور الدین کی حکمرانی سے پہلے بھی اور بعد میں بھی ان کا عہدہ برقرار رہا، صرخد میں بطور نائب رہے، بہت دیندار، بہادر، متقی، سخی اور صدقات و خیرات کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا تھا۔

[illegible] کے قریب [illegible] کے بعد میں واقع المدرسۃ المجاہدیہ انہی نے بنایا تھا۔ اس کے علاوہ اسی نام سے ایک مدرسہ باب الفرج میں دیوار کے اندر بھی ہے وہاں اسی میں ان کی قبر بھی ہے۔ اس کے علاوہ [illegible] کے اندر جامع منصور کے پاس بھی ان کا نام سے ایک جگہ مسجد المجاہدی واقع ہے۔ اس سال ماہ صفر میں اپنے گھر پر وفات ہوئی۔ ان کا جنازہ جامع مسجد کی طرف لے جایا گیا اور وہیں نماز جنازہ ادا کی گئی پھر میت کو مدرسہ میں لایا گیا اور باب الفرج والے [illegible] ہو گئے۔ لوگ ان کی موت پر بہت غمزدہ تھے۔

الشیخ عدی بن المسافر[1] ... شیخ عدی بن المسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحسن بن مروان الہکاری، عدویہ فرقے کے سربراہ، دمشق کے مغربی حصے بیت فار سے ان کا تعلق تھا جہاں بیت فار نامی قریہ بھی ہے پھر بغداد آ گئے، یہاں ان کے پاس شیخ عبدالقادر اور شیخ حماد الدباس بھی آ گئے۔

ان کے علاوہ شیخ عقیل المنبجی، شیخ ابو الوفا الحلوانی اور شیخ ابو النجیب السہروردی وغیرہ بھی ان کے پاس آ پہنچے لیکن پھر یہ لوگوں سے الگ ہو گئے اور جبل ہکار پر خلوت اختیار کی، وہاں ان کی ایک خانقاہ بنا دی گئی، اس علاقے کے رہنے والے آپ کے زبردست معتقد ہو گئے بلکہ بعض تو اس حد تک آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کا شریک بلکہ خود خدا بنا دیا، حالانکہ یہ بہت گندہ عقیدہ ہے اس کی وجہ انسان دین سے مکمل طور پر خارج ہو جاتا ہے۔ بہرحال اسی سال ۹۰ سال کی عمر میں اپنی خانقاہ میں ان کی وفات ہوئی۔

عبدالواحد بن احمد ... عبدالواحد بن احمد بن محمد ابو جعفر الثقفی، بغداد کے قاضی القضاۃ، اس سال کے شروع میں ابو الحسن الدامغانی کی جگہ ان کا تقرر ہوا تھا جبکہ اس سے پہلے کوفہ کے قاضی تھے، ذو الحجہ میں ان کا انتقال ہوا، اس وقت قریب قریب ان کی عمر ۸۱ سال تھی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر کو قاضی بنا دیا گیا ان دونوں حضرات میں ناصر کی حکومت تھی قیماز کا تذکرہ تو پہلے ہو چکا تھا۔

محمد بن یحییٰ[2] ... محمد بن یحییٰ بن علی بن مسلم ابو عبداللہ الزبیدی، یمن کے زبید نامی شہر میں ۴۶۰ھ میں ان کی پیدائش ہوئی، ۵۰۹ھ میں بغداد آ گئے اور وعظ کہنے لگے، علم و ادب میں زبردست مہارت رکھتے تھے، فقر و فاقہ پر صبر کرتے تھے کسی کو اپنی حالت سے آگاہ نہیں کیا کرتے تھے، ان کے حالات بہت اچھے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور سب سے زیادہ جاننے والے اللہ ہی ہیں۔

---

[1] [illegible]، تاریخ اربل [illegible]، [illegible] المختصر [illegible]، تاریخ [illegible]۔ [illegible] جامع کرامات الاولیاء [illegible]، دول الاسلام [illegible]، روضۃ المناظر [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، طبقات الشعرانی [illegible]، العبر [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، [illegible] المختصر [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]۔

[2] الانساب [illegible]، بغیۃ الوعاۃ [illegible]، سیر اعلام النبلاء [illegible]، العبر [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]، الکامل فی التاریخ [illegible]، المنتظم [illegible]، معجم الادباء [illegible]، مرآۃ الزمان [illegible]، طبقات [illegible]، [illegible]

۵۵۶ھ کے واقعات

اس سال سلطان سلیمان شاہ بن محمد بن ملکشاہ کو قتل کر دیا گیا۔ یہ شخص دین کا مذاق اڑایا کرتا تھا حتیٰ کہ رمضان المبارک میں بھی شراب پیتا تھا۔ چنانچہ اس کی حکومت کے ناظم کردبازو الخادم نے اس پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا اور اس کے بعد سلطان ارسلان شاہ بن طغرل بن محمد بن ملکشاہ کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کر لی۔

ملک الصالح طلائع کا قتل ...... اس سال ملک صالح فارس الدین ابو الغارات طلائع بن رزیک الارمنی کو بھی قتل کر دیا گیا۔ یہ مصری خلیفہ عاضد کا وزیر اور اس کا سسر تھا، عاضد کی کم سنی کی وجہ سے اس کی حکومت کے تمام امور پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا رزیک وزیر بنا اور اپنے لئے عادل لقب اختیار کیا۔ اس کا باپ نہایت نیک صالح اور شریف انسان تھا اور خود بھی ادیب تھا۔

اہل علم سے محبت کرتا اور ان سے حسن سلوک کرتا تھا۔ اچھے شعر کہتا اور اس کا دیوان بھی ہے اور اس کا شمار بہترین شعراء میں سے ہوتا تھا حتیٰ کہ شعراء نے بھی اس کی تعریف میں قصیدے لکھے ہیں۔

ابن خلکان کا بیان ہے کہ یہ پہلے جو منصب کی وجہ سے متولی اور نگران تھا لیکن بعد میں عاضد کا وزیر بن گیا۔ اس سے پہلے یہ فائز کا وزیر بھی رہ چکا تھا۔ اس کے قتل کے بعد اس کا بیٹا رزیک بن طلائع وزیر بنا اور اس کی وزارت اس وقت تک جاری رہی جب تک شاور نے اسے معزول نہیں کیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

کہتے ہیں کہ یہ صالح وہی ہے جس نے قاہرہ کے باہر باب زویلہ کے پاس جامع مسجد بنوائی تھی۔ مزید لکھتے ہیں کہ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کو رمضان کی انیسویں تاریخ کو وزیر بنایا گیا اور وزیر بنتے ہی وہ قرافہ کی طرف بھی مہینے کی انیسویں تاریخ کو منتقل ہوا اور اسی طرح اس کی حکومت کا خاتمہ آخری مہینے کی انیسویں تاریخ کو ہوا۔ اس کے بعض اشعار بھی زین الدین علی بن نجا الحنبلی نے روایت کئے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں: تیرے بدبخت نے جزل کے کارناموں کو مٹا دیا ہے (جیسے) زمانہ کے لشکر سے کوئی نشے میں آ بیٹھا ہو۔ خوش ہو رہا ہے لیکن گزرے وقت کے حوادث جاگ رہے ہیں کہ انہوں نے تیری کوئی نامہ (تم جیسا کوئی دوسرا) نہیں چھوڑا۔

تیری عمر کے قسم ہوئی حالانکہ یہ وہ خزانہ ہے جس میں سے میں بلا حساب خرچ کر چکا ہوں۔ ایک جگہ فرمایا کتنے ہی ایسے اوقات ہیں جو زمانے نے عبرت کے طور پر ہمیں دکھائے ہیں لیکن ہم ان سے غافل ہو گئے ہیں۔

ہم موت کو بھلا چکے ہیں اس لئے اس کو یاد نہیں کرتے لیکن جب بیمار ہوتے ہیں تو ہمیں موت یاد آ جاتی ہے یہ بھی اسی کے اشعار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے گناہوں سے ناواقفیت اور عزت و قدرت کو حکومت میں عطا کر رکھا تھا قبول فرمایا اور ہمیں معلوم ہو گیا کہ مال ختم ہو جائے گا خواہ ہزاروں کی تعداد میں ہو اور ہمارے بعد ہمارے نیک کاموں کا تذکرہ کرنے والا باقی رہ جائے گا۔

ہم نے تجارت میں اور جنگ میں سختی کو اس طرح آپس میں ملا دیا گویا کہ ہم بادل ہوں اور ہمارے ترکش بارش کے قطرے ہوں جو برستے رہیں۔

مندرجہ ذیل اشعار اپنی موت سے تین دن قبل انہوں نے موزوں کیے تھے: ہم غفلت اور نیند کی حالت میں مشغول ہیں حالانکہ موت کے پاس ایسی آنکھیں ہیں جو کبھی نہیں سوتیں۔

ہم نے موت کی طرف سفر شروع کر دیا ہے ایک طویل عرصے سے اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ موت کب آئے گی۔

عادل کی وزارت ...... بہرحال اس کو ۶۱ سال کی عمر میں عاضد کے غلاموں نے اچانک حملہ کر کے قتل کر دیا یہ واقعہ دن کے وقت ظہور پذیر ہوا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے عادل کو اپنا وزیر بنایا عمارۃ الیمنی نے بہت عمدہ قصیدے کی صورت میں اس کا مرثیہ کہا ہے۔ جب اس کے تابوت کو قرافہ کی طرف منتقل کیا جا رہا تھا تو عاضد بھی ساتھ تھا اور تدفین میں بھی شریک ہوا۔ ابن خلکان کا بیان ہے کہ فقیہ عمارہ نے اس کے تابوت کے بارے میں ایک

قصیدہ کہا ہے جس کی اس شعر سے ابتداء کی ہے۔

خفاجہ اور اہل کوفہ میں جنگ...... گویا کہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تابوت ہے جس کے دونوں جانب سکون اور وقار رکھا گیا ہے اسی سال اہل کوفہ اور خفاجہ کے درمیان زبردست جنگ ہوئی جس میں بے شمار اہل کوفہ قتل ہوئے، مقتولین میں امیر قیصر بھی شامل تھا، امیر الحاج بھی شدید زخمی ہوا، چنانچہ خلیفہ کا وزیر عون الدین ابن ہبیرہ اہل کوفہ کے انتقام کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ان کا تعاقب کیا اور وہ اپنے لشکر کے ساتھ ان کے پیچھے جنگل میں داخل ہو گیا، چنانچہ اہل خفاجہ نے معافی مانگ لی۔

اس کے علاوہ اس سال مکہ کا امیر الشریف عیسیٰ بن قاسم بن ابی ہاشم کو بنایا گیا، جبکہ بعض حضرات کے مطابق امیر مکہ قاسم بن ابی فلیتہ بن قاسم بن ابی ہاشم کو بنایا گیا۔ اس سال خلیفہ نے ان دکانوں کے گرانے کے احکامات جاری کئے جن سے راستے تنگ ہو جاتے ہیں، اس کے علاوہ یہ کہ کوئی جامع کی چوڑائی میں بیٹھ کر چیزیں نہیں بیچے گا تاکہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔

ابو حکیم کی وفات...... اس کے علاوہ بغداد میں مہنگائی بالکل ختم ہو گئی، اس سال اس مدرسے کا افتتاح ہوا جسے ابن الفضل نے باب الازج میں بنایا تھا، ابو حکیم ابراہیم بن دینار النہروانی الحنبلی اس میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس سال کے آخر میں ان کی وفات ہو گئی، ان کے بعد ابو الفرج ابن الجوزی اس مدرسے کے مدرس مقرر ہوئے حالانکہ یہ ابو حکیم کے درس کا تکرار کرواتے تھے، اپنی موت سے پہلے باب الازج چھوڑ کر آپ نے تدریس کو خیرباد کہہ دیا تھا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور معروف لوگ

حمزہ بن علی ابن طلحہ...... ابو الفتوح حمزہ بن علی بن طلحہ صاحب المخزن آپ المسترشد اور المقتفی کے خاص آدمیوں میں سے تھے انہوں نے گھر کے اندر ایک عظیم مدرسہ بنوایا، حج بھی کیا اور حج کے بعد دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر لی اور تقریباً بیس سال تک اپنے گھر میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کئے رہے، بڑے بڑے شعراء نے آپ کی تعریف میں قصیدے بھی لکھے ہیں مثلاً:

اے اسلام کی قوت بڑھانے والے وہ شخص جس کی ہمت فاخر بلندیوں تک جا پہنچی ہے دنیا تیرے لئے بھی بچھی تو اس سے راضی نہ ہوا اور تو نے اپنی ملکیت میں دنیا اور آخرت کو اپنے لئے اختیار کر لیا۔

۵۵۷ھ کے واقعات

اس سال کرجیوں نے اسلامی ملکوں پر حملہ کیا اور بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور بہتوں کو قیدی بنا لیا چنانچہ اس حادثے کے عظیم ہونے کے سبب آذربائیجان سے ایلدگز، خلاط سے ابن سکمان، مرجعہ سے ابن قسطر جمع ہوئے اور سب کرجیوں کے علاقوں کی طرف روانہ ہوئے وہاں خوب لوٹ مار کی اور بہتوں کو قیدی بنا لیا، زبردست جنگ ہوئی جس میں کرجیوں کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا، اسلامی فوج تین دن کرجیوں کے علاقوں میں رہی اور قتل و غارت اور لوٹ مار کرتی رہی پھر لشکر کی صورت میں واپس لوٹ آئی۔

نظام الملک کی معزولی...... اسی سال رجب کے مہینے میں یوسف بن محمد نظام الملک کو معزول کر کے ... پر مقرر کیا گیا، کیونکہ ایک عورت نے دعویٰ کیا تھا کہ اس (نظام الملک) نے اس سے نکاح کیا ہے، پہلے تو نظام الملک نے انکار کیا لیکن پھر اعتراف کر لیا جب اس کو پہچان لیا

تدریس سے معزول کر دیا گیا۔

اسی سال اس مدرسہ کی تکمیل کو پہنچا جسے ابن ہبیرہ نے باب البصرہ کے قریب بنوایا تھا، یہاں مدرسوں اور فقہاء کا تقرر ہوا۔ ابو حکیم نہروانی نے درس دینا شروع کیا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

شجاع شیخ الحنفیہ ... حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے قریب ان کی تدفین ہوئی، ان اطراف میں مذہب کے شیخ سمجھے جاتے تھے، مدت عمر سے میں درس کا کام کیا کرتے تھے، بہت سے حنفیہ نے ان سے علم حاصل کیا۔

صدقہ بن وزیر الواعظ ..... بغداد آئے اور وعظ کہنا شروع کیا، [illegible] کا قصہ کیا، یہ تصوف اور علم کلام کی طرف مائل تھے، لیکن اس کے باوجود عوام میں شہرت حاصل کی تھی کہ ان کی شہرت بعض امراء تک بھی جا پہنچی، بغداد میں آپ کو خوب مال و دولت بھی ملا، جس سے آپ نے اپنی خانقاہ بنائی، یہیں ان کی تدفین ہوئی۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

زمرد خاتون ... جاولی کی بیٹی اور سلطان دقاق کی ماں شریک بہن، اس نے دمشق سے باہر صنعاء کے قریب ایک جگہ (جسے "حقل العناب" کہا کرتے تھے) خاتونیہ کے نام سے مدرسہ بنوایا جو دمشق کے مغرب میں شام کے صفاء سے مغرب کی طرف ہے، یہ علاقہ بہت پہلے سے مشہور سرائے ہے۔ اس مدرسے کو اس خاتون نے شیخ برہان الدین علی بن محمد بلخی کے (جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) ایک شخص الحلو کے لیے وقف کر دیا تھا۔ سلطان تاج الملوک بوری بن طغتکین کی بیوی تھی، اس سے اس کے دو بیٹے ہوئے، ایک شمس الملوک اسماعیل جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے، جو اپنے باپ کے بعد بادشاہ بنا اور اس کے قتل کا قصہ یہ ہوا کہ یہ مسلمانوں کی بجائے فرنگیوں کی طرف مائل تھا اور شہر کو ظلم سے بھر دیا، سبب ان کو بچانا تھا لیکن مسلمانوں نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا بھائی اس کی جگہ بادشاہ بن گیا، یہ معاملہ مذکورہ خاتون کی رضا مندی اور مدد سے ہوئے، اس خاتون نے نہ صرف قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی تھی بلکہ حدیث کا سماع بھی کیا تھا، مذہب میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے طریقے پر تھی، علماء اور نیک لوگوں سے محبت رکھتی تھی، حلب کے حکمران اتابک زنگی نے اس سے اسی لیے نکاح کر لیا تھا کہ اس کی وجہ سے دمشق پر قبضہ کر لے گا، لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی، کیونکہ وہ اس کے ساتھ حلب چلی گئی تھی اور جب اس کی وفات ہو گئی تو دمشق واپس آ گئی، بغداد بھی آئی اور پھر وہاں سے حجاز کی طرف روانہ ہو گئی، ایک سال تک مکہ کی مجاورت اختیار کی، پھر مدینہ منورہ آ گئی اور یہیں رہ پڑی، یہیں اس کی وفات ہوئی اور جنت البقیع میں اس کی تدفین ہوئی۔

کثرت سے نیک کام اور صدقہ و خیرات کیا کرتی تھی، نماز روزے کی پابندی تھی، سبط کا بیان ہے کہ اس کی وفات اس وقت ہوئی جب اس کی تمام پونجی ختم ہو گئی، [illegible] گزر اوقات کرتی تھی اور بھلا اس سے زیادہ خوش قسمتی کیا ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، تمام معاملات کا علم تو اللہ ہی کو ہے۔

۵۵۸ھ کے واقعات

عبدالمومن کی وفات اسی سال مغرب کے حکمران عبدالمومن بن علی القیسی کا انتقال ہوا، اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بادشاہ بنا، اور اپنے باپ کی سیرت پر [illegible] لوگوں نے اس کے باپ کی تعزیت کی اور اس

کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت کی اور اس کو امیر المؤمنین کا خطاب دیا۔

یہ عبدالمؤمن زبردست بہادر، متقی اور شریعت کا احترام کرنے والا تھا اس کے زمانے میں جو شخص نمازوں کی پابندی نہ کرتا قتل کر دیا جاتا، چنانچہ مؤذن کی اذان سے پہلے ہی مسجد میں لوگوں کا ہجوم ہو جاتا، خود یہ بہت اچھی نماز ادا کرتا تھا، اطمینان سکون اور خشوع و خضوع کا پیکر تھا، لیکن خون بہانے میں بہت آگے تھا حتیٰ کہ چھوٹی چھوٹی غلطیوں پر بھی قتل کروا دیا کرتا تھا۔ بہرحال اس کا معاملہ بھی اللہ کے ہاتھ میں جیسا چاہے فیصلہ فرمائے۔

سیف الدین کا قتل ...... اس کے علاوہ اس سال سیف الدین محمد بن الدین الغوری کو اہل غزنے نے قتل کر دیا تھا، حالانکہ یہ عادل اور انصاف پسند تھا۔

اس سال فرنگیوں نے نور الدین اور اس کے لشکر پر حملہ کیا جس میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا، بھاگتے ہوئے کسی کو دوسرے کی خبر نہ تھی، نور الدین گھوڑے پر سوار ہوا لیکن گھوڑے کے پیروں میں رسی بندھی ہوئی تھی کہ اچانک ایک کردی آگے بڑھا اور رسی کاٹ دی چنانچہ نور الدین زندگی جان بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ بعد میں یہ کردی فرنگیوں کے ہاتھ لگ گیا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، اللہ اس پر رحم فرمائے، نور الدین نے کردی کے اس احسان کو ہمیشہ نہ صرف یاد رکھا بلکہ اس کی آل اولاد کے ساتھ نہایت عمدہ سلوک کیا۔

بنو اسد کی جلا وطنی ...... اس سال خلیفہ نے بنو اسد کے حلے سے جلا وطنی کے احکامات جاری کئے، اور جس نے بھی حکم ماننے سے انکار کیا اس کو قتل کر دیا گیا، اور اس کی وجہ یہ تھی کہ بنو اسد کے تعلقات سلطان محمد شاہ کے ساتھ تھے انہوں نے ہی سلطان کو لشکر کو بغداد کے محاصرے پر ابھارا تھا، چنانچہ بنو اسد کے چار ہزار افراد قتل کر دیئے گئے، باقی جان بچا کر وہاں سے چلے گئے، اور خلیفہ کے نائبوں نے حلے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ اس سال بھی امیر برغش نے لوگوں کو حج کروایا۔

وہ مشاہیر جن کی اس سال وفات ہوئی

ابو محمد عبد المؤمن بن علی ...... ابو محمد عبد المؤمن بن علی القیسی الکومی یا الکوفی، ابن التومرت کا شاگرد تھا، اس کا باپ مٹی کا کام کرتا تھا، جب ابن تومرت کی نظر اس پر پڑی تو اس کو بھا گیا، ابن تومرت نے اپنی فہم و فراست سے اندازہ لگایا کہ یہ نوجوان بہادر، دلیر اور نیک بخت ہے چنانچہ اس کو اپنے ساتھ لے گیا، وہاں اس نے خوب ترقی کی، ابن تومرت نے جو فوجیں مصامدہ وغیرہ سے جمع کی تھیں وہ سب اس کی طرف متوجہ ہو گئیں، چنانچہ اس نے ان فوجوں کو لے کر ملثمین کے بادشاہ علی بن یوسف بن تاشفین پر حملہ کیا اور مراکش کی طرف روانہ ہوا اور وہران، تلمسان، فاس، سلا اور سبتہ پر قبضہ کر لیا پھر گیارہ ماہ تک مراکش کا محاصرہ کیے رکھا آخر کار ۵۴۲ھ میں اس نے مراکش کو فتح کر لیا اور اپنی حکومت کا سکہ جمایا، وقت نے بھی یاوری کی۔

یہ نہایت عقلمند، باوقار، خوبصورت اور بھلائی کو پسند کرنے والا تھا، اسی سال یعنی ۵۵۸ھ میں اس کی وفات ہوئی، اس نے ۳۳ سال حکومت کی، یہ خود کو امیر المؤمنین کہلواتا تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

طلحہ بن علی ...... ابن طراد، ابو احمد الزینبی، نقیب النقباء، اس کی وفات اچانک ہوئی، اس کے بعد اس کے بیٹے نے نقابت کا عہدہ سنبھالا، اس کا نام ابو الحسن علی تھا، جبکہ امرد تھا کوئی داڑھی مونچھ نہ تھی، اسے معزول کیا گیا اور عہدہ چھوڑنے کا مطالبہ بھی اسی سال ہوا تھا۔

محمد بن عبد الکریم ...... ابن ابراہیم ابو عبد اللہ جو ابن الانباری کے نام سے مشہور و معروف ہے، بغداد میں میر منشی کے عہدے پر فائز تھا، اچھے اخلاق، خوش مزاج آدمی تھا، انشاء میں اپنی نوع کا الگ ہی ماہر تھا۔ سلطان سنجر وغیرہ کی طرف اس نے اپنے نمائندے بھی بھیجے، بادشاہوں اور خلفاء کی خدمت کی اس کی عمر تیس سال کے لگ بھگ تھی اس نے شاعری بھی کی، دنیا اور خوبصورت چہروں سے محبت کرنے والوں کے بارے

نیز اس کے اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے: اے وہ شخص جس نے لاپرواہی سے دوری کو اختیار کرلیا۔ (بھلا پتہ تو دے کہ) وصال کی دولت دوبارہ بھی کبھی مل سکتی ہے؟

اے میری آنکھوں کی تکلیف کیا میں یہ امید رکھوں کہ تیری محبت میں میرے دل پر انعام کیا جائے گا؟ تیرا کیا جاتا ہے کہ تو مجھے وصال کے ناممکن وصال پر باقی رکھتی ہے کہ تو اور تیری محبت میرے علاوہ کسی اور کے حصے میں ہو اور میری تاک میں لگی رہو۔

اس سے پہلے میری آنکھوں کے کنارے نہ صرف بہاتے بلکہ پسینہ تھے گویا کہ وہ تمہیں دونوں ملامت کرنے والے مجھ سے محبت کرنے کی وجہ سے برا بھلا کہتے ہیں، بھلا آنکھیں اس سے کیا اور مجھے اس سے کیا اے وہ شخص جو مجھ پر اس کے ہجر کی پابندی لگاتا ہے (جان لے) اگر میں عاشق ہوں اور (یہ) ہجر مجھے ملا ہے۔

ہاں اب اس کو چھوڑو یہ کی بات درست ہے کیا ہی خوب ہے یہ بات اگر میرے لیے بھی مناسب ہوتی میں نے اپنے صبر و وقت برداشت کو اس کے بعد بھی ملاقات سے دیکھی ہیں تھکا ہوا جوانی کا جذبہ میرے خیال میں ہے۔

۵۵۹ھ کے واقعات

شاور کے بیٹوں کا قتل:۔۔۔۔ اس سال شاور بن مجیر الدین ابو شجاع السعدی (جس کا لقب امیر الجیوش تھا) آیا ان دنوں وہ آل رزیک کے بعد مصری علاقوں میں وزیر کے عہدے پر فائز تھا کیونکہ رزیک بن طلائع کو الامر نے قتل کر دیا تھا اور اس کے بعد شاور اس کے عہدے پر فائز ہو گیا اور خوب ترقی کی وہاں پر موجود ایک امیر جس کا نام ضرغام بن سوار تھا نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنے ساتھ بہت سے لوگوں کو جمع کر لیا اور اس پر غالب آ گیا اس کے دونوں بیٹوں طے اور سلیمان کو قتل کر دیا اور تیسرے بیٹے کامل بن شاور کو گرفتار کر لیا اور اسے قتل کرنے کے بجائے قید کر دیا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ کا اس پر احسان تھا اس لیے اس نے اس کو قید کرنے پر اکتفا کیا اور ضرغام کو وزیر بنایا اور اس کا لقب منصور رکھا۔ چنانچہ شاور مصری علاقوں سے ضرغام کے ہاتھوں سے بچ کر بھاگا تاکہ نور الدین محمود کے پاس پناہ حاصل کر سکے جو ان دنوں دمشق کے بادشاہ اور الملک العادل (عمر میدان) میں تھے اور نور الدین نے شاور کی خوب مہمان نوازی کی اور اس کو دمشق میں ٹھہرایا شاور نے نور الدین سے لشکر کا مطالبہ کیا تاکہ اپنے ساتھ لے جا کر مصری علاقوں کو فتح کر سکے۔

ضرغام کا قتل:۔۔۔۔ اور یہ کہ مصری وزارت سے جو حاصل ہوگا اس کا ایک تہائی حصہ خراج نور الدین کو دیا کرے گا۔ چنانچہ نور الدین نے ایک لشکر اس کے ساتھ روانہ کیا اس لشکر کا قائد اسد الدین شیرکوہ بن شادی تھا چنانچہ یہ لشکر جب مصری علاقوں میں پہنچا تو وہاں موجود لشکر مقابلے پر آیا زبردست جنگ شروع ہو گئی شیرکوہ نے انہیں شکست سے دوچار کیا ان کی ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا ضرغام بن سوار کو بھی قتل کر دیا گیا اور اس کے سر کو شہروں میں گھمایا گیا اور پھر شاور کا معاملہ سیدھا ہو گیا اس کی حالت بھی درست ہو گئی۔

فرنگیوں کا حملہ:۔۔۔ اس کے بعد عاضد اور شاور نے اسد الدین شیرکوہ کے خلاف اتحاد کر لیا اور نور الدین سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی بھی مخالفت شروع کر دی اور اسد الدین کو واپس جانے کا حکم دے دیا لیکن وہ نہ مانا اور شہروں میں لوٹ مار اور قتل و غارت گری کرتا رہا بہت سا مال حاصل کیا، شرقی علاقوں میں بہت سے علاقے فتح کر لیے، پھر جب شاور نے فرنگیوں کے بادشاہ سے مدد مانگی جو عسقلان میں تھا اس کا نام مری تھا وہ بہت بڑا لشکر لے کر شاور اور عاضد کی مدد کے لیے آیا اسد الدین بلبیس جا پہنچا اور وہاں قلعہ بند ہو گیا حفاظت کا خوب انتظام کر لیا اور آلات جنگ وغیرہ کر لیے۔ انہوں نے آٹھ ماہ تک اسد الدین شیرکوہ کا محاصرہ کیے رکھا اسد الدین اور اس کے ساتھیوں نے زبردست مزاحمت کی۔

سلطان نور الدین کا حملہ ... اسی دوران یہ اطلاع ملی کہ سلطان نور الدین فرنگیوں کی عدم موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے ان کے علاقوں کی طرف روانہ ہو گیا ہے اور وہاں زبردست قتل و غارت گری شروع کر چکا ہے اور حارم کو فتح کر لیا ہے اور بڑی تعداد میں فرنگیوں کو قتل کرتے ہوئے بانیاس کی طرف روانہ ہو گیا ہے۔ یہ اطلاع ملتے ہی مصر میں فرنگیوں کا بادشاہ گھبرا گیا اور اسد الدین سے صلح کا مطالبہ کیا۔ اسد الدین نے اس کا مطالبہ مان لیا اور شاور سے ساٹھ ہزار دینار لے لئے۔ اس کے بعد اسد الدین اور اس کا لشکر نکلے اور ذی الحجہ میں شام کی طرف روانہ ہو گئے۔

حارم کی فتح ... اسی سال رمضان المبارک میں حارم فتح ہوا جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ نور الدین نے اسلامی لشکروں کو اپنی مدد کے لئے طلب کیا۔ سپاہی تو ہر طرف سے دوڑتے ہوئے جمع ہو گئے تھے کہ فرنگیوں سے انتقام لے سکیں۔ نور الدین ان فوجوں کو لے کر حارم پہنچے وہاں فرنگیوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ فرنگیوں کو زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا اور انطاکیہ کا حکمران برنس بوہمند، طرابلس کا حکمران القومص، روم کا حکمران دوقس اور ابن جوسلین گرفتار کر لیے گئے۔ فرنگیوں کے دس ہزار افراد قتل کر دیئے گئے، بعض مورخین کے مطابق بیس ہزار قتل ہوئے۔

بانیاس کی فتح ... اسی سال ذی الحجہ میں نور الدین نے بانیاس کو فتح کیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ نور الدین نے بانیاس کو ۵۶۰ھ میں فتح کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں۔

نور الدین کے ساتھ اس کا بھائی نصر الدین امیر امیران بھی تھا، وہاں جنگ میں تیر لگنے سے اس کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ سلطان نور الدین نے اس سے کہا کہ اگر تم اس اجر و ثواب کو دیکھ لو جو اس آنکھ کے بدلے اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے آخرت میں تیار کیا ہے تو تو چاہتا کہ تیری دوسری آنکھ بھی حق کے راستے میں قربان ہو جائے۔

ابن معین الدین سے سلطان نے کہا کہ آج تیرے باپ کی جلد جہنم سے ٹھنڈی ہو گئی ہے کیونکہ اس نے یہ شہر فرنگیوں کے حوالے کیا تھا اور دمشق کے بارے میں صلح کی تھی۔

جیرون کی تباہی ..... اس سال ذی الحجہ کے مہینے میں جیرون کے محل میں زبردست آگ بھڑک اٹھی اور سب کچھ جل گیا۔ باب الساعات اور اسد الدین کا گھر وغیرہ بھی۔ نور الدین خود آئے اور اس آگ کو بجھانے کی کوششوں میں مشغول ہو گئے اور جامع مسجد کی چار دیواری کو اس آگ سے بچایا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

جمال الدین ..... موصل کے وزیر قطب الدین مودود بن زنگی، نیک اور بہت کثرت سے صدقہ کیا کرتے تھے، نام محمد بن علی بن ابی منصور ابو جعفر اصفہانی، لقب جمال، صدقہ و خیرات اور نیکیوں میں ایسے آگے بڑھے ہوئے تھے کہ مکہ و مدینہ میں بہت سے اچھے آثار چھوڑے، مثلاً میدان عرفات میں چشمہ جاری کروایا اور اس کی دیوار وغیرہ بنوائی، مسجد خیف اور اس کی سیڑھیاں بنوائیں اور ان پر خرچ کیا اور مدینہ منورہ کی چار دیواری کروائی، جزیرہ ابن عمر کے پاس دجلہ کے اوپر پل بنوایا جو پتھر کا بنا ہوا ہے اور بہت سی خانقاہیں بنوائیں۔ اپنے گھر کے دروازے سے ہر روز سو دینار صدقہ کیا کرتا تھا، ہر سال قیدیوں کی طرف سے دس ہزار دینار فدیہ دیتا تھا۔ اس کے علاوہ فقہاء و فقراء پر اس کے صدقات جاری رہا کرتے تھے، صرف بغداد میں نہیں بلکہ دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح جاری رہتے۔ ۵۵۸ھ میں اس کو قید کر لیا گیا۔

کرامت ... ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ ان کے ساتھ ایک شخص قید خانے میں تھا اس نے بتایا کہ قید خانے میں ان کی موت سے پہلے ان کے پاس ایک سفید پرندہ آیا تھا، یہ پرندہ ان کے پاس آتا رہا اور وہ قرآن میں مشغول رہے یہاں تک کہ اسی سال شعبان میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کو وہاں سے لا کر موصل میں اپنے لئے انہوں نے خانقاہ بنوائی تھی اسی میں تدفین ہوئی۔

شیرکوہ کے ساتھ تعلق: اسد الدین شیرکوہ کے ساتھ انھوں نے بھائی چارہ قائم کر رکھا تھا اور یہ طے کیا ہوا تھا کہ ان دونوں میں سے جو پہلے مرے گا دوسرا اس کو مدینہ منورہ لے جائے گا، چنانچہ جب ان کا موصل میں انتقال ہوا تو ان کی میت کو تابوت میں رکھا گیا۔ پہلے عرفہ لے جایا گیا پھر مکہ لے جایا گیا، وہاں ان کی نماز جنازہ ادا کی جاتی رہی اور دعائے مغفرت بھی ہوتی رہی اور خوب تعریف کی جاتی رہی، پھر حلہ کی جانب لے جایا گیا جسے صرف مراسم بھی کہا جاتا ہے۔ یہاں بھی ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ان کی میت کو بیت اللہ کا طواف کرایا گیا، پھر مدینہ منورہ لے جایا گیا اور وہاں مسجد نبوی کے مشرقی سمت رباط میں ان کو دفن کیا گیا جو انھوں نے خود بنوائی تھی۔ (یہاں پر ترجمہ ہے کہ ان کو موصل میں خانقاہ میں دفن کیا گیا جبکہ ترجمہ ہے کہ ان کو موصل میں خانقاہ میں دفن کیا گیا، ہو سکتا ہے کہ یہ غلطی ہو گئی ہو لیکن اصل کتاب میں عبارت اسی طرح ہے جس کا ترجمہ کیا گیا ہے دیکھیں (البدایہ والنہایہ ۵۵۹ھ کے واقعات ص ۲۴۳ ج ۱۲)

سعادت مندی: ابن جوزی نے ان کی سعادت مندی بیان کی ہے کہ ان کی قبر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کے درمیان ۱۵ ہاتھ سے زیادہ فاصلہ نہ تھا۔ ابن اثیر کہتے ہیں کہ جب مدینہ میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی تو ایک نوجوان نے بلند آواز سے یہ اشعار پڑھے۔

ان کی میت گردنوں پر سوار ہو کر جانے لگی اور جب تک وہ جاتی رہی ان کی جود و سخا اور عطایا بھی ساتھ ساتھ چلتی رہیں۔

ان کی میت وادی سے گزری تو نہ صرف وادی والوں نے ان کی تعریف کی بلکہ وادی نے بھی اپنی زبان سے ان کی تعریف کی۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

ابن الخازن الکاتب: احمد بن محمد بن الفضل بن عبد الخالق ابو الفضل جو ابن الخازن الکاتب ادیب شاعر کے نام سے مشہور تھے، بہت عمدہ لکھا کرتے تھے، اپنے ہم عصروں سے فائق تھے، تحریرات کی کتابت میں مشغول رہے، ان کے بیٹے نصر اللہ نے مقامات کی کتابت کر کے خوب کمال کیا، انھوں نے اپنے بیٹے کے اشعار کا دیوان بھی جمع کیا، ابن خلکان نے ان میں سے چند اشعار کا تذکرہ کیا۔

۵۶۰ھ کے واقعات

اس سال اصفہان میں فقہی، دینی، مسلکی اختلافات کی وجہ سے زبردست جنگ شروع ہو گئی جو کئی دن جاری رہی، اس لڑائی میں بہت سے لوگ قتل ہو گئے۔ اسی سال بغداد میں آگ لگی جس میں بہت سی جگہیں جل گئیں۔

ابن جوزی نے بیان کیا ہے کہ اس سال بغداد میں ایک عورت کے ایک ہی پیٹ سے چار بچیاں پیدا ہوئیں۔ اور حسب معمول امیر برغش [illegible] نے لوگوں کو حج کروایا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

محمد بن [illegible]: [illegible] پیشے والا جس نے بغداد میں جامع مسجد کی از سر نو تعمیر کروائی اور اس میں جمعہ کی نماز کی خلیفہ سے اجازت لی [illegible] انھوں نے اس جامع مسجد کے اندر کی قبروں وغیرہ کو اکھاڑ کر اس کی توسیع کی اور قبروں سے مردوں کو نکال پھینکا

چنانچہ اس کا بھی اللہ تعالیٰ نے یہی حشر کیا، کہ مرنے کے بعد اس کی قبر بھی اکھاڑ پھینکی گئی تھی پورا پورا بدلہ ہے۔

محمد بن عبداللہ بن العباس بن عبدالحمید[۱] ...... ابو عبداللہ الحرانی، یہ ان لوگوں میں سے آخری شخص تھا جسے ابوالحسن الدامغانی کے پاس آنے جانے کی اجازت تھی، اس نے حدیث کا سماع بھی کیا تھا، بہت خوش مزاج اور ہلکی پھلکی طبیعت کا مالک تھا، اس نے ایک کتاب مرتب کی تھی جس کا نام روضۃ الادباء رکھا ہے اور اس میں بہت عمدہ بیان کیا ہے۔

ابن جوزی کا بیان ہے کہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ ان کی زیارت کی، تو میں کافی دیر بیٹھا رہا پھر میں نے اٹھنا چاہا تو مجھ سے اٹھا نہ گیا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے اگر میں ملامت اور بوجھ سے تھک گیا ہوں، تو ملاقاتوں سے میری عظمت بلند ہوئی تو نے صرف میری محبت کو ہی محفوظ کیا ہے اور میرا اثقل ہی بھاری ہوا ہے۔

مرجان الخادم ...... مختلف قراءت پڑھنے میں مہارت رکھتے تھے، فقہ شافعی کی تعلیم حاصل کی، متعصب تھے حنابلہ کو ناپسند کرتے تھے، چنانچہ اس وجہ سے وزیر ابن ھبیرۃ اور ابن جوزی سے شدید دشمنی رکھتے تھے یہاں تک کہ ابن جوزی سے کہتے تمہارے مذہب کو ختم کرنا میرا مقصد اور تمہارے ذکر کو مٹا دینا میرا مشغلہ ہے چنانچہ جب اس سال وزیر ابن ھبیرۃ کی وفات ہوگئی تو ابن جوزی کے خلاف ان کی طاقت بڑھ گئی لہٰذا ابن جوزی خوفزدہ ہوگئے لیکن اس سال ذی قعدہ میں ان کی وفات ہوئی تو ابن جوزی بہت خوش ہوئے۔

ابن تلمیذ ...... بہت ماہر طبیب تھا نام ھبۃ اللہ بن صاعد ہے ۹۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا بہت خوشحال تھا لوگوں میں اس کا بہت عزت و احترام تھا، لیکن اس سال اس کی وفات ہوگئی اللہ تعالیٰ اس کے دین کا بیڑہ غرق کرے، بارے کہ ہے میں تحقیق نہیں ہوئی۔ اللہ اس پر رحم نہ کرے اگر یہ عیسائی ہو کر مرا ہے، کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ مسلمان ہے، پھر بھی بہرحال اپنے دین (عیسائیت) پر ہی اس کی موت واقع ہوئی۔

وزیر ابن ھبیرۃ ...... ابوالمظفر یحییٰ بن محمد بن ھبیرۃ خلیفہ عون الدین کی خلافت کا وزیر، کتاب الافصاح کا مصنف، قرآن کریم کی تعلیم حاصل کی، حدیث کا سماع کیا، علم نحو لغت اور عروض میں عمدہ مہارت رکھتے تھے، فقہ حنبلی کی تعلیم حاصل کی، بہت ہی عمدہ اور مفید کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے ایک "الافصاح" ہے جو کئی جلدوں میں ہے اس کتاب میں انہوں نے حدیث کی شرح کی ہے اور فقہاء کے مذہب پر کلام کیا ہے، عقیدۃ سلف (امام حنبل) کے مقلد تھے، مال و دولت بھی کم تھا، پھر خدمت کے لئے خلیفہ کے پاس حاضر ہوگئے یہاں تک کہ مقتفی کے وزیر بن گئے اور اس کے بعد اس کے بیٹے المستنجد نے بھی عہدۂ وزارت پر برقرار رکھا، وزراء میں سب سے اچھے تھے، سیرت میں سب سے عمدہ، ظلم سے کوسوں دور اور کبھی ریشم کا کپڑا نہ پہنتے تھے، خود مقتفی اس بات کا اعتراف کرتا تھا کہ خلفاء بنو عباس کو آج تک ایسا وزیر نہیں ملا۔ اسی طرح مقتفی کا بیٹا مستنجد بھی نہ صرف اس کا معترف تھا بلکہ حیران بھی ہوتا تھا۔

مرجان خادم کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ابن ھبیرۃ مستنجد کے سامنے تھے تو میں نے امیر المومنین کو ابن ھبیرۃ کی مدح میں اشعار کہتے سنا۔

تیرے پاس دو نعمتیں ہیں، خاص اور عام ان کو یاد رکھنا کہ تجھے قیامت تک یاد کیا جائے
تیری سخاوت دنیا تو خود تیری اور تیری سخاوت کی محتاج ہے جبکہ بخیلی لوگوں میں اجنبی ہو چکی ہے۔
اے یحییٰ اگر جعفر اور یحییٰ تجھ تک پہنچنے کا ارادہ کریں تو یحییٰ اور جعفر ان کو روک دیں گے۔

اے ابوالمظفر میں نے آج تک ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے تیرے بارے میں کوئی غلط ارادہ کیا ہو اور وہ اس کے خلاف کامیاب نہ ہوا ہو۔

بغداد میں خلافت کا استحکام ...... ابن ھبیرۃ خلافت عباسیہ کے استحکام اور سلاطین سلجوقیہ سے انہیں بچانے کی ہر ممکن کوشش کیا کرتا تھا۔

---

(۱) شذرات الذھب ۴/۱۸۹، العبر ۳/۱۸، کشف الظنون ۹۱۹، المنتظم ۱۰/۲۱۲، ۲۱۳، النجوم الزاھرۃ ۵/۳۶۹، ۳۷۰ ھدیۃ العارفین ۲/۹۲، الوافی بالوفیات ۳/۳۰۰ اور ۳۳۰، ۳۳۱)

ان کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پورے عراق میں عمل اور خلیفہ کی حکومت مستحکم ہو گئی تھی، عراقی حکومت میں سلاطین کا کوئی حصہ باقی نہ تھا اور یہ تمام کی تمام شورشیں ختم اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ اپنے گھر پر علماء کی مجالس منعقد کرتے جہاں علماء بحث و گفتگو و مناظرے کرتے۔ چنانچہ اسی طرح وہ ابن ہبیرہ سے اور ابن ہبیرہ علماء سے مستفید ہوتے۔

ایک روز اتفاق سے وہاں موجود فقہاء میں سے کسی نے کسی دوسرے کے لئے نامناسب کلمہ زبان سے نکل گیا۔ یا حمار (اے گدھے) کا لفظ، لیکن بولنے والا فوراً شرمندہ ہو گیا اور کہا کہ میں چاہتا ہوں جس طرح میں نے تجھے نامناسب کہا اسی طرح تو بھی مجھے نامناسب کلمات کہہ لے لیکن دوسرے نے بات کو درگزر کر دیا اور صلح ہو گئی۔ لیکن پھر وہ اچانک مر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو طبیب نے زہر دیا تھا لہٰذا چھ ماہ بعد اس طبیب کو بھی زہر دے دیا گیا طبیب خود بھی اعتراف کرتا تھا کہ جس طرح میں نے اسے زہر دیا تھا چنانچہ طبیب کو بھی زہر دیا گیا۔

ابن ہبیرہ کی وفات ... ۲ جمادی الاولیٰ اتوار کے روز اسی سال یعنی ۵۶۰ھ میں ۶۱ سال کی عمر میں انتقال ہوا ابن جوزی نے غسل دیا ان کے جنازے میں خلق کثیر و جم غفیر شریک تھا اور بازار بند کر دیئے گئے تھے ہر شخص ان کی وفات پر رو رہا تھا باب بصرہ کے قریب ایک مدرسہ میں جو انہوں نے بنایا تھا اسی میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے بہت سے شعراء نے ان کے مرثیے کہے ہیں۔

۵۶۱ھ کے واقعات

اس سال نور الدین محمود نے شام کے قلعۂ منیطرہ کو فتح کیا، اس قلعے کے پاس بہت سے فرنگی قتل ہوئے، بے انتہا مال غنیمت حاصل ہوا۔

عز الدین کا فرار ... اس سال عز الدین ابن الوزیر ابن ہبیرہ قید خانے سے فرار ہو گیا، اس کے ساتھ ایک ترکی غلام بھی تھا، لیکن بروقت اطلاع ہو گئی، چنانچہ شہر میں اعلان کروا دیا گیا کہ جو اسے لا کر حاضر کرے گا اسے انعام دیا جائے گا اور اگر کسی نے اسے پناہ دی تو سمجھ لیا جائے کہ اس کا گھر منہدم کر دیا جائے گا، نیز اس کے دروازے پر پھانسی دے دی جائے گی اور اس کی اولاد اس کے سامنے ذبح کر دی جائے گی، چنانچہ یہ اعلان سن کر ایک شخص نے اس کا پتہ دے دیا وہ ایک باغ میں سے گرفتار ہوا اس کی زبردست پٹائی ہوئی اور دوبارہ قید خانے لے جایا گیا اس مرتبہ اس کی نگرانی پہلے سے بھی زیادہ سخت کر دی گئی۔

اس سال رافضیوں نے کھلم کھلا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو گالیاں دینی شروع کیں اور بہت سی عجیب و غریب باتوں اور نامعلوم چیزوں کا اظہار کیا جن کا ان سے پہلے زمانوں میں کوئی تصور نہ تھا کیونکہ اس سے پہلے وہ (رافضی) ابن ہبیرہ کے خوف سے پوشیدہ رہتے تھے۔

اسی سال حنابلہ اور اشاعرہ میں خلق قرآن کے مسئلے سے متعلق باتیں شروع ہو گئیں، اور امیر برغش نے دونوں کو منع کر دیا۔

اس سال وفات پانے والے بعض مشاہیر

الحسن بن العباس[1] ... ابن ابی الطیب بن رستم ابو عبد اللہ الاصبہانی وہاں کے چند گنے چنے لوگوں میں سے تھے جو کثرت سے روتے تھے جب روتے تو بہت روتے ایک دن حسان نامی ... تعالیٰ کی مجلس میں حاضر ہوا لوگوں نے ... کے بارے میں ... چنانچہ ... سے ان کی وفات

---

[1] الاصبہانی ... تذکرۃ الحفاظ ... سیر اعلام النبلاء ... شذرات الذہب ۴/ ۱۹۹، طبقات السبکی ۷/ ... طبقات الاسنوی ... معجم ... الکامل ... اللباب ... المنتظم ... مرآۃ الزمان ... النجوم الزاہرہ ۵/ ... العبر ...

تو آپ نے کہا کہ جب الحرث [illegible] تھا مجھ سے عزیز ہے [illegible] کی مجلس میں حاضر ہوا [illegible] تم سے لئے دینی کام [illegible] کرو گا۔ چنانچہ آگ [illegible] کی صلاحیت سے محروم تھا جو اس کے کان [illegible] کا تماشا دیکھ رہا ہوں۔

عبدالعزیز بن الحسن: ابن الحباب الاغلبی السعدی القاضی ابوالمعالی المصری، ابن الجلیس کے نام سے جانے جاتے تھے کیونکہ مصر کے حکمرانوں کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے۔ علماء نے اپنی کتب میں ان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ صاحب فضیلت بزرگ ہوئے تھے، عمدہ اشعار کہتے تھے:

تعجب ہوتا ہے کہ ان کے پاس گلاب [illegible] کی طرح خون [illegible] ہے

اور عجیب ہیں [illegible] آنکھ [illegible] بھی متحد ہوتی ہیں۔

شیخ عبدالقادر الجیلی (الجیلانی)[1]: ابن ابی صالح ابو محمد الجیلی، ۴۷۰ھ میں آپ کی پیدائش ہوئی۔ بغداد آئے حدیث کا سماع کیا، ابو سعید المخرمی الحنبلی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، انہوں نے ایک مدرسہ بنایا تھا وہ شیخ عبدالقادر کے حوالے کر دیا، یہاں وہ لوگوں کے لئے وعظ بیان کرتے اور ان کو زہد پر مشتمل باتیں کرتے۔ لوگوں نے ان سے بہت فائدہ اٹھایا۔ بہت اچھے اخلاق کے مالک تھے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے تھے، خلفاء، وزراء، سلاطین، قضاۃ اور عوام [illegible] سب کو [illegible] کرتے تھے، ان سے [illegible] بہت ہوتے تھے۔ ان کے [illegible] ساتھیوں اور [illegible] نے ان سے بہت سے اقوال و افعال اور مکاشفات نقل کرتے ہیں جن میں سے زیادہ تر غلو پر مبنی ہیں، ویسے شیخ بہت نیک متقی پرہیزگار تھے انہوں نے غنیۃ الطالبین اور فتوح الغیب کے نام سے کتابیں لکھیں ان میں بہت اچھی باتیں ہیں، لیکن ان میں ضعیف اور موضوع احادیث بھی ہیں، بہرحال وہ بڑے شیخ تھے، نوے (۹۰) سال کی عمر میں وفات پائی اور اپنے مدرسے میں دفن ہوئے جہاں وہ پڑھاتے تھے۔

۵۶۲ھ کے واقعات

مصر پر حملہ: اس سال فرنگی [illegible] لشکر لے کر مصری علاقوں کی طرف بڑھ آئے، خود مصریوں نے بھی ان کا ساتھ دیا [illegible] علاقوں پر فرنگیوں کا قبضہ ہو گیا، یہ اطلاع اسد الدین شیرکوہ تک پہنچی تو انہوں نے نورالدین سے دوبارہ مصر جانے کی اجازت مانگی [illegible] کے خلاف [illegible] کا ارادہ [illegible] سے پہلے ہی [illegible] بہرحال اسد الدین نے اس کی اجازت دے دی [illegible] بابلین میں مصری لشکر کے ساتھ ان کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی تھا [illegible] اسکندریہ [illegible] مصر [illegible] عماد الکاتب [illegible] نے چند اشعار کہے ہیں:

تو کہہ دے عماد [illegible] مصر کا ارادہ کرایا [illegible] سے [illegible] گیا۔

یہ ویسے ہی ہے جیسے حضرت یعقوب علیہ السلام کو [illegible] حضرت یوسف علیہ السلام [illegible] کے مالک بنے تھے۔

اسی طرح [illegible] یوسف مصر کا مالک بنے [illegible] بھی [illegible] ہے

[illegible] کے [illegible] ہے۔

---

[1] [illegible] ذیل طبقات الحنابلۃ [illegible] شذرات الذہب [illegible] طبقات الشعرانی [illegible] فوات الوفیات [illegible]

[illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible] المنتظم [illegible]

اسد الدین کی مصر آمد: مصر میں جب شاور کو اسد الدین کی آمد کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرنگیوں سے مدد مانگی فرنگی وعدے کے مطابق مدد کے لئے پہنچ گئے پھر اسد الدین کو بھی فرنگیوں کی آمد کی اطلاع ہو گئی اس وقت ان کے ساتھ صرف ایک ہزار سوار تھے۔ چنانچہ انہوں نے تمام امراء کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا فرنگیوں کی تعداد کے پیش نظر تمام امراء نے یہی مشورہ دیا کہ نور الدین کے پاس واپس چلے جائیں البتہ شرف الدین برغش نے کہا کہ جو شخص قتل ہونے یا قید ہونے سے ڈرتا ہے وہ اپنے گھر یا بیوی کے پاس بیٹھا رہے اور جو لوگوں کا مال کھاتا ہو تو ان کے شہر دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا اسی طرح کا مشورہ اسد الدین کے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب نے بھی دیا چنانچہ سب نے پختہ عزم کر لیا اور فرنگیوں کی طرف روانہ ہوئے دونوں کے درمیان جنگ ہوئی۔ بے شمار فرنگی قتل ہوئے اور ان کو عبرت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا اس لشکر نے اتنے فرنگی قتل کئے کہ ان کی گنتی تو صرف اللہ ہی کو معلوم ہوگی۔ اور تمام تعریفیں تو اللہ ہی کے لئے ہیں۔

اسد الدین کے ہاتھوں اسکندریہ کی فتح[1]

پھر اسد الدین نے اسکندریہ کی طرف چلنے کا مشورہ دیا اور وہاں کے اموال کا مالک ہو گیا۔ پھر وہاں اپنے بھتیجے صلاح الدین یوسف بن ایوب کو نائب بنایا اور خود بالائی مصر الصعید کی طرف روانہ ہو گیا اور اس پر قبضہ کر لیا یہاں سے اس کو بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا۔ اس کے بعد فرنگیوں اور مصریوں نے جمع ہو کر حملہ کیا اور اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا تاکہ صلاح الدین یوسف بن ایوب کے ہاتھ سے اسے چھین لیں کیونکہ اسد الدین صعید میں ہی موجود تھا صلاح الدین نے زبردست مزاحمت کی لیکن اسکندریہ میں مال و اسباب اور خوراک وغیرہ ختم ہو چکی تھی لہٰذا اسد الدین صلاح الدین کی مدد کے لئے روانہ ہوا تو فرنگیوں نے اسکندریہ کے بدلے پچاس ہزار دینار پر صلح کر لی چنانچہ اسد الدین نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا۔ صلاح الدین بھی اس وقت اپنی فوجوں کے ساتھ وہاں سے نکل گیا اور اسکندریہ کو مصریوں کے حوالے کر دیا اور شوال کو شام واپس آ گئے۔ پھر شاور نے [illegible] فرنگیوں کو [illegible] اور یہ بھی کہ ان کا ایک کمانڈر قاہرہ میں مستقل رہائش اختیار کرے گا اس کے علاوہ [illegible] طرف لوٹ گئے جبکہ دوسری طرف نور الدین ان کے علاقوں پر پہلے ہی حملہ کر چکا تھا اور بہت سے قلعے فتح کر چکا تھا ان میں سے بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا اور بے شمار بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر لیا اور بے شمار مال غنیمت حاصل کیا۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اس کے ساتھ اس کا بھائی قطب الدین [illegible] بھی تھا نور الدین نے اپنے بھائی کو رقہ کا حکمران بنا دیا اور اس کے حوالے کر دیا۔

عماد الکاتب کی دمشق آمد: اسی سال شعبان میں عماد الکاتب بغداد سے دمشق آیا اس کا نام ابو عبداللہ محمد بن [illegible] الاصبہانی مصنف فتح قدسی برق شامی وغیرہ ہے اس کے علاوہ اور کئی دوسری تصنیفات ہیں۔

قاضی القضاۃ کمال الدین شہرزوری نے جب [illegible] مدرس [illegible] اس منصب پر سب سے پہلے جس شخص نے آکر [illegible] نجم الدین ایوب تھا [illegible] ایک دوسرے سے پہچانتے تھے۔ عماد نے اس کی تعریف میں ایک قصیدہ [illegible] جو ابو شامہ نے ذکر کیا ہے اس وقت اسد الدین اور صلاح الدین مصر میں تھے چنانچہ اس نے صلاح الدین کی مصر پر حکومت کی خوشخبری سناتے ہوئے کہا۔

مصر میں یوسف کا ٹھکانہ بنا دیا جائے گا اس سے جدائی کے بعد یعقوب کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور یوسف کی ملاقات اپنے بھائیوں سے

---

[1] [illegible] مرآۃ الزمان [illegible] المختصر [illegible]
[illegible]
[illegible]

ہو گئی اور اللہ تعالیٰ ان کو جہاں کہیں ہوں مذمت کے لئے جمع کر لیتا ہے ان کے بعد سلطان صلاح الدین کا تذکرہ آئندہ ذکر ہوگا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

برغش امیر الحاجب فوجوں کے آگے، بادشاہ شملہ ترکمانی سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے روانہ ہوا انہیں اپنے گھوڑے سے گر پڑا اور اس کا انتقال ہو گیا۔

ابو المعالی الکاتب محمد بن الحسن بن محمد بن علی بن حمدون مصنف تذکرہ حمدونیہ طویل عرصہ تک دیوان کے معاملات اس کے ہاتھ میں رہے۔ ... اور قریش کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔

ابو حکیم النہروانی لوگوں کے مسئلے ... بیٹھا کرتا تھا ... اور جب ... تھا ان کی مجلس میں قرآن ... اور ... اس وقت بھی ... میں مشغول تھا۔

۵۶۳ھ کے واقعات

اس سال شرف الدین ابو جعفر بن البلدی واسط سے بغداد پہنچا ... اور وہ ... کے لئے نکلے ... آگے آگے چلتے ہوئے ... تک پہنچے اس کو وزارت پر فائز کیا گیا ... خلعت ... کی گئیں اور اس کا لقب شرف الدین جلال الاسلام معز الدولہ سید الوزراء صدر الشرق والغرب رکھا گیا۔

بغداد میں لوٹ مار اس کے علاوہ اس سال خفاجہ نے لوٹ مار کا بازار گرم کیا اور بہت سے علاقوں کو لوٹ لیا۔ بغداد سے ایک لشکر ان کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا تو یہ لوگ جنگلوں میں چھپ گئے ... جب واپس آئی تو انہوں نے پشت سے فوج پر حملہ کر دیا بہت سوں کو قتل کر دیا اور بہت سوں کو گرفتار کر لیا فوج نے بھی ان کے بہت سے آدمیوں کو گرفتار کر لیا اور ... پر لٹکا دیا۔

ملکہ کا حج اس سال ماہ شوال میں سلطان نور الدین محمود بن زنگی کی ہمشیرہ حج کے ارادے سے بغداد پہنچی اس کا نام عصمت الدین خاتون بنت ... تھا۔ اس کے ساتھ بہت سے خدمت گزار تھے ... ایک ... تھا ... بہت ... تھی۔

اس سال بغداد کے قاضی القضاۃ ... کا انتقال ہوا ... تک ... کے بعد ... قاضی القضاۃ ... گیا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

جعفر بن عبد الواحد ابو البرکات الثقفی اپنے والد کے بعد بغداد کے قاضی القضاۃ بنے ۵۴۹ھ میں ملازمت ہوئی ان کی وفات کا سبب یہ ہوا کہ ... وزیر ابن البلدی نے ... ان کے جسم سے خون بہنے لگا ... سے

ان کی موت واقع ہوئی۔

ابو سعد السمعانی : عبدالکریم بن محمد بن منصور ابو سعد السمعانی، بغداد کا سفر کیا اور یہاں سماعت کی، خطیب بغدادی کی تاریخ پر ذیل لکھی۔ ابن الجوزی نے المنتظم میں ان کے ساتھ مناقشہ کیا ہے اور ان کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ اپنے مذہب میں بہت متعصب تھے اور شیوخ سے سماعت کرتے تھے، بہت عامیانہ گفتگو کرتے تھے مثلاً بعض بزرگ شیوخ کے بارے میں صرف یہ کہہ دیا کہ ان میں [illegible] یا شعیر تھا [illegible] میں کہا کہ یہ ایک دن کی بجائے [illegible] کہا جاتا تھا، وغیرہ وغیرہ۔

عبدالقاہر بن محمد : ابن عبداللہ ابو النجیب السہروردی، کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے تھے، حدیث کی تعلیم حاصل کی [illegible] مدرسہ نظامیہ میں بھی پڑھایا اور پھر ایک مدرسہ اور خانقاہ تعمیر کروائی۔ یہ [illegible] ساتھ ساتھ آپ صوفی بھی تھے وعظ و نصیحت بھی کیا کرتے تھے، اسی مدرسے میں تدفین ہوئی۔

محمد بن عبدالحمید : ابن الحسن ابو الفتح الرازی علاء العالم کے نام سے معروف تھے، سمرقند کے [illegible] فقہ و مناظرہ [illegible] جدل واختلاف میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے، آپ کے خصوصی شاگرد [illegible] التعلیقہ الطولی [illegible] کرتے تھے۔

ابن الجوزی کا بیان ہے کہ وہ بغداد آئے اور میری مجلس میں بھی حاضر ہوئے۔ ابو سعد السمعانی کہتے ہیں کہ شراب نوشی بہت کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دنیا میں کوئی کتاب اور شراب کے جام سے زیادہ اچھی اور کوئی چیز نہیں جس میں سے میں شراب پیتا ہوں۔

ابن الجوزی کہتے ہیں کہ پھر مجھے معلوم ہوا کہ انہوں نے مناظرہ اور شراب پینا چھوڑ دیا اور نیکی اور بھلائی کے کاموں میں مشغول ہو گئے تھے۔

یوسف بن عبداللہ[1] : ابن بندار الدمشقی، بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے مدرس، ابو سعد المیہنی سے فقہ حاصل کیا اور مناظرہ [illegible] خوب [illegible] بہت [illegible] متعصب شافعی [illegible] سے تھے، انہیں خلیفہ کی طرف سے [illegible] بنا کر بھیجا گیا تھا، [illegible] وفات پائی۔

۵۶۴ھ کے واقعات

مصر کی فتح : اس سال امیر اسد الدین شیرکوہ کے ہاتھوں مصر فتح ہوا اور اسی سال فرنگی دوبارہ مصر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا سبب یہ ہوا کہ فرنگیوں نے شاور کو مصر کی [illegible] قرار دے کر مجبور کیا تھا [illegible] اپنے نائب مقرر کیے [illegible] شہر کے دروازوں پر [illegible] اور وہاں سے مسلمانوں کو نکال دیا [illegible] اختیار کر چکے تھے۔ چنانچہ جب فرنگیوں نے [illegible] ادا شدہ رقوم [illegible] مصر [illegible] بلبیس [illegible] قبضہ کیا اور بہت سے [illegible] قتل کر دیا [illegible] بعض [illegible] قید کر دیا اور وہاں اپنا [illegible] بنا لیا اور اپنے [illegible] قاہرہ [illegible] وزیر شاور نے لوگوں کو حکم دیا کہ مصر کو آگ لگا دی جائے [illegible] لوگوں نے اپنا بہت سا مال و اسباب چھوڑ کر چلے گئے، مصر میں ۵۴ دن مسلسل آگ جلتی رہی۔ یہ صورت حال دیکھ کر مصری حکمران عاضد نے نور الدین سے مدد کی درخواست کی اور اپنی خواتین کے بال ان کے پاس بھیجے اور کہا کہ [illegible] فرنگیوں کے ہاتھوں سے بچاؤ، اس کے ساتھ ساتھ [illegible] اسد الدین ان کے پاس مصر میں رہے [illegible] مصر کا تہائی خراج نور الدین کو دیا کرے گا اس کے علاوہ بہت سے تحائف اور جاگیروں کا وعدہ کیا گیا۔

---

(۱) دیکھیں: طبقات الشافعیہ للسبکی [illegible] الکامل [illegible] ۳۳۳ [illegible] النجوم الزاہرہ [illegible]

نور الدین کی مصر روانگی ۔ چنانچہ نور الدین نے مصر کی طرف جانے کے لئے لشکر تیار کرنا شروع کر دیا جیسے ہی وزیر شاور کو مسلمانوں کی آمد کی اطلاع ہوا اس نے اپنا نمائندہ فرنگیوں کی طرف بھیجا اور پیغام دیا کہ جو محبت میں تم سے کرتا ہوں اس سے تم لوگ واقف ہو لیکن عاضد اور مسلمان تمہاری مدد کرنے پر میرے ساتھ اظہار رضامندی نہیں کرتے اور مجھ پر ان سے ڈر لاحق ہے لہٰذا میرا مال لے کر صلح کر لی اور آپ لوٹ جائیں ہمارا کام بندوبست کر دیا چنانچہ فرنگی دوسری مرتبہ واپس آنے کے لالچ اور نور الدین کے لشکر کے خوف سے واپس چلے گئے۔ وہ انہوں نے مکاری کی اور اللہ تعالیٰ ان کے خلاف تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین تدبیر کرنے والوں میں سے ہیں۔ [سورۃ آل عمران آیت ۵۴]

شاور کا انجام۔۔ اس کے بعد وزیر شاور نے فرنگیوں کو جو دینا طے کیا تھا اس کے جمع کرنے کے لئے لوگوں سے مطالبہ کرنے لگا اور لوگوں کے ساتھ نہایت سختی کے ساتھ پیش آنے لگا حالانکہ لوگ پہلے ہی جلے ہوئے شہر اور قتل و غارت گری کی وجہ سے خوف و ہراس میں مبتلا تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے غموں کا مداوا اس طرح کیا کہ اسلامی لشکر وہاں آ پہنچا اور وزیر ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔

اسد الدین کی کرامت...... یہ اس طرح ہوا کہ نور الدین نے حمص سے اسد الدین کو حلب کی طرف بلا بھیجا اسد الدین فوراً روانہ ہوا پھر ایک ہی دن میں سارا راستہ طے کر ڈالا، کیونکہ وہ فجر کی نماز پڑھتے ہی اپنے گھر گیا سامان و سامان لیا اور سورج طلوع ہوتے ہوتے روانہ ہو گیا اور دن ختم ہونے سے پہلے حلب میں سلطان نور الدین کے پاس جا پہنچے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ کرامت صحابہ کے علاوہ اور کسی سے ظاہر نہیں ہوئی تھی بہر حال نور الدین بہت خوش ہوا اور دو لاکھ دینار بہت سے مشاہیر امراء اس کے ساتھ کیے اور اس کو لشکر کا قائد بنا کر روانہ کیا تمام لوگ اللہ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی خاطر جہاد میں جا رہے تھے انہی امراء میں اسد الدین کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب بھی شامل تھا لیکن وہ اس مہم پر جانے کو پسند نہیں کر رہا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "آپ کہہ دیجئے اے میرے رب! اقتدار ملک کا مالک تو ہی ہے۔" [سورۃ آل عمران آیت ۲۶]

اس لشکر میں چھ ہزار گھڑسوار تھے اس کے علاوہ ان کا اضافہ بھی ہوا اور اسد الدین کو بہت سا مال عطا کیا گیا جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں چنانچہ یہ لشکر حلب سے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور نور الدین ان کے ساتھ دمشق تک گیا اور لشکر کو تیار کر کے مصری علاقوں کی طرف روانہ کر دیا اور خود نور الدین دمشق میں ٹھہر گیا۔

شیرکوہ کا استقبال... جب نور الدین کے لشکر مصری علاقوں میں پہنچے تو فرنگی وہاں سے واپس جا چکے تھے جبکہ نور الدین کی فوجیں ۷ ربیع الثانی کو مصر پہنچ گئی تھیں چنانچہ اسی دن اسد الدین امیر عاضد کے پاس پہنچا عاضد نے اس کو خلعت عطا کی اور اسد الدین یہ خلعت پہن کر شہر کے باہر اپنے خیموں کی طرف آئے۔ مسلمانوں میں نور الدین کے لشکر کے آنے کی خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی اور یہ کہ وہ اسد الدین کو تحائف دیتے تھے بلکہ شہر سے باہر اسد الدین کے پاس اس کی خدمت کے لئے جانا شروع ہو گئے تھے چنانچہ جو لوگ اسد الدین تک پہنچے ان میں خود خلیفہ عاضد بھی تھا جو بھیس بدل کر آیا تھا اور اپنے وزیر شاور کے قتل کا معاملہ بھی اس کے سپرد کر گیا تھا اس کے ساتھ ساتھ ان نے امیر اسد الدین کو بہت زیادہ قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کر دیا تھا لیکن نور الدین کے ساتھ اس نے جو وعدے کیے تھے ان میں ٹال مٹول شروع کر دی تھی جبکہ وہ اس کے باوجود اسد الدین کے پاس آتا جاتا رہتا تھا اس کے ساتھ سوار بھی ہوتا، عاضد نے امیر اسد الدین کی مہمان نوازی کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن امیر اسد الدین کو اس کے ساتھیوں نے عاضد کی مہمان نوازی کے خوف سے منع کر دیا اور شاور کے قتل کا مشورہ کرنے لگے لیکن امیر اسد الدین نے انکار کر دیا تاہم وہ اس کا منتظر لگا رہا۔

شاور کا قتل... ایک دن شاور خود ہی اسد الدین سے ملنے اس کی قیام گاہ کی طرف آیا تو اسے معلوم ہوا کہ اسد الدین تو امام شافعی کی قبر کی زیارت کے لئے گئے ہوئے ہیں لیکن اس کا بھتیجا صلاح الدین یوسف بن ایوب وہاں موجود تھا صلاح الدین نے وزیر شاور کی گرفتاری کا حکم دے دیا اور شاور کے ساتھی اس کو چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے صلاح الدین کے لئے اپنے چچا اسد الدین سے مشورے کے بغیر شاور کو قتل کرنا ممکن نہ تھا انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور عاضد کو اطلاع دی کہ شاید وہ کوئی مفید مطلب بات کہے لیکن عاضد نے شاور کا سر منگوایا چنانچہ شاور کو قتل کر کے اس کا سر عاضد کے پاس بھیج دیا گیا۔

مسلمانوں کی خوشی ..... مسلمانوں کو شاور کے قتل سے بہت خوشی ہوئی، اسد الدین نے شاور کا گھر لوٹنے کا حکم دے دیا جس پر فوراً ہی عمل کیا گیا، اس کے بعد اسد الدین عاضد کے پاس چلا گیا، عاضد نے امیر اسد الدین کو اپنا وزیر بنایا اور زبردست خلعت سے نوازا اور اس کو الملک المنصور کا لقب دیا، اسد الدین نے شاور کے گھر میں قیام کیا یہاں اسد الدین کا مرتبہ پہلے سے بہت بلند ہو گیا۔

ادھر جب نور الدین کو مصری خبر ملی تو وہ بہت خوش ہوا، شعراء نے خوشخبری پر مشتمل قصیدے لکھے البتہ نور الدین کو یہ بات پسند نہ آئی تھی کہ اسد الدین عاضد کا وزیر بن گیا تھا اسی طرح جب وزارت اسد الدین سے اس کے بھتیجے صلاح الدین تک پہنچی تو یہ بات بھی نور الدین کو پسند نہ آئی، چنانچہ نور الدین نے اسد الدین اور صلاح الدین کی حکومت زائل کرنے کی کوششیں شروع کر دیں لیکن ان میں اس کو کامیابی نہ ہوئی خصوصاً اس وقت تو نور الدین کی ناگواری انتہا تک جا پہنچی جب اس کو علم ہوا کہ صلاح الدین یوسف بن ایوب عاضد کے خزانوں کا مالک بھی بن بیٹھا ہے تو اس کی ناگواری دو چند ہو گئی، جیسے کہ اس کا بیان آگے آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

اسد الدین کی وفات ..... اسد الدین نے محل سے ایک نمائندہ بطور سیکریٹری طلب کیا چنانچہ انہوں نے ایک فاضل قاضی کو اس امید پر اسد الدین کے پاس بھیج دیا کہ وہ اس کی باتیں مانے گا اور اس کی مرضی پر چلے گا، اسد الدین نے مصر کے مختلف علاقوں میں گورنروں اور عاملوں کا تقرر شروع کر دیا اور جاگیریں دینی شروع کر دیں، چند دن خوشی خوشی گذرے لیکن اس کی موت کا وقت آ گیا، چنانچہ ۲۲ جمادی الثانی بروز ہفتہ ۵۶۴ھ میں امیر اسد الدین شیرکوہ بن شادی کا انتقال ہو گیا۔

مصر میں اسد الدین نے دو ماہ اور پانچ دن حکومت کی۔ اسد الدین کی وفات کے بعد شامی امراء نے عاضد کو مشورہ دیا کہ صلاح الدین کو اسد الدین کی جگہ وزیر مقرر کیا جائے چنانچہ عاضد نے صلاح الدین کو وزیر مقرر کر دیا، خلعت دی اور لقب الملک الناصر رکھا۔

صلاح الدین کو پہنائی جانے والی خلعت کی خصوصیات

ابو شامہ روضتین میں جو خاصیات نقل کی ہیں وہ یہ ہیں، تیونس کا سفید عمامہ جس کے کناروں پر سونے کا کام تھا، ریشمی کپڑا جس پر سونے کا کام تھا، اسی طرح کا ایک قیمتی جبہ جس پر سونے کا کام کیا ہوا تھا، سونے کے کام سے جڑا ہوا ایک سبز چادر، دس ہزار دینار قیمت کے جواہرات پر مشتمل ہار، پانچ ہزار دینار کی قیمتی جڑاؤ تلوار، آٹھ ہزار دینار کا جڑاؤ پٹکا جس پر سونے کا کام اور جواہرات لگے ہوئے تھے اور اس کے اوپر بھی قیمتی پتھروں کے سو عدد دانے لگے ہوئے تھے، اور نیچے کی چار قیمتی جواہرات سے مرصع ہار تھے، سر کی طرف ایک سونے کا بند تھا جس میں ایک سفید رنگ کی تاج نما الخان تھی جس میں سفید نشانات تھے۔ اس کے علاوہ خلعت کے ساتھ گھوڑے، چند گھڑیاں اور دیگر اشیاء تھیں۔ اس کے علاوہ عہد وزارت کا آئین سفید اطلس کے کپڑے میں لپٹا ہوا تھا۔ یہ ساری کاروائی بروز پیر ۲۵ جمادی الثانیہ کو عمل میں آئی، یہ بہت بڑا دن تھا، پورا کا پورا لشکر صلاح الدین کی حکومت میں موجود تھا، عین الدولہ یاروقی کے علاوہ کسی نے اس کی مخالفت نہ کی، عین الدولہ نے کہا کہ میں نور الدین کے بعد صلاح الدین یوسف بن ایوب کی خدمت نہ کروں گا اور اپنے ہم خیال لشکر کو لے کر شام کی طرف روانہ ہو گیا جب نور الدین کے پاس پہنچا تو نور الدین نے اسے برا بھلا کہا، ادھر صلاح الدین مصر میں نور الدین کے نائب کی حیثیت سے جلوہ گر ہو گیا، مصر میں اس کے نام کا خطبہ بھی دیا جانے لگا، امیر اسفہلار نے بھی صلاح الدین سے خط و کتابت شروع کر دی، صلاح الدین نے اس سے خط و کتابت میں نہایت عاجزی و انکساری کا مظاہرہ کیا، لیکن لوگوں کے دل صلاح الدین کی طرف مائل ہو چکے تھے اور لوگ اس کے فرمانبردار بن چکے تھے، عاضد نے اس کی حکومت کے دنوں میں اس پر بہت دباؤ ڈالا لیکن ان علاقوں میں لوگوں کے درمیان صلاح الدین کی قدر و منزلت بڑھتی ہی گئی صلاح الدین نے انعام و اکرام میں بھی اضافہ کر دیا چنانچہ لوگوں کے دلوں میں اس کے لئے نہ صرف محبت پیدا ہو گئی بلکہ وہ اس کا احترام اور خدمت بھی کرنے لگے۔ نور الدین نے صلاح الدین کو بذریعہ خط غیر مشروط وزارت دینے کی پیش کش بھی کی اور یہ بھی کہ مصری علاقوں کا

حساب برابر رکھے لیکن صلاح الدین نے نورالدین کی وفات کی طرف توجہ نہ دی چنانچہ نورالدین نے [illegible] میں جنگ کا سامان اور اسباب و شاہی [illegible] کی ہے۔

پھر صلاح الدین نے نورالدین کو بذریعہ خط اپنی اطاعت کا یقین دلایا کہ میرے پاس خلعت بھیجی جائے اور میرے پاس بھیج دیئے جائیں چنانچہ نورالدین نے اپنی اطاعت فرمانبرداری کی شرط پر تمام خزانہ صلاح الدین کے پاس بھیج دیا۔

اس کے بعد مصر میں صلاح الدین کا معاملہ پختہ ہو گیا یہاں تک کہ اس کے زیر نگیں آ گیا اس کی سلطنت و شوکت مکمل ہو گئی اور ارکان مضبوط ہو گئے۔ بعض شعراء نے صلاح الدین (ایوبی) کے ہاتھوں شاور کے قتل کے بارے میں اشعار کہے ہیں۔

بعض [illegible] مصر چھوڑ کر [illegible] کی طرف سے [illegible] کے ساتھ جس کا [illegible] تھا اور یہاں صلاح الدین کے ہاتھوں شاور کا مارا جانا ایسے ہی ہے جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھوں جالوت کا مارا جانا ابو شامہ کہتے ہیں کہ اسی سال عاضد نے شاور کی اولاد کو بھی قتل کر دیا اس کے ایک بیٹے کا نام شجاع تھا جس کا لقب کامل تھا اور ایک بیٹے کا نام طاری تھا جس کا لقب معظم تھا اس کا ایک اور بیٹا تھا جس کا لقب فارس المسلمین تھا ان کے قتل کے بعد ان کے سر مصری علاقوں میں گھمائے گئے۔

طواشی کا قتل: یہ شخص صلاح الدین کے [illegible] خلیفہ عاضد اور اس کے ساتھیوں کا امین تھا۔ اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ اس نے اور اس کے ساتھیوں نے فرنگیوں کو خطوط لکھے کہ مصری علاقوں سے شام کی طرف [illegible] خط لکھنے والا اور بھیجنے والا یہی طواشی تھا جو کہ محل خلافت میں [illegible] کا نگران تھا یہ حبشی تھا اس نے ایک بااعتماد آدمی کے ہاتھوں خط روانہ کیا۔

لیکن راستے میں ایک ترکمانی مل گیا اس کو صلاح الدین نے [illegible] صلاح الدین کو [illegible] کا علم ہو گیا لیکن اس نے اس کا اظہار نہ کیا۔ پھر اس طواشی کو اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ صلاح الدین کو [illegible] کی اطلاع مل چکی ہے لہٰذا وہ اس کے خوف سے کئی دن تک محل سے باہر نہ نکلا لیکن ایک مرتبہ شکار کے لئے نکلا تو صلاح الدین نے اس کے پیچھے اپنے کارندے بھیج دیئے [illegible] چنانچہ انہوں نے طواشی کو قتل کر کے اس کا سر صلاح الدین کے پاس پہنچا دیا اس کے بعد صلاح الدین نے محل کے تمام خدمت گزاروں کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ [illegible] سب اپنی نظر میں رکھے۔

سوڈان کا واقعہ: اس کا سبب یہ تھا کہ جب طواشی حبشی قتل ہو گیا اور محل کے تمام خدمت گزار معزول کر دیئے گئے تو یہ بات سوڈانیوں کو گراں گزری چنانچہ وہ طواشی کے انتقام کے لئے پچاس ہزار کے قریب جمع ہو گئے چنانچہ بین القصرین کے مقام پر سوڈانیوں اور صلاح الدین کے لشکر کے درمیان جنگ ہوئی عاضد اپنے محل سے یہ منظر دیکھ رہا تھا [illegible] ایک طرف سے پتھر آتے اور دوسری طرف سے تیر [illegible] کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عاضد کے کہنے پر ہوا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ سب کچھ عاضد کے کہنے پر نہیں ہوا تھا۔

توران شاہ کی تدبیر: پھر الملک المعظم توران شاہ شمس الدولہ نے جسے اس جنگ میں صلاح الدین نے اپنے بھائی کی مدد کے لئے بھیجا تھا [illegible] جہاں سے عاضد یہ منظر دیکھ رہا ہے چنانچہ دروازہ کھول دیا گیا اور یہ اعلان کیا گیا کہ امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ان سوڈانیوں (کالوں) کو اپنے شہروں اور علاقوں سے نکال باہر کرو اس سے شامی فوج کے دل مضبوط ہو گئے اور سوڈانی لشکر کمزور ہو گیا اور سلطان نے سوڈانیوں کے محلے کو جلانے کا حکم دیا [illegible] ان میں سے بہت سے لوگ قتل کر دیئے گئے پھر ان لوگوں نے امان طلب کی انہیں امان دے کر جیزہ کی طرف بھگا دیا گیا لیکن پھر توران شاہ (صلاح الدین کا بھائی) نے ان کا پیچھا کیا [illegible] ان میں سے بہت تھوڑے لوگ بچے [illegible] ویران پڑے ہیں۔

جعبر کی فتح ...... اسی سال نور الدین نے قلعہ جعبر کو فتح کیا اور اس کے حکمران شہاب الدین مالک بن علی العقیلی کے ہاتھوں سے چھین لیا، یہ سلطان ملک شاہ کے زمانے سے یہاں حکمران تھا۔ اسی سال حلب کی جامع مسجد جل گئی چنانچہ نور الدین نے نئے سرے سے بنوایا۔ اس کے علاوہ "روق" کی وفات بھی ہوئی جس کی طرف حلب کے باہر واقع ایک محلہ منسوب کیا جاتا ہے۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

سعد اللہ بن نصر بن سعید الدجاجی ...... ابو الحسن الواعظ الحنبلی ۴۸۰ھ میں ان کی ولادت ہوئی، حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور وعظ کہنا شروع کیا، وعظ بہت اچھا اور پر اثر کہتے تھے، ابن الجوزی نے ان کی تعریف کی ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایک مرتبہ ان سے ان احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا جن میں صفات کا تذکرہ ہے تو انہوں نے جواب دینے سے انکار کیا اور یہ اشعار پڑھے۔

اے شخص! خطاب نے تجھے راضی کرنے سے انکار کر دیا ہے اور تو ہے کہ اس کی اطاعت کو فرض قرار دے رہا ہے۔

چنانچہ بہتر تو یہی ہے چھوڑ دستار، مت چھوڑ، خواہ وزنی میں اور تیرے دونوں گال چھوڑنا چاہیں۔

اس کے علاوہ ابن الجوزی نے ان سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ مجھے خلیفہ سے خوف ہوا تو خواب میں مجھے کسی کہنے والے نے کہا کہ لکھو۔

اپنے صبر سے پیش آنے والے حالات کو دور کر، اور اسی کے لطف و کرم کا امیدوار رہ جو اکیلا ہے اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ تو ہرگز نا امید نہ ہو اگرچہ تکلیفیں کتنی ہی تنگ کیوں نہ ہو جائیں اور تجھے حادثات کا آنا جانا تیر کی طرح دور نہ پھینک دے۔ اللہ تعالیٰ تو ایسے حالات میں بھی کشادگی اور سہولت پیدا فرما دیتے ہیں جو عقل و فہم میں نا ممکن ہوتی ہیں کتنے ہی ایسے شہسوار ہیں جو نیزوں کے سامنے آ کر بھی محفوظ رہے اور کتنے ہی ایسے ہیں جنہیں تیر نے بھی کچھ نہیں کہا۔ اس سال ماہ شعبان میں ۸۴ سال کی عمر میں وفات پائی، پہلے زوزنی خانقاہ میں تدفین ہوئی پھر امام احمد کے مقبرے کی طرف منتقل کر دیے گئے۔

شاور بن مجیر الدین(۱) ...... ابو شجاع السعدی، اس کا لقب امیر الجیوش تھا، عاضد کے ایام حکومت میں مصری علاقوں کا وزیر تھا۔ یہ ہی وہ شخص ہے جس نے رزیک کے ہاتھوں سے وزارت چھینی تھی، اور یہی وہ سب سے پہلا شخص ہے جس نے قاضی الفاضل کو میر منشی (سیکریٹری) بنایا تھا اور اسے اس مقصد کے لئے مصر کے شہر اسکندریہ کے باب السدرہ سے بلوایا تھا، چنانچہ وہ اس کے پاس کام کرنے لگا اور جب لوگ اس کی قدر و منزلت سے آگاہ ہوئے تو ملک کی تمام خط و کتابت اسی کے ہاتھ آ گئی۔ بعض شعراء مثلاً عمارۃ الیمنی وغیرہ نے اس کی تعریف میں اشعار بھی کہے ہیں، مثلاً: لوہا تو بہت سا کاٹتا ہے اور اس نے اس سے دین کی مدد کا مشورہ کیا ہے جو نہیں اکتایا۔

زمانے نے قسم کھائی کہ میں اس جیسا اور لے آؤں گا مگر زمانے کی قسم ٹوٹ گئی چنانچہ اے زمانے تو اب کفارہ دے۔ شاور کا طوطی مصر میں بولتا رہا حتی کہ امیر ضرغام بن سوار نے اس کے خلاف کاروائی شروع کی، شاور نے نور الدین سے مدد مانگی، نور الدین نے اسد الدین کو اس کے ساتھ کر دیا چنانچہ اسد الدین نے دشمن کے خلاف اس کی مدد کی، لیکن بعد میں شاور نے وعدہ خلافی کی چنانچہ اسد الدین بھی اس کے خلاف ہو گیا لہٰذا اسی سن میں اس کے بھتیجے صلاح الدین کے ہاتھوں شاور قتل ہو گیا، صلاح الدین نے امیر جردیک کے سامنے اس کی گردن اڑا دی تھی۔ یہ واقعہ ۱۷ ربیع الثانی کا ہے۔ اس کے بعد اسد الدین کو وزیر بنایا گیا، لیکن وہ دو ماہ اور پانچ دن سے زیادہ وزارت نہ کر سکا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔

---

(۱) اتعاظ الحنفاء ۲۸۹، تاریخ ابن خلدون ۲۳۹/۵، تتمة المختصر ۱۱۵/۲، ۱۱۹، حسن المحاضرة ۲۱۵/۲، ۲۱۹، دول الاسلام ۷۴/۲، الذیل علی الروضتین ۱۵۹/۱، ۱۵۹، شذرات الذهب ۲۱۲/۴، العبر ۱۸۹/۴، الکامل ۳۳۵/۱۱، ۳۳۱، مرآة الزمان ۱۴۱/۸، ۱۵۳، مفرج الکروب ۱۵۸/۱، المختصر ۳۵/۳، ۳۶، النجوم الزاهرة ۳۸۴/۵، ووفیات الاعیان ۴۳۹/۲، ۴۴۸)

شاور کا نسب...... ابن خلکان شاور کے بارے میں لکھتا ہے کہ:

"اس کا نام ابو شجاع شاور بن مجیر الدین بن نزار بن عشائر بن شاس بن مغیث بن حبیب بن الحارث بن ربیعہ بن یخنس بن ابی ذویب عبداللہ ہے اور یہ عبداللہ وہی ہیں جو حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے والد ہیں، اسی طرح کہا"۔

ابن خلکان کے بیان میں کچھ اشکال ہے کیونکہ شاور اور اس کے مذکورہ جد اعلیٰ میں فاصلہ بہت ہے جبکہ اس طویل مدت کے مقابلے میں نسب مختصر ہے بہر حال اصل بات تو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں۔

شیر کوہ بن شادی...... اسد الدین الکردی الزرزاری، یہ کردوں کا سب سے زیادہ باعزت قبیلہ ہے، جو آذربائیجان کے کسی صوبہ میں واقع دوین نامی علاقے میں رہا کرتے تھے۔ اس کے ساتھ اس کا چھوٹا بھائی نجم الدین ایوب بھی تھا۔ ان دونوں نے مل کر امیر مجاہد الدین بہروز الخادم کی خوب خدمت کی جو عراق کا افسر تھا۔

چنانچہ اس نے تکریت کے قلعہ میں نجم الدین کو اپنا نائب بنا دیا، اتفاق سے انہی دنوں عماد الدین زنگی قراب الساقی سے بھاگ کر یہاں آیا، ان دونوں بھائیوں نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور اس کی خدمت کی، لیکن اتفاق سے عوام میں سے کوئی شخص قتل ہو گیا چنانچہ بہروز نے ان دونوں کو قلعہ سے نکال دیا، چنانچہ حلب میں زنگی کے پاس چلے گئے۔ اس نے بھی ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، لہٰذا اس کے بعد یہ دونوں عماد الدین زنگی کے بیٹے نور الدین محمود زنگی کے پاس ہی رہ گئے۔

اسد الدین کی ترقی...... عماد الدین نے نجم الدین ایوب کو بعلبک میں اپنا نائب مقرر کیا تھا، نور الدین نے اس کو برقرار رکھا، جبکہ اسد الدین نور الدین کے بڑے امراء میں سے ہو گیا۔ اور خاص ترین آدمی گنا جانے لگا، چنانچہ رحبہ اور حمص کے ساتھ دیگر بہت سے علاقوں کی حکومت بھی اس کو مل گئی۔

ان میں سے بعض وہ علاقے بھی تھے جن پر وہ پہلے ہی حکومت کر رہا تھا، اور یہ مقام صرف اس کی شجاعت و بسالت، وقار و دبدبے اور فرنگیوں سے جہاد کی بدولت اس کو چند ہی دنوں میں مل گیا تھا خصوصاً دمشق کی فتح نے ایک اہم کردار ادا کیا تھا اور اس سے بڑھ کر وہ کارنامے تھے جو اس نے مصر میں انجام دیے تھے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہی اس کا مقام بلند کیا تھا اور جنت میں اس کا ٹھکانہ بنایا تھا، اس کی وفات اچانک ہی بروز ہفتہ دم گھٹنے سے ہوئی یہ ۲۲ جمادی الثانیہ کا واقعہ ہے، اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

ابو شامہ کے بیان کے مطابق مصر میں شرق قبلی کی طرف موجود خانقاہ اسدیہ اسی کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اس کے بعد معاملہ اس کے بھتیجے صلاح الدین یوسف تک جا پہنچا اور پھر حکومت کرنا اس کے لئے ممکن ہو گیا اور یہیں سے اس کی سلطنت کا آغاز ہوا۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالواحد...... ابن سلیمان جو ابن البطی کے نام سے معروف تھے، بہت سی احادیث سنیں اور سنائیں لوگ دور دراز سے سفر کر کے ان کے پاس آتے نوے سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

محمد الفارقی...... ابو عبداللہ الواعظ، ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ نہج البلاغہ کو یاد کرتے تھے اور اس کے الفاظ کی تعبیر کرتے تھے، بہت فصیح و بلیغ تھے ان کا کلام لکھا جاتا تھا ان سے ایک کتاب روایت کی جاتی ہے جو "حکم فارقیہ" کے نام سے مشہور ہے۔

المطہر بن عبدالواحد (۱)...... ابن رجاء، ابو احمد الاصبہانی حفاظ میں سے ایک تھے، واعظ بھی تھے، ابو نعیم کے اصحاب سے روایت کرتے تھے، حدیث میں خوب مہارت رکھتے تھے، جنگل کے راستے حج کو جاتے ہوئے انتقال ہوا، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

---

(۱) دول الاسلام ۲/ ۸۷، شذرات الذهب ۴/ ۲۱۳، ۲۱۴، العبر ۴/ ۱۸۸، المنتظم ۱۰/ ۲۴۹، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ۱۹، النجوم الزاهرة ۵/ ۳۸۲، شذرات میں بھی اسی طرح ہے اور تاریخ بغداد کے ذیل میں محمد بن عبدالباقی بن احمد بن سلیمان لکھا ہے

٥٦٥ھ کے واقعات

اس سال ماہ صفر میں فرنگیوں نے مصر کے علاقے دمیاط کا [illegible] محاصرہ کیا [illegible] انہوں نے [illegible] [illegible] [illegible] مسلمان [illegible] ہو گئے۔

[illegible] شہروں کی [illegible] [illegible]

لشکر کا استقبال دوسری طرف [illegible]

کرک روانگی [illegible]

امام مسجد کا خواب [illegible]

اللهم انصر دینک ومن هو محمود الکلب"

ترجمہ: [illegible]

[illegible] ومن هو محمود الکلب [illegible]

ہے تو امام مسجد نے یہ جملہ بھی کہہ دیا نورالدین نے کہا کہ تم نے سچ کہا، اور اس بات کی تصدیق کی اور خوشی میں رونے لگا پھر انہیں علم ہوا کہ جس چیز کی خوشخبری دی گئی تھی وہ بالکل سچ تھی۔

کرک کا مختصر محاصرہ...... عماد الکاتب کا بیان ہے کہ اس سال نورالدین نے جامع مسجد داریا کو آباد کیا، اس کے علاوہ یہاں موجود ابو سلیمان دارانی کے مزار کو بھی آباد کیا اور اسی طرح دمشق میں بھی اسی سال نورالدین نے چار دن کے لئے کرک کا محاصرہ بھی کیا، یہیں پر نورالدین سے نجم الدین ایوب جدا ہو کر اپنے بیٹے صلاح الدین کی طرف روانہ ہوا، نورالدین نے اسے سمجھا دیا تھا کہ اپنے بیٹے صلاح الدین کو کہے کہ مصر میں عباسی خلیفہ مستنجد باللہ کے نام کا خطبہ پڑھا کرے کیونکہ خلیفہ نے نورالدین کے پاس اپنا نمائندہ بھیج کر اس سلسلے میں بازپرس کی تھی۔

اس سال فرنگی کرک کو بچانے کے لئے شیب بن الرقیق اور ابن القنفری کے ساتھ ساحل کی طرف سے آئے، یہ دونوں فرنگیوں کے سب سے زیادہ بہادر جوان تھے لہٰذا نورالدین ان سے مقابلہ کرنے کے لئے ان دونوں کی طرف بڑھا لیکن یہ دونوں نورالدین کے راستے سے ہٹ گئے۔

زلزلہ...... اس سال شام اور جزیرہ اور اکثر ممالک میں زبردست زلزلہ آیا شام کی کئی فصیلیں تباہ ہو گئیں، بہت سے گھر گر گئے اور لوگ دب کر مر گئے، خصوصاً دمشق، حمص، حماۃ، حلب، بعلبک وغیرہ، اکثر فصیلیں اور قلعے تباہ ہو گئے، چنانچہ اکثر جگہیں جو تباہ ہو گئیں تھیں نورالدین نے دوبارہ بنوائیں۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر(۱)

الملک قطب الدین مودود بن زنگی...... موصل کے حکمران نورالدین محمود زنگی کا بھائی، چالیس سال کی عمر میں وفات پائی، ۲۱ سال حکومت کی، بہت نیک حکمران تھا، رعایا سے محبت کرتا، عمدہ سلوک کرتا اور احسان کرنے والا تھا، اور چہرے کے اعتبار سے بھی خوبصورت آدمی تھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین غازی بادشاہ بنا جو ست خاتون بنت تمرتاش بن ایلغازی بن ارتق کے بطن سے تھا جو ماردین کے حکمران تھے، اس کی حکومت کا ناظم اور نگران فخر الدین عبدالمسیح تھا، جو نہایت ظالم و جابر انسان تھا۔ اس سال جزیرہ اندلس اور مغربی علاقوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں، اسی طرح مشرقی علاقوں کے حکمرانوں سے بھی متعدد جنگیں ہوئیں۔ علاوہ ازیں اس سال اور اس سے پہلے حسب دستور امیر برغش نے لوگوں کو حج کروایا، قطب الدین کے علاوہ مشاہیر میں سے کسی کا انتقال ہوا ہو تو میرے علم میں نہیں ہے۔

۵۶۶ھ کے واقعات

اس سال مستنجد کی وفات ہوئی اور اس کا بیٹا المستضئ خلیفہ بنا۔ وفات کا سبب یہ تھا کہ اس سال کے شروع میں مستنجد شدید بیمار ہو گیا لیکن پھر کچھ عرصہ بعد تندرست ہو گیا چنانچہ اس خوشی میں ایک زبردست دعوت کا اہتمام کیا گیا جس میں بہت سے لوگ شریک ہوئے پھر اطباء مستنجد کو حمام میں لے کر گئے حالانکہ ابھی بیماری کے بعد کمزوری بہت باقی تھی، چنانچہ حمام ہی میں مستنجد کا انتقال ہو گیا۔

---

(۱) الباہر ۹۲، تتمة المختصر ۲/۲۰، دول الإسلام ۲/۸۳، الروضتين ۱/۱۸۹، ۱۸۰، الكامل ۱۱/۳۵۵، ۳۵۶، شذرات الذهب ۴/۲۱۲، العبر ۴/۱۹۳، مرآة الزمان ۸/۲۸۱، مفرج الكروب ۱/۱۸۸، النجوم الزاهرة ۵/۳۸۲، وفيات الأعيان ۵/۲۰۳، ۲۰۴

مستنجد باللہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ اپنی خلافت میں [illegible] کسی طبیب کے ہاتھوں ہوا تھا جو کہ یہودی [illegible]۔ مستنجد کا انتقال [illegible] ربیع الاول ۵۶۶ھ [illegible] سال کی عمر میں ہوا۔ مستنجد نہ صرف بہت نیک تھا بلکہ بہت زیادہ انصاف پسند اور رحم دل بھی تھا۔ [illegible] اور چنگیاں وغیرہ عوام کو معاف کر دیے تھے اور عراق میں کسی قسم کا کوئی ٹیکس نہ تھا۔ ایک مرتبہ اس کے بعض ساتھیوں نے کسی [illegible] دس ہزار دینار اس سلسلے میں خرچ کر [illegible] خلیفہ نے کہا کہ میں تمہیں [illegible] اس جیسا [illegible] نہ [illegible]۔

حلیہ مستنجد کا رنگ گندمی تھا اور داڑھی طویل تھی۔ بتیسواں (۳۲) عباسی خلیفہ تھا اور یہ حروف ابجد کے حساب سے لام اور باء کے اعداد ہیں چنانچہ بعض شعراء نے کہا ہے کہ

بنو عباس کی عقل مکمل ہو گئی جب تو بنو عباس کے خلفاء کو ابجد کے حساب سے گنے گا۔

اس کے علاوہ مستنجد امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی کرتا تھا اس نے جناب نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ فرما رہے ہیں

اللھم اھدنی فیمن ھدیت وعافنی فیمن عافیت [illegible] دعائے قنوت [illegible]

تدفین ... [illegible] سے پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور دارالخلافہ میں اس کی تدفین ہوئی بعد میں [illegible] کے قبرستان میں اس کی میت کو منتقل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائیں۔

مستضی کی خلافت ..... امیر المؤمنین ابو محمد الحسن بن یوسف المستنجد المستضی [illegible] اس کی ماں رومیہ تھی جسے غضہ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ۱۱ شعبان ۵۳۶ھ میں ولادت ہوئی۔ جس دن اس کے باپ خلیفہ مستنجد کا انتقال ہوا اسی دن لوگوں نے اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ [illegible] ربیع الثانی [illegible] کے بعد اس کے علاوہ کسی ایسے شخص کو خلافت نہیں ملی جس کا نام حسن ہو اور کنیت بھی ابو محمد ہو [illegible] سے [illegible] یہ بہت اچھا دن تھا۔

بغداد کے قاضی القضاۃ کا عہدہ [illegible] ربیع الثانی [illegible] کے حوالے کیا گیا [illegible] خطبہ بھی [illegible] اس کے علاوہ [illegible] میں کئی مرتبہ [illegible] لوگوں کے [illegible] پر ظلم [illegible] ایک [illegible] بڑے [illegible] جب مستضی کی خلافت کی خبر [illegible] پہنچی تو [illegible] کاتب نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

زمانہ مستضی کی وجہ سے روشن ہو گیا اور نبی کریم ﷺ کا چچازاد۔

حق ترجیحات [illegible] لوٹ آیا [illegible] والے کے لئے۔

[illegible] کے لئے [illegible] اس سے پہلے [illegible] میں تھے

[illegible] کے لئے [illegible] اس سے پہلے [illegible] میں تھے۔

رقہ پر قبضہ [illegible] سلطان نور الدین محمود [illegible] قبضہ کر لیا اور [illegible] علاقے [illegible] اس کے بعد [illegible] موصل پہنچا اور وہاں [illegible] اپنے بھتیجے سیف الدین غازی بن قطب الدین مودود کو حکمران بنایا اور اپنی چھوٹی بیٹی کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

مساجد کی تعمیر ..... اس کے علاوہ جامع مسجد کی تعمیر [illegible] کے اخراجات جاری کئے اور [illegible] خطیب [illegible] ابو [illegible] قاضی [illegible]

[illegible]

علاوہ ازیں موصل کے ایک محلے کی جامع مسجد کے لئے بھی مال خرچ کیا۔ یہ تمام کام نور الدین نے شیخ صالح الفقیہ عمر الملاء کے سپرد کئے، ان کی ایک خانقاہ تھی جہاں نور الدین جایا کرتا تھا، یہ ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں ولادت کا اہتمام بھی کیا کرتے تھے، اس جشن میں بادشاہ، امراء، علماء اور وزراء بھی شریک ہوا کرتے تھے۔

نور الدین ان کا شاگرد تھا، مختلف معاملات میں ان سے مشورے بھی کرتا اور اہم معاملات میں ان کے مشوروں پر عمل بھی کرتا۔ انہی نے نور الدین کو قیام موصل کے دوران ان تمام خیرات و صدقات کا مشورہ دیا تھا جو نور الدین نے کئے، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ نور الدین کے آنے پر اہل موصل خوش ہو گئے اور ان سے تمام نقصانات اور مسائل دور ہو گئے۔ چنانچہ نور الدین نے آتے ہی موصل سے فخر الدین عبد المسیح جیسے ظالم و بدکار کو نکال باہر کیا اور اس کا نام عبداللہ رکھا اور اسے اپنے ساتھ دمشق لے گیا اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا، عبد المسیح پہلے عیسائی تھا پھر اس نے اسلام کا اظہار کیا۔

نور الدین کا استقبال:... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنے گھر میں گرجا بنا رکھا تھا اور خود بھی نہایت بداخلاق تھا خصوصاً علماء اور مسلمانوں کے حق میں بہت ہی بداخلاق اور بے لحاظ تھا۔ نور الدین جب موصل آیا تھا تو شیخ عمر الملاء نے اس کے لئے نور الدین سے امان طلب کی تھی لہٰذا جب نور الدین موصل آیا تھا اس کو بھیجا اس کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلا اور اس کے سامنے آ موجود ہوا، اس کا اکرام کیا اور بہت اچھا سلوک کیا اور خلیفہ سے ملی ہوئی خلعت اس کو پہنائی، چنانچہ نور الدین ایک بڑے مجمع کے ساتھ موصل میں داخل ہوا تو نور الدین سخت سردیوں میں موصل آیا تھا اور یہاں ٹھہرا تھا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

خواب میں زیارت:... جب موصل میں نور الدین کے قیام کی آخری رات تھی تو نور الدین نے خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ ﷺ ارشاد فرما رہے تھے کہ تیرے شہر کی فتح تیرے لئے مبارک ہو گئی تو نے جہاد اور اللہ کے دشمنوں کو قتل کرنا چھوڑ دیا۔" یہ سنتے ہی نور الدین فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور سفر پر روانہ ہو گیا، دوران سفر ہی کی حالت میں صبح ہوئی۔ شیخ ابن ابی عصرون کو قاضی بنایا، اس سے پہلے یہ سنجار، نصیبین اور خابور کے عامل تھے چنانچہ ابن ابی عصرون نے اپنے ان شہروں میں نائبوں کو چھوڑا۔

شیعہ قاضیوں کی معزولی:... اس سال صلاح الدین نے مصر کے قاضیوں کو معزول کر دیا کیونکہ وہ شیعہ تھے، اور قاضی القضاۃ کا عہدہ صدر الدین عبد الملک بن درباس الماردانی الشافعی کے حوالے کیا، چنانچہ انہوں نے تمام معاملات میں شافعی قاضیوں کو اپنا نائب مقرر کیا اور ایک مدرسہ شافعیوں کے لئے تعمیر کروایا۔ اس کے علاوہ ایک مدرسہ مالکیوں کا بھی تعمیر کروایا۔ اس کے علاوہ آپ کے بھتیجے تقی الدین عمر نے ایک گھر خریدا جو "منازل العز" کے نام سے مشہور تھا، اس گھر میں بھی آپ نے شوافع کا ایک مدرسہ قائم کیا اور اس پر باغات وغیرہ وقف کئے۔

مصر میں اہم امور... صلاح الدین نے شہر کی فصیل تعمیر کروائی اسی طرح اسکندریہ کی بھی فصیلیں تعمیر کروائی گئیں، علماء کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا، اور خود بار بار جہاد کے لئے گھوڑے پر سوار ہوتے اور عسقلان اور غزہ میں فرنگیوں سے جہاد کرنے لگا، ایلہ میں ان کا ایک قلعہ فتح کر لیا اور سب فوجیوں کو قتل کروا دیا۔ اسی دوران آپ کے اہل و عیال سے اس کی ملاقات ہوئی جو شام سے آ رہے تھے، چنانچہ ایک طویل جدائی کے بعد اپنے گھر والوں سے مل کر اس کو ایک گونہ سکون حاصل ہوا۔ اسی سال صلاح الدین نے مصر میں ہونے والی اذانوں سے "حی علیٰ خیر العمل" کے کلمات کو ختم کیا اور منبروں پر خلفاء راشدین کے لئے خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

خاطر بن محمد بن حامد[1] ..... ابو محمد، دمشق میں بیت المقدس کے ... جانے والے تھے ... ہمدان میں رہا کرتے تھے

---

[1] ... شذرات الذهب ... العبر ...

۴۸۱ھ میں ولادت ہوئی۔ اپنے والد ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی اور ان حضرات سے سماع حدیث کیا جو مسند شافعی کی روایت کرتے تھے۔ ان میں بروز بدھ ربیع الثانی کو وفات ہوئی ۸۶ سال کے قریب عمر پائی۔

یوسف القاضی صاحب دیوان الانشاء[1]: ابو الحجاج بن الخلال مصر میں چیف سیکریٹری تھے اور اس فن میں شیخ القاضی الفاضل تھے۔ اس فن میں مشغول ہونے اور اس کی ممارست حاصل کی کہ جب بڑھاپے کی وجہ سے کام سے اس علم کی خدمت نہ کر سکے تو لوگوں نے ان کے لئے ان کے گھر بیٹھے تنخواہ شروع کر دی۔ ان کی وفات تک قاضی الفاضل نے ان کی اور ان کے گھر والوں کی امداد کی اور ان کی وفات کے بعد بھی ان کے گھر والوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے اور ان کی کفالت کرتے رہے۔

یوسف بن الخلیفہ المستنجد باللہ ابن المقتفی بن المستظہر: ان کے حالات ہم ان کی وفات پہلے ذکر کر چکے ہیں ان کی وفات کے بعد ان کے چچا ابو نصر ابن المستظہر کی وفات ہوئی یہ خلیفہ مستنجد کی وفات کے چند دن بعد فوت ہوئے۔ ان کے بعد مستظہر کی اولاد میں سے کوئی باقی نہ رہا۔ ان کی وفات منگل ۱۶ ذیقعدہ کو ہوئی۔

۵۶۷ھ کے واقعات

مصری خلیفہ عاضد کی وفات: اس سال کے پہلے جمعے میں مصر کے فاطمی خلیفہ عاضد کا انتقال ہوا۔ چنانچہ صلاح الدین نے اپنے پاس مصر اور دیگر علاقوں میں عباسیوں کے لئے خطبہ جاری شروع کیا۔ یہ اس سال کا دوسرا جمعہ تھا اور مصر کی تاریخ میں اہم دن تھا۔ جب نور الدین کو اس بات کا علم ہوا تو اس نے بغداد خلیفہ کے پاس خوشخبری بھیجی کہ اس بات کی خبر دی کے ہمراہ ابن ابی عصرون کو بھیجا گیا تھا اس سے بغداد میں خوشی و مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ بغداد کو سجایا گیا، بازار سجائے گئے ہر طرح کی تزئین و آرائش کا انتظام کیا گیا اور مسلمانوں نے بے پناہ خوشیاں منائیں۔

اس سے پہلے مصر میں عباسیوں کا خطبہ ۳۵۹ھ میں پڑھا گیا تھا جب مطیع العباسی خلیفہ تھا۔ لیکن پھر معز فاطمی کے دور سے مصر پر فاطمیوں کا قبضہ ہو گیا معز فاطمی نے قاہرہ کو بنایا تھا اور اب ۲۰۸ سال بعد دوبارہ صلاح الدین نے مصر میں خلفاء بنو عباس کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ ابن الجوزی کہتے ہیں کہ میں نے اس بارے میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور اس کا نام "النصر علی مصر" رکھا ہے۔

عبیدیوں کے آخری خلیفہ "عاضد" کی موت[2]: لفظ "عاضد" کے معنی کاٹنے والا کہا جاتا ہے "لا یعضد شجرھا" یعنی اس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ اور اس کی وفات کے ساتھ ہی ان کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔
اس کا نام عبد اللہ اور کنیت ابو محمد تھی پورا نام ابو محمد عبد اللہ بن یوسف الحافظ ابن المستنصر بن الظاہر بن الحاکم بن العزیز بن المعز بن المنصور بن القائم بن ابی القاسم محمد بن المہدی ہے ابو القاسم بن المہدی جو ان کا پہلا حکمران تھا۔

ولادت: عاضد کی پیدائش ۵۴۶ھ میں ہوئی ۲۱ سال زندہ رہا۔ بد اخلاق تھا، خبیث اور متعصب شیعہ تھا۔ اگر اس کا بس چلتا تو اہل سنت میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑتا۔ اس بات پر اتفاق ہے کہ جب مصر میں سلطان صلاح الدین کی حکومت پختہ ہو گئی تو نئے عباسی خلیفہ نے سلطان

---

[1] النجوم الزاہرۃ المختصر ۳/۱۲، حسن المحاضرۃ ۱/۲۳۲، شذرات الذہب ۴/۲۲۰، العبر ۴/۲۰۳، الکامل فی التاریخ ۱۱/۳۹۶۔
المختصر ۳/۵۲۔

[2] تاریخ ابن خلدون ۴/۸۲، تاریخ ابن الوردی ۲/۱۸، خطط المقریزی ۱/۳۵۷، شذرات الذہب ۴/۲۰۲،
۲۲۲، الکامل ۱۱/۳۶۸، دول الاسلام، النجوم الزاہرۃ ۵/۳۳۴، وفیات الاعیان ۳/۱۰۹۔

نورالدین کو مصر میں اپنے نام کا خطبہ کھلوانے پر برانگیختہ کیا اور نورالدین نے یہ پیغام مصر میں سلطان صلاح الدین تک پہنچا دیا چنانچہ سلطان صلاح الدین نے مصر میں خلیفہ کے نام خطبہ پڑھنا شروع کروا دیا۔ مستنجد اس وقت شدید بیمار تھا کچھ دنوں بعد وفات پا گیا اس کے بعد اس کا بیٹا مستضی خلیفہ بنا پھر مصر میں صلاح الدین نے جو خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا وہ مستضی ہی کے لیے تھا۔

عاضد کی وفات ...... اہل مصر میں عاضد ان دنوں بیمار ہو چکا تھا، اس کی وفات یوم عاشورہ کے دن ہوئی، سلطان صلاح الدین اس کے جنازے میں حاضر ہوا اس کے محل خانہ سے اس کی تعزیت کی اور صرف شدید حزن و ملال کا اظہار کیا بلکہ رو دیا بھی کیونکہ صلاح الدین عاضد کا مطیع فرمانبردار تھا عاضد خود نہایت ہی اچھا انسان تھا حقیقتاً اللہ تعالیٰ اس سے صرف نظر فرمائیں۔

عاضد کی وفات کے بعد صلاح الدین اس کے محل پر اور تمام سامان و سامانوں پر قابض ہو گیا اور عاضد کے اہل خانہ کو محل سے منتقل کر کے ایک دوسرے گھر میں منتقل کر دیا جو محل یا کسی خلیفہ کے گھر سے علیحدہ تھا صلاح الدین نے ان کا سکون اور آسائش زندگی فراہم کی۔

چونکہ صلاح الدین نے عاضد کی وفات سے پہلے ہی عباسی خلیفہ کے نام خطبہ پڑھنا شروع کروا دیا تھا اس لیے وہ سوچ رہا تھا کہ اگر وہ چند دن ٹھہر جاتا تو کیا ہوتا؟ عاضد کی وفات کے بعد ہی عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ شروع کرتا لیکن بہرحال تقدیر میں جو لکھا ہو وہ ہی ہو کر رہتا ہے اس بارے میں عمادالکاتب نے جو اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں۔

عاضد سے پالنے کی وفات ہو گئی اب مصر میں کوئی بدعت کا دروازہ بھی کھولنے والا نہیں رہا۔
مصر کے فرعون کا زمانہ گزر گیا اور اب مصر میں یوسف کی حکومت قائم ہو گئی ہے۔
گمراہی کی چنگاری بجھ گئی اور شرک کے شعلے زمین میں دفن ہو گئی۔
صلاح الدین کی جماعت بحال ہو گئی اور عزت کا پرچم بلند کر دیا گیا ہے۔
جب اس نے عباسی خلفاء کی علامت کو ظاہر کیا تو باطل پاش پاش ہو گیا۔

تو جب یہ واقعہ پیش آیا تو [illegible] انتقام کی بات گزاری کہ کب ہم مشرکوں سے انتقام لے لیکن انہوں نے [illegible] کی اور [illegible] میں ان کو دیا۔

جب ظلم کے خواب سے چونکے تو باطل اور گمراہی میں جا گرے۔
مستضی کے ہاتھوں حق کی کڑی ہوئی عمارت دوبارہ کھڑی ہوئی۔
دین کی مسند دوبارہ قائم ہو گئی جو عرصوں سے مضطرب ہو گئی تھی۔
دین کا گھر خوشی سے جھوم اٹھا اور [illegible] خوشی سے گونج اٹھا۔
عباسیوں کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے اب ظاہر ہو گیا ہے کہ قدرت کی [illegible] سے چہرے [illegible]۔
دشمنوں کے دوروں کی اکثریت ختم ہو گئی اور [illegible] سرکشوں میں تقسیم ہو گئی۔
محل کے تمام ابواب کو [illegible] گیا کہ ان کے گھر کو آباد کرنے والے۔
خاموشی کے بعد اہل محل کی پریشانی کا یہ عالم تھا کہ گویا ان کی ناک کٹ گئی۔

اور مصر میں عباسی خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے علماء نے عباسی خلیفہ مستضی کے سامنے یہ اشعار پڑھے:

مبارک ہو آپ کا [illegible] جس میں آپ کی طرف [illegible] سے [illegible] آئی ہیں۔
تو نے مصر کا [illegible] کے ساتھ جس کے پیچھے شرک کی گرہیں تھی۔
اور [illegible] اللہ کے فضل سے حاصل آیا ہے اور وہ سب شہروں پر فخر کرتا ہے۔
اگر مصر یوسف کو ظاہر [illegible] پہلے اس کی [illegible] تھا۔

لہٰذا یہ عادت تخلیق اور صفت میں اسی کی طرح ہے اور زمین پر سب اللہ کے نائب ہیں۔

تو نے وہاں ہاشم کی اولاد سے عار کو دور کر دیا ہے جس نے تیری تلوار کے علاوہ دور ہونے سے انکار کر دیا تھا۔ ان اشعار کو ابوشامہ نے بھی روضتین میں نقل کیا ہے اور اس سے زیادہ طوالت کے ساتھ نقل کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ابوالفضائل حسین بن محمد بن برکات الوزیر نے یہ اشعار خلیفہ کے پاس اس کی موت کے وقت ایک خواب دیکھنے کے بعد کہے تھے اور ان اشعار میں یوسف ثانی سے اس کی مراد خلیفہ مستضئ ہے۔ اسی طرح ابن الجوزی نے بھی بیان کیا ہے کہ یہ اشعار مستنجد کی زندگی ہی میں کہے گئے تھے البتہ خطبہ اس کے بیٹے مستضئ کے لئے ہی ہوا ہے۔ اس کے بعد سے صلاح الدین کا زبان زد عام ہو گیا۔ خلیفہ نے نورالدین اور صلاح الدین کے پاس مبارکبادی اور شاباشی کے پیغام اور بندھے ہوئے سیاہ جھنڈے بھیجے جو شام اور مصر کی جامع مساجد پر لہرا دیے گئے۔

محلات سے حاصل شدہ سامان کی تفصیل …… ابن ابی طے نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ "جب صلاح الدین مصری رحمۃ اللہ علیہ حکومت کو اپنے ماتحت لینے، عباس کے لئے خطبہ پڑھنے اور عاضد کی تعزیت جیسے امور سے فارغ ہو گیا تو اس تمام سامان کی تفصیلات طلب کیں جو دونوں محلات سے حاصل ہوا تھا۔ ان میں بہت سی چیزیں تھیں، ساز و سامان آلات ملبوسات، بیش قیمت قالین اور غالیچے وغیرہ تھے۔ اس کے علاوہ سات سو نہایت قیمتی نادر و نایاب جواہرات ایک بالشت سے لمبا زمرد کا بلور اور زمرد کی بنی ہوئی انگوٹھے کے برابر مچھلی، یاقوتی سے ایک بہت بڑا بت جو نہایت قیمتی پتھر سے بنا ہوا تھا، ایک خاص قسم کا طبلہ جو قولنج کے درد کے علاج کے لئے تھا، یعنی اگر کوئی درد قولنج کا مریض جس کے پیٹ سے خارج ہوا نہ نکلتی ہو وہ اس کو بجاتا تو اس کی خارج ہوا فوراً دبر سے نکل جاتی اور ساری تکلیف دور ہو جاتی۔ اتفاق سے کرد امیر ان میں سے کسی نے اس طبلے کو ہاتھ میں لیا، چونکہ وہ اس کی حقیقت سے واقف نہ تھا لہٰذا اس نے اس کو بجایا، بجاتے ہی بہت زور سے اس کی ہوا خارج ہوئی اور اسی گھبراہٹ میں یہ طبلہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑا طبلہ گرتے ہی شرمندگی اور جھلاہٹ کی وجہ سے اس امیر نے اس طبلے کو توڑ دیا، اس طرح اس کا معاملہ ختم ہوا۔ رہا زمرد کا بلور (کرسٹل) تو صلاح الدین نے اس کو توڑ کر تین ٹکڑے کر دیئے اور اپنی بیویوں میں تقسیم کر دیا، اس کے علاوہ بھی بہت سے امراء میں بہت سی چیزیں تقسیم کیں۔ قیمتی پتھر بلخش کے ٹکڑے جو ترکی کے شہر بلخشان سے نکلتا ہے۔ اس کے علاوہ یاقوت سونا، چاندی، ساز و سامان وغیرہ وغیرہ۔ جو سامان اور چیزیں تقسیم کے بعد بچ رہیں وہ بیچنے کے لئے بازار میں رکھ چھوڑیں اور ان کی خریداری کے لئے بڑے تاجر سب جمع ہو گئے۔ یہ چیزیں اور ساز و سامان اتنی کثیر تعداد میں تھیں کہ دس سال تک فروخت ہوتی رہیں۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے ان چیزوں میں سے نہایت قیمتی تحائف بغداد کے عباسی خلیفہ اور سلطان نورالدین زنگی کے لئے بھی بھیجے لیکن اپنے لئے اس میں سے کچھ نہ رکھا بلکہ اپنے آس پاس اور گرد امراء اور سرداروں کو دے دیا۔

نورالدین کی خدمت میں ہدیہ …… نورالدین زنگی کو صلاح الدین نے جو چیزیں بھیجی تھیں ان میں بلخش نامی قیمتی پتھر کے تین ٹکڑے بھی تھے جن میں سے ایک کا وزن ۳۱ مثقال (مثقال ایک وزن ہے جو ہمارے آج کل کے حساب سے تقریباً پونے دو ماشہ کا ہوتا ہے) دوسرے کا ۱۹ مثقال اور تیسرے کا ۱۳ مثقال تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بہت سے قیمتی پتھر لعل وغیرہ تھے، ساٹھ ہزار دینار اس کے علاوہ ایسی خوشبوئیں اور عطریات تھے کہ جن کے بارے میں پہلے کسی نے سنا بھی نہ ہو، علاوہ ازیں ایک گدھی اور ایک بہت بڑا ہاتھی بھی۔ چنانچہ گدھی تو خلیفہ کے ساتھ بھیجے جانے والے تحائف کے ساتھ بھیج دی گئی۔

ابن ابی طے نے لکھا ہے کہ اس کے علاوہ کتابوں کا ایک ذخیرہ بھی تھا جس کی مثال تمام اسلامی ممالک میں کہیں نہ تھی، یہ ذخیرہ ۱۲۰۰۰۰ جلدوں پر مشتمل تھا۔ آگے لکھا ہے کہ "عجیب بات یہ ہے کہ اس ذخیرے میں ۱۲۲۰ (ایک ہزار سو بیس) نسخے صرف تاریخ طبری کے تھے" عماد الکاتب لکھتا ہے کہ "ذخیرے میں کتابوں کی تعداد ۱۲۰۰۰۰ جلدیں تھیں" جبکہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ "اس ذخیرے میں ایک لاکھ مجلد تھے۔ یہ ذخیرہ قاضی الفاضل کے حوالے کر دیا گیا، قاضی الفاضل نے اس ذخیرے میں سے اپنی پسند کی بہت سی کتب لیں۔

آگے لکھا ہے کہ صلاح الدین نے محل کے شمالی حصے کو امراء کے درمیان تقسیم کر دیا تھا چنانچہ وہ وہیں رہنے لگے، صلاح الدین نے اپنے والد

نجم الدین ایوب کو رہائش کے لئے منتخب ہو ایک بہت بڑا محل دیا، اس محل کو "لولو" کہا جاتا تھا اس میں ایک باغ تھا جسے "بستان الکافوری" کہتے تھے۔ اکثر امراء اور سرداروں کو وہ گھر دیے جن میں پہلے فاطمی رہتے تھے۔ لیکن صلاح الدین نے ترک سرداروں کو ان میں سے کوئی چیز نہ دی، چنانچہ یہ وہاں موجود لوگوں کے کپڑے اتار لیتے اور گھروں کو لوٹ لیتے یہاں تک کہ ان میں سے بہت سے لوگ ادھر ادھر بکھر گئے اور مختلف شہروں کی طرف چلے گئے۔

خلیفہ مہدی الفاطمی...... فاطمیوں نے کم و بیش دو سو اسی سال تک حکومت کی، اس کے بعد وہ گذرا ہوا کل ہو گئے جیسے کہ سورۂ ھود آیت ۹۵ میں ہے گویا کہ وہ کبھی اس میں رہے ہی نہیں "فاطمیوں کا پہلا خلیفہ مہدی تھا اس کا تعلق سلمیہ سے تھا اور یہ لوہار تھا، اس کا نام عبید تھا اور مذہباً یہودی تھا مغربی علاقوں میں داخل ہوا اور اپنا نام عبید اللہ رکھا اور یہ دعویٰ کیا کہ وہ نہایت اعلیٰ نسب فاطمی علوی ہے اور اپنے آپ کو مہدی کہلوانا شروع کیا، جیسے کہ کئی ایک علماء اور ائمہ نے چوتھی صدی ہجری کے بعد بیان کیا ہے اور ہم بھی اس کو وضاحت سے بیان کر چکے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ اس جھوٹے نے جو جھوٹ بولا تھا، وہ چل نکلا اور مختلف علاقوں میں پھیل گیا جاہلوں کی ایک جماعت نے اس کو وزیر بنالیا اور پھر اس کو حکومت سلطنت حاصل ہو گئی یہاں تک کہ انہوں نے ایک شہر آباد کیا اور اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس شہر کا نام "مہدیہ" رکھا، پورا ملک اس کا فرمانبردار ہو گیا تو اس نے رافضیت کا اظہار کیا اور کفریہ عقائد پھیلانے شروع کر دیے۔

فاطمی خلفاء...... اس کے بعد اس کا بیٹا القائم محمد اس کا خلیفہ بنا، پھر اس کا بیٹا المنصور اسماعیل پھر اس کا بیٹا المعز معد، عبیدیوں فاطمیوں کا یہی وہ پہلا خلیفہ ہے جو مصری علاقوں میں داخل ہوا اور اس کے لئے قاہرۂ معزیہ اور دو محل تعمیر کئے گئے، پھر اس کا بیٹا العزیز نزار، پھر اس کا بیٹا الحاکم منصور پھر اس کا بیٹا الظاہر علی، پھر اس کا بیٹا المستنصر معد پھر اس کا بیٹا المستعلی احمد پھر اس کا بیٹا الآمر منصور، پھر اس کا چچازاد الحافظ عبدالمجید، پھر اس کا بیٹا الظافر اسماعیل پھر الفائز عیسیٰ، اور پھر سب سے آخر میں اس کا چچازاد العاضد عبداللہ، یہ کل ۱۴ خلفاء ہوئے اور ان کی مدت حکومت دو سو اسی سے چند سال زیادہ ہے، اسی طرح بنو امیہ کے خلفاء کی تعداد بھی ۱۴ ہی ہے لیکن ان کی مدت خلافت ۹۰ سال سے کچھ ہی زائد ہے۔

خلفاء بنو امیہ اور ملوک فاطمیہ کے نام اسی ترتیب اور طریقے سے نظم کئے گئے ہیں جس طرح خلفاء بنو عباس کی خلافت ختم ہونے پر ان کے ناموں کو نظم کیا گیا تھا، یہ کام ۶۵۶ھ میں ہوا جیسا کہ آگے آئے گا۔

فتنوں کا عمومی پھیلاؤ...... تمام خلفاء میں فاطمیہ سب سے زیادہ مالدار اور دوسروں سے بے نیاز تھے یہ لوگ ظالم بھی بہت ہوا کرتے تھے بلکہ نہ صرف ظالم و جابر بلکہ نہایت بد اخلاق اور گندی عادات و اطوار کے مالک ہوا کرتے تھے، ان کی حکومت میں بہت سی بدعات اور منکرات پھیلیں فتنہ باز اور فسادی لوگ بہت ہو گئے، ان حکمرانوں کے پاس علماء اور نیک لوگوں کی بہت قلت تھی، ان کے زمانے میں شام میں عیسائیوں، درزیوں اور حشیشیوں (اسماعیلیوں) کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی تھی اور فرنگی بھی شام کے ساحلوں پر مکمل طور پر قابض ہو چکے تھے یہاں تک کہ قدس، نابلس، عجلون، غزہ کے علاقے، عسقلان کرک الشوبک، طبریہ، بانیاس، صور، عکا، صیدا، بیروت، صفد، طرابلس انطاکیہ اور اردگرد کے جتنے علاقے تھے ایاس اور سیس تک سب پر فرنگی قابض ہو گئے تھے، اس کے علاوہ آمد، الرھا، راس العین اور دیگر مختلف علاقوں پر بھی قابض ہو گئے تھے اور مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کو قتل کر دیا تھا کہ جس کی صحیح گنتی اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کو معلوم نہ ہو گی، اسی طرح وہ عورتیں اور بچے بھی لاتعداد ہیں جنہیں گرفتار کیا گیا، یہ تمام وہ علاقے تھے جنہیں صحابہ کرامؓ نے فتح کیا تھا اور اب یہ علاقے دارالاسلام بن چکے تھے، اس کے علاوہ ان کو مسلمانوں سے بے شمار مال غنیمت بھی ملا قریب تھا کہ یہ لوگ دمشق پر بھی قابض ہو جاتے لیکن اللہ تعالیٰ نے دمشق کو ان کے فتنوں سے محفوظ رکھا، اور جب ان کے دن گزر گئے اور ان کی حکومت ختم ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ تمام علاقے دوبارہ مسلمانوں کے حوالے کر دیے۔ چنانچہ اس بارے میں مشہور زمانہ شاعر حسان بن نمیر بن عجل الکلبی عرقلہ نے کچھ اشعار کہے ہیں، یہ شاعر دمشق کا رہنے والا تھا، اس نے سلطان صلاح الدین کی تعریف میں قصیدہ لکھا تھا اس پر شرمندہ ہوا تھا۔

ان حالات کے بارے میں اس نے جو اشعار کہے ہیں وہ یہ ہیں۔

مشرقی علاقے تو مانک حضرت علی کی اولاد کے بعد صلاح الدین شیرکوہ بن شاذی کی اولاد کے قبضے میں آ گئے ہیں
تو اب مشرق مغرب سے حسد کرے گا کیونکہ یہ اسی کی وجہ سے ہے جس نے مصر کو بغداد سے زیادہ بارونق بنا دیا ہے۔
انہوں نے عزم ہمت اور حزم و احتیاط سے ان پر قبضہ کیا ہے اور کوئی کمی نہیں چھوڑی ان کے عہد میں رہنا کیا ہے
ملک فرعون اور عزیز مصر کی طرح تھیں اور دمشق استاد خطیب جیسے ہیں،

ابن الساعی کا بیان ہے کہ یہاں استاد سے مراد خواجہ الاشبہی ہے

اور کہا گیا ہے کہ ان کی مراد اپنے گمان کے مطابق یہی فاطمی خلفاء ہیں حالانکہ وہ فاطمی نہیں بلکہ ان کی نسبت تو عبیدی کی طرف ہے اس کا نام سعید تھا اور وہ سلمیہ سے تعلق رکھتا تھا۔ یعنی اصلاً یہودی لوہار تھا۔ اس کے بعد اس نے بھی وہی لکھا ہے جو ابھی ہم نے کچھ ہی دیر پہلے لکھا ہے اور اسی طرح اس (ابوشامہ) نے بھی ان کے نسب میں طعن کیا ہے

اس کے بعد اپنی کتاب الروضتین میں اس جگہ بہت سی چیزیں نقل کی ہیں۔ یعنی وہ بری عادات جو ان میں تھیں، اور وہ کفریات جو یہ لوگ کیا کرتے تھے اور ان کے تذکرے میں بہت سی اہم چیزیں ذکر کی گئی ہیں۔

آگے لکھا ہے کہ میں نے اس موضوع پر ایک الگ کتاب لکھی ہے جس کا نام میں نے کشف ما کان علیہ بنو عبید من الکفر والکذب والمکر والکید" یعنی ان کفریات، جھوٹوں، دھوکے بازیوں اور مکاریوں کی اطلاع جو بنو عبید کرتے تھے۔ اسی طرح اور بہت سے علماء نے ان کے رد میں کتابیں لکھی ہیں ان میں سے ایک کتاب قاضی ابوبکر الباقلانی نے لکھی انہوں نے اپنی کتاب کا نام الاسرار وهتک الاستار رکھا۔ بعض شعراء نے صلاح الدین یوسف بن ایوب ایوبی کے گھرانے کی کیا ہی خوب تعریف کی ہے۔

تم نے مصر سے بنو عبید کی کفر حکومت کا خاتمہ کر دیا اور یہ تمہاری خوبی کی علامت اور فضیلت کی بات ہے
وہ تو یہودی، مجوسی اور شیعہ تھے ان کے حسب نسب کا نبیوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔
وہ کفر چھپا کر شیعیت کا اظہار کرتے تھے تاکہ جہالت و کفر کو چھپا لیں اور جہالت ان میں عام تھی۔

صلاح الدین اور نور الدین کی ناراضگی: ... اس سال صلاح الدین نے اہل مصر کے تمام ٹیکس و چنگیاں معاف کر دیں اور ۳ صفر بروز جمعہ نماز جمعہ کے بعد مصری حکومت کا آئین تمام لوگوں کو پڑھ کر سنا دیا گیا۔ اسی سال صلاح الدین اور سلطان نور الدین کے درمیان شکر رنجی پیدا ہوئی اور یہ اس وجہ سے تھی کہ نور الدین نے اسی سال شام کے ساحلی علاقوں کی طرف سے فرنگیوں کے خلاف جہاد کیا تھا جس کی وجہ سے فرنگیوں کو جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اس کے بعد سلطان نور الدین نے کرک کے محاصرہ کا ارادہ کیا اور صلاح الدین کو خط لکھا کہ تم مصری فوج لے کر کرک میں مجھ سے ملو تاکہ ہم مل کر فرنگیوں کے خلاف جنگ کی جائے اور اس سے حاصل ہونے والے فائدوں سے مسلمانوں کو مزید فائدہ پہنچ سکے۔ لیکن صلاح الدین اس مہم کا انکاری ہو گیا کہ کہیں یہ کوئی چال نہ ہو جس کا مقصد مصر میں صلاح الدین کے تسلط کو ختم کرنا ہو۔ لیکن چونکہ مصری لشکر کا ایک بڑا حصہ روانہ ہونے کی تیاری کر چکا تھا لہٰذا بادل نخواستہ صلاح الدین ان کے ساتھ روانہ ہوا لیکن افرادی قوت کی کمی کا بہانہ بنا کر راستے سے ہی واپس آ گیا۔ ساتھ یہ خدشہ بھی تھا کہ کہیں مصر سے اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے حالات اس کے ہاتھ سے نکل نہ جائیں۔ چنانچہ صلاح الدین نے نور الدین کے پاس نمائندے بھیج کر معذرت کر لی۔

نور الدین کی مصر روانگی: ... اس معذرت کی وجہ سے سلطان نور الدین کے دل میں صلاح الدین کی طرف سے ناگواری کے تاثرات پیدا ہو گئے اور وہ غضبناک ہو گیا، چنانچہ اس نے ارادہ کر لیا کہ اب مصر کی طرف روانہ ہو گا اور وہاں سے صلاح الدین کی حکومت ختم کر کے اس کی جگہ کسی اور کو وہاں کا حکمران مقرر کرے گا۔

صلاح الدین کی پریشانی ...... جب صلاح الدین کو نور الدین کے اس عزم و ارادے کا علم ہوا تو صلاح الدین پریشان ہو گئے اور اس معاملے میں امراء اور سرداروں سے مشورہ کیا، صلاح الدین کا بھتیجا تقی الدین عمر آگے بڑھا اور کہنے لگا کہ "خدا کی قسم! اگر نور الدین نے ہم سے جنگ کا ارادہ کیا تو ہم بھی اس کے ساتھ جنگ کریں گے" یہ بات سنتے ہی صلاح الدین کے باپ امیر نجم الدین ایوب نے اس کو ڈانٹا اور برا بھلا کہہ کر خاموش کرا دیا اور اپنے بیٹے سلطان صلاح الدین سے کہا کہ "میری بات غور سے سنو! تم سے ہمدردی رکھنے والوں میں یہاں مجھ سے اور تیرے اس ماموں شہاب الدین الحارمی سے زیادہ اور کوئی مہربان نہ ہوگا اگر ہم نے نور الدین کو دیکھا کہ وہ ہماری طرف بڑھ رہا ہے تو ہم آگے بڑھ کر اس کے سامنے زمین کو چومیں گے اور صرف ہم نہیں بلکہ باقی تمام امراء اور لشکر بھی اور اگر اس نے بذریعہ خط مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں اونٹ بانوں کے ساتھ بھیج دوں تو میں یہ بھی کر گزروں گا" پھر اس نے سب لوگوں کو وہاں سے چلے جانے کا مشورہ دیا۔

صلاح الدین کو باپ کی نصیحت ...... جب صلاح الدین اور ان کا باپ اکیلے رہ گئے تو اس نے صلاح الدین سے کہا کیا تیرے پاس عقل نام کی بھی کوئی چیز ہے؟ بھلا اس طرح کی باتیں کوئی امراء اور سرداروں کے سامنے بھی کرتا ہے؟ اور پھر تقی الدین عمر (صلاح الدین کا بھتیجا) اس طرح کی باتیں کرے اور تو اسے ڈانٹے بھی نہیں، دیکھ! اس وقت نور الدین کا اہم ترین مقصد تو تیرا اقتدار سے علیحدہ کرنا اور حکومت کا تبادلہ کرنا ہے کیونکہ اگر لشکر نے دوسری طرف سے نور الدین کو آتے دیکھ لیا تو کوئی بھی تیرا ساتھ نہ دے گا، سب تجھے چھوڑ کر سلطان نور الدین کے پاس چلے جائیں گے، بچنے کا صرف یہی ایک راستہ ہے کہ تو نرمی اختیار کر، اس کے سامنے تواضع اور انکساری سے کام لے، اس کے پاس یہ پیغام بھیج کہ اگر نمائندہ بھیج دیں تو سلطان کو بھلا خود آنے کی کیا ضرورت ہے؟ سلطان اپنے کسی نمائندے کو بھیج دے میں سلطان کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔

نور الدین کی رضامندی ...... چنانچہ صلاح الدین نے ایسا ہی کیا، جب نور الدین کو صلاح الدین کی ندامت اور تواضع کا علم ہوا تو اس کا دل ٹھنڈا ہو گیا اور اس نے مصر اور صلاح الدین کا ارادہ ترک کر دیا اور واپس چلا گیا، اور ہوتا وہی ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

ڈاک کا نیا انتظام ...... اسی سال نور الدین نے پیغام رساں کبوتروں کا انتظام شروع کیا کیونکہ اس کی مملکت اور حکومت خوب وسعت اختیار کر چکی تھی، نور الدین کی حکومت نوبہ سے لے کر ہمدان تک پھیل چکی تھی، بیچ میں فرنگیوں کے علاوہ اور کوئی نہ تھا اور وہ سب کے سب اس کے رعب و دبدبے اور جنگ بندی سے دبے ہوئے تھے، چنانچہ اسی لیے اس نے ہر قلعے میں پیغام رساں کبوتر رکھے تاکہ ضروری پیغامات جلد از جلد دور دراز تک پہنچائے جا سکیں، قاضی الفاضل نے کیا ہی خوب کہا ہے کہ کبوتر بادشاہوں کے فرشتے ہوتے ہیں، علامہ کاتب نے اس کو تفصیل کے ساتھ خوب مزے لے لے کر نہایت عجیب و غریب انداز میں بیان کیا ہے۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

عبداللہ بن احمد[1] ...... ابن احمد بن احمد ابو محمد بن الخشاب، قرآن و حدیث کی تعلیم حاصل کی، نحو میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ ان علوم

---

[1] انباہ الرواۃ ۲/ ۹۹-۱۰۳، بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۲۹-۳۰، تلخیص ابن مکتوم ۹۸-۹۹، تاریخ بروکلمان ذیل ۱/ ۴۹۴، تکملۃ المختصر ۲/ ۱۰۴، خریدۃ القصر ۱/ ۹۷، ذیل طبقات الحنابلۃ ۱/ ۳۱۶-۳۲۳، شذرات الذہب ۴/ ۲۲۰-۲۲۲، طبقات ابن قاضی شہبۃ ۲/ ۳۰، العبر ۴/ ۱۹۶-۱۹۷، العلاقۃ والمستطرکوی ۶۷-۶۸، الکامل ۱۱/ ۳۷۵-۳۷۶، کشف الظنون ۱۰۸-۲۰۲، المنتظم ۱۰/ ۲۳۸-۲۳۹، معجم الادباء ۱۲/ ۴۷-۵۳، مرآۃ الزمان ۸/ ۲۸۱، المختصر فی اخبار البشر ۳/ ۵۲، المستفاد من ذیل تاریخ بغداد ۱۳۲-۱۳۴، مسالک الابصار ج ۴ م ۲/ ۱۱۲-۱۱۶، معجم المطبوعات ۱/ ۸۲، مرآۃ الجنان ۳/ ۳۸۱-۳۸۲، النجوم الزاہرۃ ۵/ ۳۷۹، ہدیۃ العارفین ۱/ ۴۵۱، کتاب قزلبان ۲/ ۱۰۳-۱۰۴۔

میں اپنے زمانے کے سردار گنے جاتے تھے، انہوں نے مہذب اور مقامات حریری کی مثل کی شرح بھی لکھی تھی، یہ بہت نیک اور صالح انسان تھے اور لوگ خوابوں میں ان سے برکت حاصل کیا کرتے تھے۔ اس سال شعبان میں وفات پائی، اور ان کے قریب دفن ہوئے۔ کسی نے ان کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا اور جنت میں داخل کر دیا البتہ یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ ایک جماعت سے منہ پھیر لیا ہو جو یہ کہا کرتے تھے، ابن خلکان کا بیان ہے کہ آپ لغت پڑھنے میں تکلف نہیں کرتے تھے اور کسی کے آنے جانے سے کوئی پرواہ کیا کرتے تھے۔

محمد بن محمد بن محمد[1] : میری کی ... ابن خلکان نے اس طرح بیان کیا ہے کہ پہلے محمد دادا محمود ... ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نسبت کس طرف ہے، سمعانی نے بھی اس کا تذکرہ نہیں کیا، میرا غالب گمان یہ ہے کہ طوس کا کوئی نواحی علاقہ ہے۔ ابن العماد نے اس کو ... کے ساتھ نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ نسبت بردیا جد کی طرف ہے اور ... سمعانی نے انساب ۳/۷۴ میں بردی کے تحت ذکر کیا ہے لیکن صاحب ترجمہ کا ذکر نہیں کیا اور میں نے یہ نسبت تاریخ الاسلام سے بردی اور الجواہر سے بردی نقل کی ہے

ابو المظفر الدیباجی ... محمد بن یحییٰ سے علم فقہ کی تعلیم حاصل کی، مناظرے کئے اور بغداد میں وعظ کہے، فقیہ تھے کلام کے لحاظ سے اشعری تھے اور فروع کے لحاظ سے حنفی، اس سال رمضان میں آپ کا انتقال ہوا۔

یاسر بن ابجوانی الصوفی : علم حدیث حاصل کرنے کے لئے ننگے پاؤں سفر کیا کرتے تھے، بغداد میں وفات ہوئی۔
ابو شامہ کا بیان بھی یہی ہے کہ ان کی وفات اسی سال ہوئی۔

نصر اللہ بن عبد اللہ ابو الفتوح : اسکندری المعروف بابن قلاقس الشاعر مجید ہیں ۳۵ سال کی عمر میں انتقال ہوا اور شیخ ابو بکر یحییٰ بن سعدون القرطبی مقری الاندلسی نے ... فرمایا اور اسی سال صلاح الدین کے بیٹے العزیز اور الظاہر پیدا ہوئے اور المعظم ... تقی الدین عمر کی۔

۵۶۸ھ کے واقعات

اس سال نور الدین نے الموفق خالد بن القیسرانی کو وزیر بنا کر صلاح الدین کے پاس بھیجا تاکہ مصری علاقوں کا حساب لے سکے کیونکہ سلطان نور الدین دونوں ... بہت ... کے تھے جو مصر سے سلطان صلاح الدین نے ... کے خزانے سے بھیجے تھے اور اب وہ چاہتا تھا کہ مصری خزانوں پر باقاعدہ (ٹیکس) مقرر کیا جائے۔

کرک کا محاصرہ : اسی سال صلاح الدین نے کرک اور شوبک کا محاصرہ کر لیا اور ان علاقوں کے ... پر ... تنگ کر دیا اور ان علاقوں کے آس پاس سے بہت سے مکانات تباہ کر دیے لیکن ان کو فتح نہ کر سکا۔

فرنگیوں کا فرار اور قتل : اس سال فرنگیوں نے زراعت تباہ کرنے کے لئے شام میں ... اور ... جب پہنچے لیکن اتنے میں سلطان نور الدین آ پہنچے، یہ ... کہ تمام فرنگی بھاگ گئے ... اور فوراً پیچھے ... وہاں سے بھاگتے ہوئے ... اور وہاں سے خوفزدہ ہو کر پیچھے ہٹے، سلطان

---

[1] ... شذرات الذہب ۴/۲۳۳ ... طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ... طبقات المفسرین ... الکامل ... المنتظم ... مرآۃ الزمان ... المختصر ... مرآۃ الجنان ... الوافی بالوفیات ...

نورالدین نے فرنگیوں کو سبق سکھانے کے لئے ایک بریگیڈ مصر کی طرف روانہ کی، چنانچہ اس بریگیڈ نے فرنگیوں کو جا پکڑا، بہت سوں کو قتل کیا، بہت سوں کو گرفتار کیا، بہت سا مال غنیمت لے کر کامیاب ہوئے۔ [illegible] آئے جنہوں نے فرنگیوں پر [illegible] کا سامان [illegible] جا بجا ہوا۔

نوبہ کی فتح اس سال سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی شمس الدولہ توران شاہ کو نوبہ کے علاقوں کی طرف بھیجا، چنانچہ اس نے نوبہ فتح کر لیا اور اس کے قلعے پر قبضہ ہو گیا اس قلعے کا نام ابریم تھا، جب اس نے دیکھا کہ اس شہر میں کوئی فائدہ نہیں ہے تو اس پر کوئی ٹیکس وغیرہ نہ لگایا اور [illegible] میں ۔۔۔ ابراہیم کردی ایک شخص کو یہاں کا گورنر بنایا اور کردوں کا ایک گروپ اس کے ساتھ کر دیا، چنانچہ یہاں ان کا مال زیادہ ہو گیا اور وہ مالدار ہو گئے، اور کرد کے علاقوں پر حملے کر کے بہت سا مال غنیمت حاصل کر لیا۔

نجم الدین کی وفات ... اس سال سلطان صلاح الدین کے والد امیر نجم الدین ایوب بن شادی کا انتقال ہوا اور ان کا انتقال گھوڑے سے گرنے کی وجہ سے ہوا ان کے حالات مختصر عنقریب بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اسی سال سلطان نورالدین محمود زنگی سلطان عزالدین قلیج ارسلان بن مسعود بن قلیج ارسلان بن سلیمان بن قتلمش بن سلجوق کے علاقوں کی طرف روانہ ہوا اس کی حکومت میں بگاڑ پیدا ہو رہا تھا اس کو دور کر دیا، پھر آگے بڑھا اور مرعش اور بہسنا کو فتح کیا اور ان کو اپنے شہروں کے ساتھ ملحق کر لیا۔

قطب الدین نیشاپوری سے ملاقات ... علامہ ابو شامہ کہتے ہیں کہ اسی سال سلطان نورالدین کی ملاقات اپنے وقت کے سب سے بڑے فقیہ اور عالم الامام الکبیر قطب الدین نیشاپوری سے ہوئی، ان کو حلب میں باب العراق والی مدرسہ میں ٹھہرایا اور پھر ان کو لے کر دمشق آ گئے، چنانچہ دمشق آ کر یہ مدرسہ جامع شیخ نصر المقدسی کے نام سے معروف تھی اس میں اتر گئے پھر اس کے بعد مدرسہ جاروقیہ میں درس دینا شروع کیا، پھر نورالدین نے شوافع کے لئے ایک بڑا مدرسہ تعمیر کروانا شروع کیا لیکن اس سے پہلے ہی اس کا آخری وقت آ پہنچا۔

ابو شامہ کا بیان ہے کہ یہ مدرسہ العادلیہ تھا جسے نورالدین کے بعد ملک عادل ابوبکر بن ایوب نے تعمیر کروایا۔

شہاب الدین کی بغداد سے واپسی ... اسی سال شہاب الدین بن ابی عصرون بغداد سے واپس آیا، یہ مصری علاقوں میں عباسی خلفاء کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی خوشخبری لے کر گیا تھا، اس کے بعد وہ [illegible] اور مرتبین کے ساتھ نورالدین کے [illegible] لئے جانے کی سند بھی تھی، کیونکہ یہ علاقے اس سے پہلے نورالدین کے والد عمادالدین زنگی کے ماتحت تھے، چنانچہ نورالدین نے ارادہ کیا کہ جلد [illegible] ایک مدرسہ [illegible] بنائے [illegible] لیکن تقدیر [illegible] نورالدین کو یہ موقع نہ دیا۔

متفرق واقعات ... اسی سال خوارزم کے ایک شہر میں سلطان شاہ اور اس کے دشمنوں کے درمیان بہت سی جنگیں ہوئیں، ابن الاثیر نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔

اسی سال دمشق کے حاکم شمس الدین بن المقدم نے رومی لشکر کو شکست دی اور ان سے بے شمار مال غنیمت حاصل کیا اور نورالدین کے پاس بھی بہت سا مال بھیجا اور تیس بڑے بڑے سردار بھی نورالدین کے پاس بھیج دیئے جنہیں نورالدین نے خلیفہ مستضیء کی خدمت میں بغداد بھجوا دیا۔

اسی سال سلطان صلاح الدین نے ایک گروپ کو تقی الدین عمر بن شاہنشاہ کے غلام قراقوش التقوی کے ساتھ افریقی علاقوں کی طرف بھیجا چنانچہ انہوں نے بہت سے علاقے فتح کر لئے ان میں سے طرابلس مغرب اور بعض دوسرے علاقے بھی تھے۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

[illegible] الازدی [illegible] ... آپ [illegible] کا حکمران [illegible] کا والد [illegible] سلطان محمود کا وزیر تھا لیکن [illegible] کی شان و شوکت بہت تھی

کی اور قزوین، ہمدان، جبل وغیرہ علاقوں پر اس کی حکومت قائم ہو گئی، یہ شخص نیک، عادل، انصاف پسند، بہادر اور رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا تھا، ہمدان میں اس کی وفات ہوئی۔

امیر نجم الدین ابوالشکر ایوب بن شادی: ...... ابن مروان بعض لوگوں نے مروان کے بعد بنی یعقوب کا اضافہ کیا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک شادی سے پہلے ان کا نسب معلوم نہیں، بعض لوگوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ان کا نسب سلطان مروان بن محمد سے ملتا ہے جو بنو امیہ کا آخری خلیفہ تھا مگر یہ بات صحیح نہیں ہے جس نے یہ دعویٰ کیا ہے وہ المعز اسماعیل بن طغتکین بن ایوب بن شادی ہے اور طغتکین سیف الاسلام کے نام سے مشہور تھا یہ جب باپ کے بعد یمن کا بھی حکمران بن گیا تو اپنے آپ کو بہت بڑا سمجھنے لگا اور خلافت کا دعویٰ کر دیا اور اپنا الہادی بنصر اللہ کا لقب اختیار کر لیا۔ اور اسی نام سے پکارا جانے لگا، جیسے کسی نے کہا ہے کہ:

میں ہی خلیفہ ہادی ہوں جسے آگے بڑھتے ہوئے طاقتور گردنوں کو کچل کر اپنے گھوڑوں سے نوازا گیا ہے۔
میرے لیے گروہوں کو لپیٹ دینا ضروری ہے تاکہ آسمان کو چادر پر ستاروں کی طرح پھیلا دوں۔
اپنے جھنڈے بغداد کی چوٹیوں پر گاڑ دوں اور پھر ان کی عزت کو تازہ کروں۔
تمام منبروں پر میرا ہی خطبہ ہو اور ہر اونچی نیچی جگہ پر اسی کا حکم نافذ کر دوں۔

حالانکہ اس نے جو دعویٰ کیا تھا وہ صحیح نہ تھا، اور نہ ہی اس کی کوئی ایسی اصل ہے جس پر اعتماد کیا جائے اور حقیقت کوئی اور قابل اعتماد بات ہے۔ مختصر یہ ہے کہ نجم الدین ایوب اپنے بھائی اسد الدین شیرکوہ سے عمر میں بڑا تھا، موصل میں اس کی ولادت ہوئی، امیر نجم الدین بہت بہادر تھا، محمد بن ملکشاہ کی خدمت کی، جب محمد بن ملکشاہ نے اس میں عقل اور امانت دیکھی تو اس کو تکریت کا گورنر بنا دیا چنانچہ نجم الدین نے یہاں اچھے طریقہ سے حکومت کی اور خود بھی بہت شریف انسان تھا۔

عماد الدین کے پاس: ...... پھر سلطان مسعود نے بہاء الدین بہروز کو شحنہ عراق بنا دیا۔ تو اس نے تکریت بھی اس کو دے دیا۔ نجم الدین وہیں رہنے لگا اسی دوران سلطان عماد الدین زنگی قراجا ساقی سے شکست کھا کر بھاگا تو نجم الدین بن ایوب نے اس کو پناہ دی اور بہت اچھی خدمت کی اور مرہم پٹی کی، سلطان عماد الدین کچھ دن ان کے پاس ٹھہرا پھر اپنے علاقے موصل کی طرف چلا گیا۔ اتفاق سے نجم الدین ایوب نے ایک عیسائی کا تعاقب کر کے اس کو قتل کر دیا، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کو نجم الدین کے بھائی اسد الدین شیرکوہ نے قتل کیا تھا حالانکہ یہ ابن خلکان کی تحقیق کے خلاف ہے ابن خلکان لکھتے ہیں کہ خدمت گاروں میں سے ایک لڑکی ان کے پاس روتی ہوئی آئی اور بتایا کہ قلعہ کے دروازے پر موجود اصطبل دار اس کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے، چنانچہ اسد الدین شیرکوہ روانہ ہوا اور ایک چھوٹے نیزے سے اس کو قتل کر دیا۔

اسد الدین کی گرفتاری: ...... قتل کے بعد اس کو اس کے بھائی نجم الدین ایوب نے گرفتار کر لیا اور بہاء الدین بہروز کو صورت حال سے آگاہ کر دیا۔ اس نے جواب دیا کہ تمہارے باپ نے میری بہت خدمت کی اور تم نے بھی۔ نیز اس کا اس کے بیٹے نجم الدین سے پہلے سے تعلق بھی ہے، چنانچہ میں تمہارے ساتھ برا سلوک کرنا پسند نہیں کرتا لیکن یہ کہ اس قلعے سے تم دونوں نکل جاؤ۔ چنانچہ بہاء الدین بہروز نے ان دونوں بھائیوں کو اس قلعے سے نکال دیا۔

صلاح الدین کی ولادت: ...... جس رات یہ دونوں بھائی تکریت سے نکلے اسی رات سلطان صلاح الدین یوسف کی ولادت ہوئی، اس کی ولادت پر باپ نے اس کا شہر اور وطن چھوٹ جانے پر بدشگونی سمجھا اور تو بعض لوگوں نے اس سے کہا کہ اس بچے کی وجہ سے تم پر حکومت کے اثرات آ گئے ہیں اور ہم دیکھ رہے ہیں لہٰذا اس بات سے متاثر نہ ہو کیونکہ یہی بچہ ایک دن بہت بڑا سلطان اور بادشاہ بنے گا اور اس کا بہت شہرہ ہوگا، چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بہر حال یہ دونوں بھائی سلطان عماد الدین زنگی کی خدمت میں جا پہنچے جو سلطان نور الدین زنگی کا باپ تھا عماد الدین کے بعد یہ دونوں نور الدین کے لشکر میں گئے پھر نور الدین نے نجم الدین کو بعلبک میں اپنا نائب بنایا اور اسد الدین ان کے بڑے امراء میں سے ہو گیا۔

نجم الدین کی وفات...... نجم الدین کافی عرصہ بعلبک میں رہا اور اس کی زیادہ تر اولاد وہیں پیدا ہوئی اس کے بعد سے لے کر مصر آنے تک کے تمام حالات وہی ہیں جو ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

بہر حال مصر میں ماہ ذی الحجہ ۵۶۸ھ میں نجم الدین ایوب اپنے گھوڑے سے گرا اور آٹھ دن بعد ۲۷ ذی الحجہ ۵۶۸ھ میں وفات پائی اس وقت سلطان صلاح الدین کرک کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور باپ کے پاس موجود نہ تھا چنانچہ جب اس کو باپ کی موت کی اطلاع ملی تو نہایت غمزدہ ہوا اور یہ شعر پڑھا:

میری عدم موجودگی میں موت کے پنجے نے اس (میرے باپ) کو اچک لیا مجھے اتنا موقع تو دیا ہوتا کہ میں بھی پہنچ جاتا مگر میں وہاں ہوتا بھی تو کیا کر لیتا۔

کردار و حالات...... نجم الدین کثرت سے نماز پڑھتا تھا صدقے دینے والا تھا، بہت شریف النفس، سخی اور قابل تعریف شخصیت کا مالک تھا۔ ابن خلکان کے مطابق مصر میں اس کی ایک خانقاہ بھی تھی اور اس کے علاوہ قاہرہ کے باب النصر کے باہر ایک مسجد اور بہت سے غلام بھی تھے جنہیں اس نے مسجد کی خدمت کے لئے ۵۶۶ھ میں وقف کر دیا تھا۔

میں (علامہ ابن کثیر) کہتا ہوں کہ ان کی دمشق میں بھی ایک خانقاہ تھی جس کا نام نجمیہ تھا۔ سلطان صلاح الدین جب کرک کی طرف روانہ ہوا تو مصر میں والد نجم الدین کو اپنا نائب بنا گیا تھا اس کے علاوہ خزانے کا نگران بھی نجم الدین ایوب ہی تھا کیونکہ بہت امانت دار، نیک اور شریف تھا۔ علاوہ ازیں بہت سے شعراء نے اس کی مدح کی ہے۔ اس کی میراث میں بہت سی چیزیں پائی گئیں۔ شیخ ابو شامہ نے روضتین میں تمام چیزوں کی تفصیل بیان کی ہے۔

تدفین...... وفات کے بعد نجم الدین کی تدفین اپنے بھائی اسد الدین کے پہلو میں دارالامارۃ میں ہوئی پھر دونوں کو ۵۸۰ھ میں مدینہ منورہ کی طرف منتقل کر دیا گیا اور وہاں ان کی تدفین جمال الدین الموصلی کے مقبرے میں ہوئی ان کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ جمال الدین نے اسد الدین شیرکوہ کے ساتھ بھائی چارے کا رشتہ قائم کیا تھا۔ یہ جمال الدین وہی شخص ہیں کہ ان کی قبر جناب رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک سے تقریباً دس ہاتھ کے فاصلے پر ہے۔ ابو شامہ کا بیان ہے کہ اسی سال ملک المفضل اور یمن کا بادشاہ بھی فوت ہوا۔

الحسن بن صافی بن بزدن الترکی...... بغداد کے ان بڑے سرداروں میں سے تھا جن کا زور حکومت پر بھی چلتا تھا لیکن یہ رافضی خبیث تھا، رافضیوں کے لئے بہت متعصب تھا اور لوگ اس کے شر و فساد کی وجہ سے بہت تنگ ہوا کرتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس سال ذی الحجہ میں مسلمانوں کو اس سے آرام پہنچایا یعنی یہ مر گیا۔ پہلے اس کی تدفین اس کے گھر پر ہوئی پھر قریش کے قبرستان میں منتقل کر دیا گیا۔ بہر حال تمام تعریفیں اور احسانات اللہ ہی کے لئے ہیں۔ اس کی موت پر اہل السنت والجماعت بہت خوش ہوئے اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا، کوئی ایک بھی ایسا نہیں ملتا تھا جو اللہ کا شکر ادا نہ کرتا ہو البتہ شیعہ غضبناک ہو گئے اور اسی وجہ سے شیعوں اور سنیوں میں فتنہ کھڑا ہوا۔

ابن الساعی نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ یہ شخص نوعمری میں بہت خوبصورت نوجوان تھا جس سے سب لوگ محبت کرتے تھے خود بادشاہوں کا منظور نظر تھا۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جب وہ مرے شیخ ابو الیمن الکندی کی آنکھ خراب ہوئی تھی تو انہوں نے اس کی تعریف میں یہ اشعار کہے تھے۔

ہر صبح ہر روز میں ابو بکر کے دروازے پر گھر سے آتا ہوں اور اس کو سلام کہتا ہوں۔
مجھے بتایا گیا کہ وہ اپنی آنکھوں میں بیماری کی شکایت کرتا ہے جبکہ ہم اس کی آنکھوں کی شکایت کرتے ہیں۔

۵۶۹ھ واقعات

بغداد میں اولے باری...... ابن الجوزی نے المنتظم میں لکھا ہے کہ "اس سال بغداد میں نارنگیوں اور مالٹوں کے سائز کے برابر اولے پڑے ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جن کا وزن سات رطل تک تھا، جب اولے پڑنے بند ہوئے تو زبردست سیلاب آیا، دجلہ میں حد سے زیادہ پانی آ گیا ایسا کبھی بھی نہیں آیا، بہت سی چیزیں تباہ ہو گئیں، آبادی، گاؤں، کھیت یہاں تک کہ قبریں تک بہہ گئیں، لوگ صحراؤں میں نکل آئے اور روزہ رکھ کر بہت زاری سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو گئے اور مغفرت اور اس آفت سے نجات کی دعائیں مانگنے لگے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رحم کا معاملہ فرمایا اور پانی کم ہونا شروع ہوا، یہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کا احسان تھا۔

موصل میں سیلاب سے تباہی...... آگے لکھا ہے کہ "رہا موصل تو موصل کا بھی یہی حال تھا، موصل میں پانی سے دو ہزار گھر تباہ ہو گئے، بہت سی اور عمارتیں تباہ ہو گئیں، اس جھٹکے میں بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور دجلہ کی طرح دریائے فرات میں بھی طغیانی آئی ہوئی تھی چنانچہ اس سے بہت سے گاؤں، دیہات تباہ ہو گئے، پھل اور زراعت کی قیمتیں عراق میں آسمان سے باتیں کرنے لگیں، بہت سی بکریاں وغیرہ بھی مر گئیں، بہت سے لوگ [illegible] سے ان دنوں وبا تھا وہ شدید بیمار ہو گئے۔

ابن الساعی نے لکھا ہے "اس سال ماہ شوال میں دیار بکر اور موصل میں کثرت سے بارشیں ہونی شروع ہوئیں اور یہ سلسلہ چالیس دن تک مسلسل جاری رہا، ان چالیس دنوں میں صرف دو مرتبہ بہت تھوڑی دیر کے لئے سورج دکھائی دیا، اور پھر بادلوں نے سورج کو ڈھانپ لیا۔ ان بارشوں سے بہت سے گھر تباہ ہو گئے، بہت سے لوگ اپنے مکانوں اور گھروں میں دب گئے، ان بارشوں کی وجہ سے دجلہ میں زبردست طغیانی آئی، بغداد اور موصل کے بہت سے گھر بہہ گئے، پھر اللہ کے حکم سے پانی کم ہونا شروع ہوا۔

نور الدین اور شہرزوری کی ملاقات...... ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ "اس سال ماہ رجب میں ابن الشہرزوری نور الدین کے پاس پہنچا، اس کے پاس مصری کپڑے اور ایک گدھی تھی جس کی جلد کو عتابی کپڑے کی طرح رنگا ہوا تھا۔

ابن الشامی کی معزولی...... اسی سال ابن الشامی کو مدرسہ نظامیہ کی تدریس سے معزول کیا گیا اور مدرسہ نظامیہ کی تدریس کی ذمہ داری ابو الخیر القزوینی کے حوالے کی گئی۔ آگے لکھا ہے کہ "اس سال ماہ جمادی الثانیہ میں فقیہ المجیر کو قید کر دیا گیا، ان پر زندیق ہونے، حلال و حرام میں تبدیلی اور نماز و روزے کو چھوڑنے کا الزام تھا، لیکن لوگ بھڑک اٹھے اور اس کی تعریفیں کرنے لگے چنانچہ ان کو رہا کر دیا گیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے مدرسہ تاجیہ کے مقام پر وعظ کہا تو ان کا وعظ سننے کے لئے تیس ہزار کے قریب لوگ جمع ہو گئے"۔

غلام کی وفاداری...... ابن الساعی نے لکھا ہے کہ "اس سال امیر المومنین المستضیٔ کا بیٹا احمد ایک اونچے گنبد سے نیچے گر گیا لیکن اس کا دایاں ہاتھ نکل گیا اور بائیں کلائی بھی اور ناک بھی ٹوٹ گئی، اس لڑکے کے ساتھ اس وقت اس کا سیاہ خادم بھی تھا جس کا نام نجاح تھا، اس نے جب اپنے آقا کو نیچے گرتے دیکھا تو سوچا کہ اس کے بعد میں زندہ رہ کر کیا کروں گا، چنانچہ اس نے بھی اس کے پیچھے چھلانگ لگا دی لیکن یہ بھی محفوظ رہا، اور جب یہی لڑکا جو گرا تھا ابو العباس الناصر خلیفہ بنا تو نجاح کو نہ بھولا اور اس کو اپنا مقرب بنا لیا اور اس کے ساتھ نہایت اچھا سلوک کیا، جب یہ دونوں گرے تھے تو چھوٹے تھے۔

اسی سال سلطان نور الدین رومی علاقوں کی طرف بڑھا، اس کے لشکر میں ارمنوں کے بادشاہ کے علاوہ ملطیہ کا بادشاہ بھی، اس کے علاوہ اور بھی بہت بڑی تعداد تھی، انہوں نے چند قلعے فتح کئے اور روم کے قلعے کا محاصرہ کر لیا، اس قلعے کے گورنر نے پچاس ہزار دینار کے بدلے صلح کر لی، پھر نور الدین دوبارہ حلب آ گیا، نور الدین نے جہاں رخ کیا کامیابی نے اس کے قدم چومے چنانچہ خوش و خرم دمشق واپس آ گیا۔

یمن کی فتح۔۔۔۔۔ اس سال صلاح الدین نے یمنی علاقوں کو فتح کیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ صلاح الدین کو اطلاع ملی تھی کہ یمن میں کوئی شخص ہے جو خود کو عبدالنبی بن مہدی کہلواتا ہے اور یمن میں اس کا غلبہ ہو گیا ہے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہے اور خود کو امام کہتا ہے اور اس کا یہ خیال ہے کہ عنقریب ساری دنیا کا بادشاہ بن جائے گا۔ اس سے پہلے اس کا بھائی علی بن مہدی یمن پر قابض ہو چکا تھا اور اہل زبید کے ہاتھوں سے اس نے یہ علاقہ چھینا تھا اور ۵۶۰ھ میں اس کا انتقال ہوا تھا، اور اس کے بعد اس کا بھائی، یہ یمن پر قابض ہوا تھا، دونوں بھائی یکساں طور پر بدکردار اور بداخلاق تھے چنانچہ صلاح الدین نے اپنی قوت اور فوجوں کی کثرت کی بنا پر ان کا قلع قمع کرنے کے لئے ایک دستہ ان کی طرف روانہ کرنے کا ارادہ کیا۔

عبدالنبی کے ساتھ جنگ۔۔۔۔۔ صلاح الدین کا بھائی شمس الدولہ بہادر، بارعب اور دلیر انسان تھا، مشہور شاعر عمارۃ الیمنی اس کی صحبت میں بیٹھا کرتا تھا اور اس کے سامنے یمن کے حسن و جمال اور خوشحالی کی تعریف کرتا رہتا، چنانچہ ان باتوں نے اس کو اور بھی ابھارا کہ وہ بھی اس دستہ میں شرکت کرے، چنانچہ وہ مکہ مکرمہ پہنچا، عمرہ کیا اور پھر زبید کی طرف روانہ ہوا۔

اس کی آمد کا سن کر عبدالنبی بھی نکلا اور جنگ شروع ہوئی تو توران شاہ نے اس کو نہ یہ کہ شکست دی بلکہ اس کو بیوی سمیت گرفتار بھی کر لیا، اس کی بیوی کا نام حرۃ تھا اور وہ نہایت مالدار عورت تھی، لیکن اس نے اس عورت سے کچھ بھی نہ چھینا البتہ لشکر نے زبید سے مال غنیمت سمیٹنا شروع کر دیا۔

عدن روانگی۔۔۔۔۔ اس کے بعد یہ شہر عدن کی طرف متوجہ ہوا، عدن کا حکمران یاسر مقابلہ کے لئے نکلا، لیکن توران شاہ نے اس کو بھی شکست دی اور گرفتار کر لیا، اور شہر سے حصار کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا اور لشکر کو لوٹ مار سے منع کر دیا اور کہا کہ ہم شہر کو خراب کرنے نہیں آئے بلکہ ہم تو اسے آباد کرنے آئے ہیں، پھر یہ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا، لوگ اس سے محبت کرنے لگے اور باقی قلعے بھی اس کے حوالے کر دیئے اس کے علاوہ تمام قیدی اور مخالفین بھی توران شاہ کے سپرد کر دیئے لہٰذا یمن پر توران شاہ کی حکومت پختہ ہو گئی اور یمن نے اپنے تمام جگر گوشے اس کے قدموں پر ڈال دیئے۔ توران شاہ نے یمن میں بھی عباسی خلیفہ المستضیئ کا خطبہ پڑھا اور وہاں کے گرفتار عبدالنبی کو قتل کر دیا، یمن تمام گندگیوں سے صاف ہو گیا اور پہلے جیسا علاقہ بن گیا۔

توران شاہ نے ساری صورت حال اپنے بھائی صلاح الدین کو لکھ بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو ملک فتح کرنے کی توفیق دی اور اس پر احسان کیا، صلاح الدین نے یہ صورتحال نورالدین کو لکھ بھیجی نورالدین نے یمن کی فتح اور وہاں خلیفہ کے خطبے کی خوشخبری کی اطلاع دربار خلافت میں پہنچا دی۔

مصر میں بغاوت۔۔۔۔۔ اس سال خالد بن القیسرانی ابی الموفق نے مصر میں بغاوت کی حالانکہ سلطان صلاح الدین نے یہ سے مصر کی آمد و صرف کا حساب کتاب اس کے سپرد اسی طرح کر رکھا تھا جیسے نورالدین نے کیا تھا۔ قریب تھا کہ سلطان صلاح الدین یہ اطلاع سن کر مخالفت پر کمربستہ ہوتا اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوتا لیکن اس نے فوراً خود کو سنبھالا اور دوبارہ صلاح الدین کی اطاعت قبول کر لی اور صلاح الدین نے دوبارہ اس کو اپنے منصب پر مقرر کر دیا اور حساب کتاب کا حکم دیا چنانچہ فوراً ہی اس محکمے کے لوگوں نے اپنی ذمہ داریاں سنبھال لیں۔ صلاح الدین نے ابن القیسرانی کے ساتھ بہت سے قیمتی تحائف بھی بھیجے جو مندرجہ ذیل اشیاء پر مشتمل تھے۔

قرآن کریم کے پانچ نسخے جو بالکل برابر اطلس سے ڈھکے ہوئے تھے، نہایت قیمتی موتیوں کے سو ہار، اس کے علاوہ نہایت قیمتی بلخش نامی پتھر یاقوت اور نگینے قیمتی چیزیں اور برتن جگ سونے اور چاندی کے تھال، پنج کلے گھوڑے، غلام باندیاں، نہایت خوبصورت، سونے کے بھرے ہوئے دس کمل بند صندوق جن کے بارے میں کچھ علم نہ تھا کہ ان میں کتنا مال ہے، سونے کے مصری سکے۔ ابن القیسرانی ان تمام تحائف کو لے کر مصر سے روانہ ہوا ابھی شام تک نہیں پہنچا تھا کہ سلطان نورالدین زنگی کا انتقال ہو گیا۔ زمینوں اور آسمانوں کا رب ان پر رحمت فرمائے، چنانچہ صلاح الدین نے تمام تحائف وغیرہ واپس منگوا لئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان تحائف میں وہ مال بھی تھا جو ظلماً حاصل کیا گیا تھا، اس بات کا علم صلاح الدین کو اس وقت ہوا جب تمام سامان واپس لا کر اس کے سامنے رکھا گیا۔

عمارۃ بن ابی الحسن ... ابن زیدان الحکمی قبیلہ قحطان سے تعلق تھا ابو محمد لقب نجم الدین الیمنی الفقیہ الشاعر۔ اس کے قتل کا سبب یہ تھا کہ انہوں نے فاطمی حکومت کے بڑے بڑے عہدیداروں کو جمع کیا اور سب نے اتفاق کر کے یہ طے کیا کہ فاطمی حکومت دوبارہ قائم کی جائے چنانچہ انہوں نے اس کے لئے فرنگیوں سے خط و کتابت شروع کی اور فاطمیوں میں سے ایک خلیفہ مقرر کیا اور صرف یہی نہیں بلکہ وزراء اور سردار بھی مقرر کر لئے تھے حالانکہ سلطان صلاح الدین اس وقت کرک کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے وہ واپس آ گیا تو یمن کے حکمران سلطان صلاح الدین کے بھائی توران شاہ نے اس کو یمن کی طرف روانگی پر ابھارا تا کہ وہاں موجود مصری لشکر میں زنگیوں کے مقابلے میں جو کمزوری آئی ہے اس کو دور کیا جا سکے، کیونکہ فرنگی فاطمیوں کی حمایت پر کمربستہ ہو چکے تھے چنانچہ توران شاہ تو روانہ ہو گیا لیکن عمارۃ یمنی اس کے ساتھ نہ نکلا، بلکہ قاہرہ ہی میں ٹھہرا رہا اور اسی قسم کی گفتگو میں لگا رہا، ساتھ ہی فاطمی حکومت کے خواہشمند لوگ اس کے پاس آتے جاتے رہے۔ یہ ان لوگوں میں سب سے بڑا تھا جو خلافت فاطمیہ کے دوبارہ قائم کرنے کی دعوت دے رہے تھے اور لوگوں کو اس پر ابھار رہا تھا لہٰذا اس کے پاس بعض ایسے لوگ بھی پہنچے جن کی نسبت صلاح الدین کی طرف کی جاتی ہے کیونکہ وہ محتمل اور چالاک لوگ تھے جانتے تھے کہ ان کے بعد کہ اس کی ضرورت زیادہ ہوگی اور وہ تھے شیخ زین الدین علی بن نجا الواعظ، چنانچہ انہوں نے سلطان صلاح الدین کو ان کی خفیہ سرگرمیوں کی اطلاع دے دی، لہٰذا سلطان صلاح الدین نے اس کو خوب مال و اسباب اور قیمتی لباسات سے نوازا اور پھر سلطان نے بڑی ہوشیاری سے ان سب لوگوں کو بلوایا اور ان سے اس سلسلے میں پوچھ گچھ کی، انہوں نے اقرار کیا لہٰذا سلطان نے انہیں گرفتار کروا دیا اور پھر فقہاء کرام سے اس بارے میں فتویٰ پوچھا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ ہونا چاہیے؟ چنانچہ فقہاء نے ان کے قتل کا فتویٰ دے دیا چنانچہ ان سرداروں کے بڑے بڑے سرداروں اور بعض دیگر لوگوں کو قتل کیا گیا اور ان کے بیٹوں اور غلاموں کو چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد عبیدیوں (فاطمیوں) میں سے جو بھی تھا اس کو دور دراز علاقوں کی طرف جلا وطن کر دیا گیا۔ عاضد اور اس کی اولاد کو ایک الگ گھر میں نظر بند کر دیا گیا تا کہ ان سے کوئی ملاقات نہ کر سکے اور ان کا خرچ جاری رہا بلکہ ان کے وظائف مقرر کر دیئے گئے۔ یہ فیصلے باقاعدہ جاری رہے۔

عمارۃ کی حماقت ...... عمارۃ قاضی الفاضل سے دشمنی رکھتا تھا چنانچہ جب عمارۃ کو سلطان کے سامنے پیش کیا گیا تو قاضی الفاضل عمارۃ کی سفارش کے لئے کھڑا ہوا۔ لیکن عمارۃ سمجھا کہ شاید یہ میری مخالفت کرے، اور فوراً بول اٹھا اے میرے آقا سلطان اس کی بات مت سنئے گا۔ یہ بات سن کر قاضی الفاضل کو غصہ آ گیا اور وہ محل سے باہر چلا گیا۔ عمارۃ کو سلطان نے بتایا کہ وہ تو تمہاری سفارش کرنا چاہتا تھا یہ سن کر عمارۃ بہت شرمندہ ہوا۔ جب عمارۃ کو پھانسی گھاٹ کی طرف لے جایا جا رہا تھا تو وہ قاضی الفاضل کے گھر کے سامنے سے گزرا۔ عمارۃ نے درخواست کی کہ قاضی الفاضل کو بلوایا جائے لیکن وہ گھر پر موجود نہ تھا لہٰذا عمارۃ نے یہ شعر پڑھے۔

عبد الرحیم تو چھپ گیا ہے اور اب نجات حاصل کرنا تو حیرت ہے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ "جن لوگوں کو پھانسی دی گئی ان میں سے ایک شخص ابن کامل القاضی تھے یعنی عبد اللہ بن عبد اللہ بن کامل جو فاطمیوں کے زمانے میں مصر کے قاضی القضاۃ تھے اور ان کا لقب فخر الامناء (امانت داروں کا فخر) تھا یہ پہلے شخص تھے جن کو پھانسی دی گئی جیسے کہ لوگ کہتے ہیں، حالانکہ ان کی نسبت بہت صاحب فضیلت و ادب کی جانب تھی اور وہ عمدہ شعر کہتے تھے، چنانچہ غلام کے بارے میں ان کے اشعار یہ ہیں۔

اے پیلے کپڑے والے کو دیکھنے والے اس کی محبت نے میرے عاشقانہ دل کو ذبح کیا۔
جوانی نے اس کے جسم کے حصے کو پیلا زرد کیا ہے شاید کہ وہ عاشق کی تجلی سے نکل رہے۔

پھانسی دیئے جانے والوں میں سے ایک ابن عبد القوی داعی الدعاۃ بھی تھے کہ محل میں جہاں جہاں خزانے دفن تھے ان کو ان تمام مقامات کا علم تھا، چنانچہ ان مقامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے ان پر تشدد کیا گیا لیکن انہوں نے نہ بتایا اور اسی حالت میں ان کی موت واقع ہو گئی اور خزانے اندر ہی دفن رہ گئے۔

ان کے علاوہ پھانسی دیئے جانے والوں میں ایک شخص عویرس تھا جو دفتر کا نگران تھا اس کے علاوہ عہدہ قضا بھی اس کے حوالے کیا گیا تھا ایک

شخص شبیر یا تھا، جو گویا کہ ہر چیز کا مدبر ہی تھا۔ ایک عبدالصمد الکاتب تھا جو مصری سرداروں میں سے ایک تھا۔ ایک شخص نجاح الحمامی تھا اور ایک عیسائی نجومی تھا جس نے ان کو بشارت دی تھی کہ یہ معاملہ علم نجوم کی مدد سے مکمل ہوگا۔

عمارۃ الیمنی الشاعر[1] … عمارہ یمنی بہت فصیح و بلیغ اور قادر الکلام شاعر تھا اس میدان میں کوئی اس کا ہمسر نہ تھا اس کا ایک دیوان بھی مشہور ہے۔ میں نے اس کا ذکر طبقات شافعیہ میں کیا ہے کیونکہ یہ شافعی مذہب پر عمل پیرا تھا۔ اس نے بعض کتابیں بھی تصنیف کیں۔ مثلاً:

(۱) علم فرائض میں کتاب الفرائض۔
(۲) کتاب الوزراء الفاطمیین (فاطمی وزراء)۔
(۳) اور ایک کتاب سیرت کے موضوع پر۔ مصری عوام اس کتاب کو بہت پسند کرتے تھے کیونکہ وہ مصر کا ادیب بلکہ مصر کا ادیب فقیہ بھی تھا البتہ یہ ہے کہ اس کی نسبت فاطمی خلفاء کی طرف کی جاتی تھی اور اس نے فاطمی خلفاء اور ان کے وزراء اور ان کے امیروں کی تعریف میں قصیدے لکھے اور بھی اس کی نسبت رافضیت کی طرف بھی کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اس پر زندیقی اور کفر ہونے کی تہمت بھی لگی۔ کاتب عماد نے لکھا ہے کہ اس نے اپنے ایک قصیدے میں کہا ہے کہ:

ہم جب تک علم کلام کا تاج تھا تو کوئی دعا کی ہم سے بے نیازی تھی۔ یہ بہت طویل قصیدہ ہے اور اس میں بہت سی کفر و زندیقی کی باتیں ہیں۔ مثلاً
یہ دین کی ابتدا ایک ایسے شخص سے ہوئی جس نے یہ کوشش کی کہ وہ تمام امتوں کا سردار کہلائے۔ (معاذ اللہ)

عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ "مصر کے اہل علم نے اس کے قتل کا فتویٰ دے دیا اور اس کے اور اس جیسوں کے قتل پر ابھارنے لگے" آگے لکھا ہے کہ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ شعر اس کے خلاف گھڑ لیا گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

ابن ساعی نے اس کے بعض عمدہ اشعار نقل کیے ہیں جن میں یہ کسی بادشاہ کی مدح کر رہا ہے۔

جب میں اس کی پیشانی کے سامنے جاتا ہوں تو اس سے الگ ہو جاتا ہوں اور خوشی میری پیشانی پر ہوتی ہے
اور جب میں اس کے پاس لوٹ کر آتا ہوں تو بادشاہ میرے پاس آ کر ملتا ہے اور ایک قصیدے میں ہے کہ:
کوئی ملامت کرنے والا عشق میں میرا عذر قبول کرے۔ کیونکہ میرے پاس ان کا کوئی شکل نہیں۔
میری ضرورت ہے کہ میں پلکوں کو سینے سے چمٹا کر رکھ سکوں۔
یہی میری پسند ہے اگر تو راضی ہے تو ٹھیک ہے تو مجھے میری پسند کے لئے چھوڑ دے۔ اور جب عمارۃ الیمنی کو سولی دی جانے لگی تو کندی نے یہ اشعار کہے:

عمارہ نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ارادہ کیا اور صلیب کو رب بنانے کی بیعت کی۔
وہ اسلام کے مذہب میں شرک کا شریک ہو گیا اور صلیب کی محبت میں خود گویا کہ صلیب ہو گیا۔
جس کی اس نے کوشش کی اس کو پا لے گا اور آگ میں جہنم اس کی خوراک ہوں گی۔

شیخ ابو شامہ نے لکھا ہے کہ "صلیب کا پہلا مطلب تو وہ ہے جو عیسائیوں کی صلیب ہوتی ہے دوسرا معنی مطلب یعنی جس کو پھانسی دی جاتی ہے اور تیسرا معنی یہ ہے کہ صلیب کی طاقت اور چربی اور ہڈیوں کی چکنائی بھی کہتے ہیں۔

---

[1] الکامل لابن الاثیر [illegible]، حسن المحاضرۃ [illegible]، الخریدۃ (قسم الشام) [illegible]، طبقات الاسنوی [illegible]، صبح الاعشی [illegible]، مرآۃ الجنان [illegible]، النجوم الزاہرۃ [illegible]، شذرات الذہب [illegible]

سلطان صلاح الدین نے ان سب لوگوں کو بروز ہفتہ رمضان المبارک ۵۶۹ھ کو پھانسی دی اور اس بات کی اطلاع سلطان نورالدین کو کر دی۔

عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ "صلاح الدین کی طرف سے یہ خوشخبری جب نورالدین کے پاس پہنچی تو اس وقت نورالدین کا انتقال ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے اسکندریہ کے ایک شخص جس کو قدید القفاص کہا جاتا تھا کو بھی قتل کروا دیا۔ اس شخص کی بہت سے قصے بڑے عجیب مشہور تھے۔ اس نے لوگوں کو ایسا پھنسا رکھا تھا کہ لوگ اپنے اموال میں اس کا حصہ مقرر کر دیتے تھے یہاں تک کہ عورتیں بھی۔ چنانچہ اس کو گرفتار کر کے مصر سے لایا گیا لیکن اب بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ اس کو بھی پہلے لوگوں کی طرح قتل کر دیا گیا۔

عمارۃ یمنی نے عاضد اور اس کی حکومت کے بارے میں جو مرثیے کہے ہیں ان میں سے بعض اشعار یہ ہیں۔

افسوس ہے علامہ عاضد کے زمانے کے ختم ہونے پر جیسے وہ عورت افسوس کرتی ہے جس کی کوئی اولاد مر جائے اور وہ اس کے بعد بانجھ ہو گئی ہو۔
افسوس ہے تیرے محل کے کمروں پر جب وہ خالی ہو گئے اے نبی کے بیٹے اللہ کے حکم سے۔
افسوس ہے تیری ان مجلسوں سے جدائی پر جو بہت بڑے فخر سے بھرے ہوئے سمندر کی موجوں کی مانند تھے۔
تو نے مومنین کو امیر بنایا تو وہ اپنی بدحالی کی اصلاح سے
شاید کہ ایام لوٹا دیں تمہاری طرف جو بھی عادات تم سے لوٹ کر جا چکی ہیں۔

اس کے علاوہ چند اشعار یہ ہیں۔

اے مجھے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے محبت کرنے پر ملامت کرنے والے اگر تو اپنی ملامت میں کمی کر سکے تو مجھ پر ملامت ہو۔
خدا کی قسم دونوں محلات کی زیارت کر اور میرے ساتھ رو بیشک متقین اور محل پر مت رو۔
تو کیا یقین ہے کہ لوگ امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نسل سے کیا کرنے والے تھے۔

اس نے قصیدے میں ترکوں کی بھی مدح و تعریف کی ہے اور اس میں سے اکثر اشعار شیخ ابوشامہ نے روضتین میں نقل کیے ہیں۔ ان کے علاوہ ابن خلکان نے بھی متعدد اشعار نقل کیے ہیں۔

ابن قرقول ابراہیم بن یوسف[1] ... قاضی عیاض کی کتاب مشارق الانوار کی طرح مطالع الانوار کے مصنف تھے۔ اپنے شہر کے مشہور علماء فضلاء میں سے تھے ۶۳ سال کی عمر میں ۶ شوال ۵۶۹ھ میں جمعہ کی نماز کے بعد اچانک انتقال ہو گیا۔ جیسا کہ ابن خلکان نے کہا ہے۔ اور سب سے زیادہ جاننے والے اللہ تعالیٰ ہیں۔

فصل

سلطان نورالدین زنگی کی وفات اور سیرت[2] - سلطان العادل نورالدین ابوالقاسم محمود بن سلطان ۵۱۱ھ بن قسیم الدولہ عماد

---

[1] ان کے حالات کی کتابیں یہ ہیں: تکملۃ الصلۃ ۱۵۱، تاریخ بروکلمان [illegible]، شذرات الذہب ۴/۲۳۱، العبر ۴/۲۰۵، کشف الظنون ۱۶۸۷، مرآۃ الجنان ۳/۳۸۱، معجم المصنفین للتونکی [illegible]، ہدیۃ العارفین ۱/۱۰، وفیات الاعیان [illegible] [2] [illegible] تاریخ ابن القلانسی [illegible] تاریخ ابن خلدون ۵/۲۳۵، الجواہر المضیئۃ [illegible]، الدارس [illegible]، الروضتین فی اخبار الدولتین النوریۃ والصلاحیۃ [illegible]، شذرات الذہب [illegible]، العبر [illegible]، الکواکب الدریۃ فی السیرۃ النوریۃ لابن قاضی شہبۃ تحقیق الدکتور محمود زاید، الکامل [illegible] حوادث سنۃ [illegible] من کتاب التاریخ [illegible] النجوم الزاہرۃ [illegible] وما بعدہا [illegible] وفیات الاعیان [illegible] [illegible] نورالدین محمود زنگی [illegible] تحقیق کے ساتھ شائع ہو چکی ہیں۔

اسد بن علی سعید ترکی، جن کا لقب شہید بن سلطان [illegible] تک تھا، اور سلطان عماد الدین کا لقب قسیم الدولہ آق سنقر [illegible] (غلام) کے رشتے کے لحاظ سے باقی تھا۔

ولادت اور تعلیم [illegible] شوال ۵۱۱ھ بروز اتوار طلوع شمس کے وقت حلب میں ولادت ہوئی۔ حلب موصل اور دیگر بہت سے علاقوں کے بادشاہ اپنے والد سلطان عماد الدین کی زیر نگرانی پرورش پائی، قرآن کریم حفظ کیا، تیر اندازی کی تعلیم حاصل کی۔ بہت زبردست، دلیر، بہادر، عالی ہمت، نیک، اصلاح احوال کرنے والے اور دیانتدار تھے۔

دمشق کی تعمیر نو ۵۴۱ھ میں جب سلطان عماد الدین قتل ہوئے تو سلطان نور الدین حلب کا حکمران بنے ہوئے تھے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے۔ چنانچہ حلب کی حکومت نور الدین کے ہاتھ آگئی، ان کے بھائی سیف الدین غازی نے موصل کی حکومت اپنے ہاتھ لے لی، پھر آگے بڑھا اور ۵۴۹ھ میں دمشق بھی فتح کر لیا اور حمص و دمشق سے حسن سلوک کے ساتھ پیش آیا، وہاں بہت سے [illegible] لوگوں کے لیے بہت سے راستے بنائے، راستوں پر سایہ دار [illegible] لگوائے، بازاروں کو وسیع کروایا، گلیوں کے بڑے بڑے [illegible] وغیرہ کے گرد [illegible] تعمیر کروایا۔

کردار و عادات ...... سلطان نور الدین زنگی متقی تھا، علماء اور فقراء سے بے حد محبت کرتا تھا، ان کا احترام کرتا تھا، بعض کی دعوت قبول کرتا اور ان کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا کرتا تھا۔ احکام میں عدل و انصاف سے کام لیتا، شریعت مطہرہ کا پابند تھا، عدل و انصاف کی مجلس قائم کرتا اور خود اس کی نگرانی کرتا۔ اس مجلس میں اس کے پاس قاضی، فقہاء اور تمام مذاہب کے مفتی جمع ہوتے۔ [illegible] میں بیٹھتا تاکہ مسلمان [illegible] سب کے ساتھ برابر سلوک کرتے، [illegible] کے تباہ شدہ [illegible] کے ارد گرد [illegible] بنوائے اور جب [illegible] سے پہلے وہاں کوئی مدرسہ نہیں تھا [illegible] اور بدعت کو ختم [illegible] اذان میں حی علی الصلوۃ [illegible] الفاظ کا حکم دیا، اس کے باپ دادا کے زمانے میں اذان میں یہ کلمات نہیں کہے جاتے تھے بلکہ [illegible] حی علی خیر العمل کہنے کا رواج تھا جو شیعوں کا شعار ہے۔ [illegible] قلعوں کو فتح کیا۔ فرنگیوں کو [illegible] عبرتناک شکست [illegible] علماء [illegible] ان کے ہاتھ سے [illegible] جیسا کہ اس سے پہلے [illegible] ان کی تفصیل گزر چکی ہے [illegible] بہت [illegible] دمشق میں [illegible] اس کے بعد [illegible] یتیموں [illegible] اسی طرح [illegible] بھلائی کے تمام کاموں پر خرچ کرنے کے لیے [illegible] تھے۔

قاضی کمال الدین کی تقرری ...... ضرورت مند [illegible] اس سے وظائف حاصل کرتے رہتے تھے۔ وہاں کی جامع مسجد [illegible] بھی [illegible] بزرگ [illegible] قاضی کمال الدین محمد بن عبداللہ شہرزوری الموصلی کو وہاں مقرر کیا، اور دمشق کا قاضی القضاۃ بھی [illegible] جب ۵۶۱ھ میں [illegible] شرائط سے واقف ہوں [illegible] ضرورت مند فقراء [illegible] اور یتیموں وغیرہ کا حصہ بھی مقرر کیا۔

عادات سلطان نور الدین کی تحریر بہت عمدہ تھی [illegible] کتب کا مطالعہ کثرت سے [illegible] نماز [illegible] کے ساتھ نماز پڑھنے کی پابندی کیا کرتے تھے [illegible] بہت [illegible] کیا کرتے تھے اور بھلائی کے کاموں میں خوب [illegible] حصہ لیا کرتے تھے، بلکہ [illegible] پہننے میں [illegible] اپنے [illegible] پر خرچ کرنے میں میانہ روی اختیار

کرتے تھے۔ یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ان کے زمانے میں انہی کی وجہ کا قیصر بھی بغیر دنیا کو تو پکارتے اور اہل شام کے سلطان نور الدین سے زیادہ فخر پر کرنے والا ہوتا تھا علاوہ ازیں سلطان نور الدین کی زبان سے کبھی فحش کلمہ نہیں سنا گیا نہ ہی غصے کی حالت میں اور نہ ہی خوشی کی حالت میں زیادہ تر خاموش رہتے اور باوقار تھے۔

ذرائع گذر بسر ابن اثیر نے لکھا ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کے بعد سلطان نور الدین جیسا کوئی شخص نہیں گذرا اور نہ ہی کوئی ایسا حاکم جو عدل وانصاف کے لئے ان سے زیادہ غور و فکر کرتا ہو اور مال غنیمت میں سے ملنے والے حصے سے حمص میں سلطان نے تین دکانیں خریدی تھیں اور انہی کی آمدنی سے گذر بسر کرتے تھے اپنی اہلیہ کے اصرار پر ان کو کچھ نوازتا رہتے تھے۔ سلطان نے علماء سے فتوی دریافت کیا کہ مجھے بیت المال سے کتنا مال لینا جائز ہے۔ تو انہوں نے بتایا بس اتنا ہی لیا کرتے تھے کہ اس سے زیادہ ہرگز نہ لیا کرتے تھے خواہ بھوک سے مر ہی کیوں نہ جائیں۔

پسندیدہ کھیل... سلطان گوئے چوگان (پولو) سے کھیلا کرتے تھے اس زمانے میں صالحین میں سے ایک بڑے بزرگ نے ان کو تعجب کیا تو سلطان نے کہا اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اس کھیل سے میرا مقصد گھوڑوں کی مشق کی تربیت ہے کیونکہ ہم جہاد نہیں چھوڑ سکتے۔

سلطان ریشمی کپڑا نہیں پہنتے تھے اور گوارا نہیں کرتے تھے کہ سونا بیچا اپنے ہاتھ سے کمائی کرتے تھے ایک مرتبہ بعض ساتھیوں کے ساتھ کہیں جا رہے تھے اس وقت سورج ان کے پیچھے تھا اور سایہ ان کے آگے تھا اس بات کو کسی نے محسوس نہ کیا اور انہی کے دوران سایہ ان کے پیچھے ہو گیا کیونکہ اب سورج سامنے تھا تو سلطان نے گھوڑے کی لگام موڑ دی اور فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ ہمارا سایہ ان کے پیچھے پیچھے آنے لگا تب پوچھا کہ سلطان نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم جانتے ہو کہ یہ چیز کس کی مثال کس طرح ہے جس کی مثال دنیا کی طرح ہے کہ جو اس کو حاصل کرنا چاہتا ہے تو وہ اس سے آگے بھاگتی ہے اور جو اس سے بھاگتا ہے تو دنیا اس کے پیچھے پیچھے بھاگتی ہے چنانچہ کسی نے اس بارے میں اشعار کہے ہیں۔

اس دنیا کی مثال جسے حاصل کرنا چاہتا ہے بالکل ہے جیسے تیرا سایہ جو تیرے سے روتا ہے کہ اگر تو اس کے پیچھے ہو گا تو نہ پا سکے گا اور اگر تو اس سے منہ موڑ لے تو وہ تیرے پیچھے پیچھے ہوتا ہے۔ سلطان نور الدین زنگی حنفی مذہب کے فقہاء میں سے تھے انہوں نے حدیث کا علم حاصل کیا اور حدیث سنائی بھی رات سحر تک نماز پڑھا کرتے یہاں تک کہ گھوڑے پر سوار ہو جاتے۔

اللہ تعالیٰ کا خوف اور دلیری ان میں جمع ہو گئے تھے تو کیا ہی خوب بیان ہے جو محراب میں گذرے۔

اہلیہ نور الدین زنگی... اس طرح سلطان کی بیوی عصمت الدین خاتون بنت اتابک معین الدین بھی رات عبادت میں گذارتی تھی ایک مرتبہ اس کی آنکھ لگ گئی اور رات عبادت کے لئے نہ اٹھ سکی تو اس وجہ سے خاتون بہت غصے میں رہی۔ جب نور الدین نے وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ رات عبادت کے لئے نہ اٹھ سکی چنانچہ اس وقت سے نور الدین نے قلعہ میں سحر کے وقت طبل بجوانا شروع کر دیا تاکہ جو لوگ رات کو عبادت کیا کرتے ہیں وہ اس وقت پر اٹھ سکیں اور اس پر طبل بجانے والے کو بہت زیادہ مال و دولت سے نوازا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مغفرت ہو۔ رحمت کا پانی [illegible] ان کی قبر کو رحمت سے بھرے اور اس [illegible] رضوان سے بھرا ہے

عدالت میں حاضری ابن اثیر نے کہا ہے کہ ایک دن نور الدین چوگان کھیل رہے تھے کہ اس نے دیکھا کہ ایک شخص دوسرے شخص سے [illegible] اشارہ بھی کر رہا تھا تو نور الدین نے دربان کو بھیجا کہ اس سے پوچھو کیا معاملہ ہے؟ دربان نے پوچھا تو معلوم ہوا کہ [illegible] نور الدین کا [illegible] حاضر ہو قاضی کے پاس [illegible] نور الدین نے اپنا کھیل (پولو) ختم کر دیا اور پیدل چل کر قاضی کمال الدین کے پاس آئے اور قاضی سے کہا کہ [illegible] جس طرح مجھ سے پیش آتا [illegible] جب دونوں عدالت میں پہنچے تو قاضی نے [illegible] اس شخص کا کوئی حق نور الدین پر [illegible] الدین [illegible]

ذمے واجب الادا ہے تو نور الدین نے کہا کہ میں اس کے ساتھ اسی لئے آگیا تا کہ سب کو یہ معلوم ہو جائے کہ جب شریعت چلائے تو کوئی پیچھے نہ رہے، کیونکہ ہم حکمران لوگ ہیں اور ہم میں خواہ کوئی اکمل ہو یا ادنیٰ ہم رسول اللہ ﷺ اور شریعت اسلامیہ کے ادنیٰ خادم اور نوکر ہیں لہٰذا ہم اطاعت گذاروں کی طرح اس کے سامنے کھڑے ہو گئے ہیں اور جب شریعت ہمیں کوئی حکم دے تو ہم اس پر عمل کریں اور شریعت ہمیں جس چیز سے منع کرے ہم اس سے باز آ جائیں، مجھے معلوم ہے کہ اس شخص کا مجھ پر کوئی حق واجب الادا نہیں لیکن اس کے باوجود میں گواہی دیتا ہوں کہ اس نے مجھ پر جس چیز کا دعویٰ کیا ہے میں اس کو دیتا ہوں اور ہبہ کرتا ہوں۔

دار العدل کی تعمیر...... ابن اثیر نے لکھا ہے کہ "سلطان نور الدین وہ پہلا شخص ہے جس نے انصاف کے لئے دار العدل بنایا، ہفتے میں دو مرتبہ اس میں بیٹھا کرتا تھا بعض مؤرخین کے مطابق چار مرتبہ اور بعض مؤرخین کے مطابق ہفتے میں پانچ مرتبہ اس میں بیٹھا کرتا تھا تمام مذاہب کے علماء و فقہاء بھی اس مجلس میں شریک ہوتے کوئی دربان نہ ہوتا ہر خاص و عام مرد و عورت کو آنے جانے کی اجازت تھی۔ لوگوں کو خود مخاطب کرتا، ان کے حالات دریافت کرتا، بے انصافی کا قلع قمع کرتا اور مظلوم کو ظالم سے اس کا حق دلاتا، کیونکہ سلطان کے ہاں اسد الدین شیرکوہ کا مقام و مرتبہ حاصل تھا کہ یہ بھی سلطان ہی معلوم ہوتا، چنانچہ اس نے بہت مال و دولت اور جاگیریں جمع کر لیں، اس سلسلے میں اس کے بعض ملازمین نے پڑوس والے زمینداروں پر ظلم کرنا شروع کر دیا تھا، اور پھر قاضی کمال الدین کے پاس جو شخص بھی انصاف کے لئے آتا، قاضی اس کی مدد کرتا خواہ وہ کسی بھی امیر کے خلاف ہو، علاوہ اسد الدین کے کہ اس کے خلاف قاضی کچھ نہ کر پاتا تھا اور شاید اچانک اس کے پاس پہنچا تھا چنانچہ جب نور الدین نے دار العدل بنایا تو اسد الدین نے اپنے کارندوں کو سمجھایا کہ اب بھی اگر تم ظلم کرو گے، تو ہم پر قرینہ ہو گا اس لئے وہ ظلم سے باز آ گئے لہٰذا جب طویل عرصے تک کسی نے اسد الدین کے خلاف شکایت نہ کی تو نور الدین نے قاضی کمال الدین سے اس کی وجہ دریافت کی، قاضی نے وجہ بیان کی تو سلطان نے سجدہ شکر ادا کیا اور کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں ایسے ساتھی دیئے جو خود ہی ظلم کا خیال رکھتے ہیں۔

سلطان کی بہادری...... سلطان نور الدین کی دلیری اور بہادری کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ گھوڑے پر تیز تر کر اور کوئی نہ بیٹھ سکتا تھا اور اس حال میں گول اس سے مزید بہادری تھا، پولو کھیلتے ہوئے گیند اور پھر پیچھے دوڑتے ہوئے ذرا سا جھک کر گیند کو پکڑ لیتا اور میدان کی دوسری طرف پھینک دیتا، اس کا چوگان (پولو کی چھڑی) اس کے سر سے اونچا نہ ہوتا [بلکہ] ہاتھ آستین میں پوشیدہ ہوتا تھا، پولو کھیلنے میں بہت مہارت تھی۔

جنگوں میں شرکت...... بہت مستقل مزاجی اور دلیری سے جنگوں میں شریک ہوتا، لوگ اس کی بہادری کی مثالیں بیان کیا کرتے تھے، اس کا کہنا تھا کہ میں نے کئی مرتبہ شہادت حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن مجھے یہ مرتبہ حاصل نہ ہو سکا، اگر میں بھلائی کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں میری کوئی قدر و قیمت ہوئی تو اللہ تعالیٰ مجھے ضرور شہادت سے نوازیں گے کیونکہ اعمال کا دارومدار تو نیتوں پر ہے۔

قاضی قطب الدین کا جواب...... ایک مرتبہ قاضی قطب الدین نیشاپوری نے سلطان سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے سلطان! آپ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈالا کریں کیونکہ اگر خدانخواستہ آپ قتل ہو جائیں یا آپ شہید ہو گئے تو ہم سب بھی قتل کر دیئے جائیں گے اور دشمن شہروں پر قبضہ کر لے گا اور مسلمان کہیں کے نہ رہیں گے۔ سلطان نے کہا قطب الدین چپ ہو جاؤ اللہ کے حضور یہ بے ادبی ہے، محمود کی کیا حیثیت ہے؟ مجھ سے پہلے مسلمانوں اور اسلامی شہروں کی حفاظت کون کرتا تھا؟ محمود کی کیا حیثیت؟ راوی کہتا ہے کہ اس وقت وہاں موجود تمام لوگ رو دیئے۔

سلطان کی گرفتاری...... ایک مرتبہ سلطان کو ایک فرنگی بادشاہ نے گرفتار کر لیا اور اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرنے لگا کہ کیا سلطان نور الدین کو قتل کر دیا جائے یا مال و دولت لے کر چھوڑ دیا جائے اس بات پر ان میں اختلاف ہو گیا، آخر یہ طے پایا کہ سلطان کو چھوڑ دیا جائے اور فدیہ لے لیا جائے، چنانچہ سلطان نے ایک آدمی کو اپنے ملک بھیجا کہ وہ فدیہ کا مال وغیرہ لے کر آئے، یہ شخص جلدی واپس آیا، سلطان کو رہا کر دیا گیا اور سلطان

واپس آ گیا اس فدیہ کے مال سے کہ فرنگی بادشاہ نے ایک ایسا ہسپتال بنایا جس میں امیر غریب کو آنے کی اجازت تھی، اگر کوئی نایاب دوا یہاں موجود ہوتی تو اس کے حصول میں بھی کوئی رکاوٹ نہ تھی، خود سلطان نے بھی ایک بار یہاں سے دوا لی۔

میں (علامہ ابن کثیر) کہتا ہوں کہ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ جب سے یہ ہسپتال بنا ہے اُس وقت سے اب تک یہاں مسلسل آگ جل رہی ہے، اور اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

ترقیاتی کام...... سلطان نور الدین نے راستوں میں سرائے اور حوض تعمیر کروائے، خطرناک اور دشوار گذار علاقوں میں رکھوالے اور چوکیدار رکھے، خط لے جانے والے کبوتر رکھے تاکہ ہر جگہ کی اطلاع ملتی رہے، اس کے علاوہ خانقاہیں بھی بنوائیں، علماء اور صوفیاء کے ساتھ اکثر مجالس رہتیں، سلطان ان کا بہت احترام و اکرام کرتا اور نیکوں سے محبت بھی۔ ایک مرتبہ قاضی قطب الدین نے سلطان کے پاس بیٹھے ایک فقیہ عالم کو برا بھلا کہا تو سلطان نے کہا کہ خاموش ہو جاؤ، اگر تو نے سچ کہا تو اس کی نیکیاں اس کو ختم کر دیں گی جو تیرے پاس نہیں اس کی نیکیاں اس کی برائی کو دھو ڈالیں گی، اللہ کی قسم میں تمہاری تائید و تصدیق نہیں کروں گا، اگر دوبارہ تمہارے منہ پر یہ بات آئی یا میرے سامنے کسی نے کسی دوسرے کی برائی کی تو میں تجھے ضرور سزا دوں گا، خبردار اس سے باز آ جاؤ اور آئندہ ایسی حرکت مت کیجیو۔

دار الحدیث کی تعمیر سلطان ہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے دار الحدیث بنایا، سلطان بہت بارعب اور پروقار شخصیت کا مالک تھا، سب امراء اس سے ڈرتے تھے حتیٰ کہ بغیر اجازت کوئی اس کے سامنے بیٹھ بھی نہ سکتا علاوہ امیر نجم الدین ایوب کے حتیٰ کہ اسد الدین شیرکوہ اور حلب کے نائب مجد الدین بن الدایہ بھی کھڑے رہتے تھے، لیکن جیسے ہی کوئی فقیہ عالم یا فقیر صوفی آتا تو سلطان کھڑا ہو جاتا، اس کے ساتھ چلتا اور نہایت پروقار انداز میں اس کو اپنے تخت پر بٹھاتا، جب کسی کو کچھ دیتا تو کہتا یہی لوگ تو اللہ کا لشکر ہیں انہی کی دعاؤں سے ہم جنگیں جیتتے ہیں، جتنا میں نے ان کو دیا ہے بیت المال میں ان کا حق اس سے کہیں زیادہ ہے، یہ بھی ان کا ہم پر احسان ہے کہ اتنا سا ہی لے کر یہ لوگ ہم سے راضی ہو جائیں۔

سنت سے لگاؤ...... ایک مرتبہ کسی نے حدیث کا ایک ٹکڑا سنایا کہ رسول اللہ ﷺ تلوار کو اپنے گلے میں لٹکائے ہوئے گھر سے باہر تشریف لائے، تو سلطان حیران ہو کر بولا حسرت ہے لوگ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کیسے تبدیل کر دیتے ہیں، پھر اس نے تمام سپاہیوں اور امراء کو تلوار کمروں سے کھول کر گلوں میں لٹکانے کا حکم دیا، اگلے دن جب سلطان نے سپاہیوں کا معائنہ کیا تو سب نے تلوار گلے میں لٹکائی ہوئی تھی اور خود سلطان نے بھی، اور یہ صرف رسول اللہ ﷺ کے اتباع کی خاطر تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے۔

خواب کی تعبیر...... ایک مرتبہ وزیر موفق الدین خالد بن محمد بن نصر القیسرانی الشاعر نے سلطان سے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا کہ میں آپ کے کپڑے دھو رہا ہوں، سلطان نے فوراً کہا کہ عوام کے تمام ٹیکس معاف کر دو اور کہا کہ یہ خواب کی تعبیر ہے، اور پھر لوگوں کو بتایا کہ اب وہ آزاد ہیں ان میں کچھ نہ لیا جائے گا، حالانکہ یہ مال دشمن سے جنگ کرنے، اسلامی ملک، خواتین اور بچوں کے دفاع میں خرچ ہوتا ہے، یہ احکامات تمام ماتحت ممالک اور شہروں میں بھجوا دیے گئے، واعظین حضرات سے کہا کہ لوگوں کو بتاؤ کہ تاجروں سے یہ ٹیکس وغیرہ لینا ناجائز ہے، اور خود بعد میں اس طرح دعا کرتے کہ اے اللہ لوگوں سے ٹیکس اور عشر وصول کرنے والے محمود الکلب پر رحم فرما۔

گناہوں سے نفرت...... ایک مرتبہ برہان الدین بلخی نے سلطان پر عوام سے وصول کردہ ٹیکس کو جنگ میں استعمال کرنے پر اعتراض کیا تو سلطان سے کہا کہ تم لوگ کیسے جنگ جیت سکتے ہو جبکہ تمہارے لشکر میں ڈھول، بانسریاں اور شرابیں ہیں۔

ٹیکسوں کا خاتمہ...... یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عوام سے ٹیکس وغیرہ ختم کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ایک بڑے نیک آدمی اور واعظ ابو عثمان جسے ابن ابی محمد الواعظ کہا جاتا تھا سلطان کو ایسے اشعار سنائے جن میں سلطان کو امور سلطنت میں مصروف رہنے کی بنا پر شدید تنبیہ کی گئی تھی تو سلطان بہت رویا

اور باقی ماندہ شہروں سے بھی ٹیکس وغیرہ ختم کر دیئے اور تمام گورنروں اور عہدہ داروں کو لکھ دیا کہ موصل میں شیخ عمر الملا کے علم میں لائے بغیر کوئی فیصلہ نہ کریں، کیونکہ وہ بہت نیک اور صالح انسان تھے۔ سلطان خود بھی روزہ افطار کرنے کے لئے انہی سے قرض لیا کرتا تھا اور یہ خشک نانوں کے ٹکڑے اور جو کی روٹیاں سلطان کے پاس بھیجا کرتے اور سلطان افطار کیا کرتا۔

یہ شخص یعنی الملا ابو حفص بہت نیک تھا، ملا گیری سے گزر کیا کرتا اور تنور لیپا کرتا، صرف ایک جبہ تھا جو وعظ کے وقت پہنتا، اس کی مجلس میں ہزاروں لوگ آتے، یہ جو اشعار اس نے سلطان کو سنائے وہ یہ تھے۔

اے قیامت کے دن کو بھلانے والے انسان تو کیسے گزارا کرے گا جبکہ آسمان پھٹ گیا ہوگا۔
اگر کوئی یہ سمجھے کہ نورالدین نور سے گزر گیا ہے تو نور کا نور زندہ ہے اور تیرے پاس موجود ہے۔

تو نے دمشق میں لوگوں کو شراب پینے سے منع کر دیا ہے لیکن تو خود ظلم اور ناانصافی کے نشے میں ڈوبا ہوا ہے۔ تو نے نیکی کے اظہار کے لئے شراب کے پیالوں کو توڑ رکھا ہے لیکن ظلم کے پیالے تیرے پاس آئے جا رہے ہیں۔

تیرا کیا خیال ہے کہ جب تجھے تنہا قبر میں ڈال دیا جائے گا اور منکر نکیر تیرے پاس آ جائیں گے؟
تیرا کیا خیال ہے جب تو تنہا حساب دینے کھڑا ہوگا اور تو ذلیل و رسوا ہو اور حساب کی سختی ہو؟
تیرے مخالف تیرے پیچھے پڑے ہوں اور تجھے بے حساب زنجیروں میں باندھ کر گھسیٹا جا رہا ہو؟
تیرے لشکر تو تجھے چھوڑ کر چلے جائیں گے اور تو قبر کی تنگی میں اکیلا رہ گیا ہو؟
تو پسند کرے گا کہ کاش تجھ کو مخلوق نہ بنایا گیا ہوتا اور ایک دن کے لئے بھی کوئی تجھ کو امیر نہ بناتا۔
اور کیا تو سمجھتا ہے کہ موت کے بعد گڑھے میں پڑا رہے گا، موت کے عالم میں اور کون ہوگا تیرا؟
اور تیرا حشر اس حال میں ہو کہ تو ننگا ہو اور تو شرمندگی سے مرا جا رہا ہو لیکن لوگوں میں کوئی تجھے چھڑانے والا نہ ہو۔
کیا تو راضی ہے اس بات سے کہ تو زندہ ہو اور تیرا دل بصیرت کی اندھائی کو پسند کرے اور رحم آ رہا ہو؟
کیا تو راضی ہے کہ تیرے علاوہ کوئی اور جنت اس کے قریب کے گھر والے اور تو عذاب میں پھنسا ہوا ہو
اپنے لئے ایسا عمل تیار کر لے جس سے تو آخرت کے دن نجات حاصل کر سکے وہ دن عنقریب ہے جس دن تمام پوشیدہ باتیں ظاہر ہو جائیں گی۔

شیخ عمر کے ساتھ خط و کتابت...... ایک دن شیخ عمر ملا نے نورالدین کو خط دیا اطلاع دی کہ مفسدین بڑھتے جا رہے ہیں ان کے لئے کسی اچھے انتظام کی ضرورت ہے اور ایسا اس وقت ہوتا ہے جب کثرت سے مارا پیٹا جائے، قتل کیا جائے اور پھانسی دی جائے اور اگر کسی کو جنگل میں گرفتار کیا جائے تو بھلا کون گواہی دے گا۔ نورالدین نے اس خط کے پیچھے لکھ کر بھیجا کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا اور ان کے زندہ رہنے کے لئے دین کا ایک طریقہ مقرر کیا اور وہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ اس وقت مخلوق کو کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ مناسب سمجھتے کہ مصلحت میں شریعت کی نسبت اضافہ ہے تو مصلحت کو شریعت کے بجائے قانون بنا دیتے۔ اللہ نے جو قانون ہمارے لئے مقرر کیا ہے ہمیں اس سے زیادہ کی ضرورت بھی نہیں اور اگر کوئی شریعت میں اضافہ کرتا ہے تو گویا کہ شریعت کو ادھورا سمجھتا ہے اور اپنی اضافہ شدہ چیز سے دین کو مکمل کرتا ہے۔ جو اللہ اور اس کے مقرر کردہ قانون کے خلاف بڑی جرأت کی بات ہے۔ اندھی عقلوں کو ہدایت کی روشنی نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی اور ہمیں بھی سیدھے راستے کی طرف ہدایت دے۔

شیخ عمر ملا کو جب یہ خط ملا تو اس نے لوگوں کو جمع کیا اور کہا کہ دیکھو زاہد (عبادت گزار) نے بادشاہ کو کیا لکھا اور بادشاہ نے زاہد کو کیا لکھا؟

ایک مرتبہ شیخ ابوالبیان کا بھائی سلطان کے پاس آیا اور ایک شخص کے خلاف شکایت کرنے لگا کہ اس نے مجھے گالی دی ہے اور مذاق اڑایا ہے پھر اس کے بارے میں مطالبہ کرنے لگا، سلطان نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا:

"جب جاہل انہیں مخاطب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلامتی ہو" (سورۃ الفرقان آیت ۶۳) کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ

"جاہلوں سے بے رخی اختیار کر۔" (سورۃ اعراف: آیت ۱۹۹)

تو شیخ ابوالیمان کا بھائی خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا حالانکہ سلطان ان کا اور ان کے بھائی دونوں کا عقیدت مند تھا اور کئی مرتبہ ان کی ملاقات کو آیا کرتا تھا اور ان پر خرچ بھی کرتا تھا۔

شیخ ابوالفتح کا بیان ..... بغداد کے مدرسہ نظامیہ کے معید (سبق یاد کرانے والے) شیخ ابوالفتح الاشری الفقیہ جنہوں نے نورالدین کے حالات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے لکھا ہے کہ نورالدین تمام شرعی ضوابط کا لحاظ رکھتے ہوئے جماعت سے نماز پڑھنے کی پابندی کرتا تھا رات رات بھر نماز پڑھتا اور پڑھتے میں اللہ سے عاجزی و انکساری سے دعا کرتا۔

دشمن کی شہادت ..... آگے لکھا ہے "ہمیں بعض قابل اعتماد صوفیاء سے معلوم ہوا کہ جب فرنگی قبضہ کرتے ہوئے قدس میں گھسے تو انہوں نے ان کو پھر سے متحد کیا ہے جیسے قسیم بن القسیم کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی معاملہ ہے وہ فوجوں کے ذریعے ہمارے خلاف کامیابی حاصل نہیں کرتا بلکہ دعاؤں اور صلوٰۃ اللیل کے ذریعے ہمارے خلاف کامیاب ہوتا ہے کیونکہ وہ رات کو نماز پڑھتا ہے اپنے ہاتھوں کو دعا کے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے پھیلاتا ہے اور دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرتا ہے جو وہ مانگتا ہے اس کو دیتا ہے لہٰذا وہ ہمارے خلاف کامیاب ہو جاتا ہے" آگے لکھا ہے کہ یہ کافروں کی باتیں تھیں جو سلطان کے بارے میں تھیں۔

مساجد کی تعمیر ..... شیخ ابوشامہ نے لکھا ہے کہ سلطان نے الرہا کے باغ کو (ساتھ موجود جنگل کے علاوہ) دو حصوں میں تقسیم کیا آدھا جامع دمشق کی تعمیر و ترقی کے لئے اور آدھے کے بھی دو حصے کئے ان دونوں میں سے ایک حصہ مزید جامع دمشق کے لئے اور باقی آٹھ یا ۹ مساجد کے لئے استعمال ہوئے مساجد کے نام یہ ہیں:

(۱) ... جبل قاسیون کی مسجد الصالحین۔
(۲) ... قلعہ کی جامع مسجد۔
(۳) ... مسجد عطیہ۔
(۴) ... قصارین کی مسجد ابن لبید۔
(۵) ... مسجد دار بطیخ العتیق۔
(۶) ... سوقیہ میں مسجد العباس
(۷) ... مسجد دار الشیخ العتیق۔
(۸) ... یہودیوں کے عبادت خانے کے قریب جو الشیخ مسجد ہے جسے سلطان نے نئے سرے سے تعمیر کروایا۔ ان سب مسجدوں کو آدھے کے آدھا میں سے ایک حصہ ملا۔ سلطان کے کارنامے اور خصوصیات تو بہت زیادہ ہیں ہم نے چند ایک کے بیان پر اکتفا کیا ہے جن سے باقی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

وفات ..... شیخ شہاب الدین نے الروضتین کتاب میں سلطان کی اور بہت سی خصوصیات ذکر کی ہیں اور وہ قصیدے بھی بیان کئے ہیں جو سلطان کی شان میں لکھے گئے۔ انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب اسدالدین شیخ مصر کے جہاں وفات پا گیا اور صلاح الدین مصر کا حکمران بن گیا تو نورالدین نے کئی مرتبہ چاہا کہ صلاح الدین کی جگہ کسی اور کو مصر کا حکمران بنائے لیکن فرنگیوں سے جنگوں کی وجہ سے یہ کام نہ کر سکا آخر میں اس کی وفات کا وقت قریب آ گیا اور ۵۶۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

اس نے مصر جانے کا ارادہ کر لیا تھا اور موصل میں موجود اپنی فوجوں کو اطلاع بھجوا دی تھی کہ وہ شام میں ہی ٹھہریں تاکہ فرنگی حملوں سے بچا جا سکے اور سلطان خود مصر جائے صلاح الدین اس کی آمد کا سن کر خوف زدہ ہو گیا تھا۔

مہمانوں کی ضیافت … اس سال عیدالفطر کے دن بروز اتوار عید کی نماز کے لئے میدان میں حاضر ہوا اور پھر کو ان پھیپھڑے کی تکلیف ہو گئی تو حال سے اسے یہ کہہ رہی تھی کہ اے سلطان یہ تیری آخری عید ہے اس نے اس دن بڑا دستر خوان بچھایا اور اسے لوٹ لینے کا حکم دیا پھر اس کے بیٹے صالح اسمٰعیل کا ختنہ کے بعد نہلایا گیا اور میدان اس کی ختنہ کی خوشی میں پورے شہر کو سجایا گیا لگے اور سلطان پولو کھیلتے ہوئے خلاف عادت کسی امیر پر شدید غصہ ہوا اور پریشانی کی وجہ سے اپنے محل میں چلا گیا کیونکہ یہ خلاف عادت ہوا تھا غم اور پریشانی کی شدت سے سلطان بد مزاج ہو گیا تھا وہ خود بھی کسی سے نہ ملا۔ اس کی جان جا رہی تھی اور لوگ اپنی خوشیوں میں مشغول تھے اس کے ہونے سے لوگ خوش تھے لیکن اس کی عدم موجودگی سب پر بھاری تھی، اسی پریشانی میں اسے خناق کی بیماری ہو گئی جس کی وجہ سے وہ کسی سے بات بھی نہ کر سکتا تھا اس کو تو پچھنے کا مشورہ دیا گیا لیکن پچھنے نہ لگوائے اور علاج کا مشورہ بھی رد کر دیا کیونکہ اللہ کا حکم آ چکا تھا۔ آخر کار ۱۱ شوال بروز بدھ ۵۶۹ھ کو ۵۸ سال کی عمر میں سلطان نور الدین محمود زنگی نے وفات پائی۔

تدفین … اس نے کل ۲۸ سال حکومت کی، قلعے کی جامع مسجد میں اس کی نماز جنازہ ہوئی اور پھر اسی قبرستان میں اس کی تدفین ہوئی جسے اس نے باب الخواصین اور الذہب کے باب الخیس کے درمیان مدرسہ کے لئے بنوایا تھا اس کی قبر زیارت گاہ خاص و عام ہے لوگ اس کی قبر سے ہاتھ مس لگاتے ہیں اور برکت حاصل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ سلطان نور الدین محمود کی قبر ہے جس کی وفات خناق کی بیماری سے ہوئی اس کے بیٹے کو بھی شہید کہا جاتا ہے بہرحال ان کو ابوالقاسم بن عساکر کہتے ہیں۔ شعراء نے آپ کی تعریف میں قصیدے لکھے ہیں جو ابوشامہ نے بیان کئے ہیں عماد الکاتب نے تو کیا ہی خوب کہا ہے۔

جب موت سلطان کے پاس شہر نماز میں آئی تو میں حیران رہ گیا۔
کہ کس طرح ہم نے دشمن کے گھر کے سامنے اس کو کیسے ٹھہرایا ہے؟
اور مشہور شاعر حسن بن عرقلہ کے لقب سے مشہور ہے نے اس کی تدفین کے موقع پر مدرسے کے بارے میں کہا کہ
مدرسے سمیت ہر چیز مٹ جانے کی لیکن یہ علم اور قربانی میں باقی رہے گا۔
اس مدرسے کا تذکرہ نور الدین کی وجہ سے مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔
وہ کہتا ہے کہ اس کا کچھ حصہ قبر اور ستاروں سے کنارے کی طرح جگمگا رہا ہے
تمام شہروں میں میرا اور اسلام کا عشق ہے اور مدرسہ اب تک اسی سے مشک کی طرح ہے

سلطان کا حلیہ … سلطان کا قد لمبا، رنگ گندم گوں، آنکھیں خوبصورت، پیشانی چوڑی اور خوبصورت اور ترکوں جیسی شکل تھی، معمولی سی داڑھی ٹھوڑی کے نیچے تھی، بارعب ہونے کے ساتھ ساتھ منکسر المزاج تھا، چہرے پر نور اور عظمت تھی، اسے اپنا اور اس کی ضروریات کی اہمیت کو کہتا تھا اور اس کا خیال رکھتا تھا وہ شریعت کا بہت ادب اور تعظیم کرتے۔

صالح کی حکومت … اس سال شوال میں نور الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹے صالح اسماعیل کی حکومت کی بیعت کی گئی چونکہ وہ ابھی بچہ تھا تو اس کا اتابک امیر شمس الدین بن مقدم کو اس کا نگران مقرر کیا گیا اس موقع پر امراء اور سرداروں میں اختلافات پیدا ہو گئے، جھگڑے ہونے لگے شراب نوشی عام ہونے لگی۔ یہ سب چیزیں سلطان کے زمانے میں بھی موجود تھیں لیکن عام نہ تھیں یہاں تک کہ سلطان کے بھتیجے سیف الدین غازی بن مودود جو موصل کا حکمران تھا اور سلطان کے سامنے دم نہیں مار سکتا تھا اس کو جب سلطان کی وفات کا علم ہوا تو اس کے ہر کارے نے شہر میں فضول کھیل کود شراب نوشی شروع کر دی پھر عام معافی کا اعلان کر دیا اس اعلان کے دوران اس کے پاس ایک نصرانی دف اور شراب بج رہی تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ سیف الدین غازی بن مودود سلطان کے گھر بہت۔ سب امراء اور سردار چونکہ سلطان کے خوف سے لہو و لعب کا ارتکاب نہیں کر سکتے تھے۔ سلطان کی وفات کے بعد ان کو کھیل کود کا موقع مل گیا جیسے کسی شاعر نے کہا ہے۔

کی اور مجھے شراب پلاؤ اور یہ کہ یہ شراب ہے اور مجھے گانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اب میرا سلطان بننا ناممکن ہے۔

دمشق پر حملہ ...... یہ صورتحال دیکھ کر دشمنوں کو بھی لالچ ہوا اور فرنگی دمشق پر چڑھ دوڑے، سلطان کے بیٹے صالح اسمٰعیل کا نگران شمس الدین ابن مقدم لشکر لے کر ان کے مقابلے میں نکلا لیکن فرنگیوں سے مقابلہ نہ کر سکا اور بہت سا مال و دولت دے کر صلح کر لی، کیونکہ فرنگیوں کو صلاح الدین کا خوف بھی تھا۔ ادھر جب سلطان صلاح الدین کو ان حالات کا علم ہوا تو اس نے ابن مقدم وغیرہ کو بہت برا بھلا کہا اور دھمکی دی کہ میں فرنگیوں کے مقابلے کے لئے دمشق آنے والا ہوں، تو انہوں نے سلطان صلاح الدین کو جواب لکھا اور نہایت سخت جواب لکھا اور پھر سیف الدین غازی کو بھی اطلاع دی اور بتایا کہ وہ سیف الدین کو اپنا بادشاہ بنا لیں گے لیکن وہ ان کو سلطان صلاح الدین سے خوفزدہ کرے، لیکن سیف الدین کسی سازش کے ڈر سے ان کی مدد کی حامی نہیں بھری کیونکہ سلطان نورالدین نے ایک خواجہ سرا سعد الدولہ مستکین کو جاسوس بنا کر سیف الدین کے پاس رکھا ہوا تھا تا کہ وہ فحاشی اور لہو ولعب سے بچا رہے، سلطان کی وفات کی خبر سن کر خواجہ سرا خوفزدہ ہوا کہ کہیں سیف الدین اس کو پکڑ نہ لے لہٰذا وہ روپوش ہو گیا، ادھر سیف الدین کو جب اپنے چچا کی وفات کا یقین ہو گیا تو اس نے خواجہ سرا کو تلاش کیا نہ ملنے پر اس کے سازو سامان پر قبضہ کر لیا، خواجہ سرا حلب سے ہوتا ہوا دمشق روانہ ہو گیا، اور سرداروں سے مل کر یہ طے کیا کہ دمشق کی نگرانی ابن مقدم کے سپرد، قلعہ جمال الدین ایدین کے حوالے، اور سلطان کا بیٹا صالح اسمٰعیل خواجہ سرا سعد الدولہ مستکین کے حوالے۔ لہٰذا صالح اسمٰعیل کو حلب پہنچایا گیا، لہٰذا اس سال ۲۳ ذی الحجہ میں صالح اسمٰعیل کو حلب کے تخت پر بٹھایا گیا اور مجد الدین جو سلطان نورالدین کے بھائی اور سلطان نورالدین کے دودھ شریک بھائی شمس الدین ابن دایہ کا خیال تھا کہ صالح اسمٰعیل ان کی زیر تربیت ہونے کی وجہ سے ان کا زیادہ مستحق ہے، لیکن وہ نہ مانے اور ان سب کو گہرے کنویں میں قید کر دیا۔

صلاح الدین کو جب اس صورت حال کا علم ہوا تو اس نے ان لوگوں کو برا بھلا کہا اور ان کے لئے خط لکھا بہت اچھے سردار جیسے صلاح الدین کو یہ بھی لکھا کہ انہوں نے بچے کو ابن دایہ کے حوالے کیوں نہیں کیا حالانکہ ان کو مرحوم سلطان نورالدین کے ہاں بڑا مرتبہ حاصل تھا اور وہ قابل عزت تھے، لیکن ان لوگوں نے صلاح الدین کو بہت برے طریقے سے جواب دیا جس سے سلطان صلاح الدین نے تیاریاں شروع کر دیں لیکن مصر میں مصروفیت کی بنا پر فوراً روانہ نہ ہو سکا، جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

الحسن بن الحسن[1] ...... ابن احمد بن محمد بن ابو العلاء الہمدانی الحافظ، بہت سی احادیث کا سماع کیا اور بہت سے ملکوں کا سفر کیا، مشائخ سے ملاقاتیں کیں، بغداد سے متعدد کتب حاصل کیں، علم قرأت اور لغت میں معروف ہے، آپ تمام علوم میں ضرب المثل بن گئے، متعدد کتب تصنیف کیں، مذہب میں بہت اچھے تھے، نیک، سنی، صحیح عقیدے والے اور خیر خواہ تھے، ان کو قبولیت عامہ حاصل تھی۔ اس سال ۱۹ جمادی الثانی جمعرات کی رات میں وفات ہوئی، ۸۰ سال کا ہونے سے چند دن کم پر عمر ہے، ابن الجوزی نے لکھا ہے کہ مجھے کسی نے بتایا کہ کسی نے آپ کو خواب میں دیکھا کہ آپ جیسے ایک شہر میں ہیں جس کی دیواریں وغیرہ سب کتابوں سے بنی ہیں اور آپ ان کے مطالعہ میں مصروف ہیں، جب آپ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے مرنے کے بعد بھی اسی کام میں مصروف رکھے جس میں دنیا میں کرتا تھا تو اللہ

---

[1] [illegible] المنتظم ۱۰؍۲۴۸ [illegible] ابن الاثیر [illegible]
[illegible] الجزری فی غاية النهاية ۱؍۲۰۴ والطبقی فی طبقہ
[illegible] اور [illegible] اور المختصر المحتاج الیہ ۱؍۲۷۴ [illegible]
معرفة القراء ۲؍۱۲ [illegible] مسالک الابصار [illegible] ارشاد الاریب ۳؍۶۷ [illegible]

تعالیٰ نے میری دعا قبول کرلی۔

الزوزنی....امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر موجود کتب خانے کے نگران اسی سال ربیع الاول میں انتقال فرما گئے۔

محمود بن زنگی بن آق سنقر......سلطان عادل نور الدین شہید نے متعدد بار صلیبیوں کے بادشاہ فرنگیوں سے جہاد کیا، امر بالمعروف و نہی عن المنکر، علماء اور فقراء، صوفیاء سے محبت اور ظلم سے نفرت کرتے تھے، صحیح عقیدہ اور اچھے اعمال کو ترجیح دیتے تھے، آپ نے شریعت کا علم بلند کیا، سلطان کے رعب کی وجہ سے کوئی برائی نہ کر سکتا تھا۔ سلطان کثرت سے روزے رکھتا، رات بھر نماز پڑھتا، اپنے نفس پر قابو رکھتا۔ مسلمانوں کے لئے آسانیاں اور سہولت پسند کرتے تھے، علماء فقراء، مساکین، یتیموں اور بیواؤں کو عطیات وغیرہ دیا کرتا، سلطان کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت نہ تھی، اللہ تعالیٰ سلطان پر رحم فرمائے۔

ابن جوزی نے لکھا ہے کہ سلطان نے فرنگیوں سے پچاس سے زائد شہر واپس لئے مصری سلطان سے مملکت کو چھین لی۔

آگے لکھا ہے کہ جب سلطان کی موت کا وقت قریب آیا تو سلطان نے امراء اور سرداروں سے اپنے بیٹے صالح اسمٰعیل کے لئے بیعت لی اور طرابلس کے حکمران سے بھی وعدہ لیا کہ جب تک شاہی خاندان وہاں موجود ہیں وہ شام پر حملہ نہیں کرے گا، کیونکہ ایک مرتبہ سلطان نے حاکم طرابلس اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کیا تو اس نے اپنی رہائی کے عوض تین لاکھ دینار، پانچ سو گھوڑے، پانچ سو زرہیں، پانچ سو عربی تلواریں اور پانچ سو مسلمان قیدی بطور فدیہ دئیے اور یہ معاہدہ بھی کیا کہ سات سال سات مہینے اور سات دن تک مسلمانوں کے علاقوں پر حملہ نہیں کرے گا، اور فرنگیوں اور ان کے چیدہ چیدہ حکمرانوں کے سو بچے بطور یرغمال اپنے پاس رکھ لئے تھے کہ ان کی جان کے خوف سے وعدہ خلافی نہ کرے۔

مدت حکومت......سلطان نے بیت المقدس فتح کرنے کا ارادہ بھی کیا تھا لیکن مشغول تھے کہ سلطان کا آخری وقت آ گیا، لیکن چونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اس لئے سلطان کو اپنی نیت کا ثواب ملے گا۔ سلطان نور الدین نے ۲۸ سال اور چھ مہینے حکومت کی جیسے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ یہ ابن جوزی کے بیان کا خلاصہ ہے۔

الخضر بن نصر......علی بن نصر الاربلی الشافعی الفقیہ، یہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اربل میں درس دیا، یہ ۵۳۳ھ کا واقعہ ہے، آپ فاضل اور دیندار تھے، لوگوں کو ان سے بہت فائدہ ہوا، بغداد میں الکیا الہراسی وغیرہ سے علم حاصل کیا اور فتویٰ دیتے تھے۔

ابن عساکر نے اس سال کے بیان میں لکھا ہے اور ابن خلکان نے بھی اپنی کتاب الوفیات میں ان کے حالات بیان کئے ہیں اور لکھا ہے کہ "آپ کی قبر مرجع خلائق ہے میں نے کئی مرتبہ اس کی زیارت کی، میں نے خود لوگوں کو آپ کی قبر پر آتے جاتے اور برکت حاصل کرتے دیکھا ہے جیسے کہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔

بعض اہل علم نے آپ اور آپ جیسے دیگر لوگوں پر اعتراض کیا ہے جو قبروں سے برکت حاصل کرتے ہیں، علاوہ ازیں اسی سال فرنگیوں کا بادشاہ مری (murrey) کا انتقال ہوا اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے، وہ غالب عسقلان وغیرہ علاقوں کا حکمران تھا، اگر مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کی شفقت اور بروقت مدد نہ ہوتی تو یہ خبیث اسلامی علاقوں پر قبضہ کر لیتا۔

واقعات ۵۷۰ھ

مصر پر حملہ......اس سال کا آغاز ہوا تو سلطان ناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب بادشاہ مصر کو فرنگیوں سے بچانے کے لئے وہاں جانے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ اسے ایک کام آ پڑا جس نے اسے غافل کر دیا اور فرنگی ایک بڑی فوج جس کی مثال نہیں ملتی تھی اور بہت سی کشتیاں اور جنگی سامان محاصرہ کرنے کے آلات اور جانبازوں کے ساتھ مصری ساحل آ گئے، جن میں ۲۰۰ کشتی تھی اور ہر ایک میں ایک سو پچاس آدمی تھے اور ۳۰ سواری بھی

ثابت تھا اور صقلیہ سے اسکندریہ کے بیرون ان کی آمد سال کے آغاز سے چار دن پہلے ہوئی پس انہوں نے شہر کے ارد گرد خیمے لگائے اور منجنیقیں نصب کیں۔ اور اس کے رہنے والے ان کے مقابلے کے لیے نکلے اور انہوں نے اس کی حفاظت کے لیے کئی دن تک مقابلہ کیا اور دونوں طرف سے کئی جانیں ہلاک ہو گئیں۔ پھر اہل شہر نے منجنیقوں اور خیموں کے جلانے پر اتفاق کیا اور انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اور اس بات نے فرنگیوں کے دلوں کو کمزور کر دیا پھر مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان کی ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ان سے بہت کچھ حاصل کیا اور ہر طرف سے ان کو شکست دے کر ان کے پاس قتل کے سوا اور سمندر کے علاوہ کوئی راستہ نہ بچا تھا اور مسلمانوں نے ان کے اموال گھوڑوں اور خیموں پر قبضہ کر لیا۔ اور جو باقی بچے وہ بچ نکلے اور چلے گئے۔

سازش ...... اور جن باتوں نے ملک ناصر کو شام آنے سے روکا ان میں یہ بات بھی تھی کہ ایک شخص جس کے نام میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک کنز اور بعض کہتے ہیں عباس بن شادی۔ اور وہ دیار مصر کی حکومت کے لوگوں میں سے ایک تھا۔ اس نے ایک شہر کا سہارا لیا ہوا تھا جسے اسوان کہتے ہیں اور لوگ اس کے پاس جمع ہونے لگے۔ اور حبشیوں کے بہت سے بے وقوف لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور وہ بھی یہ تصور دیتا تھا کہ وہ فاطمیوں کی حکومت کو دوبارہ واپس لائے گا۔ اور ترکوں کو وہاں سے بھگا دے گا۔ پس بہت سے لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پھر انہوں نے قوص اور اس کے مضافات کا ارادہ کیا اور ان کے امیروں اور نوجوانوں کی ایک جماعت کو قتل کر دیا تو ملک صلاح الدین نے فوج کا ایک دستہ اس کی طرف روانہ کیا اور اپنے بھائی عادل ابوبکر کو اس کا امیر بنایا۔ پس جب دونوں کی لڑائی ہوئی تو ابوبکر نے اسے شکست دی۔ اور اس کے اہل کو قید کر لیا اور اسے قتل کر دیا۔

جب شہر ہموار ہو گیا ...... اور وہاں عبیدی حکومت کا کوئی سردار نہ رہا تو سلطان ملک ناصر الدین یوسف ترکی فوج کے ساتھ بلاد شام کو گیا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب بادشاہ نور الدین محمود بن زنگی فوت ہو گیا تو اس کے باشندوں کو خوفزدہ کیا گیا۔ اور ان کے ارکان کمزور ہو گئے۔ اور ان کے حکام نے اختلاف کیا اور ان کا جوڑ ٹوٹ گیا۔ اس کا مقصد شام کے باشندوں کے ساتھ اخلاق اور حسن سلوک کرنا اور ان کے ساتھیوں اور بھائیوں کو اس دین اور اسلام کی مدد کرنا۔ اور صلیبیوں کو دور کرنا اور قرآن کو غالب کرنا تھا۔

بلبیس روانگی ...... پس صفر کے آغاز میں وہ بلبیس میں اترا اور وہاں قیام کیا حتیٰ کہ فوج اس کے پاس اکٹھی ہو گئی اور اپنے بھائی ابوبکر کو مصر کا نائب مقرر کیا اور ۱۳ ربیع الاول کو بلبیس چلا گیا۔ اور ربیع الاول کے آخر میں وہ دمشق میں داخل ہوا اور بغیر تلوار کے چلے اور یہ واقعہ یوں ہوا کہ اس کا نائب شمس الدین بن مقدم نے اس کو پہلے خط لکھا تھا اور خط میں اس سے محبت کی اور جب اسے اس کی خبر کو لکھا تو اس سے خط و کتابت کرنے لگا اور اس نے اسے دمشق آنے پر آمادہ کیا۔ اور شہر اس کے سپرد کرنے کا وعدہ کیا۔ جب اس نے تیاری کی اور دیکھا تو حفاظت نہ کر سکا تو اس نے مدافعت کے بغیر شہر اس کے سپرد کر دیا۔

گھر واپسی ...... اور سب سے پہلے سلطان اپنے والد کے گھر واپس العقیقی میں اترا جسے ملک الظاہر بیبرس نے مدرسہ بنایا تھا اور اعیان شہر اسے سلام کرنے آئے تو انہوں نے اس سے بہت حسن سلوک دیکھا اور اس وقت نائب قلعہ آخر ریحان خادم تھا پس اس نے اس سے مراسلت کی یہاں تک کہ اسے مطیع بنا کر دیا حتیٰ کہ اس نے قلعہ کو اس کے سپرد کر دیا پھر وہ اس کے پاس آیا تو اس نے اس کا اکرام و احترام کیا۔ پھر سلطان نے بتایا کہ وہ نور الدین کے بیٹے کی تربیت کا لوگوں سے زیادہ حق دار ہے۔ کیونکہ نور الدین کے اس پر بہت احسانات ہیں۔ اور اس نے بیان کیا کہ اس نے دیار مصر میں نور الدین کا خطبہ دیا پھر سلطان نے لوگوں سے حسن سلوک کا معاملہ کیا۔ اور نور الدین کے بعد جو ٹیکس لگائے گئے تھے ان کے ابطال کا حکم دے دیا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کیا اور سامعہ کا نائب امام الہدیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

حلب روانگی ...... جب دمشق اس کی ملکیت میں ہو گیا تو جلدی سے حلب کی طرف گیا کیونکہ وہاں خرابی اور فساد تھا اور اس نے دمشق پر اپنے بھائی

طغتکین بن ایوب ملقب بہ سیف الاسلام کو نائب مقرر کیا اور جب وہ حمص سے گزرا تو اس کے گرد فوج کو پھیلا دیا اور اس کے قلعے پر اشتغال نہ کیا اور پھر وہ حماۃ کی طرف گیا اور اس کے شہر پر عز الدین بن جبریل سے قبضہ لے لیا۔ اور اس سے کہا کہ وہ اس کے اور حلبیوں کے درمیان اس کا سفیر بن جائے تو اس نے اس کی بات مان لی تو وہ اس کے پاس گیا اور انہیں صلاح الدین کی جانب سے ڈرایا تو انہوں نے اس کی طرف دھیان نہ کیا بلکہ اسے گرفتار کر کے قید میں ڈالنے کا حکم دیا۔ پس اس نے دیر سے سلطان کو جواب دیا تو اس نے انہیں ایک خط لکھا جس میں انہوں نے اختلاف اور عدم اتحاد پر ملامت کی تو انہوں نے اس کو بہت برا جواب دیا تو اس نے ان کی طرف آدمی روانہ کئے۔ جو انہیں اس کا اور اس کے باپ کا زمانہ یاد دلائے اور اس کے بچپن کا طریقہ اور موقف کی جن میں اہل الدین داخل ہوئے تھے نیز بعد ازاں یہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو پھر وہ حلب کی طرف گیا اور جبل جوشن پر اترا پھر اہل حلب میں اعلان کیا گیا کہ وہ باب العراق کے میدان میں حاضر ہوں پس وہ حاضر ہوئے تو ملک نور الدین کا بیٹا ان کے پاس آیا اور ان سے محبت کی اور صلاح الدین سے جنگ پر آمادہ کیا۔

شیعوں کی شرائط:… اور یہ بات خاص وزیروں کے مشورے سے تھی۔ اہل شہر نے اسے جواب دیا کہ اس کی اطاعت واجب ہے اور ان میں سے ایک نے اس پر شرائط عائد کیں کہ:

(۱)… حی علی خیر العمل کی اذان کی دوبارہ اجازت ہو اور
(۲)… بازاروں میں اس کا ذکر ہو اور
(۳)… جامع میں ان کے لئے شرقی جانب ہو اور
(۴)… جنازوں کے آگے بارہ آئمہ کے نام لئے جائیں اور
(۵)… ان کے جنازوں پر پانچ تکبیریں کہیں۔
(۶)… اور یہ کہ ان کے نکاح کا معاملہ شریف ابوطاہر بن ابی المکارم حمزہ بن زہرہ الحسینی کے سپرد ہو اور انہوں نے ان کی یہ تمام باتیں مان لیں پس جامع اور باقی سب شہروں میں بھی حی علی خیر العمل کی اذان دی گئی اور اہل شہر مصر کے آگے عاجز تھے۔

صلاح الدین پر قاتلانہ حملہ:… اور حلبیوں کی سازش یہ تھی کہ سب سے پہلے شیبان صاحب الحصن کے پاس پیغام بھیجا گیا اس نے ایک جماعت ناصر کے قتل کے لئے روانہ کی مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی بلکہ وہ بری طرح قتل ہو گئے۔ اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس موقع پر انہوں نے حاکم طرابلس القومس فرنگی سے دوستی کی اور وعدہ کیا کہ وہ ناصر کو جہاد سے روک دے تو بہت مال دیں گے۔ اس قومس کو نور الدین نے قیدی بنایا اور دس سال قیدی رہا۔ پھر ایک لاکھ پچاس اور ایک ہزار مسلمان قیدیوں کے فدیے میں دے دیے۔

طرابلس روانگی:… اور والد بچا سے حملہ آور ہو کر اس پر قبضے کا فیصلہ کر لیا تو سلطان ناصر اس کے مقابلے کے لئے نکلا اور سلطان نے اس کے شہر طرابلس کی طرف ایک دستہ روانہ کیا۔ جس نے لوگوں کو قتل کیا اور قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی اور جب ناصر اس کے قریب ہوا تو وہ اپنے کی طرف اپنے شہر طرابلس لوٹا۔ جو اس نے چاہا تھا اسے اس کا جواب مل گیا۔ ناصر کا حمص میں ٹھکانہ تھا اس نے قلعہ نہیں لیا تھا تو وہ پہنچنے کے لئے اس پر منجنیق نصب کر دیں اور زبردستی لے لیا۔ بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ واپس حلب آ گئے۔ جو اس کے چچا اللہ نے دے دیا۔ تو کسی شخص نے سلطان سے خطیب شمس الدین کے ہاتھ ایک شاعر کے ہاتھ ایک لمبا خط بھیجا جس میں اس نے کہا۔ جب سید کی جنگ کا ارادہ کرے تو خوب دیکھتا اور وہ مدح و صفت کی تعریفات کو دیا اور وہ مجھے نصیحت کرنے والے ہیں اگر ان کے بارے میں کہا جائے کہ وہ سمجھتے ہیں تو ان میں سے اکثر جلدی ہو چکے ہیں اور ان سے شرعی صدر کرتا ہوں [illegible] عبادت پیش نہیں ہوئی۔

اور یہ عجیب بات ہے کہ ملک شام میں عجیب و غریب کا عمل جن کے متعلق امید کیا ہوا آدمی بھی نہیں جاتا کیسے اونٹ کو چارہ [illegible] ہے اور اس کی پشت کے اوپر لکھا ہوا ہے۔

رجز بیانی...... ہم اپنی ہتھیلیوں میں آگ لیتے اور لوگ نور حاصل کرتے ہیں اور ہم اپنے ہاتھوں سے پانی نکالتے ہیں۔ اور دوسرے باتیں کرتے ہیں۔ اور ہم اپنے سینوں میں شیر کھاتے ہیں اور دوسرے تصاویر پر اعتماد کرتے ہیں۔ اور بدن ہماری پونجی کو اس دل کو اس عدل کے موقف میں واپسی کا سوال کرتے ہیں۔ جو گمشدہ چیز کو واپس کرتا ہے۔ اور ہم اطاعت کا اظہار کرتے ہیں اور دلوں کے حصے کی طرح حصے بیچتے ہیں اور ہمارا پہلا حال یہ تھا کہ ہم شام میں تھے ہم خود فتوحات کرتے تھے اور اپنی افواج سے آگے بڑھ کر کفار سے جہاد کرتے تھے۔ ہم اور ہمارا والد اور ہمارا چچا جس کون سا شہر فتح ہوا اور دشمن کا کون سا قلعہ یا فوج یا اسلام کا میدان کارزار ہے جس میں اس کے ساتھ لڑائی ہوئی ہے۔ ہمارے کارناموں سے کوئی ناواقف نہیں اور دشمن انکار نہیں کر سکتے حملے پر کنٹرول کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔ اور فوج کو اکٹھا کرتے ہیں۔ اور تیاری کے بارے میں سوچتے ہیں۔ شام کو وہ کارنامے ہوئے اور اجر ملا اور ہمارے لئے یہ بات نقصان دہ نہیں کہ ان کا ذکر کریں۔ پھر ان کی ان باتوں کا کیا ذکر جو انہوں نے کفر کو شکست منکرات کو دور اور فرنگیوں کو تباہ کرنے اور بدعات ختم کرنے کے بارے میں مصر میں کیا اور جو اس کا عدل پھیلا اور احسان کو نشر کیا اور جو بلاد مغرب یمن اور نوبہ اور افریقہ میں عباسیوں کے خطبے قائم کئے۔

حماۃ روانگی...... جب خط ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے برا جواب دیا انہوں نے حاکم موصل سیف الدین غازی بن مودود سے جو نور الدین محمود بن زنگی کا بھائی تھا خط و کتابت کے ذریعے اپنے بھائی عز الدین کو اپنی فوج کے ساتھ بھیجا اور وہ ان کے پاس آیا حلبی بھی ان کے ساتھ مل گئے۔ اور انہوں نے ناصر کی غیر حاضری اور قلعہ حمص میں اس کے اشتغال و تعمیر کے باعث حماۃ کا قصد کیا اور جب اسے ان کے متعلق اطلاع ملی تو وہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ ان کے مقابلہ میں آ گیا اور ان تک پہنچ گیا۔

صلح کی دعوت...... اور وہ بڑے لشکروں کے ساتھ تھے پس انہوں نے اس کا سامنا کیا فوج کی قلت دیکھ کر اسکو لالچ دیا اور اس نے رہا اور اس کو جنگ کا ارادہ کیا اور وہ انہیں چکر دیتا رہا۔ اور انہیں باہمی مصالحت کی دعوت دیتا رہا کہ شاید فوج اس سے آملے حتی کہ یہ بھی کہا کہ صرف میں دمشق پر قناعت کرتا ہوں اور میں وہاں ملک صالح اسماعیل کا خطبہ قائم کروں گا اور دیگر شام علاقے چھوڑ دوں گا۔ مگر خادم سعد الدین کمشتکین نے مصالحت سے انکار کر دیا۔ سوائے اس کے کہ وہ اس الرحبہ دے جو اس کے عمزاد ناصر الدین بن اسد الدین کے قبضے میں تھا انہوں نے کہا یہ مجھ سے نہیں ہو سکتا اور نہ ہی میں طاقت رکھتا ہوں۔

پس انہوں نے صلح کرنے سے انکار کر دیا۔ اور جنگ پر آمادہ ہو گئے۔

صلاح الدین کے ساتھ جنگ...... اس نے اپنی فوج کا ایک دستہ بنایا اور یہ ۱۹ رمضان المبارک اتوار کے دن قرون حماۃ کے قریب کا واقعہ ہے۔ اس نے بڑا استقلال دکھایا اور اسی دوران میں اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بن شاہنشاہ آ گیا اور اس کے ساتھ اس کا بھائی فروخ شاہ بھی فوج کے ایک دستے میں تھا۔ اس کی فوج غالب آ گئی ان پر اپنا رعب ڈالا وہ شکست کھا کر بھاگ گئے اور اس نے ان کے کچھ سرداروں کو قیدی بنایا اور اعلان کیا کہ بھاگنے والوں کا تعاقب نہ کیا جائے اور زخمیوں کو نہ مارا جائے اور جو لوگ قید میں تھے ان کو رہا کر دیا۔

حلب کی طرف روانگی...... جلدی ہی وہ حلب کی طرف روانہ ہو گیا جہاں حالات بہت خراب تھے۔ ان کو اپنے کئے کا انجام مل گیا تھا۔ کہ کل وہ صلح کر رہا تھا اور آج وہ صلح کی درخواست چھوڑ کر واپس چلا جائے۔ اس کے پاس حماۃ حمص کے علاقے کے علاوہ المعرۃ کفر طاب اور ماردین کا علاقہ بھی اسی کے پاس رہے گا۔ تو اس نے یہ بات قبول کر لی اور اپنے جنگ کے ارادے کو ترک کر کے قسم کھائی کہ اس کے بعد وہ بادشاہ صالح الدین سے جنگ نہیں کرے گا۔ اور اپنے ملک کے تمام منابر پر اس کے لئے دعا کرے گا اور اس کے بھائی مجد الدین نے بنی الدایہ کے متعلق سفارش کی کہ ان سے پہلے وصول کریں اور اس نے ایسا کر دیا اور پھر کامیاب و کامران ہو کر واپس آ گیا۔

نئے امراء کی تقرری...... اور جب وہ حماۃ میں تھا تو بادشاہوں نے مصر و شام کے عہدے اس کے پاس بھیجے اور اس نے ان کو اہل و اقارب

میں خلعت کر دے دو ایک جشن کا دن تھا اور اس نے حماہ پر اپنے ماموں کے بیٹے اور اپنے داماد شہاب الدین کو نائب مقرر کیا پھر حمص کی طرف چلا اور اسے اپنے عم زاد ناصر کو دے دیا جیسا کہ اس سے پہلے وہ اس کے باپ اسد الدین شیر کوہ کے پاس تھا۔ پھر ذوالقعدہ میں بعلبک سے دمشق تک کا علاقہ بھی دے دیا۔

جھوٹا نبی ……اور اس دمشق کے صوبے مغرا لحق سے ایک شخص ظاہر ہوا جو مغربی تھا اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اس نے کچھ خلاف عادت، محال باتیں اور شعبدات اور نیرنگیات دکھائے جس سے عوام اور جاہل لوگ فتنے میں پڑ گئے۔ پس سلطان نے اس کی تلاش کی تو حلب کے صوبے کی طرف بھاگ گیا۔ اور ہر جاہل اس کے پاس جمع ہو گیا۔ اس نے بہت سے کسانوں کو گمراہ کر دیا۔ اور اس نے ایک عورت سے شادی کر لی جس سے وہ محبت کرتا تھا۔ اور وہ کشادہ دیہاتوں کے رہنے والے میں سے تھی اسے اس کے متعلق معلوم کیا کہ اس نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ ان دونوں کا قصہ مسیلمہ اور سجاح کے مشابہ ہو گیا۔

کچھ متفرق واقعات ……اس سال خلیفہ کا وزیر بھاگ گیا۔ اور اس کا گھر لوٹ لیا گیا۔ اور اس سال ابوالفرج ابن جوزی نے اس مدرسہ میں درس دیا۔ جس کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ اور قاضی القضاۃ ابوالحسن بن الدامغانی اور فقہاء اور کبراء آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ اور یہ دن ایک جشن کا دن تھا۔ اور آپ کو قیمتی انعام دیا گیا۔

اس سال میں وفات پانے والے مشاہیر

روح بن احمد(۱) ……ابو طالب الحدیثی جو ایک وقت بغداد کے قاضی القضاۃ رہے آپ کا بیٹا سرزمین حجاز میں تھا۔ جب اسے اپنے باپ کی موت کی اطلاع ملی تو وہ بیمار ہو گیا اور آپ کے چند دن بعد فوت ہو گیا آپ پر رفض کی تہمت تھی۔

شملہ ترکمانی(۲) ……یہ بلاد فارس پر غالب ہو گیا اور نئے قلعے بنائے اور سلجوقیوں پر غالب ہو گئے تھے اور تقریباً بیس سال تک سب آپ کے ساتھ اچھے رہے پھر بعض ترکمانوں نے اسے جنگ کر کے قتل کر دیا۔

قیماز بن عبداللہ(۳) ……قطب الدین المستنجدی، آپ خلیفہ المستضیئ کے وزیر بنے اور آپ تمام افواج کے سالار تھے پھر آپ نے خلیفہ کے خلاف بغاوت کی اور دار الخلافت کا ارادہ کیا تو خلیفہ اپنی گھر کی چھت پر چڑھ گیا اور اسے عوام کو قیماز کے گھر کے لوٹنے کا حکم دیا اور اسے لوٹ لیا گیا اور یہ فقہاء کے فتوے سے ہوا پس وہ اور اس کے ساتھی جنگلات میں بھاگ گئے۔

---

(۱) ابن الجوزی نے المنتظم ۱۰/۲۵۵ میں اور ابن الدبیثی نے الورقة ۵ مخطوطہ پیرس ۵۹۲۲ میں اور ذہبی نے تاریخ اسلام الورقہ ۳۵ میں احمد ثالث ۱۲/۲۹۱۷ میں ان کا ذکر کیا ہے علاوہ ازیں ابن الجوزی نے بدر الدین العینی سے نقل کیا ہے کہ ان پر رفض کی تہمت نہیں عینی عقود الجمان ۱۶/۵۶۳ اور المختصر المحتاج الیہ ۲/۷۹ اور محی الدین القرشی نے الجواہر المضیئة ۱/۲۴۱ میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲) دیکھیں ابن الجوزی کی المنتظم ۱۰/۲۵۵ اس کے جیسے رسائل کی اطلاعات اس کے علاوہ ابن اثیر کی تاریخ الکامل کی انڈیکس جلد وغیرہ ذہبی کی تاریخ الاسلام ۳ احمد ثالث ۱۲/۲۹۱۷ اور العبر ۴/۲۱۱

(۳) دیکھیں ابن الجوزی کی المنتظم ۱۰/۲۵۵ اور ابن الفوطی کی التلخیص بقطب الدین کی سوانح ترجمہ ۲۹۲۳ وغیرہ ذہبی کی تاریخ الاسلام ۳۹ احمد ثالث ۱۲/۲۹۱۷ اور العبر ۴/۲۱۱

واقعات ۵۷۱ھ

صلاح الدین اور فرنگیوں کی صلح ...... اس سال فرنگیوں نے بادشاہ صلاح الدین سے جب کہ وہ مرج الصفر میں مقیم تھا۔ مطالبہ کیا کہ ان سے صلح کر لے تو اس نے ان کی بات مان لی کیونکہ شام میں قحط تھا اور اس نے قاضی فاضل کے ساتھ اپنی فوج کو دیار مصر کی طرف روانہ کیا تاکہ [illegible] کے واپس آ جائیں۔

ابو شامہ کہتے ہیں کہ [illegible] کو جانا چاہتا تھا تب [illegible] اس سال [illegible]

اور [illegible] لیکن [illegible] کے لئے [illegible] بادشاہ کا [illegible] اور دمشق کے ساتھ فوج [illegible] کر کے [illegible] اور خود ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ [illegible] اللہ تعالیٰ اس کی [illegible] گے۔

سیف الدین کا خط ...... نور الدین کے بھتیجے سیف الدین غازی حاکم موصل نے حلب والوں کی جماعت کو خط لکھا جس میں انہیں اس صلح پر [illegible] ان سے کہا [illegible] صلاح الدین [illegible] اس وقت وہ اپنے بھائی کے ساتھ جنگ کرنے اور محاصرہ کرنے میں لگا ہوا تھا اور [illegible] تھا اور [illegible] اس کی اپنے بھائی کے ساتھ جنگ [illegible] کی اطاعت کرنے سے انکار کر دیا تھا [illegible] اس نے اپنے بھائی کے ساتھ اس وقت صلح کی جب [illegible] پھر اس نے حلب والوں کو عہد توڑنے کی ترغیب دی تو انہوں نے اس سے جو وعدے کئے تھے اس کی طرف روانہ کر دیئے۔ اور جب ان کی [illegible] رہی تو اس نے ان کے خلاف اللہ سے مدد مانگی اور مصری افواج [illegible] اس کے پاس آ جائیں جبکہ وہ موصل کی افواج کے ساتھ آیا۔

سیف الدین کا صلاح الدین کا مقابلہ ...... اس نے اپنے چچا زاد ملک صالح عماد الدین اسماعیل سے ملاقات کی اور وہ بیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ [illegible] گھوڑوں پر سوار ہو گیا اور [illegible] اس کی طرف بڑھا اور وہ حملہ کرنے والے شیر کی طرح تھا۔ اس کے ساتھ صرف ایک ہزار سوار تھے [illegible] اور کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو اللہ کے حکم سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آ جاتی ہیں۔ لیکن مصری افواج ان کی مدد کو آ گئے [illegible] لشکر بھی [illegible] میں [illegible] واقعہ ہے۔

سیف الدین کی شکست ...... آخر میں شدید جنگ [illegible] ناصر الدین نے خود حملہ کیا اور شکست اللہ کے حکم سے [illegible] بہت سے اہل حلب اور موصل کو قتل کر دیا اور ملک سیف الدین غازی کے خیموں اور ذخائر پر قبضہ کر لیا۔ ان کی ایک جماعت کو قیدی بنا لیا اور ناصر نے ان کے [illegible] پر [illegible] ڈال کر انہیں چھوڑ دیا حالانکہ انہوں نے جنگ کے دوران [illegible] کی تھی [illegible] ہیں اور [illegible] سلطان [illegible] کے خیمے میں ان [illegible] کی موجودگی پائی [illegible] ہوتے ہیں اور [illegible] شراب [illegible] کامیاب [illegible] بادشاہ نے اسے اپنے پاس بلوانے کا حکم [illegible] اور کہا [illegible] سلام کرنے کے بعد کہا تم ان پرندوں سے مشغول [illegible] مجھے اس خوفناک حالت سے [illegible] ہے۔

سامان کی تقسیم ...... اور اس نے ان سے بہت سی چیزیں حاصل کیں اور انہیں اپنی مجلس [illegible] میں تقسیم کر دیا اور خود [illegible] تھے اور سیف الدین غازی [illegible] کے بھتیجے [illegible] نور الدین [illegible] اس کے خیمے میں [illegible] اور اس کے ساتھ ایک [illegible] کے سامان کو [illegible] کی طرف واپس کر دیا

اور کہا انہیں کہنا کہ یہ آلات تمہیں رکوع وسجود سے زیادہ محبوب ہیں اور اس نے مواصلہ کی فوج کو شرابوں اور کھیل کود کے سامان کی کثرت کے باعث شراب کی دوکان کی طرح پایا اور یہ ہر گناہ گار اور غافل اور بھول جانے والے کا طریقہ کار ہے۔

فوج کی شرمندگی......اور جب فوجیں حلب کی طرف واپس آئیں تو وہ بڑے ٹھکانے کی طرف پلٹ آئیں اور عہد توڑنے اور بادشاہ کی مخالفت کرنے پر پشیمان ہو گئیں۔ اور انہوں نے شیر کے خوف سے شہر کو مضبوط کیا اور حاکم موصل نے بھی جلدی کی اور وہاں پہنچ گیا اور رکا نہ یہاں تک کہ اس میں داخل ہو گیا۔

اور جب ناصر غنیمت کے مال سے فارغ ہو گیا تو وہ جلدی سے حلب کی طرف گیا۔ اور وہ بڑی طاقت میں تھا اس نے دیکھا کہ انہوں نے حلب کو مضبوط کر لیا ہے۔ اس نے کہا مصلحت کا تقاضا یہ ہے۔ کہ ہم شہر کے ارد گرد کے قلعوں کے فتح کرنے کی طرف سبقت کریں پھر ہم ان کی طرف واپس آئیں گے اور ان میں سے ہمارے لئے کوئی بھی رکاوٹ نہ ہو گی پس وہ ایک ایک قلعہ کو فتح کرنے لگا اور ان کی حکومت کے ارکان کو ایک ایک کر کے گرانے لگا۔ پس اس نے حزاعہ اور منبج کو فتح کیا۔ پھر اعزاز کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور حلبیوں نے سنان کی طرف پیغام بھیجا تو اس نے بادشاہ کے قتل کے لئے ایک جماعت بھیجی اور ان میں سے ایک جماعت سپاہیوں کے لباس میں اس کی فوج میں شامل ہو گئی اور انہوں نے شدید جنگ کی تو وہ ان سے مل گئے اور انہوں نے ایک دن موقعہ پایا بادشاہ اور لوگوں سے بے خبر تھا ان میں سے ایک شخص نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے سر پر چاقو مارا مگر اس کو زرہ کے ذریعے سے اللہ نے بچا لیا۔ چاقو اس کے گال پر لگا جس سے وہ معمولی زخمی ہوا۔ پھر حملہ کرنے والے نے بادشاہ کا سر پکڑ کر اسے زمین کی طرف [illegible] سے نہ چھوڑا [illegible] اور حملہ کرنے والے کو پکڑ کر اس کو قتل کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا پھر اس نازک وقت میں ایک اور نے اس پر حملہ کر دیا لیکن وہ بھی قتل ہوا اور تیسرا بھاگ گیا لیکن اسے بھی قتل کر دیا۔ اس روز جنگ بند رہی پھر بادشاہ نے شہر کو فتح کرنے کا پکا ارادہ کیا اور آخر میں اس کو فتح کیا اور بھتیجے تقی الدین عمر بن شاہنشاہ بن ایوب کو اس کی وراثت میں دے دیا اور حلب والوں پر اس کا غصہ سخت ہو گیا کیونکہ انہوں نے انہی حملے والوں کو بھیجا تھا اور انہوں نے اس پر دلیری کی تھی پس وہ آیا اور شہر کے سامنے جبل جوشن پر [illegible] کی چوٹی پر خیمہ لگایا اور یہ واقعہ ۱۵ ذوالحجہ کا ہے کہ اس نے اموال کو اٹھایا اور بستی والوں سے ٹیکس لیا اور شہر میں کسی بھی چیز کے اندر باہر جانے کو روک دیا۔ اور اس کو محاصرہ میں لے لیا حتیٰ کہ یہ سال گزر گیا۔

اور اس سال کے ذوالحجہ میں بادشاہ کا بھائی توران شاہ بلاد یمن سے اپنے بھائی سے ملاقات کے شوق میں اس کے پاس لوٹ آیا۔ اور اس نے بہت سے مال حاصل کئے۔ اور سلطان اس سے خوش ہوا اور جب دونوں اکٹھے ہوئے تو [illegible] بادشاہ نے کہا۔ میں یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اور اس نے اپنے رشتہ دار کو شہر یمن پر نائب مقرر کیا اور بعض کہتا ہے کہ اس کی آمد مواصلہ کی جنگ سے پہلے ہوئی تھی اور اپنی بہادری اور گھوڑ سواری کی وجہ سے فتح اور کامیابی کا سب سے بڑی وجہ تھا۔ اور اس سال مصر کے بھتیجے تقی الدین عمر کی اپنے غلام بہاء الدین قراقوش کو ایک فوج کے ساتھ شہروں مغرب کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے بہت سے شہروں کو فتح کیا۔ اور اس نے بہت سے مال حاصل کئے اور پھر مصر کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اس سال ابو الفتح [illegible] بن یوسف بن محمد بن مقلد توفی دمشقی الاصل دمشق آیا، العماد نے خریدہ میں اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ میرا دوست تھا اور تقریر کے لئے بیٹھا اور بادشاہ صلاح الدین بھی اس کے پاس آیا اور اس کے [illegible] بھی بیان کئے اور [illegible] جاتا ہے۔

[illegible] ہے اور ولی دمشق میں حاضر ہو گا وقت نے مجھے [illegible] میں سے [illegible] اور تو ہی اس کا عاشق ہے [illegible] ایک [illegible] میری [illegible] کر دی۔ وہ اس میں اس طرح پہنچتی ہے جیسے درخت میں پانی چلتا ہے تو نے مجھے [illegible] کی حفاظت ان عادات سے [illegible] تو نے معدن سے ہوتے [illegible] اگر میں تجھ میں گم ہو جاؤں تو میرے لئے فخر اور عزت ہے۔ اور اگر میں حاضر ہو جاؤں تو میرے سینے اور پسلیوں کو یہ کہتا اور اگر تو چھپ جائے میری راحت و آرام تجھ ہی میں ہے اور اگر تو حرکت کرے تو میرا دل تجھ سے خطرے میں ہے اور ظاہر ہوتا ہے تو میرے لئے نشانات کو مٹاتا ہے۔ اور اگر تو مجھ سے غائب ہو جائے تو میں ان نشانات سے زندہ ہوں گا۔

اس سال میں وفات پانے والے مشہور لوگ

علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ[1]...... ابن عساکر ابوالقاسم دمشقی آپ اکابر حفاظ حدیث میں سے تھے اور جو لوگ سننے کے ساتھ مجموعے کے ساتھ تصنیف کے ساتھ اور اطلاع کے ساتھ اور اس کی اسانید اور متون کے حفظ اور اس کے اسلوبات اور فنون کے مضبوط کرنے کے ساتھ معروف ہیں انہی میں سے تھے۔ آپ نے تاریخ شام ۸۰ جلدوں میں تصنیف کی ہے اور وہ آپ کے بعد ہمیشہ رہنے والی ہے اور آپ سے پہلے مؤرخین میں آپ جیسا کوئی نہیں ہوا ہے۔ اور متأخرین میں سے آپ کے بعد آنے والے لوگوں کو آپ نے درماندہ کر دیا ہے اور آپ اس میں بازی لے گئے ہیں۔ اور جس شخص نے بھی اس میں غور و فکر کی ہو گی جو کچھ آپ نے اس میں بیان کیا ہے۔ اس نے تاریخ میں آپ کے زمانے میں اکیلا ہونے کا فیصلہ دیا ہے اور یہ پہاڑ کی چوٹیوں میں سے بلند چوٹی ہے اس کے ساتھ علوم حدیث میں آپ کی مفید کتب بھی ہیں جو عبادت اور قابل تعریف کرنے والے طریقے پر مشتمل ہیں اور اطراف الکتب الستہ اور الشیوخ النبل اور تبیین کذب المفتری علی ابی الحسن الاشعری اور ان کے علاوہ چھوٹی بڑی تصانیف اور اجزاء اور الامالی بھی آپ کی کتابیں ہیں اور آپ نے حدیث کی تلاش میں بہت سفر کیے ہیں شہروں اور شیوخ کو پایا ہے اور آپ نے اپنی تواریخ میں تالیف کی ہیں آپ دمشق کے اکابر سرداروں میں سے تھے اور اس میں آپ کی امیری و وسیع شان والے اور بہت مال والے اور عطیات دینے والے لوگوں میں بہت بلند تھے۔

آپ کی وفات ۱۱ رجب کو ہوئی اور آپ کی عمر ۷۲ سال تھی۔ بادشاہ صلاح الدین آپ کی جنازہ میں شامل ہوا اور باب الصغیر کے قبرستان میں آپ کو دفن کیا گیا اور شیخ قطب الدین نیشاپوری نے آپ کا جنازہ پڑھایا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کے اشعار بہت ہیں ان میں سے یہ اشعار ہیں۔

اے نفس تجھ پر افسوس ہے بڑھاپا آ گیا ہے تو کھیل کود اور غزل کیا ہے؟ میری جوانی ایسی چلی گئی گویا وہ تھی ہی نہیں اور بڑھاپا ایسا آیا گویا یہ زائل ہی نہیں ہو گا۔ گویا اپنے نفس نے دھوکہ دیا تھا اور اب میری موت قریب آ چکی ہے کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ ازل میں اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کیا مقدر کیا ہے۔

ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ نے اس میں التزام ما لا یلزم کیا ہے اور وہ زاء اور لام کے ساتھ حرف روی ہے۔ اور آپ کے بھائی کا نام صائن الدین ہبۃ اللہ بن حسن تھا جو محدث اور عالم تھے جس نے بغداد میں سعد الخیر کے پاس بہت [illegible] اور پھر دمشق آ کر غزالیہ میں پڑھاتے رہے اور ۶۳ کی عمر میں وفات پائی۔

---

[1] [illegible] ، طبقات السبکی [illegible] ، شذرات الذہب [illegible] ، طبقات الاسنوی [illegible] ، کشف الظنون [illegible] ، معجم الادباء [illegible] ، مرآۃ الجنان [illegible] ، النجوم الزاہرۃ [illegible] ، وفیات الاعیان [illegible] کتاب [illegible] کی وفیات [illegible] ابن عساکر [illegible] کے ساتھ [illegible] کا ذکر نہیں ہے۔

۵۷۲ھ کے واقعات

اس سال کے آغاز میں شاہ مصر نے حلب کا محاصرہ کیا تو انہوں نے اس کی منت سماجت کر کے اس سے مطالبہ کیا کہ وہ ان سے مصالحت کرتے ہوئے صلح کرے۔ پس اس نے اس شرط پر ان سے صلح کی کہ حلب اور اس کے آس پاس صرف بادشاہ صالح کے لئے ہوں گے۔ تو انہوں نے یہ تحریر لکھ دی اور جب شام ہوئی تو بادشاہ صالح نے اسماعیل کو بھیجا کہ وہ اس سے حریر قلعہ اعزاز مانگے اور اس کی چھوٹی بہن خاتون بنت نور الدین کو بھی بھیجا تو وہ امیروں سے مطالبات کے قبول کرنے پر پہنچ و سوال کے احسان سے مسئول حاصل کرے اور بادشاہ نے اس بچی کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور اس نے زمین کو چوما تو بادشاہ نے اس کے مطالبے کو قبول کیا اور اسے جواہرات اور بہت سے تحفے دیئے۔ پھر حلب سے چلا گیا۔ اور اس نے اسماعیلیوں کی طرف جانے کا ارادہ کیا جنہوں نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی تھی۔ پس بادشاہ نے ان کے قلعوں کا چاروں طرف سے گھیراؤ کر کے لوگوں کو قتل کیا بہت سوں کو قیدی بنایا اور جانوروں کو پکڑ لیا اور کھیتیاں جلانے والوں کو بھی تہ تیغ کیا تھا اور شہروں کو گرا دیا۔ پھر اس کے ماموں شہاب الدین محمود بن تکش حماۃ کے حاکم نے ان کے بارے میں سفارش کی کیونکہ وہ اس کے پڑوسی تھے تو اس نے اس سفارش کو قبول کیا اور ملک کے نائب امیر شمس الدین محمد بن الملک المقدم نے جو کہ دمشق کا نائب تھا فرنگیوں کی ایک جماعت اس کے سامنے پیش کی گئی جنہوں نے اس کی غیر حاضری میں فساد اور تباہی کی تھی، جس کی وجہ سے اس کے دل نے فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے پر اسے مجبور کیا۔ پس اسماعیلیوں نے ان لوگوں کے ساتھ صلح کر لی پھر دمشق واپس آ گیا تو اس کے بھائی شمس الدولہ توران شاہ نے اس کا استقبال کیا تو اس کو معظم کا لقب دیا گیا پھر شاہ مصر نے مصر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا اور قاضی کمال الدین محمد شہرزوری بھی اسی سال ۶ محرم کو وفات پا گئے آپ بہترین بزرگوں میں سے تھے اور نور الدین کے بہت قابل آدمی تھے۔ اس نے جامع مسجد اور شہر کے خزانے اور دیوانوں کی تعمیر اور معاملات کی نگرانی آپ کے سپرد کر دی تھی۔ اور جب آپ وفات پانے لگے تو آپ نے اپنے بھتیجے ضیاء الدین بن تاج الدین شہرزوری کو قاضی بنانے کی وصیت کی حالانکہ وہ آپ سے ناراض تھا کیونکہ آپ کے اور اس کے درمیان اس وقت سے نفرت پیدا ہو گئی تھی جب صلاح الدین نے اسے دمشق میں قید کیا تھا اور آپ کی مخالفت کرتا تھا پھر بھی آپ نے اپنے بھتیجے کے لئے وصیت جاری کی اور وہ اپنے چچا کے طریقے پر قائم ہونے والی حکومت کی کرسی پر بیٹھا۔

اور سلطان کے دل میں شرف الدین ابو سعید عبداللہ بن ابی عصرون جن کو قاضی بنانے کی تمنا لگی ہوئی، اس نے بادشاہ کی طرف دمشق کی طرف ہجرت کی تھی۔ اور اس نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے دمشق کا قاضی بنائے گا اور اس نے اس کے متعلق قاضی فاضل سے خفیہ طور پر بات کی تو فاضل نے ضیاء کو مشورہ دیا کہ وہ اس عہدے سے استعفیٰ دے دے تو اس نے استعفیٰ دے دیا جو منظور کر لیا گیا۔ اور اس نے بیت المال کی وکالت بھی اس کے لئے ترک کر دی اور بادشاہ نے ابن ابی عصرون کو اس شرط پر قاضی مقرر کیا کہ وہ قاضی محی الدین ابو المعالی محمد بن زکی ان کا نائب مقرر کرے تو اس نے اسے مقرر کیا۔ اس کے بعد محی الدین ابو حامد بن ابی عصرون اپنے باپ کی بصارت کے چلے جانے کے بعد اس کے بڑھاپے کی کمزوری کی وجہ سے نیابتاً قاضی بن گیا۔

اور اسی سال صفر میں بادشاہ ناصر نے حرم امام شافعی و قرافہ پر اور اس میں شرعی علوم سے مشغولیت کرنے والے پر اور دینی علوم کی تدریس پر وقف کی۔ اور اس پر استاد قطب الدین نیشاپوری کو نگران مقرر کیا اور اسی ماہ میں سلطان مصر نے الست خاتون عصمت الدین بنت امیر معین الدین انر سے نکاح کیا جو بادشاہ نور الدین کی بیوی تھی۔ اور قلعہ میں رہتی تھی اور اس کا بھائی امیر الدین [illegible] نے اس سے اس کے نکاح کی ذمہ داری لی اور قاضی ابن ابی عصرون اور [illegible] نے ساتھ نکاح میں شامل ہوئے اور بادشاہ نے یہ شب اور اس کے بعد والی رات اس کے ساتھ گزاری اور دوسرے دن مصر کی طرف چلا گیا اور دمشق کے [illegible] سے پہلے [illegible] اور مرج الصفر میں اتر پھر گئے [illegible] قریب کر دیا۔ پھر اسی سال ربیع الاول کو جمعہ کے روز مصر میں داخل ہوا اور اس نے اپنے بھائی [illegible] سیف الدین ابو بکر [illegible] اس کا استقبال کیا۔ اور اس [illegible]

اور اس کے خاص قراء اس کی خوبیوں کو بیان کرنے لگے اور اس نے اس کے احترام کو دو گنا کیا اور اس کی قدر زیادہ کر دی۔ اور اس کی بہت سی باتیں ہیں جیسا کہ ابن جوزی کا بیان ہے۔

اس سال شعبان میں ناصر اسکندریہ گیا اور اپنے بیٹوں افضل علی اور عزیز عثمان کو حافظ سلفی سے قرأت حدیث سنوائی اور ان سے روایت کی۔ [illegible] ہفتہ چہار رمضان کو اس کے پاس گیا اور مصر [illegible] سب روزے رکھے۔ [illegible] اور شہر کی دیوار کی تعمیر مکمل ہو چکی تھی اور اس نے [illegible] جامع کی مرمت اور اس کی درستی کا حکم دیا اور قلعہ کے تعمیر ہونے کا حکم دیا جس کو جبل مقطم پر بنانے کا حکم دیا۔ اور اس میں بہت سی بڑی چیزیں وقف کیں جو ان سب کاموں کے لئے کافی تھیں اور رمضان ہی میں قاہرہ واپس آ گیا اور روزے رکھے۔

اور اس سال ناصر نے حضرت امام شافعی کی قبر پر فقہاء کے لئے ایک مدرسہ تعمیر کرنے کا حکم دیا اور شیخ نجم الدین الخبوشانی کو اس کا مدرس اور ناظر مقرر کیا اور اسی سال اس نے قاہرہ میں بیمارستان تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اور اسی سال قلعہ کے نائب موصل سیف الدین [illegible] جامع ایک خانقاہ اور ایک مدرسہ اور [illegible] کی تعمیر میں [illegible] کی وفات ۵۵۵ھ تک [illegible] اس [illegible] کے علاوہ کئی [illegible] مقصورہ [illegible] اور [illegible] اور لوگ [illegible] تھے اور اس سال خلیفہ نے بغداد [illegible] کا حکم دیا [illegible] سے الگ رہیں ہم اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

اور ابن جوزی نے منتظم میں ایک عورت کے متعلق بیان کیا ہے کہ وہ کہتی ہے کہ میں راستے میں جا رہی تھی تو جب میں ایک مرد کے پاس سے گزری تو اس نے مجھے روک لیا میں نے اس سے کہا تو اس نے مجھ سے [illegible] اور آدمی نے [illegible] ہوگا۔ چنانچہ میں نے [illegible] کے پاس جا کر [illegible] اس سے پاس [illegible] ہوئی۔ [illegible] بہت عجیب [illegible] قتل [illegible]۔

اس سال فوت ہونے والے مشہور و معروف لوگ

علی بن عساکر[1] ابن المرحب بن العوام ابوالحسن البطائحی المقری اللغوی: آپ نے حدیث کا سماع کیا اور [illegible] آپ کو لغت کی بھی معرفت تھی اور لغت [illegible] آپ کی کتابیں بغداد میں مسجد ابن [illegible] کے لئے وقف کر دیں [illegible] شعبان میں ۸۰ سال سے زیادہ عمر میں انتقال ہوا۔

محمد بن عبداللہ[2] ابن القاسم ابوالفضل [illegible] الشہرزوری [illegible] قاضی [illegible] الموصلی، آپ نے شافعی مذہب [illegible] ایک مدرسہ [illegible] اور آپ ادیب فاضل [illegible] تھے آپ دمشق میں [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

شیر بن زنگی کے زمانے میں قاضی مقرر ہوئے اور اس نے آپ کو وزیر بھی بنایا جیسا کہ ابن الساعی نے اس کے بارے میں بیان دیا ہے کہ وہ پیغام رسانی کرنے کے لئے آپ کو بھیجتا تھا۔ اور آپ نے ایک دفعہ خلیفہ المستضی کو ایک واقعہ لکھا اور جس پر لکھا تھا محمد بن عبداللہ الرسول تو خلیفہ نے اس کے نیچے لکھا ﷺ میں کہتا ہوں کہ نورالدین نے جامع دار الغرب اور دیواروں کی نگرانی آپ کے سپرد حوالے کی تھی اور آپ کے لئے ہسپتال اور مدارس تعمیر کئے، آپ کی وفات اس سال محرم میں دمشق میں ہوئی۔

شمس الدین خطیب …… ابن الوزیر ابوالفضیا، خطیب اور مصر کے وزیر کا بیٹا آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے صلاح الدین کے حکم سے دیار مصر میں خلیفہ المستضی بامر اللہ عباسی کا خطبہ دیا پھر آپ نے اس کے ہاں مرتبہ حاصل کیا حتی کہ اس نے آپ کو اپنے اور خلیفوں کے بادشاہ کے درمیان سفیر بنا دیا۔ آپ بہتر مطالع اور قابل تعریف کئی تھے شاعروں ادیبوں میں آپ کو اپنا کلام سناتے پھر ناصر نے آپ کی جگہ بادشاہ کے حکم سے شہرزوری کو مقرر کر دیا۔ اور اس کا کام مقرر ہوا۔

۵۷۳ھ کے واقعات

اس سال ملک ناصر نے قلعہ جبل اور قاہرہ اور مصر کے گرد دیوار تعمیر کرنے کا حکم دیا، چنانچہ قلعے کو بادشاہ کے لئے تعمیر کیا گیا اور مصر کے لوگوں کے لئے اس کی مثال اور اس کی شکل کا کوئی قلعہ نہ تھا۔ اور اس کی تعمیر کا کام امیر بہاؤ الدین قراقوش کے سپرد کیا گیا۔ اور اس سال مسلمانوں کے خلاف الرملہ کا معرکہ ہوا۔ اور اس سال جمادی الاولی میں بادشاہ ناصر مصر سے انگریزوں سے جنگ کرنے گیا۔ اور شہر رملہ تک پہنچ گیا جہاں اس نے قیدی بنائے اور غنیمت حاصل کی، اس کی فوج بستیوں اور گلوں میں پھیل گئی اور وہ فوج کے ایک دستے کے ساتھ اکیلا رہ گیا تو انگریزوں نے جانبازوں کے ایک لشکر کے ساتھ اس پر حملہ کر دیا اور وہ بڑی کوشش کے بعد جان بچا سکا پھر فوج اس کے بعد واپس آئی اور کچھ دنوں بعد اس کے پاس اکٹھی ہو گئی۔ اور اس کی وجہ سے لوگوں نے جھوٹی خبریں پھیلائیں لیکن مصر والوں نے نہ مانا یہاں تک کہ اسے دیکھ لیا اور معاملہ اس کے کہنے کے مطابق ہوا اور گرمیں واپسی کے بجائے غنیمت سے راضی ہو گیا۔ اس کے باوجود شہروں میں سلطان کی سلامتی کے خوشیوں میں شادیانے بجانے لگے اور یہ جنگ دس سال بعد ہوئی یہ یوم حطین ہے اور بادشاہ نے اس جنگ میں بڑی مردانگی دکھائی۔ اور اس نے بادشاہ ناصر تقی الدین کے پاس قیام کیا۔

اور اس کا دوسرا بیٹا قتل ہوا۔ اور وہ نوجوان تھا جس کی جوانی ابھی تازہ تھی۔ اس نے قتل ہونے والے پر غم کیا اور ایوب کی طرح صبر کیا اور داؤد کی طرح نوحہ کیا، اور وہ عالم بھائی ضیاء الدین عیسیٰ اور ظہیر الدین بھی قید ہو گئے۔ دو سال بعد بادشاہ نے ۹۰ ہزار دینار دے کر چھڑوا لئے اور اس سال حلب کی حکومت میں گڑبڑ ہو گئی۔ اور سلطان ملک صالح اسماعیل بن نورالدین نے خادم کمشتکین کو گرفتار کر لیا۔ اور اسے قلعہ حرم کے حوالے کرنے کا پابند کیا۔ اور وہ قلعہ اس کا تھا۔ اس نے اس بات سے انکار کیا۔ تو اسے الٹا کر کے لٹکا دیا گیا اور ناک میں دھواں کر دیا گیا جس سے مر گیا۔ اس سال فرنگیوں کے بادشاہوں میں سے ایک بڑے بادشاہ کی غیر حاضری میں اس کے نائبین کے اپنے شہروں میں مشغول ہونے کی وجہ سے شام پر قبضہ کے ارادے سے العماد الکاتب کا بیان ہے۔ کہ انگریزوں کی صلح میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ جب ان کے بادشاہوں میں سے بڑا بادشاہ آئے تو وہ اسے ہٹا نہیں سکتے ہیں۔ اور وہ ان کے ساتھ مل کر جنگ کریں گے اور اس کی مدد کریں اور جب وہ ان کو چھوڑ کر واپس چلا جائے گا تو صلح پہلے کی طرح قائم ہو جائے گی۔ پس اس بادشاہ نے جملہ انگریزوں کے ساتھ شہر حماۃ کا ارادہ کیا۔ اور اس کے حکمران بادشاہ کا ماموں شہاب الدین محمود بیمار تھا۔ اور نائب بھی دمشق اور جو اس کے ساتھ امیر تھے وہ اپنے اپنے شہروں میں مشغول تھے قریب تھا کہ وہ شہر پر قبضہ کر لیتے لیکن چار دن کے بعد انہیں شکست دی اور وہ حارم کی طرف چلے گئے۔ اور اس پر قبضہ کرنے کی ہمت نہ کر سکے۔ پھر حاکم حلب ملک صالح نے انہیں اس سے دور کیا اور جو مال اور قیدی انہوں نے اس سے طلب کئے انہیں دے گئے اور بادشاہ ناصر کا ماموں شہاب الدین محمود حاکم حماۃ فوت ہو گیا۔ اور اس کے تین دن پہلے اس کا بیٹا تتمش فوت ہوا تھا اور جب بادشاہ ناصر

نے فرنگیوں سے [illegible] آنے کی خبر دی تو وہ مصر سے شام کے شہروں کی طرف جانے کے لئے نکلا اور ۲۱ شوال کو دمشق میں آ گیا۔ اور [illegible] تب اس کے ساتھ اور اس کا بھائی [illegible] کے باعث مصر میں پیچھے رہ گیا۔

اور اس سال ملک ناصر صلاح الدین کے ہاں بیٹا ہوا جو ابو سلیمان داؤد ہیں۔ اور اس کے ذریعے اس کے بارہ بیٹے ہو گئے۔ اور اس کے بعد بھی اس کے یہاں کئی لڑکے پیدا ہوئے اور سترہ (۱۷) لڑکے اور ایک چھوٹی لڑکی جس کا نام مونسہ خاتون تھا چھوڑ کر مرا۔ مونسہ سے اس کے بھتیجے ملک الکامل محمد بن عادل نے نکاح کیا۔

اس سال بغداد میں یہود اور عوام کے درمیان جنگ ہوئی اس کی وجہ یہ ہوئی کہ ایک مؤذن نے گرجا کے پاس اذان دی [illegible] ایک یہودی نے [illegible] اور سخت کلامی کی مسلمان نے بھی اسے گالیاں دیں اور دونوں لڑ پڑے [illegible] مؤذن نے [illegible] کی کچہری میں شکایت کر دی جس سے حالات خراب ہو گئے لوگ جمع ہو گئے اور فساد بپا ہو گیا۔ اور جب جمعہ کا وقت آیا تو بعض جوامع میں لوگوں نے خطبہ کو روک دیا اور جلدی سے باہر جا کر عطاروں کے بازار کو جس میں یہودی رہتے تھے لوٹ لیا اور یہودیوں کے گرجے کو بھی لوٹ لیا جس انہیں روکنے کی ہمت نہ ہوئی خلیفہ نے عوام کے کچھ آدمیوں کو پھانسی دینے کا حکم دیا پس رات کو ان شریروں کی جماعت کو جو قید خانوں میں تھی باہر نکالا گیا اور ان کا قتل واجب ہو چکا تھا انہیں پھانسی دے دی گئی اور بہت سے لوگوں نے خیال کیا کہ یہ اسی واقعہ کی وجہ سے ہوا ہے۔ تو لوگ سکون سے خاموش ہو گئے اس سال خلیفہ عضد الدولہ کا وزیر ابن رئیس الرؤساء حج کو روانہ ہوا تو لوگ اسے رخصت کرنے کے لئے نکلے۔ تو تین نقاب پوش اس کی طرف بڑھے [illegible] کے پاس [illegible] ان میں سے ایک آہستگی کے ساتھ اس کی طرف بڑھا تاکہ اسے [illegible] پکڑائے پس اس نے اسے [illegible] چاقوؤں سے کئی ضربیں لگائیں۔ اور اسی طرح دوسرے اور تیسرے نے اس پر حملہ کیا۔ پس انہوں نے اس کے ٹکڑے کر دیے اور اس کے اردگرد جو جماعت تھی اسے زخمی کر دیا اور تینوں کو اسی طرح قتل کر دیا۔ اور وزیر کو اٹھا کر اپنے گھر لایا گیا۔ وہ اسی روز مر گیا اور یہ وہی وزیر ہے جس نے وزیر ابن ہبیرہ کے دونوں بیٹوں کو قتل کیا اور پھانسی دی تھی پس اللہ نے اسے اس پر مسلط کر دیا جس نے اسے قتل کر دیا۔ اور جیسا کرے گا ویسا بھرے گا۔

اس سال میں وفات پانے والے مشہور معروف لوگ

صدقہ بن الحسین[1] [illegible] ابو الفرج [illegible] آپ نے قرآن پڑھا اور حدیث کا سماع کیا اور عالم بنے اور فتویٰ دیئے اور شعر کہے۔ اور کلام [illegible] میں نظر [illegible] اور آپ کی تاریخ بھی ہے جسے آپ نے اپنے شیخ ابن الزاغونی پر [illegible] لکھا ہے جس میں کچھ عجیب و غریب باتیں ہیں [illegible] نے بیان کیا ہے کہ آپ عالم فاضل آدمی تھے اور کتابت کی اجرت سے کھانا کھاتے تھے اور [illegible] کے پاس ایک مسجد میں قیام کرتے تھے اس میں آپ امامت کرتے تھے [illegible] اور میں نے دیکھا کہ ابن جوزی [illegible] آپ کی خدمت کرتے تھے۔ اور آپ پر [illegible] کی باتوں کی تہمت لگاتے اور آپ نے ان کے شعر بھی [illegible] ہیں [illegible] سے زندیقیت بالکل جھلکتی ہے۔ واللہ اعلم۔ آپ نے اس سال ربیع الاول کے آخر میں ۸۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ اور آپ کو باب الحرم میں دفن کیا گیا۔ آپ کے متعلق بعض نے خواب دیکھے ہم اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آخرت میں خیر و عافیت کی دعا کرتے ہیں۔

---

[1] [illegible] المنتظم [illegible] شذرات الذہب [illegible]

محمد بن اسعد بن محمد[1] ...... ابو منصور العطار، آپ حفدہ کے نام سے مشہور ہیں آپ نے بہت سماع کیا۔ اور فقہ سیکھی اور مناظرے کئے اور فتوے دیئے اور بہت پڑھایا۔ بغداد آکر وہیں وفات پائی۔

محمود بن تکش شہاب الدین الحارمی ...... سلطان صلاح الدین کے ماموں، آپ بڑے بہادروں اور پہلوانوں میں سے تھے۔ آپ کے بھانجے نے حماۃ آپ کو جاگیر میں دیا، اور انگریزوں نے اس کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ اس وقت بیمار تھے۔ یہی اسی وجہ سے انگریزوں نے حماۃ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعد شہریوں کو قتل کر دیا۔ پھر اس کے شہریوں نے بہادری دکھائی اور ان کو تمام کو قتل کر دیا۔

فاطمہ بنت نصر العطار ...... آپ صالحات عورتوں میں سے تھیں اور کثرت سے تلاوت کرنے والی اور نفل پڑھنے والی تھیں اور پردہ کرنے والی، تقویٰ اختیار کرنے والی اور عبادت کرنے والی عورتوں میں سے تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ صرف اپنے گھر سے تین دفعہ باہر نکلیں اور خلیفہ وغیرہ کے گھر گئیں۔

۵۷۴ھ کے واقعات

اس سال قاضی فاضل نے ناصر کو اس کے بیٹوں شہزادوں کی ملاقات کا خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ وہ خدا کے فضل سے خوب خرم زندگی گزار رہے ہیں۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اللہ کی برداشت اور صبر کا نتیجہ ہے کہ جس نے ان کی جدائی اور دوری پر صبر کیا ہوا ہے۔ اس کی عقلمندی ہے۔ اور یہ اللہ کی طرف امتحان ہے اور ایک بڑی نعمت ہے کیا مالک یہ چاہتا ہے کہ اسے عزت دی جائے گی اور اپنے بیٹوں کو دیکھنا چاہتا ہے۔ کیا اس کا دل ان کو دیکھنے کا شوق نہیں رکھتا۔ یہ پڑھنا ان کے دل کو تسکین دے گا اور آنکھوں کو سماعت رکھنے سے بچا ہوا ہے۔

میرا دل ان کی محبت میں عذر کرتا ہے لیکن برداشت کئے ہوئے ہے

اور اس سال صلاح الدین نے ملک کے موجودہ ... نیکی سے ملاقات کی حالانکہ ان سے بہت کچھ محسوس ہوتا ہے۔ وہ ان کی تنگی دور کرنے پر قید کیا جاتا ہے اور بعض اوقات اسے ارقوش میں قتل نے بھی نہیں رہنے دیا اور اس نے ملک کے امیروں کے جنہوں نے ... دیا۔ بعض مصر میں اسے جاگیر دی اس کے ساتھ ہر سال تقریباً ہزار اشرفی کہ جو نہیں تھا کہ وہ اس کے علاوہ ہے کہ نیکی بھی کرنے والوں کے لئے مددگار ہوں۔ علاوہ اس کے ہاتھ جس سے لوگوں کو آسانی کا باعث ہے وہ اسی طرح اس نے حج سے آنے والوں کے لئے تیل مقرر کئے جو ان کے پاس آتے تھے (رحمہ اللہ)

ابن اثیر کا بیان ...... اس سال میں امیر شمس نے بعلبک میں بغاوت کر دی اور سلطان کی خدمت میں حاضر نہ ہوا اور وہ حمص میں فروکش تھا جس کی وجہ سے سلطان شاہ نے اس سے بعلبک مانگا تو اس نے دینے سے انکار کیا اور ابن مقدم نے اس سے باہر نکلنے سے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ سلطان نے خود آکر بغیر جنگ کے اس کا گھیراؤ کیا اور ابن مقدم کو اس کے بدلے میں بہت کچھ دیا اور وہ باہر نکل گیا تو اسے توران شاہ کے حوالے کر دیا گیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ اس سال بارش بہت کم ہوئی۔ جس کی وجہ سے گرانی مہنگائی ہوئی جس کے اثرات عراق، شام اور دیار مصر میں ۵۷۵ھ تک رہے پھر بارش ہوئی اور چیزیں سستی ہو گئیں۔ ان کے بعد سخت بیماری آئی اور ایک اور مرض شام کے اکثر حصوں پر طاری ہو گیا ۵۷۶ھ میں وبا ہوا اس کی وجہ سے بہت سے لوگ مر گئے جن کو صرف اللہ جانتا ہے۔ اور اسی سال رمضان میں خلیفہ کے ساقی صلاح الدین کے پاس آئے اور اس کے نائب اور امیر المومنین کا نمائندہ ہو۔ اور اس کے بھائی توران شاہ کو مستعلی امیر المومنین کا لقب دیا۔

---

[1] حفدہ کے حکمران ابو الفتح اسماعیل حسب کے نام کا ذکر ۱۱ حصے میں بھی آئے گا اس کے علاوہ التحبیر ۲/۱۰۱، ۸۹، تلخیص مجمع الآداب ۴/۸۹، ۸۹، ج ۵/۴۵، تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۳۳۳، دول الاسلام ۲/۸۵، شذرات الذہب ۴/۲۴۲، طبقات السبکی ۴/۹۲، ۹۳، طبقات الاسنوی ۱/۴۱۱، ۴۲۲، العبر ۴/۲۱۲، المنتظم ۱۰/۲۴۹، ۵۷۳ھ کی رعایت المختصر المحتاج الیہ ۱/۲۹، معجم البلدان ۱/۲۷۵، وفیات الاعیان ۴/۲۴۲، الوافی بالوفیات ۲/۱۰۲)

فروخ شاہ۔۔۔ اس سال ناصر نے اپنے بھتیجے فروخ شاہ بن شہنشاہ کو ان فرنگیوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا جنہوں نے بغداد کے کناروں اور علاقوں پر دست درازی شروع کر رکھی تھی۔ روانہ ہوتے وقت ناصر نے انہیں کسی قسم کی پیش دستی نہ کرنے کا کہا کہ جب تک وہ فرنگی ان کے پاس نہ آئیں تو وہ ان سے جنگ نہ کرے لیکن جب فرنگیوں نے ان سے کچھ تو سستی میں آکر خود ہی جنگ شروع کر دی۔ جس کی بنیاد پر انہیں شکست کا سامنا کرنا پڑا اور فرنگیوں کے بادشاہوں میں سے الہنفری کا حکمران قتل ہو گیا۔ جو ان کے بڑے بہادر بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ وہ جنگ کرنے سے نہیں تھکتا تھا یہی وہ قول سے قتل ہوا۔ پھر ناصر اپنے بھتیجے کے پیچھے گئے لیکن وہ ابھی راستے میں تھے کہ خبر پہنچی تھی کہ ناصر نے تیزی سے ان پر فتح پائی اور تیری کی طرف گئے جس کے پیچھے ہی ان کے بھتیجے کا لشکر تھا۔

قلعہ وادی۔۔۔ اور اس سال فرنگیوں نے وادی کے نیچے قلعہ بنایا جسے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ لڑنے اور ان کا راستہ روکنے کا ذریعہ بنایا۔ اور فرنگیوں کے بادشاہوں نے صلاح الدین کے ساتھ کئے ہوئے وعدوں کو توڑ دیا۔ پھر فرنگیوں نے ہر طرف سے شہروں کے اندر حملوں پر نکلے کیونکہ مسلمان اس وعدہ خلافی سے بے خبر تھے جس کی وجہ سے مسلمان گھبرا گئے۔

پس سلطان نے اپنے بھتیجے عمر کو حماۃ پر مقرر کیا۔ اور اس کے ساتھ ابن مقدم اور سیف الدین علی بن احمد المشطوب کو بھی تعینات کیا اور انہیں مقرر کیا اور فرنگیوں کے خلاف جنگ کرنے کے لئے اپنے نائب کو اپنے بھائی ملک ابوبکر کے پاس مصر چند دستوں کی مدد حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ اور فرنگیوں کو حکم بھیجا کہ وہ الوادی کے قلعہ کو خراب کر دیں لیکن فرنگیوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ اس قلعے کی تعمیر پر جو خرچ ہوا ہے وہ انہیں دے دیں تو اس نے پہلے ساٹھ ہزار دینار دیے جو انہوں نے قبول نہ کئے تو وہ بڑھاتے ایک لاکھ دینار تک لے گیا تو اس کے بھتیجے تقی الدین نے اس سے کہا انہیں مسلمانوں کے سپاہیوں پر خرچ کر دیں اور قلعے کو مسمار کر دیں تو اس کی بات مان لی گئی اور آئندہ سال اسے تباہ کر دیا جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

اور اس سال گزرتے ہوئے خلیفہ نے حضرت امام احمد بن حنبل کی قبر کی تختی لکھنے کا حکم دیا جس میں آیت الکرسی اور اس کے بعد لکھا تھا "تاج السنہ حبر الامت عالی ہمت عالم عابد فقیہ زاہد کی قبر ہے۔" اور ساتھ ہی تاریخ وفات تھی۔

قتل رافضی اس سال بغداد میں ایک شاعر کی گرفتاری کی گئی جو رافضی لوگوں کے لئے صحابہ کی بے حرمتی اور ان کے ساتھ بحث کرنے والے لوگوں کی شان میں گستاخی کے شعر پڑھتا تھا پھر خلیفہ کے حکم سے اس کے لئے ایک مجلس ہوئی جس میں شاعر سے بحث ہوئی تو پتا چلا وہ رافضی تھا اور لوگوں کو گمراہ کر رہا تھا۔

پس علماء دین نے اس کے دونوں ہاتھ اور زبان کاٹنے کا حکم دیا اور اس کے ساتھ یہی ہوا۔ پھر لوگوں نے اسے پکڑ لیا ہوا اسے اینٹوں سے مارنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ تنگ آکر اس نے دریائے دجلہ میں چھلانگ لگا دی۔ تو لوگوں نے دجلہ سے نکال کر اسے قتل کر دیا۔ جب وہ مر گیا تو لوگوں نے اس کے پاؤں کے ساتھ رسی باندھ کر اسے چہرے کے بل گھسیٹتے رہے اور شہر کے تمام بازاروں میں اسے گھمایا۔ پھر اسے اینٹوں اور پتھروں کے ساتھ ایک چولہے میں ڈال دیا۔ پولیس بھی اسے لوگوں سے چھڑا نہ سکی۔

اس سال میں وفات پانے والے مشہور و معروف لوگ

اسعد بن بلدرک الجبریلی[1]۔۔۔ آپ نے حدیث بیان کی اور آپ اچھی بات کرنے والے تھے اور آپ کا نام بہت روشن ہوا اور ۱۰۰ سال کی عمر میں وفات پائے۔

---

[1] وتتمہ من المختصر [illegible]

حیص بیص [1]: ...... ابو الفوارس سعد بن محمد بن سعد لقب شہاب الدین ابو الفوارس ہے حیص بیص کے نام سے آپ مشہور ہوئے۔ آپ کے شعروں کی کتاب مشہور ہے۔ آپ کی عمر ۸۰ سال تھی۔ ۵۷۴ھ ۶ شعبان منگل کے دن آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کا جنازہ نظامیہ میں پڑھا گیا۔ اور باب ابرز میں دفن ہوئے۔ آپ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ مراسلات کا کوئی آپ کی طرح بیان کرنے والا نہیں تھا۔ آپ ان کی عربی میں بات کرتے اور الفاظ [illegible] سے گفتگو کا اعتبار کرتے اور ان کی ملاقات نہ کرتے مگر وہ تکبر میں آ جاتا۔ آپ کا خیال تھا کہ آپ بنی تمیم سے ہیں۔ آپ کے والد سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس بارے میں کوئی علم نہیں میں نے یہ بات صرف اس سے کی ہے ایک شاعر نے اس کی تشریح کرتے ہوئے کہا ہے۔

کون کب تک بادشاہوں کی طرح بننے کی کوشش کرے گا حالانکہ تیرے خاندان کی تمیم تو ان کی کوئی خاصیت ہی نہیں ہے۔ وہ لوگوں کو اونچا بننے کی کوشش کرتا ہے حالانکہ تیری نسبت تو یہ ہے کہ تو ایک کھوٹی آواز ہے۔ اور حرمت اللہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو عمدہ باتوں کی حفاظت نہ کرے اور عصبیت [illegible] ان کے کام آنے والے حیص بیص کے اچھے اشعار میں سے چند یہ ہیں۔

کوئی آدمی اگر ایک وقت بھر بھی پشیمان رہے تو کیا یہ عجیب بات ہے؟ یہ اپنی موت سے بھاگتا ہے لیکن موت اس کے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ وہ غافلوں سے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے حتیٰ کہ وہ چاہتا ہے کہ زندہ رہے لیکن روز بروز موت کے قریب ہوتا جا رہا ہے۔ اور موت سے وہ کیسے بچ سکتا ہے۔

پھر کہتا ہے:

اے انسان کسی دن کے سے کبھی [illegible] باقی رہنے والی چیز خیال نہ کر۔ یہ دنیا تو مردوں کی [illegible] ہے اور [illegible] اپنی حرص خیال نہیں کرتا۔ اور بھی عمر کے [illegible] اسے بہتر خیال کر جنت آخرت میں [illegible] آخرت کے قریب جانے کے ساتھ ساتھ وہ اشعار ہیں جو الخریدہ کے مؤلف العماد محمد بن محمد بن حامد الکاتب نے اپنی کتاب الخریدہ میں بیان کئے ہیں۔

اے انسان یہ دنیا تو ایک جنگل کی مثال ہے کہ جس کے ایک جانب سبزہ ہوتا ہے اور دوسری جانب سوکھا ہوا ہے۔ دنیا کے ساتھ ہمیشہ امید مت باندھ بلکہ صرف دیکھ [illegible] اور دنیا کی لذتیں سوائے پچھتاوے کے اور کچھ نہیں۔ پس اگر تیرا کوئی [illegible] مر جائے تو اس کی موت پر [illegible] رونا اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ایک دن تو بھی اس دنیا سے چلا جائے گا۔

ابو سعد السمعانی نے حیص بیص کا ذکر اپنے ذیل میں کیا ہے اور اس کے دیوان اور رسالے جو کہ اس کی تعریف کی ہے۔ قاضی ابن خلکان نے بھی ان کے رسالوں کی تعریف کی ہے۔ اور اس کے بارے میں کہا ہے کہ اس میں غرور اور تکبر تھا اور وہ تکلف کے ساتھ باتیں کرتے تھے۔ اور شافعی مذہب کا فقیہ تھا پھر وہ خلافت اور مناظرہ کے علم میں مصروف تھا بعد میں ان سب کو چھوڑ کر شعر کہنے لگا۔ وہ عرب والوں کے اشعار اور زبان کا آپس میں بہت زیادہ مختلف ہونے کے سبب سمجھا جاتا تھا۔ ابن خلکان نے کہا ہے کہ اسے حیص بیص اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس نے لوگوں کو دیکھا کہ لوگ ایک دوسرے میں جھگڑ رہے ہیں تو کہنے لگا کہ اس حالت میں لوگوں کے لئے کیا ہوا ہے سوائے اس کے کہ شر اور فساد ہے۔ اس کی وجہ سے اس کا نام حیص بیص پڑ گیا اور وہ خیال کرتا تھا کہ وہ عرب کا طبیب اکثم ابن صیفی کی اولاد میں سے ہے جو کہ ایک اولاد میں شامل ہوتا تھا۔ اور حلہ میں اس کا قرض تھا جسے وصول کرنے کے لئے جا رہا تھا۔ اور بغداد میں فوت ہو گیا۔

محمد بن نسیم ...... ابو عبد اللہ الخیاط، عتیق الرئیس ابو الفضل بن عیسون ہے۔ آپ نے حدیث سنائیں اور ۱۰۰ سال کے قریب عمر پائی اور بزرگی سے گزر

---

[1] [illegible] ۲۰/۲۱۰ [illegible] ۱۹۱۳ [illegible] ۱۳۲/۲ [illegible] ۲/۱۶۱ [illegible] ۲/۱۲۱ [illegible] ۲۱۸/۱۰ [illegible] ۵۲۸ [illegible] ۲۳۲ [illegible]

مر گئے راوی نے بیان کیا ہے کہ مجھے کوئی مدینہ ابن علامہ القمری میں اپنی شعر سنائے۔

بڑھاپے والا اگر علم کمائے تو اس کی مثال اس راہب کی طرح ہے کہ جو اپنے گھر میں بیٹھ جائے اور اسے آپ کو بیوی نے بری طرح خدا کے نیک بندے ہونا چاہئے کہ وہ خدا کی عبادت کرے تا کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائے اور اپنے سامنے معافی مانگے اور دنیا کی رونق اور زیب و زینت کو نہ دیکھے۔ اور انسان اچانک یاد کرے کہ موت آنے والی ہے جس کا اسے کوئی علم نہیں اور موت کی کوئی خبر نہیں ملتی۔ قبر اور آخرت کے سوال و جواب سے بے خبر انسان کو بچنا چاہئے کہ اپنے رب سے ڈرے۔

۵۷۵ھ کے واقعات

اس سال مرج عیون کی جنگ ہوئی۔ اس سال کے شروع میں بادشاہ صلاح الدین نے مصر سے اپنی فوج کے ساتھ بانیاس کے قریب تل القاضی کے قریب قیام کیا۔ پھر فرنگیوں نے اپنی فوج کے ساتھ اس کا پیچھا کیا تو وہ بھی مقابلہ کے لئے آیا جب آمنا سامنا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی مدد سے فرنگیوں کی فوج کو شکست ہوئی اور ان کی ایک بڑی تعداد مسلمانوں کی قید میں آ گئی۔ اور بادشاہوں کی ایک جماعت کو قید کر لیا گیا اور وہ لوگ بچتے بچاتے بھاگے اور قید ہو گئے۔ جن میں اسداریہ کا سردار اور اسبتاریہ کا سردار اور طبریہ کے قسطلان اور رملہ کے بادشاہ اور دوسرے سرداروں کے علاوہ ان کے بہت سے بہادر اور دلیر آدمی بھی شامل تھے اور تقریباً تین سو قیدی ان کے ساتھ تھے۔ اور دمشق میں ان کو باندھ دیا گیا۔ عماد نے لکھا ہے کہ بادشاہ نے بات کو نہیں چھپایا کرنے کے لئے تو ان کے ساتھ پوری بات بیٹھے ہے۔ یہاں تک کہ فتح ہو گئی۔ اور اس روز اس نے علماء کے مشورے کے ساتھ نماز پڑھی۔ اور اس آدمی نے کہا کہ جنگ میں فرنگیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی۔ پھر اس نے ان قیدیوں کو دمشق کی طرف بھیجا تا کہ ان کو اس کے قلعے میں قید کر لیا جائے۔ بادشاہ رملہ ابن بارزانی نے ایک لاکھ پچاس ہزار دینار فدیہ دے کر اپنے ساتھ ایک ہزار قیدیوں کو رہا کروایا اور ان میں سے ایک جماعت نے اپنے فدیہ دینے میں بہت دیر کی اور کچھ قید میں مر گئے۔

اتفاق سے جس دن مرج عیون میں بادشاہ نے فرنگیوں کو شکست دی۔ اسی دن مصطفیٰ لولو کا بحری بیڑہ فرنگیوں کی تجارتی کشتی پر غالب آ گیا۔ اور اس کے ساتھ ایک اور کشتی بھی تھی انہوں نے اس کشتی سے ایک ہزار قیدیوں کے ساتھ منزل کی طرف کامیاب و کامران واپس ہوئے اور شعراء نے اس جنگ میں بادشاہ کی بہت تعریف بیان کی ہے اور اس نے بغداد کو اور لوگوں کو جب یہ خبر دی تو وہاں خوشی کے شادیانے بجنے لگے اور بادشاہ مظفر تقی الدین عمر نے جو کہ اس معرکہ میں موجود نہ تھا۔ اور اس سے بڑے کام میں مصروف تھا۔ اور وہ کام یہ تھا کہ روم کے بادشاہ قلج ارسلان نے قلعہ رعبان کو حاصل کرنے کے لئے فوج بھیجی اور اس نے خیال کیا کہ نور الدین نے اسے اس سے قبضہ کر لیا تھا اور اس کے بیٹے نے اس کی بات نہیں مانی اور اس کا بادشاہ کو جواب نہیں دیا۔ پس روم کے بادشاہ نے تقریباً بیس ہزار آدمیوں کو اس جنگ کے لئے بھیجا اور سلطان نے تقی الدین عمر کو آٹھ سو سواروں کے ساتھ بھیجا جن میں سے سیف الدین علی بن احمد المشطوب بھی تھا۔ پس انہوں نے ان کے ساتھ جنگ کی اور اللہ کے حکم سے ان کو شکست دی۔ اور قلعہ رعبان پر صلاح الدین کا تسلط ہو گیا۔ اور ابن شداد نے اس فتح کا ذکر کیا ہے۔ اور تقی الدین کو اس جنگ پر فخر تھا اور کہا کرتا تھا کہ اس نے بیس ہزار کو شکست دی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ تیس ہزار کو شکست دی ہے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے اس پر اچانک حملہ کیا اس لئے وہ ٹھہر نہ سکے اور پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ پس اس نے ان کا قتل عام شروع کیا اور جو کچھ وہ خیموں میں چھوڑ گئے تھے ان سب پر قبضہ کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے انہیں اسی روز شکست دی جس دن سلطان نے مرج عیون میں فرنگیوں کو ہرایا تھا۔

قلعہ احزان کی تباہی کا بیان...... یہ قلعہ صفد کے نزدیک ہے اس کے بعد سلطان اس قلعے کی طرف گیا۔ جسے فرنگیوں نے نیا تعمیر کیا تھا۔ اور اس میں کنواں کھودا تھا۔ جسے انہوں نے اپنے لئے چشمہ بنایا تھا۔ اور اسے داویہ کے سپرد کر رکھا تھا۔ پس سلطان نے ہر طرف سے اس کا ہر طرف

سے گھیر لیا اور ہر طرف سے اس نے اسے تنگ کر دیا۔ پھر جنگی زور سے اسے فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں موجود تھا اسے منتقل کر دیا۔ جس میں سے ایک لاکھ ہتھیار اور بہت سے کھانے کا سامان تھا۔ اس نے سات سو قیدی پکڑے اور ان میں سے بعض کو قتل کر دیا اور بقیوں کو دمشق بھیج دیا۔ پھر وہ بسبب وباء مریض ہو کر دمشق واپس آیا۔ وہاں اس کے دس امیر [illegible] سے مر گئے [illegible] کے بعد [illegible] یعقوب نے [illegible] اور شعراء نے اس کی تعریف کی اور ایک نے کہا ہے۔

تیری ایسی قسمت ہے کہ دمشق کے لوگ تیرے خلاف چل رہے تھے اور وہ خود تیری بزرگی کو دیکھتے ہیں [illegible] قسمت کا حصہ ہے اور یہ بات اللہ نے دشمنوں پر چھا دی اور بیت الاحزان کے قلعے پر کفر اور جنگ کا میدان میرے سامنے ہے جس میں [illegible] میدان میں جمع ہوئے ہیں۔ اس جنگ کی وجہ سے وہ دشمن ہو گیا ہے جس وقت انہوں نے حملہ کیا تو [illegible] اور [illegible] جس وقت سامنے آئے تو ان کے کانوں تک پہنچ گئے [illegible] لیے گرجا، صلیب اور کنیسوں اور دین حنیف اور دین عیسیٰ سے وہ مشہور ہوئے ہیں صلیب اور اس کی [illegible] کی جگہ کو [illegible] میدان بنایا۔ کیا تو کنیسوں کے [illegible] ہمیشہ سے [illegible] میں تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں۔ [illegible] خیر خواہی کرتا ہوں میں قرار دی ہے۔ یعقوب نے گھر کو چھوڑا اور یوسف آ گیا ہے۔

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا ہے۔

فرنگیوں کی ہلاکت جلد آ گئی اور اب ان طاقتوں کو توڑنے کا وقت آ گیا ہے اور اگر اس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہوتا تو وہ بیت الاحزان آباد نہ کرتے۔

قاضی فاضل کا خط: قاضی فاضل نے اس ژالہ باری کے متعلق جو [illegible] کی طرف لکھا اس کا کچھ حصہ یہاں درج ہے۔

اس علاقے کی ژالہ باری کا منظر [illegible] پتھروں کے ٹکڑے [illegible] گئے جن میں سے ہر پتھر کے وزن [illegible] ہاتھ کا تھا۔ اور ان کی تعداد بھی بڑے پتھروں سے زیادہ تھی۔ اس کی بنیاد میں ایک پتھر چار رطل [illegible] زیادہ بھی تھا اور وادیوں [illegible] کے درمیان [illegible] پتھر بھرے ہوئے تھے۔ جن لوگوں نے اسے [illegible] ہونے کے بعد [illegible] پتھروں سے [illegible] کا مشاہدہ [illegible] تھا۔ اور اسی [illegible] صلاح الدین نے اپنے بھتیجے عز الدین فرخ شاہ کو بعلبک میں جاگیر دی اور [illegible] نے اس سال [illegible] اور اس کے مقامات پر قتل و غارت شروع کی۔ اور [illegible] کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر دیا۔ اور فرخ شاہ [illegible] بہادروں میں سے تھا۔

اور اسی سال قاضی فاضل نے دمشق سے جا کر حج کیا اور پھر مصر واپس آ گیا اور راستے میں اسے بڑے خوف برداشت کرنے پڑے اور گزشتہ سال اس نے مصر سے جا کر حج کیا تھا [illegible] شام آ گیا [illegible] گزشتہ سال کی [illegible] تھا۔ اور اس [illegible] پڑا جس کی وجہ سے قصبے اور بستیاں تباہ ہو گئیں اور بہت سے لوگ مر گئے اور پہاڑوں سے [illegible] اور صحراؤں اور جنگلوں میں پہاڑوں کے درمیان [illegible] تھیں۔ حالانکہ یہ بڑے علاقے [illegible] تھے اور اس سال لوگوں کو شدید مشکل اور تنگی اور سخت تکلیف سے گزرنا پڑا اور بہت سے لوگ مر گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

المستضیٔ (بامر اللہ) کی وفات اور اس کے کچھ حالات[1] ...... آغاز شوال میں اس کے مرض کی ابتدا ہوئی اور اس کی بیوی نے اسے چھپانا چاہا مگر اس سے ایسا نہ ہو سکا اور بغداد میں بہت جنگ شروع ہو گئی اور عوام نے بہت سے گھروں اور مالوں کو لوٹ لیا اور جب ۱۲ شوال کا جمعہ آیا تو شہر کے خطیب ابو العباس احمد [illegible] کا خطبہ پڑھا اور وہ خلیفہ ناصر اللہ کے لئے تھا۔ [illegible] نے منبر پر اپنے نام سے

---

[1] اس کا تذکرہ ان متعدد کتب میں موجود ہے [illegible] کی کتب میں مثلاً ابن الجوزی کی المنتظم [illegible] ابن الاثیر کی الکامل [illegible] کی تاریخ [illegible] [illegible]

نے تمیں اوراپنے والد اور باپ سے جو نیک صفات تھیں وہ وفات پر بھی قائم رہیں۔ پھر المستضی نے اپنی بیماری کی حالت میں وصیت کی ہے، جب اس پر بیہوشی طاری ہوئی تو ماہ شوال کے آخر میں مر گیا۔ اس کی عمر ۳۹ سال تھی اور اس کی خلافت کا زمانہ ۹ سال اور کچھ دن تھا۔ اسے غسل دیا گیا اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی اور اسے تعمیر کردہ دارالعطر میں دفن ہوا اور اس کی وصیت کے مطابق ہوا۔ اس کے دو لڑکے تھے ایک اس کا وارث تھا جو اس کا ولی عہد تھا اور جانشین تھا۔ جس کا نام ابوالعباس احمد الناصر لدین اللہ تھا اور دوسرا ابو منصور ہاشم تھا۔ جس نے دو منزل میں وزارت کی اور ہر طرح اس میں سے تھا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والا تھا۔ بدعات اور لوگوں کے ٹیکسوں کو دور کرنے والا تھا اور صبر کرنے والا اور سخی تھا۔ اس نے بعد از مدرسہ بنایا۔

اس سال میں وفات پانے والے بزرگ اور معروف لوگ

ابراہیم بن علی ابو اسحاق شافعی مذہب کے امام تھے۔ آپ ابن فرداوی کے بعد بغدادی کے نام سے مشہور تھے۔ اور آپ مناظرہ کرنے والے اور صاف اور مکمل گفتگو کرنے والے شاعر تھے۔ آپ نے ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ آپ کا جنازہ ابوالحسن قزوینی مدرس نظامیہ میں پڑھا گیا۔

اسماعیل بن موہوب ابن محمد بن احمد الخضر ابو محمد الجوالیقی اور اسلام کو بیان کرنے والے تھے آپ اپنے زمانے میں وہاں کے امام تھے اور اپنے دوستوں میں اچھے اخلاق والے اور گہری نظر والے زبان اور نحو کے علم اور بہت زیادہ گفتگو کرنے والے تھے۔ آپ نے حدیث بیان کی اور اولیاء اور بزرگوں کے اوقات بیان کیے اور ان کی پیروی کی۔ رحمہ اللہ۔

المبارک بن علی بن الحسین ابو محمد بن الطباخ بغدادی مکہ میں اقامت کرنے والے اور وہاں کے حنابلہ کے امام تھے وہاں کے حدیث کو یاد کرنے والے اور اس کے ساتھ علم رکھنے والے تھے۔ جس دن آپ کا جنازہ پڑھا گیا وہ دن قیامت کی طرح تھا۔

ناصر لدین اللہ ابوالعباس احمد بن المستضی جب آخر شوال ۵۷۵ھ میں اس کا والد مر گیا اور بڑے امراء اور امیر اور تمام لوگوں اور عام لوگوں نے اس کی بیعت کی اور اس کے والد کی موت کے تھوڑے عرصے بعد منابر پر اس کا خطبہ دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی موت سے ایک دن پہلے اس کے واسطے وعدہ لیا تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ ایک ہفتہ پہلے لیا تھا لیکن اللہ نے لکھا تھا اور اس کی وفات کے بعد کسی آدمی نے بھی اس کے بیٹے کی اطاعت نہ کی۔ اور اسے ناصر کا لقب دیا گیا۔ اور بنو عباس قبیلے میں کسی نے اتنی لمبی مدت تک خلافت نہیں کی تھی۔ یہ اپنی وفات کے سال یعنی ۶۲۲ھ تک خلیفہ رہا۔ یہ بڑا عقلمند بہادر اور رعب والا آدمی تھا۔ جیسا کہ اس کی وفات کے موقع پر اس کے بارے میں کہا جائے گا۔ اور اس سال ذوالقعدہ کو قاضی ظہیر الدین ابو بکر بن العطار کو معزول کر کے اس کی اور اس کے دوستوں کی انتہائی بےعزتی کی گئی۔ پھر ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور شہر میں یہ بات مشہور کی گئی کہ خلیفہ ناصر کی حکومت مضبوط ہو گئی۔ اور ملک میں اس کے دبدبہ اور رعب کی شہرت ہو گئی اور تمام کاموں میں خلافت کا نظام پختہ ہوا اور جب عید الاضحیٰ آئی تو وہ حاضر ہوا اور دستور کے مطابق دربار میں اقامت کی گئی۔

۵۷۶ھ کے واقعات

اس سال سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں کے ساتھ صلح کر لی اور بلاد روم کی طرف گیا جو روم کے شہر میں گیا۔ اور وہاں کے بادشاہوں کے

درمیان ارتق میں صلح کرائی اور ارمن کے شہروں پر حملہ کیا۔ وہ وہاں قیام کیا۔ اور ان کے بعض قلعوں کو فتح کیا۔ اور ان سے بہت سے مال غنیمت حاصل ہوئے اور چاندی کے برتن حاصل کئے۔ کیونکہ ان کے بادشاہ نے ترکمانوں کے لوگوں سے خیانت کی تھی اس لئے اس نے اس بادشاہ کو ترکمانوں کی طرف واپس کر دیا اور پھر اس نے اس بات پر صلح کی کہ وہ اپنے ساتھ لائے گا اور قیدیوں کو اپنی قید سے آزاد کرے گا اور دوسروں کو فرنگیوں کے ہاتھوں سے چھڑائے گا اس کے بعد وہ کامیاب و کامران ہو کر واپس آ گیا۔ اور جمادی الاخریٰ کے آخر تک حماۃ میں داخل ہوا اور شعراء نے اس پر ان کی تعریف بیان کی ہے اور اس سال سیف الدین غازی بن مودود فوت ہو گیا۔ یہ خوبصورت، خوش طبیعت بہادر تھا اور گول داڑھی والا جوان تھا۔ اس نے دس سال بادشاہت کی اور تیس سال کی عمر میں وفات پا گیا۔ یہ عفیف دل اور عزت دار آدمی تھا۔ جب مجلس میں بیٹھتا تو لڑائی جھگڑا نہ کرتا۔ یہ بہت غیرت مند تھا کسی وجہ سے خدام کو عورتوں کے پاس جانے نہیں دیتا تھا۔ خون ریزی کو پسند نہ کرتا تھا۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ بخیل تھا اللہ اسے معاف کرے۔ اس نے ۳ صفر کو وفات پائی اس کا ارادہ تھا کہ وہ اپنے بعد اپنے بیٹے عز الدین سنجر کو بادشاہ بنائے گا۔ مگر چونکہ وہ چھوٹا تھا اس وجہ سے امیروں نے اس کے ساتھ اتفاق نہ کیا۔ اور سب نے اس کے بھائی پر اتفاق کر دیا اور اسے بادشاہ بنا دیا کہ جس کا نام عز الدین مسعود تھا۔ اس نے مجاہد الدین قیماز کو اپنا نائب اور مملکت میں منتظم بنایا اور خلیفہ کے پیغام پہنچانے والے صلاح الدین کے پاس درخواست کرتے ہوئے آئے کہ وہ سروج، الرہا، الرقہ، حران، قابور اور نصیبین کو ان کے قبضے میں رہنے دے۔ جیسے کہ وہ اس کے بھائی کے قبضے میں تھے۔ سلطان نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ یہ شہر مسلمانوں کی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ اور میں نے ان کے ہاتھوں میں انہیں اس لئے چھوڑا ہے کہ وہ فرنگیوں کے خلاف جنگ میں ان کی مدد کریں۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ اور خلیفہ کو خط لکھ کر بتایا کہ مصلحت اسی میں ہے کہ اسے مسلمانوں کی مدد کے لئے چھوڑ دیا جائے۔

سلطان توران شاہ کی وفات

اس سال میں سلطان ملک معظم شمس الدولہ توران شاہ بن ایوب برادر ملک صلاح الدین نے وفات پائی۔ اسی نے اپنے بھائی کے حکم سے یمن کے شہروں کو فتح کیا تھا اور وہاں ایک مدت عرصہ تک قیام کیا تھا۔ اور اس نے وہاں سے بہت سا مال اکٹھا کیا۔ اور پھر اس میں نائب مقرر کیا اور بھائی سے ملاقات کے شوق میں شام کی طرف آیا اور راستے میں اس نے اپنے بھائی کی طرف کچھ اشعار لکھے جو ایک شاعر نے جسے ابن المنجم کہا جاتا ہے اس کے لئے تیار کئے تھے اور وہ بہت اچھے اشعار تھے۔

"کیا میرے بھائی کو اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ شوق و رغبت کی وجہ سے آیا تھا بہت مدت کے بعد ہو جانے کے لیکن وہ پھر اس کی طرف آئے گا۔ اور میں اس کی ملاقات سے ایک دن کے لئے جیسے پر ہوں اور اگر موت جلدی آ جائے تو میں اس کی بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور وہ ہمارا وطن سے بھی محترم تھا اور جب ایک دوسرے سے دور ہوں تو ہمیں ملاقات کا حق آنے لگتا ہے میں اس بادشاہ کی طرف جا رہا ہوں کہ جب وہ ظاہر ہوتا ہے تو بادشاہ اس کی عظمت دیکھ کر اس کے سامنے جھکتے ہیں۔ میں نے خط میں اپنے ملاقات کے شوق کا کچھ حال لکھا ہے۔ اور میں نے جو ترکوں کو دیکھا کہ وہ جب آتے ہیں تو میں نے ان سے ... دیکھا ہے۔ اور بادشاہت کی مثال ایک ہتھیلی کی طرح ہے اور تیری مثال پنجے کی طرح ہے کہ بادشاہت کو آگے کیا ہوا ہے اور ہماری مثال انگلیاں ہیں کہ جنہوں نے بادشاہت کو پیچھے کیا ہوا ہے۔

وہ ۵۷۱ھ میں اپنے بھائی کے پاس آیا اور اس کے ساتھ مشہور جنگوں میں شامل ہوا اور اس نے اسے دمشق کا نائب مقرر کیا تھا پھر وہ مصر گیا تو اس نے اسے اسکندریہ کا نائب مقرر کیا مگر اسکندریہ میں اس کی طبیعت ٹھیک نہ رہی اور اسے قولنج کی بیماری ہو گئی تھی جس کی وجہ سے اسی سال وہ مر گیا۔ قصر امارت میں دفن ہوا اور پھر اس کی بہن ست الشام بنت ایوب اسے اٹھا کر لے گئی۔ اور قبر میں دفن کیا جو اس نے الشامیہ البرانیہ میں بنائی تھی۔ جس میں اس کی قبر قبلی ہے اور قبر کے درمیان اس کا خاوند ابو عمر ناصر الدین محمد بن اسد الدین شیرکوہ صاحب حمص ہے اور وہ اس کی ... ہے اور پیچھے ان کی قبر ہے اور تربت حسامیہ اس کے بیٹے حسام الدین عمر بن لاجین کی طرف منسوب ہے اور یہ قبر مدرسہ کے اوپر ہے۔ یہ توران شاہ بہادر اور صاحب ... تھا

والا، دلیر اور بہت خرچ کرنے والا تھا ابن سعدان حمی نے اس کے بارے میں کہا ہے۔

"یہ وہ بادشاہ ہے کہ اگر قیصر و کسریٰ سے اس کا مقابلہ کیا جائے تو وہ بھی اس کے سامنے غلام ہیں اور یہ سخاوت میں حاتم طائی سے بھی بڑھ کر تھا، اگر ہم نے کسی سے اس کے متعلق سنا ہوتا تو شاید یقین نہ آتا لیکن ہم نے اسے خود دیکھا ہے، اس لئے جو اس کی پناہ میں آ جاتا تو اس پر کوئی ظلم اور زیادتی نہیں کر سکتا اور جب وہ غریبوں پر پیسے تقسیم کرتا تو ایسا لگتا تھا کہ جیسے زوردار بارش ہو، اور ایسا لگتا تھا کہ اس کے ہاتھ پیسے تقسیم کرتے کرتے تھک جاتے تھے اور وہ دائیں ہاتھ ضرورت مندوں اور بائیں ہاتھ سے اور لوگوں میں مال تقسیم کرتا تھا"۔

حج بیت اللہ..... اور اس سال رجب میں خلیفہ مصر کے پیغام پہنچانے والے آئے اور ناصر الدین کے پاس تاج اور تحفے لائے تو اس نے دمشق کا خلیفہ بننے کا تاج پہنا اور شہر کو اس کے لئے سجایا گیا، وہ جشن کا دن تھا، اور رجب ہی میں بادشاہ مصر کے مالوں پر غور و فکر کرنے کے لئے اور وہاں رمضان کے روزے رکھنے کے لئے گیا اور جیسے کہ اس کا ارادہ اس سال حج کرنے کا تھا تو اس نے بھتیجے عز الدین فروخ شاہ کو شام کا نائب مقرر کیا، جو بہت خوبیوں والا تھا قاضی فاضل نے بادشاہ عادل ابو بکر کے متعلق حسن تقسیع اور مکہ کے باشندوں کو لکھا کہ بادشاہ مصر کا اس سال حج کا ارادہ ہے، اور بغداد کے شیخ جو بہت بڑے شیخ تھے صدر الدین ابو القاسم عبد الرحیم بھی ان کے ساتھ ہوں گے جو خلیفہ کی طرف سے پیغام رسانی کا کام کریں گے، وہ تاج لے کر آئے تھے تاکہ مصر کے دریا تک اس کی خدمت میں رہیں اور حجاز بھی اس کے ساتھ جائیں۔ جب بادشاہ مصر آیا تو فوج نے اس کا استقبال کیا اور شیخ کے ہاں تھوڑا سا عرصہ قیام کیا، یہاں تک کہ وہ سمندر کے راستے حجاز چلا گیا اور مسجد الحرام میں روزے رکھے۔

اس سال یہ تقویٰ دار بادشاہ مغرب کی طرف بھی گیا تو اس اور اس کے ارد گرد کے بہت سے قلعوں کو گھیرے میں لے لیا۔ اور اکثر قلعوں پر اس نے قبضہ کر لیا، اتفاق سے اس نے ایک قلعے سے ایک کالے رنگ کے غلام کو قیدی بنایا۔ اور جب اس نے اس قیدی کو قتل کرنا چاہا تو قلعہ والوں نے اس سے کہا کہ اسے قتل نہ کر، اور اس کی رہائی کے عوض دس ہزار دینار لے لو لیکن اس نے انکار کر دیا قلعہ والوں نے بڑھاتے ہوئے دس ہزار سے ایک لاکھ دینار تک کر دیئے لیکن وہ نہیں مانا اور اسے قتل کر دیا، تو قلعہ کا مالک جو ایک بڑا شیخ تھا اترا اور کہا میں بڑا آدمی ہوں اس کے پاس اس قلعے کی چابیاں بھی تھیں اس نے چابیاں بادشاہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کہ اس کی اور اس کے بیٹے کی حفاظت کرتا تھا جسے کہ تو نے قتل کر دیا میرے لڑکے اور بھائی بھی ہیں اس لئے میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ میرے بعد اس قلعے کے مالک ہوں، تو اس نے بادشاہ کو قلعے میں ٹھہرایا اور بہت سا مال دیا۔

اس سال میں وفات پانے والے معروف اور بزرگ لوگ

حافظ ابو طاہر سلفی(۱)..... آپ کا نام احمد بن ابراہیم تھا۔ اور آپ کا لقب الحافظ الکبیر المعمر اور کنیت ابو طاہر سلفی اصبہانی تھی آپ کے دادا

---

(۱) بے شمار لوگوں نے ان کا تذکرہ کیا ہے مثلاً الکامل ۱۱/۱۹۱ میں ابن اثیر نے۔ اللسان ۱/۲۹۹ میں محمد نے وفیات ۱/۱۰۵ میں ابن خلکان نے تاریخ ابن الدبیثی الورقہ ۱۸۵ (تہذیب)، الروضتین میں ابو شامہ نے، تاریخ دمشق میں ابن عساکر نے (تہذیب ۱/۴۳۹)، التاریخ المجدد میں ابن النجار نے جیسا کہ دمیاطی کے ذیل سے معلوم ہوتا ہے الورقہ ۲۱، التقیید میں ابن نقطہ نے الورقہ ۳۰، اعلام النبلاء ۱۳۳، العبر ۴/۲۳۸، تذکرہ ۴/۱۲۹۸، ذہبی تاریخ الاسلام الورقہ ۹۱ (احمد ثالث ۲۹۱۷) ۱۴/ التاریخ بغداد کے ذیل جیسا کہ ابن منظور کی اختیار الورقہ ۹۹ سے معلوم ہوتا ہے، مرآۃ میں سبط ابن الجوزی ۸/۳۴۲، طبقات ۶/۳۲ السبکی نے انساب میں سمعانی نے "الفی" کے ذیل میں اور الوافی میں صفدی نے ۷/۳۵۱، النجوم ۶/۸۲، لسان المیزان میں العبر ۱۹ الورقہ ۹۳، اللباب ۱/۵۵، المختصر المحتاج الیہ من التاریخ الدبیثی ۱/۲۰۹، میزان ۱/۱۵۵، طبقات شافعیہ ۳۲ میں نووی نے، اور ابھی دونوں کتابوں معجم شیوخ بغداد اور معجم السفر میں نووی نے تفصیل سے ان کی حالات زندگی بیان کئے ہیں کیونکہ یہ بھی نووی کے اساتذہ میں سے ہیں۔ دیکھیں ڈاکٹر بشار عواد کی تعلیق ذہبی کی اعلام النبلاء ۱۳۳ پر، اور معجم السفر مطبوعہ کے مقدمہ میں ان کا مقالہ الموسوم ۹ العدد الاول بغداد ۱۹۷۹ء)

ابراہیم کی وجہ سے آپ کو سلفی کہا جاتا تھا۔ سلفی اس لئے کہا جاتا تھا کہ اس کا ہونٹ چرا ہوا تھا جس سے اس کے ہونٹ تین حصے بن گئے تھے اس لئے عجمیوں نے آپ کا یہ نام رکھ دیا ابن خلکان نے بیان کیا ہے کہ آپ کو صدر الدین کا لقب دیا گیا اور آپ شافعی مذھب سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ بغداد آئے تو وہاں الکیا الہراسی سے جان پہچان ہوئی۔ اور خطیب ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی سے زبان سیکھی اور حدیث کو بہت بیان کیا۔ اور حدیثوں کو جمع کرنے کے لئے دور دور تک گئے۔

پھر ۵۱۱ھ میں اسکندریہ کی سرحد پر اترے اور خلیفہ وقت کے وزیر جو کہ انصاف کرنے والا تھا ابوالحسن علی بن السلار نے آپ کے لئے مدرسہ تعمیر کیا جو کہ آج تک آپ کے نام سے مشہور ہے ابن خلکان نے کہا ہے کہ آپ ۴۷۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اور حافظ عبدالغنی نے آپ سے روایت کی ہے کہ "مجھے نظام الملک کا ۴۸۵ھ میں قتل ہونا یاد ہے، میں تقریباً اس وقت دس سال کا تھا"۔

اور ابوالقاسم صفراوی نے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میری پیدائش اندازاً یقیناً ۴۷۸ھ میں ہوئی اس اندازے کے مطابق آپ کی عمر ۹۸ سال بنتی ہے اس لئے آپ نے ۵ ربیع الثانی ۵۷۶ھ کو جمعہ کی رات کو اسکندریہ میں وفات پائی (واللہ اعلم) اور وعلہ میں آپ کو دفن کیا گیا۔ اس میں نیک لوگوں کی ایک جماعت ہے۔ اور ابن خلکان نے صفراوی کے کہنے کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ ہمیں ۳۵۵ھ سے قاضی ابوالطیب طبری کے سوا کسی کے متعلق اطلاع نہیں ملی کہ اس کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی ہو۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں آپ کے بہت اچھے کارنامے بیان کئے ہیں اور حالانکہ وہ آپ سے پانچ سال پہلے فوت ہو گئے تھے۔

انہوں نے حدیثوں کو حاصل کرنے کے لئے اقالیم میں آپ کے سفر کرنے اور پھرنے کا ذکر کیا ہے کہ پہلے آپ صوفی تھے پھر اسکندریہ کی سرحد پر قیام کیا، اور ایک مالدار عورت سے نکاح ہوا تو پھر آپ کی حالت اچھی ہو گئی۔ اس نے وہاں آپ کا مدرسہ بنایا اور آپ کے کچھ اشعار بھی بیان کئے ہیں "کہا تو اس بات سے محفوظ ہے کہ موت اچانک آ جائے نہیں بلکہ موت تو نہ جوانی کو دیکھتی ہے نہ بڑھاپے کو موت سے تو جوان بھی نہیں بچ سکتا بلکہ وہ توڑ جاتا ہے۔ اور زمانے موت نے کسی کو نہیں چھوڑا۔ موت نہ برے لوگوں کو چھوڑتی ہے نہ خوبصورت بادشاہوں کو اور یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کیونکہ حضور اور فاطمہ الزہرا اور تمام صحابہ کرام کہ جو اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے تھے وہ ہمیشہ کے لئے زندہ نہ رہے اور فوت ہو گئے۔

پھر کہا ہے

اے علم کو بڑھانے کی غرض سے حدیثوں کی طلب رکھنے والے تو ہدایت کے راستوں سے بھٹک کر پھر رہا ہے تجھے تو معلوم ہے کہ علوم تو بہت ہیں لیکن سب سے بڑا علم دین کا ہے اور جو شخص اس دین پر عمل کرے تو اللہ کے ہاں اس کا بہت درجہ ہے اگر حدیث اور حدیث پر عمل کرنے والے نہ ہوتے تو حضور ﷺ کا لایا ہوا دین اپنی حالت میں نہ رہتا۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا وہ ہم تک نہ پہنچ سکتا، اور جب کوئی ہوشیار آدمی ہمارے دین میں شک کرے تو وہ دشمن پر سب سے زیادہ ناسمجھ ہے۔

۵۷۷ھ کے واقعات

یہ سال جب شروع ہوا تو سلطان صلاح الدین قاہرہ میں علم حدیث کی تعلیم حاصل کر رہا تھا کہ اسی دوران اس کو اس کے نائب عزالدین فرخ شاہ کا خط ملا کہ پچھلے سال وبا اور کثرت اموات کی بنا پر جو نقصانات ہوئے تھے تو اب اللہ تعالیٰ نے [illegible] اور حدیث [illegible] جڑواں بیٹے پیدا ہوئے ہیں اور یہ کہ شام میں قحط تھا لہٰذا اب وہاں سرسبزی و شادابی ہوئی۔

اسی سال شوال میں سلطان صلاح الدین اسکندریہ گیا تاکہ فصیلوں کی مضبوطی اور مکانات کی تعمیر کا معائنہ کرے۔ وہ اس سے محبت [illegible] تھے وہیں اسکندریہ میں سلطان نے شیخ ابوطاہر بن عوف سے بروایت طرطوشی موطا امام مالک کو سنا، اسی مجلس میں عماد کاتب بھی تھا قاضی الفاضل نے سلطان کو مبارکباد کا خط بھی لکھا ہے۔

سلطان صالح بن نور الدین الشہید کی وفات ...... اس سال ۲۵ رجب، حلب کے قلعہ میں حلب کے حکمران سلطان صالح بن نور الدین کی وفات ہوئی اور تدفین بھی وہیں ہوئی۔

جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ اس کی وفات کی وجہ یہ تھی کہ امیر علم الدین سلیمان بن حیدر نے اس کو شکار گاہ میں انگور کے رس میں زہر ملا کر دیا تھا، بعض مورخین کا بیان ہے یاقوت اسدی نے کسی مشروب میں زہر ملا دیا تھا اور اس سے سلطان کو درد قولنج ہو گیا تھا لہٰذا اسی مرض میں سلطان کی وفات ہوئی۔

سلطان کا تقویٰ ...... سلطان محمد خوبصورت نوجوان تھا اور اس کی عمر ابھی ۲۰ سال بھی نہ ہوئی تھی، بہت پاک دامن تھا، ظلم نہیں کرتا تھا، بیماری میں معالجوں نے شراب پینے کا مشورہ دیا تو سلطان نے فقہاء سے مسئلہ پوچھا تو انہوں نے اجازت دے دی۔ سلطان نے پوچھا آیا اس کے پینے سے میری عمر میں اضافہ ہوگا یا نہیں؟ فقہاء نے کہا نہیں تو سلطان نے کہا خدا کی قسم میں شراب نہ پیوں گا (یہ نہیں ہو سکتا کہ) میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کروں کہ میں وہ چیز استعمال کروں جس کے استعمال سے اللہ تعالیٰ نے باز رہنے کا حکم دیا ہے۔

وصیت ...... جب سلطان کو اندازہ ہوا کہ اب زندگی باقی نہیں رہی تو اپنے امراء اور سرداروں کو بلایا اور قسم دی کہ وہ اس کے چچا زاد بھائی عز الدین مسعود حکمران موصل کو صلاح الدین کا سامنا کرنے سے روکیں کیونکہ عز الدین بھی خوب مضبوط حکمران تھا اور اس کو خدشہ تھا کہ کہیں صلاح الدین کے مقابلے میں نہ آ جائے، اس کو یہ بھی ڈر تھا کہ کہیں عز الدین مسعود سنجار کے حکمران سلطان کے ایک اور چچا زاد بھائی عماد الدین زنگی کے ہاتھ پر حکومت کی بیعت نہ کر لے وہ نہ صرف سلطان کا بہنوئی تھا بلکہ سلطان کے والد کا تربیت یافتہ بھی تھا لیکن صلاح الدین سے نہ بچا سکتا تھا۔

عز الدین کی حلب آمد ...... سلطان کی وفات کے بعد اہل حلب نے عز الدین مسعود بن قطب الدین کو حلب آنے کی دعوت دی وہ رقہ سے ۲۰ شعبان کو حلب میں داخل ہوا، یہ حلب کی تاریخ میں جشن کا دن تھا، حلب آتے ہی اس نے سلطان کے مقرر کردہ تمام خزانوں وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور اسلحہ وغیرہ پر بھی۔ اس کا چچا تقی الدین منبج سے حماۃ چلا گیا وہاں بھی لوگوں کو عز الدین مسعود کا نام لیتے ہوئے پایا۔

اہل حلب نے عز الدین کو دمشق پر قبضہ کرنے پر اکسایا کیونکہ سلطان صلاح الدین وہاں موجود نہ تھا اور یہ بھی بتایا کہ صلاح الدین سلطان نور الدین کے گھرانے سے محبت رکھتا ہے لیکن اس نے جواب دیا کہ ہمارے صلاح الدین کے ساتھ بہت سے معاہدے ہیں میں ان معاہدوں کی خلاف ورزی نہ کروں گا۔ بہر حال چند مہینے وہ حلب رہا شوال میں سلطان صالح کی ماں سے نکاح کر لیا اور پھر رقہ آ گیا ادھر اس کے بھائی عماد الدین زنگی کے نمائندے موجود تھے جو اس سے حلب کے بدلے سنجار کا مطالبہ کر رہے تھے۔

چونکہ اس کا بھائی قوت و شوکت کے لحاظ سے اس سے زیادہ تھا، لہٰذا مجبوراً اس کو بھائی کی بات ماننا پڑی اور حلب بھائی کے حوالے کر دیا، عز الدین نے سنجار، خابور، رقہ، نصیبین اور سروج وغیرہ کو حلب کے بدلے لے لیا۔

حلب پر قبضہ ...... ادھر جب صلاح الدین کو صورتحال کا علم ہوا تو وہ فوج لے کر روانہ ہوا اور دریائے فرات کو عبور کر لیا یہاں صلاح الدین سے موصل کے حکمران کا نمائندہ ملا، کیونکہ وہ خود ملاقات سے ہچکچا رہا تھا، صلاح الدین جزیرہ کے تمام علاقوں پر قابض ہو گیا، موصل کے محاصرے کا ارادہ تھا لیکن وہ موصل کے بجائے حلب آیا اور اس پر قبضہ کر لیا کیونکہ عماد الدین میں اتنی طاقت نہ تھی کہ حلب کی حفاظت کر سکتا اور پھر عز الدین نے اس میں دلچسپی رکھی [illegible] تھے جیسے کہ آئندہ سال کے واقعات میں یہ بات آئے گی۔

یمن میں طغتکین کی حکومت ...... علاوہ ازیں اسی سال الکرک کے حکمران ابرنس نے حجاز کے قبائل پر حملے کا ارادہ کیا کیونکہ وہ وہاں سے [illegible] نزدیک تھا، صلاح الدین نے دمشق سے ایک دستہ تیار کر کے بھیجا۔ اس کے علاوہ صلاح الدین نے اپنے بھائی سیف الاسلام طغتکین الدین [illegible] یمن کا نائب بنا کر بھیجا کیونکہ یمن میں صلاح الدین کے بھائی معظم کی وفات ہو گئی تھی اور وہاں کے امراء بہت پریشان تھے۔ [illegible] یمن پہنچا اور نہایت عمدگی سے حکومت شروع کی وہاں زبیدی حکمران خطان بن منقذ کے مال و دولت کی نگرانی بھی کرنے

لگا جو ایک کروڑ دینار سے بھی زیادہ تھے۔ عدن کا نائب حکمران عثمان زنجیلی اس کے یمن آنے سے پہلے ہی شام پہنچ چکا تھا، اس نے یمن میں بہت اوقاف کیے جو مشہور ہیں، باب توما کے باہر موجود دار المعظم کے سامنے قائم مدرسہ زنجیلیہ کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے، اس نے یمن سے بہت مال حاصل کیا۔

فرنگیوں کی عہد شکنی...... اس سال فرنگیوں نے اپنے معاہدے توڑ دیے اور مسلمانوں کے تمام بحری بری راستے بند کر دیے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی ایک بہت بڑی کشتی جو ڈھائی ہزار بہترین کمانڈوز سے بھری ہوئی تھی جزیرہ پر لا پھینکی، وہاں موجود لشکر نے ان کو گھیر لیا، ۱۷۰۰ آدمی گرفتار کر لیے گئے اور باقی ڈوب مرے۔

قراقوش کی افریقہ روانگی...... اس سال قراقوش افریقہ گیا، متعدد شہروں کو فتح کیا، حاکم مغرب عبد المؤمن سے جنگ کی، وہاں اس کی شان و شوکت بڑھ گئی، یہ صلاح الدین کے بھتیجے تقی الدین عمر کا غلام تھا، یہ مصر واپس آیا تو سلطان صلاح الدین نے اس کو فصیلوں کی تعمیر کا حکم دیا، یا اس کے افریقہ روانہ ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے، یہ اس کی سلطان سے آخری ملاقات تھی کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا اپنی خواہشات کی تکمیل کے بعد اس کی وفات ہوگئی، اس نے نہ صرف بیت المقدس بلکہ آس پاس کے علاقوں کو بھی فتح کیا، مصر سے باہر نکل کر جب اس نے خیمہ لگایا تو اس وقت اس کے بیٹے اس کے ساتھ ہی تھے اس نے ان کو چومنا چاٹنا شروع کر دیا تو کسی دیکھنے والے نے اشعار کہے۔

نجد کے نرگسی پھول کی خوشبو سے لطف اٹھاؤ، کیونکہ شام ہونے کے بعد نرگس نہ رہے گا۔

چنانچہ وہی ہوا جو ہونا تھا، پھر وہ مصر واپس نہ آیا بلکہ شام ہی میں رہنے لگا۔ اس سال سلطان صلاح الدین کے دو بیٹے پیدا ہوئے معظم توران شاہ اور ملک محسن احمد، یہ دونوں سات دن کے وقفے سے پیدا ہوئے تھے، پورے شہر کو سجایا گیا اور چودہ دن تک مسلسل خوشیاں منائی جاتی رہیں۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

الشیخ کمال الدین ابو البرکات...... عبد الرحمٰن بن ابی السعادات عبید اللہ بن محمد بن عبید اللہ الانباری نحوی فقیہ، عابد زاہد تھے، گذر اوقات مشکل سے کرتے تھے، کسی سے کچھ نہ لیتے حتیٰ کہ خلیفہ سے بھی نہیں، دار الخلافہ میں صوفیا کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے تھے، خلیفہ سے کسی قسم کے انعامات حتیٰ کہ چند پیسے بھی قبول نہ کرتے، اپنے کاموں میں مستقل مزاج تھے، متعدد مفید تصانیف کیں۔

اور ماہ شوال میں وفات پائی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ نے اسرار العربیہ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جو بہت مفید ہے، اس کے علاوہ طبقات النحاۃ بھی نہایت مفید ہے اور نحو میں المیزان بھی بہترین کتاب ہے۔

۵۷۸ھ میں ہونے والے واقعات

اس سال سلطان صلاح الدین جنگ اور رعایا سے حسن سلوک کے لیے مصر سے دمشق روانہ ہوا، دوران سفر اس نے فرنگی علاقوں پر حملہ کیا، یہ سلطان کا مصر میں آخری دور تھا، بہرحال اس نے میمنہ پر اپنے بھائی تاج الملوک بوری ابن ایوب کو افسر مقرر کیا، سات دن بعد ازرق نامی جگہ پر بیٹے عز الدین فرخ شاہ نے طبریہ پر حملہ کیا، متعدد قلعوں کو فتح کیا اور بہت سے لوگوں کو قیدی بنایا، مال غنیمت میں بیس ہزار جانور حاصل کیے۔

دوبارہ حلب روانگی...... صفر کی سات تاریخ کو سلطان دمشق آیا اور ربیع الاول کے پہلے عشرے میں وہاں سے روانہ ہوگیا اور جاتے ہوئے

جو بیسان کے مضافات میں واقع قلعہ کوکب کے پاس جنگ کی، دونوں طرف کے بہت سے لوگ قتل ہوئے، مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، سلطان پھر دمشق آ گیا، پھر حلب اور مشرقی علاقوں پر قبضہ کے لئے روانہ ہوا اور موصلیوں کی طرح اہل حلب نے سلطان سے مقابلے کے لئے فرنگیوں سے ساز باز شروع کی، فرنگیوں نے ان کو مشغول رکھنے کے لئے بعض علاقوں پر حملے کئے، سلطان حلب پہنچا اور تین دن تک محاصرہ کئے رکھا۔ لیکن پھر اس کو چھوڑ دیا، پھر فرات کی طرف روانہ ہو گیا اور جزیرہ، الرہا، رقہ اور نصیبین پر قبضہ کر لیا، یہیں کے حکمران اس کے اطاعت گزار بن گئے پھر حلب واپس آ کر عماد الدین زنگی سے اس کا قبضہ لے لیا، مشرق و مغرب کے تمام حکمرانوں نے ساتھ دینے اور جنگ نہ کرنے کے معاہدے کئے جس سے سلطان کو فرنگیوں کے خلاف خوب طاقت حاصل ہو گئی۔

فصل

الکرک کا بادشاہ البرنس فرنگی بھی جب مسلمانوں کا مقابلہ نہ کر سکا تو بحری راستے سے [illegible] جہاز [illegible] کی طرف روانہ کئے، یہ جہاز عیذاب تک پہنچ گئے جس سے ان شہروں کے رہنے والے خوفزدہ ہو گئے تھے چنانچہ ملک عادل امیر حسام الدین لؤلؤ جو بحری بیڑے کا امیر تھا اس نے بڑے جہاز تیار کرنے کا حکم دیا، جنگ ہوئی تو مسلمانوں کو کامیابی ہوئی، بہت سے فرنگی قتل ہوئے، ان کے بہت سے جہاز جل گئے، بہت سے ڈوب مرے اور بہت سے قید کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے خشکی اور تری پر مکمل امن قائم ہو گیا، سلطان صلاح الدین نے خوش ہو کر شکریہ کے لئے اپنے بھائی کو تہنیت کا پیغام بھیجا اور بغداد میں عباسی خلیفہ کو بھی اطلاع بھجوا دی۔

عز الدین المنصور کی وفات .... عز الدین فرخ شاہ المنصور بن شاہنشاہ بن ایوب، بعلبک کا بادشاہ اپنے چچا سلطان صلاح الدین الناصر بن ایوب کا دمشق میں نائب تھا، امجد بہرام شاہ اس کا بیٹا تھا جو اس کے بعد بعلبک کا حکمران بنا، دمشق کے شمالی مشرق میں فرخیہ مدرسہ اور [illegible] جن کی نسبت اسی کی طرف کی جاتی ہے۔ اس کے بیٹے امجد کی قبر بھی اس کے ساتھ ہی ہے اور یہ دونوں مدرسے حنفیہ اور شافعیہ کے لئے وقف ہیں۔

خوبیاں فرخ شاہ ذہین، عقلمند، قابل تعریف اور سخی تھا، شعراء نے اس کی جود و سخا کی وجہ سے آپ کے قصیدے بھی لکھے ہیں، تاج الدین الکندی کے بڑے ساتھیوں میں سے تھا، ان کی آپس میں جان پہچان قاضی الفاضل کی مجلس سے ہوئی تھی پھر اسی کے ساتھ رنگ گیا، وہ بھی اس کے ساتھ بہت اچھی طرح سے پیش آتا تھا۔ اسی نے عماد الکاتب نے ان کی مدح کی ہے، اس کا بیٹا امجد بھی بہت اچھا شاعر تھا، صلاح الدین نے اسے اپنے بعد بعلبک کا حکمران بنا دیا تھا، وہ طویل عرصہ بعلبک پر حکومت کرتا رہا، فرخ شاہ کی خوبیوں میں سے تاج الدین کی محبت بھی ہے۔ اس سے یہ اشعار منسوب کئے گئے ہیں۔

میں دیکھ رہا ہوں کہ [illegible] مجھ پر موجود ہے۔
زندگانی کا کھیل تو تیرے سر سے بھی نکل چکا ہے۔
جب بھی میں خوشی کی [illegible] پیالی میں اس کا ذائقہ چکھتا ہوں۔
میں نے جتنا اس سے صاف ستھرا شہد چکھا ہے۔

سخاوت: ایک مرتبہ حمام میں داخل ہوا تو اس نے اپنی جان پہچان والے ایک معمولی آدمی کو دیکھا جس کی اب غربت کی وجہ سے یہ حالت ہو گئی تھی [illegible] چنانچہ اس نے [illegible] اس کے علاوہ ایک [illegible] ہزار [illegible] اس کو دینے کا حکم دیا گویا کہ وہ تنگدست حمام میں آیا تو [illegible] دولت مند ہو کر نکلا، اللہ اسے خیر دے۔

[illegible]

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

الشیخ ابوالعباس ..... احمد بن ابی الحسن علی بن ابی العباس احمد جو ابن الرفاعی کے نام سے مشہور تھے۔ احمدیہ رفاعیہ بطائحیہ کے شیخ ہیں۔ ام عبیدہ نے بطائح کی ایک بستی میں ان کو رہائش دی تھی جو بصرہ اور واسط کے درمیان ہے۔ اصل کے لحاظ سے آپ عرب تھے لیکن اس علاقے میں آپ نے رہائش اختیار کی کہا جاتا ہے کہ آپ مرجع خلائق تھے اور آپ نے شافعی مذہب کی کتاب التنبیہ کو حفظ کیا تھا۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ آپ کے پیروکاروں کے عجیب و غریب حالات تھے وہ لوگ زندہ سانپ کھاتے اور تنوروں کی دہکتی ہوئی آگ میں جا گھستے درندے علاقوں میں شیروں پر سوار ہو کر گھومتے پھرتے ہیں۔

آگے لکھا ہے کہ شیخ کی اپنی کوئی اولاد نہ ہوئی البتہ ان کے بھائی کی نسل چلی جو ان اطراف میں ان کے وارث بنے ہیں مندرجہ ذیل اشعار کی نسبت بھی آپ کی طرف کی جاتی ہے۔

جب میری رات گہری ہو جاتی ہے تو میرا دل تمہاری یاد میں پاگل ہو کے بھٹکتا ہے اور میں ایسے روتا ہوں جیسے بندھا ہوا کبوتر۔
میرے اوپر ایسا بادل ہے جو مجھ پر حزن و ملال کی بارش برساتا ہے اور میرے نیچے ایسا سمندر ہے جو غم سے موجیں مارتا ہے
ام عمرو سے پوچھو اس کے قیدی کی رات کیسے گزرتی ہے وہ اس کے علاوہ دوسرے قیدیوں کو تو چھڑواتی ہے اور وہ بندھا ہوا ہے۔
وہ مقتول نہیں ہے کہ قتل میں آرام ہوتا اور نہ وہ ان کا احسان مند ہے جو آزاد کر دئیے گئے ہیں۔
مجھے ہر اس شخص کو دیکھ کر حیرت آتی ہے جو اس کے قریب ہوتا ہے اور اس کو بھاتا ہے خواہ وہ اس کا باپ ہو یا ماں۔
اس عمر میں اپنے سے کم حسد محسوس کرتا ہوں اس کی شکل کے ہوتے جب آئینہ وہ دکھاتا ہے جو میں دیکھتا ہوں۔
آگے لکھا ہے کہ اسی سال ۲۲ جمادی الاولیٰ بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔

خلف بن عبدالملک بن مسعود بن بشکوال ..... ابوالقاسم القرطبی، حافظ تھے، محدث تھے، مؤرخ بھی تھے، متعدد کتب تصنیف کیں، ان میں سے ایک کتاب الصلۃ بھی ہے جسے آپ نے مؤرخ ابوالولید القرضی کے ذیل کے طور پر لکھا ہے، اس کے علاوہ کتاب المستغیثین باللہ (اللہ سے مدد مانگنے والے) بھی آپ کی تصنیف ہے، خطیب بغدادی کی طرح ان کی بھی ایک کتاب ہے جس میں انہوں نے مبہم ناموں کی تصنیف کی ہے اس کے علاوہ آپ کی ایک کتاب ہے جس میں آپ نے مؤطا امام مالک کے راویوں کے نام جمع کئے ہیں اس کتاب میں ۷۳ افراد کا ذکر ہے۔ رمضان المبارک میں ۸۴ سال کی عمر میں انتقال ہوا۔

علامہ قطب الدین ابوالمعالی مسعود بن محمد بن مسعود نیشاپوری، امام غزالی کے شاگرد محمد بن یحییٰ سے علم فقہ پڑھا دمشق آئے مدرسہ الغزالیہ اور المجاہدیہ میں درس دیا، حلب میں مدرسہ نورالدین اور مدرسہ اسدالدین کے مدرس بنے پھر ہمدان گئے، پھر دمشق آ گئے اور مدرسہ الغزالیہ میں درس دیا اپنے زمانے میں شافعیہ کے سرخیل تھے، رمضان المبارک کے آخر میں عید کے دن ۵۷۸ھ میں ۷۳ سال کی عمر میں دمشق میں آپ کا انتقال ہوا۔ فخر ابن عساکر وغیرہ نے آپ سے تعلیم حاصل کی اور یہی ہیں وہ جنہوں نے حافظ ابن عساکر کی نماز جنازہ پڑھائی تھی۔ اللہ پاک ان سب سے راضی ہو چکے ہیں۔

۵۷۹ھ کے واقعات

آمد کی فتح ..... اس سال محرم کی ۱۲ تاریخ کو سلطان صلاح الدین نے ایک طویل محاصرے کے بعد آمد کو فتح کر لیا اس سے پہلے اس کا

حکمران تھی۔ ان کا مال و دولت وہاں بے شمار تھا، لیکن اس بار جو کچھ بھی بہت تھا وہ مال غنیمت کے طور پر ملا جو کچھ بھی اس میں شامل تھا، ایک بہت بڑا برج جس میں تیروں کی نوکیں بھری ہوئی تھیں، ایک برج میں ایک لاکھ شمعیں مشعلیں رکھی تھیں اور باقی چیزیں اس کے علاوہ تھیں۔ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا جس میں کتابوں کی تعداد ایک کروڑ چالیس لاکھ تھی، سلطان نے یہ ساری قاضی الفاضل کو دے دیں، قاضی الفاضل نے ان میں سے اتنی کتابیں منتخب کیں جتنی وہ ستر گدھوں پر لاد کر لے جا سکتا تھا۔ اس کے علاوہ اس شہر میں جو کچھ بھی تھا سلطان نے نورالدین محمد بن قرہ ارسلان کو دے دیا، کیونکہ ان کا اس سلسلے میں پہلے سے معاہدہ تھا۔ اس سے کسی نے پوچھا کیا آپ ذخیرے کے حصے میں شامل ہوتے ہیں؟ تو سلطان نے جواب دیا کہ میں ان کے متعلق اس سے کنجوسی والا معاملہ نہیں کروں گا۔ اس اقتصاد کے خزانے میں کل تین کروڑ دینار تھے، کسی شاعر نے کیا ہی خوب کہا ہے:

بادشاہوں سے کہہ دو کہ اپنی ہمتوں سے ایک طرف ہو جاؤ۔ دنیا کی لین دین کرنے والا آگیا ہے۔

بوری بن ایوب کا انتقال ..... پھر محرم کے باقی دنوں میں سلطان حلب کا محاصرہ کر کے اہل حلب کے ساتھ دست بدست جنگ ہوئی، سلطان کا بھائی تاج الملوک بوری بن ایوب شدید زخمی ہو گیا اور کچھ ہی دنوں بعد اس کا انتقال ہو گیا۔ وہ نجم الدین ایوب کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا، اس کی عمر بائیس سال بھی نہیں ہوئی تھی لیکن بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ وہ بیس سال کا تھا، ذہین، مہذب، عقلمند تھا، اس کے اشعار کا دیوان بھی ہے۔ صلاح الدین کو اس کے انتقال کا بہت دکھ ہوا تھا، اسے بھی حلب میں دفن کر دیا گیا لیکن پھر سلطان اس کو دمشق لے گیا۔

آقسنقر کے ساتھ معاہدہ .. پھر سلطان صلاح الدین کا حلب کے حکمران عماد الدین زنگی بن آقسنقر سے یہ معاہدہ ہو گیا کہ وہ حلب کے بدلے سنجار لے لے اور حلب کو سلطان کے حوالے کر دے۔ چنانچہ [illegible] کو عماد الدین سلطان سے ملا اور اس کے بھائی کی تعزیت کی، خیمے میں اس کے پاس آ کر بیٹھا اور اس کے بعد اپنا سارا ساز و سامان سمیٹ کر لے گیا، سلطان صلاح الدین نے خابور، رقہ، نصیبین اور سروج بھی اس کے حوالے کر دیئے اور یہ شرط مقرر کی کہ وہ اپنی فوجوں کو فرنگیوں کے مقابلے پر سلطان کے ساتھ بھیجے گا۔ پھر سلطان نے اس کو الوداع کہا اور پھر سلطان حلب کی سیر کرنے کے لئے تیار ہوا، لیکن اس کو اس کا موقع نہ ملا تو ۲۷ صفر بروز جمعہ قلعہ حلب کی طرف روانہ ہوا۔

صلاح الدین کی دعوت .. قلعہ کے امیر طمان نے سلطان کی زبردست دعوت کی، سلطان جب قلعے میں داخل ہوا تو یہ آیت تلاوت کی: "کہہ دیجئے کہ اے میرے رب آپ ہی ملک کے مالک ہیں، آپ جسے چاہیں بادشاہی دیں۔" (سورۂ آل عمران آیت ۲۶) اور جب امیر کے گھر میں داخل ہوا تو یہ آیت پڑھی: "اور تمہیں وارث بنا دیا ان کی زمین کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے اموال کا" (سورۂ الاحزاب)۔ پھر مقام ابراہیم پر آ کر دو رکعت پڑھیں، طویل سجدہ کیا، اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں دعا اور آہ و زاری کرتا رہا اور اس کے بعد وہ حکومت کی ذمہ داریوں میں مشغول ہو گیا۔ امراء اور سرداروں کو خلعتیں دیں، فقراء کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا، جنگ بند ہو گئی۔ شاعروں نے اس کی شان میں قصیدے لکھے، جو کہ تعداد میں بہت زیادہ تھے۔ سلطان نے کہا کہ مجھے حلب کے لینے کی اس قلعے کی فتح سے زیادہ خوشی ہوئی ہے۔ اس کے بعد اس نے حلب اور باقی علاقوں کے تمام ٹیکس وغیرہ ختم کر دیئے۔

بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری .. دوسری طرف اس کی خبر موصول ہوئی جب فرنگیوں نے بیسان پر لوٹ مار شروع کی، اس نے فوراً فوجوں کو بلا بھیجا۔ حلب کی فتح کے بعد ہی بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری دی گئی تھی۔

ہوا یوں کہ فقیہ شافعی کے فقیہ مجد الدین بن جہبل نے ابوالحکم کی تفسیر میں سورۂ روم کی آیت ۱، ۲ میں بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری محسوس کی اور اس سے معلوم ہوا کہ ۵۸۳ھ میں بیت المقدس فتح ہو جائے گا۔ اس نے اس آیت سے اور بھی متعدد قرائن مستنبط کئے۔ یہ تمام تفصیلات ایک ورق پر لکھ کر وہ ورق اس نے فقیہ عیسیٰ الہکاری کو دے دیا کہ وہ سلطان تک اس خوشخبری کو پہنچائے۔ عیسیٰ الہکاری چونکہ سلطان سے خائف تھا لہٰذا اس نے یہ بشارت قاضی محی الدین کو دے دی تو آپ نے اس کے مفہوم کو اشعار میں بیان کر دیا۔

وہ صفر میں تیری حلب کی فتح نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تو رجب میں بیت المقدس فتح کرے۔ یہ قصیدہ جب اس نے سلطان کو سنایا تو سلطان کو تعجب

آیا چنانچہ بیت المقدس جب فتح ہوا جیسا کہ آگے آئے گا تو سلطان نے ابن زکی کو حکم دیا کہ اس نے جمعہ کے دن خطبہ دیا سلطان کو جب یہ معلوم ہوا کہ یہ بات سب سے پہلے ابن جمل نے کی ہے تو اس نے ابن جمل کو حکم دیا تو اس نے منبر پر خطبہ دیا سلطان نے نہ صرف اس کی تعریف کی بلکہ اس کو انعام اور عطیہ بھی دیا۔

حلب سے روانگی...... پھر سلطان ربیع الثانی کے آخر میں حلب سے روانہ ہو گیا اور وہاں اپنے بیٹے ظاہر غازی کو اپنا نائب والی قلعہ کا عہدہ ابن بڑی کے حوالے کیا جس نے حلب میں اپنا ایک نائب مقرر کیا اور خود سلطان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔

جمادی الاولیٰ کی ۲۴ تاریخ کو دمشق پہنچا پھر ایک ہفتہ ٹھہرا اس کے بعد فرنگیوں سے لڑنے کے لئے جمادی الثانیہ میں دمشق سے بیت المقدس کی طرف نکل پڑا راستے میں بیسان کو لوٹا پھر عین جالوت تک پہنچا آگے گیا اس نے ایک زبردست لشکر بھیجا اس لشکر میں بدوی اور قائد اور یہ بھی تھا سلطان کا نائب اسد الدین شیرکوہ بھی آیا۔ جب انہوں نے فرنگی لشکر کو اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتے دیکھا تو ان پر حملہ آور ہوا اور پچاس فرنگیوں کو قتل کر دیا اور سو افراد کو گرفتار کر لیا مسلمانوں میں سے صرف ایک شخص شہید ہوا اور ختم ہوئے تو واپس اپنی کمین گاہ میں آ پہنچا اسی میں سلطان کو پھر اطلاع ملی کہ فرنگی اس سے جنگ کے لئے جمع ہو رہے ہیں وہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے جنگ کی امید پر ان کے پیچھے لگ گیا پھر فرنگی قتل ہو گئے۔ بے شمار زخمی ہوئے اور فرنگی بہت خوفزدہ ہو چکے تھے لہذا لڑنے کی بجائے بھاگ کھڑے ہوئے اسلامی فوج قتل و غارت کرتی ان کے پیچھے گئی حتیٰ کہ فرنگیوں کے علاقوں تک بھی جا پہنچی پھر وہاں سے واپس آ گئی۔

قاضی فاضل نے تمام تفصیل خلیفہ کو لکھ بھیجی کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد و نصرت کی جب کہ خلیفہ کے لقب کا احترام و ناموس کی وجہ سے عقل کا خلیفہ کو اطلاع دیتے رہنا بہتر کرتا تھا۔

الکرک کا محاصرہ...... رجب کے مہینے میں سلطان الکرک کی طرف روانہ ہو گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا اس کے ساتھ اس کا بھتیجا تقی الدین عمر بھی تھا اس نے اپنے بھائی عادل کو اپنے پاس بلایا تا کہ اس کے معاہدے کے مطابق اس کو حلب اور اس کے مضافاتی علاقوں کی حکومت دے دے پہلے حلب کا محاصرہ کئے رکھا لیکن کامیابی نہ ملی تو معلوم ہوا کہ فرنگی بھی الکرک کو بچانے کے لئے جمع ہو چکے ہیں چنانچہ سلطان دمشق واپس آ گیا اپنے بھی دیری کی بات تھی پھر سلطان صلاح الدین نے تقی الدین عمر کو اپنا نائب بنا کر مصر بھیج دیا قاضی الفاضل بھی اس کے ساتھ تھا اس نے اپنے بھائی کو حلب اور اس پاس کے علاقوں کا حکمران بنا کر بھیجا۔

سلطان کا بیٹا ظاہر بھی اس کے پاس آیا اور اس کے بعض نائب اور عزیز بھی اس سے آ ملے حلب اس نے اپنے بھائی کو تو ہبہ کرنے کے لئے دیا تھا کیونکہ وہ کوئی فیصلہ اس کے علاوہ نہ کر سکتا تھا۔ سلطان نے اپنے بھائی سے ایک لاکھ دینار وصول لئے اور ظاہر غازی سلطان صلاح الدین نے حلب سے جدائی پر خود رنجیدہ تھا کیونکہ اسے زیادہ پسند تھا وہ چکے تھے لیکن اس بات کا اظہار اپنے باپ سلطان صلاح الدین کے سامنے نہ کر سکتا تھا لیکن پھر بھی یہ بات اس کے چہرے کے تاثرات اور بعض حالات سے ظاہر ہو گئی۔

۵۸۰ھ کے واقعات

لشکروں کی آمد اس سال سلطان صلاح الدین نے فرنگیوں سے جنگ کے لئے مصر حلب جزیرہ اور شام کی افواج کو اپنی مدد کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ مصر سے تقی الدین عمر اور قاضی فاضل اس کے پاس آ گئے۔

حلب سے عادل، جزیرہ اور دیار بکر کے حکمران بھی اپنے اپنے لشکر لے کر آ پہنچے۔ یہ تمام لشکر الکرک کی طرف روانہ ہوا ۴ جمادی الاولیٰ کو الکرک پہنچ کر انہوں نے اس کا محاصرہ کر لیا اور منجنیقیں نصب کیں۔ کیونکہ سلطان نے باقی شہروں کی نسبت اس شہر کی فتح مسلمانوں کے لئے زیادہ

حصہ بھی تھی۔ الکرک کے باشندے حاجیوں کے قافلوں کے راستوں میں بھی رکاوٹیں ڈالتے تھے۔ اسی دوران اس کو اطلاع ملی کہ فرنگی پیدل اور سوار فوجوں نے الکرک کو بچانے کے لئے اس سے جنگ کرنے کا منصوبہ بنایا ہے۔ چنانچہ سلطان ان کی طرف متوجہ ہوا اور عمان اور پھر [illegible] کی طرف روانہ ہو گیا۔

فرنگیوں کا تعاقب: ۔۔۔ یہاں فرنگیوں کو شکست ہوئی۔ سلطان نے اپنا دستہ ان کے تعاقب میں بھیجا جس نے خوب قتل و غارت کی۔ بے شمار فرنگی قتل و زخمی ہوئے۔ اس کے بعد سلطان سواحل کی طرف متوجہ ہوا جہاں سے نابلس پہنچا جس اور اس کے گرد کی تمام بستیاں بھی لوٹ لی گئیں۔ اس کے بعد سلطان دمشق واپس آ گیا اور باقی فوجوں کو واپس اپنے اپنے شہروں کو لوٹ جانے کی اجازت دے دی۔ خود سلطان ماہ رمضان المبارک کے روزوں کو ادا کرنے، گھوڑوں میں پھیلاؤ لانے اور ان کو تیز کرنے کے لئے دمشق ہی میں ٹھہر گیا تھا۔

یہاں سلطان صلاح الدین کو خلیفہ کی خلعت پہنچی جسے سلطان نے قبول کر لیا اور اپنے ساتھ اپنے بھائی عادل اور اپنے چچازاد بھائی محمد بن شیرکوہ کو بھی پہنایا۔ جس نے آگے اپنی خلعت نور الدین بن قرا ارسلان کو دے دی جو [illegible] کیا تھا اور آمد کے قلعوں کا منتظم تھا۔ آمد بھی اس کو سلطان صلاح الدین نے دیا تھا۔

اربل کا نمائندہ: ۔۔۔ مغربی علاقوں کے حکمران یوسف بن عبد المومن بن علی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یعقوب حکمران بن گیا۔ اسی سال کے آخر میں سلطان کو اطلاع ملی کہ موصل کے حکمران کا اربل کا ارادہ ہے۔ اربل کے حکمران نے نمائندہ سلطان سے مدد حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ یہ فوراً اس کے پاس سے ہوتے ہوئے حلب اور پھر وہاں سے حماۃ کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر کاتب کا انتظار کرنے لگے کیونکہ یہ مسلسل سفر سے تھک کر بیمار ہو گیا تھا۔ بہرحال یہ وہیں ٹھہر گیا۔ قاضی الفاضل کو جب اس کی بیماری کا علم ہوا تو وہاں سے طبیب بھیجا طبیب کا نام اسعد ابن المطران تھا اس نے علاج کیا کیونکہ وہی ان کا علاج مسلسل کرتا ہے جس سے یہ اچھے ہو۔

۵۸۱ھ کے واقعات

اس سال کے شروع ہی میں سلطان حماۃ کے باہر خیمہ لگائے ہوئے تھا۔ پھر حلب کی طرف روانہ ہو گیا اور صفر میں موصل کے ارادے سے حلب سے الگ ہوا۔ حران آیا جس کے حکمران مظفر الدین کو گرفتار کر لیا۔ یہ اربل کے حکمران زین الدین کا بھائی تھا۔ لیکن پھر صلح ہو گئی جبکہ سلطان نے اس کو امان دیا اور اس کا ملک اس کے حوالے کر دیا حتیٰ کہ اس کا عذر ظاہر ہو گیا۔ پھر سلطان موصل کی طرف روانہ ہوا اور وہاں اس کی ملاقات تمام علاقوں کے حکمرانوں سے ہوئی۔ عماد الدین ابوبکر بن قرا ارسلان اس کی خدمت میں حاضر ہوا۔

سلطان وہاں سے روانہ ہوا اور موصل کے قریب اسمعیلیات کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ یہیں سلطان کی ملاقات اربل کے حکمران زین الدین سے ہوئی اور دوسرے علاقوں سے دوسرے حکمران اس کے پاس حاضر ہوئے۔ پھر سلطان صلاح الدین نے موصل کے بادشاہ سے جنگ کا ارادہ کیا تو انہوں نے اس بات کی خلیفہ کو اطلاع دینے کے لئے شیخ الشیوخ کو خلیفہ کے پاس بھیجا کہ وہ اس کا مقصد بتائے کہ وہ خلیفہ کا اطاعت گزار ہے۔ [illegible] کی مدد نہ کی۔ چنانچہ چند ماہ سلطان نے موصل کا محاصرہ کئے رکھا پھر اس کو خبر پہنچی کہ [illegible] آ گیا اور دوسری طرف چلا گیا۔ [illegible] میافارقین پر قبضہ کر لیا جس میں [illegible] ہوا اور اس کے ساتھ بہت سے علاقے شامل تھے۔ اس کی تفصیلات علامہ ابن الاثیر نے اپنی تاریخ الکامل میں اور شیخ ابو شامہ نے الروضتین میں لکھی ہیں۔

اہل موصل کی سلطان کے ساتھ صلح: ۔۔۔ اس کے بعد سلطان صلاح الدین اور اہل موصل کے درمیان اس شرط پر صلح ہو گئی کہ سلطان جب بھی انہیں فرنگیوں کے خلاف مدد کے لئے بلائے گا تو وہ اس کی مدد کو آئیں گے اور یہ کہ ان علاقوں میں سلطان کا نام لیا جائے اور سکوں پر بھی اس

کا نام لیا جانے لگا چنانچہ ان تمام علاقوں میں یہ کام شروع ہو گیا اور اس سے پہلے جن علاقوں میں ملک عادل کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا وہ ختم ہو گیا۔

صلاح الدین کی بیماری:...... پھر صبح تک توقف کے بعد سلطان صلاح الدین شدید بیمار ہو گیا۔ لیکن اس نے صبر سے کام لیا اور درد و تکلیف کو بالکل بھی ظاہر نہ ہونے دیا حتیٰ کہ اس کی حالت بہتر ہو گئی اور وہ دوبارہ صحت مند ہو گیا۔ صحت مند ہونے سے پہلے ہی سلطان نے بیماری کی حالت میں تکلیف کے باوجود وہاں خیمے لگا دیئے تھے۔ بہت سے لوگوں میں بے چینی پھیل گئی تھی تو وہ خوف زدہ ہو گئے تھے اور کافر لوگ اس کی آمد سے کانپ اٹھے۔ سلطان کا بھائی عادل آیا اور طبیبوں کو لے کر حلب سے روانہ ہوا سلطان بہت کمزور ہو چکا تھا۔ عادل نے سلطان کو وصیت کرنے کا مشورہ دیا تو سلطان نے وصیت شروع کی اور کہا مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میں اپنے بعد ابوبکر، عمر، عثمان اور علی کو چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے ناموں سے مراد اس کا اپنا بھائی عادل، حماۃ کا حکمران تقی الدین عمر بن شاہنشاہ اور مصر میں اس کا نائب بھی تھا اور یہی شامل تھے اور سلطان کے دونوں بیٹے عثمان العزیز اور علی الافضل۔ پھر سلطان نے منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے اس بیماری سے صحت یاب کر دیا اور وہ اپنی ساری عمر فرنگیوں کے ساتھ جنگ پر لگا دے گا اور اس کے بعد کبھی بھی کسی مسلمان سے جنگ نہ کرے گا اور بیت المقدس کو فتح کرنے کی اجتماعی کوشش کرتا رہے گا خواہ اس کے لئے اس کو اپنا سارا مال و دولت اور ذخائر ہی کیوں نہ اللہ کے راستے میں خرچ کرنے پڑیں اور ملک کے حکمران البرنس کو اپنے ہاتھ سے قتل کرے گا کیونکہ اس نے وعدہ خلافی کی تھی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کی تھی۔

اس کا واقعہ یہ ہوا تھا کہ ایک قافلہ مصر سے شام جا رہا تھا کہ اس نے ان کو گرفتار کر کے ان کا مال و اسباب چھین لیا اور یہ کہا جاتا تھا کہ تمہارے محمد کہاں ہیں؟ آئیں اپنا مال واپس لے جائیں۔

پھر سلطان نے قاضی فاضل کے کہنے اور مجبور کرنے پر منت مانی تھی اور اس کا مقصد یہ تھا کہ سلطان نے گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک قسم کا معاہدہ کر لیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سلطان کو شفا دی اور اس مرض سے نجات عطا فرمائی تا کہ اس کے گناہ بھی معاف ہوں۔ ہر طرف سے مبارکبادیں بھی ہونے لگیں اور اسی خوشی میں شہروں کو سجا دیا گیا۔

قاضی الفاضل نے دمشق سے مظفر عمر کو لکھا ہے کہ سلطان صلاح الدین ابو المظفر کو اللہ تعالیٰ نے صحت عطا فرمائی اور اس کی اطلاع کے ذریعے ہر طرف پھیل گئی ہے، تمہارے چھپنے کے بعد اس کے انوار ظاہر ہو گئے ہیں، پوشیدہ ہونے کے بعد اس کے آثار ظاہر ہو گئے ہیں، بیماری بھی گئی اور تمام تعریف و احسان تو اللہ تعالیٰ ہی کا ہے اس بیماری کی آگ بجھ گئی اس کا گرد و غبار دور ہو گیا اس کی چنگاریاں بجھ گئیں یہ ایسا وقت تھا کہ گویا وہ ایسی بیماری تھی جس کے شر و فساد سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں بچایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس جیسی بیماری کے نتیجے میں ہونے والے حالات کی عادت سے اللہ تعالیٰ نے اسلام کو بچا لیا، یہ تو بیماری تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پریشان کیا تھا وہ امر کرم تھا لیکن اللہ تعالیٰ اعمال کو ضائع نہیں کرتا، جب وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خلوص سے مائل ہو گئے، اس طرح کی قبولیت میں دیر نہیں لگتی تو وہ گناہ کا سبب ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ صحت اور خوشحالی کے وعدے کو پورا کرتے ہیں جب کہ اسباب اور سب احباب اس سے مایوس ہو چکے تھے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

زمانے نے تمنا کی (یعنی موت کی اطلاع) میں جسم کا صحت و راحت سے بیماری کے بعد صحت مند ہو گیا۔

اور زمانے والے نے اس بارے میں بڑی غلط بات کہا تھا کیونکہ میں نے صبح اور شام دونوں کو طلوع ہوتے دیکھا ہے۔

چنانچہ اس کے بعد سلطان صلاح الدین ایک نئے جوش و جذبے سے تیاری کرتے ہوئے میدان جہاد اور جنت کی طرف متوجہ ہوا جیسے سب ختم ہو چکا ہو اور ہم پل صراط سے گزر گئے ہوں۔ بعض اوقات ہم اپنے خوف زدہ بھی ہو گئے کیونکہ آگ تو خوف زدہ ہونے کا وقت ہوتا ہے تو سوائی کے ساتھ سے نکل جائے۔ بہر حال صحت کے بعد سلطان حران سے حلب پہنچا اور وہاں سے دمشق آیا جیسا کہ دمشق کی تاریخ میں ہم نے بیان کیا ہے۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

مہذب الدین عبداللہ بن اسعد موصلی…… حمص کے مدرس تھے، عقلی و نقلی علوم و فنون میں مہارت رکھتے تھے، خاص طور پر شعر و ادب آپ کا میدان تھا، عماد الکاتب اور شیخ شہاب الدین ابو شامہ نے آپ کی بہت تعریف کی ہے۔

امیر ناصر الدین محمد بن شیرکوہ…… حمص اور رحبہ کے گورنر صلاح الدین کے چچا زاد بھائی تھے، سلطان نے اپنی بہن الست الشام بنت ایوب کا نکاح انہی سے کروایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوی ان کی میت کو الشامیہ البرانیہ کی قبر میں لے آئی جو اس کے بھائی یمن کے حکمران معظم توران شاہ کے درمیان حائل تھی۔ اس کا ترکہ مال و اسباب ایک کروڑ دینار سے بھی زیادہ ہے یہ تمام خرچ ہوا حتیٰ کہ اس کا انتقال ہو گیا، اس کی وفات کے بعد حمص کا حکمران سلطان صلاح الدین کے حکم سے اس کا بیٹا اسد الدین شیرکوہ بنا۔

المحمود بن محمد بن علی بن اسماعیل…… ابن عبدالرحیم الشیخ جمال الدین ابو الثناء محمود بن الصابونی، مشہور محدثین میں سے تھے چونکہ آپ کے دادا سلطان محمود بن زنگی کی صحبت میں کثرت سے رہا کرتے تھے اس لئے المحمود کہلاتے تھے۔
وہ ان کا اکرام کرتے تھے، پھر مصر روانہ ہو گیا اور وہیں رہا، سلطان صلاح الدین بھی ان کا اکرام کیا کرتا تھا، اس پر اور اس کی اولاد پر زمین کی ملکیت تھی جو آج تک ان کے پاس ہے۔

الامیر سعد الدین مسعود…… ابن معین الدین، نور الدین اور صلاح الدین کے زمانے میں بڑے سرداروں میں سے تھے اور الست خاتون کے بھائی بھی ہیں، چنانچہ صلاح الدین نے جب اس کا نکاح کروایا تو اپنی بہن الست ربیعہ خاتون بنت ایوب سے کروایا جس کی طرف قاسیون کی سطح پر واقع حنابلہ کا مدرسہ الصاحبیہ کی نسبت کی جاتی ہے، حالانکہ اس کا وقت گزر چکا تھا، اس کی وفات ۶۴۳ھ میں ہوئی، یہ نجم الدین ایوب کی پشت سے آخری اولاد تھی اور اس کی وفات دمشق میں میافارقین کے محاصرے کے دوران لگنے والے ایک زخم سے جمادی الثانیہ میں ہوئی۔

الست خاتون عصمت الدین…… بنت معین الدین جو دمشق کا نائب تھا اور نور الدین سے پہلے دمشق کے لشکروں کا اتابک تھا، یہ نور الدین کی بیوی تھی، پھر بعد میں ۵۷۲ھ میں سلطان صلاح الدین نے اس سے نکاح کر لیا تھا، یہ نہایت حسین نیک، پاک دامن اور خوب صدقہ کرنے والی خاتون تھیں۔

یہی وہ خاتون ہیں جنہوں نے حجر الذہب کے محلے میں احناف پر ایک مدرسہ وقف کیا تھا، اس کے علاوہ باب النصر کے باہر شرقی پہاڑی پر واقع خانقاہ خواتین کو بھی اسی نے وقف کیا تھا، اور اس کی تدفین بھی قاسیون کے دامن میں واقع اپنا اس کے قبرستان میں باب الرکیہ کے نزدیک دفن کیا تھا، اس کے ایک طرف دار الحدیث الاشرفیہ اور امام کبیر ہیں، اور بہت سی جگہوں کو اس نے وقف کیا مثلاً مقام الشام میں الگ ایوانیہ اوقاف پر وقف ہے، یہ جگہ جہاں مدرسہ واقع ہے جس کو الشامیہ البرانیہ (الحرمین کا ٹیلہ) کے نام سے مشہور ہے۔ اس کو زمرد خاتون بنت جاولی نے بنوایا تھا جو سلطان دقاق کی ماں شریک بہن اور زنگی کی بیوی تھی جو حلب کے بادشاہ نور الدین کا باپ تھا اور یہ پہلے ہی وفات پا چکی تھی جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے۔

الحافظ الکبیر ابو موسیٰ المدینی…… محمد بن عمر بن احمد بن عمر ابو موسیٰ المدینی اصبہانی الاصل، آپ ان حفاظ میں سے ہیں جنہوں نے دنیا بھر کا چکر لگایا اور متعدد کتب تصنیف کیں اور بہت سی احادیث کی شرح بھی لکھی، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔

ابوالقاسم السہیلی

تعارف: ابوزید عبدالرحمن بن الخطیب ابی محمد عبداللہ بن الخطیب ابی عمر احمد بن ابی الحسن اصبغ بن حسین بن سعدون بن رضوان بن فتوح (جو اندلس آئے تھے) الخثعمی السہیلی۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ خود آپ نے اپنا سلسلہ نسب اسی طرح لکھوایا تھا اور ایک بستی کی نسبت کی وجہ سے آپ کو سہیلی کہا جاتا تھا، یہ بستی مالقہ کے قریب ہے اور اس کا نام سہیل ہے کیونکہ سہیل ستارہ اس علاقے میں صرف اسی جگہ سے دکھائی دیتا ہے جو اس کے پاس ایک بلند پہاڑ کی چوٹی پر ہے۔ یہ مغربی جانب والے ستاروں کے نزدیک ہے۔

ولادت: سہیلی ۵۰۸ھ میں پیدا ہوئے، قرأت کا علم حاصل کیا اور شب و روز اس میں مشغول ہو گئے، اپنی فطری ذہانت اور ذکاوت اور حسن تصنیف کی وجہ سے اپنے زمانے کے بڑے لوگوں میں سے کہلائے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہے کیونکہ آپ نابینا تھے۔ آپ کی ایک کتاب بہت مشہور ہے جس کا نام روض الانف ہے جس میں آپ نے سیرت طیبہ کے بارے میں نہایت عمدہ نکات بیان کئے ہیں جن میں سے بعض کو ان سے پہلے کسی اور نے بیان نہیں کئے ہیں۔ "الاعلام فیما ابہم فی القرآن من الاسماء الاعلام" نامی کتاب بھی آپ ہی کی تالیف ہے، بہت سی انوکھی اور مفید باتیں بھی ہیں اور عمدہ اشعار بھی۔

آپ نیک، پاک دامن اور تنگ دست تھے، عمر کے آخری حصے میں مراکش کے حکمران سے بہت زیادہ مال و دولت حاصل ہوا، اسی سال شعبان بروز جمعرات آپ کا انتقال ہوا۔ آپ نے ایک نہایت عمدہ قصیدہ بھی لکھا جس میں آپ نے قبولیت کی امید کے ساتھ مناجات فرمائی۔ جو یہ ہے:

اے وہ ذات جو دلی ضمیر کو دیکھتا اور سنتا ہے تو ہی ہر ایک چیز کو تیار کرنے والا ہے جس کے ہونے کی امید ہوتی ہے۔ اے وہ ذات جس سے تمام مشکلوں میں امید کی جاتی ہے۔ اے وہ ذات جس کے دربار میں شکایت کی جاتی ہے، جائے پناہ اور فریاد رسی ہوتی ہے۔

اے وہ ذات جس کے ایک کن میں تمام رزق کے خزانے ہیں مہربانی کر تیرے ہی پاس ساری بھلائی جمع ہے۔

میرے پاس تیری محتاجی کے علاوہ تیری طرف کوئی وسیلہ نہیں ہے اور اسی محتاجی کے وسیلے سے میں اپنا فقر دور کروں گا۔

میرے پاس تیرا دروازہ کھٹکھٹانے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں ہے، اگر میں اس سے بھی دور ہٹا دیا گیا تو میں کہاں جاؤں گا۔

کس سے میں امید رکھوں گا اور کس کو پکاروں گا؟ اگر تیرے فضل کو تیرے فقیر سے روک دیا گیا

یہ بات تیری بزرگی کی شان کے لائق نہیں کہ تو کسی گنہگار کو ناامید کرے کیونکہ تیرا فضل بہت بڑا اور مغفرت بہت وسیع ہے۔

۵۸۲ھ کے واقعات

اس سال ربیع الاول کی ۸ تاریخ کو سلطان صلاح الدین صحت یاب ہو کر دمشق پہنچا یہاں قاضی الفاضل سے ملاقات کی اور مشورہ کیا کیونکہ وہ اس کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے اپنے بیٹے علی الافضل کو اپنا دمشق کا نائب مقرر کیا اور ابوبکر عادل اپنے بھتیجے ملک ظاہر بن غازی کی وجہ سے حلب سے ایک طرف ہو گیا اس کے بعد سلطان صلاح الدین نے اپنے بھائی عادل اور اپنے بیٹے عماد الدین کو مصر کا نائب بنا کر بھیجا، ملک عادل اس کا اتالیق تھا اس کی بہت سی جاگیریں بھی تھیں، تقی الدین عمر کو مصر کی نیابت سے معزول کر دیا تو اس نے افریقہ جانے کا پختہ ارادہ کر لیا، سلطان مسلسل اس کے ساتھ نرمی سے پیش آرہا تھا یہاں تک کہ وہ تقی الدین اپنی فوج لے کر سلطان کے پاس آ گیا، سلطان نے اس کا اکرام و احترام کیا اور حماۃ اور اس کے علاوہ کئی شہر بطور جاگیر اس کے حوالے کر دیئے یہ شہر پہلے بھی اس کی جاگیر میں رہ چکے تھے لیکن اس مرتبہ سلطان نے ساتھ میافارقین کا

بھی خط لکھ دیا تھا۔ علامہ العماد الکاتب نے اس کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس کا ذکر الروضتین میں شیخ ابو شامہ نے کیا ہے۔

اس سال طرابلس کے قومص نے سلطان کے ساتھ صلح کر لی حتیٰ کہ اس نے فرنگی بادشاہوں کے ساتھ جنگ بھی کی اور ان کے لوگوں اور بچوں کو گرفتار بھی کر لیا جو مسلمان تھے۔ قریب تھا کہ یہ سلطان کے ذریعہ اسلام لے آتا مگر اسی کفر کی حالت میں اس کی موت واقع ہوئی۔ اس سے صلح کر کے ان کے خلاف کامیابی کی امید تھی ان کے دلوں میں اگر کوئی دخل اندازی کرتا تو اس کے خلاف سختی سے کام لیتا۔

علامہ الکاتب نے لکھا ہے کہ نجومیوں نے متفق اللسان ہو کر یہ خبر دی کہ اس شعبان میں پانچ چھوٹے بڑے ستارے برج میزان میں جمع ہو جائیں گے شہر تباہ و برباد ہو جائیں گے۔ بجلی اور ہواؤں کے طوفان اٹھیں گے۔ آگے لکھا ہے کہ بعض جاہل لوگ نجومیوں کی اس بات سے ڈر کر پہاڑوں میں غاریں اور زمین میں تہ خانے بنانے میں مصروف ہو گئے۔

آگے لکھا ہے کہ جب وہ رات آئی جس کے بارے میں نجومیوں نے پیشین گوئی کی تھی تو بہت ہوا میں نے اس سے زیادہ پرسکون رات نہیں دیکھی۔ شعراء نے بھی نجومیوں کو برا بھلا کہا۔ بہت سے لوگوں نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے اور نجومیوں کے جھوٹ پر بہت سے اشعار کہے گئے مثلاً تقویم اور زیج کو چھوڑ دو کیونکہ خطا واضح ہو گئی کہ تقویم اور زیج وغیرہ والے اللہ سے زیادہ بصیرت نہیں رکھتے۔ (زیج ایک جدول ہے جو علم فلکیات میں کام آتا ہے)۔

تم نے ساتوں کے لئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جب یہ برج میزان میں آئیں گے تو ہوا ان پر تیز چلے گی۔
یہ ہوا ریت اڑا دے گی یہاں تک کہ زمین اس سے بھر جائے گی اور زمین پر بڑے ٹیلے اور عمارات کی کثرت ہو جائے گی۔
میدان اور کھلی جگہیں پہاڑوں کی طرح ہو جائیں گے تم نے یہ حکم لگایا یقین ہو گیا۔ تم انکار کرو کیونکہ علم وحی حجت ہوتا ہے۔
نہ تو شریعت میں اس بات کو بیان کیا ہے اور نہ کوئی نبی ایسی تعلیمات لے کر آیا ہے تو تم پر تعجب ہے علماء بھی تم پر ہنستے ہیں۔
شرمندگی اور ندامت کے لئے تمہارے لئے یہی کافی ہے جو شعر اس نے تمہارے بارے میں کہا ہے کیونکہ تمہیں برا کہا۔ کہ وہ اس فضول قول پر ادریس نے نقش اٹھایا۔
جب ان کمینے لوگوں نے زمین میں کوئی چیز کمائی جیسا کہ کہا گیا ہے تو اس کا نشان پڑ گیا اور بطلیموس کا اصطرلاب اور زیج کے دفتر وغیرہ برباد ہو جائیں۔
اور جب تک زمین آسمان باقی ہیں اس پر چلتی رہو۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

ابو محمد عبداللہ بن ابی الوحش۔ بری بن عبد الجبار بن بری المقدسی ثم المصری، اپنے زمانے میں لغت اور نحو کے اماموں میں سے ایک۔ ابن بابشاذ کے بعد مختلف خطوط وغیرہ آپ کے سامنے پیش کئے جاتے تھے، بہت معلومات رکھنے والے تھے اور ان معاملات کو جاننے والے تھے، عام گفتگو میں تکلف سے کام نہ لیا کرتے اور اعراب وغیرہ کی طرف زیادہ دھیان نہ دیا کرتے تھے۔ متعدد مفید کتابیں تصنیف کیں ۸۳ سال کی عمر میں وفات پائی اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے اللہ تعالیٰ ہی سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔

۵۸۳ھ کے واقعات

اس سال حطین کا واقعہ پیش آیا جو بیت المقدس کی فتح کی ایک نشانی اور اشارہ تھا کہ بیت المقدس کافروں کے ہاتھ سے آزادی حاصل کر لیا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ہفتے کا دن تھا نوروز کی تقریب تھی یہ اصل میں ایرانیوں کے کیلنڈر کا پہلا مہینہ ہوا کرتا تھا اور مخلوق سے رومی کیلنڈر کا بھی پہلا سال

تو دیکھو وہ دن ہے جس میں کہ ہم قبروں سے نکل کر محل میں داخل ہوتے ہیں، ایسا کبھی کبھی ہی ہوتا ہے۔

پھر جمعہ کے روز بعد نماز سلطان دمشق سے نکلا اور راس الماء کی طرف روانہ ہوا، اس کا بیٹا الافضل ایک دستے کے ساتھ وہاں جا پہنچا جب سلطان ہال الخیر سے بصریٰ کی طرف روانہ ہوا اور قصر ابی سلامہ کے سامنے خیمہ زن ہو گیا اور حاجیوں کا انتظار کرنے لگا، ان حاجیوں میں اس کی بہن ست الشام اور بھانجا حسام الدین محمد بن عمر بن لاجین بھی تھا تاکہ یہ سب لوگ الکرک کے حکمران ابرنس کی دستبرد سے محفوظ رہیں، چنانچہ جب حاجیوں کا قافلہ خیریت سے یہاں سے گزر گیا تو سلطان الکرک کی طرف روانہ ہوا، الکرک کے ارد گرد کے درخت کاٹ ڈالے، کھیت اپنے جانوروں کے حوالے کر دیے پھر پیدل لشکر کو لکھا، ادھر اس سے پہلے مصری اور مشرقی لشکر بھی آ پہنچے اور سلطان کے بیٹے کے پاس راس الماء پر ٹھہرے، الافضل نے ایک دستہ عکا کی علاقوں کی طرف بھیجا، یہ دستہ کامیابی سے قتل و غارت کرتا ہوا مال غنیمت لے کر صحیح سلامت لوٹ آیا، ان ابتدائی فتوحات کی خوشخبری سنائی اتنے میں سلطان بھی اپنے بڑے لشکر سمیت آ پہنچا اور ساری فوج اس کے پاس جمع ہو گئی، فوج کو منظم کر کے ساحلی علاقوں کی طرف روانہ ہو گیا، جانبازوں کے علاوہ اس کے ساتھ بارہ ہزار افراد بھی تھے جو دستہ کا رخ کرتے تھے، فرنگیوں کو بھی اطلاع مل گئی تو ان سب نے آپس میں اتحاد کر لیا، طرابلس کے قومس اور الکرک کے ابرنس نے بھی صلح کر لی اور اسلحہ وغیرہ لے کر میدان میں آ پہنچے، اپنے ساتھ صلیب بھی لائے تھے جو ان کے شیطان کے پجاریوں نے اٹھا رکھی تھی اور باقی مرد لوگ بھی ان کے ساتھ تھے، یہ لوگ اتنے زیادہ تھے کہ ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے، بعض مؤرخین نے ان کی تعداد پچاس ہزار اور بعض نے تریسٹھ ہزار بیان کی ہے۔

جب طرابلس کے حکمران نے انہیں مسلمانوں سے ڈرایا تو ابرنس بولا، مجھے لگتا ہے کہ تو مسلمانوں سے محبت کرتا ہے اور ان کی تعداد سے ڈرتا ہے، انہوں نے ملنے کی کوشش کی تو عنقریب ان کا انجام دیکھ لے گا، فرنگی اپنی طرف سے نکل آئے تھے، جب سلطان نے کامیابی کے ساتھ طبریہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود ساز و سامان سے صرف جنگ کا کام لیا، یہ قلعہ تھا لیکن سلطان نے پانی کی بحیرہ پر بھی قبضہ کر لیا حتیٰ کہ وہ ایک قطرہ پانی لینے سے بھی عاجز آ گئے اور پیاس سے بے حال ہو گئے، اس کے بعد سلطان طبریہ سے حطین نامی بستی کے پاس سے جو مغربی پہاڑی کی چوٹی پر آ گیا، یہ وہی بستی ہے جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہاں حضرت شعیب علیہ السلام کی قبر ہے، دشمن بھی یہیں آ پہنچا، ان میں "کفر" کا لشکر اور صلیب وغیرہ کے وڈیرے بھی تھے، گھمسان کا رن پڑا، چہرۂ ایمانی روشن ہو گیا اور کفر و سرکشی کا چہرہ سیاہ اور گرد آلود ہو گیا، صلیب کے پجاریوں کو سخت ذلت کا سامنا کرنا پڑا، یہ واقعہ جمعہ کے دن شام کو ہوا، ساری رات انہوں نے جنگ کے میدان ہی میں گزاری، ہفتے کے دن کی صبح بھی جنگ جاری رہی، یہ دن فرنگیوں کے لئے بہت سخت تھا، یہ ۲۵ ربیع الاول کی تاریخ تھی، فرنگیوں کے چہروں پر سورج طلوع ہوا تو سخت گرمی ہو گئی اور وہ سخت پیاسے تھے، گھاس ان کے گھوڑوں کے پیروں کے نیچے تھی، جو گھاس فرنگیوں کے لئے دن بھر باعث راحت تھی، سلطان کے حکم سے نفط پھینکا گیا تو گھوڑوں کے پیروں تلے آگ بھڑک اٹھی اوپر سے سورج کی تمازت، پیاس کی بے چینی، آگ کی تپش اور تیروں کی لپک بھی شامل تھی، مجبوراً انہوں نے آپس میں مقابلے کے بعد سلطان کے لشکر پر زبردست حملہ کیا، اللہ تعالیٰ نے زبردست فتح عطا فرمائی، ان میں سے تیس ہزار ایک دن میں قتل کیے گئے اور ان کے تمام بہادروں اور شہسواروں میں سے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے، طرابلس کے حکمران قومس کے علاوہ باقی سب بادشاہ بھی پکڑے گئے تھے کیونکہ وہ معرکہ کے شروع ہی میں شکست کھا چکا تھا، سلطان نے ان کی سب سے بڑی صلیب چھین لی جس پر ان کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی گئی تھی، اس صلیب کو انہوں نے ہیرے جواہرات اور قیمتی پتھروں سے آراستہ کیا ہوا تھا جس کے بارے میں پہلے کسی نے سنا بھی نہ تھا، باطل اہل باطل سمیت تباہ و برباد ہو گیا، یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ایک کسان نے ایک شخص کو تیس سے زیادہ فرنگی لے جاتے دیکھا جنہیں اس شخص نے خیمے کی رسی سے باندھ رکھا تھا اور بعض نے ایک جوتے کے بدلے قیدی کو بیچا تاکہ کچھ نہ کچھ مل سکے اور ایسے ایسے واقعات ہوئے کہ جو صحابہ کرام کے زمانے کے علاوہ کبھی سننے میں نہ آئے تھے، چنانچہ اللہ ہی کے لئے بہت ساری پاک مبارک ابدی تعریف ہے۔

اس جنگ کے بعد سلطان نے خیمہ لگانے کا حکم دیا اور تخت پر بیٹھا، اس کا قاعدہ تھا قیدیوں کو پابہ سلاسل کر کے لایا گیا ان میں سے ایک گروہ پکڑ کر لایا گیا، سلطان نے حکم دیا تو قیدی اس کے سامنے کھڑے یہ منظر دیکھ رہے تھے کسی ایک کی بھی جان کو بچھوڑا گیا، پھر بادشاہوں کو لایا گیا اور سلطان کے دائیں بائیں ان کے مرتبوں کے مطابق بٹھایا گیا، چنانچہ ان کے سب سے بڑے بادشاہ اور پرنس

ارناط کو دائیں جانب اور باقیوں کو بائیں جانب بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان کے پاس برف والا شربت لایا گیا، سلطان نے پیا پھر ایک بادشاہ کو دے دیا اس نے پی کر الفرک کے حکمران ارناط کو دے دیا، سلطان کو غصہ آگیا اور اس سے بولا میں نے تجھے پینے کے لئے دیا تھا لیکن اجازت نہ دی تھی کہ تو آگے کسی کو منتقل کرے، اس کی مجھ پر کوئی ذمہ داری نہیں پھر سلطان وہاں سے خیمہ کی اندرونی سمت چلا گیا، اور الفرک کے حکمران ارناط کو اندر بلایا۔

جب ارناط سلطان کے سامنے کھڑا ہوا تو سلطان نے تلوار اٹھائی اور اس کو اسلام کی دعوت دی، اس نے انکار کیا تو سلطان نے کہا کہ ہاں میں رسول اللہ ﷺ کا نائب ہوں ان کی امت کی مدد کرنے میں پھر اس کو قتل کر دیا اور اس کا سر بادشاہوں کے پاس بھیج دیا وہ ابھی خیمہ کے بیرونی سمت میں بیٹھے تھے اور سلطان نے کہا کہ یہ شخص رسول اللہ ﷺ کو گالی دیا چاہتا تھا، پھر اس کے بعد داویہ استشاریہ وغیرہ گروہوں کے جتنے قیدی وہاں موجود تھے سب کو قتل کر دیا اور مسلمانوں کو ان دونوں خبیث جنسوں سے آرام و سکون ملا، قیدیوں میں سے سوائے چند ایک کے جس کو بھی اسلام کی دعوت دی گئی اس نے قبول نہ کی، کہا جاتا ہے کہ اس دن مقتولین کی تعداد تیس ہزار تک جا پہنچی، اسی طرح قیدیوں کی تعداد بھی تیس ہزار تھی، اور فرنگی لشکر کی کل تعداد تریسٹھ ہزار تھی بہت ہی کم لوگوں نے اسلام قبول بھی کیا، زیادہ تر زخمی حالت میں فرار ہوئے۔ لہٰذا وہ اپنے ملکوں میں جا کر مر کھپ گئے، اسی طرح طرابلس کا حکمران تومس بھی مرا وہ زخمی حالت میں شکست کھا کر بھاگا تھا اور اسی حالت میں مر گیا تھا، اس کے بعد سلطان نے قاضی ابن ابی عصرون کے ساتھ مقتولین کے سر، گرفتار قیدی اور صلیب اعظم کو دمشق بھجوا دیا تاکہ قلعہ میں رکھوا دے چنانچہ صلیب کو جھکائے ہوئے دمشق پہنچے، یہ بھی تاریخ میں ایک اہم ترین دن تھا۔

پھر سلطان طبریہ کے قلعے کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا، قلعہ طبریہ، جو ان بلقا اور آس پاس کے علاقوں میں بنا ہوا تھا اور اس سرزمین کو آدھا آدھا تقسیم کرتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس تقسیم سے راحت پہنچائی۔

پھر سلطان حطین کی طرف روانہ ہوا اور حضرت شعیب علیہ السلام کے روضہ مبارک کی زیارت کی اور پھر وہاں سے اردن کی طرف روانہ ہوا اور اردن کے تمام علاقوں پر قبضہ کر لیا یہ متعدد چھوٹے بڑے علاقوں پر مشتمل تھا، پھر عکا کی طرف گیا اور ربیع الثانی بروز بدھ وہاں پہنچا اور جمعہ کے دن بغیر لڑے صلح سے ہی فتح ہو گیا۔ یہاں موجود بادشاہوں کے ذخیروں پر قبضہ کر لیا اور یہاں موجود مسلمان قیدیوں کو رہائی ملی جو چار ہزار افراد تھے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو راحت عطا فرمائی اور یہاں جمعہ پڑھنے کا حکم دیا، یہ پہلا جمعہ تھا جو ساحل کو فرنگیوں سے چھڑانے کے بعد یہاں ادا کیا گیا، یہ ستر سال کے بعد ادا ہوا تھا۔

پھر سلطان صیدا اور بیروت کی طرف روانہ ہوا اور سواحل کے علاقوں کو ایک کے بعد ایک کر کے فتح کرتا جاتا تھا کیونکہ یہاں جنگجو اور بادشاہ نہیں اور پھر وہاں سے غزہ، عسقلان، نابلس، بیسان اور غور کی سرزمین کی طرف واپس ہوا اور تمام علاقوں کو فتح کر لیا، نابلس میں اپنے بھتیجے حسام الدین عمر بن محمد بن لاشین کو نائب بنایا، اسی نے اس کو فتح کیا تھا، اس تھوڑی سی مدت میں سلطان نے پچاس شہر فتح کئے یہ بڑے بڑے شہر تھے جہاں مقابلہ بھی ہوا، قلعے بھی تھے اور لشکر بھی اور یہاں سے مسلمانوں نے بہت ہی زیادہ مال غنیمت سمیٹا اور بڑی تعداد میں قیدی ہاتھ آئے۔

پھر سلطان نے لشکر کو حکم دیا کہ ان علاقوں میں چند ماہ آرام کریں تاکہ بیت المقدس کی فتح کے لئے نئے سرے سے خود بھی تازہ دم ہو جائیں اور اپنے گھوڑوں کو جنگ کے لئے تیار کریں یہ بات لوگوں میں پھیل گئی کہ سلطان بیت المقدس کی فتح کا ارادہ کئے ہوئے ہے چنانچہ علماء و صلحاء خوشی خوشی سلطان کے پاس آ گئے، حطین کے واقعہ کے بعد اب اس کا بھائی العادل بھی سلطان سے آملا، اس نے خود بھی بہت سے شہر فتح کئے تھے لہٰذا بہت سے اللہ کے بندے اور لشکر جمع ہو گئے اس وقت سلطان بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا جیسا کہ ابھی آئے گا۔

حطین کے واقعہ کی وجہ سے شعراء نے اس کی تعریف میں بہت ہی کثرت سے قصیدے لکھے۔ قاضی الفاضل جو کسی بیماری کی وجہ سے ان دنوں (دمشق ہی میں مقیم تھا، اس نے سلطان کو لکھا کہ مبارک ہو میرے سردار کو، کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دین قائم کرنے کا ذریعہ بنایا اور غلاموں سے خدمت لیا اس کے حق میں لکھ دیا، سر سجدوں سے نہیں اٹھے، آنسو گالوں سے نہیں ہٹے اور ہمیشہ غلام یہی ذکر کرتے تھے کہ گرجے سجدوں میں بدل گئے، اور وہ جگہیں جہاں اللہ تعالیٰ کو تین میں کا ایک کہا جاتا تھا۔

وہاں اب یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہی ہے، بار بار اللہ کا شکر کرتا ہے جو اس کی زبان سے بہتا ہوا نکلتا ہے اور کبھی یہ شکر اللہ کی توحید کے

ساتھ ان کی ملاقاتوں سے ظاہر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جو عقل و دانش والا ہے حق ہے اور فتح کرنے والا ہے اور یہ کہا جائے کہ محمد اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور یہ بھی امانت دار ہیں اللہ تعالیٰ یوسف (صلاح الدین ایوبی) کو جزائے خیر دے کہ اس نے قیدخانوں سے ان قاصدوں وغیرہ کو نکالا جو اپنے آقاؤں کے انتظار میں تھے اور جو شخص دمشق کے حمام میں داخل ہوتا تھا اس نے طبریہ کے حماموں میں جانے کی خواہش کا اظہار کیا۔

یہ محاسن اخلاق اور مکارم سے ہیں کوئی دوسرے کے پاس نہیں اور یہ تلوار بھی تلوار ہے کمال اور یہ جانکی تلوار تھیں۔

پھر لکھا کہ اس فتح کے بعد بہت سی فتوحات اور فوائد اور خوبصورت تحریروں سے بھری ہوئی ہیں۔

اس سال بیت المقدس کی فتح

”اور ”۹۲“ سال بعد عیسائیوں کے ہاتھوں سے اس کی واگزاری“ جب سلطان ان تمام علاقوں کو فتح کر چکا جن کا ذکر ہو چکا اور عسقلان کو فتح ہو نے کا حکم دیا اور پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوا اور اس سال ۱۵ رجب کو مغربی بیت المقدس پہنچ کر ڈیرے ڈال دیئے تھے ۵۸۳ھ۔ شہر تو انتہائی حد تک محفوظ و مضبوط بنا دیا گیا تھا وہاں ساٹھ ہزار جنگجو موجود تھے یا اس سے بھی زیادہ اور بیت المقدس میں ان کے علاوہ بیت المقدس کا حکمران ابن بارزان یا بالیان بن بارزان نامی ایک شخص تھا۔ اس کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو حطین کے واقعہ میں بچ گئے تھے اور ان کے ساتھ شیطان کے پجاریوں کی جماعتیں وغیرہ بہرحال جب سلطان پانچ دن تک گھیرا رہا اور لشکر کے ہر ایک گروپ کو قلعہ اور دیواریں دے دیں تو جیسے پھر سلطان شام کی سمت والے میدان میں آ گیا کیونکہ یہ جنگ و جدال کے لئے سب سے وسیع میدان تھا چنانچہ جب جنگ ہوئی تو زبردست جنگ ہوئی مسلمانوں نے اپنا سارا زور اسلام کی مدد اور نصرت میں جھونک دیا۔ پھر بعض مسلمان مرد شہید ہوئے یہ دیکھ کر مسلمان سپاہی جوش میں آ گئے اور انہوں نے زبردست طریقے سے جنگ شروع کر دی تیر اور بھی منجنیقیں نصب کر دیں تلواریں اور نیزے چلنے لگے نعرہ تکبیر دیواروں پر کھڑی ہوئی بہادروں کو دکھائی دیں اور چنانچہ گنبد کے اوپر ایک بہت بڑی صلیب نصب کی ہوئی تھی اس سے اہل ایمان کا جوش اور بھی بڑھ گیا اور تیزی سے سخت ہو رہے تھے یہ دن کافروں کے اوپر بہت سخت تھا چنانچہ سلطان نے شمالی شرقی کونے کی دیوار کی طرف چڑھا اور اس میں نقب لگانی شروع کی اور اس میں گھس کر اس کو کھود دیا اور آگ لگا دی لہذا اس سے دیوار گر پڑی اور اس کے ساتھ ساتھ اس جانب کا برج بھی گر پڑا لہذا جب فرنگیوں نے یہ خطرناک صورت دیکھا تو ان کے بڑے سلطان کی طرف دوڑے۔

اور امان کے لئے سفارش کرنے لگے لیکن سلطان نے انکار کیا کہ میں اس کو تلوار سے فتح کروں گا جس طرح تم نے اس کو فتح کیا تھا اور جس طرح تم نے یہاں کسی مسلمان کو زندہ نہیں چھوڑا تھا اسی طرح میں بھی یہاں کسی عیسائی کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ یہ صورت حال دیکھ کر بالیان بن بارزان نے امان طلب کی اور کہا کہ وہ سلطان کے پاس حاضر ہونا چاہتا ہے سلطان نے اجازت دی تو بالیان نے آکر اس سے عاجزی اور انکساری اور منت سماجت اختیار کی اور انتہائی حد تک سفارش کی لیکن سلطان نے کوئی جواب نہ دیا تو بالیان بن بارزان نے کہا کہ اگر آپ ہماری امان قبول نہ کریں گے تو ہم اپنے پاس موجود پانچ ہزار قیدیوں کو قتل کر دیں گے اور اپنی عورتوں اور بچوں اور اولادوں کو بھی قتل کر دیں گے اور گھر بار اور عمارتوں کو تباہ کر دیں گے اور جلا ڈالیں گے اور تمام مال و اسباب ضائع کر دیں گے اور صخرہ کے گنبد کو بھی گرا دیں گے اور جس چیز کا ہمیں ہاتھ لگے گا اسے برباد کر دیں گے اور پھر باہر آ کر بلاشبہ آ کر جنگ کریں گے پھر ہماری زندگی میں کوئی خیر نہ ہوگی اور ہم تم میں سے کسی ایک کو مارے بغیر نہ مریں گے پھر تم کسی بھلائی کی امید کرتے ہو؟

یہ سن کر سلطان نے اس شرط پر صلح قبول کر لی کہ ان میں سے ہر شخص اپنی طرف سے دس دینار اور عورتیں اپنی طرف سے پانچ دینار اور بچے اپنی طرف سے دو دینار اپنی جان کا فدیہ ادا کریں اور جو نہ دے سکے وہ امان میں نہ ہوگا اور تمام مال و ہتھیار چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں سے نکل جائیں گے اور صور کی طرف روانہ ہو جائیں گے اور یہ بھی کہا گیا کہ یہ رقم ادا کرنے کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہوگی۔ چنانچہ اس طرح سولہ ہزار مرد عورتیں اور بچے قید کر لئے گئے۔

سلطان مسلمانوں کے ساتھ نماز جمعہ سے کچھ دیر قبل ہی شہر میں داخل ہوا۔ یہ ۲۷ رجب کا واقعہ ہے عماد الکاتب کا بیان ہے کہ یہ معراج کی رات تھی جس میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک کا سفر فرمایا تھا۔

شیخ ابوشامہ نے لکھا ہے کہ یہ بھی معراج کے بارے میں ایک قول ہے لیکن اس روز مسلمانوں کو وہاں جمعہ کی ادائیگی کا اتفاق نہیں کیونکہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہی کریں بیت المقدس میں مسلمانوں کا پہلا جمعہ تھا حالانکہ یہ صحیح نہیں، اور نہ ہی یہ صحیح ہے کہ اس روز سلطان نے مضافاتی علاقوں میں جمعہ پڑھایا تھا بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ چونکہ وقت کم تھا لہٰذا اس روز نماز جمعہ کی ادائیگی نہ ہو سکی بلکہ اگلا جمعہ ادا ہوا تھا اور محی الدین بن محمد بن علی القرشی بن الزکی خطیب تھے جیسا کہ آگے بیان ہوگا۔

بہر حال مسلمانوں نے مسجد اقصیٰ کی صفائی کی، صلیبوں، راہبوں، خنزیروں سے پاک کیا اور الداویہ کے ان گھروں کو بھی گرا دیا۔ جو انہوں نے جو محراب کی مغربی سمت بنائے تھے، انہوں نے محراب کو سردیاں گزارنے کی جگہ بنایا تھا اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائیں، لہٰذا ان سب چیزوں کو وہاں سے ہٹایا گیا اور اس کو دوبارہ اسی طرح بنا دیا گیا جس طرح مسلمانوں کے زمانے میں تھی، عرق گلاب اور بہترین قسم کی کستوری سے اسے غسل دیا گیا چنانچہ اس کے بعد مسجد دیکھنے والوں کے لئے خوب واضح ہو گئی ورنہ اس سے پہلے اس کی شان و شوکت پوشیدہ ہو چکی تھی، اس کے گنبد سے صلیب کو ہٹا دیا گیا لہٰذا مسجد دوبارہ اپنی پہلی شان و شوکت میں بدل گئی البتہ مسجد کے کچھ حصوں سے عیسائیوں نے پتھروں کے ٹکڑے کاٹ کر ان کے وزن کے برابر سونا لے لیا تھا اور ان ٹکڑوں کا لینا بہر حال مشکل تھا۔

اس کے بعد ان لوگوں کی باری آئی جنہوں نے اپنی جانوں کا فدیہ نہیں ادا کیا تھا۔ اکثر کو رہا کر دیا گیا جن میں بادشاہوں کی بیٹیاں، دیگر عورتیں بچے اور مرد تھے، متعدد کو ایسے ہی معاف کر دیا گیا، متعدد کو سفارش پر معاف کیا گیا، جتنا سونا اُن سے حاصل ہوا تھا وہ سارا فوج پر تقسیم کر دیا گیا۔ خود سلطان نے اُس میں سے کچھ نہ لیا کیونکہ وہ بہت حلیم و کریم سخی طبیعت کا مالک تھا۔

بیت المقدس میں پہلا جمعہ...... جب بیت المقدس کو صلیبوں، راہبوں اور ناقوسوں وغیرہ سے پاک کر دیا گیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے قرآن کریم کی تلاوت کی گئی اور اللہ الرحمٰن کو واحد قرار دیا گیا تو پہلا جمعہ ماہ شعبان میں فتح بیت المقدس کے آٹھ دن بعد پڑھا گیا محراب کے ایک طرف منبر نصب کیا گیا، چٹائیاں بچھائی گئیں، قندیلیں لٹکائی گئیں قرآن کی تلاوت ہوئی، حق آ گیا، باطل مٹ گیا نمازی کی صفیں بچھا دی گئیں، کثرت سے سجدے اور عبادتیں ہونے لگے، دعائیں مانگی جانے لگیں برکات نازل ہونا شروع ہوئیں اور مصیبتیں دور ہونے لگیں، نمازیں اور اذانیں شروع ہو گئیں، پادری خاموش ہو گئے ساری تکلیفیں دور ہو گئیں، خوشیوں کا دور دورہ ہو گیا نحوست بھاگ کھڑی ہوئی، خدائے واحد نے جس کا کوئی باپ ہے نہ بیٹا اسی خدا کی عبادت ہونے لگی، عابدوں نے اس کی بڑائی بیان کی، مسجد بھر گئی، دل نرم ہو گئے آنسو بہنے لگے، پھر زوال سے پہلے مؤذن نے اذان دی، ابھی تک مسجد میں خطیب کا تقرر عمل میں نہ آیا تھا۔ چنانچہ سلطان نے ایک فرمان کے ذریعے قاضی محی الدین ابن زکی کو خطیب مقرر کیا، انہوں نے سیاہ خلعت پہن کر فصیح و بلیغ ارشاد فرمایا جو بیت المقدس کی عزت عظمت فضیلت اور ترغیبات پر مشتمل تھا اور دیگر علاقوں کا بیان بھی ہوا۔ شیخ ابوشامہ نے اپنی کتاب الروضتین میں پورا خطبہ لکھا ہے جس کی ابتداء اس طرح ہے "ظالم قوم کی جڑ سے اکھاڑ پھینکا گیا اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین ہی کے لئے ہیں۔

(سورۃ الانعام ۶ آیت ۴۵)

پھر قرآن کریم کی تمام تحمیدات بیان کیں۔ اور کہا کہ "تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے اپنی مدد سے اسلام کو عزت بخشی اور اپنے قہر سے شرک کو ذلیل کیا اور اپنے حکم سے معاملات کو مقرر کرتا ہے اپنے شکر سے نعمتوں میں اضافہ کرتا ہے اور اپنی تدبیر سے کافروں کو بتدریج تباہ کرتا ہے جو اپنے عدل و انصاف سے زمانے میں تبدیلی پر قادر ہے، جس نے اپنے فضل سے اچھے انجام کو متقیوں کے لئے رکھا ہے جو اپنے بندوں پر شبنم اور بارش نازل کرتا ہے جس نے اپنا دین دنیا کے ہر دین پر پوری طرح غالب کر دیا۔ وہ اپنے بندوں پر غالب ہے کوئی اس کے راستے میں رکاوٹ نہیں پیدا کر سکتا۔ وہی غالب ہے اس سے جھگڑا نہیں کیا جا سکتا۔ جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے اس سے اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کی جا سکتی اور نہ ہی اس کے حکم کو ٹالا جا سکتا ہے۔ اپنے بندوں کو کامیابی دینے پر میں اس کی حمد بیان کرتا ہوں وہی ہے جو بیت المقدس کو شرک کی گندگیوں سے پاک کرنے والا ہے وہی

تو ہے جو احمد کو اپنی طہارت بتانے والے کی تعریف کرتا ہے اس کے ظاہر و باطن کو پاک کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ اکیلا ہے اور بے نیاز ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا اور نہ ہی اس کا کوئی ہمسر ہے، گواہی بھی یہ اس شخص کی ہے جس نے بذریعہ توحید اپنے دل کو پاک و صاف کیا اور اپنے رب کو راضی کر لیا، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں جو شکر کو بلند کرنے والے، شرک کا خاتمہ کرنے والے اور جھوٹ کو ختم کرنے والے ہیں جو مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک رات بھر میں لائے گئے اور پھر یہاں سے اوپر آسمانوں پر لے جائے گئے، حتیٰ کہ سدرۃ المنتہیٰ تک جا پہنچے" جہاں جنت الماویٰ ہے۔ نہ ہی آپ کی نگاہ نے کوتاہی محسوس کی اور نہ حد سے تجاوز کیا۔" (سورۃ والنجم آیت ۱۷) اور آپ ﷺ کے خلیفہ سچے اور ایمان کی طرف پہل کرنے والے ہیں اور امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ پر جو اس گھر سے صلیب وغیرہ کو دور کرنے والے پہلے شخص ہیں اور حضرت عثمان بن عفان پر جو قرآن کریم کو جمع کرنے والے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ پر جو شرک کو ڈرانے والے، بتوں کو توڑنے والے ہیں اور آپ ﷺ کے آل و اصحاب اور ان لوگوں پر جو عمدہ طریقے سے آپ ﷺ کی پیروی کرتے ہیں اے اللہ تیری رحمت ہو۔

پھر وعظ کیا جو ایسی باتوں پر مشتمل تھا جس سے وہاں پر موجود لوگ رشک کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو توفیق عطا فرمائی کہ بیت المقدس کو فتح کریں جس کی ایسی ایسی شان ہے۔ اس کے بعد اس کی شان و شوکت اور عظمت کا ذکر کیا کہ یہ سب سے پہلا قبلہ ہے اور دوسری مسجد ہے اور پھر حرم ہے یہی وہ تیسری مسجد ہے کہ جس کی طرف سفر کیا جا سکتا ہے، یہی اعتکاف کیے جانے کے قابل جگہ ہے۔ معراج کی رات مسجد حرام سے یہیں آپ ﷺ کو لایا گیا جہاں آپ ﷺ نے تمام انبیاء کرام و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو نماز پڑھائی اور یہیں سے آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ یہیں واپس تشریف لائے اور یہاں کے سے براق پر مسجد حرام تشریف لے گئے، قیامت کے دن یہی میدان حشر ہوگا۔ یہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ٹھکانہ اور اولیاء کرام کا مقصد ہے اور پہلے ہی دن سے اس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے مسجد حرام تعمیر کرنے کے چالیس سال بعد سب سے پہلے حضرت یعقوب علیہ السلام نے سب سے پہلے اس کی بنیاد رکھی، پھر حضرت سلیمان بن داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی تجدید کی جیسے کہ مسند، سنن، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ اور مستدرک حاکم کی احادیث سے ثابت ہے۔

اس سے فارغ ہونے کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے تین دعائیں مانگیں ایک تو یہ کہ آپ علیہ السلام کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق ہو، دوم یہ کہ آپ علیہ السلام کو ایسی حکومت مل جائے جو آپ سے پہلے یا بعد کسی اور کو نہ ملی ہو۔ اور سوم یہ کہ جو شخص یہاں آ کر نماز پڑھے تو ایسے ہی گناہوں سے پاک ہو جائے جیسے اپنی پیدائش کے دن تھا۔

یہ دونوں خطبے مکمل کرنے کے بعد عباسی خلیفہ اور سلطان صلاح الدین کے لیے دعا کی نماز کے بعد سلطان سے اجازت لے کر شیخ زین الدین ابوالحسن ابن علی المصری منبر پر تشریف لائے اور وعظ کیا، قاضی ابن الذکی مسلسل چار جمعوں تک لوگوں کو جمعہ پڑھاتے رہے اور وعظ کہتے رہے، پھر سلطان نے باقاعدہ المقدس کے خطیب کا تقرر کیا اور حلب سے وہ منبر منگوایا جو سلطان نورالدین نے بیت المقدس کے لئے بنوایا تھا، سلطان کی یہ تمنا تھی کہ وہ بیت المقدس کو خود فتح کرے لیکن سلطان کی وفات کے بعد اس خواہش کی تکمیل سلطان کے نقش قدم پر چلنے والے ایک اور سلطان صلاح الدین کے ہاتھوں ہوئی۔

عجیب و نادر نکتہ...... شیخ ابوشامہ نے اپنی کتاب الروضتین میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابوالحسن علی بن محمد سخاوی نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابوالحکم الاندلسی ابن برجان کی تفسیر میں سورۃ روم کے شروع میں بیت المقدس کی فتح کے متعلق پیشین گوئیاں بیان کی گئیں ہیں کہ بیت المقدس ۵۸۳ھ میں فتح ہوگا۔

آگے لکھا ہے کہ میرے خیال میں آپ نے یہ نکتہ علم حروف سے نہیں بلکہ سورۃ روم کی آیت الم سے نکالا ہے اور نجومیوں کی طرح تاریخ کو اس کی بنیاد بنایا ہے اور لکھا ہے کہ وہ فلاں فلاں سال میں قبضہ کریں گے اور فلاں فلاں سال میں ان کو شکست ہو جائے گی، جیسا کہ تقدیر میں لکھا ہوگا۔

نے لکھا ہے کہ یہ اچھی بات ہے جو حق کے مطابق ہے بشرطیکہ صحیح ہو۔ یہ بات آپ نے حقیقت میں اس واقعے کے ہونے سے پہلے کہی تھی اور یہ اس واقعے سے پہلے ہی آپ کی کتاب موجود تھی جہاں سے دیکھ کر آپ نے اس کو بیان کر دیا۔ لہٰذا یہ بات علم الحروف سے تعلق رکھتی ہے۔ بعد میں اس کا تعلق کشف کرامت سے ہے۔ ابوشامہ صاحب آگے لکھا ہے کہ آپ نے سورۃ قدر کی تفسیر میں تحریر کیا ہے کہ اگر نزول قرآن کے وقت کا علم ہو جائے تو اس وقت کا علم بھی ہو جائے گا جس میں قرآن کریم اٹھا لیا جائے گا۔

میرا یہ خیال ہے کہ مفسر ابن برجان اس بات کو اپنی تفسیر میں ۵۱۲ھ کی مدت میں بیان کیا ہے۔ دیکھا جاتا ہے کہ جب تو ملک نور الدین کو اس وقت کی اطلاع دی گئی تو اس نے ۵۸۳ھ تک زندہ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا تھا۔ سلطان کی پیدائش ۵۱۵ھ میں ہوئی تھی اور اس نے اس کام کی تیاری کی۔ چنانچہ اس نے بیت المقدس کے لئے ایک عظیم الشان منبر بھی بنوایا تھا کہ اسے فتح کر کے خود وہاں رکھوائے گا۔ واللہ اعلم۔

اس کے علاوہ محراب و مصلیٰ کے اردگرد جتنی چیزیں تھیں تصویریں، صلیبیں وغیرہ تھیں سلطان نے ان کو بھی ختم یا صاف کروا دیا۔ صاف ہو جانے کے بعد اس کی خوب پاک کروایا گیا اور پوشیدہ تھا جناب حضرت محمود پر گیا ہو۔ پھر مسجد اقصیٰ کی طرف توجہ ہوئی کہ اس کے اردگرد جو بے کار کرسیاں بنائے، پھر اس نے نئے طاقچے بنوائے اور امام کا تقرر کیا اور اچھی قالینوں کا فرش بچھایا اسی طرح مسجد اقصیٰ کے امام کے لئے بھی۔ اس کے علاوہ شوافع کے لئے ایک مدرسہ بنوایا جسے الصلاحیہ اور الناصریہ بھی کہا جاتا تھا۔

یہاں پہلے ایک گرجا تھا جس میں حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ کی قبر بھی تھی۔ صوفیاء کے لئے اقترک: ایک خانقاہ وقف کی جو قمامہ کے پہلو میں تھی جو دراصل بطریرک کے خلفاء اور فقہاء کی تھی۔ ایسی عمارتیں مسجد اقصیٰ اور صخرہ کے آس پاس تھیں، مثلاً مجلسیں وغیرہ قائم کئے تاکہ باقی اور آنے والے نئے جو یہ سلسلہ دیکھیں پڑھیں۔ اس کے علاوہ بھی ملک عادل نے بہت اچھے اچھے کام کئے۔ اس خاندان کا ہر فرد نیکیوں کی ایک دوسرے سے بڑھ کر محبت رکھتا تھا۔

سلطان قمامہ کو گرا کر ہموار کرنا چاہتا تھا تاکہ عیسائیت جڑ سے ختم ہو جائے لیکن اسے بتایا گیا کہ خواہ کچھ ہو جائے لیکن عیسائی زمین کے اس ٹکڑے کی زیارت کرنا نہ چھوڑیں گے کیونکہ اس سے پہلے بھی حضرت عمرؓ نے جب اس سرزمین کو فتح کیا تھا تو زمین کا یہ حصہ ان کے قبضے میں رہنے دیا تھا اگر آپ گرا دیں گے تو یہ آپ کے لئے بھی نحوست ہے۔ چنانچہ سلطان اس سے ایک طرف ہو گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس کو ویسا ہی چھوڑ دیا۔ لیکن چار عیسائیوں سے زیادہ کو یہاں آنے جانے سے منع کر دیا جو یہاں کی خدمت کیا کرتے تھے۔ سلطان نے عیسائیوں کا وہ قبرستان بھی برابر کروا دیا تھا جو باب رحمت کے پاس تھا۔ وہاں جو کچھ بھی گروا دیئے تاکہ اس کے آثار ہی ختم ہو گئے۔

اس کے علاوہ قدس میں موجود مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا گیا ان کو لباس اور عطیات دیئے گئے حسن سلوک کیا گیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے وطن کی طرف روانہ ہو گئے اور گھر بار کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور احسانات پر تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں۔

فصل

قدس کی فتح سے فراغت پر سلطان صلاح الدین ۲۵ شعبان کو ساحل کی طرف سے صور کی طرف روانہ ہوا۔ اس کی فتح بہت ضروری تھی اور القدس کے بعد یہاں فرنگی کا بہت زور تھا۔ مرکیس نامی ایک شخص قابض ہو گیا تھا۔ سلطان کی آمد کی اطلاع پا کر مرکیس نے صور کی قلعہ بندی کر لی۔ گڑھے اور خندقیں اور ایک دریا سے دوسرے دریا تک اس کے اردگرد خندق کھودی۔ اسی دوران سلطان بھی آ پہنچا اور ایک عرصے تک محاصرہ کئے رکھا، پھر مصر سے بحری بیڑہ منگوا لیا اور خشکی اور تری ہر طرف سے صور کا محاصرہ کر لیا۔

ایک رات فرنگی خاموشی سے نکلے اور اسلامی بیڑے کی پانچ کشتیوں پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان بہت متاثر ہوئے اسی دوران سردیوں کا موسم بھی

آ گیا، سامان کم اور زخم زیادہ ہو گئے اور امراء اور سردار محاصرہ کیے ہوئے تھک گئے چنانچہ انہوں نے سلطان سے درخواست کی کہ اگر انہیں دمشق جانے کی اجازت مل جائے تو وہ کچھ آرام کر لیتے اور نئے سرے سے تازہ دم ہو کر حملہ آور ہوں گے تھوڑے رد و قدح کے بعد سلطان نے ان کی بات مان لی اور دمشق کی طرف روانہ ہو گیا، راستے میں عکا سے گزر ہوا، لشکر اپنے اپنے علاقوں کی طرف واپس روانہ ہو گئے۔

خود سلطان عکا سے گذرتے ہوئے اس کے قلعے میں ٹھہرا اور اپنے بیٹے الافضل کو وادیہ کے برج میں ٹھہرایا اور عزالدین جردیک کو اس قلعے کا نائب بنایا، بعض لوگوں نے اس ڈر سے عکا کو تباہ کرنے کا مشورہ دیا کہ فرنگی دوبارہ اس پر حملہ آور نہ ہوں، سلطان نے اس مشورے پر عمل درآمد کا ارادہ کیا لیکن پھر باز رہا اور شاید وہ اس پر عمل کر ہی گزرتا لیکن اس نے تباہی کے بجائے اس کی تعمیر اور خوبصورتی بہاءالدین قراقوش تقوی کے ذمے لگا دی صلفین میں موجود دار الاستشاریہ کو فقہاء و فقراء کے لئے وقف کر دیا، دار الاسقف کو اسپتال بنا دیا اور بہت کچھ اس پر وقف کیا اور ان کاموں کی دیکھ بھال اور نگرانی اس کے قاضی جمال الدین ابن الشیخ ابی النجیب کے حوالے کی۔

ان امور سے فارغ ہو کر سلطان کامیاب و کامران ہو کر دمشق لوٹا، اور گرد کے بادشاہوں اور گورنروں نے تحائف بھجوایا اور مبارکبادی کے پیغامات بھجوائے، البتہ عباسی خلیفہ نے سلطان سے چند معاملات میں باز پرس کی، ایک تو یہ کہ حطین کی فتح کی خوشخبری سلطان نے ایک ایسے نوجوان کے ہاتھ بھیجی تھی جو ان کے ہاں سخت ناپسندیدہ اور کم حیثیت کا مالک تھا جس کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی جبکہ بیت المقدس کی فتح کی خوشخبری شرفاء کے ہاتھ بھیجی دوسرے یہ کہ سلطان نے خلیفہ کے مقابلے میں اپنا لقب ناصر کیوں رکھا؟

سلطان نے خوش دلی سے خلیفہ کے اعتراضات سنے۔ اطاعت کا اظہار کیا اور معذرت بھی کی اور کہا کہ مجھے جنگ نے ان باتوں کی طرف دھیان دینے کا موقع ہی نہ دیا، رہا لقب کا مسئلہ تو میرا لقب ناصر تو خلیفہ مستضیٔ کے زمانے سے ہے لیکن پھر بھی امیر المومنین مجھے جو لقب دیں گے میں اسی کو اختیار کر لوں گا۔ اور سلطان نے خلیفہ کے سامنے نہایت ادب و احترام کا مظاہرہ کیا باوجود اس کے سلطان کو اس کی ضرورت نہ تھی۔

دوسری طرف اسی سال ہندوستان میں شہاب الدین غوری (غزنی کے بادشاہ) اور ہندوستان کے سب سے بڑے بادشاہ کے درمیان خونریز معرکہ ہوا، ہندو بڑی لشکر اور ہاتھیوں کو لے کر حملہ آور ہوئے، گھمسان کا رن پڑا، شروع میں مسلمانوں کا میمنہ و میسرہ پسپا ہوئے اور حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ سلطان شہاب الدین غوری سے کہا گیا کہ آپ اپنی جان بچائیے، لیکن اس سے سلطان کا جوش اور بڑھا اور وہ بڑھ چڑھ کر حملے کرنے لگا، چنانچہ سلطان نے ایک ہاتھی پر حملہ کیا، ہاتھیوں کے زخم اتنی جلدی نہیں بھرتے لہذا اسلامی لشکر نے ہاتھیوں پر تیر اندازی شروع کر دی، لیکن دوسری طرف سے ایک ہاتھی بان نے سلطان پر نیزے سے حملہ کیا، نیزہ سلطان کی کلائی میں لگا اور پار ہو گیا، سلطان زمین پر گر پڑا، سلطان کے گرتے ہی ہندو اس کو گرفتار کرنے کے لئے حملہ آور ہوئے لیکن سلطان کے جانثار ساتھیوں نے سلطان کو گھیر لیا اور اس کے ارد گرد شدید جنگ شروع ہو گئی، ایسی کہ اس کے بارے میں پہلے کبھی نہیں سنا گیا، بہرحال مسلمان ہندوؤں پر غالب آئے اور سلطان کو بچا لیا اور کندھوں پر اٹھا کر بیس فرسخ کا فاصلہ پیدل طے کیا، سلطان کا خون بہہ رہا تھا، واپس آ کر سلطان نے اپنے امراء اور سرداروں سے باز پرس کی اور قسم کھائی کہ ہر سردار کو اپنے گھوڑے کا توبڑا گلے میں ڈالنا ہو گا اور غزنی تک ان کو پیدل جانا ہوگا۔

علاوہ ازیں اس سال بغداد کے مضافاتی اور جنگلاتی علاقوں میں ایک عورت نے بچی جنی جس کے دو دانت تھے۔ اسی سال عباسی خلیفہ الناصر نے اپنے استاذ دار ابوالفضل ابن الصاحب کو قتل کیا کیونکہ وہ معاملات پر حاوی ہو گیا تھا اور خلیفہ گویا کہ اس کا اطاعت گزار ہو گیا تھا، لیکن اس کے باوجود ابوالفضل ناجائز مال سے پاک تھا، نیک سیرت تھا، خلیفہ نے اس کے پاس سے بہت سا مال و دولت اور نقدی وغیرہ حاصل کیے۔ اسی سال خلیفہ نے ابو مظفر جلال الدین کو اپنا وزیر بنایا اور ارکان حکومت بلکہ قاضی القضاۃ ابن الدامغانی بھی اس کے گھوڑے کے ساتھ پیدل چلے، حالانکہ یہ ابن یونس قاضی کے پاس موجود تھا۔ اور یہ وزیر کے ساتھ چلتے ہوئے کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ طول عمر پر لعنت کرے چنانچہ اسی سال کے آخر میں قاضی کی وفات ہوئی۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

الشیخ عبد المغیث بن زہیر الحربی حنابلہ میں سے نہایت نیک شخص تھے لوگ ان کی زیارت کے لئے آیا کرتے تھے۔ انہوں نے یزید بن معاویہ کی فضیلت میں ایک کتاب بھی تصنیف کی اور اس میں عجیب و غریب باتیں لکھی ہیں۔ حافظ ابن الجوزی نے ان کا رد لکھا ہے اور بہت اچھا اور بہت خوب لکھا ہے۔ ایک مرتبہ حسن اتفاق سے عباسی خلیفہ بھیس بدل کر ان کے پاس پہنچا اور پوچھا کیا یزید بن معاویہ پر لعنت کی جا سکتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں اس کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ اگر یہ دروازہ کھل گیا تو ہمارے خلیفہ پر لعنت بھی شروع ہو جائے گی۔ شیخ اس خلیفہ کو پہچان چکے تھے لیکن اظہار نہیں کیا تھا۔ خلیفہ نے پوچھا وہ کیسے؟ تو شیخ نے کہا کیونکہ ہمارے خلیفہ میں کئی بہت سی برائیاں ہیں اور وہ بہت سی غیر شرعی حرکات کا ارتکاب کرتا ہے۔ اور پھر ایک ایک کر کے اس کی برائیاں گنوانی شروع کر دیں اور اس کا انہوں نے تذکرہ کیا۔ پھر خلیفہ وہاں سے چلا گیا اور سب برائیاں چھوڑ دیں کیونکہ ان کے کلام میں اثر تھا جس سے خلیفہ کو فائدہ ہوا تھا۔ اس سال محرم میں خلیفہ کا انتقال ہوا اور شیخ کا انتقال بھی اسی سال ہوا۔

علی بن خطاب بن خلف ... عابد زاہد صالحین میں سے ایک صاحب کرامات تھے جزیرہ ابن عمر میں رہا کرتے تھے۔ تاریخ الکامل میں ابن اثیر نے لکھا ہے: ”حسن اخلاق صورت سیرت تقویٰ عبادت میں میں نے ان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

الامیر شمس الدین محمد بن عبد الملک بن مقدم ... سلطان صلاح الدین کے نائبین میں سے ایک ہیں۔ جب سلطان نے بیت المقدس فتح کیا تو اسی زمانے میں وہاں سے ایک جماعت نے احرام باندھا۔ اس سال ابن مقدم حاجیوں کے امیر تھے لہٰذا وقوف عرفہ کے دوران انہوں نے ڈھول بجانے اور جھنڈے لہرانے کا حکم دیا اور سلطان صلاح الدین کی عزت و شوکت کا اظہار کیا۔ پھر خلیفہ کی طرف سے مقرر حاجیوں کے امیر طاشتکین غصہ ہوا اور اس نے اس سے باز رہنے کا کہا لیکن ابن مقدم نے کوئی کان نہ دھرا چنانچہ ان کی آپس میں جنگ ہو گئی جس میں ابن مقدم زخمی ہو گیا اور اگلے دن منیٰ میں اس کا انتقال ہو گیا اور وہیں دفن ہوا۔ اس کے ساتھ ہی مشکلات کھڑی ہو گئیں اور طاشتکین کو بہت برا بھلا کہا گیا یہاں تک کہ وہ خلیفہ اور سلطان صلاح الدین کی طرف سے ہونے والے نتیجے سے خوف زدہ ہو گیا اور خلیفہ نے اس کو اس منصب سے معزول کر دیا۔

محمد بن عبید اللہ ... ابن عبد اللہ سبط ابن التعاویذی الشاعر، آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا، ستر سال سے زیادہ عمر پائی۔ شوال کے مہینے میں وفات پائی۔

نصر بن فتیان بن مطر فقہ حنبلی کے فقیہ، ابن المنی کے نام سے مشہور تھے۔ بہت عبادت گزار متقی پرہیزگار تھے۔ ۵۰۱ھ میں ولادت ہوئی۔ شیخ موفق الدین ابن قدامہ مقدسی، حافظ عبد الغنی، محمد بن خلف بن راجح، الناصح عبد الرحمٰن بن نجم بن عبد الوہاب اور حنبلی شیخ عبد القادر الجیلی وغیرہ ان کے شاگردوں میں سے ہیں۔ رمضان المبارک کی ۵ تاریخ کو ان کا انتقال ہوا اسی سال قاضی القضاۃ کی بھی وفات ہوئی۔

ابو الحسن الدامغانی الحنفی، المقتفی اور مستنجد نے ان کو منصب قضاء پر فائز کیا لیکن پھر معزول کر دیا گیا پھر المستضی نے اپنے ایام حکومت میں منصب پر بحال کر دیا، خلیفہ ناصر کے زمانے میں بھی اسی منصب پر رہے یہاں تک کہ اس سال ذی الحجہ میں وفات ہوئی۔

۵۸۴ھ کے واقعات

اس سال محرم کے مہینے میں سلطان نے قلعہ کوکب کا محاصرہ کر لیا لیکن یہ قلعہ نہایت مضبوط اور دشوار گزار تھا چنانچہ فتح نہ ہو سکا

قاماز کو اس کی ذمہ داری سونپ دی۔ ان سواروں نے ان کے رستے وغیرہ بند کر دیئے۔ اسی طرح صفد کی ذمہ داری صفت پر ڈالی لہٰذا داویہ گروپ کے پانچ سو سوار طغرل بیگ جاندار کی زیر نگرانی غلہ وغیرہ کو ان تک پہنچنے سے روکتے تھے۔

الکرک کی طرف لشکر کی روانگی...... اس کے علاوہ الکرک الشوبک کی طرف بھی لشکر بھیجا تا کہ اہل کرک کا جینا دو بھر کر دیں اور محاصرہ کر لیں، تاکہ ان مقامات پر جنگ کرنے کے لئے اپنے دیگر معاملات سے فارغ ہو جائے۔ اس جنگ سے دمشق واپسی پر سلطان نے دیکھا کہ الصفی بن القابض وزیر خزانہ نے قلعہ پر اس کے لئے ایک نہایت خوبصورت اور عظیم الشان گھر تعمیر کیا ہے جو الشرف القبلی سے دکھائی دیتا ہے، تو سلطان اس سے ناراض ہو گیا اور اس کو عہدہ سے معزول کر دیا اور کہا کہ ہم دمشق میں اور کسی دوسرے شہر میں تعمیر نے کے لئے پیدا نہیں ہوئے، ہم صرف اللہ کی عبادت اور اس کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں، تمہارا کام ہم لوگوں کے مقصد پیدائش میں رکاوٹ ڈالتا ہے۔

صلاح و مشورہ...... اس کے بعد سلطان دار العدل میں بیٹھا دیگر قضاۃ اور قاضی الفاضل اور علماء وغیرہ اس سے ملنے آئے، اس نے قاضی الفاضل کے اس باغ میں اس سے ملاقات کی جو ابن الفراش کے محل کے اوپر ہے اور اس کے سامنے اب تک کی تفصیلات بیان کیں، آئندہ درپیش مہمات اور جنگوں کے بارے میں اس سے مشورہ لیا اور دمشق پھر وہاں سے ہوتا ہوا بیروں، وہاں سے البقاع کی طرف روانہ ہوا اور وہاں سے حمص اور حماۃ آ گیا۔ جزیرہ سے بھی فوجیں آ پہنچیں، یہ اس وقت عاصی نامی مقام پر تھا۔

سواحل کی فتح...... چنانچہ وہاں سے شمالی سواحل کی طرف روانہ ہوا اور انطرطوس اور دیگر متعدد قلعوں جبلہ اور لاذقیہ وغیرہ کو بھی فتح کیا جو باعتبار تعمیر، سنگ مرمر اور محلات کے لحاظ سے مضبوط ترین شہر تھے، پھر صہیون بکاس اور الشغر نامی عاصی پر دو مضبوط قلعوں کو فتح کیا، پھر بدریہ نامی قلعہ کو فتح کیا جو بلند پہاڑ پر نہایت مضبوط اور عظیم الشان قلعہ ہے، اس کے پیچھے نہایت گہری وادیاں ہیں، جن کی مثالیں مسلمانوں اور عیسائیوں کے ہاں بیان کی جاتی ہیں، اس قلعہ کا سلطان نے سخت محاصرہ کیا بڑی بڑی منجنیقیں وہاں لے گیا۔ فوج کو تین حصوں میں تقسیم کیا، ایک حصہ جنگ کرتا اور باقی دو حصے آرام کرتے، جنگ مسلسل جاری رہی، جب سلطان والے حصے کی لڑنے کی باری تھی تو پھر قلعہ فتح ہوا، یہاں سے بے شمار مال غنیمت حاصل ہوا اور بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا عورتوں اور بچوں کو غلام بنا لیا گیا۔

شاہ انطاکیہ کے ساتھ خط و کتابت...... اس کے بعد دربساک اور بغراس کے قلعوں کا رخ کیا اور جنگ کر کے فتح کر لیا، خوب مال غنیمت حاصل ہوا اور سلطان محفوظ بھی رہا۔ اس فتح سے سلطان کا حوصلہ اور بڑھا اور انطاکیہ کی فتح کا ارادہ ہو گیا۔ کیونکہ اس کے ارد گرد کے سب علاقوں پر سلطان کی افواج قابض ہو چکی تھیں۔ انطاکیہ کے بادشاہ نے بذریعہ خط و کتابت سلطان سے صلح کرنا چاہی اور کہا کہ وہ اپنے پاس موجود مسلمان قیدیوں کو چھوڑ دے گا، چونکہ فوج بھی تھک چکی تھی لہٰذا سلطان نے اس کی بات مان لی اور سات مہینے کے لئے صلح ہو گئی، کیونکہ سلطان خود بھی آرام کرنا چاہتا تھا۔

سلطان نے نمائندہ بھیج کر مسلمان قیدی منگوا لئے، واپسی کے دوران اپنے بیٹے الظاہر کے کہنے پر حلب سے گذرتے ہوئے تین دن وہاں گذارے، اسی طرح اپنے بھتیجے تقی الدین کے کہنے پر ایک رات حماۃ میں گزاری اور جبلہ اور لاذقیہ اس کو جاگیر میں دے دیئے۔ پھر بعلبک پہنچا اور حمام میں داخل ہوا اور شروع رمضان میں دمشق پہنچا یہ ایک اہم دن تھا یہاں سے الکرک کی فتح کی خوشخبری ملی، اللہ تعالیٰ نے اس طرف سے ان کو سکون و راحت دی اور دشوار گزار سرزمین کو تاجروں، نمازیوں اور حاجیوں کے لئے آسان کر دیا۔

صفد اور قلعہ کوکب کی فتح...... چند ہی دن بعد صفد کی طرف روانہ ہوا اور رمضان کے دوسرے عشرے میں وہاں پہنچ کر منجنیقیں نصب کر دیں پانی برسنے والی سخت سردی میں بھی محاصرہ جاری رہا، آٹھ شوال کی تاریخ کو صلح سے فتح کر لیا پھر صور کی طرف روانہ ہوا اور قیادت کی اور کے

حوالے کردی اور اپنی جان امان وغیرہ سے ایک طرف ہو گیا حتیٰ کہ فتح کے بعد اسے یقین ہو گیا کہ علاقے بھی فتح ہونے کے بعد یہ یہاں سے کرک کو کی طرف روانہ ہوا جس کا محاصرہ وہ پہلے سے کر رہا تھا۔ کرک والوں کا قصہ اسی طرح کا ہے جب استقامت پر رہے اہل کا قلعہ تھا۔ وہ بھی فرنگی سلطان سے زیادہ نفرت رکھتے تھے انتہا جب سلطان ان میں سے کسی کو پکڑتا تو قتل کر دیتا۔ وہ ڈٹے رہے حتیٰ کہ ان کے قلعے پر کئی ماہ کے محاصرے کے بعد قبضہ کر لیا اور اس قلعہ کو کر دیا۔ یہاں سے گزرنے والوں کو امن حاصل ہوا۔ آنا جانا پرامن ہو گیا۔ سلطان کا بیت المقدس میں قیام رہا اسی جنگ میں قاضی فاضل بھی موجود تھے چنانچہ انہوں نے سلطان کے بھائی کے عمر کو سلطان افواج کی مدد کے لئے جاتے ہوئے اس نے کہ سلطان سے عطا لینے کے لئے مصر سے کام کرتا ہے یہ سمجھ کر تقی الدین عمر کا محاصرہ کرے گا۔ پھر قاضی الفاضل نے تقی الدین کو مصر جانے کا ارادہ کیا۔ سلطان نے روانہ کیا۔ اس نے تقی الدین کو بھیج کر خود روانہ ہو گیا اور عیدالفطر یہاں سے اس کا بھائی سلطان عادل بھی عسقلان گیا، سلطان نے بھائی کو عسقلان کے بجائے الکرک دے دیا اور تقی الدین کا ... کیا تاکہ مصر میں اس کے بیٹے العزیز کا نائب بنے کے خلاف ہے۔ وہ اسی سال کے آخر تک ٹھہرا۔

فاطمیوں کی ریشہ دوانیاں علامہ ابن کثیر کہتے ہیں اس سال مصر میں رافضیوں کے ایک گروہ نے خلاف فاطمیہ کے لئے بغاوت کی کیونکہ سلطان العادل مصر میں نہ تھا انہوں نے عثمان العزیز بن صلاح الدین سے معاملہ چھپائے رکھا اور رات کے وقت یہ لوگ اس خیال سے یا آل علی یا آل علی پکارتے ہوئے نکلے شاید لوگ ان کا جواب دیں لیکن کسی نے ان کا جواب نہ دیا پھر پکڑے گئے اور ان کو قید کر دیا گیا۔

سلطان صلاح الدین کو جب اس بات کا علم ہوا تو اسے بہت دکھ ہوا، قاضی فاضل بھی وہیں تھا اس نے کہا یہ تو خوشی کی بات ہے کیونکہ عوام میں سے کسی نے ان کا ساتھ نہیں دیا اگر آپ خود جاسوس بھیجتے تو ... نے دل خوش ... سے یقیناً خوش ہو جاتے ہیں کہ سلطان کا غم دور ہو گیا چنانچہ سلطان نے اسی کو مصر بھیج دیا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

الامیر الکبیر سلالۃ الملوک والسلاطین ... مؤید الدولہ ابو الحارث و ابو المظفر اسامہ بن مرشد بن علی بن منقذ مشہور شاعروں میں سے ایک ۹۰ سال عمر پائی۔ اس کی اپنی عمر مستقل تاریخ کی حیثیت رکھتی ہے کیونکہ دمشق عزیز پایا جب پہلی ... نفسانی جنگ اور مشکلات ... معانی پر مشتمل متعدد اشعار کہے ہیں بہادر تھے اور صاحب فضیلت تھے شیزر کے بادشاہوں کی اولاد میں سے تھے فاطمی حکومت میں مصر گئے پھر شام واپس آ گئے ۵۷۰ھ میں سلطان صلاح الدین کے پاس آئے اور یہ اشعار پڑھے۔

میں اپنی طویل عمر کی تعریف کرتا ہوں اگرچہ میں نے اس کی کامل کوشش کر لی ہے گئے ہیں۔

کیونکہ میں ... کے بعد ایک بے عیب سے خالی ہوں۔

اب کے حالات اعتدال سے بڑے ... کی اس کے اشعار ہیں جن کا ترجمہ ہاتھ اٹھانے کی طاقت سے محروم ہو گیا۔

ایسے ساتھی ... ہیں ... ہم ... کے لئے ... ہاتھ محنت کرتا جاتا ہے

میں نے ... نہیں تھا جب سے ہم ... جب ... دیکھنے والوں کے لئے ظاہر ہو گیا تو ہم جدا ہو گئے اس کے اشعار کا ایک بڑا دیوان ہے جو سلطان کا ... سے زیادہ پسندیدہ دیوان تھا۔ آپ کی ولادت ۴۸۸ھ میں ہوئی جوانی میں ... آپ تھا آپ کی وفات منگل کی رات ۲۳ رمضان ۵۸۴ھ میں ہوئی ... قاسیون کے مشرقی حصے میں دفن ہوئے اور کہا کہ میں نے اس کی قبر کی زیارت کی ہے اور اس کے یہ اشعار بھی لکھے ہیں۔

ان کی جدائی پر صبر کرو ... کیونکہ میں ... مسلسل جدائی سے مجروح ہو چکا ہوں۔

مجھے معلوم ہے کہ اگر تو خوشی خوشی ان کی طرف لوٹ آیا تو ٹھیک، ورنہ تمام ہو کر رہے گا۔ ایک اور جگہ کہتا ہے:
یہ تعجب ہے کہ میرے ابرو تو قوس بھی نہیں اٹھا سکتا جبکہ اس کے تیر کے سینے میں نیزہ بھی گاڑ رہا ہے۔
اور جو شخص کسی امر کو خود اپنے لیے پسند کرتا ہے اس کو کہنا کہ کسی امر کا نتیجہ اور ہے۔

ابو محمد عبداللہ بن علی: ابن عبداللہ بن سوید التکریتی حدیث کے ماہر تھے، آپ کی کتب تصنیف ہیں۔

الحازمی الحافظ: ابو شامہ نے لکھا ہے کہ اسی سال حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ بن عثمان بن حازم الحازمی الہمدانی نے بغداد میں وفات پائی۔ صاحب تصانیف تھے، اور کئی کتابیں لکھی ہیں۔ ان میں العجالۃ فی النسب، الناسخ والمنسوخ وغیرہ ہیں۔ آپ کی پیدائش ۵۴۸ھ یا ۵۴۹ھ میں ولادت ہوئی، ۲۸ جمادی الاولیٰ ۵۸۴ھ میں وفات ہوئی۔

۵۸۵ھ کے واقعات

اس سال خلیفہ کی طرف سے شیخ نے پیغام لایا کہ ابوالنصر محمد بن الخلیفہ الناصر کو ولی عہد بنایا گیا ہے، چنانچہ سلطان نے دمشق کے خطیب ابوالقاسم عبداللطیف بن ... کو خطبوں میں اس کا نام لینے کا حکم دیا۔ پھر قاصد کے ہاتھ بہت سارا سامان اور تحائف اور فرنگی قیدی جو جنگ کی حالت میں تھے، صلیب اعظم جسے خلیفہ کے محل میں باب نوبی کی دہلیز کے نیچے دفن کر دیا گیا تاکہ عیسائیوں کی طرف سے عزت و تعظیم کے بعد ذلت کے لئے وہاں سے روندی جائے۔ یہ صلیب ایک چوبی صلیب تھی اور سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا، سونے کی ہوئی تھی، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل کر کے ان کے حوالے کر دیا۔

واقعہ عکا: جب عکا میں مسلمانوں پر فرنگی جمع ہوئے اور عکا کی طرف روانہ ہوئے اور عکا کا محاصرہ کر لیا، یہ قلعہ بندی کر لی ہوئی تھی، سامان تیار کر لیا۔ سلطان کو اطلاع ملی تو وہ جلدی سے دمشق سے روانہ ہوا اور وہاں پہنچا تو انہوں نے اپنے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا جیسا کہ انگوٹھی نے چھوٹی انگلی کو گھیر رکھا ہے۔ چنانچہ اس نے محاصرہ توڑنا شروع کیا یہاں تک کہ قلعہ کے دروازے تک راستہ بنا لیا تاکہ سپاہی اور لوگ قلعہ تک جا سکیں، پھر بہت سا سامان اور سامان بھی اندر منگوایا اور شہر پر چھوڑ کر فرنگیوں کا سامنا کیا، جنہیں ہر طرف کمک پہنچ رہی تھی اور ان کی قوت بڑھ رہی تھی۔ پھر اپنے خیمے میں واپس آئے۔ ان کے پاس بھی ہر طرف سے لشکر آ رہے تھے جن میں پیدل اور سوار ہر قسم کے لوگ تھے۔ شعبان کے آخری عشرے میں فرنگی اپنے مورچوں سے نکلے جن میں ہزار پیدل اور دو ہزار سوار تھے، سلطان بھی اپنے لشکر کے ساتھ نکلا، چنانچہ صبح کی پہلی گھڑی میں گھمسان کا رن پڑا اور دن میں مسلمانوں کی پسپائی ہوئی، جبکہ شکست ہوئی، لیکن پھر فرنگیوں کو شکست دی، چنانچہ ان کے مقتولوں کی تعداد سات ہزار سے بھی بڑھ گئی۔

پھر یہ ختم ہونے کے بعد سلطان ایک دوسری جگہ چلا گیا جو مقتولین کی بدبو سے دور تھی، تاکہ تکلیف اور اذیت سے بچ سکیں، اور سوار اور گھوڑے بھی آرام کر لیں، لیکن سلطان کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ بات اس کے خلاف چلی جائے گی، چنانچہ فرنگیوں نے غنیمت سمجھا اور اپنے خیموں کے گرد سمندر تک خندق کھودی اور اس کی مٹی سے دیوار بنا کر بیچ میں دروازے لگا دیے۔

تاکہ جب چاہیں یہاں سے نکل جائیں، پھر ان کی مدد کو آئے اور مسلمانوں کے خلاف ہر طرف سے وہ جمع ہو گئے۔ یہ خندق کی طرف سے تو محفوظ تھے، سلطان کو خیال تھا کہ وہ جلد ہی حملہ آور ہوں گے، اس وقت تک جنگ کریں جب تک سمندر پر سکون نہ ہو جائے، کمک آ جائے لیکن لشکر کی تھکاوٹ اور کثرت کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا۔ ہر شخص فرنگیوں کے مقابلے میں کمزور تھا اور تقدیر کے ساتھ کسی کی نہ چلی۔ چنانچہ سلطان نے مدد کے لئے ہر طرف خطوط لکھے اور خلیفہ کو بھی ترغیبی خط لکھا اور دوسری طرف اسی طرح کے خطوط بھیجے، جس کا اثر ہوا، ادھر عراق اور شام کے پاس آنے لگے، مصر سے بھی سلطان نے اپنے بھائی العادل کو بلایا اور جلدی کرنے کو کہا، چنانچہ بڑی فوج

[illegible]

[illegible] تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

القاضی شرف الدین ابو سعد [illegible]

کردار و خوبیاں [illegible]

تصنیفات [illegible]

[illegible]

[illegible] باقی ہیں جو بھی زندہ رہے گا۔

احمد بن عبدالرحمٰن بن وهبان [illegible]

الفقیہ الامیر [illegible] الدین [illegible] [illegible]

الامیر [illegible] [illegible]

واقعات ۵۸۶ھ

اس سال کے آغاز میں جبکہ فرنگی عکا کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ فرنگیوں کی تین سو حسین عورتیں سمندری راستے سے ان کے پاس پہنچیں جو بڑی اور فحش کی نیت سے نکلی تھیں۔ اور ان میں سے بعض سرفروں کی بھلائی کی نیت سے نکلی تھیں تاکہ سرحد میں وہ دین کے لئے [illegible] کرلیں اور بدمعاشی خدمت اور عبادت ادا کرتے ہیں۔ ان کے پاس ایک کشتی آئی جس میں بھی خوبصورت ترین عورتیں اس نیت سے ان کے پاس آئیں۔ کوئی سب [illegible] نے پایا تھا وہ مسافرت میں جنگ پر ڈٹ گئے۔ حتیٰ کہ بہت سے مسلمان ان کی خاطر [illegible] ان کے پاس چلے گئے اور فرنگی مشہور ہوگیا کہ شاہ قسطنطنیہ کی جانب سے ان کی لاکھ فوجیں آرہی ہیں [illegible] بیت المقدس کے انتظام کے لئے شام پر قبضہ کرنا اور اہل اسلام کے باشندوں کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ جس سے سلطان اور مسلمانوں کو بہت خوف ہوا اور دروازہ مصر سے بھی خوفزدہ ہوئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے [illegible] راستے سے آئی اور ہلاک ہوگئی۔

پادریوں کی ترغیب: فرنگیوں کے جنگ کرنے اور اپنے شہروں سے خروج کا سبب یہ تھا "جیسا کہ قاضی ابن شداد نے بیان کیا ہے" کہ بیت المقدس کے چھن جانے پر پادریوں کی ایک جماعت صلیب کے ساتھ سیاہ لباس پہنے ہوئے اور غمزدہ [illegible] سمندر کے شہروں اور دوسری جانب سمندری علاقوں میں گھوم پھر کر ان سے مدد طلب کرتے تھے اور بیت المقدس کا بدلہ لینے کی ترغیب دیتے رہے۔ اور حضرت مسیح کے مقتول کے ساتھ عربی قاتل کی تصویر [illegible] ساتھ لئے پھرتے تھے۔

خود ساختہ تصویر: انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ایک عربی کی تصویر بنائی کہ یہ عربی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مار رہا ہے جب عیسائیوں نے اس منظر سے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ یہ عربوں کا نبی ہے جو مسیح کو مار رہا ہے جس سے انہیں تکلیف پہنچ رہی ہے اور وہ مر گئے [illegible] قریب ہے۔ [illegible] عیسائی بھڑک اٹھے اور روتے پیٹتے اور غصے میں آ جاتے اس کی وجہ سے وہ سب اپنا مذہب بچانے کے لئے گھر بار چھوڑ کر روانہ ہوئے، حتیٰ کہ ان کی عورتیں بھی جنگ میں شریک ہوئیں [illegible] اس طرح ہر طرح کے لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور سب جمع ہو گئے۔

قلعہ پر قبضہ: ۱۱ ربیع الاول کی [illegible] سلطان نے [illegible] قلعہ پر قبضہ ہو گیا۔ یہاں کا حکمران [illegible] سوائی میں گرفتار ہوا [illegible] بہت [illegible] اور کل [illegible] کا حاکم بھی [illegible] کے بارے میں [illegible] کو ان کی تحویل میں دے دیا [illegible] کے سلطان [illegible] تک پہنچ [illegible] سے مسلمانوں [illegible] ہوئی جو [illegible] سلطان [illegible] کے پاس [illegible] ان میں [illegible] کے علاوہ خلیفہ [illegible] سمندری راستے [illegible] فرنگی [illegible] اور جہاز [illegible] تک پہنچ [illegible] رہے تھے۔

برجوں کی تباہی: فرنگیوں نے تین بڑے برج لکڑی اور [illegible] سے بنائے ان میں سے ہر ایک میں [illegible] سوار تھے ان برجوں پر [illegible] کیا گیا تھا کہ نفط ان پر اثر نہ کرے [illegible] ایک لکڑی کی [illegible] سے [illegible] تھے [illegible] ان کے پیچھے [illegible] مسلمان [illegible] ہو گئے [illegible] سلطان نے [illegible] اور [illegible] ان برجوں [illegible] جلانا [illegible] دمشق کے ایک نوجوان نے [illegible] نے خفیہ طور پر [illegible] اور [illegible] آگ [illegible] شروع کیا اور [illegible] برجوں [illegible] برجوں کو آگ لگ گئی اور [illegible] اپنے [illegible] سمیت جل گئے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] اللہ اکبر

آگیا یہاں کا قرض بہت سخت تھا ۔ فرنگیوں نے سات سات [illegible] کر یہ روپیہ دے رکھے تھے جو عرصہ میں گل کر کام آچکے تھے ۲۲ ربیع [illegible] اور بدھ کا دن تھا اور صبح سات [illegible] رہے تھے جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفرقان آیت ۲۳ میں فرمایا ہے کہ "وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ هباء منثورا" چنانچہ سلطان نے ان نوجوانوں کا احسان دیکھا تو [illegible] انہوں نے یہ انعام لینے سے انکار کر دیا کیونکہ انہوں نے صرف اللہ کی رضا کے لئے یہ کام کیا تھا کسی انعام ۔ کا لالچ نہیں تھا ہم جو چاہیں گے وہ اللہ تعالیٰ سے لے لیں گے۔

مصر پر جرمنوں کی آمد ۔۔۔ اسی سال مصری فوج بھی آپہنچی جس کی وجہ سے شہر کے لئے زبردست مدد اور کمک تھی پہلا پڑاؤ فرنگیوں نے اپنے جہاز آگے بڑھا دیئے تاکہ مسلمانوں پر حملہ کریں ۔ اس مقابلہ کے لئے [illegible] اس طرف سے سلطان الملک الکامل نے [illegible] ایک طرف تو مصری فوج بھی مقابلے پر آگئی ۔ سمندر میں دونوں کا مقابلہ بھی ہونے لگا [illegible] فرنگی اسلامی بیڑے کی ایک کشتی کو ڈبونے میں کامیاب ہوئے لیکن پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو [illegible] فتح [illegible] شکست سے دوچار [illegible] کر رہے تھے

جرمن فوج کی تباہی ۔۔۔ جرمن بادشاہ اس کا پیچھا کر رہا تھا ۔ یہ وہ بڑی تعداد میں تھے ۔ [illegible] ان کی تعداد تقریباً [illegible] اسلامی [illegible] سے آئے تھے تاکہ بیت المقدس کا انتقام لیا جائے اور [illegible] کا سلسلہ جاری رکھا جائے یہاں تک کہ [illegible] پھیلاتا چلا جاتا [illegible] جو قوم [illegible] وہ ہلاکت کا سامنا کرتا [illegible] جب جاتا ہے [illegible] کہ ایک دوسرے [illegible] جب وہ [illegible] اور ان کا مقابلہ کرنے کا شوق ہوا لیکن جب وہ [illegible] پانی کا دریا سے بہہ کر نکلے اور ان کا [illegible] اللہ نے ان کے شر سے اپنی مخلوق کو محفوظ رکھا اس کے بعد اس نے چھوٹے بیٹے کو بادشاہ بنایا لیکن وہ لوگ بہت پریشان ہو چکے تھے [illegible] تعداد بھی کم ہو چکی تھی حالانکہ ہر طرف سے [illegible] کرتے ہوئے گزر رہے تھے لیکن جب وہ [illegible] کے پاس پہنچے تو ان کی تعداد ایک [illegible] ان کے آنے سے [illegible] کوئی قوت حاصل نہ ہوئی [illegible] ان کی کوئی قدر و منزلت نہ تھی کیونکہ جرمنوں کی اسلام [illegible] اور [illegible] کو بچانے کی کوشش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا بھی شکر کرتے ہیں۔

جرمنوں کی آمد کے اثرات ۔۔۔ [illegible] کاتب نے لکھا ہے کہ جرمنوں کی تعداد پانچ ہزار تھی [illegible] ان کا آنا [illegible] واقع ہوا کہ وہ جرمن بادشاہوں [illegible] کی وجہ سے اپنی حکومتوں کے زوال سے [illegible] تھے ان کے آنے سے مصری حکمران [illegible] خوش ہوا تھا کہ اس نے [illegible] جیسا کہ [illegible] ان کے آنے سے [illegible] شک نہیں [illegible] نہ ہو سکتی تھی [illegible] شکست [illegible] جہاد [illegible] فیصلہ [illegible] فتح [illegible] گئی۔

سلطان کے خیمے پر حملہ ۔۔۔ [illegible] جرمن بادشاہ کی ان کے ساتھ [illegible] مسلمانوں سے [illegible] مسلمانوں نے [illegible] کیا [illegible] سلطان نے خیمے پر حملہ [illegible] اور [illegible] ایک دن [illegible] بیت المقدس [illegible] مسلمان [illegible] تھے [illegible] پھر جانے [illegible] سے [illegible] ہو گئے ۔ سلطان [illegible] خیموں کے پیچھے لگا دیئے [illegible] کہ [illegible] ہوا [illegible] سے [illegible] اور [illegible] ہو گئے [illegible] ہیں کہ یہاں پانچ ہزار [illegible] کو قتل کیا گیا [illegible] کاتب نے لکھا ہے کہ [illegible] کے درمیان [illegible] ہزار [illegible] قتل کیا اللہ تعالیٰ ہی زیادہ جاننے والے ہیں۔

فرنگی کمک کی آمد ۔۔۔ دوسری طرف مصر والوں کو معلوم ہی نہ تھا کہ [illegible] کے وقت [illegible] میں [illegible] رہے تھے ان کا تعاقب کرنے [illegible] ہزار [illegible] مسلمانوں کے [illegible] بھی کم [illegible] شہید ہو گئے یہ بھی اللہ تعالیٰ کا عظیم احسان ہے اس سے فرنگی بہت کمزور

ہو گئے لہٰذا وہ صلح کا سوچ رہے تھے لیکن اسی دوران ان کو سمندری راستے سے کمک پہنچ گئی یہ کمک جزیرہ کے بادشاہ نے بھیجی تھی۔ یہ بہت طاقتور تھا جس نے اس نے خوب مال خرچ کیا قرض دیا اور لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف نکلنے پر ابھارا اور کلیسا پر تصویر نصب کی جس میں [illegible] ہر ایک پر زخم کئے مسلمانوں نے ان دونوں کو کسی شہر میں جلا دیا قسطنطنیہ کے بادشاہ نے سلطان کو خط لکھ کر وضاحت کی کہ جرمنی بادشاہ نے اس سے پہلے بھی اس ملک کی سرحد پار کی ہے چونکہ ان کے ساتھ بہت زیادہ فوج تھی لہٰذا ہم شدید تنگ تھے لیکن سلطان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر جگہ پر مقام پر ہلاک کر رہے گا یعنی ایسی ہی ہوا اس نے سلطان کو بتایا کہ وہ اپنے ملک میں مسلمانوں کے جمعہ اور خطبے کا انتظام کرے گا۔ سلطان نے اس کے نمائندوں کے ساتھ خطیب اور منبر بھیج دیا یہ بہت خوشی کا دن تھا لہٰذا اس طرح قسطنطنیہ میں خطبہ ہونے لگا خلیفہ کے لئے دعا ہونے لگی اور وہاں موجود مسلمان تاجر اور قیدی اکٹھے ہو گئے اور تعریف صرف تمام جہانوں کے رب کے لئے ہی ہے۔

فصل

قراقوش کا خط ...... عکا کے گورنر امیر بہاء الدین قراقوش نے شعبان کے پہلے عشرے میں سلطان صلاح الدین کی طرف سے تعجب کے ساتھ سلطان کو لکھا کہ ان کے پاس صرف شعبان تک کی خوراک باقی ہے۔ سلطان تک خط پہنچا تو یوسف نے چھپا لیا اور اشاعت کے خوف سے اس کا اظہار نہ کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ دشمن کو اس بات کا علم ہو جائے اور وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں اس طرح ان مسلمانوں کے حوصلے کمزور ہو جائیں گے۔

خوراک کی آمد ...... اس نے مصری بیڑے کے امیر کو لکھا تھا لیکن اسے دیر ہو گئی۔ پھر ۱۵ شعبان تک تین کشتیاں پہنچ گئیں جن میں اتنا غلہ تھا جو پوری سردیوں کے لئے کافی تھا۔ یہ کشتیاں حاجب لولو لے کر آیا تھا شہر کے قریب پہنچے تو فرنگی بیڑے نے مزاحمت شروع کر دی۔ جنگ ہونے لگی اور خشکی میں مسلمان ان کی کامیابی کی دعائیں کرنے لگے فرنگی بھی دونوں جگہ شور و پکار رہے تھے راستے میں اور شہر والوں اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا ہوا بھی موافق ہوئی۔ کشتیاں بخیر و عافیت بندرگاہ تک پہنچ گئیں فرنگی کشتیاں جنہوں نے بندرگاہ کو گھیر رکھا تھا ان کو جلا دیا گیا اس سے اہل شہر اور اسلامی فوج کو بہت خوشی ہوئی۔

بیروت سے کمک ...... اس کے علاوہ ان تینوں کشتیوں سے پہلے سلطان نے بیروت سے ایک بہت بڑی کشتی بھیجی تھی جس میں غلہ، پنیر، چربی، خشک گوشت کے ٹکڑوں تیر اور نفط سے بھرے ہوئے بڑے بڑے برتن تھے۔ یہ فرنگیوں کی ان کشتیوں میں سے ایک تھی جو غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی تھی اس لئے اس میں موجود تاجروں کو فرنگی جب اس کے پہنچنے کا علم ہوا تو انہوں نے اپنی داڑھیاں تک منڈوا لیں، گلے میں صلیبیں ڈال لیں اور کشتی میں کچھ خنزیر بھی رکھ لئے اور کشتی کو فرنگیوں کی کشتی کے پاس لے آئے تاکہ وہ اس کو اپنی کشتی سمجھیں۔ فرنگیوں نے ان کو تنبیہ کی کہ بندرگاہ کی طرف سے شہر چلا جائے گا تو انہوں نے ان سے معذرت کر لی کہ ہم مجبور ہیں ہوا کی بہت طاقت کی وجہ سے اس کشتی کو روک نہیں سکتے لہٰذا اسی طرح وہ بندرگاہ تک پہنچ گئے اور اپنے پاس موجود غلے کو بندرگاہ پر الٹ دیا۔ جنگ ہے ہی دھوکے کا نام۔ بندرگاہ آسانی سے یہ مال پہنچ گیا۔ مصری کشتیاں آنے تک کے لئے کافی تھا۔

برجوں پر حملہ ...... شہر میں دو برج تھے ایک کا نام برج الذبان تھا لہٰذا فرنگیوں نے ایک بہت بڑی کشتی تیار کی جس میں سونڈ بھی بنائی اور یہ چاروں طرف حرکت کر سکتی تھی۔ جس برج تک سونڈ بچھا دیتے۔ مسلمانوں کے لئے بڑی مشکل پیدا ہو گئی اور انہوں نے تدبیریں شروع کر دیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کشتی پر آگ کا ایک شعلہ پھینکا جس سے پوری کشتی جل گئی اور لوگ جل گئے یا ڈوب گئے۔

اسی طرح فرنگیوں نے اس کشتی میں بہت سامان اور ایندھن جمع کر رکھا تھا اور باقی کشتیاں اس کے پیچھے تھیں جن میں صرف ایندھن تھا۔ مسلمانوں نے اپنی حفاظت کے ارادے سے حملہ کیا اور نفط ایندھن والی کشتی پر پھینکا تو وہ جل گئی اس کی وجہ سے ان کی دوسری کشتی بھی جل گئی اور

جانبازوں نے جب شمس الدین پر حملہ کیا تو خود بھی پکڑے گئے کیونکہ رات کی ظلمت تھی ہوا چل رہی تھی جس کا رخ فرنگیوں کی طرف تھا لہٰذا ان کی کشتی جل کر راکھ ہو گئی اس کے پیچھے ان کی جنگی کشتیاں تھیں وہ بھی یکے بعد دیگرے جل گئیں، ایک کشتی میں مضبوط قلعہ تھا جو آگ میں جل گیا اور سب کے سب پہلے اہل کتاب کی طرح شکست خوردہ ہو گئے۔

جیسے سورۂ حشر کی ابتدا میں ہے کہ وہ اپنے گھروں کو خود اور مسلمانوں کے ہاتھوں سے تباہ کرتے ہیں۔

کامیاب کارروائی ..... رمضان المبارک کی ۳ تاریخ کو فرنگیوں نے شہر کا نہایت سخت محاصرہ کیا یہاں تک کہ خندق میں بھی اتر گئے اہل شہر جب مقابلے کے لئے ان کے سامنے آئے تو انہوں نے بہت سوں کو قتل کر دیا اور انہوں نے منجنیقوں اور تعلیوں کی آگ کو اپنے قابو میں رکھا، آگ بہت پھیلی اور ایک زبردست شعلہ آسمان کی طرف بلند ہوا اس کے بعد مسلمانوں نے لوہے کے آنکڑوں کے ساتھ جو زنجیروں میں لگے ہوئے تھے اسے اپنی طرف کھینچ لیا تو وہ ان کے ہاتھ آ گیا انہوں نے اس پر ٹھنڈا پانی ڈال دیا چند دنوں میں ٹھنڈا ہو گیا تو ان میں سے ایک کا وزن سو قنطار کے برابر ہوا نکلا۔

شاہ اربل کی وفات اسی طرح ۱۸ رمضان المبارک کو سلطان کے ساتھ عکا کے محاصرے میں شریک اربل کے بادشاہ سلطان زین الدین کا انتقال ہو گیا۔ یہ بڑا نوجوان تھا اس سے بڑی امیدیں تھیں اور بہت نیک اور صاف دل تھا لوگ بہت غمزدہ ہو گئے اور تعزیت کے لئے اس کے بھائی مظفر الدین کے پاس آئے۔ بھائی کے بعد مظفر الدین بادشاہ تھا اور سلطان صلاح الدین سے درخواست کی کہ شہرزور، حران، الرہا، سمیساط کو اس کی حکومت میں شامل کر دے تو وہ پچاس ہزار دینار کا جرمانہ برداشت کرنے کو تیار ہے چنانچہ سلطان نے اس کی بات مان لی منشور لکھ دیا اور اربل کا علاقہ چھوڑا ہوا تھا وہ سلطان مظفر تقی الدین کے ساتھ شامل کر دیا گیا جو سلطان صلاح الدین کا بھتیجا بھی تھا۔

قاضی فاضل کا خط مصر کا انتظام قاضی فاضل سنبھالے ہوئے تھا اور سلطان کی ضرورت کی چیزیں وہاں سے بھیجا کرتا تھا چنانچہ اس نے تیر اور غلہ وغیرہ بھیجے محاصرے کی طوالت اور شدت کا سبب ایک خط میں اس نے گناہوں کی کثرت اور حرام کاموں کا ارتکاب بتایا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اطاعت گزاروں کو اپنے خزانوں میں سے دیتا ہے، اپنے احکام پر عمل کرنے اور اپنی طرف رجوع کرنے والوں کے مصائب اور مشکلات دور کرتا ہے اب چونکہ ہر طرف گناہ پھیلے ہوئے ہیں تو اس وجہ سے محاصرہ طول پکڑ رہا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے پاس آنا چاہیے جس سے مغفرت کی امید ہے۔

ایک اور خط قاضی الفاضل کو یہ اطلاع بھی ملی تھی کہ بیت المقدس میں فسق و فجور عام طور پر جاری ہے اور گناہ ہو رہے ہیں جن کی تلافی شدید محنت و مشقت کے بغیر ممکن نہیں۔

چنانچہ ایک خط میں اس نے لکھا ہے کہ ہم صرف اپنے نفسوں کی طرف سے آ گئے ہیں، اگر ہم سچے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ہمارے حق کا نتیجہ جلد دے دیتا، اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے تو اللہ تعالیٰ ہم پر ہمارے دشمنوں کو مسلط نہ کرتے، اگر ہم اپنی طاقت کے مطابق اس کے حکم پر عمل کرتے تو وہ ہمارے ساتھ ایسا معاملہ کرتا جو اس کے شایان شان ہے کوئی اور کسی کا مدد گار نہیں چنانچہ ہر ایک کو چاہیے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے اور صرف اللہ تعالیٰ سے امید رکھے، فوج اور لشکر کی کثرت اور اسلحہ کے ڈھیر سے کچھ نہیں ہوتا اور کسی کی مدد کرنے والے کی حفاظت سے کچھ کام نہ چلے گا۔ ان چیزوں سے انسان اللہ تعالیٰ سے غافل ہو جاتا ہے۔ اور کامیابی نفس امارہ کی وجہ سے نہیں کیونکہ کامیابی تو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، ہم اس بات سے خوف کھاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے حوالے نہ کر دے ہماری تو یہی امید اللہ تعالیٰ سے ہے کہ گناہوں کی معافی مل جائے اگر ہم دین کے راستے میں رکاوٹ نہ بنتے تو ہم جواب دہ نہ ہوتا۔

اللہ سے ڈرنے والوں کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں میں کئی آگ بجھ جاتی ہے لیکن راستے میں رکاوٹ تھی اللہ تعالیٰ نے ہمارے سلطان کو کے پیچھے نیکوں کا تحفہ دیا ہے۔

تیسرا خط...... آخری خط میں اس نے اس بات پر دکھ کا اظہار کیا ہے کہ مصیبتوں کی کثرت کی وجہ سے سلطان کمزور ہو چکا ہے جو بات عیاں تھی ان کی خلاصہ عرض ہے کہ جسموں میں پائی جانے والی کمزوری سلطان کی کمزوری کا باعث ہے بلکہ وہ عوارض دل میں ہے جو بتاتا ہے اور ہم دل وجان سے اس پر فدا ہیں، شعر کہا:

تمہارے ساتھ تو خادموں کا گروہ ہے جنہیں بھلا کیا تکلیف، مگر وہ میری ذات سے خوفزدہ ہیں تو میں اکیلا ہی بھلا ہوں۔

ابو شامہ نے الروضتین میں لکھا ہے کہ قاضی الفاضل نے سلطان کو بہت سے خط لکھے جو فصاحت و بلاغت و حکمت اور ترغیب جہاد کے مضامین پر مشتمل ہیں اللہ تعالیٰ اس پر رحمت فرمائے کہ وہ نہایت فصیح و بلیغ آدمی تھے اور اس دور میں بڑی جرأت کا ثبوت دیا تھا اور ان کی زبردست عقل پر گئی۔

شاہ مغرب کو اطلاع...... اسی طرح قاضی فاضل نے سلطان کی طرف سے مغرب کے بادشاہ امیر المسلمین والموحدین سلطان یعقوب بن یوسف بن عبد المومن کو بذریعہ خط حالات کی اطلاع دی اور سمندر میں کشتیوں کے ذریعے مدد مانگنے کی درخواست کی تاکہ فرنگی کشتیوں کے خلاف مسلمانوں کی مدد کی جا سکے یہ خط نہایت طویل مگر نہایت ہی فصیح و بلیغ اور خوبصورت انداز میں لکھا گیا ہے شیخ ابو شامہ نے الروضتین میں نقل کیا ہے اس کے علاوہ سلطان صلاح الدین نے الامیر الکبیر شمس الدین ابو الحزم عبد الرحمن بن منقذ کے ہاتھ تحفے کے ساتھ قیمتی ہدایا و تحائف بھی بھجوائے، وہ ۸ ذوالقعدہ کو بذریعہ سمندر روانہ ہو کر ذوالحجہ میں مغرب کے حکمران کے پاس جا پہنچا اور سن ۸۸ھ کے عاشورہ محرم تک وہیں رکا رہا مگر ان تحفوں کے بھیجنے کا کوئی فائدہ نہ ہوا کیونکہ مغرب کا بادشاہ امیر المومنین کا لقب نہ دیئے جانے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا قاضی فاضل نے یہ مشورہ پہلے ہی دیا تھا کہ ہدایا و تحائف نہ بھیجے جائیں مگر کچھ لوگوں نے اصرار کیا۔

فرنگیوں کا حملہ...... سلطان چونکہ مسلسل مختلف قسم کی تکلیفیں برداشت کر رہا تھا لہٰذا اس کے مزاج میں کچھ چڑچڑا پن آ گیا تھا اسی دوران ذلیل دشمن نے اسلامی علاقوں پر حملہ آور ہونے کا ارادہ کیا اور ایک گروپ تیار ہو کر نکلا جبکہ باقی محاصرے میں مصروف رہے۔

عیسائیوں کا یہ گروپ ساز و سامان سے مکمل طور پر لیس ہو کر آیا تھا سلطان نے بھی ان کے مقابلے کے لئے دائیں بائیں طرف اور ہر طرف فوجوں کو ترتیب سے رکھ دیا، دشمن اسلامی فوج کی بڑی تعداد دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا لیکن پھر بھی اسلامی فوج نے ایک بہت بڑی تعداد کو قتل کر دیا۔

اہل شہر کی درخواست...... سردیوں کا موسم آنے کی وجہ سے فرنگیوں کا بحری و سمندری جوش کمزور پڑ گیا اور سمندر سے واپس ہو گئے تو اہل شہر نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ انہیں جنگ کے مسلسل دباؤ اور دن رات جنگ لڑنے سے چھٹکارا دے کر آرام کرنے کا موقع دے اور شہر میں ان کے بجائے دوسرے لوگ بھیجے سلطان کا دل نرم ہو گیا اس نے یہی ارادہ کیا اور بیس ہزار افراد کی ایک فوج تیار کی اگرچہ یہ مناسب نہ تھا لیکن سلطان کی نیت صاف تھی کہ یہ لوگ شہر میں مزید عرصے کے ساتھ اہل رہیں گے لہٰذا ان کی نسبت زیادہ سکون میں ہوں گے لیکن جو شہری لوگ باہر نکل گئے تھے انہیں شہر اور جنگ دونوں سے واقفیت تھی اور صبر و شکر سے گزارہ کر سکتے تھے انہوں نے سال بھر کی خوراک و سامان وغیرہ جمع کر لیا تھا، جو اسی وجہ سے ضائع ہو چکا تھا اسی دوران مصر سے ایک کشتی کے ذریعے اتنا سامان جو سال بھر کے لئے کافی تھا آیا لیکن بدقسمتی سے سمندر سے بندرگاہ کے نزدیک پہنچ کر سخت تند و تیز ہوا چلی جس سے کشتی الٹ گئی یا کسی چٹان وغیرہ سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئی، جو کچھ اس میں تھا لوگ اور سامان وغیرہ سب ڈوب گیا اس سے مسلمانوں میں کمزوری آ گئی، حالات سخت ہو گئے سلطان بھی بیمار ہو گیا، یوں مرض پر مرض بڑھتے گئے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔ مسلمانوں کی بالعموم فرنگیوں کی مدد کی دعوت ہو گئی تھی تو معاملہ اللہ ہی کے پاس ہے یہ واقعہ اس سال ذوالحجہ میں پیش آیا۔ عکا آنے والوں کا سردار امیر سیف الدین علی بن احمد المشطوب تھا۔

فصیل پر جنگ...... ذی الحجہ ۳ تاریخ کو فصیل میں ایک جگہ سوراخ ہو گیا فرنگی تیزی سے اس کی طرف بڑھے لیکن مسلمانوں نے ان سے بھی زیادہ تیزی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے سینوں سے اسے بند کیا اور مسلسل فرنگیوں کے راستے میں رکاوٹ ڈالتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اس شگاف کو پہلے سے بھی زیادہ مضبوط اور مستحکم بنا دیا۔ اس کے علاوہ مسلمانوں اور کافروں میں اسی سال زبردست واقعات پیش آئے جن کے بارے

بھی سلطان ہی کا ہو کر۔

قتل کرو مجھے اور مالک کو اور قتل کرو مالک کو میرے ساتھ۔

چنانچہ دونوں کی تدبیر کی گئی تو جرمن بادشاہ کے بیٹے اور اکثر عیسائی سرداروں کی ایک جماعت اور فرنگیوں کی ایک جماعت کی موت واقع ہو گئی اللہ تعالیٰ ان پر لعنت فرمائے فرنگیوں نے جرمن بادشاہ کے بیٹے کی موت کا غم منایا اور خیموں میں آگ جلائی روزانہ سو دو سو فرنگی ہلاک ہونے لگے اور ایک گروہ نے تنگی محسوس کی اور جنگ کے بارے میں بھی اکتا گئے اور سلطان سے امان طلب کی بلکہ بہت سوں نے تو اسلام بھی قبول کر لیا۔

اس سال قاضی فاضل مصری سلطان کے پاس آئے دونوں ایک دوسرے سے ملنے کا شوق رکھتے تھے دونوں ایک دوسرے کی باتوں سے خوش ہوتے تھے لیکن انہوں نے مسلمانوں کی مفید مطلب باتوں کو پوشیدہ رکھا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

جرمن بادشاہ۔۔۔ جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا کہ وہ تین لاکھ فوجیوں کے ساتھ روانہ ہوا تھا جو اکثر راستے میں ہی مر گئے اور وہ فرنگیوں کے پاس پانچ ہزار افراد سے کم پہنچ سکا بلکہ بعض مورخین کے مطابق صرف دو ہزار افراد کے ساتھ پہنچ پایا اسلام کو مٹانا چاہتا تھا اور تمام علاقوں کو مسلمانوں کے قبضے سے چھڑانا چاہتا تھا اور پاس کا ارادہ بیت المقدس کا انتقام لینا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو فرعون کی طرح ڈبو کر ہلاک کیا، اس کی موت کے بعد اس کا چھوٹا بیٹا بادشاہ بنا تھا جو بچی کچی فوج کے ساتھ فرنگیوں کے پاس پہنچا تھا اور عکا کے محاصرے میں شریک تھا۔ اس کی بھی اسی سال موت واقع ہوئی۔

محمد بن محمد بن عبداللہ۔۔۔ ابو حامد موصل کے قاضی القضاۃ کمال الدین الشہرزوری الشافعی عماد الکاتب نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کے اشعار بھی بیان کیے ہیں۔

صفات کا ثبوت کرنے والے مسائل قائم ہو گئے ہیں اور فرقہ معطلہ کے کلام سے ان کی کمر ٹوٹ چکی ہیں۔
جب تنزیہ کے لشکر آگے بڑھے تو انہوں نے تشبیہ اور تجسیم والوں کو شکست دے دی۔
کتاب وسنت کے دلائل کی روشنی میں ہم نے ہر خطرناک تحریک کو بجھا دیا ہے۔
جو شخص ماتریدیہ کی بات کرتا ہے۔ جہالت کی شدت نے گمراہی کے گڑھے میں دھکیل دیا ہے۔

۵۸۷ھ کے واقعات

اس سال فرانسیسیوں، انگریزوں اور اس کے علاوہ دوسرے فرنگی بادشاہ اپنے ساتھیوں کے پاس عکا آئے۔ اور عکا پر قبضہ کرنے کے بارے میں ایک دوسرے کی مدد کی اس سال کے آغاز ہی میں عکا کے اردگرد کے شہروں کے ساتھ بہت جنگ کی۔ دشمنوں کی فوج سمندر کی جانب بڑا اڈہ بنا چکی تھی اور سمندر کے راستے سے ان کی امداد کی خوراک وغیرہ آتی رہتی تھی۔

فرنگیوں پر حملہ۔۔۔ اس سال ربیع الاول کی پہلی رات کو مسلمانوں نے فرنگیوں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کے بہت سے آدمیوں کو قتل کر کے اس

سے مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا۔ دس بارہ فرنگی عورتوں کو قیدی بنا لیا۔ اس کے علاوہ فرنگیوں کی ایک بڑی کشتی ٹوٹ گئی۔ اس کشتی میں جو لوگ تھے وہ غرق ہو گئے۔ اور جو بچے تھے ان کو قیدی بنا لیا گیا۔ حمص کے حکمران اسد الدین شیرکوہ نے طرابلس کے علاقے میں فرنگیوں کے مویشیوں پر حملہ کر دیا۔ جس سے بہت سے گھوڑے ہاتھ آئے اور غنیمتیں لے گیا تو ان سے فرنگیوں کو شکست دی اور بہت سے آدمیوں کو قتل کیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک بوڑھا مارا گیا جو اپنے گھوڑے سے گر گیا تھا۔

فرانسیسی بادشاہ کی آمد:..... ۱۲ ربیع الاول کو فرانس کا بادشاہ صلیب کے باشندوں کے ساتھ تقریباً ساٹھ کشتیوں کے ساتھ فرنگیوں کے پاس آیا اور کوئی بادشاہ اس کی پشت پر ہو کر اس سے بات چیت کی ہمت نہ رکھتا تھا۔ اس کے پاس ایک بڑا سفید باز تھا جسے اشہب کہا جاتا ہے۔ وہ اس کے ہاتھ سے اڑ کر عکا کی دیوار پر جا بیٹھا تو وہاں کے باشندوں نے اسے پکڑ کر سلطان صلاح الدین کے پاس بھیج دیا۔ فرنگی نے ایک ہزار دینار اسے دینا چاہے مگر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کے بعد کیونٹ فلانڈر آیا جو بڑے بادشاہوں میں سے ایک تھا۔ اس کے ساتھ انگلستان کے بادشاہ کی کشتیاں بھی آ گئیں مگر ان کے ساتھ ان کا بادشاہ نہیں تھا کیونکہ وہ جزیرہ قبرص کو حاصل کرنے میں لگا ہوا تھا جو اس نے چھین لیا تھا۔ اور اسی طرح موسم بہار کے شروع میں بھی بہت سے مسلمان بادشاہ صلاح الدین ناصر کی خدمت میں آئے۔ یہ سب ابو شامہ نے بیان کیا ہے۔

چوروں کی آمد: مسلمانوں کے چور فرنگیوں کے خیموں سے چوری کرتے تھے یہاں تک کہ مردوں کو بھی چوری کر لیتے تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک عورت کے تین ماہ کے دودھ پیتے بچے کو اٹھا لیا۔ اس کی ماں پریشان ہو کر اپنے بادشاہ کے پاس شکایت لے کر گئی تو اس بادشاہ نے کہا کہ تم مسلمانوں کے بادشاہ کے پاس چلی جا، جا کر اپنی شکایت کو بیان کر کیونکہ وہ بہت رحم دل ہے۔ ابو شامہ نے لکھا ہے کہ جب وہ عورت بادشاہ کے پاس آئی اور اپنی شکایت بیان کی تو سلطان کو بہت ترس آیا اور اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اس نے اسی وقت حکم دیا کہ بچوں کو حاضر کیا جائے۔ پتا چلا کہ اس بچے کو بازار میں فروخت کر دیا گیا ہے۔ بادشاہ نے بچے کو خرید کر اس کی ماں کے حوالے کر دیا۔ اور جب تک کہ اس عورت کو بچہ نہ ملا وہیں کھڑا رہا۔ جب بچے والی کو دلوا دیا گیا تو اس نے بچے کو گود میں اٹھا لیا اور اسے دودھ پلایا اور بہت ہی زیادہ خوشی اور محبت کی وجہ سے رونے لگی۔ بادشاہ نے اس عورت کو گھوڑے پر سوار کر کے اس کے خیمے تک پہنچانے کا حکم دیا۔

عکا کے محاصرے میں سختی:..... ماہ جمادی الاولیٰ میں فرنگیوں نے شہر عکا کا گھیراؤ سخت کر دیا اور ہر طرف سے اس شہر کے خلاف ایک دوسرے کی مدد کی۔ انگریزوں کا بادشاہ ایک بڑی فوج کے ساتھ جو کہ پچیس کشتیوں پر تھی ان کے پاس آیا جس سے اہل شہر بڑی آزمائش میں پڑ گئے، جس کا حال کسی سے بھی چھپا نہ تھا۔ اسی وقت شور شرابا اور حرکت ہوئی۔ سلطان نے بھی ایسا ہی کیا کیونکہ یہی علامت ظاہر تھی۔ وہ شہر کے نزدیک منتقل ہو گیا تا کہ انہیں شہر سے غافل کیا جا سکے۔ لیکن انہوں نے چاروں طرف سے گھیر لیا اور سات منجنیقیں نصب کیں جو دن رات پتھر برسانے میں مصروف رہتیں۔ برج عین البقر ان کا خاص نشانہ تھا آخر وہ متاثر ہونے لگا۔ مقتولوں اور مردہ جانوروں کی کثرت کی وجہ سے خندقیں پر ہونے لگیں اور فرنگی اسے بند کرنے لگے لیکن جو کچھ وہ ڈالتے مسلمان اسے سمندر میں پھینک دیتے۔ فرنگیوں کے بادشاہ نے بیروت سے اسلحہ اور سامان رسد سے لدی ہوئی ایک بڑی کشتی پر قبضہ کر لیا جو مسلمانوں کی مدد کے لئے آ رہی تھی۔ وہ خود چالیس کشتیوں کا بیڑا لئے سمندر میں کھڑا تھا۔ شہر میں پہنچنا دشوار تھا۔ مقبوضہ کشتی میں چھ سو افراد تھے جو سب کے سب شہید ہو گئے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے۔

ہوا یوں کہ جب اس کشتی کو گھیر لیا گیا تو ان کو یقین ہو گیا کہ یا تو قتل ہونا ہے یا ڈوب جانا ہے چنانچہ انہوں نے پوری کشتی میں ہر طرف سوراخ کر دیئے کشتی فوراً ڈوب گئی اور فرنگی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ مسلمانوں کا غم اس سے دوچند ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

برج کی تباہی: لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور اللہ ہی کی مدد سے مسلمانوں نے فرنگیوں کا ایک چار منزلہ برج جلا دیا۔ اس کی پہلی منزل لکڑی کی، دوسری سیسے کی، تیسری لوہے کی اور چوتھی تانبے کی تھی۔ وہ اسلامی فصیلوں کی نگرانی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اہل شہر کی تکلیف کے باعث قریب تھا کہ مسلمان اس کی تکلیف کی وجہ سے فرنگیوں سے امان طلب کر لیتے اور شہر ان کے حوالے کر دیتے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسی روز جب

نفطی آدمی تھی اس کو جلانے کا بندوبست کر دیا۔

صلاح الدین سے فرنگی بادشاہ کی درخواست ---- ہوا یوں کہ اہل شہر نے سلطان کے پاس درخواست کی کہ جب سے فرنگی بادشاہ کھڑا ہوا ہے۔ تیاری کے باوجود محاصرے میں شدت آ گئی ہے یہی حال فرانسیسی بادشاہ کا ہے حالانکہ وہ زخمی بھی ہے لیکن اس بات کی وجہ سے ان کی شرارت بڑھ گئی اور المرکیس ان سے الگ ہو گیا ہے اور حکومت چھن جانے کے ڈر سے واپس صور چلا گیا ہے فرنگی بادشاہ نے سلطان کو پیغام بھیجا کہ اس کے پاس شکاری جانور ہیں جو وہ سلطان کو دینے کے لئے سمندر کے راستے لایا ہے لیکن وہ کمزور ہو چکے ہیں، اور یہ کہ وہ مرغ اور دیگر پرندوں کی ضرورت محسوس کرتا ہے تاکہ ان سے طاقت حاصل کرے۔ سلطان نے یہ جانتے کے باوجود کہ یہ چیزیں وہ اپنے لئے منگوا رہا ہے، بطور ہدیہ بھجوا دیں، پھر اس نے سلطان سے پھل اور برف مانگی سلطان نے وہ بھی بھجوا دی، لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ تندرست ہونے کے بعد اس نے پھر محاصرہ سخت کر دیا۔ اہل شہر نے سلطان سے درخواست کی کہ یا تو کوئی فیصلہ کن قدم اٹھا دیں یا پھر ہم فرنگیوں سے صلح کر لیتے ہیں، سلطان کو یہ بات بہت بری لگی کیونکہ اس نے شام مصر اور سواحل کا اسلحہ اور جلیس اور بیت المقدس سے حاصل کردہ مال غنیمت بھی یہیں بھیجا تھا، چنانچہ سلطان نے دشمن پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اور اگلے دن فوج لے کر نکلا فرنگی بھی سامنے آئے ہوئے تھے اور ان کے پیادہ سواروں کے ارد گرد دیوار کی طرح کھڑے تھے، گویا کہ وہ ٹھوس لوہا ہیں جس سے کچھ بھی نہیں گزر سکتا لہٰذا وہ فوج کا ارادہ معلوم کرنے کے لئے کچھ دیر رکا حالانکہ اس کی دلیری اسے رکنے نہ دے رہی تھی۔

فصیل کی تباہی ---- دوسری طرف محاصرہ میں شدت آ گئی، فرنگیوں نے آگے بڑھ کر اونٹ یا گائے کی طرح ایک بڑا جانور فصیل سے لٹکا کر اسے جلایا تو فصیل گر گئی، فرنگی شہر میں گھس گئے مسلمانوں نے شدید مزاحمت کی اور چھ فرنگی سرداروں کو مار ڈالا فرنگی غضبناک ہو گئے لیکن رات ہو گئی تھی اس لئے واپس چلے گئے، اگلی صبح شہر کا امیر احمد بن المشطوب فرانسیسی بادشاہ کے پاس پہنچا اور امان طلب کی، اور شہر پر قبضہ کرنے کا کہا۔ بادشاہ نے اس کی بات کا جواب نہ دیا اور کہا کہ امان تمہیں فصیل گرنے کے بعد یاد آئی، وہاں تیز کلامی ہوئی اور ابن المشطوب نہایت بے دلی کے ساتھ واپس آ گیا۔ اللہ ہی جانتا ہے، جب اس نے صورتحال اہل شہر کو بتائی تو وہ خوفزدہ ہو گئے، انہوں نے سلطان کو اطلاع پہنچائی۔ سلطان نے انہیں شہر سے باہر سمندر کی طرف آنے کو کہا اور رات کی تاخیر نہ کریں اور کوئی وہاں نہ رکے، لیکن کچھ لوگ اسلحہ وغیرہ سمیٹنے کی وجہ سے اندر ہی رہ گئے تھے ادھر دو چھوٹے غلاموں نے سلطان کی بات سنی اور اپنے ہم قوم فرنگیوں کے پاس پہنچ کر ان کو بتا دی تو انہوں نے سمندر کے زبردست تحفظ کا انتظام کر لیا، چنانچہ شہر سے نہ کوئی انسان نکل سکا اور نہ کوئی چیز۔ چنانچہ سلطان نے اس رات حملہ کرنا چاہا لیکن فوج نے ساتھ نہ دیا چنانچہ اگلی صبح سلطان نے اس شرط پر اہل شہر کے لئے امان طلب کی کہ وہ ان فرنگی قیدیوں کو رہا کرے گا جو اس کے پاس ہیں اور صلیب اعظم بھی انہیں واپس کرے گا، لیکن وہ نہ مانے اور کہنے لگے کہ وہ تمام قیدیوں کو رہا کرو، اور بیت المقدس سمیت تمام ساحلی علاقے بھی ہمارے حوالے کرو، سلطان بھی نہ مانا، خط و کتابت ہوتی رہی محاصرہ میں سختی آتی رہی، فصیلوں میں شگاف بڑھتے گئے۔ متعدد شگاف مسلمان سپاہیوں نے اپنے سینوں سے بند کئے اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کیا، اور شہادت کے درپے پہنچے اور ان لوگوں نے بذریعہ خط سلطان کو اطلاع دی کہ آپ ان کی بات نہ مانیں ہم نے جہاد پر بیعت کی ہے یہاں تک کہ ہم سب قتل ہو جائیں۔ اور اللہ ہی مددگار ہے۔

فصیلوں پر فرنگیوں کا قبضہ ---- جمادی الثانیہ کی ۱۷ تاریخ کو شہر کی فصیلوں پر کافروں کے جھنڈے، صلیبیں اور آگ آ پہنچی اہل شہر کو اس بات کا علم نہ تھا فرنگیوں نے نعرہ لگایا، مسلمانوں کی حالت پتلی ہو گئی اور غم میں اضافہ ہو گیا اور لوگ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے لوگ حیرت زدہ تھے فوج میں شور مچ گیا، المرکیس آیا جو صور سے واپسی کے دوران ان کے لئے تحفے اور ہدیے لے کر آیا تھا وہ اس نے بادشاہوں کو دیئے، اس دن عکہ میں چار بادشاہوں کے جھنڈے داخل ہوئے، ایک جھنڈا جمعے کے دن اذان خانے پر لگایا گیا، دوسرا قلعہ پر، تیسرا الداویہ کے برج پر اور چوتھا برج قتال پر لگایا گیا۔ مسلمان قیدی کی حالت میں ایک کونے میں پڑے ہوئے تھے، بچوں عورتوں اور مال و دولت پر قبضہ کیا جا سکتا تھا۔ بہادر بیڑیوں میں تھے اور جوان ذلیل ہو رہے تھے، جنگ کا پانسہ بالکل پلٹ گیا لیکن پھر بھی اللہ کا شکر ہے۔

سلطان نے لوگوں کو ایک طرف ہونے کا حکم دیا اور خود بھی دیکھتا رہا کہ فرنگی کیا کرتے ہیں اور کس پر بھروسہ کرتے ہیں، فرنگی شہر میں حیران و سرگرداں تھے، سلطان واپس لشکر میں آ گیا، اس کے حزن و ملال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، امراء اور سردار اپنی اپنی حیثیت کے مطابق سلطان کو تسلیاں دیتے رہے۔

فرنگیوں کے ساتھ خط و کتابت ...... اس کے بعد سلطان نے اپنے پاس موجود قیدیوں کے بارے میں خط و کتابت کی تو انہوں نے اپنے قیدی، ایک لاکھ دینار اور صلیب اعظم کا مطالبہ کر دیا، اس نے مال اور صلیب تو بھجوا دیا لیکن قیدیوں میں سے چھ سو جو موجود تھے فرنگیوں کے مطالبہ پر سلطان نے دور سے انہیں صلیب دکھائی وہ سب سجدے میں گر گئے، اس کے بعد انہوں نے باقی مال اور قیدی لینے کے لئے نمائندے بھیجے تو سلطان نے انکار کر دیا اور کہا کہ میرے پاس مسلمان قیدی یا ان کے یرغمال بھیجو لیکن فرنگی بولے کہ ہم دیانت دار ہیں تم مال اور ہمارے قیدی ہمارے حوالے کر دو، لیکن سلطان نہ مانا اور ان کے قیدیوں اور صلیب کو واپس دمشق بھجوا دیا، اگلے دن فرنگیوں نے خیمے شہر سے باہر لگا دیے اور عصر کے بعد تین ہزار مسلمانوں کو شہر سے باہر لا کر اچانک ان پر حملہ کر دیا اور سب کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائیں، صرف عورتوں بچوں یا کسی سردار یا کام کے آدمی کو انہوں نے چھوڑا کیونکہ جو ہونا تھا وہ تو ہو چکا تھا۔

جو وہ چاہتے تھے وہ طے ہو گیا سلطان صلاح الدین نے نہایت مستقل مزاجی سے ۳۷ ماہ تک عکا میں قیام کیا، اس دوران فرنگیوں کے پچاس ہزار افراد قتل ہوئے۔

عکا پر فرنگی قبضہ ...... اس کے بعد وہ سب عسقلان کی طرف روانہ ہو گئے، سلطان بھی فوج کے ساتھ ساتھ چلتا رہا اور ہر منزل پر ان کا مقابلہ بھی کرتا رہا، مسلمان موقع بموقع ان کو قتل کرتے رہے، اس کے علاوہ ان کا کوئی بھی قیدی سلطان کے پاس لایا جاتا تو سلطان اس کو فوراً قتل کروا دیتا، اسی طرح دونوں فوجوں کی جھڑپیں ہوتی رہیں۔ آخر کار فرنگی بادشاہ نے سلطان کے بھائی ملک عادل سے ملاقات کی اور اس شرط پر صلح کی کہ ساحلی علاقے سارے دوبارہ فرنگیوں کے حوالے کر دیے جائیں، عادل نے کہا کہ ٹھیک لیکن اس کے بدلے تمہارا ہر سوار اور پیادہ قتل کیا جائے گا، فرنگی بادشاہ غصے میں آ گیا اور وہاں سے چلا گیا۔

مسلمانوں کی فتح ...... اس کے بعد ارسوف کے جنگل کے پاس فرنگیوں کی مسلمانوں کے ساتھ مڈبھیڑ ہوئی جس میں مسلمانوں کو فتح ہوئی، اس جھڑپ میں ہزاروں فرنگی مارے گئے، متعدد مسلمان بھی قتل ہوئے، اس جھڑپ کے شروع میں فوج سلطان کو چھوڑ کر بھاگ گئی اور سلطان اپنے سترہ جانبازوں کے ساتھ میدان میں ڈٹا رہا، جھنڈے اسی طرح کھلے ہوئے تھے، پھر اچانک اسلامی فوج پلٹ آئی کیونکہ نقیب سرود زن ہو رہے تھے اور جام بج رہے تھے، بہرحال فتح کے بعد آگے بڑھ کر سلطان عسقلان کے باہر خیمہ زن ہوا، مشیروں نے فرنگیوں کے خوف سے عسقلان کی تباہی کا مشورہ دیا کہ اس کے ذریعے بیت المقدس پر قبضے کی راہ ہموار ہو گی یا عکا کی طرح قتل و غارت ہوگا۔

عسقلان کی تباہی ...... سلطان رات بھر غور و فکر کرتا رہا آخر کار صبح اس کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈالی کہ اسے برباد کر دینا ہی بہتر ہے، اس نے حاضرین سے اس بات کا تذکرہ کیا اور انہیں کہا خدا کی قسم! میرے سب بچوں کا مرنا مجھے اس کے ایک پتھر کے برباد کرنے سے زیادہ آسان لگتا ہے لیکن اگر اس کی بربادی میں مسلمانوں کی بھلائی ہے تو کوئی حرج نہیں۔ پھر اس نے گورنروں کو بلا کر دشمنوں کے اس تک پہنچنے سے پہلے ہی اس کو تباہ کرنے کا حکم دے دیا چنانچہ اس کو تباہ و برباد کر دیا گیا کچھ لوگ غمزدہ ہوئے یہاں آگ لگا دی گئی جو جمادی الثانیہ سے شعبان تک لگی رہی۔

فرنگی بادشاہ سے گفتگو ...... رمضان المبارک کی ۳ تاریخ کو سلطان روانہ ہو گیا اور جاتے ہوئے رملہ سے گزرا تو اس کے قلعے کو بھی گرا دیا اور جلد ہی بیت المقدس واپس آ گیا، اس کے بعد فرنگی بادشاہ نے سلطان سے کہا کہ دونوں طرف آدمی مر رہے ہیں، ہم صرف صلیب اعظم، ساحلی علاقے اور بیت المقدس کے طلب گار ہیں، ہماری جنگ ختم ہو جائے گی، سلطان نے صاف اور کھرا جواب دیا، فرنگی القدس کی طرف بڑھے سلطان بھی روانہ

ہوا۔ اور المقصود کی تیاری اور پھر دارالسلطنت میں اس نے شہر کو مضبوط کیا اور خندقوں کو گہرا کروایا خود سلطان نے اور اس کے بیٹوں نے بھی کام کیا۔

یہ قیامت کا وقت تھا شہر کے باہر فرنگیوں سے لڑائیں شروع ہو چکی تھیں۔ جس میں لوگ روز افزوں قتل و قید ہو رہے تھے یہ سال تو اسی طرح گزر گیا۔

فوت کتب پر تنقید۔۔۔ عماد الکاتب نے لکھا ہے کہ تقی الدین عمر بن اخی کو دمشق کا حاکم بنایا گیا اس کے علاوہ اس سال مکہ کے امیر داؤد بن عیسیٰ بن فلیتہ بن قاسم بن محمد بن ابی ہاشم الحسنی نے حجر اسود کے خانہ کعبہ سے وہاں کا سب مال لے لیا حتی کہ حجر اسود کا ایک ٹکڑا بھی جب سلطان کو اس کی خبر ملی تو اس نے مکہ کے امیر کو معزول کر دیا اور اس کے بھائی مکثر کو امیر بنایا اس نے جبل ابی قبیس پر موجود قلعہ کو منہدم کر دیا اور داؤد کو نخلہ میں رہنا پڑا یہاں تک کہ ۵۸۹ھ میں وفات پا گیا۔

اس سال وفات پانے والے مشاہیر

ملک مظفر: تقی الدین عمر بن شہنشاہ بن ایوب آپ اپنے چچا صلاح الدین کی حکومت کا بازو تھا صلاح الدین نے اس کو مصر وغیرہ کا نائب بھی بنایا، پھر حماۃ اور بہت سے شہر اس کے حوالے کر دیئے یہ اپنے چچا کے ساتھ عکا میں موجود تھا پھر سلطان نے اجازت دی کہ جزیرہ اور اس پاس کے علاقوں کی نگرانی کرے۔ جب وہاں روانہ ہوا تو وہیں کا ہو گیا اور پڑوس کے علاقوں پر بھی ہاتھ ڈالا اور جنگیں کرنے لگا۔ اسی سال میں اس کی موت واقع ہو گئی جبکہ سلطان اس کی اس حرکت کی وجہ سے اس سے ناراض تھا دمشق میں اس کی تدفین ہوئی وہاں اس کا ایک مدرسہ تھا اسی طرح دمشق میں بھی تھا اس نے بہت سی جگہیں اس پر وقف کیں۔

اس کے بعد اس کا بیٹا المنصور ناصر الدین محمد اس کے علاقوں کا بادشاہ بنا۔ بڑی کوششوں اور وعدوں کے بعد سلطان صلاح الدین بھی اس پر راضی ہو گیا اگر ملک عادل نے اس کی سفارش نہ کی ہوتی تو سلطان اس کو باپ کی جگہ برقرار نہ رکھتا۔ بہرحال ملک مظفر کی وفات اس سال ماہ رمضان المبارک میں ہوئی بہت بہادر اور دلیر آدمی تھا۔

امیر حسام الدین محمد بن عمر بن لاشین۔۔۔ اس کی ماں سلطان کی بہن ست الشام بنت ایوب تھی جس نے دمشق میں شامیہ کو وقف کیا تھا اس کی وفات اور سلطان کا بیٹا ایک ہی دن میں بھتیجے اور بھانجے کی موت کا سلطان کو بہت غم ہوا۔ اور ان دونوں نے اس کی بڑی مدد کی تھی۔ آپ کو اپنے قبرستان میں دفن کیا اور اسے تربہ حسامیہ کہتے ہیں جو شامیہ برانیہ میں تعمیر کیا۔

امیر علم الدین سلیمان بن حیدر الحلبی۔۔۔ آپ حکومت حلبیہ کے بڑوں میں سے تھے اور سلطان جہاں بھی ہوتے وہاں آپ کی خدمت میں حاضر آتے تھے۔ آپ ہی نے سلطان کو عسقلان گرا دینے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ جب قدس میں بیمار ہو گئے تو آپ نے دمشق میں جانے کی خواہش کی تو سلطان نے آپ کی بات مان لی تو آپ جلدی سے وہاں پہنچے لیکن ابھی آپ کا انتقال ہو گیا۔

الصفی بن القابض۔۔۔ اسی سال رجب میں امیر ترین نائب دمشق الصفی بن القابض کا انتقال ہوا۔ اور حکومت سے پہلے آپ سلطان کے بڑے مناصب میں سے تھے پھر آپ کو دمشق کا نائب مقرر کیا گیا تھا آپ کا انتقال اسی سال ہوا تھا۔

ماہر طبیب اسعد بن المطران۔۔۔ اور ربیع الاول میں ماہر طبیب اسعد بن المطران کی وفات ہوئی۔ آپ اسلام قبول کر چکے تھے۔ اور عوام و خواص نے آپ کے علاج کی تعریف کی۔

نجم الدین خبوشانی: آپ سلطان صلاح الدین کے شیخ تھے اور بلند پایہ فقیہ تھے اور زہد و تقویٰ میں بڑے بلند مقام پر تھے۔ آپ نے مدرسہ صلاحیہ کی دیکھ بھال کی اور سلطان آپ کا احترام کرتے تھے۔ ابن خلکان نے طبقات شافعیہ میں آپ کے مذہب کے بارے میں آپ کی تصنیف شرح الوسیط کا ذکر کیا ہے جب تقی الدین کا انتقال ہوا اور ایک جماعت نے جنازہ پڑھنے کا مطالبہ کیا تو ملک عادل نے اپنے بھائی کے بارے میں تعزیت کی بات کی تو انہیں پڑھنے کی اجازت مل گئی۔ جب سلطان کی وفات کے بعد وہ مدرسہ سے نکالے گئے اور سلطان کے بیٹوں کا ان پر بڑا احسان رہا، ان کے بعد فقہاء اور مدرسین ان کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔

واقعات ۵۸۸ھ

اس سال کی ابتدا ہوئی تو سلطان صلاح الدین بیت المقدس میں مقیم تھے۔ انہوں نے فصیل کو اپنے بیٹوں اور امراء میں تقسیم کر دیا اور خود بھی اس میں کام کیا اور وہ زین کے اگلے پچھلے حصوں کے درمیان پتھر اٹھاتے تھے اور لوگ ان کی پیروی کرتے تھے یہاں تک کہ علماء، فقہاء اور قاضی بھی کام کرتے تھے اور فرنگی عکا اور عسقلان کی جانب تھے جنہوں نے شہر کو چاروں طرف سے گھیرا ہوا تھا اور وہ لوگ ان کے بارے میں اطلاع دیتے تھے اور بعض اوقات ان کی طرف نکلتے تھے اور انہوں نے قدس کا محاصرہ کرنے کے لیے پورا عزم کیا ہوا تھا اور اسلام کے خلاف بہت مدد چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ ان پر غالب آتے اور وہ مغلوب ہو جاتے اور لوٹ جاتے۔ اس سال کے آخر میں امیر سیف الدین المشطوب فوت ہو گئے آپ حکومت کے بڑے عہدہ پر فائز تھے جب عکا پر قبضہ ہوا تو وہاں کے نائب تھے۔ انہوں نے پچاس ہزار دینار سلطان کو فدیہ دیا اور آپ نے ان کے بیٹے کو نابلس کا نائب مقرر کیا۔ شوال میں ان کا انتقال ہوا۔

المرکیس کا قتل: اسی سال صور کا بادشاہ مرکیس قتل کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت فرمائے۔ فرنگی بادشاہ نے اسے بیت المقدس کی طرف جانے کو کہا تھا اس نے دونوں باطنیوں نے عیسائیت کا اظہار کیا اور گرجے میں رہنا اختیار کیا اور پیچھے لگ کر موقع ملا تو انہوں نے اسے قتل کر دیا۔

بعد ازاں فرنگی بادشاہ نے اپنے بھتیجے کو اس کا نائب بنا دیا جو کہ باپ کی طرف سے بھی بادشاہ کا بھتیجا تھا۔ دونوں اس کے دشمن تھے یہاں تک کہ اس نے مرکیس کی بیوی کے پاس گیا اور ان سے شادی کی۔ اس نے ضد کی تھی کہ ان کی بے حد تکلیف دہ بات ہے اور دشمنی کی جبکہ سلطان صلاح الدین ان دونوں سے شدید نفرت کرتے تھے اور ان کے قتل کے مطالبہ پر بھی آسان تھا۔

الداروم پر قبضہ: جمادی الاولیٰ کی ۹ تاریخ کو فرنگی قلعہ الداروم پر قابض ہو گئے اور اس کو منہدم کر دیا اور اس کے اکثر باشندوں کو قتل کر دیا اور بچوں کو گرفتار کر لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پھر وہ بیت المقدس کی طرف بڑھے۔ سلطان ایک لشکر کے ساتھ ان کے سامنے آئے اور جنگ شروع ہوئی تو فرنگی دور بھاگ نکلے اور سلطان بیت المقدس کی طرف واپس آ گئے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "اور اللہ تعالیٰ نے کافروں کو ان کے غصہ سمیت واپس کر دیا اور کوئی بھلائی ان کے ہاتھ نہ لگی اور لڑائی کرنے والے مومنوں کی مدد کے لیے اللہ تعالیٰ کافی ہے اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور زبردست ہے۔" (سورۃ الاحزاب، آیت ۲۵)

مسلمانوں کی پریشانی: پھر انگریزوں کے بادشاہ کو اطلاع ملی اور فرنگیوں کو سب سے زیادہ شدید تھا کہ ایک اسلامی لشکر کے قافلہ کا علم ہوا جس نے مصر سے آنا تھا تو اس نے حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اس قافلہ کو قتل کیا اور پانچ سو کو قیدی بنا لیا بہت سے اونٹ، گھوڑے اور شتر اور قیمتی سامان لے لیا اور بہت سی تعداد میں چیزیں جو فرنگیوں کی قوت میں اضافے کا باعث بنیں۔ چنانچہ دشمنوں کو انہوں نے دیکھا اور ان کے ساتھ گھوڑوں اور مسلمانوں کو ہلاک کرتے جنگ چھیڑ دی۔ بحر ابیض کے قصبہ کا عدن کی طرف ہیں ہوا اور بیت المقدس کی طرف سے صلاح الدین کے ساتھ ان کے ساتھ اور ان کے فرنگی بادشاہوں سے مدد کی اپیل کی اور سلطان نے بڑی بڑی جگہوں کی فصیلوں کو درست کرنے کا حکم دیا اور مخبر مقرر کیا اور قدس

ہے۔ ان کو تو ہم یہاں [illegible] سے [illegible]۔

سلطان کا مشورہ جمعرات ۱۹ جمادی [illegible] روز بعد نماز عشاء کے وقت سلطان نے اپنے امرا کو بلایا جن میں ابو الہیجا السمین اور المشطوب اور الاسدیہ کو طلب کیا۔ اور حلقے میں مشورہ کرنے کا حکم دیا کہ [illegible] قاضی بہاء الدین نے یہ مشورہ دیا کہ ہم سب صخرہ کے پاس جمع ہو کر اس میں دشمن سے لڑتے ہوئے مر جانے کا عہد کریں۔ یہ تجویز [illegible] سب نے اس بات کا عزم کیا لیکن سلطان سر جھکائے کچھ سوچتا رہا۔ [illegible] ان کے سروں پر [illegible] سلطان [illegible]۔

سلطان کا خطاب ... تمام تعریفیں صرف اللہ کے لئے ہیں اور درود و سلام ہو جناب نبی کریم ﷺ پر، یاد رکھو! آج تم لوگ اسلام کے لشکر ہو مسلمانوں کی جان، مال، عزت آبرو کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ بروز قیامت ان کے بارے میں تم سے پوچھ گچھ کرے گا۔ مسلمانوں میں تمہارے علاوہ اور کوئی نہیں جو اس شہر اور اس شہر کی حفاظت کرے۔ اگر تم پیٹھ پھیر کر چلے گئے تو [illegible] شہروں پر قبضہ کر لیں گے، لوگوں کو قتل کریں گے، مال و دولت، عورتیں اور بچے ان کے قبضے میں ہوں گے، مسجدوں میں صلیب کی پوجا کی جانے لگے گی، نماز اور قرآن کریم کو ختم کر دیا جائے گا۔ ان سب چیزوں کی حفاظت تمہاری ذمہ داری ہے تم ہی سلطان کے بیت المال سے کھاتے ہو، تم ان کے دشمنوں کو بھگا دو اور ان کے شہروں کی مدد کرو، [illegible] سب ملکوں کے مسلمان تمہارے ساتھ ہیں والسلام۔

حاضرین کی دعوت سیف الدین المشطوب نے کہا: "اے سلطان! ہم آپ کے غلام ہیں آپ نے ہمیں بڑائی اور عزت عطا کی، ہم اپنی گردنیں [illegible] آپ کے سامنے پیش ہیں، خدا کی قسم جب تک ہم زندہ ہیں آپ کی مدد کرتے رہیں گے" باقی حاضرین نے بھی یہی جواب دیا۔ سلطان خوش ہو گیا اور ان کی بہت سی مہمان نوازی کی۔ [illegible] کے دوران ایک سردار نے کہا کہ خطرہ ہے کہ کہیں ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک نہ ہو جو اہل عکا کے ساتھ ہوا ہے اور وہ ایک ایک کر کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیں گے۔ یہی چاہئے کہ ہم شہر سے باہر نکل کر جنگ کریں، اگر ہم ان کو شکست دینے میں کامیاب ہو گئے تو بقیہ شہروں پر بھی قبضہ کر لیں گے، اگر خدانخواستہ ہم کو شکست ہو گئی تو وہ بیت المقدس پر بھی قابض ہو جائیں گے ہم طویل عرصے تک بیت المقدس کے علاوہ باقی اسلامی علاقوں کی حفاظت کر لیں گے۔

سلطان سے درخواست اس کے بعد انہوں نے سلطان کے پاس پیغام بھیجا کہ اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ بیت المقدس میں فرنگیوں کے محاصرے میں رہیں تو آپ کے خاندان کے کسی فرد کو بھی ہمارے ساتھ رہنا ہوگا تاکہ کوئی ایک جگہ ثابت رہے کیونکہ کرد ترکوں کی ماتحتی قبول نہ کریں گے اور ترک کردوں کی ماتحتی قبول نہ کریں گے۔ سلطان کو اس بات کا علم ہوا تو سلطان کو بہت افسوس ہوا، سلطان رات بھر سوچتا رہا، پھر معاملہ صاف ہو گیا اور [illegible] ان کے بیٹے [illegible] کا گورنر [illegible] بیت المقدس کے [illegible] آپ کے [illegible] ان کے پاس رہے گا۔

یہ جمعہ کا دن تھا اس لئے جب مؤذن نے جمعہ کے لئے اذان دی تو سلطان نے دونوں اذانوں کے درمیان دو رکعت نماز ادا کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور خوب گڑگڑایا اور اس بڑی مصیبت سے چھٹکارے کی دعا کی۔

اگلے دن شہر کے اندر موجود جاسوسوں نے خبر دی کہ فرنگیوں کے بیچ اختلافات پیدا ہو گئے ہیں فرانسیسی بادشاہ کہتا ہے کہ ہم دور دراز سے آئے ہیں اور بیت المقدس کو مسلمانوں کے ہاتھوں سے چھڑانے کے لئے بے حساب مال و دولت خرچ کر چکے ہیں اور اب تو یا کہ بیت المقدس مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکلا ہی چاہتا ہے۔

فرنگیوں کا مشورہ ... جبکہ انگریز بادشاہ کہتا ہے کہ اس شہر کا محاصرہ بہت مشکل ہو گیا ہے کیونکہ یہاں پانی ختم ہو چکا ہے اور دور دراز سے ہمارے پاس پانی نہیں آسکتا اس سے نہ صرف محاصرہ ختم ہو جائے گا بلکہ فوج بھی تباہ ہو جائے گی۔ آخر یہ طے ہوا کہ یہ لوگ آپس میں تین سو افراد کو منتخب کریں اور پھر ان میں سے بارہ افراد ان کے منصف بنیں، پھر ان بارہ میں سے تین افراد کا انتخاب ہوا، وہ رات بھر سوچ بچار کرتے رہے آخر

صبح انہوں نے یہاں سے کوچ کرنے کا حکم دیا کوئی ان کی مخالفت نہ کر سکا اور بادل نخواستہ واپس روانہ ہو گئے، چلتے چلتے رملہ پہنچے سفر کی تھکن اور یاس ہیجان ان پر غالب آ چکے تھے۔

فرنگیوں کا تعاقب ۲۱ جمادی الثانیہ کی صبح سلطان اپنا لشکر لے کر القدس سے باہر گیا اور فرنگیوں کا تعاقب شروع کر دیا کہ کہیں وہ مصر کی طرف نہ چلے جائیں کیونکہ ان کے پاس افرادی اور مالی قوت بہت زیادہ تھی، انگریز بادشاہ اس پر فدا تھا، بہرحال اللہ تعالیٰ نے ان کو ناکام کیا۔

صلح کی گفتگو...... فرنگی بادشاہ نے سلطان کے پاس امن کے لئے نمائندے بھیجے اور یہ طے کرنا چاہا کہ تین سال تک ان کے درمیان جنگ نہ ہو، عسقلان فرنگیوں کے حوالے کیا جائے اور بیت المقدس کا سب سے بڑا چرچ قمامہ فرنگیوں کے حوالے کر دیا جائے تاکہ عیسائی کسی قسم کے ٹیکس یا ٹکٹ کی ادائیگی کے بغیر اس کی زیارت کے لئے آ سکیں، قمامہ کی بات تو سلطان نے تسلیم کر لی لیکن عسقلان دینے سے انکار کر دیا اور قمامہ کی زیارت کے لئے کچھ ٹیکس بھی لگا دیا۔ لیکن فرنگی بھی نہ مانے اور انہوں نے کہا کہ جب تک عسقلان کی فصیل تعمیر کر کے ہمارے حوالے نہ کیا گیا۔ ہم اس معاہدے کو تسلیم نہ کریں گے، لیکن سلطان ڈٹا رہا اور یافا کی طرف روانہ ہو گیا اور شدید محاصرے کے بعد یافا کو فتح کر لیا، فرنگیوں نے تمام اہل یافا کے لئے امان طلب کی لیکن اسی اثناء میں بحری راستے سے فرنگیوں کو مدد آ پہنچی اور وہ مضبوط ہو گئے چنانچہ انہوں نے نافرمانی پر کمر باندھی اور دوبارہ حملہ کر کے شہر پر قابض ہو گئے، وہاں پیچھے رہ جانے والے مسلمانوں کو باندھ کر قتل کر دیا۔ سلطان فوج کو بچانے کے لئے محاصرے کی جگہ سے پیچھے ہٹ گیا، فرنگی بادشاہ سلطان کے حملے کی سختی اور شدت پر سخت حیران تھا کہ جو شہر سلطان نے صرف دو دن میں فتح کیا تھا وہ کوئی اور دو سال میں بھی فتح نہ کر سکتا تھا، لیکن میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اپنی خودداری اور ذہانت کے باوجود صرف میرے آنے سے پیچھے ہٹا ہو حالانکہ ہم لوگ سمندر سے خالی ہاتھ ہی باہر نکلے ہیں۔

دوبارہ گفتگو...... فرنگی بادشاہ نے دوبارہ صلح کی گفتگو شروع کرنا چاہی تاکہ عسقلان اسے مل سکے لیکن سلطان انکار کرتا رہا۔ اسی دوران سلطان نے رات کے وقت ان پر حملہ کر دیا اس وقت وہ صرف ۱۷ آدمی تھے اور اس کے علاوہ کچھ پیادے بھی ان کے ارد گرد موجود تھے، چنانچہ وہ اپنی فوج لے کر حملہ آور ہوا اور شدید محاصرہ کرنا چاہا لیکن لشکر نے ساتھ نہ دیا، سلطان ان کو ابھارتا رہا لیکن وہ ایسے انکار کرتے رہے جیسے کوئی مریض دوا پینے سے انکار کر دیتا ہے۔

فرنگیوں کی للکار...... دوسری طرف فرنگی بادشاہ نے اپنی صفیں درست کر کے سلامی بھیجے اور میسرے کو للکارا لیکن نہ ہی کسی مسلمان سپاہی نے حرکت کی نہ ہی اس کی للکار کا جواب دیا، یہ صورتحال دیکھ کر سلطان نہایت غمزدہ حالت میں واپس پلٹا اسے اس بات کا شدید غم تھا کہ کسی نے اس کی بات نہ مانی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اگر اس میں طاقت ہوتی تو وہ کسی ایک کو بھی بیت المال سے ایک پیسہ بھی نہ لینے دیتا۔

شاہ فرنگ کی بیماری...... ادھر فرنگی بادشاہ سخت بیمار ہو گیا، اس نے سلطان سے درخواست کی کہ وہ برف اور پھل بھیجے سلطان نے سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پھل اور برف اسے بھجوا دیے، کچھ ہی عرصے بعد وہ لعنتی صحت یاب ہو گیا۔ صحت مند ہوتے ہی دوبارہ اس کا نمائندے عسقلان کا مطالبہ کرنے سلطان کے پاس آنے لگے، اس بار سلطان نے ان کا مطالبہ تسلیم کر لیا چنانچہ رمضان المبارک کی ۷ تاریخ کو دونوں بادشاہوں کے درمیان صلح نامہ تحریر کیا گیا، ان کے تمام امراء اور سرداروں نے پکے وعدے کئے، جبکہ مسلمان امراء اور سرداروں نے حلف اٹھائے اور اپنی اپنی تحریر لکھی، سلطان نے سلاطین کے دستور کے مطابق صرف بات کرنے پر اکتفا کیا، دونوں گروپ بہت خوش تھے چنانچہ ساڑھے تین سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ ہوا اس کے علاوہ یہ کہ جو ساحلی علاقے ان کے پاس ہیں وہ بدستور ان پر قابض رہیں گے، جبکہ مسلمان ان کے مقابلے میں جبل کے علاقوں پر قابض رہیں گے، ان کے درمیان معاملات انصاف پر مبنی ہوں گے۔ اس کے بعد سلطان نے سو نقب زن عسقلان کی فصیل کو خراب کرنے اور وہاں موجود فرنگیوں کو نکالنے کے لئے بھیجے۔

بادشاہ قدس واپس آ گیا۔ اور اس کے حالات اور معاملات کو ترتیب دی اور مضبوط کیا۔ اور مدرسہ کے وقف میں ایک بازار دو کانوں سمیت اور ایک زمین باغات سمیت مزید دے دی اس سال اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے حجاز یمن مصر اور شام کی طرف لکھا کہ وہ اس بات کو معلوم کریں اور اس کے لئے تیار ہیں۔ اور قاضی فاضل نے اسے اس ارادے حج سے روکنے کا خط لکھا۔ کہ انگریز شہروں پر قبضہ کر لیں گے اور وہاں بہت ظلم کریں گے لوگوں اور دین میں خرابیاں پیدا کریں گے۔ ان کی خیر خواہی کم ہو جائے گی۔ اور اس سال مسلمانوں کے حالات کی حفاظت کرنا آپ کے لئے بہتر ہے۔ اور دشمن ابھی تک شام میں خیمے لگائے ہوئے ہیں اور آپ کو پتہ ہے کہ وہ طاقت اور اکثریت حاصل کرنے کے لئے صلح کرتے ہیں اور پھر فریب اور خیانت کرتے ہیں چنانچہ سلطان نے اس کی بات غور سے سنی اور اس کی خیر خواہی کا شکریہ ادا کیا حج کا ارادہ ترک کر کے دوسرے ملک کو بھی لکھ دیا۔ اور وہ پورے رمضان میں قدس شریف میں رہا اور روزے رکھتا اور نماز پڑھتا اور قرآن پڑھتا رہا۔ اور جب کوئی انگریز سردار اس سے ملاقات کرنے کے لئے آتا تو وہ اس کا دل جیتنے کے لئے اس کی بہت عزت کرتا۔ ان کا ہر بادشاہ بھیس بدل کر قمامہ کو دیکھنے آتا اور وہ بادشاہ کے پاس اس وقت آتا جب عوام حاضر ہوتی تا کہ وہ اسے دیکھ نہ سکے اور بادشاہ اس کو بالکل نہ جانتا۔ اس لئے وہ ان کا اکرام کرتا اور حسن سلوک کرتا۔ اور اپنے خوبصورت اخلاق دکھاتا۔

۵ شعبان کو بادشاہ فوج کے ساتھ قدس سے دمشق کی طرف روانہ ہوا اور اس نے قدس پر عزالدین جردیک کو نائب اور بہاؤالدین بن یوسف بن رافع بن تمیم الشافعی کو قاضی مقرر کیا اور وادی الجیب سے گزرا اور الفادیہ کے تالاب پر رات گزار کر صبح نابلس چلا گیا اور وہاں کے حالات دیکھنے کے بعد وہاں سے چل پڑا۔ اور وہ قصبوں اور شہروں کے پاس سے گزرا اور اس کے حالات پر غور کیا اور ان کے ظلم کو ہٹانے لگا اور راستے میں اطلاع کیا کہ حکمران بوہمند اس کے پاس آیا تو اس نے اس سے بہت حسن سلوک کیا۔ اور بہت انعام و اکرام کیا۔ اس وقت عماد الکاتب بھی اس کے ساتھ تھا۔

اس نے اس جگہ ایک منزل کی اطلاع دی اور اس کو یہ بھی کہا کہ اس نے پیر کے دن عین الجر کو عبور کیا اور بیروت لی۔ چراگاہ تک گیا تو تنگی دور ہوگئی وہاں دمشق کے مشہور و معروف لوگ اس کے پاس آئے اور منگل کو وہ اتر ا گیا۔ اور وہاں بھی تحائف لے اور ملنے والے آ گئے۔ اور ۲۶ شوال بدھ کے دن صبح دمشق میں سواحتی کے ساتھ داخل ہوا بادشاہ چار سال کے بعد جب دمشق واپس آیا تو دمشق نے اپنا سب کچھ باہر نکال دیا۔ اپنی عورتیں بچوں اور مردوں کو بھی نکالا اور یہ خوشی کا دن تھا۔ اور شہر کے رہنے والوں کی بڑی تعداد باہر آ گئی۔ سلطان کے سب بیٹے اکٹھے ہوئے اور باقی ملکوں کے بادشاہوں کے نمائندے بھی اس کے پاس آئے۔ اور اس نے بقیہ سال شکار کرنے اور عدل کی جگہ میں حاضر ہونے اور حسن سلوک کرتے ہوئے قیام کیا اور جب عید الاضحیٰ آئی تو ایک شاعر نے آپ کی شان میں ایک قصیدہ کہا وہ کہتا ہے۔

اس کے باپ کی قسم اگر اس کی آنکھ محبت نہ کرتی تو میں محبت کے بارے میں شعر نہ کہتا میں ملک ناصر کی تعریف میں سوچ رہا تھا ایسا بادشاہ ہے جس نے ملکوں کو انصاف سے یوں بھر دیا ہے جس طرح اس نے عوام کے ساتھ بہت بھلی نیکی کی ہو۔ وہ عید کو جو روزے رکھنے اور افطار کرتے ہوئے حلال کرتا ہے۔ اور خشکی اور تری میں ہمارے اللہ سے ملاقات کرتا ہے۔ اور اللہ کی اطاعت کا عظیم حج ہے خواہ وہ مصر کا بادشاہ بن جائے تو جو دین اور دنیا میں مشغول رہنے والا ہے۔ تو نے بادشاہوں میں فخر حاصل کیا تو اصل اور فرع کی دو بزرگیوں کا جمع کرنے والا ہے اور تو دنیا اور آخرت کا مالک ہے۔

اس سال ہونے والے واقعات میں ایک عظیم جنگ وہ بھی ہے جو غزنی کے بادشاہ شہاب الدین جو غزنی کو سبکتگین سلسلے کا بادشاہ تھا کے اور ہندوستان کے بادشاہوں کے درمیان ہوئی۔ شہاب الدین کو ۵۸۳ھ میں ہندوؤں کے ہاتھوں شکست ہو چکی تھی چنانچہ اس بار اللہ تعالیٰ نے ہندوؤں کو شکست دی اور شہاب الدین کو کامیابی سے ہمکنار کیا اور ان کے بے شمار لوگوں کو قتل کیا اور بہت سے قید کر لئے۔ ان قیدیوں میں ان کا سب سے بڑا بادشاہ اور افسر بھی شامل تھے ان میں وہ ہاتھی بھی تھا جس کو اس نے زخمی کیا تھا۔ پھر اس حاکم کو اس کے سامنے لایا گیا تو اس نے اس کی خوب بے عزتی کی پھر اس کے قلعے پر بھی قبضہ کر لیا جو کچھ اس قلعے میں مال تھا اسے ہر چھوٹی بڑی چیز کے بارے میں خبر دی۔ اس کے بعد اس حاکم کو قتل کر دیا پھر وہ کامیابی کے ساتھ فوج لے کر غزنی واپس آ گیا۔

اور اس نے بغداد کے امیر حاجی طاشتکین پر الزام لگایا کہ یہ صلاح الدین ایوبی سے خط و کتابت کر رہا ہے اور اس کے اور بغداد کے مابین کوئی رکاوٹ نہیں ہوتی اگرچہ یہ بے گناہ تھا مگر طاشتکین کی گوشمالی ہوئی اور وہ دن کا مطالبہ ہوا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔

اس سال وفات پانے والے مشہور لوگ

قاضی شمس الدین محمد بن موسیٰ ...... یہ ابن الفراش کے نام سے مشہور تھے جس وقت دمشق میں افواج کے قاضی تھے تو بادشاہ انہیں اپنا نمائندہ بنا کر آس پاس کے حکام کے پاس بھیجا کرتا تھا ان کی سفر میں وفات ہوئی۔

سیف الدین علی بن احمد مشطوب ...... یہ اسد الدین شیرکوہ کا بھی ساتھی تھا ان کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہا پھر صلاح الدین کے بڑے امراء میں سے ہو گیا۔ جس وقت انگریز عکا پر قابض ہوئے تو یہ بھی گرفتار کر لئے گئے۔ اور پچاس ہزار دینار فدیہ دے کر آزاد ہو گیا۔ صلاح الدین کے پاس قدس پہنچے تو سلطان صلاح الدین نے اس رقم کا بڑا حصہ دیا بلکہ نابلس کا گورنر بھی بنا دیا ان کا ۲۳ شوال بروز جمعرات انتقال ہوا اور گھر ہی میں دفن کیا گیا۔

عزالدین قلیج ارسلان بن مسعود ...... یہ قلیج ارسلان کا بیٹا ہے اس نے اپنی زندگی میں ہی اپنی ساری اولاد کو جو بھی تھے اپنے سب علاقے اپنے بیٹوں میں بانٹ دیئے مگر انہوں نے اس کی نافرمانی کی اپنی عزت خوب کرائی اور اس کی بے عزتی کی۔ یہ بڑی عمر تک رہا اور اسی سال انتقال کر گیا۔

شاعر ابوالمرہف نصر بن منصور النمیری ...... ان کا انتقال اس سال ربیع الآخر میں ہوا یہ علم حدیث سے وابستہ تھے۔ چودہ سال کی عمر میں چیچک کی وجہ سے ان کی نظر کمزور ہو گئی علاج کے لئے عراق گئے مگر طبیبوں نے جواب دے دیا لہٰذا قرآن کے حفظ کرنے اور صالحین کی مجلس کو اختیار کر لیا اور مذہب حنبلی کی سنت کے مسلک پر چلنے لگے۔

أحب عليا والبتول وولدها
ولا أجحد الشيخين فضل التقدم
وأبرأ ممن نال عثمان بالأذى
كما أتبرأ من ولاء ابن ملجم
ويعجبني أهل الحديث لصدقهم
فلست إلى قوم سواهم بمنتمي

ترجمہ: حضرت علی (بتول فاطمہ رضی اللہ عنہا) بتول اور ان کے بچوں سے محبت کرتا ہوں شیخین کے تقدم کی فضیلت کا منکر نہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اذیت پہنچانے والوں سے بری ہوں جیسا کہ میں ابن ملجم سے بری ہوں، مجھے حدیث سے شغف رکھنے والے اپنی سچائی کی وجہ سے حیرت میں ڈال دیتے ہیں میں ان کے سوا کسی کی طرف خود کو منسوب نہیں کرتا۔

ان کا انتقال بغداد میں ہوا اور باب حرب کے مقبرہ شہداء میں انہیں دفن کیا گیا۔

ختم شد

حصہ دوازدہم تاریخ ابن کثیر

سیرت اور سوانح پر دارالاشاعت کراچی کی مطبوعہ مستند کتب

سیرۃ النبی	[illegible]	علامہ شبلی نعمانی
سیرۃ النبی	[illegible]	[illegible]
رحمۃ للعالمین	[illegible]	قاضی محمد سلیمان منصورپوری
محسن انسانیت اور انسانی حقوق	[illegible]	[illegible]
رسول اکرم کی سیاسی زندگی	[illegible]	ڈاکٹر محمد حمید اللہ
شمائل ترمذی	[illegible]	[illegible]
عہد نبوت کی برگزیدہ خواتین	[illegible]	احمد خلیل جمعہ
دور تابعین کی نامور خواتین	[illegible]	• • • • •
جنت کی خوشخبری پانے والی خواتین	[illegible]	• • • • •
ازواج مطہرات	[illegible]	[illegible]
ازواج الانبیاء	[illegible]	احمد خلیل جمعہ
ازواج صحابہ کرام	[illegible]	[illegible]
اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	[illegible]	ڈاکٹر عبدالحی عارفی
اسوۂ صحابہ	[illegible]	[illegible]
اسوۂ صحابیات مع سیر الصحابیات	[illegible]	• • • •
حیاۃ الصحابہ	[illegible]	مولانا محمد یوسف کاندھلوی
طب نبوی صلی اللہ علیہ وسلم	[illegible]	[illegible]
الفاروق	[illegible]	علامہ شبلی نعمانی
حضرت عثمان ذوالنورین	[illegible]	[illegible]

اسلامی تاریخ پر مستند کتب

طبقات ابن سعد	اسلامی تاریخ کا مستند اور ابتدائی ماخذ	[illegible]
تاریخ ابن خلدون	[illegible]	علامہ عبدالرحمن ابن خلدون
تاریخ ابن کثیر	اردو ترجمہ البدایہ والنہایہ	[illegible]
تاریخ اسلام		مولانا اکبر شاہ خان نجیب آبادی
تاریخ ملت	[illegible]	[illegible]
تاریخ طبری	اردو ترجمہ تاریخ الامم والملوک	علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبری
سیرۃ الحلبیہ	[illegible]	[illegible]

دارالاشاعت ❁ اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان [illegible] مستند اسلامی و علمی کتب کا مرکز